اکمل البیان

۱۲۸۴ھ

فی تائید

تقویۃ الایمان

تالیف

مولانا حافظ عزیز الدین مرادآبادی رحمہ اللہ

المکتبۃ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور ۲

۞

اِنَّ لِلّٰہِ عِنْدَ کُلِّ بِدْعَۃٍ کِیْدَ بِھَا الْاِسْلَامَ وَاَھْلَہٗ وَلِیًّا یَذُبُّ عَنْہُ ؕ

(قالہ ابن مسعودؓ وقد روی مرفوعاً)

۞

"حضرت علاّمہ شہید کی خصوصیّتِ کُبریٰ!"

"حضرت شاہ ولی اللہ کا مقام ہر رنگ میں کس درجہ جامع و کامل ہے؟ بااین ہمہ یہاں جو کچھ ہُوا، تجدید و تدوین علوم و معارف اور تعلیم و تربیت اصحاب استعداد تک محدود رہا اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ فعلاً عمل و نفاذ اور ظہور و شیوع کا پورا کام تو کسی دوسرے ہی مردِ میدان کا منتظر تھا۔ اور معلوم ہے کہ توفیقِ الٰہی نے یہ معاملہ صرف حضرت علامہ و مجدّد شہیدؒ کے لئے مخصوص کر دیا تھا خود حضرت شاہ صاحب کا بھی اس میں حصّہ نہ تھا:

میخواست ستخیز زعالم برآورد

آں باغباں کہ تربیت ایں نہال کرد"

"اگر خود شاہ صاحب بھی اُس وقت ہوتے تو اُنہی کے جھنڈے کے نیچے نظر آتے....

... شاہ صاحب نے مزاج وقت کے عدم تحمل واستعداد سے مجبور ہو کر بحکم:

بہ رمز نکتہ اداے کنم کہ خلوتیاں

سرسبو بکشادند و در فرو بستند"

.... "دعوت واصلاح اُمت کے جو بھید پرانی دلی کے کھنڈروں اور کوٹلہ کے حجروں میں دفن کردئے تھے، اب اُس سلطان واسکندرِ عزم کے بدولت شاہجہان آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر اُن کا ہنگامہ مچ گیا۔ اور ہندوستان کے کناروں سے بھی گزر کر نہیں معلوم کہاں کہاں تک چرچے اور افسانے پھیل گئے جن باتوں کے کہنے کی بڑوں بڑوں کو بند حجروں کے اندر بھی تاب نہ تھی۔ وہ اب برسرِ بازار کی جارہی اور ہورہی تھیں۔ اور خونِ شہادت کے چھینٹے حرف وحکایات کو نقوش وسواد بنا کر صفحۂ عالم پر ثبت کر رہے تھے:

آخر تو لائیں گے کوئی آفت فغاں سے ہم

حجت تمام کرتے ہیں آج آسماں سے ہم"

پھر کیا اُسوقت ہندوستان علم وعمل سے خالی ہوگیا تھا؟ یا حق پر چلنے والے اور حق کا درد رکھنے والے معدوم ہو لئے تھے؟ کون ہے جو ایسا کہہ سکتا ہے؟ خود اسی خاندان عالی میں کیسے کیسے اکابر واساتذۂ علم وعمل موجود تھے؟ حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کی درس و تدریس کی بادشاہت سمرقند و بخارا اور مصر وشام تک پھیلی ہوئی تھی، شاہ عبدالقادرؒ اور شاہ رفیع الدینؒ علم وعمل کے آفتاب تھے، خاندان کے باہر اگران کے تربیت یافتوں کو دیکھا جائے تو کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جہاں ان کا فیضانِ علم کام نہ کر رہا ہو۔"

...... "باایں ہمہ یہ کیا معاملہ ہے کہ وہ جو وقت کا ایک سب سے بڑا کام تھا اس کے لئے کسی کے قدم کو جنبش نہ ہوئی، سب دوسرے دوسرے کاموں میں رہ گئے۔ یا حجروں کا کام یا مدرسوں کا۔ لیکن میدان والا معاملہ کسی سے بھی بن نہ آیا؟ وہ گویا ایک خاص پہناوا تھا، جو صرف ایک ہی جسم کے لئے تھا اور ایک ہی پر چُست آیا۔ دُنیا اس کے لئے خلعتِ عظمت اور تشریفِ قبول کاندھے پر ڈالے منتظر کھڑی تھی۔ زمانہ اپنے سارے سامانوں کے ساتھ کب سے اُس کی راہ تک رہا تھا۔ اُمیدواروں پر اُمیدوار یکے بعد دیگرے گذرتے رہے مگر اُس کا مستحق کوئی نہ نکلا:

بارِ غمِ او عرض بہر کس کہ نمودم
عاجز شد و ایں قرعہ بنامم ز سر افتاد!"

(حضرت مولانا ابوالکلام آزادؒ)

(تذکرہ ۲۴۵ــ ۲۴۷ طبع اوّل)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

اہم مشمولات کتاب اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تصدیر

للہ الحمد ہر آں چیز کہ خاطر مے خواست ؛ آخر آمد ز پردۂ تقدیر پدید !
خانوادۂ ولی اللّٰہی کے گل سرسبد مولانا محمد اسماعیل شہید قدس اللہ روحہ و نور ضریحہ
کی پُر درد، پُر تاثیر، سراپا اخلاص، ایمان پرور، نکتہ آفریں، اور مقبول خاص و عام تالیف کتاب
"تقویۃ الایمان" جب تیرھویں صدی ہجری کے پانچویں عشرے میں (۱۲۴۰ تا ۱۲۵۰ھ) میں منصۂ
شہود پر جلوہ گر اور اس وقت کے احوال و ظروف کے مطابق اشاعت پذیر ہوئی، تو بمصداق ؎
دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے ؛ پَر نہیں طاقت پرواز مگر رکھتی ہے
اس کی وسعت تاثیر کا یہ عالم تھا کہ حسب ارشاد مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم :-

"اس (تقویۃ الایمان) سے بہت ہی نفع ہوا چنانچہ مولوی اسماعیل صاحبؒ کی حیات ہی میں دو ڈھائی لاکھ آدمی درست ہوگئے تھے اور ان کے بعد جو کچھ نفع ہوا اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا۔" (امیر الروایات مطبوعہ در مجموعہ حکایات اولیاء ص ۹۲ طبع لاہور)

اور حقیقت یہ ہے کہ تقویۃ الایمان جو شخص بھی صاف ذہن سے پڑھے گا وہ محسوس کریگا ؎
دیکھنا تقریر کی لذّت کہ جو اس نے کہا ؛ میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے
شہادت میں مثالاً شاہ عبد العزیزؒ کے ایک شاگرد کا بیان ملاحظہ ہو :-

"میں اب تک دُنیا کی حالت دیکھتا رہا اور جو کچھ لوگ کہہ رہے تھے اور کر رہے تھے ان کی باتیں بالکل میرے جی کو نہ لگتی تھیں اور میں سمجھتا تھا کہ دُنیا اس وقت گمراہی میں مبتلا ہے اور میرا جی ان باتوں کو ڈھونڈھتا تھا مگر کنوئیں میں پھانگ پڑی ہوئی تھی نہ کسی کو دین کی خبر تھی نہ کوئی بتلانے والا تھا مولوی اسماعیل کا احسان ہے کہ اُنہوں نے پانی اور پھانگ کو الگ کر دیا اور سیدھا راستہ بتلا دیا۔" (امیر الروایات بحوالۂ بالا ص ۹۳)

یوں سمجھئے کہ تقویۃ الایمان کی انبیائی دعوتِ توحید نے کلکتہ سے پشاور اور شمالی ہند سے
جنوبی ہند کے ایوانہائے بدعت میں تزلزل پیدا کر دیا تھا اور جب مشرکانہ رسوم و رواج کے
صدیوں پرانے قلعوں میں شگاف پڑنے شروع ہو گئے تو منطقِ یونانی کی نظریاتی بحثوں میں مگن

خانقاہی تصوّف کے اجارہ دار اور تقلیدِ جامد میں سرشار اصحاب جُبّہ و دستار ان موحدانہ اثرات و نتائج حسنہ سے تلملا اُٹھے اور ایک طوفانِ بدتمیزی برپا کر دیا۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ یہ حضرات تقویۃ الایمان کے بیان اور توحید خالص کو یا تو سمجھ نہ سکے یا پھر کسی اندرونِ نفس کی مخفی شرارت یا کسی سازش کا شکار ہو گئے۔ حالانکہ مولانا نے تقویۃ الایمان :۔

"لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سیّد صاحب، مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولانا محمد یعقوب صاحب، مولوی فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبداللہ خان علوی بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آ گئے ہیں اور بعض جگہ تشدّد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی۔ اگر میں یہاں رہتا تو ان مضامین کو میں آٹھ دس برس میں بتدریج بیان کرتا۔ لیکن اس وقت میرا ارادہ حج کا ہے اور وہاں سے واپسی پر عزم جہاد ہے اس لئے میں اس کام سے معذور ہو گیا اور میں دیکھتا ہوں کہ دوسرا اس بار کو اٹھائے گا نہیں۔ اس لئے میں نے یہ کتاب لکھدی ہے۔ گو اس سے شورش ہو گی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے یہ میرا خیال ہے اگر آپ حضرات کی رائے اشاعت کی ہو تو اشاعت کی جاوے۔ ورنہ اسے چاک کر دیا جائے۔ اسپر ایک شخص نے کہا کہ اشاعت تو ضرور ہونی چاہئے مگر فلاں فلاں مقام پر ترمیم ہونی چاہئے اس پر مولوی عبدالحی صاحب، شاہ اسحاق صاحب اور عبداللہ خاں علوی اور مومن خاں نے مخالفت کی۔ اور کہا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں۔ اس پر آپس میں گفتگو ہوئی اور گفتگو کے بعد بالاتفاق طے پایا کہ ترمیم کی ضرورت نہیں اور اسی طرح شائع ہونی چاہئے چنانچہ اسی طرح اس کی اشاعت ہو گئی۔" (امیرالروایات ص ۹۲)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ تقویۃ الایمان کے مندرجات اس خاندان کے اہلِ علم و تحقیق کے متفق علیہ ہیں اور یہ ہے بھی امر واقعہ، شاہ ولی اللہؒ کی اہم تصانیف حجۃ اللہ البالغہ، الفوز الکبیر، البلاغ المبین اور تحفۃ الموحدین وغیرہ کتابوں پر جس کی نظر ہے اس پر مخفی نہیں۔

یہی نہیں بلکہ دہلی کا پڑھا لکھا مقتدر طبقہ بھی مولاناؒ کی تحریکِ اصلاح سے بہت متاثر اور ان کی اصلاحات کو بنظرِ استحسان دیکھتا اور دل سے پسند کرتا تھا۔ صدر الصدور مولوی عبدالقادر خاں

رام پوری (متوفی ۱۲۶۵ھ / ۱۸۴۹ء) اپنے احوال و واقعات پر مشتمل کتاب "وقائع عبد القادر خانی" میں بسلسلہ واقعات سنہ ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۵ء لکھتے ہیں :-

"دہلی میں مولوی محمد اسماعیل خلف مولوی عبد الغنی خلف شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے جو حسنِ بیان، قوتِ استنباط اور تیزیٔ ذہن میں اس زمانہ میں اپنے دادا اور چچاؤں[1] کی یادگار تھے مخلوق کو ان بدعات سے روکنے پر جو مستحبات بلکہ واجبات میں مخلوط ہو گئی ہیں ہمت باندھ رکھی تھی[2]۔ جمعہ کے دن جامع مسجد میں اور دوسرے دنوں میں اس قسم کے مجمعوں میں بیان کرتے تھے عوام ان کے وعظ و پند سے بہت نفع اٹھاتے تھے اور جو لوگ بدعات پر عمل کرتے ہیں اور آباؤ اسلاف کو انبیا و رسل کے مسنونات کا ناسخ سمجھتے ہیں اگرچہ اس کلمہ کے تلفظ سے باز رہتے ہیں لیکن بدعت شکن پر طعن کرتے ہیں کہ اس کی بات اسلاف کے خلاف ہے! ذرا سوچنا چاہئے کہ جب کوئی بانیٔ شریعت کی مخالفت پر ملامت کرے تو کیا اس بنا پر کہ بعض خرقہ پوشوں اور اصحابِ دستار کی راہ و رسم کے خلاف ہے مؤاخذہ اور سرزنش کا مستحق سمجھا جائے گا؟ اور جن مشائخ و علماء نے سنن انبیاء و اسلاف و صلحاء کے مقابلہ میں بدعات جاری کی ہیں ان سے قیامت میں باز پرس کیوں نہ ہو گی؟ وہ زمانہ نبوت کے قرب و بُعد کی وجہ سے بدعت اسلام کی وجہ سے سنت نہیں ہو جاتی!"

(وقائع عبد القادر خانی کا اُردو ترجمہ "علم و عمل" ص ۲۳۳ ج ۲ - از جناب محمد ایوب صاحب قادری ایم اے)

مولانا شہیدؒ کا اندازہ صحیح نکلا۔ شورش ہوئی اور خوب ہوئی جس نے بعض دفعہ بحثوں اور مناقشوں کی صورت اختیار کر لی۔ چنانچہ سنہ ۱۲۴۰ھ / ۱۸۲۴ء میں :-

"نواب محمد میر خاں[2] کی ترغیب سے مولوی مخصوص اللہ[3] صاحب اور مولوی موسیٰ[4] صاحب اور مولوی رشید الدین[5] صاحب نے جامع مسجد میں بعد نماز جمعہ مولانا محمد اسماعیل صاحب و مولانا عبد الحی صاحب کے سامنے چند تحریری سوالات پیش کئے۔ مولانا محمد اسماعیل صاحب

---

[1] مولوی عبد القادر خانؒ نے اپنی یہ آپ بیتی ۱۲۳۱ھ میں مرتب کرنی شروع کی تھی، معلوم ہوتا ہے مولانا کی اس وقت شہادت ہو چکی تھی
[2] بن شاہ نظام الدین قادری نقشبندی (دیکھو وقائع عبد القادر خانی کا ترجمہ علم و عمل ص ۲۹۴ ج ۱ طبع کراچی)
[3] بن شاہ رفیع الدین صاحبؒ متوفی سنہ ۱۲۷۳ھ / ۱۸۵۷ء (تذکرہ علمائے ہند اردو ص ۴۹۰)
[4] بن شاہ رفیع الدین صاحب دہلوی متوفی سنہ ۱۲۴۹ھ / ۱۸۳۳ء (تذکرہ علمائے ہند اُردو ص ۱۹۱)

نے تو ان کو فوراً ایک نظر سے دیکھ کر یہ کہدیا کہ یہ میاں جی کی دستور صبیان کے سوالات ہیں
پھر مولانا عبدالحی صاحب نے ملاحظہ کر کے فرمایا کہ ان کے جوابات میں دونگا۔ میں آج
وطن مالوف کا عزم رکھتا ہوں وہاں جاکر ان کے جوابات لکھ بھیجوں گا۔ مولوی مخصوص اللہ
صاحب نے فرمایا کہ آپ وطن پھر جائیں پہلے ان کے جوابات تحریر فرمائیں۔ مولوی عبدالحی
صاحب نے اسی جلسہ میں قلم دوات منگاکر جواب تحریر کردیا اور فرمایا کہ اس پر کچھ اور
شبہ وشکوک ہو تو بیان کرو۔ فریق ثانی نے صاف کہا کہ بس یہی پوچھنا تھا پس مناظرہ
ختم ہؤا۔ وہ سوالات یہ ہیں جو مع جواب نقل کئے جاتے ہیں :۔

سوال اوّل۔ جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ را در فضل وعلم چہ اعتقاد دارید؟
سوال دوم۔ جناب مبرور بوسہ قبر والد خود مے دادند درحقِ ایشاں چہ میگوید؟
سوال سوم۔ اذان بعد دفن میت عند القبر جائز است یا نہ؟
سوال چہارم۔ مذہب شما حنفی است یا نہ؟
سوال پنجم۔ بدعت منقسم بسوئے حسنہ وسیئہ است یا نہ؟

جواب از طرف مولوی عبدالحی صاحب رح

جواب سوال اوّل اینکہ علم وفضل مولانا ممدوح مغفور از طحاوی وکرخی زیادہ تر بل ہم جنب
صاحبین در فقہ و در مہارت وتبحر حدیث وتفسیر از صاحبین بیش تر باعتقاد خود میدانیم۔ واللہ
اعلم بالصواب۔ باز گفتند کہ مولانا موصوف درحق من چہ فرمودند؟ میدانید ویاد دارید یا نہ؟
مولوی مخصوص اللہ وغیرہ گفتند میدانم کہ مولانا درحقِ شما فرمودند کہ نصف عِلم من بمولوی عبدالحی
است ودر دیگر نصفے ہمہ شاگردانِ من شریک اند۔ مولوی عبدالحی باز گفتند کہ ہمہ شاگردانِ
مولانا قابلِ مناظرۂ من نیستند آرے مجادلہ مے توانند کرد فقط

جواب سوال دوم اینکہ علمائے سابقین نوشتہ اند کہ بوسہ دادن قبر را عادت یہود و
نصاریٰ است در تحریرات ملا علی قاری وشیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہ ملاحظہ نمایند۔ از
بعض مقابلین گفتند کہ مولانا ممدوح بوسہ قبر والد ماجد خود مے دادند۔ مولوی عبدالحی گفتند
آں صاحبان را یاد است یا نہ کہ روزے مولانا برائے زیارت قبر والد خود در قبرستان رفتہ بودند
و بوسہ دادند۔ حافظ محفوظ باآواز بلند گفت کہ اے صاحبان حاضرین ببینید کہ شیخ وقت خود بوسہ
قبر دادہ پس مولانا سخن حافظ شنیدہ فرمودند کہ بوسہ قبر بلا ریب عادت یہود ونصاریٰ است

و حال من این است که وقتیکه نزد قبر والدے آیم از بس متغیر حال و بدحواس مے شوم و حالت بدحواسی و اضطراری این امر سادر مے شود و نعل متغیر الحال و بدحواس در شرع معتبر و مقبول نیست۔ حاشا کلا بوسہ قبر روا نیست ــــ!

جواب سوال سویم اینکہ اذان دادن بعد دفن میت معہود بالسنہ نیست پس مکروہ خواہد بود بنا برین در ظاہر الروایۃ و دیگر کتب متداولہ معتبرہ حنفیہ اثرے پدید نیست مولوی مخصوص اللہ صاحب گفتند بر تلقین قیاس میکنم مولوی عبدالحی گفتند بنا فاسد علی الفاسد است زیراکہ حنفیہ وغیرہ حدیث تلقین را ضعیف گفتند و قابل احتجاج ندانستند۔ واللہ اعلم بالصواب۔

جواب سوال چہارم اینکہ من بر مذہب حنفی مثل طحاوی و کرخی ام باسناد صحیح کاربند مے شوم نہ مثل حاطب اللیل پابندم۔

جواب سوال پنجم اینکہ بدعت شرعیہ منقسم نیست۔ کل بدعۃ ضلالۃ کما رواہ مسلم شما بحر الرائق وغیرہ بہ بینید و حضرت مجدد الف ثانی در دو سہ مکتوب[2] خود این را تصریح کردہ و در فتح الباری بحث حدیث شر الامور محدثاتہا ملاحظہ بکنید آرے بدعت لغویہ منقسم است کما لا یخفی علی الماہر بالشریعۃ واللہ اعلم بالصواب[1]۔

---

[1] مجلہ اشاعۃ السنۃ النبویہ (لاہور) ص ۷۹۔ شمارہ ۳، جلد ۷ (مجریہ سنہ ۱۳۰۱ھ / ۱۸۸۴ء) یہ علمی و تحقیقی ماہ نامہ حضرت مولانا محمد حسین بٹالوی مرحوم کی ادارت میں سالہا سال تک شائع ہوتا رہا۔ مجھے یہ شمارہ مولانا غلام رسول صاحب مہر (لاہور) کی عنایت سے ملا۔ جس کے لئے میں ان کا بہت ہی ممنون ہوں۔

اس مناظرہ کا اجمالی تذکرہ الکمل البیان کے صفحہ ۱۰۸ پر بھی آیا ہے، جہاں جناب مؤلف نے لکھا ہے کہ اس مناظرہ کی روداد کتب خانہ سید حسن شاہ رامپور (ہند) میں قلمی موجود ہے۔ مولانا قاضی بشیر الدین قنوجیؒ نے ان الفاظ میں اس کا خلاصہ ذکر کیا ہے "خلاصہ بحث این است کہ اہل بدعت فتوی بعض مسائل متنازع فیہا مثل بوسۂ قبر وغیرہا بملاحظہ مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ پیش کردند ہماں وقت مولانا جواب باصواب دادند و فرمودند کہ ہر کہ بہ خلاف پردازد و طریق مناظرہ را از دست ندہد و بالفرض اگر دولیتے فقہی معارض قول ما پیش نماید ما دامیکہ آں روایت روایت فقہائے طبقہ ابی حنیفہ و محمد و ابی یوسف رحمہم اللہ تعالی و ما دون ایشان تا طحاوی و کرخی و صاحب ہدایہ و امثالہم نباشد اصلاً قابل قبول نبود و روایت فقہائے طبقہ سابعہ تا آنکہ بہ محک کتاب و سنت در امتحان نیاید و موافق اصول و قواعد شرعیہ نباشد مقبول نہ گردد (باقی حاشیہ صفحہ ۱۴ کے نیچے)

[2] مثلاً ص ۷۳ حصہ سوم دفتر اول مکتوب ۱۸۶ (ج ۲، ع)

تقویۃ الایمان پر اعتراضات مولانا فضل حق صاحب خیرآبادی مرحوم کو بھی تھے مثلاً وہ جو بعد میں "مسئلہ امکان و امتناع نظیر" عنوان پا گیا جس کا جواب خود مولانا شہیدؒ ہی نے قلم برداشتہ لکھدیا تھا جو "یک روزی" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ غالباً اس کے بعد مولانا خیرآبادی موصوف نے "تحقیق الفتوی فی ابطال الطغوی" کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی جس کا جواب مولانا حیدر علیؒ (رامپوری) ٹونکی (متوفی ۱۲۷۲ھ / ۱۸۵۶ء) نے تحریر فرمایا۔ (صواعق ص ۲۶)

اس مسئلہ میں مولانا شہیدؒ کی قوتِ دلیل کا شاید نتیجہ تھا کہ مولانا فضل حقؒ کے بعض شاگردوں نے بھی مولانا کی تائید کی۔ مثلاً مولانا سراج الدین لکھنویؒ جنھوں نے اُستاد کے رد اور مولانا کے حق میں ایک رسالہ لکھا (نزہۃ الخواطر ص ۷ ۹ ا ج ۷) بلکہ حضرت مفتی صدرالدین آزردہؒ وغیرہ نے بھی مولانا کی تائید میں تحریریں شائع کرائیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہ "شورش" یا "ردّ و قدح بمصداق الناس اعداء لما جھلوا غلط مفروضوں پر مبنی اور زیادہ تر علمی یا معاصرانہ چشمک قسم کی رہا کی، تکفیر و تبدیع کے فتووں تک اس کی نوبت نہیں پہنچی تھی اور نہ ہی مولانا پر "وہابیت" کا ٹھپہ لگایا گیا تھا۔ اور جوں جوں غلط فہمیوں کے بادل چھٹتے گئے وہ مخالفت بتدریج کم ہوتی ہوتی تقریباً ختم ہی ہو گئی تھی۔ مولانا رشید الدینؒ بھی آخر میں ماند پڑ گئے۔ مولانا فضل حقؒ نے تو غلطی کا اعتراف ہی فرما لیا تھا۔ بروایت مولانا مفتی عنایت احمد صاحبؒ (مصنّف علم الصیغہ وغیرہ) کہ:-

"مولوی فضل حق صاحب بہت نادم تھے اور روتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ سے سخت غلطی ہوئی کہ میں نے مولوی اسماعیل صاحب کی مخالفت کی۔ وہ بے شک حق پر تھے اور میں غلطی پر تھا۔" (اکمل البیان ص ۸۱۱ بحوالہ امیر الروایات)

لیکن بندگانِ اغراض اور دلدادگانِ بدعات و اہواء جیسے جیسے تقویۃ الایمان کے تبلیغی اثرات پھیلتے دیکھتے ویسے ویسے ان کی جھنجھلاہٹ میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور تکفیر و تبدیع کی گولہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳) و درین وقت زبان ہمہ اہلِ علم از مخالفین بجہت عجز۔ درخلاف لال گردید لیکن ہرگاہ از جہت بیہودہ سرائی جہال بمقتضائے بے حیائی و بخیال رفع خجالت و رسوائی نوبت شر و فساد میرسید حضرت مولانا فتوائے معروضہ القصد دفع این فتنہ مزین بدین دستخط گرانید کہ قیاس رامعتقدام و در قیاسات و اجتہادیات مقلد مذہب حنفی ام انتہی (الصواعق الالٰہیہ ص ۲۶ مطبوعہ ۱۲۸۷ھ در مطبع احمدی)

باری تیز سے تیز تر ہوتی گئی۔ اگرچہ علمائے توحید اور اصحابِ علم وتحقیق نے بھی افہام وتفہیم اور رفع شکوک وادحاض باطل کے سامان مہیا کرنے میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا۔

جہاں تک تاریخ ہماری رہنمائی کرتی ہے تقویۃ الایمان کی مخالفت برائے مخالفت اور مولاناؒ کو سبّ وشتم کا سلسلہ تیرھویں صدی ہجری کی تیسری چوتھائی میں شروع ہؤا ہے جبکہ مولانا شہید کی جاری کی ہوئی تحریک جہاد کُھل کر انگریزی امپائر کا جانبازی سے مقابلہ کر رہی تھی۔ جس کا سہرا بدایوں کے ایک صاحب مولوی فضل رسول صاحب کے سر بندھتا ہے۔ مولوی فضل رسول صاحب بدایونی کون بزرگ تھے؟ ان کی سوانح عمری اکمل التاریخ طبع ۱۳۳۱ھ مرتبہ منشی محمد یعقوب حسین ضیاء القادری بدایونی حصّہ دوم سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ سرکار انگریزی کے ملازم اور بعض دیسی ریاستوں کے وظیفہ خوار تھے۔ (ملاحظہ ہو صفحات ۲۷۲، ۲۸۰، ۵۱۲ وغیرہ۔ نیز دیکھئے تذکرہ علمائے ہند اُردو ص ۳۸۱ طبع کراچی) اور آپ کے رشحاتِ قلم (جن کا ذکر آگے آرہا ہے) انگریزی سرکار کے پریس میں چھپتے رہے۔

مولوی فضل رسول صاحب کو حکومت ترکیہ (جو اس وقت عربی ممالک کی تحریک احیائے توحید وسُنّت کو بزعمِ خود کچل چکی تھی لیکن اس کے دبے ہوئے شراروں سے خائف تھی) کی سیاحت بھی کرائی گئی تھی (اکمل التاریخ ص ۶ حصّہ دوم وتذکرہ علمائے ہند اُردو ص ۳۸۲) اس سیاحت کرانے میں مقصد غالباً یہ تھا کہ "وہابیت کا ٹھپّہ" وہاں سے "درآمد" کرکے ہندوستانی تحریک احیائے توحید وسنت کے مجاہدین پر چسپاں کیا جاسکے۔ ان مولوی بدایونی صاحب نے نہ صرف کہ تقویۃ الایمان میں عیوب پیدا کئے، اور مولانا شہیدؒ کو اسلام بدر کرنے کی مہم چلائی، بلکہ شاہ عبدالعزیزؒ، شاہ رفیع الدینؒ، شاہ اسحاقؒ حتیٰ کہ شاہ ولی اللہ محدثؒ کو بھی اپنے "ردّ وقدح" کا ہدف بنایا۔ اور اس "دل پسند" موضوع پر متعدد کتابیں لکھیں جن کے ناموں سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ ان کے اندر کیا کچھ ہوگا۔ تصحیح المسائل در تردید مسائل نجدیہ اراذل۔ البوارق المحمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ ملقب بہ سوط الرحمان علیٰ قرن الشیطان۔ سیف الجبار المسلول علی الاعداء للابرار۔ احقاق الحق وابطال الباطل۔ مقولات عشرہ وغیرہ۔ پہلی کتاب مولانا شاہ محمد اسحاق صاحبؒ (متوفی ۱۲۶۲ھ / ۱۸۴۶ء) کے دو رسالوں (اربعین مسائل ومائۃ مسائل) کے رد میں (جو فتاویٰ کی شکل میں مطبوع ہیں) دوسری کا موضوع گو تقویۃ الایمان اور اس کے

مصنّف کا رد اور حسب عادت زبان کی تیزی ہے۔ لیکن لپیٹ میں مذکورہ بالا سب بزرگوں کو لے لیا گیا ہے۔ اسی کتاب میں شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور ان کی نہایت تحقیقی اور علمی کتابوں (ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء اور قرۃ العینین وغیرہ) کو اہل السنہ والجماعۃ کے مخالف بتایا ہے۔ (ملاحظہ ہو البوارق ۲۷-۳۲) دوسری کتابوں میں بھی کم و بیش تقویۃ الایمان وغیرہ پر انہی اعتراضات بہ انداز تکفیر و تبدیع کی تکرار ہے۔

ایک خاص "تحقیق" جو ان صاحب کو "معلّم اوّل" نے پڑھائی تھی وہ تقریباً ان تمام کتابوں میں مشترک ہے بلکہ ہر کتاب کی تان ہی اس پر آکر ٹوٹتی ہے یعنی ترکوں اور انگریزوں کی "مبغوض وہابیت" سے اس تحریک کا تعلق جوڑنا اور مجاہدینِ ہند پر وہابیت کا ٹھپہ لگانا تاکہ ہندوستان کے ناواقف مسلم عوام کے جذبات سے کھیل کر انگریز کے خلاف تحریکِ جہاد کو ناکام بنادیا جائے ---!

جہاں تک ان کتابوں کے اعتراضات والزامات کا تعلق ہے علمائے اہل حدیث نے ان میں سے تقریباً ہر کتاب کے جواب میں بلند پایہ کتابیں لکھیں لیھلك من ھلك عن بینۃ و یحی من حی عن بینۃ چنانچہ مولانا قاضی بشیر الدین قنوجیؒ (مصنّف کشف المبہم شرح مسلّم الثبوت وغیرہ) نے بوارق کے جواب میں الصواعق الالٰھیہ لطرد الشیاطین اللھابیۃ جیسی معرکے کی کتاب لکھی جو قابلِ دید ہے۔ تصحیح المسائل کا جواب بھی تفہیم المسائل کے نام سے مولانا قاضی محمد بشیر الدین صاحب موصوفؒ نے تحریر فرمایا۔ "مقولات عشر" کا جواب مولانا محمد تقی خاں صاحب دہلوی نے حضرت میاں صاحب شیخ الکل مولانا سیّد محمد نذیر حسین صاحب محدّث دہلویؒ کے ایماء سے ۱۲۶۸ھ میں "اللفشر" کے نام سے لکھا۔ مولانا سراج احمد سہسوانی (متوفی ۱۲۷۹ھ / ۱۸۶۲ء) نے سراج الایمان اور مولانا حیدر علی ٹونکیؒ نے بھی بدایونی صاحب کے رسائل کے رد میں متعدد رسالے تحریر فرمائے (مثلاً صیانۃ الاناس عن وسوسۃ الخناس وغیرہ) ان محقق علماء اہل سنت وحدیث نے بدایونی صاحب کے مغالطوں سے سب پردے ہٹا دیئے تھے۔ اگر یہ حضرات نیک نیّت اور کسی علمی کم فہمی کا شکار ہوتے تو حقیقتِ حال کی وضاحت اور رفع شکوک و شبہات کے بعد خاموش ہو جاتے۔ جیسا کہ مخالفت کے پہلے معاصرانہ دور میں ہوا تھا مگر جن اربابِ اغراض و ہواء کو خاموش ہونا ہی نہ تھا وہ کیسے چپ ہو جاتے۔ چنانچہ نت نئے "واعظ و مفتی" آتے رہے اور ان بدایونی صاحب کی لکھی ہوئی باتوں کو کم و بیش دہراتے رہے۔ ان کے لڑکے

مولوی عبدالقادر، اور پوتے عبدالمقتدر صاحب کے بعد یہ "خدمت" بالنس بریلی منتقل ہو آئی۔ جس کا عَلَم مولوی احمد رضا خاں [1] نے سنبھال لیا اور انہوں نے مرصع قسم کی گالیوں پر مشتمل دو درجن سے زائد مستقل تالیفات فرمائیں۔ انہوں نے اپنے حنفی بھائیوں کو بھی نہیں بخشا، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی مولانا محمد قاسم نانوتوی مولانا اشرف علی تھانوی وغیرہ۔ چنانچہ قارئین کرام سے مخفی نہ ہوگا۔ لیکن "موضوع بحث" پر خاں صاحب نے بھی خاص اضافہ نہیں فرمایا۔ بس وہی بدایونی خاندان کے مصرع پر طرح باندھی اور اسی پر رنگ چڑھایا ہے۔ اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس سارے قبیلے کے دماغوں پر مولانا شہید کا ہوا سوار اور ان کو "تقویۃ الایمان ہولیا" کا مرض لاحق رہا۔ شاید اس میں بالکل مبالغہ نہ ہو کہ رد و کد میں سینکڑوں کتابیں، رسالے اور اشتہار لکھے گئے ہونگے مگر وہی گھسے پٹے اعتراض، رٹے رٹائے الزام اور وہی "ٹکسالی گالیاں"۔ مگر یہ حضرات تھے کہ شاید ان کو کوئی اور کام نہیں تھا کہ رہ رہ کر ان کو "تقویۃ الایمان" کا ہی ہول اُٹھتا رہا۔

مراد آباد میں ایک مولوی مفتی نعیم الدین صاحب تھے۔ ان حضرت کو بھی کام سوجھا تو یہی کہ "تقویۃ الایمان" کا رد لکھا جائے۔ اور جس طرح مشرکینِ مکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ "مذمم" کہہ کر اپنی شرافت کا ثبوت دیتے تھے ایسے ہی مُراد آبادی مفتی صاحب "تقویۃ الایمان" کو "تفویت الایمان" (ایمان کو ضائع کر دینے والی کتاب؛ معاذ اللہ) فرماتے تھے۔ لطف یہ کہ اپنے اس "کارنامے" کا نام انہوں نے ـــــ برعکس نہند نام زنگی کافور ـــــ "اطیب البیان" تجویز فرمایا۔ اور تھا اس "تالیفِ لطیف" میں بھی کم و بیش وہی کچھ جو بدایونی اور بالنس بریلوی لٹریچر میں تھا۔ جب اس کا بھی مراد آباد کے ماحول میں چرچا ہوا۔ تو مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم و مغفور کے ایماء سے مولانا حافظ عزیز الدین صاحب مراد آبادی نے "تقویۃ الایمان" کی تائید میں "اکمل البیان" لکھنی شروع کی جس کو ساتھ ساتھ اخبار اہلحدیث (مرحوم)، امرتسر میں طبع کراتے گئے۔ لیکن افسوس کہ سلسلۂ طباعت جاری نہ رہ سکا تھا۔

---

[1] مولوی احمد رضا خاں صاحب (متوفی ۱۳۴۰ھ / ۱۹۲۱ء) نے تقویۃ الایمان اور اس کے حامیوں کی مخالفت یعنی بدعات کی تبلیغ و اشاعت کو گویا اوڑھنا بچھونا بنالیا اور اطراف و اکناف پاک و ہند میں اس مشن کو خوب پھیلایا جس کی وجہ سے "بریلویت" نے مستقل فرقے کی شکل اختیار کرلی۔ اور رضا خانی حضرات خود کو "بریلوی" قرار دینے لگے۔ خوش قسمتی سے یہ خاں صاحب بھی سرکاری درباری شخصیت رکھتے تھے۔ جن کے فتوے خاص موقعوں پر انگریزی حکومت کے کام آتے تھے۔ وللتفصیل مقام آخر۔

قیام پاکستان کے بعد جماعت اہلحدیث اور دوسرے اہل توحید تو وقت کے دوسرے ضروری اور اہم دینی فرائض کی ادائیگی میں مصروف جدو جہد ہو گئے۔ ادو بدایونی بریلوی ذہن اپنے نوزائیدہ ملک کی مذہبی فضا میں اشتعال پیدا کرنے میں لگ گیا کہ فکر ہر کس بقدرِ ہمت اوست چنانچہ بانس بریلی کے خان صاحب کی شاہکار تالیفات کے ساتھ ہی اطیب البیان کے بھی ایڈیشن پر ایڈیشن شائع ہونے لگے۔

یہ صورتِ حال دیکھ کر قدرۃً "اکمل البیان" کی یاد تازہ ہو گئی۔ احقر راقم نے اس کے مسودہ کی ٹوہ لگانی شروع کر دی۔ ہر آن کوشش بیکار ہوتی جا رہی تھی۔ مراد آباد سے رابطہ پیدا کرنے کی کوئی صورت نہیں بن پاتی تھی۔ نہ ہی وہاں کوئی شناسائی تھی۔ لیکن اذا اراد اللہ شیئاً ھیأ اسبابہ (اللہ تعالیٰ چاہے تو اسباب پیدا ہو جاتے ہیں) یونہی یا بندہ غالباً ۱۹۵۵ء میں دہلی جانے کا اتفاق ہوا۔ ان دنوں اہلِ حدیث کانفرنس (ہند) اور اس کے آرگن اخبار "ترجمان" کے دفاتر مسجد اہلحدیث کشن گنج میں تھے۔ محترم مجاز صاحب "ترجمان" کے ایڈیٹر تھے۔ ان کی ملاقات کے لئے جانا ہوا تو وہاں غیر متوقع طور پر ایک بزرگ سے ملاقات ہو گئی۔ باہمی تعارف اور علیک سلیک کے بعد پتہ چلا کہ آپ حافظ محمود حسن خاں صاحب ہیں، مراد آباد کے رہنے والے۔ اب راقم کا پہلا سوال ان سے اکمل البیان سے متعلق تھا۔ موصوف نے فرمایا کہ "اکمل" کا مسودہ کامل حافظ عزیز الدین صاحب کے لڑکے جناب جمیل الدین احمد صاحب کے پاس موجود ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اگر کتاب حاصل ہو سکے تو اس کو شائع کرنے کی کوشش کی جائے۔ موصوف یہ سن کر بہت خوش ہوئے۔ میں واپس لاہور آگیا۔ چند ماہ بعد حافظ صاحب ممدوح نے اکمل البیان کا مسودہ جو دو ضخیم جلدوں میں تھا راقم کے نام ارسال فرما دیا۔ اس کی طباعت ہماری طاقت سے تو باہر تھی۔ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی خطیب جامع اہلحدیث گوجرانوالہ کی خدمت میں اس کی ضرورتِ طباعت اور اشاعت کے بارہ میں عرض کیا گیا۔ حضرت ممدوح بھی اخبار میں مطبوعہ اجزاء کے چند حصے ملاحظہ فرمائے ہوئے تھے۔ حضرت نے مجھ سے اتفاق فرمایا کہ واقعی اسے طبع کیا جانا چاہئے۔

"اکمل البیان" کا یہ مسودہ ۲۶×۲۰/۸ سائز پر آٹھ سو بیس صفحات پر مشتمل تھا۔ ہر صفحہ میں ۲۹ سطریں، تحریر گنجان اور غالباً اس پر نظرِ ثانی نہیں ہو پائی تھی۔ اور عناوین مناسبہ سے تقریباً عاری۔ بنا بریں احقر راقم نے جس قدر کہ وقت اور فرصت نے مساعدت کی مسودہ پر نظر

ڈالنی شروع کردی۔ راقم جیسے کم سواد کے لئے کام خاصہ مشکل تھا۔ لیکن توفیق الٰہی کی یاوری سے اس کی ترتیب وتبویب کردی گئی۔ جو کتابیں مل سکیں ان کے حوالوں میں منقول عنہ کی طرف مراجعت کی گئی۔ کام کرتے وقت معلوم ہؤا کہ مؤلف کی نظرثانی نہ ہونے کی وجہ سے بعض جگہ مراجعت ضروری تھی۔ البتہ جو کتابیں مہیّا نہیں ہوسکیں ان کے لئے مجبوری تھی۔ جہاں شدید ضرورت کسی وجہ سے محسوس کی گئی وہاں عبارت کو بھی درست کردیا گیا۔ لیکن اس طرح کہ مؤلف مرحوم کا مقصد اور جذبۂ اخلاص قائم رہے۔ بعض اہم مقامات پر تعلیق و حاشیہ کی بھی ضرورت معلوم ہوئی۔ بہرکیف حق تعالےٰ کی توفیق خاص اور دو سال سے زائد عرصہ کی شبانہ روز محنت کے بعد احقر راقم شائقین وقارئین اہلِ توحید کی خدمت میں ہدیۂ توحیدِ خالص پیش کرکے مسرّت محسوس کررہا ہے اس لئے کہ جذبۂ صادقہ سے لکھوائی اور محنت واخلاص سے تالیف شدہ ایک بہتر ذخیرہ جو کسمپرسی کی حالتمیں پڑا ہؤا تھا۔ اس کے منصۂ شہود میں آنے کا ذریعہ اللہ تعالےٰ نے اس نالائق کو بنایا۔ آپ دیکھیں گے کہ یہ ضخیم کتاب صرف مناظرانہ قسم کی نہیں بلکہ مضامینِ توحید اور ردِّ شرک وبدعت کے لئے ایک طرح کی گویا دائرۃ المعارف ہے۔ اپنے انداز کی مدلّل اور مباحث متعلقہ کی کافی حد تک مکمّل ہے۔ اس سے قبل کی کتابوں کا بہت سا علمی مواد اس میں آگیا ہے۔ اندازِ بیان البتہ قدیم ہے مگر نہ ایسا کہ متلاشیانِ تحقیق حق کے لئے مشکل گھاٹی کی حیثیت رکھے۔

اس امر کا بیان مناسب ہوگا کہ مؤلف رحمہ اللہ کے طریقِ تحقیق وبحث میں لہجہ کی تیزی بعض جگہ آگئی ہے۔ لیکن اس میں ان کو اس لئے معذور گردانا چاہئے۔ کہ مؤلف رد "تفویت الایمان" کے دشنام طرازانہ اندازِ تحریر کے جواب کے طور پر ہے۔ اور اُس سے بہت کم ہے چنانچہ مرادآبادی مفتی صاحب کے ان شریفانہ الفاظ کی مجمل فہرست سے ظاہر ہوسکے گا۔ جیسے حافظ عزیز الدین صاحب نے شروع کتاب میں ذکر فرمایا ہے۔

ابتدا میں مؤلف مرحوم کا مختصر تعارف بھی دے دیا گیا ہے۔ جس کو تراجم علمائے حدیث ہند اور مولانا حکیم عبدالغفار صاحب مسعودی حال مرادآباد کی ایک تحریر سے مرتب کیا گیا ہے۔ جو موصوف نے حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی کے مکتوب گرامی کے جواب میں لکھی تھی۔ جس کے لئے ہم مولانا عبدالغفار صاحب موصوف کے ممنون ہیں۔

اس کتاب کو شائع کرتے ہوئے میں مخالفینِ مولانا شہیدؒ سے نہایت دردِ دل سے درخواست کروں گا کہ وہ اب سلسلۂ بحث کو بالکل ختم کر دیں۔ دُنیائے اسلام اور خصوصاً پاکستان میں عیسائی علوم، افکار اور تہذیب و ثقافت کا جو ریلا آ گیا ہے اور جس قسم کے نت نئے سیاسی، معاشی اور تمدّنی مسائل پیش آ رہے ہیں۔ ان کے لئے ہم سب مل کر مشترکہ جد وجہد کریں۔ "تقویۃ الایمان" کے مالہ و ماعلیہ پر اگر ابھی تک "غور و فکر" کی ضرورت ہے۔ تو اس کے لئے ہزاروں صفحات پر مشتمل مواد لکھا جا چکا ہے۔ جو سب کے لئے کافی ہے۔ خدا کے لئے نہ اپنا وقت ضائع فرمائیے نہ دوسروں کے لئے ایسے حالات پیدا کیجئے کہ وہ دفاع پر اپنی طاقت و مال کے صرف پر ــ جذبات کے ہاتھوں ــ مجبور ہو جائیں پھر آپ حضرات کے "مواعظ و مباحث" کے نتیجے میں جو تلخی پیدا ہو جاتی ہے اس سے مابین الفِرَق خلیج وسیع ہی نہیں بلکہ تشدّد پر بھی منتج ہوتی ہے۔ آئیے! ہم سب اپنی طاقت و مال اپنے مابین خرچ کرنے کی بجائے متفقہ و مشترکہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور عصرِ حاضر کے پیش آمدہ مسائل کے حل اور اپنے نوزائیدہ ملک کے استحکام پر صرف کریں۔ اور اپنی تمام تر توجہات اس طرف مرکوز کر دیں۔

آخر میں مجھے حافظ محمود حسن خاں صاحب مرادآبادی مدظلہٗ (حال کراچی) میاں جمیل الدین احمد صاحب مرادآبادی خلف الصدق مولانا حافظ عزیز الدین مرحوم و مغفور کا تہِ دل سے شکر بجا لانا ہے۔ جنہوں نے ایک اجنبی اور گم نام نا کارۂ خلائق پر اعتماد فرماتے ہوئے نہ صرف کہ "اکمل البیان" کا واحد قیمتی مسودہ خندہ پیشانی سے مرحمت فرمایا۔ بلکہ مؤلف مرحوم کے ذاتی کتب خانہ سے مزید چند کتابیں بھی "عاریۃً" عنایت فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ دونوں بزرگوں کو اس صدقہ جاریہ کا اجرِ جزیل عنایت فرمائے۔

سچّی بات یہ ہے کہ اس ساری سعی و محنت کے نتیجہ خیز و مثمر برکات ہونے کا شرف مخدومنا حضرت مولانا ابو الخیر محمد اسماعیل المحترم ادام اللہ فیوضہ و متع المسلمین بطول بقائہٗ خطیب جامع اہلحدیث گوجرانوالہ و امیر مرکزی جمعیۃ

اہلِ حدیث مغربی پاکستان کو حاصل ہے۔ کہ حضرت نے نہ صرف احقر کی حوصلہ افزائی فرمائی اور ہر طرح کا تعاون فرمایا، بلکہ اپنے وقت کی قربانی کر کے پُر مغز مقدمہ بھی تحریر فرمایا۔ اور ناقابلِ انکار حقیقت تو یہ ہے کہ جہاں تک جماعت اہل حدیث اس کی جماعتی تبلیغ، جماعتی زندگی اور اس کے احیائے مآثر کا تعلق ہے آپ کو اس سے والہانہ محبّت اور دیوانگی کی حد تک عشق و شیفتگی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ اس معاملہ میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم و مغفور امرتسری کی واحد جانشین آپ کی ذات گرامی ہے۔ وہی جذبہ اور وہی ولولہ حضرت میں موجزن ہے۔ اس لئے یہ حق بھی انہی کا تھا کہ مولانا امرتسری رح کے لگائے ہوئے اس پودے کو جو سوکھ رہا تھا۔ اس کی آبیاری فرما کر ہرا بھرا کر دیں۔ جس کے سایہ سے سب اہلِ توحید متمتع ہوں۔ اور بہت بہت مبارکباد کے مستحق ہیں حضرت ممدوح کے گوجرانوالہ کے احبابِ جماعت جو حضرت ممدوح کی سمع و طاعت سے ہماری حسناتِ جاریہ میں شریک ہونے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ واسئال اللہ تعالیٰ ان یجزی کل ھٰؤلاء الابرار جزاءً نبیلاً واجراً جزیلاً۔

ایک معذرت کے ساتھ یہ سطور ختم کی جاتی ہیں:۔

موجودہ دَور کی طباعتی مشکلات کا جن کو تجربہ یا علم ہے وہ جان سکتے ہیں کہ کمر توڑ گرانی اور معاشی اُلجھنوں میں مبتلا زندگی کے اس دَور میں کسی بڑی کتاب کو معیاری بنا کر شائع کرنا جوئے شیر لانے سے کسی طرح کم نہیں۔

المکتبۃ السلفیہ لاہور نامساعد حالات کے باوجود بتوفیقہ تعالےٰ معیاری کتابیں شائع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض ناگزیر وجوہ اور پیش آمدہ جبری حالات کے باعث اکمل البیان کی کتابت اور تصحیح کے سلسلہ میں اعلیٰ معیار قائم نہیں رہ سکا۔ اگرچہ کاپیاں اور پروف دونوں راقم آثم نے خود دیدہ ریزی سے پڑھے ہیں۔ مگر اغلاط پھر بھی باقی رہ گئے ہیں۔ اور بعض جگہ خصوصاً چند حاشیوں کی طباعت بھی حسب منشا نہیں آسکی۔ اس کے لئے میں ندامت کے ساتھ معذرت خواہ ہوں۔

اُمید ہے اصحابِ ذوق درگذر فرمائیں گے اور چشم پوشی سے کام لیتے ہوئے

مفید مشوروں سے نوازیں گے۔ تاکہ دوسری طبع میں اگر اس کا موقعہ مل سکا تو مشوروں کی روشنی میں کتاب کو بہتر بنایا جا سکے۔ واللہ الموفق ونعم المعین۔

دُعا ہے اللہ جل شانہٗ اس کتاب کو اپنے بندوں کے لئے زیادہ سے زیادہ نافع بنائے اور ہم سب کو اخلاص کی دولت اور توحیدِ خالص کی اشاعت و تبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و آلہ وصحبہ وسلم تسلیماً کثیراً کثیراً۔

احقر:۔ محمد عطاء اللہ حنیف
بھوجیانی عفا اللہ عنہ ماجناہ
مدیر المکتبۃ السلفیہ لاہور

شوال المکرم ۱۳۸۴ھ
فروری ۱۹۶۵ء

مقدّمہ

(از قلم فیض رقم حضرت مولانا ابوالخیر محمد اسماعیل صاحب مدظلہ العالی امیر مرکزی جمعیۃ اہلحدیث مغربی پاکستان)

قُدرت الٰہیہ کی نیرنگیوں پر تعجب ہوتا ہے۔ انسان کچھ سوچتا ہے۔ اس کی بصیرت مستقبل کے متعلق اپنی صوابدید سے فیصلے کرتی ہے۔ لیکن قُدرت کا بے نیاز ہاتھ انہیں بدل کر رکھ دیتا ہے۔

آج سے قریباً ڈیڑھ سو سال پہلے (متحدہ) ہندوستان سے ایک تحریک اُٹھی۔ جس کی قیادت حضرتِ سید احمد شہیدؒ (۱۲۴۶ھ ۱۸۳۱ء) اور مولانا محمد اسماعیل شہیدؒ (۱۲۴۶ھ ۱۸۳۱ء) نے فرمائی۔ ان کے سامنے دو مقصد تھے۔ ہندوستان میں ایسے نظام کا قیام و نفاذ جس کی اساس قرآن و حدیث پر ہو۔ اور قرآن و سنت کے فہم میں جمود اور توحیدِ خالص کے راستہ میں حائل بدعات و رسوم کو ہٹا کر اس کی تعلیمات کو شائع کرنا۔ پہلا مسئلہ دین کے ساتھ سیاسی بھی تھا۔ اس لئے اس کے پورے ماحول پر سیاست محیط ہو گئی۔ انگریز، سکھ، افغان اور ہندوستان کے اہلِ بدعت سب ہی اس سے خائف تھے اور اس کے عواقب کے منتظر۔ یہ اربعہ عناصر باہم دگر بعض شدید اختلافات کے باوجود اس تحریک کو ناکام کرنے کے لئے متفق تھے۔ انگریز اور سکھ تو کھلے میدانِ جنگ میں نبرد آزما تھے۔ افغان غدّاریوں میں مشغول اور شرک پسند اور خوگرانِ بدعت ہندوستانی حضرات کفر کے فتووں کی بھرمار کرنے میں مصروف تھے۔

معرکہ بالاکوٹ (۱۲۴۶ھ ۱۸۳۱ء) کے سانحہ جان گداز کے بعد یہ تحریک مختلف صورتوں اور قیادتوں کے تحت ایک صدی سے زائد عرصہ تک چلتی رہی اور پاکستان بننے تک شمال مشرقی سرحد پر انگریز کو ہمیشہ پریشان رکھا۔ مگر افسوس کہ اندرونی پریشانیوں اور بیرونی سازشوں کی وجہ سے اس مقدّس تحریک کا یہ پہلو عملی طور پر کافی کمزور رہا۔

دوسرے مقصد کے لئے مولانا محمد اسماعیل شہید قدس اللہ روحہ نے کتاب تقویۃ الایمان اور تذکیر الاخوان لکھیں اور شائع فرمائیں۔ تذکیر الاخوان کو دوسرے کے نام سے شائع ہوئی مگر تحریک کی

معنویت کو سمجھنے والے جانتے ہیں کہ تذکیر، تقویۃ الایمان کا ہی دوسرا حصّہ ہے۔ دونوں کتابیں کلمۂ توحید کی وضاحت ہیں۔ پہلا حصّہ لا الٰہ الا اللہ کی تشریح اور دوسرا محمد رسول اللہ کی توضیح۔ دونوں کتابوں کی بڑی کثرت سے اشاعت ہوئی۔ ان کی روشنی نے لاکھوں دلوں کو منور کیا۔ اور کروڑوں مُردہ روحوں کو ان سے اللہ تعالیٰ نے زندگی بخشی۔ تحریک کا یہ پہلو کامیاب رہا۔ سمجھنا چاہئے کہ توحید و سنت کی اشاعت اور جمود کے خلاف ہزاروں زبانیں جو نغمہ سرا ہیں انہیں کی بدولت ہیں۔ تقویۃ الایمان کی زبان، اندازِ بیان پھر نصوص قرآن و حدیث کے مضامین کی دلنواز چاشنی نے فضا کو ایسا مسحور اور اذہان کو اتنا متاثر کیا کہ ہزارہا دلوں نے اس کی تعلیمات کو قبول کیا۔ چنانچہ لاکھوں کی تعداد میں یہ کتاب ہر سال شائع ہوتی اور گھروں میں پڑھی جاتی ہے۔

اس دُنیا کا مزاج ایسا ہے کہ بعض عناصر اچھی سے اچھی چیز کی مخالفت پر بھی آمادہ ہو جاتے ہیں۔ تقویۃ الایمان کی مخالفت میں بدایوں اور بریلی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اسی کیمپ کے ایک مراد آبادی بزرگ مولوی نعیم الدین نے (جن کا انتقال ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء میں ہُوا) تقویۃ الایمان کی تردید میں پھر ایک کتاب لکھی جس کو مخالف کیمپ نے بہت اُچھالا۔ شاید اس لئے کہ یہ تالیف لطیف سب و شتم کے مسالے سے چٹ پٹی اور مغالطوں سے بھرپور تھی۔ مولوی نعیم الدین نے اپنے زعم میں "مدلل" کرنے کا اپنا حق خوب استعمال فرمایا ہے جس سے تقویۃ الایمان اور عقیدۂ توحید کی قرآنی اور نبوی تشریح میں شکوک اور شبہات خام علموں اور ناواقفوں کے لئے اُبھر سکتے تھے۔ اندریں حالات حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم (متوفی ۱۳۶۷ھ/۱۹۴۸ء) نے ضرورت محسوس فرمائی کہ اس کے اغلاط کو رفع اور مغالطات کا پردہ چاک کیا جانا چاہئے۔ چنانچہ مرحوم کی مردم شناس نگاہ نے مراد آباد ہی کے ایک صاحبِ علم بزرگ جناب مولانا عزیز الدین صاحب (مرحوم) کا جواب کے لئے انتخاب فرمایا۔ مولانا جواب لکھ کر اخبار "اہل حدیث" میں طبع کراتے رہے جس کا سلسلہ کئی سال جاری رہا۔ بعدہٗ کافی عرصہ تک اخبار میں سلسلہ طباعت بند رہا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے مولانا عزیز الدینؒ نے جواب کی تکمیل کر دی تھی۔ مگر خدا جانے کیا موانع پیش آئے کہ کتاب طبع نہ ہو سکی۔ تاآنکہ پاکستان بن گیا۔ مولانا مرحوم امرتسر سے سرگودھا پہنچ گئے۔ اور پریشانیوں میں ۱۹۴۸ء میں اللہ کو پیارے ہو گئے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ ممکن ہے ان کو پتہ نہ ہو کہ جو کام اُنھوں نے شروع کرایا تھا وہ کہاں تک پہنچا۔ قیام پاکستان کے بعد دونوں منطقوں کے اربابِ اقتدار

میں کشیدگیاں پیدا ہوگئیں۔ دونوں کے سیاسیات الگ ہو گئے۔ آنا جانا بند ہوگیا۔ انہی ۱۹۴۸ء کے ایام میں مؤلف مرحوم بھی انتقال فرما گئے۔ تغمدہ اللہ برحمتہ۔ یہ ہیں جو میں نے شروع میں کہا ہے قدرت الٰہیہ کی نیرنگیاں کہ دونوں بزرگ رخصت ہو گئے اور کتاب طبع نہ ہو سکی!

ما کل یشتھیہ المرء یدرکہ ✽ تجری الریاح بما لا تشتھی السفن

برادرم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی کا ذوقِ تلاش و جستجو قابلِ داد ہے معلوم نہیں کس طرح وہ مولانا عزیز الدین مرحوم کے اعزہ سے کتاب کا مسودہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ انہوں نے چند سال ہوئے مسودہ مجھے دکھایا۔ اور اس کی طباعت و اشاعت کی ضرورت و اہمیت کی وضاحت کی۔ مجھے ان کی تجویز پسند آئی۔ مگر ہوشربا گرانی کے اس دور میں ایسی ضخیم کتاب کی طباعت کے لئے ہزاروں روپے درکار ہوتے ہیں۔ بہرحال میں نے اپنے احباب سے ذکر کیا تو انہوں نے بہترین تعاون پیش فرمایا۔ چنانچہ اس سلسلے میں عزیز محترم میاں مہر محمد افضل صاحب آڑھتی (گوجرانوالہ) نے مصارف میں سب سے زیادہ حصہ لیا۔ میاں محمد افضل صاحب کاروباری ہونے کے باوجود علم دوست، توحید و سنت کے شیدائی اور ان کی تبلیغ و اشاعت سے شغف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں اخلاص کی دولت اور توحید و سنت کی محبت سے مزید بہرہ ور فرمائے۔ دوسرے معاون اس میں میاں عبدالعزیز صاحب انصاری (چاہ دوہاناں گوجرانوالہ) ہیں۔ میاں عبدالعزیز بھی جماعتی اشاعت کے کاموں سے خاصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ جزاہ اللہ تعالیٰ۔

"اکمل البیان" سب مراحل طے کر کے بتوفیقہ تعالیٰ شائقین کے ہاتھوں پہنچ رہی ہے۔ مؤلف مرحوم نے محنت فرمائی۔ مولانا امرتسری مرحوم نے ان کو توجہ دلائی۔ اللہ تعالیٰ دونوں کو کروٹ کروٹ اپنی رحمت سے نوازے۔ محبی مہر محمد افضل اور میاں عبدالعزیز نے اس کی طبع و اشاعت میں ہاتھ بٹایا۔ اللہ تعالیٰ ان کے مال و کاروبار میں مزید برکت اور اخلاص کے ساتھ خدمتِ دین کی توفیق مرحمت فرمائے۔ میں دونوں دوستوں کا شکرگزار ہوں۔

آخر میں مجھے برادرِ محترم مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی مدیر المکتبۃ السلفیہ لاہور کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ جنہوں نے نہایت تگ و دو سے اپنے موضوع پر ایک بہترین کتاب مہیا کی۔ پھر باریک خط کے آٹھ سو صفحات پر دیدہ ریزی سے نظر غائر ڈالی، اس کی ممکن اور مناسب تصحیح و تصویب فرمائی، ضروری حوالجات کی طرف مراجعت پر وقت صرف کیا،

مواضعِ مبہمہ پر مختصر علمی و تحقیقی حواشی لکھے اور امکانی حد تک اس کو مُعَنْوَن و مرتب بھی کر دیا۔ کیونکہ ساری کتاب میں غالباً عنوان نہیں تھے۔ جس سے استفادہ میں دقّت ہوتی۔ جو بحمد اللہ اب نہیں رہے گی۔ یہ سب عزیز ی محترم رفیق موصوف کی توحید و سنّت سے محبّت اور مسلکِ اہلِ حدیث سے والہانہ شغف کا نتیجہ ہے کہ کتاب بہتر طباعت اور ممکن تصیح کے ساتھ حاملینِ توحید کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔ درحقیقت مولانا محمد عطاء اللہ حنیفؔ کا بھی جماعت اہلِ حدیث بلکہ جملہ اہلِ توحید پر یک گونہ احسان ہے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

ناسپاسی ہوگی اگر مولوی حافظ عبد الرحمٰن گوہڑوی منتظم المکتبہ السلفیہ کا شکریہ ادا نہ کیا جائے کہ طباعتی معاملات میں ان کی مساعی مولانا کے ہم رکاب رہیں۔ اور ان کی دلچسپی سے بعض مشکلات کے حل میں مدد ملی۔ ان کی ترقی درجات دینی و دنیاوی کے لئے میری دُعا ہے!

اللہ تعالیٰ قابل مؤلف ؒ اور باقی تمام معاونین کو ان کے اعمالِ خیر کا بہتر بدلہ دے۔ اور ہم سب کو توحید و سنت کی اشاعت کے لئے مزید توفیق عنایت فرماتا رہے۔

والسلام

محمد اسماعیل کان اللہ لہٗ

خطیب جامع اہلِ حدیث گوجرانوالہ

شعبان ۱۳۸۴ھ

دسمبر ۱۹۶۴ء

مختصر

سوانح حیات

مؤلف کتاب ہذا مولانا حافظ عزیز الدین صاحب مراد آبادیؒ

(خود نوشت و بروایت مولانا حکیم محمد عبد الغفار صاحب سعودی بستوی مدرس مدرسہ عزیزیہ محمدیہ زیر اہتمام انجمن اہلِ حدیث مراد آباد)

خود نوشت

مراد آباد میں جماعت اہل حدیث کا مرکز رہ چکا ہے۔ ڈپٹی امداد العلی صاحب مرحوم ڈپٹی کلکٹر مراد آباد کی سرپرستی میں بڑے بڑے مشاہیر علماء قیام پذیر رہے ہیں۔ اس دَور کے بعد جناب قاضی مولانا احتشام الدین صاحب مرحوم بڑے جیّد عالم صاحبِ تصانیف کثیرہ مثل اختیار الحق بجواب انتصار الحق تھے۔ اور مولانا حکیم ہدایت العلی صاحب ایک فاضل جیّد نامور طبیب حاذق چند سال ہوئے جو گذر چکے۔ یہ دونوں عالم حضرت میاں صاحبؒ مرحوم دہلوی کے تلامیذ تھے۔ مؤخر الذکر اہلحدیث مراد آباد کے صدر بھی تھے۔ علاوہ بریں چند موحدین خالص بزرگ ہستیاں مراد آباد میں تھیں۔ جن کے فیوض و برکات تاحال نمایاں ہیں۔ مثلاً مولانا سید عبد الرشید صاحب مرحوم مہتمم مدرسہ شاہی مسجد اور عُمدۃ الاذکیاءً مولانا حافظ محمد حسین صاحب مرحوم اور میرزا امام الموحدین سرآور محققین مولانا حفیظ اللہ صاحب مرحوم اور جناب حاجی محمد اکبر صاحب مرحوم اور مولانا عبد العزیز صاحب جو انجمن اہل حدیث کے مہتمم و مدرس بھی تھے حضرت میاں صاحبؒ کے شاگرد بھی تھے۔

یہ احقر ناچیز بندہ عزیز عفی عنہ چاروں حضرات بابرکات کی خدمات سے مستفید رہا اور یہ حضرات دلی توجّہ کے ساتھ متوجہ رہے۔ چنانچہ سب سے پہلی کتاب تقویۃ الایمان آٹھ نو سال کے سن میں بغور و تامل پڑھ کر بحمد اللہ تعالیٰ گوہر مقصود ہاتھ آیا۔ اور اس فیضِ مکمّل کی نسبت تام اور لذّت تا ایں دم حاصل ہے۔ والحمد للہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً۔

پھر حضرات علمائے دیوبند میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہم اللہ سے حُسنِ عقیدت رہی۔ آپ نے مسائل اہلِ حدیث کے مسلک کی تائیدات فرمائیں۔ اور مولانا اشرف علی تھانوی سے بھی حُسنِ عقیدت ہے۔ الّا وہ چند مسائل تقلیدی جو نصوص صریحہ کے خلاف ہیں بندہ کو ان سے خلاف رہا۔ اور اسی بنا پر مجھ سے ناراض ہیں۔

مراد آباد میں انجمن اہل حدیث و مدرسہ محمدیہ کا ۱۳۲۹ھ میں بمشورہ مولانا حمید اللہ صاحب مرحوم سراوی کے قیام ہوا۔ چند اراکین و عہدہ داران تجویز ہوئے۔ اکثر تحریرات و اشتہارات مجھ بندۂ ناچیز کے نام سے شائع ہوئیں۔ یہ بنا مخالفت حضرت مولانا تھانوی کو پیدا ہوئی۔ مگر آپ کو مقدس بزرگ مانتا ہوں۔

ہمارے محلہ کی مسجد جس کی سرپرستی و متولیانہ خدمات ہمارے خاندانی نانا صاحب اور والد صاحب مرحومین کی سپردگی میں تھیں، ان کی حیات ہی میں مجھ بندۂ ناچیز کی سپردگی میں رہی۔ اور اب تک ہے۔ بحمد اللہ تعالیٰ جس کو عرصہ ۴۵ سال کا ہوتا ہے۔ ۲۹ھ سے تسلّط اہل حدیث ہوا۔ جو انجمن و مدرسہ محمدیہ کا افتتاحی سال ہے۔ پھر اس کی توسیع بتمام و کمال ہوئی۔ مدرسہ کا اجراء ۳۷ھ تک رہا۔ مگر (پھر) مدرسہ تنزل میں آگیا۔۔۔ بحمداللہ۔۔۔ چند مخلصین کی سعی سے کچھ کم ایک سال ہوتا ہے کہ ایک مدرس کا قیام ہے۔۔۔۔۔۔۔

انجمن میں بقدرِ ضرورت کافی مقدار میں کتب دینیہ بھی ہیں۔ جو وقف ہیں جس سے تمام ضروریات پوری ہوتی ہیں۔ فی الحال انجمن کے صدر جناب منشی انعام رسول صاحب سلمہ مراد آبادی ہیں۔ انجمن سے مقامی ضروریات کے متعلق رسائل و تحریرات کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ جو مجھ ناچیز کی سپردگی میں رہا ہے۔ اب تقریباً پانچ سال سے سلسلہ مضمون اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان مستقل طور پر حسب تجویز اراکین انجمن بارشاد جناب مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری جاری ہے۔ اور حضرات خواص و عوام میں قبولیت کا درجہ رکھتا ہے۔

کاش! حضرات اہلِ حدیث جماعت اس کی طرف کتابی صورت میں اشاعت کے لئے ملتفت ہوں۔ تاکہ اس کا نفع عام حاصل ہو۔

(ملتقط از تراجم علمائے حدیث ہند (ص ۵۶۲ــــ ۵۶۵)

از مولانا ملک ابو یحییٰ امام خان صاحب نزید مجدہ العالی مطبوعہ ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۸ء

بروایت مولانا حکیم محمد عبد الغفار صاحب مسعودی[1]

حاجی حافظ مولانا مولوی عزیز الدین ؒ بن سراج الدین احمد ؒ۔
ولادت ۱۲۹۵ھ۔ وفات ۸ فروری ۱۹۴۸ء (۱۳۶۷ھ)

چاندی کے برتنوں کا کاروبار تھا۔ شاید اسی وجہ سے آپ کا گھر "چاند والے" کے نام سے مشہور تھا۔ مدرسہ شاہی و مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور وہیں حسب ضرورت علوم عربیہ کی تعلیم حاصل کی (تفصیلات نہیں معلوم ہوسکیں) آپ کے اساتذہ میں مولانا گل محمد خان پشاوری حنفی بہت مشہور عالم گذرے ہیں۔

عربی۔ فارسی اور اُردو تینوں پر حافظ صاحب کو اچھا عبور تھا۔ مطالعہ کافی معلومات سے لبریز تھا۔ اپنے ماحول میں مسائل مختلفہ پر مناظرات فرماتے۔ اور تبلیغی رسائل و اشتہارات شائع کرتے رہتے تھے۔ اس قسم کے بہت سے مسودات مرحوم کے کتب خانے میں اب تک موجود ہیں۔ ذوق علمی اور سلیم رکھتے تھے۔ اہلِ علم سے مکاتیبات کا سلسلہ بھی جاری رہتا تھا۔ چنانچہ ان کے نام لکھے ہوئے اصحاب علم کے عربی و اُردو مکتوبات کا خاصا ذخیرہ اب تک موجود ہے۔ آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس دہلی کے زعماءِ علمی اور تبلیغی امور میں مرحوم سے مشورے لیتے رہتے تھے۔ مرحوم کو توحید و سنت سے بے پناہ شغف تھا۔

مراد آباد مسجد مغلاں میں ان کے ماموں وزیر الدین صاحب امام مسجد تھے۔ وہی متولی و منتظم بھی تھے۔ حافظ عزیز الدین جب حلقہ بگوش دعوت توحید و سنت ہو گئے۔ اور مختلف فیہ مسائل میں پوری بصیرت سے گفتگوئیں کرنے لگ گئے۔ اور حدیث پر علانیہ عمل بالحدیث شروع کردیا۔ تو مذکور ماموں صاحب نے مسجد کی تولیت سے دست برداری اور امامت سے علیحدگی اختیار کر لی۔ تو حافظ صاحب مرحوم نے امامت، تولیت اور انتظام کی ساری کی ساری ذمہ داریاں خود ہی سنبھال لیں۔

---

[1] مولانا عبد الغفار صاحب ضلع بستی (یو۔پی ہندوستان) کے رہنے والے ہیں۔ مختلف مدارس اہلحدیث ہند میں تدریس کی خدمات سرانجام دیتے رہے ہیں اور اب کچھ مدت سے مسجد اہلحدیث سبزی منڈی مراد آباد کے امام و خطیب اور مدرسہ عزیزیہ محمدیہ رزاق العلوم کے صدر مدرس کے منصب جلیل پر فائز ہیں۔ (محمد عطاء اللہ حنیف)

مسجد مغلاں جیساکہ نام سے ظاہر ہے، مغل بادشاہوں کی تعمیر کردہ ہے۔ اس کے ساتھ کافی جائداد وقف تھی۔ لیکن مغلوں کی بربادی کے بعد انگریزوں نے جب سارے اوقاف فروخت کردیئے تو اس میں یہ جائداد بھی فروخت کردی گئی۔ اب مسجد کے کل اخراجات کی کفالت مرادآباد کی جماعت اہلِ حدیث ہی کررہی ہے۔

حافظ صاحب مرحوم کے تعلقات اہل حدیث ہونے کے باوجود مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی مرحوم ومغفور سے بہت زیادہ تھے۔ اور مولانا سے بذریعہ سوالات واستفسارات استفادہ کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ فتاوٰے رشیدیہ میں بہت سے فتاویٰ مرحوم ہی کی کاوش کے رہینِ منت ہیں۔ بلکہ اس فتاویٰ کو مرحوم ہی نے خود مرتب کیا۔ اور مناسب مواقع میں تحقیقی حواشی کے ساتھ سنہ ۱۳۲۲ھ و ۱۳۲۴ھ و ۱۳۲۸ھ میں تین حصّوں میں یہ فتاویٰ شائع کئے۔ بہ تفصیل ذیل:۔

۱۔ حصہ اوّل ۱۸۰ صفحات۔ ساڈھورہ پریس مرادآباد۔
۲۔ حصّہ دوم۔ تقریباً دوسَو صفحات (چھ سو مسائل پر مشتمل)
۳۔ تیسرا حصّہ ۱۸۰ صفحات۔ (چار سو مسائل پر مشتمل) افضل المطابع پریس مرادآباد

حافظ صاحب نماز باجماعت ٹھیک اوّل وقت، سنّت کے مطابق نہایت خشوع وخضوع اور ارکان کو خوب ذوق وشوق سے ادا فرماتے تھے۔ آپ کا رکوع وسجود، قومہ وجلسات بالکل سنت کے موافق ہوتے تھے۔

۸ر فروری ۱۹۴۷ء (۱۳۶۷ھ) کو تہتر سال کی عمر میں یہ مردِ مجاہد اور عاشقِ توحید وسنّت رہگرائے عالم جاودانی ہوُا۔ تغمدہ اللہ بغفرانہ وادخلہ بحبوبۃ جناتہ

نرینہ اولاد میں اس وقت جناب محمد جمیل الدین بقیدِ حیات اور ماشاءاللہ بہت صالح آدمی ہیں۔ اور وہی مسجد کے اب متولی بھی ہیں۔

تالیفات

جیساکہ اوپر لکھا گیا آپ نے جماعت توحید وسنت اور تردید شرک و بدعات میں بہت کچھ لکھا ہے۔ ہمیشہ کچھ نہ کچھ لکھتے اور شائع کرتے رہا کرتے تھے۔ چھوٹے موٹے رسالہ جات اور اشتہارات حسب ضرورت بکثرت طبع اور تقسیم کرتے تھے۔ جن کی تفصیلات مہیا نہیں ہوسکیں

اب بھی کافی حصّہ غیر مطبوعہ ان کے کُتب خانے میں موجود ہے۔ جو افسوس ہے دوسرے قیمتی اور نایاب ونادر ذخیرے کے ساتھ کس مپرسی کی حالت میں پڑا ضائع اور دیمک کی نذر ہورہا ہے ــــ!

اکمل البیان ومطرق الحدید

البتہ اس سلسلہ میں آپ کی دو کتابیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔ ایک تو یہی اکمل البیان ــــ جسے آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں ــــ اور دوسری مطرق الحدید علی صاحب التحقیق الجدید۔ ثانی الذکر میں ایک "دیوبندی حنفی" کی اس "تحقیق جدید" کا فاضلانہ اور محققانہ جائزہ لیا گیا ہے۔ کہ حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتابیں "تقویۃ الایمان وایضاح الحق" وغیرہ معاذ اللہ محرف ہیں۔ اور دلائل سے مذکورہ اُپج کا ابطال فرمایا ہے۔ یہ رسالہ ۱۳۵۱ھ میں ۱۲۰ صفحات پر دہلی سے شائع ہوکر اب نایاب ہوچکا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے دوبارہ منظرِ عام پر لایا جائے۔ (ع، ح)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تمہید

اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان

بجواب

اطیب البیان

(از قلم فیض رقم مولانا و بالفضل اولٰنا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری)

حدیث شریف میں آیا ہے۔ بَدَءَ الْاِسْلَامُ غَرِیْبًا وَّسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَءَ فَطُوْبٰی لِلْغُرَبَاءِ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَہُ النَّاسُ مِنْ سُنَّتِیْ الحدیث۔ یعنی "خدا کا دین اسلام شروع شروع مسافرانہ روش میں چلا ہے۔ ترقی کے بعد پھر مسافرانہ صورت میں ہو جائے گا۔ خوشخبری ہو ان مسافروں کو میری سنت میں لوگوں نے جو بگاڑ کیا ہو گا۔ اس کی وہ اصلاح کریں گے" اس حدیث شریف میں اسلام کی زندگی کے چار مراتب فرمائے ہیں (۱) پہلی حالت بے کسی کی تھی جو ہجرت سے قبل مکہ معظمہ گذری۔ (۲) دوسرے درجہ میں اسلام کی ترقی کی طرف اشارہ ہے (۳) تیسرے مرتبہ میں پھر اصل اسلام کی کس مپرسی کا ذکر ہے یعنی اصل اسلام خود اہل اسلام میں نسیاً منسیاً ہو کر توحید و سنت کی جگہ شرک و کفر لے لیں گے۔ اور سنت پر بدعات غالب آ جائیں گی۔ اصل اسلام بتانے والوں کو اسی طرح دیکھا جائے گا جس طرح پہلے طبقہ کے مسلمانوں کو دیکھا جاتا تھا۔ (۴) چوتھے درجے میں ان مصلحین کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس تیسرے درجے میں پیدا ہو کر مفسدین کے فساد کی اصلاح کریں گے۔

اس حدیث کی واقعات سے تصدیق ہوتی ہے پہلے درجے کی صحت، تو مکہ معظمہ کے ایام میں ہوئی۔ دوسرے درجے کا معائنہ مدینہ شریف میں اور زمانہ خلافت اور اس کے بعد بھی کچھ مدت تک ہوتا رہا تیسرے درجے کا ظہور ہندوستان میں شاہی زمانہ میں کمال کو پہنچ گیا۔ ہر قسم کی پرستش شروع ہو گئی۔ ہر طرح بدعات رواج پا گئیں۔ یہاں تک کہ اولیاء اللہ کی پہچان یہ ہوئی کہ شراب کی مستی سے ان کی آنکھیں مست ہوں۔ زلفیں لمبی لمبی معطر ہوں جس راستہ سے چلیں راستہ مہک جائے۔ عام طور پر آوازے

کسے جانے لگے ؎

اگر باب اجابت بند ہو جائے تو کیا ڈر ہے — کھلا رہتا ہے دروازہ معین الدین چشتی کا

یہ بھی کہا جاتا ہے ؎

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے — جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے

جب یہ حالت اپنے کمال کو پہنچ گئی۔ تو حسب پیشگوئی رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی کے خاندان علمیہ میں ایک روشن چراغ (مولانا اسمٰعیل شہید قدس اللہ سرہ) پیدا ہوئے جنہوں نے کڑلکے دار آواز سے مسلمانوں کو اصل دین اسلام بتایا۔ اس کے جواب میں مسلمانوں نے کیا کہا۔ اور کیا برتاؤ کیا۔ اس کی تفصیل شہید مرحوم کی سوانح عمری حیات طیبہ میں دیکھئے۔

اسی تحریک میں ممدوح نے کتاب "تقویۃ الایمان" لکھی جس میں محض قرآن وحدیث کے آئینہ میں اسلام کی تصویر دکھائی۔ اس کتاب اور آپ کے مواعظ کا اہل دہلی بلکہ اہل ہند پر بہت اچھا اثر ہوا۔ مولانا حالی مرحوم نے اصلاح عرب کے متعلق مسدس میں ایک بند لکھا ہے۔ جو ایک لفظ کی تبدیلی سے تحریکِ اسماعیل شہید پر پورا صادق آتا ہے ؎

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی — زمیں ہند کی ساری جس نے ہلا دی

نئی اک لگن سب کے دل میں لگادی — اک آواز سے سوتی بستی جگادی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے — کہ گونج اٹھے دشت وجبل نام حق سے

خدا کے فضل سے کتاب تقویۃ الایمان اتنی مقبول ہوئی۔ کہ آج اسلامی کتب میں بعد کتاب اللہ کے یہی کثیر الاشاعت ہے۔ اس کے برابر کوئی کتاب اتنی کثیر الاشاعت نہیں۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ توحید پسند علماء نے اس کو بہت پسند کیا۔ جماعت اہل حدیث کے علاوہ سرکردہ علماء احناف مولانا رشید احمد گنگوہی رح۔ مولانا عبدالحی لکھنوی رح۔ علماء دیوبند اس کی بڑی تحسین فرماتے رہے۔ چنانچہ مولانا گنگوہی کے الفاظ یہ ہیں۔

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت واصلاح ایمان کی ہے۔ اور قرآن وحدیث کا مطلب پورا اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔ (ص۵۹)

"مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے۔ اور قرآن وحدیث پر پورا عمل کرنے والے۔ اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے اور آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس

جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنْ اَوْلِیَاؤُہٗ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۖ اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے۔ اور ردّ شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ اور موجب اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے۔ وہ فاسق اور بدعتی ہے۔ اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے۔ کتاب اور مولف کتاب کی کیا تقصیر۔ بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور رکھتے ہیں۔ اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال و مضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ" (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۱۲۲)

مولانا گنگوہی نے تقویۃ الایمان کو جن برا جاننے والوں کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ ان میں ایک مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی ہیں۔ آپ نے حال میں ایک کتاب موسوم "اطیب البیان" بتردید تقویۃ الایمان شائع کی ہے۔ مجھے یہ کتاب ملی تو مجھے خیال ہوا کہ شہید مرحوم کے ساتھ ہو کر مجاہدین کے گھوڑوں کی لید اٹھانے کا موقع تو نہیں ملا۔ ان کی کتاب کی تائید کر کے اِتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ میں شامل ہو جاؤں ؎

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

اس بارہ میں میں نے اپنے مخلص دوست حافظ عزیز الدین صاحب مرادآبادی سے مشورہ لیا کیونکہ موصوف کو مرادآبادی کی حیثیت سے اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے میں اس امر کا اہل جانتا تھا۔ کہ ان سے مشورہ لوں۔ موصوف نے تمنا کی کہ جواب کی خدمت مجھے سپرد کی جائے تا کہ میں بھی شہید مرحوم کے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلنے کے لائق ہو جاؤں۔ اگرچہ میں اس لائق نہیں۔ کیوں؟ ؎

پہنچ سکتا ہے کب ہم سے ناتوانوں کا غبار نیر جاتی ہے بہت ان کی سواری ان دنوں

میں نے اس نیت سے موصوف کی درخواست کو قبول کیا کہ آپ لکھیں گے۔ اور میں بذریعہ اخبار شائع کروں گا۔ تو دونوں شہید قدس سرہ کے جہادی گھوڑے کے ساتھ اس طرح دائیں بائیں چلیں گے جس طرح شہید خود اور مولوی عبدالحی مرحوم دہلوی حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کے دونوں طرف چلا کرتے تھے۔

نوٹ: ان دونوں حضرات کا ذکر کرتے ہوئے میدان جہاد میں ان کی تگ و دو کا تصور اور بدقسمتی سے اس میدان میں اپنی غیر حاضری کا خیال کر کے میں زار زار رو رہا ہوں

میری دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی ہیں۔ خدا کرے یہ پانی آتش دوزخ مجھ پر سرد کرنے میں کام آئے
آہ سے

عدم کے جانے والو بزم جاناں تک اگر پہنچو۔ ہمیں بھی یاد رکھنا ذکر گر دربار میں آئے

ناچیز ابو الوفاء

(اخبار اہل حدیث ۲۴ جلد ۳۰ مجریہ ۱۸ ذوالحجہ ۱۳۵۱ھ

(مطابق ۱۴ اپریل ۱۹۳۳ء)

از ناچیز بندہ عزیز عفی عنہ المراد آبادی۔ میں باوجود اعتراف اپنی ناقابلیت کے بلحاظ اَلْاَمْرُ فَوْقَ الْاَدَبِ۔ جمعیت توحید وسنت اس خدمت کے لئے کمر بستہ تیار ہو گیا۔

چونکہ اطیب البیان کے دوسو چونسٹھ ۲۶۴ صفحات ہیں۔ علاوہ سب وشتم مغلظات کے جو پیشہ مبتدعین ہے۔ بطور مغالطہ دہی جن حضرات اکابر ائمہ دین علماء کرام کے حوالجات پیش کرکے اپنے لئے حجت گردانے گئے ہیں۔ عموماً خود انہیں حضرات کے مستند اقوال ومزید برآں بکثرت کتب ورسائل مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سے تقویۃ الایمان کی تائیدات منقول ہوئی ہیں جن سے باطل کی گھٹائیں پھٹ کر مثل آفتاب ومہتاب کے اہل یقین وانصاف کے قلوب انشاء اللہ العزیز منور ہوں گے۔ اس میں ہرگز کوئی ایسا قول نہیں ہے جس میں انکار ولب کشائی کا مخالف کو موقع مل سکے الحمد للہ یہ کتاب بتائید تقویۃ الایمان[1] باوجود کثرت ودلائل وحوالجات مسلمات کے خصوصاً مخالفین کے اقوال کا مخزن ہے جو ہرگز کسی دوسری تالیف میں اس قدر ذخیرہ فراہم نہیں ہے۔

اس لئے بفضلہ تعالیٰ اس کتاب اکمل البیان کا حجم آٹھ سو اکیس ۸۲۱ صفحات پر ذی الحجہ ۵۵ھ میں اختتام کو پہونچا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللهِ۔

---

[1] یعنی مصنف مرحوم کا مخطوطہ (ع۔ ح)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

دیباچہ

الحمد للہ الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون الذین یریدون لیطفؤا نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ ولوکرہ الکافرون والصلوۃ والسلام علی خیر الرسل سیدنا محمد المبعوث لدفع الاعداء الذین منعوا اعلاء کلمۃ اللہ التوحید واشاعۃ دینہ واجراء اوامرہ ولنواھیہ وصدوا عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا اولئک فی ضلال مبین وعلی الہ الطاھرین واصحابہ الکاملین رضوان اللہ علیہم وعلی العلماء الصالحین الذین جاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ ورسولہ وفازوا بمراتب الشھداء التی نزلت فی حقھم لا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما اتاھم اللہ من فضلہ اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم المفلحون۔ فمن سب العلماء الراسخین فکانما سب الانبیاء ومن سب الانبیاء فدخل فی حزب اعداء اللہ ورسولہ۔ اولئک حزب الشیطان الا ان حزب الشیطان ھم الخاسرون۔ **اما بعد!**

حق تعالیٰ الملک الملک شہنشاہ عالم جل مجدہ نے محض اپنے فضل وکرم وحکمت بالغہ کی بناپر انسان کو اشرف المخلوق کا خطاب عطا فرما کر اپنی معرفت توحید کے لئے منتخب کیا اور اسی کی تاکید اور تنبیہ کے لئے تمام انبیاء ومرسلین علیہم السلام کو بھیجا جن کو مشرکوں ظالموں نافرمانوں سے طرح بطرح تکالیف پہنچیں۔ جادوگر ساحر ومجنون وکذاب تک کہا حتی کہ جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زائد صعوبتیں اٹھا کر طرح طرح سے مشرکین زمانہ کو ڈرایا سمجھایا۔ اور اپنی امت کو بھی بوساطت صحابہؓ فرمایا۔

لا تشرک باللہ وان قتلت اوحرقت[1] "یعنی شریک نہ ٹھہرانا اللہ کے ساتھ کسی کو اگرچہ تو قتل کیا جائے یا جلا دیا جائے"

اور بارگاہ باری تعالےٰ میں دعا کی۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد[2] "یعنی اے اللہ نہ بنائیو میری قبر کو بت جو پوجی جاوے"

علی ہذا آپ کے خلفاء وائمہ دین ہر زمانہ میں اجراء توحید اور شرک کے مٹانے میں مصائب جھیل کر جان ومال سے سینہ سپر رہے۔ اور مخالفین کے طعن وتشنیع کی مطلقاً پرواہ نہ کی اور ادنےٰ ادنےٰ اعمال

[1] مشکوٰۃ (خ-ح) [2] موطا امام مالک (ع ح)

شائبہ شرک پر اطلاق شرک فرمایا گیا۔ اسی طرح ہندوستان میں بوجہ اختلاط اقوام مشرکہ کے مسلمان جاہلوں میں توحید کی جگہ رسومات گور پرستی پیر پرستی تعزیہ پرستی وغیرہ شرکیات کا رواج ہو گیا چنانچہ ایک غیر مسلم مگر مبصر ڈاکٹر لیبان کتاب "تمدن ہند" میں یہاں کے مسلمانوں کی بابت لکھتا ہے کہ

"وہ اسلام جو اس وقت ہند میں رائج ہے۔ اس کی حالت بالکل ویسی ہی ہو گئی ہے۔ جیسے ہند کے دیگر مذاہب کی۔ ہندوستان کے اسلام کا مطالعہ کرتے وقت ہم کو یہ معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس مذہب کی یہاں آکر کیسی مٹی خراب ہوئی" (تاریخ نجد صـ٦٧)

نیز ڈاکٹر لوتھر مورخ امریکہ اسلامی تنزل کے منجملہ اسباب کے اپنی کتاب "جدید دنیا، اسلام" میں لکھتا ہے کہ۔

"بزرگوں کے مزاروں پر زیارت کو جاتے تھے۔ اور ان کی پرستش بارگاہ ایزدی کے شفیع کے طور پر کی جاتی تھی۔ کیونکہ ان جہال کا خیال تھا کہ خدا ایسا برتر ہے۔ کہ وہ اس کی طاعات بلا واسطہ نہیں ادا کر سکتے ہیں۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پھر دنیا میں آتے تو وہ اپنے پیرؤں کے ارتداد اور بت پرستی پر بیزاری کا اظہار فرماتے"۔ (تاریخ نجد صـ٢٥ تحریک وہابیہ صـ٥)

پس اس حالت کا انقلاب مجددان ملت بیضا خصوصاً حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اور آپ کے نبیرہ نامور خلف الصدق مولانا و بالفضل اولنا شاہ محمد اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ کی عملی سعی بلیغ سے بفضلہ تعالیٰ اشاعت قرآن وحدیث کا کافی چرچا پھیل گیا۔ اور آپ نے رسومات اور شرکیات کے مٹانے میں دست و زبان تقریر و تحریر حتیٰ کہ جان و مال سے بھی دریغ نہ فرمایا۔ اور بالآخر فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ چنانچہ آپ کی زندہ جاوید اسم بامسمیٰ کتاب "تقویۃ الایمان" مکمل یادگار ہے۔ جس میں آیات و احادیث سے توحید خالص کی خوبی اور انواع شرک کی برائی واضح سلیس طور پر کما حقہ بیان فرمائی ہے۔ جس سے لاکھوں بلکہ بدرجہا زائد بزرگان خدا مرد و زن راہ توحید سے ہدایت پا کر شرکیات اور رسومات سے تائب ہو گئے۔ اور روز افزوں اس کی اشاعت و قبولیت میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ اور ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ اگرچہ مخالفین گور پرست گدی نشین جنہوں نے اپنی روزی اسی پر موقوف سمجھ رکھی تھی خاص کر شاہ ولی اللہ صاحب ؒ و مولانا شہید ؒ سے دشمنی اور مخالفت رکھ کر توہین انبیاء و اولیاء ان کو متہم کر کے ناواقف عوام کو ورغلا کر شرک میں مبتلا کرتے رہے چنانچہ یہ امر رسائل بدایونی و بریلوی سے واضح ہے۔ انہی رسائل میں سے مولوی نعیم الدین صاحب مرادآبادی نے مجموعہ عقائد شرکیہ بدعیہ کتاب "اطیب البیان رد تقویۃ الایمان" دو ماہ ہوگئے جمادی الآخری ١٣٥١ھ میں طبع کرائی۔ اور

غلط طور پر سرورق پر ۱۳۴۸ھ ڈالا گیا تاکہ عوام پر ظاہر ہو۔ کہ اب تک اس کے جواب سے سکوت رہا۔ حالانکہ علاوہ متعدد شہادات کے ظاہر دلیل یہ ہے۔ کہ خود کتاب موصوف کے ص۱۵ پر لکھا ہے کہ نجدی کا بیٹا تو لندن ہو آیا[1]۔ حالانکہ امیر فیصل بن حضرت سلطان الحجاز خلد اللہ ملکہ وسلطانہ شروع ۱۳۵۱ھ میں گئے تھے۔ اور ربیع الاول ۱۳۵۱ھ تین ماہ میں واپس آ گئے۔

علاوہ بریں ص۷،۳۳ کی غلط بیانی بحوالہ رد المحتار قابل دید ہے کہ

"متبعین عبدالوہاب نجد سے نکل کر حرمین پر قابض ہوئے۔ اور خود کو حنبلی ظاہر کرتے تھے۔ لیکن ان کا اعتقاد تھا۔ کہ مسلمان صرف وہی ہیں۔ اور جو کوئی بھی ان کے اعتقاد کا مخالف ہے۔ وہ مشرک ہے اسی وجہ سے انہوں نے اہل سنت اور ان کے علماء کا قتل مباح سمجھا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ ان کی شوکت توڑ دی۔ اور ان کے شہر ویران کئے۔ اور مسلمانوں کے لشکروں کو ۱۲۳۳ھ میں ان پر فتح دی"

پھر اس عبارت کے ذیل میں مولوی نعیم الدین صاحب کی مضطربانہ الٹ پلٹ ملاحظہ ہو۔ لکھتے ہیں۔

"وہابی دراصل خارجی ہیں۔ جو ابن عبدالوہاب نجدی کا اتباع کرتے ہیں"۔ (پھر چھ سطر کے بعد لکھتے ہیں) "عبدالوہاب نجدی کا مقصد اس مذہب کی ایجاد اور مسلمانان عالم کو مشرک و کافر قرار دینے سے یہی تھا۔ کہ ان پر جہاد جائز کیا جاوے۔ چنانچہ اس نے پہلی مرتبہ اور اس کے جانشین ابن سعود نجدی نے اب دوسری مرتبہ اسی ذریعہ سے حجاز کی سلطنت حاصل کی"۔ (پھر تین سطر کے بعد لکھتے ہیں) "ہندوستان میں بھی مولوی اسمعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا تھا اور ابن عبدالوہاب کی طرح وہ بھی پیرزادے تھے۔ مولوی اسمٰعیل نے اپنی تمام کتاب میں خوارج کے اسی طریقہ پر عمل کیا ہے۔ کہ تمام عالم کے مسلمانوں کو مشرک قرار دیا۔ تاکہ مسلمانوں کو قتل کر کے ان کے اموال لوٹنے کا حیلہ مل جائے" (ص۷،۳۳)

اور اسی پر بس نہیں کی بلکہ اپنی عادت جبلی سے اس کتاب میں بیشتر مقامات پر مولانا شہید کو الفاظ سقیمہ خبیثہ سے یاد کیا ہے۔ مثلاً

ظالم (ص۹) ۔ بے دین (ص۲۷) ۔ سود اللہ وجہک (ص۳۴) ۔ مفتری (ص۵۵) ۔ تھوک دو اس بے حیا کے منہ پر (ص۱۴۰) ۔ دشمن دین (ص۱۴۴) ۔ بدنصیب (ص۱۴۶)
بدباطن (ص۱۴۰) ۔ جاہل بدلگام (فحاکش بدہن) (ص۵۶) ۔ نابینا (ص۵۹) ۔ بدبخت (ص۱۵۹) ۔ گمراہ (ص۲۲۵) ۔ جھوٹا (ص۱۸۵) ۔ دغاباز (ص۱۸۷) ۔ نافرجام (ص۲۰۰) ۔ ناظلمہم اللہ تعالیٰ
گستاخ (ص۲۱۱) ۔ نابکار (ص۲۳۳) ۔ بے ایمان (ص۲۴۰) ۔ مردود (ص۲۴۷)

وغیرہم۔ جو بعض الفاظ مکرر سہ کرر لائے گئے ہیں جن کے ترکی بترکی جواب دینا ہم پسند نہیں کرتے۔ اس کا انتقام حق تعالیٰ قہار و جبار کے سپرد کر کے چند گزارشات کریں گے۔

چونکہ اس عبارت میں کہیں متبعین عبدالوہاب کہا جاتا ہے۔ کہیں ابن عبدالوہاب کے اتباع

[1] یہ صفحات الطیب البیان طبع اول کے ہیں (ع ح)

کرنے والے کو بتایا جاتا ہے۔ پھر کہیں بے چارے عبدالوہاب کا مقصد حصول سلطنت بتایا گیا، حالانکہ شیخ عبدالوہاب رح عالم متبحر، صوفی المشرب، شاذلی الطریقہ تھے۔ نہ انہوں نے لشکر کشی کی نہ کرائی نہ امور سلطنت سے ان کو سروکار۔ ان کا انتقال تو ۱۱۵۳ھ میں اس واقعہ سے اسّی سال پہلے ہوا ہے۔ اور ان کے بیٹے محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ جن کی پیدائش ۱۱۱۵ھ اور انتقال ۱۲۰۶ھ میں ہے اس واقعہ سے ستائیس ۲۷ سال پہلے ہو چکا ہے۔ انہوں نے مدینہ طیبہ میں تحصیل علوم خصوصاً حدیث کی سند حضرت علامہ شیخ محمد حیات محدث سندھی المدنی رح المتوفی ۱۱۳۵ھ سے حاصل کی۔ جو مشہور محدث عبداللہ بن سالم بصری رح شیخ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح کے ارشد تلامیذ میں سے تھے جن کے سلسلہ تلامذہ میں علماء دیوبند اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بھی داخل ہیں (دیکھو تذکرۃ الرشید ج ۱ صـ۲۹ اور فتاوی رضویہ ج ۱ صـ۵) پس شیخ محمد بن عبدالوہاب رح حسب ہدایت اپنے شیخ الحدیث کے اصول شریعت خالص دعوت الی التوحید واتباع سنت میں مصروف رہے۔ کیونکہ شیخ الحدیث سندھی المدنی کا مسلک عامل بالحدیث ہونا آپ کی تالیفات تصنیفات سے روشن ہے،

پھر امور اعتقادیات میں تو جملہ ائمہ سلف متحد خصوصاً حنابلہ نہایت راسخ القدم ہیں۔ ایسی صورت میں جو لوگ اعتقادیات توحید میں ان کی مخالفت کر کے اپنے رسوم آبائی قبر پرستی پر جمے رہیں گے ان پر الزام شرک کیونکر عائد نہ ہوگا۔ پھر یہ کہنا کہ ان پر مسلمانوں کے لشکر کو فتح ہوئی گویا خود ان کو مسلمان نہ ٹھہرایا گیا سعد اصل حال اہالی مکہ ان کی شوکت و قوت ملکی کی وجہ سے مذہب کے پیرایہ میں عداوت رکھتے تھے اس لئے ان کو بیت اللہ سے روکتے مگر وہ اپنی قوت وہمت پر بفضلہ تعالیٰ داخل ہوئے۔ اس میں جو کچھ طرفین سے واقع ہوا علی الخصوص شیخ عبدالوہاب اور محمد بن عبدالوہاب رحمہما اللہ پر کیا الزام۔ اور ان کو کیونکر بعض طعن کا نشانہ بنایا جا سکتا ہے اور کیونکر ممکن اور متصور ہو سکتا ہے کہ یہ امور ان سے ظہور پذیر ہوئے۔ پس عبارت مختار المختار جو ۱۲۴۹ھ کی مصنفہ ہے خود انہوں نے اس واقعہ ۱۲۳۲ھ کا معائنہ تو کیا نہیں بلکہ سولہ ۱۶ سترہ ۱۷ سال کے بعد لکھا۔ ظاہر ہے کہ سنا سنایا ملک شام دمشق اپنے وطن لکھا ہے جو ہو بہو یقین نہیں ہو سکتا پھر اس سے استدلال کرنا سراسر ناانصافی ہے۔

پھر سلطان حال عبدالعزیز ابن سعود کے حسن حالات تمام عالم میں آشکارا ہو چکے ہیں۔ چنانچہ بطور نمونہ چند شہادات ہدیہ ناظرین ہیں۔

اخبار خلافت بمبئی مورخہ ۷ محرم ۱۳۴۵ھ میں مرقوم ہے کہ

"خود سلطان نے فرمایا میں ہر ایک امام کو مانتا ہوں۔ کتاب و سنت کو ہمیشہ مدنظر رکھتا ہوں۔ بدعت جو جزو دین ہو گئی ہے۔ اسے مٹانا چاہتا ہوں۔ میں سلطان حجاز بننے سے چنداں خوش نہیں ہوں۔ یہ میرے

دو بیٹے منصل فاتح مدینہ و خالد ہیں۔ اگر یہ لڑکے بھی خلاف شریعت عمل کریں تو ان کے لئے یہی سلوک ہے جو کسی معمولی بدو کے لئے ہے۔ میں تو وہاں (مدینہ) جانے کے تڑپتا ہوں۔" (بحوالہ مولانا محمد علی صاحب مرحوم)

نیز اخبار ہمدرد لکھنؤ ۹۔ اگست ۱۹۲۵ء میں مرقوم ہے۔

"ہم نے سلطان ابن سعود سے بارہا ملاقاتیں کیں وہ نہایت مخلص اور قرآن وسنت کی قدر کرنے والے شخص ہیں (مولانا محمد شفیع داؤدی)

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ نجدی افواج نے مکہ مکرمہ میں بہت سے مولد مزارات اور مشاہد کو منہدم کر دیا۔ جن کی حقیقت صرف اتنی ہے۔ کہ مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم و مولد فاطمہ زہرا رض کے قبے جو مسجد کے برجوں کی شکل کے گول تھے اتار دیئے گئے ہیں۔ یہاں پر با قاعدہ طور سے لوگ زیارت کے لئے آتے اور چڑھاوے چڑھاتے تھے عبد المطلب اور ابو طالب اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ رض اور حضرت آمنہ کے مزارات کے گول قبے اتار دیئے گئے ہیں۔ لیکن قبروں کو بالکل بدستور رہنے دیا گیا ہے" (مولانا عبد الحلیم صدیقی)

پختہ قبروں کی حیثیت سوائے ایک رسم کے اور کچھ بھی نہیں۔ شریعت میں اس کا کوئی ثبوت نہیں" (مولانا احمد سعید دہلوی)

"حضرت عمر رض نے وہ درخت جس کے نیچے بیعت رضوان میں حضور نے سایہ لیا تھا بخوف پرستش کٹوا ڈالا۔ لوگوں کی زیارت پسند نہیں کی چنانچہ اپنے ساتھی سے کہا۔ کہ ان مساجد پر اگر وقت نماز ہو۔ تو پڑھ لیا کرو۔ اور فرمایا کہ اگلی امتیں اسی وجہ سے ہلاک ہوئی ہیں۔ کہ انہوں نے معبد ایسے آثار پر بنایا تھا" (مولانا عبد الباری فرنگی محلی۔ ہمدرد ۷۔ ستمبر ۱۹۲۵ء)

"خلافت کمیٹی کی مجلس عاملہ کا یہ اعلان صراحتہ صداقت و انصاف کے خلاف ہوگا۔ کہ جن لوگوں نے اس طریقہ (انہدام قبور و آثار) پر کام کیا ہے۔ ان کی نیت پر شبہ کیا جائے۔ اور جو کام انہوں نے اتباع اسلام کے جوش کی وجہ سے کیا ہے اسے قابل عزت بزرگان اسلام کی توہین اور دشمنی سے تعبیر کیا جائے" (ہمدرد ۷ ستمبر ۲۵ء)

مولانا حسین احمد صاحب دیوبندی نے اعلان کیا

"مجھ کو اس امر کے اعلان کرنے میں ذرہ پس و پیش نہیں ہو سکتا کہ میری وہ تحقیق جس کو میں دربارہ خلاف اہل نجد رسالہ رجوم المدینین۔ اور شہاب الثاقب میں لکھ چکا ہوں۔ اس کی بنا کسی ان کی تالیف و تصنیف پر نہ تھی۔ بلکہ محض افواہوں یا ان کے مخالفین کے اقوال پر تھی۔ اب ان کی معتبر تالیف بتا رہی ہیں۔ کہ ان کا خلاف جمہور اہل سنت والجماعت سے اس قدر ہرگز نہیں جیسا کہ ان کی نسبت

مشہور کیا گیا ہے۔ بلکہ چند جزوی امور میں صرف اس درجہ تک ہے۔ کہ جس کی وجہ سے ان کی تکفیر تفسیق یا تضلیل نہیں کی جاسکتی واللہ اعلم" (اخبار زمیندار لاہور ۲۷ امئی ۱۹۲۵ء)

مولانا شفیع الحسن دیوبند سے لکھتے ہیں۔

"مولانا حسین احمد صاحب کا یہ اعلان اور یہ ارشاد بے شبہ صحیح اظہار حقیقت اور صریح ہدایت ونصیحت ہے۔ فی الواقع وہابیوں کے عقائد وہی ہیں۔ جو حضرات صحابہ وتابعین وائمہ مجتہدین امام اعظم محبوب سبحانی۔ مجدد الف ثانی۔ اور جمہور سلف صالحین رضی اللہ عنہم اجمعین کے ازروئے کتاب وسنت تھے۔ بلکہ حق یہ ہے، کہ بلحاظ عقائد سچے حنفی نجدی ہی ہیں جیسا کہ اسی ہفتہ روزنامہ خلافت میں انھوں نے کہا کہ ہمارے عقائد وہی ہیں۔ جو مدرسہ عالیہ دیوبند کی درسی کتابوں میں پڑھے پڑھائے جاتے ہیں" (زمیندار ۳۰ مئی ۱۹۲۵ء)

پس ان شہادات سے واضح طور پر روشن ہوگیا کہ موجودہ سلطان عبدالعزیز ابن سعود اور ان کے علمار اکابر اہل نجد کا وہی عقیدہ ہے، جو تمام اہل توحید وسنت کا ہے ؛ پھر مولوی نعیم الدین کے خیال میں کیا یہ سب اہل علم خارجی اہل سنت سے خارج ہوں گے؟ معاذ اللہ منہ پھر حضرت شہید مرحوم کو جو کچھ کہیں ان کے نزدیک کم ہے۔ کیونکہ ہندوستان میں ان کا حصہ تبلیغ توحید واتباع سنت میں بیشتر اعلی وارفع تھا۔ پھر مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ سواد اعظم نمبر ا جلد ۱۳ ص۱۲ میں حضرت شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رح وامام ابن قیم رح پر ملحد وبے دین وغیرہ الفاظ شنیعہ کا استعمال کر چکے ہیں، حالانکہ علامہ شامی نے ان کی تعریف کی ہے اور شامی کی توصیف اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۵۲ اور فرائد النور ص۱۵ میں لکھتے ہیں، کہ

"شامی جو اہل سنت وجماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علمار ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے۔ ردالمختار درمختار کا سب سے نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے،،

پس مولوی نعیم الدین اگر ردالمختار کو انصاف کی عینک لگا کر دیکھیں تو خوبیٔ توحید کی روشنی معلوم ہو۔ ورنہ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ!

لہذا ناظرین کرام کی خدمت میں اس کے چند حوالہ حسب ذیل ہیں جن سے مولوی نعیم الدین کی غلط بیانی واضح ہے۔ ردالمختار جلد اول ص۲۶ میں مرقوم ہے:-

ان الحلف بغیر اسمہ تعالی وصفاتہ　　　یعنی سوائے نام اور صفات اللہ عزوجل کے قسم کھانا

عز وجل مکروہ کما صرح بہ النووی فی شرح صحیح مسلم بل الظاھر من کلام مشائخنا انہ کفر اھ

مکروہ ہے جیسا کہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں تصریح کی ہے۔ بلکہ ظاہر ہمارے مشائخ کے کلام سے یہ بات ہے (کہ ایسا کرنا) کفر ہے۔"

اور صـ۲۵۴ رد المحتار میں مرقوم ہے۔

اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد

"یعنی وجہ بتوں کے پوجے جانے کی صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے۔"

نیز رد المحتار جلد اول صـ۴۰۶ مصری میں مرقوم ہے۔ قال الحافظ ابن تیمیۃ اور جلد ۳ صـ۲۷۹ و ۲۹۱ میں امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی نسبت مرقوم ہے شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحنبلی۔ شیخ الاسلام تقی الدین احمد ابن تیمیۃ الحنبلی۔ پس خود مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے مسلمانوں کے افعال کا کفریہ اور امام ابن تیمیہ رح کا شیخ الاسلام ہونا ثابت ہو کر شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی و مولانا شہید دہلوی مرحومین پر الزامات بیہودہ لگانے کا مردود ہونا ثابت ہو گیا۔ اگر ایسی صورت میں اہل نجد نے اپنے عقائد صحیحہ توحید کی بنا پر عقائد فاسدہ مخالف توحید کو شرک سے تعبیر کیا۔ تو کون سا ظلم کیا۔ چنانچہ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی ؒ سے سوال کیا گیا۔

قیل للشیخ الجیلانی ھل کان للہ ولی علی غیر اعتقاد احمد بن حنبل؟ فقال ماکان ولا یکون (طبقات ابن رجب صـ۲۹۶ ج ۱)

"آیا امام احمد بن حنبل کے عقیدہ کے سوا دوسرا عقیدہ رکھنے والا کوئی ولی اللہ ہوا ہے؟ تو شیخ نے جواب میں فرمایا "نہ ہوا ہے اور نہ ہو گا۔"

تو وجہ کیا؟ یہی کہ عقائد حنابلہ عقائد اہل سنت ہیں۔ ان کی جو مخالفت کرے گا۔ وہ کس طرح ولی ہو سکتا ہے۔ جس طرح توحید و سنت میں ان کی مخالفت کر کے کیونکر موحد ہو گا۔ یہی علامہ شامی نے فرمایا۔ کہ اصل بت کی عبادت، صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے۔ تو جو قبور کے ساتھ افعال شرکیہ کرے گا۔ اس پر عذاب عائد کیونکر نہ ہو گا۔ اور یہی تقویۃ الایمان کا منشا ہے۔ چنانچہ اس منشا کی تفصیل حسب تصریحات قرآن و احادیث اور اس پر اکابر ائمہ دین کی تائیدات خصوصاً علامہ شامی کے اقوال سے ناظرین اہل انصاف کی خدمت میں پیش کی جائیں گی۔

تقلید کا مبحث[1]

قولہ صـ۵–۱۶۔ صاحب تقویۃ الایمان نے باب توحید و شرک کے شروع کرنے سے قبل دو اصول لکھے ہیں۔ اگر وہ یہ اصول نہ بناتے تو انہیں مسلمانوں کو راہ راست سے منحرف کرنے میں بہت زیادہ دشواریاں پیش آتیں یہ اصول جیسے وہابیہ کے لئے ضروری ہیں۔ اسی

---

[1] اس مبحث کا کچھ بعض مناسبات کے باعث آخر کتاب میں بھی آئے گا انشاء اللہ (ع، ح)

قدر بلکہ اس سے زیادہ مسلمانوں کے لئے خطرناک ہیں۔ ان سے گمراہیوں کی بے انتہا شاخیں پیدا ہوتی ہیں ۱ اسلاف کرام اور بزرگوں کا اتباع نہ کرنا۔ ۲ علماء دین اور ائمہ مجتہدین کی پرواہ نہ کرنی چاہیئے ہر شخص قرآن وحدیث سمجھتا ہے۔ اس کے لئے بڑا علم درکار نہیں۔ الفاظ ان دو اصولوں کے تقویۃ الایمان صـ۲ میں یہ ہیں۔

اس زمانہ میں دین کی بات میں لوگ کتنی راہیں چلتے ہیں۔ کتنے پہلوں کی رسموں کو پکڑتے ہیں۔ کتنے قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں۔ اور کتنے مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں۔ سند پکڑتے ہیں۔ اور کتنے اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں انتہی یہ وہابیہ کا پہلا اصول ہے۔ جس میں متقدمین کے طریق بزرگوں کے حالات علماء کے ارشادات اور عقل کے فیصلے سب سے رد کا جانا ہے پہلوں بزرگوں عالموں میں ائمہ علماء صلحاء اولیاء غوث قطب تبع تابعین تابعین صحابہ خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم سب ہی آگئے ظالم نے دین کا سارا نظام درہم برہم کر ڈالا۔ اسی اصول کی بدولت غیر مقلد پیدا ہوئے۔ مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کے قصیدہ کے دو شعر پڑھیئے۔ جو انہوں نے مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب کی تعریف میں لکھا ہے۔ اور غور کیجئے۔ کہ تقویۃ الایمان کے حکم سے مولوی محمود حسن صاحب کافر خارج از اسلام منکر قرآن ہو گئے۔ کہ قرآن وحدیث کے سمجھنے کے لئے عالم کو ضروری سمجھا لکھتے ہیں ؎

پر نہ ہوں سائق و قائد جو رشید و قاسم	ہم کو کیونکر ملیں یہ نعمت یزداں دونوں
کون سمجھائے ہمیں مطلب اللہ و رسول	کون سکھلائے ہمیں سنت و قرآن دونوں

مولوی اسمٰعیل صاحب کا فتوی گھر میں ہی کام آگیا اور مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی ان کی چھری سے ذبح ہو گئے۔ اس کتاب میں کسی تفسیر کا حدیث کی شرح کا فقہ اصول عقائد وغیرہ کسی کتاب کا کہیں حوالہ نہیں گمراہی کا راز تو یہی ہے۔ کہ علماء سے قطع تعلق کرائے ۱ ملخصاً بلفظہ۔

اقول وباللہ التوفیق۔ فی الواقع ان دو اصولوں کی اصل بناء کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہے۔ باقی سب فروع اس کے ماتحت ہیں۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	یعنی فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑیں
ترکت فیکم امرین لن تضلوا ما	میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں ہر گز گمراہ نہ ہوگے
تمسکتم بھما کتاب اللہ	جب تک ان دونوں کو خوب مضبوط پکڑے
وسنۃ نبیہ رواہ مالک فی	رہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب دوسرے اس کے

(المؤطلا ص۲۳۱)　　　　　　　　نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت"

افسوس مولوی نعیم الدین نے عوام کو غلطی میں ڈالنے کی ناکام کوشش کی۔ حالانکہ خود تقویۃ الایمان ص۲ میں اسی کے ملحق صاف عبارت یوں مرقوم ہے۔

"ان سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھیے۔ اور اس کی سند پکڑیے۔ اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجیے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجیے۔ اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیے۔ اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو۔ اس کو چھوڑ دیجیے"

پس صریح کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی کے قول و فعل پر چلنے کو تقلید کہتے ہیں۔ جس کی تمام بزرگوں اور علمائے دین ائمہ مجتہدین نے ممانعت فرمائی ہے۔ ورنہ درصورت موافقت کے تو خود کلام تقویۃ الایمان اس کی قبولیت کے لئے شاہد ہے۔ اور اسی تقلید کی ممنوعیت سے تمام کتب تفاسیر و شروح احادیث فقہ و اصول عقائد تصوف لبریز ہیں حتی کہ کوئی کتاب دینی مذمت اور برائی تقلید سے خالی نہیں۔ تقویۃ الایمان پر کیا موقوف ہے۔ اگرچہ تقویۃ الایمان میں ان کتب کا حوالہ نہ ہو۔ یہ محض جہالت یا عناد اور فریب دہی پر مبنی ہے۔

اقوال شاہ عبدالعزیز صاحب در رد تقلید

چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز رجس کو خود مولوی نعیم الدین مستند جانتے ہیں۔ جلد ا ص۱۵۹ مطبوعہ مطلع العلوم دہلی ۱۲۶۷ھ) میں فرماتے ہیں۔

چنانچہ عبادت غیر خدا مطلقاً شرک و کفر است اطاعت غیر او تعالیٰ نیز بالاستقلال کفر است و معنی اطاعت غیر بالاستقلال آنست کہ اور امبلغ احکام اوندانستہ رقبہ اطاعت او در گردن اندازد و تقلید او لازم شمارد و با وجود ظہور مخالفت حکم او با حکم او تعالیٰ دست از اتباع او بر ندارد ایں ہم نوعے است از اتخاذ انداد کہ در آیت اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ الآیۃ

"یعنی جس طرح خدا کے سوا دوسرے کی مطلقاً عبادت شرک و کفر ہے۔ اسی طرح خدا کے سوا دوسرے کی بالاستقلال اطاعت بھی کفر ہے۔ بالاستقلال اطاعت کا مطلب یہ ہے کہ اس کی باتوں کو احکام خدا کا درجہ دیا جائے اور اس کی ہر بات کا ماننا اپنے ذمہ لازم سمجھا جائے یعنی اس کی تقلید ضروری مانی جائے اور باوجود کتاب اللہ کی مخالفت کے بھی اس کی تقلید نہ چھوڑی جائے یہ بھی خدا کے ساتھ اس کو شریک کرنا ہے جو آیت فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا میں داخل ہے جس کی مذمت اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَھُمْ

نکوہش آں فرمودہ اند۔

یں فرمائی گئی ہے ۔"

اور ص۳۵ میں فرماتے ہیں۔

و بر عامی فرض است کہ بر تقلید و ظن اکتفا نکند بلکہ تحصیل یقین را قصد نماید۔

"یعنی عامی ان پڑھ کے اوپر فرض ہے کہ محض تقلید و گمان پر کفایت نہ کرے۔ بلکہ یقین کے حاصل کرنے کا قصد کرے ۔"

اور ص۱۳۱ میں فرماتے ہیں۔

حاصلش آنکہ باعث بر تصدیق کلام مسموع از غیر در عالم یکے از سہ چیزے باشد اول آنکہ سامع آں کلام مقلد مشرب است آنچہ بزرگان او گفتہ رفتہ اند آن را بہ شدت معتقد مے باشد اگر کسے موافق گفتہ بزرگان او مے گوید فی الفور باور میکند و آنچہ مخالفش مے باشد ہر چند دلیل عقلی بر آں قائم باشد در ذہن او نمے نشیند۔ دوم آنکہ سامع آن کلام محقق و طالب دلیل است پس اگر دلیل قوی بر آں خواہد یافت قبول خواہد کرد والا انکار خواہد نمود۔ سوم آنکہ سامع آن کلام مغلوب الوہم و الخیال است مثل صبیان و زنان پس نزد او ہر چیز ناخوش کہ دلالت بر حصول مطلبے یا دفع بلائے میکند بے تائل بر دلیل واجب التصدیق میگردد و ہر چیز ناخوش کہ از امر مخوف مے ترساند آن را باور ندارد۔

"یعنی حاصل یہ ہے کہ غیر کے کلام کو سننے والا تین وجہ سے تصدیق کرتا ہے۔ اولاً سننے والا اس کلام کا مقلد مشرب ہے۔ کہ جو کچھ اس کے بزرگ کہہ گئے ہیں شدت سے اس کے ساتھ اعتقاد رکھتا ہے اگر کوئی شخص موافق کلام اس کے بزرگوں کے کہے فوراً یقین کرے اور جو کوئی مخالف ان کے ہو، ہر چند دلیل عقلی بھی اس پر قائم ہو اس کے ذہن میں نہیں بیٹھتی۔ ثانیاً سننے والا اس کلام کا محقق و طالب دلیل ہے۔ پس اگر دلیل قوی اس کے اوپر پادے گا قبول کریگا ورنہ انکار کرے گا۔ ثالثاً سننے والا اس کلام کا وہمی اور خیالات میں مدہوش ہے جیسے لڑکے اور عورتیں۔ پس اس کے نزدیک جو چیز اچھی معلوم ہو کسی مطلب کے حاصل ہونے یا دفع بلا میں بلا تامل کرنے دلیل میں اس کو مان لیتا قبول کر لیتا ہے۔ اور جو چیز اس کو ناخوش ہو۔ کہ دلالت امر خوفناک پر کرے اس کو باور نہ کرے گا ۔"

اور ص۹۶ میں فرماتے ہیں۔

ازیں آیت معلوم شد کہ بعد از وضوح دلائل وسطوع براہین تقلید باطل است۔

یعنی اس آیت ھم الخسرون سے معلوم ہوا کہ بعد ظاہر ہونے دلائل اور روشن ہونے براہین کے تقلید باطل ہے"۔

اور ص۵۱۵ میں فرماتے ہیں۔

اطاعت امام مشروط و مقید است بہمان چیز ہا کہ معصیت بودن آنہا از شرع معلوم نہ باشد والا اطاعت امام فرض نمے ماند و رجوع باحکام قرآن و اوامر و نواہی پیغمبر باید نمود بدلیل یَااَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔

یعنی" اطاعت امام کی مشروط اور مقید ہے ساتھ ان چیزوں کے کہ معصیت ہونا ان کا شرع سے معلوم نہ ہو۔ ورنہ اطاعت امام کی فرض نہ ہوگی۔ اور رجوع ساتھ احکام قرآن اور اوامر اور نواہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہیے بدلیل آیت اے ایمان والو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور ان کی جو تم میں اختیار والے ہیں پھر اگر تنازع کرو تم کسی امر میں تو اس کو پھیرو اللہ کی طرف اور رسول کی طرف اگر یقین رکھتے ہو اللہ پر اور آخرت کے دن پر"۔

اور ص۵۶۳ میں فرماتے ہیں۔

تقلید آنست کہ بے دلیل اتباع کسے نماید والا در حق انبیاء کہ دلائل صدق ایشاں از معجزات و خوارق و سداد اوضاع و اخلاق و اجتناب از خطا و کذب اظہر من الشمس مے باشد اتباع فرض است و از باب تقلید نیست۔

یعنی" بے دلیل کتاب و سنت کسی پیروی کرنے کو تقلید کہتے ہیں۔ ورنہ انبیاء علیہم السلام کا اتباع کہ بدلائل تصدیق معجزات وغیرہم اوصاف کمال کے ان کا خطا و کذب سے مبرا ہونا مانند آفتاب کے روشن ہے اتباع فرض ہے۔ اس کو تقلید نہیں کہتے"۔

اور ص۵۶۴ میں فرماتے ہیں۔

باوجود یافتن نصوص کتاب برخلاف آں تقلید ایشاں را نمے گذارید۔

یعنی باوجود پانے نصوص کتاب کے برخلاف اس کے تقلید ان کی نہیں چھوڑتے۔

اور ص۶۷۹ میں فرماتے ہیں۔

وطرفہ آنست کہ ایں مردم قسمے در دام شیطان گرفتار شدہ بہ التزام رسوم آبا واجداد خود در تحریم چیز ہائے حلال اصرار دارند کہ آنرا از شرع خدا زیادہ تر میدانند حتیٰ کہ وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا چنانچہ ہمیں عذر در ہنود ہر قوم از بقال و کائستہ و راجپوت وغیرہم از رواج و رسم خود بر نمے کردند و بعضے از جہال مسلمین نیز بآموختن از ایشاں در ترک نکاح بیوہ ہا و دیگر رسوم باطلہ ہمیں قسم اعذار بیان مے نمایند

یعنی تعجب یہ ہے کہ آدمی دام شیطان میں اس قدر گرفتار ہیں۔ کہ بسبب رسوم آبا و اجداد کے حلال چیز کو حرام جانتے ہیں اس قدر اصرار کرتے ہیں۔ کہ شریعت خدا سے زیادہ جانتے ہیں اور جس وقت کہا جاتا ہے کہ پیروی کرو اس چیز کی جو اللہ نے نازل فرمائی ہے اور وسوسہ شیطان اور طریقہ باپ دادا کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں ہم پیروی حکم خدا کی نہیں کرتے اس لئے کہ ہم میں اس قدر لیاقت کہاں ہے، کہ حقیقت حکم الٰہی کو دریافت کریں اور ہم کو کس طرح یقین ہو کہ جو تم کہتے ہو حکم الٰہی ہے بلکہ ہم پیروی اس رسم کی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا جیسے کہ بوجہ انہیں عذروں کے قوم ہنود میں مثلاً بقال کائستہ راجپوت وغیرہ رواج و رسم قدیمی سے باہر نہیں ہوتے اور بعضے جاہل مسلمان بھی انہی کے سکھلانے سے ترک نکاح بیوہ و رسوم باطلہ میں یہی عذرات بیان کرتے ہیں۔"

اور ص۶۸۱ میں فرماتے ہیں

یا ایہا الناس خطاب عام است مسلمانان وکافران دریں آیت اشارہ است بابطال تقلید بدو طریق اول آنکہ از مقلد باید پرسید کہ ہر کرا تقلید مے کنی نزد تو محقق است یا نے اگر محقق بودن او را نمے شناسی باوجود احتمال مبطل بودن او چرا او را تقلید مے کنی و اگر محقق بودن او را مے شناسی پس بکدام دلیل شناسی پس آں دلیل چراو اگر بتقلید دیگرے شناسی سخن در آں خواہد رفت و تسلسل لازم خواہد آمد و اگر بعقل مے شناسی

یا ایہا الناس خطاب عام ہے مسلمان اور کافر کو۔ اس آیت میں دو طریق سے باطل ہونے تقلید کا اشارہ ہے۔ اوّلاً اگر یہ کہ مقلد سے دریافت کرنا چاہیئے کہ جس کی تو تقلید کرتا ہے۔ وہ تیرے نزدیک محقق ہے یا نہیں اگر تو اس کے محقق ہونے کو نہیں جانتا تو باوجود احتمال باطل ہونے کے تقلید کیوں کرتا ہے۔ اور اگر اس کو محقق جانتا ہے تو کس دلیل سے اگر دوسرے کی تقلید سے تو اسی طرح اس کی تقلید میں کلام ہوگا۔ اور تسلسل لازم آئے گا اور اگر

معرفت حق صرف نمے کنی و عار تقلید بر
خود مے داری طریق دوم آنکہ کسے را کہ
تقلید مے کنی، اگر ایں مسئلہ را او ہم بتقلید
دانستہ است پس تو و او برابر شدید
او را چہ ترجیح ماند کہ تقلید او کنی و اگر بدلیل
دانستہ است پس تقلید وقتے تمام مے شود
کہ تو ہم آن مسئلہ را بہمان دلیل بدانی و الا
مخالف او باشی نہ مقلد او چون تو ہم آن مسئلہ
را بدلیل دانستہ تقلید ضائع شد۔

عقل سے جانتا ہے۔ تو عقل حق کی معرفت میں کیوں نہیں
صرف کرتا اور عار تقلید اپنے اوپر کیوں گوارا کرتا ہے
ثانیاً یہ کہ جس کی تقلید تو کرتا ہے، اگر اس مسئلہ کو
اس نے بھی تقلید سے جانا ہے تو تو اور وہ دونوں برابر
ہوئے اس کو تیرے اوپر کیا ترجیح ہے کہ تو اس کی
تقلید کرتا ہے۔ اور اگر اس نے بدلیل جانا ہے
تو تقلید اس وقت ختم ہو گی، تو بھی اسی دلیل سے اس
مسئلہ کو جان لے ورنہ تو مخالف ہو گا نہ مقلد اور جب
تجھے بھی اسی دلیل سے معلوم ہو تو تقلید ضائع ہو گئی"

اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب رح مجموعہ فتاوی عزیزی مستند مولوی نعیم الدین، جلد اول صـ ۱۷۵
میں فرماتے ہیں۔

و فی الحقیقت اگر مقلدان مذہب
تفحص کنند مے یابند کہ ایں بلائے تقلید
ایشاں را بحدے کشیدہ کہ قول ہر یکے را از
احاد فقہا در مقابل حدیث مے آرند ترجیح
مے دہند و ایں از آن قبیل ست کہ علماء
را بہ پیغمبری رسانیدہ شود بلکہ بخدائی نیز کہ
در صحیح ترمذی آمدہ است کہ عدی ابن
حاتم از جناب نبوت صلی اللہ علیہ وسلم در
تفسیر آیت اِتَّخَذُوٓا اَحْبَارَهُمْ وَ
رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ
عرض کرد یا رسول اللہ ما ایشاں را
بخدائے مے پرستیدند و خدا مے
دانستند فرمودند کہ بگفتہ ایشاں حلال
و حرام میدانستند گفت آرے فرمودند

یعنی "تقلید کی بلا نے مقلدوں کو بے طرح ہلاک کر
دیا ہے کہ یہ ایک فقیہ کے قول کو باوجود مخالفت
حدیث کے مقابلہ میں ترجیح دیتے ہیں اور یہانتک کہ علماء
فقہاء کو پیغمبری کا درجہ بلکہ خدا کے درجہ تک پہنچاتے
ہیں کیونکہ حدیث صحیح ترمذی میں روایت ہے۔ کہ
عدی ابن حاتم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے تفسیر آیت اِتَّخَذُوٓا اَحْبَارَهُمْ
الخ کے بارے میں عرض کیا کہ کیا رسول اللہ
علماء کو خدا کی طرح پوجتے تھے اور خدا
جانتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ان
لوگوں کے کہنے سے حلال و حرام جانتے
تھے۔ تو عدی بن حاتم نے عرض کیا
کہ ہاں اسی طرح کرتے تھے۔ تو آپ
نے فرمایا یہی مطلب رب ٹھہرانے کا ہے

ہمیں است ارباب گر فتن و ظاہر است کہ منصب ضرب تکلیف و نصب شریعت مخصوص بخدا است و بے نص قاطع او کسے را این منصب دادن شرک محض است نعوذ باللہ منہا،،	اور ظاہر ہے کہ منصب تکلیف شرعی مقرر کرنے کا اور منصب شریعت قائم کرنے کا حق خدا کیلئے مخصوص ہے۔ اور بلا حکم صریح کے کسی کو یہ منصب دے دینا شرک محض ہے۔ پناہ اللہ کی اس سے،،

پس مولوی نعیم الدین کا اپنی اصول شریعت سے نادانی یا بر بنا تعصب و عناد کے تقویۃ الایمان کے سچے اصول قرآن و حدیث کو گمراہی کی شاخ اور غیر مقلدی کی ابتدار قرار دینا اور ائمہ مجتہدین علما و صلحار بزرگوں کے اتباع نہ کرنے اور ان سے بے پرواہ ہونے کا نتیجہ نکالنا سراسر ظلم نہیں ہے۔ تو کیا ہے۔ حالانکہ خود تقویۃ الایمان کے صہ ہی میں مرقوم ہو چکا۔

کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل جان کر اس کی سند پکڑے۔ عقل کو دخل نہ دے۔ اور جو قصہ بزرگوں کا اس کے موافق ہو قبول کرے ورنہ اس کی سند نہ پکڑے،، (ملخص)

چنانچہ اس اصول تقویۃ الایمان کی تائید میں صرف ایک ہی تفسیر فتح العزیز مسلمہ مولوی نعیم الدین سے حسب تصریح اقوال قرآن و حدیث کے محقق ہو کر تقلید کی کماحقہ جڑ کٹ گئی اور اس کا بے اصل ہونا برخلاف قرآن و حدیث کے ثابت ہو چکا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رح کے ارشادات در رد تقلید

علی ہذا شارحین احادیث چنانچہ حافظ الاحادیث امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ الباری جن کو مولوی نعیم الدین اپنی الکلمۃ العلیا صلا میں شیخ المشائخ قاضی القضاۃ احد الحفاظ والرواۃ لکھتے ہیں۔ آپ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری انصاری دہلی پارہ ۶ صہ میں تقلید کو آفات بشریہ سے شمار کیا ہے اور پارہ ۲۸ ص۱۸۱ ج ۶ میں فرماتے ہیں۔

وفی ذلک رد علی المقلد	"اس حدیث میں تقلد کا رد ہے،،

اور پارہ ۲۹ ص۲۲ ج ۶ میں اس مبحث کے دوران کہ عقاید میں تقلید کا حکم کیا ہے۔ سلسلہ بحث میں ایک جگہ فرماتے ہیں۔

لا تقلید فی الاحکام الشرعیۃ	یعنی احکام شریعت میں کسی کی تقلید نہیں ہوتی،،

نیز اسی سلسلہ میں یہ تقریر فرمائی ہے۔

المراد بالتقلید اخذ قول الغیر	"یعنی مراد تقلید سے اختیار کرنا ہے۔ غیر کے قول

بغير حجة بثبوت النبوة حتى حصل لم القطع بما فهما سمعه من النبي صلى الله عليه وسلم كان مقطوعا عنده بصدقه فاذا اعتقده لم يكن مقلدا لانه لم ياخذ بقول غيره بغير حجة وهذا مستند السلف قاطبة في الاخذ بما ثبت عندهم من ايات القرآن واحاديث الرسول صلى الله عليه وسلم فيما يتعلق بهذا الباب ان المذموم من التقليد اخذ قول الغير بغير حجة وهذا ليس منه حكم رسول الله صلى الله عليه وسلم فان الله اوجب اتباعه في كل مايقول وليس العمل فيما امر به او نهى عنه داخلا تحت التقليد المذموم اتفاقا واما من دونه ممن اتبعه في قول قاله واعتقد انه لو لم يقله لم يعمل هو به فهو المقلد المذموم بخلاف مالو اعتقد ذلك في خبر الله ورسوله فانه يكون مسلما (رواه فتح الباري) ج ۱۳ ص ۳۰۰

کا بغیر دلیل کے اور جس قول پر دلیل قائم ہو ساتھ قائم ہونے احکام نبوت کے یہانتک کہ حاصل ہو یقین اس کے ساتھ کہ یہ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قطعاً صدق پر دلالت کرتے ہیں اس کے نزدیک پس اس کے اعتقاد کرنے سے مقلد نہ رہے گا کیونکہ اس نے نہیں اختیار کیا قول کسی غیر کا بغیر دلیل کے اور یہ طریقہ ائمہ سلف سے مستند ہے اختیار کرنے میں ان کے نزدیک آیات قرآن اور احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس باب کے متعلق کہ تقلید مذمت کے قابل اختیار کرنا قول کسی غیر کا بغیر دلیل کے ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تقلید کی جنس سے نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے واجب فرمایا ہے آپ کے اتباع کو جو کچھ آپ فرما دیں اور نہیں ہے کوئی امر آپ کا اور منع فرمانا آپ کا داخل تقلید مذموم میں بالاتفاق اور لیکن سوائے آپ کے جس کسی کا اتباع کیا جائے اس کے کہنے میں اور اعتقاد یہ ہو کہ جب تک یہ نہ کہے گا۔ قابل ماننے کے نہ ہوگا۔ پس یہ مقلد قابل مذمت کے ہے بخلاف اس اعتقاد کے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم ہو تو تسلیم ہے،،

اور ص۔۔۔ میں فرماتے ہیں۔

فوجب تصديقه في كل شيء ثبت عنه بطريق السمع ولا يكون ذلك تقليدا بل هو اتباع

”یعنی پس واجب ہے تصدیق ہر شے کی جو کچھ ثابت ہو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق روایت کے اور اسے تقلید نہیں کہتے۔ بلکہ اس کا نام اتباع

واللہ اعلم۔ ہے۔ واللہ اعلم "

اقوال امام غزالی رح در رد تقلید

نیز امام حجۃ الاسلام غزالی رحمہ اللہ جن کو مولوی نعیم الدین صہ۲۳ و۴۴ ابن محی السنہ لکھتے ہیں۔ آپ نے کیمیائے سعادت میں بکثرت تقلید کے نقصانات بتلائے ہیں چنانچہ صہ۲۹ میں فرماتے ہیں۔

کسے کہ زیرک بود باطن او از آلائش	یعنی جو شخص زیرک چالاک وہوشیار ہے۔ اور باطن
تعصب و تقلید پاک بود ایں راہ باز	اس کا آلائش تعصب اور تقلید سے پاک ہے
یابد و کار آخرت در دل او ثابت	وہ اس راہ کو پائے گا۔ اور احوال آخرت اس کے
و محکم شود۔	دل میں ثابت و محکم ہو جائیں گے۔"

اور صہ۴۲۸ میں فرماتے ہیں۔

و ہر عالم کہ کارہا بتقلید و صورت	یعنی اور جس عالم نے تقلیداً کام اختیار کئے ہوں
فرا گرفتہ باشد ناقص بود و بعوام نزدیک	وہ ناقص ہوتا ہے۔ اور عوام الناس کے قریب
باشد۔	قریب ہوتا ہے۔"

فرمودات رومی و سعدی

علیٰ ہذا مولانا روم رح جن کو مولوی نعیم الدین الکلمۃ العلیا میں مستند جانتے ہیں) اکثر مواقع مثنوی میں رد تقلید رقم فرماتے ہیں چنانچہ دفتر دوم صہ۱۱۱ میں لکھا ہے۔

زانکہ تقلید آفت ہر نیکوی است	"یعنی تمام نیکیوں کے لئے تقلید بمنزلہ آفت
کاہ بود تقلید اگر کوہ قوی است	کے ہے گھاس کی مانند ہے اگرچہ قوی پہاڑ ہی
نوحہ گر باشد مقلد در حدیث	کیوں نہ ہو۔ رونے والا ہوتا ہے مقلد حدیث
جز طمع بنود مراد آں خبیث	میں سوا طمع کے مراد نہیں ہوتی اس خبیث کی
منبع گفتار ایں سوزے بود	محقق جو بات کرتا ہے دل سے کرتا ہے۔
وآں مقلد کہنہ آموزے بود	مقلد پرانی لکیر کا فقیر ہے تہدید کے لئے
بشنو ایں قصہ پئے تہدید را	اس قصہ کو سن۔ تا تجھ کو آفت تقلید
تا بدانی آفت تقلید را	کی معلوم ہو۔"

ایضاً صہ۱۱۲ میں مرقوم ہے ؎

مر مرا تقلید شاں برباد داد	خاص کر مجھ کو ان کی تقلید نے برباد کر دیا۔

که دو صد لعنت بر آں تقلید باد — دو سو لعنت ایسی تقلید پر ہوویں
خاصہ تقلید چنیں بے حاصلاں — خاص کر ایسے نادانوں کی تقلید جنہوں نے
کابرو را ریختند از بہر ناں — روٹی کے لئے آبرو بھی کھودی

ایضاً دفتر پنجم صـ۴۲۲ میں مرقوم ہے سہ

آں مقلد ہست چوں طفل علیل — مقلد کی حالت بیمار کی سی ہے۔ اگرچہ
گرچہ دارد بحث باریک و دلیل" — حجت اور باریک دلیلیں رکھتا ہو

ایضاً صـ۴۴۹ میں مرقوم ہے سہ

بلکہ تقلید است آں ایمان او — تقلید جس کا ایمان ہے سچ تو یہ ہے اس
روئے ایمان را ندیدہ جان او — کی جان نے بھی ایمان کا مونہہ نہیں دیکھا
بس خطر باشد مقلد را عظیم — مقلد کے لئے بڑے بڑے خطرے ہیں
از راہ رہزن شیطان رجیم — راہ سے راہ مارنے والے شیطان مردود سے
صد دلیل آرد مقلد در بیاں — اگرچہ مقلد سو سو دلیلیں پیش کرے۔
از قیاسی گوید اورا نیز عیاں — قیاسی باتیں کہہ کر ان کو عیاں جانتا ہے مقلد
آں مقلد صد دلیل وصد بیاں — سو سو دلائل اور سو سو بیان ظاہر کرتا ہے مگر
بر زباں آرد ندارد ہیچ جاں" — سچ یہ ہے۔ کہ اس میں جان نہیں ہوتی۔"

ایضاً صـ۴۵۰ میں مرقوم ہے سہ

خر دو سہ نوبت برد بہ حملہ کرد — گدھے نے دو تین لومڑیوں پر حملہ کیا۔ مگر چونکہ
چوں مقلد بد فریب او نخورد" — مقلد تھا باوجود دیکہ ان پر حملہ کرتا رہا خود فریب میں آگیا

ایضاً صـ۴۸۶ میں مرقوم ہے۔

"گرچہ تقلید است استون جہاں — اگرچہ تقلید تمام عالم کے لئے ایک بڑی آڑ ہے
ہست رسوا ہر مقلد ز امتحاں" — مگر امتحان کے وقت ہر مقلد کو رسوا ہی دیکھا۔"

اور حضرت شیخ سعدی رحہن کی ولادت ۵۸۹ھ میں اور وفات ۶۹۱ھ ہے۔ آپ نے مشہور محدث علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ سے مدرسہ نظامیہ بغداد میں علم حاصل کیا۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رح کی صحبت میں رہے۔ آپ اپنی مشہور مقبول کتاب بوستان صـ۱۱۷ میں فرماتے ہیں سہ

"عبادت بتقلید گمراہی است — یعنی تقلید کے ساتھ عبادت کرنا گمراہی ہے وہی
خنک رہروی را کہ آگاہی است" — راہ بہتر ہے جس کی آگاہی ہے۔"

تصریحات علامہ شامی | علی ہذا کتب فقہ حنفیہ کی مسلمہ رد المختار جس کی توصیف و مدح مولوی

نعیم الدین فیضان رحمت ص۵۲ اور فرائد النور ص۱۸ میں لکھ چکے ہیں، جو قریب ہی گذر چکا ہے۔ اس کی جلد اول ص۳۳ میں تقلید شخصی کی مذمت مرقوم ہے۔

لو التزم مذهبا معينا كابي حنيفة والشافعي فقيل يلزمه وقيل لا وهو الاصح اه والاصح انه يتخير تقليد اي شاء ۔

"یعنی اگر لازم جانے ایک مذہب معین کو جس طرح ابو حنیفہ اور شافعی کا مذہب پس کہا گیا کہ لازم ہے اس پر اور یہ بھی کہا گیا کہ لازم نہیں ہے اس پر اور یہی بہت صحیح ہے، اور بہت صحیح یہی ہے کہ مختار ہے جس کی چاہے تقلید کرے"۔

ایضاً ص۱۵ میں مرقوم ہے۔

واما لو صلى يوما على مذهب واراد ان يصلي يوما آخر على غيره فلا يمنع منه انه ليس على الانسان التزام مذهب معين ۔

"یعنی اگر نماز پڑھے ایک روز ایک مذہب کے طور پر اور دوسرے روز دوسرے مذہب کے طور پر تو یہ منع نہیں ہے۔ کیونکہ انسان پر کسی معین مذہب کا لازم کر لینا واجب نہیں ہے،،

ایضاً ص۲۵۸ میں مرقوم ہے۔

لان ما صح فيه الخبر بلا معارض فهو مذهب للمجتهد وان لم ينص عليه لما قدمناه في الخطبة عن الحافظ ابن عبد البر والعارف الشعراني عن كل من الائمة الاربعة انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي ۔

"یعنی کیونکہ جس امر میں صحیح حدیث بلا معارض ثابت ہو جائے اسی کو مجتہد کا مذہب جانے اگرچہ مجتہد سے اس مسئلہ میں کچھ ثابت نہ ہو جس طرح ہم نے خطبہ کتاب میں بیان کر دیا ہے حافظ ابن عبد البر اور عارف شعرانی کے کلام سے انہوں نے چاروں اماموں کے اقوال سے کہ فرمایا جس وقت نہایت صحت کیساتھ حدیث پہنچ جاوے پس وہی ہمارا مذہب ہے،،

ایضاً ص۳۷۳ میں مرقوم ہے۔

فالعمل ما عليه جمهور العلماء لا جمهور العوام فاخرج نفسك من ظلمة التقليد وحيرة الاوهام واستضئ بمصباح التحقيق في هذا المقام فانه من

"یعنی پس عمل کر جس پر جمہور علماء ہیں نہ کہ جس پر جمہور عوام ہیں۔ پس نکال تو اپنے نفس کو تقلید کی اندھیریوں سے اور تقلیدی اوہام کی حیرت میں نہ رہ اور روشنی اصل کر تحقیق کے چراغ سے اس مقام میں کیونکہ وہ

منح الملک العلام اھ — ملک العلام یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے بڑا عطیہ ہے"

اور علامہ چلپی، حاشیہ شرح وقایہ ص۱۳۹۵ میں فرماتے ہیں۔

ان کان الضلال امر فالتقلید امہ فلا جرم ان الجاھل یومہ۔

"یعنی اگر گمراہی کوئی شے یا کسی چیز کا نام ہے تو تقلید اس کی ماں یعنی جڑ ہے۔ پس ضرور ہے۔ کہ تقلید جاہل ہی کرتا ہے۔"

اعترافات مولوی احمد رضا خاں صاحب

حتیٰ کہ مولوی نعیم الدین کے بزرگ اعلیٰ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فتاویٰ

رضویہ ص۳۸۳ جلد اول میں لکھتے ہیں۔

ان اخذنا باقوال امامنا لیس تقلیدا شرعیا لکونہ عن دلیل شرعی انما ھو تقلید عرفی لعدم معرفتنا بالدلیل التفصیلی اما التقلید الحقیقی فلا مساغ لہ فی الشرع وھو المراد فی کل ماورد فی ذم التقلید۔

"یعنی اختیار کرنا اپنے امام کے اقوال کا نام تقلید شرعی نہیں ہے۔ کیونکہ ان کا ماننا دلیل شرعی کے اعتبار سے ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ وہ تقلید عرفی ہے بوجہ نہ جاننے دلیل تفصیلی کے لیکن تقلید حقیقی پس اس کی شرع میں کچھ بھی گذر نہیں ہے اور جہاں تقلید کی مذمت وارد ہے اس سے یہی مراد ہے۔"

ایضاً ص۳۸۳ میں لکھتے ہیں۔

قال المدقق البھاری فی مسلم الثبوت التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ کاخذ العامی والمجتھد من مثلہ فالرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم او الی الاجماع لیس منہ وکذا العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لایجاب النص ذلک علیہما

"یعنی فرمایا محقق بہاری نے مسلم الثبوت میں تقلید عمل کرنے غیر کے قول پر بلا دلیل کا نام ہے جس طرح اختیار کرنا بے پڑھے کا اور مجتہد کا آپ جیسے سے پس رجوع کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اجماع کی طرف نہیں ہے یہ تقلید اسی طرح بے پڑھے کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف بوجہ ثابت ہونے نص کے ان دونوں میں۔"

ایضاً ص۳۸۶ میں لکھتے ہیں۔

اذا صح الحدیث فھو مذھبی

"یعنی (مقولہ ائمہ مجتہدین) جس وقت صحیح حدیث

ففی شرح الهدایۃ لابن الشحنۃ ثم شرح الاشباہ ثم رد المحتار اذا صح الحدیث وکان علی خلاف المذھب عمل بالحدیث ویکون ذلک مذھبہ

مل جاوے تو میرا وہی مذہب ہے۔ شرح ہدایہ ابن شحنہ اور شرح الاشباہ و رد المحتار میں ہے۔ کہ جب صحیح حدیث مذہب کے خلاف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جاوے گا اور یہی مذہب اس کا ہو گا،،

نیز مولوی صاحب بریلوی حاشیہ حیات الموات ص۹۹ میں لکھتے ہیں۔

"مولانا علی قاری مرقات شرح مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الخطبہ میں فرماتے ہیں قول الصحابی حجۃ یجب تقلیدہ عندنا مالم ینفہ شئی من السنۃ انتہی اقول وھذا لا یختص بقول الصحابی فان کل دلیل یترک لدلیل اقوی منہ" یعنی قول صحابی حجت ہے۔ وجوب تقلید میں ہمارے نزدیک جب تک کسی سنت کے خلاف نہ ہو۔ میں (احمد رضا) کہتا ہوں اور یہ قول صحابی کے ساتھ خاص نہیں ہے۔ بلکہ ہر دلیل چھوڑ دی جاوے گی زیادہ قوی دلیل کے سامنے"

(اسی طرح رد المحتار ص۵۱ اور کبیری شرح غنیۃ المصلی ص۲۲۹ میں مرقوم ہے) نیز مولوی صاحب بریلوی حیات الموات ص۱۲۸ میں لکھتے ہیں۔

"جو نصوص صریحہ احادیث صحیحہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت کسی مشکک کی تشکیک بے معنی سے (کیا) متزلزل ہو سکے،،

ایضاً ص۱۳۰ میں لکھتے ہیں۔

اب احادیث صحیحہ صریحہ جلیلہ جزیلہ کے تمام قاہر باہر زاہر ظاہر تصریحات سب اٹھا کر طاق نسیان پر رکھ دیں صحابہ و تابعین و ائمہ دین سلف صالحین و خلف کاملین سب کے ارشادات جلیلہ علیہ سے آنکھیں بند کر لیں،،

ایضاً ص۱۳۱ میں لکھتے ہیں۔

"اب لاکھ پکارا کیجئے تعالوا الی الرسول (آؤ رسول کی طرف) کون سنتا ہے کسے قبول خوبی یہ کہ سب کو چھوڑ کر جن کا دامن پکڑا ان کے کلام میں بھی ح ما لک پر عمل رہا یعنی چھوڑ دو گدلا گدلا)

ایضاً ص۱۵۲ میں لکھتے ہیں۔

"شدت تعصب نے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث جلیلہ کو شاید دیکھنے نہ دیا،،

ایضاً ص۱۵۳ میں لکھتے ہیں۔

"صحاح جلیلہ مشہورہ بخاری و مسلم کے مقابل ایسے شواذ غریبہ و نوادر مجہولہ اجزائے خاملہ ذکر کرتے

شرم نہ آئی اور ایک کتاب میں رطب و یابس مقبول و مردود جو ملے محض جمع کر دینا مقصود ہو دوسری جگہ استدلال و تفریع و تحقیق و تنقیح موجود ہو ان میں فرق کی تمیز نہ پائی ''

ایضاً ص۲۰۱ :

''صحت و ضعف حدیث میں تحقیقات فن حدیث کی طرف طبی مسئلہ نحو سے نہ لیں گے نہ نحوی طب سے جو فرق مراتب گما کر خلط مبحث کرے جاہل ہے یا غافل ذاہل ''

ایضاً ص۲۰۲ :- میں فرماتے ہیں ۔

''بلکہ علماء کرام کو اس میں اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں اللہ کو ایک رسول کو سچا جنت و نار کو موجود سوال و عذاب و نعیم قبر کو حق جاننے میں اس کا کوئی محل نہیں کہ فلاں فلاں مشائخ ایسا فرماتے تھے محض ان کے اعتبار پر مان لیا ہے ''

ایضاً ص۲۰۳ :-

''مثلاً قیاس دلیل شرعی ہے ۔ مگر نص کے آگے نامقبول ''

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ص۳۴ میں لکھتے ہیں ۔

''احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض قصے یا محتمل واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں ۔ کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے ''

خان صاحب بریلوی کے بقول فقہائے حنفیہ کی تقلیدی لغزشیں

ان تمام اقوال نقول و برہان رد تقلید کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل مولوی صاحب بریلوی فقہاء حنفیہ کی تقلیدی لغزشوں کی طرف متوجہ ہوئے ہیں جن میں سے بعض نمونۃً حسب ذیل ہیں ۔

۱۔ حیات الموات ص۱۸۶ میں لکھتے ہیں ۔

''مذہب حنفیہ میں معتزلہ بکثرت پیدا ہوئے ہیں ''

۲۔ حیات الموات ص۱۹۱ میں لکھتے ہیں ۔

''خود امام ابن ہمام نے فتح القدیر باب نکاح الرقیق میں ایک مسئلہ محیط سے نقل کیا ۔ پھر فرمایا ! شارحین یکے بعد دیگرے یونہی لکھتے چلے آئے ۔ پھر فرمایا یہاں مقتضائے نظر اس کے خلاف ہے پھر اسے بیان کر کے فرمایا ھذا ھو الوجہ وکثیرا ما یقلد الساھون الساھین ۔ یعنی

بات موجبھی ہے اور اکثر ہوتا ہے کہ بھولنے والے بھولنے والوں کی تقلید کر لیتے ہیں،،

ایضاً صـ۱۹۲ میں لکھتے ہیں۔

علامہ بحر نے بحر الرائق آخر کتاب البیوع باب المتفرقات میں فرمایا مجھے تعجب ہے۔ کیوں کر ان عبارتوں کو متون و شروح و فتاوی سب میں ایک دوسرے سے لیتے نقل کرتے چلے آئے۔ اور اس میں خطا پر متنبہ نہ ہوئے۔ کہ احکام بدلے جاتے ہیں۔ اور اللہ ہی صواب کی توفیق دینے والا ہے۔ اسّ کبھی بکثرت واقع ہوتا ہے۔ کہ ایک مصنف براہ خطا ایک بات اپنی کتاب میں ذکر فرماتا ہے پھر بعد کے آنے والے مشائخ اسے ویسے ہی بلا تنبیہ نقل کرتے چلے جاتے ہیں تو اس کے ناقل بکثرت ہو جاتے ہیں حالانکہ اصل میں ایک شخص کی غلطی تھی جیسا کہ بیان واقع ہوا۔ فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ کہ اس قسم کا ایک واقعہ عظیم امام اجل ابو جعفر طحاوی کی طرف ایک ترجیح و تنازع کی نسبت واقع جس میں تداول و توارد نقول آج تک چلا آیا۔ اور ہمارے زمانہ تک کسی نے اس پر تنبیہ نہ فرمایا یہاں تک کہ سب میں متاخر محقق مبصر علامہ شامی کو بھی وہی راستہ بہایا۔ مگر فقیر غفرلہ المولیٰ القدیر نے بدلائل ساطعہ قاطعہ امام طحاوی کا فتوی نہ اس پر بلکہ قطعاً اس کے برعکس ہونا خود کلام امام ممدوح کے اٹھارہ نصوص و دلائل سے احرمت زکوۃ بنی ہاشم میں ثابت کر دکھایا انتہاء الحصا

مولوی صاحب بریلوی فتاوی رضویہ صـ۳۲ میں لکھتے ہیں۔

۱العجب کل العجب من المحقق صاحب البحر" وایضاً ثم اشد العجب علی العجب ان المحقق صاحب البحر" ایضاً صـ۲۳ والعجب من المحقق صاحب البحر نبق ھٰھنا،، ایضاً صـ۴۲ در علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک تسبہ عارض ہوا،، ایضاً صـ۲۹ دوبارہ سو برس کے بعد ایک مصری فاضل سید علامہ طحطاوی بعض عبارات سے بطور احتمالی نکالیں الخ ایسا خیال زنہار قابل قبول نہیں ہو سکتا تمام اصول حدیث و اصول فقہ اس پر شاہد ہیں،، ایضاً صـ۱۳ دالاحتیاط والعمل باقوی الدلیلین کما فی الفتح و البحر وغیرھما ایضاً صـ۱۴ ووقع ھھنا زلۃ قلم من المحقق البحر ایضاً صـ۱ فالعجب من العلامۃ صاحب العنایۃ رحمہ اللہ تعالیٰ ایضاً صـ۵۳ والعجب من العلامۃ الجلیل ابی الاخلاص حسن بن عمار الشرنبلالی ایضاً صـ۱۳۶ اس کا پتہ نہ ذخیرہ میں ہے نہ محیط میں اللہ اعلم صاحب منیہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو یہ اشتباہ کیونکر ہوا،، ایضاً صـ۱۵۵ والعجب من البحر صاحب البحر ایضاً صـ۱۶۹

والمشائخ یتساھلون باکثر من ھذا ایضاً ص۱۷ ومن العجب ان البحر
ایضاً ص۲۲ فلا نظر الی ما وقع فی البحر ایضاً ص۲۶ ضابطہ زیلعیہ ہرگز صحیح
نہیں۔ ایضاً ص۲۷ (عدم جواز وضو لشبہت) مگر اصحاب ضابطہ بحروور پر لازم کہ اس سے وضو جائز مانیں۔ ایضاً
ص۲۴ گلاب کیوڑا بید مشک بحسب حکم منقول اس سے وضو جائز رہے گا۔ مگر اہل ضابطہ کے نزدیک اس
سے وضو نا جائز ہونا لازم مگر یہ سخت بعید بلکہ بد ہتہ باطل ہے عرفاً لغۃً شرعاً۔ ایضاً ص۲۶ در شرح وقایہ
میں جو خود اپنی اور تمام ائمہ کی تصریحات کے خلاف ایک موہم عبارت واقع ہوئی اھ ملخصاً ملتقطاً

الحمد للہ کہ اہل دیانت اصحاب تحقیق وارباب تقلید پر کس طرح بین وروشن ہوا جملہ شارحین احادیث اور ائمہ صوفیا اور فقہائے حنفیہ خصوصاً علامہ شامی مسلمہ مولوی نعیم الدین سے تقلید کے نقصانات اور قباحتیں تقلید اور اتباع میں بین فرق تقلید کا مذموم اور اتباع کا محمود ہونا خصوصاً مولوی صاحب بریلوی نے بکثرت کتب فقہا ومشائخ ائمہ حنفیہ کی لغزشیں خطائیں تقلیداً نقل کرتے چلے آنا اس پر متنبہ نہ ہونا جس سے احکام کا گڑبڑ ہو جانا تعجبات پر تعجبات شبہات در شبہات کا باطل ہونا وارد کر کے تمام کتب فقہ کو بے اعتبار بنا دیا جس سے از راہ تحقیق وتنقید کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوبی اور اس کے برخلاف تقلید کی برائی احادیث صحاح مرویہ خصوصاً صحیحین کا مقدم ہونا اقوال وافعال صحابہ وتابعین ائمہ مجتہدین سلف صالحین بزرگان دین پر کماحقہ ثابت ہو کر حضرات ائمہ مجتہدین کے ارشادات خذ ما صفا ودع ما کدر یعنی صاف صاف لے لو۔ اور گدلا گدلا چھوڑ دو کی پوری پوری تصدیق ہو گئی۔ مولوی نعیم الدین ہیں اگر انصاف ہو تو غور فرمائیں کہ خود ان کے مقتداہی نے تقلید کی کماحقہ مٹی پلید کر ڈالی۔

مولانا شہیدؒ کے ارشاد کی صداقت

پس مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم بامسمّٰی تقویۃ الایمان کے شروع خطبہ میں فرمانا کہ۔

"الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور اپنا سچا دین بتایا اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا۔ اور ان کی راہ سیکھنے کا شوق دیا۔ اور ان کے نائبوں کی کہ جو ان کی راہ بتاتے ہیں۔ اور ان کے طریقہ پہ چلاتے ہیں ان کی محبت دی سو اے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور اس کے آل واصحاب پر اور اس کے سب نائبوں پہ ہزار ہزار درود اور سلام بھیج اور اس کی پیروی کرنے والوں کو رحمت کر اور ہم کو ان میں شریک کر اور ہم کو اسی کی راہ پہ جیتے اور مرتے قائم رکھ اور اسی کے تابعوں میں گن رکھ آمین یا رب العالمین۔"

اور ص۲۰ تقویۃ الایمان میں یہ فرمانا کہ۔

"ان سب سے بہتر راہ یہ ہے، کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھیے، اور اس کی سند پکڑیے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجیے۔ اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجیے۔ اور جو موافق نہ ہو، اس کی سند نہ پکڑیے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجیے"

خدارا انصاف کرو کہ مولانا شہید مرحوم نے کیا ناحق فرمایا تمام اکابر ائمہ دین یہی فرما چکے مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی یہی کہہ چکے۔

قصیدہ مولانا محمود الحسن کا مطلب

رہا مولانا محمود حسن صاحب مرحوم دیوبندی کے قصیدہ میں مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولانا محمد قاسم صاحب مرحومین کی نسبت جو کہا گیا ہے، تو وہ اسرار شریعت اور حقیقت کے متعلق ہے نہ مخصوص عقائد و احکام ہیں چنانچہ وہ خود ان دو شعروں کے ملحق اول و آخر فرماتے ہیں

جب ہوئی رحمت باری ہوئے مرسل منزل	اہل ایمان کے لئے احمد و قرآن دونوں
رحمت حق کے لئے ہیں یہی دو اصول	اور ہدایت کے لئے ہیں یہی ارکان دونوں
کون بتلائے ہمیں علم و عمل کی گھاتیں	کون دکھلائے رہ شبلی و نعمان دونوں
کائن و بائن و فانی و صفی و باقی	سالک راہ یقین عارف یزداں دونوں
عارج و نازل و محبوب و محب و واصل	قطب ارشاد ہیں اور مرکز عرفان دونوں
مظہر فیض اتم مجمع اخلاق و شیم	معدن لطف و کرم مخزن احسان دونوں
جو کمالات و معارف ہیں خلاف سنت	ان کے نزدیک ہیں وثن من الاوثان دونوں
ان کے اصحاب رہیں تکیہ زن مسند دین	خصم بدخواہ رہیں خوار و پریشان دونوں
عاقبت ان کے محبوں کی ہو یا رب محمود	اور مخالف کو سدا ذلت و خسران دونوں

پس یہ قصیدہ تقویۃ الایمان کی روح اور وثن پرستوں اور مبتدعین مخالفان سنت کے حق میں ذلت و خسران کا باعث ہے جس کے عناد میں مولوی نعیم الدین مولانا محمود حسن صاحب مرحوم کو کافر خارج از اسلام منکر قرآن بنا رہے ہیں، معاذ اللہ منہ۔ علی ہذا دیگر اکابر کے اقوال ہیں چنانچہ دیکھو مولوی صاحب بریلوی کا مقولہ حیات الموات ص۲۰۲ سے کہ

"عقائد میں کسی کی تقلید نہیں ہوتی"

پس حیف ہے اصحاب غرض پر کہ نصوص شریعت کے مقابلہ میں اقوال و افعال علماء بزرگان فریانہ سند دینا

کہ عوام کو ورغلاتے ہیں اور مولانا شہید مرحوم کو ظالم اور دین کا سارا نظام درہم برہم کرنے والا بتاتے ہیں ذرا اوروں کو بھی اسی طرح دیکھئے خصوصاً اپنے بریلوی صاحب کو تو پھر زیادہ نام اپنے رفیقوں میں پیدا ہو۔ البتہ ان قبور کے مجاوروں کا قبور کے پجاریوں سے ریوڑھی گٹہ کی آمدنی کا سلسلہ ضرور درہم برہم ہو گیا۔ جس کا ان کو نہایت قلق ہے، چنانچہ مولوی نعیم الدین نے صفحہ میں خود لکھا ہے کہ

"تقویۃ الایمان بہت مشہور ہے۔ اور اس کی بکثرت اشاعت کی گئی ہے۔ لاکھوں کی تعداد میں چھپ کر ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچ چکی،،

حقیقت میں یہ اس کی قبولیت کی بڑی بین دلیل ہے، ولو کرہ المجرمون

توحید و شرک کا مبحث شاہ عبد العزیز وغیرہ علماء کے اقوال کی روشنی میں

قلع صت الغایت ص۶ فساد کے اصول بیان کرنے کے بعد

عنوان یہ ہے، پہلا باب توحید و شرک کے بیان میں۔ اول سننا چاہیئے کہ شرک لوگوں میں بہت پھیل رہا ہے۔ اور اصل توحید نایاب ہے، لیکن اکثر لوگ شرک و توحید کے معنی نہیں سمجھتے۔ اور ایمان کا دعوی رکھتے ہیں، حالانکہ شرک میں گرفتار ہیں (تقویۃ الایمان ص۵) سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ پیروں کو اور پیغمبروں کو اور اماموں کو اور شہیدوں کو اور فرشتوں کو اور پریوں کو مشکل کے وقت پکارتے ہیں۔ اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں اور ان سے منتیں مانتے ہیں اور حاجت برآئی کے لئے ان کی نذریں مانتے ہیں۔ اور بلا کے ٹلنے کے لئے اپنے بیٹوں کو ان کی طرف نسبت کرتے ہیں۔ کوئی اپنے بیٹے کا نام عبد النبی رکھتا ہے کوئی علی بخش حسین بخش کوئی پیر بخش کوئی مدار بخش کوئی سالار بخش کوئی غلام محی الدین کوئی غلام معین الدین۔ اور ان کے جینے کے لئے کوئی کسی کے نام کی چوٹی رکھتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بدھی پہناتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے کپڑے پہناتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کی بیڑی ڈالتا ہے۔ کوئی کسی کے نام کے جانور کرتا ہے، کوئی مشکل کے وقت دہائی دیتا ہے۔ کوئی اپنی باتوں میں کسی کے نام کی قسم کھاتا ہے۔ غرض کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں، سو وہ سب جھوٹے مسلمان انبیاء اور اولیاء سے اور اماموں اور شہیدوں سے اور فرشتوں اور پریوں سے کر گزرتے ہیں، اور دعوی مسلمانی کئے جاتے ہیں۔ سبحان اللہ یہ مونہہ اور یہ دعوے۔ (تقویۃ الایمان ص۵) یعنی اللہ کو بڑا مالک سمجھتے ہیں۔ اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھہراتے ہیں مولویو اور درویشوں کو۔ تو اس بات کا ان کو حکم نہیں ہوا۔ اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان ص۹) تو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے، سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص۷) پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دیئے

سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان صلا) پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے۔ خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے ان کو ایسی قدرت بخشی ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان صلا) وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون ترجمہ اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ مگر شرک کرتے ہیں یعنی اکثر لوگ دعوی ایمان کا رکھتے ہیں۔ سو وہ شرک میں گرفتار ہیں پھر اگر کوئی سمجھانے والا ان لوگوں سے کہے۔ کہ تم دعوی ایمان کا رکھتے ہو۔ اور افعال شرک کے کرتے ہو۔ یہ دونوں راہیں ملائے دیتے ہو۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ ہم تو شرک نہیں کرتے۔ بلکہ اپنا عقیدہ انبیاء و اولیاء کی جناب میں ظاہر کرتے ہیں شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے سو یوں تو ہم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں۔ اور اسی کا مخلوق اور یہ قدرت تصرف اسی نے ان کو بخشی ہے۔ اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں اور ان کا پکارنا عین اللہ ہی کا پکارنا ہے۔ اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے۔ اور وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں۔ جو چاہیں سو کریں اور اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں اور وکیل۔ ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے۔ اور ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔ اور جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے ہم نزدیک ہوتے ہیں اور اسی طرح کی خرافاتیں بکتے ہیں (تقویۃ الایمان ص۴۵)۔

اس ظلم و ستم کی کچھ نہایت ہے کہ پیروں پیغمبروں اماموں شہیدوں اور فرشتوں کو مشکل کے وقت پکارنا ان کے ایصال ثواب کی منتیں ماننی حاجت روائی کے لئے ان کی روح کو ایصال ثواب کرنا برکت کے لئے اپنی اولاد کے نام ان کے ناموں پر رکھنا سب شرک قرار دے دیا۔ اور لاکھوں مسلمانوں کو بیدردی کے ساتھ اسلام سے خارج کر دیا۔ پھر لطف یہ کہ اس دعوی پر نہ دلیل ہے نہ برہان نہ حدیث نہ قرآن نہ ثبوت نہ شہادت نہ کوئی حوالہ نہ کسی کتاب کی عبارت نئی شریعت بنا ڈالی اور مسلمانوں کو بے درجہ مشرک کہہ دیا۔ کوئی اس ظالم سے پوچھے شریعت کے معاملہ میں اپنی رائے کو دخل دینا اور جس امر کو چاہنا شرک کہہ جانا یہ کس سے سیکھا ہے۔ یہ نئی شریعت بنانا کیا خدائی کا دعوی نہیں ہے۔ اور جو لوگ قرآن و حدیث کو چھوڑ کر ان بے اصل باتوں کو مانتے ہیں۔ اور تقویۃ الایمان کے کلمہ کلمہ پر ایمان لاتے ہیں وہ خود اس تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہیں (ص۲۲) اور کوئی عذر نہیں سنتے سب کو خرافات بتاتے ہیں اور ان کی اس بات کو بھی نہیں مانتے کہ مشرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے تو یوں تو ہم نہیں سمجھتے۔ بلکہ ہم ان کو اللہ ہی کا بندہ جانتے ہیں۔ اور اسی کا مخلوق۔ یعنی یہ اعتقاد بھی انہیں شرک سے نہیں بچاتا وہ ہر طرح مولوی اسمٰعیل کے

نزدیک مشرک ہیں اور ان کے مذکورہ بالا تمام اعتقاد شرک. معاذ اللہ انصاف کیجئے. کہ جو مسلمان یہ کہہ رہا ہے. کہ ہم انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے بلکہ اس کا بندہ اور اسی کا مخلوق جانتے ہیں وہ کیسے مشرک ہوگیا. اس کا یہ اعتقاد تو بالکل قرآن وحدیث کے مطابق ہے. رد شرک کا یہ بہتر طریقہ ہے انتہی (متفرق عبارات لقلین صـ ۶۸)

اقول وباللہ التوفیق. افعال شرکیہ مندرجہ تقویۃ الایمان انبیاء و غیرہم کو مشکل کے وقت پکارنے مرادیں نذریں وغیرہ ماننے کو شرک ہونے سے خارج کرنا محض فریب کاری سے مسلمانوں کو شرک میں مبتلا کرنا ہے. کیونکہ نصوص قطعی الثبوت قطعی الدلالت سے واضح ہے

ایاک نعبد وایاک نستعین	یعنی اے اللہ تیری ہی عبادت کرتے ہیں ہم اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں ہم.

اور صحیح حدیث ترمذی میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا.

واذا سالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ	اور جب مانگو تو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد چاہو تو اللہ ہی سے مدد چاہو.

اور پھر اس پر تفسیر فتح العزیز سے اپنی تائید پیش کرنا صریح بہتان بندی اور دہوکہ دہی ہے. کیونکہ وہ عبارت غیر محل میں. اقسام سحر کی اس نوعیت شرکیات سے محض بے تعلق ہے. اس لئے اس میں تصریح ہے کہ مشرکین افعال عادی آلہی کو مثل عطائے فرزند اور فراخی رزق شفاء مریض وغیرہم کو بتوں کی طرف نسبت کر کے کافر ہوئے. اور اہل توحید کے ایمان میں بتاثیر اسماء آلہی اور اس کی مخلوقات ادویہ وغیرہ کی خاصیت یا نیک بندوں کے جناب آلہی میں دعا کرنے کی تاثیر سے خلل نہیں آتا چنانچہ اس عبارت تفسیر عزیزی کے ملحق الفاظ ذیل صـ ۲۹ میں مرقوم ہیں.

فرق آن است کہ اولیاء و دعوتیان و عزائم خوانان آں افعال را نسبت بغیر خدائے کنند. بلکہ بہ قدرت او تعالیٰ یا خواص اسماء او تعالیٰ نسبت نمایند پس شرکے لازم نمے آید و ساحران آں افعال را نسبت بغیر خدا از ارواح خبیثہ دپیران دخواص افسون ہا و اسمائے اصنام	یعنی فرق یہ ہے کہ اولیاء اللہ اور دعوات اسماء کرنے والے نسبت طرف غیر خدا کے نہیں کرتے بلکہ قدرت حق تعالیٰ یا خواص اسماء حق تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہیں پس شرک لازم نہیں آتا اور جادو گر غیر خدا مثل ارواح خبیثہ اور پیروں اور خواص تعویذات وغیرہ اور بتوں کے ناموں کی طرف نسبت

مے نمایند الخ — کرتے ہیں۔

پھر صلا میں بحوالہ فتح العزیز جن لوگوں نے اقسام سحر کی اصلاح کی ہے اس کے آخر میں مرقوم ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے خیانۃً چھوڑ کر مخلوق کو کفر و سحر میں معاذ اللہ مبتلا کرنا چاہا ہے۔ چنانچہ صلا ۴۵ فتح العزیز میں مرقوم ہے۔

پس مرد با ایمان را کہ معتقد تاثیر واحد است از ہیچ چیز غیر از خدا نباید ترسید کہ ہر کلادہ عالم اسباب و مسببات بدست اوست بلکہ در حقیقت ورائے تاثیر او تاثیر نیست افعال او تعالیٰ است کہ در پے یک دیگر شدہ میروند ارباب وہم و خیال مے پندارند کہ فلاں موجب فلاں فعل شد"۔۔ و عاقل را مے باید کہ چیزے کہ خود را ضرر دہد و نفع نکند ازاں احتراز نماید۔

یعنی مرد مومن کو کہ ذات وحدہ لا شریک کو مؤثر حقیقی سمجھتا ہے۔ کسی چیز سے سوائے خدا کے ڈرنا نہ چاہیئے۔ کہ کل اختیار عالم اسباب اور مسببات کا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ بلکہ حقیقت میں سوائے تاثیر اس کی کے کوئی تاثیر نہیں جتنے کام اور فعل جہاں میں ہوتے ہیں، سب اسی کے ہیں، وہم و خیال والے جانتے ہیں، کہ فلاں نے فلاں کام کیا، اور عاقل کو چاہیئے۔ کہ جو چیز اپنے لئے ضرر پہنچاوے اور نفع نہ کرے، اس سے احتراز کرے،،

پس ان عبارات میں استعانت و ندار غیر اللہ کے لئے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بھی نہیں ہے۔ بلکہ ممنوع ہونا واضح ہے۔ دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ جس طرح تقویۃ الایمان میں ہے۔ کہ جو کچھ ہندو اپنے بتوں سے کرتے ہیں، وہ سب کچھ جھوٹے مسلمان انبیاء وغیرہم سے کر گذرتے ہیں۔

اسی طرح شاہ صاحب رح تفسیر فتح العزیز میں افعال شرکیہ مندرجہ تقویۃ الایمان کی تائید فرماتے ہیں۔ چنانچہ جلد اول صلا۲ میں مرقوم ہے۔

لوازم الوہیت از علم غیب و شنیدن فریاد ہر کس در ہر جا و قدرت بر جمیع مقدورات ثابت کنند و ملائکہ و ارواح انبیاء و اولیاء در پردہ صور و تماثیل و قبور و تعزیہا معبود سازد و رزق فرزند و خدمت منصب از ایشاں بالاستقلال درخواست کند۔

یعنی لوازم الوہیت جس طرح علم غیب اور فریاد سننے ہر ایک کی جگہ میں اور قدرت تمام مقدورات پر ثابت کرنے اور ملائکہ و ارواح انبیاء و اولیا کو در پردہ صورتوں بتوں اور قبروں تعزیوں کو معبود ٹھہرانے اور رزق و فرزند اور خدمت و منصب کی ان سے اس نے بالاستقلال درخواست کرنی ہے،،

ایضاً ص۵۸ میں مرقوم ہے۔

چہارم پیر پرستان گویند چوں مرد بزرگے
کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب
الدعوات و مقبول الشفاعت عند اللہ
شدہ بود ازیں جہاں میگزرد روح او را
قوتے عظیم و وسعتے بس فخیم بہم میرسد ہر کہ
صورت او را برزخ سازد یا در مکان نشست
و برخاست او یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید
روح او بسبب وسعت و اطلاق بر آں
مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او
شفاعت نماید،، و از آنجملہ کسانیکہ در ذکر
دیگراں را با خدا ہمسر مے کنند و نام دیگراں
را مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر مے نمایند
و از انجملہ اند کسانیکہ در ذبح و نذر و قربانی
ہا با خدا دیگراں را ہمسر مے کنند و از انجملہ
اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندہ فلاں
و عبد فلاں می گویند و ایں شرک در تسمیہ
است۔ و از انجملہ اند کسانیکہ در دفع بلا ہا
دیگراں را مے خوانند۔

یعنی چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا کہتے ہیں کہ جو کوئی بزرگ
بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ کے مستجاب الدعوات
اور مقبول الشفاعت عند اللہ ہوا تھا اس عالم
سے گذرتا ہے اس کی روح کو بڑی قوت اور نہایت
وسعت حاصل ہوتی ہے جو کوئی اس کی صورت کا
برزخ کرے یا اس کے مکان نشست و برخاست
یا قبر پر سجدہ او تذلل تمام کرے تو اس کی روح
بسبب وسعت اور اطلاع کے مطلع ہوا۔ اور دنیا
و آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرے بعض
ان میں سے وہ لوگ ہیں کہ ذکر کرنے میں دوسروں
کو خدا کے ساتھ برابر کرتے ہیں اور نام دوسروں کا
مانند نام خدا کے براہ تقرب ذکر کرتے ہیں اور بعضے
وہ لوگ ہیں کہ ذبح و نذر اور قربانیوں میں خدا
کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور بعضے
وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں بندہ فلاں عبد فلاں
کہتے ہیں اور یہ شرک ناموں میں ہے اور بعضے
وہ لوگ ہیں کہ دفع بلاؤں کے لئے دوسروں
کو بلاتے ہیں،،

ایضاً ص۲۱۶ میں مرقوم ہے۔

و از ہمیں جا معلوم شد کہ سجود لغیر اللہ را
علامت کفر ساختہ اند۔

یعنی اسی جگہ سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کے لئے سجدہ کرنے
کو علامت کفر ٹھہرائی گئی،،

ایضاً ص۲۰۹ میں مرقوم ہے۔

اہل تحقیق گفتہ اند کہ ہر قوم را گوسالہ ایست
کہ در پرستش او مشغول اند گو بظاہر خود را

یعنی اہل تحقیق فرماتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک گوسالہ ہے
کہ اس کی پوجا میں مشغول ہیں گو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان

مسلمان و دیندار پندارند۔

ایضاً ص۱۶۷ میں مرقوم ہے

وبعضے از ایشاں ارواح مدبرہ و ملائکہ مؤکلہ
را بر مخلوقات یا ارواح انبیاء و اولیاء و عباد
و رہابین و احبار و علماء را بے ملاحظہ علاقہ
بندگی خدا و محبوبیت او بالاستقلال در محبت
برابر خدا سازند و نذر و قرابین بنام آنہا مے
دہند و احکام ایشاں را بے تامل در ماخذ آنہا
برابر وحی ناطق آلہی مے شمارند بلکہ بعضے از
ایشاں با صور و ہیاکل و قبور و معابد و مساکن
و مجالس آنہا افعالے کہ در مسجد و کعبہ برائے خدا
باید کرد بعمل مے آرند مانند سر بر زمین نہادن
و گرداگرد گشتن و دست بستہ بصورت استقبال
قبلہ در نماز استادن حال آنکہ ایں محبت ایشاں
مقتضائے ایمان بخدا و برائے خدا نیست
تا نزد خدا مفید افتد و در رضامندی او بکار
آمد زیرا کہ ایں محبت از حد محبت مخلوق در گذشتہ
است و در ایمان لازم است کہ در محبت مخلوق
و خالق فرق کردہ شود،، در جمیع امور ہیچ چیز از
مال و فرزند و یار و دوست و بادشاہ و امیر و
پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او مدد نمے
توانند کرد۔ و اگر بالغرض آنہا را قوتے ہم مے
بود برابر ساختن آنہا بخدا ہرگز روا نہ بود زیرا
کہ خدائے تعالیٰ غیور است از برابر کردن
مخلوق او با او در غضب مے آید۔

دیندار جانتے ہیں۔

یعنی "بعضے ان میں سے ارواح مدبرہ اور ملائکہ مؤکلہ
مخلوقات کو یا ارواح انبیاء اور اولیاء اور زہاد
اور علماء کو بلا لحاظ علاقہ بندگی خدا کے ان کی
محبوبیت کو بالاستقلال خدا کی محبت کے
برابر کرتے ہیں اور نذریں اور قربانیاں ان کے
نام کی کرتے ہیں اور ان کے احکام کو بے تامل وحی
آلہی کے برابر شمار کرتے ہیں۔ بلکہ بعض ان میں سے
صورتوں اور شکلوں کے ساتھ اور قبروں اور
معابد و مساکن کے ساتھ وہ افعال کرتے ہیں جو
خدا کے لئے مسجد اور خانہ کعبہ میں چاہئیں جس طرح زمین پر
سر رکھنا اور گرداگرد پھرنا اور دست بستہ بصورت
استقبال قبلہ نماز میں کھڑا ہونا حالانکہ یہ محبت ان کی
بمقتضائے ایمان بخدا خدا کے واسطے نہیں ہے تا کہ
خدا کے نزدیک مفید ہو اور اس کی رضامندی میں کام
آوے اس لئے کہ یہ محبت حد محبت مخلوق سے گذر
گئی اور ایمان میں لازم ہے کہ محبت مخلوق اور خالق
میں فرق کرے، تمام امور میں کوئی چیز مال و فرزند یار و
دوست اور بادشاہ و امیر اور پیغمبر و فرشتہ اور پری
بغیر اس کے حکم کے مدد نہیں کر سکتے اور اگر بالغرض ان
کو خدا کے برابر قوت بھی ہوتی تب بھی خدا کے برابر بنانا
ہرگز روا نہ تھا۔ اس واسطے کہ خدائے تعالیٰ
کو برابر کر دینے مخلوق سے غیرت اور غضب
آتا ہے۔"

پس تفسیر فتح العزیز کے یہ چند حوالے تقویۃ الایمان کی تائید و تشریح میں حسب مسلمہ مولوی نعیم الدین سونے پر سہاگے کی مانند اظہر من الشمس ہیں جس سے اہل انصاف کو کیا کسی معاند کو بھی گریز نہیں ہو سکتا لیکن

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمۂ آفتاب راچہ گناہ

ایسے ہی دیگر اکابر ائمہ دین کے اقوال ہیں چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۰ صـ۵۱۹ میں مرقوم ہے۔

لا یقل احدکم اطعم ربک وضئ ربک اسق ربک ولیقل سیدی ومولای ولا یقل احدکم عبدی امتی ولیقل فتای وفتاتی وغلامی (صحیح بخاری) والسبب فی النہی ان حقیقۃ الربوبیۃ للہ تعالیٰ لان الرب ھو المالک والقائم بالشئ فلا توجد حقیقۃ ذلک الا للہ تعالیٰ۔ قال الخطابی سبب المنع ان الانسان مربوب متعبد باخلاص التوحید للہ وترک الاشراک معہ فکرہ لہ المضاھاۃ فی الاسم لئلا یدخل فی معنی الشرک ولا فرق فی ذلک بین الحر والعبد فاما ما لا تعبد علیہ من سائر الحیوانات والجمادات فلا یکرہ اطلاق ذلک علیہ عند الاضافۃ کقولہ رب الدار و رب الثوب وقال ابن بطال لا یجوز ان یقال لاحد غیر اللہ رب کما لا یجوز ان یقال لہ الٰہ وعن مالک تخصیص الکراھۃ بالنداء فیکرہ ان یقول یا سیدی ولا یکرہ فی غیر

یعنی تم میں سے ہرگز کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے اپنے رب کو کھانا کھلایا یا اپنے رب کو پانی پلایا اور چاہیے کہ کہے میرا سید اور میرا آقا۔ اور آقا بھی نہ کہے کہ میرا بندہ اور میری لونڈی اور چاہئے کہ کہے میرا خادم اور میرا غلام (صحیح بخاری) اور سبب اس نہی کا یہ ہے کہ حقیقت میں ربوبیت اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص ہے کیونکہ در اصل رب کے معنی مالک اور قائم بالشئ کے ہیں تو اس کی حقیقت تو اللہ تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص رہے گی خطابی نے کہا اس منع کا سبب یہ ہے کہ انسان اخلاص توحید اور ترک شرک کے ذریعے اللہ تعالیٰ کا مربوب اور اصلی بندہ ہو جاتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے نام میں مشابہت کرنا بھی مکروہ سمجھا گیا تاکہ شرک کے معنی میں داخل نہ ہو جائے ان الفاظ بولنے میں آزاد و غلام سب برابر ہیں کوئی فرق نہیں البتہ جن چیزوں پر عبودیت صادق نہیں آتی جس طرح تمام حیوانات و جمادات وغیرہ ان کا تعلق بتانے کے لئے لفظ رب بولنا جائز ہے جیسے رب الدار اور رب الثوب۔ اور کہا ابن بطال نے کہ کسی کو رب کہنا سوائے اللہ تعالیٰ کے جائز نہیں جیسے کسی کو الٰہ معبود کہنا جائز نہیں۔ اور امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا کہ تخصیص نداء کے کراہت پکارنے میں ہے تو مکروہ ہے یا سیدی کہنا اور سوائے

ایضاً پارہ ۷ ص ۱۰۹ ج ۲ میں ہے۔

قال الطبری انما قال ذلک عمر لان الناس کانوا حدیثی عهد بعبادة الاصنام فخشی عمر ان یظن الجهال ان استلام الحجر من باب تعظیم بعض الاحجار کما کانت العرب تفعل فی الجاهلیة فاراد عمر ان یعلم الناس ان استلامه اتباع لفعل رسول الله صلی الله علیه وسلم لا لان الحجر ینفع ویضر بذاته کما کانت الجاهلیة تعتقده فی الاوثان

"کہا طبرانی نے حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں کو بتوں کی عبادت چھوڑے ہوئے زیادہ زمانہ نہ گذرا تھا تو آپ کو خوف ہوا کہ جاہل لوگ گمان کریں گے کہ بوسہ دینا بھی پتھروں کی تعظیم کی قسم سے ہے جس طرح عرب کے لوگ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے تو آپ نے ارادہ فرمایا کہ لوگوں کو جتلا دیں کہ حجر اسود کو بوسہ دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع کی وجہ سے ہے ورنہ پتھر خود کچھ نفع نقصان نہیں پہنچا سکتے جس طرح کہ جاہلیت والوں کا اعتقاد تھا پتھروں کی نسبت۔"

ایضاً پارہ ۱۴ ص ۳۰۵ ج ۲ میں مرقوم ہے۔

والمراد باطلاق الکفران فاعله فعل فعلا شبیها بفعل اهل الکفر وفیه جواز اطلاق الکفر علی المعاصی لقصد الزجر کما قررناه

"اور مراد اطلاق کفر سے اس کے فاعل پر یہ ہے کہ اس نے کفر کے مشابہ کام کیا۔ اور اس میں جواز ہے اطلاق کرنے کفر کا گناہوں پر بوجہ زجر و توبیخ کے۔"

ایضاً پارہ ۱۶ ص ۶۸ ج ۴ میں ہے

فقال عمر السیں هو الله

ایضاً پارہ ۱۲ ص ۱۰۲ ج ۳ میں ہے قطع شجرة بیعة الرضوان. فلو بقیت لما امن تعظیم بعض الجهال لها حتی ربما افضی بهم الی اعتقاد ان لها قوة نفع او ضرر کما نراه الان مشاهدا فیما هو دونها

"پس فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سید تو اللہ تعالیٰ ہی ہے (حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) بیعۃ الرضوان والا درخت کٹوا دیا پس اگر وہ باقی رہتا تو خوف تھا کہ بعض جاہل اس کی تعظیم کرنے لگتے حتی کہ ممکن تھا کہ لوگوں کو یہ اعتقاد بھی ہو جاتا کہ اس درخت کو نفع و نقصان پہنچانے کی قوت ہے جس طرح کہ آجکل ہم دیکھتے ہیں"

ایضاً پارہ ۱۶ ص ۸۶ ج ۴ میں ہے

ثم وجدت عند ابن سعد باسناد صحیح عن نافع ان عمر بلغه ان قوما یاتون

"پھر میں نے ابن سعد کی صحیح روایت میں پایا کہ نافع نے کہا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر پہنچی کہ کچھ لوگ بیعۃ الرضوان

الشجرة فيصلون عندها فتوعدهم ثم امر بقطعها فقطعت انتهى. قال الكرمانى قالوا سبب خفائها ان لا يفتتن الناس بها لماجرى تحتها من الخير و نزول الرضوان فلو بقيت ظاهرة معلومة لخيف تعظيم الجهال اياها و عبادتهم لها فاخفائها رحمة من الله تعالى
(حاشیہ فتح الباری ص۲۸ ج۴)

والے درخت کے پاس جا کر نماز پڑھتے ہیں تو ان کو دھمکایا گیا اور حکم دے کر اس درخت کو کٹوا دیا انتہی کرمانی نے کہا کہتے ہیں اس درخت کے بے نشان ہونے میں یہ سبب ہے کہ لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں پڑ کر گمراہ نہ ہو جاویں کیونکہ اس کے نیچے بہت بھلائی اور حق تعالیٰ کی رضامندی کا نزول ہوا تھا پس اگر وہ باقی رہتا ظاہر معلوم ہونے کے طور پر تو خوف تھا کہ جاہل لوگ اس کی تعظیم عبادت کرنے لگتے۔ پس اس درخت کا مخفی بے نشان ہونا اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا سبب ہے"

ایضاً پارہ ۲۵ ص۶۱۹ ج۶ میں ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اخنى الاسماء يوم القيمة عند الله رجل تسمى ملك الاملاك (صحيح بخارى) وفى الحديث مشروعية الادب فى كل شئ لان الزجر عن ملك الاملاك والوعيد عليه يقتضى انه منع مطلقا

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن تمام ناموں سے برا نام اس کا ہوگا اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو شہنشاہ نام رکھے اس حدیث شریف میں ہر چیز کے اندر ادب ملحوظ رکھنے کا حکم ہے اس لئے کہ شہنشاہ کہلانے والے کے لئے زجر اور وعید کا مقتضا مطلقاً اس کا منع ہونا ہے"

ایضاً پارہ ۲۶ ص۱۴۲ ج۹ میں ہے

قوله ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها فانه امر بالدعاء بها و نهى عن الدعاء بغيرها۔

"حق تعالیٰ کا فرمانا قرآن پاک میں کہ اللہ ہی کے لئے اچھے اچھے نام ہیں تو انہیں کے ذریعے سے دعا کرو، اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ناموں کے ذریعہ دعا کرنے کا حکم فرمایا اور ان کے سوا کسی کا حوالہ دینے سے منع فرمایا"

ایضاً پارہ ۲۷ ص۲۴۵ ج۶ میں ہے

عن ابن عمر فانى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من حلف بغير الله فقد كفر او اشرك قال الترمذى حسن وصححه الحاكم. قال العلماء السر

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھاوے گا تو وہ کافر یا مشرک ہو جاوے گا، ترمذی نے اس حدیث کو حسن اور

فی النھی عن الحلف بغیر اللہ تعالیٰ ان الحلف بشیء یقتضی تعظیمہ والعظمۃ فی الحقیقۃ انما ھی للہ وحدہ ۔

حاکم نے اسے صحیح کہا ہے۔ علماء نے کہا ہے کہ اس میں بھید یہ ہے کہ کسی چیز کی قسم کھانے سے اس کی تعظیم ملحوظ ہوتی ہے اور حقیقت میں لائق تعظیم صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک ہے۔"

ایضاً ص۲۴۷ ج ۶ میں ہے

ان من حلف بغیر اللہ مطلقاً لم تنعقد یمینہ سواء کان المحلوف بہ یستحق التعظیم لمعنی غیر العبادۃ کالانبیاء والملائکۃ والعلماء والصلحاء والملوک والاباء والکعبۃ او کان لا یستحق التعظیم کالاحاد او یستحق التحقیر والاذلال کالشیاطین والاصنام وسائر من عبد من دون اللہ ۔

"جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی قسم کھاوے اس کی قسم ہی مطلقاً نہ ہوگی۔ اگرچہ وہ چیز جس کی قسم کھائی ہے عبادت کے سوا کسی اور طرح تعظیم کے مستحق ہو جیسے انبیاء اور فرشتے اور علماء اور صالحین اور بادشاہ اور باپ دادا اور کعبہ وغیرہ یا تعظیم کے مستحق نہ ہو، جیسے عام افراد انسانی یا حقارت و ذلت کے لائق ہوں جیسے شیاطین و بت اور تمام وہ چیزیں جن کو اللہ تعالیٰ کے سوا پوجا جاتا ہے۔"

ایضاً ص۲۵۰ ج ۶ میں ہے۔

وفی حدیث النسائی واحمد ولفظہ ان رجلا قال للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ماشاء اللہ وشئت فقال لہ اجعلتنی للہ عدلا بل ماشاء اللہ وحدہ۔ قولہ ماشاء اللہ وشئت تشریک فی مشیۃ اللہ تعالیٰ ۔

"حدیث سنن نسائی اور امام احمد رحمہ اللہ کے الفاظ یہ ہیں ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا جو چاہا اللہ نے اور آپ نے تو فرمایا آپ نے کیا ٹھہرا لیا تو نے مجھے اور اللہ کو برابر نہیں، بلکہ جو چاہے اکیلا اللہ انتہی قولہ جو چاہا اللہ تعالیٰ نے اور تم نے اس میں اللہ کی مشیت میں شریک ٹھہرانا ہے۔"

اور خود مولوی نعیم الدین فیضان رحمت ص۱۶ میں لکھتے ہیں کہ

"حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم نے صحابہ کرام کو استعمال واؤ سے ایسے موقع میں منع فرمایا ہے، کہ اس میں استعمال واؤ موہم شرک اور جواز امر ناجائز تھا چنانچہ بروایت احمد و ابوداؤد و نسائی حذیفہ سے مروی ہے، کہ سرور اکرم نے فرمایا کہ یہ مت کہو کہ جو خدا نے چاہا اور فلاں نے وہ ہوگا، اور مرقات شرح مشکوۃ میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے اس لئے کہ واؤ جمع اور اشتراک کے لئے ہے۔"

چنانچہ فتح الباری پارہ ۲۹ صہ ۵۶۳ میں مرقوم ہے

عن ابی ھریرۃ لا تقوم الساعۃ حتی یرجع ناس من امتی الی الاوثان یعبدونہا من دون اللہ ولابن ماجہ من حدیث حذیفۃ رضی اللہ عنہ و یبقی طوائف من الناس الشیخ الکبیر والعجوز یقولون ادرکنا اٰباءنا علی ھذہ الکلمۃ لا الہ الا اللہ فنحن نقولھا ولمسلم واحمد من حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان۔

یعنی "روایت ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت یہانتک کہ پھر جاویں میری امت میں سے کتنے لوگ تھانوں کی طرف جھک پڑیں گے کہ سوا اللہ کے ان کی عبادت کریں گے۔ اور ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ اور باقی رہ جائیں گے کچھ لوگ بوڑھے مرد اور عورتیں کہیں گے پایا ہم نے اپنے باپ داداؤں کو اس کلمہ لا الہ الا اللہ پر پس ہم بھی وہی کہتے ہیں جو وہ کہتے تھے اور مسلم اور امام احمد کی حدیث میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نہیں قائم ہوگی قیامت مگر اس حال میں کہ شامل ہو جائیں گے کتنے قبیلے میری امت میں سے مشرکین میں اور یہانتک کہ کتنے قبائل میری امت کے پوجیں گے تھانوں (یعنی قبروں) کو"

اور اس لئے خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالے سے اپنے لئے دعا کی۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد (کما رواہ فی الموطا جلد ۱ ج)

یعنی "اے اللہ نہ ٹھہرا دینا میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے"

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۸ صہ ۱۰۷ میں مرقوم ہے کہ بعد وفات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جبکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر مدہوشی واقع ہوئی اور بار بار کہتے کہ آپ کی وفات نہیں ہوئی ہر چند لوگ سمجھاتے مگر آپ کا غصہ اور بھڑکتا اور کہتے تم لوگ جھوٹے ہو۔ حتی کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سمجھایا۔ مگر اپنے جوش وخیال سے باز نہ آئے۔ تب آپ نے لوگوں کو جمع فرما کر خطبہ پڑھا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ من کان یعبد محمد ا فان محمدا قد مات ومن یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت تو معاذ اللہ کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتے تھے۔ اخماس کے کیا معنی کہ جو محمد کی عبادت کرتا ہو تو محمد تو فوت ہو چکے اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو اللہ زندہ رہنے والا ہے اس کو کبھی موت نہیں ہے۔ علی ہذا کتب عقائد فقہ حنفیہ کے مستندات چنانچہ ملا علی قاری رحمن کو خود مولوی نعیم الدین

الکلمۃ العلیاء میں مستند جانتے اور فوائد النور صـ۲۲ میں، علامہ فاضل فہامہ کامل علی بن سلطان محمد القاری رحمہ اللہ الباری، مسے ملقب کرتے ہیں، آپ شرح فقہ اکبر امام ابوحنیفہ رح صـ۲۳۵ میں فرماتے ہیں،

واما ما اشتھر من التسمیۃ بعبد النبی فظاھرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوک ۔

یعنی "جو مشہور کئے جاتے ہیں نام عبد النبی وغیرہ کے پس ظاہر ہے کفر ہونا ان کا لیکن اگر مراد عبد سے مملوک زر خرید ہو ا ہو"

نیز مرقاۃ شرح مشکوۃ بشرح حدیث احب اسمائکم عند اللہ عبد اللہ وعبد الرحمٰن کے فرماتے ہیں ۔

ولا یجوز نحو عبد الحارث ولا عبد النبی ولا عبرۃ بما شاع بین الناس اھ

یعنی "جائز نہیں نام رکھنا مانند عبد الحارث اور عبد النبی کے اور نہیں اعتبار اس کا جو لوگوں میں شائع ہےلہ"

اور در مختار ـــــ صـ۶۹۹ میں مرقوم ہے ،

وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن ۔

یعنی "اسی طرح جو لوگ علماء اور بزرگوں کے سامنے زمین پر بوسہ دیتے ہیں پس یہ حرام ہے اس کا کرنے والا اور اس سے راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں، کیونکہ اس میں مشابہت بت پرستوں کی عبادت کی ہے،،

ایضاً در مختار صـ۶۸۳ میں مرقوم ہے ،

ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل بہ لغیر اللہ ولو وصل بہ ذکر اسم اللہ تعالی ۔

یعنی "ذبح کرنا جانور کا امیر رئیس وغیرہ بزرگوں کے آنے کے استقبال پر حرام ہے، کیونکہ وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے حکم میں ہے اگرچہ اس پر نام اللہ کا ذبح کے وقت لیا جائے،،

اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح ترجمہ مشکوۃ میں فرماتے ہیں ،

بت پرستان اگرچہ بتاں را مانند خدا و مخالف او تعالی نمیدانند ولیکن آنہا مے پرستند و تعظیم مے کنند گویا مثل و مانند او میدانند و اعتقاد دارند کہ ایشاں را از عذاب خدا مے رہانند انتہی (صواعق صـ۱۰۸)

یعنی "بت پرست لوگ اگرچہ بتوں کو مانند خدا اور مخالف خدا نہیں جانتے ہیں، لیکن جو ان کو پوجتے ہیں، اور ان کی تعظیم کرتے ہیں گویا مثل و مانند خدا کے جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں، کہ ہم کو عذاب خدا سے رہا کردیں گے،،

اور ملا علی قاری رح شرح مناسک میں فرماتے ہیں ۔

لہ ۔ جیسے عبد المصطفٰے احمد رضا وغیرہ ۔

لا یطوف ای لا یدور حول البقعۃ الشریفۃ لان الطواف من مختصات الکعبۃ المنیفۃ فیحرم حول قبور الانبیاء والاولیاء ولا عبرۃ بما یفعلہ الجہلۃ ولو کانوا فی صورۃ

یعنی "نہ طواف کرے گرد مزار شریف کے کیونکہ طواف کرنا خصوصیات کعبہ مکرمہ کے ساتھ ہے پس حرام ہوگا گرد پھرنا قبور انبیاء او راولیاء کے اور اس میں کچھ اعتبار نہیں ہے جاہلوں کے فعل کا اگرچہ وہ صورت میں مشائخ اور علماء معلوم ہوں"

اور شرح عین العلم میں فرماتے ہیں ۔

لا یمس ای القبر ولا التابوت ولا الجدار لورود النہی عن مثل ذلک بقبرہ علیہ السلام فکیف بقبور سائر الانام ولا یقبل فانہ زیادۃ علی المس فہو اولی فالتقبیل مختص بالحجر الاسود وبایدی الانبیاء والعلماء والصلحاء اھ

یعنی " نہ چھوئے قبر اور نہ تابوت کو اور نہ دیوار کو کیونکہ ان کاموں کی ممانعت وارد ہوئی ہے قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے پس کس طرح کسی اور کی قبروں کے لئے جائز ہو سکتا ہے اور نہ بوسہ دیوے قبر کو یہ زیادہ برا ہے چھونے سے پس بوسہ دینا تو مخصوص حجر اسود اور انبیاء اور علماء وصلحاء کے ہاتھ کے لئے ہے[۱]"

اور شرح جامع صغیر مناوی میں مرقوم ہے

لا یمس القبر ولا یقبلہ فانہ عادۃ للنصاری اھ ۔

یعنی " نہ چھوئے قبر کو اور نہ بوسہ دیوے اس کو کیونکہ یہ نصاری کی عادت ہے"

اور مضمرات میں مرقوم ہے ۔

لا یقبل القبور لانہ عادۃ النصاری اھ

یعنی " نہ بوسہ دیوے قبروں کو کیونکہ یہ نصاری کی عادت ہے"

اور تاتارخانیہ میں مرقوم ہے ۔

ولا یقبل القبور لانہ من عادۃ النصاری اھ ۔

یعنی " نہ بوسہ دیوے قبروں پر کیونکہ یہ نصاریٰ کی عادتوں میں سے ہے "

حتی کہ معراج الدرایہ میں مرقوم ہے ۔

لو طاف حول مسجد سوی الکعبۃ الشریفۃ یخشی علیہ الکفر انتہی (صواعق الٰہیۃ ص۱۳۲)

یعنی " اگر طواف مسجد کا بھی سوائے کعبہ شریف کے کرے گا تو اس میں کفر کا خوف ہے "

اور فتاوی عالمگیری ج ۱ ص ۹۶ میں مرقوم ہے

ولا یضع یدہ علی جدار التربۃ اھ

یعنی " نہ رکھے ہاتھ دیوار مزار نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر"

اور فتاوی عالمگیری ج ۲ ص ۹۶ میں مرقوم ہے

[۱] انبیاء، علماء، اور صلحاء کے ہاتھوں کا بوسہ بطور مسئلہ شرعی از روئے تحقیق غیر ثابت ہے (م ر)

شہنشاہ من خصائص اسماء اللہ واما تقبیل الارض فھو قریب من السجود اھ۔

یعنی شہنشاہ منجملہ خصوصیات کے اللہ تعالیٰ کے ناموں کے ساتھ ہے، اور لیکن بوسہ دینا زمین کو تو سجدہ کرنے کے قریب ہے،،

علے ہذا ردالمحتار شامی شرح درمختار فقہ حنفیہ جس کی نسبت مولوی نعیم الدین فیضان رحمت صـ۵۲ اور فوائد النور صـ۱۸ میں لکھ چکے ہیں۔

"در کہ شامی جو اہل سنت و جماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علماء ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے،،

"ردالمحتار درمختار کا سب سے نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ شامی کی مصنفہ ہے،،

اور خود اپنی اسی کتاب زیر بحث میں بھی متعدد مواقع میں اس کو مستند جانا ہے۔ اسی ردالمحتار جلد ۲ صـ۱۱۳ میں مرقوم ہے۔

فعلم ان النذر الذی وقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام کان یقول یا سیدی فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذھب او الفضۃ او من الطعام او الشمع او الزیت کذا ربحی لوجوہ منھا انہ نذر المخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنھا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ و اعتقادہ ذلک کفر اھ

یعنی جان تو وہ نذر جو اموات کے لئے اکثر عوام لوگ کرتے ہیں درہم اور روشنی اور تیل اور مانند اس کے اولیا کرام کے مزارات پہان کے تقرب کے لئے لے جاتے ہیں وہ بالاجماع باطل و حرام ہے جیسے کہتے ہیں اے سید میرے فلاں اگر میرا غائب شدہ آجاوے یا مریض اچھا ہو جاوے یا میری حاجت پوری ہو جاوے تو تمہارے لئے اتنا سونا اور اتنی چاندی اور اتنا کھانا اور چراغ اور اتنا تیل میرے ذمہ ہے، اسی طرح بحر الرائق میں ہے پس یہ کئی وجہ سے باطل ہے کیونکہ یہ نذر مخلوق کے لئے ہے اور نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں دوم یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہوتی سوئم اور جس کے لئے یہ نذر کی گئی ہے، وہ میت ہے اور میت کسی چیز کی مالک نہیں اور نذر کرنے والے کا گمان ہے کہ میت کو اللہ کے کاموں میں تصرف اور اختیار حاصل ہے اور یہ اعتقاد اس کا کفر ہے،،

پس الحمد للہ کتب احادیث، تفاسیر، شروح اور اصول و عقائد اقوال فقہاء کرام و صوفیاء عظام سے کماحقہ تقویۃ الایمان کی تائید واضح ہوگئی کہ انبیاء و اولیاء کو مشکل کے وقت پکارنا، نذر و منت ماننا،

عبدالنبی وغیرہم نام رکھنا، ان کے نام کی چوٹی رکھنا، بدہی پہنانا۔ ان کے نام پر جانور موسوم کرنا وغیرہم امور سب اطوار کفار و مشرکین کے مسلمانوں میں اعتقاداً و عملاً داخل ہو گئے ہیں۔ اگرچہ انبیاء و اولیاء کو اللہ کا بندہ ہی جان کر اپنے عقیدہ میں اللہ کا عطا کردہ تصرف خیال کرتے ہوں۔ اس خیال موہوم محض بلا دلیل سے وہ شرک سے ہرگز بری نہیں ہو سکتے۔ پس اس ظلم کی بھی کوئی انتہا ہے، کہ افعال شرکیہ عمل میں لا کر حیلہ و بہانہ ایصال ثواب کا بنا کر افعال شرک میں مبتلا ہوں۔ مولوی نعیم الدین کو چاہیئے کہ اپنی مسلمہ و مستندہ رد المختار علامہ شامی کی نقل کردہ عبارت سے اولیاء کی نذر و منت ماننے کے کفر و شرک ہونے کو دیکھ کر عوام کو شرک و کفر میں مبتلا کرنے سے باز آ دیں۔

نداءِ غیر اللہ کی بحث

اب مولوی نعیم الدین کے معارضات تارِ عنکبوت کی مفصل حقیقت جو لغایت ص۶۸ تک وارد کئے گئے ہیں سنیئے۔

قولہ ص۲۷ کسی کو پکارنا شرک ہو یہ بات تو بداہتہ باطل ہے۔ ہاں بزرگان دین کو انبیاء و اولیاء کو وسیلہ جانتا ہے۔ اور ان کی وساطت سے بارگاہ الٰہی میں اپنی حاجت عرض کرتا ہے اور ان کی برکت سے اپنا حل مشکلات چاہتا ہے۔ یہ کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا۔ الخ

اقول۔ یہ کس قدر مضطربانہ قول ہے کہ انبیاء و اولیاء کے پکارنے کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ وساطت کے معنی سے لئے جاتے ہیں۔ بے شک حل مشکلات کے لئے غائبانہ کسی کو پکارنا انواع شرک میں سے ہے۔ جس طرح نصوص احادیث و اقوال صحیحہ ائمہ کرام سے نقل ہو چکا۔ البتہ بزرگان دین کی برکات سامنے رکھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض حاجات کرنے کو کوئی شرک[۵۱] نہیں کہتا یہ محض سوء ظن ہے۔ جو شرک کو ایمان بتا کر ضال و مضل بنتے ہیں

قولہ ص۲۸ اللہ رب العزت تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے۔ وَكَانُوا مِن قَبْلُ يَسْتَفْتِحُونَ عَلَى الَّذِينَ كَفَرُوا پارہ ۱ یعنی حضورؐ کے رونق افروز ہونے سے پہلے یہودی حضورؐ کے نام مبارک کے وسیلہ سے کافروں پر فتح و نصرت طلب کرتے تھے اور حضور کے نام مبارک کی برکت سے اللہ تعالیٰ انہیں مہمات میں کامیاب فرماتا تھا۔

۵۱ مگر "بزرگان دین کی برکات سامنے رکھ کر بارگاہ الٰہی میں عرض حاجات" خیر القرون میں ہرگز نہیں پایا گیا، کسی صحابی، تابعی، تبع تابعی، یا امام یا محدث سے ایسا کرنا پایہ ثبوت کو نہیں پہنچا پھر اس کے بدعت ہونے میں کیا شبہ ہو سکتا ہے قبولیت دعا کے جو اسباب شریعت محمدیہ میں بتلائے گئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ دعا کے اول و آخر درود شریف پڑھ لیا جائے (شفا قاضی عیاض ص۲۲۴) پھر اس سے بڑھ کر اور کسی "وسیلہ" کی کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ غیر شرعی طریقہ اختیار کیا جائے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ (متوفی ۷۲۸ھ) نے متعدد جگہ اس مسئلہ کو بالکل منقح کر دیا ہے مثلاً ملاحظہ ہو ان کی بے نظیر کتاب التوسل والوسیلہ کے متعدد مقامات۔ (ع۔ ح)

اقول۔ اس میں بھی دُعا بجناب باری تعالیٰ عز اسمہ بہ برکت نام پاک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، نہ کہ مشکل کے وقت کسی غیر اللہ کو پکارنا حاجات طلب کرنا منتیں مانگنا جس کو حسب نصوص کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وائمہ کرام کے تقویۃ الایمان میں شرک فرمایا گیا ہے۔ چشم بینا ہو تو فرق نظر آوے۔

قولہ ۲۹۔ یہ ہے قرآن پاک کا بیان انبیاء کے پکارنے کی برکت مشکلوں میں ان کے توسل سے حاجات براری کا ثبوت جس کو مولوی اسمعیل صاحب شرک کہتے ہیں۔ قرآن پاک کی تعلیم کو شرک کہنا کتنا بڑا ستم ہے۔ اس پر بھی عقل کے اندھے اس تقویۃ الایمان پر جان دیتے اور گمراہ ہوتے ہیں اگر کسی کو پکارنا شرک ہو تو دنیا میں کوئی شرک سے نہ بچے۔ ماں باپ نوکر خادم کو پکارا اور مشرک نماز پڑھی کوئی آیت آگئی جس میں غیر خدا کو ندا ہے۔ جیسے یا ایہا الرسول۔ یا ایہا النبی۔ یا یحییٰ۔ یا موسیٰ۔ یا مریم۔ یا عیسیٰ۔ یا آدم۔ یا بنی اسرائیل۔ یا اھل الکتٰب یا ایہا الکافرون غرض یہ کہ کوئی ندا آئی کہاں کی نماز تقویۃ الایمان کے حکم سے ایمان ہی رخصت ہوا قرآن پڑھنے والا مومن رہ ہی نہیں سکتا۔ الخ

اقول۔ قرآن پاک نے تو سوا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ہر کسی کو اپنی مشکلات میں پکارنے نذر اور منت ماننے کو شرک فرمایا ہے، دیکھو سورہ جن:۔

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ۔ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۔

یعنی "پس مت پکارو اللہ کے ساتھ کسی کو۔ کہہ دے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہماسا اس کے نہیں کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے رب کو، اور شریک نہیں ٹھہراتا اس کا کسی کو"۔

ل بظاہر اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی لیکن صحیح یہ ہے کہ پیش کردہ آیت کا زیر نزاع مسئلہ سے کوئی تعلق نہیں، متداول تفسیروں میں جو مطلب اس آیت کا ہے اس کی تلخیص شاہ عبد القادر صاحب نے موضح القرآن میں فرما دی ہے، کہ آنحضرت کی بعثت سے قبل مشرکوں اور یہود کی لڑائی میں یہود۔

"جب غلبہ کافروں کا دیکھتے تو دعا مانگتے کہ نبی آخر الزمان شتاب پیدا ہو جب پیدا ہوا، تو آپ ہی منکر ہوئے"

یستفتحون کا معنی ہے (اللہ تعالیٰ سے) فتح طلب کرتے کہ آنحضرت صلعم تشریف لائیں تو ہم ان کے ساتھ ہو کر مشرکین عرب پر فتح حاصل کریں ـــــ صحیح تفسیر آیت کی یہی ہے، رہی ایک روایت جس میں مروی ہے کہ یہ یہود "بحق محمد" سوال کرتے تھے تو وہ روایت کسی کام کی نہیں، چنانچہ مستدرک حاکم میں اس روایت کو لا کر اس کو عجیب وغریب قرار دے کر اس پر تنقید کر ڈالی ہے ادت الضرورۃ الی اخراجہ وھو غریب من حدیثہ ص ۲۶۳ / ج ۲ اس لئے کہ اس کی سند میں ایک راوی عبد الملک بن ہارون ہے جس کے متعلق حافظ ذہبی تلخیص المستدرک (ص ۲۶۳ ج ۲) میں لکھتے ہیں عبد الملک متروک ھالک۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے التوسل والوسیلہ (ص ۱۰۸ ـ ۱۱۲) میں اس سلسلہ میں سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ (ح ـ ح)

نیز دیکھو سورہ احقاف۔

قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَھُمْ شِرْکٌ فِی السَّمٰوٰتِ الآیۃ

یعنی" تو کہہ بھلا دیکھو تو جس کو پکارتے ہو اللہ کے سوا دکھاؤ تو مجھ کو انہوں نے کیا بنایا زمین میں یا ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں،،

اور صحیح بخاری پارہ ۲۸ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قلت یارسول اللہ ای الذنب اعظم قال ان تجعل للہ ندا وھو خلقک (الحدیث)۔

یعنی" کہا میں نے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑا کونسا گناہ ہے فرمایا یہ کہ ٹھہرایا جاوے اللہ کے ساتھ شریک حالانکہ اللہ ہی نے تجھے پیدا کیا ہے،،

قرآن پاک کی اس تعلیم کے سوا ہرگز کہیں قرآن پاک میں کسی کو پکارنے مرادیں مانگنے کا شمہ تک ذکر نہیں یہ محض کذب وافترا اور خلق اللہ کو بحیلہ توسل دعوت الی الشرک دے کر گمراہ ومشرک بنانا ہے اور ماں باپ، نوکر وخادم کو پکارنے کا قیاس اللہ کے مانند پکارنے پر قیاس باطل اور مردود ہے قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام وغیرہم کو خطاب کا یہی جواب ہے کہ یہ حق تعالیٰ کا کلام دوسروں کے لئے بطور نقل کے ہے نہ کہ خود ان کو غائبانہ اپنی حاجات میں پکارنا اور ان کا پکار کو سن لینا۔

تشہد میں ایہا النبی الخ کی بحث

قولہ ص۳۱ ۔ نماز میں جب قعدہ کے لئے بیٹھا اور تشہد میں پڑھا السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور حضور کے نام کو پکارا اور حاضر کے صیغہ سے خطاب کرکے اللہ کی عبادت نماز کے حریم میں صلوۃ وسلام عرض کیا تو آپ پوچھو مولوی اسمعیل صاحب سے کیسا ڈبل شرک ہوا، ایک تو غیر خدا کا پکارنا اور وہ بھی نماز میں تو تقویۃ الایمان کے حساب سے ہر نمازی مشرک اور شرک عبادت میں داخل لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پھر یہ ندا بھی محض حکایۃً نہیں بلکہ انشا ہے اس میں حضور پر عرض مقصود ہے الخ

اقول ۔ التحیات نماز میں صیغہ خطاب السلام علیک ایہا النبی منصوص بالاحادیث مطابق اخبار واقعہ معراج حکایۃً اور مقصود اس میں درود وسلام کا حق تعالیٰ کے حضور میں بھیجنا ہے نہ کہ خود انبیاء اولیاء کو غائبانہ پکارنا جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم اور قیاس ہے، کیونکہ درود وسلام میں لفظ خطاب خاص انبیاء علیہم السلام کے لئے مخصوص ہے کہ فرشتے پہنچاتے ہیں چنانچہ قاضی عیاض رح الشفاء مطبوعہ صدیقی بریلی ص۲۳۱ میں روایت فرماتے ہیں۔

ذکر ابوبکر بن ابی شیبۃ عن ابی ھریرۃ

یعنی" ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم من صلی علی عند قبری سمعتہ و من صلی علی نائیا بلغتہ اھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مجھ پر درود پڑھے گا میری قبر پر تو مجھے سنایا جاوے گا اور جو درود پڑھے گا مجھ پر دور کہیں سے تو مجھے پہنچایا جاوے گا،،

اسی طرح فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ صـ۲۷۹ میں روایت ہے، بعہد العبد وفات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے صیغہ خطاب کو بوجہ توہم سد ذریعہ فساد اعتقاد عوام کے بدل دیا تھا چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۵ کے آخری باب میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم حسب تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی حیات میں نماز کے اندر التحیات میں السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الخ پڑھا کرتے تھے

فلما قبض قلنا السلام علی یعنی علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

"پس جب آپ کی وفات ہو گئی تو ہم بجائے ایھا النبی کے السلام علی النبی کہا کرتے تھے،،

فتح الباری صـ۶۵۸ ج ۵ شرح صحیح بخاری (مسلمہ مولوی نعیم الدین) میں مرقوم ہے

فظاھرھا انھم کانوا یقولون السلام علیک ایھا النبی بکاف الخطاب فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم ترکوا الخطاب وذکروہ بلفظ الغیبۃ فصاروا یقولون السلام علی النبی

یعنی، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ایھا النبی خطاب کے لفظ سے پڑھا کرتے تھے پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو چکی تو لفظ خطاب کو چھوڑ دیا اور پڑھنے لگے لفظ غیبت کا بلا خطاب کے السلام علی النبی،،

ایضاً پارہ ۴ صـ۳۰۴ میں مرقوم ہے۔

دل علی ان الخطاب فی السلام بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر واجب فیقال السلام علی النبی قلت قد صح بلا ریب وقد وجدت لہ متابعا قویا قال عبدالرزاق اخبرنا ابن جریج اخبرنی عطاء ان الصحابۃ کانوا یقولون والنبی صلی اللہ علیہ وسلم حی السلام علیک ایھا النبی فلما مات قالوا السلام علی النبی وھذا اسناد صحیح انتھی وقال قبل

یعنی "اس میں دلالت ہے اس امر کی کہ خطاب سلام میں بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب نہیں ہے اسی وجہ سے السلام علی النبی بلا خطاب کے لفظ سے کہنے لگے میں کہتا ہوں بلا شبہ یہ امر صحت کو پہنچا ہے جس کا قوی متابع بھی مل گیا ہے چنانچہ مسند عبدالرزاق میں ہے عبدالرزاق نے ہمیں عطاء سے خبر دی ہے، کہ صحابہ پڑھا کرتے تھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں لفظ خطاب ایھا النبی پس جب آپ نے وفات پائی تو پڑھتے تھے بلا لفظ خطاب کے السلام علی النبی۔ اور یہ سند صحیح سے ثابت

هذا فی ص۵۲ فان قیل کیف شرع هذا اللفظ وهو خطاب بشر مع کونہ منهیا عنہ فی الصلوٰۃ فالجواب ان ذلک من خصائصہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

ہے،، انتہی "اگر کہا جاوے یہ لفظ خطاب کیونکر درست ہے حالانکہ نماز میں خطاب بشر کے لئے منع ہے تو جواب یہ ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مخصوص ہے،،

اور موطا امام مالک ص۳۱ میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان یتشہد فیقول السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ فاذا قضی تشہدہ واراد ان یسلم قال السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اھ ملخصا

یعنی "حضرت نافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رض جب التحیات پڑھا کرتے تھے تو کہتے تھے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (بلا لفظ خطاب کے) پس جب وقت ختم کر چکتے اور ارادہ سلام پھیرنے کا کرتے تو کہتے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،،

اور شفا امام قاضی عیاض رح استند مولوی نعیم الدین ص۲۲۷ میں ہے۔

وفی تشہد علی رضی اللہ عنہ السلام علی نبی اللہ السلام علی انبیاء اللہ ورسلہ السلام علی رسول اللہ السلام علی محمد بن عبد اللہ اھ

یعنی "حضرت علی رضی اللہ عنہ التحیات میں السلام علی نبی اللہ السلام علی انبیاء اللہ ورسلہ السلام علی رسل اللہ السلام علی محمد بن عبد اللہ کہا کرتے تھے (بلا لفظ خطاب کے)"

اور خود شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ مدارج النبوۃ جلد اول ص۱۳۵ میں اس کی تشریح فرماتے ہیں۔

ودر خطاب السلام علیک ایہا النبی دو سوال کردہ اند یکے آنکہ خطاب کردن بہ بشر در نماز منہی عنہ است ومفسد اوست وجواب دادہ اند کہ از خصائص اوست صلی اللہ علیہ وسلم ودر حقیقۃ این دعائے ست در نماز اگرچہ بصیغہ خطاب ست وچوں در اصل کہ قصہ معراج است این چنیں واقع است ہم چنیں نگاہداشتہ شد وباین تقریر حاصل شد جواب از سوال دیگر کہ میگویند چیست حکمت در عدول از غیبت

یعنی "لفظ السلام علیک ایہا النبی میں دو سوال کئے گئے ہیں ایک یہ کہ خطاب کرنا بشر کو نماز میں منع اور موجب فاسد ہونے نماز کا ہے اور جواب دیا گیا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منجملہ خصائص کے ہے اور درحقیقت یہ دعا ہے نماز میں اگرچہ لفظ خطاب کے ساتھ ہے، کیونکہ دراصل قصہ معراج اسی طرح واقعہ ہوا ہے اسی طرح قائم رہا اور اس تقریر سے دوسرے سوال کا بھی جواب حاصل ہوگیا کہ کہتے ہیں کیا حکمت ہے عدول کرنے میں لفظ غیبت سے خطاب کی طرف کیونکہ مقتضائے

بخطاب بآنکہ مقتضائے سیاق لفظ غیب است چنانکہ گویند التحیات للہ والصلوات والسلام علی النبی والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ یعنی نگاہ داشتند لفظے را کہ از رسول خدا آمدہ تعلیم کردہ مرصحابہ را وصاحب مواہب لدنیہ بطریقہ اہل معرفت گفتہ کہ مصلیان چوں با التحیات استفتاح باب ملکوت کردند اذن کردہ شد مرایشاں را بدخول در حریم حرمت عزت الٰہی تبارک وتعالیٰ۔ پس روشن گشت دیدہ بصیرت ایشاں وآگاہ شدند دریافتند کہ آں بوساطتہ بہ نبی الرحمتہ وبرکت متابعتہ اوست پس حاضر یافتند حبیب را در حرم حبیب پس اقبال کردند بروے و گفتند السلام علیک ایہا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ اھ۔ وکرمانی در شرح بخاری گفتہ کہ ایں در زمان حضور وحیات آں سرور بود صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ بعد ازاں ایں چنیں سلام مے فرستادند کہ السلام علی النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ۔

سیاق لفظ غیب ہے۔ جس طرح کہتے ہیں۔ التحیات الخ یعنی قائم رکھتے ہیں اسی لفظ کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیا ہے۔ اور جس کی تعلیم کی گئی صحابہ کو۔ اور صاحبِ مواہب لدنیہ نے بطریق اہل معرفت کہا ہے۔ کہ نماز میں جو التحیات میں باب ملکوت کا افتتاح کرتے ہیں۔ تو ان کو اجازت عطا ہوتی ہے۔ داخل ہونے حریم عزت گاہ آلہی تبارک و تعالےٰ میں پس روشن ہو جاتی ہے دیدۂ بصیرت ان کی اور آگاہ ہو جاتے ہیں اور پاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت اور آپ کی تابعداری کی برکت سے پس حاضر پاتے ہیں حبیب کو حرم حبیب میں پس سبقت کر کے کہتے ہیں السلام علیک ایہا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ انتہیٰ۔ اور کرمانی شرح صحیح بخاری میں کہتے ہیں کہ یہ زمانہ حیات حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا۔ اور صحابہ بعد آپ کے اس طرح سلام پہنچاتے تھے۔ السلام علی النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہٗ (بلا لفظ خطاب کے)''

نیز مدارج النبوۃ جلد ا صنا۱ میں مرقوم ہے،

واگر مراد ایں دارند کہ خطاب آنحضرت باوجود غیبت از خصائص امرت نیز وجہے دارد ووجہ ایں میگویند کہ چوں در اصل شب معراج درود بصیغہ خطاب بود کہ از جانب

یعنی جو یہ مراد رکھیں کہ لفظ خطاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باوجود آپ کی غیبت کے آپ کے لئے مخصوصات میں سے ہے تو وجہ رکھتا ہے اور اس کی وجہ میں کہتے ہیں کہ چونکہ دراصل شب معراج میں لفظ خطاب وارد ہوا ہے کہ حق تعالےٰ

رب العزت سلام آمد بر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازاں ہمبریں صیغہ گذاشتند ودر کرمانی شرح صحیح بخاری گفتہ است کہ صحابہ بعد از فوت حضرت السلام علی النبی میگفتند نہ بصیغہ خطاب واللہ اعلم

رب العزت کی طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام آیا بعد اس کے یہی لفظ خطاب تھا مہیا اور کرمانی شرح صحیح بخاری میں کہا ہے۔ کہ صحابہ بعد وفات حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے السلام علی النبی کہتے تھے۔ نہ بلفظ خطاب کے واللہ اعلم،،

نیز مدارج النبوۃ جلد ا صفحہ ۳۶۹ و ۳۷۷ میں مرقوم ہے

شیخ ابو محمد جوینی کہ والد امام الحرمین است گفتہ است کہ سلام بمعنی صلوۃ است پس استعمال کردہ نشود در غائب وافراد کردہ نشود در غیر انبیا روا ما حاضر خطاب کردہ شود بآن وگفتہ شود السلام علیکم وعلیکم السلام وگفتہ است کہ ایں امر مجمع علیہ است وگفتہ اند کہ ایں طریق اسلم واقرب است باحتیاط ورعایت ادب بجناب نبوت اھ

یعنی شیخ ابو محمد جوینی والد امام الحرمین نے فرمایا ہے کہ سلام بمعنی درود کے ہے پس اس کا استعمال نہ کیا جاوے غائب پر اور تنہا بھی نہ کیا جاوے سوائے انبیاء علیہم السلام کے لیکن حاضر کو خطاب کیا جاوے اور کہا جائے السلام علیکم وعلیکم السلام اور کہا ہے کہ یہ امر مجمع علیہ ہے اور کہتے ہیں کہ یہ طریقہ اسلم اور اقرب ہے۔ از روئے احتیاط و ادب کے بجناب نبوت علیہ الصلواۃ والسلام میں،،

پس جب کہ حسب احادیث صحیحہ واقوال صحابہ کرام اور ائمہ دین مستندین رضی اللہ عنہم کے درود وسلام کا انبیاء علیہم السلام کو پہنچایا جانا خواہ بضمن خطاب جس طرح التحیات میں واقعہ معراج کی حکایت اور مراسلات وخطوط میں باہم کلام چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۵ صفحہ ۶۳۲ میں روایت ہے، د من طریق زید بن ثابت انہ کتب الی معاویۃ السلام علیک یا امیر المؤمنین و رحمۃ اللہ وبرکاتہ خواہ بلا لفظ خطاب جس طرح حضرات اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم کا بوجہ اندیشہ سد ذریعہ موہم شرک خطاب کا ترک فرما دینا ثابت ہو چکا تو پھر سوائے حق تعالےٰ کے کسی غائب کو حقیقۃً ندا کرنا حل مشکلات کے لئے پکارنا، حاضر وناظر جاننا نصوص صحیحہ کا مقابلہ کر کے کلام مرغوب اہل کشف سے بحوالہ درمختار اشعۃ اللمعات، احیاء العلوم وغیرہ سے صہ میں حجت استدلال لانا محض باطل وقیاس فاسد ہے (چنانچہ لفظ درمختار کا نہ جس کا ترجمہ خود مولوی نعیم الدین نے صہ میں گویا کا کیا ہے، اس پر قطعی الدلالت ہے کہ حقیقۃً خطاب وندا مراد نہیں بلکہ لفظ خطاب وغیر خطاب سے درود وسلام کا پہنچایا جانا ہی ہے، نہ کہ خود ان کو سنانا۔ اور عارفین کے حالات مشاہدہ حضوری سے

قیاسا استدلال کر کے عوام کو فریب دینا اور گمراہ کرنا ہے سے

کارِ پاکاں را قیاس از خود مگیر ۔ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

پھر جبکہ لفظ خطاب کو خود حضرات صحابہ ہی ترک فرما چکے تو پھر محض کسی غیر صحابی کا کلام صحابہ کے اقوال وافعال پر کیونکر مقدم ہو سکتا ہے ۔کیا مولوی نعیم الدین کو خود اپنا لکھا شرکیات کے نشہ میں فراموش ہو گیا ،چنانچہ فوائد النور کے صلاے میں خود لکھ چکے ہیں ۔کہ اصول حنفیہ میں مقرر ہو چکا ہے کہ تاویل صحابی تمام تاویلات پر مرجح ہے ۔

پس یہ ہے حقیقت خطاب التحیات کی مثل روز روشن کے جس پر فریبانہ ظلمات وشرکیات کا نقاب ڈال کر عبارات علماء کو کاٹ چھانٹ کر خلق اللہ کو برگشتہ کیا جاتا ہے ۔استغفر اللہ ۔

عبارت "صراط مستقیم" کی بحث

قولہ صلا۳ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی تو ان عبارتوں سے چھنک جاتے ہیں سانہیں تو تمام دنیا میں شرک ہی نظر آتا ہے ۔ان کے مخالف قرآن وحدیث عقیدہ پر تو نماز بھی شرک اور سارے نمازی مشرک اس عقیدہ ناپاک پر لعنت اسی جلن میں تو مولوی اسمٰعیل صاحب نے صراط مستقیم میں وہ کفری قول لکھا جس سے مومن کا رواں رواں کانپ جاتا ہے ۔اس کی عبارت یہ ہے "وصرف ہمت بسوئے شیخ وامثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں رتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است کہ خیال آں با تعظیم واجلال بسویدائے دل انسان مے چسپد بخلاف خیال گاؤ وخر" لاحول ولاقوۃ الا باللہ ۔صراط المستقیم ص۹۵ مطبوعہ ضیائی ۔ نماز میں حضور پرنور علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف خیال لے جانے کو اس ناپاک نے گدھے اور بیل[۱] کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر بتایا ہے ۔اس بے دین کو یہ نہ سوجھا کہ خیال کیسے نہ آئے گا ۔تشہد میں تو حضور پر عرض سلام کی تعلیم ہے عظمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے دشمنی ہے تو بیدین نماز چھوڑے اور نماز کیا اس نے دین ہی ترک کیا ،دیندار اور بددین میں یہ فرق ہے ،جو مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت اور امام حجۃ الاسلام غزالی اور حضرت شیخ عبد الحق محدث رحمۃ اللہ علیہما کی عبارتوں میں ظاہر ہے ۔آپ کو صاحب تقویۃ الایمان کی شقاوت دسیہ باطنی کا تو پتہ چلا ۔اھ ملخصاً ۔

اقول ۔الحمد للہ ۔مولانا شہید مرحوم اور امام غزالی وشیخ عبد الحق وغیرہم اکابر رحمہم اللہ کے اقوال درباره امور شرکیہ ندا غیر اللہ کے حاضر وناظر جاننے کا متحد اور موافق ہونا اہل انصاف پر واضح ہو چکا ۔اس پر بھی اہل اللہ کو مورد لعنت بنانا خود بننا ہے ۔نیز صراط مستقیم کے متعلق جس کو اتنی بھی تمیز اور خبر نہ ہو

[۱] "گاؤ خر" یہ ترجمہ کیا صحیح بھی ہے ؟ (ع ۔ ح)

کہ کس قدر حصہ مولانا شہید مرحوم کا اور کس قدر دوسرے مؤلف رحمہ اللہ کا ہے اور اتہام پر کمر باندھے
کس درجہ ظلم و سفاہت ہے۔ ناظرین اہل دیانت پر واضح ہو کہ مولانا شہید مرحوم خطبہ صراط مستقیم ص۲
میں فرماتے ہیں کہ اس کتاب کا باب ثانی اور ثالث (از ص۴۹ سے ص۱۵۴) مولانا عبدالحی ادام اللہ برکاتہ،
(دہلوی) کا تحریر کردہ ہے اور مقدمہ مع فصول و ہدایات و تمہیدات (از ص۲ سے ص۴۸) اور باب چہارم
و خاتمہ (از ص۱۵۵ سے ص۱۷۵) آخر کتاب تک میرا (شہید مرحوم کا) مرتب کیا ہوا ہے۔ اب خدارا انصاف کرو
کہ یہ عبارت ص۹۵ کی نسبت کردہ مولانا شہید مرحوم کی طرف کس قدر افترا اور بہتان بندی ہے جس کا
ایک حرف بھی قطعاً و یقیناً ہرگز ہرگز صحیح نہیں ہے۔ کیا اسی کا نام دیانت ہے کہ کسی کا کلام اور کسی کے
ذمہ لگا دیا جائے۔ پس یہ سراسر بددیانتی دھوکہ دہی فریب کاری اور صریح خیانت ہے جس کے وبال
و جرم میں مولانا شہید مرحوم کا معاند و لعنت کنندہ مبتلا آثام دنیا و آخرت میں ہوگا۔ پھر در صورت
تسلیم صحت مضمون کے جواب یہ ہے کہ نماز کا جزو اعظم حضور قلب حسب حدیث[1] لا صلوٰۃ الا
بحضور القلب۔ الحدیث اور ماسوائے الی اللہ تعالےٰ سے منقطع ہو جانا جو مقصود الی اللہ تعالیٰ ہے جس
کے قلب میں جس قدر وساوس و خیالات برخلاف حضوری حق تعالےٰ حائل ہوں گے خواہ ان کو قلب
میں جگہ دے یا نہ دے اسی قدر تفاوت سے نماز میں نقصان ہوگا۔ خواہ درجہ شرک کا ہو خواہ گناہ کا
پس اس عبارت کا اول آخر چھوڑ کر عوام کو دھوکہ میں ڈالنا صریح خیانت ہے۔ چنانچہ ص۹۴ صراط مستقیم
سے امور خلل اندازی نماز مع اس کے علاج کے مفصل مرقوم ہیں (ترجمہ) نفس و شیطان کا مقصود اصلی اس
رحیم کا انکار اور کفر کرا دینا ہے۔ اگر بفضلہ تعالیٰ اس میں وہ کامیاب نہ ہو تو آہستہ آہستہ خیال گاؤ خر
میں مبتلا کر دیتا ہے۔ حسب مقولہ مثنوی مولانا روم رحمہ اللہ۔ بر زبان تسبیح و در دل گاؤ خر، گاؤ خر
تو تمثیل ہے جو کچھ سوائے حق کے ہے سب مانند گاؤ خر کے ہے بلکہ زیادہ تر گاؤ خر کے خیال سے
خلل انداز ہے۔ یہ نہیں کہ ظاہر ہو جانا مسائل کا نماز میں اور کشف ارواح اور ملائکہ کا تبیع اور برا ہے
بلکہ اپنے قصد اور پوری ہمت سے اس طرف متوجہ ہو جانا خلوص کے مخالف ہے۔ مگر کشف ہو جانا
باعث خلعت فاخرہ کا ہے۔ کہ مخلصان مستغرق حق کو بسبب وفور اپنی عنایات کے نوازا جاتا ہے کہ
ایسے لوگوں کے حق میں باعث کمال کا ہے۔ کہ ان کی نماز اس درجہ عبادت کو پہنچی ہے جس کا ثمرہ ان پر منکشف
ہو گیا جو دعا اور حاجات ذات صمدیت کے حضور میں بسبب انحصار اعتقاد کے ایسے نمازی باکمال سے عین
نماز میں صادر ہوتی ہے باعث کمال نماز کا ہے۔ اور جو وسوسہ نفس کے مشورہ سے ہوتے ہیں وہ قبیح باعث
نقصان نماز ہوتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نماز میں تدبیر سامان لشکر کرنا اور خضر علیہ السلام کا کشتی

[1] حدیث کی کسی کتاب میں یہ روایت نہیں مل سکی (ع ۔ ح)

کو توڑنا۔ لڑکے بے گناہ کو مار ڈالنا۔ موجب ثواب عظیم تھا۔ جناب فاروق کا وہ مرتبہ تھا۔ کہ سامان لشکران کی نماز
میں خلل انداز نہ ہوا۔ بلکہ منجملہ کمالات نماز کے ہو گیا۔ کیونکہ اس کی تدبیر حضرت حق تعالےٰ کی طرف سے ان کے
دل میں الہام ہوتی تھی۔ برخلاف اس کے جو خود متوجہ تدبیر امور ہو یا وہ جس پر وہ مقام منکشف ہو جائے۔ اس
واقعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مغرور ہو کر اپنی نماز برباد نہ کرنا چاہیئے۔ پس بمقتضائے درجات برائیوں
کے زنا کے وسوسہ سے اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کا خیال بہتر ہے اور صرف ہمت یعنی متوجہ ہو جانا اپنے شیخ
یا کسی معظم کی طرف گو جناب رسالت مآب ہی ہوں یہ زیادہ تر برا ہے نقصان پہنچانے میں بہ نسبت مستغرق
ہو جانے خیال گاؤ خر میں۔ کیونکہ خیال معظمین کی بڑائی کا انسان کے اندرون دل میں جگہ پکڑ لے گا۔ اور اس
درجہ کی تعظیم اور بڑائی جو غیر حق تعالےٰ اپنے معظمین کی نماز میں مقصود ہو گی، شرک تک پہنچا دے گی۔ بالجملہ منظور
وسوسوں اور مراتب کے فرق کا بیان کرنا ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ آگاہ ہو انتہی ملخصاً صـ۸۶ (اردو)

اس عبارت مذکورہ صراط مستقیم میں بلا اپنے قصد کے نمازی کو خلوص و استغراق کے برکت سے منجانب
اللہ کشف ارواح و ملائکہ ہو جانے کو خلعت فاخرہ و باعث کمال نواز اجانا بتایا گیا ہے اور نفس و شیطان
کے شوروں میں پھنس جانے کو باعث قباحت و نقصان کا بتایا گیا۔ مثلاً وسوسہ زنا سے بیوی کی صحبت کا خیال آنا
اگرچہ دونوں برے ہیں مگر فرق ہے۔ اسی طرح اپنے شیخ یا کسی بزرگ گو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی طرف بالقصد ہمہ تن مصروف ہو جانا زیادہ برا ہے بہ نسبت خیال گاؤ خر وغیرہ وساوس دنیوی میں ڈوب
جانے سے۔ اگرچہ دونوں برے ہیں مگر فرق ہے اور وجہ فرق یہ ہے۔ کہ بزرگوں کے خیال میں مصروف ہو جانا بنظر
تعظیم نماز میں درجہ شرک تک پہنچا دے گا۔ اور گاؤ خر وغیرہم کے خیالات سے بجز کراہت و نفرت کے ان چیزوں
کی کچھ عزت و تعت دل میں نہیں آسکتی تو یہ کراہت و نفرت بہ نسبت تصورات شیخ و معظم وغیرہم کی تعظیم سے
نماز میں اچھا ہے۔ اگرچہ برے دونوں ہیں مگر فرق ہے۔ پس از روئے غور و انصاف کیا کلام ہو سکتا ہے
خود مولوی نعیم الدین نے خیال لے جانے کا لفظ ذکر کیا ہے۔ جو بالقصد ہونے پر دلیل روشن ہے۔ اور تشہد
میں بجناب باری تعالےٰ کے عرض سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم آجانے کا ذکر کیا ہے۔ کیا خیال لے جانا اور خیال
آجانے میں فرق نہیں ہے۔ حالانکہ خیال لے جانا مذموم اور خیال آجانا خصوصاً عارفین پر کشف ہو جانا محل تشہد
میں بوجہ استغراق درود و سلام اور استغفار والدین وغیرہم میں بالتجار باری تعالیٰ حسب مرقومہ خود صراط مستقیم
باعث خلعت فاخرہ اور موجب تکمیل نماز منجانب اللہ مرقوم ہے۔ پس اگر اہل اللہ سے عداوت نہ ہو۔
اور دیدہ حق بین ہو تو قدر اس عبارت اساس توحید اور نسبت حب انبیاء و اولیاء کی معلوم ہو۔ گمے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم   چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ (مستند مولوی نعیم الدین) مدارج النبوۃ جلد ۱ ص۳۷ میں فرماتے ہیں۔

چوں مشتغل شد انسان بعبادات منکشف میگردد بروے اضواء عالم ربوبیت وچوں حاصل شد این انکشاف گشت دنیا بکلیت حقیر در نظر وے وچوں حقیر نمود سبک و آسان شد بر دل فقدان ووجدان آن۔

یعنی "جو انسان عبادات میں پوری مشغول ہوگیا منکشف ہوجاتے ہیں اس پر انوار عالم ربوبیت کے اور جو اس پر انکشاف حاصل ہوگیا۔ تو دنیا بالکل اس کی نظر میں حقیر ہوجاتی ہے اور جب دنیا حقیر ہوگئی تو اس کے دل میں ہلکا پن اور آسانی وجدانی طور پر ہوجاتی ہے۔"

نیز مدارج النبوۃ ص۲۱۴ میں فرماتے ہیں۔

ودرین جا معلوم شد کہ مذموم خاطر ردیہ است کہ نہ از قبیل عبادات وطاعات باشد۔

یعنی "اس جگہ معلوم ہوا کہ قابل مذمت خیالات ناقصہ ردیہ ہیں کہ جو منجملہ عبادات اور طاعات میں نہیں ہیں"

نیز شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اخبار الاخیار ص۶۵ میں فرماتے ہیں۔

تا ہمہ دنیا و بزرگی ہائے آں در نظر او خاک بود و اہل آن در دل وے سنگے نمایند۔

یعنی "یہانتک کہ تمام دنیا اور اس کی خوبیاں بڑائیاں اس کی نظر میں خاک ہوجائیں اور اہل دنیا اس کے دل میں بے زبان پتھر معلوم ہونے لگیں۔"

ایضاً ص۱۰ میں فرماتے ہیں۔

حاصل مجاہدہ صرف القلب عن الالتفات الی غیر اللہ والاستغراق فی طاعۃ اللہ

یعنی "حاصل مجاہدہ کا پھرنا قلب کو التفات غیر اللہ سے اور مستغرق ہوجانا اللہ کی طاعت میں ہے۔"

ایضاً ص۱۰ میں فرماتے ہیں۔

ہرچہ نظر در غیر است شرک است عزیز من ہر کہ ترا از کار خدائی باز دارد دشمن تست و قول دشمن بگوش نباید کرد و خود را مردہ انگارد و خلق را سنگ وکلوخ شمارد و حقیقت بداند کہ لا یملکون لانفسہم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیاۃ ولا نشورا وکسے کہ چنیں بود بدیگر چہ نفع و مضرت

یعنی "نظر میں جو چیز غیر ہے شرک ہے عزیز من جو چیز تجھ کو کار خدا سے باز رکھے تیرے حق میں دشمن ہے اور دشمن کی بات کو دھیان نہ کرنا چاہیے۔ اور اپنے آپ کو مردوں میں جانے اور خلق کو پتھر اور ڈھیلے شمار کرے اور حقیقۃ جانے کہ مالک نہیں ہیں اپنے نفسوں کے نقصان اور نفع کے۔ اور نہ موت وحیات کے۔ اور جو ایسا ہو تو دوسروں کو کیا نفع اور نقصان پہنچا

تواند رسانید۔ | سکتا ہے ۔

ایضاً ص۱۹۱ میں فرماتے ہیں۔

نگہبانی دل کند و دل را متوجہ بحق دارد و ہر چہ غیر حق است او را در باطن جائے ندہد۔
یعنی اپنے دل کی نگہبانی کرے اور دل کو حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رکھے اور جو چیز سوائے حق ہے اس کو اپنے باطن میں جگہ نہ دے۔

اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح (مستند مولوی نعیم الدین) تفسیر فتح العزیز جلد اول ص۶۱۶ میں فرماتے ہیں۔

چون عظمت و جلال من دلہائے شما را پر کند دیگر در دل و چشم شما مخلوقات را قدرے و وقعتے نماند زیرا کہ ملاحظہ مخلوقات و پاس آنہا از تقصیر در تعظیم خالق ناشی مے شد چنانچہ حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ فرمودہ اند عظم الخالق عندک یصغر المخلوق فی عینک اھ
یعنی جبکہ خالق کی عظمت تمہارے دلوں میں جگہ پکڑ گئی تو اور مخلوقات کی تمہاری نظروں میں کوئی قعت نہ رہے گی کیونکہ مخلوقات پر نظر اور خیال و پاس کرنے سے تعظیم خالق میں قصور ہوگا چنانچہ حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے۔ کہ خالق کی عظمت و بڑائی سے تیری نظر میں تمام مخلوقات کمتر و حقیر معلوم ہوگی،،

ایضاً ص۲۶۳ میں فرماتے ہیں۔

باستغراق در نماز التجا باید برد کہ از وساوس عقل و وہم بے خبر مے سازد و روح را بلذات حضور پر مے کند تا بحدیکہ گنجائش ہیچ خطرہ و خیال دران نمے ماند۔
یعنی نماز میں کمال استغراق کے ساتھ التجا کرنی چاہیئے کہ وسوسوں عقل اور وہم سے بے خبر کرتا ہے اور روح کو لذتوں حضوری سے پر کرتا ہے یہانتک کہ گنجائش کسی خطرہ اور خیال کی اس میں نہیں رہتی ہے،،

ایضاً ص۲۸۹ میں فرماتے ہیں۔

اہل تحقیق گفتہ اند کہ ہر قوم را گوسالہ ایست کہ در پرستش او مشغول اند گو بظاہر خود را مسلمان و دیندار پندارند اھ
یعنی اہل تحقیق نے فرمایا ہے کہ ہر قوم کے لئے ایک گوسالہ یعنی بیل ہے کہ اس کی پوجا میں مشغول ہیں گو بظاہر اپنے آپ کو مسلمان اور دیندار جانتے ہیں۔

ایضاً ص۴۲۰ میں فرماتے ہیں۔

و ابن مبارک در کتاب الزہد خود بروایت
یعنی عبد اللہ ابن مبارک کتاب الزہد میں ابن شہاب

ابن شہاب آوردہ اند کہ آنحضرت روزے در
شب مہتاب بسوئے مصلی مے رفتند کہ ناگاہ
حضرت جبرئیل در نہایت لمعان و درخشندگی
ظاہر شدند آں حضرت ایے ہوش افتادند
چوں بخود آمدند دیدند کہ حضرت جبرئیل سر آں
حضرت را بر سینہ خود گرفتہ و یکدست خود را
بر سینہ مبارک آں حضرت نہادہ و دست
دوم را در میان شانہ آنحضرت گذاشتہ نشستہ
اند و می پرسند شما را چہ شد کہ بے ہوش شدید
آں حضرت فرمودند کہ من ہرگز گمان نداشتم
کہ چیزے از مخلوقات ایں نور و شعشعان ہم
داشتہ باشد حضرت جبرئیل فرمودند کہ اگر
شما اسرافیل را ببینید یک پر در مشرق است
و یک پر در مغرب و عرش بر دوش او ست
خیلے تعجب کنید و باوصف ایں ہمہ طول و عرض
جثہ در بعض احیان بسبب تجلی عظمت آلہی
گنجیدہ مانند کنجشک خرد میشود۔

زہری سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
ایک دن چاندنی شب میں مصلے کی طرف جاتے تھے۔ کہ
دفعتہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نہایت چمک دمک
کے ساتھ ظاہر ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیہوش
ہو کر گر پڑے جب ہوش ہوا دیکھا کہ حضرت جبرئیل سر
آپ کا اپنے سینہ پر رکھے ہوئے ہیں اور ایک ہاتھ اپنا
سینہ مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رکھا ہوا ہے
اور دوسرا ہاتھ درمیان دونوں شانوں آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے رکھے ہوئے ہیں اور دریافت کرتے ہیں تم کو کیا
ہوا کہ بے ہوش ہو گئے، آپ نے فرمایا میں ہرگز گمان نہیں
کرتا تھا کہ کسی مخلوق میں ایسی چمک ہوگی۔ حضرت جبرائیل علیہ
السلام نے فرمایا۔ کہ اگر تم اسرافیل کو دیکھو ایک پر
مشرق میں اور ایک پر مغرب میں اور عرش شانہ
کے اوپر اٹھائے ہوئے ہیں بہت تعجب کرو۔
اور باوجود اس طول و عرض جثہ کے بعض وقت
بسبب تجلی عظمت آلہی کے سکڑ کر چھوٹی چڑیا کے مانند
ہو جاتے ہیں،،

اس موقعہ پر ایک نظر فتح الباری کی اس عبارت پر ڈال لی جائے جس کا ذکر اوپر ص۳۵ پر آچکا ہے۔ مطلب
جس کا یہ ہے کہ حیوانات و جمادات کی عبادت کا خیال نہیں ہوتا بر خلاف انسان کے اوصاف اور اس کے
اکرام کے کہ اس کو معبود بنا لیا جاتا ہے۔ اور اس سے درجہ شرک میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور کبیری شرح منیۃ
المصلی (فقہ حنفی) ص۲۲۲ میں مرقوم ہے

روی البخاری عن عائشۃ رضی اللہ
عنہا قالت سألت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم عن الالتفات فی الصلوۃ
فقال ھو اختلاس یختلسہ الشیطان

خلاصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے نماز میں کسی کی طرف التفات کرنے
سے منع فرمایا اس لئے کہ بندہ کی نماز
میں شیطان وسوسہ ڈالتا ہے، نیز فرمایا

من صلوۃ العبد و قال علیہ السلام لا یزال اللہ مقبلا علی العبد و ھو فی الصلوۃ مالم یلتفت فاذا التفت اعرض عنہ رواہ ابوداؤد والنسائی وعن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا بنی ایاک والالتفات فی الصلوۃ فان الالتفات فی الصلوۃ ھلکۃ اھ۔

علیہ الصلاۃ والسلام نے سوائے اس کے نہیں اللہ بندے کے سامنے ہوتا ہے جس وقت وہ نماز میں ہوتا ہے جب تک وہ التفات نہیں کرتا جب وہ التفات کرتا ہے تو اس سے اعراض کر لیتا ہے، روایت کیا اس کو ابوداؤد اور نسائی نے اور روایت ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نیز فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بیٹے نماز میں التفات سے بچو کیونکہ التفات نماز میں ہلاکت ہے۔"

نیز صلاحیہ میں مرقوم ہے۔

لو التفت مناجیہ حال مناجاتہ الی الغیر لاشتد غضبہ علیہ وقد روی ان اللہ تعالی اوحی الی موسی علیہ السلام یا موسی اذا ذکرتنی فاذکرنی وانت تنتفض اعضاؤک وکن عند ذکری خاشعا مطمئنا واذا ذکرتنی فاجعل لسانک من وراء قلبک واذا قمت بین یدی فقم قیام العبد الذلیل وناجنی بقلب وجل ولسان صادق قال الامام الغزالی لا تسجد ولا ترکع الا وقلبک خاشع ومتواضع علی موافقۃ ظاہرک فان المراد خضوع القلب لاخضوع البدن ولا تقل اللہ اکبر وفی قلبک شئی اکبر من اللہ تعالی ولا تقل وجہت وجھی الا وقلبک متوجہ بکل وجہ الی اللہ تعالی معرض عن غیرہ

یعنی جس وقت التفات کرتا ہے، درصورت مناجات کے غیر کی طرف تو سخت غضبناک ہوتا ہے اللہ تعالے اس پر اور تحقیق روایت کیا گیا ہے، کہ اللہ تعالی نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ اے موسیٰ جس وقت تو میرا ذکر کرے تو ایسا ذکر کر کہ تیرے اعضا سکڑ جاویں اور کر میرا ذکر بخشوع اور اطمینان سے اور جس وقت میرا ذکر کرے تو پس تیری زبان تیرے دل کے ہمراہ ہو جائے اور جس وقت کھڑا ہو میرے سامنے پس کھڑا ہو مانند کھڑے ہونے بندے ذلیل کے اور مناجات کر تو مجھ سے ساتھ قلب حاضر اور سچی زبان سے فرمایا امام غزالی نے سجدہ اور رکوع نہ کر مگر اس حال میں کہ قلب تیرا خاشع و متواضع ہو تیرے ظاہر کے موافق، کیونکہ مراد خضوع قلب کا ہے نہ خضوع بدن کا، اور نہ کہہ اللہ اکبر جب تک تیرے قلب میں کوئی شے اللہ سے بڑی ہو اور نہ کہہ متوجہ ہوتا ہوں تیری طرف جب تک تیرا قلب متوجہ نہ ہو ہر ایک طرف سے اللہ کی طرف غیر سے اعراض کر کے، اور نہ کہہ الحمد للہ جبتک

ولا تقل الحمد لله الا وقلبك طامع بشكر نعمته عليك فرح مستبشر ولا تقل ایاك نعبد وایاك نستعین الا وانت مشعر ضعفك وعجزك وانه لیس الیك ولا الی غیرك من الامر شیٔ وکذلك فی جمیع الاذکار والاعمال انتہی وبالجملة فالتفکر فی الصلوٰة بغیر ما یتعلق بها للحال ان کان دنیویا فهو مکروہ اشد الکراهة بل مفسد عند اهل الحقیقة لفوات الرکن الاصلی المقصود بالذات وان کان اخرویا فهو ترك الاولی فان الاشتغال فی الصلوٰة بها اولی من الاشتغال بغیرها من امور الاخرة فانها قد ساوت ذلك الغیر فی کونها من امور الاخرة وقد ترجحت بان الوقت والمحل لها فاعلم ذلك ان شاء الله والله الموفق •

تیرا قلب طامع اور اس کی نعمت کے شکر سے نہ کہہ جو تیرے اوپر اس کی نعمتیں ہیں خوشی اور بشاشت کی حالت میں اور نہ کہہ ایاک نعبد وایاک نستعین مگر اس صورت میں کہ تو اپنے ضعف اور عاجزی کو ظاہر کرنے والا ہو اور یہ کہ نہ ہو تیرے پاس اور تیرے غیر کے پاس کوئی شئی اور اسی طرح سارے اذکار اور اعمال نماز میں خلاصہ یہ کہ جو تو فکر کرے گا نماز میں بجز اس کے جو متعلق ہوا ہے تیرے حال میں اگر دنیوی امور ہوں۔ تو اشد مکروہ ہے بلکہ موجب فساد نماز کا ہے اہل حقیقت کے نزدیک بوجہ فوت ہونے رکن اصلی کے جو مقصود بالذات ہے اور اگر امور آخرت کا خیال ہو تو اس کا ترک کرنا اولی ہے کیونکہ مشغول ہونا نماز میں اسی کے ساتھ اولیٰ اور لائق ہے مشغول ہونا اس کے سوا رہے امور آخرت میں کیونکہ اس میں برابر کرتا ہے غیر کو امور آخرت سے بلکہ آخرت کو ترجیح بھی جب بھی مناسب نہیں کیونکہ یہ وقت اور محل نماز کا ہے،،

معلوم ہوا کہ امور آخرت اور اس کی خوبی میں عبادت کے اندر مشغول ہونا اندیشہ شرک کی وجہ سے بہ نسبت امور دنیوی کے زیادہ مضر ہے۔ اور مصباح الہدایہ ترجمہ عوارف ص۵۹ا میں مرقوم ہے۔

از جملہ آداب حضرت الوہیت آنست کہ نظر از مشاہدہ جمال ربوبیت بملاحظہ غیرے مشغول وملتفت ندارند ودر خبر است کہ چون بندہ بنماز برخاست بحقیقت حاضر حضرت الٰہی شد پس اگر بدیگرے نگرد پروردگار عالم گوید اے بندہ بکہ مے نگری کہ او ترا از من بہتر بود اے پسر آدم روئے بمن آر کہ ترا بہترم از چیزے کہ تو بدے نگرانی انتہی۔ ایضاً ص۲۳۱ چول

یعنی "منجملہ آداب حضرت حق تعالیٰ شانہ کی الوہیت کے یہ ہے کہ بنظر مشاہدہ جمال ربوبیت کے غیر کی مشغولیت کا التفات نہ رکھیں حدیث میں ہے کہ جس وقت نماز کے لئے اٹھتا ہے حقیقت میں حاضر حضرت الٰہی میں ہوا پس اگر کسی اور کی طرف متوجہ ہوا تو پروردگار عالم فرماتا ہے اے بندے کس کی طرف تو متوجہ ہو گیا وہ تیرے نزدیک مجھ سے بہتر ہے اے پسر آدم اپنا رخ میری طرف لاکہ میں تیرے لئے بہتر ہوں ہر اس امر میں کہ جو تو دوسری طرف متوجہ

گوید سبحان ربی العظیم، باید کہ دل از غرقِ تجلی
عظمت آلہی بود انتہی ایضاً ص۲۳۵ ودر حال
تکبیر باید کہ مشاہدہ کبریا حق بود وعلامتش آنکہ
خلق در نظر او حقیر وصغیر نمایند والتفات
باطلاع ایشاں بہر حال خود ندارد تا در زمرہ
صادقاں آید انتہی ایضاً ص۲۳۹ ودر حال
سجود طائفہ نفس خود را بیند در حضرت حق سبحانہ
وتعالیٰ برخاک فنا افتادہ وطائفہ از اہل کشف
وعیان در حال سجود بحقیقت فنا موصوف
شوند وجود جملہ کائنات علوی وسفلی در نور
شہود ذات واحد محو بینند۔

بولے سبحان ربی العظیم کہنے میں دل اس کا تجلی عظمت الٰہی
میں غرق ہووے۔ اور تکبیر کہنے کی حالت میں مشاہدہ کبریا ر
حق میں ہووے۔ اور اس کی علامت یہ ہے کہ خلق اس کی نظر میں
حقیر اور کمتر معلوم ہو۔ اور التفات ان کے اطلاع کی اپنے
حال میں کچھ نہ رکھے جب صادقین کے زمرہ میں شمار ہوگا۔
اور بحالت سجدہ اپنے نفس کو حضرت حق
سبحانہ وتعالیٰ کے حضور میں خاک فنا پر پڑا ہوا دیکھے
اور گروہ اہل کشف وعیان بحالت سجدہ حقیقۃً فنا
کے ساتھ موصوف ہوتے ہیں۔ اور وجود جملہ کائنات
عالم علوی اور سفلی کو انوار شہود ذات واحد میں
محو دیکھتے ہیں''۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح انتباہ ص۵۸ میں فرماتے ہیں۔

وادب الباطن ھو ان تحفظ قلبک
من خطور الاغیار سواء کان خیرا او شرا
فانھما فی الحجاب سواء اھ

یعنی'' اور باطن کا ادب یہ ہے کہ اپنے قلب کی حفاظت کرے
کہ اس میں غیر کا خطرہ نہ آئے خواہ نیک ہو یا بد اس لئے کہ
حجاب ہونے میں دونوں برابر ہیں''۔

ایضاً ص۵۹ میں فرماتے ہیں۔

وینبغی لک ان لا یکون فی قلبک ونظرک
غیر الحق واسمہ ویکن دائما مع الحق لا
تجد الغفلۃ الیک سبیلا اھ

یعنی'' اور تجھے چاہئے کہ تیرے دل میں اور نظر میں غیر حق
اور اس کے نام کے نہ ہو اور ہمیشہ رہے تو با خدا کہ
غفلت راہ نہ پائے''۔

اور شاہ صاحب موصوف انفاس العارفین ص۱۳۰ میں فرماتے ہیں۔

ومبدأ این محبت ذاتیہ است کہ کونین را ترک
کند بحدیکہ ملوک واغنیاء وہمہ ابناء دنیا بمثابہ
کلاب وخنازیر واخوان شیاطین بنظرش درآیند
آن گاہ خدائے تعالیٰ محبۃ ذاتیہ در دل اندازد

یعنی'' ابتدا اس محبت ذاتیہ کا یہ ہے کہ دونوں جہاں کو چھوڑ دے
یہاں تک کہ بادشاہ اور اغنیا اور تمام دنیا کے لوگوں کو مانند کتوں اور
خنزیروں اور شیاطین کے بھائیوں کے اس کی نظر میں معلوم ہونے لگیں
اس وقت حق تعالیٰ کی محبت ذاتیہ دل میں بیٹھے گی''۔

نیز ص۱۲۷ میں فرماتے ہیں۔

پس تأدب امر دیگر است و تفضل امر دیگر۔ | یعنی ادب کا ملحوظ رکھنا امر جدا ہے اور فضیلت امر جدا"

اور حضرت شیخ یحییٰ منیری رح مکتوب ۴۵ میں فرماتے ہیں۔

اول معرفت اینست کہ جملہ مخلوق را مقہور و عاجز و اسیر حق بیند و نسبت خویش از ہمہ قطع کند انتہیٰ (تفرید التوحید ص۴۶) | یعنی اول معرفت یہ ہے کہ جملہ مخلوقات کو حقیر اور عاجز و قیدی حق تعالیٰ کا جانے اور اپنی نسبت کو تمام سے منقطع کرے"

اور خواجہ میر درد دہلوی رح اسرار الصلوۃ ص۳۸ میں فرماتے ہیں۔

و دریں وقت بتعظیم تمام خود را بہ پیش عظمت او تعالیٰ پست گردانیدہ عظمت و بزرگی جمیع مخلوقات را کہ بظاہر بزرگ و عظیم می نمایند از دل خویش دور کردہ۔ انتہیٰ۔ | یعنی اس وقت نماز میں عظمت حق سبحانہ وتعالیٰ کے سامنے پوری پوری تعظیم کے ساتھ اپنے آپ کو پست کر دیا جائے عظمت و بڑائی جمیع مخلوقات کو کہ ظاہر بزرگ اور بڑے مرتبے کے ہوں اپنے دل سے دور کر دیا جائے"

اسی طرح مولوی نعیم الدین کے مستند اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی نقی علی خاں صاحب ہدایۃ البریہ ص۲۱ میں لکھتے ہیں "عبادت آلہی میں غیر کی طرف نظر کرنا شرک اصغر ہے" اور خود مولوی صاحب بریلوی کی بہار شریعت حصہ سوم ص۱۶۱ میں لکھا ہے

"حدیث ۶۔ نمازی جب ادھر ادھر دیکھتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے اے ابن آدم کس کی طرف التفات کرتا ہے کیا مجھ سے کوئی بہتر ہے جس کی طرف التفات کرتا ہے پھر جب دوبارہ التفات کرتا ہے ایسا ہی فرماتا ہے۔ پھر جب تیسری بار التفات کرتا ہے۔ اللہ عزوجل اپنی اس خاص رحمت کو اس سے پھیر لیتا ہے۔ رواہ البزار عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما۔ حدیث ۷۔ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا اے لڑکے نماز میں التفات سے بچ کہ نماز میں التفات ہلاکت ہے۔ رواہ الترمذی باسناد حسن۔ اور ص۱۶۳ میں ہے۔ حدیث ۲۹۔ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں ہمارا ایک غلام افلح نامی جب سجدہ کرتا تو پھونکتا فرمایا اے افلح اپنا منہ خاک آلودہ کر۔ رواہ الترمذی۔ ایضاً ص۱۲۹ حدیث ۱۴۴۔ فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (یعنی جو اجنبی کی طرف نظر کرے) رواہ الترمذی"

ایضاً مولوی صاحب بریلوی فتاوی رضویہ جلد اول ص۶۷ میں لکھتے ہیں

"مسئلہ نماز میں اگر بیگانہ عورت کی شرم گاہ پر نظر جا پڑے جب بھی نماز و وضو میں خلل نہیں" ایضاً "اگر عورت کو طلاق رجعی دی تھی ہنوز عدت نہ گزری تھی یہ نماز میں تھا کہ عورت کی فرج داخل پر نظر پڑ گئی اور شہوت پیدا ہوئی رجعت ہو گئی اور نماز میں فساد نہ آیا اور اگر قصداً بھی ایسا کرے تو مکروہ ضرور ہے۔ مگر نماز فاسد نہیں"

معلوم ہوا کہ مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے نماز میں بیگانہ عورت کی...... پر نظر پڑنے سے وضو و نماز میں خلل نہیں

آتا۔ پھر مولوی صاحب بریلوی کی بہار شریعت حصہ سوم ص۱۰۵ میں ہے۔

"مسئلہ: عزوجل کا نام سن کر جل جلالہ کہا۔ یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر درود پڑھا یا امام کی قرأت سن کر صدق اللہ وصدق رسولہ کہا تو سب صورتوں میں نماز جاتی رہی"۔ "مسئلہ شیطان کا ذکر سن کر اس پر لعنت بھیجی نماز جاتی رہی"

پس جبکہ احادیث اور حضرات صحابہ اور جملہ اکابر ائمہ دین و اولیاء کرام کے کلام میں التفات الی غیر اللہ کو نماز میں باعث ہلاکت اور موجب حق تعالیٰ کے غضب اور شرک کا اور ہر شیٔ کو حقیر و ذلیل اور صغیر عظمت جناب باری تعالیٰ کے حضور میں لازم جاننا۔ اور ماسوائے حق کے تمام مخلوقات عالم کو خاک و سنگ اور کلوخ سمجھ لینا اور دشمن جان لینا کتوں خنزیروں شیاطینوں کے نظر میں لانا ہر نیک و بد کو خواہ بزرگ اور عظیم القدر ہی کیوں نہ ہو۔ برخلاف حیوانات اور جمادات کے کہ ان کی عبادت نہیں کی جاتی بہ نسبت انسان کے کہ اس کی عظمت کا خیال لانا شرک تک پہنچا دیتا ہے۔ فی الواقع حق تعالیٰ عزوجل کے ساتھ مقتضائے ادب یہی ہے اور بزرگوں کی فضیلت کا جداگانہ محل ہے۔ حتی کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے کلام سے نماز میں نام مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سن کر درود پڑھنے سے نماز کے جاتے رہنے تک الفاظ منقول ہو چکے۔ مگر اس پر بھی صراط مستقیم کی عبارت پر لعنت اور کفر کا الزام جس سے فی الواقع مومن موحد اہل اللہ کا رواں رواں کانپ جاتا کرجاتا ہے فی الحقیقت وما قدروا اللہ حق قدرہ کا مصداق ہے جس کو توحید جناب باری عز شانہ وتم برھانہ کی قدر و عظمت نہ ہو۔ گور پرستی انبیاء و اولیاء پرستی گندے قلب میں بیٹھی ہو وہ کیونکر خالق کون و مکان کو پہچانے۔ اس کے نزدیک تو نماز افضل العبادات میں عورت اجنبیہ کی فرج پر نظر بشہوت قصداً پڑنے سے بھی نماز نہ جائے گی۔ اگر جاتی رہے گی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر درود پڑھنے سے اس کے نزدیک نماز جاتی رہے گی۔ مگر الحمد للہ کہ صراط مستقیم کے تائیدی نصوص احادیث و اکابر محققین راسخین کا کلام باہم شیر و شکر ہے کسی قسم کا تخالف ذرہ بھر معارض نہیں حق تعالیٰ سب سمجھوں کو سمجھ عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔

جامع ترمذی کی حدیث "فَشَفِّعْهُ فِیَّ" پر بحث

قولہ ص۳۳-۳۵۔ انبیاء کو پکارنا نداء کرنا جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے، شریعت نے اس کو عبادت میں داخل کیا ہے ترمذی نے اپنی سنن میں اور حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کی ہے۔ کہ ایک نابینا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ بارگاہ الٰہی میں دعا فرمائیے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میری آنکھیں کھول دے فرمایا جا وضو کر پھر دو رکعت پڑھ پھر یہ دعا کر۔ اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک ان یکشف عن بصری

اللھم اشفعہ فی قال فرجع وقد کشف اللہ عن بصری انتھی

قاضی عیاض ج ا ص۲۷۳ تقویۃ الایمان میں پیغمبروں کے پکارنے کو شرک بنایا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کی گئی ہے۔ آپ کا پائے مبارک سو گیا تو کسی نے آپ سے کہا کہ آپ اپنے سب سے پیارے کا نام لیجئے تو یہ کیفیت دور ہو جائے گی۔ یہ سن کر انہوں نے ایک نعرہ مارا یا محمداہ اور پاؤں اچھا ہو گیا رشفا قاضی عیاض ج ۲ ص۲۰ بصحت ثابت ہوا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سفر سے آتے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر عرض کرتے السلام علیک یا رسول اللہ السلام علیک یا ابابکر الصدیق السلام علیک یا ابتاہ ۔ اس میں حضور کو بھی ندا ہے، حضرت صدیق کو بھی ندا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی ندا ہے حضرت علقمہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ میں جب مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ملخصاً بلفظ

اقول ۔ اس دعا میں نہ انبیاء علیہم السلام کو غائبانہ پکارنا ہے نہ ندا کرنا یہ محض مغالطہ عوام کے روبرو ہے کیونکہ اس حدیث کی دعا کو ترمذی شریف کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے ۔ اور ترمذی میں لفظ یا محمد نہیں ہے رچنانچہ حدیث ترمذی مع دعا حسب ذیل نقل کی جاتی ہے تاکہ حقیقت اہل انصاف پر واضح ہو رسنن ترمذی مطبوعہ مجتبائی جلد ۲ ابواب الدعوات ص۱۹۷ میں روایت ہے

عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی قال ان شئت دعوت وان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعہ قال فامرہ ان یتوضأ فیحسن وضوءہ ویدعو بھذا الدعاء اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ انی توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم فشفعہ فی ھذا حدیث حسن غریب لانعرفہ الا من ھذا الوجہ انتہی ۔

یعنی روایت ہے عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے کہ ایک نابینا آیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور عرض کیا دعا کیجئے کہ اللہ مجھے عافیت دے۔ آپ نے فرمایا اگر تو چاہے تو میں دعا کروں اور اگر تو چاہے تو صبر کر وہ بہتر ہے تیرے لئے۔ عرض کیا اس نے کہ دعا ہی کیجئے تو حکم فرمایا آپ نے وضو کا کہ اچھی طرح وضو کرے اور یہ دعا پڑھے، اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے اور متوجہ ہوں تیری طرف تیرے نبی کے ساتھ ہو کر جو محمد نبی الرحمۃ ہیں۔ میں متوجہ ہوا ہوں آپ کے ساتھ اپنے رب کی طرف اس حاجت میں کہ پوری کر دی جاوے میری حاجت یا اللہ قبول فرما میرے حق میں آپ کی شفاعت۔ (کہا امام ترمذی نے) یہ حدیث حسن غریب ہے نہیں پہچانتے ہم اس کو مگر اسی سند سے ،،

اہل انصاف دیکھیں کہ اس دعا میں خالص حق تعالےٰ سے ندا دعا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے جو نبی الرحمۃ

، میں تجھ سے اپنی حاجت کا طلب گار ہوں کہ میری حاجت آپ کی شفاعت سے قبول فرما۔ پس اس دعا کے جائز ہونے میں کیا کلام ہو سکتا ہے۔ کہ وہ نابینا خود حضور میں حاضر تھا۔ اور آپ کے ارشاد کے مطابق دعا جناب الٰہی میں مانگ رہا تھا۔ اور اگر بشرط صحت سند کسی اور روایت میں لفظ ندا یا محمد واقع ہو تو آپ کی موجودگی میں آپ کے شفاعت کے لئے متوجہ کرنے پر اس لفظ کا استعمال کیا جانا متیقن ہوگا۔ چنانچہ لفظ اللھم فشفعہ اس پر دلالت کرتا ہے۔ کہ آپ نے اس کے لئے شفاعت فرمائی اور اس نے آپ کی شفاعت کی قبولیت کی درخواست جناب الٰہی میں کی ورنہ غیبت کا پھر حقیقۃً ندا کا غائب کو سن لینے کا ثابت کرنا لازم ہوگا۔ اور جبکہ خود اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے بسند صحیح بخاری وغیرہم کے التحیات میں بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ خطاب بوجہ اندیشہ فساد شرک بدل دینا ثابت ہو چکا ہے۔ تو پھر غائب کو ندا کرنا، پکارنا بالغرض فریاد رسی کے حاظر و ناظر جاننے کی حالت میں انواع شرک سے کس طرح نہ ہوگا۔ اور کیونکہ صحیح بخاری کے معارض قبول کیا جا سکے گا۔ اسی طرح شفار قاضی عیاض رحمہ اللہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یا محمداہ پاؤں سو جانے میں کہنا بشرط صحت کے غلبہ اہل حال کے وجد و شوق محبت پر محمول ہے چنانچہ شفار کے اسی باب اور مدارج النبوۃ جلد اول صـ۲۴۲ میں مرقوم ہے۔ اس سے نہ اہل عشق پر قیاس ہو سکے نہ حجت۔ چنانچہ اسی کے ملحق مدارج النبوۃ میں حضرت زید بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ

”وہ اپنے باغ کی خدمت میں مشغول تھے کہ ان کے لڑکے نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر دی تو انہوں نے حق تعالےٰ کی جانب میں بگریہ وزاری دعا کی۔ کہ مجھے اندھا کر دے۔ تاکہ بعد اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کو نہ دیکھوں۔ پس ان کی آنکھیں جاتی رہیں،،

پس عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا تو اتباع سنت میں وہ مرتبہ غلبہ عشق میں تھا گویا مجنون تھے چنانچہ جس مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں پیشاب کے لئے بیٹھے تھے اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بھی اتنا سفر میں وہاں گذر ہوتا تو بلا ضرورت بھی وہاں بغرض اتباع غلبہ عشق بیٹھ لیتے ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ‏ ‏ گرچہ ماند از نوشتن شیر و شیر

یعنی ان کا قصد لفظ خطاب یا محمداہ سے معاذاللہ غائبانہ حاضر و ناظر اور سن لینے کا ہرگز نہ تھا۔ کہ یہ بحکم نصوص قرآن وحدیث ممنوع اور شرک ہے۔ دیکھئے موطا امام مالک صفحہ ۱۳۱ میں خود عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے التحیات بلا لفظ خطاب کے پڑھنے کی صحیح روایت ہے۔

عن نافع ان عبد اللہ بن عمر کان یتشھد فیقول السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ	یعنی حضرت نافع کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما التحیات پڑھنے میں السلام علی النبی (بلا لفظ خطاب کے) پڑھا کرتے تھے،،

اسی طرح کے اقوال وفتاوی حضرت علیؓ وامام مالکؒ کے صلاتہ کے اوپر گزر چکے ہیں۔ پس جبکہ خود عبد اللہ بن عمر وعلی بن ابی طالب وغیرہم صحابہ جلیل القدر رضی اللہ عنہم خطاب ایہا النبی کی بجائے علی النبی خصوصاً نماز جیسی عبادت میں اختیار کرتے تھے، حالانکہ لفظ خطاب صلوۃ وسلام کا بذریعہ فرشتوں کے پہنچایا جانا ثابت ہو چکا ہے تو پھر کیونکر مظنون ہو سکتا ہے کہ وہ لفظ یا محمداہ کو حقیقۃً سنانے کا اعتماد رکھتے تھے جس طرح مولف کا خیال باطل عوام کو شرک میں مبتلا کرنے کا ہے۔ علی ہذا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا قبر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جس طرح السلام علیک یا رسول اللہ کہنا ثابت ہے اسی طرح بلا لفظ خطاب بھی ثابت ہے کیونکہ بذریعہ فرشتوں کے سلام پیش کیا جاتا ہے جیسا کہ شفا قاضی عیاض کے حوالہ کے صـ۴۵-۴۶ میں گزرا ہے۔ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے بڑے مستند مولوی نعیم الدین احیات الموات صـ۸ میں لکھتے ہیں،

"دیلمی نے مسند الفردوس میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت کی حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں مجھ پر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالے نے میرے مزار پر ایک فرشتہ متعین فرمایا ہے جب کوئی امتی میرا مجھ پر درود بھیجتا ہے، وہ مجھے عرض کرتا ہے یا رسول اللہ فلاں بن فلاں نے ابھی ابھی حضور پر درود بھیجی ہے،،

اور صـ۱۷۵ میں لکھتے ہیں

"دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ بھیجو، کہ وہ دن حضور ملائک کا ہے رحمت کے فرشتے اس دن حاضر ہوتے ہیں، اور جو مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک بھیجتا رہتا ہے۔ اس کی درود مجھ پر پیش کی جاتی ہے،،

اس حدیث کے تحت میں مولوی صاحب بریلوی لکھتے ہیں،

"پر ظاہر کہ پیش ہونے کے معنی نہ تھے، مگر اطلاع دی جائی،،

پس احادیث اور مولوی احمد رضا خاں صاحب کے کلام سے معلوم ہوا کہ صلوۃ وسلام اگرچہ بضمن خطاب ہو آپ کو قرب وبعد سے پہنچایا جاتا اور اطلاع دی جاتی ہے نہ کہ غائبانہ نداؤں سے خود سن لینے کا عقیدہ کرنا جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم باطل ہے چنانچہ خود شفا قاضی عیاض صـ۲۳۵ میں خود عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے صلوۃ وسلام بلا خطاب کی روایت ہے

قال نافع کان ابن عمر یسلم علی القبر فیقول السلام علی النبی السلام علی ابی بکر الخ	یعنی "حضرت نافع نے فرمایا ابن عمر رضی اللہ عنہ پڑھا کرتے تھے قبر مبارک پر پس کہتے السلام علی النبی السلام علی ابی بکر،،

پس اس روایت سے واضح ہوا کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ لفظ خطاب کو مشتبہ ہونے کی وجہ سے قبر مبارک پر بھی ترک فرماتے تھے۔ ناظرین پر اب تو مولوی نعیم الدین کی چالاکی انبیاء کو غائبانہ پکارتے ندا کرنے کی بے

حقیقی مثل طشت از بام آشکارا ہو گی۔
علی ہذا حضرت علقمہ کا مسجد میں داخل ہوتے وقت جس طرح السلام علیک ایہا النبی کہنا ثابت ہے۔ اسی طرح صلوۃ بلا لفظ خطاب بھی ثابت ہے، چنانچہ شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی مدارج النبوۃ جلد اول ص ۳۶۶ میں نقل فرماتے ہیں

وگفتہ است عمرو بن دینار در قول وی سبحانہ فاذا دخلتم بیوتا فسلموا علی انفسکم کہ اگر در خانہ ہیچ کس نباشد بگوید السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، وگفتہ است ابن عباس مراد بیوت اینجا مساجد است گفتہ است نخعی کہ اگر در مسجد ہیچ کس نباشد بگو السلام علی رسول اللہ واگر در خانہ ہیچ کس نباشد بگو السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین

یعنی "حضرت عمرو بن دینار نے آیت فاذا دخلتم الخ میں فرمایا ہے، کہ اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہنا چاہیئے السلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (بلا لفظ خطاب کے) اور فرمایا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مراد گھروں سے اس میں مساجد ہیں، امام نخعی رح نے فرمایا کہ اگر مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے السلام علی رسول اللہ، اور اگر گھر میں کوئی نہ ہو۔ تو کہوے السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین"

یہ شفاء ص ۲۲۴ کی عبارت کا ترجمہ ہے، آخر میں علقمہ سے منقول ہے وصلی اللہ وملئکتہ علی محمد اور شفاء قاضی عیاض ص ۲۲۴ میں اسی کے قریب علقمہ کے شاگرد امام نخعی امام ابوحنیفہ رح کے استاذ الاستاذ سے روایت ہے۔

قال النخعی اذا لم یکن فی المسجد احد فقل السلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اھ

یعنی "فرمایا امام نخعی رحمہ اللہ نے جس وقت مسجد میں کوئی نہ ہو تو کہے (بلا خطاب کے) اسلام ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر"

پس ان روایات پر تو شاید مولوی نعیم الدین نے اپنے تصور میں ہاتھ رکھ کر چھپا لیا ہو اور آنکھوں پر پٹی باندھی ہو گی، بہر حال صلوۃ یا سلام میں لفظ خطاب ہو یا بلا خطاب پہنچایا جاتا ہے۔ اس سے پکارنے اور فریادوں کا ثابت کرنا شرک کو قائم کرنا ہے۔ استغفر اللہ ثم استغفر اللہ۔

قولہ ص ۳۶-۷۵ حضرت امام ابوحنیفہ رح نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ سنت یہ ہے کہ تو حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر انور پر قبلہ کی طرف سے حاضر ہو اور قبلہ کو پشت کر کے قبر مبارک کی طرف منہ کر کے عرض کر السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔
مسند امام اعظم ص ۱۲۶ اور زائر اللہ تعالیٰ سے اپنی حاجت حضور کی درگاہ میں متوسل ہو کر مانگے، مولوی اسمٰعیل صاحب کے قول سے تو قرآن پاک تفاسیر و احادیث و کتب فقہ سب شرک کی تعلیم سے لبریز ہیں، کیسا ناپاک عقیدہ

اور کیسی گمراہی کی تعلیم ہے ۱ھ ملخصاً بلفظہ

اقول: مسند امام اعظم مقابلہ میں مؤطا امام مالک کے بلحاظ صحت اسناد نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ مؤطا کتب احادیث میں طبقہ اول کی کتاب ہے چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح بستان المحدثین ص۹ میں فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ موطا را از حضرت امام در زمان ایشاں قریب ہزار کس شنیدہ و فرا گرفتہ و نسخ آں بسیار ست و از طبقات مردم فقہاء و محدثین و صوفیہ و امراء و خلفاء بطریق تبرک ازاں امام عالی مقام آں را مسند کردہ اند انتہی۔

یعنی جاننا چاہیئے کہ مؤطا کو حضرت امام مالک رح سے ان کے زمانہ میں تقریباً ایک ہزار آدمیوں نے سن کر جمع کیا ہے۔ اور اس کے بہت سے نسخے ہیں اور طبقات مردم میں فقہاء، محدثین اور صوفیا و امراء اور خلفاء نے بطریق تبرک کے امام عالی مقام سے اس کی سند حاصل کی۔

اور ص۲۵ میں فرماتے ہیں۔

فائدہ مہمہ باید دانست کہ از تصانیف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ در علم حدیث امروز در دست مردم غیر از مؤطا موجود نیست و مسانید ائمہ دیگر کہ در عالم مشہور است خود ایشاں بہ تصنیف آں نپرداختہ اند بلکہ دیگراں بعد ایشاں آمدہ مرویات ایشاں را جمع نمودہ اند و مسند فلاں مسمے کردہ و بر ہر عاقل پوشیدہ نمی ماند کہ مرویات شخص از ہر رطب و یابس مجموع و مخلوط مے باشد تا وقتیکہ خود آں شخص کہ اعتقاد بزرگی و فضیلت او داریم آں مخلوط را تمیز نکند و بارہا بنظر امعان و تعمق مطالعہ نہ نماید و شاگرداں خود را تعلیم نکند محل اعتماد چہ قسم تواند بود و تفصیل ایں اجمال آنکہ مسند حضرت امام اعظم کہ بالفعل مشہور ست تالیف

(فائدہ ضروری) جاننا چاہیئے کہ تصانیف ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے علم حدیث میں آج کے دن آدمیوں کے ہاتھ میں سوائے مؤطا کے اور کوئی کتاب نہیں ہے اور دوسرے ائمہ کی مسانید جو عالم میں مشہور ہیں خود ان کے بعد ہوئے ان کو جمع کر کے مسند فلاں کے نام سے موسوم کیا ہر عقلمند پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ آدمی کی مرویات میں ہر رطب و یابس کا مجموعہ مخلوط ہوتا ہے تا وقتیکہ خود وہ شخص جس کی بزرگی اور فضیلت کا اعتقاد ہم رکھتے ہیں۔ اس مخلوط شدہ میں فرق نہ کر دے اور بارہا گہری نظر سے بغور اس میں مطالعہ نہ کیا ہو۔ اور اپنے شاگردوں کو تعلیم نہ کیا ہو، کیونکر اعتماد کے قابل ہو سکتا ہے۔ اور تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مسند حضرت امام اعظم کہ بالفعل مشہور ہے۔ تالیف کی ہوئی قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن

قاضی القضاۃ ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی است کہ در سنہ ششصد و ہفتاد و چہار آنرا رائج ساختہ پس این مسند را نسبت بحضرت امام اعظم کردن ازاں باب ست کہ مسند ابی بکر را مثلاً از مسند امام احمد نسبت بحضرت ابو بکر صدیق نمایم و از تصانیف ایشاں انگاریم واں مغلطہ بیش نیست انتہی

محمود بن محمد الخوارزمی کی ہے کہ ۶۷۴ھ میں اس کو رائج کیا ہے۔ پس اس مسند کی نسبت حضرت امام اعظم رح کی طرف کرنا اسی طرح ہے، جس طرح مسند ابو بکر (یعنی مثلاً از مسند امام احمد) کو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ کی طرف نسبت کرنا اور ان کی تصانیف سے شمار کرنا اور یہ مغالطہ سے زائد امر نہیں ہے ،،

پس جبکہ موطا امام مالک میں بروایت نافع عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا التحیات میں بلا لفظ خطاب السلام علی النبی پڑھنا اور شفا قاضی عیاض سے بروایت نافع عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا مزار مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلا لفظ خطاب السلام علی النبی پڑھنا ثابت ہو چکا تو موطا کے مقابلہ میں روایۃ مسند امام اعظم جس کی کیفیت کما حقہ شاہ عبد العزیز صاحب کے کلام سے واضح ہو چکی راجح اور اصح اثبت نہیں ہو سکتی۔ معہذا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے قول میں کوئی امر خلاف بھی نہیں ہے رکیونکہ صلوۃ وسلام میں قبر مبارک کے بالمواجہ اور دعا مانگنے میں بجناب آلہی برخ قبلہ ہونا مسنون ہے رچنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صہ ۷۵ میں روایت ہے

اخرجہ ابو داؤد والنسائی واللفظ لہ فی حدیث ابن مسعود رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی قبر عبد اللہ ذی النجادین الحدیث وفیہ فلما فرغ من دفنہ استقبل القبلۃ رافعاً یدیہ

یعنی ’’عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے (فرمایا) کہ دیکھا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر عبد اللہ ذی النجادین پر جب فارغ ہوئے ان کے دفن سے تو رو بقبلہ ہو کر ہاتھ اٹھا کے دعا کی ،،

علی ہذا صاحب فتح الباری کے شیخ الشیوخ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ المتوفی ۷۵۱ھ رحنفی نے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صہ ۱۲۳ میں اور مولوی فضل رسول صاحب بدایونی تصحیح المسائل صہ ۱۲۵ وصہ ۱۲۶ وصہ ۱۳۰ میں جو مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمدین ہیں استناد کرتے ہیں، حضرت موصوف اغاثۃ اللہفان فی مصائد الشیطان مطبوعہ صدیقی بریلوی کے صہ ۱۳۳ میں روایت فرماتے ہیں

ولقد جرد السلف الصالح التوحید وحموا جانبہ حتی کان احدھم اذا

یعنی ’’سلف صالحین نے توحید کو اتنا خالص کیا اور اس کی اتنی حمایت کی کہ اگر کوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

ؔ نیز دیکھئے ص ۲۰۰ — ۲۰۱ جلد اول طبع مصر ۱۳۵۷ھ (ع ۲ ع)

سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اراد الدعاء استقبل القبلۃ وجعل ظہرہ الی جدار القبر ثم دعا قال سلمۃ بن وردان ورأیت انس بن مالک یسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم یسند ظہرہ الی جدار القبر ثم یدعو ونص علی ذلک الائمۃ الاربعۃ ان یستقبل القبلۃ وقت الدعاء حتی لا یدعو عند القبر

فان الدعاء عبادۃ

پر سلام عرض کرتا پھر ارادہ کرتا دعا مانگنے کا۔ تو اپنا منہ قبلہ کی طرف کرکے قبر اطہر کی دیوار کی طرف پشت کر لیتا پھر دعا مانگتا سلمہ بن وردان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرتے پھر اپنی پشت قبر کی دیوار کی جانب کرتے پھر دعا مانگتے۔ اور چاروں اماموں نے تصریح فرمائی ہے کہ دعا کے وقت قبلہ رخ ہو۔ تاکہ دعا مانگنا قبر کی طرف نہ ہو۔ اس لئے کہ دعا عبادت ہے ۔،،

پس یہ ہے توحید باری تعالیٰ کی۔ کہ مظنہ شرک سے خالص کرکے صاحب قبر کے لئے دعا و استغفار بجناب باری تعالیٰ رو بقبلہ قبر کی جانب پشت کرکے کیا جاتا تاکہ قبر کی جانب کا وہم و اشتباہ بھی کسی کو نہ گزرے۔ اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرا کر حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کی

اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد الحدیث — یعنی "یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ پوجی جاوے ،،

نیز علامہ حلبی الکبیر حنفی شرح منیۃ المصلی ص ۵۶۴ میں فرماتے ہیں۔

ویدعو قائما مستقبل القبلۃ — یعنی "اہل قبر کے لئے دعا قبلہ رخ ہو کر مانگے ،،

اور فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۱۳۲ میں مرقوم ہے۔

فاذا بلغ المقبرۃ یخلع نعلیہ ثم یقف مستدبر القبلۃ لوجہ المیت ویقول السلام علیکم یا اهل القبور الخ کذا فی الغرائب واذا اراد الدعاء یقوم مستقبل القبلۃ کذا

فی خزانۃ الفتاوی

یعنی "جس وقت قبرستان میں پہنچے تو جوتوں کو اتار دے پھر کھڑا ہو بالمواجہ قبر پشت بقبلہ اور کہے السلام علیکم یا اہل القبور، اور جس وقت دعا کا ارادہ کرے۔ تو کھڑا ہو رو بقبلہ ،،

اور مجالس الابرار ص ۳۲۸ مستند فقہ حنفیہ میں مرقوم ہے ۔

کان احدہم اذا سلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم واراد الدعاء استقبل القبلۃ وجعل ظہرہ الی جدار القبر ثم دعا ھذا مما لا نزاع فیہ من العلماء وانما نزاعہم فی وقت السلام علیہ قال

یعنی "تھے ہر ایک ان میں سے (یعنی صحابہ و تابعین) جس وقت سلام عرض کرتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ارادہ کرتے دعا مانگنے کا حق تعالیٰ کی جناب میں تو قبلہ رخ ہو جاتے اور پشت کر لیتے دیوار کی جانب پھر دعا مانگتے اور اس میں کسی عالم کو اختلاف نہیں ہے اور وقت سلام

ابو حنیفۃ رحمہ اللہ یستقبل القبلۃ عند السلام ایضاً ولا یستقبل القبر وقال غیرہ لا یستقبل القبر عند الدعاء بل قالوا انہ یستقبل القبلۃ وقت الدعاء ولا یستقبل القبر حتی لا یکون الدعاء عند القبر فان الدعاء

عرض کرنے میں ائمہ کا اختلاف ہے، فرمایا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے سلام عرض کرنے میں بھی رو بقبلہ ہو قبر کی طرف رخ نہ کرے اور دوسروں نے فرمایا سلام کے وقت قبر کی طرف رخ کرے نہ دعا کی حالت میں بلکہ فرماتے ہیں کہ دعا کے وقت قبلہ رخ ہو دے قبر کی طرف رخ نہ کرے، کیونکہ دعا عبادت ہے،،

علی ہذا فتح القدیر۔ قاضی خاں۔ عالمگیری۔ مراقی الفلاح۔ احیاء العلوم سے زیارت قبر مبارک پر السلام علیک یا رسول اللہ یا نبی اللہ کا جواب ہے کہ بذریعہ ملائکہ پہنچایا جاتا ہے جس طرح منفصل گذر چکا۔ اور سوائے صلوۃ وسلام کے اور کسی قسم کی غرض وحاجات حل مشکلات اہل مزار کے توسل سے نہ کسی حدیث صحیح سے ثابت نہ کسی صحابی سے بسند صحیح منقول، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا واقعہ استسقاء میں دعا کرنے کا احادیث صحیحہ میں منقول ہے۔ صحیح بخاری پارہ ۴ صفحہ ۱۳۷ میں روایت ہے،

عن انس بن مالک ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی بالعباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ فقال اللھم انا کنا نتوسل الیک بنبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا وانا نتوسل الیک بعم نبینا فاسقنا قال فیسقون انتھی۔

یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب لوگ قحط زدہ ہوتے تو وہ عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے توسل سے مینہ برسنے کی دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے دعا مانگا کرتے تھے اور تو مینہ برساتا تھا اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے توسل سے دعا چاہتے ہیں پس ہم پر مینہ برسا دے۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ ہم پر مینہ برسنے لگتا،،

پس یہ حدیث صحیح صریح مُتّفق عَلَیہِ قطعیۃ الدلالۃ قول فیصل اتمام حجت ہے۔ کہ جم غفیر اکابر صحابہ کے روبرو خلیفہ برحق نے دعاء استسقاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے جو بحیات خود ہمراہ تھے دعا چاہی اس سے بڑی اور اس کے معارض اور کیا دلیل قائم ہو سکتی ہے کہ بعد زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی نبی ولی کا توسل بعد وفات کے درست نہیں ہے اس دلیل قطعی کے سامنے پھر کسی امتی کا قول وفعل ہرگز قابل عمل ولائق قبول نہیں ہو سکتا۔ من ادعی فعلیہ البیان بالبرھان،

دعا بحق فلان

ملا علی قاری رح شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۵۹ میں فرماتے ہیں۔

قال ابو حنیفۃ وصاحباہ رح یکرہ ان یقول الرجل اسئلک بحق فلان او بحق انبیائک ورسلک وبحق بیت الحرام والمشعر الحرام ونحو ذلک اذ لیس لاحد علی اللہ حق اھ

یعنی ”فرمایا امام ابو حنیفہ اور ان کے صاحبین رحمہم اللہ نے مکروہ ہے آدمی کا یہ کہنا کہ میں تجھ سے بحق فلاں یا بحق تیرے نبیوں اور رسولوں کے یا بحق بیت الحرام و مشعر الحرام اور مانندان کے سوال کرتا ہوں اس لئے کہ کسی کا اللہ تعالیٰ کے ذمہ کوئی حق نہیں ہے“

اور در مختار ص۳۰۷ میں مرقوم ہے

وکرہ قولہ بحق رسلک وانبیائک واولیائک او بحق البیت لانہ لا حق للخلق علی الخالق تعالیٰ اھ

یعنی ”مکروہ ہے کہنا بحق تیرے رسولوں اور انبیاء اور اولیاء کے یا بحق البیت کیونکہ کسی مخلوق کا خالق تعالیٰ پر کوئی حق نہیں ہے“

اور فتاوی عالمگیری جلد ۵ ص۱۲۱ میں مرقوم ہے۔

ویکرہ ان یقول فی دعائہ بحق فلان وکذا بحق انبیائک واولیائک او بحق رسلک او بحق البیت او مشعر الحرام لانہ لاحق للمخلوق علی اللہ کذا فی التبیین اھ

یعنی ”مکروہ ہے کہنا اپنی دعا میں بحق فلاں اور اسی طرح بحق انبیاؤں اور اولیاؤں یا بحق تیرے رسولوں کے یا بحق بیت اور مشعر الحرام کے کیونکہ کسی مخلوق کا اللہ تعالیٰ پر حق نہیں ہے“

اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز جلد ۱ ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں۔

دریں جا باید دانست کہ در کتب فقہ مذکور است کہ دعا کردن بحق کسے مکروہ است زیرا کہ کسے را بر خدا حقے نمی باشد ا۔ھ

”اس جگہ معلوم کرنا چاہیئے کہ فقہ کی کتابوں میں مذکور ہے کہ دعا کرنے میں لفظ بحق فلاں کا لانا مکروہ ہے کیونکہ کسی کا خدا کے اوپر حق نہیں ہوتا ہے“

اور بعد تفصیل مذہب معتزلہ کے فرماتے ہیں

آنچہ در کتب فقہ ممنوع است حق حقیقی است واز بسکہ در زمان سابق مذہب معتزلہ رواج بسیار داشت و استعمال ایں لفظ موہم مذہب ایشاں می شد فقہا مطلقاً از استعمال ایں لفظ منع نمودہ اند تا خیال کسے باں مذہب نرود ایں است آنچہ دریں مقام موافق قرار

”جو کچھ کتب فقہ میں ممنوع ہوتا ہے حق حقیقی ہے اور زمانہ سابق میں مذہب معتزلہ کی کثرت تھی۔ اور استعمال اس لفظ موہم سے ان کے مذہب کی طرف خیال جاتا تھا فقہاء نے مطلقاً استعمال اس لفظ کا منع فرمایا تاکہ خیال کسی کا ان کے مذہب کی طرف نہ جاوے۔ یہ تقریر موافق قرارداد

ذاد علمائے ظاہر است اھ　　　　علماء ظاہر کے ہے۔،

پس جبکہ علماء اور فقہاء امت نے بوجہ موہم مذہب معتزلہ کے حق تعالیٰ کی شان میں ادباً اس لفظ کے استعمال کو مطلقاً ممنوع قرار دیا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دعا استسقاء میں آپ کے توسل کے بجائے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے دعا چاہی۔ پس مولانا شہید مرحوم کا پاک عقیدہ حسب قرآن وحدیث واکابر علماء، فقہاء، مفسرین اور محدثین کے موافق اور آپ کی تعلیم تقویۃ الایمان میں توحید وسنت کی خالص ہدایت کی تلقین ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

روایت "اَعِیْنُوْنِیْ یا عباد اللہ" پر بحث

قولہ ۴۵۔۔۔۴۸ حصن حصین میں یہ حدیث مذکور ہے جب بھاگ جاوے جانور کسی کا چاہیئے کہ پکارے مدد کرو میری اے بندو خدا کے نقل کی یہ بزار نے۔ ف مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں۔ یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ ابن مسعودؓ نے روایت کی ہے کہ جب بھاگ جاوے الخ ظفر جلیل ص۲۰۱ و ۲۰۲۔ دیکھئے یہاں ندا بھی ہے استمداد بھی مشکل کے وقت اللہ کے مقبول بندوں کو پکارنا بھی، کہاں تک وہابی انکار کریں گے اور اپنی بے سند و بے دلیل غلط بات پر جمے رہیں گے حصن حصین میں اس کے بعد ایک اور حدیث مذکور ہے، اور جو چاہے مدد یعنی اللہ تعالیٰ کی جانب سے کسی امر میں پس چاہیئے، کہ کہے اے بندو خدا کے مدد کرو میری، اے بندو خدا کے مدد کرو میری۔ اے بندو خدا کے مدد کرو میری، نقل کی طبرانی نے ف یہ قول راوی کا ہے میرک شاہ نے بعض علمائے ثقات سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے، اب دیکھئے کہ شراح محققین اور محدثین تو اس حدیث کو صحیح کہتے ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ اس حدیث کی صحت پر اعتماد ہے اھ ملخصاً بلفظہ۔

اقول، اولاً یہ روایت ضعیف ہے، کیونکہ عتبہ بن غزوان الرقاشی کو تقریب ص۱۷۴ میں مجہول الحال لکھا ہے۔ اور اگر یہ صحابی مہاجر بدری ہیں، تو ان کی وفات ۱۷ھ میں ہے، اور زید بن علی کی ولادت ۸۰ھ میں ہے کما فی التقریب ص۸۶ تو یہ ان سے کس طرح روایت کر سکتے ہیں بالآخر منقطع ہوگی، اور عبداللہ بن عیسیٰ جو یزید بن علی سے راوی ہے چنانچہ علامہ ہیثمی مجمع الزوائد ص۱۳۳ ج۱۰ میں فرماتے ہیں رجالہ وثقوا علی ضعف فی بعضھم الا ان یزید بن علی لم یدرک عتبۃ پھر ایک راوی معروف بن حسان اس میں ضعیف ہے چنانچہ فیض القدیر ص۳۰۷ ج۱ شرح جامع صغیر میں مرقوم ہے۔ رواہ ابن السنی والطبرانی من حدیث الحسن بن عمر عن معروف بن حسان عن سعید بن ابی عروبۃ عن قتادۃ عن ابی بریدۃ عن ابن مسعود قال ابن حجر حدیث غریب وفیہ

معروف قالوا منکر الحدیث وقد تفرد بہ وفیہ انقطاع بین ابی بریدۃ وابن مسعود انتہی وقال الھیثمی فیہ معروف بن حسان ضعیف قال وجاء فی معناہ خبر اخرجہ الطبرانی بسند منقطع عن عتبۃ بن غزوان مرفوعا اھ

اور خود مولوی نعیم الدین ملا علی قاری سے بقول بعض علما حسن ہونا نقل کرکے بڑی تعلی سے لکھتے ہیں کہ شراح محققین اور علمار محدثین اسی حدیث کو صحیح کہتے ہیں۔ پس جس کو حسن اور صحیح میں بھی تمیز نہ ہو وہ کیونکر ضعیف وقوی کو پہچان سکتا ہے، یہ سراسر عوام کو دھوکہ میں ڈال کر انبیار اور اولیار کے پکارنے اور نداؤں سے شرک میں مبتلا کرنا ہے، حالانکہ اس میں ہرگز انبیار اور اولیار اہل قبور کو پکارنا نہیں ہے۔ بلکہ ملائکہ وجنات جو امور نظام عالم کے لئے مقرر فرمائے گئے ہیں کہ وہ جنگلوں میں حاضر رہتے ہیں، وہ لوگوں کو راستے پر لگا دیتے ہیں۔ اور گم شدہ کی راہ یابی کرا دیتے ہیں، مراد ہے، چنانچہ مولوی نعیم الدین ظفر جلیل کے فائدہ سے نقل کرتے ہیں کہ مراد بندوں خدا سے رجال الغیب ہیں یعنی ابدال یا ملائکہ یا مسلمان جنات۔ اور ملا علی قاری شرح فقہ اکبر صـ۱۸۳ میں فرماتے ہیں،

وان رجال الغیب ھم الجن لا الانس لا یکون دائما محتجبا من ابصار الانس وانما یحتجب احیانا فمن ظن انھم من الانس فمن غلطہ وجھلہ اھ

یعنی "اور رجال الغیب جنات ہیں کیونکہ انسان ہمیشہ چھپ نہیں سکتے انسانوں کی نظروں سے مگر کبھی کبھی تو جو گمان کرے کہ وہ انسان ہیں تو یہ خیال اس کا غلط اور جاہلانہ ہے،،

اور شیخ عبدالحق رح مدارج النبوۃ ج ۱ صـ۲۴۷ میں فرماتے ہیں،

ودر دعا توجہ واخلاص کہ روی از ہمہ جانب برتافتہ بجناب حق آوردہ وحمد وشکر است مر پروردگار را واثبات کمال مراد راصریحاً وضمناً وتوحید ورغبت ومناجات وتضرع وتذلل و استعانت واستغاثت وایں معانی ہمہ خاصہ عبادت وزبدہ آنست وازیں جہت وارد شدہ است کہ الدعا مخ العبادۃ انتہی۔

یعنی "دعا میں توجہ اور اخلاص کہ منہ تمام کی جانب سے پھیر کر جناب حق تعالی کی طرف لاوے کہ حمد وشکر خاص پروردگار تعالی ہی کے لئے ہے۔ اور اثبات کمال خاص اسی کے لئے صریحاً اور ضمناً ہے اور توحید اور رغبت اور مناجات اور تضرع زاری اور تذلل اور استعانت اور استغاثت یعنی مدد اور فریاد چاہنا یہ تمام معانی خاصہ عبادت اور اس کے لوازمات سے ہیں اور اسی وجہ سے حدیث میں وارد ہوا ہے کہ دعا مانگنا عبادت کی جڑ ہے،،

پھر دوسری حدیث طبرانی وابن ابی شیبہ کی جو خود حصن حصین میں موجود ہے۔ واذا اضاع لہ شئ اواتی اللھم

راد الضالۃ وھادی الضلالۃ انت تھدی من الضلالۃ اردد علی ضالتی بقدرتک وسلطانک فانھا من عطائک وفضلک، رواہ الطبرانی وھکذا رواہ ابن ابی شیبۃ اھ جس میں سراسر استعانت محض اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ساتھ ہے۔ اس سے اپنے نشۂ شرک میں مبتلا ہو کر چشم پوشی کی گئی، اور نصوص قرآنی ایاک نعبد وایاک نستعین اور بل ایاہ تدعون فیکشف ما تدعون۔ اور خلاف عوام اللہ احد اور قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا وغیرہم آیات اور احادیث صحیح واذا استعنت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ۔ وغیرہم کو جن کی تفصیل مولوی نعیم الدین کے ۳۲۔۳۱ کے جواب میں گذر چکی ہے پس پشت ڈالا گیا، پس کس درجہ روشن دلائل وسند سے استعانت غیر اللہ کا ممنوع وشرک ہونا بتایید تقویۃ الایمان ثابت ہوا اور مولوی نعیم الدین صاحب کے تار عنکبوت محض بے سند وبے دلیل وبے محل ہو کر پاش پاش ہو گئے، والحمدللہ علی ذلک حمداً کثیراً۔

سماع موتی اور وظیفۂ شیئاً للہ

قولہ ۶۹۔۶۶ جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ میں قبروں پر گذر فرمایا تو اپنے روئے انور سے اہل قبور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا تم پر سلام اے قبر والو اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں بخشے تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں، دیکھئے یہ حدیث ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اہل قبور کو ندا فرما رہے ہیں وہابیہ کہانتک آیات واحادیث کا انکار کرتے رہیں گے، مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے اپنے اس فتوی (یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ) میں صاف اقرار کیا کہ اگر شیخ کو عالم غیب اور متصرف مستقل جانے تو شرک ہے اور اگر مستقل نہ جانے تو شرک نہیں الخ لیکن مولوی اسمعیل صاحب دہلوی تقویۃ الایمان میں کوئی عذر نہیں سنتے، مسلمانوں پر شرک کا حکم لگاتے ہیں ذرا بھی پس وپیش نہیں کرتے وہ اس پر بھی شرک کا بے دریغ حکم دیتے ہیں، جو یہ کہتا ہے کہ میں ان بزرگوں کو اللہ کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتا ہوں اور یہ قدرت اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں، نام عبدالنبی علی بخش، غلام محی الدین وغیرہ رکھنے بھی تقویۃ الایمان میں شرک فرمایا ہے، یہ مسئلہ بھی غلط اور باطل ہے اور اس کو اپنے دل سے تراشا ہے سورنہ حنفی شافعی، مالکی حنبلی چشتی، قادری نقشبندی سہروردی وغیرہ نسبتیں محض شرک ہوں بزرگوں کے وسیلہ، اس کو شرک بتانا، قطعاً گمراہی اور شریعت کی مخالفت ہے حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آپ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا عبد وخادم فرمایا۔ کنز العمال اھ ملخصاً بلفظہ۔

اقول جبکہ قبر پر السلام علیکم یا اہل القبور کا خطاب احادیث سے ثابت ہے تو اس میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا

ہے پھر جس طرح اہل قبور کو مخاطب کر کے سلام ثابت ہے۔ اسی طرح احادیث صحیحہ میں بلا لفظ خطاب یا کے بھی ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۳۱۳ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں تشریف لے جا کر یہ پڑھتے السلام علیکم دار قوم مومنین الخ اور دوسری کئی حدیثوں میں السلام علی اہل الدیار من المومنین الخ روایات ہیں۔ نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صفحہ ۱۵۶ میں فتح القدیر سے بلا لفظ خطاب یا کے نقل کرتے ہیں:۔

یکرہ النوم عند القبر وقضاء الحاجۃ بل اولی وکل مالم یعہد من السنۃ والمعہود منہا لیس الا زیارتہا والدعاء عندھا قائما کما کان یفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم دار قوم مومنین الخ	یعنی ”مکروہ ہے سونا قبر کے پاس اور پیشاب پاخانہ پھرنا تو بالا ولے مکروہ ہے۔ اور ہر وہ چیز جو ثابت نہ ہو سنت سے مکروہ ہے کرنا اس کا اور ثابت نہیں ہے مگر زیارت کرنا اور دعا کرنا قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس کے لئے جس طرح عادت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیع میں جاتے وقت اور کہتے سلام ہو تم پر رہنے والے قوم مومنین کے ،،

بہذا ان احادیث کے اقتضاء سے اہل قبور کو سلام پہنچانا ہے۔ اور ان کی روح کو متوجہ کیا جانا من جانب اللہ تعالے جواب سلام کے لئے ثابت ہے۔ اگرچہ مذہب حنفیہ میں اہل قبور نہیں سنتے اور ان پر سلام کی بھی تاویلات کرتے ہیں۔ کہ مقصود سنانا نہیں ہے۔ چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۱۲ میں نقل فرماتے ہیں۔

و شیخ ابن الہمام در شرح ہدایہ گفتہ کہ اکثر مشائخ حنفیہ برآنند کہ میت نمے شنود الخ	یعنی ”اور شیخ ابن الہمام فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں کہ اکثر مشائخ حنفیہ اس طرف ہیں کہ مردہ نہیں سنتے ہیں ،،

مگر مولوی صاحب بریلوی حیات الموات صفحہ ۱۵۱ میں لکھتے ہیں

”ائمہ اہل سنت رضی اللہ تعالے عنہم کا اجماعی عقیدہ کہ مردہ سنتے ہیں قطعا حق ہے۔ اور کیوں نہ حق ہو کہ اہل سنت ہی حق انہیں میں منحصر ہے بمشائخ و شراح اہل سنت و فلاح رحمہم اللہ تعالے کا بیان کہ مردہ نہیں سنتے بیشک صحیح ہے اور کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اہل ثقاہت ہیں۔ ان کا فضل وکمال ظاہر و باہر ہے۔ دونوں کلام صراحۃ سچ ہیں ،، الخ ملخصاً

علی ہذا امام ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۱۹۷ میں فرماتے ہیں۔

قال ابن التین لا تعارض بین حدیث	یعنی ”نہیں ہے کوئی مقابلہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ

ابن عمر رضی اللہ عنہ والآیۃ لان الموتی لا یسمعون بلا شک لکن اذا اراد اللہ السماع ۔	اور آیت میں اور نہ انکار عائشہ رضی اللہ عنہا اور اثبات ابن عمر رضی اللہ عنہ میں کوئی خلاف کیونکہ اموات بلا شک نہیں سنتے ہیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو سنا دے،،

اور پارہ ۱۶ صـ۳۵ میں فرماتے ہیں خلا معارضۃ بین انکار عائشۃ واثبات ابن عمر کما تقدم توضیحہ فی الجنائز لہ چونکہ حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ مقتولین بدر پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا انھم الان یسمعون ما اقول لھم ۔یعنی ”یہ لوگ اس وقت جو میں ان سے کہتا ہوں سنتے ہیں،، اس حدیث کو سن کر عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو احتمال ہوا اور فرمایا کہ حق تعالیٰ تو فرماتا ہے (سورہ نمل میں) انک لا تسمع الموتی یعنی ”تو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں سنا سکتا مردوں کو،، پس اس اختلاف کی دونوں شقیں درست ہیں اور کوئی اختلاف نہیں۔ کیونکہ حق تعالیٰ نے (سورہ فاطر میں) فرمایا ہے ان اللہ یسمع من یشاء یعنی ”اللہ سناتا ہے جس کو چاہے،، تو جواز سنت مستقرہ سے ثابت ہے جس طرح بحوالہ فتح القدیر شرح ہدایہ مولوی صاحب بریلوی سے مذکور ہوا کہ ثابت نہیں ہے۔ مگر محض زیارت قبر اور سلام ودعا اس پر جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات کریمہ تھی۔ لیکن اس لفظ خطاب اور اختلاف حضرات صحابہ وائمہ کرام سے بے جا نفع اٹھا کر سوائے اسلام کے بحوالہ شرح الصدور ملک شام کے تین شخصوں کے یا محمداہ کہنے سے اور رد المحتار سے یا سیدی یا احمد یا ابن علوان پکارنے کا قصہ اور اس پر طرہ یہ کہ اگر مراد بر نہ آئی تو تمہارا نام دفتر اولیاء سے کٹوا دوں گا۔

معاذ اللہ کیا تحکم سینہ زوری ہے۔ حالانکہ اولیاء اہل قبور کو غائبانہ مشکلات ومرادات میں متصرف جان کر پکارنا۔ اگرچہ اس تصرف کی قدرت حق تعالیٰ کی طرف سمجھ کر ہو محض قیاس باطل اور بلا دلیل محض ہے۔ ہرگز کسی آیت اور حدیث سے ثابت نہیں کہ حق تعالیٰ نے انبیاء واولیاء کو عالم میں تصرف کرنے کا کوئی اختیار یا بعد ان کی وفات کے دے دیا ہے۔ جس کو وہ چاہیں نفع وضرر پہنچا دیں۔ پس محض بلا دلیل قطعی کے مسلمانوں کو شرک میں مبتلا کر کے ضلوا واضلوا کا مصداق ہوتا ہے چنانچہ خود علامہ شامی صاحب رد المحتار جلد ۲ صـ۱۱۳ سے مولوی نعیم الدین کے ۱۷ـ۶۸ کی بحث میں یا سیدی فلان ان دعائی الخ کا کفر ہونا منقول ہو چکا ہے۔ تو ایسے مہمل قصوں سے کار براری کفر وشرک عقائد کے مسائل میں غایت بددیانتی اور قرآن وحدیث کا مقابلہ کرنا ہے۔ اسی طرح بستان المحدثین صـ۱۲۱ سے اشعار شیخ احمد زروق صوفی رح کے جو اپنی حیات میں تربیت مرید کے لئے لکھے ہیں چنانچہ بستان المحدثین میں ان کو منجملہ ابدال کے نویں صدی میں لکھا ہے۔ اور مولوی احمد رضا خاں

صاحب بریلوی نے بھی حیات الموات صـ۹۱ میں نقل کیا ہے۔ نہ کہ بعد وفات غائبانہ حاضر و ناظر جان کر ان کو پکارنا پھر جب کہ حضرات صحابہ سے التحیات کے الفاظ خطاب اور صلوٰۃ و سلام زیارت مزار مبارک پر لفظ ندائیہ کا ترک صراحۃً ثابت و محقق ہو چکا ہے تو کب کسی کا کلام حجت ہو سکے گا۔ اسی طرح شفا قاضی عیاض میں ہرنی کے ندا کرنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کو کھول دینا اور درخت اور پہاڑ کا السلام علیک یا رسول اللہ کہنا اور فتح العزیز سے کعبہ معظمہ کا محشر میں جاتے وقت اثنار راہ مدینہ طیبہ میں قبر مبارک پر السلام علیک یا محمد کہنا۔ سب میں خطاب بحضوری ہے۔ اس سے غائبانہ خطابات اور پکارنے پر حاضر و ناظر جان کر استدلال کرنا کس درجہ بے عقلی اور بے عملی پر دلیل ہے۔ استغفر اللہ۔ پھر اعرابی کا قبر مبارک پر عرض شفاعت کا واقعہ کہ اس کے راوی کذاب اور مجاہیل ہیں حتیٰ کہ محدثین نے موضوع تک بتایا ہے۔ چنانچہ مطر الاسلام صـ۱۳ میں مرقوم ہے۔ پھر کیونکر حجت جواز ہو سکتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے اولو العزم تو استسقاء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل نہ چاہویں اور اعرابی کا فعل حجت بنایا جاوے۔ معاذ اللہ منہ۔ اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح کے قصیدہ نعتیہ کے اشعار جو صلوٰۃ و السلام پر مشتمل ہیں چنانچہ وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ۔ اس میں مرقوم ہے۔ اور شیخ سعدی رح و مولانا جامی رح و مولانا محمد قاسم صاحب رح کے اشعار میں ندا شوقیہ بجذبہ حال مراد ہے۔ نہ کہ ندا حقیقی غائبانہ حاضر و ناظر جان کر۔ چنانچہ خود مولانا محمد قاسم صاحب مرحوم فیوض قاسمیہ حصہ اول صـ۵۲ میں فرماتے ہیں

”ادرا لصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ مختصر ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر نہ سمجھنا چاہئے ورنہ وہ سلام کیا ہوگا۔ کفر ہوگا بلکہ یوں سمجھئے یہ پیام فرشتے پہنچاتے والسلام“

نیز ندا یا شیخ عبد القادر جیلانی میں جس طرح فتوی مولانا گنگوہی رح میں اس کی مختلف صورتوں میں حکم شرک اور عدم شرک کیا گیا ہے۔ اس کی تصریحات آپ کے دیگر فتاویٰ میں مرقوم ہے چنانچہ فتاوی رشیدیہ حصہ اول صـ۱۳ — صـ۳۴ میں مفصل مرقوم ہے۔

”اس کا ورد کرنا بندہ جائز نہیں جانتا۔ اگرچہ شرک نہیں لیکن مشابہ بشرک ہے۔ اس کلام کا پڑھنا کسی وجہ سے جائز نہیں اگر شیخ قدس سرہ کو عالم الغیب و متصرف مستقل جان کر کہتا ہے، تو خود شرک محض ہے، اور جو یہ عقیدہ نہیں تو ناجائز ہے۔ پس ایسی دعوت بہر حال یا شرک جلی یا خفی یا لغو مشابہ شرک ہو کر حرام و ناجائز ہووے گی۔ کسی وجہ سے جواز کا شائبہ اس میں نہیں ہو سکتا۔ پس جو فتوی خلاف نصوص و روایات صحیحہ کے ہو۔ وہ قطعاً مردود ہوگا واللہ تعالیٰ اعلم اھ ملخصاً“

اسی طرح رسالہ فتوی عدم جواز یا شیخ عبد القادر جیلانی مطبوعہ نیر اعظم مراد آباد صـ۶۹ پر فتوے

خود مولوی نعیم الدین کے استاد مولوی محمد گل خاں صاحب کا (جن کی نسبت خود مولوی نعیم الدین رسالہ فیضان رحمت میں عین العلماء راس الفضلاء لکھتے ہیں) مرقوم ہے۔

"پڑھنے والا اس جملہ کا تقرباً اور شہرت دینے والا اس کے جواز کا اعتماداً آثم بلکہ مشرک ہے"

سند اس کی حجۃ البالغہ مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ص۶۱ میں موجود ہے۔

قال ومنها ای من مظان الشرك انهم كانوا يستعينون بغير الله فی حوائجهم من شفاء المريض وغناء الفقير وينذرون لهم يتوقعون انجاح مقاصدهم بتلك النذور ويتلون اسماءهم رجاء بركتها فاوجب عليهم ان يقولوا فی صلواتهم اياك نعبد واياك نستعين وقال تعالیٰ ولا تدعوا مع الله احداً وليس المراد من الدعاء العبادة كما قاله بعض المفسرين بل المراد هو الاستعانة بقوله تعالیٰ بل اياه تدعون فيكشف ما

یعنی انہیں امور شرکیہ میں سے یہ بھی تھا کہ مشرکین اپنے اغراض و مقاصد کے لئے غیر اللہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے شفائے مریض و دفع فقیری کے لئے اور حل مطالب کی امید پر ان کے لئے نذریں مانتے تھے۔ تبرکاً ان کے ناموں کو جپا کرتے تھے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر واجب فرمایا کہ نمازوں میں پڑھا کریں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد طلب کرتے ہیں اور فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اور پکارنے کے معنی عبادت کے نہیں ہیں جیسے بعض مفسرین کا قول ہے۔ بلکہ مدد طلب کرو تاکہ وہ حاجت بر آوے جس کو تم طلب کرتے ہو"

[illegible]

اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس مضمون کو صراحتہً ارشاد الطالبین میں ذکر کیا ہے۔ مسئلہ آنچہ جہال میگویند یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز نیست شرک و کفر ست حق تعالیٰ فرماید والذین تدعون من دون الله عباد امثالکم۔ اور اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر بھی بعض حواشی میں صراحتہً اسی مضمون پر دال ہے۔ میگویند سوال اگر کسے نام سوائے خدائے تعالےٰ را بطریق تقرب ورد سازد از مسلمانی بیرون گردد جواب اگر نام کسے بطریق تقرب ورد زبان سازد مشرک گردد اھ ملخصاً اور شہرت دینے والا بسبب اعتقاد جواز کے مشرک ہے، اور شہرت جواز کی دینی علاوہ شرک سے ایک دوسرا وبال ہے واللہ یهدی من يشاء الی صراط مستقیم۔ فقط الجواب صحیح

شگفتہ بیتظیر
محمد گل
۱۳۰۰

اب مولوی نعیم الدین اپنی من گھڑت بات سے اپنے استاد عین العلماء راس الفضلاء کو مشرک ٹھہرا دیں خواہ مومن کامل۔ علی ہذا طریقہ کشف ارواح وغیرہم صراط مستقیم ص۱۲۳ کو مولانا شہید مرحوم کی طرف نسبت کرنا اور ان کا تعلیم فرمودہ بتانا محض کذب و افترا ہے جس طرح مولوی نعیم الدین کے ص۲۲ کے جواب میں مفصل گذر چکا۔ بر تقدیر تسلیم یہ طریقہ حسب تجویز

اکابر صوفیہ کے مراقبہ الی اللہ میں مستغرق ہو جانا از راہ کسبیت ہے جس کے ثمرات سے حصول انکشافات منجانب اللہ ہو جانا حق تعالےٰ کے فضل پر موقوف ہے نہ باختیار عبد چنانچہ اس کی تفصیل باب سوم فصل اول ص۱۱۲ کے حوالہ سے خود اسی مقام ص۱۲۵ صراط مستقیم میں مرقوم ہے، پس یہ مراقبہ جسمانی حیات سے تعلق رکھتا ہے، اگر صاحب کشف کسی میت سے باذن اللہ ملاقی و ہم کلام ہو تو عقلاً بعید از امکان نہیں، مگر ہر کسی کا اپنے عقیدہ میں اموات کو پکارنا، ندا کرنا، اور اس کو بعطا آلہی جاننا جب تک نصوص قرآن و احادیث صحاح سے قطعاً ثابت نہ کیا جائے محض قصص و حکایات اور مکاشفات حجت نہیں ہو سکتے چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ص۲۴ میں لکھتے ہیں۔

"احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں، انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف، متعین کے آگے محتمل، محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے انتہیٰ"

علیٰ ہذا عبدالنبی وغیرہم ناموں کی نسبت بزرگوں کی طرف بنفع و ضرر کرنے کا کفر و شرک ہونا پہلے گذر چکا ہے، اور بزرگوں کے وسیلہ کی بحث اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لوگوں کو غنی کر دینے کے معنی کی بحث بھی ہو چکی ہے، اور بذریعہ معجزہ انبیاء علیہم السلام کا باذن اللہ تعالےٰ مردوں کو زندہ کر دینے پر قیاس کر کے بزرگوں کی نسبت یہ امید رکھنی قیاس باطل سے شرک ثابت کرنا ہے کہ یہ امر مخصوص بانبیاء ہے اور معجزہ بھی انبیاء کی کچھ اختیاری بات نہیں حق تعالےٰ جب چاہے کسی نبی کے ذریعہ اس کو ظاہر فرما دے چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوۃ ج ۲ ص۱۱۵ میں فرماتے ہیں۔

کہ معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدا است	یعنی معجزہ نبی کا فعل نہیں ہے بلکہ فعل خدا کا ہے کہ
کہ بر دست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال	ان کے ہاتھ پر اس کا اظہار فرما دیتا ہے، بخلاف دوسرے
دیگر کہ کسب ایں بندہ است و خلق از خدا	فعلوں کے کہ بندہ کے کسب میں سے ہیں خدا کے پیدا کردہ
و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست اھ	اور معجزہ بندہ کا کسب بھی نہیں ہے،،

نیز شاہ عبدالحق صاحب تکمیل الایمان ص۵۱ میں فرماتے ہیں "کرامت در حقیقت معجزہ نبی است" یعنی کرامت ولی کی در حقیقت معجزہ نبی کا ہے،،

علیٰ ہذا ابدال و زندہ صالحین بندوں کی دعا، اور اعمال صالحہ کی برکات سے حق تعالےٰ مینہ برساتا اور بلائیں ٹالتا ہے، مولانا شہید مرحوم نے ہرگز اس کو شرک میں داخل نہیں فرمایا یہ محض ان پر بہتان ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین رہا قرآن پاک کا ارشاد

وانکحوا الایامیٰ منکم والصالحین من	یعنی نکاح کر دو رانڈوں کا جو تم میں ہوں اور جو صالحین تمہارے

عباد کم و اماءکم ۔ غلام اور لونڈی ہوں ،،

تو اس میں حقیقی غلام و لونڈی کی تصریح ہے ۔ مگر افسوس اس سے عبد فلاں کہنے کا عقیدہ تراشا جاتا ہے، جس کا ممنوع اور شرک ہونا فتح الباری شرح صحیح بخاری سے مذکور ہو چکا ہے ۔ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مخزن تحقیق (مطبوعہ حنفیہ پٹنہ جلد ۹ شوال ۱۳۱۵ھ) ص۱۸ میں لکھتے ہیں ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لا یقولن احدکم عبدی کلکم عبید اللہ ولکن یقل غلامی ھذا مختصراً ۔ یعنی ہرگز تم میں کوئی اپنے مملوک کو یوں نہ کہے ۔ کہ میرا بندہ تم سب خدا کے بندے ہو ۔ ہاں یوں کہے کہ میرا غلام رواہ مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ

پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اپنے آپ کو عبد اور خادم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بتانا ۔ علاوہ بلا سند ہونے کے حدیث مرفوع صحیح مسلم کا ہرگز معارض نہیں ہو سکتا جس میں غلام کو بھی بسد ذریعہ موہم شرک کے لفظ عبد کا ممنوع قرار دیا گیا ۔ معہذا یہ قول اسی طرح ہے جس طرح صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص۲۲۴ میں عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے ۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ادرک عمر بن الخطاب وھو یسیر فی رکب یحلف بابیہ فقال الا ان اللہ ینھاکم ان تحلفوا بآبائکم من کان حالفا فلیحلف باللہ او لیصمت اھ

یعنی "تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پایا عمر بن خطاب کو کہ انہوں نے ایک سفر کے جانے میں سواری پر چڑھتے ہوئے اپنے باپ کی قسم کھائی تو فرمایا آپ نے خبردار تحقیق اللہ تعالیٰ منع فرماتا ہے باپوں کے نام کی قسم کھانے سے جو تم میں قسم کھانا چاہے پس قسم کھائے اللہ ہی کی یا خاموش رہے ،،

حالانکہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ محتاط تھے اور توہمات شرکیات کے مٹانے کے درپے رہتے تھے ۔ چنانچہ فتح الباری کے حوالہ سے ص۳۶ پر گذر چکا ہے ۔ کہ انہوں نے فرمایا "سید تو اللہ ہی ہے" ، اور ملا علی قاری کا قول اوپر ص۴۰ میں گذر چکا ہے کہ "عبد النبی نام رکھنا ظاہراً کفر ہے ۔ سوا اس کے کہ ارادہ عبد سے مملوک ہو" ، اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح (مستند مولوی نعیم الدین) تفسیر فتح الرحمن زیر آیت سورہ اعراف فرماتے ہیں ۔

فلما اتٰھما صالحا جعلا لہ شرکاء فیما اتٰھما فتعٰلی اللہ عما یشرکون ۔

یعنی "پھر جب اس نے دیا ان کو اچھا بچہ ٹھہرانے لگے اس کے شریک اس چیز میں کہ اس نے دیا ان کو سو بہت دور ہے اللہ ان کے شریک بنانے سے" اھ

مترجم گوید، وازیں جادانستہ شد کہ شرک در تسمیہ نوعے ست از شرک چنانکہ اہل زمانہ ما غلام فلاں وعبد فلاں نام نہند واللہ اعلم اھ

مترجم کہتا ہے اور اس جگہ سے معلوم ہوا کہ شرک کرنا نام رکھنے میں منجملہ قسم شرک ست ہے جس طرح کہ ہمارے اہل زمانہ میں غلام فلاں اور عبد فلاں نام رکھتے ہیں واللہ اعلم۔"

نیز مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح (مستند مولوی نعیم الدین) تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۱۵۸ میں فرماتے ہیں۔

وازاں جملہ اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندہ فلاں وعبد فلاں می گویند واین شرک در تسمیہ است اھ

یعنی در منجملہ ان کے وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں بندہ فلاں اور عبد فلاں کہتے ہیں۔ اور یہ شرک ناموں میں ہے۔"

پس کس طرح مانند آفتاب کے روشن ہوا کہ نام رکھنا عبد فلاں شرک میں داخل ہے اور اتنا تو خود مولوی نعیم الدین نے عاجز ہو کر تسلیم کر لیا کہ بلائیں ٹالنے بیماری آسیب پہنچنے کی وجہ سے نام عبد فلاں نہیں رکھتے۔ بلکہ بزرگوں کی یاد اور اتباع کے لئے بزرگوں کے ناموں پر اس لئے نام رکھتے ہیں کہ ان کی برکت سے اللہ تعالیٰ بلاؤں بیماریوں آسیبوں کو دور فرمائے۔

کس قدر دروغ بندی اور فریب ہے اگر اس لئے نام رکھے جاتے تو شرعی نام جو بزرگوں کے ہوتے ہیں سو ہی نام رکھے جاتے جو ان کے ناموں کے ساتھ نسبت و برکت بھی حاصل ہوتی نہ کہ شرکیہ نام عبد فلاں معاذ اللہ اور اس کے لئے بھوائے (کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا) دلیل کیا عجیب ڈھونڈی جاتی ہے۔ کہ حدیث میں ارشاد فرمایا میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں جس کا اتباع کرو گے، راہ یاب ہو گے قطع نظر اس حدیث کے کہ امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رح (مستند مولوی نعیم الدین) تلخیص الحبیر جلد ثانی ص ۴۰۲ میں اس کے رواۃ کو ضعیف جد لا اصل لہ کذاب واھی منقطع غایۃ الضعف لم یصح مکذوب موضوع باطل لکھتے ہیں۔ مع ہذا اس میں تو اقتدار صحابہ رضی اللہ عنہم کا ارشاد ہے نہ کہ ان کے ساتھ نسبت شرکیہ بجائے عبد اللہ کے عبد فلاں رکھنے کا۔ علی ہذا نسبت حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، چشتی، قادری نقشبندی، سہروردی وغیرہم باعتبار اختلاف اجتہادات اور طرق مجاہدہ ریاضات کے معروف ہے نہ بطور شرعی التزام کے کہ ان کو ارکان دین سے جاننے کا اعتقاد کہا جاوے، حالانکہ بیشتر مسائل اجتہادیہ مختلفہ میں ایک دوسرے پر عمل درآمد عند الفقہاء بلا نکیر جاری وساری ہے جس سے تقلید شخصی وانتساب حنفی وغیرہم کا بطلان واضح طور پر ثابت ہے کہ یہ کوئی شرعی امر نہیں چنانچہ مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمد مستند مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری انتصار الحق ص ۱۱۸ میں نقل کرتے ہیں۔ قال ابن الملا فرخ المکی فی القول السدید

اعلم انہ لم یکلف اللہ تعالیٰ احدا من عبادہ ان یکون حنفیا او شافعیا اومالکیا او حنبلیا ۔

یعنی "جان تو کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں مکلف و لازم فرمایا کسی پر بندوں میں سے کہ ہووے وہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی "

اور ص۱۳۶ میں لکھتے ہیں ۔

"اور فی الواقع بالذات اللہ جل شانہ نے حنفی وغیرہ ہونے کا امر نہیں فرمایا چنانچہ اس مضمون کو شیخ عبدالعظیم ابن ملا فروخ المکی نے قول سدید میں مصرح فرمایا ہے "، اور ص۱۳۸ میں لکھتے ہیں "کہ ہم نے تقلید معین کو کب ارکان ایمان سے قرار دیا ہے ۔ اگر ہم رکن ایمان کہتے تو سب پر حکم فرضیت برابر کرتے ۔ اور مسائل غیر اجتہادیہ میں اجازت ترک تقلید کیوں دیتے "

علی ہذا صدیقی ، فاروقی ، عثمانی ، انصاری وغیرہم نسبتیں محض تعارف بین الاقوام ہیں ۔ چنانچہ ارشاد حق تعالیٰ قرآن پاک سورہ حجرات میں مرقوم ہے ۔

وجعلناکم شعوبا وقبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم

یعنی "اور رکھیں تمہاری ذاتیں اور گوتیں تا آپس کی پہچان ہو مقرر عزت اللہ کے یہاں اسی کو بڑی جو پرہیزگار بڑا ہے "

اور فرمایا سورہ مومنون میں

فلا انساب بینہم یومئذ ولا یتساءلون

یعنی "پھر نہ ذاتیں رہیں گی اس دن اور نہ آپس میں پوچھنا"

حدیث شریف صحیح مسلم میں وارد ہے

من ابطأ بہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ ۔

یعنی "جس کے عمل نے تاخیر کی اس کا نسب جلدی نہ کرے گا "

مطلب یہ کہ جو نیک عمل میں پیچھے رہ گیا وہ بوجہ نسب کے آگے نہیں بڑھ سکتا ،

چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب سرور القلوب ص۱۲۸ میں لکھتے ہیں

"یوسف و زلیخا و شیریں و لیلیٰ جن کے حسن و جمال کے اکناف عالم میں ایک دھوم ہے ۔ اب کہاں ہیں ۔ جو تو باقی رہیگا اور رستم و سہراب و سام و نریمان جن کی زور و قوت کا جہاں میں ایک شور ہے کدھر گئے جو تو نہ جائے گا اس وقت اگر ایک رگ بدن کی بگڑ جائے یا کانٹا پاؤں میں لگ جائے ۔ سب زور و قوت بھول جائے ۔ نسب پر کیوں نازہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم ۔ زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک وہ ہے ۔ جو زیادہ پرہیزگار ہے ۔ اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ۔ جس کے عمل اچھے نہ ہوں گے اسے نسب فائدہ نہ

بخشے گا باپ دادا کا کمال اولاد میں نہیں آتا۔ قریش اسمٰعیل و ابراہیم کی اولاد میں تھے، ہزاروں ان میں مردود و کافر ہوئے بنی اسرائیل پیغمبر زادگی پر ناز کرتے سیکڑوں سور اور بندر ہو گئے، کنعان حضرت نوح پیغمبر کے طریق پر نہ تھا، ہر چند انہوں نے سفارش کی قبول نہ ہوئی آخر طوفان میں غرق ہو گیا نوح اور لوط پیغمبر کی عورتیں دوزخ میں گئیں، اور آسیہ فرعون کی بی بی بہشتی ہوئیں، محمد بیٹا کعب بن اشرف کا تابعی ذی وقار اور عمرو بیٹا سعد بن ابی وقاص کا لشکر اشقیا کا سردار ؎

عبرت دیکھ قدرت رب ودود ہے ظلمت سے نور نور سے ظلمت نمود ہے،،

ایضاً صـ۱۶۰ میں لکھتے ہیں۔

"پروردگار تقدس وتعالے نے آپ کو عبداللہ فرمایا

وانہ لما قام عبد اللہ یدعوہ کادوا یکونون علیہ لبدا۔ قل انما ادعو ربی ولا اشرک بہ احدا ۔

یعنی" اور یہ کہ جس وقت کھڑا ہوتا ہے بندہ اللہ کا کہ پکارے اس کو تو لوگ قریب ہے کہ ہونے لگتے ہیں اس پر ٹھٹھ یعنی ہجوم کر لیتے ہیں کہہ کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے رب ہی کو اور نہیں شریک سمجھتا اس کا کسی کو،،

اے عزیز اس صفت یعنی عبدیت سے کوئی صفت برتر نہیں نقطہ خاک کو سر عبدیت نے اس مقام پر پہونچا دیا کہ ذہن ملاء اعلیٰ کا نہیں پہنچ سکتا انی اعلم ما لا تعلمون اسی بھید کی طرف اشارہ ہے اسی لئے کہتے ہیں انسانیت بندگی کو مستلزم ہے ایضاً صـ۱۶۱ میں ہے۔

"اے عزیز ممکن کے حق میں کوئی مرتبہ بندگی سے بڑھ کر نہیں، ماسوا سے انقطاع کر کے ہمہ تن اپنے مولیٰ کی عظمت اور جلال میں مستغرق ہو جائے، اور کمال اس کا یہ ہے کہ ہستی صرف مولیٰ کے لئے خاص سمجھے آپ کو لاشئے جانے کہ ممکن محتاج کو واجب بالذات کے مقابل کسی طرح دعوے زیب نہیں دیتا،،

پس مولوی نعیم الدین پر افسوس ہے کہ اقسام موہم شرک کے دروازے کا بلا دریغ مسلمانوں پر کھول کر خود اپنی عاقبت تباہ و برباد کرتے ہیں۔

بحث ما اہل لغیر اللہ اور نذر لغیر اللہ

قولہ صـ۶۷ اسی سلسلہ میں کسی کے نام کا جانور کرنا بھی شرک میں داخل کیا ہے، کوئی مسلمان ذبح کے وقت سوائے بسم اللہ اللہ اکبر کے اور کچھ نہیں کہتا، اور کسی کا نام نہیں لیتا، جب بھی شرک ہے، تو یہ حکم شرک غلط و باطل ہے تفسیر احمدی میں ہے، جو گائے اولیاء کے لئے نذر کی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے، وہ حلال طیب ہے، کیونکہ اس پر وقت ذبح غیر خدا کا نام نہ لیا گیا۔ الخ ملخصاً بلفظہ

اقول بیشک کسی کے نام کا تقرباً جانور نذر کے لئے ماننا حرام اور شرک میں داخل ہے اگرچہ وقت ذبح کے اس پر مطابق معمول بسم اللہ واللہ اکبر ہی کہا جاوے حرام ہی رہے گا۔ چنانچہ در مختار ص۶۸۳ میں مرقوم ہے۔

ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل بہ لغیر اللہ ولو ذکر اسم اللہ تعالیٰ اھ

یعنی ذبح کرنا جانور کا امیر رئیس وغیرہ بزرگوں کے آنے کے استقبال پر حرام ہے۔ کیونکہ وہ غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے حکم میں ہے۔ اگرچہ اس پر نام اللہ کا ذبح کے وقت لیا جاوے ،،

اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز جلد ۱ ص۶۹ میں جو مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے ہے فرماتے ہیں

یعنی دیگر آں جانور کہ آواز آوردہ شد و شہرت دادہ شد در حق آں جانور کہ غیر اللہ یعنی برائے غیر خدا است خواہ آں غیر بت باشد یا روح خبیث کہ بطریق بھوگ کہ بنام او بدہند و خواہ جنی مسلط بر خانہ یا سرائے کہ بدول دادن جانور از ایذائے سکنۂ آنجا دست بردار نہ شد یا توپ[1] روانہ کردن بدہد و خواہ پیرے و پیغمبر را باین وضع جانورے زندہ مقرر کردہ دہند کہ این ہمہ حرام است و در حدیث صحیح[2] وارد است کہ ملعون من ذبح لغیر اللہ یعنی ہر کہ بذبح جانور تقرب بغیر خدا نماید ملعون است و خواہ در وقت ذبح نام خدا بگیر دیا نہ زیرا کہ چوں شہرت داد کہ این جانور برائے فلاں است ذکر نام خدا وقت ذبح فائدہ نہ کرد چہ آں جانور منسوب باں غیر گشت و خبثے دروے پیدا گشت کہ زیادہ

یعنی دیگر وہ جانور کہ آواز اور شہرت دی گئی ہو اس جانور کے حق میں کہ غیر اللہ یعنی غیر خدا کیلئے ہے۔ خواہ وہ غیر بت ہو یا روح خبیث جیسے بطریق بھوگ کے نام سے دیتے ہیں اور خواہ کسی جن کے نام کہ کسی گھر پر یا سرائے پر مسلط ہو اور بدون دینے جانور کے اس جگہ کے لوگوں سے دست بردار نہ ہوتا ہو یا توپ پر چڑھاتا ہو اور خواہ کسی پیر اور پیغمبر کے نام زندہ جانور مقرر کردیں۔ کہ یہ سب حرام ہے اور صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو شخص جانور کو تقرب غیر خدا کے لئے ذبح کرے وہ شخص ملعون ہے اور خواہ ذبح کے وقت نام خدا لے یا نہ لے کیونکہ جب شہرت کردی کہ یہ جانور فلانے کے لئے ہے ذکر نام خدا وقت ذبح کے مفید نہ ہوگا کیونکہ وہ جانور غیر خدا کی طرف منسوب ہو گیا اور اس میں پلیدی پیدا ہو گئی۔ اور پلیدی اس کی مردار کی پلیدی سے

---

[1] جس طرح تقویۃ الایمان ص۳۲ میں لکھا ہے۔ اور نشان اور توپ جس کو بکرا چڑھاتے ہیں ،،

[2] تقویۃ الایمان ص۳۲ میں ہے اخرجہ مسلم

از خبیث مردار است زیرا کہ مردار بے ذکر نام خدا جان دادہ است و جان ایں جانور از ان غیر خدا قرار دادہ گشتہ اند و آن عین شرک است و ہر گاہ ایں خبث در وے سرایت کرد دیگر بذکر نام خدا حلال نمے شود مانند سگ و خوک کہ اگر بنام خدا مذبوح شوند حلال نمے گردند اھ

زیادہ ہے، کیونکہ مردار نے بے ذکر نام خدا کے جان دی ہے۔ اور یہ جانور غیر خدا کے نام پر قرار دیا گیا ہے، اور یہ عین شرک ہے اور جب کہ یہ پلیدی اس میں سرایت کر گئی۔ تو ذکر نام خدا سے حلال نہیں ہو سکتا، جیسے کتا اور سور کہ اگر خدا کا نام لے کر ذبح کئے جاویں حلال نہ ہونگے انتہی

پس قول ملا جیون صاحب تفسیر احمدی کا بقول خود حسب رسم و رواج زمانہ کے کہ جن کا انتقال ۱۱۳۰ھ میں ہے اس پر کلام فیصل جناب شاہ صاحب موصوف سے جن کی ولادت ۱۱۵۹ھ میں ہے کما حققہ منقح ہو کر غلط ثابت ہو گیا، کیونکہ اولیاء کی نذروں کا حرام اور کفر ہونا ردالمحتار شرح درمختار سے (جو مسلمہ بڑی معتبر مولوی نعیم الدین کے نزدیک ہے) اوپر منقول ہو چکا ہے پس کیونکر اولیاء کی نذر کی گائے حلال ہو سکتی ہے کہ شل کتے اور سور کے نذر کرنے سے اور شہرت دینے سے حرام ہو چکی ہے پھر اس پر بسم اللہ واللہ اکبر کیا نفع دے سکتا ہے جبتک نذر کی نیت لشہرت تبدیل نہ کرے، چنانچہ فتاوی عالمگیری (جو جمع کردہ خود بادشاہ عالمگیر اورنگ زیب رحمہ اللہ شاگرد ملا جیون صاحب تفسیر احمدی کا ہے) کی جلد ۵ صفحہ ۱۱۰ میں مرقوم ہے۔

ذبح عند مرأی الضیف تعظیما لہ لا یحل اکلہا وکذا عند قدوم الامیر وغیرہ تعظیما اھ

یعنی "کسی کی ضیافت تعظیم کے لئے ذبح کرنے سے اس کا کھانا حلال نہ ہوگا، جس طرح کسی امیر معظم کے لئے ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا"

اور جبکہ خود ملا جیون رح تفسیر احمدی مطبوعہ کریمی ممبئی صفحہ ۴۹۵ میں تفسیر آیت وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء الآیۃ فرماتے ہیں۔

واکثر ھذہ الرسومات البدعیۃ سیما جعل نصیب من الحرث والانعام للآلہۃ وعدم اشتراک اللہ تعالی مما قد اشتہر فی زماننا بین النساء الناقصات العقل والدین فانہن کثیرا ما ینذرون نذرا للشیاطین والاجنۃ او بعض بنی آدم مما جعلنہ متلبسا

یعنی یہ رسومات بدعیہ اکثر خصوصاً کھیتی اور چوپایوں میں سے ایک حصہ اپنے معبودوں کے لئے مخصوص کر دینا اور اللہ تعالیٰ کا حصہ اس میں بالکل نہ رکھنا ہمارے زمانہ کی ناقصات عقل و دین عورتوں میں مشہور ہو چکا ہے، کیونکہ یہ عورتیں اپنے خیال باطل میں جن شیطانوں جنوں اور آدمیوں کو حاجت روا سمجھتی ہیں، ان کے لئے نذریں کرتی ہیں اور جب تک اپنے طریقہ بنا دٹی پر اس کو خرچ نہ

فی زعمهن ویحرمن التناول من
تلک النذور مالم یتصدق بہ علی
وجه اخترعنه باتباع الهوی النفسانیة
ویعتقدن انهن ان اخطأن فیها احیانا
هلک اموالهن ویموت اولادهن معاذ
الله من ذلک ولعمری انما اخبر الله تعالی
بشناعة حال الکفار فی ذلک مما اصلح دلیلا

کرلیں۔ اس میں سے کھانا قطعی حرام سمجھتی ہیں اور ان
کا پختہ اعتقاد یہ ہوتا ہے کہ اگر اس طریقہ میں ذرا بھی
غلطی ہوگئی، تو مال واولاد سب ہلاک و برباد ہو جائیں گے
معاذ اللہ من ذلک اور میں قسمیہ کہتا ہوں، کہ اللہ
تعالے نے کفار کی خراب حالت کی جو خبر دی ہے
وہ یقیناً ان مشہور رسموں کے باطل ہونے کی نہایت
بہترین دلیل ہے ،،

پس مولوی نعیم الدین کا نذر اولیا پر نام خدا لینے سے حلال ہونے کا زعم باطل مردود ہو کر خود اس کا حرام ولغیر اللہ ہونا کلام فقہاء ائمہ حنفیہ اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب سے تائید تقویۃ الایمان ابیض من الشمس واضح ہوگیا باقی تفصیل اس مسئلہ کی آیندہ صـ۱۹۵ میں انشاء اللہ العزیز آوے گی۔

آیت مَا یُؤمِنُ اَکْثَرُہُمْ بِاللّٰہِ اِلَّا وَہُمْ مُشْرِکُوْنَ کا مطلب

قولہ صـ۲۶-۲۷ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون الخ تقویۃ الایمان صـ۵-۶ مولوی اسمٰعیل صاحب اس عبارت میں مسلمانوں کو مشرک بنا رہے ہیں اور آیۃ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون کے تحت داخل کرتے ہیں۔ اور ان کی اس بات کو بھی نہیں مانتے کہ شرک جب ہوتا کہ ہم ان انبیاء اولیاء، پیر وں اور شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے۔ مسلمان کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء وشہداء کو قدرت تصرف اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے۔ اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں بالکل حق ہے قرآن پاک میں حضرت عیسٰی علی نبینا وعلیہ الصلاۃ والسلام کا یہ ارشاد موجود ہے یعنی تمہارے لئے مٹی سے پرند کی سی مورت بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں تو وہ فوراً پرند ہو جاتے ہیں اللہ کے حکم سے الخ دیکھو یہ قدرت تصرف اللہ نے بخشی قرآن نے بتائی حضرت مسیح نے ظاہر فرمائی اسی کے ماننے والے کو مولوی اسمٰعیل مشرک لکھتے ہیں مسلمان کا یہ اعتقاد کہ اہل اللہ کو پکارنا عین اللہ ہی کو پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے بالکل صحیح اور شرع اسلام کے مطابق ہے الخ التحیات کا خطاب عثمان بن حنیف کی حدیث۔ شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں۔ یعنی اگر التفات خاص حق تعالےٰ کی طرف ہو اور بندہ مقرب کو مدد الٰہی کا مظہر جان کر اور اللہ تعالےٰ کے کارخانہ اسباب وحکمت پر نظر کرکے ظاہراً غیر سے استعانت کرے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا۔ اور شرع میں بھی جائز وارد ہے۔ اور انبیاء و اولیاء نے غیر سے اس طرح کی استعانت کی ہے اور در حقیقت اس طرح مدد مانگنا غیر سے نہیں بلکہ خدا ہی سے مدد مانگنا ہے۔ اب

کہیئے اسمٰعیل دین میں شاہ صاحب بھی مشرک ہوئے۔ علی ہذا مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں اس کی جناب میں ہمارے سفارشی ہیں ان کے ملنے سے خدا ملتا ہے ان کے پکارنے سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے جتنا ہم ان کو مانتے ہیں اتنا اللہ سے نزدیک ہوتے ہیں یہ سب اسلامی عقائد اور قرآن و حدیث کے مطابق ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ اس کا کیا مطلب ہے۔ کیا لوگ رسول کو ماننا چھوڑ دیں ان سے ملنا ترک کریں یہ باتیں کس طرح شرک ہیں۔ اس غضب کو تو دیکھئے کہ ان ایمانی و قرآنی عقیدوں پر مسلمانوں کو مشرک ٹھہرایا اور دھوکہ دینے کے لئے قرآن پاک کی آیت وما یؤمن اکثرھم الایۃ لکھدی جو مشرکین اور بت پرستوں یا یہود و نصاریٰ وغیرہ کفار کے حق میں نازل ہوئی الخ ملخصاً

اقول۔ بیشک جو لوگ اللہ کے ساتھ اقرار مالکیت اور خالقیت وغیرہم امور ایمانی کا کرتے ہوئے پھر شرک میں مبتلا ہوتے اوثان پرستی (یعنی بلا مورت کی چیزوں کی پرستش جیسے قبر پرستی) کرتے ہیں۔ جس طرح خود مولوی نعیم الدین نے ص۲۷ میں تفسیر مدارک سے نقل کیا ہے

"وما یؤمن اکثرھم الخ کہ وہ مشرکین اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت اور اس کے آسمان و زمین پیدا کرنے کے اقرار سے مومن نہیں ہو گئے وہ (عبادت وثن یعنی قبر) پرستی کی وجہ سے مشرک ہیں۔ جمہور اس پر ہیں کہ یہ آیت مشرکین کے حق میں نازل ہوئی جو اللہ تعالیٰ اور اس کی خالقیت و رزاقیت کے مقر بھی ہیں اور مصیبت کے وقت اس کو پکارتے بھی ہیں۔ مگر باوجود اس کے غیروں کو اس کا شریک کرتے ہیں ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

پس ایسے لوگ شرک میں گرفتار ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری مع شرح فتح الباری پارہ ۳۰ ص۷۷۹ میں حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن عکرمۃ فی قولہ تعالیٰ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون قال یسئلھم من خلقھم ومن خلق السموات والارض فیقولون اللہ فذلک ایمانھم وھم یعبدون غیرہ اھ۔	یعنی "روایت ہے حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے معنی قول حق تعالیٰ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون میں کہا جب سوال کرو ان سے کس نے پیدا کیا تم کو اور کس نے پیدا کئے آسمان اور زمین تو وہ جواب دیں گے اللہ تعالیٰ نے۔ پس یہ ان کی ایمانی بات ہے حالانکہ وہ پوجا کرتے ہیں سوائے اللہ کے اوروں کی"۔

نیز حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رح مکتوبات جلد ثالث ص۶۸ مطبوعہ نولکشور میں فرماتے ہیں

و بیزاری از شائبہ شرک شرط توحید واستمداد از اصنام و طاغوت در دفع امراض و اسقام	یعنی "و بیزاری شائبہ شرک سے توحید میں شرط ہے اور مدد چاہنا بتوں اور طاغوت سے

که در جهله اہل اسلام شائع گشته عین شرک
و ضلالت ست و طلب حوائج از سنگہائے
تراشیدہ و ناتراشیدہ نفس کفر و انکار از واجب
الوجود تعالیٰ و تقدس قال الله تبارک و تعالیٰ
شکایة عن حال بعض اهل الضلال
یریدون ان یتحاکموا الی الطاغوت
وقد امروا ان یکفروا به ویرید الشیطٰن
ان یضلهم ضلالا بعیدا اکثر زناں بواسطہ
کمال جہل که دارند بایں استمداد ممنوع مبتلا اند
و طلب دفع بلیه ازیں اسمائے بی مسمی مینمایند
و با دائے مراسم شرک و اہل شرک گرفتار اند
علی الخصوص ایں معنی از نیک و بد ایشاں
در وقت عروض مرض جدری (چیچک) که در
زبان ہندی سیتلہ معروف ست و مشہور و محسوس
ست کم باشد که از و فائق ایں شرک خالی بود
و برسمے از رسوم آں اقدام نماید الا من عصمها الله
تعالیٰ و تعظیم نمودن ایام معظمہ ہنود را و بجا آوردن
دراں ایام رسوم متعارفہ ایشاں را نیز مستلزم شرک
و ستوجب کفر ست چنانچہ در ایام دیوالی کفار
جہلہ اہل اسلام علی الخصوص زناں ایشاں رسوم
اہل کفر را بجا می آرند و عید خود میسازند و ہدایا
شبیہ بہدایائے اہل کفر بخانہائے دختراں و
خواہراں در رنگ اہل شرک میفرستند و ظرفہائے
خود را در رنگ کفار دراں موسم رنگ میکنند
و از برنج سرخ آنہارا پر کردہ میفرستند

بیماریوں وغیرہ میں جہلائے اہل اسلام میں
شائع ہو گئی ہے۔ جو عین شرک اور گمراہی ہے
اور مانگنا اپنی حاجتوں کا پتھروں تراشیدہ
اور بغیر تراشیدہ سے عین کفر اور انکار کرنا
حق تعالےٰ واجب الوجود کا ہے۔ فرمایا اللہ تبارک
و تعالےٰ نے شکایۃً بعض گمراہوں کے حال سے
چاہتے ہیں۔ کہ فیصلہ لے جاویں شیطانوں کی طرف
اور حالانکہ حکم کئے گئے ہیں کہ اس کے منکر ہو
جاویں اور شیطان چاہتا ہے۔ کہ ان کو گمراہ کرے
گمراہی بعید میں۔ اکثر عورتیں بوجہ کمال جہالت
کے اس استمداد ممنوع میں مبتلا ہیں۔ اور بلاؤں
کے ٹالنے میں ان بے اصل ناموں سے مدد طلب
کرتی ہیں اور ادائے رسومات شرکیہ میں گرفتار
ہیں خاص کر یہ امر ہر نیک و بد عورتوں میں وقت
مرض چیچک جس کو ہندی میں سیتلہ کہتے ہیں مشہور و
معروف ہے ایسی کوئی عورت کم ہو گی جو اس قسم
کے شرک سے خالی ہو اور ان رسومات میں سے کسی
میں مبتلا نہ ہو۔ مگر جس کو اللہ تعالےٰ محفوظ رکھے
اور تعظیم کرنا ہندوؤں کے معظمہ دنوں کی اور ان دنوں
میں ان کی رسومات کو عمل میں لانا بھی مستلزم شرک
اور موجب کفر ہے۔ جیسا کہ دیوالی کے دنوں میں جہلائے
اہل اسلام خاص کر کے ان کی عورتیں رسوم اہل کفر
کو بجا لاتی ہیں اور اپنی عید مناتی ہیں ہدیہ مثل ہدیہ کفار
لڑکیوں اور بہنوں کے بطور اہل شرک کے بھیجتی ہیں اور
اپنے برتن مثل کفار کے رنگتی ہیں اور سرخ چاول سے

وآں موسم را اعتنا و اعتبار میدہند ہمہ شرک
وکفرست بدین اسلام قال اللہ تبارک
تعالیٰ وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون
وحیوانات را نذر مشائخ میکنند وبرسر قبرہائی
ایشاں رفتہ آں حیوانات را ذبح مینمایند روایات
فقہ ایں عمل را داخل شرک ساختہ ودریں باب
مبالغہ نمودہ ایں ذبح را از جنس ذبائح جن
انگاشتہ کہ ممنوع شرع ست وداخل دائرہ
شرک از عمل نیز اجتناب باید نمود وجوہ نذر
بسیار است چہ در کارست کہ نذر ذبح
حیوانے کنند وارتکاب ذبح آن نمایند
وبذبائح جن ملحق سازند وتشبیہ بعبدۂ جن
(پرستندگان) پیدا کنند وازیں عالم ست
صیام نسار کہ بہ نیت پیراں وبیبیاں نگاہ
دارند واکثر ناجہائے ایشاں را از نزد خود
تراشیدہ روزہائی خود را بنام آنہا نیت
کنند ودر وقت افطار از برائے ہر روزہ طعام
خاص بوضع مخصوص تعین مینمایند وتعین ایام
نیز از برائے صیام میکنند مطالب ومقاصد خود را باین روزہا مربوط
مے سازند وتوسل این روزہا از آنہا حوائج خود مے خواہند ودر روائے
حاجات خود را از آنہا میدانند ایں شرک در عبادت ست وتوسل
عبادت غیر حاجات خود را ازاں غیر خواستن ست شناعت ایں
فعل را نیک باید دریافت وحالانکہ در حدیث قدسی
آمدہ است کہ او تعالیٰ فرمودہ الصوم لی وانا
اجزی بہ یعنی صوم مخصوص از برائے من ست

پھر کر بھیجتی ہیں اور اس موسم کو اہمیت دے کر قابل اعتبار
جانتی ہیں یہ سب دین اسلام میں شرک اور کفر ہے
فرمایا اللہ تعالےٰ نے اور نہیں مسلمان ہیں اکثر لوگ
مگر کہ شرک کرتے ہیں، اور حیوانات کو نذر مشائخ
کی کرتے ہیں اور قبروں پر مشائخ کی جا کر ان کو ذبح
کرتی ہیں، روایات فقہ نے اس عمل کو شرک میں داخل
کیا ہے، اور اس باب میں مبالغہ کر کے اس ذبح کو
جنس ذبائح جن سے جانا ہے کہ ممنوع شرع اور
داخل دائرہ شرک ہے اس عمل سے اجتناب چاہیئے
طریقہ نذر ادا کرنے کے بہت ہیں کیا ضرور ہے، کہ
نذر ذبح کسی حیوان کی کی جاوے اور ارتکاب
اس کے ذبح کا کر کے ذبائح جن سے ملحق کریں، اور
تشبیہ جنوں کی عبادت کرنے والوں سے پیدا کریں
اور اسی طرح حال عورتوں کے روزہ رکھنے کا ہے
کہ بہ نیت پیروں اور بی بیوں کے رکھتی ہیں اور اپنی
حاجت روائی ان سے جانتی ہیں، یہ عبادت میں شرک
ہے اور بوسیلہ عبادت غیر کے اپنی حاجت کا ان غیر
سے چاہنا ہے برائی اس فعل کی خوب طرح سے جاننا
چاہیئے، حالانکہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ حق تعالیٰ
نے فرمایا ہے یعنی روزہ خاص میرے واسطے ہے اور میں
ہی اس کی جزا دوں گا، اور میرے غیر کو عبادت
روزہ میں کوئی شرکت نہیں ہے ہر چند کسی عبادت میں
شرکت حق تعالیٰ کے ساتھ جائز نہیں ہے لیکن تخصیص بندہ
کی واسطے اہتمام اس عبادت کی غرض سے ہے اور
تاکید نفی شرک اس عبادت کے لئے کرنا ہے اور

وغیر او در عبادت صوم شرکتے نیست ہر چند در ہیچ عبادت شرکت باو تعالیٰ جائز نیست اما تخصیص صوم از برائے اہتمام ایں عبادت ست و بتاکید نفی شریک در ایں عبادت کردنست و حیلہ است آنچہ بعضے از زنان در وقت اظہار شناعت ایں فعل گویند کہ ما ایں روزہ ہا را برائے خدا نگاہ مے دارم ثواب آں را بہ پیراں مے بخشم اگر دریں امر صادق مے باشند تعین ایام از برائے صیام چہ در کار ست و تخصیص طعام و تعین اوضاع شنیعہ مختلفہ در افطار از برائے چیست بسا است کہ در وقت افطار ارتکاب محرمات نمایند و افطار را بہ حرام کنند و بے حاجت سوال و گدائے کنند و باں افطار نمایند و قضائے حوائج خود را مخصوص بار تکاب ایں محرم دانند ایں خود عین ضلالت و تسویل شیطان لعین ست واللہ سبحانہ العاصم اھ

حیلہ کرنا ہے جو کچھ کہ بعض عورتیں اس فعل کی برائی ظاہر ہونے پر کہتی ہیں۔ کہ ہم ان روزوں کو خدا کے لئے رکھتی ہیں اور ثواب ان کا پیروں کو ہم بخش دیتی ہیں۔ اگر اس امر میں سچی ہوتیں تو تعین زمانہ اور دنوں کا روزوں کے واسطے کیا درکار ہے اور تخصیص کھانے اور تعین طریقہ شنیعہ مختلفہ روزوں کے افطار میں کس واسطے ہے، ایسا اکثر ہوتا ہے کہ افطار کے وقت حرام چیزوں کا ارتکاب کرتی ہیں اور افطار حرام شئے سے کرتی ہیں اور بے ضرورت سوال اور گدائی کرتی ہیں اور اس سے افطار کرتی ہیں۔ اور اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کو مخصوص ارتکاب ان حرام چیزوں سے جانتی ہیں۔ یہ خود عین گمراہی اور تسویل شیطان لعین ہے واللہ سبحانہ العاصم ،،

پس جس طرح مشرکین سابقین کہتے تھے۔

ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى الآية ؛ سورہ زمر

یعنی ’’ہم ان کی عبادت نہیں کرتے مگر اسی لئے کہ ہمیں اللہ تک قریب کر دیں گے مرتبہ میں ،،

اسی طرح مولوی نعیم الدین کا بھی یہی عقیدہ ہے ’’کہ شرک جب ہوتا ہے کہ ہم ان انبیاء و اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر سمجھتے۔ مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں ہمارے سفارشی ہیں،، وغیرہ وغیرہ۔

تو پھر ان دونوں میں کیا فرق ہے۔ وہ بھی بعض ایمانی باتوں پر ایمان لا کر شرک کرتے۔ یہ بھی وہی کرتے ہیں۔ اگرچہ نزول آیت اس زمانہ کے لوگوں پر ہوا۔ مگر جو جیسا کرے گا اس میں کیوں کر داخل نہ ہوگا جس طرح اس کی تفصیل کما حقہٗ کلام حضرت مجدد صاحب میں گذری کہ جہلاء کا پیروں کے نام کا روزہ رکھنا اس کے ذریعہ سے طلب حاجات اور اس میں ثواب پہنچانے کا حیلہ کو بھی بوجہ تعین و تخصیصات کے عین گمراہی اور داخل شرک فرماتے ہیں۔

سنیے رسول کو ماننا اس طرح ہوتا ہے، جس طرح خود تقویۃ الایمان ص[illegible] میں ہے۔ کہ رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے گے "اتباع سنت کو ضرور پکڑے" نہ کہ انبیار واولیار کو غائبانہ پکارے، حاجات طلب کرے، حاضر وناظر متصرف جانے کہ یہ ہرگز ان کا ماننا نہیں بلکہ اللہ اور رسول سے عداوت ہے، چنانچہ عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات مردہ زندہ ہونے وغیرہم بفعل اللہ سے استدلال لاکر کہا جاتا ہے وہ لوگ اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں، معاذ اللہ اور خطاب التحیات اور عثمان بن حنیف کی روایات کا جواب مولوی نعیم الدین کے جواب ہیں ص۴۵ تا ص۴۹ بہ مفصل گذر چکا۔ اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب رح کی عبارت تفسیر عزیزی ص۱ دربارہ استعانت لغیر اللہ کو کاٹ چھانٹ کر خیانت وبد دیانتی پر کمر باندھی جو لغرض انکشاف حقیقت اہل انصاف کی خدمت میں حسب ذیل ہے، اس عبارت کا جزو اول ملا کر ملاحظہ فرمائیں تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۱

دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہے کہ اعتماد براں غیر باشد واو را یکے از مظہر عون الہی نداند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است واو را یکے از مظاہر عون دانستہ ونظر بکارخانہ اسباب وحکمت او تعالیٰ دراں نمودہ بہ غیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود ودر شرع نیز جائز وروا است وانبیار واولیار ایں نوع استعانت بغیر کردہ اند ودر حقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکہ استعانت بحضرت حق است لاغیر اھ

یعنی یہ اس جگہ سمجھنا چاہیئے کہ استعانت غیر سے اس طور پر کہ اس پر بھروسہ رکھ کر اس کو امداد الٰہی کا مظہر نہ جانے حرام ہے اور اگر التفات محض حق تعالیٰ پر رکھ کر اس غیر کو منجملہ مظہر عون (یعنی اسباب ظاہری کا سمجھے) اور نظر حق تعالیٰ کے کارخانہ اسباب اور حکمت پر رکھ کر غیر سے ظاہری طور پر کرے تو یہ عرفان سے دور نہ ہوگا اور شرع میں بھی جائز ہے۔ اور انبیار واولیار اس قسم کی استعانت کیا کرتے تھے۔ اور حقیقت میں اس قسم کی استعانت استعانت غیر سے نہیں ہے بلکہ حق تعالیٰ ہی کے ساتھ ہے ،،

اس عبارت شاہ صاحب موصوف میں جس استعانت غیر سے شرع میں اجازت دی گئی ہے اور انبیار علیہم السلام وغیرہم استعانت کرتے تھے وہ کارخانہ اسباب وحکمت نظام عالم کی استعانت ہے نہ کہ بعد گزرنے اس عالم کے خود انبیار اولیار سے استعانت طلب کرنا ان کو پکارنا معاذ اللہ جس طرح مولوی نعیم الدین نے لفظ "او را" کا ترجمہ تحریف کر کے لوگوں کو دہوکہ میں ڈال کر بندہ مقرب کا کیا ہے جس پر خط کا نشان ڈالا گیا ہے، حالانکہ ہرگز اس کا اشارہ تک نہیں ہے، چنانچہ شاہ صاحب

خود اس کی تفصیل تفسیر فتح العزیز ص۴۵ میں فرماتے ہیں۔

گویم کہ عون الٰہی در غالب اوقات کسانے را
حاصل میشود کہ استعانت بجناب او مے
نمایند پس ایں سبب عادی است برائے
حصول عون و در اسباب عادیہ نتواں گفت
کہ چہ فائدہ دارند فائدہ آنہا ہمیں است کہ
حق تعالیٰ بجریان عادت خود آں چیزہا را
واسطۂ نیل مطلوب ساختہ است چنانچہ
خوردن طعام برائے حصول سیری شکم اھ

یعنی "میں کہتا ہوں کہ مدد الٰہی اکثر اوقات ان
لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو استعانت اس کی
جناب میں چاہتے ہیں پس یہ سبب عادی ہے واسطے
حاصل ہونے مدد کے اور اسباب عادیہ میں یہ نہیں
کہہ سکتے کہ کیا فائدہ رکھتے ہیں۔ فائدہ ان کا یہی ہے
کہ حق تعالیٰ کی عادت کے اس نے ان چیزوں کو سبب
حصول مطلوب کا بنا دیا ہے جس طرح کھانے سے پیٹ
بھرنے کا امور عادیہ میں سے ہونا"

نیز فتح العزیز ص۶۶ میں فرماتے ہیں۔

پس استعانت لائق نیست الا از خدا اھ

یعنی "پس استعانت سوائے خدا کے کسی سے لائق نہیں ہے"

ایضاً۔ پس مرد مومن را از شرک مے گریزد
واز اول وہلہ باید کہ اعانت غیر را کہ بظاہر
اعانت است و در معنی اصلا قدرت ندارد
از نظر بیندازد و باعانت قادر حقیقی
اکتفا نماید اھ

یعنی "مرد مومن اول ہی دفعہ میں شرک سے بھاگتا ہے
چاہیئے کہ غیر کی اعانت کو فقط ظاہر میں اعانت ہے
اور حقیقت میں کسی طرح قدرت نہیں رکھتا ہے۔
نظر سے ڈال دے اور ساتھ اعانت قادر حقیقی کے کفایت
کرے"

نیز ص۴۸ میں فرماتے ہیں۔

واستعانت یا بچیزے است کہ توہم استقلال
آں چیز در وہم و فہم ہیچ کس از مشرکین و موحدین
نمے گذرد مثل استعانت بحبوب و غلات
در دفع گرسنگی واستعانت باب و شربت
ہا در دفع تشنگی واستعانت برائے راحت
بسایہ درخت و مانند آں و در دفع مرض بادویہ
وعقاقیر و در تعیین وجہ معاش بامیر و بادشاہ
کہ در حقیقت معاوضہ خدمت بمال است

یعنی "استعانت یا ایسی چیز کے ساتھ ہے کہ خیال استقلال
اس چیز کا وہم و فہم میں بھی کسی چیز کے خواہ مشرک ہو خواہ موحد
نہیں گذرتا جس طرح استعانت اناج کی بھوک دور کرنے
میں اور استعانت پانی اور شربتوں کی پیاس کے دور
کرنے میں اور استعانت سایہ درخت کی راحت کے لئے
اور استعانت دواؤں اور بوٹیوں کی بیماریوں
کے دور کرنے میں اور استعانت امیر اور بادشاہ
کی معین ہونے معاش کی وجہ میں کہ در حقیقت

و موجب تذلل نیست یا باطبا و معالجان که بہ سبب تجربہ و اطلاع زائد از آنہا طلب مشورہ و استقلال توہم نمے شود پس این قسم استعانت بلا کراہت جائز است زیرا کہ در حقیقت استعانت نیست و اگر استعانت است استعانت بخدا است و یا بچیزے است کہ توہم استقلال آں چیز در مدارک مشرکین جا گرفتہ مثل استعانت بارواح و روحانیت فلکیہ یا عنصریہ یا ارواح سائرہ مثل بہوانی و شیخ سدو و زین خان و مثال ذلک و این نوع استعانت عین شرک است و منافی ملت حنیفی است اھ

اس میں معاوضہ خدمت کا مال کے ساتھ ہے اور موجب ذلت کا نہیں اسی طرح استعانت طبیبوں اور معالجوں میں کہ بسبب تجربہ اور زیادتی واقفیت کے ان سے طلب مشورہ کیا ہے، اور استقلال کا وہم بھی نہیں ہوتا بس اس قسم کی استعانت بلا کراہت جائز ہے اس واسطے کہ حقیقت میں استعانت نہیں اور اگر یہ استعانت ہے تو استعانت خدا ہی سے ہے، اور یا استعانت ایسی چیز کے ساتھ ہو کہ خیال استقلال اس چیز کا مشرکین کے ذہنوں میں بیٹھا ہوا ہے جس طرح استعانت ارواح اور روحانیت فلکیہ یا عنصریہ یا سوائے ان کے اور ارواح کے ساتھ مثل بہوانی و شیخ سدو و زین خاں وغیرہم اور اس قسم کی استعانت عین شرک اور منافی ملت حنیفی کے ہے،،

اور صـ۳۷ میں فرماتے ہیں۔

و نیز در تجلیہ لابد است از اظہار احتیاج و آن باستعانت مبین شدہ و از تذلل و انکسار بعبادت مفہوم گشتہ و از معرفت عزت ربوبیت و ذلت بشریت و این مضموم از مجموع رب العالمین و ایاک نعبد ظاہر مے شود اھ

یعنی در تجلیہ میں لابد ہے اپنی احتیاج ظاہر کرنا اور اس کا بیان استعانت کے ساتھ ہو گیا ہے اور تذلل و انکساری سے عبادت کے معنی سمجھے گئے ہیں، اور معرفت سے عزت ربوبیت اور ذلت بشریت کا ہونا مجموع رب العالمین و ایاک نعبد سے ظاہر ہوتا ہے،،

اور مولانا شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی رح مدارج النبوۃ صـ۷۷ جلد ۲ میں (در بارہ سفر ہجرت کے جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو اونٹ چار سو درہم یا آٹھ سو درہم کو خریدے اور چار ماہ تک ان کو فربہ کیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے کہ ان میں سے ایک پسند فرما لیجئے آپ نے فرمایا میں بشرط قیمت قبول کرتا ہوں چنانچہ نو سو درہم اس کی قیمت دیئے گئے) فرماتے ہیں

کہ نخواست کہ در راہ خدا استمداد و استعانت از کسے جوید چنانکہ خلاصہ اشارت آیت لَا تُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا در آن ناظر است اھ

یعنی چاہا کہ حق تعالی کی راہ میں مدد اور استعانت کسی سے ڈھونڈیں جس طرح کہ حاصل اشارہ اس آیت سے جاتا کہ نہ شریک ٹھیرائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عبادت میں کسی کو،،

اسی طرح اس واقعہ کو صاحب ہدایہ نے کتاب البیوع ص۲۷ ج ۳ میں نقل کیا ہے۔ حیث قال وقد صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لما اراد الھجرۃ ابتاع ابوبکر رضی اللہ عنہ بعیرین فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولنی احدھما فقال ھو لک بغیر شئ فقال علیہ السلام اما بغیر ثمن فلا۔
نیز شاہ عبدالحق صاحب موصوف اخبار الاخیار ص۱۳ میں فرماتے ہیں

ویقدم کل قول وفعل الالتجاء الی اللہ والاستعانۃ بہ یرزقہ اللہ عز وجل خیر العمل اھ

یعنی وہ مقدم کرے ہر قول وفعل میں التجا اللہ تعالیٰ کی جانب اور اسی کی طرف استعانت کو تاکہ نصیب فرمادے اللہ عز وجل بہتر عمل"

اور ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں

از خدا خواہم واز غیر نخواہم بخدا
کہ نیم بندہ غیر و نہ خدائے دگراست

اور مدارج النبوۃ جلد ۱ ص۸۷ میں فرماتے ہیں۔

حمد وشکر است مر پروردگار را و اثبات کمال مر او راصریحاً وضمناً و توحید و رغبت و مناجات و تفرع و تذلل و استعانت و استغاثت و ایں معانی ہمہ خاصہ عبادت و زبدہ آنست و ازیں جہت وارد شدہ است کہ الدعاء مخ العبادۃ الخ

یعنی یہ حمد وشکر خاص اس پروردگار کے لئے ہے اور اثبات کمال صریحاً وضمناً اسی کے لئے حاصل ہے اور توحید التجا اور مناجات تضرع اور تذلل و استعانت اور فریاد یہ جملہ معانی سب خاصہ عبادت اور اس کی جڑ میں سے ہیں اسی وجہ سے حدیث شریف میں وارد ہے کہ دعا جڑ ہے عبادت کی،،

اور تصحیح المسائل بدایونی (شیخ مسلم مولوی نعیم الدین) ص۵۱ میں شرح مشکوۃ شیخ عبدالحق رح سے منقول ہے

ان کان الزائرون یعتقدون اھل القبور متصرفین مستبدین قادرین من غیر توجہ الی حضرۃ الحق والالتجاء الیہا کما یعتقدہ العوام الجاھلون الغافلون وغیر ذلک من تقبیل القبور والسجود لہم والصلوۃ الیہا وقد ورد النہی والتحذیر عن ذلک حاشیۃ وحیث منعہ وفعل العوام

یعنی وہ اگر زائران اعتقاد کریں کہ اہل قبور متصرف و قادر ہیں بے توجہ ہوئے حق تعالیٰ کی جانب کے جس طرح عوام، جاہل، غافل اعتقاد رکھتے ہیں اور جو کچھ مثلاً بوسہ دینا اور سجدہ کرنا قبر کو اور نماز پڑھنا قبر کی طرف وغیرہ امور جن کی ممانعت اور تحذیر واقع ہوئی ہے پس یہ جملہ اعتقاد اور جملہ افعال ممنوع اور حرام ہیں اور عوام کے فعل کا ہرگز کچھ اعتبار نہیں ہے،،

ناظرین منصفین پر خصوصاً کلام صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری اور شاہ عبدالعزیز صاحب کی

تفسیر فتح العزیز وغیرہ و شاہ عبد الحق صاحب دہلوی خاص کر مجدد ملت حنیفیہ حضرت مجدد الف ثانی رحمہم اللہ کے مکتوبات سے واضح ہوگیا کہ تقویۃ الایمان کا استدلال آیت وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون میں بعینہ جس طرح کفار و مشرکین سابقین کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اسی طرح جاہل مسلمان جو انبیاء و اولیاء کو ندا و فریاد کرتے متصرف و حاضر و ناظر جانتے ہیں وہ بھی اس کے حکم میں داخل ہیں پس جملہ مبتدعین کی تخصیصات و تعینات و گور پرستوں پیر پرستوں کے باطل تار عنکبوت ائمہ و علمائے کرام نے پاش پاش کردیے اب مولوی نعیم الدین تمام ائمہ دین کو خارجی بتا دیں یا اپنے ایمان اوھن البیوت کی خیر منا دیں وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ منیب۔ مزید بحث استعانت پہلے ص ۴۰-۴۱ کے جواب میں مفصل گذر چکی ہے۔ اس کی طرف رجوع فرمادیں۔

آیت "یعبدون من دون اللہ الآیۃ" کا مطلب

قولہ ص۴۷-۸۰ اسی مدعائے باطل کے لئے مولوی اسمٰعیل صاحب نے دوسری آیت لکھی اور اس کا غلط مطلب بیان کرکے دنیا کو دھوکا دیا ملاحظہ ہو۔ ویعبدون من دون اللہ ما لا یضرھم ولا ینفعھم ویقولون ھؤلاء شفعاؤنا عند اللہ الآیۃ "اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسی چیز کو کہ نہ کچھ فائدہ دیوے ان کو نہ نقصان اور کہتے ہیں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے پاس" الخ تقویۃ الایمان ص۶۔ اس ترجمہ کے بعد ف لکھ کر مطلب یہ بتایا ہے "یعنی جن کو پکارتے ہیں" الخ مطلب غلط بیان کیا پکارتے ہیں آیت کے کس لفظ کا ترجمہ ہے آیت میں ویعبدون ہے، ینادون نہیں ہے۔ خود ترجمہ میں لکھا اور پوجتے ہیں اور مطلب میں پوجنے کا پکارنا بنا دیا۔ کیا چالاکی کیسی تحریف ہے، بات یہ ہے کہ اگر پوجنے کو پکارنے سے نہ بدلتا تو مسلمانوں کو مشرک کہنے کا موقعہ نہ ملتا۔ باوجودیکہ اہل اللہ کو پکارنا ندا کرنا اور ان کا باذن الٰہی مدد فرمانا نفع پہنچانا اور بارگاہ الٰہی میں تشفیع ہونا۔ آیات و احادیث سے ثابت ہے، مسئلہ ندا ہم مفصل ذکر کر چکے ہیں، یہ قرآن پاک پر افترا ہے خدا پر بہتان ہے۔ کتاب الٰہی کی مخالفت ہے صاحب تقویۃ الایمان سب کو چھوڑ کر انبیاء کی شفاعت کے انکار پر اڑا ہوا ہے اور شفاعت انبیاء کو بے فائدہ بتاتا ہے قرآن و حدیث سے اس کو کس قدر اور کتنی ضد الخ ملخصاً

اقول۔ مولانا شہید مرحوم نے یعبدون کا لفظی ترجمہ پوجنا اور فائدہ میں بطور شرح پکارنے کا لفظ اختیار فرمایا اس میں کیا غلطی اور کیا تحریف ہے۔ نہ قرآن پاک پر افترا ہے نہ خدا پر بہتان نہ کتاب الٰہی کی مخالفت۔ چنانچہ امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ الباری جن کو خود مولوی نعیم الدین مستند جانتے ہیں فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۱۹ میں فرماتے ہیں

وقال الراغب الدعاء والنداء واحد الدعاء فی القران علی وجوہ منھا العبادۃ ولاتدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک ا ھ

یعنی ود فرمایا امام راغب نے دعا اور نداء کے معنی واحد ہیں دعا قرآن میں منجملہ کئی معنی کے عبادت کے معنی میں وارد ہے مثلاً اور مت پکار سوائے اللہ کے اس کو جو نہ نفع پہنچائے تم کو اور نہ نقصان ،،

اور پارہ ۳۰ ص۷۹ میں فرماتے ہیں ۔

والمراد الدعاء اما بمعنی النداء واما بمعنی العبادۃ واما بمعنی الاعتقاد

یعنی دو مراد دعا سے نداء اور عبادت اور اعتقاد ہے ،،

پس کس طرح ابیض من الشمس واضح ہوا کہ عبادت یعنی پوجنا بمعنی نداء اور دعا رسب ارکان عبادت اور اس کے لوازمات ہیں ، نداء کو بھی عبادت کہتے ہیں ۔ اور دعا کو بھی عبادت کہتے ہیں ۔ جب کسی کو کوئی نداء غائبانہ بتوقع نفع وضرر حاضر و ناظر جان کر کرے گا تو وہ بھی پوجنا ہی ہوگا ۔ اور مسئلہ نداء کا کفر و شرک ہونا آیات واحادیث اور اقوال ائمہ کرام و مقتدائے انام سے بخوبی مفصل مذکور ہو چکا ہے ہرگز کسی آیت و حدیث صحیح سے انبیاء و اولیاء کو پکارنا نداء کرنا ثابت نہیں ،

مسئلہ شفاعت کا اجمالی ذکر پھر اہل اللہ کو پکارنا ، نداء کرنا ۔ جبکہ شرک ٹھیرا تو کیونکر اس شرک کے ساتھ شفاعت ہو سکتی ہے ۔ شفاعت انبیاء و اولیاء موحدین اہل کبائر کی باذن اللہ تعالیٰ ہو گی اس میں کسی اہل سنت کو خلاف نہیں ہے یہی آیت واحادیث سے ثابت ہے اور یہی حاصل تفسیر خازن اور روح البیان و شرح فقہ اکبر کا ہے نہ اس کے خلاف ۔ اور ہرگز تقویۃ الایمان میں انبیاء کی شفاعت بالاذن کا موحدین اہل کبائر کے لئے انکار نہیں ہے ۔ اور نہ بے فائدہ بتانا یہ محض مولوی نعیم الدین کا عناد اہل توحید سے اپنے نشۂ شرکیات کے باعث ہے دیکھو خود تقویۃ الایمان ص۶ میں اسی کے ساتھ ملا ہوا مرقوم ہے ۔

دو بلکہ انبیاء و اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے ۔ ان کے پکارنے نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہوتا ہے ،،

اور اسی کی تائید مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمہ مولانا شہید مرحوم کے مکرم اور شیخ واستاد تفسیر فتح العزیز جلد ا ص۲۶۷ میں فرماتے ہیں ۔

واحادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم شفاعت خواہد شد

یعنی دو احادیث متواترہ سے ثابت ہوتا ہے کہ سوائے کافر کے تمام گنہگاروں کے لئے حکم شفاعت

پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافراست ولبس ومناسب مقام ہم نفی ہمین شفاعت است زیرا کہ این کلام برائے رد خیال فاسد اہل کتاب ونیز ہم شربان ایشاں است از اولاد انبیار واولیار ومنوسلان بزرگان دین کہ خود را توسل بزرگان مامون از مواخذہ وباز پرس میدانند ومی فہمند کہ باوجود کفر وقبائح دیگر بزرگان مارا از عذاب اخروی خلاص خواہند ساخت وطریق رد این خیال آنست کہ شفاعتے کہ شما توقع آں غرہ میشوید دراں روز واقع نخواہد شد زیرا کہ شفاعت ہر شفیع دراں روز موقوف بر حکم آلہی خواہد بود وچوں شفاعت موقوف بر حکم آلہی شد جائے اعتماد نماند چہ توسل باآں شفیع در حصول آں کفایت نخواہد کرد بلکہ حکم آلہی ہم درکار است وآں در خطر است شود یا نشود ولہٰذا شما بمحض توسل بکاملے نازش مکنید کہ این توسل سبب مستقل نیست اھ

کا ہوگا پس معلوم ہوا کہ بالکل محروم شفاعت سے فقط کافر ہیں اور مناسب مقام کے بھی نفی اسی شفاعت کی ہے اس لئے کہ اس کلام کو رد کرنے کے لئے خیال فاسد اہل کتاب کے اور جو ہم مذہب ان کے ہیں لائے ہیں کہ یہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اولاد نبیوں اور ولیوں کی ہیں اور بزرگوں کے ساتھ توسل ہمارا ہے ہم کو خوف مواخذہ اور باز پرس کا نہیں ہے اور جانتے ہیں کہ باوجود کفر اور دوسری برائیوں کے بزرگ ہمارے ہم کو عذاب آخرت سے چھڑائیں گے اور طریق رد کرنے اس خیال کا یہ ہے کہ جس شفاعت کی توقع پر تم غرہ میں ہو ایسی شفاعت اس روز نہیں ہونے کی کیونکہ شفاعت ہر شفیع کی اس دن موقوف اوپر حکم آلہی کے ہوگی جب شفاعت حکم آلہی پر موقوف ہوئی اعتماد کی جگہ نہیں رہی اس واسطے کہ فقط وسیلہ شفیع کا اس میں کفایت نہ کرے گا بلکہ حکم آلہی بھی درکار ہے اور اس کا خطرہ ہے چاہے ہو چاہے نہ ہو پس تم محض کسی کامل کے توسل پر نازاں نہ ہو کہ یہ توسل سبب مستقل نہیں ہے،،

نیز ص۵۰۱ میں فرماتے ہیں،

ہر چند شفاعت انبیار واسلاف شما درحق تابعان ومنسوبان خود مقبول است امابا وجود کفر شمارا نافع نخواہد شد کہ از تبعیت ونسبت بایشاں خارج آیدا ھ

یعنی ”ہر چند شفاعت انبیاء اور تمہارے اسلاف کی حق میں اپنے تابعین اور منسوبین کے مقبول ہے، لیکن باوجود تمہارے کفر کے نفع نہ دے گی کہ تم ان کی تابعداری اور نسبت سے خارج ہوئے،،

الحمد للہ کہ در بارہ شفاعت تقویۃ الایمان کی پوری پوری تفصیلاً تائید گویا حرف بحرف موتیوں کی لڑی کی طرح شرح تفسیر فتح العزیز مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ کے کلام سے محقق ہو کر مولوی نعیم الدین کے

غلط خیال کا مردود ہونا کماحقہ ثابت ہو گیا جس میں اہل انصاف کو کوئی جائے مقال و دم زدن نہیں ہو سکتا والحمد للہ اولاً و آخراً۔ مفصل بحث شفاعت مولوی نعیم الدین رح کے جواب میں انشاء اللہ العزیز آوے گی،

قولہ ۸۱ والذین اتخذوا من دونہ اولیآء ما نعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفیٰ الآیۃ

یعنی اور جو لوگ ٹھہراتے ہیں ورے اللہ کے اور حمایتی کہتے ہیں پوجتے ہیں ہم ان کو سو اسی لئے کہ نزدیک کر دیں ہم کو اللہ کی طرف مرتبہ میں" تقویۃ الایمان ص یہ آیت کریمہ بھی کفار کے حق میں نازل ہوئی اور بتوں کی پرستش میں جو ان کے باطل عذر تھے اس میں ان کا ابطال کیا گیا اس کو مسلمانوں پر ڈھالنا اور بتوں کی بجائے بزرگان اسلام کے ساتھ توسل و شفاعت کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی تحریف اور اللہ تعالٰے پر افترا اور خارجیوں کی تقلید ہے صاحب تقویۃ الایمان اس کا عادی ہو گیا، وہ ہر جگہ میں فریب کاری کر کے مسلمانوں کو شرک بناتا ہے الخ ملخصاً"

اقول۔ اگرچہ مورد نزول آیت کا خاص ہے، مگر اعتبار عموم الفاظ کا ہوتا ہے یہ مسئلہ و قاعدہ اصولی مسلمہ ہے ہزارہا امثلہ قرآنی سے یہ امر واضح ہے مثلاً آیت فاسئلوا اھل الذکر کیا اہل کتاب کے حق میں نازل نہیں ہوئی پھر کیوں اس سے مسلمانوں کے حق میں کس زور و شور سے استدلال کیا جاتا ہے۔ علی ہذا آیت اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ۔ یہود و نصاری کے حق میں نازل ہوئی مگر نص کے خلاف میں اس آیت سے تقلید کے کفر و شرک ہونے پر مفسرین و ائمہ کرام نے صراحۃً استدلال کیا حتی کہ فروعات عملیہ حلت و حرمت میں اس آیت کو خود جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک و کفر پر محمول فرمایا چنانچہ حدیث صحیح ترمذی میں عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اور آیت ولا تلبسوا الحق بالباطل وتکتموا الحق وانتم تعلمون۔ اہل کتاب کے بارے میں نازل ہوئی معہذا مسلمانوں کے لئے اس سے استدلال ہوتا ہے۔ باقی تفصیلی جواب قریب ہی گزر چکا ہے، پھر ملاحظہ ہو مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رح مستند مولوی نعیم الدین از ترجمہ مشکوۃ شریف ج ا ص ۶۹ میں فرماتے ہیں۔

بت پرستاں اگرچہ بتاں را مانند خدا و مخالف او تعالٰی نمیدانند و نمے گویند و لیکن چوں آنہا را می پرستند و تعظیم می کنند گویا مثل و مانند او میدانند و اعتقاد دارند کہ ایشاں را از عذاب خدا میرہانند اھ	یعنی دبت پرست اگرچہ بتوں کو مانند خدا تعالی اور مخالف حق تعالٰے کے نہیں جانتے ہیں، مگر جو ان کو پوجتے ہیں اور تعظیم کرتے ہیں گویا مثل اور مانند حق تعالی کے جانتے ہیں اور اعتقاد رکھتے ہیں کہ خدا تعالی کے عذاب سے رہا کرا دیں گے، ۱ھ

نیز شاہ عبدالحق صاحب ترجمہ مشکوۃ ج ۴ ص ۱۲۵ میں فرماتے ہیں۔

خلط ایماں بہ شرک واقع است چنانکہ مشرکان
مکہ ایمان بخدا داشتند و بت پرستی میکردند و
بتاں را در عبادت شریک حق می ساختند
شریک در وجود و خالقیت و عبادت می باشد
و انجام او شرک در عبادت است و نص قرآنی
بداں ناطق است در جائیکہ میفرماید و ما
یؤمن اکثرھم باللہ الا وھم مشرکون
ایمان نمی آرند بیشترین ایشاں مگر در حالیکہ
ایشاں مشرکانند یا مراد ایمان آوردن بزبان
است و شرک نگاہداشتن در دل چنانکہ
حال منافقاں ست کہ خلط کردہ اند ایمان
ظاہر را با شرک باطن (لطائف صوفیق ص۱۱)

یعنی "خلط ایمان شرک کے ساتھ واقع ہے۔ جس طرح
مشرکین مکہ حق تعالےٰ پر ایمان رکھتے ہیں اور بت
پرستی کرتے ہیں اور بتوں کی عبادت میں حق تعالےٰ کا
شریک ٹھہراتے ہیں یہ شرک وجود خالقیت اور عبادت میں
ہوتا ہے اس جگہ شرک سے مراد عبادت ہے اور نص قرآنی
اس امر میں ناطق ہے۔ کہ فرمایا ایمان
نہیں لاتے۔ اکثر ان لوگوں کے۔ مگر ایسی صورت
میں کہ وہ شرک کرتے ہیں۔ یا مراد ایمان
لانا زبانی ہے۔ اور دل میں شرک رکھنا
جس طرح حال منافقین کا ہے۔ کہ خلط
کرتے ہیں ایمان ظاہر کو شرک باطن
سے "

پس کس درجہ مولوی نعیم الدین کی خود فریبی و افتراء اور تحریف کلام ربانی ہے جو انصاف کو طاق میں رکھ کر مولانا شہید مرحوم کو منکر بلکہ شفاعت کے شرک جاننے کا بیہودہ الزام لگا کر خارجیوں کا مقلد (معاذ اللہ) بتایا جاتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین چنانچہ مفصل بحث ثبوت شفاعت بحوالہ تقویۃ الایمان و تفسیر فتح العزیز قریب ہی میں منقول ہو چکی حق تعالےٰ مسلمانوں کو اس ورطۂ ضلالت بدعیہ سے نجات عطا فرما دے۔

اشراک فی التصرف کا مبحث

قولہ ص۸۲ — ۸۷ قل من بیدہ ملکوت کل شیء وھو یجیر ولا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للہ قل فانی تسحرون

یعنی "کہو کون ہے وہ شخص کہ اس کے ہاتھ میں ہے تصرف ہر چیز کا اور وہ حمایت کرتا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایت نہیں کر سکتا۔ جو تم جانتے ہو سو وہی کہہ دیں گے۔ کہ اللہ ہے پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہیں" تقویۃ الایمان ص۸ اوروں کو ماننا محض خبط ہے اس جملہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا انبیاء مرسلین و اولیاء و صحابہ و تابعین وغیرہم سب سے قطع تعلق کر دے۔ چنانچہ تقویۃ الایمان ص۱۲ میں لکھا ہے "کہ جتنے پیغمبر آئے سو وہ اللہ کی طرف سے یہی حکم لائے ہیں کہ اللہ کو مانئے اور اس کے سوائے کسی کو نہ مانئے۔ اسمٰعیل صاحب کے ان کلاموں کا حاصل یہ ہے کہ انبیاء کو مانو نہ مرسلین کو نہ فرشتوں کو نہ

جنت و دوزخ کو تمام ایمانیات ہی سے منکر ہو بیٹھو۔ جو لوگ مولوی اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان کو مانتے ہیں اور ایمان کی درستی کے لیئے اکسیر اعظم جانتے ہیں۔ وہ سب تقویۃ الایمان کے اس حکم سے مشرک ہوئے بہر حال تقویۃ الایمان کا یہ قول کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے بالکل باطل اور خلاف شرع ہے۔ علیٰ ہذا القیاس مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ بالکل غلط اور قرآن کریم پر افترا ہے آیت کریمہ میں یہ کہیں بھی نہیں کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اس آیت میں کیا تمام قرآن پاک کی کسی آیت میں نہیں کسی حدیث میں نہیں بلکہ یہ باطل مضمون بکثرت آیات و احادیث کے خلاف ہے۔ اسی طرح مولوی اسمٰعیل صاحب کا یہ دعویٰ کہ اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ ان کی پیش کی ہوئی آیت سورہ مومنون سے ثابت نہیں قرآن پاک پر افترا کرنے کی اس شخص کو بڑی جرأت ہے اور لوگ اسی دھوکے میں گمراہ ہوتے ہیں۔ انہیں کیا خبر کہ مفتری نے دل سے گھڑا۔ اور فریب کاری سے قرآن شریف کی طرف نسبت کر دیا مولوی اسمٰعیل صاحب کے اس قول سے اہل اللہ کو پکارنے والا منتیں ماننے والا نذر و نیاز کرنے والا اولیاء انبیاء کو شفیع سمجھنے والا اور اس کے ساتھ ہی یہ اعتقاد کرنے والا کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کی مخلوق ہیں معاذ اللہ ابوجہل کی برابر مشرک ہے۔ اور دلائل شرعیہ سے ثابت ہو گیا کہ اہل اللہ کو ندا کرنا شریعت نے جائز رکھا بلکہ بہت سے مقامات پر اس کا حکم کیا ہے خود نماز میں حضور پر عرض سلام ندا کے ساتھ ہے الخ ملخصاً بلفظہ۔

اقول ؎ گر نہ بیند بروز شپرہ چشم۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جب کہ خود سورہ مومنون ہی کی آیت مبارکہ سے صراحتہً یہ امر واضح ہے کہ تمام عالم کی ہر چیز حق تعالےٰ مالک الملک شہنشاہ عالم کے قبضۂ قدرت و تصرف میں ہے، سوائے حق تعالےٰ کے ہرگز کسی کی یہ شان نہیں ہو سکتی، کفار کو بھی بتوں کے پوجنے کے باوجود اس امر کا اعتراف تھا۔ اب کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو اپنا حمایتی اور متصرف فی الامور بمقابلہ حق تعالیٰ کے جانے خواہ اس کا بندہ و مملوک ہی جان کر یہ عقیدہ رکھے جس طرح کفار بھی اپنے معبودان کے لئے عطا فرمودہ تصرف اللہ تعالیٰ کا اعتقاد کرتے تھے، تو اس سے زیادہ اور کیا خبط ہو گا۔ کہ دوسروں کے لئے لوازمات الوہیت اور خواص باری تعالیٰ کو اعتقاد کرتا ہو۔ کیونکہ بندہ مخلوق کسی چیز پر متصرف نہیں ہو سکتا الا باذن اللہ تعالیٰ عالم اسباب میں جس قدر پر مکلف بشرائع واحکام کیا گیا۔ اور بعد گزرنے اس عالم دنیا سے چونکہ اعمال ذرائع کا لیف شرع بحکم حدیث صحیح منقطع ہو چکتے ہیں

کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا مات — یعنی فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت مرتا ہے

الانسان انقطع عنہ عملہ الا بثلثۃ العلم ینتفع بہ والولد الصالح یدعولہ والصدقۃ الجاریۃ الحدیث اخرجہ فی الصحاح صحیح مسلم

انسان تو منقطع ہو جاتے ہیں اس کے عمل مگر تین چیزیں علم نفع دینے والا اور نیک صالح بیٹا جو اس کے لئے دعا کرے اور صدقہ جاریہ،،

پس کسی بندہ کا تصرف و قدرت انتقال کے بعد ہرگز ثابت اور نہ ممکن کیونکہ نصوص قطعیہ قرآن و حدیث صریح کے مخالف ہے برخلاف اس کے کسی کا کلام اور کسی کی حکایت قابل قبول و لائق حجت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ یہ عقیدہ داخل شرک ہے چنانچہ مولانا شہید مرحوم کے جدامجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ جن کو مولوی نعیم الدین نے صـ۵۶ میں اور الکلمۃ العلیا صـ۲۲ میں رحمۃ اللہ علیہ لکھا ہے آپ اپنے مشہور و معتمد رسالہ اصول تفسیر الفوز الکبیر صـ۷ میں فرماتے ہیں۔

شرک آنست کہ غیر خدا را صفات مختصہ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم بارادہ کہ تعبیر ازاں بکن فیکون میشود یا علم ذاتی از غیر اکتساب بحواس و دلیل عقلی و منام و الہام و مانند آں یا ایجاد شفائے مریض یا لعنت کردن بر شخصے و ناخوش بودن ازو تا بسبب آں کراہت تنگدست یا بیمار و شقی کرد و رحمت فرستادن بر شخصے تا بسبب آں رحمت فراخ معیشت و صحیح بدن و سعید باشد و ایں مشرکان در خلق جواہر و تدبیر امور عظام ہیچ یک را شریک نمیدانستند و چوں خدائے تعالیٰ برکارے ابرام فرماید ہیچ یک را قدرت مخالفت اثبات نمیکردند بلکہ اشراک ایشاں در امور خاصہ بہ بعضے بندگان بود گمان میکردند کہ مانند آنکہ بادشاہ عظیم القدر بندگان خاص خود را باطراف ممالک می فرستد و ایشاں را در امور جزئیہ تا وقتے کہ حکم صریح بادشاہ صادر نشدہ است مختار و متصرف می دارد و خود

یعنی وہ شرک یہ ہے کہ غیر خدا تعالیٰ کے لئے صفات مختصہ بخدا ثابت کرے مثل تصرف کرنا عالم میں بارادہ کن فیکون کے یا علم ذاتی بغیر حاصل کئے ہوئے حواس کے اور دلیل عقلی اور خواب الہام وغیرہ کے یا مریض کو شفا دینا یا لعنت کرنا کسی شخص پر اور اس سے ناخوش ہونا تاکہ بسبب اس کی کراہت کے تنگ دست یا بیمار اور بدبخت کر دے اور رحمت بھیجنا کسی شخص پر تاکہ بسبب اس رحمت کے روزی میں فراخ اور بدن میں صحت اور نیک بخت ہو جاوے اور یہ مشرکان خلق میں جواہر اور تدبیر امور عظام کے متعلق کسی کو شریک نہیں جانتے ہیں اور جو خدا تعالیٰ کسی کام کا حکم امر فرماتا ہے اس میں کسی ایک کے لئے قدرت ممانعت ثابت نہیں کرتے ہیں بلکہ شرک ان کافروں کا امور خاصہ میں بعضے بندگان کے ساتھ ہونا گمان کرتے تھے کہ مثل بادشاہ عظیم القدر کے جو اپنے خاص غلاموں کو اطراف ممالک میں بھیجتا ہے۔ اور ان کو امور جزئیات میں تاوقتیکہ حکم صریح بادشاہ کا صادر نہ ہووے مختار و متصرف رکھتا ہے اور خود تدبیر امور

تدبیر امور جزئیہ بندگان نمی پردازد دحوالہ سائر
بندگان بقہاریت میکند و شفاعت قہاریت در
باب خادمان و متوسلان ایشاں قبول می نماید
ہمچنیں ملک علی الاطلاق جل مجدہ بعضے بندگان
خود را خلعت الوہیت دادہ است و رضا و سخط
ایشاں در سائر بندگاں اثر میکند پس واجب می
دانستند تقرب بآں بندگان خاص تاشایستگی
قبول ملک مطلق حاصل شود و شفاعت برائے
ایشاں در مجاری امور درجہ پذیرائی یابد و بملاحظہ
ایں امور سجدہ بسوئے ایشاں و ذبح برائے ایشاں
و حلف بنام ایشاں و استعانت در امور ضروریہ
بقدرت کن فیکون ایشاں تجویز می نمودند و
صورتہا از سنگ و صفر و رومیں و مثل آن
تراشیدہ قبلہ توجہ باں ارواح ساختند و
جاہلاں رفتہ رفتہ آں سنگ ہا را بذاتہا خود
معبود انگاشتند و خلط عظیم راہ یافت و تشبیہ
عبارت از اثبات صفات بشریہ است خدا
را تبارک و تعالیٰ پس میگفتند کہ ملائکہ دختراں
خدا اند و می گفتند کہ شفاعت بندگان خود قبول
میکند اگرچہ رضامندی نباشد چنانکہ بادشاہاں
بہ نسبت امرائے کبار گاہی چنیں میکنند اھ

جزئیات غلاموں کی نہیں کرتا اور حوالہ تمام غلاموں بندہ
اور کے کر دیتا ہے اور شفاعت زر آوزی کی ان کے
خادموں اور متوسلان کے حق میں قبول کرتا ہے اسی
طرح سے بادشاہ علی الاطلاق حق تعالیٰ جل مجدہ اپنے بعض
بندگان کو خلعت الوہیت دیتا ہے۔ اور رضامندی
اور ناراضی ان کی تمام بندگان میں اثر کرتی ہے۔ پس
واجب جانتے ہیں تقرب ان بندگان خاص کا تاکہ قابلیت
قبول بادشاہ مطلق کی حاصل ہو اور شفاعت ان کی ان
کے لئے درجہ قبولیت میں پہنچے اور ان امور کے سبب
ان کے لئے سجدہ اور ذبح اور ان کے نام کی قسم اور استعانت
ضروری امور میں ساتھ قدرت کن فیکون کے ان
کے لئے تجویز کرتے ہیں۔ اور پتھروں اور پیتل وغیرہ کی
مورتیں تراش کر قبلہ توجہ ان ارواح کو بناتے ہیں اور
جاہل لوگ رفتہ رفتہ ان پتھروں کو اپنا معبود بنفسہ بنا
لیتے ہیں اور خلط عظیم نے راہ پائی اور تشبیہ مراد ثابت
کرنے صفات بشریہ کے ہے۔ خدائے تبارک
وتعالیٰ کے لئے۔ پس کہتے ہیں کہ ملائکہ خدا کی
لڑکیاں ہیں اور کہتے ہیں کہ شفاعت اپنے
بندوں کی قبول کرتا ہے۔ اگرچہ رضامندی نہ ہو
جس طرح بادشاہ بہ نسبت بڑے بڑے امراء کے
کبھی ایسا کرتے ہیں،،

پس حسب ارشاد جناب شاہ صاحب کے یہی حاصل مضمون تقویۃ الایمان کا ہے چنانچہ تقویۃ الایمان باب توحید و شرک ص۶۱ میں اسی سورہ مومنون کی آیت کے فائدہ میں فرماتے ہیں ف یعنی جب کافروں سے بھی پوچھئے کہ سارے عالم میں تصرف کس کا ہے اور اس کے مقابل کوئی حمایتی کھڑا نہ ہوسکے تو وہ بھی یہی کہیں گے کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے،، نیز تقویۃ الایمان ص۱۰ باب رد الاشراک

فی التصرف میں اسی آیت کے فائدہ میں فرماتے ہیں **ف** ,,یعنی جس سے پوچھئے کہ ایسی شان کس کی ہے . کہ ہر چیز اس کے قابو میں ہے، جو چاہے سو کر ڈالے اس کا ہاتھ کوئی پکڑ نہ سکے اور اس کی حمایت میں کوئی ہاتھ ڈال نہ سکے، اور اس کے تقصیر وار کو کہیں پناہ نہ مل سکے اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت چل نہ سکے سو ہر کوئی یہی جواب دے گا کہ ایسی شان اللہ کی ہے سو سمجھنا چاہیئے کہ پھر اور کسی سے مرادیں مانگنی محض خبط ہے، اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا، مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اس سے کافر ہو گئے، سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کو عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے،، اور تقویۃ الایمان صـ۲۷ میں مرقوم ہے ۔

,,یہی اصل دین ہے کہ خدا ہی کے حکم پر چلیئے اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں ہرگز نہ مانئے لیکن اکثر لوگ یہ راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں،،

پس ناظرین پر حقیقت واقعہ آیت سورہ مومنون کلام مولانا شہید مرحوم سے اور اس کی تائید کلام بلاغت نظام مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ سے بخوبی واضح ہو چکی اب مولوی نعیم الدین کی بے انصافی اور ظلم، فریب کاری اور دھوکہ بازی قابل غور ہے، کہ محض اتنا کلمہ نقل کر کے کہ اوروں کو ماننا محض خبط ہے، اپنا باطل و اخبث نتیجہ نکالا کہ ,,اس جملہ کا صاف مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا، انبیاء مرسلین واولیاء وصحابہ وتابعین وغیرہم سے قطع تعلق کر دے کہ انبیاء کو مانو نہ مرسلین کو نہ فرشتوں کو نہ جنت و دوزخ کو تمام ایمانیات ہی سے منکر ہو بیٹھو،، لعنۃ اللہ علی الکاذبین، حالانکہ خود تقویۃ الایمان میں صاف تصریح دونوں مقام خط کشیدہ پر یہ ہے ,,کہ یہ اللہ ہی کی شان ہے پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے،، ,,سو سمجھنا چاہیئے کہ پھر اور کسی سے مرادیں مانگنی محض خبط ہے،، جس سے مثل آفتاب کے روشن ہو گیا کہ اس قسم کا ماننا تو مخصوص حق تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے ہے ذرہ بھر کسی اور کو ایسا ماننا شرک میں داخل ہے چنانچہ آیت سورہ سبا مندرجہ تقویۃ الایمان صـ۲۶ سے ثابت ہے

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّن دُونِ اللَّهِ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ	یعنی ,,کہہ بھلا پکارو تو ان لوگوں کو کہ خیال کرتے ہو وہ سے اللہ سے سو وہ نہیں اختیار رکھتے ایک ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ان کا دونوں میں کچھ ساجھا اور نہیں اللہ کا ان میں سے کوئی بازو،، اھ

باقی انبیاء و اولیاء کو ماننا ان کی فرمانبرداری اور اتباع بحکم حق تعالیٰ ہے اس سے انبیاء و مرسلین فرشتوں جنت و دوزخ تمام دینیات کے نہ ماننے کا باطل گندہ نتیجہ نکالنا مولوی نعیم الدین کا در اصل خبط اور سینہ کا کینہ ہے، کیونکہ خود تقویۃ الایمان صفحہ ۳۷ سے اسی کتاب اکمل البیان کے گذشتہ صفحوں میں منقول ہو چکا۔ کہ "رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑیے۔ اتباع سنت کو خوب پکڑیے۔ اور لوگوں کو اس کی صحبت سے یہ بات حاصل ہوتی ہو اسی کو اپنا پیر و استاد سمجھیے" پس مولوی نعیم الدین کا عناد و بغض احکام توحید و سنت سے اہل انصاف پر ظاہر ہوا جو فریب دے کر کہا جاتا ہے، کہ "جو لوگ مولوی اسمٰعیل اور تقویۃ الایمان کو مانتے ہیں۔ اور ایمان کی درستی کے لئے اکسیر اعظم جانتے ہیں وہ سب تقویۃ الایمان کے اس حکم سے مشرک ہوئے" یہ ایک خباثت کی چوٹ ہے، تفصیل اس کی یہ ہے کہ تقویۃ الایمان کے متعلق ہمارے شہر مراد آباد کے مفتیٔ اعظم مولانا حکیم حاذق مولوی سید محمد قاسم علی صاحب مرحوم خلف الصدق مولانا محمد عالم علی صاحب تلمیذ رشید مولانا حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکہ مکرمہ رحمہما اللہ کا فتویٰ مطبوعہ مشتہرہ چنانچہ فتاویٰ رشیدیہ ج ۱ صفحہ ۱۲۲ پر مرقوم ہے کہ "تقویۃ الایمان واسطے درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے" سو اس عبارت میں مولوی نعیم الدین نے اہل مراد آباد کو دھوکہ دے کر عناد و نفاق قلبی سے بیباکانہ مولانا مرحوم کو مشرک بنایا حالانکہ ان کی صحبت سے خود مولوی نعیم الدین کے باپ و استاد مولوی محمد گل خاں صاحب فیض یاب تھے پھر مزید براں مولوی نعیم الدین کا اپنی نادانی سے یہ کہنا کہ "آیت (مسورہ مومنون) یا کسی آیت و حدیث میں یہ کہیں بھی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی یہ باطل مضمون قرآن پاک پر افترا ہے" الخ پس اصحاب فہم و انصاف ملاحظہ فرمادیں کہ مولانا شہید مرحوم نے تقویۃ الایمان صفحہ ۶ میں آیت سورہ مومنون کے لفظ ملکوت کل شیٔ کا ترجمہ "تصرف ہر چیز کا" اور تقویۃ الایمان صفحہ ۲۷ میں اسی لفظ کا ترجمہ "قابو ہر چیز کا" کیا ہے اور مولانا شہید مرحوم کے جد امجد بزرگوار مولانا شاہ ولی اللہ صاحب کے ترجمہ میں و نیز مولانا شہید مرحوم کے چچا استاد المحترم مولانا شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ میں لفظ "بادشاہی ہر چیز" مرقوم ہے۔ اور مولانا شہید مرحوم کے دوسرے چچا استاد المکرم مولانا شاہ عبد القادر صاحب رحمۃ اللہ علیہم کے ترجمہ میں "حکومت ہر چیز کی" مرقوم ہے پس حاصل ترجمہ ملکوت کا بادشاہی۔ اور حکومت۔ اور تصرف۔ اور قابو۔ باہم چاروں ترجمہ متقارب و موافقت رکھتے ہیں یعنی جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہر چیز کی ہوتی ہے، وہی حکومت والا ہوتا ہے۔ اسی کے ہاتھ میں تصرف اور قابو ہر چیز کا ہوتا ہے۔ اور یہ تراجم عالم میں مقبول ہر خاص و عام ہیں اگر کوئی نقص تصرف اور قابو میں اپنے جہل و عناد سے نکالا جاوے گا۔ تو بادشاہی اور حکومت میں بدرجہ اولیٰ ہوگا۔ کیونکہ ملکوت

مالک ہے ملک سے اور ملک یعنی طاقت و قدرت وقابو و تصرف ہے اور خود مولوی نعیم الدین نے ص۱۲۷ بحث تصرف میں ملکوت بمعنی تصرف و قدرت اقرار کیا ہے دروغ گورا حافظہ نباشد اسی کو کہتے ہیں جس کا مفصل جواب دندان شکن اسی مقام پر ان شاء اللہ العزیز دیا جائیگا اور اگر سوائے حق تعالی کسی دوسرے کا تصرف نہ ثابت ہونے پر اظہار جہل ہے تو علاوہ سورہ مومنون کے سورہ نحل مندرجہ تقویۃ الایمان ص۲۵ میں حق تعالی نے فرمایا۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا وَّلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۔

یعنی "اور پوجتے ہیں ورے اللہ کے ایسوں کو کہ نہیں اختیار رکھتے ان کی روزی کا آسمانوں سے اور نہ زمین سے کچھ اور نہیں طاقت رکھتے"۔

اور سورہ یونس میں فرمایا۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ۔

یعنی "اور مت پکار ورے اللہ کے ایسوں کو کہ نہ فائدہ دیگا تجھ کو نہ نقصان سو اگر کیا تو نے یہ تو بیشک تو بے انصاف ہے"۔

اور خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سورہ جن میں خطاب فرمایا گیا۔

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ۔ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ۔ قُلْ اِنِّيْ لَنْ يُّجِيْرَنِيْ مِنَ اللّٰهِ اَحَدٌ وَّلَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِهٖ مُلْتَحَدًا ۔

یعنی "تو کہہ سوائے اس کے نہیں کہ میں پکارتا ہوں اپنے رب کو اور شریک نہیں کرتا اس کا کسی کو۔ تو کہہ میرے ہاتھ نہیں تمہارا برا اور نہ راہ پر لانا۔ تو کہہ مجھ کو نہ بچاویگا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا اس کے سوا کہیں سرک رہنے کو جگہ"۔

علاوہ اس کے بیشمار آیات کلام ربانی اس پر شاہد عدل ہیں کہ کسی کو عالم میں تصرف و قدرت نفع و ضرر پہنچانے کا اختیار نہیں سوائے اللہ تعالٰے کے۔ پھر صحیح بخاری کتاب الوصایا الجزء الحادی عشر ص۲۹ میں اور کتاب التفسیر سورہ شعراء الجزء التاسع عشر ص۲۸۹ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ اتری تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نام بنام اپنے خاندان قریش کو پکارا اور فرمایا

یا بنی عبد مناف لا اغنی عنکم من اللہ شیئا یا عباس بن عبد المطلب لا اغنی عنک من اللہ شیئا و یا صفیۃ عمۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا اغنی عنک

یعنی "اے اولاد عبد مناف کی نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے (چچا) عباس بن عبد المطلب کے میں نہ کام آؤں گا تمہارے اللہ کے ہاں کچھ اور اے صفیہ چچی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ کام آؤں گا میں تمہارے

من اللہ شیئا و یا فاطمۃ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سلینی ما شئت من مالی لا اغنی عنک من اللہ شیئا انتہی	اللہ کے ہاں کچھ اور اے فاطمہ بیٹی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرے مال سے نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ"

ملا علی قاری حنفی مکی رحمہ اللہ جن کو مولوی نعیم الدین نے مستند جان کر "علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری" کے الفاظ سے اپنی مردودہ کتاب میں لکھا ہے، آپ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں

لا اغنی عنکم من اللہ شیئا ای لا ادفع عنکم ولا ارفع عنکم شیئا من عذاب اللہ اھ	یعنی نہ کام آؤں گا میں تمہارے اللہ کے ہاں کچھ یعنی نہ بچا سکوں گا تم کو اور نہیں اٹھا سکوں گا تم سے کچھ بھی اللہ کا عذاب"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ جن کو مولوی نعیم الدین نے اکثر مقامات پر "حضرت علامہ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ" لکھ کر مستند گردانا ہے، آپ ترجمہ مشکوۃ میں بشرح حدیث لا اغنی عنکم من اللہ شیئا فرماتے ہیں۔

بے نیاز نمے توانم کرد و کفایت نمے توانم کرد و فائدہ نمید ہم شمارا از عذاب خدا چیزے را اھ	یعنی میں بے پرواہ نہیں کرا سکونگا میں اور کفایت نہ کرا سکوں گا میں اور فائدہ نہ دے سکوں گا میں تم کو عذاب خدا سے کچھ بھی"

اور سنن ترمذی جلد ۲ صفحہ ۷۴ میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ تھا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ایک روز۔ فرمایا اے لڑکے میں تجھے سکھلاتا ہوں چند کلمات۔

احفظ اللہ یحفظک احفظ اللہ تجدہ تجاھک اذا سالت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ واعلم ان الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوک بشیء لم ینفعوک الا بشیء قد کتبہ اللہ لک وان اجتمعوا علی ان یضروک بشیء لم یضروک الا بشیء قد کتبہ اللہ علیک رفعت الاقلام وجفت الصحف ھذا حدیث حسن صحیح اھ	یعنی یاد رکھ اللہ کو کہ وہ یاد رکھے گا تجھ کو یاد رکھ اللہ کو کہ پاوے گا تو اس کو اپنے روبرو جب مانگے تو کچھ تو مانگ اللہ ہی سے اور جب مدد چاہے تو مدد چاہ اللہ ہی سے اور یہ یقین سمجھ لے کہ بیشک سب لوگ اگر اکٹھے ہو جاویں اس پر کہ کچھ فائدہ پہنچاویں تجھ کو تو فائدہ نہ پہنچا سکیں گے مگر جتنا کہ لکھ دیا اللہ نے تیرے حق میں اور جو اکٹھے ہو دیں اس پر کہ نقصان پہنچاویں تجھ کو کچھ تو نہ نقصان پہنچا سکیں گے، مگر وہی کہ لکھ دیا ہے اللہ نے تجھ پر اٹھائے گئے قلم اور سوکھ گیا کاغذ انتہی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے"

علاوہ بریں بکثرت احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں۔ ملا علی قاری مکی مرقاۃ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں:۔

واذا استعنت ای اردت الاستعانة فی الطاعة وغیرھا من امور الدنیا والاخرة (فاستعن باللہ) فانہ المستعان وعلیہ التکلان فی کل زمان ومکان واعلم زیادة حث علی التوجہ الیہ والتقرب بالاستفادة لدیہ۔ ان الامة ای جمیع الخلق من الخاصة والعامة والانبیاء والاولیاء وسائر الائمة لو اجتمعت ای اتفقت فرضا وتقدیرا علی ان ینفعوک بشیٔ فی امر دینک اودنیاک لم ینفعوک ای لم یقدروا ان ینفعوک لا بشیٔ قد کتبہ اللہ لک ای قدرہ لہ

یعنی جب ارادہ کرے استعانت کا کسی امر طاعت وغیرہ امور دنیا وآخرت میں تو استعانت اللہ ہی سے چاہیے کیونکہ اللہ ہی مددگار ہے اور اسی پر بھروسہ ہر آن اور ہر جگہ میں ہے اور جان تو اس میں رغبت اور توجہ دلانا ہے اللہ کی طرف اور تقرب حاصل کرنا ہے اس کی طرف اگر تمام امت یعنی جمیع خلق خاص وعام وانبیاء واولیاء اور تمام آئمہ جمع ہو جاویں بالغرض والتقدیر اس امر پر کہ نفع پہنچادیں کسی شے کا امر دین اور دنیا میں تیرے لئے تو نہیں نفع پہنچا سکتے تجھ کو یعنی نفع پہونچانے کی قدرت ہی نہیں رکھتے مگر جتنا کہ اللہ تعالےٰ نے لکھ دیا ہے تیرے لئے،،

ملا علی قاری رح کے کلام سے معلوم ہوا کہ تمام خلق حتیٰ کہ اولوالعزم انبیاء و اولیاء بھی جمع ہو کر کسی کو نفع ونقصان پہنچانے کی قدرت وطاقت نہیں رکھتے۔ اب نہ معلوم مولوی نعیم الدین کی طرف سے کس قدر کفران پر وارد کئے جاویں گے۔ پھر فقہ حنفیہ کی مستند کتاب رد المحتار (جس کو مولوی نعیم الدین بہت معتبر جانتے ہیں) جلد ۲ ص۱۱۳ میں مرقوم ہے۔

ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالی فاعتقادہ ذلک کفر اھ

یعنی اور جو گمان کرے کہ میت کے اختیار میں کاموں کا تصرف ہے، سوائے اللہ تعالےٰ کے، تو یہ اعتقاد اس کا کفر ہے"

نیز الفتح الربانی ملفوظات امام ربانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رح مطبوعہ ساڈھورا ص۱۳۶ مجلس ۱۸ میں مرقوم ہے

یا موحدین یا مشرکین لیس بید احد من الخلق شیٔ الکل عجزة الملوک والممالیک والسلاطین والاغنیاء والفقراء کلھم اسراء قدر اللہ عزوجل قلوبھم بیدہ یقلبھا کیف یشاء اھ

یعنی "اے موحدو اور اے مشرکو مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے۔ سب عاجز ہیں کیا بادشاہ اور کیا غلام کیا سلاطین اور کیا اغنیاء اور کیا فقراء سب تقدیر خداوندی کے قیدی ہیں سب کے قلوب اس کے ہاتھوں میں ہیں کہ ان کو جس طرح چاہتا ہے اولٹتا پلٹتا ہے،،

اور ص۱۳۱ مجلس ۱۷ میں مرقوم ہے۔

اسئلوہ ولا تسئلوا غیرہ استعینوا بہ

یعنی "اسی سے مانگو اور کسی سے نہ مانگو اسی سے مدد چاہو اور

ولا تستعینوا بغیرہ توکلوا علیہ ولا تتوکلوا علی غیرہ اھ | غیر سے مدد نہ چاہو اسی پر بھروسہ کرو اور کسی دوسرے پر بھروسہ مت کرو،،

اور مولوی نعیم الدین کے مستند اعلیٰ بدایونی صاحب کی (جن پر اپنی کتاب مخزن مفتریات کا دار و مدار کیا ہے) تصحیح المسائل ص۵۱ میں شرح مشکوٰۃ شیخ عبد الحق سے جو عبارت منقول ہے جس کا اوپر ص ۹۱-۹۲ میں ذکر ہو چکا ہے، اس سے صاف طور پر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید کی تائید ہوتی ہے۔ نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم (ابو العلی پریس آگرہ) ص۲۵ میں لکھتے ہیں

"مسئلہ ۲ دنیا میں جو کچھ ہو رہا ہے اور ہو گا بوساطت فرشتگان اور سیارگان و عقول عشرہ ہی ہو رہا ہے، یا ہر آن میں بلا توسل ان سب کے خود حاکم حقیقی نظم و نسق فرماتا ہے؟ بینوا توجروا۔ الجواب اللہ اکبر حاکم حقیقی عزوجل جلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق اکیلا مدبر ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں اس نے عالم اسباب میں ملٰئکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا قال اللہ تعالیٰ والمدبرات امرا جنہوں نے کہا کہ پہلے بعض کام ارواح کواکب سے بھی بہت متعلق تھے زمانہ اقدس حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ان سے لگا لگیا، اب ملائکہ مدبر ہیں اور عقول عشرہ جس طرح فلاسفہ مانتے ہیں ان کا ہذیان بیّن البطلان ہے واللہ تعالیٰ اعلم،،

پس بتائید تقویۃ الایمان ان نصوص آیات قطعیہ اور احادیث صحیحہ و اکابر ائمہ فقہاء و اولیائے مسلّمہ سے جس کی مزید تفصیل سابق میں مرقوم ہو چکی ہے، مولوی نعیم الدین کو محض شیطان لعین مردود نے چشم پوشی کرا کے ندا اموات و استعانت غیر اللہ نذر و منت پر سر جھکا کر انبیاء و اولیاء کی شفاعت پر مغرور بنا کر کس بری طرح گمراہ کر دیا ہے، نعوذ باللہ من ذالک۔ حالانکہ یہ مسئلہ بدیہی اور مسلّمہ امت ہے کہ شفاعت انبیاء اور اولیاء کی باذن اللہ تعالیٰ اہل کبائر کے حق میں ہو گی، نہ کہ افعال شرک صریح میں مبتلا ہونے والوں کے لئے ان اللہ لا یھدی من ھو کاذب کفار۔ باقی تفصیلی بحث ندا اموات استعانت غیر اللہ اور شفاعت کی انشاء اللہ العزیز آئندہ آوے گی۔

غیر اللہ کی نذر و نیاز

قولہ ص ۸۸-۸۹ شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں طعامیکہ ثواب آں نیاز حضرات امامین نمایند بر آں فاتحہ و قل و درود خواندن تبرک میشود خوردن بسیار خوب ست فتاویٰ عزیزیہ ص۷۱ مجتبائی دہلی، امامین کی نیاز کا کھانا اور اس پر فاتحہ قل درود پڑھنا شاہ صاحب متبرک اور خوب بتاتے ہیں یہ وہی نیاز ہے جس کو مولوی اسمٰعیل کہتے ہیں کہ یہی حضرت کے زمانہ کے کفار کا کفر و شرک تھا اور جو کوئی یہ معاملہ کرے وہ ابوجہل

کے برابر مشرک ہے اسمعیل کے اعتقاد میں شاہ صاحب بھی ابوجہل کے برابر مشرک ہیں اسی فتوی میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ اگر گفتہ شود یا الٰہی نذر کردم برائے تو اگر شفا دہی مریض را یا مانند آں طعام بخوانم داد فقرا را کہ بر دروازہ سید نفیس اند یا مانند آں یا خرید خواہم کرد بوریا ہائے مسجد یا روغن زیت برائے روشنی آں مسجد یا درا ہم خواہم داد برائے کسیکہ خبرگیری شعائر مسجد میکند از قسمیکہ در آں نفع فقرا باشد و نذر برائے خدا و ذکر نمودن شیخ جز ایں نیست کہ محل صرف نذر ست برائے مستحقان نذر جائز ست۔ فتاوی عزیزیہ ص ۹۲

یعنی اگر یہ کہا جائے کہ یا الٰہی میں نے تیرے لئے نذر کی اگر تو مریض کو تندرست یا اس کی مثل تو میں ان فقرا کو کھانا کھلاؤں گا جو سید نفیس کے دروازہ پر رہتے ہیں یا مسجد کے لئے بوریا خریدوں گا۔ یا اس مسجد کی روشنی کے لئے تیل یا اس کو روپے دوں گا جو مسجد کی خدمت کرے نذر خدا کے لئے اور شیخ کا ذکر صرف اس لئے ہے کہ وہ مستحقوں پر نذر کے خرچ کرنے کا محل ہے نذر جائز ہے انتہی یہی ہے وہ نذر و منت جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے اور شاہ صاحب جائز بتا رہے ہیں۔ تیسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ اگر مالیدہ و شیر برنج برائے فاتحہ بزرگے بقصد ایصال ثواب بروح ایشاں پختہ بخورند جائز ست مضائقہ نیست۔ فتاوی عزیزیہ ج ا ص ۷۱

یعنی اگر مالیدہ اور دودھ چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کے ایصال ثواب کے ارادے سے پکا کر کھلائیں کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ انتہی۔ اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں۔ یہی اسمٰعیلی عقیدہ میں شرک ہے پھر سنو شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ اگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیا را ہم خوردن ازاں جائز ست واللہ اعلم فتاوی عزیزیہ جلد ا ص ۷۱۔ یعنی اگر کسی بزرگ کے نام فاتحہ دی گئی تو مالداروں کو بھی اس میں سے کھانا جائز ہے۔ پوچھو اسمعیلیوں سے بزرگوں کے نام کی فاتحہ آپ کے شرکی عقائد میں کیا حکم رکھتی ہے الخ بلفظہ ملخصاً

اقول: مولوی نعیم الدین کی جعل سازی و فریب کاری قابل دید ہے اولاً شاہ صاحب کے فتوی کے الفاظ تو یہ ہیں کہ جس کھانے کی نیاز کا ثواب حضرات امامین کو پہنچایا جاوے اس پر فاتحہ و قل و درود پڑھنے سے متبرک ہو جاتا ہے اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ مگر محض بہتان بندی سے کہا جاتا ہے کہ امامین کی نیاز کا کھانا شاہ صاحب بہت خوب بتاتے ہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ناظرین کی خدمت میں قبل مبحث فاتحہ و قل کے نذر و نیاز منت و مراد کی حقیقت واضح ہو جانی ضرور ہے۔ پس جب اس نیاز کا ثواب امامین کو پہونچایا تو نیاز تو محض حق تعالیٰ کی عبادت ہوئی جس کو مولوی نعیم الدین نے مغالطہ دہی سے شاہ صاحب پر تہمت لگا کر امامین کی نیاز کا کھانا بتایا اور لوگوں کو شرکیہ نیاز غیر اللہ میں مبتلا کیا۔ اسی کو تقویۃ الایمان ص ۷ میں فرمایا گیا کہ "کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کی برابر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے۔ اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی

اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے،، انتہی ثانیاً مولوی نعیم الدین کا یہ فریب دنیا کہ اسی فتوی میں شاہ صاحب فرماتے ہیں حالانکہ اس فتوی میں ہرگز نہیں فرماتے بلکہ اسی فتاوی کے دوسرے فتوی جلد اص ۹۵ میں جو تفصیلاً شاہ صاحب نے نذر غیر اللہ اور نذر الی اللہ کی حقیقۃ بتائی ہے اس کا اول حصہ خیانۃً نذر غیر اللہ کا مولوی نعیم الدین نے نقل نہیں کیا اور دوسرا حصہ نذر الی اللہ کا نقل کر کے بتایا کہ یہی وہ نذر ہے جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے۔ پس اس خیانت کے انکشاف سے ناظرین مطلع رہیں اور غور کریں فتوی مذکورہ کی عبارت کے لئے دیکھئے ص ۹۵

(جواب) حکم نذر برائے موتی نمودن تفصیلے وارد کہ در فتاوی عالمگیری در کتاب الصوم مذکور است چنانچہ ترجمہ عربی بعینہ در ینجا نوشتہ میشود و آن اینست نذر یکہ واقع میشود از اکثر عوام باین صورت است کہ مے آیند بسوئے قبر بعض صلحاء بزرگان و برمیدارند پردہ قبر از ایشان در حالیکہ میگویند اے سید فلاں اگر حاجت روائی من شود پس برائے شما از طرف من این قدر زر باشد مثلاً این چنیں نذر باطل است بالاجماع آمدے الخ	یعنی (اموات کے لئے جو نذر کی جاتی ہے اس میں تفصیل ہے۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری کی کتاب الصوم میں مذکور ہے اور اس کی عربی عبارت کا ترجمہ بجنسہ یہاں لکھا جاتا ہے۔ اور وہ ترجمہ یہ ہے کہ اکثر عوام جو نذر مانتے ہیں، اس کی صورت یہ ہے۔ کہ بعضے بزرگوں کی قبر کے پاس وہ جاتے ہیں، اور قبر کا پردہ اٹھا کر مثلاً یہ کہتے ہیں۔ کہ اے سید فلاں اگر میری حاجت روائی ہو جائے تو آپ کے لئے اس قدر روپیہ اپنی طرف سے نذر مانتا ہوں۔ تو یہ ایسی نذر بالاجماع باطل ہے" الی الخ

اصحاب فہم اس اول حصہ عبارت شاہ صاحب کو مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت شاہ صاحب سے ملا کر ملاحظہ فرمالیں جس سے تقویۃ الایمان کی کماحقہٗ تائید مثل آفتاب کے روشن ہے کہ بزرگوں اور اولیاء کی نذر و نیاز باطل ہے۔ البتہ یہ کہنا کہ یا الٰہی میں نے تیرے لئے نذر کی تو یہ نذر رہا ہے (حسب کلام شاہ صاحب) پھر اسی فتوی کے آخر میں شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

در تحقیق مبتلا شدہ اند مردمان باین نذر ممنوع اہ	یعنی بتحقیق مبتلا ہوئے ہیں آدمی اس نذر ممنوع میں"

نیز شاہ صاحب فتاوی عزیزی جلد اص ۹۷ میں فرماتے ہیں۔

سوال اگر کسے جاندار را منت یکسے سازد آں جانور حرام گردد یا نہ طعام منت بزرگان و طعامیکہ	یعنی "اگر کوئی شخص کوئی جانور کسی کی منت مانے تو وہ جانور حرام ہو جاتا ہے۔ یا نہیں اور بزرگوں کی منت کا

برائے اولیائے مردگان پختہ میفر بستند خوردن
آن جائز است یا نہ؟ جواب جانور دریں
صورت حرام میشود و دیگر اشیائے بیجان کہ
بطور منت باشند خوردن آں قریب بحرام است
بشرطیکہ نیت غیر اللہ باشد مانند کلگلہا شیخ
سدو وسہ منی بو علی قلندر وغیرہ و نان حلوائی
مردگان بطور خیرات برسانیدن ثواب بایشاں
میکنند وآنرا مانند دیگر طعام تبرک نمیدانند
اگر محتاجاں را دہند و احسان برایشاں ننہند
و در میان برادری آنرا بطور بھاجی بخرہ تقسیم
نکنند امید ثواب دارد فقط و طعام فرستادن
بخانہ اہل میت تا سہ روز مباح است اھ

کھانا اور جو کھانا اولیائے متوفی کی نیت سے پکا کر بھیجتے
ہیں وہ کھانا جائز ہے یا نہیں۔ جواب جانور اس صورت
میں حرام ہو جاتا ہے اور دوسری بے جان چیزیں جو بطور
منت کے ہوں کھانا قریب حرام کے ہے بشرطیکہ نذر غیر اللہ
کی نیت ہو جیسے کہ کلگلے شیخ سدو کے اور سہ منی بو علی
قلندر وغیرہ کی اور نان حلوا بطور خیرات کے مردوں
کی طرف سے ثواب رسانی کو پکاتے ہیں۔ اور دوسرے
کھانوں کی مانند اس کو تبرک نہیں جانتے
اگر محتاجوں کو دے کر ان پر احسان نہ رکھیں۔ اور
برادری میں بطور بھاجی بخرہ کے تقسیم نہ کریں
تو اس میں امید ثواب ہے۔ اور اہل میت کو تین روز
تک کھانا بھیجنا مباح ہے ۱۱

ثالثاً ورابعاً مولوی نعیم الدین کا یہ مغالطہ کہ تیسری جگہ شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ یعنی ملیدہ اور دودھ
چاول کسی بزرگ کی فاتحہ کے لئے ان کی روح کے ایصال ثواب کے ارادہ سے پکا کر کھلائیں
کچھ مضائقہ نہیں ہے انتہی اس پر مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں یہی اسمٰعیلی عقیدہ میں شرک ہے
بھلا اصحاب دیانت حق تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر بتا سکتے ہیں کہ ایصال ثواب کے لئے کھانا کھلانے کو کیا چڑھاوا
کہتے ہیں اور کیا مولانا شہید مرحوم نے کہیں اپنے عقیدہ میں ایصال ثواب کو شرک بتایا ہے۔ لعنۃ اللہ علی
الکاذبین۔ پس یہ حقیقت اور تمام پونجی مولوی نعیم الدین کے ادعاہائے باطلہ کی تھی۔ جاء الحق وزھق
الباطل ان الباطل کان زھوقا بلکہ نذر ونیاز منت ومراد غیر اللہ جو داخل کفر وشرک ہے۔ اور نام
کے مسلمانوں میں رائج ہے۔ اس کو خصوصاً فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ نے خوب واضح طور پر کھول کر بتایا ہے جس طرح
فتاوی درمختار۔ ردالمحتار۔ نہر الفائق۔ بحرالرائق وغیرہا میں مرقوم ہے جن کو خود مولوی نعیم الدین رسالہ فیضان
رحمت ص۲۹ میں مستند جانتے ہیں۔ چنانچہ البحرالرائق شرح کنز الدقائق میں لکھا ہے۔

واما الذی ینذرہ اکثر العوام علی ما ھو
مشاھد کان یکون للانسان غائب او
مریض او لہ حاجۃ ضروریۃ فیاتی بعض

یعنی لیکن وہ نذر جو اکثر عوام میں آشکارا ہے کہ جب کوئی
آدمی غائب ہو جاتا ہے یا مریض ہو جاتا ہے یا اس کو کوئی
حاجت ضروری پیش آتی ہے تو آتے ہیں بعض مزارات

مزارات الصلحين فيجعل ستره على رأسه ويقول ياسيدى فلان بن فلان ان ردغائبى او عوفى مريضى او قضيت حاجتى فلك من الذهب كذا ومن الفضة كذا ومن الطعام كذا ومن الشمع كذا ومن الزيت كذا فهذا النذر باطل بالاجماع بوجوه منها انه نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا يجوز لانه عبادة والعبادة لا يكون لمخلوق ومنها ان المنذور له ميت والميت لا يملك ومنها ظن ان الميت يتصرف فى الامر دون الله واعتقاده بذلك كفر انتهى (رد المحتار مصری ج ۲ ص ۱۳۹) ۔	صالحین پر پس وہ اپنے قبر کا اپنے سر پر ڈال کر کہتے ہیں اے سردار ہمارے فلاں بن فلاں البتہ اگر آجاوے غائب شدہ ہمارا یا ہمارا مریض اچھا ہو جاوے یا ہماری حاجت پوری ہو جاوے پس تمہارے لئے اس قدر سونا اور اس قدر چاندی اور اس قدر کھانا اور اس قدر چراغ اور اس قدر تیل نذر میں دوں گا۔ پس یہ نذر باطل ہے بالاجماع کئی وجہوں سے کیونکہ یہ نذر مخلوق کے لئے ہے اور نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں ہوتی کیونکہ یہ عبادت ہے اور مخلوق کے لئے نہیں ہوتی اور جس کے لئے نذر کی گئی ہے وہ میت ہے اور میت کسی شئی کی مالک نہیں اور نذر کرنے والے کا گمان ہے کہ میت کو سوا اللہ تعالےٰ کے کاموں میں تصرف اور اختیار حاصل ہے اور یہ اعتقاد اس کا کفر ہے ۔۔

اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ کے والد ماجد و مولانا شہید مرحوم کے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ البلاغ المبین صنہ۳ میں فرماتے ہیں۔

نیز غلویت پرستان ست کہ در اوقات حاجات نذر و نیاز برائی بتان و خادمان بت خانہ برخود لازم میگردانند پیر پرستاں ہم در مرادات خویش نسبت بگورستان بزرگاں ومجاوراں آں جاہمچنیں بعمل مے آرند و گلہا وشیرینی ونقد وجنس بطریق نذر ونیاز در آنجا میدہند۔ نیز در صہ۴۲۔ ونیز عادت مشرکاں است کہ بنام گذشتگاں آب مینوشانند و آں سبیل رابنام غیر خدا مشہور میدارند بیسہ پرستاں رانیز آب برائے امام حسین مے	یعنی وہ یہ بھی بت پرستوں کا غلو کرنا ہے کہ اپنی حاجتوں میں بتوں اور خادمان بت خانہ کی نذر و نیاز اپنے ذمہ لازم جانتے پیر پرست بھی اپنی مرادوں میں قبرستان کے بزرگوں اور مجاوروں کے ساتھ یہی معاملہ کرتے ہیں۔ اور پھول وشیرنی نقد وجنس بطریق نذر و نیاز کے اس جگہ دیتے ہیں۔ اور یہ بھی عادت مشرکوں کی ہے ۔ کہ گذرے ہوؤں کے نام پانی پلاتے ہیں ۔ اور اس کو سبیل غیر خدا کے نام پر مشہور کرتے ہیں ۔ پیر پرست بھی پانی حضرت حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے لئے پلاتے ہیں اور اس کو نذر امام کہتے ہیں ۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ نذر

نوشتند و آن را نذر امام میگویند و ایں نمی فهمند که نذر بجز ذات او تعالیٰ کردن حرام ست و ایں نذر مباح ست که آب یا طعام برائے خوشنودی خدا تعالیٰ بمحتاجے داده شد که ثواب ایں عمل را بروح حضرت امام حسین یا هر بزرگے که باشد بجل نموده آید فقط و هم عادت مشرکاں است که جانوراں بنام بتاں میگزارند پیر پرستاں نیز جانوراں را نذر و نیاز قبور ے سازند اه

سوائے ذات حق تعالےٰ کرنا حرام ہے۔ اور اس قدر جائز ہے۔ کہ پانی یا کھانا حق تعالےٰ کی رضامندی کے لئے کسی محتاج کو دیا جاوے۔ کہ ثواب اس عمل کا حضرت امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہ) یا کسی بزرگ کی روح کو پہنچایا جاوے فقط اور یہ بھی عادت مشرکوں کی ہے کہ جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑتے ہیں پیر پرست بھی جانوروں کو نذر و نیاز قبروں پر چڑھاتے ہیں ،،

نیز مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی خلف الصدق حضرت مولانا شاہ ولی اللہ رح جن کو مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۳۸ میں مستند جانتے ہیں) اپنی تفسیر موضح القرآن سورہ بقر پارہ ۳ میں فرماتے ہیں

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ

یعنی" اور جو خرچ کروگے کوئی خیرات یا قبول کروگے کوئی منت سو اللہ کو معلوم ہے "

ف نذر اللہ کے سوا کسی کی نہ چاہیئے مگر یہ کہے کہ اللہ کے واسطے نذر فلانے شخص کو دوں گا تو مختار ہے فقط "، اور سورہ مائدہ آیت ما جعل اللہ من بحیرۃ ۔ میں فرماتے ہیں " یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواشی میں کوئی بچہ نیاز رکھتے بت کی "، اور سورہ انعام آیت ویوم نحشرھم جمیعًا کے فائدے میں فرماتے ہیں " ف دنیا میں انسان بت پوجتے ہیں وہ فی الحقیقت جن ہیں اس خیال پر کہ وہ ہماری حاجت دیں گے ان کو نیازیں چڑھاتے ہیں "، اور سورہ انعام آیت وجعلوا للہ مما ذرأ من الحرث والانعام میں فرماتے ہیں " ف کافر اپنی کھیتی میں سے اور مویشی کے بچوں میں سے اللہ کی نیاز نکالتے اور بتوں کی بھی نیاز نکالتے پھر بعض جانور اللہ کے نام کا بہتر دیکھا تو بتوں کی طرف بدل دیا اور بتوں کی طرف کا اللہ کی طرف نہ کرتے ان سے زیادہ ڈرتے۔ اب جاننا چاہیئے کہ اللہ کی نیاز دینی یہ کہ اس کی راہ میں جن کو دلوایا ان کو دینا اس کا فائدہ اس کو نہیں پہنچتا۔ لیکن اس کی حکم برداری ہے، اور چیز سے فائدہ فقیر کو اور ثواب سے فائدہ دینے والے کو پھر جو کوئی کسی بزرگ کے واسطے رکھ دے اگر اسی وضع پر دے تو شرک ہے۔ جس پر اللہ نے الزام دیا "، اور سورہ نحل میں فرماتے ہیں ۔

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَهُمْ رِزْقًا مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ شَيْئًا

یعنی " اور پوجتے ہیں اللہ کے سوائے ایسوں کو کہ مختار نہیں ان کی روزی کے آسمان و زمین میں سے کچھ اور نہ مقدور

وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ ۔ رکھتے ہیں ،،

ف مشرک کہتے ہیں کہ مالک اللہ ہی ہے، پھر یہ لوگ اس کی سرکار میں مختار ہیں اسواسطے ان کو پوجئے سو یہ غلط مثال ہے۔ اللہ ہر چیز آپ کرتا ہے۔ کسی پر سپرد نہیں کر رکھا''۔ الحمد للہ کہ یہی حاصل لفظ بلفظ تقویۃ الایمان کا ہے۔ جس طرح کہ کلام فقہا حنفیہ رح اور تصریحات جناب مولانا شاہ ولی اللہ اور شاہ عبد العزیز اور شاہ عبد القادر صاحبان علیہم الرحمۃ سے بخوبی واضح ہوا کہ نذر و نیاز حق تعالیٰ کی عبادت ہے اور غیر اللہ کے لئے نذر و منت نیاز و مراد ماننا مانند سہ منی بو علی قلندر و گیارہویں، کھچڑا، کونڈا، توشہ، شہیدوں کے نام کا طاق وغیرہم کہ ان کو بقول مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے لوگ متبرک جان کر کرتے ہیں اور ایصال ثواب کے کھانے کو متبرک نہیں جانتے۔ کیونکہ وہ اللہ کی نیاز ہے۔ اور بقول مولانا شاہ عبد القادر صاحب کے کہ اللہ سے زیادہ ان سے ڈرتے ہیں اس لئے باطل اور داخل شرک و کفر ہے کہ مخلوقات میں سے کسی صاحب قبر صالحین اور اولیاء اللہ کو نذر و منت کے قبول و منظور کرنے کی ہرگز طاقت و قدرت نہیں ہے۔

چنانچہ مزید تفصیل تقویۃ الایمان ص۴۳، ۴۴، ۴۶ میں مرقوم ہے۔ کسی کا چلہ اور لحد اور کسی کے نام کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدہ اور امام قاسم کی اور پیر دستگیر کی مہندی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور پیروں کے بیٹھنے کی جگہ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جاکر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور اسی طرح شہیدوں کے نام کا طاق اور نشان اور توپ جس کو بکرا چڑھاتے ہیں۔ اور اس کی قسم کھاتے ہیں الخ۔'' ف یعنی سب کھیتی اور مویشی اللہ ہی نے پیدا کی ہے۔ اور کسی نے نہیں کی پھر اس میں سے جس طرح اس کی نیاز نکالتے ہیں۔ اسی طرح اوروں کی بھی تیار کرتے ہیں، بلکہ اوروں کی نیاز کی جتنی احتیاط اور ادب کرتے ہیں اس کی اتنی نہیں کرتے،، ،، اس آیت سے معلوم ہوا کہ جب لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھایا چاہئے۔ لال کپڑا نہ پہنئے حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھادیں اور جب ان کی نیاز کیجئے، تو اس میں بالضرور فلانی فلانی ترکاریاں ہوں اور مسی اور مہندی ہو اور اس کو لونڈی نہ کھاوے، اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہو وہ بھی نہ کھاوے اور جو نیچ قوم یا بدکار ہو وہ بھی نہ کھاوے۔ اور شاہ عبد الحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے۔ اور ان کو احتیاط سے بنائے اور حقہ پینے والے کو نہ دیجئے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑھتا ہے اور بو علی قلندر کی سہ منی، اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی، سو سب جھوٹے ہیں اور شرک میں گرفتار۔ اللہ کی حکومت کی شان میں اپنا دخل کرتے ہیں کہ ایک شرح اپنی جدتی قائم کرتے ہیں،،

اب ذرا تھوڑی دیر کے لئے مولوی نعیم الدین اپنا کلیجہ تھام کر اپنے مخصوص مقتداؤں کا کلام

گوش زد کریں، مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب سرور القلوب مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۸ھ ص ۱۱۶ میں لکھتے ہیں۔

مدا لکھ طرح علما قرآن وحدیث سے سمجھائیں کہ خدا و رسول کا حکم کسی کی خوشی کے لئے ٹالنا نہ چاہیئے مگر جب گھر کی بی بی نے شیخ سدو کا بکرا یا مدار صاحب کا مرغا ان لیا تو میاں کو کرنا ضرور ہے ایمان رہے یا نہ رہے کہتا ہے ہم خوب جانتے ہیں کہ نلوح رنگ منڈ ھا کنگنا گناہ ہے اور گناہ کی سزا دوزخ اور دوزخ میں بڑے بڑے سانپ بچھو اور کھانے کو زقوم اور پینے کو حمیم ہے۔ مگر کیا کریں بی بی نہیں مانتی،،

نیز مولوی صاحب بریلوی اور مولوی نعیم الدین کے مستند اعلیٰ شیخ بدایونی تصحیح المسائل ص ۲۸۲ میں لکھتے ہیں۔

اگر نذر کند و معین گرداند آنرا بزمانے یا مکانے یا بچیزے کہ تصدق کند بروے پس این تعین لغو و غیر معتبر است نزد ابو حنیفہ و ابو یوسف رحمہما اللہ۔

یعنی اگر نذر کرے اور اس کو زمانہ یا کسی مقام کے ساتھ یا جس پر تصدق کرے اس کے ساتھ معین کرے تو یہ تعین کرنا لغو اور غیر معتبر ہے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک،،

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مجموعہ فتاویٰ قلمی جلد ثالث کتاب الایمان ص ۵ میں جس کی نقل خود مولوی صاحب کی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے لکھتے ہیں ”سوال سوم کسی نے مسجد کا طاق بھرنا گلگلوں یا مانڈوں سے مانا اگر وہ مسجد کا طاق نہ بھرے اور گھر پر تقسیم کر دے تو نذر پوری ہوگی یا نہیں، الجواب مسجد کے طاق بھرنے کی نیت سے اگر مقصود مساکین پر تصدق ہو تو نذر صحیح ہے اس طاق بھرنے کی تعین لغو جہاں چاہے مساکین کو دیدے، نذر ادا ہو جائیگی اور اس منت سے مقصود مسجد کا طاق ہی بھرنا ہے، پھر غنی مساکین جو چاہے لے جیسا کہ بعض جہال خصوصاً عورتوں کے تعامل سے ظاہر ہوتا ہے تو وہ منت ہی سرے سے لغو ہے واللہ تعالےٰ اعلم،،

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ النبی الامی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ابو العلی پریس آگرہ کے صفحہ ۱۲۳ میں لکھتے ہیں ”مسئلہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جا کر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں اور ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں اور ایسا دستور شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مرد ان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر، جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے بینوا بالکتاب توجروا بالثواب۔

الجواب یہ سب واہیات و خرافات اور جاہلانہ حماقات و بطالات ہیں ان کا ازالہ لازم ما انزل اللہ بہا من سلطٰن ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ کے ص۴۶
میں مرقوم ہے "عرض - امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل ہے۔ ارشاد کچھ نہیں فقط"
پھر مولوی نعیم الدین کے استاد مولوی محمد گل خاں صاحب جن کی نسبت اپنے رسالہ فیضان رحمت میں
عین العلماء رأس الفضلاء لکھا گیا ہے اپنے فتوی مندرجہ رسالہ عدم جواز شیئاً للہ مطبوعہ نیر اعظم مراد آباد کے
ص۶۹ میں مرقوم ہے "جو مولوی نعیم الدین کے جواب میں مفصل مرقوم ہو چکا ہے کہ پڑھنے والا
اس جملہ کا تقریباً اور شہرت دینے والا اس کے جواز کا اعتقاداً آثم بلکہ مشرک ہے، سند اس کی حجۃ اللہ البالغہ مولفہ
شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی ص۶۲ میں موجود ہے یعنی اور انہیں امور شرکیہ میں سے یہ تھا کہ مشرکین اپنے اغراض
و مقاصد کے لئے غیر اللہ سے مدد طلب کیا کرتے تھے شفائے مریض و دفع فقیری کے لئے اور حل مطالب
کی امید پر ان کے لئے نذریں مانتے تھے اور تبرکاً ان کے ناموں کو جپا کرتے تھے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ
نے لوگوں پر واجب فرمایا کہ نمازوں میں پڑھا کریں کہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد طلب کرتے
ہیں اور فرمایا اللہ کے ساتھ کسی کو مت پکارو اور پکارنے کے معنی عبادت کے نہیں ہیں جیسے بعض مفسرین
کا قول ہے۔ بلکہ مدد طلب کرنے کے ہیں کیونکہ دوسری جگہ فرمایا بلکہ اللہ ہی سے مدد طلب کرو تاکہ وہ حاجت برلاوے
جس کو تم طلب کرتے ہو" اور قاضی ثناء اللہ صاحب نے بھی اس مضمون کو صراحۃً ارشاد الطالبین میں ذکر کیا
ہے۔ یعنی جو جاہل کہتے ہیں یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا خواجہ شمس الدین ترک پانی پتی شیئاً للہ جائز
نہیں ہے شرک اور کفر ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے اور جو لوگ پکارتے ہیں اللہ کے سوا کو وہ تو بندے ہیں تمہاری مانند"
اور اسی طرح شاہ عبدالعزیز صاحب کی تقریر بھی بعض حواشی میں صراحۃً اسی مضمون پر دال ہے یعنی "اگر کوئی سوائے
اللہ کے نام کے بطریق تقرب ورد کرے کیا مسلمانی سے باہر ہو جاوے گا۔ جواب اگر نام کسی کا بطریق ورد زبان
کرے گا مشرک ہو جاوے گا" انتہی ملخصاً" اور شہرت دینے والا بسبب اعتقاد جواز کے مشرک ہے۔ اور
شہرت جواز کی دینی علاوہ شرک سے ایک دوسرا وبال ہے واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم" فقط الجواب
صحیح (محمد گل خاں منظر ۱۳۰۰) نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب اور مولوی نعیم الدین کے مقبول و مستند فاضلین مولوی
ارشاد حسین و مولوی سلامت اللہ صاحبان رامپوری جن کی مدح سرائی الکلمۃ العلیا ص۱ میں کر چکے ہیں فتوی
مطبوعہ فیض عام رامپور کے ص۵ میں لکھتے ہیں "بر تقدیر ہونے عقیدہ مکفرہ کے جیسے تعزیہ کو حاجت روا
سمجھنا اور نافع اور ضار جاننا مثلاً کہ اکثر عوام تعزیہ داروں میں یہ امور دیکھے جاتے ہیں حکم کفر کا ان پر کیا جائے گا
پس ذبیحہ بھی ان کے ہاتھ کا نہ کھانا چاہیئے اور نماز بھی پیچھے ان کے جائز نہ ہو گی" (محمد ارشاد حسین احمدی) الجواب صحیح حامد حسین
الجواب صحیح محمد ریاست علی خاں، الجواب صحیح ولی النبی، الجواب صواب محمد مجاہد الدین، اصل جواب

صحیح ہے۔لیکن بعض رسوم تعزیہ داری کے موجب شرک و کفر ہیں جیسے سجدہ کرنا۔ اور اس کو حاجت روا سمجھنا مثلاً اس تقدیر پر ایسا تعزیہ دار مشرک اور کافر ہوگا۔ نہ اس کا ذبیحہ درست۔ نہ نماز اس کے پیچھے اصلاً جائز ابوالذکا سراج الدین محمد سلامت اللہ۔ ہذا الجواب صحیح (شکفتہ ہیں تقریر محمد گل ۱۳۰۰) ناظرین پر واضح ہو کہ یہ دونوں مولویان سلامت اللہ و مولوی محمد گل خاں صاحبان مولوی نعیم الدین کے بقول مستند اجلہ زادہ اعلیٰ العلماء راس الفضلاء ہیں۔ الفضل ما شہدت بہ الاعداء جس سے مولوی نعیم الدین کے افعال شرکیہ و بدعیہ کی تکذیب اور تقویۃ الایمان کی تصدیق و تائید کماحقہ واضح ہوگئی۔

اب رہا یہ امر کہ فاتحہ قل درود پڑھنے سے وہ کھانا تبرک ہوگیا۔ تو یہ امر بچند وجوہ محتمل ہے۔ نیز یہ بحث فاتحہ مروجہ تمام انواع بدعات تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی، برسی، عرس وغیرہ سب کو شامل ہے۔ بالغرض اگر مراد یہ ہے کہ جو نیاز محض لوجہ اللہ تعالیٰ بلا تعینات و تخصیصات بدعات کے کسی کے ایصال ثواب کے لئے ہو اور اس پر فی نفسہ بلا تعیین و تخصیص کے فاتحہ وغیرہ پڑھ دے۔ تو کھانا حلال وطیب اور باعث برکات کا ہے۔ کیونکہ کسی شرک و بدعت اور گناہ نے اس میں اپنی نجاست ظاہری اور باطنی کا اثر نہیں کیا۔ لہٰذا ایسی چیز جس پر اللہ کا نام پڑھا گیا حلال و بابرکت قابل احترام ہے۔ چنانچہ خود جناب شاہ عبدالعزیز صاحب اس کی تشریح اور تفصیل اسی فتویٰ ملا کے میں فرماتے ہیں جسے مولوی نعیم الدین نے خیانتہً اپنی احیاء بدعات و رسومات کے لئے کاٹ چھانٹ کر دیا ہے۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

لیکن بسبب بردن طعام پیش تعزیہ ہا و نہادن آن طعام پیش تعزیہ وغیرہ تمام شب بلکہ پیشی قبور ہم تشبہ بکفار و بت پرستان میشود پس ازیں جہت کراہت پیدا میکند واللہ اعلم۔

یعنی مگر بسبب لے جانے کھانے کے تعزیہ کے روبرو اور اس کے رکھنے سے تعزیہ کے آگے تمام رات مشابہت کفار اور بت پرستوں سے ہو جاتی ہے پس اس سبب سے کراہت پیدا ہو جاتی ہے۔ واللہ اعلم۔

اس عبارت سے واضح ہوا کہ باوجود پڑھنے فاتحہ کے بھی اس میں کراہت بوجہ خبث اعتقاد کے پیدا ہوگی نہ کہ تبرک ہونا۔ کیونکہ اسی فتاویٰ کے صـ۹۲ سے بحث نذر میں نقل ہو چکا ہے کہ نذر غیر اللہ مانند سہ منی بو علی قلندر وغیرہ کے کھانے کو جہلا عوام متبرک جانتے ہیں اور ایصال ثواب کے کھانے کو تبرک نہیں جانتے۔ کیونکہ ایصال ثواب بمقابلہ غیر اللہ کے اللہ کی نذر ہے۔ پس اسی دفع توہم فساد اعتقاد کے لئے فرمایا کہ ایصال ثواب کا کھانا جو خاص اللہ تعالےٰ کے لئے ہو بلا تعیین و تخصیص و تلویث بدعات کے متبرک ہوگا۔ نہ کہ نیاز غیر اللہ کا متبرک ہونا جس طرح ختم تراویح وغیرہ مجالس وعظ کی شیرینی کو بھی لوگ تبرک کہتے ہیں۔ حالانکہ اس پر فاتحہ وغیرہ نہیں پڑھی جاتی۔ پھر اسی فتاویٰ عزیزی کے صـ۱۰۱ ملحق چند جا پر مذکور ہے۔

کہ فاتحہ درود پڑھنا فی نفسہ درست ہے۔ لیکن ایسی جگہ یعنی تعزیہ داری میں پڑھنے سے ایک طرح کی بے ادبی ہوتی ہے اور فاتحہ درود اس جگہ پڑھنا چاہیے جو نجاست ظاہری و باطنی سے پاک ہو پس جو شخص پاخانہ میں تلاوت قرآن شریف کی کرے اور درود پڑھے وہ مستوجب ملامت وطعن کا ہوگا انتہی ایضاً اور فاتحہ پڑھنا اور ثواب اس کا ارواح طیبہ کو پہنچانا فی نفسہ جائز ہے۔ لیکن مہندی پر فاتحہ درود پڑھنے میں بے ادبی وغیرہ ہے اھ۔

پس فی نفسہ فاتحہ کا جواز ہوا نہ کہ تخصیصات وتعینات لوازمات بدعات پر جو نجاست باطنی ہے پھر تبرک چہ معنی دارد۔ بلکہ سورہ فاتحہ پڑھنا جو فی نفسہ باعث برکت ہے تو جو اس کو بطرز بدعات کے پڑھے گا موجب برکت کا ہوگا نہ یہ کہ ثواب پہنچانے کے لئے فاتحہ بمنزلہ لازم اور جزء کے ہے، یا خاص کھانے پر مخصوص ہے اور کپڑے پیسہ پر نہیں ہے، یہی شرعی بے ادبی اور باطنی نجاست ہے جس سے تغیر شرع لازم آیا۔ نیز شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز جلد ا صـ۶۹۱ میں فرماتے ہیں۔

طریق نفع رسانیدن بآنہا در شرع چنیں قرار یافت کہ ثواب اعمال ہا کہ بمستحقان برسانند بآنہا عاید سازند اھ	یعنی وہ طریقہ نفع پہنچانے ارواح کے لئے شرع شریف میں اسی طور پر قرار پایا ہے کہ ثواب اعمال کا جو مستحقوں کو پہنچاتے ہیں ان کی طرف عائد کردیں،،

اور فی الواقع یہ لفظ فاتحہ کسی کام کے شروع کرنے پر بولا جاتا ہے، جس طرح مولوی نعیم الدین کے شیخ بدایونی بوارق صـ۱۶۰ میں لکھتے ہیں مرتب بر فاتحہ و چہار باب وخاتمہ۔ فاتحہ در تحقیق معنی لغوی الخ۔ اور علامہ مجدالدین صاحب قاموس سفر السعادت میں فرماتے ہیں۔ وایں سفر السعادت را بر فاتحہ وخاتمہ و چند باب الخ اسی طرح ایصال ثواب کے کھانے پر بولا جانا بھی عرف میں مشہور ہے۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ صـ۲۴۰ میں فرماتے ہیں۔

ہر فرقہ از ہندو و مسلمان وغیرہم در امداد و اعانت مردگان خود بفاتحہ و درود و صدقات مشغول اند۔	یعنی وہ ہر ایک فرقہ ہندو مسلمان وغیرہم کا امداد اور نفع اپنے مردوں کو پہنچانے کے لئے فاتحہ اور درود اور صدقات میں مشغول ہے،،

تو کیا یہی فاتحہ درود ہندو بھی کرتے ہیں ہرگز نہیں بلکہ ایصال ثواب پہنچانے کا عرفاً لفظ ہے نہ شرعاً طریقہ الحمد اور قل و درود پڑھنے کا۔ پس فاتحہ قل درود کھانے پر پڑھنے کا جو عوام میں طریقہ متعین ہوگیا ہے جس کی کوئی حجت اور اصل شریعت میں ہرگز نہیں ہے۔ نہ حضرات صحابہ وتابعین اور تبع تابعین و ائمہ مجتہدین مہتدین رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ثابت ہے۔ چنانچہ خود مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اپنی مشہور و مستند تفسیر فتح العزیز جلد ا صـ۶۹۲ میں فرماتے ہیں

وشہرت دادند کہ ایں جانور از فلانے است وبنام اوست وبرائے او می کنیم ودر وقت ذبح بنام خدا ذبح کنانید ندا صلاً موجب ترتب حلیت نگشت وسرش آن است کہ نزد عوام طریق ذبح جانور بہر گونہ کہ مقرر است متعین است برائے رسانیدن جان جانور برائے ہر کہ منظور باشد چنانچہ فاتحہ وقل ودرود خواندن طریق متعین است برائے رسانیدن ماکولات ومشروبات بارواح خواہ بقصد رسانیدن ثواب آن ارواح نمایند یا بقصد تقرب ودفع شر وچاپلوسی وتملق آرے ذکر نام خدا برآن جانور وقتے فائدہ میدہد کہ قصد تقرب بغیر خدا را از دل دور کردہ وخلاف آن شہرت وآواز شہرت آواز دیگر دہند کہ ما ازیں کار برگشتیم انتہی

یعنی وہ اور شہرت دیتے ہیں کہ یہ جانور فلانے کا ہے اور اسی کے نام کا ہے۔ اور اسی کے واسطے ہم ذبح کرتے ہیں۔ اور وقت ذبح کرنے کے خدا کے نام سے ذبح کرتے ہیں۔ ہرگز وہ حلال نہیں ہوتا اور اس میں بھی بھید یہ ہے۔ کہ عوام کے نزدیک جو طریقہ ذبح جانور کے پہونچانے کا جس طرح جس کو منظور ہو مقرر ومتعین ہے۔ اسی طرح فاتحہ وقل ودرود پڑھنا کھانے پینے کی اشیاء پر روحوں کے پہنچانے کے لئے طریقہ متعین ہے خواہ ثواب پہنچانے کے قصد سے یا تقرب اور دفع شر وچاپلوسی اور خوشامد کے البتہ ذکر نام خدا کا جانور پر اس وقت مفید ہوگا۔ کہ قصد تقرب غیر خدا کا دل سے دور کردیں اور خلاف اس شہرت اور آواز کے دوسری شہرت اور آواز دیویں کہ ہم اس کام سے پھر گئے انتہی

ایصال ثواب میں دنوں کا تعین وتخصیص بریلوی اکابر کے ارشادات کی روشنی میں

الحمدللہ کہ اس تفسیری مقالہ ہدایت شاہ صاحب رح سے آشکارا ہو گیا کہ عوام جہلا کے نزدیک جس طرح ذبح جانور بقصد غیر اللہ پر وقت ذبح اللہ کے نام لینے کا رسماً طریقہ مقرر ہے۔ اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں پر خواہ بنظر تقرب غیر اللہ یا بقصد ایصال ثواب پہنچانے میں فاتحہ وقل ودرود پڑھنے کا طریقہ متعین ہے۔ جبتک ذبح جانور میں اپنے تقرب غیر اللہ سے باز نہ آویں۔ اور اسی طرح کھانے پینے کی چیزوں کے ثواب پہنچانے میں طریقہ بدعت تخصیصات وتعینات سے باز آکر حسب طریقہ سنت اعلان نہ کریں تو حلال اور موجب ثواب کا نہ ہوگا۔ پس جو حکم کہ عوام کے ذبح پر مترتب ہوگا، وہی حکم عوام کے فاتحہ وقل ودرود پر مترتب ہوگا۔ اور اگر اس عبارت تفسیر شاہ صاحب سے بزعم مبتدعین طریقہ عوام فاتحہ وقل ودرود پڑھنے کا جواز ثابت ہوتا تو خود مولوی نعیم الدین کے مسلمہ شیخ بدایونی جن کو اپنے رسالہ فوائد النور صنہ۲ میں القاب وآداب سے یاد کیا گیا ہے۔ اس عبارت

شاہ صاحب کی تردید نہ کرتے بلکہ اس کو اپنی سند و دلیل بناتے ۔ دیکھو شیخ بدایونی بوارق ص۱۶۸ میں لکھتے ہیں

ذکر نام خدا را بر وقت ذبح و خواندن فاتحہ و قل و درود را عام نمودن در قصہ بد رسانیدن ثواب بارواح و در قصد تقرب سو ظنی است بمسلمین۔

یعنی شاہ عبد العزیز صاحب کا، ذکر نام خدا ذبح پر اور پڑھنا فاتحہ قل و درود کو عام رکھنا ثواب پہونچانے کے قصد کا اور تقرب کے قصد کو یہ سو ظنی کرنا ہے مسلمانوں کے حق میں ''

حالانکہ حضرت شاہ صاحب موصوف کا دامن تقدس سو ظنی سے پاک ہے ۔ بلکہ حقیقۃً یہ واقعہ ہے کہ یہ طریقہ فاتحہ مروجہ ایجاد کردہ عوام ہی کا متعین کیا ہوا ہے ۔ اور فعل عوام کسی طور پر حجتہ شرعیہ نہیں ہوتا ۔ کیونکہ خود مولوی نعیم الدین کے معتمد شیخ بدایونی کی تصحیح المسائل ص۵۱ میں حضرت مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ سے منقول ہے ۔

وفعل العوام لا یعتبر قط

یعنی عوام کے فعل کا کبھی اعتبار نہ کیا جاوے گا ''

اور خود شیخ بدایونی بوارق ص۱۲ میں فاتحہ مروجہ وغیرہ کے بارے میں لکھتے ہیں

واز امور تشریعیہ نیست ۔

یعنی فاتحہ کی تخصیصات شرعی امور میں سے نہیں ہے ''

اور نیز مولوی صاحب نعیم الدین خود اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۲۶ میں لکھتے ہیں '' فقط الحمد اور قل ہو اللہ کی تخصیص مراد نہیں ہے '' اور ص۲۷ میں لکھتے ہیں '' شاہ صاحب کی اگر فاتحہ سے جو ان کی عبارت میں وارد ہے ۔ فاتحہ شریف مرسومہ ہند مراد ہو تو ہمارا عین مدعا ہے اور اگر فاتحہ سے مطلق دعا مراد ہو تاہم ہمارے لئے مضر نہیں '' ۔

پس جبکہ مولوی نعیم الدین کے نزدیک عبارت شاہ صاحب فاتحہ مرسومہ ہند یعنی فاتحہ قل درود کھانے پانی وغیرہ خصوصیات میں اور مطلق دعا رکی مراد میں احتمال رکھتی ہے تو پھر کس طرح اس کو استدلال میں پیش کر سکتے ہیں اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال قضیہ مسلمہ امت ہے ۔

اگر مولوی نعیم الدین کو اپنی رسمیات شرکیات بدعات کی حمایت میں ایک تنکا پکڑنے کا بھی سہارا ہوتا تو خود اپنی بدعات میں اس قسم کے احتمالات پیدا نہ کرتے ۔ اس لئے تو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مولوی نعیم الدین جیسوں کے حق میں احکام شریعت حصہ اول ص۳۴ میں لکھتے ہیں '' بعض جہال بدست یا نیم ملا شہوت پرست بعض ضعیف قصے یا محتمل واقع یا متشابہ پیش کرتے ہیں انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں ، کہ صحیح کے سامنے ضعیف متعین کے آگے محتمل محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے الخ ملخصاً ۔ نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم الجولی

پریس آگرہ کے ص۱۳ میں لکھتے ہیں ،،فاتحہ ایصال ثواب کا نام ہے پھر مولوی نعیم الدین کی مسلمہ مستند کتاب انوار ساطعہ جس کی نسبت اپنے رسالہ السواد الاعظم ربیع الثانی ۴۷ھ میں خود لکھتے ہیں کہ وہ انوار ساطعہ یہ وہ کتاب ہے جس میں فاتحہ سوم چہلم عرس گیارہویں میلاد و قیام علم غیب وغیرہ مسائل کے ایسے زبردست ثبوت دیے جس نے وہابیہ کو عاجز کر دیا۔ اور کوئی جواب ان سے بن نہ پڑا،، اب ناظرین کرام اس کتاب کی بے بنیادی کا نمونہ بھی ملاحظہ فرمائیں ، ص۱۷ میں لکھتے ہیں ،،اور یہ جو کچھ خیرات دی جاتی ہے اس کا ثواب فلاں میت کو پہنچے عوام میں اس کا نام فاتحہ ہے ، یوں کہا کرتے ہیں کہ آج فلاں میت یا فلاں بزرگ کی فاتحہ ہے ،، نیز ص۲۷ میں لکھتے ہیں ،،اہل اسلام میں یہ رسم پڑ گئی کہ جب کوئی اپنی میت کے لئے کچھ کھانا یا شیرینی دینے لگے تو الحمد پڑھ دیتا ہے ،، نیز ص۱۲۹ میں لکھتے ہیں ،،سمجھنا چاہیئے کہ صحابہ سابقین بالخیرات تھے ان کے لئے تعیین زمان ایصال ثواب وغیرہ کے لئے کچھ حاجت نہ تھی ، بلکہ وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ پوچھ کر خیرات اپنے اقربا کی طرف سے کیا کرتے تھے ،،

پس ان توجیہات رسمیات فاتحہ مروجہ ممنوعہ اور خود جناب شاہ عبدالعزیز صاحب کی تائیدات اور تصریحات خصوصاً مولوی نعیم الدین کے مسلمات کے بعد خود مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت فتاوی عزیزی ص۹۵ ج۱ کے بعد جناب شاہ عبدالعزیز صاحب رح کا مستقل مکمل فتوی قول فیصل اتمام حجت ص۹ ج۱ میں صراحتاً مرقوم ہے۔

سوال پختن طعام در ایام ربیع الاول برائے خدا و رسانیدن ثواب آں بروح پرفتوح حضرت سرور کائنات صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ویا حضرت امام حسین علیہ السلام در ایام محرم و دیگر آل اطہار سید مختار صحیح است یا نہ؟ الجواب انسان در کار خود مختار است میرسد کہ ثواب عمل خود برائے بزرگان اہل ایمان گرداند لیکن برائے ایں کار وقت و روز تعیین نمودن و ماہ مقرر کردن بدعت است آرے اگر وقتے بہ عمل آرند کہ دراں ثواب زیادہ شود مثل ماہ رمضان کہ عمل بندۂ مومن دراں ہفتاد درجہ

یعنی ربیع الاول میں کھانا پکانا خدا تعالی کے لئے اور اس کا ثواب حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پرفتوح کو پہنچانا یا محرم میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور دیگر آل اطہار سید مختار کو ثواب پہنچانا صحیح ہے یا نہیں؟ جواب انسان کو اختیار ہے کہ اپنے عمل کا ثواب بزرگان اہل ایمان کو پہنچاوے لیکن اس کام کے لئے کوئی وقت اور دن اور مہینہ مقرر کرنا بدعت ہے البتہ اگر کوئی نیک کام خاص کر ایسے وقت میں کرے کہ اس وقت میں ثواب زیادہ ہوتا ہے مانند رمضان کے مہینہ میں کہ بندہ مومن جو نیک عمل کرتا ہے اس کا ثواب ستر درجہ زیادہ ہوتا ہے ، تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے

ثواب زیادہ دارد مضائقہ نیست زیرا کہ پیغمبر
خدا صلی اللہ علیہ وسلم براں ترغیب فرمودہ
اند بقول حضرت امیر المومنین علی مرتضی رض ہر چیز
کہ براں ترغیب صاحب شرع و تعیین وقت
نباشد آں فعل عبث است و مخالف سنت
سید الانام و مخالفت سنت حرام است پس
ہرگز روا نہ باشد و اگر دلش خواہد مخفی خیرات
کند در ہر روز کہ باشد تا نمود نشود فقط۔

اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس
امر کی ترغیب فرمائی ہے بقول حضرت امیر المومنین علی مرتضی
رضی اللہ عنہ کے اور جس چیز کے بارہ میں صاحب شرع کی طرف
سے ترغیب اور تعیین وقت کا ثبوت نہ ہو وہ فعل عبث ہے
اور مخالف سنت سید الانام کے اور مخالفت سنت حرام ہے
پس ہرگز جائز نہ ہوگا۔ اور اگر اس کا دل چاہے خفیہ طور پر
خیرات کرے جس دن ہو سکے تا کہ ظاہر ہونے سے رسم
قرار نہ پا جاوے فقط ،،

پس اس تصریح امر کے بعد کسی کو چوں وچرا کا محل باقی نہیں رہا بلکہ تمام تخصیصات وتعینات خلاف طریقہ
سنت ایصال ثواب میں فاتحہ وغیرہم بدعات کا گمراہی ہونا ثابت ہوگیا جن کا ہرگز عند الشرع اولہ اربعہ وخیر
القرون سے ثبوت نہیں ہے لہٰذا اس کے معارض وہ کلام محتمل تبرک ہونے کا ساقط عن الاعتبار رہ گیا ہے، چنانچہ
مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فتاوی رضویہ ج ا ص۲۰۷ میں لکھتے ہیں ،، مسئلہ دو شرع میں دلالت بھی
صریح ہے۔ مگر جب صریح اس کے خلاف ہو تو دلالت معتبر نہیں ،، والحمد للہ علی ذلک حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ

پھر مولوی نعیم الدین کے مقتدائے مسلم مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بھی اپنے فتاوی
قلمی جلد رابع کتاب الحظر والاباحت ص۱۳ میں صراحتاً یہی لکھتے ہیں، جس کی نقل مع اصل دستخطی ہمارے پاس
محفوظ ہے۔ اور جو فتاوی رشیدیہ حصہ اول ص۱۵۰ میں مطبوع ہو چکا ہے۔

،،سوال چہارم تین برس کے بچے کی فاتحہ دوجے کی ہونا چاہیے یا سوئم کی ہونا چاہیے۔ بینوا توجروا
الجواب شریعت میں ثواب پہنچانا ہے، دوسرے دن ہو خواہ تیسرے دن باقی یہ تعین عرفی ہیں جب چاہیں
کریں انہیں دنوں کی گنتی ضروری جاننا جہالت وبدعت ہے واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا البریلوی عفی عنہ
بمحمدن المصطفیٰ النبی الامی صلی اللہ علیہ وسلم ،،

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ص۹۰ میں لکھتے ہیں۔

،،مسئلہ ہم ان ایام (محرم) میں سوائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں
دلاتے ہیں یہ جائز ہیں یا نہیں ؟ الجواب پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے
چوتھی بات جہالت ہے واللہ تعالیٰ اعلم ،،

علی ہذا مولوی صاحب بریلوی کا قلمی فتوی در بارہ آخر چار شنبہ صفر کے متعلق جو ہمارے پاس محفوظ ہے
جس میں سائل نے دریافت کیا ہے کہ اس روز کھانے و شیرینی پر فاتحہ دے کر تقسیم کرتے ہیں اور جنگل

کی سیر کو جاتے ہیں، اور تعویذ وچھلہ چاندی کا اس روز کی صحت بخشی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مریضوں کو استعمال کراتے ہیں، اس کی اصل ثابت ہے یا نہیں الخ ملخصاً الجواب آخر چار شنبہ کی کوئی اصل نہیں، نہ اس دن صحت یابی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی ثبوت، بہر حال یہ سب باتیں بے اصل وبے معنی ہیں فقط فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ ۲ صفر ۱۳۳۷ھ۔ [مہر و] نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ اول حسنی پریس بریلی کے صـ۸۱ میں مرقوم ہے۔

"غرض تبارک بعد مرنے ہی کے ہو سکتا ہے یا زندگی میں بھی کر سکتا ہے اور تعداد سوا من صحیح ہے یا نہیں؟
(ارشاد) ہر سال کریں یا ایک سال تبارک شریف سے مقصود ایصال ثواب ہے اور شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں جتنا ہو اور جب ہو پاک مال اور خالص نیت سے اللہ کے لئے ہو مرنے کے بعد ہو یا زندگی میں ہر سال کریں کوئی حرج نہیں"

نیز مولوی صاحب بریلوی حیات الموات صـ۱۹ میں بطور الزام خصم کے لکھتے ہیں۔

"قرآن وحدیث سے درود وفاتحہ کی خصوصیت ثابت کر دکھائیں یا قرونِ ثلثہ میں اس تخصیص کا رواج بتائیں"

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول صـ۱۴۲ میں شہید دل کے طاق پر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلانے کو لکھتے ہیں

"الجواب یہ سب واہیات اور خرافات اور جاہلانہ حماقات وبطالات ہیں ان کا ازالہ لازم ما انزل اللہ بھا من سلطان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ تعالیٰ اعلم۔ کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم"

نیز مولوی صاحب بریلوی الحجۃ الفاتحہ بطیب التعیین والفاتحہ (حسنی پریس بریلی) صـ۱۲ میں لکھتے ہیں

آرے ہر عامی کہ این تعیین عادی را توقیت شرعی داند وگمان برد کہ ایصال ثواب در غیر این ایام صورت نہ بندد یا روا نباشد یا ثواب این ایام از ایام دیگر اتم ست و اوفی بلاشبہ غلط کار وجاہل وددریں گمان خاطی ومبطل ست

یعنی "البتہ ہر عامی جاہل جو کہ اس تعیین عادی کو تقرر شرعی کا موجب جانے اور گمان کرے کہ ایصال ثواب سوائے ان ایام کے نہیں ہوتا یا نہ روا ہوتا ہے، یا ثواب ان ایام میں دوسرے دنوں سے زیادہ ہے تو بلاشبہ غلط کار اور جاہل اور اس گمان میں خطادار اور باطل کار ہے"

نیز مولوی صاحب بریلوی کے مقتدا ومستند شیخ بدایونی جن کی توصیف خود حیات الموات صـ۱۸۶ میں "سیف اللہ المسلول مولانا المحقق الحق" کے ساتھ لکھتے ہیں، اور مولوی نعیم الدین خزائد النور صـ۲ میں "حضرت مولانا شاہ" کے ساتھ ذکر کرتے ہیں، موصوف تصحیح المسائل صـ۱۷۲ میں بطور سند کے ناقل ہیں۔

یاد کردن آن (معین) تاریخ وآن ماہ رسم مردم افتادہ۔

"یعنی (ایصال ثواب کے لئے سال بھر میں) اس تاریخ اور اس ماہ کا یاد کرنا آدمیوں میں رسم پڑ گئی ہے"

اور ص۲۷۳ میں لکھتے ہیں

کمصافحۃ بعض المشائخ بعد الصلوٰۃ و الاکتحال یوم عاشوراء فانہ سنۃ علی الاطلاق وبدعۃ من حیث الخصوصیۃ۔

یعنی "جس طرح مصافحہ کرنا بعض مشائخ کا بعد نماز اور سرمہ لگانا عاشورا کے دن کہ یہ علی الاطلاق سنت ہیں اور بلحاظ خصوصیت کے بدعت ہے"

اور ص۲۷۷ میں شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہیں۔

"کہ میں نے اپنے شیخ علی متقی رحمہ اللہ نے عرض کیا کہ تعین روز برائے عرس) چہ حکم است (تو قدرے تقریر فرما کر) سر مبارک زمانے فرد افگندند وبرآوردند و فرمودند ایں ہا در میان سلف نبود" انتہی۔ یعنی تعین دن کا عرس کے لئے کیا حکم ہے تو سر مبارک جھکا کر اٹھایا اور فرمایا اس کا معمول سلف میں نہ تھا"

اور ص۲۷۸ میں لکھتے ہیں

واین ہا از واجبات طریقہ تصوف و مستحب ہم نیست انتہی

یعنی "یہ امور واجبات طریقہ تصوف اور مستحب تک بھی نہیں ہیں"

اور خود مولوی نعیم الدین رسالہ سواد اعظم رجب ۵۰ھ جلد۸ ص۱۶ میں لکھتے ہیں، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں۔

آنکہ بعضے مردم مصافحہ بعد از نماز میکنند یا بعد جمعہ کنند چیزے نیست و بدعت ست از جہت تخصیص وقت اما سنیت مصافحہ کہ علی الاطلاق ست باقی ست پس بوجہے سنت ست و بوجہے دیگر بدعت

یعنی جو کہ بعضے آدمی مصافحہ نماز کے بعد کرتے ہیں یا بعد نماز جمعہ کے کرتے ہیں کوئی چیز نہیں ہے تخصیص وقت کی وجہ سے بدعت ہے لیکن مصافحہ کا سنت ہونا مطلق ہونے کی وجہ سے باقی ہے پس ایک وجہ سے سنت ہے اور دوسری وجہ سے بدعت ہے"

نیز مولوی نعیم الدین کی مسلمہ بقول خود معتبر کتاب رد المحتار ج۲ ص۱۱۳ میں مرقوم ہے۔

وانما الروافض لما ابتدعوا اقامۃ الماتم واظہار الحزن یوم عاشوراء لان الحسین قتل فیہ ابتدع

یعنی "رافضیوں نے بدعت جاری کی ماتم اور اظہار غم کرنے میں عاشورہ کے دن کیونکہ حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے اس دن اور جہلائے اہل

جھلۃ اھل السنۃ اظہار السرور واتخاذ الحبوب والاطعمۃ والاکتحال۔ | سنت نے اظہار خوشی کر کے کھچڑی اور کھانے پکانے اور سرمے لگانے کی بدعت ایجاد کی"

پھر مولوی صاحب بریلوی کے پیران پیر مارہروی شاہ حمزہ صاحب المتوفی ۱۱۹۸ھ کی وصیت انوار العارفین مطبوعہ صدیقی بریلی مصنفہ ذی القعدہ ۱۲۹۶ھ میں مرقوم ہے کہ آپ نے وفات پانے سے چھ ماہ قبل وصیت نامہ لکھ کر قلمدان میں مخفی رکھ دیا تھا ص ۴۶۹ پر جس کے الفاظ یہ ہیں:

وفاتحہ سالیانہ ہرگز بتکلف نکنند بلکہ نہ نمایند کہ حکم چنیں است بعد بست سال روشن خواہد شد حالا مسئلہ اجل در حل وکارے ازیں اہم درپیش۔ | خلاصہ یہ ہے کہ وہ فاتحہ برسی کے تکلفات ہرگز نہ کریں بلکہ بالکل نہ کریں کہ حکم اسی طرح سے ہے اب کوچ کا وقت ہے اور کام اس سے بھی زیادہ اہم درپیش ہے"

اور آپ کے صاحب زادہ شاہ اچھے میاں آل احمد صاحب المتوفی ۱۲۳۵ھ کی یہی وصیت ص ۶۷ میں مرقوم ہے پھر شاہ اچھے میاں سید آل احمد صاحب کے برادر زادہ سید آل رسول صاحب پیر مولوی صاحب بریلوی کے سند حدیث شریف میں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ اللہ کے شاگرد تھے چنانچہ ص ۷۴ میں مرقوم ہے۔ وسند حدیث شریف از مولانا شاہ عبد العزیز گرفتہ اند۔ اور مدائح حضور نور جلد ثانی ص ۱۱۹ میں مرقوم ہے کہ:۔

"آپ نے اپنے صاحبزادہ سید ابو الحسین صاحب نوری کو ۱۲ ربیع الاول ۱۲۶۷ھ میں اجازت سلاسل و قرآن کریم وصحاح ستہ ومصنفات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ کی مرحمت فرمائی"۔

واضح ہو کہ مولوی شیخ فضل رسول صاحب بدایونی مسلمہ معتمد مولوی صاحب بریلوی و مولوی نعیم الدین کے بھی اچھے میاں شاہ آل احمد صاحب موصوف کے مرید تھے چنانچہ طوالع الانوار سوانح شیخ بدایونی مطبوعہ صبح صادق سیتاپور کے صفحہ ۱۹ میں مرقوم ہے۔

پس ناظرین پر مولوی صاحب بریلوی کے اقوال سے رسومات مروجہ فاتحہ وغیر تخصیصات وتعینات کا بدعت اور جہالت بے اصل و بے معنی واہیات وخرافات جاہلانہ حماقات وبطالات لازم الازالہ ہونا ثابت ہوا اور ان کے پیرانہ خاندان کا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ المتوفی ۱۱۷۶ھ کی تصانیف سے وابستگی خصوصاً ان کے پیر سید آل رسول صاحب کی تعلیمات وہدایات اپنے صاحب زادہ سید ابو الحسین صاحب نوری کو اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب دہلوی رحمہ اللہ محدث المتوفی ۱۲۳۹ھ کی خدامی سے مستفیض ہونا ثابت ہوا۔

مگر صد حیف مولوی نعیم الدین باوجود ان سلاسل سے نسبت کا دعوی کرتے ہوئے جس رکابی میں کھائیں اسی میں چھید کریں ۔حالانکہ مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب بھی سید شاہ آل رسول صاحب کے مرید تھے چنانچہ مولوی صاحب بریلوی خود خاتمہ جواہر البیان کے صـ۲۰۲ میں لکھتے ہیں

"والد صاحب نے پنجم جمادی الاولی ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ میں سید شاہ آل رسول احمدی پر بیعت حاصل فرمایا ۔پیر مرشد نے جمیع سلاسل وسند حدیث عطا فرمائی"

چنانچہ مولوی محمد نقی علی خاں صاحب ہدایۃ البریہ صـ۹ میں تاکیداً لکھتے ہیں کہ

"جن امور میں خوض ممنوع ومضر ہے یا ادراک ان کی حقیقت کا محال یا عوام کے منصب ومقام سے برتر ہے صرف قرآن وحدیث کی طرف رجوع کریں اور ان ہیں اپنا مرشد اور امام سمجھیں جو حکم دیں بجا لادیں اور جس قدر بتائیں اس پر قناعت کریں"

ایضاً ہدایۃ البریہ صـ۲۸ میں دربارہ عقائد شرعیہ قاعدہ کلیہ لکھتے ہیں کہ

"علماء سے صرف اس قدر دریافت کرلیں کہ یہ عقیدہ صاف صریح کتب متداولہ اہل سنت میں مذکور ہے یا نہیں اگر نشان دیں واجب التسلیم ہے اور جو تصریح نہ دکھا سکے اس کی بات پر اصلاً اعتماد نہ کریں کہ سلف صالح نے اس باب میں کوئی بات جس کی عوام کو ضرورت ہو اٹھا نہیں رکھی"

نیز مولوی محمد نقی علی خاں صاحب رسالہ فی فضل العلم والعلماء صـ۱۲ حسنی پریس بریلی میں لکھتے ہیں

"جو لوگ تقلید دین پر ثابت رہیں گے ۔نام کے مسلمان رہ جاویں گے"

کاش مولوی نعیم الدین اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے دم بھرنے والے قرآن وحدیث کو اپنا مرشد امام بنا کر اسی پر قناعت کرتے تو تقویۃ الایمان کا انکار نہ کرتے ۔اگر عالم بھی کتب متداولہ اہل سنت سے تصریح نہ دکھا سکتا ہو جس طرح مولوی نعیم الدین بھی رسومات شرک وبدعات کی تصریح ہرگز نہیں دکھا سکتے تو پھر اس پر عوام الناس اصلاً اعتماد نہ کرتے تو پھر یہ رسمیات کفریہ کا دروازہ نہ کھلتا اور تقلید عامیانہ کرکے نام کے مسلمان نہ رہتے بلکہ کام کے ہوجاتے ۔کیونکہ اسلام میں بدعت تمام گناہوں سے بدتر حق تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے ۔بدعت نکالنے والا نبوت وسنت کا مقابلہ اور بغاوت پر کمر باندھنے والا ہے اس لئے کہ جو بات شریعت میں ثابت نہیں جس بات کا حکم نہیں یہ باغی اس کو داخل شریعت جان کر ثواب بنا کر جاری کرتا ہے گویا شریعت کو ناقص جان کر اس میں اصلاح دیتا ہے اسی وجہ سے بدعتی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی تاوقتیکہ اپنی بدعت سے توبہ نہ کرے اور توبہ جب

کرے جب بدعت کو برا جانے جب اس کو اچھا جانا تو تو بہ کیسی جب بدعت تمام برائیوں سے بدتر اور بدعتی سارے گنہگاروں سے ابتر ہیں کہ بغاوت کا جرم سب جرموں سے زائد سخت ہے۔ اور پہچان بدعتی کی یہ ہے کہ جو بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابہ وائمہ تابعین رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہو اس کو شرعی حیثیت سے ثواب جان کر دین کا کام سمجھ کر عمل میں لادے۔ چنانچہ مولوی صاحب بریلوی اطھی الکلام ص۲ میں لکھتے ہیں

"ابونعیم حلیہ میں انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں بدعتی تمام جہان سے بدتر ہیں۔ بیہقی کی حدیث میں ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوٰۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ فرض نہ نفل۔ بدعتی اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسا آٹے سے بال۔ امام دارقطنی وابوحاتم محمد بن عبدالواحد خزاعی اپنے جزء حدیثی میں ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں اہل بدعت دوزخیوں کے کتے ہیں۔"

ایضاً ص۱۲ میں لکھتے ہیں

"بدعتی مبغوض خدا ہے اور مبغوض خدا سے نفرت ودوری واجب"

بدعات کے نظائر وغیرہ حسب فرمان خانصاحب بریلوی

پس مولوی صاحب بریلوی کے ہی کلام سے ثابت ہو گیا کہ بدعت کس کو کہتے ہیں اور وہ کیا کیا مسائل ہیں جن کی اس درجہ سخت وعید اور عذاب ہے۔ چنانچہ فتاوی رضویہ جلد اول ص۱ا میں لکھتے ہیں

ان الاستنان لا یثبت بالحدیث الضعیف یعنی "سنت حدیث ضعیف سے ثابت نہیں ہوتی"

(جس طرح بعد وضو کپڑے سے اعضاء پونچھنے میں احادیث ضعیفہ وبعض صحابہ وائمہ تابعین سے جواز وکراہت تک منقول ہے تاہم اس کو بھی بدعت میں داخل کیا گیا چہ جائیکہ وہ امور جو قرون ثلثہ سے کچھ بھی ثابت نہ ہوں) چنانچہ فتاوی رضویہ ص۳ میں مرقوم ہے

فی البنایۃ شرح الھدایۃ للامام العینی عن شرح الجامع الصغیر للامام الاجل فخر الاسلام ان الخرقۃ التی یمسح بھا الوضوء بدعۃ محدثۃ تجب ان تکرہ لانھا لم تکن

یعنی بنایہ شرح ہدایہ میں ہے کہ وہ کپڑا جس سے وضو کا پانی پونچھا گیا بدعت من گھڑت ہے واجب ہے مکروہ جاننا اس کا کیونکہ نہ تھا یہ طریقہ زمانہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اور

فی عہد رسول اللہ ولا احد من الصحابۃ والتابعین — نہ کسی صحابی اور تابعی کے "

نیز فتاوی رضویہ ص۱۸۵ میں مرقوم ہے۔

فی البدائع انہ الصحیح لانہ من لم یر سنۃ رسول اللہ فقد ابتدع فیلحقہ الوعید وان کانت الزیادۃ علی الثلث لقصد الوضوء او لطمانینۃ القلب عند الشک فلا یلحقہ الوعید۔ — یعنی "بدائع میں تصریح کی ہے کہ صحیح یہ ہے کہ تین بار سے زیادتی وضو میں سنت جان کر بدعت نکالنے والا مستحق وعید ہے "

ایضاً فتاوی رضویہ ص۱۹۶ میں مرقوم ہے، جامع الرموز میں ہے تکرہ الزیادۃ علی الثلاث کما فی الزاہدی ط طحطاوی علی المراقی میں ہے۔

فی فتاوی الحجۃ یکرہ صب الماء فی الوضوء زیادۃ علی العدد المسنون والقدر المعہود — یعنی "مکروہ ہے وضو میں تین دفعہ سے زیادہ یا عدد و اندازہ مسنون سے زیادہ پانی ڈالنا "

نیز فتاوی رضویہ ص۲۰۸ میں مرقوم ہے

"ظاہر ہے کہ جس شئے کے لئے شرع نے ایک حد باندھی ہے کہ اس سے نہ کمی چاہیئے نہ بیشی "

نیز فتاوی رضویہ ص۲۴۲ میں مرقوم ہیں

اذا کان بعد الفراغ من الوضوء الاول والا لکان بدعۃ — یعنی "قبل تمام ہونے وضو کے بعض اعضاء میں زیادتی تین مرتبہ سے بدعت ہے۔"

ایضاً فتاوی رضویہ ص۲۵۷ میں مرقوم ہے۔

"اگر کوئی شخص وضو کی جگہ غسل کا التزام کرے عزیمت و باعث ثواب نہ ہوگا۔ بلکہ بدعت و مورث مواخذہ و عتاب ہوگا "

نیز مولوی صاحب بریلوی فتاوی النفائس المرغوبہ فی حکم الدعاء بعد المکتوبہ کے ص۱۵ اپنے فتوی میں لکھتے ہیں "سنن و نوافل سب سے فارغ ہو کر امام کا جماعت کے ساتھ دعا مانگنا کہیں منقول نہیں، یہ طریقہ لائق ترک ہے واللہ تعالی اعلم فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ [مہر] [ابو المظفر محمد اسمعیل] [محمد امجد علی رضوی]

نیز مولوی صاحب بریلوی حیات الموات ص۸۲ و ۲۷ میں لکھتے ہیں۔

"د کیا ممکن نہیں کہ اس کی (یعنی تلقین میت کی) وجہ بعض کے نزدیک عدم ثبوت ہے جیسا کہ حلیہ میں ہے نقل الشیخ عز الدین ابن عبد السلام علی انہ بدعۃ۔ یعنی تصریح فرمائی امام سلطان العلماء شیخ عز الدین

ابن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اس امر پر تلقین کرنا میت کا بعد دفن کے قبر پر بدعت ہے۔ دیکھو امام عزالدین شافعی اس وجہ سے قائل تلقین نہ ہوئے کہ ان کے نزدیک بدعت تھی،،

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ اول حسنی پریس بریلی صہ ۶۹ میں مرقوم ہے۔

"عرض) اذان میں نام اقدس لیتے وقت روضہ منورہ کی طرف منہ کر سکتا ہے،، (ارشاد) "خلاف سنت ہے سوائے حی علی الصلاۃ اور حی علی الفلاح کے اور کسی کلمہ پر کسی طرف منہ نہیں پھیر سکتا یا خطبہ میں عزجلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے یہ قلبی محبت نہیں قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے،،

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ صہ ۱۹ میں مرقوم ہے۔

"عرض) سنت و مکروہ میں تعارض ہو تو کیا کرنا چاہیئے،، (ارشاد) "ترک اولیٰ ہے،،

نیز مولوی صاحب بریلوی فتوی قلمی میں جس کی نقل معہ اصل دستخطی کے ہمارے پاس محفوظ ہے لکھتے ہیں

"جمعہ کا روزہ خاص اس نیت سے کہ آج جمعہ ہے اس کا روزہ بالتخصیص چاہئے مکروہ ہے الخ،،

نیز خود مولوی نعیم الدین فیضان رحمت صہ ۶۹ میں لکھتے ہیں "

"ترمذی میں بروایت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) وارد ہے (یعنی نہ روزہ رکھے کوئی تم میں جمعہ کے دن مگر ایسی صورت میں کہ جمعہ سے پہلے دن یا بعد کو بھی روزہ رکھے) اور ترمذی اس حدیث کی نسبت لکھتے ہیں (یعنی اور اس حدیث پر اہل علم کا عمل ہے کہ مکروہ جانتے ہیں تخصیص جمعہ کے دن کی روزہ کے لئے کہ صرف جمعہ کا روزہ رکھیں نہ اول اور نہ بعد)،،

پس مسلمانو! للہ انصاف کرو کہ جبکہ مولوی صاحب بریلوی و مولوی نعیم الدین کے اقوال سے ذرا ذرا تغیرات کمی بیشی پر جس کا ثبوت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رض و تابعین ائمہ مجتہدین رح سے نہ ہو۔ بدلیل عدم ثبوت و عدم نقل کے بدعت قرار دیا گیا ہو جس طرح وضو میں زیادتی کا بدعت و مکروہ ہونا، وضو کی جگہ غسل کا التزام، بدعت و باعث عتاب ہونا، سنن و نوافل کے بعد امام کا جماعت کے ساتھ دعا مانگنا منقول نہ ہونے سے لائق ترک ہونا، تلقین میت بوجہ ثابت نہ ہونے کے بدعت ہونا وغیرہم خاص جمعہ کے روزہ کی تخصیص کا مکروہ وضع ہونا ٹھہرایا گیا۔ مگر تمام جہان کی رسومات مروجہ تخصیصات و تعینات عرس و برسی سوم و چہلم فاتحہ کیجڑا وغیرہم جو محض بے اصل جن کا شریعت میں وجود نہ ہو۔ سیکڑوں سال کے بعد ایجاد ہوئے ہوں وہ نہ بدعت نہ منع بلکہ ان کو جائز و حلال اور ثواب بتایا جانا یہ محض اہل حق متبعین سنت سے عناد و تعصب نہیں تو کیا ہے۔

علی ہذا اسی قسم کی بکثرت تمام نظائر بدعات کے کتب فقہ حنفیہ

بدعت کی تشریح اور مثالیں فتاویٰ شامی سے

میں مرقوم ومذکور ہیں چنانچہ رد المحتار شامی جس کی توصیف خود مولوی نعیم الدین فیضان رحمت صـ۵۲ اور فوائد النور صـ۱۸ میں لکھ چکے ہیں کہ

"شامی جو اہل سنت وجماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علماء ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے" رد المحتار در مختار کا سب سے نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے "

پس اہل انصاف کی خدمت میں صرف رد المحتار ہی کے چند حوالہ بصورت تراجم تشریح بدعت کے متعلق حسب ذیل ہیں۔ تاکہ عامۃ الناس خصوصاً مولوی نعیم الدین کو اپنی مسلمہ کمال معتبر کتاب سے حقیقت بدعت معلوم ہو کر توفیق انابت نصیب ہو اور متبعین سنت کے حق میں عناد سے باز آئیں۔ اللہم آمین وما توفیقی الا باللہ

رد المحتار جلد ا صـ۸۴ میں مرقوم ہے۔

"یعنی وضو میں حلقوم کا مسح کرنا بدعت ہے" ایضاً رد المحتار ج ا صـ۱۵۸ یعنی "زبان سے نیت کے الفاظ مطلقاً جمیع عبادات میں بدعت ہیں" ایضاً رد المحتار ج ا صـ۱۶۵ میں ہے "نہ ہاتھ اٹھا دے بیت اللہ کے دیکھنے کے وقت دعا میں کیونکہ ہمارے اصحاب مذہب کی کتب مشہورہ میں یہ پایا نہیں گیا" ایضاً رد المحتار ج ا صـ۱۶۶ "شروع طواف مقابل حجر اسود میں تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا چاہیئے نہ نیت کرتے وقت کیونکہ یہ بدعت ہے۔ نیز رد المحتار صـ۵۴۴ ج ا میں ہے "یعنی جو بعض خطیب دوسرے خطبہ میں درود شریف پڑھتے وقت دائیں بائیں منہ پھیرتے ہیں اس کا ذکر نہیں دیکھا گیا اور ظاہر یہ ہے یہ بدعت ہے ترک کرنا اس کا لائق ہے تاکہ وہم سنت ہونے کا نہ گذرے پھر دیکھا میں نے امام نووی کی منہاج کو فرمایا اور نہ التفات کرے دائیں بائیں کسی صورت میں بھی فرمایا ابن حجر نے اس کی شرح میں کیونکہ یہ طریقہ بدعت ہے" نیز رد المحتار ج ا صـ۵۵۲ میں ہے۔ یعنی "فرمایا ابن حجر نے تحفہ میں اور بحث کی بعضوں نے کہ جو کرتے ہیں لوگ آج کل کے دوسرے خطبہ میں نیچے کی سیڑھی پر اتر کر پھر چڑھ جاتے ہیں یہ فعل بدعت قبیحہ شنیعہ ہے" نیز رد المحتار صـ۵۵۷ میں ہے۔ یعنی "تخصیص کسی ذکر کی کسی وقت کے ساتھ جو وارد نہ ہو شرع میں غیر مشروع یعنی ممنوع ہے" ایضاً رد المحتار صـ۶۰۰ میں ہے۔ یعنی "جو اذکار شرع سے جس جگہ کے لئے وارد ہوں اسی پر بس کرے۔ اور اس میں اشارہ ہے اس امر کا کہ اذان دفن میت کے وقت قبر پر سنت نہیں جس طرح آج کل لوگ کہتے ہیں اور تحقیق تصریح فرمائی ابن حجر نے اپنے فتاوی میں کہ یہ بدعت ہے فرمایا اور جو لوگ گمان کرتے ہیں کہ قیاساً سنت ہے بہتر ہونا اس کا خاتمہ کے لئے باعتبار اول کے بچے

کے کان میں اذان دینے کے پس یہ قیاس ٹھیک نہیں ہے ،، ایضاً رد المحتار ص۶۶۷ میں ہے. یعنی ,,نہیں صحیح ہے کوئی بھی روایت مرفوع انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگانے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک سن کر اذان میں ،، ایضاً رد المحتار ص۶۰۳ میں مرقوم ہے. یعنی ,,روایت ہے ابراہیم سے کہ تعزیت قبر کے پاس بدعت ہے ،، نیز رد المحتار ص۱۲۱۳ میں در بارہ صلوۃ الرغائب رجب و نصف شعبان مرقوم ہے یعنی ,,تحقیق صحابہ اور تابعین اور ان کے ائمہ مجتہدین میں کسی سے منقول نہیں ہے اور فرمایا امام نووی نے اور یہ دونوں نمازیں بدعت مذموم منکر قبیح ہیں ،،

اور کبیری شرح منیۃ المصلی (جس کے مصنف کی نسبت مولوی صاحب بریلوی حیات الموات وغیرہ میں کلمات ,,فقیہ محقق جلیل علامہ صاحب حلبی الکبیر،، لکھتے ہیں) ص۱۰۸ میں در بارہ جماعت وتر سوائے رمضان کے) مرقوم ہے .

لانہ لم ینقل عن النبی علیہ السلام ولا عن احد من الصحابۃ فتکون بدعۃ مکروھۃ ۔	یعنی ,,اس لئے کہ منقول نہیں ہے جماعت کا ہونا وتروں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ کسی صحابی سے پس ہوگا جماعت کا کرنا بدعت اور مکروہ ،،

حالانکہ جماعت وتر غیر رمضان میں ثابت ہے . اس کلام کی توجیہ رد المحتار میں ص۶۶۷ میں بمعہ روایت امام طحاوی کے منقول ہے .

عن المنصور بن مخرمۃ قال دفنا ابابکر رضی اللہ عنہ لیلا فقال عمر رضی اللہ عنہ انی لم اوتر فقام وصففنا وراءہ فصلی بنا ذلک احیانا کما فعل عمر رضی اللہ عنہ کان مباحا غیر مکروہ وان کان علی سبیل المواظبۃ کان بدعۃ مکروھۃ ۔	یعنی ,,منصور بن مخرمہ سے روایت ہے کہ دفن کیا ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رات کو پھر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میں نے وتر نہیں پڑھے ہیں پس آپ وتر پڑھنے کھڑے ہوئے . اور ہم نے آپ کے پیچھے صف باندھی . تو آپ نے ہمیں وتر پڑھائے . یہ فعل جماعت حضرت عمرؓ کا اتفاقیہ تھا جو مباح غیر مکروہ ہوگا . لیکن اگر اس کو معمول بنا لیا جاوے تو مکروہ ہوگا ،،

پس اس کلام سے معلوم ہوا کہ ثبوت امر اتفاقیہ کو معمول بہ والا زم کر لینا بھی بدعت میں داخل ہے

اتفاقیہ امور کا التزام و دوام بدعت ہے

ہے پھر محض بے ثبوت امر کو لازم و متعین کر لینا کیونکر بدعت سیئہ نہ ہوگا . اہل فہم و انصاف غور فرمائیں

کہ بظاہر کتنی ہلکی ہلکی خفیف باتوں اور ادنے ادنے فرق پر حکم اجرائے بدعت کیا گیا کیونکہ یہ راہ بدعت بہت ہی پر خطر راہ ضلالت و گمراہی کی ہے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ شرک کے ستر دروازہ اور بدعت کے دو اوپر ستر دروازہ ہیں جن کی چال یعنی گذرگاہ سیاہ پتھر پر تاریک شب میں سیاہ چیونٹی کے چلنے کی مانند مخفی ہے مثلاً تعزیت میت بھی سنت۔ قبر کی زیارت بھی سنت مگر دونوں کو ملا کر قبر کے اوپر تعزیت کرنا بدعت۔ شروع طواف میں تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھانا سنت مگر نیت کے ساتھ ہاتھ اٹھانا بدعت حالانکہ نیت اور تکبیر میں بہت ہی باریک فرق ہے اسی واسطے علامہ شامی رد المختار ص۲۷۶ میں فرماتے ہیں

کہ "اہل بدعت اپنی خواہشات کی پیروی کرتے ہیں اور کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں لوٹتے اور احادیث صحیحہ کا انکار کرتے ہیں"

نیز رد المختار ص۵۰۶ میں فرماتے ہیں۔

کہ "جس بات کے بدعت اور سنت ہونے میں تردد ہو تو اس کو چھوڑ ہی دیوے"

اب اس مبحث نذر و نیاز غیر اللہ اور فاتحہ مروجہ سے فراغت کے بعد مولوی نعیم الدین کا فیضان رحمت ص۵ سنہ ۱۳۲۰ھ میں یہ لکھنا کہ

"تیجے، چالیسواں، ششماہی، برسی۔ کلام ربانی اور احادیث نبویہ اور روایات مفتی بہائے فقہاء سے ثابت کیا گیا ہے، اور اس کے چھپوانے میں یہ انتظار ہے کہ خریداروں کی درخواستیں بقدر مکتفی آئیں تو انشاء اللہ تعالیٰ چھاپا جائے گا"

افسوس اس ناکامی کو آج تئیس برس تو گذر چکے نہ معلوم کس خندق میں جا گرا۔ اور کیسا برا حشر ہوا۔

خانصاحب بریلوی کے استاذ کا فتویٰ فاتحہ مروجہ وغیرہ کے رد میں لیجئے اہل انصاف کی خدمت میں

مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی جن کی توصیف الکلمۃ العلیا ص۴ میں لکھ چکے ہیں۔ اور بقول خود فیضان رحمت ص۱ میں جن کو "جناب فیض مآب استاذی قامع بدعت محی سنت حضرت مخدومی عین العلماء راس الفضلاء مولوی محمد گل خاں صاحب حاجی حرمین شریفین دام فیوضہم" کے اتنے بڑے بڑے القاب دے چکے ہیں۔ دونوں کے فصل مدلل فتاوی تیجے، دسویں، بیسویں، چالیسویں، برسی وغیرہ فاتحہ مروجہ کی بدعات میں حسب ذیل ہیں۔

مولوی صاحب بریلوی کی احکام شریعت حصہ سوم مطبع ابو العلی پریس آگرہ کے ص۱۶ میں مرقوم ہے۔

"الجواب سبحٰن اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے یا کیا یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں

سخت وشنیع خرابیوں پر مشتمل ہے لہٰذا یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ وقبیحہ ہے، امام احمد اپنی مسند
اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت جریر بن عبد اللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہم گروہ صحابہ
اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے کھانا تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے ہیں
جس کی حرمت پر متواتر حدیثیں ناطق۔ امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں
اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے کہ شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی
ہے نہ کہ غمی میں اور یہ بدعت شنیعہ ہے۔ اسی طرح علامہ شرنبلالی نے مراقی الفلاح میں فرمایا۔ فتاویٰ
خلاصہ۔ فتاویٰ سراجیہ۔ وفتاویٰ ظہیریہ۔ وفتاویٰ تاتارخانیہ اور ظہیریہ سے خزانۃ المفتین کتاب الکراہیۃ
اور تاتارخانیہ میں فتاویٰ ہندیہ میں بالفاظ متقاربہ یہ ہے دغمی میں یہ تیسرے دن کی دعوت جائز نہیں
کہ دعوت تو خوشی میں ہوتی ہے،،

فتاویٰ امام قاضی خاں کتاب الحظر والاباحۃ میں ہے

"غمی میں ضیافت ممنوع ہے کہ یہ افسوس کے دن ہیں تو جو خوشی میں ہوتا ہے ان کے لائق نہیں،،

تبیین الحقائق امام زیلعی میں ہے

"مصیبت کے لئے تین دن بیٹھنے ہیں کوئی مضائقہ نہیں جبکہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے۔
جیسے مکلف فرش بچھائے اور میت والوں کی طرف سے کھائے،،

امام بزازی وجیز میں فرماتے ہیں یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کرائے
جاتے ہیں سب مکروہ وممنوع ہیں۔ علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں یعنی مصنف سراج الدین شرح ہدایہ نے
اس مسئلہ میں بہت کلام طویل کیا اور یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے
چنانچہ علامہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۰۳ میں فرماتے ہیں

وفی البزازیۃ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القرآن وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءۃ سورۃ الانعام اوالاخلاص والحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القرآن لاجل الاکل یکرہ۔

یعنی "فتاویٰ بزازیہ میں ہے کہ مکروہ ہے تیار کرنا کھانے کا پہلے دن اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد اور لے جانا کھانے کا قبر پر کسی موسم میں اور تیار کرنا دعوت کا قرآن پڑھنے والوں کے لئے اور جمع ہونا صلحاء اور قاریوں کا ختم کے لئے یا پڑھنے سورہ انعام یا سورہ قل ہو اللہ کے لئے حاصل رکھنا کھانے کا قرآن پڑھنے والوں کے سامنے کھانے کے لئے مکروہ ہے،

جامع الرموز آخر الکراہتہ میں ہے یعنی تین دن یا کم تعزیت لینے کے لئے مسجد میں بیٹھنا منع ہے اور ان دنوں میں ضیافت بھی ممنوع اور اس کا کھانا بھی منع جیسا کہ ذخیرۃ الفتاوی میں تصریح کی فتاوی انقروی اور واقعات المفتیین میں ہے تین دن ضیافت اور اس کا کھانا مکروہ ہے۔ کہ دعوت تو خوشی میں مشروع ہوتی ہے۔ کشف الغطا میں ہے

ضیافت نمودن اہل میت اہل تعزیت را و پختن طعام برائے آنہا مکروہ است باتفاق روایات چہ ایشاں را بسبب اشتغال بمصیبت استعداد و تہیئہ آں دشوار ست۔ اسی میں ہے۔ پس آنچہ متعارف شدہ از پختن اہل طعام را در سوم و قسمت نمودن آن میان اہل تعزیت و اقران غیر مباح و نامشروع ست و تصریح کردہ بدآن در خزانہ چہ شریعت ضیافت نزد سرور ست نہ نزد شرور و ہو المشہور عند الجمہور۔ ایضاً صـ۶۴ ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیز دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس مجمع ناجائز کے لئے ناجائز تر ہوگا۔ کشف الغطا میں ہے۔ ساختن طعام در روز ثانی و ثالث برائے اہل میت اگر نوحہ گراں جمع باشند مکروہ ست زیرا کہ اعانت است ایشاں را بر گناہ انتہی ملخصاً

مولانا محمد گل خاں مرادآبادی کی تائید میں دوسرے حنفی علماء کے فتاوی

علی ہذا ذیل کے مطبوعہ فتاوی نقل شدہ مولوی محمد گل خاں صاحب کی خدمت میں بغرض تصحیح پیش ہوئے جو بجنسہ محفوظ ہیں اور فتاوی رشیدیہ حصہ اول صـ۲۶ پر نقل ہو چکے ہیں

(۱) استفتاء ہم نے ہدیۃ الحرمین میں دیکھا ہے کہ حضرت نے اپنے بیٹے ابراہیم کے سیوم و دسواں و بیسواں و چہلم وغیرہ میں چھوہارے پر فاتحہ دیا اور اصحابوں کو کھلایا پس فی زمانہ لوگ پھول۔ پان وغیرہ کرنے سے چہلم و سیوم دسواں و بیسواں میں مانع ہوتے ہیں۔ کیسا ہے۔ ہو المصوب یہ قصہ جو ہدیۃ الحرمین میں لکھا ہے محض غلط ہے کتب معتبرہ میں اس کا نشان نہیں واللہ اعلم حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی۔ سوال (جلد سوم) "فاتحہ مروجہ یعنی کھانے کو آگے رکھ کر ہاتھ اٹھانے کا کیا حکم ہے، (۲) جواب بدیں طور مخصوص نہ زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا نہ زمانہ خلفاء میں بلکہ وجود ان امور کا تینوں زمانوں میں جن کی خیریت اور بہتری کی شہادت دی گئی ہے منقول نہیں اور اب تک حرمین شریفین زادہما اللہ شرفاً میں عادت خواص کی نہیں ہے اور اگر کوئی اس مخصوص طور کو عمل میں لاوے تو وہ کھانا حرام نہیں ہو جاتا کھانے میں مضائقہ نہیں ہے اور عمل کو ضروری جاننا مذموم ہے۔

اور بہتر یہ ہے کہ جو کچھ چاہیں پڑھیں ثواب اس کا میت کو پہنچادیں اور کھانے کو بہ نیت تصدق فقراء کو کھلادیں اور اس کا ثواب بھی اموات کو پہنچادیں۔ سوال: تیسرے یا پانچویں روز آدمی بلائے جاویں یا بلا بلائے جمع ہوں اور چند ختم کلام مجید کے پڑھیں۔ بعضے آہستہ اور بعضے آواز سے اور پیالہ میں خوشبو گل ڈالیں اور دیگر خصوصیات در رسوم عمل میں لاویں ان کا کیا حکم ہے،، جواب، مقرر کرنا تیسرے دن وغیرہ کا خاص کر اور اس کو ضروری جاننا شریعت محمدیہ میں ثابت نہیں ہے۔ صاحب نصاب الاحتساب نے ان امور کو مکروہ لکھا ہے، رسم در راہ تخصیص سے کرنے کو اور جس روز چاہیں ثواب میت کی روح کو پہنچادیں اور میت قریب اپنے مرنے کے زیادہ محتاج مدد پہنچانے کا ہوتا ہے۔ جس قدر ایصال ثواب جس روز ہو موجب خیر کا ہے اسی طرح تفسیر فتح العزیز میں ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں فرماتے ہیں اور عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ تھی کہ میت کے لئے سوائے وقت نماز جنازہ کے جمع ہوں اور قرآن پڑھیں اور ختمات پڑھیں نہ قبر پر نہ سوائے قبر کے اور یہ جمع ہونا بدعت ہے اور مکروہ البتہ تعزیت اہل میت کو تسلی اور صبر دلانا سنت و مستحب ہے۔ لیکن یہ اجتماع مخصوص تیسرے دن کا اور دوسرے تکلفات کا مرتکب ہونا اور یتیموں کا مال بے وصیت کے خرچ کرنا یہ جملہ امور بدعت اور حرام ہیں،،

حررہ الراجی عفو ربہ القوی ابوالحسنات محمد عبدالحی تجاوز اللہ عن ذنبہ الجلی والخفی [مہر: محمد عبدالحی ابوالحسنات]

نقل مکتوب مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح۔ از بندہ رشید احمد عفی عنہ بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند مجلس مولود مروجہ بدعت ہے اور بسبب خلط امور مکروہہ کے مکروہ تحریمہ ہے اور قیام بھی بوجہ خصوصیت کے بدعت ہے اور امرد لڑکوں کا پڑھنا راگ ہیں بسبب اندیشہ ہیجان فتنہ کے مکروہ ہے اور فاتحہ مروجہ بھی بدعت ہے۔ معہذا مشابہتہ بفعل ہنود ہے اور تشبہ غیر قوم کے ساتھ منع ہے،، ایصال ثواب بدون اس ہئیتہ کے درست ہے اور سیوم و دہم و چہلم جملہ رسوم ہنود کی ہیں اس تخصیص ایام میں مشابہتہ بھی ہوتی ہے اور تخصیص ایام کی بدعت بھی ہے اگرچہ اصل ایصال ثواب بدون کسی تخصیص و مشابہتہ کے درست ہے فقط ذالک حق محمد گل مالک و مہتمم مدرسہ مولویہ مرادآباد

[مہر: بینظیر شگفتہ محمد گل ۱۳۰۰]

المجیب مصیب محمد قاسم علی عفی عنہ۔ [مہر: خلف مولانا عالم علی محمد قاسم علی]

المجیب مصیب عبدالوہاب خاں رام پوری۔ [مہر: ولد حافظ عمر خان عبدالوہاب خان]

اما بعد الحمد للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ نا قول باللہ المجیب محق وجمیع الاجوبتہ حقتہ وانا المفتاق الی اللہ الغنی محمد طیب المکی المدرس الاول فی المدرستہ العالیتہ الرامفوریہ عرب۔ [مہر: محمد طیب]

الاجوبۃ صحیحہ واللہ سبحانہ اعلم بالصواب محمد لطف اللہ عفی عنہ قاضی ریاست رامپور

(مہر: خادم شریعت رسول اللہ قاضی مفتی محمد لطف اللہ ۱۲۹۸ھ)

ہذہ الاجوبۃ صحیحہ محمد جعفر علی عفی عنہ محدث رامپوری

(مہر: ولد محمد اکبر علیخاں محمد جعفر علیخاں)

علاوہ بریں رسالہ فتویٰ قامع البدعۃ فی اخذ لطعام التعزیۃ مرتبہ ۱۲۹۹ھ مطبوعہ امداد الہند مرادآباد ۱۳۰۱ھ مطابق جولائی ۱۸۸۴ء جس کے مختصر الفاظ ص۳ میں یہ ہیں

"وہاں کھانا کھلانا اہل میت کا میت کی طرف سے فقراء ومساکین کو بغیر تعین کسی دن وساعت کے ایصال ثواب کے لئے درست ہے"،

باقی روایات کتب فقہ جس طرح مولوی صاحب بریلوی کے فتوی میں مندرج نہیں اس میں بھی مرقوم ہیں۔ فتوی ہذا پر سب سے اول تصدیق مولوی محمد گل خاں صاحب بدین مضمون ثابت ہے۔ ذٰلک حق محمد گل خاں کابلی (مہر: بینظیر شگفتہ محمد گل ۱۳..) جس کو زمانہ ۵۳ سال کا گذر چکا۔ ناظرین کی خدمت میں مندرجہ کتاب ہذا چار فتوی مولوی محمد گل خاں صاحب کے پیش کئے جا چکے۔ اول مولوی نعیم الدین کے ص۵۸-۵۹ کے جواب میں دوبارہ ندا ر استعانت اموات نذر ومنت وغیرہ امور کا شرک و کفر ہونا اور دوم دربارہ تعزیہ داری کی کفریات وشرکیات مولوی نعیم الدین کے ص۸۸-۸۹ کے جواب میں گذر چکا۔ اور سوئم وچہارم جس میں تمام بدعات زمانہ فاتحہ مروجہ تیجہ بیسواں ششماہی برسی مولود مروجہ قیام وغیرہا سب کو بدعت ضلالت قرار دیا جانا پس جبکہ جملہ عقائد توحید وسنت ورد شرک وبدعت میں مولوی محمد گل خاں صاحب کا لمحقہ تقویۃ الایمان کے ساتھ موافق ہونا ثابت ہے۔ پھر کس طرح تقویۃ الایمان کے عقائد کو باطل وکفر کہہ کے مولوی محمد گل خاں صاحب کو "مخدومی"، "زین العلماء"، "راس الفضلاء"، کا خطاب والقاب دے سکیں گے۔ بلکہ بقول خود مولوی گل خاں صاحب کا مولانا شہید مرحوم کی طرح معاذ اللہ خروج عن الاسلام اور کفر ثابت ہو گیا۔

صراط مستقیم اور مسئلہ ایصال ثواب

قولہ ص۹۱ اب ایک عبارت مولوی اسمٰعیل کی بھی ملاحظہ فرمائیے جو صراط مستقیم میں لکھی ہے۔

نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات با طعام وفاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی بہتر وافضل صراط مستقیم ص۶۴[1]۔ دریافت کرنا تو یہ ہے کہ اموات کے ساتھ یہ معاملہ کرنا جائز سمجھ کر مولوی اسمٰعیل اپنی تقویۃ الایمان کے حکم سے شرک کے کس طبقہ میں پہنچے کوئی صاحب یہ عذر نہ کریں کہ یہاں صرف فاتحہ کا ذکر

[1] یہ صفحات مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ کے ہیں (ع ح)

کیا ہے نذر و نیاز کا نہیں ہے۔ اور شرک تو انہوں نے نذر و نیاز کو بتایا ہے۔ کیونکہ یہ معاملہ خود مولوی اسمٰعیل نے اسی صراط مستقیم میں طے کر دیا ہے لکھتے ہیں

پس در خوبی این قدر امر از امور مرسومہ فاتحہ ہا و اعراس و نذر و نیاز اموات شک و شبہ نیست،،

صراط مستقیم ص۵۵ یہاں تو صاف نذر و نیاز اموات کا ذکر ہے۔ جس کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے اور اس کے کرنے والوں کو ابوجہل کے برابر مشرک ٹھہرایا ہے۔ یہاں مولوی اسمٰعیل اس کی خوبی میں شک و شبہ نہیں بتاتے تو فرمائیے اپنے حکم سے مومن رہے یا مشرک اور مشرک ہوئے تو فقط ابوجہل کے برابر یا فرعون و ہامان بلکہ ابلیس کے برابر کیونکہ نذر و نیاز کرنے سے ابوجہل کے برابر مشرک بتا چکے ہیں اور یہاں تو نذر و نیاز کی ترغیب دے رہے ہیں اور اس کو خوب بتا رہے ہیں اور خوبی میں شک شبہ لانے سے منع کر رہے ہیں تو تقویۃ الایمان کے لحاظ سے ابوجہل سے کئی درجے اور بڑھ گئے۔

اقول۔ اولاً صراط مستقیم ص۶۳ و ص۶۴ کی عبارات ہرگز مولانا شہید مرحوم کی نہیں ہیں۔ کیونکہ صراط مستقیم خود حسب صراحت مولانا شہید مرحوم کے از اول تا ختم باب اول ص۱۳۲ اور باب چہارم از ص۱۴۲ تا ۱۶۷[1] آپ کی ہے چنانچہ اس کی تفصیل اوپر ص ۱۱۹ میں گذر چکی۔ پس یہ مغالطہ آمیز کلام ہے۔ ثانیاً درصورت صحت مضمون کے اس میں ہرگز فاتحہ مروجہ کا جواز نہیں ہے۔ بلکہ اس کے مضمون میں مؤلف نے خیانت کی ہے اور کاٹ چھانٹ کر خلق اللہ کو دھوکہ میں ڈالا ہے۔ سنئے بگوش ہوش صراط مستقیم کی پہلی عبارت ص۶۳ مع ترجمہ۔

و در تقسیم طعام سوم و چہلم بسبب خوف مطعون شدن وسعت و کشادگی میکنند و بنا بر حفظ رسوم تعزیت و تہنیت و اعراس از ادائے حقوق واجبہ غفلت می نمایند و معرض میشوند بسا مے باشد کہ انجام و انفعال ترک رسم انسان را در مہلک می اندازد و اسباب معاش خود را برائے محافظت رسم فروختہ مفلس مے ماند محض محتاج نان شبینہ گشتہ گداگر میشود و گدا گری کہ مذلت دارین است برخود گوارہ میکنند

یعنی ،،سوم و چہلم کے کھانوں کی تقسیم میں طعنہ زنی کے ڈر سے فراخگی کرتے ہیں اور ماتم و شادی کی رسوم کی حفاظت کے لئے واجبات حقوق میں غفلت کرتے ہیں اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ رسم کے ترک کرنے کی فکرمندگی انسان کو ہلاکت میں ڈال دیتی ہے اور رسم کی حفاظت کے لئے اپنی معاش کے اسباب کو بیچ کر مفلس ہو جاتا ہے محض روٹی سے محتاج ہو کر گداگری گو جو دونوں جہان کی ذلت کا باعث ہے اپنے اوپر گوارا کر لیتا ہے اور یہ خرابیاں لوگوں کے دلوں میں ان رسوم کے سخت پختہ ہو

[1] طبع مجتبائی ۱۳۲۲ھ (ع۔ح)

واین مفسده نیست مگر بسبب شدت رسوخ
رسم آں در اذہان مردم و توجہ مطاعن بحال تارک
آں رسم اگر مثلاً نمازے عمداً ترک نماید آنقدر
ہرگز ملام نخواہد شد کہ در ترک غنا و رقص در محفل
شادی نکاح و لہذا این چنین مردم را پیش می آید
کہ تکلف بسیار در اطعمہ می نمایند و در آرائش محافل
شادی جد و جہد و کوشش تمام بکار می برند حالانکہ
طفلان صغیر السن از گرسنگی جان بلب می باشد
و کمال جہل و سفاہت اینست کہ این امر معکوس
را کمال مروت و جوانمردی میدانند و وقت
پیش آمدن چنیں ضرورات در گرفتن مال از
جا بجا باکے نمیکنند و تمیز حلال و حرام نے
نمایند و چونکہ مال بدست مے آید صریح
خلاف شرع و عقل در مصرف آں بعمل می آرند
صرف در سبیل شیطانی در صرف می کنند بالجملہ
بنائے التزام رسوم و اہتمام آن بر غیرت دنیا
و عزت و ناموس دار فنا است و ہر کاریکہ بنائش
این چنیں باشد و البتہ مرضی حق نیست بلکہ از
ملکوت آوازہ نفرین برآں کار و فاعلان آن
کار میرسد و مشاہدہ آں موجب ظلمت و
کدورت بواطن صافیہ اہل ایمان کامل میگردد
و مرتکب آں روز قیامت در مؤاخذہ و محاسبہ
آں گرفتار خواہد شد کہ این قدر اموال کثیر چرا
بیجا و بی محل خرج کردہ شامل زمرہ اخوان الشیاطین
گردید الخ

جانے اور ان کے چھوڑنے والے کے حال پر طعنوں
کے متوجہ ہونے کے باعث پیدا ہوئی ہیں مثلاً اگر کوئی
شخص نماز کو عمداً چھوڑ دے تو اس قدر ہرگز ملامت
کا سزاوار نہ ہوگا جس قدر شادی کی محفل میں ناچ
رنگ کے ترک سے ملامت کا مستحق سمجھا جاوے گا
اسی لئے ایسے آدمیوں کو کھانوں میں بہت تکلف
کرنا پڑتا ہے اور وہ شادی کی محفل کی آرائش
میں نہایت کوشش کرتے ہیں حالانکہ چھوٹے بچے بھوک کے
مارے جان بلب ہو جاتے ہیں اور کمال جہالت اور
نادانی یہ ہے کہ اس الٹی بات کو کمال مروت اور جوانمردی
جانتے ہیں اور ایسی ضرورتوں کے پیش آنے کے موقعوں پر
حلال وحرام کی تمیز نہیں کرتے اور جہاں سے جس طرح مال ہاتھ
آئے اس کے لینے کی پرواہ نہیں کرتے اور جب مال ہاتھ آ
جاتا ہے تو صریح خلاف شرع اور خلاف عقل محض شیطانی
راستے میں خرچ کرتے ہیں حاصل کلام رسموں کے التزام
کی بنا اور ان کا اہتمام دنیا کی غیرت اور عزت اور
نار فنا کے ہم پر ہے اور جس کام کی بنا ایسی ہو بیشک
وہ حق تعالیٰ کی رضامندی کے مخالف ہے بلکہ عالم
ملکوت سے اس کام اور اس کے کرنے والوں پر آوازیں
نفرت کی آتی ہیں اور اس کا مشاہدہ کامل ایمان والوں کے
صاف دلوں میں کدورت اور تاریکی کا باعث ہوتا ہے
اور قیامت کے روز ان امور کا مرتکب حساب
کے مواخذہ میں گرفتار ہوگا کہ اس قدر کثیر مال بے جا
خرچ کرکے شیاطین کے بھائیوں کی جماعت میں
کیوں داخل ہوا۔

اب ص٦٤ ملاحظہ فرمایئے

و نہ پندارند کہ نفع رسانیدن باموات با طعام
و فاتحہ خوانی خوب نیست چہ این معنی بہتر و افضل
غرض آنست کہ مقید برسم نباید شد بے تعین
تاریخ و روز و جنس و قسم طعام ہر وقت و ہر قدر
کہ موجب اجر جزیل بود بعمل آرد و ہر گاہ ایصال
نفعے بمیت منظور دارد موقوف بر اطعام نگذارد
اگر میسر باشد بہتر است و الا صرف ثواب سورہ
فاتحہ و اخلاص بہترین ثواب ہاست در تعین
تاریخ و روز و قسم و وضع طعام ضیق پیش می آید
و اعتنا و اہتمام آن موجب اضاعت اوقات
میگردد و دیگر کارہائی اہم معطل میماند و یگانہ و بیگانہ
و آشنا و ناآشنا بروز و تاریخ منتظر و مترقب
میمانند و اقربا فراہم می آیند و انسان را خواہ
نخواہ آنچہ کردن دشوار می بود سر انجام آن ضرور
می افتد پس در حق میت بعد تجہیز و تکفین و دفن
بجز دعا و تعزیت ہیچ رسم را التزام نباید کرد و
ہمچنیں در نکاح بجز ولیمہ کہ سنت مؤکدہ است
و مانند آن کہ از پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ثابت
شود ہمہ رسوم ترک باید نمود خلاصہ کلام درین
مقام آنکہ محمد عربی را صلی اللہ علیہ وسلم از تمام
خلق پیشوا و محبوب مطلق اعتقاد کردہ و بدل
و جان راضی بان شد تمامی رسوم ہند و سندھ
و فارس و روم را کہ خلاف وی صلی اللہ علیہ و
سلم باشد یا زیادتی از طریقہ صحابہ شود ترک نماید

اور یہ نہ سمجھیں کہ نفع پہنچانا مردوں کو کھانے اور فاتحہ خوانی
کے ذریعہ سے اچھا نہیں ہے اس لئے کہ یہ کام تو بہتر اور
افضل ہیں غرض یہ ہے کہ پابند رسم کا نہ ہونا چاہئے بے تعین
تاریخ اور دن اور جنس اور قسم کھانے کے جس وقت اور
جس قدر کہ موجب ثواب ہو بجا لائے اور جس وقت میت
کو کچھ نفع پہنچانا منظور ہو تو کھانا کھلانے ہی پر موقوف نہ
رکھے، اگر میسر ہو سکے تو بہتر ہے ورنہ صرف ثواب سورہ
فاتحہ اور سورہ اخلاص کا بہترین ثواب ہے تعین تاریخ
اور دن اور قسم اور وضع کھانے کی مقرر کرنے سے تنگی پیش
آتی ہے اور اس کا اہتمام تضیع اوقات کا باعث ہوتا ہے
اور دوسرے ضروری اہم کام معطل رہ جاتے ہیں اور اپنا
اور بیگانہ دن اور تاریخ کا منتظر رہتا ہے اور اقربا جمع
ہو جاتے ہیں اور خواہ مخواہ انسان کو دشوار کام کا بھی سرانجام
ضروری کرنا پڑتا ہے پس میت کے حق میں تجہیز و تکفین اور
دفن کے بعد بجز دعا و تعزیت کے کسی رسم کا التزام نہ کرنا
چاہئے اور اسی طرح نکاح میں بجز ولیمہ کے کہ سنت
مؤکدہ ہے اور جو مانند اس کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم
کو پیشوا اور محبوب مطلق اعتقاد کرکے بدل و جان
ان سے راضی ہو وے تمام رسوم ہند اور سندھ
اور فارس اور روم کو جو بر خلاف طریقہ نبی
صلی اللہ تعالے علیہ و آلہ و بارک
وسلم کے ہوں یا زیادتی طریقہ صحابہ
کرام رضی اللہ تعالے عنہم پر لازم آوے
ترک کر دے اور ان رسموں پر انکار اور

والکار وکراہت برآن اظہار کند۔ — کراہیت کا اظہار کرے،،

پس ناظرین اصحاب فہم و انصاف نے صراط مستقیم ص۱۲۲ کی صریح عبارت ملاحظہ فرمالی کہ مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت کا اول و آخر مضمون اس عبارت سے تعلق رکھتا ہے خصوصاً و نہ پندارند کا داؤ چھوڑ کر لوگوں کو فریب میں ڈالا کہ یہ عبارت اپنے معنی میں مستقل جملہ معلوم ہو۔ حالانکہ خود مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ فرائد النور ص۳۴ میں لکھ چکے ہیں۔

کہ مسلمانو! لٹر انصاف ایسی صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفید مطلب خیال کر کے لکھ دینا کونسی دیانت ہے،،

پس اس پوری عبارت صراط مستقیم میں رسومات فاتحہ مروجہ یعنی کھانا پانی رکھ کر فاتحہ خوانی کا خاص اہتمام کرنا اور کپڑے پیسہ پر مثلاً نہ کرنا مع دیگر تعینات و تخصیصات مروجہ کے نقصانات پر مطلع فرمایا گیا نہ کہ محض میت کی طرف سے کھانا کھلانے یا سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچانے کو جس طرح اس کی تفصیل و تشریح خصوصاً مسلمہ اکابر مولوی نعیم الدین کے کلام سے گذر چکی جس میں فاتحہ مروجہ ہندکی تخصیصات و تعینات کو بدعت وجہالت، واہیات وخرافات، جاہلانہ حماقات و بطالات اور بے معنی بتایا گیا ہے۔ افسوس مولوی نعیم الدین کی روش پر کہ تقویۃ الایمان میں ایصال ثواب کو شرک کہنے کا صریح بہتان لگا کر مولانا شہید مرحوم پر شرک کا دھبہ لگا دیا۔ حالانکہ تقویۃ الایمان میں جس نذر و نیاز غیر اللہ کو شرک کہا ہے۔ جملہ اکابر فقہا اسی نذر و نیاز کو شرک فرماتے ہیں۔ نہ ایصال ثواب اور نذر و نیاز الی اللہ تعالے کو۔ اگر مولوی نعیم الدین کی یہی فریب کاری ہے تو خود اپنے اکابر پر کیا بدرجہا زائد کفر و شرک عائد نہ کریں گے؟

اب مؤلف کی بسلسلہ عبارت صراط مستقیم ص۵۳ دوسری کارستانی ملاحظہ ہو اسی مبحث میں مرقوم ہے۔

از جملہ بدعات مشرکین صوفی شعار ادائے نذر و نیاز اولیاء اللہ است بوضعیکہ شرک خفی و اسراف اموال و اختراع بدعات بوجوہ متعددہ دراں راہ یافتہ بیانش آنکہ اگرچہ اصل این امر بہتر و خوب موافق حکم شرع شریف است لیکن چونکہ عوام ظنون و اوہام خود را دراں دخل دارند و خلف آنہا تابع سلف خود شدہ دریں امور تجدید و تجدید نمودند و قاعدہ ہر کہ آمد براں

یعنی ادا کرنا نذر و نیاز اولیاء اللہ اس طور پر کہ شرک خفی اور اسراف مال اور کتنی ہی بدعتوں کے ایجاد نے اس میں راہ پائی ہے بیان ان کا یہ ہے کہ اس امر کی اصل اگرچہ بہتر اور خوب موافق حکم شرع کے ہے لیکن جب عوام نے اپنے ظنون اور وہموں کو اس میں دخل دے دیا ہے اور ان کی اولاد اپنے سلف کے تابع ہو گی۔ اور ان امور کی تجدید اور تجدید کی گئی اور حسب قاعدہ جو آیا اس نے

مزید کردہ دستور العمل ساختند آں اصل محمود مخفی
و محتجب گردید و فروع خبیثہ کہ از سعی و تراشیدن
مردم بہم رسیدہ ظاہر و رائج گشت ایضاً ص
و بناء علیہ ہر کہ بموجب معمول رائج فاتحہ و ایصال
ثواب نکند او را ناخلف و منکر حق اہل الحقوق
گمان مے برند و نمی فہمند کہ اگر تبرک ایں رسوم
فاتحہ و ایصال ثواب ایشاں ناخلف و منکر حق

. . . . .

. . . . .

اہل حق نمی شدند لازم می آید کہ اہل
بیت عظام و صحابہ کرام و سائر طبقات مومنین
و صلحاء و علماء و اولیاء کہ پیش از اشتہار ایں
رسوم گذشتہ اند معاذ اللہ ناخلف بہ نسبت
سلف خود باشند بلکہ ہمیں حرف در شان
افضل المرسلین محبوب رب العالمین بہ نسبت
امام الانبیاء خلیل ع باصفا حضرت خالق الارض
والسماء در خاطر خطور خواہد کرد معاذ اللہ
من ذلک ثم معاذ اللہ من ذلک
پس ازیں بیان واضح شد کہ ایں رسوم فاتحہ خوانی
بوضع مخترع زائد از لوازم و ارکان دین متین
است کمال ایمانی موقوف بران نہ ایضاً ص۵۵
و اگر آں کس کہ ثواب بروحش میرسانند از اہل
حقوق اوست بہ مقدار حق و خوبی رسانیدن
ایں ثواب زیادہ تر خواہد شد پس در خوبی ایں
قدر امر از امور مرسومہ فاتحہا و اعراس

زیادتی کو دستور العمل بنا لیا تو وہ اصل پسندیدہ
پوشیدہ ہو جاتی ہے اور ناپاک فروع جو لوگوں کے
تراش خراش سے پیدا ہوئی تھیں ظاہر اور رائج
ہو گئیں۔ اسی لئے کہ جو رواجی طور پر فاتحہ اور ایصال
ثواب نہ کرے ناخلف اور منکر اہل حقوق کا گمان کرتے
ہیں۔ اور یہ نہیں جانتے کہ اگر فاتحہ اور ایصال ثواب
کی ان رائج رسموں کے چھوڑنے سے آدمی ناخلف
اور اہل حقوق کے حق کا منکر بن جاتا ہے۔ تو لازم
آتا ہے کہ اہل بیت عظام اور صحابہ کرام اور مومنین
اور صالحین اور علماء اور اولیاء جو ان رسوم
کی شہرت سے پہلے گذر چکے ہیں معاذ اللہ اپنے
اسلاف کی بہ نسبت ناخلف ہوں بلکہ یہی حرف
افضل المرسلین محبوب رب العالمین کی شان
میں بہ نسبت امام الانبیاء خلیل باصفا خالق الارض
والسماء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارہ میں
دل میں کھٹکے گا۔ معاذ اللہ من ذلک ثم معاذ اللہ
من ذلک۔ پس اس بیان سے واضح ہوا کہ یہ رسوم
فاتحہ خوانی بوضع ایجادی دین متین کے لوازم
اور ارکان سے زائد ہیں اور ایمان کا کمال ان
پر موقوف نہیں ہے۔ اور اگر وہ شخص کہ جس
کی روح کو ثواب پہنچا رہا ہے اس کے حق داروں
میں سے ہے۔ اس کے حق کی مقدار پر اس ثواب
پہنچانے کی خوبی بہت زیادہ ہو گی۔ پس اس قدر
امر کی خوبی امور مروجہ فاتحوں اور عرسوں اور نذر
نیاز ومعاملات میں کچھ شک اور شبہ نہیں ہے۔ اور

ونذر ونیاز اموات شک وشبہ نیست وتعین
اوقات وقسم طعام ووضع آن وتناول کنندگان
ہمہ از قبح خالی نیست ایضاً صـ۵۷ وحقیقت
آنست کہ کسانیکہ در نذر ونیاز ارتکاب
معاصی وکفر میکنند ایشان را ایصال ثواب
منظور نیست بلکہ شرک میکنند ومی دانند کہ
کار برائے بزرگان میکنم معنی عبادت خدا ہرگز
در ذہن شان نمے باشد ودلیلش آنکہ ہرکہ در
توشہہا ونیاز ہائے بزرگان مبلغان کثیرہ صرف
کردہ باشد اگر از وے پرسند کہ گاہے برائے
خدا ہم چیزے دادہ خواہد گفت کہ نہ بالجملہ
خدا را وآنہا را بعضے در مرتبہ مساوی تقرب
ورضاجوئے می نہند پس چارہ کار طالب
حق وصواب وتتبع مرضیات خدا ورسول
دریں جز دریں زمان آنست کہ بروح ہر شخصے کہ
ایصال ثواب منظور باشد بلا قید وضع وجنس
طعام وتناولان آن ہر چیزیکہ انفع وبہتر در
حق فقرا ومحتاجین آن وقت باشد وبصفائے
نیت مقرون تر بود صرف نمایند واز طرف
آن شخص نیت کردہ بعمل آرد واگر دعا ہم کند
بہتر است وتمام قیود ورسوم یک قلم دور
کنند اھ۔

وقتوں اور طعام کی قسموں اور اس کی وضعوں
اور کھانے والوں کی تعیین تمام قباحتوں سے
خالی نہیں ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ
نذر ونیاز میں نافرمانیوں اور کفر کا ارتکاب
کرتے ہیں ان کو ثواب پہنچانا منظور نہیں ہے
بلکہ وہ تو شرک کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ کام
بزرگوں کے لئے ہم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت
کے معنی ان کے ذہن میں ہرگز نہیں ہوتے ہیں اور
اس کی دلیل یہ ہے کہ جو لوگ توشوں اور نیازوں
میں کثیر روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر ان سے دریافت
کیا جائے کہ تم نے خدائے تعالیٰ کے لئے بھی کبھی کوئی
چیز دی ہے تو کہیں گے نہیں غرض کہ بعض تو خدائے
تعالیٰ اور بزرگوں کو تقرب اور رضاجوئی کے
مرتبہ میں مساوی رکھتے ہیں پس اس وقت میں حق اور
ثواب کے طالب اور خدا ورسول کی مرضیات کے متبع
کے لئے یہی چارہ ہے کہ جس شخص کی روح کو ثواب
پہنچانا منظور ہو بلا قید وضع اور جنس طعام اور
کھانے والوں کے جو چیز کہ اس وقت کے فقیروں اور
محتاجوں کے حق میں زیادہ مفید اور بہتر ہو خالص
نیت کے ساتھ خرچ کرے اور اگر دعا بھی کرے
تو بہتر ہے اور ساری قیدوں اور رسموں کو یک
لخت دور کردے۔"

الحمد للہ کہ صراط مستقیم صـ۶۳ کے ملحق اول وآخر سارے مضمون سے جس کا تھوڑا سا ٹکڑا نقل
کرکے مولوی نعیم الدین نے لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کیا تھا جس کے فریب ودجل کا غبار صاف ہو کر مطلع
آفتاب کی مانند روشن ہوگیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

"نذر و نیاز اولیاء میں شرک خفی اور اسراف مال اور بدعتوں کی ملاوٹ ہے اگرچہ اصل ایصال ثواب بہتر ہے۔ مگر ممنوعات کی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی کہ رواجی فاتحہ کے قیودات اگر کوئی نہ کرے تو اس کو ناخلف جانتے ہیں حالانکہ یہ ناخلف ہونے کا الزام انبیاء علیہم السلام تک پہنچتا ہے کہ وہ سب ان رسومات کے فاعل و عامل ہرگز نہ تھے بلکہ ثواب پہنچانے میں میت کا جس قدر قریبی رشتہ دار ہوگا۔ اس کے ثواب کی خوبی زیادہ ہوگی۔ پس اس قدر امر کی خوبی میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے الا ایصال ثواب امور مروجہ فاتحہ و نذر و نیاز میں وقتوں، کھانوں اور کھانے والوں کی تعین وغیرہ تمام قباحتوں سے خالی بھی نہیں ہے، اور جو لوگ نذر و نیاز میں کفر کا ارتکاب کرتے ہیں ان کا مقصود ثواب پہنچانا نہیں ہوتا۔ بلکہ وہ لوگ توقع نفع و ضرر بزرگوں کے لئے کرتے ہیں نہ اللہ تعالےٰ کے لئے جس طرح توشہ وغیرہ امور ہیں۔ پس متبع خدا اور رسول بلا قید وضع و جنس طعام وغیرہ لوجہ اللہ تعالیٰ خالص نیت سے ثواب پہنچا دے اور ساری قیدوں اور رسموں کو یک لخت چھوڑ دے۔"

چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح (جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حیات الموات ص۴۰ میں مستند مانا ہے) مکتوب ۴۱ جلد ثالث ص۶۸ مطبوعہ نولکشور میں (جس کی عبارت اصل فارسی میں گذر چکی ہے۔ فرماتے ہیں۔

"اسی طرح حال عورتوں کے روزہ رکھنے کا ہے کہ بہ نیت پیروں اور بیبیوں کے رکھتی ہیں اور اکثر ان کے نام اپنی طرف سے گھڑتی ہیں اور اپنے روزوں کو ان کے نام سے نسبت کرتی ہیں اور افطار کے وقت ہر روزہ کے لئے خاص کھانا اور خاص وضع متعین کرتی ہیں اور دنوں کا تعین بھی ہر روزہ کے لئے کرتی ہیں اور اپنے مطالب و مقاصد کو ان روزوں سے متعلق کرتی ہیں اور ان روزوں کے وسیلہ سے اپنی حاجت ان سے چاہتی ہیں اور اپنی حاجت روائی ان سے جانتی ہیں یہ عبادت میں شرک ہے اور بوسیلہ عبادت غیر کے اپنی حاجات کو ان غیر سے چاہنا ہے۔ برائی اس فعل کی خوب طرح سے جاننا چاہیئے۔ حالانکہ حدیث قدسی میں آیا ہے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے یعنی روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور میرے غیر کو عبادت روزہ میں کوئی شرکت نہیں ہے ہرچند کسی عبادت میں شرکت حق تعالےٰ کے ساتھ جائز نہیں ہے۔ لیکن تخصیص روزہ کے واسطے اہتمام اس عبادت کی غرض سے ہے اور تاکید نفی شرک اس عبادت کے لئے کرنا ہے اور حیلہ کرنا ہے جو کچھ کہ بعض عورتیں اس فعل کی برائی ظاہر ہونے پر کہتی ہیں اگر اس امر میں سچی ہوتیں تو تعین زمانہ اور دنوں کا روزوں کے واسطے کیا درکار ہے اور تخصیص کھانے اور تعین طریقہ شنیعہ مختلفہ روزوں کے افطار میں

کس واسطے ہے ایسا اکثر ہوتا ہے کہ انطار کے وقت حرام چیزوں کا ارتکاب کرتی ہیں اور افطار حرام شئے سے کرتی ہیں اور بے ضرورت سوال اور گدائی کرتی ہیں اور اپنی حاجتوں کے پورا کرنے کو مخصوص ارتکاب ان حرام چیزوں سے جانتی ہیں۔ یہ خود عین گمراہی اور تسویل شیطان لعین ہے واللہ سبحانہ العالم"
حضرت مجدد صاحب کے ارشاد میں مطابق بیان "صراط مستقیم" کے عوام کا نذر و نیاز غیر اللہ مانند توشہ وغیرہ کو بحیلۂ ایصال ثواب کہنے کو باطل فرمایا گیا ہے۔ کیونکہ اگر لوجہ اللہ تعالیٰ ایصال ثواب ہوتا تو تخصیصات وتعینات کیوں کی جاتیں۔ پس مولوی نعیم الدین کی چالاکی کہ "صراط مستقیم" میں نذر ونیاز کی ترغیب دی گئی اور تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہزار افسوس کے لائق ہے۔ حالانکہ جس نذر ونیاز کو تقویۃ الایمان میں شرک فرمایا ہے۔ تمام فقہاء ائمہ دین بھی اسی کو شرک فرما چکے ہیں۔ اور جس ایصال ثواب کو صراط مستقیم میں بہتر اور خوب فرما کر رسومات مروجہ کو قبیح بتا رہے ہیں اسی کو تمام علماء دین خصوصاً مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی، بدعت وجہالت، واہیات، وخرافات، جاہلانہ حماقات وبطالات اور بے معنی بتا چکے۔ پس مولانا شہید مرحوم کو اگر بوجہل فرعون، ہامان، ابلیس سے کوئی درجہ بڑھ کر مشرک قرار دیا جائے گا۔ تو ان کے اپنے بزرگ بھی اس "شرف" سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

قولہ ص۹۱ س۹ "صراط مستقیم" کی فصل دوم میں طریقہ چشتیہ کا بیان ملاحظہ کیجیے جہاں لکھتے ہیں "اول طالب را باید کہ باوضو دو زانو بطور نماز بنشیند وفاتحہ بنام اکابر ایں طریق یعنی حضرت خواجہ معین الدین سنجری وحضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہما خواندہ التجا بجناب حضرت ایزد پاک بتوسط ایں بزرگاں نماید ونیاز تمام وزاری بسیار از بسیار دعائے کشود کار خود کردہ ذکر دو ضربی شروع نماید۔ صراط مستقیم ص۱۲۲"
قرآن وحدیث صحابہ تابعین تبع تابعین سے یہ طریقہ ان ہیئات وتخصیصات کے ساتھ کہیں ثابت نہیں ہو تا وہابیہ کے مذہب کی بنا پر بدعت ہوا اور مولوی اسمٰعیل بدعتی ضال۔ تقویۃ الایمان ص۷۷ کی عبارات ہیں "علماء مشائخ بزرگان دین کسی کو نہ ماننا چاہیئے اور کسی کے حکم کو سند سمجھنا شرک ہے۔ یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے۔ سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے"۔ جب رسول کی بات بھی اسمٰعیل کے نزدیک ماننے کے قابل نہیں اور اس کو ماننے والا مشرک ہو جاتا ہے تو اسمٰعیل کا یہ طریقہ چشتیہ نکالا ہوا کیوں شرک نہ ہو گا۔ اور اس کو منوانے کے لئے کتاب لکھنے والا مشرک گر۔ اور صراط مستقیم کی عبارت سے خود اس کے اوپر

جاری ہوگئے۔ اور وہ اپنے ہی مقرر حکموں سے مشرک ہوا ہے کوئی رہے) جو اس کی حمایت کرے۔ اور اس شرک سے اس کو بری ثابت کر سکے نہیں ہرگز نہیں چشتی بزرگوں کے نام کی فاتحہ اور اس میں باوضو دو زانو بیٹھنے کا نہیں بلکہ یہ بھی تصریح کہ نماز کے طریقہ پر بیٹھے پوچھو تقویۃ الایمان سے کتنا ڈبل شرک ہے اس سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ کشود کار کی دعا میں نہایت گریہ وزاری اور عجز و نیاز کے ساتھ بزرگان چشت کا وسیلہ بنانے کا حکم دیا یہ اس کے عقیدہ کا وہی شرک ہے جس کو (تقویۃ الایمان) صفحہ والی عبارت میں لکھا ہے کہ کسی کو اپنا وکیل وسفارشی سمجھنا ہی ان کا کفر و شرک تھا۔ اب تو خواجگان چشت کو صراط مستقیم میں اپنا وکیل وسفارشی مان کر اسمٰعیل اپنے ہی حکم سے ابوجہل کے برابر مشرک ہوا۔ اب یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ اولیاء کی نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل سمجھنا جس کو اسمٰعیل نے تقویۃ الایمان میں کفر و شرک کہا ہے خود اسمٰعیل اور اس کے بزرگوں کے قول سے بھی ثابت ہے اور اس کا یہ حکم شرک بے دلیل و باطل اھ ملخصاً بلفظہ

اقول وباللہ التوفیق۔ اولاً۔ یہ عبارت بھی مولانا شہید مرحوم کی نہیں ہے، سابقاً جس کی تفصیل اوپر گذر چکی۔ ثانیاً مولف کا اپنی زباندرازی سے مجتہدین طریقت کے طرق و معالجات مجوزہ پر غیر ثابت ہونے کا الزام رکھ کر اپنی بدعات مخترعہ اور بے اصل کو ثابت کرنے کا ادعا محض باطل ہے۔ ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

حالانکہ مجتہدین طریقت نے مبتدی کو ملکہ حضوری پیدا کرنے اجرائے قلب ذکر اللہ پر آداب و طریقہ تعلیم فرمائے ہیں جس کی اصل اذکروا اللہ ذکراً کثیراً وغیرہم نصوص میں وارد ہے۔ اور اگر وہ اس میں عنداللہ خاطی بھی ہوں تب بھی بموجب حدیث شریف کے مستحق اجر ہیں۔ البتہ اگر اس کو مقصود اصلی جان کر اسی پر اکتفا کرے اور ترقی مدارج سنت سے غافل رہے۔ تو حد بدعت میں شامل ہو جاتا ہے۔ ورنہ فی نفسہٖ نہیں۔ چنانچہ خود صراط مستقیم صفحہ ۱۳۲ ہی میں مرقوم ہے

ولبسا کہ انسان درہمیں حجب متوقف گردد و از راہ وصول باصل مقصود بدست نیابد۔	یعنی بدلبسا اوقات انسان ان ہی حجابوں میں اٹک جاتا ہے اور راہ وصول اصل مقصود کی طرف پہنچنا نہیں ملتا۔ انا

اور صفحہ ۱۲۶ میں مرقوم ہے۔

ہر چند این تنویر بہتر و خوب تر است لیکن طرے	یعنی اگرچہ یہ منور کرنا لطائف کا بہتر اور خوب تر ہے لیکن

ف ۱ اس لئے کہ اس طرح سے ملکہ حضوری پیدا کرنے کی کوشش خیر القرون سے ثابت نہیں (ع ۔ ح)

در مسافت سلوک پیدا می آید و آن طول چنداں ضرر نیست

راہ سلوک میں طول مسافت پیدا ہوتی ہے اور وہ طول چنداں ضرور نہیں ہے''

در ص۱۴۳ میں مرقوم ہے۔

و ایں مرتبہ بمنزلہ ابجد خوانی است و مراتبے کہ از ابتدائے ذکر اینجا شدہ در کمالیکہ مطلوب و مقصود است معدود نمی تواں شد''

یعنی ''یہ مرتبہ بمنزلہ ابجد خوانی کے ہے اور جو مرتبے ابتداء سے یہاں تک ذکر کئے گئے ہیں مطلوب و مقصود کمال میں گنے جا سکتے ہیں''

در ص۱۴۴ میں مرقوم ہے

و اکثر ناواقفاں کہ امتیاز در سلوک اول و ثانی نمے کنند بلکہ از سلوک ثانی بی خبر محض اند می دانند کہ بہ تمامی سلوک اول کمال تمام میشود۔

یعنی ''اکثر ناواقفان جو سلوک اول اور ثانی میں تمیز نہیں کرتے۔ بلکہ سلوک ثانی سے بالکل بے خبر ہیں جانتے ہیں کہ سلوک اول کے تمام ہونے ہی کمال تمام ہو جاتا ہے''

در ص۶۷ میں مرقوم ہے۔

و ارباب ایں فن علامات و اسباب و معالجات آں از الطور طب تحقیق و تنقیح کردہ کتب ساختہ اند لیکن آں بیان باوجود شدت وضوح کفایت نمیکرد۔

یعنی ''اس فن کے بزرگوں نے طب کے طور پران کی علامات اور اسباب اور معالجوں کو تحقیق و تنقیح کر کے کتابیں مرتب کر دی ہیں لیکن وہ بیان باوجود واضح ہونے کے کفایت نہیں کرتا ہے''

در خود مولانا شہید مرحوم صراط مستقیم ص۵ میں فرماتے ہیں۔

اکثر عوام صوفیائے اول را بجائے ثانی نہادہ و مشارالیہ باشارات شرعیہ پنداشتہ۔

یعنی ''اکثر عوام صوفیہ نے قسم اول کو بجائے دوسرے کے رکھ کے اسی کو اشارات شرعیہ کا مشارالیہ سمجھا ہے''

در ص۵ میں فرماتے ہیں۔

اکابر طریقت اگرچہ در تعین مبادی راہ ولایت اذکار و مراقبات و ریاضات و مجاہدات سعی بیش از بیش بکار بردہ اند اما الحکم آنکہ ع
ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔

یعنی ''اکابر طریقت نے اگرچہ اذکار اور مراقبات اور ریاضات اور مجاہدات کی تعین میں جو راہ مبادی ولایت ہیں نہایت کوشش کی ہے لیکن مصداق اس مصرع کے ''ہر بات اک وقت کے لئے اور نکتہ اک مقام کے لئے ہوتا ہے''

پس کس درجہ افسوس کرنا پڑتا ہے کہ عبارت صراط مستقیم کے اول آخر سے اولیاء اللہ کے عناد و بغض

ہیں چشم پوشی کر کے خیانۃً لوگوں کو مغالطہ میں ڈالا جاتا ہے۔ تاکہ اولیاء اللہ کی ہمسری کر کے اپنی بدعات ضلالت کو فروغ حاصل ہو۔ پھر تقویۃ الایمان صــ۲۷ کے ایک ٹکڑے سے لوگوں کو فریب میں پھانسنا نہایت سفیہ پن ہے۔ سلئے اصل عبارت تقویۃ الایمان کی یہ ہے۔

دریہی اصل دین ہے کہ اللہ تعالےٰ ہی کے حکم پر چلیئے اور کسی کا حکم اس کے مقابل میں ہرگز نہ مانئے۔ لیکن اکثر لوگ اس راہ نہیں چلتے بلکہ اپنے پیروں کی رسموں کو اللہ کے حکم سے مقدم سمجھتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ کسی کی راہ ورسم کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں۔ پھر جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہوتا ہے۔ سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کی خبر دینا ہے سو جو کوئی کسی امام کی یا مجتہد کی یا غوث وقطب کی یا مولوی یا مشائخ کی یا باپ دادوں کی یا کسی بادشاہ و وزیر کی یا پادری یا پنڈت کی بات کو اور ان کی راہ ورسم کو رسول کے فرمانے سے مقدم سمجھے اور آیت حدیث کے مقابل میں پیر واستاد کے قول کی سند پکڑے یا خود پیغمبر ہی کو یوں سمجھے کہ شرع انہیں کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے اور وہی بات ان کی امت پر لازم ہو جاتی تھی۔ سو ایسی باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے بلکہ اصل حاکم اللہ ہے اور پیغمبر خبر دینے والا ہے

پس حکم خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل کسی کے رسم ورواج کو مقدم جاننا کیونکر شرک میں داخل نہ ہوگا جب کہ امت کا اس پر اجماع ہے حسب آیت کریمہ

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبہ) — یعنی ٹھہرالیا انہوں نے اپنے پڑھے لکھوں کو اور اپنے درویشوں کو رب سوائے اللہ کے،،

حدیث صحیح ترمذی میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو شرک قرار دیا حالانکہ وہ لوگ اپنے پڑھے لکھوں اور درویشوں کو رب نہیں کہتے تھے۔ بلکہ ان کے حلال وحرام کہنے کو حلال وحرام جانتے تھے،، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا سب اللہ تعالیٰ ہی کا فرمانا ہے، کیونکہ قرآن پاک کی سورہ والنجم میں ارشاد ہے

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى — یعنی یہ نہیں بولتا ہمارا رسول اپنے چاؤ سے یہ تو حکم ہے جو پہنچتا ہے اس کو،،

پھر جس کا اس کے مقابل یہ اعتقاد ہو کہ شرع انہی کا حکم ہے ان کا جو جی چاہتا تھا اپنی طرف سے کہہ دیتے تھے معاذ اللہ کس قدر حق تعالیٰ اور اس کے رسول پر بہتان ہے اور رسول پر کس درجہ الزام اور تہمت ہے ہاں مجتہدین شریعت وطریقت کا فہم واجتہاد بشرطیکہ صریح خلاف نہ ہو بحکم قرآن وحدیث لائق تسلیم ہے خود تقویۃ الایمان میں اکثر جگہ اس کی صراحت موجود ہے چنانچہ صــ۲ تقویۃ الایمان میں فرماتے ہیں۔

دو سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھئے اور اس کی سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجئے۔ اور جو موافق نہ ہو۔ اس کی سند نہ پکڑیئے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجئے،،

اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رح تفسیر فتح العزیز ج اص ۵۱۵ میں فرماتے ہیں۔

اطاعت امام مشروط و مقید است بہمان چیزہا کہ معصیت بودن آنہا از شرع معلوم نباشد والا اطاعت امام فرض نمے ماند و رجوع باحکام قرآن و امر و نواہی پیغمبر باید نمود۔	یعنی اطاعت امام کی مشروط اور مقید ہے انہیں امور سے کہ گناہ ہونا ان کا شرع سے معلوم نہ ہو ورنہ اطاعت امام کی فرض نہیں رہتی اور رجوع کرنا احکام میں قرآن کیطرف اور امر و نواہی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چاہیئے۔

پس مولوی نعیم الدین کا یہ نتیجہ نکالنا کہ اسمٰعیل کے نزدیک رسول کی بات بھی ماننے کے قابل نہیں۔ اور علمار مشائخ و بزرگان دین کسی کو نہ ماننا چاہیئے،، کس قدر ظلم ہے

علی ہذا صراط مستقیم میں اپنے کشود کار یعنی حل مشکلات کے لئے گریہ وزاری عجز و نیاز کے ساتھ حق تعالیٰ کی جناب میں وسیلہ و توسل ڈھونڈنے کے معنی حصول تقرب حق تعالےٰ کا بذریعہ طاعت و اعمال صالح کے ہے نہ کہ سوائے حق تعالےٰ کے دوسروں سے استمداد و طلب حاجات۔ پس طالب راہ آخرت کو بزرگان طریقت کے سلسلہ سے فیض باطنی کا یعنی اندرون قلب میں اللہ و رسول کی اطاعت کے حصول کا ملکہ ہوا ہے اور اس نے اس احسان میں ان پر بذریعہ دعا فاتحہ پڑھ کر ایصال ثواب کیا ہے اور تفرع و زاری میں مشغول ہوا ہے۔ یہی حصول فیض اور دعا تقرب باری تعالیٰ کا وسیلہ ہے۔ جس کو بارگاہ آلہی میں پیش کر کے طالب حل مشکلات ہوتا ہے۔ سوائے اس کے ہرگز کوئی معنی وسیلہ کے حق تعالیٰ کے سوا کسی کو وکیل و کارساز سمجھ کر بذریعہ ان کی نذر و نیاز کے دربار آلہی میں نہیں ہیں چنانچہ تفسیر جلالین آیتہ۔ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کی تفسیر میں مرقوم ہے۔ اطلبوا ما یقربکم الیہ من طاعتہ اور تفسیر جامع البیان میں مرقوم ہے ای القربۃ لطاعتہ اور تفسیر موضح القرآن میں مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رح فرماتے ہیں دو ف یعنی رسول کی اطاعت میں جو چاہیئے نیکی کرو وہ قبول ہے۔ اور بغیر اس کے اپنی عقل سے کرو قبول نہیں،، نیز متعدد احادیث صحیحہ صحیح بخاری وغیرہ کتب صحاح میں فرمایا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو میرے لئے وسیلہ کی دعا مانگا کرو۔ صحابہ رض نے عرض کیا وسیلہ کیا ہے؟ فرمایا وسیلہ جنت میں ایک درجہ ہے اس کے اوپر اور کوئی درجہ نہیں ہے نہ پہونچے گا اس درجہ میں مگر ایک مرد۔ میں امید کرتا ہوں کہ وہ مرد میں ہی ہوں گا"

لے اگرچہ اس کا ثبوت خیر القرون کے عہد سے ثابت نہیں (ع - ح)

اور خود صراط مستقیم ص۱۲۶ ذکر نقشبندیہ میں فرماتے ہیں

واستمداد بواسطۂ دعاء والتجا محض از فضل آلہی جوید۔ — یعنی ،،مدد بوسیلہ دعا، والتجا محض فضل آلہی سے چاہیے ،،

مگر توسط اور واسطہ کے معنی مؤلف نے وسیلہ کے لکھ کر یہ افترار کیا کہ

،،خواجگان چشت کو صراط مستقیم میں اپنا وکیل وسفارشی مان کر اسمٰعیل اپنے ہی حکم سے اولیا کی نذر و نیاز کرنا اور ان کو اپنا وکیل سمجھنا جس کو تقویۃ الایمان میں کفر وشرک کہا ہے ابوجہل کے برابر مشرک ہوا ،،

پھر لفظ وسیلہ کے معنی تقرب باعمال صالحہ کو چھوڑ کر مؤلف نے اپنی جہالت سے اولیار کو وکیل ماننے ان کی نذر و نیاز کرنے کے معنی میں صریح تحریف کر کے بہتان پر کمر باندھی جس طرح پہلے سے خود ان حرکات شنیعہ ومردودہ کے توحید باری تعالیٰ کی ضد میں خوگر ہیں چنانچہ اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۱۸ میں ثم رفع رسول الله صلعم یدیہ وھو یقول اللھم اجعل صلوتک و رحمتک علی ال سعد کا ترجمہ بجائے یا اللہ کے یا رسول اللہ لکھا ہے۔ یعنی ،،بعدہ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا کر فرمایا یا رسول اللہ آل سعد پر مغفرت اور رحمت فرما۔ استغفر الله من ھذہ الالفاظ الشرکیۃ تا کہ جہلا اپنی ناواقفی کی وجہ سے شرک میں مبتلا ہوں اور اپنے حلوے مانڈے خوب چلیں حقیقت یہ ہے کہ مولانا شہید مرحوم کو مشرک کہہ کر ان کا کیا بگاڑا۔ بلکہ اپنا بگاڑا۔ والله لا یھدی من ھو کاذب کفار ۔

نذر و نیاز اور شاہ عبدالعزیز رح

قولہ ص۹۴-۹۹ اب مسائل نذر و نیاز وغیرہ کے متعلق حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی چند عبارتیں نقل کر دی جاتی ہیں تاکہ اسمٰعیل کی فریب کاری خوب واضح ہو جائے شاہ صاحب فتادی ص۱۲۸ میں فرماتے ہیں۔

حقیقت ایں نذر آں ست کہ اہدائے ثواب وانفاق و بذل مال بروح میت کہ امر لیست مسنون واز روئے احادیث صحیحہ ثابت است مثل ما ورد فی الصحیحین من حال ام سعد وغیرہ الی قولہ وحکمہ۔ انہ صحیح یجب الوفاء بہ لانہ قربۃ معتبرۃ فی الشرع اھ

اس عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ نذر کی حقیقت کھانے اور مال خرچ کرنے کا ثواب میت کی روح کو پہنچانا ہے اور یہ امر سنت ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت جیسا کہ صحیح بخاری ومسلم میں حضرت ام سعد وغیرہ کی حدیث سے ثابت ہوتا ہے الی قولہ اور اس نذر کا حکم یہ ہے کہ یہ نذر صحیح ہے اس کی وفار واجب ہے اس لئے کہ وہ شریعت میں قربت معتبرہ ہے ،،

میاں اسمٰعیل یہ کہہ رہے ہیں کہ کفار کا یہی شرک تھا اور جو کوئی ایسا کرے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ مسلمان نذر اللہ تعالےٰ کی ملتے ہیں۔ ثواب اس کا کسی بزرگ کو پہنچاتے

ہیں۔ ابوداؤد شریف کی حدیث ہے۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں ایک شخص نے مقام بوانہ میں ایک اونٹ ذبح کرنے کی نذر مانی تھی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کیا وہاں مشرکین کا کوئی بت ہے جس کی پرستش کی جاتی ہو یا کفار کا کہیں میلہ لگتا ہے، عرض کیا نہیں فرمایا اپنی نذر پوری کرد۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نذر جائز ہے اور یہ بھی جائز ہے کہ کسی مکان مخصوص یا خانقاہ یا درگاہ یا کسی آستانہ میں اس کو ادا کرے کیونکہ نہ وہاں بت ہوتا ہے جس کی پوجا کی جاتی ہو نہ کفار کا میلہ۔ ام سعد کی جس حدیث کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس حدیث کو خود مولوی اسمٰعیل نے صراط مستقیم ص۶۳ میں نقل کیا ہے اور تمام عبادات کے ثواب پہنچنے کو تسلیم کیا ہے مولوی اسمعیل صاحب کی اس عبارت نے فاتحہ گیارہویں تیجہ۔ چالیسواں، عرس، نذر نیاز سب کو جائز کر دیا۔ غوث اعظم کی گیارہویں شیخ عبدالحق کا توشہ بی بی صاحبہ کی صحنک خواجہ صاحب کی دیگ شاہ بو علی قلندر کی سہ منی اماموں کی نیاز کا کھچڑا شربت اسی قسم کی نسبتوں کو مولوی اسمعیل نے شرک کہا ہے، شرک کا حکم دینا بھی غلط، خلاف شرع اور مسلمانوں کو بے توجہ مشرک بنانا ہے، ہر مسلمان کا مقصود یہ ہوتا ہے، کہ یہ ایصال ثواب ان بزرگوں کے لئے ہے اور اسی مناسبت سے وہ نسبت کر دیتے ہیں۔ ایسی نسبت خود قرآن کریم میں موجود ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کہ صدقات فقراء ومساکین وغیرہ کے لئے ہیں، حج کی نسبت بیت یعنی خانہ کعبہ کی طرف کی گئی ہے، نماز جمعہ، نماز عیدین۔ نماز جنازہ، نماز خوف، نماز ظہر، نماز عصر، نماز مغرب، نماز عشاء۔ نماز فجر وغیرہ میں روزے رمضان کے زکوۃ سونے کی۔ زکوۃ چاندی کی، زکوۃ مال کی زکوۃ گایوں کی زکوۃ بکریوں کی، ان تمام عبادتوں کی نسبتیں بھی غیر خدا کی طرف ہیں تو کیا یہ سب شرک ہیں، الحمدللہ کہ اب خوب واضح ہو گیا کہ مسلمان جو نذریں نیازیں کر کے بزرگوں کے لئے ایصال ثواب کرتے ہیں وہ بے شبہ جائز درست اور احادیث و آیات سے اسکا جواز ثابت اسکو شرک بنانیوالا گمراہ،،

اقول: بیشک اس فتوی شاہ صاحب میں جس نذر اللہ میں ایصال ثواب مقصود ہوتا ہے یا جو نذر محض توجہ اللہ تعالے ایصال ثواب کے لئے ہو جس طرح ام سعد رض کو ایصال ثواب کیلئے کنواں بنوا دینا حدیث شریف میں آیا ہے یا صراط مستقیم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا اپنے بھائی کی طرف سے غلام آزاد کرنا طریقہ سلف سے ثابت ہے اور خود مولوی نعیم الدین نے مانا ہے کہ مسلمان نذر اللہ تعالیٰ کی مانتے ہیں ثواب اس کا کسی بزرگ کو پہنچاتے ہیں پس اس میں کسی کو کیا کلام ہو سکتا ہے۔ مگر بات تو یہ ہے کہ اس کو حیلہ بنا کر غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر و نیاز میں جاہلوں کو فریب دے کر مبتلا کیا جاتا ہے، چنانچہ خود جناب شاہ صاحب رح نے اسی فتوی ص۱۲ میں طریقہ ایصال ثواب بتا کر اس کے اول اور آخر میں مؤلف کا حیلہ اور کید کھول دیا ہے چنانچہ فتوی

کے شروع الفاظ یہ ہیں۔

استعانت بارواح دریں امت بافراط بوقوع آمدہ آنچہ جہال عوام اینہا میکنند و ایشاں را درہر عمل مستقل دانستہ اند بلاشبہ شرک جلی است۔

یعنی وہ استعانت ارواح سے اس امت میں بہت وقوع میں آئی ہے اور عوام جاہل استعانت اس طور پر کرتے ہیں کہ ارواح کو ہر عمل میں مستقل جانتے ہیں اور یہ بلاشبہ شرک جلی کھلا ہوا ہے،،

اور شاہ صاحب اسی فتوی کے لفظ قربیتہ معتبرہ نقل کردہ مولوی نعیم الدین کے ہمراہ فرماتے ہیں

آرے اگر آن ولی را حلال مشکلات بالاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد میکنند ایں عقیدہ او منجر بشرک وفساد میگردد۔

یعنی "البتہ اگر اس ولی کو حل کرنیوالا اشکلات با لاستقلال یا شفیع غالب اعتقاد کریں (یعنی مثلاً یہ کہ دمعاذ اللہ ضرور اللہ تو مجبور ہو کہ حاجت روائی فرماویگا) تو یہ عقیدہ باعث شرک اور فساد کا ہو جاتا ہے،،

اور شاہ صاحب ص۹۵ میں فرماتے ہیں

وتحقیق مبتلا شدہ اند مردمان بایں نذر ممنوع اھ

یعنی یقیناً مبتلا ہوئے ہیں آدمی اس نذر ممنوع میں،،

علاوہ ازیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کو نذر اللہ پوری کرنے کے لئے بھی کسی ایسے مقام پر کہ دہاں کوئی وثن یعنی تھان وغیرہ کسی کی قبر یا کفر کا میلہ ہو اجازت نہیں فرمائی (سنن ابی داؤد) تو پھر مولوی نعیم الدین کا کہنا کہ دریہ بھی جائز ہے کہ کسی خانقاہ یادگار یا کسی آستانہ میں اس کو ادا کرے کیونکہ نہ دہاں کوئی بت ہوتا ہے نہ کفار کا میلہ،، کیسا فاسد و باطل قیاس ہے۔ ناظرین! یہ چالاکی قابل غور ہے کہ ترجمہ وثن کا بت کیا تاکہ جاہلوں کو معلوم ہو کہ محض دصورت مورت وار بت، ہے جس کو عربی میں صنم کہتے ہیں منع فرمایا گیا ہے، حالانکہ وثن ہر عام اس چیز کو کہتے ہیں جو سوائے حق تعالے کے پوجی جاوے خواہ قبر ہو یا تعزیہ چھڑی ہو یا طاق پانی ہو یا درخت وغیرہم چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح ترمذی میں ارشاد فرمایا۔

تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان

یعنی "مل جاوینگی کتنی قومیں میری امت میں سے مشرکین میں اور یہانتک کہ پوجنے لگیں گی کتنی قومیں میری امت کی تھانوں کو"

اور موطا امام مالک میں صحیح روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد یعنی یا اللہ مت کر دینا میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے،، پس کیا خانقاہ، درگاہ، آستانہ جس کو جاہل لوگ پوجتے ہوں حسب ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بت نہ ہوں گے؟ بیشک ہونگے چنانچہ مشاہدہ ہے اس لئے اس کو درگاہ اور آستانہ کہتے ہیں کہ مرادات کے لئے آستانہ بوسی کا مقام ہے، معاذ اللہ۔ پس ساری تعلی و فریب کاری مولوی نعیم الدین کی خاک میں مل گئی۔

علی ہذا حدیث ام سعدرضا صراط مستقیم میں محض ایصال ثواب کا ذکر ہے خود مولوی نعیم الدین نے یہ لفظ لکھے ہیں کہ اس حدیث کو صراط مستقیم ص۶۳ میں نقل کیا ہے اور تمام عبادات کے ثواب پہنچنے کو تسلیم کیا ہے۔ پھر یہ بیہودہ الزام کہ اس عبارت نے فاتحہ گیارہویں، تیجہ، نذر و نیاز وغیرہ سب جائز کر دیا۔ پناہ بخدائے لایزال اس کذب و بہتان کا کیا ٹھکانا ہے جس کا حرف اور شمہ بھی صحیح نہیں نہ صراط مستقیم کی اس عبارت میں اس کا وجود بلکہ برخلاف اس کے صراط مستقیم ص۶۴،۶۵ میں صراحتہً مرقوم ہے

پس صحنک و توشہا کہ ساختہ و پرداختہ پیشینیاں است۔ وحقیقت آنست کہ کسانیکہ در نذر و نیاز ارتکاب معاصی وکفر میکنند ایشاں را ایصال ثواب منظور نیست بلکہ شرک میکنند۔	یعنی وہ صحنک اور توشہ وغیرہ پچھلے لوگوں کے ساختہ پرداختہ ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ نذر و نیاز میں گناہوں اور کفر کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو ثواب پہنچانا منظور نہیں ہے بلکہ شرک کرتے ہیں۔

یہی بات تقویۃ الایمان میں ہے اور یہی شاہ عبدالعزیز صاحب کے فتوی سے اوپر ص میں منقول ہوچکا ہے کہ یہ نذر لغیر اللہ داخل شرک ہے نیز فتاوی عزیزی ج ا ص۹۲ میں ہے

خوردن آں قریب بحرام است بشرطیکہ نیت نذر غیر اللہ باشد مانند گلگلہا رشیخ سدو وسہ منی بوعلی قلندر وغیرہ۔	یعنی وہ بشرطیکہ نیت نذر غیر اللہ کی ہو جس طرح کہ گلگلے شیخ سدو کے اور سہ منی بوعلی قلندر وغیرہ کی، اس کا کھانا حرام ہے۔

پس ناظرین اہل انصاف پر مؤلف اطیب البیان کی صریح خیانتیں ظاہر ہوگئیں کہ اکابر ائمہ دین پر مشرک و گمراہ ہونے کے الزام کے بجائے خود ان کا اس فتوی کا استحقاق ثابت ہوگیا۔ فالحمد للہ علی ذلک

علی ہذا جو نسبتیں مثل صدقات فقراء مساکین کے لئے، حج خانہ کعبہ، اوقات نماز، اقسام زکوۃ، روزہ رمضان وغیرہم قرآن و حدیث میں وارد ہیں ان کا قیاس نذر و نیاز غیر اللہ پر کرنا قیاس مع الفارق اور نصوص کے مقابل مردود کام ہے کیونکہ صدقات کا فقراء کو دینا خانہ کعبہ کا حج کرنا، نمازوں کو وقتوں میں پڑھنا، زکوۃ سونے میں اتنی، چاندی میں اس قدر، گائے بکری میں اس مقدار پر، رمضان المبارک میں روزہ یہ سب قرآن و حدیث سے معہ تعین اوقات و مقدار کے ثابت ہیں اور خالص حق تعالے کی طاعات و عبادات ہیں ایصال ثواب کے لئے جس کی طرف سے کیا جاوے اس کی نیت کا اظہار شرعاً درست ہے مگر نذر و نیاز اولیاء جو غیر اللہ کی طرف نسبت کی جاویگی۔ حق تعالے کا حق دوسروں کی طرف نسبت کرنے سے ضرور شرک لازم ہوگا چنانچہ جناب شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز ص۵۳۶ پر بسلسلہ نسبت اَنْ طَہِّرَا بَیْتِیَ فرماتے ہیں

اختصاص ایں خانہ بجناب الٰہی بآں است کہ بحکم	یعنی یہ اختصاص اس خانہ کعبہ کی نسبت بجناب الٰہی اس

او تعالیٰ برائے عبادت او و تقضائے شوق طلب
او بنا کردہ شدہ است و ہیچ گونہ از علاقہ بمخلوق
ندارد۔ دوم آنکہ مکان را بوجہے از وجوہ علاقہ
با ہیچ مخلوق نباشد و الا در وقت توجہ بآن مکان
شائبہ شرک لازم خواہد آمد و توحید صرف در آن
عبادت نخواہد ماند و لہذا از قبلہ گرفتن قبور انبیا
و ستارہ و آتش و آب و درخت منع شدید آمدہ
ایضاً صفحہ ۶۱۲ پس کسے بتا را قبلہ خود ساختہ و کسے ستارہ
و آب را و کسے عنصر آتش را و کسے دریائے گنگ
را و کسی درخت تلسی و پیپل را و کسے کوہ شوالک
را و کسے قبور اولیا را و کسے تھانہائے شہیدان
و جنیان را۔ پس واجب آنست کہ ازیں خیال
بگذرید و کاری کہ مقصود بالذات است از
دست ندہید انتہی۔

سبب سے ہے کہ بحکم حق تعالیٰ اس کی عبادت اور تقضائے
شوق کی طلب کے لئے بنایا گیا ہے، اور کسی طرح کا کوئی
علاقہ کسی مخلوق کے ساتھ نہیں رکھا گیا ہے۔ دوم یہ
کہ اس مکان کو کسی وجہ سے کوئی علاقہ کسی مخلوق کے ساتھ
نہ ہو ورنہ اس مکان میں کسی کی طرف متوجہ ہونے کے
وقت شائبہ شرک کا لازم آوے گا، اور توحید خالص اس کی
عبادت میں نہ رہے گی اسی واسطے قبلہ پکڑنے قبور انبیاء اور
ستارہ اور آگ اور پانی اور درخت سے شدید ممانعت وارد ہے"
صلہ پس کوئی توبت کو قبلہ اپنا بنا رہا ہے اور کوئی ستارہ اور آفتاب
کو اور کوئی آگ کے عنصر کو اور کوئی دریائے گنگا کو اور کوئی درخت
تلسی اور پیپل کو اور کوئی پہاڑوں کو اور کوئی اولیاء کی قبروں
کو اور کوئی شہیدوں کے تھانوں کو اور جنوں کو پس واجب یہ
ہے کہ ان خیالات کو چھوڑ دے اور جو کام کہ مقصود بالذات
ہے اس کو ہاتھ سے نہ چھوڑے"

پس جس طرح خانہ کعبہ کی نسبت حق تعالیٰ کی توحید کے لئے ہے اسی طرح جملہ عبادات صوم و صلوٰۃ کے
اوقات کی نسبت حق تعالیٰ کے حکم سے اس کی رضامندی کے لئے ہے اور اس کے مقابل قبور انبیاء و اولیاء
شہیدوں، تھانوں، طاقوں، تعزیوں کے ساتھ عبادت کے لوازمات مانند نذر و نیاز شرک و کفر میں داخل
کئے گئے، اگر مولوی نعیم الدین کے نزدیک نذر و نیاز اولیاء کی نسبتوں کا اور خانقاہوں، اور درگاہوں، آستانوں،
میں نذر و نیاز کے پورا کرنے کا جواز احکام خداوندی کی نسبتوں کی مانند ہے تو فقہائے عظام اور علمائے کرام
کا نذر و نیاز اولیاء کو اور ان کی قبروں پر لے جانے کو (جس کو خود مولوی نعیم الدین نے صفحہ ۸۹ پر بتایا ہے۔ کہ
اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں) شرک اور باطل قرار دینا باطل ہو جاوے گا، اور احکام شرع اور خصوصاً فقہاء حنفیہ کے
ارشادات سے دست بردار ہو کر پورا پورا ملحد ہونا پڑے گا۔ اور خود مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی
صاحب کے محترم والد مدار صاحب کے مرغے کو ایمان جاتے رہنے کا باعث قرار دے چکے ہیں ان کو بھی ایمان سے
خارج کر کے گمراہ کہنا پڑے گا چنانچہ اوپر حصہ میں مذکور ہو چکا ہے اب مثل آفتاب کے روشن ہو گیا۔ کہ جو مسلمان
محض اللہ کے لئے نذر و نیاز کر کے اس کا ثواب کسی کو پہنچا دیں تو بلاشبہ درست ہے اور جو جاہل یا جاہلوں کو گمراہ

کرنے والا نذر و نیاز اولیا مثل گیارہویں توشہ سہ منی مدار صاحب کے مرغے بکرے، سید احمد کبیر کی گائے کو جائز بنا کر قبروں پر بتوقع نفع و ضرر کے لے جانے والا جس طرح مشاہدہ عوام الناس جہلا رکے عمل سے ثابت ہے کہ گیارہویں وغیرہ کو اسی نظر سے تبرک جان کر کرتے ہیں بیشک مردود گمراہ اور گمراہ کنندہ ہے

استمداد غیر اللہ اور شاہ عبد العزیز رح

قول حضرت حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا ایک فتوی۔

جواب اول آنکہ مدد خواستن چیز دیگر است و پرستش چیز دیگر است عوام مسلمین برخلاف حکم شرع از اہل قبور مدد میخواہند و پرستش نمی کنند و بت پرستان مدد ہم میخواہند و پرستش ہم میکنند پرستش آنست کہ سجدہ کنند یا طواف نماید یا نام او را بطریق تقرب او رد سازد یا ذبح جانور بنام او کند یا خود را بندہ فلانے بگوید و ہر کہ از مسلمانان جاہل با اہل قبور این چیز ہا بعمل آرد فی الفور کافر مے گردد و از مسلمانی می برآید دوم آنکہ مدد خواستن مد طورے باشد مدد خواستن مخلوقے از مخلوقے مثل آنکہ از امیر و بادشاہ نوکر و گدا در مہمات خود مدد مے جوید و عوام الناس از اولیا میخواہند کہ از جناب آلہی فلاں مطلب ما را درخواست نماید این نوع مدد خواستن در شرع از زندہ و مردہ جائز است دوم آنکہ باستقلال چیزیکہ خصوصیت بجناب آلہی دارد مثل ما دن فرزند یا بارش باراں یا دفع امراض یا طول عمر و مانند این چیز ہا بے آنکہ دعا و سوال از جناب آلہی در نیت منظور باشد از مخلوقے درخواست نمایند این نوع حرام مطلق بلکہ کفر است و اگر از مسلمانان کسے از اولیائے مذہب خود خواہ زندہ باشند یا مردہ این نوع مدد خواہد از دائرہ مسلمانان خارج میشود بخلاف بت پرستان کہ ہمیں نوع مدد را از معبودان باطل خود میخواہند و آنرا جائز می شمارند و آنچہ بت پرست گفت کہ من ہم از بتانِ خود شفاعت میخواہم چنانچہ شما ہم از پیغمبران و اولیا شفاعت میخواہید پس درین کلام ہم دغل و تلبیس است زیرا کہ بت پرستان ہرگز شفاعت نمی خواہند بلکہ معنی شفاعت را نمی دانند و نہ در دل خود تصور می کنند معنی شفاعت سفارش است و سفارش آنست کہ کسے مطلب کسے را از غیر خود بلجرض و معروض ادا سازد، سوم آنکہ استمداد از اہل قبور بطریق دعا است کہ از جناب آلہی عرض کردہ مطلب ما برآرند و پرستش این چیز ہا بنا بر اعتقاد استقلال قدرت است کہ کفر محض است

(اس کے بعد اس عبارت کا اپنے مفید مطلب ترجمہ کیا ہے) اب بحمد اللہ تعالی مولوی اسمعیل کے قول کا بطلان بخوبی واضح ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ نذروں نیازوں منتوں کا ثواب بزرگان دین کو پہنچانا اور انہیں بارگاہ حق میں اپنا شفیع جاننا بالکل حق اور موافق شرع ہے مولوی اسمعیل کا اس کو شرک بتانا باطل اور گمراہی ہے،،

اقول اس فتوی ج ۱ ص۳۴ شاہ صاحب نے بھی نہایت واضح طور پر عوام مسلمین کے مدد چاہنے والے کو مخالف شرع بتا کر قبروں پر پرستش سجدہ طواف بزرگوں کے ناموں کو تقربًا ورد کرنے ان کے نام پر جانور ذبح کرنے ان کے ناموں کے ساتھ بندہ فلاں نام جیسے امام بخش پیر بخش وغیرہم نام رکھنے سے فوراً کافر ہوجانا (اور مسلمانی سے خارج ہوجانا) فرمایا ہے جس کا ترجمہ مؤلف نے چالاکی سے چھوڑ دیا۔ آپ کی ایک اور چالاکی و تحریف معنوی قابل غور ہے کہ فتوی شاہ صاحب میں لفظ بندہ فلاں کہنے کا ترجمہ پجاری کہنے کا کیا تاکہ جاہل لوگ جانیں کہ پجاری تو مندروں کے ہوتے ہیں اس کو مسلمانوں سے کیا تعلق، حالانکہ بندہ فلان کے معنی فلانے کا بندہ نام رکھنا ہے چنانچہ جناب شاہ صاحب تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۱۵۹ میں تصریح فرماتے ہیں۔

در نام نہادن خود را بندہ فلاں و عبد فلاں می گویند و این شرک در تسمیہ است۔

یعنی وہ اپنے نام رکھنے میں بندہ فلاں اور عبد فلاں (جیسے طرح عبدالنبی عبدالمصطفیٰ وغیرہ) کہتے ہیں اور یہ نام رکھنے میں شرک ہے۔"

اور فتاوی مذکورہ میں صرف شفاعت کے معنی تبلائے گئے ہیں کہ شفاعت کسے کہتے ہیں۔ اور شفاعت حق تعالے کی اجازت سے قیامت میں گنہگار موحدین کی ہونی ثابت ہے سوائے اس کے ہرگز نہیں جس طرح اس کی تفصیل خود کلام شاہ صاحب سے مولوی نعیم الدین کے ص۷۷ ــ ۸۰ کے جواب میں گذر چکی۔ پس یہی مقصود تقویۃ الایمان میں مولانا شہید مرحوم نے بوضاحت تمام فرمایا ہے۔ کہ یہ امور باعث کفر و شرک ہیں اس پر بھی مؤلف کا فریب دہی سے یہ لکھنا کہ مولوی اسمٰعیل کے قول کا بطلان بخوبی واضح ہوگیا۔ فی الواقع الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی مثال ہے یہ نہایت درجہ عنادی کا کام ہے کیونکہ نذر اللہ اور لوجہ اللہ کا ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ نہ کہ نذر اولیا، غیر اللہ کا کہ یہ شرک اور نامقبول و مردود ہے۔ اور ثواب پہونچانا اللہ کی عبادت کا یہ درست ہے۔ مگر ثواب پہنچانے کیلئے کوئی نذر اولیا نہیں مانتا اور جو نذر اولیا مانتا ہے اسکو ثواب پہنچانا منظور نہیں ہوتا چنانچہ خود جناب شاہ صاحب تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۶۷ میں فرماتے ہیں

اعمال نیک ایشان مثل خیرات و صدقات و عبادتہائیکہ برائے خدامی کردند بسبب کفر نامقبول و حبط گشت و اعمال بد ایشان مثل عبادات ہمتایاں و نذر و قربانیں کہ بنام آنہا میدادند موجب شدت غیرت الہی و شدت عتاب او تعالی گردید۔

یعنی "ان کے نیک اعمال مثل خیرات اور صدقات اور جو عبادتیں کہ حق تعالیٰ کے لئے کرتے تھے بوجہ کفر کرنے کے سبب نامقبول اور اکارت ہوجاویں گی اعمال بد ان کے مثل عبادتیں سوائے خدا اور نذریں قربانیاں جوان کے نام پر دیتے تھے موجب شدت غیرت الہی و شدت عتاب حق تعالیٰ کا ہوگا"

علی ہذا لجنس استمداد یعنی حق تعالے سے بذریعہ کسی کے دعا کرنے کی تفصیل بارہا اوپر گذر چکی ہے۔ اس نذر

دنیاز اولیاء کے شرک ہونے سے اس کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ تقویۃ الایمان میں امور شرکیہ کی تفصیلات کا بیان کرنا مقصود ہے، چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب فتاوی عزیزی جلد ۲ صہ ۱۰۳ میں فرماتے ہیں۔

دقسمے آنست کہ توجہ مقصود برایشاں باشد چناں پندارد کہ ایشاں ورد ہانیدن مطلب یادادن آن مستقل اند در مرتبہ از قرب حق دارند کہ تدبیر الہی را تابع مرضی خود توانند ساخت وہمیں قسم است کہ عوام بآن استمداد می طلبند و این قسم شرک محض است مشرکان زمان جاہلیت زیادہ بریں در حق اصنام خود اعتقاد داشتند فقط	یعنی ایک قسم یہ ہے کہ توجہ مقصود کی ان پر ہو اس طرح جانے کہ بزرگان کو مراد دلوانے میں یا خود دینے میں مستقل اختیار ہے کیونکہ حق تعالیٰ کے قرب کا ایسا مرتبہ رکھتے ہیں کہ تدبیر الٰہی کو اپنی مرضی کے تابع کر سکتے ہیں اور یہی وہ قسم ہے جو عوام اس طرح استمداد بندگوں سے کرتے ہیں اور یہ قسم شرک خالص ہے مشرکان زمان جاہلیت اس سے زیادہ اپنے بتوں کے حق میں (اعتقاد رنہ) رکھتے تھے فقط ۔،

پس اس فتوی میں شاہ صاحب نے مؤلف کی تر کی تمام کر کے گور پرستوں کے ساختہ پرداختہ کو کالعدم کر دیا۔ اسی لئے تو خود مؤلف نے حاشیہ صہ ۱۰۳ میں اس کو رد کر دیا کہ سجدہ اور طواف وغیرہ مطلقاً پرستش نہیں ہے عجیب! بو الہوس نے اگر اپنے لئے مضر جانا تھا تو نقل ہی کیوں کیا تھا۔ سچ ہے جب گیدڑ کی موت آتی ہے تو شہر کی طرف رخ کرتا ہے، کیونکہ شاہ صاحب نے اس فتوی میں امور پرستش جاہل مسلمانوں کا قبروں پر سجدہ طواف بزرگوں کے نام کا ورد جانور ذبح کرنے بندہ فلاں نام رکھنے سے فوراً کافر اور مسلمانی سے خارج ہو جانا ارشاد فرمایا جن سب کو مؤلف صہ ۶۰-۶۷ میں جائز بنا کر ان کے کفر و شرک ہونے کو باطل گمراہی ٹھہرا چکے ہیں، حالانکہ خود شاہ صاحب تفسیر فتح العزیز ج ۱ صہ ۲۱۲ میں حقیقت سجدہ کو واضح فرماتے ہیں

اُسْجُدُوْا لِاٰدَمَ یعنی سجدہ کنید بسوی آدم باین طریق کہ اورا قبلہ سجود خود گردانید الیضاً صہ ۲۱۴ غرض از سجود حضرت آدم قبلہ ساختن ایشاں باشد در حقیقت سجدہ پیشانی را بر زمین رسانیدن است واین معنی در شرع برائے غیر خدا جائز نیست، الیضاً صہ ۲۱۵ این نوع تعظیم مشعر بنہایت تذلل است	یعنی (فرمانا اللہ تعالیٰ کا) اور سجدہ کرو آدم کی طرف اس طریق سے کہ آدم کو سجدہ کے لئے قبلہ بناؤ، مدا د (غرض حضرت آدم کو قبلہ بنانا تھا)، کیونکہ حقیقت میں پیشانی زمین پر رکھنے کا نام سجدہ ہے اور یہ شریعت میں سوائے خدا کے کسی کے لئے جائز نہیں، اور دلیل اس کی یہ ہے کہ اس قسم کی تعظیم نہایت تذلل کے اوپر دلالت کرتی ہے

دغایت تذلل برکسے سزاوار است کہ غایت عظمت باشد وغایت عظمت آں است کہ ذاتی باشد وعظمت ذاتی خاص بحضرت حق است ودر ہیچ مخلوقے یافتہ نمیشود" ایضاً ۲۱۶ وازیں جا معلوم شد کہ سجدہ لغیر اللہ را علامت کفر ساختہ اند"

اور نہایت تذلل اسی کے لئے زیبا ہے جو نہایت بڑائی اور عظمت والا ہو اور نہایت عظمت و بڑائی ذاتی ہوتی ہے اور عظمت ذاتی خاص حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے، جو کسی مخلوق میں نہیں پائی جاتی ہے"۔ "اور یہاں سے معلوم ہوا کہ سجدہ لغیر اللہ کو علامت اور نشان کفر کا ٹھہرایا گیا ہے"

اسی بنا پر ردالمحتار مصری جلد ۵ صـ۲۶۸ میں (جو خود مؤلف کی مسلمہ ہے) مرقوم ہے

دفی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا۔

یعنی "فتاوی ظہیریہ میں ہے کہ وہ تکفیر کیا جاوے گا۔ سجدہ کرنے کے ساتھ مطلقاً"

فتوی شاہ عبدالعزیز دربارہ عدم جواز استمداد از اولیائے زندہ ومردہ

رہا فتوی منقولہ میں عوام الناس کا اولیاً سے دعا کرانا الخ۔ سو اس کی تشریح خود شاہ صاحب نے آیندہ اسی فتاوی کے صـ۹۷ ج امیں فرمادی ہے

بعد موت شان استمداد باین طور کہ یا فلاں از حق تبارک وتعالیٰ حاجت مرا بخواہ و شفیع من شو ودعائے من بخواہ درست است یا نہ۔ جواب۔ استمداد از اموات خواہ نزدیک قبور باشد یا غائبانہ بے شبہ بدعت است درزمان صحابہ وتابعین نبود"

یعنی "بعد وفات اولیاء وشہداء وصلحاء کے اس طور سے استمداد کہ یا فلاں حق تبارک وتعالیٰ سے میری حاجت روائی کے لئے عرض کریں اور میرے شفیع ہو ویں اور میرے لئے دعا کریں درست ہے یا نہیں؟" "الجواب"۔ "استمداد اموات سے خواہ قبر وں کے پاس کی جاوے یا غائبانہ بلاشبہ بدعت ہے زمانہ صحابہ اور تابعین رضی اللہ عنہم میں یہ امر نہ تھا"

ایضاً فتاوی عزیزیہ ج ۲ صـ۱۰۶ میں ہے

واما استمداد باہل قبور منکر شدند آنرا بسیارے از فقہاء میگویند کہ نیست زیارت مگر برائے رسانیدن نفع باموات بدعا واستغفار ودقائل گشتہ اند بآن بعضے از ایشاں۔

لیکن استمداد اہل قبور سے اکثر فقہاء نے انکار کیا ہے کہتے ہیں کہ نہیں ہوتی زیارت قبروں کی مگر واسطے نفع پہنچانے اموات کو دعا اور استغفار کرنے سے گو یا بعضے فقہاء اس امر کے قائل بھی ہیں"

پس جبکہ استمداد بمعنی دعا کرانا اموات سے بجناب الٰہی ثابت نہیں زمانہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم سے اسی لئے بے شبہ بدعت فرمایا اور بکثرت فقہاء کا اس کے جواز سے انکار فرمانا ثابت ہوا۔ تو کسی بعض کے قائل جواز کا کب اعتبار ہو سکتا ہے، چنانچہ اس کی تفصیل بکمال بسط خود جناب شاہ صاحب رح اپنے

مستقل رسالہ در بحث منع استمداد و توسل ہیں بدلائل نقلیہ و عقلیہ معہ جوابات مجوزین کے قلمیہ غیر مطبوعہ محررہ
۱۲ جمادی الاول ۱۲۳۹ھ جو چار ماہ قبل از وفات خود ارقام فرمایا ہے جس کی نقل کہنہ کرم خوردہ کتب خانہ
مولانا سید حسن شاہ صاحب محدث مرحوم ریاست رام پور میں محفوظ ہے حسب ذیل ہے

الحمد للہ الظاہر العزیز العلام والصلوٰۃ والصلوٰۃ علی محمد عبدہ ورسولہ خیر الانام وآلہ وصحبہ واولیاء
امتہ ذوی الاحترام والسلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ الی یوم القیام اما بعد معلوم باد کہ استمداد و استدعاء
از اشخاص و ارواح غائبہ از نظر حسی بایں معنی کہ مدد کنید و دعا نمائید بلا شبہ و بلا خلاف بدعت است ہیچ
کس از علماء و اولیاء متقدمین و متاخرین ایں نوع احداث را سنت نہ گفتہ است بلکہ بسیار مشائخ ازیں بدعت
منع فرمودہ اند و ناجائز داشتہ و چونکہ للاکثر حکم الکل فرمودہ اند مردود شدن ایں بدعت سیئہ بودن آن
گویا باجماع امت ثابت گشتہ و اخبار نہی اکثر مشائخ از استمداد باہل قبور در میان علماء مشہور است
چنانچہ شیخ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ در ترجمہ مشکوٰۃ المصابیح در باب زیارۃ القبور آوردہ اند و اما[1]
استمداد باہل قبور در غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا غیر انبیاء علیہم السلام منکر شدہ اند آنرا بسیارے از
فقہاء و میگویند نیست زیارت مگر برائے دعاء برائے موتی و استغفار برائے ایشاں و رسانیدن
نفع بایشاں بدعاء و استغفار انتہی کلامہ و در فتاوی عالم گیری کہ از کتب معتبرہ است و در عہد
عالم گیر بادشاہ بحکم آں تالیف یافتہ و بسیار علماء کبار آنرا جمع کردہ اند نیز میفرمایند و یکرہ عند القبر
مالم یعہد من السنۃ والمعہود من السنۃ لیس الا زیارۃ والدعاء عندہ قائما کذا فی البحر الرائق انتہی کلامہ
پس ازیں معنی دریافت شد کہ تا عہد عالمگیر بادشاہ انار اللہ برہانہ ہم بدعت استدعاء و استمداد در میان
علماء زمانہ بلکہ ادنی ازان مکروہ بودہ است و مذہب شان دریں باب اختیار قول حضرت امام اعظم
رحمہ اللہ بودہ کہ قرأت قرآن نزد قبور مکروہ فرمودہ پس چونکہ منکر و مکروہ بودن ایں بدعت و ادنے
ازیں بقول اکثر علماء ثابت ماندہ و در عہد عالمگیر بادشاہ غازی باجماع علماء وقت مکروہ بودن زوائد
بر زیارت معہودہ مسنونہ آنحضرت و خلفاء وی صلی اللہ علیہ وسلم مقرر گردید و معہذا بحکم حدیث کل بدعۃ
ضلالۃ ایں بدعت ہم ضلالت است بی آنکہ حدیث صحیح صریح الدلالۃ معمول بہ در قرن صحابہ و قرن
تابعین و قرن تبع تابعین در باب اباحت استدعاء و استمداد از ارواح اہل قبور وارد نباشد چگونہ بدعت
مذکورہ از ضلالت خارج شود و بدعت جائزہ و مباحہ گردد و بی آنکہ منفعت دینی مثل نفع کتابت اعراب
قرآن و مثل آن در استمداد و استدعاء از اہل قبور واضح نشود چگونہ بدعت حسنہ شود و موجب مزید قبولیت

[1] اشعۃ اللمعات ص ۶۲۱ ج ۱ مطبع نول کشور (۱۳۱۸ھ) (ح،ح)

دعا گردد پس ہر گاہ کہ در استمداد و استدعا ر برخلاف منفعت در دین حضرت تجاوز از حد شریعت بالفعل موجود است و مضرت در شرک برائی عوام است کہ اصلاح ایشان از مہمات دین است بالقوہ مشہود استدعا ر مذکور و استمداد معلوم بلاشبہ بدعت سیئہ شد و جائز نشد برائے علما ر آنکہ فتوی برا باحت استدعا ر گویند و برائے شرک و بدعت عوام الناس راہے بکشایند کہ جواب دہی از طرف خود ہا اصالۃً و از طرف عوام وکالۃً بروز حشر ذمہ ایشان نبود م۵

بہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد　　زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

مخفی نماند کہ استدعا ر و استمداد یا لدعا ر یا تزئین قبور و ترفیع آنہا سر دست پیر پرستی و گور پرستی نمی شود اما در وسیلہ بودن آن در تحصیل پیر پرستی شبہتے نیست پس چیز یکہ وسیلہ اشراک بود و ادنی بدعات خفیفہ را کہ از ان چیز سبک تر د فتنہ بودند اصحاب پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم رد کردہ باشند چگونہ بدعت حسنہ یا بدعت مباحہ باشد و چرا حرام نشود و فاعل آن مبتدع نگردد و اگر بجسن تامل نظر نمایند آیت کریمہ وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ در باب استدعا ر مذکور موجب مزید خوف شود زیرا کہ ہیچ گاہ جمع مومنین از میان خلفا ر راشدین و امثال شان کہ صحابہ کبار بودند استدعا ر بعنی مسطور در مدینہ منورہ بر قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از آنحضرت کہ بخصوص حیات خود در آنجا موجود اند نکردہ اند چہ جائیکہ از دیگر اہل قبور استدعا ر کردہ باشند از ینجا است کہ از تابعین صالحین و تبع تابعین کہ پیشوایان امت اند این بدعت دیدہ و شنیدہ نشد بلکہ کمترین را ازین قدر رد کردہ ماندہ اند چنانچہ بروایت ثقات محدثین در کتب معتبرہ مسطور است و برا لسنۂ علما ر باللہ مذکور کہ ان علی بن الحسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم رای رجلا یجیئ الی فرجۃ کانت عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فیدخل فیہا فیدعو فیہا فنہاہ فقال الا احدثکم حدیثا سمعتہ من ابی عن جدی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تتخذوا قبری عیدا ولا بیوتکم قبورا فان تسلیمکم یبلغنی اینما کنتم پس اگر اہل اباحت استدعا ر درین حدیث تامل نمایند بیقین کہ دعا ر حاجت خود بجناب حق تعالیٰ ہم عند القبر اگرچہ قبر پیغمبر باشد جائز نیست و منہی عنہ ہست چہ جائیکہ نزد قبور دیگراں بہ نیت استدعا ر از ایشان یا دعائے بجناب الٰہی بوہم مزید قبول در آنجا رفتہ آید پس اگر ہر چہار اماماں مذاہب اربعہ حقہ برخلاف نہی آنجناب استدعا ر یا دعا ر خدا را عند القبر جائز می گفتند و مقلد امام زین العابدین رح قول ایشان را تصدیق نمی کردند و بر آن قول عمل نمی نمود نزد اہل حق معاتب نمی گشت و ہر گاہ کہ یک امام ہم از ائمہ اربعہ و اماماں حدیث رحمۃ اللہ علیہم

م۵ حوالہ کے لیے مجالس الابرار ملاحظہ ہو نیز البلاغ المبین شاہ ولی اللہ طبع المکتبۃ السلفیہ لاہور صفحہ ۱۵ (ع ج)

فتوی بدین استدعا و دعا نگفته است و اباحت آں ثابت نکردہ بچہ طور دریں چاہ ضلالت افتیم الخ
یعنی «اما بعد معلوم ہو کہ استمداد اور استدعا بزرگوں سے اور ارواح غائبہ سے جو نظر میں نہیں آتیں،
اس طور پر کہ مدد کرو اور دعا کرو ہمارے لئے بلا شبہ اور بلا خلاف بدعت ہے کسی نے علما اور اولیا متقدمین
اور متاخرین سے اس صورت نو ایجاد کو سنت نہیں کہا۔ بلکہ بکثرت مشائخ اس بدعت سے منع فرماتے ہیں اور
ناجائز رکھتے ہیں اور چونکہ اکثر کا حکم کرنا مانند کل کے ہے مردود ہونا اس بدعت کا اور سیئہ بدعت ہونا اس
کا گویا باجماع امت ثابت ہو گیا۔ اور ثبوت ممانعت کا استمداد اہل قبور سے اکثر مشائخ کے درمیان علما
کے مشہور ہے چنانچہ شیخ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ترجمہ مشکوۃ المصابیح درباب زیارۃ القبور میں لائے ہیں
«لیکن استمداد اہل قبور سے سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یا سوائے انبیا علیہم السلام کے منکر ہوئے ہیں اس کے
کثرت سے فقہا اور کہتے ہیں نہیں کی جاتی زیارت مگر واسطے دعا کے میت کے لئے اور ان کے لئے استغفار اور
پہنچانے نفع دعا اور استغفار کے» اور فتاوی عالمگیری کہ منجملہ کتب معتبرہ کے ہے اور عہد عالمگیر بادشاہ میں
ان کے حکم سے اس کی تالیف ہوئی ہے اور بہت سے بڑے بڑے علما نے اس کو جمع کیا ہے، یوں فرماتے ہیں «اور
مکروہ ہے قبر کے پاس ہر وہ امور جو ثابت نہیں ہیں سنت سے مگر صرف زیارت کرنا قبروں کی اور دعا کرنا اللہ تعالی
سے ان کے لئے قبر کے پاس کھڑے ہو کر اسی طرح بحر الرائق میں ہے۔ پس اس کلام سے معلوم ہوا کہ عہد عالم گیر بادشاہ
انار اللہ برہانہ تک بھی بدعت ہونا استدعا و استمداد کا درمیان علما زمانہ کے تھا بلکہ ادنے اس کا مکروہ ہونا
ہے۔ اور مذہب ان کا اس بات میں اختیار کرنا قول حضرت امام اعظم کا تھا کہ قرأت قرآن نزدیک قبروں
کے مکروہ ہے پس چونکہ منکر اور مکروہ ہونا اس بدعت کا اور ادنے اس سے بقول اکثر علما کے ثابت ہوا۔ اور
عہد عالمگیر بادشاہ غازی میں بالاجماع علما وقت کے ہونا زاید امور کا سوائے زیارت کے جو طریقہ مسنونہ
آنحضرت اور آپ کے خلفا صلی اللہ علیہ وسلم سے مقرر ہوا ہے معہذا بحکم حدیث کل بدعۃ ضلالۃ
یعنی ہر وہ چیز جو دین میں نو ایجاد ہو گمراہی ہے یہ بدعت بھی گمراہی ہے سوائے اس کے کوئی حدیث صحیح صریح
الدلالۃ معمول بہ زمانہ صحابہ اور زمانہ تابعین اور زمانہ تبع تابعین میں درباب مباح ہونے استدعا
و استمداد ارواح اہل قبور سے وارد نہیں ہوئی ہے۔ کیونکہ بدعت مذکورہ گمراہی سے خارج ہو گئی، اور
بدعت جائزہ اور مباحہ ہو گئی۔ اور جس طرح منفعت انی مثلاً قرآن کے اعراب لکھے جانے میں پائی گئی ہے اس
طرح کی منفعت جب تک استمداد و استدعا اہل قبور میں واضح نہ ہو اس وقت تک اس کو بدعت حسنہ کیسے کہا جا
سکتا ہے۔ اور کیسے سبب زیادہ ہونے قبولیت دعا کا ہو گا۔ بلکہ استمداد اور استدعا میں بجائے منفعت کے دین میں
نقصان اور حد شریعت سے تجاوز کرنا بالفعل موجود ہے اور مضرت بیخ شرک کے عوام کے حق میں ہے کہ اصلاح او

کی جہات دین سے ہے۔ جیسا کہ مشاہد ہے۔ استدعار مذکور د استمداد معلوم بلاشبہ بدعت گمراہی ہوئی اور علمار کے لئے جائز نہ ہوگا۔ کہ فتوی مباح ہونے طلب دعار کا دلویں اور واسطے شرک و بدعت کے عوام الناس کے لئے راستہ کھولیں۔ اس لئے کہ جوابدہی اپنی طرف سے اصالتاً اور عوام کی طرف سے وکالتہً بروز حشر ان کے ذمہ ہوگی ۵ نصف انڈے کے لئے اگر سلطان ظلم روا رکھے۔ تو اس کے لشکری ہزار مرغ کے کباب بنا دیں۔ پوشیدہ نہ رہے کہ استدعار و استمداد دعار کے ساتھ یا زیب و زینت اور بلند عمارات قبروں پر براہ راست پیر پرستی اور گور پرستی نہیں ہوتی ہے۔ لیکن وسیلہ ہونا ان کا تحصیل پیر پرستی میں کوئی شبہ نہیں ہے پس جو چیز وسیلہ شرک کا ہووے اور جبکہ ادنے ادنے بدعات خفیفہ کو کہ ان چیزوں سے زیادہ ہلکی نفتہ میں ہوں اصحاب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم رد فرماتے تھے۔ کیونکر بدعت حسنہ اور بدعت مباحہ ہوگی۔ اور کس لئے حرام نہ ہوگی۔ اور فاعل ان کا مبتدع نہ ہوگا۔ اگر اچھی طرح تامل و غور کریں آیت کریمہ ویتبع غیر سبیل المؤمنین الآیتہ میں درباب استدعار مذکور کے زیادہ موجب خوف کا ہووے کیونکہ کبھی جمیع مومنین خلفار راشدین سے اور مانند ان کے بڑے بڑے صحابہ سے استدعار مذکورہ مدینہ منورہ میں قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر آنحضرت سے کہ خصوصی اپنی حیات کے ساتھ اس جگہ موجود ہیں استدعار مذکور نہ کرتے تھے چہ جائیکہ دوسرے اہل قبور سے استدعار کرتے ہوں۔ اسی سے ثابت ہے کہ تابعین صالحین اور تبع تابعین کہ وہ بھی پیشوایان امت ہیں۔ یہ بدعت انہوں نے دیکھی نہ سنی تھی۔ بلکہ اس سے کمتر درجہ کی بدعات کو رد کرتے رہتے تھے چنانچہ بروایت ثقات محدثین کتب معتبرہ میں مسطور ہے اور علمار باللہ کی زبانوں پر مذکور کہ حضرت علیؒ بن حسینؓ بن علیؓ ابن ابی طالب نے دیکھا ایک آدمی کو کہ وہ آتا ہے ایک شگاف کی طرف جو تھا قریب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پس اس کے اندر جا کر دعار کرتا ہے تو منع فرمایا آپ نے اس کو اور فرمایا کیا میں تجھے وہ حدیث نہ سناؤں جو سنی ہے میں نے اپنے والد حضرت حسینؓ سے انہوں نے اپنے والد ماجد میرے دادا علیؓ ابن ابی طالب سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرمایا آپ نے نہ ٹھیرانا میری قبر کو عید اور نہ ٹھہرانا اپنے گھروں کو قبریں کیونکہ درود و سلام تمہارا مجھے پہنچایا جاتا ہے جہاں تم ہوگے وہاں سے پس اگر مباح جاننے والے استدعار کے اس حدیث میں صدق دل سے تامل کریں تو دعار حاجت اپنی بجناب حق تعالےٰ قبر کے قریب اگرچہ قبر پیغمبر کی ہووے جائز نہیں ہے، اور ممنوع ہے چہ جائیکہ نزدیک دوسری قبروں کے بہ نیت استدعار ان سے یا دعا بجناب الٰہی میں بوجہ وہم زیادہ قبولیت اس جگہ کے کی جاتی ہیں۔ پس اگرچہ اول امامان مذاہب اربعہ حنفیہ برخلاف ممانعت آنجناب کے استدعار یا دعار خدا سے قبر کے پاس جائز کہیں اور مقلد جناب زین العابدین رح کے ان کے قول کی تصدیق نہ کرے اور اس قول پر عمل نہ کرے اہل حق کے نزدیک قابل عتاب نہ ہوگا۔ اور جس وقت کہ ایک امام نے بھی ائمہ اربعہ میں سے اور امامانِ حدیث رحمۃ اللہ علیہم نے فتوی اس استدعا

اور دعا رکے لئے نہ دیا ہے اور مباح ہونا اس کا ثابت نہ کیا ہے کس طرح اس چاہ ضلالت گمراہی میں ہم پڑیں الخ
پس الحمدللہ کہ مؤلف کی چالاکیوں کا انکشاف ہو کر ثابت ہو گیا کہ اولیاء کی نذر و منت ماننا جو شرک ہے اس کے لئے ثواب پہنچانے کو حیلہ بنانا محض باطل اور جاہلوں کو گمراہ کر کے خود ضال و مضل بنتا ہے اسی طرح استعانت و دعا کرانا اہل قبور سے ہے کہ اس میں بھی گور پرستی کی علت واضح ہو گئی۔

شرک کن باتوں سے متحقق ہو جاتا ہے؟

قولہ ص۱۰۶۔۱۰۹ مولوی اسمٰعیل صاحب شرک کے معنی لکھتے ہیں۔ شرک کے معنی یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمہ نشان بندگی ٹھہرائے ہیں وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کی ثابت کرنی ان باتوں سے شرک ثابت ہو جاتا ہے (تقویۃ الایمان ص۸)

حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ کا سجدہ جو قرآن پاک میں مذکور ہے اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے لئے ان کے بھائیوں کے سجدہ کا قرآن پاک میں ذکر ہے۔ مولوی اسمٰعیل کے نزدیک مطلقاً سجدہ شرک ہے ان کے طور پر تمام ملائکہ مشرک برادران یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام مشرک اور خداوند عالم نے ملائکہ کو سجدہ کا حکم دیا معاذ اللہ اس نے بھی شرک کا حکم دیا موحد ہے تو اسمٰعیل کے نزدیک شیطان ہے۔ اللہ تعالےٰ اس شیطانی توحید سے پناہ میں رکھے۔ اب اسمٰعیل اور اسمٰعیلیوں سے دریافت کیجئے۔ کہ وہ کونسی دلیل ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ سجدہ تعظیمی کو اللہ تعالےٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور اپنے بندوں کے حق میں نشان بندگی ٹھہرایا۔ اور جب کوئی دلیل نہیں تو شرک کس طرح ہوا محض تمہارے کہہ دینے سے کوئی چیز شرک نہیں ہو سکتی۔ بلکہ بے دلیل تمہاری بات کا ماننا تقویۃ الایمان کے حکم سے خود شرک ہے،

مولوی اسمٰعیل نے شرک کی دوسری مثال یہ لکھی اور اس کے نام کا جانور کرنا اس پر بھی دلیل قائم کرنا تھی کہ اس کو اللہ تعالےٰ نے اپنے لئے خاص کیا اپنے بندوں پر نشان بندگی ٹھہرایا مگر کوئی دلیل نہیں ہے محض اپنی رائے اور اپنا حکم۔ اور مسئلہ بعونہ تعالیٰ ہم اپنی اسی کتاب کے ص۶۶،۶۷ میں بیان کر آئے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ غیر کے نام کا جانور کرنے سے اگر یہ مراد ہے کہ بجائے تکبیر کے وقت ذبح غیر خدا کا نام لیا جائے تو بے شک یہ ممنوع و حرام ہے مگر کوئی مسلمان ایسا نہیں کرتا یہ مسلمانوں پر افترا ہے، اور اگر یہ مراد ہے جانور کو وقت ذبح کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا اور یہ کہہ دینا کہ یہ گائے زید کی ہے۔ یا عقیقہ کی ہے یا فلانے کی دعوت کی ہے۔ یہ سب شرک ہے تو حکم غلط اور باطل خلاف شرع اور گائے یا جانور جائز حلال طیب۔ اور اسی طرح مولوی اسمٰعیل کے نزدیک تمام دنیا مشرک ہی مشرک ہو گئی انتہٰی ملخصاً بلفظہٖ

اقول۔ اولاً وجہ اختصاص عبادات کا حق تعالےٰ کے لئے اور دوسروں کے لئے ان کا شرک ہونا بدیہی امر ہے جس میں کسی اہل اسلام کو جائے مقال نہیں ہو سکتی پس بے شک جو چیزیں حق تعالےٰ نے اپنے لئے تقرب اور عبادات کی خاص فرمائیں ہیں ان کا کسی دوسرے کے لئے کرنا کفر و شرک ہے۔ جس طرح خصوصاً سجدہ اور ذبح وغیرہ امور باری تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے مختص ہیں۔ مگر مولوی نعیم الدین توحید باری تعالیٰ کی ضد اور بت پرستوں گور پرستوں کی حمایت ہیں لوازم عبودیت حق تعالےٰ کے لئے خاص نہیں مانتے کیونکہ جو ان کو قبروں کے چڑھاوے ذبیحہ حلوان گھر بیٹھے چلے آتے ہیں۔ اگر ان کو شرک کہہ دیں تو حرام کے تر لقموں کا مزہ پھر کہاں نصیب ہو گا۔ حالانکہ سارا قرآن خصوصیت عبادت باری تعالےٰ اور رد شرک سے لبریز ہے چنانچہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے قرآن پاک کی سورہ نساء میں

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْئًا

یعنی "عبادت کرو اللہ کی اور نہ شریک ٹھہراؤ اس کا کسی کو"

اور فرمایا اللہ تعالےٰ نے پارہ اول سورہ بقر میں

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ (الی) فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا

یعنی "اے لوگو عبادت کرو اپنے رب پیدا کرنے والے کی پس مت ٹھہراؤ اللہ کے لئے شریک"

تفسیر مظہری مصنفہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح میں مرقوم ہے۔

قال ابن عباس رضی اللہ عنہما ما ورد فی القرآن من العبادة فمعناه التوحید ای مثلا لا تعبدوا تھم کعبادة اللہ اواضدادا واللہ برئ من المثل والضد والجملة متعلق باعبدوا۔

یعنی "فرمایا ابن عباسؓ نے قرآن میں عبادت کے متعلق جو وارد ہوا ہے تو معنی اس کے توحید کے ہیں جس طرح عبادت کرتے ہیں وہ لوگ مانند اللہ کی عبادت کے مقابل میں اللہ کے اور اللہ بری ہے مثل اور ضد سے اور یہ جملہ متعلق اعبدوا کے ہے"

پھر دیکھئے فقہ اکبر میں امام ابوحنیفہ رح فرماتے ہیں۔

انہ لا شریک لہ باسمائہ وصفاتہ الذاتیة والفعلیة اما الذاتیة فالحیوة والقدرة والعلم والکلام والسمع والبصر والارادة واما الفعلیة

یعنی "حق تعالےٰ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اس کے ناموں اور صفات ذاتیہ اور فعلیہ میں لیکن صفت ذاتی پس حیات لایزال اور ہر چیز پر قدرت اور ہر چیز کا جاننا اور کلام کرنا اور ہر چیز کا سننا اور ہر چیز کا دیکھنا اور

فالتخليق والترزيق والانشاء الابداع والصنع وغير ذلك من صفات الفعل ۰

"ارادہ کرنا اور لیکن صفات فعلیہ پس پیدا کرنا مخلوق کا اور روزی دینا اور پیدا کرنا اور ایجاد کرنا اور از سر نو پیدا کرنا وغیرہ"

اور کبیری شرح منیتہ المصلی صـ۲۵۶ میں مرقوم ہے (اسلمہ مؤلف ذکلمتہ العلیا صـ۱۱۴)

من اسماء الله تعالى وصفاته التي لايشارك فيها كالرحمن والخالق والرازق وعالم الغيب والشهادة وعالم الخفيات والقادر على كل شئ والرحيم لعباده ۰

"اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفتوں میں کسی کو شرکت نہیں ہے، جیسے رحمٰن اور خالق اور رازق اور عالم الغیب ہر کھلی چھپی چیزوں کا جاننے والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا"

اور مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ (جن کو مولوی نعیم الدین مستند جانتے ہیں) مدارج النبوت جلد ۱ صـ۸۰ میں فرماتے ہیں۔

وتوحید ورغبت ومناجات وتذلل واستعانت واستغاثہ وایں معانی ہمہ خاصہ عبادت و زبدہ آنست۔

یعنی "توحید اور رغبت و مناجات اور عاجزی اور ذلت کا اظہار اور مدد اور التجا کا چاہنا یہ تمام امور خاصہ عبادت اور اس کا اصل اصول ہیں"

اور مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رح اپنی تفسیر الفوز الکبیر صـ۳ میں فرماتے ہیں۔

شرک آنست کہ غیر خدا را صفات مختصہ خدا اثبات نماید مثل تصرف در عالم (وغیرہم) و بملاحظہ ایں امور سجدہ بسوئے ایشاں و ذبح برائے ایشاں (وغیرہم) تجویز نمودند۔

یعنی "شرک یہ ہے کہ غیر خدا کے لئے صفات مخصوصہ خدائے تعالیٰ کی اثبات کریں مثلاً عالم میں تصرف وغیرہم اور بوجہ اس کے ان کے لئے سجدہ اور ذبح تجویز کریں"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ صـ۲۹ میں فرماتے ہیں۔

وجہ اختصاص عبادت بآں ذات پاک آنست کہ حقیقت عبادت نہایت تذلل است برائے نہایت تعظیم غیر خود، وآں ذات نیست مگر ذات او تعالیٰ (ایضاً صـ۲۸) عبادت یعنی غایت تذلل برائے غایت تعظیم مطلقاً مخصوص دریں ملت بحضرت حق است۔

یعنی "وجہ خاص ہونے عبادت کی حق تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے یہ ہے کہ حقیقت عبادت کی نہایت ذلیل ہونا ہے واسطے نہایت تعظیم غیر کے اور وہ ذات نہیں ہے مگر محض ذات اللہ کی۔ عبادت یعنی غایت اظہار ذلت کا واسطے نہایت تعظیم کے مطلقاً مخصوص اس ملت میں خدا تعالیٰ ہی کے لئے ہے"

غیر اللہ کے لئے سجدہ

پس اس تمام وضاحت کے بعد خصوصاً سجدہ اور ذبح وغیرہم کا حق تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ مخصوص ہونا جو بندہ کے ذمہ اوصاف بندگی ٹھہرائے گئے ہیں۔ اس کے متعلق صرف چند آیات قرآن پاک کی قطعیۃ الدلالہ ملاحظہ ہوں حق تعالیٰ سورہ حٰم سجدہ میں ارشاد فرماتے ہیں

لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ

یعنی "نہ سجدہ کرو سورج اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا۔ اگر تم اسی کو پوجتے ہو۔"

اور سورہ حج میں فرمایا

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ یَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ وَكَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِیْرٌ حَقَّ عَلَیْهِ الْعَذَابُ

یعنی "تو نے نہ دیکھا کہ اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی آسمان اور زمین میں ہے اور سورج اور چاند اور تارے اور پہاڑ اور درخت اور جانور اور بہت آدمی اور بہت ہیں کہ ٹھہر چکا ان پر عذاب"

اور سورہ رعد میں فرمایا

وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

یعنی "اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔ جو کوئی آسمان و زمین میں ہے"

اور سورہ نحل میں فرمایا

وَلِلّٰهِ یَسْجُدُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ

یعنی "اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے۔ جو کوئی آسمان و زمین میں ہے"

علیٰ ہذا بکثرت احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں مگر صرف مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ حدیث بحوالہ تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۷ ہی پر بس ہے جس کے الفاظ مع انہیں کے ترجمہ کے حسب ذیل ہیں۔

وعن صہیب ان معاذا لما قدم من الیمن سجد للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معاذ ما ھذا قال ان الیھود تسجد لعظمائھا وعلمائھا و رأیت النصاری تسجد لقسیسھا وبطارقتھا قلت ما ھذا قالوا تحیۃ الانبیاء فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام

"صہیب سے مروی ہے کہ جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن سے آئے انہوں نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سجدہ کیا حضور نے فرمایا اے معاذ یہ کیا! عرض کیا کہ یہود اپنے عالموں اور بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں اور میں نے دیکھا کہ نصاریٰ اپنے عالموں اور بزرگوں کو سجدہ کرتے ہیں میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت ہے آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ انہوں

كن نوا على انبيا ئهم ۔ نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا ،،

یعنی سجدہ انبیاء علیہم السلام کی تحیت معہودہ مستمرہ نہیں ہے یہود و نصاریٰ جھوٹے ہیں۔ پس اس حدیث سے بداہۃً ثابت ہوا کہ سجدہ کو تحیت انبیاء علیہم السلام کہنا نصاریٰ کا کذب و بہتان تھا پھر مولوی نعیم الدین کا ترجمہ کے ساتھ یہ شاخ لایعنی لگانا کہ تحیت معہودہ مستمرہ نہیں ہے محض غلط ہے۔ کیونکہ مطلقاً تحیت کی نسبت نصاریٰ کا جھوٹا ہونا حدیث مرفوع میں مصرح ہے جس کے مقابلہ میں ہرگز کسی کا قول مقدم و مساوی نہیں ہو سکتا حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح البلاغ المبین ص۵ میں فرماتے ہیں

ونیز از عادات یہود و نصاریٰ نوشتہ کہ سجدہ ہم برائے بزرگان خود میکردند پس حق تعالےٰ افعال ایشاں را باشرک نامید۔

"یہود و نصاریٰ کی عادات میں لکھا ہے کہ سجدہ بھی اپنے بزرگوں کے لئے کرتے ہیں پس حق تعالےٰ نے ان کے افعال کو شرک کے ساتھ موسوم فرمایا ،،

نیز شاہ صاحب موصوف حجۃ اللہ البالغہ مطبوعہ مصر ص۴۸ میں فرماتے ہیں

انھم کانوا یسجدون للاصنام والنجوم فجاء النہی عن السجدۃ لغیر اللہ

یعنی "کفار بتوں اور ستاروں کو سجدہ کرتے تھے تو حق تعالیٰ نے ان کو مطلق سجدہ لغیر اللہ سے منع فرمایا ،،

اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ ص۲۹۴ میں فرماتے ہیں

درایام عاشورہ را قبور ائمہ را تصویر کنند و بسوئے آنہا سجدہ کنند و در برو ئے آنہا دست بستہ مانند موافق عمل نصاریٰ است کہ در کلیسا صورت حضرت عیسیٰ و حضرت مریم میسازند و تعظیم مینمایند و سجدہ میکنند۔

یعنی "عاشورہ کے دنوں میں اماموں کی قبروں کی تصویریں بنانا اور ان کی طرف سجدہ کرنے اور ان کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا موافق عمل نصاریٰ کے ہے، کہ گرجا میں حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم علیہما السلام کی صورت بناتے اور تعظیم اور سجدہ کرتے ہیں ،،

اسی لئے شاہ صاحب موصوف نے تفسیر فتح العزیز ص۶۱۶ میں سجدہ لغیر اللہ کو علامت کفر میں سے فرمایا ہے چنانچہ قریب ہی بتفصیل تمام گزر چکا ہے، نیز شاہ صاحب ص۲۸۴ میں فرماتے ہیں

تعظیمے کہ شایان حضرت رب العزت است مثل عموم علم و قدرت و غیب دانی و مشکلکشائی یا ذبح لغیر اللہ یا سجدہ لغیر اللہ وغیر ذلک واقع شود بلا شبہ آں بحد کفر است و صاحب آں مرتد میشود۔

یعنی "وہ ایسی تعظیم کہ لائق شان حضرت رب العزت کے لئے ہے مثلاً ثابت کرنا عموم علم اور قدرت کا اور غیب دانی اور مشکل کشائی یا ذبح لغیر اللہ یا سجدہ لغیر اللہ وغیرہ امور پائے جاویں بلا شبہ وہ کفر ہے اور صاحب اس کا مرتد ہوتا ہے ،،

اور کبیری شرح منیۃ المصلی ص۲۶۲ میں مرقوم ہے

لو سجد لغیر اللہ یکفر بخلاف القیام — یعنی "اگر غیر اللہ کو سجدہ کرے تو کافر ہو جاویگا بخلاف قیام کے"

پھر رد المحتار شرح در مختار میں فتاوی ظہریہ سے مطلقاً سجدہ لغیر اللہ کا کفر ہونا قریب ہی مرقوم ہو چکا ہے اور مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ج ا ص۲۲۸ میں فرماتے ہیں۔

آنچہ شارع آن را از امارت کفر ساختہ مثل زنار و سجدہ صنم اگر امارت بودن بدلیل قطعی از شارع ثابت شدہ از ارتکاب آن بیقین وجود پذیرفت باید کہ کافر باشد از جہتہ حکم شرع بداں و در کلام بعضے مصنفین واقع شدہ است کہ کافر است بحکم ظاہر و بعضے آنرا کافر شرعی گویند و بعضے کافر حکمی نخاسند و این سخن محصلے ندارد زیرا کہ چو شارع حکم بکفر او کرد ایمان او معتبر نبود کافر باشد حقیقتہً" اھ

یعنی "جن باتوں کو شارع نے علامت کفر میں شمار فرمایا ہے مثلاً زنار اور بت کو سجدہ اگر علامت ہونا دلیل قطعی شارع سے ثابت ہوا ہے تو اس کا مرتکب کافر ہوگا بحکم شرع کے اور بعضوں نے کہا کافر ہے بحکم ظاہر کے اور بعضے اس کو کافر شرعی کہتے ہیں اور بعضے کافر حکمی اور اس بات سے کچھ حاصل نہیں ہے کیونکہ جب شارع نے اس کے کفر کا حکم دیا ایمان اس کا معتبر نہ ہوگا۔ اور حقیقتہً کافر ہوگا"

اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۹۵ میں بھی یہی لکھا ہے کہ

اگر کسی فعل کو کوئی مسلمان کرے اور وہ فعل شارع نے کفار کے ساتھ مختص اور اس کو کفر اور شرک کی علامت قرار دیا ہو جیسے زنار یعنی جنیو پہنا اور بت کو سجدہ کرنا تو مسلمان بالاختیار ایسے فعل کرنے سے اسلام سے خارج ہوتا ہے۔ اگرچہ احکام شرع مانے اور ان پر عمل بھی کرے چنانچہ شرح عقائد نسفی میں موجود ہے" خوب ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

پس باوجود نصوص صریحہ قطعیہ سے سجدہ لغیر اللہ کے مطلقاً کفر و شرک ثابت ہونے کے مولوی صاحب نے خود اپنے قول کے مخالف بحمایت کفر و شرک گور پرستوں، تعزیہ پرستوں کے محض لالچ دنیا سے توحید حق تعالی کو چھوڑ کر دین جدید نکالا اور تنکہ کا سہارا پکڑا کہ سجدہ آدم اور یوسف علیہما السلام کے لئے قرآن پاک میں ذکر ہے معاذ اللہ جس کی توجیہ تفسیر فتح العزیز سے قریب ہی مرقوم ہو چکی اور خود مولوی نعیم الدین نے ص۱۰۱ کے حاشیہ میں تفسیر فتح العزیز سے سنداً نقل کیا۔ کہ وہ تکریم و تحیتہ کے طور پر مانند سلام اور جھکنے کے تھا۔ پس حقیقتہً سجدہ شرعی نہ ہوا بحکم حق تعالے اسی کی ذات پاک کے لئے ہوا۔ اور جبکہ خود مؤلف دروغ گورا حافظہ نباشد سجدہ لغیر اللہ کو علامت کفر و شرک قرار دے کر مسلمان کو باوجود احکام شرع ماننے اور اس پر عمل کرنے کے بھی بوجہ سجدہ لغیر اللہ کے اسلام سے خارج کر چکے تو اب

اس داخل خارج سے کفر خود ان پر لوٹ پھرا یا نہیں۔ اور قرآن و احادیث اور ائمہ دین جنہوں نے سجدۂ لغیر اللہ کو کفر و شرک بتایا ان کی تکذیب کرنے والا مَنْ ھُوَ کَاذِبٌ کفار میں داخل ہوا یا نہیں۔ العیاذ باللہ تعالےٰ۔ پھر مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ وہ کونسی دلیل ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ سجدہ تعظیمی کو اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے حق میں نشان بندگی ٹھہرایا۔ پس اس بے علمی اور جہل و عناد سے آفتاب پر خاک ڈالنا ہے۔ نعیم اور نعیمیوں کو چشم بینا ہو تو دیکھیں حق تعالیٰ قرآن پاک سورہ فتح میں اپنے ساجدین صالحین بندوں کے اوصاف میں فرماتے ہیں،

سِیْمَاھُمْ فِیْ وُجُوْھِھِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۔ یعنی "ان کے چہروں پر نشان ہے سجدہ کی علامت سے"

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے کمالات کی نسبت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۹۵ میں ناقل ہیں، کہ جناب مرزا صاحب ان کے پیر و مرشد و ممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب ۷۵ میں انہیں فضیلت و ولایت مآب مروج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات و مصدر انوار فیض و برکات لکھا اور منقول ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب اونہیں بیہقی وقت کہتے، تفسیر مظہری ج ا ص۱۴۱ میں فرماتے ہیں۔

اسجدوا لآدم۔ والسجود فی الاصل التذلل وفی الشرع وضع الجبهة علی الارض علی قصد العبادة والمامور به اما المعنی الشرعی فالسجود لم یکون بالحقیقة ھو اللہ تعالیٰ وجعل آدم قبلة ۔

یعنی "اور سجدہ اصل میں اظہار ذلت کو کہتے ہیں اور شرع میں پیشانی زمین پر رکھنے کو بغرض عبادت حکم برداری کے لئے۔ لیکن شرعی معنی سجدہ کے حقیقت میں آدم کو قبلہ قرار دے کر اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں"

نیز تفسیر مظہری میں ہے۔

قال البغوی ولم یکن فیه وضع الوجه علی الارض انما کان انحناء فلما جاء الاسلام ابطل ذلك بالسلام ۔

یعنی "فرمایا امام محی السنہ بغوی نے اور نہیں تھا اس میں پیشانی کا رکھنا زمین پر سوائے اس کے نہیں، کہ جھکنا تھا۔ پس جب اسلام آیا باطل کردیا گیا یہ جھکنا بدلے سلام کے"

اور تفسیر جلالین میں ہے۔

تحیته بالانحناء ۔ یعنی "سلام بطور جھکنے کے ہے"

اسی طرح دیگر تفاسیر میں مرقوم ہے۔ چنانچہ تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے۔

اسجدوا لآدم ای خروا له والسجود فی الاصل تذلل وفی الشرع وضع الجبهة علی قصد العبادة والمامور به اما المعنی الشرعی فالمسجود له فی الحقیقة هو الله تعالی وجعل آدم قبلة لسجودهم ثم نسخ بقوله علیه السلام لسلمان حین اراد ان یسجد له لا ینبغی للمخلوق ان یسجد لاحد الا الله تعالی فمن سجد له فقد سجد لله کما قال تعالی فی حق حبیبه علیه السلام ان الذین یبایعونك انما یبایعون الله اھ

یعنی وہ سجدہ اصل میں تذلل بمعنی جھکنا اور شرع میں پیشانی زمین پر رکھنا بغرض عبادت حکم کئے گئے ہے سجدہ آدم میں حقیقۃً اللہ کے لئے آدم کو قبلہ قرار دے کر تھا۔ پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے بموجب منسوخ کر دیا گیا۔ جب سلمان رضی اللہ عنہ نے آپ کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو فرمایا مخلوق کو لائق نہیں ہے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو سجدہ کرے۔ پس آدم کے سجدہ میں اللہ ہی کو سجدہ تھا جس طرح حق تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا، جو لوگ تم سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں،،

اور مزید تفصیل مولانا شاہ عبدالعزیز رح صاحب کے تحفہ اثنا عشریہ ص۲۴۷ میں مرقوم ہے (جس کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۹۸ میں مستند جانتے ہیں)

ہفتم تجویز سجود برائے سلاطین ظلمہ کہ آخون باقر مجلسی و دیگر علمائے ایشاں نمودہ اند صریح مخالف قواعد کلیات شریعت است قولہ تعالیٰ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون[۱] وقولہ تعالیٰ الا یسجدوا للہ الذی یخرج الخبأ فی السموات والارض ویعلم ما تخفون وما تعلنون[۲] ۔ و دیگر آیات بسیار دلالت بر انحصار سجدہ میکنند در حق خالق توانا کہ دانائے پنہاں و آشکارا است خصوصاً در شریعت مصطفوی و تمسک

یعنی وہ تجویز سجدہ کی سلاطین ظالموں کے لئے کہ آخون باقر مجلسی وغیرہ علماء ان کے کرتے ہیں صریح مخالف قواعد کلیات شریعت کے ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سجدہ نہ کرو سورج کو نہ چاند کو اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم اس کو پوجتے ہو۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے کس لئے سجدہ نہیں کرتے ہو اللہ کو جو ظاہر کرنے والا ہے مخفیات آسمان اور زمین کی اور جانتا ہے جو کچھ پوشیدہ کرتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں اور دیگر بکثرت آیات دلالت انحصار سجدہ کے اوپر کرتی ہیں حق تعالیٰ جاننے والے کے حق میں جو جاننے والا پوشیدہ اور ظاہر کا ہے خصوصاً شریعت مصطفوی میں اور دلیل پکڑنا سجدۂ ملائکہ سے آدم کے لئے اس مقام میں نہایت بے جا ہے کہ احکام آدمی کا احکام ملائکہ پر

[۱] سورہ حم سجدہ [۲] سورہ نمل

بسجدہ ملائکہ برائے آدم و در یں مقام نہایت بیجا است کہ احکام آدمی را بر احکام ملائکہ قیاس نتواں کرد و ہمچنیں تمسک بسجود اخوۃ یوسف برائے یوسف علیہ السلام کہ اول سجود مصطلح نبود دوم تمسک بشرائع من قبلنا وقتے درست می شود کہ در شریعت ما نسخ نیامدہ باشد و ایں حکم بلا شبہ در شریعت ما منسوخ است و الا احق و اولے بایں تعظیم حضرت امیر رضی و سبطین و دیگر ائمہ میشدند اھ

قیاس ہرگز نہ کریں اور ایسے ہی دلیل پکڑنا سجدۂ برادران یوسف سے یوسف علیہ السلام کے لئے کہ اول تو سجدے اصطلاحی نہ تھے دوم دلیل پکڑنا پہلی شریعتوں سے اس وقت درست ہوتا ہے کہ ہماری شریعت میں اس کا منسوخ ہونا نہ آیا ہو اور یہ حکم بلا شبہ ہماری شریعت میں منسوخ ہے ورنہ احق اور اولی اس تعظیم سجدہ کے لئے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیر رضی اللہ عنہ اور دونوں نواسہ اور دیگر ائمہ ہوتے،،

علاوہ ازیں خود مولوی نعیم الدین کے اعلی حضرت بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب الزبدۃ الزکیۃ (حسنی پریس محلہ سوداگران بریلی) میں مولوی صاحب کی ساری تعلی خاک میں ملاتے ہیں چنانچہ ص۹۸ میں ہے

"بیشک سجدہ افعال عبادت سے ہے سجدہ عبادت و سجدہ تحیت میں سوائے نیت کوئی فرق نہیں سجدہ تو سجدہ زمین بوسی کی نسبت درمختار[1] سے گذرا کہ یشبہ عبادۃ الوثن بت پرستی کے مشابہ ہے،، ایضاً ص۵۲ "ابن جریر و ابن المنذر و ابو الشیخ عبد الملک بن عبد العزیز بن جریج سے تفسیر قولہ تعالیٰ وَخَرُّوْا لَہٗ سُجَّدًا میں راوی۔ یعنی ہمیں حدیث پہنچی کہ یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو ان کے ماں باپ بھائیوں کا سجدہ سر سے اشارہ کرنا تھا۔ جیسے اہل عجم کے یہاں یہ ان کی تحیت تھی جس طرح اب بھی کچھ لوگ کرتے ہیں۔ کہ سلام میں سر جھکاتے ہیں۔ امام بغوی نے معالم التنزیل اور امام خازن نے لباب میں اسی کو اختیار فرمایا سجدۂ ملائکہ میں فرماتے ہیں یعنی وہ زمین پر منہ رکھنا نہ تھا صرف جھکنا تھا جب اسلام آیا اسے بھی سلام مقرر کرکے باطل فرما دیا۔ سجدہ یوسف میں فرماتے ہیں۔ یعنی سجدہ سے زمین پر پیشانی رکھنا مراد نہیں نہ صرف جھکنا اور تواضع کرنا تھا۔ دونوں امام جلیل جلال الدین نے تفسیر جلالین لال محلی میں اسی پر اقتصار فرمایا۔ تو ان چاروں اکابر کے نزدیک راجح یہی قول دوم ہے کہ محض جھکنا تھا نہ سجدہ معروف گردہ" ایضاً ص۱۵ "وجہ دوم اگر یہ سجدہ مشہورہ تھا تو ائمہ کو اس میں اختلاف ہے کہ سجدہ آدم و یوسف گویا سجدۂ اللہ عزوجل کو اور آدم و یوسف قبلہ۔ ابن عساکر ابو ابراہیم مزنی سے راوی یعنی ان سے سجدۂ ملائکہ کے

[1] درمختار ص۶۹۹ (بندہ عزیز غفی عنہ)

بارہ میں استفسار ہوا فرمایا اللہ عزوجل نے آدم علیہ السلام کو کعبہ کی طرح کر دیا تھا معالم وخازن وغیرہما میں ہے یعنی بعض نے کہا معنی آیت یہ ہیں کہ آدم کی طرف سجدہ کرو تو آدم قبلہ تھے اور سجدہ اللہ تعالےٰ کو جیسے کعبہ نماز کا قبلہ ہے اور نماز اللہ کے لئے۔ نیز سورہ یوسف میں ہے یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے لئے یوسف کے سامنے سجدہ میں گرے۔ اور اول زیادہ صحیح ہے۔ امام رازی نے تفسیر کبیر میں اس قول دوم کی تحسین کی۔ اور ظاہر ہے کہ اس تقدیر پر محل نزاع سے خارج ہے نزاع اس میں ہے کہ غیر خدا کو سجدہ تعظیمی کیا جاوے،، ایضاً ص۹ ہم ثابت کر چکے کہ اس سجدہ کا جواز نص کا حکم نہیں ہوگا۔ تو قیاس سے ہوا اور قیاس مجتہدین پر ختم ہو گیا،، ایضاً ص۸ دو مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے ہے۔ آدم و یوسف علیہما الصلاۃ والسلام دونوں نبی تھے تو غیر انبیاء مشائخ و مزارات کو ان پر قیاس کر کے ان کے لئے سجدہ تعظیمی بتانا ظلم شدید ہے۔ اور انبیاء کا حق تلف کرنا،، دو یہ سب اسے شریعت سابقہ مان کر ہے ہم بیان کر چکے کہ سرے سے سب کا ثبوت نہیں اب نہ حکم ثابت نہ نسخ کی حاجت،،

پس الحمد للہ کہ مؤلف الطیب البیان کا مغالطہ صاف ہو گیا۔ اور سجدہ کا غایت درجہ کی تعظیم ہونا جو نہایت درجہ ذلیل ہونے کے لئے ہوتا ہے غایت درجہ کی تعظیم اسی ذات پاک حق تعالیٰ کے لئے مخصوص ہے ایسی تعظیم اور ایسی ذلت کا اظہار ہرگز کسی اور کے لئے ہو نہیں سکتا اسی ذات وحدہ لاشریک لہ نے اپنے بندوں کے حق میں نشان بندگی سجدہ کے ٹھہرائے ہیں۔ اب اگر کوئی نادان عنید، عقل کا دشمن کسی اور کے لئے سجدہ بجا لاوے۔ اسی کو شرک کہتے ہیں۔

غیر اللہ کے نام کا ذبیحہ وغیرہ کے مسائل

علیٰ ہذا ذبح جانور بھی محض اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے لئے خاص ہے اسی کے تقرب اسی کی نیت اسی کے نام پر ذبح ہو سکتا ہے۔ اگر کسی اور کا تقرب کسی اور کی نیت و شہرت، کسی اور کے نام پر بجائے اللہ تعالےٰ کے ذبح کیا جاوے گا تو بلا شبہ شرک ہوگا۔ کیونکہ جانور منجملہ شعائر اللہ کے ہے۔ جو بندہ کے ذمہ نشان اور علامت بندگی ٹھہرا دیا گیا ہے۔ خواہ وہ جانور نذر اللہ اور قربانی کا ہو یا عقیقہ کا خواہ اپنے کھلانے اور ضیافت وغیرہ کے لئے ہو کہ یہ سب انواع تقرباً الی اللہ ہی میں داخل ہیں کسی جانور کی جان بغیر تقرب الی اللہ کے ہرگز شرعاً و عقلاً ذبح نہیں کی جانی چاہیئے برخلاف اس کے کسی کی نیاز و منت کے تقرب پر جانور ذبح کیا جانا شرک محض ہے۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ اس کی مفصل و مدلل تحقیق اگرچہ گذشتہ اوراق میں ہم کر چکے ہیں۔ تاہم مزید توضیح اس کی بھی یہاں کر دی جاتی ہے۔ حق تعالےٰ قرآن پاک سورہ حج میں فرماتے ہیں۔

وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰى ،، اور پڑھیں اللہ کا نام کئی دن جو معلوم ہیں ذبح پر

مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (۲۲-۲۸) وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ (۲۲-۲۹) وَلِكُلِّ اُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسَكًا لِيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلٰى مَا رَزَقَهُمْ مِنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ (۲۲-۳۴) وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا (۲۲-۳۶)

چوپایوں مویشی کے جو اس نے دیئے ہیں ان کو،، "اور پوری کریں اپنی منتیں،، "اور ہر امت کے لئے ہم نے ٹھہرا دی ہے قربانی کہ یاد کریں اللہ کا نام چوپایوں کے ذبح پر جو ان کو دیئے،، "اور کعبہ کے چڑھانے کے اونٹ ٹھیرائے ہیں ہم نے تمہارے لئے نشانی اللہ کے نام کی تمہارا اس میں بھلا ہے سو پڑھو ان پر نام اللہ کا،،"

مولانا شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رح مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان کے چچا میاں اور استاذ شفیق جن کو مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ فیضان رحمت میں فہرست اسناد میں مستند جانتے ہیں۔ آپ فوائد تفسیر موضح القرآن میں فرماتے ہیں۔

"اصل منت اللہ کی ہے اور کسی کی نہیں،، ف "یعنی مویشی ذبح کرنے اور نیاز اللہ کی ہر دین میں عبادت رکھا ہے سوا اللہ کی نیاز ذبح کرنا اس کی عبادت ہوگئی تو شرک ہوا،،"

علی ہذا شاہ عبد القادر صاحب موصوف اپنی تفسیر موضح القرآن سورہ مائدہ آیت وما اھل بہ لغیر اللہ کے فائدہ میں فرماتے ہیں "ف اس سے معلوم ہوا کہ غیر خدا کے نام پر جانور ذبح ہوا یا غیر خدا کی تعظیم پر وہ مسمردار ہے،، اسی طرح دیگر تفاسیر میں مرقوم ہے چنانچہ تفسیر رحمانی مصری سورہ انعام صفحہ ۲۳ میں مرقوم ہے

قوله اهل اى صوت فيه باسم لغير الله به اى بسبب ذبحه له فانه وان قرن اسم الله لا يؤثر معه فى التطهير۔

یعنی "آواز بلند کرنا غیر اللہ کے نام پر بسبب ذبح کرنے کے اس کے لئے اور ایسی صورت میں ذبح کرنے والے کا وقت ذبح کے اللہ کا نام لینا کچھ اثر نہ کرے گا اس کے پاک ہونے کے لئے،،

اور تفسیر روح البیان سورہ بقرہ میں مرقوم ہے

واصل الاهلال رفع الصوت قال العلماء لو ذبح مسلم ذبيحة وقصد بها التقرب الى غير الله صار مرتدا وذبيحته ميتة۔

یعنی اصل لفظ اہلال آواز بلند کرنے کے لئے ہے کہا علماء نے اگر مسلمان ذبح کرے ذبیحہ کو اور قصد اس کا ذبیحہ سے تقرب لغیر اللہ کا ہو تو ہو جاوے گا مرتد اسلام سے خارج اور ذبیحہ بھی مردار حرام ہو جاوے گا،،

اور یہی تفسیر کبیر میں مرقوم ہے قال العلماء لو ان مسلما ذبح ذبيحة وقصد بذبحها التقرب الى غير الله صار مرتدا وذبيحته ميتة اور تفسیر جامع البیان سورہ مائدہ صفحہ ۷۵ میں مرقوم ہے

فحرم الله اكل هذا اللحم وان ذكر عليها اسم الله لما فيه من الشرك +

یعنی "حرام فرمایا اللہ تعالے نے کھانا اس گوشت کا اور اگرچہ اس پر اللہ تعالیٰ کا نام لیا گیا، کیونکہ اس میں شرک ہے،،

اور پوری تفصیل اس کی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص ۶۹۱ میں فرماتے ہیں

کنه این مسئله آنست که جان را برائے غیر جان آفرین نیاز کردن درست نیست ، "وجان جانور مملوک آدمی نیست تا او را بکسے تواند بخشید،، "وچون جان جانور اصلاً قابل انتفاع آدمی نیست در زندگی پس از مردگی نیز قابل انتفاع او نباشد آرے اضحیه از طرف مرده کردن در حدیث صحیح آمده است لیکن معنیش همیں است که دادن جان برائے خدا ثوابے که دارد بآن مرده بخشیده شود نه آنکه ذبح برائے مرده کرده آید و بعضے جهال مسلمین دریں مقام کج فهمی می کنند ومی گویند که گوشت را پخته بنام مرده ها دادن بلاشبه جائز است و ما نیز از ذبح کردن جانور بنام آن مرده همیں قدر قصد می نمائیم برائے فهمانیدن ایشاں یک نکته کافی است که بایشاں باید گفت که هرگاه شما ذبح کردن جانور بنام غیر خدا نذر می کنید اگر عوض آں جانور گوشت بهماں مقدار خرید و پخته بفقرا بخورانید در ذهن شما آن نذر ادا می شود یا نه اگر میشود راست میگوئید که مقصود شما از ذبح غیر از گوشت خورانیدن برائے ثواب آں مرده نبود و الا تقرب بذبح نذر ادا کرده اید و شرک صریح لازم می آید و در لفظ ایں آیت که چهار جا از قرآن مجید وارد شده

یعنی "در حقیقت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جان واسطے غیر جان پیدا کرنے والوں کے نام کی نیاز کرنا درست نہیں ہے،، "جانور کی جان آدمی کی مملوک نہیں ہے تاکہ دوسرے کو بخشش دے،، "چونکہ جان جانور کی اصلاً قابل انتفاع آدمی کے لئے زندگی میں نہیں ہے تو بعد مرنے کے بھی قابل انتفاع کے اس کے لئے نہ ہوگی البتہ قربانی مردہ کی طرف سے حدیث صحیح میں آئی ہے۔ مگر اس کے معنی یہ ہیں کہ جان جانور کی خدا کے لئے دیں تاکہ ثواب اس کا مردہ کو پہنچایا جائے نہ کہ مردہ کے لئے ذبح کیا جاوے بعضے جاہل مسلمان اس مقام میں کج فہمی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ گوشت کو پکا کر مردوں کے نام دینا بلا شبہ جائز ہے اور ہم جانور کے ذبح کرنے میں مردے کی جانب سے اسی قدر ارادہ کرتے ہیں۔ جاہلوں کے سمجھانے کے لئے ایک نکتہ کافی ہے کہ ان سے کہنا چاہیئے کہ تم جو جانور کا ذبح کرنا بنام غیر خدا نذر کرتے ہو اگر عوض اس جانور کے گوشت اسی قدر خرید کے اور پکا کے فقراء کو کھلا دو تو تمہارے ذہن میں نذر ادا ہوگی یا نہیں اگر ادا ہو جاتی ہے تو تم سچے ہو کہ تمہارا مقصود ذبح کرنے سے فقیروں کو مردے کی طرف سے ثواب کے لئے کھلانا تھا ورنہ ذبح کرنے سے تقرب اس کا لیا گیا جس سے صریح شرک لازم آیا اور اس آیت کے لفظ

تامل باید کرد کہ ما اھل بہ لغیر اللہ فرمودہ اند نہ ما ذبح باسم غیر اللہ پس ذبح کردن بنام خدا ہمراہ شہرت دادن و آواز برآوردن بانگہ فلانے گاؤ و فلانے و بز فلانے میکند ہیچ فائدہ نمی کند و گوشت آن جانور حلال نے گردد و اہل را بر ذبح حمل کردن خلاف لغت و عرف است ہرگز اہلال در لغت عرب و عرف آن دیار و آن وقت بمعنی ذبح نیامدہ در ہیچ شعر و ہیچ عبارت بلکہ اہلال در لغت عرب بمعنی بلند کردن آواز و شہرت دادن است۔ ایضاً در تفسیر نیشاپوری میگوید اجمع العلماء لوان مسلماً ذبح ذبیحۃ وقصد بذبحہا التقرب الی غیر اللہ صار مرتداً و ذبیحہ مرتد انتہی و کافران در جاہلیت در وقت بر آمدن از خانہ و در راہ بنام بتان آواز می کردند و چوں بمکہ معظمہ میرسیدند طواف خانہ کعبہ می نمودند ایں طواف ایشاں بجانب خدا ہرگز از ایشاں مقبول نہ بود و لہذا حکم شد کہ فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا پس دریں جا نیز چوں آواز برآوردند و شہرت دارند کہ ایں جانور از فلانے است و بنام او است و برائے او می کنیم و در وقت ذبح کنایند نداصلاً موجب ترتب حلیت نگشت اھ

یں کہ چار جگہ قرآن مجید میں وارد ہوا ہے تامل کرنا چاہئے کہ ما اہل بہ لغیر اللہ فرمایا ہے نہ ما ذبح باسم غیر اللہ پس بنام خدا ذبح کرنا ہمراہ تشہیر اور آواز دینے کے کہ فلانی گائے فلانے کے لئے اور بکری فلانے کے لئے کرتے ہیں کچھ فائدہ نہیں دیتا اور گوشت اس جانور کا حلال نہیں ہوتا اور اہل کو ذبح پر حمل کرنا خلاف لغت اور عرف کے ہے ہرگز اہلال لغت عرب اور عرف اس ملک میں کسی شعر اور عبارت میں بمعنی ذبح کے نہیں آیا ہے۔ بلکہ اہلال لغت عرب میں بمعنی آواز اور شہرت دینے کے ہے۔ تفسیر نیشاپوری میں کہا ہے کہ تمام علماء نے اجماع کیا ہے۔ کہ اگر کوئی مسلمان کسی جانور کو ذبح کرے اور ارادہ ذبح سے تقرب الی غیر اللہ رکھے۔ تو وہ مرتد ہو گیا۔ اور اس کا ذبیحہ بھی مرتد کا ہو گیا انتہی اور کافر جاہلیت میں گھر سے نکلتے ہوئے راہ میں بتوں کا نام لے کر آواز کرتے تھے اور جب مکہ معظمہ میں پہنچے خانہ کعبہ کا طواف کرتے یہ طواف ان کا ہرگز قبول نہیں ہوتا تھا اسی واسطے حکم ہوا کہ بعد اس سال کے مسجد حرام کے نزدیک نہ آویں۔ پس اس جگہ جو آواز بلند کی اور شہرت دی کہ یہ جانور فلانے کا ہے اور اسی کے نام کا ہے اور اسی کے لئے ہم کرتے ہیں۔ اور وقت ذبح کے نام خدا تعالےٰ کا لیا۔ ہرگز وہ حلال نہیں ہوتا۔

اسی طرح درمختار صـ۶۸۳ اور فتاوی عالمگیری ج ۵ صـ۱۱۰ حنفی مذہب کی مستند کتابوں سے بھی اوپر گذر چکا ہے (جن کو مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فیضان رحمت اور اپنی اسی کتاب میں معتبر تسلیم کیا ہے) کہ ذبح کرنا جانور کا امیر رئیس وغیرہ بزرگوں کے آنے کے استقبال پر یا کسی کی ضیافت کی تعظیم کے لئے حرام ہے کیونکہ وہ

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے کے حکم میں داخل ہے اگرچہ اس پر ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جاوے،، ناظرین اس کی تفصیل وہاں ملاحظہ فرمالیں۔ پس اگر وقت ذبح محض تکبیر اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہی حلال ہونے کے لئے کافی ہوتا اور بزرگوں کی تعظیم کے لئے نسبت کرنے سے (جس طرح مولوی نعیم الدین نے بلا دلیل محض اپنے خیال سے تقویۃ الایمان کی ضد میں بحمایت گور پرستوں پیر پرستوں کے اس کے شرک ہونے کو غلط اور باطل خلاف شرع قرار دے کر ایسے جانور کو جائز حلال طیب کہہ کے لوگوں کو شرک اور حرام میں مبتلا کرنے کی کوشش کی ہے) اگر جائز حلال طیب ہوتا۔ تو درمختار اور فتاوی عالمگیری جیسی مستند کتب مسلمہ مذہب میں کیوں حرام اور نذر لغیر اللہ میں داخل کیا جاتا۔ پھر مولوی نعیم الدین کا اپنے قیاس فاسد کیا بلکہ باطل سے ذبح لغیر اللہ کے جواز پر وقت ذبح کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرنا کہ یہ گائے زید کی ہے یا عقیقہ کی ہے یا فلانے کی دعوت کی ہے۔ معاذ اللہ کس درجہ ناواقفی ہے حالانکہ عقیقہ خود تقرب الی اللہ وشکریہ جناب باری تعالیٰ میں کیا جاتا ہے جس کی دعا میں پڑھا جاتا ہے۔

اللهم تقبلها مني وفداء لابني من النار۔

یا اللہ قبول فرما مجھ سے اور اس کو میرے بیٹے کے لئے آگ دوزخ سے فدیہ بنا دے،،

چنانچہ شاہ عبد العزیز صاحب رحمہ تفسیر فتح العزیز ج ا صـ۶۲۹ میں فرماتے ہیں

در شرع چند چیز را برائے ادائے شکر چند نعمت مقرر فرمودہ اند شکر تولد ولد عقیقہ است وشکر ادائے حج قربانی عیدالاضحی است۔

یعنی،،شرع شریف میں چند چیزیں ادائے شکر چند نعمتوں کے لئے مقرر فرمائیں ہیں فرزند کے تولد کا شکریہ عقیقہ ہے۔ اور ادائے حج کا شکریہ قربانی عیدالاضحی ہے،،

دیکھئے اس قیاس فاسد مولوی نعیم الدین کو ائمہ فقہاء نے باطل فرما کر حل کر دیا چنانچہ درمختار صـ۶۸۳ میں اہل لغیر اللہ سے پیوستہ مرقوم ہے

ولو ذبح للضيف لا يحرم لانه سنة خليل واكرام الضيف اكرام لله تعالى والفارق انه ان قدمها ليأكل منها كان الذبح لله والمنفعة للضيف او للوليمة او للربح وان لم يقدمها ليأكل منها بل يدفعها لغيره كان لتعظيم غير

یعنی،، اگر ذبح کیا مہمان کے لئے تو حرام نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ سنت خلیل علیہ السلام اور عزت مہمان اللہ تعالیٰ کی عزت کے لئے ہے۔ اور فرق دونوں میں یہ ہے کہ اگر پیش کیا کھانے کے لئے اس کو تو ہوگا وہ ذبح اللہ کے لئے اور فائدہ کھانے کا مہمان کے لئے یا ولیمہ یا نفع تجارت کے لئے اور اگر نہیں پیش کیا کھانے کے لئے اسکو بلکہ اس کو غیر کی تعظیم کے لئے کیا تو حرام ہوگا

اللہ تعالیٰ فتحرماہ — واسطے تعظیم غیر اللہ تعالیٰ کے سبب ہے،،

اسی لئے فرمایا حق تعالیٰ نے قرآن پاک سورہ ذاریات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مہمانوں کے متعلق

فَرَاغَ إِلَىٰ أَهْلِهِ فَجَاءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ فَقَرَّبَهُ إِلَيْهِمْ قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ۔

یعنی وہ پھر دوڑا اپنے گھر کو تو لایا ایک بچھڑا گھی میں تلا ہوا پھر ان کے پاس رکھا کہا کیا تم کھاتے نہیں،،

اور صحیح بخاری پارہ ۲۵ صفحہ ۵۹ میں روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من کان یؤمن باللہ والیوم الاٰخر فلیکرم ضیفہ ۔

یعنی وہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ اور قیامت پر ایمان لایا ہے پس وہ عزت واکرام کرے مہمان کا،،

پس یہ نسبت شرعی جواز ذبح اللہ تعالیٰ کے لئے ہے نہ کسی دوسرے کے تقرب کے لئے جس طرح نذر و نیاز منت غیر اللہ قبور اولیا و غیرہم کے لئے اپنے نفع و ضرر کی توقع پر جاہل مانتے اور جانور چڑھاتے ہیں کہ یہ حرام اور شرک میں داخل ہے اسلام نے ایسی غیر اللہ کی نسبتوں کو قطع فرمادیا حتی کہ طلوع غروب کے وقت سجدہ کرنے سے اور قبر کی طرف نماز پڑھنے سے منع فرمایا زمانہ جاہلیت کے نشانات و ذبائح جن اور قبور وغیرہم پر ذبح کرنا ممنوع قرار دیا گیا۔ چنانچہ ابوداؤد جلد ۲ صفحہ ۳۵ وغیرہم احادیث صحاح میں روایت ہے۔

لا فرع ولا عتیرۃ ولا عقر — یعنی نہ فرع ہے نہ عتیرہ نہ عقر،،

جب اول بچہ جانور کا جو پیدا ہوتا اس کو بتوں کی طرف سے ذبح کرتے اس کو "فرع" کہتے رجب کے اول دن جو بتوں کی طرف سے ذبح کرتے اس کو "عتیرہ" اور "رجبیہ" کہتے۔ ابتداء اسلام میں بھی مسلمان اللہ کے لئے یہی کرتے جس کی ممانعت فرمائی گئی چنانچہ فتاویٰ ابراہیم شاہی فقہ حنفیہ میں مرقوم ہے۔

لا یجوز ذبح البقر والغنم عند القبور لقولہ علیہ السلام لا عقر فی الاسلام ای عند القبور ھکذا فی سنن ابی داؤد وکذا لا یجوز الذبح عند البناء الجدید وعند شراء الدار لان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نھی عن ذبائح الجن بناء علی انھم یکرمون مخافۃ انھم لو لم یذبحوا یؤذیھم الجن

یعنی وہ جائز نہیں ہے ذبح کرنا گائے اور بکری کا قبر کے پاس حسب فرمانے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ نہیں ہے اسلام میں عقر یعنی قبر کے نزدیک ذبح کرنا جس طرح سنن ابوداؤد میں ہے۔ اور اسی طرح نہیں جائز ہے جدید مکان کے بننے پر اور مکان کے خریدنے پر کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے ذبائح جن سے کہ یہ لوگ تعظیم کرتے ہیں اس خوف سے کہ اگر ہم ذبح نہ کریں گے تو جن ایذا پہونچادیں گے، پس باطل فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

فابطل النبی علیہ السلام وھی عنہ اھ — وسلم نے اس کو ادر ممانعت فرمادی،،

اسی طرح دیگر کتب فقہ میں وارد ہے چنانچہ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح اپنے مکتوبات جلد ثالث صـ۶۸ میں فرماتے ہیں۔

دحیوانات را نذر مشائخ میکنند و بر سر قبرہای ایشان رفتہ آں حیوانات را ذبح مینمایند روایات فقہ این عمل را داخل شرک ساختہ و درین باب مبالغہ نمودہ این ذبح را از جنس ذبائح جن انگاشتہ کہ ممنوع شرع است و داخل دائرۂ شرک اھ

یعنی دحیوانات کو نذر مشائخ کی کرتے ہیں اور قبروں پر ان کی جاکر ان حیوانات کو ذبح کرتے ہیں روایات فقہ نے اس عمل کو شرک میں داخل کیا ہے اور اس باب میں مبالغہ کرکے اس ذبح کو جنس ذبائح جن سے جانتا ہے کہ ممنوع شرع اور داخل دائرہ شرک ہے ،،

ناظرین اہل انصاف اصحاب فہم نے تقویۃ الایمان کی تائید اور صداقت میں آیات کلام ربانی، اور فوائد شاہ عبدالقادر صاحب اور دیگر تفاسیر معتبرہ رحمانی، روح البیان، جامع البیان، تفسیر کبیر، الفوز الکبیر، نیشاپوری مظہری خصوصاً فتح العزیز کا دل نشین واضح بیان، اور صحاح احادیث و فقہ اکبر، مدارج النبوۃ حجۃ اللہ البالغہ وغیرہم، درمختار، کبیری، فتاوی عالمگیری، فتاوی ابراہیم شاہی، مکتوبات امام ربانی سے سجدہ و ذبح جانور وغیرہم عبادات کا محض حق تعالیٰ کے لئے خاص ہونا اور لغیر اللہ کے لئے حرام و مردار اور شرک و کفر اور اس کے کرنے والے کے مرتد خارج از اسلام ہونے ہیں ملاحظہ فرمالیں جو یہ سب کتب شرعیہ مسلمہ مؤلف ہیں کیا اب تقویۃ الایمان کی ضد میں ان کے نزدیک غلط اور باطل ٹھہریں گی؟ کیا گور پرستوں کی حمایت میں عار کو نار پر معاذ اللہ مقدم ٹھہرایا جائے گا؟

قولہ صـ۱۱۵ اس کی منت ماننی یہ مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی تیسری مثال لکھی ہے اس سے اگر یہ مراد ہو کہ نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب ہو، تو ایسا دنیا میں کوئی مسلمان نہیں سمجھتا بلکہ کسی مومن کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہیں ہوتا یہ مسلمانوں پر افترا ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ شئے منذور کا ثواب کسی بزرگ کی روح کو پہنچانا شرک ہے تو غلط بتاؤ اس کو کب اللہ تعالے نے اپنے ساتھ خاص کیا، اور کہاں نشان بندگی ٹھہرایا، مشکل کیوقت پکارنا تقویۃ الایمان میں شرک کی چوتھی مثال یہ لکھی ہے ہم اس مسئلہ کو بوضاحت تمام اپنی اسی کتاب کے صـ۲۶-۵۷ تک لکھ آئے ہیں وہاں ملاحظہ کیجئے، مگر مشکل کیوقت پکارنے کو شرک بتانے سے سخت مشکل پیش آئے گی کسی نے پکڑ کر پیٹنا شروع کیا آپ پولیس کو یا اور کسی اپنے رفیق و معاون کو پکاریں تو شرک ہو جائے چپ چاپ پٹتے رہتے کیسے جاہلانہ خیال ہیں رات دن اپنے حاجات ضروریات کے لئے آدمی اپنے متعلقین و خدام کو پکارتا ہے تو اسمٰعیلی

دین میں ساری دنیا ہی مشرک ہوئی، ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا۔ اور قدرت تصرف ثابت کرنی مولوی اسمٰعیل صاحب نے شرک کی پانچویں اور چھٹی مثالیں بھر دی ہیں، نہ اس پر قرآن و حدیث سے کوئی دلیل ہے نہ خود ان کی اپنی بیان کی ہوئی تعریف شرک اس پر صادق آتی ہے کیونکہ کسی نبی و ولی یا فرشتہ کو کوئی مسلمان ہر جگہ ناظر و متصرف بالذات نہیں جانتا۔ لیکن مولوی اسمٰعیل صاحب باوجود اس کے بھی مسلمانوں کو مشرک ٹھہرا رہے ہیں، بلکہ صاف تصریح کرتے ہیں، پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے، تقویۃ الایمان ص۱۰ اس عبارت میں علم و قدرت عطائی کے اثبات کو بے دریغ شرک بتایا ہے۔ تو ان کے نزدیک غیر کی تعلیم سے عالم ہونا اور غیر کے قدرت دینے سے متصرف ہونا ایسی چیزیں ہیں جو اللہ نے اپنے لئے خاص کی ہیں، معاذ اللہ ان کا مفروض خدا علم ذاتی نہیں رکھتا۔ ان بے دینوں کی سٹری ہوئی توحید پر لوگ خدا کے بھی قائل نہیں۔ تف اس بے دینی پر، حکومت و سلطنت کے تصرفات مانتا ہے کفار و فساق کے تصرفات کا قائل ہے شیطان تک کے تصرفات کا معتقد ہے قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں بےشمار مخلوق کے تصرفات کا بیان ہے شریعت طاہرہ نے جزا کا مدار ہی تصرف پر رکھا ہے۔ اب رہی یہ بات کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا یہ شرع میں کسی کے لئے ثابت ہے یا نہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وکذلک نری ابراھیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین (الانعام) ایسے ہی دکھائے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک تاکہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہو جائیں۔ تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک، اون کے روبرو حاضر ہیں اور وہ ہر جگہ کا معائنہ فرما رہے ہیں اسی کو تقویۃ الایمان والے نے شرک بتایا تھا۔ حدیث فعلمت ما فی السموات والارض کی شرح میں حضرت علامہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اشعۃ اللمعات ص۲۶۲ میں فرماتے ہیں و پس دانستم ہر چہ در آسمانہا و ہر چہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی و کلی و احاطہ آن۔ یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہو گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں میں ہے اس سے یہ مراد ہے کہ تمام جزوی و کلی علوم حضور کو حاصل ہو گئے اور حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے سب کا احاطہ فرما لیا۔۔ اب پوچھو اسمٰعیل سے سارا جہان محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے ذرہ ذرہ علم مصطفےٰ علیہ الصلاۃ والسلام میں حاضر ہے، تقویۃ الایمانی شرک کا منہ کالا ہو۔ اسی اشعۃ اللمعات ص۳۱۴ میں خطاب السلام علیک ایہا النبی کہہ کر سلام عرض کرنا اس وجہ سے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ اور ممکنات کے ہر ہر فرد میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اب ایک عبارت زمانہ موجودہ کے وہابیہ کی مایہ ناز کتاب المہند کی بھی پیش کر دی جاوے تاکہ دیوبندی صاحبوں کو معلوم ہو جائے کہ تقویۃ الایمان کے حکم سے وہ کیسے پکے مشرک

ہیں۔ شیخ احمد مالکی، اپنی تقریظ میں ص۶۲ میں فرماتے ہیں۔ پس کبھی خواص میں سے کسی بزرگ کے لیے کسی خاص وقت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رُوح پُرفتوح کے تشریف لانے میں تو کچھ استبعاد نہیں کیونکہ ایسا ہو سکتا ہے اور اتنی بات کا عقیدہ رکھنے والا بر سر غلطی بھی نہ سمجھا جائے گا۔ کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون (جہان) میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔ اب دیوبندی بتائیں کہ وہ تقویۃ الایمان کو مان کر اپنا مشرک ہونا قبول کریں گے یا تقویۃ الایمان کو باطل وضلالت بتائیں گے اھ ملخصاً بلفظہ

غیر اللہ کی نذر

اقول میری مثال میں مراد نذر اولیاء سے تقرب غیر اللہ ہونا مثل آفتاب کے روشن ہے کیونکہ تقویۃ الایمان میں خالص توحید باری تعالیٰ اور انواع شرک کا بیان ہے۔ اگر مؤلف کے زعم باطل میں بحمایت طمع گور پرستان دنیا میں کوئی مسلمان ایسا نہیں سمجھتا اور کسی کے دل میں اس کا خطرہ بھی نہیں ہوتا اور یہ مسلمانوں پر افترا ہوتا۔ تو ہرگز اکابر ائمہ دین اور فقہاء متقین اور اولیاء کاملین اور علماء راسخین رحمہم اللہ اجمعین اس نذر کو جاہل مسلمانوں کی طرف کفر و شرک کی نسبت نہ کرتے چنانچہ مؤلف کی مستند کتاب درمختار ص۱۵۳ میں مرقوم ہے

واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصدوا صرفها لفقراء الانام وقد ابتلی الناس بذلک ولا سیما فی هذه الاعصار وقد بسطه العلامة قاسم فی شرح الدرر البحار ولذا قال الامام محمد لو کان العوام عبیدی لاعتقتهم واسقطت ولائی وذلک لانهم لا یهتدون فالکل

یعنی جان تو وہ نذر جو اموات کے لئے اکثر عوام لوگ کرتے ہیں درہم اور روشنی اور تیل وغیرہ اولیاء کرام کے مزار پر ان کے تقرب کے لئے لے جاتے ہیں پس بالاجماع باطل اور حرام ہے جبتک اس کے صرف کا اللہ کے لئے فقیروں کو دینے کا ارادہ نہ کرے اور تحقیق مبتلا ہو گئے ہیں لوگ اس نذر ممنوع میں ہمارے زمانہ میں اور تحقیق مفصل بیان کیا ہے اس نذر عوام کو علامہ قاسم نے شرح درر بحار میں اور اسی وجہ سے فرمایا امام محمدؒ نے کہ اگر عوام میرے غلام ہوتے تو میں ان کو آزاد کر دیتا تاکہ مال غلاموں کا بعد مرنے غلاموں کے مجھ کو نہ پہنچتا۔

علامہ شامی رد المحتار مصری ج ۲ ص۱۳۹ اور مجتبائی دہلی ج ۲ ص۱۳۰ میں جو مستند مولوی نعیم الدین ہیں فرماتے ہیں۔

لوجوه منها انه نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لا تکون لمخلوق ومنها ان المنذور له میت والمیت لا یملک ومنها انه ان ظن ان المیت

یعنی رد اس نذر کا باطل ہونا ان وجوہ سے ہے کہ یہ نذر مخلوق کی ہے اور نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کیلئے نہیں ہوتی اور جس کے لئے یہ نذر کی گئی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کی مالک نہیں ہے اور نذر کرنے

يتصرف في الامور دون الله تعالى واعتقاده ذلك كفر ولا يخفى على ذوي الافهام ان مراد الامام محمد رح بهذا الكلام انما هو	(ترجمہ)	والے کا گمان ہے کہ میت کو سوائے اللہ کے کاموں میں تصرف کا اختیار ہے اور یہ اعتقاد اس کا کفر ہے اور اہل فہم پر یہ امر مخفی نہیں ہے کہ مراد اس قول امام محمد سے یہ ہے کہ وہ عوام کی مذمت کرتے ہیں،

پس اسی نذر کو تقویۃ الایمان میں اللہ تعالی کے لئے خاص کیا ہے اور نشان بندگی ٹھیرایا گیا ہے جس طرح تمام ائمہ دین نے بھی اس کو کفر و شرک بتایا ہے باقی ایصال ثواب لوجہ اللہ تعالی کو اس نذر لغیر اللہ سے کچھ واسطہ نہیں ہے چنانچہ ان سب امور کی تفصیل اسی کتاب میں دندان شکن بجواب مؤلف گزر چکی

مشکل کے وقت غیر اللہ کو پکارنا علی ہذا تقویۃ الایمان کی چوتھی مثال مشکل کے وقت حاضر و ناظر جان کر پکارنے کے شرک ہونے کے مسئلہ کو ہم بوضاحت تمام بدلائل قرآن وحدیث اور فقہ اپنی اسی کتاب میں لکھ چکے ہیں جس سے مؤلف بفضلہ تعالی ساکت ہو کر صم بکم کا مصداق ہو جائیں گے، پس ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمالیں۔ مگر اس مقام پر مولوی صاحب جامہ سے باہر پھولے نہیں سماتے کہ مشکل کے وقت پیروں دلیوں کو غائبانہ حاضر و ناظر متصرف جان کر پکارنے کو پولیس رفقا رخدام وغیرہم نظام عالم دنیا کی مانند ٹھیرا کر شرک کا جواز نکالتے ہیں جس بے عقلی پر مشرکین صنم پرست بھی ہنستے ہیں کہ دعوی مسلمانی اور وثن پرستی اگر غائبانہ پولیس و رفقا اور خادم وغیرہم کو بھی حاضر و ناظر جان کر پکارا جاوے گا۔ تو کیا شرک نہ ہوگا۔ بیشک ہوگا۔ کہ صفت خاصہ باری تعالی دوسروں میں ثابت کی گئی معاذ اللہ مؤلف کے کیسے عجیب خیالات ہیں بس بریں عقل و دانش باید گریست۔ دیگرے نیست کا دعوی۔ ا

غیب دانی اور حاضر ناظر وغیرہ کی بحث علی ہذا تقویۃ الایمان کی پانچویں چھٹی مثالیں ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھ کر پیروں دلیوں وغیرہم کے عموم علم و قدرت تصرف ثابت کرنے کا شرک ہونا مؤلف کے ص ۸۲–۸۷ کے بجواب تصرف لغیر اللہ بقرآن وحدیث اور ائمہ فقہاء و مسلمہ علماء سے ہو چکا ہے جبکہ خود مولوی نعیم الدین کسی کو حاضر و ناظر و متصرف بالذات نہیں جانتے تو بعد گزرنے اس عالم نظام دنیا کے کون سی دلیل علم و قدرت عطائی کے رکھنے ہیں اگر رکھتے ہوں تو اپنے صدق کو نصوص قرآن وحدیث قطعی الدلالت قطعی الثبوت سے پیش کریں کیونکہ عقائد میں یہی معتبر ہوتا ہے نہ قصص اور حکایات محتملات اگر نہیں ثابت کر سکتے اور ہرگز نہیں ثابت کر سکتے کیونکہ حق تعالے ہی کے لئے تمام کائنات عالم کا علم قدرت و تصرف حاضر و ناظر ہوتا مختص ہے تو حیف ان بد مذہبوں کی گندی مسلمانی پر جو شرکیات کو حیلہ علم و تصرف عطائی کے آڑ بنا کر خلق اللہ کو گمراہ کرتے اور گمراہ ہوتے ہیں تف

اس بدمذہبی پر جو حکومت وسلطنت وغیرہم کے تصرفات عالم نظام دنیا پر کہ شریعت مطہرہ نے جزا وسزا کا مدار ہی حق تعالٰے کے قدرت عطا فرمانے پر بندوں سے رکھا ہے اُس پر قیاس باطل کرکے پیر ولیوں کے تصرفات کو بلادلیل محض جانتے ہیں اور دلیل میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ملکوت السمٰوات والارض کا عالم دنیا میں معائنہ کرانے کو ٹھہرایا جاکر کہا جاتا ہے کہ تمام آسمانوں اور زمینوں کے ملک ان کے روبرو حاضر ہیں اور ہر جگہ کا معائنہ فرمارہے ہیں۔ معاذاللہ محض فریب اور تحریف کلام ربانی ہے۔ کیونکہ معائنہ کرا دینے سے علم تفصیلی ودوامی تمام عالم کا ہمیشہ کے لئے لازم نہیں ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا رصنا میں شاہ عبدالحق صاحب سے نقل کرکے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے " تمام آسمانوں اور زمینوں کا ملک عظیم دکھایا تاکہ وہ وجود ذات وصفات وتوحید کے ساتھ یقین کرنے والوں میں سے ہوں۔ اور خلیل کو وجوب ذاتی اور وحدت حق کا ملکوت آسمان وزمین دیکھنے کے بعد حاصل ہوا "۔ پس جس غرض سے دکھایا گیا وہ غرض اسی آیت کے ملحق حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ آزر کو شرک سے باز رکھ کر توحید کی طرف بلانے کے لئے مفصل مرقوم ہے اسی لئے دلائل ربوبیت ملکوت السمٰوات والارض دیکھ کر ان کو معرفت حقائق وتوحید حاصل ہوئی تب بت پرستی سے ان کو بدلائل عقلیہ الزام دے کر ان سے مناظرہ کیا چنانچہ سیاق وسباق آیت سے صراحتہً یہ امر واضح ہے اور اسی کی تشریح جملہ مفسرین نے فرمائی ہے چنانچہ سورہ مریم میں ارشاد ہے

يَا أَبَتِ إِنِّي قَدْ جَاءَنِي مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَأْتِكَ فَاتَّبِعْنِي

یعنی " اے باپ میرے مجھ کو آئی خبر ایک چیز کی جو تجھ کو نہیں آئی سو میری راہ چل "

اگر مولوی نعیم الدین کے زعم باطل پر وہ ہر جگہ معائنہ فرمارہے ہیں۔ تو یہ ایک چیز کی خبر آنے کے کیا معنی۔ پھر جب آپ کے روبرو سب کچھ حاضر ہے اور جانتے تھے کہ میرا باپ ایمان نہ لاوے گا تو اس کے لئے مغفرت مانگنے کے کیا معنی چنانچہ اسی آیت کے قریب ارشاد ہے

سَأَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّي إِنَّهُ كَانَ بِي حَفِيًّا الآیۃ

یعنی " میں مغفرت طلب کروں گا تیرے لئے اپنے رب سے بیشک وہ مجھ پر مہربان ہے "

اور سورہ شعراء میں فرمایا۔

وَاغْفِرْ لِأَبِي إِنَّهُ كَانَ مِنَ الضَّالِّينَ الآیۃ

یعنی اور مغفرت فرمادے میرے باپ کی وہ تھا گمراہوں میں "

اور سورہ توبہ میں ارشاد ہوا۔

وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ اِبْرَاهِيْمَ لِاَبِيْهِ اِلَّا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّاَ مِنْهُ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَاَوَّاهٌ حَلِيْمٌ

یعنی "اور بخشش مانگنا ابراہیم کا باپ کے لئے سو نہ تھا اگر وعدہ کے سبب کہ وعدہ کرچکا تھا اس سے پھر جب اس پر کھلا کہ وہ دشمن ہے اللہ کا اس سے بیزار ہوا ابراہیم بڑا نرم دل تھا تحمل والا"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۹ صفحہ ۲۸۸ میں مرقوم ہے۔

ان اهل التفسير اختلفوا في وقته قيل كان ذلك في الحيوة الدنيا لما مات آذر مشركا عن ابن عباس و اسناده صحيح وفي رواية فلما مات لم يستغفر له - قال استغفر له ما كان حيا فلما مات امسك وقيل ان تبرءه منه يوم القيامة +

یعنی "اہل تفسیر نے اختلاف کیا ہے (حضرت ابراہیم علیہ السلام کے استغفار کے بارہ میں) کہا گیا تھا، استغفار کرنا حیات دنیا میں جب آذر شرک کی حالت میں مرچکے حضرت ابن عباس رض سے یہ روایت باسناد صحیح ثابت ہے، اور ایک روایت میں کہ جب وہ مر گئے۔ تو استغفار نہیں کیا۔ کہا استغفار تھا ان کے لئے زندگی میں جب وہ مرگئے تو آپ خاموش ہوگئے۔ اور کہا بیزار ہوں گے آپ ان سے قیامت کے دن"

اور سورہ ہود (اور ایسے ہی ذاریات) میں ارشاد فرمایا۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرَاهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلَامًا قَالَ سَلَامٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ فَلَمَّا رَآٰ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَاَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّآ اُرْسِلْنَآ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنَاهَا بِاِسْحٰقَ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ قَالَتْ يَا وَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ

یعنی "اور تحقیق آچکے ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم کے پاس خوش خبری لے کر بولے سلام وہ بولا سلام ہے پھر دیر نہ کی لے آیا ایک بچھڑا تلا ہوا پھر جب دیکھا ان کے ہاتھ نہیں آتے کھانے پر اوپری سمجھا اور دل میں ان سے ڈرا بولے مت ڈر ہم بھیجے آئے ہیں طرف قوم لوط کے اور اس کی بیوی کھڑی تھی تب وہ ہنس پڑی ہم نے خوشخبری دی اس کو اسحاق کی اور اسحاق کے پیچھے یعقوب کی بولی اے خرابی کیا میں جنوں گی۔ اور میں بوڑھیا ہوں اور یہ خاوند میرا ہے بوڑھا یہ تو ایک عجب چیز ہے وہ بولے کیا تعجب کرتی ہے اللہ کے حکم سے اللہ کی مہر ہے اور برکتیں تم پر اے گھر والو وہی تعریف

حِيْنَئِذٍ مِّجِيْدٌ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ يَا اِبْرَاهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا اِنَّهٗ قَدْ جَاءَ اَمْرُ رَبِّكَ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ	کیا گیا بڑا سلوک والا ہے پھر جب گیا ابراہیم سے ڈر اور آئی اس کو خوشخبری جھگڑنے لگا ہم سے قوم لوط کے حق میں البتہ ابراہیم تحمل والا نرم دل ہے رجوع رکھنے والا اے ابراہیم چھوڑ یہ خیال وہ تو آچکا حکم تیرے رب کا اور ان پر آتا ہے عذاب جو پھیرا نہیں جاتا ،،

علی ہذا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو معائنہ کرانے گئے بعد آپ کی زندگی کے سیکڑوں واقعات عدم علم اشیاء عالم کے ہیں چنانچہ تفسیر فتح العزیز صہ ۵۰۵ میں مرقوم ہے

اول کسے کہ موئے او سفید شد حضرت ابراہیم است چوں سفیدی خود دیدند عرض کردند بارخدایا ایں چیست حکم شد کہ وقار است"	یعنی "وہ شخص جس کے بال سفید ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں جس وقت اپنے بالوں میں سفیدی دیکھی عرض کیا بارخدایہ کیا ہے حکم ہوا کہ وقار ہے ،،

ایضاً صہ ۵۰۶ میں مرقوم ہے

وبیہقی در شعب الایمان روایت کردہ است وچوں حضرت ابراہیم میخواستند کہ طعام چاشت بخورند از چہار طرف وطن خود تا مسافت یک یک کردہ تلاش مہمان میفرمودند وتا وقتیکہ مہمان نمیرسید طعام چاشت نمی خوردند زیرا کہ وقت چاشت وقت آمدن مہمان نیست ،،	یعنی "اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کھانا تناول فرمانا چاہتے چاروں طرف اپنے وطن سے ایک ایک کوس تک مہمان کی تلاش فرماتے جب تک مہمان نہ آتا ناشتہ کا کھانا نہیں کھاتے کیونکہ وقت چاشت کے مہمان کے آنے کا وقت نہیں ہے ،،

ایضاً صہ ۵۰۹ میں مرقوم ہے

در مصنف ابن ابی شیبہ بطریق صحیح مروی است کہ سالے از سالہا در بلاد حضرت ابراہیم ؑ قحط رو داد حضرت ابراہیم ؑ برائے طلب غلہ بشہرے دیگر رفتند وہرچند تلاش کردند نیافتند باز گشتند الخ	یعنی "ایک سال حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وطن میں غلہ کی قحط سالی ہوئی حضرت ابراہیم علیہ السلام غلہ کے لئے دوسرے شہر میں تشریف لے گئے ہرچند تلاش کیا نہ ملا مایوس ہو کر واپس تشریف لائے ،،

علی ہذا حضرت سارہ کی نسبت بادشاہ ظالم کا واقعہ اور اس سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خائف ہونا پھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پیدائش پر حضرت سارہ کا رشک کرنا اور کہدینا کہ ہاجرہ اور بیٹے کو میرے

گھر سے لے جاؤ، ہر چند کہ سمجھانے پر بھی منظور نہ کیا بالآخر حق تعالےٰ کی جانب سے وحی آنا کہ سارہ کے کہنے پر عمل کرو آپ منزل در منزل سفر طے فرما کے خانہ کعبہ پہونچتے وہاں دونوں کو چھوڑ کر چلے آئے عرصہ دراز کے بعد جو آپ باجازت حضرت سارہ خانہ کعبہ پہونچے دریافت فرمانے پر مکان ملا۔ تو حضرت ہاجرہ وفات پا چکیں تھیں۔ وغیرہ ذلک کذا فی فتح العزیز۔

جن سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عدم علم اشیاء عالم سے اظہر من الشمس ہے پھر وہ کون سی ایسی دلیل ہے جس سے آپ حاضر و ناظر اور تمام کارخانہ عالم کو معائنہ فرماتے تھے یا فرما رہے ہیں۔

علی ہذا حدیث فعلمت ما فی السموات والارض کا صرف اتنا فقرہ مختصر نقل کر کے مؤلف نے عام لوگوں کو فریب میں مبتلا کیا جس کی حقیقت یہ ہے کہ یہ واقعہ خواب کا ہے۔ جس کے الفاظ مشکوۃ شریف جلد ا صـ۶۹ میں یہ ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت ربی فی احسن صورۃ قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت انت اعلم قال فوضع کفہ بین کتفی فوجدت بردھا بین ثدیی فعلمت ما فی السموات والارض

(رواہ الدارمی مرسلا)

کہ فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے اپنے رب عزوجل کو اچھی صورت میں دیکھا اور فرمایا رب نے کہ ملائکہ کس بات میں جھگڑا کرتے ہیں میں نے عرض کیا کہ تو ہی خوب جانتا ہے فرمایا سرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت[۱] کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنی دونوں چھاتیوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ کہ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔"

اس پوری حدیث کو مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا صـ۸ میں نقل کر کے اس کا ترجمہ مندرجہ بالا خود کیا ہے اور یہاں بھی مولوی نعیم الدین خواب کا ذکر نہیں کرتے تاکہ فریب کی قلعی نہ کھل جائے حالانکہ مظاہر الحق شرح مشکوٰۃ جس کو مولوی نعیم الدین نے مستند جان کر اپنی کتابوں میں اس کے حوالے نقل کئے ہیں اس حدیث کے ترجمہ کے الفاظ ج ا صـ۴۹۹ میں یہ ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا میں نے پروردگار اپنے کو الخ چنانچہ اس حدیث کے دوسرے طرق سے اس روایت کی کامل توضیح ہوتی ہے۔ مشکوۃ شریف کے صـ۷۲ پر مرقوم ہے

انی قمت من اللیل فتوضأت وصلیت ما قدر لی فنعست فی صلاتی

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں اٹھا رات کو پس وضو کیا میں نے اور نماز پڑھی میں نے جو کچھ مقدر تھی

[۱] صحیح ترجمہ "اپنا ہاتھ" ہے (ع۔ ح)

حتی استثقلت فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملأ الاعلیٰ قلت لا ادری قالھا ثلاثا قال فرأیتہ وضع کفہ بین کتفی حتی وجدت برد انا ملہ بین ثدی فتجلی لی کل شیٔ و عرفت فقال یا محمد قلت لبیک رب قال فیم یختصم الملأ الاعلی قلت فی الکفارات قال وماھن قلت مشی الاقدام الی الجماعات والجلوس فی المساجد بعد الصلوات واسباغ الوضوء حین الکریھات قال ثم فیم قلت فی الدرجات قال وما ھن قلت اطعام الطعام ولین الکلام والصلوٰۃ والناس نیام۔

واسطے میرے پس اونگھا میں اپنی نماز میں یہانتک کہ نیند غالب ہوئی پس ناگہان دیکھا میں نے پروردگار اپنے تبارک وتعالیٰ کو اچھی صورت میں، پس کہا اے محمد میں نے کہا حاضر ہوں اے رب فرمایا کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں فرشتے مقربین، میں نے کہا میں نہیں جانتا فرمایا اللہ تعالےٰ نے یہ کلمہ تین بار کہا پس دیکھا میں نے اس کو کہ رکھا ہاتھ اپنا درمیان مونڈھوں میرے کے یہانتک کہ پائی میں نے سردی انگلیوں کی درمیان چھاتی اپنی کے پس ظاہر ہوئی میرے لئے ہر چیز اور پہچان لیا میں نے سب کو پس فرمایا یا محمد میں نے کہا حاضر ہوں میں اے رب فرمایا کس چیز میں جھگڑتے ہیں فرشتے مقربین میں نے کہا کفارات میں فرمایا کیا ہیں وہ میں نے کہا چلنا قدموں کے ساتھ جماعت کے لئے اور بیٹھنا مسجدوں میں نمازوں کے بعد اور پورا کرنا وضو کا وقت کراہت کے فرمایا پھر کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں میں نے کہا درجات میں فرمایا کیا ہیں وہ میں نے کہا کھلانا کھانے کا اور نرمی کرنی بات میں اور نماز پڑھنی رات میں ایسی حالت میں کہ لوگ سوتے ہوں،،

اس حدیث کو بھی مؤلف نے الکلمۃ العلیاء صلا میں اپنی چالاکی سے واقعہ خواب چھوڑ کر نقل کیا ہے، حالانکہ عالم دنیا میں ان آنکھوں سے بیداری میں حق تعالیٰ کو کوئی دیکھ نہیں سکتا، چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح تکمیل الایمان صہ ۵ میں فرماتے ہیں

در جواز روایت وے سبحانہ تعالیٰ در دنیا بہ بصر در بیداری دو قول است و استاد ابوالقاسم قشیری صاحب رسالہ فرمودہ است کہ قول صحیح عدم جواز است این سخن در جواز امکان ادست و لیکن علم وقوع وتحقیق آن مر غیر آنحضرت را در

یعنی درجہ رویت حق تعالےٰ دنیا میں آنکھوں سے بیداری میں دو قول ہیں اور استاد ابوالقاسم رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ قول صحیح اس میں عدم جواز ہے۔ یہ بات جواز امکان میں ہے لیکن علم وقوع اور اس کی تحقیق سوائے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شب معراج میں متفق

شب معراج متفق علیہ است اھ — علیہ ہے"

علی ہذا فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۰ ص۳۴۷ میں مرقوم ہے

واما فی الدنیا فقال مالک انما لم یر سبحانہ فی الدنیا لانہ باقی والباقی لا یری بالفانی فان جازت الرؤیۃ فی الدنیا عقلا فقد امتنعت سمعا۔

یعنی "لیکن دنیا میں پس فرمایا امام مالکؒ نے نہیں دیکھ سکتے حق تعالیٰ کو دنیا میں کیونکہ وہ ذات باقی ہے اور باقی نہیں دکھائی دے سکتا فانی کو۔ پس اگر جائز ہو دیکھنا دنیا میں عقلاً تو ممنوع ہے دیکھنا شرعاً"

پس ناظرین کرام نے مؤلف کی سخن سازی ملاحظہ فرمائی کہ وہ قرآن و حدیث کے الٹ پلٹ کرنے میں کس قدر ہوشیار ہیں۔

پھر یہ کہنا مؤلف کا کہ سارا جہان محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیش نظر ہے ذرہ ذرہ آپ کے علم میں حاضر ہے۔ پھر اس پر لمعات کی عبارت فریب دہی سے پیش کرنا جس کی حقیقت یہ ہے کہ حق تعالےٰ نے فرشتوں کے جھگڑنے کا واقعہ آپ پر منکشف فرمایا وہ کل امور جن میں فرشتے گفتگو کرتے تھے منکشف ہو گئے۔ نہ کہ سارا جہان پیش نظر ہونا اور ذرہ ذرہ کا علم تفصیلی دوامی ہمیشہ کے لئے لازم ہونا۔ بلکہ اس وقت جو کچھ آسمان و زمین میں تھا اجمالاً دیکھا چنانچہ شیخ رح کی عبارت میں لفظ بود اس پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اسی وقت کا واقعہ ہے اور خود مؤلف نے الکلمۃ العلیا ص۹ میں اسی حدیث علمت کی شرح مرقاۃ سے نقل کرکے یہ ترجمہ کیا۔ یعنی "جو کچھ کہ اللہ سبحانہ نے تعلیم فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان و زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہما میں سے" پس یہ آسمان و زمین میں سے بعض اور جزو چیزیں ہوئیں نہ کہ ذرہ ذرہ کا علم دوامی، پھر شیخ عبدالحق رح مدارج النبوت ج ۱ ص۱۲۲ میں تصریحات فرماتے ہیں۔

بر وے علوم و اسرار ماکان و مایکون بضرورت حاصل شود و ورا علم بہ نبوت ادبے شوب شکوک وظنون قولہ تعالیٰ وعلمک مالم تکن تعلم وکان فضل اللہ علیک عظیما۔

یعنی "نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے علوم و اسرار جو کچھ تھے اور جو کچھ ہوں گے بضرورت حاصل ہوئے اور ان کو علم ان کی نبوت کا بلا ریب و شک دیا گیا حسب ارشاد خداوندی اور علم دیا تمہیں جو تم نہ جانتے تھے اور ہے فضل اللہ کا تم پر بڑا"

ایضاً مدارج النبوت ج ۱ ص۹ میں مرقوم ہے۔

حدیثے واقعہ شدہ است کہ یکباری ناقہ آنحضرت

یعنی "حدیث میں واقع ہوا ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم گم شد بعضے منافقان گفتند
کہ محمد خبر از آسمان میدہد و در نمی یابد کہ ناقہ
او کجاست چوں ایں سخن منافقان بآنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم رسید گفت من نمیدانم و در
نمییابم مگر انچہ بداناند دریاناند مرا پروردگار
من و متصل ہمیں گفت کہ بتحقیق راہ نمود مرا پروردگار
وتعالیٰ برآں ناقہ کہ وے در موضع است چنیں
وچنیں بند شدہ است جہار وی در درختے
پس رفتند چنانکہ خبر دادہ بود پس آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم نمی یابد مگر انچہ دریاناند وے
پروردگار تبارک وتعالیٰ،

صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہوگئی بعضے منافقوں
نے کہا کہ محمد خبر آسمان کی دیتے ہیں اور یہ نہیں معلوم کہ
اونٹنی ان کی کہاں ہے یہ بات منافقوں کی جو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو فرمایا میں نہیں جانتا ہوں اور
نہ مجھے معلوم ہے، مگر جو کچھ بتادے اور معلوم کرادے مجھ کو
پروردگار میرا اور اسی کے قریب فرمایا کہ تحقیق بتادیا
مجھ کو پروردگار تعالیٰ نے اس اونٹنی کو کہ وہ فلاں
جگہ ہے اس اس طرح سے بندھی ہوئی ہے اس کی مہار ایک
درخت میں پس اسی مقام پر گئے جس طرح خبر دی گئی تھی پس آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نہیں معلوم کر سکتے مگر جو کچھ معلوم کرادے ان کو
پروردگار تبارک وتعالیٰ،،

اس روایت گمشدہ اونٹنی کو فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۳۰ صـ۱۲۷ میں بھی ذکر کیا گیا ہے۔ ایضاً مدارج
النبوۃ ج ۲ صـ۷ میں مرقوم ہے

یک وقت آن بود کہ آنحضرت را صلی اللہ علیہ
وسلم بر عرش اعلائے برائے ارأت آیات کبری
برند و یک روز اینست کہ از خوف کفار بطریقہ
حشرات زمین در غار مینجلایند۔ بیت

گہی بر طارم اعلٰے نشینم
گہے بر پشت پائے خود نہ بینم!

یعنی ایک وہ وقت تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عرش
اعلیٰ پر واسطے دکھلانے بڑی بڑی نشانیوں کے لے گئے اور ایک
روز یہ ہے کہ کفار کے خوف سے بطریق حشرات الارض
کے غار میں چھپے ہوئے ہیں،، بیت
کبھی بلند مقام پر بیٹھا ہوتا ہوں میں، اور ایک دم
میں اپنے پاؤں کی پشت کا حال بھی نہیں دیکھتا ہوں میں

ایضاً مدارج النبوت ج ۲ صـ۲۴۳ میں مرقوم ہے

بعضے نادان گویند کہ چرا بران حضرت کار ایشاں
و کفر ایشاں مکشوف نشد و چرا گذاشتند ایشاں
را در میان مسلمانان و چرا امر کردند ایشاں را
بخروج ایشاں بہ سوئے اہل ایں سخن جاہلاں
ست چہ کشف شدن احوال بر آن حضرت

یعنی وہ بعضے نادان لوگ کہتے ہیں کہ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر ان لوگوں کا حال اور کفر ظاہر نہ ہوا۔ اور کس لئے ان
کو مسلمانوں کے درمیان میں چھوڑ دیا گیا۔ اور کس واسطے
حکم کیا چلے جانے کا اہل کی طرف یہ بات جاہلوں کی ہے کیونکہ ظاہر
ہونا احوال کا آنحضرت صلعم پر اور اطلاع ہونا اس کے انجام کار

واطلاع برانجام کار بوحی و اعلام الٰہی میشد ایں جا بجہت حکمتے کہ جز علام الغیوب نداند۔
بر حق تعالیٰ کی وحی اور اطلاع سے ہوتی ہے اور اس جگہ الٰہی حکمتیں ہیں کہ سوائے علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا ہے۔،،

علی ہذا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے سیکڑوں واقعات عدم علم کے ہیں کہ بعد اطلاع اور وحی کے جس قدر معلوم کرایا گیا معلوم ہوا چنانچہ مشکوۃ شریف باب قصہ حجۃ الوداع ص۲۲۶ میں بروایت صحیح مسلم مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخر سفر حج میں مکہ مکرمہ پہونچ کر ارشاد فرمایا۔

لو استقبلت من امری ما استدبرت لما سقت الھدی۔
یعنی "اگر پہلے سے اس امر کی خبر ہوتی جو اب بعد میں ہوئی تو میں اپنے ساتھ قربانی نہ لاتا،،

اس کی شرح میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۲ ص۳۲۵ میں فرماتے ہیں۔

اگر من پیش ازیں می دانستم بر آمدن از احرام بر شما شاق خواہد آمد من نیز سوق ہدی نمی کردم و من نمیدانستم کہ حکم آلہی چنیں خواہد بود۔
یعنی "اگر اس سے پہلے میں جانتا کہ تم پر احرام سے نکلنا دشوار ہوگا۔ تو میں بھی قربانی ساتھ نہ لاتا اور میں نہیں جانتا تھا۔ کہ حکم آلہی تعالٰے شانہ ایسا ہو جاوے گا،،

پس اس حدیث اور ارشاد شیخ نے تمام مدعیان علم غیب پر پانی پھیر کر نسیاً منسیاً کردیا۔ اور خود شیخ محقق نے خطاب التحیات کا جواب بتفصیل تمام دیدیا ہے۔ جو اطیب البیان ص۳۰ کے جواب میں نقل ہو چکا ہے۔ علی ہذا کلام شیخ احمد مالکی کا "المہند،، ہیں تو اس میں خود امر ممکنا۔ امکانی درجہ روح مبارک تشریف لانیکا باذن اللہ تعالیٰ غیر مستبعد ہونا لکھا ہے۔ پس محض امکان سے وقوع لازم نہیں آتا۔ مگر مؤلف کی ذہانت پر آفرین ہے کہ اسی کے ملحق مرقوم ہے کہ:۔

"مگر نہ بایں معنی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نفع اور نقصان کے مالک ہیں۔ کیونکہ نفع اور ضرر پہنچانے والا تو بجز اللہ کے کوئی نہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے کہ کہدو اے محمد میں مالک نہیں اپنے نفس کے لئے بھی نفع کا اور نہ نقصان کا۔ مگر جو کچھ اللہ چاہے،،

پس جب مالک نفع وضرر نہیں تو جو چاہیں تصرف کرنے کے کیا معنی اور اس میں علماء دیوبند پر کیا الزام!

انبیاء وشہداء کی برزخی زندگی

اور مراد حیات قبر سے حیات برزخی ہے نہ مماثل حیات دنیوی اگرچہ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء سے بھی اعلیٰ وارفع ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۵۸ میں مرقوم ہے

ولا شک ان الانبیاء ارفع مرتبۃ
یعنی "اس میں شک نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کا

من الشهداء ۔ کا مرتبہ شہداء سے بلند درجہ میں ہے ،،

نیز پارہ ۱۳ ا ص۲۷۹ میں روایت ہے ۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ رفعہ ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد السلام ورواتہ ثقات ۔

یعنی روایت ہے ابو ہریرہ رضہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں سے کوئی مجھ پر سلام بھیجے تو اللہ تعالیٰ میری روح کو لوٹا دیتا ہے یہانتک کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں ،،

ہکذا فی تصحیح المسائل ص۱۳۶ شیخ بدایونی مسلمہ مولوی نعیم الدین ۔ ایضاً پارہ ۱۶ ا ص۳۶ میں مرقوم ہے ۔

فھی حیاۃ اخرویۃ لا تشبہ الحیوۃ الدنیا ۔

یعنی یہ حیات اخرویہ ہے نہیں ہے مشابہ حیات دنیا کے ،،

اور شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ مدارج النبوت ج ا ص۱۵۹ میں فرماتے ہیں ۔

ولازم نمی آید از بودن آن حقیقت حیات کہ باشند بر صفتی کہ در دنیا بودہ ونہ در احتیاج بطعام وشراب وغیر ذلک از صفات اجسام چنانکہ مشاہدہ میکنیم در دنیا بلکہ آنہا را در برزخے احکام دیگر باشند واحتیاج بطعام وشراب وامثال آن امرے عادی است وحال ور آنجا بخلاف عادت باشد ،

یعنی ،، یہ لازم نہیں کہ (حیات النبی ہونا) حقیقت دنیا کی طرح مانند احتیاج کھانے پینے وغیرہ صفات اجسام کے ہو جس طرح دنیا میں مشاہدہ کرتے ہیں ۔ بلکہ برزخی طور پر ہوتی ہے ۔ اور احتیاج کھانے پینے وغیرہ کی امر عادی ہے اور حال برزخ کا خلاف عادت کے ہوتا ہے ،،

پس اس سے نہ کسی قول تقویۃ الایمان کا بطلان ہوتا ہے نہ علماء دیوبند کا معاذ اللہ مشرک ہونا کیونکہ محض امکان سے کس طرح ثابت ہوگا ۔ کہ فلاں کے لئے اذن حق تعالیٰ ہوا یا نہیں بلا ثبوت قطعی تیقن کر کے اس کے وقوع کا عقیدہ کرنا یا حاضر ناظر جاننا متصرف فی الامور سمجھ کر ان سے نفع وضرر کی توقع رکھنا ۔ بیشک شرک ہوگا ۔ اگرچہ باذن اللہ تعالیٰ ہونے کا مدعی ہو تا وقتیکہ اذن تصرف وقدرت ثابت نہ کیا جاوے گا ۔ شرک سے بری نہ ہوگا ۔ مزید بحث علم غیب وتصرفات مفصل طیب البیان کے ص۱۷۷-۱۷۸ کے جواب میں انشاء اللہ العزیز آوے گی ۔

الزام گستاخی ، اور اس کی حقیقت

قولہ ص۱۱۶-۱۱۷ اس کے بعد مولوی مذکور نے انبیاء واولیاء علیہم السلام کی شان عالی میں یہ گستاخانہ کلمہ لکھا ہے

اور اس بات میں اولیاء و انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں تقویۃ الایمان ص۸۔ تو اس بے ادبی سے دل لرزتے ہیں۔ مگر وہابیہ ایسی بے ادبیوں اور گستاخیوں کے عادی ہوگئے ہیں اگر ان کی نسبت کہہ دیا جائے کہ مولوی اسمٰعیل اور شیطان و بھوت میں اس بات میں کچھ فرق نہیں تو آپے سے باہر ہو جائیں لیکن انبیاء و اولیاء علیہم السلام کی شان میں کچھ پرواہ نہیں یہ کیا دین ہے۔ وہابیہ تو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم السلام کے فضائل و کمالات کا انکار کریں اور مسلمانوں کو حضرات انبیاء و اولیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کی بنا پر مشرک بتائیں اور اس مقصد کے لئے قرآن و حدیث اور ان کے معانی میں تحریف و تبدل کریں اور اللہ تبارک و تعالیٰ جو سب کا خالق و رازق مالک و مولیٰ ہے وہ جب مسیح پرست نصاری کا رد فرمائے۔ تو وہ مالک الملک ان کفار کے رد میں بھی کہیں کوئی ایسا کلمہ نہ فرمائے جو ذرا بھی شان انبیاء علیہم السلام کے لئے ہلکا ہو۔ اسی نے تو انہیں عزت دی جس سے بے دین جلتے ہیں۔ اسمٰعیل کا کیا منہ ہے کہ اس طرح بے ادبانہ زبان کھولتا ہے۔ اور ان کے قلوب کیسے سیاہ ہو گئے۔ جو یہ باتیں دیکھ کر اس کی حمایت کے لئے جاتے ہیں الخ ملخصاً بلفظہ

اقول مولوی نعیم الدین کا سرقہ اور خیانت قابل ملاحظہ ہے۔ تقویۃ الایمان کی اس عبارت کے ملحق یہ عبارت ہے یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا۔ خواہ انبیاء و اولیاء سے خواہ پیروں و شہیدوں سے خواہ بھوت و پری سے چنانچہ اللہ صاحب نے جیسا بت پوجنے والوں پر غصہ کیا ہے ویسا ہی یہود و نصاری پر حالانکہ وہ اولیاء و انبیاء سے معاملہ کرتے تھے۔ اور تقویۃ الایمان ص۹ میں فرمایا اور کسی انبیاء اور اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔

پس مؤلف کو بوجہ اہل اللہ سے عناد کے اتنی تمیز نہیں کہ افعال شرکیہ ہونے میں خواہ سونے و جواہر کو پوجے خواہ پتھر اور گوبر کو کچھ فرق نہیں سب شرک ہونے میں برابر ہیں۔ سونے جواہر کی عزت اور پتھر گوبر کی ذلت سے اس میں کیا تعلق سونا جواہر اپنی جگہ پتھر گوبر اپنی جگہ۔ لیکن توحید جناب باری تعالیٰ جل شانہ کے مقابلہ میں کیسے باشد لاشئے محض ہے چنانچہ تقویۃ الایمان کے اس بیان کی تائید میں تصریحاً مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۶۶۸ میں فرماتے ہیں

وہر چہ غیر اوست محض نمود بی بود است — یعنی، جو کچھ سوائے اس کے ہے محض نمود بے بود ہے

واین معنی در کسر شان مردہ الجن مانند تیر بجگر می نشیند. ایضاً ص۶۷ جنیان وشیاطین کہ عبارت از دیو وپری اند. ایضاً ص۶۷ نعمتہائی عامہ اند کہ غنی وفقیر وضیع وشریف وصحیح ومریض وعالم وجاہل ومومن وکافر وصالح وفاسق درآں یکساں وبرابر اند. ایضاً ص۶۷ قدرت وقوت محض برائے خدا است در جمیع امور ہیچ چیز از مال وفرزند ویار ودوست وبادشاہ وامیر وپیغمبر وپیر وفرشتہ وپری بدون حکم او مدد نمی توانند کرد اھ	"اور یہ معنی کسر شان سرکش جن کے لئے مانند تیر جگر میں لگتا ہے" جنات اور شیاطین دیو پری سے عبارت ہیں" "بہت سی نعمتیں ایسی ہیں. کہ ان میں غنی اور فقیر و شریف اور تندرست ومریض اور عالم وجاہل اور مومن وکافر اور صالح وفاسق یکساں اور برابر ہیں" "قدرت وقوت محض خدائے تعالےٰ کے لئے ہے تمام امور میں کوئی چیز مال واولاد ویار ودوست اور بادشاہ وامیر اور پیغمبر علیہ السلام اور پیر وفرشتہ اور پری بدون حکم اس کے مدد نہیں کر سکتے"

اور ملا علی قاری مکی رح مرقاۃ شرح مشکوۃ باب القدر میں فرماتے ہیں.

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان قلوب بنی آدم کلہا بین اصبعین من اصابع الرحمٰن کقلب واحد یصرفہ کیف یشاء. رواہ مسلم قولہ کلہا یشمل الانبیاء والاولیاء والفجرۃ والکفرۃ من الاشقیاء	یعنی "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق دل بنی آدم سب کے درمیان دو انگلیوں کے رحمٰن کی انگلیوں میں سے ہیں ایک دل کی طرح پھیرتا ہے اس کو جس طرح چاہتا ہے. شامل ہے یہ انبیاء اور اولیاء اور فاجروں اور کافروں تمام اشقیا کو"

اور شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۴ ص۴۲ میں فرماتے ہیں

ہمہ بندگان در عبودیت برابر باشند اھ	یعنی "تمام بندگان عبودیت میں برابر ہوتے ہیں"

اور خود مولوی نعیم الدین کی مستند اعلی تصحیح المسائل بدایونی ص۱۵۳ میں لکھا ہے

افعال عباد ہمہ مخلوق خدا اند ودریں حکم احیا واموات آدم وملک وغیرہم ہمہ یکساں اھ	یعنی "بندوں کے تمام افعال خدائے تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور اس حکم میں زندہ ومردہ آدم وملک وغیرہم سب یکساں ہیں"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۱۸ میں لکھتے ہیں

"ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیاء واموات وانس وجن وملک وغیرہم تمام مخلوق الٰہی یکساں ہیں. کہ غیر خدا کوئی ہو. خدا کا شریک نہیں ہو سکتا"

اسی طرح امام ابن حجر عسقلانی رح فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۸ ص۱۵۹ میں فرماتے ہیں.

الطاغوت جنس من کان یعبد من دون الله سواء کان صنما او شیطانا جنیا او ادمیا۔	یعنی "طاغوت ہر وہ چیز ہے جو پوجی جاوے سوا اللہ تعالیٰ کے بت ہو یا شیطان جنات میں سے یا آدمیوں میں سے"

اور حضرت شیخ الاولیار شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ مکتوبات صد و چہل و سویم ص۲۷۸ میں فرماتے ہیں

لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ

اینجا اولیار انبیار و خاص و عوام ہم برابرند الدنیا دار محنۃ و دار بلاء بیان این مقام ست ،،	یعنی "اس آیت میں اولیار اور انبیار اور خاص و عوام سب برابر ہیں دنیا محنتوں کا گھر اور بلائیوں کا گھر ہونا بیان اس مقام کا ہے ،،

اور حضرت سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رح کے ملفوظات الفتح الربانی مجلس ۱۲ ص۸۳ صفات اولیار میں مرقوم ہے۔

یاکلون من بقول الصحاری و یشربون من غدر الانھار یصیرون کالوحوش	یعنی جنگلوں کی گھاس پات کھاتے ہیں اور تالابوں کے پانی پیتے ہیں ، اور جنگلی جانوروں کے مثل ہو جاتے ہیں ،،

اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنی الکلمۃ العلیا ص۶۷ میں مثنوی مولانا روم سے ایمان کی حقیقت میں نقل کیا ہے۔

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ہست پیدا ہم چو بت پیش ثمن	یعنی "آٹھوں جنتیں ساتوں دوزخیں میرے سامنے بت کی مانند ہیں ،،

اور ص۶۸ میں حضرت پیران پیر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے

نظرت الی بلاد الله جمعا کخردلۃ علی حکم اتصال	یعنی "میری نظر میں تمام اللہ کے شہر رائی کے دانے کی مانند معلوم ہوتے ہیں ،،

اور ص۱۲۶-۱۲۳ میں خود یہ لکھا "حضور اقدس علیہ الصلاۃ کے علم کو علم آلہی سے کوئی نسبت نہیں، اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے مثل لاشئے کے ہے ،،

ناظرین اہل انصاف پر مؤلف کی جہالت اور اہل اللہ کی عداوت کس طرح آشکارا ہوئی اگر بقول ان کے یہی "گستاخی ،، انبیاء علیہم السلام اور اولیار کرام کے فضائل و کمالات کا انکار ہے تو یہ تمام اکابر علمار دین

اور اولیاء کاملین مسلمہ دستندہ مولوی نعیم الدین زیادہ گستاخ اور زیادہ منکر فضائل و کمالات ٹھہریں گے معاذ اللہ منہ۔ یہی اعتراض لایعنی کسی مبتدع نے سید عبداللہ بغدادی کی خدمت میں اشتعال دلانے اور برہم کرنے کے لئے پیش کیا تھا جس طرح مولوی نعیم الدین نے کیا۔ جس کا جواب خود مولانا شہید مرحوم نے عربی میں ان کے پاس بھیجا جس کا ترجمہ بعینہٖ ہدیہ ناظرین ہے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سب تعریف اس ذات کے لئے ہے جو یکتا ہے ہمیشگی میں پس ہر شئے سوا اس کے حادث اور فانی ہے اس کا کوئی شریک نہیں پیدا کرنے اور تدبیر میں اور نہیں اختیار کسی کو اس کے ملک میں چھلکے اور تل بھر کا یہاں تک کہ اجازت بغیر انبیاء کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے اور نہیں نجات مل سکتی کسی کو بے اس کے لطف اور احسان کے اور درود بھیجتے ہیں ہم اوپر افضل الخلائق شفیع الامم پر اگر وہ نہ ہوتے تو نہ ہوتی دنیا انہوں نے ہم کو توحید اور اسلام کی دلیلیں بتائیں اور شرک و بت پرستی کی اندھیریوں سے نکالا اور ان کے تمام آل و اصحاب اور دین کے مددگاروں اور محبوں پر رحمت بھیجتے ہیں اما بعد اب ہم تحیۃ اور سلام کے ساتھ اس شخص کو مخصوص کرتے ہیں۔ جو اسلام کے درجوں میں ترقی کر گئے ہیں۔ جو حضرت محبوب جیلانی کے خلاصہ خاندان ہیں علامہ ربانی سید عبداللہ بغدادی مخفی نہ رہے کہ میں نے جب ہندوستان کے عام مسلمانوں کی یہ حالت دیکھی کہ اپنے جہل کے سبب شرک و بدعت میں محو ہو گئے ہیں اور واہی تباہی شبہوں کو حجت بنائے بیٹھے ہیں اور قبروں اور اہل قبروں کی پوجا کرنے اور ان سے چھوٹی بڑی حاجتیں مانگنے لگے ہیں تو رد شرک میں ایک رسالہ لکھا اس میں قرآن مجید کی چھبیس آیتیں بطور دلیل پیش کیں۔ اور لوگوں کے فائدہ حاصل کرنے اور ان کی بری حجتوں اور بدنما دلیلوں کے چہرے سے پردہ اٹھانے کے لئے اس کا اردو میں ترجمہ کیا۔ الحمد للہ کہ ہزارہا مرد و عورت راہ راست پر آ گئے۔ اور بعض سرکش جاہلوں کے سوا کسی کو تردد باقی نہیں رہا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ جب میرا رسالہ آپ کے سامنے پڑھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ بالکل حق ہے۔ لیکن برابر کرنا بتوں اور آدمیوں اور انبیاؤں کا پیدائش اور اختیار نہ ہونے میں اگرچہ حق ہے۔ عقیدہ میں داخل ہے۔ مگر یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے اس کے لئے کوئی دلیل اور سند چاہیئے۔ کیونکہ بت ناپاک ہیں پھر سید الطاہرین صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا تذکرہ کیوں ہو۔ میں توفیق الٰہی سے اس کا جواب دیتا ہوں میرے رسالہ میں یہ عبارت ان عام لوگوں کے سوال کی تردید میں واقع ہوئی ہے۔ جو یہ کہتے ہیں کہ صرف بتوں سے مدد مانگنی ان کی پوجا اور انہیں سجدہ کرنا ممنوع ہے انبیاء و اولیاء کیساتھ یہ فعل کیا جاوے تو ناجائز نہیں معلوم ہوتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ فی الحقیقت مدد اسی سے مانگنی چاہیئے جس کو دنیا کے تمام کاموں کا اختیار حاصل ہے۔ اور قرآن مجید کی ظاہر آیتوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا اور کسی کو کسی چیز کا اختیار نہیں۔ پس اس خاص امر یعنی استحقاق سجدہ اور مینہ برسانے اور اولاد دینے میں انبیاء و اولیاء

کو بتوں اور دیگر لوگوں پر ترجیح نہیں ہو سکتی۔ مگر اللہ تعالےٰ کے نزدیک انبیاء کا قرب ان کے کمالات اور ایسی
فضیلتیں ہیں کہ اس رتبے کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا پس یہ مسلم ہے۔ اور یہ دوسری بات ہے جس کو
ربوبیت اور خدائی میں کچھ دخل نہیں اتنی اور آپ کی حالت پر تعجب آتا ہے کہ اس امر کے حق اور داخل عقیدہ
ہونے کا اقرار کر چکے ہیں اور پھر اسے بے ادبی بتاتے ہیں سوچنے کی بات ہے کہ جب یہ دلائل سے ثابت اور
عقیدہ میں داخل ہے تو اس سے بے ادبی کیونکر خیال میں آسکتی ہے بس تو آپ کا کلام اجتماع ضدین کی طرف
اشارہ کر رہا ہے اور اس بات کی دلیل مانگی جاتی ہے جو خود دلیل سے ثابت ہے۔ یہ امر قرآن مجید سے
مجملاً ثابت ہے میں نے اجمال کی تفصیل کر دی تو کیا گناہ کیا باین ہمہ اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا اے نبی ان سے کہدے کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں مجھ
پر اس بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبود خدائے یکتا ہے اور یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ متکلم کا خطاب
مشرکین کی طرف ہے۔ پس تو اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں کی برابر کیوں کر دیا۔ جن کی
نجاست قرآن مجید سے ثابت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ مشرک ناپاک ہیں اس لئے مسجد حرام کے
پاس نہ پھٹکیں اور بت چونکہ پتھر اور جمادات ہیں اس لئے ان میں نجاست نہیں پائی جاتی ورنہ کل پتھروں
کا نجس ہونا لازم آئے گا۔ بلکہ بتوں میں ان مشرکوں کے فعل سے نجاست آگئی ہے جنہوں نے ان کو گھڑا
اور معبود بنا لیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرک بتوں سے زیادہ ناپاک ہیں ذرا سوچئے اور سمجھئے اگر یہ کہا جائے
کہ یہ بات تو بیشک ٹھیک ہے لیکن اس کا ذکر نا ہی کیا ضرور تھا۔ تو میں اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں، کہ
اس کے ذکر کرنے سے عوام کا شبہ رفع کر دینا مقصود ہے۔ جن کا یہ گمان ہے کہ انبیاء و اولیاء سارے جہان میں
تصرف کرتے ہیں جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں اسے یاد رکھنا چاہیئے مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک پنجابی آپ کے
دل میں کچھ وسوسہ ڈالتا ہے پس اے شیخ آپ اس کے حال سے واقف نہیں وہ تو ایک بے عقل مخبوط الحواس
غبی اور جاہل آدمی ہے اور اپنے آپ کو بڑا فاضل جانتا ہے حالانکہ اسے داہنے بائیں کی تمیز نہیں وہ فی الواقع
دجال کا نائب ہے کیونکہ کبھی کہتا ہے کہ میں محبوب سبحانی کا بندہ ہوں اور کبھی کہتا ہے کہ عبد القادر جیلانی ؒ
روزی دینے والے ہیں۔ ایسے کلمات کفر ہے کہ جن کو علماء سے قطع نظر جہلا بھی گوارہ نہیں کر سکتے خدا کی پناہ آپ
سے توقع ہے کہ میرے بارہ میں اس کے کلام کی تصدیق نہ کریں گے کیونکہ وہ شخص سامری صفت ہے۔ خدا
اس کو سیدھی راہ دکھائے اور ہمیں تمہیں اپنے مضبوط دین پر ثابت رکھے اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار
مخدوم شفیع محمدن المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو منتخب ہیں اور ان کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور
ان کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرمائے فقط یہ خط سنہ بارہ سو چالیس میں اس

وقت تمام ہوا جبکہ میں کانپور میں تھا اور رسید لبغدادی کے نام بھیجا گیا تھا جبکہ جاہلوں نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا اسے پڑھ لینے کے بعد وہ عذر کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور یہ کہا کہ تم نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے۔ بالکل ٹھیک ہے اور میں نے جو کچھ آپ کی نسبت کہا وہ محض اس وجہ سے تھا کہ میں آپ کا کلام سمجھ نہ سکا کیونکہ آپ کا رسالہ اردو زبان میں تھا اور میں عرب کا رہنے والا ہوں اردو بالکل نہیں سمجھتا اس پنجابی نے آپ پر بہتان کیا اور مجھے غلط ترجمہ کرکے سنایا آپ مجھ سے خفا نہ ہوں۔ تمت"

پھر جب کہ مخلوق ہونے اور محتاج رزق ہونے میں سب بندے۔ انبیا و اولیاء، غنی، فقیر، تندرست مریض، عالم، جاہل، مومن، کافر، صالح اور فاسق یکساں اور برابر ہیں کہ سب کا خالق و رازق مالک و مولیٰ وہی ہے، چنانچہ جب مسیح پرست نصاریٰ کا حق تعالےٰ نے رد فرمایا تو ساتھ ہی ساتھ مسیح علیہ السلام کی عبدیت ولوازم وحوائج عبدیت کھانے پینے اور ہلاک کر دینے کا اظہار فرمایا۔ تاکہ نصاریٰ کا زعم باطل ابن اللہ اور الوہیت کی نفی ہوکر عبدیت کا محتاج ہونا واضح ہو جاوے۔ اور یہ کچھ مسیح علیہ السلام کی عزت وشان میں جو حق تعالےٰ نے ان کو برگزیدہ فرمایا ہے نقصان کا باعث نہیں ہے، چنانچہ حق تعالیٰ نے سورہ مائدہ میں دو مقام پر فرمایا۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا (رکوع ۳) وَمَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ (رکوع ۱۰)

یعنی "بیشک کافر ہوئے جنہوں نے کہا اللہ وہی مسیح ہے مریم کا بیٹا۔ تو کہہ پھر کسی کا چلتا ہے اللہ سے ندرہ اگر وہ چاہے کہ کھپا دے مسیح مریم کے بیٹے کو اور اس کی ماں کو اور جتنے لوگ ہیں زمین میں سارے" "اور کچھ نہیں مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول ہے گذر چکے اس سے پہلے بہت رسول۔ اور اس کی ماں ولی ہے دونوں کھاتے تھے کھانا دیکھ ہم کیسے بتاتے ہیں۔ ان کو نشانیاں۔ پھر دیکھ کہاں الٹے جاتے ہیں"

تفسیر موضح القرآن میں شاہ عبد القادر صاحب رح فرماتے ہیں "ف اللہ صاحب کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تا ان کی امت ان کو بندگی کی حد سے زیادہ نہ ٹھہرادیں" (یعنی اس سے زیادہ کیا نشانی کہ جو شخص کھانا کھاوے اسے سب حاجت بشری لگے اللہ کی ذات پاک اس لائق کب ہے" اگر مسیح علیہ السلام بقول نصاریٰ الٰہ ہوتے تو قدرت رکھتے اور ضعف وحوائج بشری کھانے پینے

پیشاب پاخانہ میں مانند حیوانات کے نہ ہوتے۔ اور جو اس طرح ہو وہ کیونکر اللہ ہو سکتا ہے۔ چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رح تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں ولوکان المسیح الٰہا لقد رعلیہ کغیرہما من الحیوانات ومن کان کذٰلک لا یکون الٰہا لترکیبہ ضعفہ وما ینشأ منہ من البول والغائط اور یہی دیگر تفاسیر بیضاوی وغیرہا میں مرقوم ہے۔ یہی وہ امام جلال الدین سیوطی ہیں جن کو مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فرائد النور ص۲۷ اور الکلمۃ العلیا ص۸۳ میں نہایت مستند جان کر لکھا ہے کہ

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ جو اپنے زمانہ کے مجدد ہیں جیسا کہ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ الباری مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص۲۴۷ میں فرماتے ہیں یعنی ہمارے شیخ المشائخ سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ وہ ہیں جنہوں نے علم تفسیر کو در منثور میں زندہ کیا اور جمیع احادیث متفرقہ کو اپنی مشہور جامع میں جمع فرمایا کوئی فن نہیں چھوڑا جس میں کوئی متن یا شرح نہ لکھی ہو۔ وہ اپنے زمانہ کے مجدد ہونے کے مستحق ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے دعوے کیا ہے اور وہ اپنے دعوے میں مقبول و مشکور ہیں،، ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اسی دفع توہم جہلاء کے لئے امام طحطاوی شارح درمختار نذر غیر اللہ کے باب میں فرماتے ہیں،،

اعلموان بیان احکام الشریعۃ مما یجب علی العلماء ولیس فی ذٰلک تنقیص الولی کما یظنہ بعض من لا خلاق لہ بل ھذا مما یرضی بہ الولی لو کان حیا وسئل عنہ ذٰلک اجاب بالحق واغضبہ نسبۃ التاثیر لہ وتامل قولہ فی حق السید عیسیٰ علیہ السلام ان ھو الا عبد انعمنا علیہ (سورہ زخرف)	یعنی جاننا چاہیئے کہ احکام شریعت کا بیان کرنا علماء پر واجب ہے اور اس میں ولی کی تنقیص نہیں ہے جس طرح انجان لوگ گمان کرتے ہیں، بلکہ ولی اسی امر سے راضی ہیں اگر ان کی حیات میں ان سے اس امر کا سوال ہوتا تو حق کے ساتھ جواب دیتے۔ اور اپنی طرف تاثیر کی نسبت کرنے سے ناراض ہوتے اور تامل کر حق تعالےٰ کے فرمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یعنی وہ کیا ہے ایک بندہ ہے ہم نے اس پر انعام کیا ہے،،

علی ہذا مولوی نعیم الدین کے مسلمہ مستند مولوی محمد حسین صاحب تمنا مرادآبادی مرحوم اپنے رسالہ اثبات النقل بالعقل ص۷ میں لکھتے ہیں۔

دلقول نصاریٰ اگر بیٹا جنا تا۔ کسی عمدہ حور سے نوری بیٹا صورت و سیرت میں سارے عالم سے افضل اور اعلیٰ جنا تا ایک خاکی عورت سے جس کے شکم میں فضلات غذا موجود خاکی اور خاکی آدمیوں کی شکل صورت و سیرت

میں دفع فضلات غذا کرتا ہوا،،

پس مولوی نعیم الدین نامعلوم اپنے جہل وعناد سے خصوصًا علامہ علی قاری رح اور علامہ جلال الدین سیوطی رح وغیرہم کو مولانا شہید مرحوم کی ضد کی بدولت کس درجہ گستاخ وبے ادب منکر فضائل و کمالات انبیاء و اولیاء بنا دیں گے، حالانکہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء عظام کی عزت و تعظیم کا حق جس طرح مولانا شہید مرحوم نے خصوصًا خطبۂ تقویۃ الایمان اور منصب امامت وصراط مستقیم وغیرہا کتب میں بیان فرمایا ہے۔ یہ موحدین متبعین سنت ہی کا حق ہے مبتدعین قبر پرستوں بے دینوں خصوصًا مولوی نعیم الدین کا کیا منہ ہے۔ جو تعظیم و توقیر کر سکے اسے تو اپنے حلوے مانڈوں چڑھاؤوں سے کام ہے۔ اس کو اپنی روزی چھوٹ جانے کا شرب وروز غم اور جلن ہے۔ افسوس جہلاء کے قلوب کس طرح زنگ آلودہ ہو گئے۔ اور ان امور شرکیہ کی ظاہر برائی دیکھتے ہوئے ناحق کی حمایت کئے جاتے ہیں۔

قولہ ص۱۱۸ تا ۱۲۴ فہرست شرکیات وہابیہ مع جواب، نمبر شمار وہ امور جو مولوی اسمعیل کے نزدیک اللہ تعالےٰ نے اپنے لئے خاص کر لئے ہیں اور غیر کے لئے ان کا ثابت کرنا شرک ہے۔ مختصر جواب الی آخرہ

اقول۔ یہ بصورت جدول نقشہ بنا کر گذشتہ مباحث محض لایعنی بغرض تطویل لوٹائے گئے ہیں، جن کے مکمل جوابات ناظرین کے ملاحظہ سے گزر چکے واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

ذاتی اور عطائی کی بے نتیجہ تقسیم

قولہ ص۱۲۵ تا ۱۲۸ اتنے شرک لکھ کر مولوی اسمٰعیل صاحب کہتے ہیں۔

سوان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں شرک ہیں اس کو اشراک فی العلم کہتے ہیں، یعنی اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا، سو اس عقیدہ سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ عقیدہ انبیاء و اولیاء سے رکھے خواہ پیر و شہید سے خواہ امام و امام زادے سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے۔ غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان ص۱۰۔ اب غور فرمائیے کہ علم ذاتی کا اثبات غیر خدا کے لئے بیشک شرک ہے اور اس میں یہ شرط نہیں کہ تمام چیزوں کا علم اس کے لئے ثابت کرے یا غائب کا جبھی شرک ہو بلکہ اگر کوئی شخص کسی کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ثابت کرے تو بھی مشرک پھر خواہ وہ ذرہ سامنے ہی رکھا ہوا ہو۔ الحمدللہ دنیا میں کوئی مسلمان کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی نہیں مانتا، لیکن مولوی اسمٰعیل

صاحب حکم شرک کو علم ذاتی کے اعتقاد تک محدود نہیں رکھتے۔ بلکہ علم عطائی کے اعتقاد پر بھی شرک کا حکم دیتے ہیں، اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا تو ان کے نزدیک ضرور خدا کا علم بھی عطائی اور غیر سے حاصل کیا ہوا ہوگا۔ اور یہ بے شبہ کفر ہے۔ دوسرا حصہ اشراک فی التصرف کے نام سے موسوم کیا ہے اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عالم میں ارادہ سے تصرف کرنا اور اپنا حکم جاری کرنا اور اپنی خواہش سے مارنا اور جلانا روزی کی کشائش اور تنگی کرنی اور تندرست اور بیمار کرنا۔ فتح و شکست دینی اقبال و ادبار دینا مرادیں پوری کرنی حاجتیں برلانی بلائیں ٹالنی مشکل میں دستگیری کرنی برے وقت میں پہنچنا۔ یہ سب اللہ ہی کی شان ہے اور کسی انبیاء و اولیاء کی پیر و شہید کی بھوت و پری کی یہ شان نہیں جو کوئی کسی کو ایسا تصرف ثابت کرے اور اس سے مرادیں مانگے اور اس توقع پر نذر و نیاز کرے، اور اس کی منتیں مانے اور اس کو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہو جاتا ہے اور اس کو اشراک فی التصرف کہتے ہیں۔ یعنی اللہ کا سا تصرف ثابت کرنا محض شرک ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت ان کو خود بخود ہے، خواہ یوں سمجھے کہ اللہ نے انکو ایسی قدرت بخشی ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے۔ تقویۃ الایمان صلا-۱۱

نذر و نیاز کا مسئلہ تو ہم بیان کر چکے صاحب تقویۃ الایمان نیاز و نذر کا ایسا دشمن ہے کہ بے موقع اس کا ذکر لے آتا ہے۔ مسئلہ صرف اتنا تھا کہ غیر خدا کے لئے تصرف ثابت کرنا کیسا ہے۔ ایک تصرف بالذات اور بالاستقلال وہ تو اللہ تعالے کے ساتھ خاص ہے ایک ذرہ کو بے اس کے حکم کے کوئی جنبش نہیں دے سکتا۔ لہذا غیر خدا کو متصرف بالذات سمجھنا یقیناً شرک ہے۔ دوسری قسم تصرف بعطائے الٰہی ہے۔ اس قسم کا تصرف خود ہمیں حاصل ہے رات دن ہم دنیا میں تصرف کرتے رہتے ہیں۔ کسی کو تکلیف دیتے ہیں کسی کو آرام پہنچاتے ہیں۔ کسی کو مارتے ہیں کسی کو باندھتے ہیں۔ کسی پر سواری کرتے ہیں۔ کسی کو شکار کرتے ہیں۔ کسی کو کھا جاتے ہیں۔ یہ تمام تصرفات ہی تو ہیں، تو تمام عالم ہی اسمٰعیل کے نزدیک مشرک ہوا۔ خدا تعالیٰ کی عطا کی ہوئی قدرت سے متصرف سمجھے۔ جب بھی وہابیہ کے نزدیک مشرک، وہابی کو کوئی مار دے، تو وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ مجھے فلانے نے مارا۔ مگر وہابی ان میں سے کسی بات کو شرک نہیں کہتے۔ رات دن اپنی تعلیان کیا کرتے ہیں، کہ ہم نے یہ کیا اور وہ کیا۔ اور نہیں سمجھتے کہ تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہو گئے۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ تقویۃ الایمان والے کا روئے سخن ہماری طرف نہیں ہے وہ بد نصیب انبیاء و اولیا محبوبان خدا کا دشمن ہے ان کے تصرف کا انکار کرتا ہے، مگر اس بد باطن کے انکار سے کیا ہو سکتا ہے اللہ تبارک و تعالے نے اپنی کتاب حکیم قرآن عظیم میں اپنے محبوبوں

کے تصرفات کا بکثرت ذکر فرمایا ہے اھ ملخصاً بلفظہ

اقول بیشک سارے علوم وقدرت اور تصرفات حق تعالیٰ جل شانہ کے ذاتی اور ازلی ہیں کوئی ذرہ اس کے علم وقدرت اور تصرف سے باہر نہیں، چنانچہ یہ امر تقویۃ الایمان سے مدلل بقرآن وحدیث واضح ہے، تاہم بلحاظ اس مقام کے ناظرین کے سامنے چند آیات کلام ربانی پیش کی جاتی ہیں۔ سورہ انعام میں حق تعالیٰ نے فرمایا

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ۔

یعنی "اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے۔ اور نہیں جھڑتا کوئی پتہ مگر اس کو وہ جانتا ہے۔ اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا اور نہ سوکھا جو نہیں کھلی کتاب میں"

اور سورہ اعراف میں فرمایا۔

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَكُمْ وَلَا أَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُونَ

یعنی "اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے نہیں کر سکتے تمہاری مدد اور نہ اپنی جان بچا سکیں"

اور سورہ نحل میں فرمایا۔

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ

یعنی "اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا ہوتے ہیں مردے ہیں جن میں جی نہیں اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جاوینگے"

اور سورہ کہف میں فرمایا۔

أَفَحَسِبَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنْ يَتَّخِذُوا عِبَادِي مِنْ دُونِي أَوْلِيَاءَ إِنَّا أَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكَافِرِينَ نُزُلًا ۔

یعنی "اب کیا سمجھے ہیں منکر کہ ٹھہراویں میرے بندوں کو میرے سوائے حمایتی ہم نے رکھا ہے دوزخ منکروں کی مہمانی"

اور سورہ فرقان میں فرمایا۔

وَاتَّخَذُوا مِنْ دُونِهِ آلِهَةً لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ وَلَا يَمْلِكُونَ لِأَنْفُسِهِمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا وَلَا يَمْلِكُونَ مَوْتًا وَلَا حَيَاةً وَلَا

یعنی "اور لوگوں نے پکڑے ہیں اس سے درے کتنے حاکم جو نہیں پیدا کرتے کوئی چیز اور خود پیدا شدہ ہیں اور نہیں مالک اپنے نفسوں کے نقصان اور نفع کے اور نہیں مالک مرنے کے اور نہ جینے کے اور نہ جی

نُشُوۡرًا — اٹھنے کے"

اور سورہ نمل میں فرمایا۔

وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ اَيَّانَ يُبۡعَثُوۡنَ — یعنی "اور ان کو خبر نہیں کب اٹھائے جائیں گے"

اور سورہ فاطر میں فرمایا۔

وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَكُمۡ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ

یعنی "اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوا مالک نہیں ایک چھلکے کے اگر تم ان کو پکارو سنیں نہیں تمہاری پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور قیامت کے دن منکر ہوں گے، تمہارے شریک ٹھہرانے سے"

نیز سورہ فاطر میں فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمۡسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ اَنۡ تَزُوۡلَا وَلَئِنۡ زَالَتَاۤ اِنۡ اَمۡسَكَهُمَا مِنۡ اَحَدٍ مِّنۡ بَعۡدِهٖ

یعنی "تحقیق اللہ تھام رہا ہے آسمانوں کو اور زمین کو کہ ٹل نہ جاویں اور اگر ٹل جاویں تو کوئی نہ تھام سکے ان کو اس کے سوا کے"

اور سورہ احقاف میں فرمایا۔

وَمَنۡ اَضَلُّ مِمَّنۡ يَّدۡعُوۡا مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مَنۡ لَّا يَسۡتَجِيۡبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوۡمِ الۡقِيٰمَةِ وَهُمۡ عَنۡ دُعَآئِهِمۡ غٰفِلُوۡنَ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوۡا لَهُمۡ اَعۡدَآءً وَّكَانُوۡا بِعِبَادَتِهِمۡ كٰفِرِيۡنَ ۝

یعنی "اور اس سے زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگ جمع ہوں گے وہ ہوں گے ان کے دشمن اور ہوں گے ان کے پوجنے سے منکر"

علاوہ بریں سینکڑوں آیات قرآن پاک کی اس مضمون میں صراحتًہ وارد ہیں بغرض طوالت اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اخبار الاخیار ص۲۳۳ میں فرماتے ہیں۔

مثلاً عدد ریگ بیابان وقطرات باران اصلا معلوم بشر نیست چہ ہیچ فرد از افراد بشری مطلع برآں نیست و نہ مجموع افراد بشری نیز۔

یعنی "مثلاً تعداد بیابان کے ذروں کی اور قطرات بارش کی بشر کے علم سے باہر ہیں کیونکہ کوئی فرد افراد بشر کا یا مجموعہ بشر کا ان پر مطلع نہیں ہے"

ناظرین پر ان آیات بینات سے روشن ہو گیا کہ بعد گزرنے اس نظام عالم دنیا کے انبیاء و اولیاء

کوئی کسی کی مدد مراد حاجت برار ی مشکل کشائی فریادرسی ہر گز نہیں کرسکتے کیونکہ ان امور کے لئے حاضر وناظر ہونا قدرت و تصرف کا اختیار حاصل ہونا لازم ہے اور یہ بجز حق تعالیٰ مالک الملک شہنشاہ عالم جل شانہ کے ہرگز کسی کی شان ہو نہیں سکتی اگر مولوی نعیم الدین کے نزدیک تصرف بعطائے الٰہی جس طرح خود کہتے ہیں کہ اس قسم کا تصرف خود ہمیں حاصل ہے کسی کو مارتے ہیں کسی کو تکلیف پہنچاتے ہیں وغیرہ یعنی جو احکام دنیا حق تعالےٰ کے اور امر و نواہی حرفت و صنعت وغیرہم کے علوم و قدرت تصرف بندوں کو عطا فرمائے گئے ہیں حتیٰ کہ شہد کی مکھی کو بھی حق تعالےٰ نے الہام فرمایا چنانچہ سورہ نحل میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَاَوْحٰی رَبُّکَ اِلَی النَّحْلِ اَنِ اتَّخِذِیْ مِنَ الْجِبَالِ بُیُوْتًا وَّمِنَ الشَّجَرِ وَمِمَّا یَعْرِشُوْنَ ثُمَّ کُلِیْ مِنْ کُلِّ الثَّمَرٰتِ فَاسْلُکِیْ سُبُلَ رَبِّکِ ذُلُلًا یَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِیْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ

یعنی ور اور حکم بھیجا تیرے رب نے شہد کی مکھی کو کہ بنالے پہاڑوں میں گھر اور درختوں میں اور جہاں چھتریاں ڈالتے ہیں پھر کھا ہر طرح کے میووں سے۔ پھر چل راہوں میں اپنے رب کی صاف پڑی ہیں نکلتی ہے ان کے پیٹ میں سے پینے کی چیز جس کے کئی رنگ ہیں اس میں آزار چنگے ہوتے ہیں لوگوں کے اس میں نشانی ہے ان لوگوں کو جو دھیان کرتے ہیں۔

چہ جائیکہ انسان اشرف المخلوقات خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے علوم معارف عطا ہونے کو قیاس کرکے انبیاء و اولیاء و شہداء وغیرہم کو بعد گزرنے اس عالم اسباب کے حاضر و ناظر جان کر قدرت و تصرف کا عقیدہ رکھنا جیسے محض باطل ہے۔ کیونکہ یہ عقائد اور ایمان و کفر کا معاملہ ہے اس میں نص قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ لازم ہے حتیٰ کہ حنفیہ کے نزدیک خبر احاد بھی معتبر نہیں چہ جائیکہ محض پھکڑ بازی کہ اس قسم کا تصرف ہمیں حاصل ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فتاوی رضویہ ج ۱ ص۶ میں لکھتے ہیں حدیث الاحاد لایفید الاعتماد فی باب الاعتقاد

پس مسئلہ زیر بحث تو یہ ہے کہ مولوی نعیم الدین صرف ایک ہی آیت قرآن پاک کی بعد گزرنے انبیاء و اولیاء کے اس عالم سے صراحتاً حاضر و ناظر قدرت و تصرف ہونے پر پیش کریں ورنہ حسب آیۃ کریمہ سورۃ احقاف کے خود حضرات انبیاء علیہم السلام قیامت میں مدد پکارنے والوں مردودوں بدبختوں کے دشمن ہوں گے باقی نذر و نیاز غیر اللہ کا شرک ہونا مفصل واضح ہو چکا ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے بحیلہ ایصال ثواب بنا کر عوام کو گمراہ کیا ہے نعوذ باللہ منہا۔ دیکھو مولوی نعیم الدین کے ص۸۸ و ۸۹ کا جواب

قولہ ص۱۲۹ و ۱۳۰ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی جو اسمٰعیل کے دادا پیر ہیں آیہ کریمہ انی جاعل فی الارض خلیفۃ کی تفسیر میں فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں جو میری خلافت کرے اور زمین کی چیزوں میں تصرف کرے اور بغیر اس کے متصور نہیں کہ ان اسباب میں جو آسمان کے ساتھ مربوط ہیں تصرف کرے اس لئے اگرچہ وہ خلیفہ زمین کے عناصر سے پیدا ہو اور محل کون و فساد میں سکونت کرے۔ لیکن اس میں آسمانی روح پھونکوں گا۔ جس کے سبب سے وہ ساکنان آسمان اور موکلان کواکب پر بھی حکمرانی کرے اور انہیں اپنے کام میں مصروف کرے۔ انتہی تفسیر عزیزی ص۱۹۷۔ شاہ صاحب رح نے اس تفسیر میں خلیفہ کے لئے اشیائے زمین و آسمان میں تصرف اور ساکنان افلاک اور کواکب کے موکلوں پر حکمرانی ثابت کی تقویۃ الایمان والے سے پوچھو یہ دادا پیر کا کتنا بڑا ڈبل شرک ہے اور ابھی کیا ہے۔ دل جگر پھونک دینے والے جملے تو یہ ہیں جو شاہ صاحب فرماتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خلیفہ کو ایسی قدرت دی۔ جو اس کی اپنی قدرت کا نمونہ ہے۔ بایں معنی کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ حقائق متاصلہ کے وجود کا سبب ہے ایسی ہی اس خلیفہ کی قدرت جمع و تفریق تحلیل و ترکیب اور حکایات و تصویر میں بے شمار مصنوعات کا سبب ہے۔ شاہ صاحب اس کے بعد فرماتے ہیں۔ پس تمام صفات اور ان کے آثار میں اللہ تعالیٰ کی صفات علیا کا نمونہ ہو گیا۔ اور خلافت کے معنی ثابت ہو گئے۔ تفسیر عزیزی ص۱۹۸ پھر فرماتے ہیں اور اس علم شریف سے آسمانوں کے ملک میں تصرف کرنا شروع ہو گیا۔ شاہ صاحب دوسری جگہ فرماتے ہیں حقیقت خلافت عالم کے کل منافع کے استیفا اور ان میں تصرف کرنا ہے جیسا کہ کی تفسیر میں مذکور ہوا۔ اور عالم کے منافع کل کے کل فرشتوں کے ہاتھ میں ہیں۔ تفسیر عزیزی ص۲۰۲ پر اسی تفسیر میں فرماتے ہیں پیر میں بشریت کے احکام دیکھ کر اس سے نہ بھاگے اور بے اعتقاد نہ ہو۔ بلکہ اس کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ جانے اور طریقت کا دستگیر سمجھے۔ تفسیر عزیزی ص۵۷۵ لیکن تقویۃ الایمان کے حکم سے یہ بہت وزنی شرک ہے اب وہابی صاحبان فرمائیں کہ تقویۃ الایمان کو مان کر شاہ صاحب کو مشرک کہیں گے یا اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان کو بے دین سمجھیں گے فیصلہ کریں۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے قصیدہ اطیب النغم کے اشعار اسی کتاب کے ص۵۶ میں نقل ہو چکے ہیں۔ شاہ صاحب موصوف نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو واہب دافع البلا دافع مصیبت شفیع حاجت روا کہا ہے آپ سے مدد مانگی ہے عطاؤں کی کنجیاں آپ کے ہاتھ میں بتائیں ہیں تصرف کا ایسا زبردست اعتقاد رکھ کر شاہ صاحب مشرک ہوئے۔ یا تقویۃ الایمان والا گمراہ ہے وہابی فیصلہ کریں۔

اقول مولوی نعیم الدین کی کمال درجہ بے عقلی اور سفاہت ہے کہ جن امور میں حق تعالے نے اپنے

بندوں کو نظام عالم اسباب کا علم و قدرت و تصرف عطا فرما کر مکلف بنایا ہے جس طرح علم خلافت آدم علیہ السلام علمہ ادم الاسماء کلھا فرما کر۔ پس اس پر قیاس باطل کر کے عالم برزخ میں قدرت و تصرف کا شرکیہ عقیدہ رکھ کر انبیاء و اولیاء سے طالب حاجات و حل مشکلات برآت کو کے عام لوگوں کو محض طمع دنیوی سے گمراہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ خود جناب شاہ عبد العزیز صاحب مولانا شہید مرحوم کے دادا پیر و تایا ابا بحث خلافت حضرت آدم علیہ السلام ہی کے ضمن میں تفسیر فتح العزیز ج ا صـ۲۰۳ میں فرماتے ہیں

تعلیم اسماء حضرت آدم را بدو وجہ بود قدر ضروری را ازاں کہ تخاطب و افادہ و استفادہ برآں موقوف بود اھ	یعنی ’’تعلیم اسماء حضرت آدم علیہ السلام کے لئے دو وجہ سے تھی قدر ضروری ان میں سے کہ جس کے سبب خطاب کیا جاوے اور افادہ و استفادہ اس پر موقوف ہو‘‘

اور صـ۲۰۸ میں فرماتے ہیں

و قدرتے کہ بر افعال شاقہ (ملائکہ) دارند عشر عشیر آں نصیب آدم و آدمیان نشدہ در رفع حجب و معاینہ تجلیات الٰہی و سماع خطاب او تعالیٰ بلا واسطہ و قرب و منزلتے کہ عند اللہ ایشاں را حاصل است بالبداہتہ آدمیاں را میسر نیست۔	یعنی ’’جو قدرت کہ بڑے بڑے سخت کاموں میں (ملائکہ) رکھتے ہیں آدم اور آدمیوں کے لئے عشر عشیر بھی اس کا نصیب نہیں ہے اور رفع حجابوں کا اور مشاہدہ تجلیات الٰہی کا اور سننا خطاب حق تعالیٰ کا بلا واسطے اور قرب و مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جس قدر ان کو حاصل ہے آدمیوں کو میسر نہیں ہے‘‘

اور صـ۲۱۸ میں فرماتے ہیں۔

ای آدم ہر چند ما ترا برائے خلافت زمین و عمارت آں پیدا کردہ ام لیکن ترا وضع خلافت و طریق عمارت آں معلوم نمی تواند شد مگر وقتیکہ چندے در بہشت سکونت نمائی ۔	یعنی ’’اے آدم ہر چند کہ ہم نے تجھ کو واسطے خلافت زمین اور اس کی عمارت کے لئے پیدا کیا لیکن تجھ کو وضع خلافت اور طریق اس کی تعمیر کا معلوم نہیں ہو سکتا۔ مگر جب کہ کتنی مدت بہشت میں رہے‘‘

اور صـ۲۳ میں فرماتے ہیں۔

و لہذا ہول روز قیامت کفار و فاسق و مومنین بلکہ انبیاء و مرسلین را نیز عام	یعنی ’’اسی لئے ہول روز قیامت کا کافروں اور فاسقوں اور مسلمانوں کو بلکہ انبیاء و مرسلین کو

خواہد بود　　　　　　　　　　　　　　بھی عام ہوگا"

اسی طرح دیگر بکثرت واقعات ہیں بوجہ عدم علم درخت گیہوں سے اجتناب نہ فرمانا۔ اور حق تعالی کا فرمانا کہ اے آدم میری عبادت کے لئے خانہ کعبہ بنا تو عرض کیا بار الہٰ اس گھر کو کہاں بناؤں۔ تو فرمایا اس مقام پر جہاں تیرے بدن کی خاک خمیر کی تھی۔ عرض کیا مجھے نشان اس مقام کا بتانا چاہیئے۔ جبرئیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ آدم کو نشان بتادا اور فرشتوں کو حکم ہوا کہ زمین کی تہ سے بنیاد خانہ کعبہ بھرلادیں۔ وغیرہ کذا فی تفسیر فتح العزیز پس کس قدر شیطان لعین نے مولوی نعیم الدین کی عقل ماردی ہے کہ حق و باطل میں اور توحید و شرک میں تمیز جاتی رہی۔

علی ہذا کسی موحد متبع سنت صالح کے ہاتھ پر بیعت ہونا جو حقیقتاً اللہ کے ہاتھ پر عہد کرنا ہے بحکم قرآن پاک سورہ فتح کے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ فَمَنۡ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنۡکُثُ عَلٰی نَفۡسِہٖ وَمَنۡ اَوۡفٰی بِمَا عٰھَدَ عَلَیۡہُ اللّٰہَ فَسَیُؤۡتِیۡہِ اَجۡرًا عَظِیۡمًا۔

یعنی "جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سوائے اس کے نہیں کہ وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے اللہ کا ہاتھ ہے ان کے ہاتھ کے اوپر۔ پھر جو کوئی توڑے قول سو توڑتا ہے اپنے برے کو اور جو کوئی پورا کرتا ہے جس پر اقرار کیا اللہ سے وہ دے گا اس کو اجر بڑا"

اور سورہ انفال میں فرمایا۔

فَلَمۡ تَقۡتُلُوۡھُمۡ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ قَتَلَھُمۡ وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی۔

یعنی "پس تم نے ان کو نہیں مارا۔ لیکن اللہ نے مارا اور تو نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جو وقت پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی"

برخلاف اس کے مبتدعین قبر پرستوں کی بیعت حرام موجب ضلالت و گمراہی ہے۔ علی ہذا حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رح کے اشعار کا جواب مولوی نعیم الدین کے صـ۶۵ کے جواب میں مفصل گزر چکا کہ صلاۃ و سلام اور اظہار کمالات و احسانات جود و سخاو شافع محشر ہونے پر مشتمل ہیں نہ طلب مرادات شرکیہ پر معاذ اللہ جس کا شرک ہونا بحوالہ آپ کی حجۃ اللہ البالغہ معہ تصدیق مولوی نعیم الدین کے استاد مولوی محمد گل خاں صاحب سے مرقوم ہوا۔ نیز شاہ صاحب موصوف البلاغ المبین صـ۷ میں فرماتے ہیں۔

درعہد خلافت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ امساک باران شدہ بود خلیفہ با جم غفیر برائے استسقا در مدینہ منورہ رفت وبعباس رضی اللہ عنہ کہ عم آن سرور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بود توسل نمود وگفت اللھم انا کنا نتوسل بنبیك ونحن الآن نتوسل بعم نبیك یعنی ای بار خدایا بودیم کہ میکردیم توسل بہ پیغامبر تو والحال توسل مینمائیم بعم پیغامبر تو ازینجا ثابت شد کہ توسل بگذشتگان وغائبان جائز نداشتہ اند وگرنہ عباس رضی اللہ عنہ از سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہتر نبود چرا نگفت کہ توسل میکردیم بپیغمبر تو والحال توسل میکنند بروح پیغمبر تو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یعنی "بوجہ نہ ہونے بارش کے امیر المومنین خلیفہ عمر رضی اللہ عنہ جماعت کثیر کے ہمراہ طلب باران کے لئے نکلے اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ چچا سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے طلب باران کی حق تعالیٰ کے حضور میں درخواست کی کہ یا اللہ ہم بوسیلہ تیرے نبی کے درخواست کرتے تھے اور اب بوسیلہ چچا تیرے پیغمبر کے درخواست کرتے ہیں اس مقام پر ثابت ہوا کہ توسل گذرے ہوؤں اور غائبوں سے جائز نہ رکھتے تھے۔ وگرنہ عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہتر نہ تھے۔ کس لئے نہ کہا کہ ہم توسل کرتے تھے تیرے پیغمبر کے ذریعے سے اور اب توسل ہم کرتے ہیں تیرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح کے ذریعہ سے"

اور ص۲۴۲ میں فرماتے ہیں

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زیادہ از دو سال خلیفہ آنحضرت بود وانواع مشکلات ہمدرین اثنا در پیش آمد وہیچ کس از راویان اخبار صحیحہ نیاوردہ است کہ ابوبکر در فلاں مہم استغاثہ واستعانت بقبر شریف آن سرور کردہ بود نعوذ باللہ من ذلک کہ ابوبکر صدیق این چنیں بدعت شرکیہ بصدد رآمدہ باشد

یعنی "ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ دو سال سے زیادہ خلیفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رہے اور طرح طرح کی مشکلات اس اثنا میں پیش آئیں اور کسی راویان اخبار صحیحہ سے منقول نہیں ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فلاں مہم میں استغاثہ اور استعانت فرمائی مشکل کشائی قبر شریف سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہو پناہ اللہ تعالیٰ کی اس امر سے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اس قسم کی بدعت شرکیہ کا صادر ہونا واقع ہوا ہو دے"

اور ص۲۴۳ میں علامات شرکیہ مسلمین میں فرماتے ہیں۔

اعتقاد وسعت علم شیخ واطلاع بر سرائر مخلوقیں آنست کہ بیشتر اوقات از دور و

یعنی در منجملہ اعتقاد وسعت علم شیخ اور اطلاع ہونے پوشیدہ باتوں پر مخلوقات میں سے یہ ہے کہ اکثر اوقات دور و نزدیک

نزدیک در حاجات خود ہا ندا، استغاثہ میکنند وبعضے وظائف بطریق اذکار مشتمل بر ندائے اسمائے بزرگان در صبح وشام التزام کردہ اند	سے اپنی حاجتوں میں ندائیں فریادیں کرتے ہیں اور بعضے وظیفوں میں بطریق اذکار جو ندا پر مشتمل ہوتے ہیں، بزرگوں کے نام صبح اور شام التزام کرکے ورد کرتے ہیں،،

اور ص۱۸۲ میں فرماتے ہیں۔

پیر پرستان در مقابلہ آیات الٰہی واحادیث نبوی واقوال اولیاء امت مرحومہ تاویلات عقلی می نمایند۔	یعنی دو پیر پرست لوگ بمقابلہ آیات الٰہی اور احادیث نبوی واقوال اولیاء امت مرحومہ کے تاویلات عقلی کرتے ہیں،،

اب عموماً جملہ مبتدعین گور پرست حضرات انبیاء اور اولیاء کو حاضر وناظر جان کر ندا کرنے والے فریاد رسی چاہنے والے، متصرف فی الامور سمجھنے والے اور خصوصاً سرغنہ مولوی نعیم الدین سب جمع ہو کر بتائیں کہ حسب کلام شاہ عبدالعزیز صاحب وشاہ ولی اللہ صاحب رح کے بتائید تقویۃ الایمان شرک میں مبتلا ہوئے یا نہیں

بریلویت اور شیعہ

قولہ ص۱۳۲۱۳۱ ہم نے اسی کتاب کے صفحہ ۶۲، ۶۳ میں قرآن پاک اور حدیث شریف سے مقربان بارگاہ کے تصرفات کا ذکر کیا ہے، مگر مصنف تقویۃ الایمان کو نہ قرآن کی پرواہ نہ حدیث کا لحاظ مسلمانوں کو مشرک کہنے پر اڑا ہوا ہے اور لطف یہ ہے کہ خود اس نے شرک کی جو تعریف کی ہے یہاں وہ بھی صادق نہیں آتی اور انبیاء واولیاء و دیگر مقربان بارگاہ حق کی شان میں نہایت بے باکانہ گستاخانہ کلمات لکھتا ہے اور اندھے مقلد معتقد قرآن وحدیث چھوڑ کر اس پر ایمان لے آتے ہیں۔ تصرف کے متعلق تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۰، ۱۱ کی عبارت تو ہم اپنی اس کتاب کے صفحہ ۲۷ میں نقل کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ اسی کے متعلق اور چند مقامات کی عبارتیں بھی ملاحظہ فرمائیے۔ ص۱ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ تقویۃ الایمان ص۸، ص۲ کوئی فرشتہ اور آدمی غلام سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا۔ تقویۃ الایمان ص۹ ص۳ نہ اللہ کے سوا کسی کو حاکم سمجھے کہ کسی چیز میں کچھ تصور کرتا ہے نہ کسی کو اپنا مالک ٹھہرائے کہ اس سے اپنی کوئی مراد مانگے اور اپنی حاجت اس کے پاس لے جائے۔ تقویۃ الایمان ص۲۰ ص۴ اس بات کی ان میں کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے ان کو عالم میں تصرف کرنے کی کچھ قدرت دی

ہو۔ تقویۃ الایمان ص۲۸ س۵ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار
تقویۃ الایمان ص۲۹ س۶ جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو
مانے تو اب اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے۔ تقویۃ الایمان ص۱۷ س۷
جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تقویۃ الایمان ص۴۷۔ اس قسم کی عبارات سے
کتاب بھری پڑی ہے۔ منقولہ عبارتوں میں گستاخانہ و بے ادبانہ طرز گفتگو کے علاوہ ساری مخلوق کے
تصرف و اختیار کا انکار کیا ہے وہ بھی اس طرح نہیں کہ کسی کو بالذات تصرف و اختیار حاصل نہیں
بلکہ تصریح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی تصرف
بعطائے الٰہی کا انکار ہے اب تمام دنیا کے وہابی جمع ہو کر بتائیں کہ یہ مضمون قرآن یا حدیث
میں کہاں ہے کوئی ہمت کر کے ایک آیت یا ایک حدیث تو پیش کر دے مگر پیش کہاں سے
سے کرے۔ یہ مضمون آیات و احادیث میں ہے کہاں البتہ صدہا آیتوں اور حدیثوں
کے خلاف ہے۔

اقول۔ جس تصرف غیر اللہ یعنی انبیاء و اولیاء کا عالم برزخ میں اہل دنیا کی حاجات و مشکل
کشائی مرادیں پوری کرنی۔ مولوی نعیم الدین اہل دنیا کے اختیارات و تصرفات اور علم و قدرت
پر محض قیاس باطل سے ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا ساری کتاب میں کہیں ایک
جگہ بھی کسی ایک آیت نص قرآنی اور نص حدیث صحیح قطعی الثبوت سے ثابت نہ کر سکے اور نہ کر سکتے
ہیں۔ ع۔ ایں خیال است و محال است و جنون۔
پھر اس پر اتنی تعلی کہ جامہ سے باہر ہیں کہ ہمچو ما دیگرے نیست۔ صدہا آیتوں اور حدیثوں کا نام
لیتے ہیں۔ ناظرین کرام مولوی نعیم الدین کے حوالہ صفحہ ۶۲، ۶۳ اور ۱۲۷ کو بغور ملاحظہ فرما کر پھر اس
کے جوابات کو ملاحظہ فرما لیں کہ کس قدر بکثرت نصوص آیات و نصوص احادیث صحیحہ اور اکابر
آئمہ دین مسلمہ کے کلام صراحۃً منقول ہو چکے ہیں پس بلا شک و شبہ قطعاً و یقیناً تقویۃ الایمان کے
ساتوں نمبر نقل کردہ مولوی نعیم الدین صحیح اور بالکل صحیح ہیں فماذا بعد الحق الا الضلال
جس کی تفصیل کما حقہ گذر چکی۔ کہ کوئی فرشتہ اور آدمی اللہ کی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اس کے
قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا کہ کسی کی مرادیں بر لا دے ان امور میں سب بندے
بڑے اور چھوٹے برابر ہیں۔ نہ کوئی حاضر و ناظر ہے نہ قدرت و اختیار تامہ رکھتا ہے نہ علم تمام
کائنات عالم کا رکھتا ہے جو مشکل کشائی حاجت بر لانے کے لئے لازم ہے۔ چنانچہ اس کی تفصیل

بھی بحوالہ مسلمہ اقوال کے صراحتہً مرقوم ہو چکی۔ حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رح مکتوب ۱۴۳ صـ۲۷۸ میں فرماتے ہیں۔

اینجا اولیاء و انبیاء و خواص و عوام ہمہ برابر اند اھ

یعنی "اس جگہ اولیاء اور انبیاء اور خواص و عوام سب برابر ہیں"

تفصیل اوپر گذر چکی ہے۔ پس اس کو گستاخانہ و بے ادبانہ طرز کہنا مؤلف کی محض بے علمی اور جہل و عناد ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح تفسیر فتح العزیز پنج ا صـ۲۷ میں فرماتے ہیں۔

و نیز بدانید کہ غیر از ذات حق جل و علا در شدائد دنیا نیز بکار نمی آید زیرا کہ در آں وقت کسے از زندگان و مردگان بفریاد شما نرسید اھ

یعنی "مدیر بھی جان لو کہ سوائے ذات پاک حق جل علا کے دنیا کی سختیوں میں بھی کوئی کام نہیں آتا ہے اس واسطے کہ اس وقت میں کوئی زندوں اور مردوں سے تمہاری فریاد کو نہ پہنچے"

اور صـ۴۰۲ میں فرماتے ہیں۔

و ظاہر است کہ مکنونات ضمائر و قلوب چیز یست کہ غیر از علام الغیوب بر آن مطلع نمی تواند شد اھ

یعنی "ظاہر ہے کہ دل کے بھیدوں پر سوائے علام الغیوب کے کوئی مطلع نہیں ہو سکتا ہے"

اسی طرح مختار نہ ہونے میں خاص ذکر محمد یا علی کا باعث بوجہ غلو کے الوہیت کے حق تعالیٰ جل و علا تک پہنچا دینا جہلا زمانہ علین مثل مولوی نعیم الدین اور فرقہ روافض وغیرہم کا ہوا ہے چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفۂ اثنا عشریہ میں اس کی تفصیل ارقام فرماتے ہیں منجملہ ان کے چند مقام جن کے نقل کرنے سے چارہ نہیں ہے جو حسب ذیل ہیں صـ۵

فرقہ شیعہ غلاۃ کہ ارشد تلامذۂ و اخص الخواص یاران آں خبیث بودند قائل بالوہیت آنجناب شدند۔ در جناب مرتضویؓ آثار منافیہ الوہیت و مقتضیات بشریت موجود است۔ ایضاً صـ۱۳ فرقہ اثنینیہ اند گویند محمد و علی ہر دو الہ اند ایضاً صـ۱۵

یعنی "فرقہائے شیعہ کا غلو کرنا کہ بڑے شاگردوں اور اخص الخواص یاران اس خبیث (ابن سبا) میں سے قائل معبود ہونے جناب (علی) کے ہوئے ہیں، حالانکہ جناب مرتضویؓ میں علامتیں مخالف آلہ ہونے اور مقتضیات بشریت کی موجود ہیں۔ فرقہ اثنینیہ کہتے ہیں محمد اور علی ہر دو معبود الٰہ ہیں" فرقہ مفوضہ کہتے ہیں باری تعالیٰ

مفوضہ گویند باری تعالیٰ خلقت دنیا را
بہ محمد تفویض نمود۔ ایضاً ص۱۵۳ فرقہ مفوضہ
از شیعہ قائل اند بشرکت محمد و علی در خلقت
دنیا۔ ایضاً ص۲۱۴ سند و ہند و ترک و چین
نیز مثل ایران و خراسان یا علی یا علی میگفتند
ایضاً ص۲۵۳ آنکہ ہر کہ محبت علی در دل دارد
گو یہودی و نصرانی و ہندو باشد داخل
بہشت است۔ ایضاً ص۲۶۱ آنکہ ائمہ را
علم ماکان و مایکون حاصل میباشد پس اجل
خود را و کیفیت و وقت موت خود را
بتفصیل میدانند پس پیش از ان وقت
چرا از جان خود میترسند۔ ایضاً ص۲۷۳ آنکہ
حاکم روز جزا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم
و علی شیر خدا خواہند بود۔ ایضاً ص۲۷۵ آنکہ
گویند انچہ از زمین مماس بدن معصوم شود
از کعبہ بہزاران درجہ بہتر ست۔ و این ہفوۃ
نیز صریح البطلان است زیرا کہ دریں صورت
لازم می آید کہ کنائس و معابد یہود و نصاریٰ
و دیر رہبان و آتش خانہائی مجوس و ہیاکل
اوثان کہ دران گذر معصوم واقع شدہ باشد
علی الخصوص منازل مابین کوفہ و صفین بہتر
از کعبہ باشند بلکہ خانہائے خلفائی عباسیہ
کہ دران چندے از ائمہ معصومین محبوس
بودند از کعبہ بہزاران درجہ افضل باشد
و خانہ معاویہ کہ یکبار دران حضرت امام

نے خلقت دنیا کو محمد کی سپرد کر دیا ہے "، فرقہ
مفوضہ شیعوں میں سے قائل ہیں محمد اور علی کی
شرکت کے خلقت دنیا میں۔ سند اور ہند اور
ترک اور چین بھی مثل ایران اور خراسان کے
یا علی یا علی کہتے ہیں۔ کہتے ہیں جو شخص محبت علی
کی اپنے دل میں رکھے اگرچہ یہودی اور نصرانی
اور ہندو ہو وہ بہشت میں داخل ہوگا "، "کیونکہ
ائمہ کو علم اگلے پچھلے سب کا حاصل ہوتا ہے پس اپنی
موت اور کیفیت اور وقت موت کو بتفصیل
جانتے ہیں۔ پس پہلے اس وقت سے کس لئے اپنی
جان سے ڈرتے تھے "، "اور یہ بھی کہتے ہیں کہ حاکم
روز جزا کے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور
علی شیر خدا ہوں گے "، "اور یہ بھی کہتے ہیں
کہ جس قدر زمین بدن معصوم سے مس ہوتی
ہے ہزاروں درجہ وہ حصہ زمین کا کعبہ سے
بہتر ہے۔ اور یہ کہنا بھی ان کا صریح باطل ہے
کیونکہ اس صورت میں لازم آتا ہے۔ کہ یہود
و نصاریٰ کے گرجے اور عبادت خانہ اور راہبوں
کے مقام اور مجوس کے آتش خانہ اور بتوں کے
مقام جن میں معصوم کا گذر واقع ہوا ہو خاص کر کوفہ
اور صفین کے درمیان کی منزلیں بہتر کعبہ سے ہوں گی
بلکہ مکان خلفائے عباسیہ کے جن میں کتنے ہی ائمہ
معصومین قید میں رہے ہزاروں درجہ کعبہ سے
افضل ہوں گے اور مکان معاویہ رضی اللہ عنہ
کہ ایک بار اس میں حضرت حسین رضی اللہ

حسین بتقریب عیادتش تشریف بردہ اند
ومولد یزید پلید ست نیز از کعبہ ہزاران
مرتبہ بہتر باشد سبحانك هذا بهتان
عظیم ایضاً ص۳۸۳ و اعتقاد الوہیت
ایشاں یا حلول روح الہی در ایشاں و
آنہا معصوم دانستن وعلم غیب ثابت
کردن وموت آنہا را باختیار آنہا و
حضرت امیر را قسیم النار والجنۃ وحاکم روز
جزا اقرار دادن وخود را بسبب محبت
حضرت امیر مغفور و ناجی گمان کردن ہمہ ملخوذ
از نصاری ہست کہ معبودیت حضرت
مسیح ع را منکر بودند ایں ہمہ مراتب برائے
ایشاں ثابت کردند۔ ایضاً ص۳۸۴ و نیز از
طرف خود اعیاد بسیار تراشیدہ اند در ایام
عاشورا قبور ائمہ را تصویر کنند وبسوئے
آنہا سجدہ کنند و روبروئے آنہا دست بستہ
مانند موافق عمل نصاری است۔ ایضاً
واما مشابہت بہنود پس در ایام عاشورا
چیزیکہ ہنود با بتان خود کنند اینہا با صورت
قبور ائمہ نمایند وغسل دہند وسوار کنند و
نوبتہا زنند وطعام را بحضور آں قبور نہند
وادلش را تقسیم نمایند وشادی نکاح و
حنا بندی امام قاسم وحضرت سکینہ بدستور
زندگان بعمل آرند وہم اینہا از وہم ہنود
ضعیف تر است اھ

تعالیٰ عنہ بتقریب ان کی عیادت کو تشریف لے
گئے تھے اور وہی جگہ پیدا ہونے یزید کی ہے۔
یہ بھی کعبہ سے ہزاروں مرتبہ بہتر ہوگا سبحانك هذا
بهتان عظیم اور اعتقاد ان کے الٰہ ہونے یا حلول
الٰہی کا ان کی روح میں ہونا اور ان کو معصوم جاننا
اور علم غیب ثابت کرنا، اور ان کی موت کو ان
کے اختیار میں جاننا اور حضرت امیر کو تقسیم دوزخ
اور جنت کا اور حاکم روز جزا کا قرار دینا اور اپنے
آپ کو حضرت امیر کی محبت کے سبب مغفور اور
نجات شدہ گمان کرنا یہ تمام باتیں نصاریٰ سے
اخذ کی ہوئی ہیں کہ جو بندے ہونے حضرت مسیحؑ
سے منکر تھے اور یہ لوگ تمام مراتب ان کے لئے
ثابت کرتے ہیں، اور نیز اپنی طرف سے بہت
ساری عیدیں تراشتے ہیں ایام عاشورہ میں قبور ائمہ
کی تصویر بناتے ہیں اور ان کو سجدے کرتے ہیں اور ان
کے آگے دست بستہ کھڑا ہونا مانند عمل نصاریٰ
کے ہے، اور لیکن مشابہت ہندوں سے پس ایام
عاشورہ میں جو امور ہندو اپنے بتوں کے ساتھ
کرتے ہیں یہ لوگ بھی صورت قبور ائمہ کے ساتھ
کرتے ہیں اور غسل دیتے ہیں اور سواری نکالتے ہیں
اور نوبت بجاتے ہیں اور کھانا قبروں کے سامنے رکھتے ہیں
اور اول اس کو تقسیم کرتے ہیں اور شادی نکاح اور
مہندی حضرت قاسم اور حضرت سکینہ کی مطابق رسم
زندوں کے عمل میں لاتے ہیں ان لوگوں کا وہم وخیال ہنود کے
وہم وخیال سے بھی زیادہ کمزور اور بودا ہے،،

اب مولوی نعیم الدین کو تصدیق وتائید تقویۃ الایمان بکلام صدق مقام مولانا شہید مرحوم کے مشفق استاد و شیخ اور حقیقی تایا جناب شاہ عبد العزیز صاحب سے کچھ پتہ چلا یا نہیں۔ ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

مزید برآں کلام جناب شاہ صاحب سے مؤلف کا منشا بر رفض بھی واضح ہو گیا۔ غرض اگر تمام دنیا کے مبتدعین گور پرست سر پٹک کر مر جائیں تو ہرگز ایک آیت نص قرآنی اور صرف ایک صحیح صریح قطعی الثبوت والدلالۃ انبیاء و اولیاء کے تصرف و قدرت عالم برزخ میں اہل دنیا کے حل مشکلات و مرادات بر لانے کی نہیں لاسکتے۔ وادعوا شہداء کم من دون اللہ ان کنتم صادقین فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکفرین (البقرۃ)

مسئلہ تصرف و قدرت میں چند مغالطے اور ان کی حقیقت

قولہ ص ۱۲۲-۱۲۵ چند آیات پیش کی جاتی ہیں

پہلی آیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا باذن الٰہی پرند بنانا۔ مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو تندرست کرنا مردوں کو زندہ فرمانا مذکور ہے، یہ کیسے بڑے اور کتنے عظیم تصرفات ہیں جن کے اسمٰعیل صاحب منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی۔ دوسری آیت اللہ تعالیٰ نے ذو القرنین کو زمین میں تصرف کی قدرت عطا فرمائی اور خلق کو یا بادشاہوں کو جن سامانوں کی حاجت ہوتی ہے سب مرحمت ہوئے۔

مگر تقویۃ الایمان والا نہیں مانتا خداوند عالم اور قرآن پاک کی مخالفت پر اڑا ہوا ہے (تیسری آیت) حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں ارشاد ہے اور مسخر و مطیع کر دیا ہم نے پہاڑوں کو داؤد کے ساتھ کہ تسبیح کرتے اور پرندوں کو (چوتھی آیت) انہیں حضرت داؤد علیہ السلام کی شان میں فرمایا۔ اور بیشک ہم نے داؤد کو اپنی طرف سے بڑا فضل عطا کیا کہ حکم فرمایا اے پہاڑو اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو۔ اور ہم نے اس کے لئے لوہا نرم کیا (پانچویں آیت) اور یاد کرو ہمارے بندہ داؤد صاحب قوت کو بیشک وہ رضائے الٰہی کی طرف بڑا رجوع کرنے والا ہے بیشک ہم نے مسخر کیا پہاڑوں کو اس کے ساتھ تسبیح کرتے شام و پگاہ سب اس کے فرمانبردار ہیں اور ہم نے اس کی سلطنت کو مضبوط کیا اور اس کو حکمت اور قول فیصل عطا فرمایا۔ تقویۃ الایمان والے ان آیات کو آنکھیں کھول کر دیکھیں اور قرآن پاک کی مخالفت سے ڈریں (چھٹی آیت) حضرت سلیمان علیہ السلام کے حق میں

ارشاد ہوا۔ اور مسخر کردی ہم نے سلیمان کے لئے تیز ہوا کہ ان کے حکم سے چلتی اس زمین کی طرف جس میں ہم نے برکت رکھی اور ہم ہر چیز کے عالم ہیں اور ہم نے شیطانوں میں سے ان کو مسخر کیا جو سلیمان کے لئے غوطہ لگاتے اور اس کے سوا اور کام کرتے اور ہم ان کے حافظ تھے۔ (ساتویں آیت) اور ہم نے سلیمان کے لئے ہوا مسخر فرمادی اس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی راہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ اور بنایا ہم نے اس کے لئے گداختہ تانبے کا چشمہ اور مسخر کردیئے جنات میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور ان میں سے جو ہمارے حکم یعنی اطاعت سلیمان سے عدول کرے ہم بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے وہ جنات اس کے لئے بناتے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور بڑے حوضوں کی برابر لگنیں اور لنگر دار دیگیں (آٹھویں آیت) حضرت سلیمان نے عرض کیا یارب میری مغفرت فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر میرے بعد کسی کو سزاوار نہ ہو۔ بیشک تو ہی ہے بڑا عطا فرمانے والا۔ تو ہم نے ہوا اس کے بس میں کردی کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتا اور دیو بس میں کردیئے ہر معمار اور غوطہ خور اور دوسرے اور بیڑیوں میں جکڑے ہوئے۔ کیا تقویۃ الایمان والے نے یہ آیتیں نہیں دیکھیں یا ان پر ایمان نہیں رکھتا کس طرح کہتا ہے کہ خدا نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اس کے قول سے کتنی آیتوں کا انکار لازم آتا ہے (نویں آیت) ان سے فرمادیجئے تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔ وفات دینا تصرف ہے یا نہیں۔ اسی تصرف کا صاحب تقویۃ الایمان منکر ہے (دسویں آیت) پھر ان کی قسم بھڑک کر چلائیں۔ ابر لانا لیجانا تصرف ہے تقویۃ الایمان والا کس کس تصرف کا انکار کریگا (گیارہویں آیت) قسم ان فرشتوں کی کہ سختی سے جان کھینچیں اور ان کی جو نرمی سے بانده لیں اور ان کی جو آسانی سے پھیریں پھر آگے بڑھ کر جلد پہنچیں۔ پھر کام کی تدبیریں کریں۔ کہئے یہ عالم میں تصرف ہوا یا کچھ اور۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے ترجمہ یہ لکھا ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں۔ یہ ترجمہ کرکے مولوی اشرف علی بھی تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہوئے کہ انہوں نے ملائکہ کو مدبر اور عالم میں متصرف مانا۔ اہل اسلام غور فرمائیں کہ صاحب تقویۃ الایمان کا تصرف بعطائے الٰہی کو شرک قرار دینا قرآن پاک کی صریح مخالفت ہے۔ اور اس سے بکثرت آیات اور انبیاء علیہم السلام کے معجزات کا انکار لازم آتا ہے اھ ملخصاً۔

اقول۔ مولوی نعیم الدین کی عقل ضد کے غلبے سے مغلوب ہو رہی ہے کہ حق نہیں سوجھتا۔

ناظرین اہل انصاف غور فرمائیں کہ جو آیات معجزات انبیاء علیہم السلام حیات عالم دنیا میں عطا ہوئے یا جن امور کا علم و تصرف ملائکہ کو نظام عالم کے لئے سپرد ہوا۔ اس سے زائد پر ذرہ بھر ان کو اختیار حاصل نہیں اس پر قیاس باطل مردود کر کے مولوی نعیم الدین انبیاء و اولیاء کو غائبانہ حاضر و ناظر متصرف و قادر جان کر ان سے حل مشکلات و مرادات بر لانے کی توقع پر ندائیں فرمادیں ثابت کرنا چاہتے ہیں اور اگر ان کے پاس کوئی ایک دلیل بھی قرآن و حدیث کی صراحۃً ہوتی تو اس قیاس بیہودہ کو کیونکر اختیار کرتے، حالانکہ در بارہ مسائل عقائد ایمان و شرک جس میں تمام دنیا کے مسلمانان اہل علم کے مسلمات سے دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالت لازم ہوتی ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے مسلمہ مقتدا مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی منیر العین فی تقبیل الابہامین حسنی پریس بریلی کے ص۲۱ میں لکھتے ہیں۔

"آحاد اگرچہ کیسے ہی قوت سند و نہایت صحت پر ہوں ان کے معاملہ میں کام نہیں دیتیں یہ اصول عقائد اسلامیہ ہیں"

علامہ تفتازانی رح شرح عقائد نسفی میں فرماتے ہیں۔

خبر الواحد علی تقدیر اشتمالہ علی جمیع الشرائط المذکورۃ فی اصول الفقہ لا یفید الا الظن ولا عبرۃ بالظن فی باب	الاعتقادات	"حدیث آحاد اگرچہ تمام شرائط صحت کی جامع ہو ظن ہی کا فائدہ دیتی ہے اور معاملہ اعتقاد میں ظنیات کا کچھ اعتبار نہیں"

مولانا علی قاری منح الروض الازہر میں فرماتے ہیں۔

الاحاد لا تفید الاعتماد فی الاعتقاد	"احادیث آحاد در بارہ اعتقاد نا قابل اعتماد ہیں"

مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خان صاحب جواہر البیان فی اسرار الارکان حسینی پریس محلہ سوداگران بریلی کے ص۲۹ میں لکھتے ہیں۔

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے"

ایضاً ص۳۲، ۳۳ میں لکھتے ہیں۔

"مخلوقات و ممکنات سے کہ خود محتاج اور اپنی حد ذات میں ہالک ہیں دست بردار ہو کر مالک کائنات و خلق ارض و سموات کیطرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی و دائم ہے اور سب اس کے محتاج ہیں"، "بندہ

وہ ہے کہ مراد و مقصود اس ذات مطلق کے سوا دوسری چیز نہ ہو اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو پست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب سے پاکی اس کے لئے سمجھے،،

ایضاً ص۳۷ میں لکھتے ہیں۔

ایاک نعبد وایاک نستعین ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں، ہنوز یہ کلمہ پورا نہیں نکلتا کہ تازیانہ خوف کا دل پر مارا جاتا ہے، مبادا غیب سے ندا ہو اے کاذب خموش صبح سے شام تک تیرا دل اغیار کیطرف جھکا رہتا ہے اور ہماری عبادت کا دعوی کرتا ہے، بندہ وہ ہے کہ سب کو چھوڑ کر ہماری طرف رجوع کرے کسی سے کام نہ رکھے جو فرمایئں بجالائے اور جس سے روکیں باز آئے اپنی خواہش کو دخل نہ دے ہماری تقدیر پر راضی و شاکر رہے اسی طرح استعانت ہم سے یہ ہے کہ ہر مصیبت میں ہماری طرف رجوع کرے اور جو مانگے ہم سے مانگے،،

ایضاً ص۳۹ میں لکھتے ہیں۔

،،کارخانہ الٰہی میں کوئی چیز خاک سے زیادہ ذلیل و خوار نہیں رفعت و بلندی کا انحصار اس میں کہاں مگر مالک اپنی ملک میں مختار ہے، جس بندۂ خوار و ذرہ بے مقدار کو چاہے تشریف کرامت سے مخصوص فرما کر اپنی درگاہ میں بلا دے اور بیٹھنے کی اجازت دے،،

ایضاً ص۱۴۰ میں لکھتے ہیں

،،آخر اس دربار کے سوا دوسرا ٹھکانا بھی تو نہیں نہ عالم میں کوئی بات سننے والا نہ فریاد کو پہنچنے والا اور سنے بھی تو کیا حاصل اپنے درد کی دوا اور محتاجی کا علاج تو یہاں کے سوا کہیں نہیں نا چار جس بادشاہ کی نافرمانی میں عمر کاٹی آنکھیں بند کئے گردن جھکائے اس کی رحمت و کرم کی امید رکھتے اور غضب و عتاب سے لرزتے کانپتے اسی کی طرف دست تمنا بلند کر کے پکارتے ہیں،،

ایضاً ص۱۸۷ میں لکھتے ہیں۔

،،پس با عتقاد اس کے کہ سوا حق جل وعلا کے کوئی قادر و مالک عالم معطی و مانع و ضار و نافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس ارواح و ملائکہ چھوٹے اور بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور بیک بار اس پر زور آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ برس گذر جائیں اور ان کی قوتیں یوماً فیوماً ترقی پر ہوں۔ یہانتک کہ ہر ایک ان میں سے ہفت طبق زمین ایک ہاتھ پر اٹھائے

مگرارادۂ الٰہ اس ذرہ کا تحرک نہ چاہے ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ ادنے جنبش دے سکیں مخلوق کے علم وقدرت وسمع بصر کو اس کی صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں۔ اگر سرمہ توحید لگاکر دیکھئے تو بالکل سن سان لق ودق بیابان ہو کا عالم یعنی ہو ہے اور ہو کے سوا سب ہی نہیں ہیں،،

پس مقام توحید اور رد شرک کے سلسلہ میں تقویۃ الایمان کی یہ بین تائید مولوی نعیم الدین صاحب کے عاجز ہونے اور عام لوگوں کو فریب میں لاکر گمراہ کرنے کی تردید کے کافی ہے۔ فماذا بعد الحق الا الضلال

قولہ ص۱۳۶-۱۳۸ درباره اشتراک فی التصرف، احادیث کا غلط استعمال

اب چند احادیث بھی ملاحظہ فرمایئے حدیث ۱ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئیں۔ رواہ البخاری عن عقبہ بن عامر۔ پوچھو تقویۃ الایمان والے سے کچھ ہوئی خبر حضور کس کس چیز کے مالک ومختار ہیں۔ حدیث ۲ بخاری ومسلم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جوامع الکلم کے ساتھ مبعوث فرمایا گیا، اور رعب سے میری نصرت فرمائی گئی اور میں نے بحالت خواب دیکھا کہ میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔ مشکوۃ ص۵۱۲ یہ ہے حضور کا تصرف واختیار اور اس سے ظاہر ہے اسمٰعیل کے اس قول ناپاک کا بطلان کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور اسی سے تقویۃ الایمان کے اس قول کا بطلان ثابت ہوا جو اس نے صفحہ ۲۴ میں لکھا ہے۔ کہ کوئی اس کا خزانچی نہیں۔ نادان خزانچی کیسا خزانے ان کو عطا فرما دیئے گئے۔ آنکھ ہو تو دیکھ مسلم شریف میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حدیث ۳ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا مجھے دونوں خزانے سرخ وسفید عطا فرما دیئے گئے۔ مشکوۃ ص۵۱۲ یہی نہیں کہ صرف دنیا ہی کے خزانوں کا حضور علیہ الصلاۃ والسلام کو مالک بنایا گیا۔ آخرت کے خزانوں کی کنجیاں بھی حضور کو عطا فرمادی گئیں۔ حدیث ۴۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کرامت اور مفاتیح کنجیاں اس روز میرے دست اقدس میں ہوں گی۔ مشکوۃ ص۵۱۴۔ کچھ دیکھا دنیا وآخرت کی کنجیاں حضور کے دست مبارک میں ہیں۔ حدیث ۵ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ میں چاہتا

تو سونے کے پہاڑ میرے ساتھ چلا کرتے۔ مشکوۃ ص۵۱۲ یہ ہے تصرف و اختیار یہ ہے حکومت و اقتدار جو اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب کو عطا فرمایا جن سے نہ دیکھا جائے وہ اپنی آنکھیں پھوڑیں سروں پر خاک ڈالیں۔ حدیث ۶ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازہ پر آ کر دروازہ کھلواؤں گا۔ خازن دریافت کرے گا۔ آپ کون ہیں۔ میں جواب دوں گا محمد وہ عرض کریگا آپ ہی کے سبب سے مجھے حکم دیا گیا۔ کہ آپ سے پہلے کسی کے لئے نہ کھولوں مشکوۃ ص۵۱۱ حدیث ۷ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میں بروز قیامت تمام آدمیوں کا سردار ہوں گا فخراً نہیں کہتا میرے دست مبارک میں لواء حمد ہو گا فخراً نہیں کہتا اس دن آدم اور ان کے ماسوا ہر نبی میرے ہی جھنڈے کے نیچے ہو گا۔ مشکوۃ ص۵۱۳۔

اقول۔ پہلی حدیث صحیح بخاری کی بروایت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ جبکا اول آخر مولوی نعیم الدین نے خیانتہً بطور فریب دہی چھوڑ کر نقل کیا۔ پوری حدیث بغرض اظہار خیانت ناظرین کی خدمت میں حسب ذیل ہے۔

عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ خرج یوما فصلی علی اھل احد صلوتہ علی المیت ثم انصرف الی المنبر فقال انی فرطکم وانا شہید علیکم وانی واللہ لا نظر الی حوضی الآن وانی قد اعطیت مفاتیح خزائن الارض وانی واللہ ما اخاف بعدی ان تشرکوا ولکن اخاف ان تنافسوا فیہا (صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص۳۲۱ باب علامات النبوۃ و مسلم ج۲ ص۲۵۰)

"عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز باہر تشریف لائے اور اپنے شہداء احد پر نماز جنازہ پڑھی بعد اس کے منبر پر تشریف لائے۔ پس فرمایا میں تمہارا پیش خیمہ ہوں اور میں تمہارا گواہ ہوں اور میں واللہ اس وقت اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بے شک مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں اور میں واللہ نہیں خوف رکھتا تم پر کہ میرے بعد شرک ہو جاؤ گے اور لیکن مجھے خوف ہے تم پر کہ تم رغبت کرو گے۔ یعنی دنیا کی کشادگی میں پڑ جاؤ گے"

. . . . چنانچہ اس حدیث کو امام بخاری مختلف ابواب میں پارہ ۵ کتاب الجنائز ص۱۹۳ اور پارہ ۱۶ ص۳۶ اور پارہ ۲۶ ص۹۶

میں روایت فرماتے ہیں ۔ اولاً ان احادیث میں شہدار احد پر نماز جنازہ غائب پڑھنا ثابت ہے کیونکہ واقعہ احد کے آٹھ سال بعد کا یہ واقعہ ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۱۶ ص۲۶۱ میں عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

قال صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی قتلی احد بعد ثمانی سنین،	یعنی وہ نماز پڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہدار احد پر بعد آٹھ سال کے ،،

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

ان ذلک کان بعد ثمان سنین، و کانت احد فی شوال سنۃ ثلث ومات صلی اللہ علیہ وسلم فی ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ	یعنی "یہ واقعہ تھا بعد آٹھ سال کے۔ اس لئے کہ واقعہ احد شوال ۳ھ میں ہوا۔ اور وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ربیع الاول ۱۱ھ میں ہوئی ،،

پس اس واقعہ شہدار احد پر نماز جنازہ غائب پڑھنے کو مولوی نعیم الدین نے خیانتاً اس وجہ سے چھپایا کہ اس کے مستند اعلی حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الہادی الحاجب ص۲۳ میں اپنے غیظ و غضب سے کہہ چکے ہیں

کہ "نماز غیب و تکرار نماز جنازہ دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں اور ہر ناجائز گناہ ہے اور ہر گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ،،

پس یہ ہے مولوی نعیم الدین کا اپنے اعلی حضرت بریلوی کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اعلی جان کر آپ کی حدیث کے ایک جز اول کا اخفار کرنا۔ تف ایسی بدمذہبی اور بے ادبی پر نعوذ باللہ من الرفض الجلی والخفی کھل گیا تقیہ پر کھل گیا۔ حالانکہ الہادی الحاجب ص۱ ہی میں امام جلال الدین سیوطی رح کے رسالہ تبییض الصحیفہ سے منقول ہے۔ کہ

"امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کے جنازہ مبارک پر چھ بار نماز ہوئی اور کثرت ازدہام خلائق سے عصر تک ان کے دفن پر قدرت نہ پائی ،،

اور مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح مدارج النبوت ج ۲ ص۵۲۰ میں فرماتے ہیں

وآلان در حرمین شریفین زادہما اللہ تعظیما وتشریفاً متعارف است چوں خبر میرسد کہ فلاں مرد صالح در بلدے از بلاد اسلام	یعنی "اس وقت حرمین شریفین زادھما اللہ تعظیما وتشریفا میں معمول ہے کہ جس وقت خبر پہنچی ہے کہ فلاں مرد صالح نے کسی شہر میں وفات

نوت کردہ است شافعیہ نماز بروے می کنند و بعضے حنفیہ نیز با ایشاں شریک میشوند از قاضی علی بن جار اللہ کہ شیخ حدیث این فقیر بود پرسیدہ شد کہ حنفیہ چوں شریک میشوند در گزاردن ایں نماز گفت دعائے است کہ می کنند فلا بأس بہ حضرت غوث الثقلین شیخ عبد القادر جیلانے رحمۃ اللہ علیہ در فتوح الغیب میفرمایند کہ ہر روز لطریق در د نماز جنازہ بر اموات آں روز بگذارد و ایشاں حنبلی اند و نزد امام احمد حنبل جائز است ایضاً ص۱۹۴ و نماز گذارد بر شہداء احد بعد از ہشت سال از شہادت اینہا۔

پائی ہے۔ شافعیہ اس پر نماز پڑھتے ہیں اور بعضے حنفیہ بھی ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ قاضی علی بن جار اللہ جو اس فقیر کے شیخ الحدیث تھے ان سے پوچھا گیا کہ حنفیہ جو اس نماز میں شریک ہوتے ہیں تو فرمایا کہ دعا ہے جو کرتے ہیں کچھ مضائقہ اس کا نہیں ہے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح فتوح الغیب میں فرماتے ہیں کہ ہر روز بطریق ورد کے نماز جنازہ اس روز کی اموات پر پڑھا کرو۔ اور آپ حنبلی تھے۔ اور امام احمد رح کے نزدیک جائز ہے۔ اور نماز پڑھی گئی شہداء احد پر بعد آٹھ سال کے ان کی شہادت سے "

اور فوائد الفواد ملفوظات شاہ نظام الدین اولیاء دہلوی رح ص۱۴۳ مطبوعہ کشوری میں مرقوم ہے۔

لختے سخن دران افتاد کہ بعضے بر جنازہ غائب نماز میگزارند چگونہ باشد خواجہ ذکر اللہ بالخیر فرمودہ کہ روا باشد و محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم بر نجاشی ہمیں نماز کردہ است او در غیب مردہ بود۔

یعنی ور گفتگو اس امر میں ہوئی کہ بعضے نماز جنازہ غائب پڑھتے ہیں، یہ کیونکر ہے آپ نے ارشاد فرمایا روا ہے اور محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے نجاشی کے غائبانہ جنازہ کی نماز پڑھی تھی "

علی ہذا ملا علی قاری مکی حنفی رح کے جنازہ غائب پر نماز پڑھی گئی چنانچہ طرب الاماثل بتراجم الافاضل ص۲۵۵ میں مرقوم ہے۔

وکانت وفاتہ بمکۃ سنۃ ۱۰۱۴ھ ودفن بالمعلی ولما بلغ خبرہ علماء

یعنی ور ہوئی وفات ان کی مکہ میں ۱۰۱۴ھ میں اور دفن کئے گئے معلی میں اور جب خبر پہنچی

صلوا علیہ بجامع الازھر صلوٰۃ الغیبۃ فی مجمع یجمع اربعۃ الاف للجمعۃ

علماء مصر کو توان پر جنازہ غائب کی نماز پڑھی گئی۔ جامع ازہر میں چار ہزار مجمع کے ہمراہ جمعہ میں،،

اور خود احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۱۶ میں بلا تردید لکھتے ہیں کہ

"ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہو گیا۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی حضور ان کی قبر پر گذرے دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے عرض کیا ام محجن کی فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی عرض کی ہاں حضور نے صف باندھ کر نماز جنازہ پڑھائی"

الحمد للہ کہ اس روایت سے علاوہ ثبوت نماز غیب و تکرار جنازہ کے آنحضرت صلعم کو غیب کا نہ ہونا بھی پورے طور پر روشن ہو گیا۔ ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!

اب ناظرین زمین کے خزانوں کی کنجیوں کی حقیقت ملاحظہ فرما دیں۔ جس سے پتہ چلے گا کہ مولوی نعیم الدین کا یہ قول کہ

"حضور دنیا اور آخرت کے خزانوں کے مالک و مختار ہیں،،

محض اعتقاد کا فتور اور فہم باطل کا قصور ہے۔ جس طرح مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تحفہ اثنا عشریہ میں اس کی تفصیل فرما چکے۔ جو پہلے درج ہو چکا۔ ہاں تو سنئے شارحین حدیث کے اقوال۔ امام نووی رح شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں۔

وفی ھذا الحدیث معجزات لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانہ معناہ الاخبار بان امتہ تملک خزائن الارض وقد وقع

"اس حدیث میں کئی معجزہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ پس اس میں خبر دی گئی ہے کہ آپ کی امت کو یہ خزانے زمین کے ملیں گے اور یہ واقع ہو چکا،،

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۳ ص۶۰ میں فرماتے ہیں

اشارت ست بمالک شدن امت خزاین ملوک ماضیہ وخبر آنرا الخ

"اس میں اشارہ ہے آپ کی امت کے مالک ہو جانے کا اور گذشتہ بادشاہوں کے خزانوں کے خبر دینے کا۔ پس اس وجہ سے امت کو ڈرایا گیا کہ کہیں دولت دنیا میں مبتلا نہ ہو جاویں،،

اور مزید تشریح اس حدیث کی حدیث ۲ نقل کردہ مولوی نعیم الدین کے جس کے آخر الفاظ خلاف

دیانت چھوڑ دیے گئے واضح ہے۔

قال ابو هریرة وقد ذهب رسول الله صلی الله علیه وسلم وانتم تنتقلونها (صحیح البخاری کتاب الجهاد پارہ ۱۲ ص۱۰۷)

"فرمایا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دنیا سے تشریف لے گئے اور اب تم ان خزانوں کو نکال رہے ہو"

چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے

المراد منها ما یفتح لامته من بعده من الفتوح وقیل المعادن

"مراد ان خزانوں سے جوامت کے لئے بعد آپ کے فتوحات واقع ہوئیں اور کانیں نکلیں"

نیز فتح الباری پارہ ۲۹ ص۲۷۶ میں فرماتے ہیں

قال النووی یعنی ما فتح علی المسلمین من الدنیا وهو یشمل الغنائم والکنوز

"کہا نووی نے جو فتوحات مسلمانوں پر دنیا میں واقع ہوئے وہ شامل ہیں غنیمتوں اور خزانوں کو"

چونکہ اس حدیث میں واقعہ صادقہ خواب ہے اور ہر خواب کی تعبیر ضروری اس لئے خصوصاً کلام صحابی میں اس کی یہ تعبیر واقع ہوئی۔ چنانچہ شاہ عبدالحق صاحب اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۴۶۹ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

پس نہادہ شد آں کلیدہا پیش من مراد فتوحات است کہ کشاد باری تعالی برامت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از بلاد شرق و غرب و استخراج کنوز و دفائن یا مراد کانہائے زمین کہ در وے سیم و زر است اھ

"پس رکھی گئیں وہ کنجیاں آگے میرے مراد فتوحات ہیں کہ باری تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے لئے شرق و غرب کے شہروں کے خزانے اور دفینے یا کانیں جن میں چاندی اور سونا وغیرہ ہیں نکال دیں"

نیز شاہ صاحب موصوف مدارج النبوت ج ۱ ص۱۳۹ میں فرماتے ہیں

دادہ شدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن و سپردہ شد وے ظاہر شد آنست کہ خزائن ملوک فارس و روم ہمہ بدست صحابہ افتاد۔

"یعنی دی گئیں اور سپرد کی گئیں خزانوں کی کنجیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ظاہر ہے کہ خزانے ملوک فارس و روم کے تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں میں آگئے"

نیز حدیث بخاری پارہ ۲۸ ص۱۰۶ و صحیح مسلم ج ۲ ص۲۴۴ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

سے روایت ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بینا انا نائم اذ اوتیت خزائن الارض فوضع فی یدی سواران من ذہب فکبرا علی فاوحی الی ان انفخھما فنفختھما فذھبا فاولتھما الکذابین الذین انا بینھما صاحب صنعاء وصاحب الیمامۃ اھ (مشکوٰۃ ص ۳۹۵) باختلاف الفاظ

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانے مجھے دیئے گئے اور دو کنگن سونے کے میرے ہاتھوں میں رکھ دیئے گئے وہ مجھے گراں معلوم ہوئے یعنی ان کے ہونے کی وجہ سے مجھے تکلیف ہوئی پھر وحی کی گئی میری طرف کہ میں ان میں پھونک ماروں پس میں نے پھونک ماری میں نے ان کی یہ تعبیر لی کہ یہ دونوں جھوٹے ہیں جن سے میں اب دوچار ہوں ایک صاحب صنعاء دوسرا صاحب یمامہ"

مراد ان سے اسود عنسی مدعی نبوت جو قتل کیا گیا، دوسرا مسیلمہ کذاب مدعی نبوت جو قتل کیا گیا فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

المراد بخزائن الارض ما فتح علی الامۃ من الغنائم من ذخائر کسری وقیصر وغیرھا ویحتمل معادن الارض التی فیھا الذھب والفضۃ قال غیرہ بل یحمل علی اعم من ذلک

"مراد زمین کے خزانوں سے فتوحات غنیمتیں ذخائر کسری وقیصر روم وغیرہا امت کے لئے حاصل ہونا ہیں اور زمین کی کانیں جس میں سونا چاندی وغیرہ بلکہ عموماً اس کے علاوہ دیگر امور ہیں"

امام نووی شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں

قال العلماء ھذا محمول علی سلطانھا وملکھا وفتح بلادھا واخذ خزائن اموالھا وقد وقع ذلک کلہ وللہ الحمد وھو من المعجزات۔

"فرمایا علماء نے خزانوں کا ملنا اس پر محمول ہے کہ ان کی سلطنتیں اور ملک اور فتوحات شہروں کے اور خزانے مالوں کے سب بحمد اللہ تعالے حاصل ہو گئے اور یہ منجملہ آپ کے معجزات کے ہے"

اور شیخ محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص ۶۰۸ میں فرماتے ہیں

بشارت کرد بشیوع وبسطت دین و

"اس میں اشارہ فرمایا دین وملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی

ملت دے در عالم ۔ اھ　　　　　اشاعت کے پھیل جانے کا تمام عالم میں ،،

علی ہذا حدیث ۳ صحیح مسلم بروایت حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نقل کردہ مولوی نعیم الدین جس کے اول الفاظ ہوشیاری سے چھوڑ دیئے گئے۔ جو انکشاف واقع کے لئے لازم تھے۔ ناظرین منصفین ملاحظہ فرمائیں۔

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ زوی لی الارض فرأیت مشارقہا ومغاربہا وان من امتی سیبلغ ملکہا ما زوی لی منہا واعطیت الکنزین الاحمر والابیض (مسلم ج ۲ ص ۳۹۰)	"روایت ہے ثوبان رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیشک اللہ تعالیٰ نے سمیٹی میرے لئے زمین (مثل ہتھیلی کے) پس دیکھا میں نے اس کے شرقوں اور مغربوں کو اور بیشک میری امت قریب ہے کہ پہنچے ملک اور بادشاہی اس کی جس قدر کہ سمیٹی گئی میرے لئے زمین اور دیئے گئے میرے لئے دو خزانے سرخ اور سفید ،،

امام نووی اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

وھذا الحدیث فیہ معجزات ظاہرۃ وقد وقعت کلہا بحمد اللہ کما اخبر بہ صلی اللہ علیہ وسلم قال العلماء المراد بالکنزین الذھب والفضۃ والمراد کنزی کسری وقیصر ملکی العراق والشام فیہ اشارۃ الی ان ملک ھذہ الامۃ +	"اس حدیث میں معجزات ظاہرہ ہیں اور تحقیق بحمد اللہ وہ سب واقع ہو چکے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی علماء نے فرمایا مراد دو خزانوں سے سونا اور چاندی ہے جس سے کسریٰ اور قیصر شاہ عراق اور شام کے خزانے مراد ہیں اس میں اشارہ ہے کہ یہ ملک اس امت کا ہوگا ،،

اور مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۴۶۹ میں اس حدیث کا ترجمہ معہ شرح اسی طرح فرماتے ہیں

بدرستی خدائے تعالیٰ فراہم آورد و دور کشید برائے من زمین را پس دیدم من بلاد شرق و مغرب آنرا و بدرستی امت من نزدیک ست کہ برسد ملک وے و بادشاہی وے چیزے را کہ فراہم آوردہ شد کہ در کشیدہ شدہ است برائے من از زمین یعنی در مشرق

ومغرب بادشاہ شوند وتصرف کنند وداده شده مراد وگنج سرخ وسفید مراد بہ گنج سرخ وسفید مراد بگنج سرخ خزینہ ہائے اکاسرہ کہ خسروان فارس اند کہ غالب برایں زر سرخ است وبگنج سفید خزینہائے قیاصرہ کہ بادشاہان روم اند وغالب برایشاں نقرہ است و بعضے گفتہ اند کہ مراد باحمر ملک شام ست از جہت سرخی رنگ ایشاں وبابیض ملک فارس از جہت سفیدی رنگ ایشاں ومعنی اول ظاہر تر ست اھ

اسی طرح حدیث ۱۲ بحوالہ ترمذی منقولہ مشکوۃ ص۵۱۴ جس کو صاحب مشکوۃ نے قال الترمذی ھذا حدیث غریب کہا ہے۔ اگرچہ مولوی نعیم الدین نے اخفا کیا ہے۔ تاہم ترمذی شریف میں لفظ والمفاتیح نہیں ہے معہذا مولانا شیخ دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۴ ص۴۷۶ میں اس کے معنی یوں لکھتے ہیں۔

بزرگی دادن وکلید ہائے بہشت وابواب رحمت آنروز بدست من ست،	یعنی بزرگی دینی اور کنجیاں بہشت اور ابواب رحمت کی اس روز میرے ہاتھ میں ہوں گی،،

کیونکہ اکرام شفاعت اور لواء الحمد، فتح ابواب جنت وکوثر جملہ اعزاز سے آپ علیہ الصلوۃ والسلام کو نوازا جاویگا۔ اس میں کسی اہل ایمان کو ہرگز جائے مقال نہیں ہوسکتا۔ اور یہی حاصل بقیہ ہرسہ احادیث کا ہے۔ خود جناب مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان ص۱۲ میں فرماتے ہیں۔

"یعنی سب انبیاء واولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی،،

اور ص۵۸ میں فرماتے ہیں۔

"اب سنا چاہیئے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک ومختار ہو۔ اور کسی کا محکوم نہ ہو۔ خود آپ جو چاہے سو کرے۔ جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کے شان ہے ان معنوں کر اس کے سوائے کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو۔ کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آئے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا۔ کہ یہ بڑے لوگ اول حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے

چھوٹوں کو سکھاتے ہیں، سو اس طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں۔ اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیئے کہ ان پہلے معنوں میں ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانیے، کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے"

نیز مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب امامت ص۳۳ میں فرماتے ہیں

پس میگویم کہ مقامات انبیاء و کمالات ایشاں	یعنی پس کہتا ہوں میں کہ مقامات انبیاء و کمالات ان
ہرچند بسیار از بسیار است و خارج از	کے ہرچند بسیار از بسیار خارج از حد شمار ہیں اور ہم
حد شمار کہ در احصاء آن از مثل ما مردم	جیسے آدمیوں سے کہ لحاد امت سے ہیں اس کا احاطہ
کہ از آحاد امتیم متعسر ست بل متعذر اھ	اور احصار دشوار ہے۔"

باقی کمالات و محامد انبیاء علیہم السلام خصوصاً جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مولانا شہید مرحوم کے کلام سے آئندہ انشاء اللہ العزیز ہدیہ ناظرین ہوں گے جس سے ثابت ہوگا۔ کہ بہ حق اعتدال اہل توحید متبع سنت ہی کا خاصہ ہے۔

پس ناظرین پر مسلمات مؤلف الطیب البیان سے عطائے خزائن اور کنجیوں کی حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ ہرگز کوئی عالم میں حق تعالے کے خزانوں کا مالک و مختار اور متصرف نہیں ہو سکتا الا جس قدر جس کو مالک الملک عزشانہ کی طرف سے عطا ہو، چنانچہ حق تعالے قرآن پاک سورہ شوریٰ میں فرماتے ہیں۔

لَهُ مَقَالِيدُ السَّمٰوٰتِ وَ	یعنی وہ اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں
الْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ	اور زمینوں کی پھیلا دیتا ہے روزی جس
يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ	کے لئے چاہے اور اندازہ کی روزی دیتا ہے
شَيْءٍ عَلِيْمٌ ○	جس کے لئے چاہے اور وہ ہر چیز کا علم
(شوریٰ)	رکھتا ہے"

اور صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص۱۴۹ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ	یعنی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
وسلم قال ما اعطیکم و لا	نہیں تمہیں دیتا ہوں اور نہ میں تم سے روکتا ہوں

امنعکم انما انا قاسم اضع حیث امرت
میں تو قاسم ہوں جہاں مجھے حکم ہوتا ہے صرف کر دیتا ہوں "

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

والمعنی لا اتصرف فیکم بعطیۃ ولا منع برائی ای لا اعطی احدا ولا امنع احدا الا بامر اللہ
یعنی دونہ کسی کو عطا کر سکتا ہوں اور نہ کسی کو منع کر سکتا ہوں سوائے حکم اللہ تعالیٰ کے "

اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صلہ۲ میں مرقوم ہے۔

عطا نمیکنم من شمارا یعنی از نزد خود من قسمت کنندہ ام می نہم آنجا کہ امر کردہ شدہ ام و میدہم کسے را کہ میدہانند مراد دادن دنیا دادن مال ست یا تبلیغ وحی وعلم واحکام است یعنی حق سبحانہ میدہد کسے را کہ میخواہد از علم وفہم وہندہ اوست سبحانہ وقسمت آن بدست من ست اھ
"میں تمہیں نہ دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں تم کو اپنی طرف سے میں تقسیم کرنے والا ہوں جس کے لئے حکم مجھے دیدیا جاوے مراد دینے سے مال ہے یا احکام وحی کے پہنچانا ہے۔ یعنی حق سبحانہ تعالیٰ دیتا ہے جس کو چاہے علم وفہم دینے والا وہی حق سبحانہ وتعالیٰ ہے اور تقسیم کرنا اس کا میرے ہاتھ میں ہے "

نیز صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۰۸ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا مالک الا اللہ
یعنی "فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی مالک نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے "

اور صحیح بخاری پارہ ۱۲ صفحہ ۱۲۴ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

قال قام فینا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الغلول فعظمہ وعظم امرہ قال لا الفین احدکم یوم القیامۃ علی رقبتہ شاۃ لھا ثغاء علی رقبتہ فرس لہ حمحمۃ یقول یا رسول اللہ اغثنی فاقول لا املک لک شیئا
"کہا کھڑے ہوئے ہمارے درمیان میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پھر آپ نے مال غنیمت میں خیانت کرنے کا ذکر فرمایا پس بڑا گناہ اور اس کے معاملہ کا بڑا سخت مرتبا فرمایا میں تم میں سے کسی کو قیامت کے روز اس حالت میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو اور وہ بول رہی ہو۔ اس کی گردن پر گھوڑا ہو ہنہنا رہا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائی

قد ابلغتک وعلیٰ رقبتہ بعیر لہ رغاء یقول یارسول اللہ اغثنی فاقول لا املک لک شیئا قد ابلغتک وعلیٰ رقبتہ صامت فیقول یارسول اللہ اغثنی فاقول لا املک لک شیئا قد ابلغتک وعلیٰ رقبتہ رقاع تخفق فیقول یا رسول اللہ اغثنی فاقول لا املک لک شیئا قد ابلغتک ۔

پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت کے اور اس کی گردن پر اونٹ بلبلا رہا ہو وہ کہیے یارسول اللہ میری فریادرسی فرمائیں پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت کے اور اس کی گردن پر کپڑے وغیرہ ہلتے ہوئے ہوں وہ کہیے یارسول اللہ میری فریادرسی فرمائیں پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت کے اور اس کی گردن پر کوئی چڑا ہوا ہو وہ کہے یارسول اللہ میری فریادرسی فرمائیں پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت کے ،،

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے ۔

ای من المغفرۃ لان الشفاعۃ امرھا الی اللہ

یعنی ،،میں تمہاری مغفرت کا مالک نہیں ہوں کیونکہ شفاعت کا حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے ،،

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعتہ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۳۸۹ میں فرماتے ہیں ۔

پس میگویم من مالک نیستم من مر ترا چیزے را از خلاص دادن و رفع کردن ایں عذاب بتحقیق رسانیدم من ترا شریعت را و ترسانیدم و مبالغہ کردم و تو نکردی ۔

،،پس میں کہونگا مالک نہیں ہوں میں تیرے لئے کسی چیز کے خلاصی دلانیکا اور اس عذاب کے رفع کر دینے کا تحقیق پہنچا دیا میں نے تیرے لئے شریعت کو اور خوب تر ڈرا دیا میں نے اور تو نے نہ مانا یعنی شریعت کے احکام پر عمل نہ کیا ،،

اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۷۰ میں فرماتے ہیں ۔

در تفویض امر دین بہ پیغمبر سخن است تا چہ رسد مذہب صحیح آنست کہ امر تشریع مفوض بہ پیغمبر نمی باشد زیرا کہ منصب پیغمبری

یعنی ،،دوسرے اور حوالے کر دینے پیغمبر کو دین کی باتوں میں تو کلام ہے پھر کسی دوسرے کی کیا مجال ہے مذہب صحیح اس میں یہ ہے کہ امر تشریعی حوالے پیغمبر کے

منصب رسالت وایلچی گری سرت نہ نیابت خداو نہ شرکت در کارخانہ خدا آنچہ کہ خدا تعالی حلال وحرام فرماید آنرا رسول تبلیغ می کند و بس از طرف خود اختیارے ندارد و اگر تفویض امر دین بہ پیغمبر مے شد در اعتاب چرا میشد، حالانکہ اورا بمواضع بسیار مثل اخذ فدا از اساری بدرو تحریم ماریہ قبطیہ واذن دادن منافقین در تخلف از غزوہ تبوک وغیرہ ذلک عتاب شدید واقع شدہ	نہیں ہوتا ہے کیونکہ منصب پیغمبری ومنصب رسالت پہنچا دینا ہے نہ نیابت خدا اور نہ شرکت کارخانہ خدائے میں جو کچھ کہ خدا تعالی حلال وحرام کا حکم فرماتا ہے اس کو رسول پہنچا دیتا ہے اور بس رسول اپنی طرف سے کچھ اختیار نہیں رکھتا ہے۔ اور اگر حوالے کر دینا امر دین کا پیغمبر کو ہوتا تو ان کو عتاب کیونکر ہوتا حالانکہ ان کو بہت سارے مواقع ہیں مثل اخذ فدیہ اسیران بدر اور تحریم ماریہ قبطیہ اور اجازت دینے منافقین کو تخلف غزوہ تبوک وغیرہ ذلک امور میں عتاب شدید واقع ہوا"

مولوی نعیم الدین کے اعلیحضرت بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ صـ۹ میں مرقوم ہے۔
"وہ نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ثم ان علینا بیانہ"
اب ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ اگر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقول مغالطہ آمیز مولوی نعیم الدین کے دنیا اور آخرت کے خزانوں کے مالک ومختار ہوتے تو جس کو چاہتے بلا حکم حق تعالیٰ کے دے دیتے کیونکہ مالک ومختار کسی کے حکم کا محتاج نہیں ہوتا ہے۔ حالانکہ نصوص احادیث صحیحہ اور ارشادات شارحین ائمہ دین سے واضح ہو چکا کہ آپ کسی شئے کے مالک امر خداوندی میں نہیں ہیں اگر مولوی نعیم الدین کو ان احادیث کشف وخواب میں کچھ گنجائش ہوتی تو ضرور شارحین ائمہ کا کلام اپنی تائید میں پیش کرتے یوں ہی کان دبا کر نکل نہ جاتے۔ پس ان نصوص احادیث سے اعراض کرنے والے خود اپنی آنکھیں پھوڑیں اور سر پر خاک ڈال کر اپنے اندھے دل پر پتھر ماریں اور اپنی بدبختیوں بدنصیبیوں کو سر پکڑ کر رو دیں۔

قولہ۔ صـ۱۳۹-۱۴۳ حدیث ۸ جنگ حنین میں جب کافروں نے ہجوم کر کے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو گھیر لیا آپ نے زمین سے ایک مشت خاک لے کر ان کے مونہوں پر ماری ہر آفریدہ کی دونوں آنکھوں میں مٹی بھر گئی۔ اور وہ پیٹھ دے کر بھاگے۔ رواہ مسلم مشکوٰۃ صـ۵۳۲۔ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے وہابیو! خدا رسول سے شرم کرو جس کا نام پاک محمد مصطفیٰ ہے صلی اللہ علیہ وسلم اس کے اختیار کا یہ عالم ہے۔ تھوک دو اس بے حیا کے منہ پر۔ حدیث ۹ حضرت عبداللہ بن عتیک

ابو رافع یہودی کو قتل کر کے اس کے کوٹھے سے گر پڑے اور پنڈلی ٹوٹ گئی فرماتے ہیں میں اس کو عمامہ سے باندھ کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا حضور نے دست مبارک پھیرا تو یہ حال ہوا کہ گویا دکھا بھی نہ تھا۔ رواہ البخاری مشکوٰۃ ص۵۳۱ ۔تصرف اس کو کہتے ہیں، تندرست کرنا مرادین پوری کرنا حاجت برلانا مشکل میں دستگیری کرنا جس کو تقویۃ الایمان والے نے شرک بتایا تھا حدیث ۱۰ ایک واقعہ حضرت سلمہ بن اکوع کو پیش آیا کہ جنگ خیبر میں ان کی پنڈلی ٹوٹ گئی فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو گیا حضور نے تین مرتبہ دم فرمایا اس وقت تک تو شکایت ہوئی نہیں مشکوٰۃ ص۵۳۳ ۔حدیث ۱۱ ترمذی شریف میں حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں بیمار تھا حضور مجھ پر گذرے شدت مرض میں اس وقت میں یہ دعا کر رہا تھا کہ یارب اگر وقت آگیا ہے تو مجھے موت کے ساتھ اس مرض کی تکلیف سے راحت دے اور اگر ابھی زندگی باقی ہے تو تندرستی کے ساتھ زندگانی میں وسعت عطا فرما اور اگر یہ مرض بلا ہے تو صبر عنایت کر حضور نے فرمایا تم کیا کہہ رہے تھے، میں نے وہ کلمے دہرا دیئے، اس پر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹھوکر ماری فرمایا یارب اس کو عافیت عطا فرما یا فرمایا شفا عطا فرما حضرت علی مرتضی فرماتے ہیں کہ پھر اس کے بعد اس مرض کی مجھے کبھی شکایت ہی نہیں ہوئی مشکوٰۃ ص۵۶۵ ۔ وہابی کو ٹیڑھی آنکھ سے شرک ہی نظر آتا ہے، یہ حدیثیں انہیں نظر نہ آئیں ۔حدیث ۱۲ بخاری ومسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جنگ حدیبیہ میں پانی نہ رہا لشکر پر پیاس کا غلبہ ہوا حضور اقدس صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک چھاگل میں ڈالا تو انگشت ہائے مبارک کے درمیان چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔ اور وہ کثرت پانی کی ہوئی کہ ہم سب نے پیا اور وضو کیا، حضرت جابر رضی اللہ عنہ (نے) فرمایا کہ ہم لاکھ ہوتے تو پانی سب کو کفایت کرتا تھے ہم پندرہ سو ۔ مشکوٰۃ ص۵۳۲ ۔ یہ ہے مشکل میں دستگیری اور حاجت برآری ۔ یہ معجزات ہیں دلیل نبوت ہیں ۔ مگر وہابی احادیث میں یہ سب دیکھ کر تصرف کا منکر ہی رہتا ہے ، حدیث ۱۳ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے ، ایک اعرابی حاضر ہوا حضرت نے فرمایا کہ تو اللہ تعالی کی وحدانیت اور میری رسالت کی گواہی دیتا ہے ، اس نے عرض کی اور کون گواہی دیتا ہے حضور نے فرمایا یہ درخت اور اس کو بلایا وہ درخت زمین چیرتا ہوا حاضر ہوا اور سامنے کھڑا ہو گیا حضور نے اس درخت سے تین مرتبہ شہادت دلوائی اس نے تین مرتبہ گواہی دی کہ حضور کا ارشاد بالکل صحیح ہے ، پھر وہ درخت اپنی جگہ واپس گیا مشکوٰۃ ص۵۴۱ اھ ملخصاً بلفظہ

اقول ۔ یہ چند احادیث بھی نقل کردہ مولوی نعیم الدین معجزات ہیں ۔ اسی طرح سینکڑوں سے زائد معجزات کا ظہور و صدور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا ہے ۔ اس پر افترا پردازی سے یہ کہنا کہ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین ۔ جس کا کہیں تقویۃ الایمان میں نام و نشان تک نہیں ہے ۔ پھر اپنی بے لگامی سے یہ کہنا کہ تھوک دو اس بے حیا کے منہ پر ۔ جواب جاہلاں باشد خموشی کے علاوہ اس کا جواب یوم الجزاء پر چھوڑا جاتا ہے ۔ پس جبکہ امور مندرجہ احادیث معجزات ہیں چنانچہ اچھا ہوا خود جناب مؤلف سے بھی گو اپنی بدحواسی میں ہی ہو امر حق کا اقرار تو ہو گیا ، کہ یہ معجزات ہیں ۔ ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

معجزہ رسول کے اختیار میں نہیں ہوتا

اگر معجزہ کا اظہار تو رسول کے اختیار میں نہیں ہوتا بلکہ وہ حق تعالیٰ کے اختیار و فعل سے بذریعہ نبی کے ظاہر ہوتا ہے ۔ چنانچہ امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رح جن کو خود مولوی نعیم الدین ص۳۲۰ میں محی السنہ حضرت امام حجۃ الاسلام رضی اللہ عنہ لکھ چکے اور ان کی احیاء العلوم کو مستند جان چکے ۔ آپ احیاء العلوم کتاب المحبۃ والشوق میں فرماتے ہیں

ولیس ذلک باختیار العبد

یعنی وہ نہیں ہے یہ (معجزہ) بندہ کے اختیار میں ،،

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح تکمیل الایمان ص۲۵ میں فرماتے ہیں ۔

ومعجزہ فعل الٰہی است نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت پروردگار تعالیٰ از بندہ ممکن نباشد ۔

یعنی ،، معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے رسول کا فعل نہیں ہے اس لئے کہ خلاف عادت پروردگار تعالیٰ (یعنی معجزہ) بندہ سے ہو نہیں سکتا ،،

نیز شاہ صاحب موصوف مدارج النبوۃ جلد ۲ ص۱۱۶ میں فرماتے ہیں ۔

معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدا است کہ بردست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب ایں از بندہ است و خلق از خدا و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست پس معنی ایں آیۃ اینست کہ ما رمیت اذ رمیت صورۃ ولکن اللہ رمی حقیقۃ

،، معجزہ فعل نبی کا نہیں ہے بلکہ فعل خدا کا ہے کہ (نبی کے) ہاتھ پر اظہار کیا گیا بخلاف دوسرے فعلوں کے کہ کسب ان کا بندہ کی طرف سے ہے اور پیدا کرنا ان کا خدا کی طرف سے اور معجزہ میں کسب بھی بندہ کی طرف سے نہیں ہے پس معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ نہیں مارا تو نے جس وقت مارا صورۃً اور لیکن اللہ نے مارا حقیقۃً ،،

اور جناب مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص۲۹ ،ص۹۳ میں فرماتے ہیں ۔

افعال خارقہ عادت خواہ شبیہہ معجزات
پیغمبراں باشند خواہ از جنس دیگر ہمہ مقدور در
قدرت الٰہی اند و بارادہ ایجاد او صادر میشوند"
"در علامات و معجزات ایں شرط نیست
کہ موافق فرمائش منکراں بیاید یا بحد اضطرار
رساند بلکہ ایں معنی در صحت ایمان خلل
می کند، بتحقیق ما فرستادیم ترا بہ معجزات
حقہ و بر وجہ صواب و بانچہ مقتضائے حکمت
است و آں آں است کہ ترا قدرت جبر
کردن ایشاں بر ایمان ندہیم۔

یعنی "افعال خلاف عادت خواہ مشابہ معجزات پیغمبران
کے ہوں خواہ اور جنس سے سب اختیار قدرت الٰہی
میں ہیں اور اسی کے ارادہ اور ایجاد سے صادر ہوتے ہیں"
"علامات اور معجزات پیغمبروں میں یہ شرط نہیں ہے کہ
موافق فرمائش منکروں کے آوے یا لاچاری کی حد کو
پہنچاوے یعنی مجبوری کے سبب قبول کرنا پڑے
بلکہ یہ امر صحت ایمان میں خلل پیدا کرتا ہے، تحقیق ہم
نے بھیجا ہے تجھ کو ساتھ معجزات حقہ کے بر وجہ صواب
اور جو کچھ مقتضائے حکمت کا ہے یہ ہے کہ تجھ کو قدرت
جبر کرنے کی ان پر ایمان کے لئے ہم نے نہیں دی ہے"

اور خود جناب شاہ صاحب کے خلف الصدق جناب مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب
امامت ص۲۳ میں یہی فرماتے ہیں۔

پس بیانش آنکہ حق جل وعلا بقدرت کاملہ
خود در عالم تکوین تصرفے عجیب و غریب
بنا بر تصدیق مقبولے از مقبولان خود می
نماید نہ آنکہ قدرت صدور خرق عادت در
وایجاد می فرماید و او را بہ اظہار آں مامور
می نماید حاشا وکلا قدرت تصرف در عالم
تکوین از خواص قدرت ربانی ست نہ آثار
قوت انسانی اھ

یعنی "پس بیان اس کا یہ ہے کہ حق جل وعلا
اپنی قدرت کاملہ سے عالم موجودات میں اپنے
مقبولین بارگاہ کی تصدیق کے بارہ میں عجیب
وغریب تصرف فرماتا ہے نہ یہ کہ خرق عادت
کے صدور کی قدرت اس میں پیدا فرماتا ہے اور اس
کو اس کے اظہار کے لئے مامور فرماتا ہے حاشا وکلا ہرگز نہیں
عالم ایجاد میں تصرف کی قدرت قدرت ربانی کا خاصہ
ہے قوت انسانی کے آثار سے نہیں ہے"

نیز مولانا شہید مرحوم ص۶۳ میں فرماتے ہیں۔

سنت اللہ بریں طریق جاری گردید کہ ہرگاہ
آفتاب طلوع میکند تمام عالم پر از انوار میشود
در روئے زمین از غبار ظلمت پاک میگردد ہم
چنیں از بسکہ اکابر ایشاں ملکی اند و بشر ملکی

یعنی "عادت اللہ اس طریق پر جاری ہوئی کہ جس
وقت آفتاب طلوع کرتا ہے تمام عالم پر انوار ہو جاتا
ہے ایسے ہی مقربان بارگاہ ملکی ہیں اور بشر ملکی ان کا
وجود باوجود ایک آفتاب ہے کہ اوج چرخ ملکوت

وجود باجود ایشاں آفتابے ست کہ بر اوج چرخ ملکوت تابندہ وقمرے ست از جبروت کہ در شب تار ناسوت درخشندہ لابد ہمراہ نزول ایشاں یک نورے از غیب الغیب بروز میفرماید کہ سبب اصلاح عالم وانتظام بنی آدم وباعث تقلب ادوار وتغیر اطوار میگردد پس آنچہ از تغیرات وتقلبات مذکورہ چہ در اقطار عالم واطوار بنی آدم حادث میگردد وہمہ از قدرت کاملہ ایشاں نیست نہ از نتائج طاقت امکانی نہ ایں کہ حق جل وعلا ایشاں را قدرت آثار تصرف عالم عطا فرمودہ وکاروبار بنی آدم بایشان تفویض نمودہ پس ایشاں بامر الٰہی قدرت خود صرف می نمایند وایں تصرفات گوناگوں وتغیرات بوقلموں در عالم کون بروئے کار می آرند کہ ایں اعتقاد شرک محض ست وکفر بحت ست کہ بجناب ایشاں ایں عقیدہ قبیحہ داشتہ باشد بے شک مشرک مردود است وکافر مطرود بالجملہ نزول تقدیر الٰہی بنا بر وجاہت کسے یا دعا کسے از مقبولیں امرے دیگر وصدور تصرفات کونی از ہماں مقبول اگرچہ بامر اللہ باشد امرے دیگر کہ اول عین اسلام ست وثانی محض کفر اھ

پُر درخشاں ہے اور ایک قمر ہے عالم جبروت کہ شب تار ناسوت میں تاباں ہے لابد ان کے نزول کے ساتھ ایک نور غیب الغیب سے ظہور فرماتا ہے کہ سبب اصلاح عالم وانتظام بنی آدم اور باعث گردش ادوار وتغیر اطوار بن جاتا ہے۔ پس جو کچھ تغیرات اور تقلبات مذکورہ اطراف عالم اور اطوار بنی آدم میں حادث ہوتے ہیں یہ تمام ان کی قدرت کاملہ سے نہیں اور طاقت امکانی کے نتائج سے بھی نہیں اور یہ بات بھی نہیں۔ کہ حق جل وعلا نے ان کو تصرف عالم کے آثار کی قدرت عطا فرما کر بنی آدم کے کاروبار ان کو تفویض کئے کہ یہ امر الٰہی سے ان امور میں خود قدرت کو صرف کرتے ہیں اور یہ تصرفات گوناگون اور تغیرات بوقلمون عالم ظہور میں لاتے ہیں اس لئے کہ یہ اعتقاد شرک محض ہے اور کفر بحت جو کوئی ان کی جناب میں ایسا عقیدہ قبیحہ رکھتا ہو بیشک مشرک مردود ہے اور کافر مترد د بالجملہ نزول تقدیر الٰہی کسی مقبول بارگاہ کی وجاہت یا دعا کی بنا پر امر دیگر ہے۔ اور صدور تصرفات کونی اس مقبول سے اگرچہ بامر اللہ ہو امر دیگر کہ پہلا عین اسلام ہے، اور دوسرا محض کفر،،

اور خود مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی سبحان السبوح الذار محمدی لکھنؤ کے صـ ۳۳ میں لکھتے ہیں۔

"انسان کو فقط کسب پر ایک گونا اختیار رکھا ہے اس کے سارے افعال مولیٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت

سے واقع ہوتے ہیں، آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادۂ تکوین کے پلک مار سکے انسان کا صدق کذب کفر ایمان طاعت عصیان جو کچھ ہے سب اسی تدبیر مقتدر جل وعلا نے پیدا کیا ہے اور اسی کی عمیم قدرت عظیم ارادہ سے واقع ہوتا ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا ۶ اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا،،

اور فتاوی رضویہ ج ا مطبوعہ اہلسنت بریلی کے صـ۹ ۴ میں لکھتے ہیں۔

"مسئلہ ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل مختار ہے۔ جو کچھ ہوتا ہے اسی کے ارادہ سے ہوتا ہے اس کے ارادہ کے سوا عالم میں کوئی شئے مؤثر حقیقی نہیں نہ آگ جلاتی ہے نہ پانی بجھاتا ہے، بلکہ اسی کے ارادہ سے جلنا بجھنا پیدا ہوتا ہے اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اسباب بنائے ہیں۔ اور فرمادیا ہے کہ وہ بھی اسی کے ارادہ کا ہر وقت محتاج ہے وہ چاہے تو چیز پانی سے جل جائے آگ سے بجھ جائے آنکھیں سنیں کان دیکھیں وغیرہ ذلک چاہے تو اسباب کو معطل کردے لاکھ سبب موجود ہوں اور مسبب نہ ہوسکے چاہے تو اسباب کو معزول فرمادے کوئی سبب نہ ہو۔ اور مسبب موجود ہوجائے اعلموا ان اللہ علی کل شئی قدیر"

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم ابو العلی پریس آگرہ کے صـ۲۵ میں لکھتے ہیں

"اللہ اکبر حاکم حقیقی عزوجل جلالہ پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق اکیلا مدبر ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں،،

پس مولوی نعیم الدین نے ان اکابر ائمہ اور اپنے اعلیٰحضرت کے مخالف معجزات کو باختیار و تصرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بتا کر مرادیں حاجات برلانے مشکل میں دستگیری کرنے کا ثبوت نکالنا چاہا اور اپنی الکلمۃ العلیا صـ۱۷ کے الفاظ ذیل میں یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ

"افعال خارقہ کی ایک ایسی صفت عطا فرمائی جیسے ہمیں حرکات ارادیہ کی کہ ہم جب چاہیں حرکات کریں ایسے ہی وہ جب چاہیں افعال خارقہ ظاہر فرمائیں،،

جو سراسر محض باطل ہے حیرت ہے جو فعل حق تعالیٰ کا بندہ سے ہونا محال ہو اس کو بندہ کا فعل اختیاری بتا کر لوگوں کو گمراہ کرتا ہے مشرکین و اہل کتاب کا بھی یہی عقیدہ اپنے بزرگوں اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں تھا جس کو مسلمانوں میں پھیلایا جا کر اپنے مسلمہ ائمہ و علمائے اکابر دین کو منکر حدیث قرار دیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک

مسئلہ تصرف میں مزید حدیثی مغالطوں کی حقیقت

قولہ، صـ۱۴۳ - ۱۴۸ احدیث ۱۴۱ امام ترمذی نے حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں کس دلیل سے پہچانوں کہ آپ نبی ہیں فرمایا بایں دلیل کہ میں اس درخت خرما کے اس خوشہ کو بلاتا ہوں وہ میری رسالت کی گواہی دے گا۔ حضور نے اس کو بلایا حضور کی طرف گرا اور رسالت کی گواہی دی۔ پھر حضور نے اس کو واپس ہونے کا حکم دیا۔ وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا یہ دیکھ کر اعرابی اسلام لایا۔ یہ ہیں تصرفات۔ مگر وہابی پر کچھ اثر نہیں وہ احادیث دیکھتا ہے اور منکر کا منکر ہی رہتا ہے۔ حدیث ۱۵ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں حضور کے ساتھ تھا۔ مکہ مکرمہ میں حضور کسی طرف روانہ ہوئے جو پہاڑ اور جو درخت سامنے آیا اس نے اس طرح سلام عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۵۴۷ حدیث ۱۶ سرزمین روم میں حضرت سفینہ لشکر کی راہ بھول گئے۔ جنگل میں لشکر کو تلاش کرتے پھرتے تھے۔ کہ ایک شیر سامنے آگیا تو آپ نے اس سے فرمایا اے شیر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں اور اس طرح راہ گم کردہ ہوں یہ سنتے ہی شیر خوشامد کرتا سامنے آیا اور آپ کے پہلو میں آکر کھڑا ہو گیا۔ جب کوئی کھٹکا ہوتا اس طرف متوجہ ہو جاتا پھر آپ کے پہلو میں آجاتا اسی طرح شیر آپ کے ساتھ چلتا رہا یہانتک کہ لشکر میں پہنچے پھر شیر واپس گیا۔ مشکوٰۃ ص۵۴۵ تقویۃ الایمان والے دشمن دین نے کیسے کہا کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ حدیث ۱۷ مدینہ طیبہ میں قحط شدید ہوا خلق پریشان ہوئی لوگوں نے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے شکایت کی آپ نے فرمایا حضور کی قبر مبارک سے منفذ آسمان کیطرف بناؤ کہ قبر شریف اور آسمان کے درمیان چھت حائل نہ رہے انہوں نے ایسا ہی کیا تو بکثرت بارش ہوئی۔ سبزہ جما اور پیداوار ہوئی کہ اونٹ اس قدر موٹے ہوگئے کہ چربی کی کثرت سے کھالیں پھٹ گئیں اسی وجہ سے اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا۔ حضرت صدیقہ نے یہ نہ فرمایا۔ کہ بندے سے کیا شکایت کرتے ہو بندہ کا کیا اختیار ایسا اعتقاد شرک ہے بلکہ وہابیہ کی ناک کاٹ دی اور قبر مطہر سے حاجت برآری کی تلقین فرمائی اور تقویۃ الایمانی شرک کے پرخچے اڑا دیئے۔ حدیث ۱۸ ترمذی و بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہت سے ژولیدہ مو غبار آلودہ پرانے کپڑوں میں گذر کرنیوالے ایسے ہیں جن کی طرف التفات بھی نہیں کرتی اور لوگ حقارت سے انہیں خیال میں بھی نہیں لاتے مگر بارگاہ الٰہی میں ان کا مرتبہ یہ ہے کہ اگر وہ خدا کے فضل پر اعتماد کر کے قسم کھائیں کہ خدا ایسا کرے گا اور ایسا ہو گا تو خدا تعالیٰ ان کی قسم پوری فرما کر انہیں صادق کر دیتا ہے انہیں میں سے حضرت براء بن مالک ہیں

رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکوۃ ص۵۷۹۔ تقویۃ الایمان والوں سے کہہ دو اس دربار کے غلاموں کے اس قدر اختیارات ہیں وہ بد نصیب سرکار کے اختیار کا انکار کرتا ہے۔ حدیث ۱۹ حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے ابدال شام میں رہتے ہیں۔ یہ چالیس مرد ہیں جب ان میں سے کسی کا وصال ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے کو اس کا بدل اور قائم مقام فرما دیتا ہے ان ابدال کی برکت سے ابر کو سیرابی دی جاتی ہے اور دشمنوں پر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔ اور اہل شام سے عذاب دفع کیا جاتا ہے[1] (مشکوۃ ص۵۳۸) اب تقویۃ الایمانی شرک کا مزاج پوچھیئے روزی کی کشائش فتح وشکست دنیا بلا دفع کرنا سب حدیث شریف میں ابدال کے لئے ثابت فرمایا گیا اب وہابی اپنے عقیدہ سے توبہ کرکے تقویۃ الایمان کو آگ میں جھونکیں گے یا معاذ اللہ قرآن وحدیث پر بھی شرک کا حکم جاری کریں گے۔ شیخ کبیر ابو عبد اللہ قرشی فرماتے ہیں جب میں حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کے قریب پہنچا تو آپ نے مجھ سے ملاقات فرمائی میں نے عرض کیا اہل مصر کے لئے دعا فرمائیں آپ نے دعا فرمائی اللہ تعالیٰ نے وہ گرانی رفع فرما دی۔ شیخ ابن عربی نے تصریح فرمائی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک کی زیارت آپ کی روح وجسد شریف کے ساتھ ناممکن نہیں ہے کیونکہ آپ اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں ان کی روحیں بعد قبض واپس فرما دی گئیں بحوالہ ابن حجر مکی رح الخ تقویۃ الایمان کے اس افترا کا بطلان بھی واضح ہو گیا جو اس نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا ہے یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ تقویۃ الایمان ص۶۹ الحمد للہ کہ مسئلہ تصرف کی کما ینبغی تحقیق ہو گئی۔ اور ثابت ہو گیا کہ تقویۃ الایمان کا حکم شرک قرآن پاک وحدیث شریف اور تمام آئمہ کے مخالف اور باطل ہے اھ ملخصاً بلفظہ

اقول۔ علیٰ ہذا یہ چند احادیث وآثار صحابہ رضی اللہ عنہم بھی منجملہ معجزات وکرامات ہیں جن کے حق ہونے کا عقیدہ اہل توحید ومتبعین سنت ہی کا خاصہ ہے کہ معجزات وکرامات حق تعالیٰ کے اختیار وفعل سے بذریعہ انبیاء اور اولیاء بوجہ احقاق حق اور ان کی عزت افزائی کے لئے صادر فرمائے جاتے ہیں ورنہ خود بندہ کا اس میں اختیار وتصرف نہیں ہو سکتا جس طرح اس کی تفصیل گذر چکی۔ پس اس واقعہ قحط باراں میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قبر مبارک

---

(۱) حافظ سخاوی رح تلمیذ حافظ ابن حجر رح لکھتے ہیں لہ طرق عن انس مرفوعا کلہا ضعیفۃ یہ روایت حضرت انس رض سے بہت متعدد طرق سے مروی ہے لیکن وہ سب ضعیف ہیں (المقاصد الحسنۃ) ملا علی قاری حنفی نے موضوعات کبیر میں امام ابن تیمیہ سے ان روایات کا باطل ہونا نقل

کی چھت میں روشندان کھلوا دینا تاکہ بارانِ رحمت کا نزول ہو۔ اور فقہ حنفیہ کی بعض کتابوں میں ایک روایت یہ بھی مذکور ہے کہ قبر کا کھلا رہنا باعث رحمت باری تعالیٰ کا ہے۔ چنانچہ فتاویٰ جامع الرموز شرح مختصر وقایہ میں منقول ہے

وفی المضمرات عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال صفق الریاح وقطر الامطار علی قبر المومن کفارۃ لذنوبہ[1] ملتقطہم

"مضمرات میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہواؤں کا چلنا اور بارش کی بوندوں کا مومن کی قبر پہ گرنا باعث کفارہ ذنوب ہے"

اور فتاویٰ برہنہ صـ۲۶۱ میں مرقوم ہے۔

فی الحدیث صفق الریاح وقطر الامطار علی قبر المومن کفارۃ لذنوبہ۔

یعنی "حدیث میں وارد ہے کہ ہواؤں کا چلنا اور بارش کی بوندوں کا قبر مومن پر گرنا باعث کفارہ ذنوب ہے"

اسی لئے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ارشاد میں یہ کرامت واقع ہوئی چنانچہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۴ صـ۵۹۵، صـ۵۹۶ میں فرماتے ہیں۔

پس شکایت کردند بسوئے عائشہ رض تا دعا کند وظہور اثر آں کرامت ست مر عائشہ را و در حقیقت معجزہ است مر آنحضرت را و خود کرامات اولیاء ہمہ معجزات است مر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم۔

"پس شکایت کی لوگوں نے حضرت عائشہ رض سے تاکہ دعا کریں اور ظاہر ہونا اس کے اثر کا حضرت صدیقہ رض کی کرامت ہے جو درحقیقت معجزہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور خود کرامات اولیاء کی تمام تر پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات ہی ہیں"

اور ملا علی قاری مکی رح شرح فقہ اکبر صـ۹۳ میں فرماتے ہیں۔

کان کرامۃ التابع کرامۃ المتبوع

"کرامت تابع معجزات نبوت سے ہوگی"

پس مولوی نعیم الدین کا فریبانہ یہ کہنا کہ حضرت صدیقہ نے یہ نہ فرمایا کہ بندے سے کیا شکایت کرتے ہو بندہ کا کیا اختیار ایسا اعتقاد شرک ہے، بلکہ وہابیہ کی ناک کاٹ دی۔ پس اس فریب کی شاہ عبد الحق نے قلعی کھول دی کہ شکایت درباره دعا کرانے حق تعالیٰ سے وہ لوگ آئے تھے نہ کہ خود ان سے

(۱) لیکن یہ تو روایت ہی روایۃً اور درایۃً سخت کمزور ہے روایۃً اس لئے کہ اس کی سند میں چار راوی مختلف فیہ ہیں۔ محمد بن الفضل سعید، عمرو، اوس، پر جرح و نقد رجالین کی جرح مفصل یعنی بادلیل ہونے کی وجہ سے مقدم ہے۔ لہذا یہ روایت سخت مخدوش اور ناقابل حجت ہے تفصیل کے لئے دیکھئے الرد علی البکری ص ۲۸، ۶۸ اور صیانۃ الانسان عما وسوس بہ الشیخ دحلان ص ۲۵۱-۲۵۴ طبع مصر

مینہ طلب کرنے کو جو شرک محض ہے، جس طرح مولوی نعیم الدین نے لکھا کہ قبر مطہر سے حاجت براری کی تلقین فرمائی۔ حالانکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے صحیح حدیث میں ارشاد فرمایا۔

من اخبرك ان محمدا صلى الله عليه وسلم رأى ربه او كتم شيئا مما امر به او يعلم الخمس التى قال الله تعالى ان الله عنده علم الساعة وينزل الغيث فقد اعظم الفرية رواه الترمذى (مشكوة ص۵۰۱)۔

"جو کوئی یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا یا کسی حکم پروردگار کو چھپایا یا ان پانچ چیزوں کا علم آپ کو تھا جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، بیشک اللہ ہی کے پاس ہے علم قیامت کا اور برساتا مینہ کا اور علم پیٹ کے بچے کا اور نہیں جانتا کوئی کیا کریگا کل کو اور نہیں جانتا کوئی کس زمین میں مریگا بیشک اللہ بڑا جاننے والا خبردار ہے سو بیشک وہ شخص بڑا جھوٹا بہتان باندھنے والا ہے۔"

پس اسی چلن ہیں تو مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا، ص۱۰۳ میں لکھا کہ یہ بات ہرگز قابل قبول نہیں یہ رائے تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی۔

تف اس بدمذہبی پر۔ اس حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے تو مبتدعین گور پرستوں سوائے حق تعالےٰ کے دوسروں کو علم غیب بتانے والوں کے ناک کان دونوں کاٹ دیئے۔ اسی طرح صلحاء امت کی دعائیں اور اعمال صالحہ کی برکات حق تعالےٰ خلق میں ظاہر فرماتا ہے چنانچہ حدیث میں وارد ہے۔

عن مصعب بن سعد رضى الله عنه قال رأى سعد ان له فضلا على من دونه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم رواه البخارى (مشكوة ص۴۴۶)

"روایت ہے مصعب بن سعد رضی اللہ عنہ سے کہا خیال کیا سعد نے کہ وہ افضل ہیں دوسروں یعنی غرباء فقراء وغیرہم سے جو ان سے کمتر ہیں پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں مدد کئے جاتے تم اور نہیں رزق دیئے جاتے تم مگر اپنے ضعیفوں کی برکت سے۔"

اور خود مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان کی منصب امامت ص۶۳ میں مرقوم ہے۔

قال النبى صلى الله عليه وسلم الابدال يكونون بالشام وهم اربعون رجلا كلما مات رجل ابدل الله مكانه

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدال ہوتے ہیں ملک شام میں اور وہ چالیس مرد ہیں۔ جب کوئی ان میں انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے اس کی جگہ

رجلا یسقی بھم الغیث وینصر بھم علی الاعداء ویصرف من اھل الشام بھم العذاب

اور انہیں کی برکت سے مینہ برستا ہے اور دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اور شام والوں پر عذاب نہیں آتا ہے۔

نیز مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان ص۲۲ میں فرماتے ہیں۔

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے۔ کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں"۔

نیز مولانا شہید مرحوم مکتوب بنام سید عبد اللہ بغدادی میں فرماتے ہیں۔

اما قرب الانبیاء عند اللہ تعالی وکمالاتھم وخصائلھم التی لا یصل دون مرادقاتھا غیرھم فمسلم وھو امر اخر لا دخل لہ فی الربوبیۃ والالوھیۃ۔ رد شبھۃ العوام حیث یزعمون ان الانبیاء والاولیاء یتصرفون فی العالم یفعلون ما یشاؤن۔ و صلی اللہ علی سیدنا ومطاعنا وشفیعنا محمدن المصطفی وعلی الہ شموس الھدی واصحابہ بدور الدجی فقط۔

"لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کا قرب اور ان کے کمالات اور ان کی فضیلتیں کہ اس رتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا یہ تمام امور مسلم ہیں اور یہ دوسری بات ہے جس کو ربوبیت اور خدائی میں کچھ دخل نہیں۔ عوام کا شبہ رد کرنا مقصود ہے جن کا یہ گمان ہے کہ انبیاء اور اولیاء سارے جہان میں تصرف کرتے ہیں جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار اور ہمارے مخدوم اور ہمارے شفیع محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور آپ کے اصحاب جو اندھیری رات کے چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرما دے فقط"

پس بعد توضیح کلام مولانا شہید مرحوم در بارہ عظمت و اکرام حضرات انبیاء علیہم السلام و اولیاء رحمہم اللہ کے ناظرین اہل انصاف پر واضح ہو گیا کہ مولوی نعیم الدین نے اپنی جہالت کو سفاہت سے معجزات و کرامات کو باختیار و تصرف انبیاء و اولیاء حاضر و ناظر جان کے مرادیں طلب کرنے کا عقیدہ تراش کر مولانا شہید مرحوم کیا بلکہ در پردہ تمام اکابر ائمہ دین کو منکر احادیث دشمن دین بدنصیب قرار دیا جو بدتر از رفض اور محض یہودیت ہے۔

علیٰ ہذا حکایت شیخ ابو عبد اللہ قرشی بروقت زیارت قبر[1] حضرت خلیل علیہ السلام کا ملاقات فرمانا اور

---

[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر ہے کہاں؟ کہیں نہیں! جو ہے فرضی ہے (ع سا) اسے حیثیت روایت پر کلام الٰہی اوپر گزری (ع سا)

حق تعالیٰ سے دعا کرنا اور اس کا اثر ہونا۔ اور شیخ ابن عربی کے قول میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مع الروح والجسد کا ناممکن نہ ہونا۔ کہ ایک وقت میں بہت سے لوگ دیکھیں (منقولہ ابن حجر مکی) پس یہ اولیاء کرام کا بوجہ تزکیہ نفس وتصفیہ باطن کے[1] بحالت استغراق وکشف بطور خرق عادت کرامات کے مشاہدہ مع الروح ہے نہ مع الجسد حقیقی چنانچہ واقعہ[2] معراج بیت المقدس میں ارواح انبیاء کا جمع ہونا فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۵ صـ۵۲۳ ھ میں روایت ہے۔

وفی حدیث ابی ھریرۃ عند البزار و الحاکم انہ صلی فی بیت المقدس مع الملئکۃ وانہ اتی ھنالک بارواح الانبیاء۔

"حدیث ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں فرشتوں کے ہمراہ مع ارواح انبیاء کے نماز پڑھی"

اور خود مولوی نعیم الدین کے بڑے دعوی کی مستند مسلمہ کتاب انوار ساطعہ جس کی توصیف ہر رسالہ سواد اعظم میں لکھا کرتے ہیں صـ۲۰۰ میں فتاویٰ سراجیہ سے نقل کیا ہے۔ امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لارواح الانبیاء علیھم السلام ثابت ہوا کہ سب پیغمبران کی روحیں اپنے اپنے مقامات سے سمٹ کر بیت المقدس میں حاضر ہوگئیں۔ اب یہ ارواح انبیاء آسمانوں پر ملیں انتہی اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۳ صـ۶۰ میں فرماتے ہیں

"مراد آنحضرت ازاں کہ فرمود مرا دیدہ آنست کہ جسم مرا دید وبدن مرا دید بلکہ مثالی دید۔ وامام حجۃ الاسلام محمد غزالی در کتاب المنقذ من الضلال گفتہ کہ ارباب قلوب مشاہدہ میکنند در یقظہ ملائکہ را وارواح انبیاء را ومے شنوند از ایشاں اصوات وکلمات"

"مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سے کہ فرمایا مجھ کو دیکھا (یعنی جس نے خواب میں مجھے دیکھا تو مجھ ہی کو دیکھا) یہ نہیں ہے کہ میرے جسم کو دیکھا اور میرے بدن کو دیکھا بلکہ مثالی طور پر دیکھنا ہے اور امام حجۃ الاسلام محمد غزالی نے فرمایا ہے کہ ارباب قلوب مشاہدہ کرتے ہیں جاگتے میں ملائکہ اور ارواح انبیاء کا اور سنتے ہیں ان سے آواز اور کلمات کو"

مگر یہ احوال اولیاء کرام نہ ہر کسی کے حق میں دلیل ہو سکتے ہیں اور نہ یہ حجۃ شرعیہ ہوتے ہیں کہ اس پر مدار احکام دین کا ہو سکے کہ ارواح کو حاضر وناظر قدرت وتصرف کا عقیدہ کر کے ان سے مرادات طلب کی جاویں کہ یہ بحکم نصوص آیات واحادیث کے شرک ثابت ہو چکا ہے۔ پس جبکہ معجزات انبیاء علیہم السلام اور کرامات اولیاء

---

[1] یہ بھی اگر حسن ظنی سے کام لیا جائے ورنہ زیادہ احتمال فرط عقیدت میں قوت خیالی کی کارفرمائی کا ہے۔ بلکہ لبسا اوقات شیطانوں اور جنوں کی کارستانی ہوتی ہے کہ بزرگوں اور اولیاء کرام کا روپ دھار لیتے ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے الوسیلہ اور الفرقان بین اولیاء الشیطان واولیاء الرحمٰن میں دلائل وشواہد سے اس کی وضاحت کی ہے (ع۔ح) [2] یہ معجزہ معراج نبوی کا ایک حصہ ہے۔ جو یقینی ہے اور بہر شک۔ زاحتمال سے مبرا اور پاک اس پر قیاس کرنے کی کوئی صحیح بنیاد موجود نہیں (ع۔ح)

کرام خود ان کے قبضہ قدرت و تصرف میں نہیں ہیں. تو پھر یہ کشف اور مشاہدات کیونکر ان کے قبضہ میں ہو سکتے ہیں. مولوی نعیم الدین کا دلائل شرعیہ سے عاجز ہو کر بزرگوں کے مکاشفات و مشاہدات پر تار عنکبوت پکڑنے کا وقت آگیا. جو محض باطل ہے.

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر گرچہ ماند از نوشتن شیر و شیر

چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۱۵۸ میں فرماتے ہیں.

فرقہائے بسیار در چیزہائے دیگر از راہ غفلت برائے او تعالیٰ شرکا مقرر کردہ اند چوں نیک تامل کنند شرکت در آں چیزہائے منجر باعتقاد شرکت دریں صفت چہار گانہ میگردد پس در حقیقت اعتقاد شرک مناقض و منافی اعتقاد توحید دریں چہار صفت است کہ آنرا عند التفتیش والتحقیق ہر کسے مسلم مے دارد پس مشرکین خود بزبان خود ملزم میشوند و تفصیل انواع شرک کہ در عالم واقع است ایں است،، در چہارم پیر پرستاں گویند چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت و مجاہدہ مستجاب الدعوات و مقبول الشفاعت عند اللہ شدہ بود ازیں جہاں میگذرد روح او را قوتے عظیم و وسعتے بس فخیم بہم میرسد ہر کہ صورت او را برزخ سازد یا در مکان نشستے و برخاست او یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق براں مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید،

"بکثرت فرقوں نے اور چیزوں میں از راہ غفلت اللہ تعالیٰ کے لئے شریک مقرر کئے ہیں تامل کرنے سے ان چیزوں میں شرکت سے ان چار صفتوں میں بھی اعتقاد شرکت کا آجاتا ہے پس درحقیقت اعتقاد شرک مناقض اور منافی اعتقاد توحید ان چار صفتوں میں ہے کہ اس کو تفتیش و تحقیق کرنے سے ہر شخص مسلم رکھتا ہے پس مشرکین خود اپنی زبان سے آپ ملزم ہوں گے اور تفصیل انواع شرک کی جو عالم میں واقع ہے یہ ہے" در چہارم فرقہ پیر پرستوں کا کہتے ہیں کہ جو کوئی بزرگ بسبب کمال ریاضت اور مجاہدہ کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت عند اللہ ہوا تھا اس جہاں سے گذرتا ہے اس کی روح کو قوت عظیم اور وسعت نہایت درجہ کی پہونچتی ہے جو کوئی اس کی صورت کو برزخ کرے یا اس کی نشست و برخاست کی جگہ یا اس کی قبر پہ سجدہ و تذلل کرے اس کی روح بسبب وسعت اور اطلاق کے اس کے اوپر مطلع ہووے اور دنیا اور آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرے،،

اور جناب واصل الی اللہ حضرت مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح منجملہ ارشد خلفا حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات میں مستند جانتے ہیں

آپ ارشاد الطالبین ص۱۷،۳۴ میں فرماتے ہیں ۔

اگر فیض بعد موت ہماں قسم باشد	،،اگر فیض بعد موت کے اسی قسم کا ہووے
کہ در حیات باشد پس تمام اہل مدینہ از عصر	کہ جو حیات میں ہووے پس تمام اہل مدینہ زمانہ پیغمبر
پیغمبر خدا تا ایں وقت برابر اصحاب باشند	خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت تک
و نیز ہیچ کس محتاج صحبت اولیاء نباشد	برابر سب صحابی ہو دیں گے اور پھر کوئی شخص
چگونہ فیض مردہ مثل زندہ باشد کہ در مفیض	محتاج صحبت اولیاء کا نہ ہوگا کیونکہ فیض مردہ کا
و مستفیض مناسبت شرط است و آن	مثل زندہ کے ہوگا کہ مفیض اور مستفیض میں مناسبت
بعد وفات مفقود۔ ولہذا بعد وفات رسول	شرط ہے اور وہ بعد وفات کے مفقود، لہذا بعد
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از قبر شریف فیض	وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبر شریف
نمے تواند رسید لعدم المناسبۃ الصوریۃ	سے فیض نہیں پہنچتا بوجہ عدم مناسبت صوری کے
پس واسطہ دیگرے باید نائب پیغمبر و وارث	پس دوسرا واسطہ نائب پیغمبر اور آپ کے وارثوں
او و قال علیہ السلام العلماء ورثۃ الانبیاء	کا چاہئیے اور فرمایا نبی علیہ السلام نے علماء ظاہر اور باطن
علماء ظاہر و باطن وارثان پیغمبراں اند۔	وارثان پیغمبروں کے ہیں ،،

پس اگر نبی اور ولی سے بعد انتقال کے دعاء و توسل کی شرعاً اجازت ہوتی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم القدر خلیفہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کا توسل چھوڑ کر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا توسل جم غفیر حضرات اکابر صحابہ کے روبرو طلب باراں میں حق تعالےٰ سے نہ کرتے جیسا کہ صحیح بخاری اصح الکتب سے صراحۃً متفق علیہ بقطعی الدلالۃ گذر چکا ہے جس کے سامنے ہرگز کسی امتی کا قول و فعل قابل عمل و لائق قبول نہیں ہو سکتا۔ چہ جائیکہ ان کو حاضر و ناظر متصرف جان کر ان سے مرادیں طلب کرنا اور حیات دنیا کے تصرفات و اختیارات اور معجزہ و کرامات کشف و مشاہدات اولیاء کو اپنے شرکیات کے جائز ہونے کی دلیل قرار دینا کسی متدین اہل توحید متبع سنت کا ہرگز منصوبہ نہیں ہو سکتا۔ بجز اس کے کہ محض طالب دنیا اس طرح کا دہندہ کرے۔ جس طرح مولوی نعیم الدین نے اتنی سرگرمی سے اس پر جان اڑائی ہے باقی رہا مسئلہ ،،مر کر مٹی میں ملنے کا،، سو مؤلف نے ص۲۵۱ پر مکرر اس کو لکھا ہے وہیں ان شاء اللہ العزیز مفصل جواب دندان شکن دیا جائے گا۔ جو ناظرین اہل انصاف کے لئے تسلی بخش ہوگا۔

الحمد للہ علی احسانہ کہ مسئلہ تصرف اختیار و قدرت کی مفصل حقیقت بتصریح آیات و احادیث اور اکابر ائمہ تفاسیر و محدثین اور فقہاء و ائمہ صوفیاء رحمہم اللہ سے واضح ہو کر تمام اباطیل مولوی

نعیم الدین نسیاً منسیا ہو چکے جس سے تقویۃ الایمان کے توحیدی احکام بے غبار منور و درخشاں ہو گئے والحمد للہ علی ذلک حمدا کثیرا

عبادت میں شرک کی بحث

قولہ ص ۱۴۹-۱۵۲ صاحب تقویۃ الایمان نے اپنے شرکیات کا تیسرا حصہ اشراک فی العبادت کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں لکھتے ہیں تیسری بات یہ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں، جیسے سجدہ اور رکوع اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ اور اس کے نام پر مال خرچ کرنا اور اس کے نام کا روزہ اور اس کے گھر کی طرف دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا اور ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ لوگ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں اور راستہ میں اس مالک کا نام پکارنا اور نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا اور اسی قید سے جا کر طواف کرنا اور اس گھر کی طرف سجدہ کرنا اور اس کی طرف جانور لے جانے اور وہاں منتیں ماننی اس پر غلاف ڈالنا اور اس کی چوکھٹ کے آگے کھڑے ہو کر دعا مانگنی اور التجا کرنی اور دین و دنیا کی مرادیں مانگنی اور ایک پتھر کو بوسہ دینا اور اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی اور اس کے گرد روشنی کرنی اور اس کا مجاور بن کر اس کی خدمت میں مشغول رہنا جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی اور فرش بچھانا۔ پانی پلانا وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا اور اس کے کنوئیں کو تبرک سمجھ کر پینا۔ بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا درخت کاٹنا گھاس نہ اکھاڑنا مویشی نہ چگانا۔ یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں پھر کوئی کسی پیر و پیغمبر کو یا بھوت و پری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلہ کو یا کسی کے مکان کو کسی کے تبرک یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رکوع کرے یا اس کے نام کا روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے چادر چڑھاوے ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے ان کی قبر کو بوسہ دیوے مورچھل جھلے یا شامیانہ کھڑا کرے چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مراد مانگے مجاور بن کے بیٹھ رہے وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور اسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ اس کو شرک فی العبادت کہتے ہیں یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں سمجھے کہ

یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ ان کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔ اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے۔ ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے تقویۃ الایمان ص۱۱-۱۲۔

اس تمام یاوہ گوئی کا خلاصہ صرف اتنا ہے کہ تعظیم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے غیر کی تعظیم شرک۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولان بارگاہ کی تعظیم کا حکم فرمایا ہے۔ اور بکثرت آیات و احادیث اس پر ناطق ہیں۔ عبادات بے شک اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں۔ غیر کی عبادت پرستش یقیناً شرک ہے لا نعبد الا ایاہ یہی ہر مسلمان کا ایمان ہے۔ مگر صاحب تقویۃ الایمان کا یہ مطلب نہیں اس کی عبارت میں بڑا فریب ہے۔ اللہ تعالےٰ کے لئے ہجرت کرنا عبادت ہے۔ اگر حصول مال یا تزوج کی نیت سے ہو تو عبادت نہیں۔ مسجد میں اپنے آپ کو روکنا اعتکاف عبادت ہے۔ اگر اپنی کسی غرض دنیوی کے لئے مسجد میں پابندی سے رہا تو عبادت نہ ہوگا۔ مگر شرک بھی لازم نہ آئیگا نماز کے افعال سجدہ رکوع ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونے کا تو صاحب تقویۃ الایمان نے ذکر کیا مگر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا جیسا قومہ میں یا بیٹھنا جیسا بین السجدتین اور تشہد میں یہ بھی افعال نماز ہیں۔ جس طرح سجدہ ورکوع وقیام نماز میں فرض ہیں اسی طرح قعدہ اخیرہ فرض ہے یہ افعال عبادۃً غیر خدا کے لئے کرنا شرک اور اگر جہت عبادت پر نہ ہوں تو لزوم شرک کا حکم باطل ورنہ ہر شخص مشرک ہو جائے۔ اس کی کوئی وجہ نہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا تو شرک ہو جائے اور ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا اور بیٹھنا شرک نہ ہو جیسے وہ عبادت ایسے ہی یہ عبادت۔ حضرت جبریل حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے زانوؤں پر ہاتھ رکھ کر بہ ہیئت نماز بیٹھے کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ شرک ہوا۔ اگر صاحب تقویۃ الایمان مسئلہ صحیح لکھتا کہ یہ افعال بروجہ عبادت شرک ہیں اگر دوسری جہت سے کئے جائیں تو شرک نہیں تو اس کا مدعا حاصل نہ ہوتا مقبولان بارگاہ حق کی تعظیم جس کا وہ دشمن ہے اس کو کس طرح روکتا وہ جانتا تھا کہ دنیا کے پردہ پر کوئی مسلمان کسی بزرگ کے روبرو بہ قصد عبادت ہاتھ باندھ کھڑا نہیں ہوتا پھر بروجہ عبادت کی قید لگاتا تو مسلمانوں کو مشرک کس طرح ٹھہراتا دست بستہ بہ ہیئت نماز کھڑا ہونا ص۱۱۲ میں فاتحہ کے لئے نماز کی طرح بیٹھنا خود صاحب تقویۃ الایمان نے صراط مستقیم میں لکھا ہے جو ہم ص۹۱ میں نقل کر چکے ہیں اس سے وہ اپنے اس حکم سے خود مشرک ہو گیا۔ سجدہ وطواف کا حکم ص۱۰۴، ص۱۰۵ میں اور سجدہ کی قسمیں ص۱۰۷ میں بیان کر آئے ہیں الملخصاً بلفظہ۔

اقول۔ بیشک جو امور عبادۃً وتعظیماً حق تعالیٰ کے لئے شرعاً کئے جاتے ہیں، جس طرح بعض امور کا ذکر تقویۃ الایمان کے انواع شرک میں واقع ہوا۔ مثلاً سجدہ۔ رکوع، دست بستہ قیام روزہ طواف خانہ کعبہ۔ نذر و منت مرادیں وغیرہم جن کا بیان بطور حصر کے نہیں ہے بلکہ ہر وہ شئے جو حق تعالیٰ کی عبادت کے مقابلہ میں کسی دوسرے کے لئے عمل میں لائی جائیگی شرک ہوگی۔ جس طرح قبر پرستوں، تعزیہ پرستوں وغیرہم کا نفع وضرر کی توقع پر عمل در آمد ہے اسی لئے حق تعالےٰ نے ارشاد فرمایا۔

اَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اِیَّاہُ — یعنی "عبادت نہ کرو اللہ کے سوا کسی کی"

اور سورہ حٰم سجدہ میں فرمایا۔

لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ — یعنی "نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو۔ اور سجدہ کرو اللہ کو جس نے ان کو بنایا اگر تم اسی کو پوجتے ہو"

اور مثلاً سورہ حج میں فرمایا

وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ — یعنی "اور پوری کریں منتیں اپنی اور طواف کریں اس قدیم گھر کا"

اور حدیث میں وارد ہے۔

الطواف حول البیت مثل الصلوٰۃ مشکوٰۃ ص ۲۴۲ یعنی "طواف خانہ کعبہ مثل نماز کے ہے"

اور خود مولوی نعیم الدین کے قلم سے بھی نکل گیا کہ غیر کی عبادت یقیناً شرک ہے۔ مگر دل میں شرک کا چور گھسا ہوا ہے چنانچہ اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۱۸ میں اللھم اجعل صلوتک و رحمتک علی سعد کا ترجمہ بجائے یا اللہ کے "یا رسول اللہ آل سعد پر مغفرت اور رحمت فرما" کیا گیا تا کہ جہلاء شرک میں مبتلا ہوں۔ پس بعض امور عبادت میں معین ومخصوص مہتم بالشان ہیں بعض نیت پر موقوف ہیں چنانچہ کبیری شرح منیۃ المصلی ص۶۲۵ میں مرقوم ہے

لو سجد لغیر اللہ یکفر بخلاف القیام — یعنی "اگر غیر اللہ کو سجدہ کرے تو کافر ہو جاویگا بخلاف قیام کے"

اور رد المحتار فقہ حنفیہ ج ۵ ص۲۶۸ میں مرقوم ہے۔

وفی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقاً۔ — یعنی "ظہیریہ میں ہے کہ تکفیر کیا جاویگا سجدہ کے ساتھ مطلقاً"

اور دربارہ قعدہ اخیرہ نماز کے کبیری شرح منیۃ المصلی ص۲۵۸ میں مرقوم ہے واما القعدۃ فلا نص فیھا اور ص۲۸۷ میں مرقوم ہے وقد تقدم انہ غیر منصوص علیہ یعنی رر لیکن قعدہ کے لئے نص یعنی دلیل صریح نہیں ہے،، پس قیام بصورت دست بستہ خاص کر عبادت ہے نہ کہ کھڑا ہونا بیٹھنا مطلقاً عبادت اس میں اور اس میں فرق بین ہے مولوی نعیم الدین کا ان میں فرق نہ جاننا فقہ سے بھی ناواقفیت کی کھلی دلیل ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز جلد ا ص۱۶۷ میں اس کی پوری تشریح فرماتے ہیں۔

بارواح انبیاء واولیاء وعباد وزہاد و احبار وعلماء را بے ملاحظہ علاقہ بندگی خدا ومحبوبیت او بالاستقلال در محبت برابر خدا می سازند ونذور وقرابین بنام آنہا می دہند واحکام ایشان را بے تامل در ماخذ آنہا برابر وحی ناطق مے شمارند بلکہ بعضے از ایشان با صور وہیاکل ونبور ومعابد ومسکن ومجالس آنہا افعالے کہ در مسجد وکعبہ برائے خدا باید کرد بعمل مے آرند مانند سر برزمین نہادن وگرداگرد گشتن ودست بستہ بصورت استقبال قبلہ در نماز استادن حالانکہ این محبت ایشان مقتضائے ایمان بخدا وبرائے خدا نیست تا نزد خدا مفید افتد ورضامندی او بکار آید زیرا کہ این محبت از حد محبت مخلوق در گذشتہ است ودر ایمان لازم است کہ در محبت مخلوق وخالق فرق کردہ شود۔

وہ ساتھ ارواح انبیاء واولیاء، عابدین وزاہدین درویشاں اور علماء کو بلا ملاحظہ علاقہ بندگی خدا کے اور ان کی محبوبیت کے بالاستقلال خدا کی محبت کے برابر کرتے ہیں اور نذریں وقربانیاں ان کے نام کی کرتے ہیں اور ان کے احکام کو بے تامل وحی ناطق آلہی کے برابر شمار کرتے ہیں بلکہ بعض ان میں سے صورتوں اور شکلوں کے ساتھ اور قبروں اور معابد ومساکن کے ساتھ وہ افعال کرتے ہیں جو خدا کے لئے مسجد اور خانہ کعبہ میں کرنے چاہئیں مثلاً زمین پر سر رکھنا اور گرداگرد پھرنا اور دست بستہ بصورت استقبال قبلہ نماز میں کھڑا ہونا حالانکہ یہ محبت ان کی مقتضائے ایمان اور خدا کے واسطے نہیں ہے۔ کہ وہ خدا کے نزدیک مفید ہو۔ اور اس کی رضامندی میں کام آوے۔ اس واسطے کہ یہ محبت حد محبت مخلوق سے گزر گئی اور ایمان میں لازم ہے کہ محبت مخلوق اور خالق میں فرق کیا جاوے،،

اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح مکتوب ج ۲ ص۶۸ میں فرماتے ہیں۔

ہر چند در ہیچ عبادت شرکت او تعالیٰ جائز نیست اما تخصیص صوم برائے اہتمام ایں عبادت و بتاکید نفی شریک درآں عبادت کردنست ۔	یعنی ہر چند کہ کسی عبادت میں شرکت حق تعالیٰ کے ساتھ جائز نہیں ہے لیکن تخصیص روزہ کے واسطے اہتمام اس عبادت کی غرض سے ہے اور تاکید نفی شریک کی اس عبادت کے لئے کرنا ہے ،،

پس صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کا کلام صریح آیات واحادیث معہ تائیدات ائمہ علماء کرام کے واضح ہوا کہ بلا ریب جہلا و قبر پرستوں کے اعمال شرک میں داخل ہیں ۔ جن کی حمایت بطمع دنیوی مؤلف کو دامن گیر ہے ۔ اور بس ۔ مزید تشریحات و تحقیقات سجدہ و قیام دست بستہ و ذبح غیر اللہ وغیرہم گذشتہ صفحات میں مفصل آچکی ہے ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمالیں ۔

قولہ ص ۱۵۳-۱۵۴ صاحب تقویۃ الایمان سجدہ کو مطلقاً شرک کہتا ہے اور ستم اس نے یہ کیا ہے ۔ کہ شرک مان کر پچھلی شریعتوں میں اس کے ثبوت کا قائل ہوا ۔ گویا اس کے نزدیک اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم دیا اور انبیاء نے شرک کیا معاذ اللہ اس کا یہ ملعون کفر تقویۃ الایمان کے ص۲۳ میں ملاحظہ کیجئے ۔ جو کوئی یہ بات کہے کہ اگلے دینوں میں کسی کسی مخلوق کو بھی سجدہ کرتے تھے ۔ جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا اور حضرت یعقوب نے حضرت یوسف کو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کر لیں تو کچھ مضائقہ نہیں سو یہ بات غلط ہے آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے چاہیئے لوگ ایسی ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں ۔ طرز گفتگو تو دیکھیے کتنا شریفانہ ہے ۔ خیر یہ تو ان کی تہذیب ہے میں کہتا ہوں ہماری شریعتوں میں جائز نہ ہونا اور بات ہے ۔ یقیناً ملائکہ نے حضرت آدم علیہ السلام کو یہی سمجھ کر سجدہ کیا تھا کہ ہماری اس طرح کی تعظیم سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے ، تو اسمٰعیل کے حکم سے یہ ان کا شرک ہوا ۔ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے شرک کا حکم کیا ۔ لعنت ہے اس عقیدہ ناپاک پر یہ ہے اسمٰعیلی شرک کی حقیقت جس کی وہابیہ نے پکار مچا رکھی ہے ۔ اسمٰعیل صاحب نے اس سلسلہ شرکیات میں کسی کے نام پر مال خرچ کرنا اور کسی کے نام کا روزہ رکھنا بھی شمار کیا ہے ۔ دنیا میں ایسا تو کوئی مسلمان نہیں جو اتفاق یا روزے سے غیر خدا کی عبادت کا قصد کرتا ہو ۔ البتہ اموات کے ایصال ثواب کے لئے مال بھی خرچ کرتے ہیں روزہ بھی رکھتے ہیں اور اس میں ان اموات کے نام بھی لیتے ہیں جیسے گیارہویں ۔ اور شاہ عبدالحق کا توشہ ان بزرگوں کے نام لینے سے یہ مقصود ہے کہ اس عمل خیر کا ثواب ان کی ارواح کو پہنچایا جائے ، حدیث سے ثابت ہے انہیں اسمٰعیل

صاحب کی صراط مستقیم کے حوالہ سے ص۹۷ میں نقل ہو چکیں، پھر اسی کو شرک بتانا خود اپنے اوپر شرک کا حکم کرنا ہے، اس کے بعد تقویۃ الایمان میں کسی کے گھر کی طرف، دور دور سے قصد کر کے سفر کرنا شرک بتایا ہے، شرک کے یہ تمام احکام امام الوہابیہ کے طبعزاد ہیں شریعت نے ان میں کسی کو شرک نہ فرمایا، اب مرید پیر کے گھر جائے تو شرک طالب علم استاد کے مکان پر جائے تو شرک محدثین نے تو ایک ایک حدیث کے لئے اپنے اساتذہ کے مکانوں کی طرف بڑے بڑے سفر کئے ہیں، خود صحابہ نے ایسے سفر فرمائے ہیں، اس بے دین کے شرک سے کوئی نہ بچے گا۔ دنیوی ضرورتوں کے لئے احباب سے ملنے اعزہ واقارب کی زیارت کرنے شادیوں میں شریک ہونے تعزیت کرنے کے لئے لوگ رات دن دور دور کے سفر کرتے ہیں، شریعت نے یہ سب سفر جائز فرمائے مگر تقویۃ الایمان کے حکم سے ساری دنیا مشرک تمام سفر شرک، نجدی کا بیٹا تو لندن ہو آیا۔ نصاری کے گھر کے قصد سے اس نے سفر کیا یہ کتنا ڈبل شرک ہوا۔ اھ ملخصاً بلفظہ۔

اقول :- سجدہ آدم علیہ السلام کی بحث و تحقیق کما حقہ مدلل و مفصل گزر چکی۔ در حقیقت سجدہ آدم کو نہ تھا۔ بلکہ آدم کو قبلہ قرار دے کر حق تعالی کو سجدہ تھا چنانچہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ج ص۲۱۲ میں فرماتے ہیں۔

یعنی سجدہ کنید بسوئے آدم، بایں طریق کہ او را قبلہ سجود گردانید تا دلیل باشد بر اطاعت شما احکام ما را۔

"سجدہ کرو آدم علیہ السلام کی طرف اس طریق سے کہ ان کو قبلہ سجود گردانو تا دلیل تمہاری اطاعت پر ہمارے احکام کی ہووے،،

نیز مولوی نعیم الدین کے مستند اعلی مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ چہارم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ کے ص۳۷ میں مرقوم ہے۔

"آدم علیہ الصلاۃ والسلام قبلہ تھے جیسے کعبہ قبلہ ہے اور سجدہ اللہ کو،،

اور خود مولوی نعیم الدین نے ص۱۰۸ میں بحوالہ حدیث معاذ رضی اللہ عنہ نقل کیا ہے۔ کہ

"یہود و نصاری اپنے عالموں بزرگوں کو جو سجدہ کرتے تھے اور اس کو انبیاء علیہم السلام کی تحیۃ جانتے تھے۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انہوں نے اپنے انبیاء پر جھوٹ بولا،،

اور مولوی نعیم الدین نے ص۱۰۳ کے حاشیہ پر تفسیر فتح العزیز سے سنداً لکھا ہے کہ

"تکریم و تحیۃ کے طور پر مانند سلام اور جھکنے کے تھا،،

نیز مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۵۹ میں لکھا کہ

ما اگر کسی فعل کو کوئی مسلمان کرے اور وہ فعل شارع نے کفار کے ساتھ مختص اور اس کو کفر اور شرک کی علامت قرار دیا ہو۔ جیسے زنار یعنی جنیو پہننا اور بت کو سجدہ کرنا تو مسلمان بالاختیار ایسے فعل کرنے سے اسلام سے خارج ہوتا ہے اگرچہ احکام شرع مانے اور ان پر عمل بھی کرے چنانچہ شرح عقائد نسفی میں موجود ہے،،

پس جبکہ خود مولوی نعیم الدین (دروغ گو را حافظہ نباشد) سجدہ لغیر اللہ کو مسلمانوں کے حق میں باوجود احکام شرع ماننے اور اس پر عمل کرنے کے اسلام سے خارج کر چکے تو پھر اب کیا آنا کانی ہے۔ کیا مولوی صاحب کے نزدیک سجدہ صنم یعنی مورت اور سجدہ وثن یعنی بے مورت قبر وغیرہ میں کوئی فرق ہے۔ جو آدم پر قیاس باطل کر کے قبروں پر سجدہ کا حکم نکالا جاتا ہے جس کی نسبت شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر ص۲۱۶ میں فرماتے ہیں۔

پس ایں استدلال صحیح نیست۔ واز ہمیں جا معلوم شد کہ سجود لغیر اللہ را علامت کفر ساختہ اندا ھ	یعنی دیر استدلال صحیح نہیں ہے،، ور اور اسی مقام سے معلوم ہوا۔ کہ سجدہ لغیر اللہ کو علامت کفر قرار دیا گیا ہے،،

اسی وجہ سے مولانا شہید مرحوم نے مولوی نعیم الدین جیسے حجتی لا امتی کے قیاس باطل کہ جیسے فرشتوں نے حضرت آدم کو کیا تو ہم بھی اگر کسی بزرگ کو کر لیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جواب دیا کہ یہ بات غلط ہے آدم کے وقت کے لوگ اپنی بہنوں سے نکاح کر لیتے تھے۔ ایسی حجتیں لانے والے اپنی بہنوں سے نکاح کر لیں۔ درحقیقت نہایت موزوں الزامی جواب ہے کیا بہنوں کے ساتھ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نکاح کو حلال جاننا کفر نہ ہوگا۔ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف سجدہ کا حکم خوشنودی باری تعالیٰ تھا اس شریعت میں باعث غضب اور شرک وکفر ہے۔ مولوی نعیم الدین کی طرز گفتگو تو دیکھئے کتنی جاہلانہ ہے کہ ہماری "شریعتوں" میں جائز نہ ہونا اور بات ہے معلوم ہوا مولوی نعیم الدین کی کئی شریعتیں ہیں جبھی تو گور پرستوں کے لئے نئی شریعت گھڑ کر شریعت طاہرہ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اور آیات واحادیث اور ائمہ کرام کی تکذیب کی جاتی ہے افسوس ہے۔ اس عقیدہ باطلہ پر۔

علی ہذا کسی کے نام پر مال خرچ کرنا روزہ رکھنا جس طرح گیارہویں، توشہ، نذر و منت، مراد نفع وضرر کی توقع پر چڑھاوا کرتے ہیں۔ اسی کو ص۹۵ میں مولوی نعیم الدین چڑھاوا کہتے ہیں جس کو آیات واحادیث، اور کلام ائمہ دین۔ فقہاء، محدثین خصوصاً مولوی نعیم الدین کے مسلمہ بریلویان کفر و

شرک، واہیات وخرافات جاہلانہ حماقات ولطالات، باعث زوال ایمان بناتے ہیں۔ دیکھو تفصیل اوپر جہاں اس کی دی گئی ہے۔ جس کو مغالطہ سے ایصال ثواب بتا کر لوگوں کو شرک میں مبتلا کیا جاتا ہے

حصول فیض کے لئے کسی قبر کے سفر کا مبحث

علی ہذا القرب غیر اللہ کے قصد سے نذر و منت چڑھانے کو یا کسی قبر کی کوئی تقرب خصوصیت سمجھتے ہوئے مشقتیں اٹھا کر اس کی زیارت کے لئے دور و دراز کا سفر کرنا جس طرح بحکم حق تعالےٰ بیت اللہ کا سفر عبادۃً و تقرباً حصول برکت کے لئے کیا جاتا ہے تو بیشک ممنوع اور مظنہ شرک ہے احادیث صحیحہ متعددہ اس باب میں وارد ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری پارہ پانچ صـ۶۲۱ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور پارہ ۷ صـ۲۲۷ اور پارہ ۸ صـ۳۱۱ میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

لا تشد الرحال الا الی ثلاثۃ مساجد المسجد الحرام ومسجد الرسول ومسجد الاقصیٰ۔

یعنی ”نہ باندھے جاویں کجاوے اونٹ پر یعنی سفر کے لئے سوائے تین مساجد کے مسجد خانہ کعبہ اور مسجد نبوی مدینہ طیبہ اور مسجد اقصےٰ بیت المقدس کیلئے“

اور موطا امام مالکؒ صـ۸۹ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال لقیت بصرۃ بن ابی بصرۃ الغفاری رضی اللہ عنہ فقال من این اقبلت فقلت من الطور فقال لو ادرکتک قبل ان تخرج الیہ ما خرجت سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تعمل المطی الا الی ثلثۃ مساجد الی المسجد الحرام والی مسجدی ھذا والی مسجد ایلیا او بیت المقدس یشک اھ

”کہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ملاقات کی میں نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے تو کہا انہوں نے مجھ سے کہاں سے آئے تم تو کہا میں نے کوہ طور سے تو کہا انہوں نے اگر ملتا میں تم سے پہلے اس سے کہ تم کوہ طور کو جاؤ تو نہ جاتے تم طرف کوہ طور کے یعنی میں تم کو روک دیتا کہ تم وہاں جاتے سنا ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ نہ کام میں لائی جاوے سواری یعنی سفر نہ کیا جاوے مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد کعبہ کی طرف اور میری مسجد کی طرف اور مسجد شہر ایلیا یا فرمایا بیت المقدس کی طرف اور دونوں ایک ہی ہیں“

فتح الباری شرح صحیح بخاری مسلمہ مولوی نعیم الدین میں مرقوم ہے۔

فقال الشيخ ابو محمد الجويني يحرم شد الرحال الى غيرها عملا بظاهر هذا الحديث واشار القاضي حسين الى اختياره وبه قال عياض وطائفة ويدل عليه مارواه اصحاب السنن من انكار لبصرة الغفاري على ابي هريرة خروجه الى الطور واستدل بهذا الحديث فدل على انه يرى حمل الحديث على عمومه ووافقه ابو هريرة +

"کہا شیخ ابومحمد جوینی نے حرام ہے جانا سوائے ان تین جگہوں کے بوجہ عمل کرنے ظاہر اس حدیث کے اور اشارہ کیا قاضی حسین نے اس کے پسند کرنے کی طرف اور یہی کہا قاضی عیاض نے اور ایک جماعت نے اور دلالت کرتی ہے اس پر وہ روایت جس کو اصحاب سنن نے ذکر کیا کہ بصرہ غفاری پر انکار کیا ابوہریرہؓ کے کوہ طور پر جانے کے بارے میں اور استدلال کیا اس حدیث سے جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ انہوں نے شامل کیا حدیث کو اس کے عموم پر اور موافقت کی ان کی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے"

در جناب مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (استند مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور مسلمہ مولوی نعیم الدین) مصفےٰ شرح موطا صنہ میں فرماتے ہیں۔

مترجم گوید تحقیق درینجا آنست کہ در جاہلیت سفر میکردند بمواضع متبرکہ بزعم خویش پس آنحضرت صلعم سد باب تحریف فرمود وسفر را برائی مواضع متبرکہ غیر مساجد بقصد خصوصیت تبرک بآن مواضع منع فرمود تا امر جاہلیت رواج نہ گیرد آیا نمی بینی کہ بصرہ غفاری نہی را شامل طور داشت وابوہریرہ را از طور منع کرد واللہ اعلم۔

"مترجم کہتا ہے تحقیق اس مقام میں یہ ہے کہ جاہلیت میں لوگ سفر کرتے تھے مقامات متبرکہ کا اپنے گمانوں پر پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تحریف کا دروازہ بند فرمایا اور سفر مقامات متبرکہ کا سوائے تین مساجد کے بقصد خصوصیت تبرک ان مواقع کے منع فرمایا تا امر جاہلیت کا رواج نہ پکڑے کیا تو دیکھتا نہیں کہ بصرہ غفاری رضی نے منع کو کوہ طور پر شامل رکھا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو کوہ طور پر جانے سے منع کیا واللہ اعلم۔"

نیز شاہ صاحب موصوف حجۃ اللہ البالغہ صـ ۶۲ و صـ ۱۹۷ میں فرماتے ہیں۔

ومنها الحج لغير الله تعالى وذلك ان يقصد مواضع متبركة مختصة بشركائهم يكون الحلول بها القربا من هؤلاء فنهى الشرع عن ذلك وقال النبي صلى الله عليه و

"انہیں امور شرکیہ میں سے سوائے اللہ تعالیٰ کے دوسروں کے لئے حج کرنا ہے اور یہ قصد کرنا مواضع متبرکہ مخصوصہ کا اپنے شرکا کے لئے ہے اس طرح پر کہ بزرگوں کا تقرب حاصل کرنے میں منہمک ہو جائے پس شریعت نے اس کو منع فرما دیا ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے

وسلم لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد۔ اقول کان اهل الجاهلیة یقصدون مواضع معظمة بزعمهم یزورونها ویتبرکون بها وفیه من التحریف والفساد مالا یخفی فسد النبی صلی الله علیه وسلم الفساد لئلا یلحق غیر الشعائر بالشعائر ولئلا یصیر ذریعة لعبادة غیر الله والحق عندی ان القبر ومحل عبادة ولی من اولیاء الله والطور کل ذلک

سواء فی النهی والله اعلم

نہ کجاوے کسے جاویں سفر کے لئے اونٹوں پر سوائے تین مساجد کے، میں کہتا ہوں تھے اہل جاہلیت کہ قصد کرتے تھے مقامات بزرگ کا اپنے گمان میں زیارت کرتے تھے ان کی اور برکت ڈھونڈتے تھے ان کے ساتھ اور اس میں تحریف اور فساد ہے کہ پوشیدہ نہیں ہے پس بند فرمادیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فساد کو کہ نہ ملجاوے غیر شعائر ساتھ شعائر کے تاکہ نہ ہوجاوے ذریعہ عبادت غیر اللہ کا اور حق میرے نزدیک یہ ہے کہ قبر اور جگہ عبادت کسی ولی کی اولیاء اللہ سے اور کوہ طور سب برابر ہیں منع ہونے میں،،

نیز شاہ صاحب موصوف تفہیمات آلٰہیہ ص۴۵ ج ۲ میں فرماتے ہیں۔

من ذهب الی بلدة اجمیر او الی قبر سالار مسعود غازی او ما ضاهاها لاجل حاجة یطلبها فانه اثم اثما کبیرا من القتل والزنا لیس مثله الا من کان یعبد المصنوعات او مثل من کان یدعو

اللات والعزی الخ

،،جو جاوے اجمیر یا سالار مسعود غازی کی قبر کی طرف یا جہاں چاہے اپنی حاجت کے لئے مانگے ان سے تو یہ گناہ ہے کبیرہ گناہ بڑھ کر قتل اور زنا سے نہیں ہے مثل اس کے مگر عبادت کرنا مصنوعات یا اس کے مثل کی جس طرح پکارتے ہیں لات اور عزی بتوں کو،،

اور شاہ صاحب موصوف کے خلف الصدق مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رح (مستند مولوی نعیم الدین) بشرح حدیث لا تشدوا الرحال تعلیق علی البخاری فرماتے ہیں،

ویؤیده ما روی ابو هریرة عن بصرة بن ابی بصرة الغفاری حین رجع عن الطور وتمامه فی الموطا وهذا الوجه قوی من جهة مدلول حدیث بصرة والله اعلم بالصواب (تفهیم المسائل ص۵۳)

،،تائید اسکی کرتی ہے وہ روایت کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بصرہ بن ابی بصرہ غفاری رضی اللہ عنہ سے کہا جبکہ واپس ہوئے تھے کوہ طور سے اور تمام واقعہ اس کا موطا میں ہے اور یہی وجہ قوی ہے بسبب مدلول حدیث بصرہ کے واللہ اعلم بالصواب،

علی ہذا حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جیسے زاہد عاشق زار صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کے بحالت قیام وسکونت مقام ربذہ سے زیارت مسجد نبوی ہی کے لئے حاضر ہوئے چنانچہ شاہ صاحب کے تحفۂ اثنا عشریہ ص۳۲۲ میں مرقوم ہے۔ بعد چندے برائے زیارت مسجد نبوی وملاقات عثمان رض می آید۔ نیز شاہ عبد العزیز صاحب رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص۵۲۸ بہ بیان اضافت مکۂ معظمہ بطرف حق تعالیٰ کے فرماتے ہیں۔

واگر کے از قاصدان معابد کفار تفتیش نماید کہ شما برائے چہ و برائے کہ میروید البتہ واضح خواہد شد کہ اینہا در رفتن این مکانات قصد تقرب بمخلوقے از مخلوقات خواہ روحانیہ باشند خواہ جسمانیہ می نمایند و از توجہ بذات خالق غافل محض اند این قسم مکانے کہ محض برائے توجہ الی اللہ مقرر و معین باشد در اقطار زمین غیر از خانہ کعبہ وصخرہ بیت المقدس یافتہ نے شود ولہذا ہمیں دو مکان را لیاقت قبلہ بودن حاصل شدانہ ہمیں جا واضح شد سر تاکیدات بلیغہ کہ در حدیث شریف ورنہی از زیارت قبور واز شد رحال بسوئے موضع غیر از مساجد ثلثہ واز انکہ قبور انبیاء را مساجد سازند وارد شدہ مدعا ہمیں است کہ در عمل اکثر جہال را اعتقادے کہ مشرکین را در بزرگان خود بہم میرسد و توجہ الی اللہ صرف باقی نمی ماند مگر در پردہ حجاب آں ارواح و ایں قدر توجہ در آخرت کہ وقت ظہور صلاح و فساد نفس انسانیہ است بکار نمی آید اھ

”اگر کوئی شخص کفاروں سے جو اپنے معابد میں پرستش کرتے ہیں تفتیش کرے کہ تم لوگ کس لئے اور کیونکر ان معابد میں جاتے ہو البتہ واضح ہو جاوے گا کہ یہ لوگ ان مکانات کے جانے میں ارادہ تقرب کسی مخلوق کا مخلوقات سے خواہ روحانیہ ہوں خواہ جسمانیہ کرتے ہیں اور توجہ ذات خالق حق تعالیٰ کی طرف سے محض غافل ہیں اس قسم کے مکان کہ محض توجہ الی اللہ کے لئے مقرر اور معین ہو کہیں زمین میں سوائے خانہ کعبہ اور صخرہ بیت المقدس کے پایا نہیں جاتا ہے لہذا انہیں دونوں مکانوں کو لیاقت قبلہ ہونے کی حاصل ہوئی۔ اس سے واضح ہوا سر تاکیدات بلیغہ کا کہ حدیث شریف میں ممانعت زیارت قبور سے وارد اور کجاوے باندھنے کی کسی مقام کے لئے سوائے تین مسجدوں کے اور اس بات سے کہ قبور انبیاء کو سجدہ گاہ بنالیں وارد ہوئی ہے مدعا یہی ہے کہ عمل اکثر جہال کا جس اعتقاد پر کہ مشرکین کو اپنے بزرگوں کی نسبت پہنچا ہے حاصل ہوتا ہے اور محض توجہ الی اللہ باقی نہیں رہتی مگر در پردہ اور حجاب ان ارواح کے اور اس قدر توجہ آخرت میں کہ وقت ظاہر ہونے صلاحیت اور فساد نفس انسانیہ کا ہے کام نہیں آتی“

(۷) امام ابن القیم رح جن سے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے بھی حیات الموات ص۱۴۳

ہیں اور مولوی فضل رسول بدایونی نے تصحیح المسائل ص۱۲۵ و ۱۲۲ میں استناد کیا ہے (خلاصہ اغاثۃ اللہفان مطبوعہ صدیقی بریلوی کے ص۲۲۲ میں حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے متعلق فرماتے ہیں۔

کرہ ان یقصد الرجل القبر اذا لم یکن یرید المسجد ورای ان ذلک من اتخاذہ عیدا۔

"برا جانا اس امر کو کہ کوئی شخص قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا قصد کرے ایسی صورت میں کہ مسجد کا ارادہ نہ رکھتا ہو اور اس کو یہ تصور فرمایا کہ قبر مبارک کا عید ٹھہرانا ہے،،

حسب حدیث صحیح کے لا تتخذوا قبری عیدا یعنی "فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ ٹھہراؤ میری قبر کو عید" یعنی مثل عید میلہ گاہ کے۔ اور فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲ ص۸۲ میں سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

انہ رای الناس فی سفر یتبادرون الی مکان فسال عن ذلک فقالوا قد صلی فیہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من عرضت لہ الصلاۃ فلیصل والا فلیمض فانما ھلک اھل الکتاب لانھم تتبعوا آثار انبیائھم فاتخذوھا کنائس وبیعا

"یعنی دیکھا آپ نے لوگوں کو سفر میں کہ جلدی کرتے ہیں ایک مکان کی طرف جانے میں پس دریافت فرمائی اس کی وجہ تو کہا گیا تحقیق نماز پڑھی ہے اس جگہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فرمایا آپ نے جس کو نماز کا وقت آجاوے پس وہ نماز پڑھ لے ورنہ چلا جاوے کیونکہ اہل کتاب ان ہی باتوں سے ہلاک ہو گئے کہ انہوں نے آثار انبیاء کو اختیار کیا پس ٹھہرا لیا ان کو گرجے اور عبادت خانے،،

پس ان احادیث اور ارشادات حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم و ائمہ کرام علماء عظام سے مولوی نعیم الدین کا خود طبع زاد مخالف شریعت ہونا اور تقویۃ الایمان کا صدق مطابق احادیث و ائمہ امت سے واضح ہو گیا۔ کیونکہ عبادت اور قرب حق تعالیٰ و برکت حاصل کرنے کے لئے یہی تین مساجد عالم میں مخصوص ہیں جن کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت کرنے کا حکم فرمایا گیا۔ خانہ کعبہ معظمہ میں ایک لاکھ نمازوں کا ثواب اور مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں ایک ہزار یا پچاس ہزار نمازوں کا ثواب (رواہ ابن ماجہ ص۱۰۳ مطبوعہ فاروقی دہلی۔ نقلہ فی طراز الخمرہ ص۲۷) جس میں زیارت مرقد مبارک نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبور حضرات صحابہ وغیرہم کے فضائل و برکات بھی ضمناً نقد وقت ہیں۔ اور اتباع احادیث و شریعت اور مساجد اللہ الحرام کا حفظ مراتب الامر فوق الادب کا مقتضی یہی ہے۔ اور

مسجد بیت المقدس پہلے خانہ کعبہ میں پانچ سو نمازوں کا ثواب ہے علی ہذا دیگر بکثرت فضائل و برکات ہیں۔ جو جملہ متبعین سنت ہی کا حصہ ہے نہ مبتدعین ضالین کا۔ اب مریدوں اور طالبعلموں کا پیر واستاد کے یہاں اور حضرات صحابہ اور محدثین کا احادیث کی تلاش میں بڑے بڑے سفر فرمانا اسی طرح احباب واقارب کی ملاقات کو سفر کرنا تجارت وکاروبار وغیرہم کے لئے جانا نصوص آیات و احادیث سے صراحتاً ثابت اور تقرب الی اللہ کا باعث ہے چنانچہ قرآن پاک پارہ گیارہ سورہ توبہ میں ارشاد ہے۔

وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ۔

"اور اس طرح نہیں کہ مسلمان سارے کوچ میں نکلیں تو کیوں نہ جاوے ہر فرقہ میں سے ان کا ایک گروہ تاکہ سمجھ پیدا کریں دین میں اور تاکہ خبر پہنچا دیں ڈرادیں اپنی قوم کو جو وقت واپس آویں ان کی طرف شاید کہ وہ لوگ بچتے رہیں،،

اور پارہ ۲۲ سورہ فاطر میں ارشاد ہوا۔

وَتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ

"اور نکالتے ہو (دریاؤں میں سے) گہنا زیور موتی جس کو پہنتے ہو اور تو دیکھے جہازان میں چلتے ہیں پھاڑتے تاتلاش کرو اس کے فضل سے اور شاید تم شکر گذار بنو،،

اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

یوشك ان یضرب الناس اکباد الابل یطلبون العلم الحدیث (مصفی شرح مؤطا ص۳)

"قریب ہے کہ ماریں گے لوگ اونٹوں کے جگر یعنی سفر کریں گے اونٹوں پر اور تیز روی سے چلادیں گے ان کو علم کی طلب میں،،

پس متنازعہ امر کو اس پر قیاس فاسد کرنا محض فریب سے لوگوں کو گور پرستی میں مبتلا کرنا ہے اور بس۔ اگر ان سفروں کی مانند قبروں کے لئے سفر کرنا باعث اجر و ثواب ہوتا۔ تو کسی حدیث کسی صحابی سے بسند صحیح صریح مولوی نعیم الدین کو ثابت کرنا لازم تھا۔ جو احادیث مرفوعہ صحیحین پر راجح ہوتا اگر ممکن ہوتا تو کر دکھاتے فمن ادعی فعلیہ البیان۔

قولہ ص۱۵۵ مگر مقصود اس بے دین کا اس سفر کو شرک بتانا ہے جو سرمایہ سعادات و ذخیرہ برکات

ہے یعنی بقصد زیارت مدینہ طیبہ کا سفر چنانچہ لکھتا ہے۔ کسی کی قبر یا چلہ یا کسی کے تھان پر جانا اور دور سے قصد کرنا اور سفر کے رنج و تکلیف اٹھا کر میلے کچیلے ہو کر وہاں پہنچنا اور جا کر جانور چڑھانے اور منتیں پوری کرنی اور کسی قبر یا مکان کا طواف کرنا اور اس کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرنا وہاں شکار نہ کرنا۔ درخت نہ کاٹنا۔ گھاس نہ اکھاڑنا۔ اور اسی قسم کے کام کرنے اور ان سے کچھ دین و دنیا کے فائدے کی توقع رکھنی یہ سب شرک کی باتیں ہیں (تقویۃ الایمان ص۴۵)

اب وہابی جہاں کہیں کا سفر کریں تو شکار کرنے درخت کاٹتے گھاس اکھاڑتے پھرا کریں ورنہ تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائیں گے۔ تقویۃ الایمان ص۱۱ میں نامعقول باتوں سے بچنے کو بھی شرک بتایا ہے۔ تو فرض ہوا کہ وہابی جب سفر کرے تو ضرور نامعقول باتیں کیا کرے ورنہ تقویۃ الایمان کے حکم سے مشرک ہو جائے گا۔ کم بختوں کی عقلوں پر پردے پڑ گئے ہیں جو ایسی بے ہودہ کتاب کو اپنا دین بنائے ہوئے ہیں۔

اقول ؛ ناظرین اہل انصاف نے ملاحظہ فرمایا کہ ہرگز عبارت تقویۃ الایمان میں سفر مدینہ طیبہ کے شرک ہونے کا ذکر تک نہیں ہے۔ یہ محض مولوی نعیم الدین کی تکبندی اور فریب کاری ہے۔ بلکہ جو لوگ دور دور سے قصد کر کے مثل تعظیم و تکریم خانہ کعبہ کی خصوصیات کے بتقرب غیر اللہ کسی کی قبر یا چلہ تھان پر جا کر جانور چڑھاتے منتیں پوری کرتے طواف کرتے اس کے جنگل کا ادب کر کے شکار نہیں کرتے درخت نہیں کاٹتے ہیں ان پر شرک عائد ہو جاتا ہے۔ چنانچہ معراج الدرایہ معتبر کتاب حنفیہ میں مرقوم ہے

لو طاف حول مسجد سوی الکعبۃ الشریفۃ یخشی علیہ الکفر اھ	"اگر طواف کرے کسی مسجد کے گرد سوائے کعبہ شریف کے تو اس پر کفر کا ڈر ہے"

پس جبکہ کسی مسجد کے طواف میں خوف کفر ہے تو کسی دوسری جگہ کے لئے خصوصیات کعبہ معظمہ کو تقرباً عمل میں لانا کس درجہ کھلا ہوا شرک و کفر ہوگا۔ مگر یہ سب کچھ مولوی صاحب کی من گھڑت شریعت میں ایمان سمجھا گیا ہے۔ علی ہذا نامعقول باتیں تو ہر وقت ہر جگہ کرنا منع ہیں۔ مگر خانہ کعبہ کی حرمت و عظمت کے لئے وہاں بہت زائد بری ہیں۔ کیونکہ وہاں کا اجر و ثواب جس طرح زائد ہے گناہ و نامعقول کام بھی زیادہ برے ہیں حق تعالیٰ قرآن پاک سورہ بقرہ میں فرماتے ہیں۔

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ (البقرۃ)	"پھر جس نے لازم کر لیا ان میں سے حج کرنا۔ تو بے پردہ ہونا عورت سے جائز نہیں ہے نہ گناہ کرنا۔ نہ جھگڑا کرنا حج میں"

معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کی عظمت کے لئے بعض حلال امور بھی حرام فرما دیئے گئے چنانچہ فرمایا۔

وَلَا تَحْلِقُوا رُءُوسَكُمْ حَتّٰى يَبْلُغَ الْهَدْيُ مَحِلَّهٗ "اور حجامت نہ کرو سر کی جبتک پہنچ نہ چکے قربانی اپنے ٹھکانے پر"

اب مولوی نعیم الدین کا اپنی بے عقلی سے یہ کہنا کہ "جہاں کہیں کا سفر کریں تو شکار کرتے درخت گھاس کاٹتے اکھاڑتے پھرا کریں ضرور نامعقول باتیں کیا کرے" محض کلام رب العزۃ تعالے شانہ کی جناب میں مضحکہ پن ہے۔

قولہ ص۱۵۵ و ۱۵۶ اب احادیث ملاحظہ کیجئے تو اس بیدینی کا بطلان ظاہر ہو اور معلوم ہو کہ معاند بدبخت زیارت روضہ طاہرہ سے روکنے کے لئے یہ تمام بکواس کر رہا ہے۔ حدیث ۱ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی حدیث ۲ من زار قبری حلت لہ شفاعتی حدیث ۳ من جاء نی زائرا لا تعملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیمۃ حدیث ۴ من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی حدیث نمبر ۵ من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی خلاصۃ الوفا ص۱۲ و ص۲۳ ۔ حدیث ۶ من زارنی متعمدا کان فی جواری یوم القیامۃ مشکوٰۃ ص۲۴۰ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ زیارت روضہ طاہرہ کے لئے قصد کرکے حاضر ہونا اور اس سے دینی نفع کی توقع رکھنا رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک بنا لیا ہے۔ معاذ اللہ آستانہ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنے اور التجا کرنے کو بھی شرک کہتا ہے۔ باوجودیکہ یہ آداب زیارت میں سے ہے مفصل بیان ص۳۵ سے ۴۴ تک گذر چکا ہے۔ اب یہ بھی دیکھئے کہ مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کو محترم کس نے فرمایا حرم کس نے بنایا وہاں شکار کرنے درخت کاٹنے گھاس اکھاڑنے سے کس نے منع کیا یہ جاہل بدلگام خاکش بدہن مشرک کس کو کہہ رہا ہے۔ حدیث ۷ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی احرم بین لابتی المدینۃ ان یقطع عضاھھا او یقتل صیدھا مشکوٰۃ ص۲۲۹ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مدینہ طیبہ کے دونوں سنگستانوں کے مابین حرام کرتا ہوں اس کے خاردار درختوں کا کاٹنا اور اس کے شکار کو مارنا۔ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک لکھا ہے بے دینوں سے پوچھو کہ ان کے عقیدہ فاسدہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم بھی شرک ہے۔ تو پھر توحید کیا وہ شیطان سے سیکھیں گے۔

اقول۔ ہرگز ہرگز تقویۃ الایمان میں زیارت مدینہ طیبہ اور اس کے حرم محترم ہونے کو جو

احادیث صحیحہ سے ثابت ہے معاذ اللہ شرک و ممنوع نہیں لکھا اس میں اس کے متعلق ایک حرف
تک نہیں ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین یہ محض مؤلف کا اتہام اور بغض و عناد ہے۔

حقیقت روایات متعلقہ زیارت قبر نبوی ﷺ

علاوہ ازیں روایات ۲ تا ۶ منقولہ مؤلف بلا سند و صحت کے عند المحدثین قابل حجت
نہیں ہو سکتیں جبکہ ائمہ محدثین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ان پر حکم ضعف اور موضوع ہونے کا دیا ہے چنانچہ
الفوائد المجموعہ فی الاحادیث الموضوعہ ص۴۲ میں مرقوم ہے۔

حدیث من زار قبری وجبت لہ شفاعتی. قال فی المقاصد ان ابن خزیمہ
اشار الی تضعیفہ ورواہ البیہقی بلفظ کمن زارنی فی حیوتی وضعفہ وروی من زار
قبری کنت لہ شفیعا قال النووی انہ موضوع لا اصل لہ وقال السیوطی فی الذیل ولکن الماوردی
بلفظ لم یزرنی فقد جفانی فانہ قال الصغانی ایضا ہو موضوع وکذا قال الزرکشی و ابن الجوزی

نیز روایت ۳ میں مسلمہ بن سالم الجہنی اور عبد اللہ بن عمر العمری واقع ہیں:۔

فاما مسلمۃ الجہنی البصری فقال ابو داود السجستانی انہ لیس بثقۃ نص علیہ
الحافظ ابن حجر فی اللسان واما عبد اللہ بن العمری فقال الترمذی فی جامعہ انہ لیس
بالقوی عند اہل الحدیث وقال احمد کان یزید فی الاسانید ویخالف وکان یحیی
بن سعید یضعفہ وقال عبد اللہ بن علی بن المدینی عن ابیہ ضعیف وقال یعقوب
بن شیبۃ فی حدیثہ اضطراب وقال النسائی ضعیف الحدیث کذا فی تہذیب الکمال
وغیرہ من کتب اسماء الرجال اھ

اور روایت ۴ میں حسن بن الطیب اور حفص بن سلیمان واقع ہیں:۔

فاما حسن بن الطیب فقال البرقانی انہ ذاہب الحدیث وقال الدارقطنی لا یساوی
شیئا حدث بما لا یسمع وعن مطین انہ کذاب واما حفص بن سلیمان فکان واہیا
فی الحدیث وقال عبد اللہ بن احمد عن ابیہ انہ متروک الحدیث وقال ابن معین لیس
بثقۃ وقال البخاری ترکوہ وقال ابو خثیمہ متروک لا یحتج بہ وقال ابن خراش کذاب
یضع الحدیث کذا فی میزان الاعتدال للامام الذہبی اھ وقال الحافظ ابن حجر
العسقلانی اکثر متون ہذہ الاحادیث موضوعۃ. کذا فی ہدایۃ السائل الی
ادلۃ المسائل ص۲۰۵ مع التفصیل فمن شاء فلیرجع الیہ۔

پھر جبکہ باوجود صحاح خصوصاً صحیح بخاری و صحیح مسلم اور موطاء امام مالک کتب احادیث طبقہ اولی کی احادیث صحیح لا تشد الرحال کے جن میں سفر مدینہ طیبہ مسجد نبوی کی زیارت کا فرمان ہے ان کو چھوڑ کر روایات ضعیفہ و موضوعہ جن کو ائمہ محدثین حاملان دین ونقادان فن حدیث نے ضعیف و موضوع قرار دیا ہے۔ استدلال میں لانا محض مؤلف کی سینہ زوری ہے اور اس تحریر کا مصداق ہے جو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حیات الموات ص۱۵۳ میں لکھا ہے کہ

"صحاح جلیلہ مشہورہ بخاری و مسلم کے مقابل ایسی شواذ غریبہ و نوادر مجہولہ اجزائے خاملہ ذکر کرتے شرم نہ آئی۔ اور ایک کتاب میں رطب و یا بس مقبول و مردود جو ملے محض جمع کر دینا مقصود ہو دوسری جگہ استدلال و تفریع و تحقیق و تنقیح موجود ہو ان میں فرق کی تمیز نہ پائی"

اور ص۲۰۱ میں لکھتے ہیں

"صحت و ضعف حدیث میں تحقیقات فن حدیث کی طرف طبی مسئلہ نحو سے نہ لیں گے نہ نحوی طب سے"

نیز احکام شریعت حصہ اول ص۳۴ میں لکھتے ہیں۔

"اجل و اعلیٰ حدیث صحیح بخاری شریف ہے بعض جہال بدمست یا نیم ملا شہوت پرست یا جھوٹے صوفی بادبدست کہ احادیث صحاح مرفوعہ محکمہ کے مقابل بعض ضعیف قصے یا محتمل واقعے یا متشابہ پیش کرتے ہیں۔ انہیں اتنی عقل نہیں یا قصداً بے عقل بنتے ہیں کہ صحیح کے سامنے ضعیف۔ متعین کے آگے محتمل۔ محکم کے حضور متشابہ واجب الترک ہے"

مگر جناب مؤلف کو اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے شرم دلانے پر بھی شرم نہ آئی۔

پس سفر بہ نیت مسجد نبوی میں عظمت مساجد اللہ کا احترام و لنشان ہے اور اسی مقام النور پر زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی حسب طریقہ سنت وسلام کا شرف حاصل ہو سکتا ہے۔

اہل حدیث کا امتیازی وصف یہ تقدم و تاخر مراتب توحید و سنت میں بفرمان حق تعالیٰ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل توحید اور اہل حدیث و سنت کو ہی امتیاز حاصل ہے نہ مبتدعین گور پرستوں بد نصیب بدبختوں کو۔ چنانچہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوت ج ۱ ص۲۲۴ میں فرماتے ہیں۔

واصحاب علم حدیث را نسبتے خاص و
آشنائی مخصوص بآنجناب است کہ دیگران
انیست کہ ہمیشہ احوال وصفات شریف
ذکر زبان وورد جان ایشاں است و
معرفت صفات وشناخت احوال
تعینی وتشخیص مرذات بابرکات اورا نزد
ایشاں حاصل وہمیشہ تمثال جمال شریف
ملحوظ نظر ونصب العین ایشاں باشد
وپیوند باطن بصورت خیال وی قوی
ومتصل شود وچوں نام شریف مذکور گردد
لذت آں در دل بیابند وعظمت مسمی
در دل مشاہدہ کنند ومستحضر یابند وہمیشہ
حاضر در بارگاہ باشند وایشاں را دریں
باب مشارکت ومشابہت است
بحضرات صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کہ
مطلع اند بر احوال وافعال واقوال آنحضرت
ومخصوص اند بمصاحبت ومجالست ومکالمت
شریف غیر آنکہ ایشاں را صحبت معنوی
است وانہ صحبت صوری مہجور اند ایضاً
ص۱۷۵ وابدال اہل علم اند وامام احمد گفتہ
ابدال اگر اصحاب حدیث نباشد پس
چہ کساں باشند اھ

یعنی دو اصحاب علم حدیث کو وہ نسبت خاص اور
پہچان مخصوص آنجناب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
حاصل ہے کہ دوسروں کو نہیں ہے کہ ہمیشہ احوال
وصفات شریف کا ذکر ان کی زبان اور ورد جان
میں ہے اور معرفت صفات وشناخت احوال تعین
وتشخیص خاص آپ کی ذات بابرکات کے ساتھ ان کو
حاصل ہے اور ہمیشہ شکل جمال شریف کی ان کے ملحوظ
نظر اور نصب العین رہتی ہے اور رشتہ باطن ان کا
صورت خیالیہ میں قوی اور متصل ہوتا ہے اور جب
آپ کے نام شریف کا ذکر آتا ہے لذت اس کی
اپنے دل میں پاتے ہیں اور عظمت اس نام کی
دل میں مشاہدہ کرتے اور مستحضر پاتے اور ہمیشہ حاضر
بارگاہ میں رہتے ہیں اور ان کو اس باب میں
شارکت اور مشابہت حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم
اجمعین کے ساتھ حاصل ہے کہ مطلع ہیں احوال
وافعال اور اقوال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے اور پر اور مخصوص ہیں آپ کی مصاحبت اور
آپ کی مجالست اور آپکے کلام شریف کے ساتھ ہاں
ان کو صحبت معنوی ہی حاصل ہے اور صحبت
ظاہری سے محروم ہیں۔ اور ابدال اہل علم ہوتے ہیں
اور امام احمدؒ نے فرمایا ''ابدال اگر اصحاب حدیث
نہ ہوں گے تو پھر کون ہوں گے''

اور شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحؒ عجالہ نافعہ میں فرماتے ہیں:

ومزاولت ایں علم (حدیث) شخص را معنی
صحابیت می بخشد زیرا کہ در حقیقت معنی

''علم حدیث کی مزاولت صحابیت کے معنی
بخشتی ہے اس لئے کہ در حقیقت صحابیت کے

صحابیت اطلاع بر جزئیات احوال رسول
است ومشاہدہ اوضاع آنجناب در عبادات
ودر عادات درین معنی در صورت بعد زمان
در مدرکہ وخیال شخص بنوعے متمکن وراسخ
میشود کہ حکم مشاہدہ دارد واشارہ ہمیں
معنے کردہ است آنکہ گفتہ۔

اهل الحدیث هموا اهل النبی وان
لم یصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

معنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال جزئیات
سے اطلاع ہونا اور عبادات وعادات آنجناب ﷺ
کی وضع مشاہدہ کرنا ہے اور یہ بات بعد زمان
کی صورت میں انسان کی مدرکہ اور خیال میں ایسی
جم جاتی اور راسخ ہو جاتی ہے کہ حکم مشاہدہ کا رکھتی ہے
اور اسی معنی کی طرف اشارہ کیا ہے جس نے کہا ہے
"اہل حدیث ہی اہل نبی ہیں اگرچہ انہیں آپ کی
صحبت نہیں آپکے انفاس وکلام کی صحبت پائے ہوئے ہیں"

زیارت قبر نبوی کا طریقہ

(مؤلف فرماتے ہیں) برخلاف مبتدعین گور پرستوں کے کہ انہوں نے رجن کی سرپرستی معاذ اللہ آستانہ کے سامنے کھڑے ہو کر دعا مانگنے اور التجا کرنے کو عبادت میں شمار کیا ہے، حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول قبروں پر سلام کے بعد قبلہ رو ہو کر ان کے لئے حق تعالے سے دعا مانگنا تھا اور اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا بھی معمول آپ کی زیارت قبر مبارک پر بعد عرض صلوۃ وسلام کے قبلہ رو ہو کر دعا مانگنا حق تعالے ہی سے رہا۔ اور کتب فقہ ائمہ دین سے بھی یہی عمل درآمد مرقوم ہے کسی صحابی سے اس کے خلاف روایت نہیں چنانچہ اوپر مفصل کتب احادیث وفقہ سے گذر چکا ہے۔

اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوت ج ۲ صفحہ ۵۰ میں فرماتے ہیں۔

مراد از اتخاذ قبور مساجد سجدہ کردن بجانب
قبور است وایں بر دو طریق متصور است
یکی آنکہ سجدہ بہ قبور برند ومقصود عبادت
آن دارند چنانکہ بت پرستان می پرستند
دوم آنکہ مقصود ومنظور عبادت مولی تعالی
دارند ولیکن اعتقاد کنند کہ توجہ بقبور ایشان
در نماز عبادت حق موجب قرب ورضائے
وے تعالی است وموقع عظیم است نزد

"مراد قبروں کو مساجد ٹھہرا لینے سے قبروں کی طرف
سجدہ کرنا ہے اور یہ دو طریق پر ہوتا ہے ایک یہ
کہ سجدہ قبروں کو کریں اور مقصود ان کی عبادت
رکھیں جس طرح بت پرست بتوں کو پوجتے ہیں
دوسرے یہ کہ مقصود اور منظور عبادت مولی تعالی شانہ
کی رکھیں لیکن اعتقاد کریں کہ توجہ ان کی قبروں
کی طرف نماز اور عبادت حق میں موجب قرب اور رضائے
حق تعالی کا باعث ہے اور بڑا موقع ہے نزدیک

حق تعالیٰ از جہت اشتمال وے عبادت و مبالغہ در تعظیم انبیاء وے وایں ہر دو طریق نامرضی و نامشروع است اول خود شرک جلی و کفر صریح ست و ثانی نیز حرام و ممنوع از جہت اشتمال بر شرک خفی و بر ہر تقدیر لعن متوجہ است و نماز کردن بجانب قبر نبی یا مردے صالح بقصد تبرک و تعظیم حرام است و ہیچ کس را از علماء دراں اختلاف نیست۔

حق تعالیٰ کے شامل کرنے ہیں ان کو عبادت میں اور مبالغہ کرنا اس کے انبیا کی تعظیم میں اور یہ دونوں طریق نامرضی اور نامشروع ہیں اول خود شرک جلی کھلا ہوا اور کفر صریح ہے اور دوسرا بھی حرام اور ممنوع بوجہ شمول شرک خفی کے اور دونوں طور پر لعنت متوجہ ہے اور نماز پڑھنا نبی یا کسی صالح شخص کی قبر کی طرف بقصد تبرک اور تعظیم کے حرام ہے اور کسی شخص کو علماء دین میں سے اس میں اختلاف نہیں ہے۔"

ور مفصل و مدلل دندان شکن جواب گذشتہ صفحات میں آچکا ہے۔

حنفیہ مدینہ منورہ کو حرم نہیں مانتے

اس کے بعد مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ مدینہ طیبہ کے گرد و پیش کے جنگل کو محترم کس نے فرمایا یہ جاہل بدلگام فاکش بدہن مشرک کس کو کہہ رہا ہے۔ اسی کو تقویۃ الایمان میں شرک لکھا ہے لہٰذا معاذاللہ ابس سنو کہ مدینہ طیبہ کے گرد کا حرم ہونا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا احادیث صحیحہ میں وارد ہوا چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم ج ا صفحہ ۴۴۰ میں فرماتے ہیں۔

وھذہ الاحادیث حجۃ ظاھرۃ للشافعی ومالک وموافقیھما فی تحریم صید المدینۃ وشجرھا واباح ابو حنیفۃ ذلک.... صریح فی الدلالۃ لمذھب الجمھور فی تحریم صید المدینۃ وشجرھا وسبق خلاف ابی حنیفۃ۔ ایضاً ص۴۴۲ ھذا الحدیث صریح فی الدلالۃ لمذھب مالک والشافعی واحمد والجماھیر فی تحریم صید المدینۃ وشجرھا کما سبق وخالف

یہ احادیث حجۃ ظاہرہ ہیں امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور ان کے موافقین کی حرام ہونے میں شکار مدینہ طیبہ اور اس کے درختوں کے اور جائز کہا ہے اس کو امام ابوحنیفہ نے"۔ صریح دلالت ہے مذہب جمہور ائمہ پر حرام ہونا شکار مدینہ طیبہ اور اس کے درختوں کا اور خلاف کہنا امام ابوحنیفہؒ کا اوپر بیان ہو چکا" یہ احادیث صریح دلالت کرتی ہیں مذہب امام مالکؒ اور امام شافعیؒ اور امام احمدؒ اور جمہور ائمہ کے لئے حرام ہونے شکار مدینہ طیبہ اور اس کے درختوں

فيه ابو حنيفة رحمه كما نقل مناه عنه . فلا يلتفت الى من خالف هذه الاحاديث الصحيحة المستفيضة ۔	کے حرام ہونے پر جس طرح اوپر بیان ہوا اور خلاف کیا ہے اس میں امام ابو حنیفہؒ نے جس طرح مذکور ہوا ان سے پس التفات نہ کیا جاوے گا اس پر جس نے ان احادیث صحیحہ مستفیضہ کے خلاف کہا ہے ،،

علی ہذا حامی سنت وحدیث خود جناب مولانا شہید فی سبیل اللہ صاحب تقویۃ الایمان ایضاح الحق صـ۲۳ میں منجملہ اصول دین بطوریق لزوم وشہ درج کے فرماتے ہیں۔

ومواضع مخصوصہ از حرمین برائے دعا و مساجد ثلثہ برائے سفر بسوئی آن بجہت تحصیل منفعت اخرویہ	" اور متعلقات مخصوصہ حرمین شریفین مکہ مکرمہ و مدینہ طیبہ کو دعا کے لئے اور تینوں مساجد خانہ کعبہ مسجد نبوی بیت المقدس کا سفر بوجہ حاصل کرنے نفع آخرت کے لئے ،،

اور صـ۲۵ میں فرماتے ہیں

وزیارت مسجد نبوی ومسجد قبا در باب حج ۔	"اور مسجد نبوی اور مسجد قبا حج کے باب میں ہیں ،،

نیز مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب امامت صـ۱۰۴ میں فرماتے ہیں۔

در کتب سابقہ الٰہیہ در نعت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نازل شدہ مہاجرہ طیبۃ وملکہ بالشام پس آنچہ انقیاد کامل واطاعت بالغ بہ نسبت نبی باید کرد ،	"کتب سابقہ الٰہیہ میں جناب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت میں نازل ہوا ہے کہ مقام ہجرت ان کا طیبہ ہے اور ملک ان کا شام ہے پس جو کچھ کہ اتباع کامل اور اطاعت بالغ ہے نبی علیہ السلام کی نسبت کرنا چاہیئے ،،

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۰ صـ۲۳۶ بہ روایت کعب)

اور دوسرے باب تقویۃ الایمان فصل اول صـ۲۷ میں حدیث صحیح بخاری نقل فرماتے ہیں۔

ابغض الناس الی اللہ ثلث ملحد فی الحرم ۔	"سب سے زیادہ غضب اللہ تعالیٰ کا تمام آدمیوں سے تین پر ہے پہلا جو حرم میں گناہ کرے ،،

الحق کہ خود مولانا شہید مرحوم نے مثل روشنی ماہتاب کے کس درجہ بوضاحت تمام مدینہ طیبہ کے حرم محترم ہونے کی تشریح فرمادی ۔ اور یہی مذہب حسب احادیث صراحتاً محدثین حاملان سنت اور ائمہ ثلثہ رحمہم اللہ کا ہے . مگر مذہب امام ابو حنیفہ رح اس کے مخالف ہے چنانچہ درمختار صـ۱۷۹ میں مرقوم ہے

لا حرم للمدینۃ عندنا «مدینہ حرم نہیں ہے ہمارے نزدیک»

اسی طرح دیگر کتب فقہ حنفیہ میں مرقوم ہے (مثلاً غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار جسے مؤلف نے فیضان رحمت صـ۱۴۲ میں مستند تسلیم کیا ہے) جلد اول صـ۶۱۹ کو دیکھ لیا جائے۔ پس کس طرح ظلمت کے گہرے خندق میں مؤلف گر پڑے ہیں جن کا بڑے زور و شور سے فیضان رحمت صـ۵۳ میں یہ دعوی ہے کہ «میں اہل سنت و جماعت مقلد حنفی المذہب ہوں اور مجھ کو سوائے تقلید کے اور چارہ نہیں، اور فرائد النور صـ۱۰۴ میں دوسروں کو بھی فہمائش کی جاتی ہے۔ کہ فقہ حنفی چھوڑتے شرم آنا چاہیئے اپنی فقہ حنفی کی پیروی کیجئے۔

حیف اس مقلدی پر کہ مولانا شہید مرحوم کو الزام بیہودہ کا اتہام لگانے کے جوش میں بیہوش نہ رہا کہ کیا اس سے حضرت امامنا المعظم امام ابو حنیفہ رح پر شرک عاید ہونا تو لازم نہ آئے گا؟ سہ

چون خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکان برد

حالانکہ حقیقت میں جن مقامات کا حرم محترم ہونا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے جس طرح قبروں، چلوں، نقالوں کے مقامات پرستش کے صحرا و حوالی کو مثل حرم پاک خانہ کعبہ کے کر لینے کو تقویۃ الایمان میں ارشاد فرمایا گیا ہے وہ بیشک داخل شرک ہیں۔ بخلاف مدینہ طیبہ کے کہ حرم محترم ہونا احادیث صحیحہ سے منصوص ہے، جس سے مولانا مرحوم کو ہرگز انکار نہیں۔

قولہ صـ۱۵۷۔ اکثر حنفیہ کا مذہب کہ مکہ مدینہ سے افضل ہے یہ تو ان بدنصیبوں کو کیا معلوم ہوگا کہ روضہ طاہرہ کعبہ مکرمہ بلکہ عرش معلی سے بھی افضل ہے علامہ ابن عابدین شامی رد المحتار ج ۲ صـ۲۶۳ میں فرماتے ہیں

فان الکعبۃ افضل من المدینۃ ما عدا الضریح الاقدس وکذا الضریح افضل من المسجد الحرام وقد نقل القاضی عیاض وغیرہ الاجماع علی تفضیلہ حتی علی الکعبۃ وان الخلاف فیما عداہ اھ ونقل عن ابی عقیل الحنبلی ان تلک البقعۃ افضل من العرش وقد وافقہ السادات البکریون علی ذلک

جس روضہ پاک کا یہ مرتبہ ہے اس کی زیارت کے لئے حاضر ہونا اس کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا شرک بتایا جائے خدا کی پناہ

اقول پھر اسی غرض شرکیہ کے لئے تو مؤلف نے روضہ مطہر کو کعبہ مکرمہ معظمہ اور عرش معلے

سے افضل بتا کر اس کے سامنے دعا کرنا مرادیں مانگنا بتایا اور اس کے خلاف کہنے والوں کو بد نصیب کہا حالانکہ یہ وہ شرک ہے جس کے متعلق جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرا کر فرمایا

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ تعالیٰ علی قوم اتخذوا قبور انبیاء ھم مساجد (رواہ مالک فی المؤطا ص۹۲)	"اے اللہ نہ بنا دیجیو میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے شدت سے غضب ہو اللہ تعالیٰ کا ان لوگوں پر جنہوں نے کر لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں،،

اور خود مولوی نعیم الدین نے بھی اپنے رسالہ اسواط العذاب ص۸۷ میں لکھا

"دوسری حدیث میں اس سے بھی زیادہ صراحت ہے کہ ارشاد فرمایا میری قبر کو بت نہ بنا تاکہ پوجی جائے اللہ کا سخت غضب ہے اس قوم پر جس نے انبیاء کی قبور کو مساجد بنایا۔ اس حدیث نے بتا دیا کہ قبروں کو مسجد بنانے کے یہ معنی ہیں کہ ان کی عبادت کی جائے یا کم از کم انہیں قبلہ بنا کر ان کی طرف نماز پڑھی جائے،،۔ اور اسی وجہ سے حضور نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی اور اس سے اپنی امت کو باز رہنے پر متنبہ فرمایا یہ ہر مسلمان کا ایمان ہے اور ہر مومن قبر کی عبادت کو شرک جانتا ہے۔ معاذ اللہ کون مومن ہوگا کہ قبر کو معبود بنائے،،

حالانکہ برخلاف اس کے یہ امر بدیہی طور پر مثل آفتاب روشن ہے کہ مبتدعین قبروں کو سجدے طواف نذر و منت چڑھاتے، مرادیں مانگتے ندائیں کرتے ہیں۔ جس طرح خود مولوی نعیم الدین نے بھی قبر کے سامنے تقویۃ الایمان کی ضد میں مرادیں مانگنے کو شرک نہ ٹھہرایا۔ معاذ اللہ منہ رہا یہ کہ قبر انور عرش سے بھی افضل ہے۔ تو ائمہ کرام نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ مکہ مکرمہ افضل ہے یا مدینہ طیبہ کیونکہ شرعاً حرم تو دونوں ہی ہیں اور افضلیت بھی من وجہ دونوں میں ہے بلکہ طائف کے جنگل وَجّ کو بھی حدیث میں حرم فرمایا ہے۔ مگر جمہور ائمہ اس جانب ہیں کہ مکہ مکرمہ افضل ہے اور بعض اس طرف ہیں کہ مدینہ طیبہ افضل ہے۔ چنانچہ امام نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص۴۴۲ میں فرماتے ہیں۔ فی مکۃ والمدینۃ ایتھما افضل ومذھب الشافعی وجماھیر العلماء ان مکۃ افضل من المدینۃ وان مسجد مکۃ افضل من مسجد المدینۃ قال اھل مکۃ والکوفۃ والشافعی وابن وھب وابن حبیب انما کیان مکۃ افضل اور امام حافظ ابن حجر العسقلانی جن کو مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۱۱ میں شیخ المشائخ قاضی القضاۃ لکھا ہے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں:۔ قولہ الا المسجد الحرام واستدل

ھذا الحدیث علی تفضیل مکۃ علی المدینۃ لان الامکنۃ تشرف بفضل العبادۃ فیہا علی غیرھا مما تکون العبادۃ مرجوحۃ وھو قول الجمہور اور پارہ ۷ ص۲۳۴، ص۲۳۶ میں فرماتے ہیں ان بعض البقاع افضل من بعض ولم یختلف العلماء فی ان للمدینۃ فضلا علی غیرھا وانما اختلفوا فی الافضلیۃ بینہا وبین مکۃ ولکن لا یلزم من حصول الافضلیۃ المفضول فی شیء من الاشیاء ثبوت الافضلیۃ علی الاطلاق (الی لخرہ) نیز رد المحتار ج ۲ ص۱۹۱ میں مرقوم ہے۔ وفی اٰخر اللباب وشرحہ اجمعوا علی ان افضل البلاد مکۃ والمدینۃ زادھما اللہ تعالیٰ شرفا وتعظیما واختلفوا ایہما افضل فقیل مکۃ وھو مذھب ائمۃ الثلاثۃ والمروی عن بعض الصحابۃ وقیل المدینۃ وھو قول بعض المالکیۃ والشافعیۃ وھو مروی عن بعض الصحابۃ اھ اور خاں صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ دوم ص۱۵ میں مرقوم ہے دو عرض حضور مدینہ طیبہ میں ایک نماز پچاس ہزار کا ثواب رکھتی ہے اور مکہ معظمہ میں ایک لاکھ کا اس سے مکہ معظمہ کا افضل ہونا سمجھا جاتا ہے۔ ارشاد جمہور حنفیہ کا یہی مسلک ہے اور امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک مدینہ افضل ہے'' پس بخلاف جمہور ائمہ کے بعض مالکیہ ہیں قاضی عیاض رح کے قول کی بنا پر جو اسی اختلاف افضلیت کی فرع ہے ضریح الاقدس کو بلا خلاف بتانا کیونکر صحیح ہوگا چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ ص۲۴۷ میں مرقوم ہے :۔ استثنی عیاض البقعۃ التی دفن فیہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فحکی الاتفاق علی انہا افضل البقاع وتعقب بان ھذا لا یتعلق بالبحث المذکور لانہ محلہ ما یترتب علیہ الفضل للعابد وسبب تفضیل البقعۃ التی ضمت اعضاءہ الشریفۃ انہ روی ان المرء یدفن فی البقعۃ التی اخذ منہا تراب عندما یخلق رواہ ابن عبد البر فی اواخر تمہیدہ من طریق عطاء الخراسانی موقوفا وعلی ھذا فقد روی ابن بکار ان جبرئیل اخذ التراب الذی خلق منہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم من تراب الکعبۃ فعلی ھذا فالبقعۃ التی ضمت اعضاءہ من تراب الکعبۃ فیرجع الفضل المذکور الی مکۃ ان صح ذلک واللہ اعلم اور رد المحتار ۲ ص۲۲۰ میں مرقوم ہے وقد صرح التاج الفاکہی بتفضیل الارض علی السمٰوٰت لحلولہ صلی اللہ علیہ وسلم بہا۔ وقال النووی الجمہور علی تفضیل السماء علی الارض اھ

پس مطابق روایت امام ابن عبد البر اور زبیر بن بکار رح کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم اطہر زمین مکہ مکرمہ سے مخلوق ہوا اور مدفن مبارک مدینہ طیبہ ہیں بہرحال دونوں مقامات متبرکات کی

فضلیت من وجہ متحقق ہے اور حسب تصریح علامہ شامی کے بقول جمہور ائمہ تفضیل سمار علی الارض ثابت ہو کر فضیلت عرش اعظم بھی واضح ہو گئی۔

مگر حیف ہے مولوی نعیم الدین کی تبراگوئی پر کہ اس بنا ر اختلاف بقول بعض کے اپنی مرادیں مانگنے کے نشہ شرکیات میں جمہور اکابر ائمہ کرام رحمہم اللہ جن میں بقول امام نووی اہل کوفہ اور بقول شیخ الطائفہ مولوی صاحب بریلوی جمہور حنفیہ بھی ہیں سب کو بدنصیب قرار دے کر خود اپنی بدنصیبی پر مہر ثبت کرالی۔

قولہ ص۱۵۷ ردالمحتار ج ۲ ص۲۶۴ میں ہے ثان یاتی القبرالکریم فیسلم ویدعو ویسال اللہ الخ خلاصہ یہ ہے کہ رخصت کے وقت حاضر ہو کر سلام عرض کرے اور دعا کرے۔ یہ تو فقہ کی عبارت ہے قرآن کریم میں رب العزت ارشاد فرماتا ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما۔ تقویۃ الایمان والے کا شرک تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں تعلیم فرما دیا وہ آستانہ پاک کے سامنے دعا کرنے کو شرک بتا رہا ہے۔ یہ نہیں ارشاد ہوتا کہ گنہگار مسجد میں جائیں کعبہ شریف میں آئیں اور بقول اسمٰعیل کسی کی چوکھٹ کے آگے دعا نہ مانگیں کہ یہ تقویۃ الایمان میں شرک بتایا ہے، بلکہ یہ ارشاد ہے، کہ آستانہ رسول پر حاضر ہوں اھ ملخصاً بلفظہ۔

اقول - ردالمحتار کی عبارت...... میں قبر مبارک پر عرض سلام کے بعد دعا و سوال اللہ تعالیٰ سے صراحتاً مرقوم ہے۔ مگر مولوی نعیم الدین نے بلا ترجمہ مجملاً باطل خلاصہ نکالا کہ اور دعا کرے۔ تاکہ اپنی اوپر کی بات بن جائے کہ کر زیارت کے لئے حاضر ہونا اور اس کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا ،، پس اگر یہ شرکیہ روگ نہ ہوتا تو صاف مطابق اصل کے ترجمہ کیا جاتا کہ دعا و سوال اللہ تعالیٰ سے کرے۔ پس یہ ہے شرکیات نعیمیہ کی دسیسہ کاری علی ہذا آیت ولو انھم اذ ظلموا - پارہ ۵ سورہ نسار کا حکم جو بزمانہ حیات کریم نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھا نہ بعد وفات شریف - خود مولوی نعیم الدین کی مسلمہ مستندہ بوارق بدایونی ص۲۲۶ میں اس کا ترجمہ مرقوم ہے ،، اور اگر ان لوگوں نے جس وقت اپنا برا کیا تھا آتے تیرے پاس پھر اللہ سے بخشواتے اور بخشواتا ان کو رسول تو اللہ کو پاتے معاف کرنے والا مہربان ،، یعنی اگر وہ اپنے نفاق پر نادم ہو کر رسول کے پاس آتے اور خود بھی اللہ سے اپنی مغفرت چاہتے اور رسول بھی ان کے لئے معافی کی دعا مانگتا تو اللہ ان کی دعا قبول فرما لیتا۔ کیونکہ منافقین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج پہنچایا

تھا۔ اس لئے حاضر ہونے کو شرط فرمایا گیا۔ یہی اس آیت کا سیاق و سباق ہے، چنانچہ تفسیر مظہری میں مرقوم ہے انھم۔ ای المنافقون۔ اذ ظلموا انفسھم۔ بالنفاق والتحاکم الی الطاغوت۔ جاؤک۔ تائبین بالاخلاص فاستغفروا اللہ۔ بالتوبۃ واعتذروا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاخلاص [1]

پس مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ یہ نہیں ارشاد ہوتا، کہ گنہگار مسجد میں جائیں۔ کعبہ شریف میں آئیں اور بقول اسمٰعیل کسی کی چوکھٹ کے آگے دعا نہ مانگیں، بلکہ یہ ارشاد ہے کہ آستانہ رسول پر حاضر ہوں۔ کس قدر ظلم اور بے انصافی ہے۔ کیونکہ مولانا شہید مرحوم کا یہ فرمانا کہ "کسی قبر کی چوکھٹ کو بوسہ دیوے ہاتھ باندھ کر التجا کرے مرادیں مانگے، تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے،، بلاشبہ حق ہے جس طرح علامہ شامی جو مولوی نعیم الدین کے بڑے مستند ہیں ردالمحتار ج ۲ ص۱۱۳ ایضاً مصری ص۱۳۹ میں فرماتے ہیں کہ "جو اکثر عوام مزارات پر جا کر کہتے ہیں یا سیدی فلاں اگر میرا غائب آجاوے یا مریض اچھا ہو جاوے یا میری حاجت پوری ہو جاوے تو تمہارے لئے اتنا سونا اتنی چاندی اتنا کھانا اور چراغ تیل دوں گا تو یہ اعتقاد اس کا کفر ہے،، جس کی تفصیل مع اصل عبارت عربیہ اوپر کہیں گزر چکی ہے، مگر مولوی نعیم الدین کی شریعت جدیدہ لذیذہ میں مسجد و کعبہ معظمہ سے قبر کی چوکھٹ پر مرادیں مانگنا التجائیں کرنا مقدم ہے۔ معاذ اللہ من ھذہ الکفریات۔

قولہ ص۱۵۸ ردالمحتار جلد ا ص۳۹ میں ہے حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی قبر مبارک پر حاضر ہوتا ہوں۔ اور جب کوئی حاجت پیش آتی ہے۔ تو دو رکعتیں پڑھ کر حضرت امام کی قبر کے پاس دعا کرتا ہوں تو مراد جلد حاصل ہو جاتی ہے قال انی لاتبرک بابی حنیفۃ واجئی الی قبرہ فاذا عرضت لی حاجۃ صلیت رکعتین وسالت اللہ تعالی عند قبرہ فیقضی سریعاً تقویۃ الایمان کے اسی سلسلہ شرکیات میں زائر کا راہ میں اس بزرگ کے نام کا ورد رکھنا بھی لکھا ہے۔ یہ بھی خاص حضور علیہ الصلاۃ والسلام کی زیارت پر حملہ ہے کہ درود شریف کا ورد آداب زیارت میں سے اور موجب سعادت ہے۔ مگر وہابی دین میں یہ شرک لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اھ ملخصاً بلفظہ

اقول۔ ردالمحتار میں جو قول امام شافعی رح کا مناقب امام ابو حنیفہ رح میں منقول ہے۔ محض بلا حوالہ سند و صحت ہے جو حجت نہیں ہو سکتا کیونکہ عند القبر نماز پڑھنا خوف فتنہ

[1] حاشیہ بر صفحہ ۲۶۵ ملاحظہ فرمائیں؟

قبر پرستی سے خالی نہیں ہے چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲ صفحہ ۲۶ میں تعلیقاً روایت ہے

ورای عمر بن الخطاب انس بن مالک یصلی عند القبر فقال القبر القبر

"حضرت عمرؓ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو ایک قبر کے پاس نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا یہ قبر ہے یہ قبر ہے۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۶۸۸ و صفحہ ۶۹۲ میں مرقوم ہے

فیلزم اتخاذ المسجد عند القبر وقد یکون القبر فی جہۃ القبلۃ فتزداد الکراہۃ۔ وقد یقول بالمنع مطلقا من یری سد الذریعۃ وھو ھنا متجہ قوی اھ

"پس لازم آوے گا ٹھہرالینا مسجد کا قبر کے پاس اور اگر جہت قبلہ میں ہوگی تو زیادہ کراہت لازم آوے گی اور تحقیق فرمایا گیا ہے مطلقاً منع ہونا بوجہ بند کرنا ذریعہ فساد کے اور اس کی وجہ قوی ہے۔"

در مجمع البحار صفحہ ۲۳۷ ج ۲ میں مرقوم ہے

فان منھم من قصد لزیارۃ قبور الانبیاء والصلحاء ان یصلی عند قبورھم ویدعو عندھا ویسألھم الحوائج فھذا لا یجوز عند احد من علماء المسلمین فان العبادۃ وطلب الحوائج والاستعانۃ حق اللہ وحدہ الخ

"بعض ایسے ہیں جو اس لئے قصد کرتے ہیں قبور انبیاء اور صلحاء کی زیارت کا کہ ان کی قبروں کے پاس نماز پڑھیں اور قبروں کے پاس دعا اور حاجات کا سوال کریں پس یہ جائز نہیں ہے کسی صاحب علم کے نزدیک کیونکہ عبادت اور طلب حاجات اور مدد مانگنا صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے۔"

پس یہ کیونکر متیقن ہو سکتا ہے کہ امام شافعی جیسے مقتدا رجامع اصول و فروع مسدودہ ذریعہ فساد کو مفتوح فرمادیں۔ پھر اس میں صاف تصریح ہے کہ نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں جس کو مؤلف نے اپنے مدعائے شرکیہ کے حاصل کرنے کے لئے صرف یہ کہا کہ امام کی قبر کے پاس دعا کرتا ہوں، تاکہ قبر پرست باور کریں کہ صاحب قبر سے دعا مانگتے تھے۔ کیونکہ خود بدولت نے دعویٰ کیا ہے کہ زیارت قبر کی غرض قبر کے سامنے دعا کرنا اور مرادیں مانگنا ہے ورنہ لفظ عربی سامنے کا ترجمہ بھی کرنا تھا کہ اللہ سے سوال کرتا ہوں۔ پس کہا یہ صریح دھوکہ

لہ حاشیہ بقیہ صفحہ ۲۶۴ یہ گپ حافظ خطیب کی تاریخ بغداد صفحہ ۱۲۳ ج ۱ سے نقل در نقل چلی آرہی ہے اور اس میں مذکور سند میں ایک راوی مکرم بن احمد ہے جس نے فضائل امام ابو حنیفہ میں ایک کتاب لکھی تھی جس کے متعلق حافظ دارقطنی رح جیسے محدث کبیر کا فیصلہ ہے موضوع لکھ (تاریخ بغداد صفحہ ۲۰۹ ج ۱) وہ سب گپیں ہیں۔ اس کے علاوہ بعض دیگر راوی بھی اس میں ایسے ہیں جن کا کوئی اتا پتا نہیں اسی لئے تو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رح نے اس کہانی کو امام شافعی کے ذمہ افترا قرار دیا اور ثابت کیا ہے کہ دراصل بھی یہ واقعہ کسی طرح صحیح نہیں مانا جا سکتا دیکھئے

اقتضاء الصراط ص ۳۴۲-۳۴۴ (ع-ح)

دہی سے عوام کو گمراہی میں مبتلا کرنا نہیں نعوذ باللہ من سوء الاعتقاد اسی طرح تقویۃ الایمان کے اسی سلسلہ شرکیات میں زاڑ کار اہ میں اس بزرگ کے نام کا درد کرنا، جس کو مولوی نعیم الدین نے نقل کیا ہے اگرچہ اس میں اس جگہ نہیں ہے، مگر مضمون اصل معنی میں صحیح ہے، کیونکہ دوسرے مقام پر اس کے قریب الفاظ مرقوم ہیں چنانچہ تقویۃ الایمان صث میں لکھا ہے۔

ددسو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں اس کی دہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے اور یوں سمجھے کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے۔ تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری بات کوئی چھپی نہیں رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گزرتے ہیں۔ سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال ووہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں ۱ا

لہٰذا اس میں کیا کلام ہو سکتا ہے جس کی تفصیل تائیدات از کلام ربانی اور احادیث رسول یزدانی معہ اقوال ائمہ کرام اور علمائے ذوالاحترام سے واضح ہو چکی۔ بھلا اس میں خاص نداہ امی وابی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت مرقد مبارک پر کیا حملہ ہے۔ جس کا تقویۃ الایمان میں ہرگز ذکر تک نہیں ہے یہ محض ان مولوی صاحب کا بہتان و عناد ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ باقی درود شریف پڑھنا خصوصًا مدینہ طیبہ کے سفر میں خیر و برکات اور افضل عبادات ہے کہ یہ حق تعالیٰ کی جناب میں التجا اور دعا ہے۔ البتہ آپ کو مستقل حاضر و ناظر جان کر سنانے کا عقیدہ شرک ہے، چنانچہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۵۷ میں فرماتے ہیں

المقصود بالصلوٰۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم التقرب الی اللہ تعٰ بامتثال امرہ اھ	،،مقصود درود شریف پہنچانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنا ہے اس کے اطاعت حکم کے بنا پر،،

در خود مولانا شہید مرحوم دوسرے باب تقویۃ الایمان کی پانچویں فصل ص۱۸۱ میں حدیث نقل فرماتے ہیں۔

وصلوا علی فان صلوتکم تبلغنی	،،درود بھیجو مجھ پر اس لئے کہ درود تمہارا

حیث کنتم۔ رواہ النسائی ۔ پہنچایا جاتا ہے مجھ کو چاہے تم کہیں ہو،،

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح البلاغ المبین صـ۳۳ میں دربارہ افعال شرکیہ فرماتے ہیں ۔

و بعضی وظائف بطریق اذکار مشتمل بر ندائے بزرگان در صبح و شام التزام کردہ اند اھ

مد بعضے وظائف بطور اذکار مشتمل ندائے بزرگان کے نام کے صبح اور شام لازم کرتے ہیں،،

اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح ارشاد الطالبین صـ۲۱ میں فرماتے ہیں

و ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر وجہے کہ در شرع وارد نشدہ است چنانچہ کسی بطور وظیفہ یا محمد یا محمد یا محمد گفتہ باشد روا نہ باشد اھ

« ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اس طریقہ پر جو شرع میں وارد نہ ہوا ہو ۔ جیسے کوئی شخص بطور وظیفہ کے یا محمد یا محمد یا محمد کہتا ہو روا نہ ہوگا،،

پس افسوس ان مولوی صاحب نے تحریف و بہتانات کا دروازہ کھول کر کس بری طرح عام لوگوں کو گمراہی کی راہ پر ڈالنے کی کوشش کی ہے معاذ اللہ من سوء العقیدۃ والعمل

خانہ کعبہ سے مختص کام قبروں کے ساتھ کرنے کی بحث

قولہ صـ۱۵۹ و ۱۶۰ تقویۃ الایمان میں شرک کی باتوں میں یہ بھی لکھا ہے۔ اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا اور اس کا غلاف پکڑ کر دعا کرنی۔ تقویۃ الایمان صـ۱۱ اگرچہ دیوار سے منہ اور چھاتی ملنا اور غلاف پکڑنا آداب زیارت میں سے نہیں ہے۔ بلکہ بہتر یہ ہے کہ زائر روضہ شریف سے کسی قدر فاصلہ پر رہے۔ کہ اس میں ادب زیادہ ہے۔ غرض کہ دیوار سے چپٹنا یا پردوں سے لپٹنا آداب زیارت میں نہیں ہے چہ جائیکہ اس کو شرک بتا کر اپنا نامۂ اعمال سیاہ کیا جائے نابینا کو یہ نظر نہ آیا۔ کہ اس کا طبع زاد شرک کہاں تک پہنچے گا۔ دیوار کجا خاص قبر شریف پر رخسار رکھ دینا تو صحابہ کرام سے ثابت ہے ایسا ہی خلاصۃ الوفا رص۶۱ میں ہے۔ قبور صالحین کو بوسہ دینے کا جواز منقول ہے۔ اگرچہ عوام کی گمراہی کے اندیشہ سے اس میں احتیاط مناسب ہے لیکن جو افعال کہ ثابت ہیں ان کو محض اپنی رائے فاسد سے بے دھڑک شرک بتا دینا صحابہ پر الزام شرک لگانا اور کھلی گمراہی ہے اھ ملخصًا بلفظہ ۔

اقول ۔ ہرگز یہ عبارت تقویۃ الایمان فہرست شرکیات کے ذیل میں نہیں ہے یہ محض ان مولوی صاحب کا بہتان ہے ۔ بلکہ یہ خانہ کعبہ کی خصوصیات میں واقع ہے چنانچہ

فرماتے ہیں

"یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں"

پس خانہ کعبہ کی دیوار مقام ملتزم سے چھاتی کا ملنا ثابت اور عبادت و برکت کا موجب ہے چنانچہ موطا امام مالک رح صنہ۲۲ میں روایت ہے مالک انہ بلغہ ان عبد اللہ بن عباس رض کان یقول ما بین الرکن والمقام الملتزم۔ جس کا ترجمہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں۔

عبد اللہ بن عباس مے گفت درمیان رکن اسود و مقام ابراہیم ملتزم است یعنی جائیکہ معانقہ با دیوار کعبہ باید کرد وعلیہ اھل العلم انہ یجتھد فی الدعاء فی المواضع المتبرکۃ ویلتزم بین الرکن والباب اھ (مصفی)

"عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا درمیان حجر اسود اور مقام ابراہیم کے ملتزم ہے یعنی اس مقام میں معانقہ دیوار کعبہ سے کرنا چاہیئے۔ اور اسی طریقہ پر اہل علم کا عمل ہے کہ بہت کوشش کرے دعا مانگنے میں مواضع متبرکہ میں اور ملتزم درمیان رکن اور دروازہ کے واقع ہے"

پس جس طرح حصول برکت کے لئے ملتزم میں چمٹ کر دعا کی جاتی ہے اسی طرح قبور کے ساتھ یہ افعال بجا لانے مفضی الی الشرک ہوں گے۔ جیسا کہ خود مولوی نعیم الدین نے بھی ان امور کو آداب زیارت سے باوجود نقل کرنے آثار مردودہ بلا سند کے خود رخسار و بوسہ وغیرہ قبر کو گمراہی کا باعث قرار دیا ہے لہذا یہی دلیل اس کے شرک و کفر ہونے کی قبر پرستوں کے حق میں بس ہے ورنہ اگر شرک کہنے سے کھلی گمراہی ہے۔ تو گمراہ بتانے سے بھی کھلی گمراہی واضح ہو گئی کیونکہ گمراہی کا مآل کار شرک تک پہنچتا ہے۔

چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب رح البلاغ المبین صلاہ میں فرماتے ہیں۔

"و نیز مشابہت بعضے عبادات کہ در خانہ کعبہ از برائے خدائے تعالیٰ کردہ میشود نسبت قبور پیران خود باہتمام بجامے آرند چنانچہ پوشش غلاف پردہ ہائے رنگا رنگ و استلام و تقبیل و طواف"

"مشابہت بعضے عبادت میں کہ جو خانہ کعبہ میں خدا تعالیٰ کے لئے کی جاتی ہیں اپنے پیروں کی قبروں کی نسبت بڑے اہتمام سے بجالاتے ہیں جیسے غلاف پردہ ہائے رنگین اور قبروں کا چھونا بوسہ دینا طواف کرنا"

اور کبیری شرح منیۃ المصلی ص۵۶۲ میں مرقوم ہے

وقال شرف الائمۃ وضع الید علی القبر بدعۃ وعن جار اللہ العلامۃ مشائخ مکۃ ینکرون ذلک ویقولون انہ عادۃ اھل الکتاب وفی احیاء علوم الدین انہ من عادۃ النصاری انتہی ولا شک انہ بدعۃ لا سنۃ فیہ ولا اثر عن صحابی ولا عن امام ممن یعتمد علیہ فیکرہ ولم یعہد الاستلام فی السنۃ الا للحجر الاسود والرکن الیمانی خاصۃ اھ	"فرمایا شرف الائمہ نے ہاتھ رکھنا قبر پر بدعت ہے اور مروی ہے شائخ مکہ مکرمہ سے کہ اس کا انکار فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ یہ عادت اہل کتاب کی ہے اور احیاء العلوم میں ہے کہ یہ عادت نصاری کی ہے اور اس میں شک نہیں۔ کہ یہ بدعت ہے اس میں سنت سے کچھ ثابت نہیں اور نہ کسی ایک صحابی کے اثر سے ثابت اور نہ کسی امام معتمد سے ثابت پس یہ مکروہ ہے اور سنت نہیں ہے چھونا سوائے حجر اسود اور رکن یمانی کے خاصۃً"

ور خود علامہ سمہودی مدنی رحمۃ وفاء الوفاء[ل] تاریخ مدینہ طیبہ میں فرماتے ہیں۔

ومنہا اجتناب الانحناء للقبر عند التسلیم قال ابن جماعۃ قال بعض العلماء انہ من البدع ویظن من لا علم لہ انہ من شعائر التعظیم واقبح منہ تقبیل الارض للقبر اذ لم یفعلہ السلف الصالح والخیر کلہ فی اتباعہم ومن خطر ببالہ ان تقبیل الارض ابلغ فی البرکۃ فہو من جہالتہ وغفلتہ لان البرکۃ انما ھی فیما وافق الشرع واقوال السلف وعملہم قال ولیس عجبی ممن جہل ذلک فارتکبہ بل عجبی ممن افتی بتحسینہ مع	"منجملہ ممنوعات کے قبر کے واسطے سلام کے وقت جھکنا ہے فرمایا ابن جماعہ نے کہ بعض علماء نے اس کو بدعت کہا ہے۔ اور جو شخص بے علم ہے وہ اس کو تعظیم کے طریقوں میں سے خیال کرتا ہے۔ اور اس سے زیادہ برا قبر کے پاس کی زمین کو چومنا ہے۔ کیونکہ اس کو سلف صالحین نے نہیں کیا ہے۔ اور تمام بھلائیاں سلف صالحین کے اتباع میں ہیں۔ اور جس کے دل میں یہ وسوسہ گذرا کہ زمین کو بوسہ دینا زیادہ برکت کا سبب ہے تو یہ اس کی جہالت اور غفلت کی وجہ سے ہے کیونکہ برکت انہیں چیزوں میں ہے جو شرع اور سلف کے اقوال اور ان کے اعمال کے مطابق ہوں فرمایا کہ مجھے تعجب اس سے نہیں ہے جو بوجہ اپنی جہالت کے اس نے کیا۔ بلکہ

[ل] ص ۴۰۵ ج ۲ طبع مصر ۱۳۲۶ھ (ع۔ج)

علمه بقبحه ومخالفته لعمل السلف واستشهد لذلك بالشعر، انتهى قلت وقد شاهدت بعض جهال القضاة فعل ذلك بحضرة الملأ وزاد عليه وضع الجبهة كهيئة الساجد فتبعه العوام ولا حول ولا قوة الا بالله انتهى (صواعق ص۱۲۲)

تعجب اس سے ہے جو باوجود اس عمل کے قبیح ہونے اور سلف کی مخالفت کے اس کی تحسین پر فتویٰ دیتا ہے انتہی میں کہتا ہوں کہ میں نے بعض جاہل قاضیوں کو حضرت عوام کے سامنے اس فعل کو کرتے ہوئے دیکھا ہے، اور پیشانی رکھنے کو مثل سجدہ کرنے والے کے اس نے زیادہ کیا، پھر دیکھا دیکھی عوام نے اس کا اتباع کیا ولاحول ولا قوۃ الا باللہ"

نیز علامہ سید سمہودی مدنی وفار الوفار جلد اول ص۳۸۹ میں فرماتے ہیں۔

بنى عمر بن عبد العزيز على ذلك البيت هذا البناء الظاهر، وعمر بن عبد العزيز ما لا كان يتخذه الناس قبلة تخص فيه الصلاة من بين مسجد رسول الله صلعم ذلك لان رسول الله صلعم قال قاتل الله اليهود اتخذوا قبور انبيائهم مساجد وقال اللهم لا تجعل قبرى وثنا يعبد الحديث اه

"حضرت عمر بن عبد العزیز نے آنحضرتؐ کی قبر انور والے کمرے کے اوپر عمارت بنادی تھی تاکہ لوگ اسکو قبلہ توجہ نہ بنالیں اور مسجد نبوی کو چھوڑ کر اسمیں نمازیں مخصوص نہ کرلیں اور یہ اس لئے کہ آنحضرتؐ نے قبروں کو مسجدیں قرار دینے والوں پر لعنت فرمائی ہے اور اپنی قبر کے متعلق دعا بھی کی تھی"!

وقال العلامة الزعفرانى وضع اليد على القبر ومسه وتقبيله من البدع التى تنكر شرعا وروى عن انس بن مالك راى رجلا وضع يده على قبر النبى صلى الله عليه وسلم فنهاه وقال ما كنا نعرف هذا على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد انكره مالك والشافعى واحمد اشد الانكار انتهى (صواعق[۱] ص۱۲۳)

"ہاتھ رکھنا قبر پر اور بوسہ دینا بدعت ہے جس پر شرع میں انکار کیا گیا ہے اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا تو اس کو منع کیا اور فرمایا کہ ہم اس فعل کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں جانتے بھی نہ تھے اور تحقیق اس فعل کا امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد رحمہم اللہ نے بہت سختی کے ساتھ انکار کیا ہے"

[۱] وفار الوفار ص ۴۴۳ ج ۲ (ع،ح)

پس الحمد للہ کہ کلام اکابر ائمہ امت خصوصاً امام سید سمہودی مستند مولوی نعیم الدین سے حسب تصریح احادیث وائمہ دین کے سخت انکار ثابت ہوا کہ پیشانی رکھنا اور چومنا قبر کو مانند ہیئت سجدہ کے ہے اور بمشابہت خصوصیات خانہ کعبہ بیت اللہ الحرام وحجر اسود کے تقرباً و تعظیماً قبروں پر غلاف پردے ڈالنا بوسہ دینا، ہاتھ سے چھونا منجملہ عادات یہود و نصاری کے ہے جن پر قبور انبیاء علیہم السلام کو سجدہ گاہ بنا لینے پر لعنت فرمائی گئی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ڈرا کر دعا فرمائی کہ یا اللہ میری قبر کو بت نہ بنا دینا کہ پوجی جاوے ورنہ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ تنبیہ کسی غیر مسلم کے لئے تھی؟ نہیں بلکہ مبتدعین گور پرستوں مدعیان توحید وحب نبوی کے لیے یہ تنبیہات ارشاد ہوئیں۔

وَمَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا (الاسراء ع ۸)

"اور جو اس میں اندھا رہا تو وہ آخرت میں اندھا اور راستہ سے بہکا رہا"

بس یہ سب امور باعث گمراہی اور مآل شرک کے ہیں کسی اثر صحابی اور معتمد علماء اعلام سے ثابت نہیں لہذا کماحقہ تقویۃ الایمان کی تائید وتصدیق واضح ہوگئی اور مولف اطیب کے انکار و بہتانات کی قلعی کھل گئی۔ اور مزید تفصیل اس کی اوپر گذر چکی جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا (الاسراء)

قولہ ص۱۶۰، ۱۶۱ تقویۃ الایمان میں انہیں شرکیات کے سلسلہ میں یہ بھی لکھا ہے۔ اس کے کنوئیں (کے پانی) کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے واسطے لے جانا۔ (یعنی یہ سب باتیں شرک ہیں) تقویۃ الایمان ص۱۱ ظالم نے کنوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر استعمال کرنا کھانے سے شرک بتا دیا۔ جو بات ہے بے دلیل من گھڑت ہے اور چھانٹ چھانٹ کر ان چیزوں کو بتایا ہے جن کا ثبوت شریعت میں موجود ہے اور جن کی تعلیم دی گئی ہے ان کنوؤں کی زیارت کے لئے جانا اور ان کے پانی کو تبرک بنانا مستحب ہے جن سے حضور نے پانی پیا طہارت فرمائی۔ مدینہ طیبہ کے خدام اپنے برتن لاتے جن میں پانی ہوتا تو آپ ہر برتن میں اپنا دست مبارک ڈال دیتے۔ اب تقویۃ الایمان والا کس کو مشرک کہے گا حضور سید عالم کا جبہ جس کو حضور پہنتے تھے۔ اس کو بیماروں کے لئے دھویا کرتے تھے اس سے مقصد یہ ہوتا تھا کہ اس جبہ شریف کے دھوون سے بیماروں کو شفا حاصل ہو تقویۃ الایمان والا تو بزرگوں کے کنوئیں کے پانی کا بطور تبرک استعمال کرنا بھی شرک کہتا تھا یہاں ملبوس

شریف کا غسالہ تبرک ہے، خلاصۃ الوفا ص۶۳ مشکوٰۃ شریف ص۵۱۹ و ص۲۷۴ اھ ملخصاً بلفظہ

اقول وباللہ التوفیق:- یہ محض ان مولوی صاحب کا کذب وافترا وعناد ہے جس میں ہرگز سچائی کا شمہ تک نہیں، کہ تقویۃ الایمان میں اس کے کنوئیں کے پانی کو تبرک جان کر پینا وغیرہ شرک لکھا ہے معاذ اللہ منہ۔ جھوٹے مفتری پر حق تعالیٰ کی ہزاروں بلکہ لاکھوں لعنت جس پر کھلی دلیل یہ ہے کہ خود ہی اس کو بریکٹ میں لکھا (یعنی یہ سب باتیں شرک ہیں) اور نسبت مولانا شہید مرحوم کی طرف کیا گیا اگر یہ فی الواقع تقویۃ الایمان میں ہوتا۔ تو بریکٹ میں لکھنے کی کیا ضرورت تھی۔ یہ محض مغالطہ وفریب دہی عوام کے لئے کیا گیا۔ اس پر مولانا شہید مرحوم کو ظالم بتا کر ان کا کیا بگاڑا خود اپنا ہی ٹھکانا جہنم میں بنایا۔

اب ناظرین باانصاف چشم حق بین سے ملاحظہ فرماویں کہ تقویۃ الایمان ص۹ میں تو خصوصیات کعبہ معظمہ کے متعلق یہ فرمایا ہے کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں کہ ان کو عبادت کہتے ہیں۔ اس کے کنوئیں (زمزم) کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا بدن پر ڈالنا آپس میں بانٹنا غائبوں کے لئے لے جانا وغیرہم۔

چنانچہ احادیث میں زمزم شریف کی خصوصیت کے بہت فضائل وارد ہیں۔ صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۴۷۰ میں روایت ہے۔

فقال ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم بورکتہ زمزم بدعوۃ ابراھیم علیہ السلام	"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آب زمزم برکت دعا ابراہیم علیہ السلام ہے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۶ ص۲۲۴ میں مرقوم ہے

قال ابن بطال وغیرہ اراد البخاری ان الشرب من ماء زمزم من سنن الحج وفی المصنف عن طاؤس قال شرب نبیذ السقایۃ من تمام الحج اھ	"فرمایا ابن بطال وغیرہ نے ارادہ کیا امام بخاری نے کہ پینا آب زمزم کا منجملہ سنن حج کے ہے۔ اور مصنف میں حضرت طاؤس سے روایت ہے فرمایا پینا شربت سقایہ زمزم کا منجملہ پورا ہونے حج کے ہے"

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۶ ص۲۲۳ میں مرقوم ہے۔ وفی المستدرک من حدیث ابن عباس ماء زمزم لما شرب لہ رجالہ موثوقون اھ۔ اور سنن ابن ماجہ شریف ص۵۶۶ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ماء زمزم لما شرب له ۔	فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی زمزم کا ہر اس کام ومقصد کے لئے ہے جس کے لئے پیا جاوے ،،

یعنی جس مطلب کے لئے پیا جاوے وہی مدعا حاصل ہو شفا کے لئے پیو تو شفا ہو پناہ کے لئے پیو تو پناہ ملے پیاس کے لئے پیو تو پیاس بجھے ۔ بھوک کے لئے پیو تو بھوک رفع ہو حاشیہ ابن ماجہ میں امام سراج الدین بلقینی رح سے منقول ہے زمزم شریف حوض کوثر سے بھی افضل ہے نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ اص ۷۵۵ میں مرقوم ہے ۔

فغسل قلبي) في رواية مسلم فاستخرج قلبي فغسل بماء زمزم وفيه فضيلة ماء زمزم على جميع الماء قال ابن ابي جمرة وانما لم يغسل بماء الجنة لما اجتمع في ماء زمزم من كون اصل مائها من الجنة ثم استقر في الارض فاريد بذلك بقاء بركة النبي صلى الله عليه وسلم في الارض اھ	،،نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج واقعہ شق صدر میں فرمان) پس غسل دیا گیا میرے قلب کو، روایت صحیح مسلم میں ہے پس نکالا گیا میرے قلب کو پھر دھویا گیا آب زمزم سے ۔ اور اس میں فضیلت ہے آب زمزم کی تمام پانیوں پر کہا ابن ابی جمرہ نے اور سوائے اس کے جو نہیں غسل دیا گیا جنت کے پانی سے اس لئے کہ آب زمزم کی اصل جنت کے پانی سے ہے، پھر ٹھہرایا گیا زمین میں پس ارادہ کیا گیا اس کے ساتھ باقی رہنے برکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زمین میں ،،

سنن ترمذی شریف جلد اول ص ۱۲۲ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

انها كانت تحمل من ماء زمزم وتخبران رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يحمله ۔	،،حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا زمزم کو غائبین کے لئے مدینہ طیبہ لے جایا کرتیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی لے جایا کرتے تھے ،،

علی ہذا احادیث میں وارد ہے کہ تپ جہنم کی بھاپ ہے تم اس کو آب زمزم سے بجھاؤ رواہ احمد وابن ابی شیبۃ وابن حبان فی صحیحہ روئے زمین پر کوئی کنواں زمزم سے بہتر نہیں ہے رواہ الطبرانی وابن حبان بسند حسن عن ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا در مومن اور منافق میں یہ فرق ہے کہ مومن خوب تن کر کھینچ کر پیتے ہیں جس سے کوکھیں بھر جاتی ہیں اور منافق تن

کر نہیں پیتے ،، حدیث مرفوع ابن عباس رضی اللہ عنہ میں ہے بہتر پانی روئے زمین پر زمزم کا پانی ہے اس میں طعام طعم شفا سقم ہے یعنی کہانے کا کام دیتا ہے بیماری کو دفع کرتا ہے ،، رواہ الطبرانی فی الکبیر ورواتہ ثقات وابن حبان فی صحیحہ +

ہاں اطبا جو یہ کہتے ہیں کہ کوئی پانی غذا کے قائم مقام نہیں ہو سکتا تو آب زمزم اس سے مستثنیٰ ہے جس کی دلیل مندرجہ ذیل حدیثیں ہیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب ابتدار اسلام میں مکہ مکرمہ میں آئے ان کے پاس کچھ کھانا نہ تھا ایک مہینہ تک زمزم شریف پیتے رہے ایسے توانا فربہ ہو گئے کہ پیٹ میں شکنیں پڑ گئیں رواہ مسلم وغیرہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ جب زمزم پیتے تو یہ دعا کرتے اے اللہ میں تجھ سے علم نفع دینے والا رزق گنجائش کرنے والا شفا ہر بیماری سے مانگتا ہوں انتہی کن انی الترغیب والترھیب منہ ۲۳۰ امام المنذری رح

پس یہ مختصر اً کعبہ معظمہ کی مجملہ خصوصیات کے فضائل زمزم شریف کے ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمائے جس سے تقویۃ الایمان کی تائید اظہر من الشمس واضح ہے۔

تبرکات کی شرعی حیثیت؟

اس کے سوا مدینہ طیبہ کے کنوؤں یا کسی تبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منع ہونا تقویۃ الایمان میں ہرگز نہیں ہے۔ یہ مؤلف کا بہتان ہے۔ معہذا جس خصوصیت سے تبرک جان کر زمزم کا استعمال ثابت اور مؤکد ہے، کسی دوسرے کنوئیں اور پانی کا اس کی مثل جاننا بھی ثابت نہیں۔ البتہ انبیاء وصالحین کے تبرکات صحیحہ کو متبرک جان کر اس سے مشرف ہونا مستحب اور باعث اقتضائے محبت ہے۔ جس طرح خود مولوی نعیم الدین نے بھی مستحب ہی لکھا ہے اس میں کیا جائے مقال ہے چنانچہ چند مواقع حسب احادیث صحیحہ ہدیہ ناظرین ہیں۔[1] صحیح بخاری پارہ اول ص۱۲۷ میں حضرت محمد بن سیرین رح سے روایت ہے کہ فرمایا حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ سے (یہ دونوں تابعین ہیں) میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں جو پہنچے ہیں مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے تو فرمایا عبیدہ نے میرے پاس ایک بال بھی ہو جائے تو دنیا وما فیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں اپنے سر مبارک کے بال مبارک تقسیم فرمائے۔ امام احمد کی روایت میں اتنا زائد ہے کہ آپ نے فرمایا ان کو خوشبو میں رکھو۔ اور اس میں تبرک ہونا بالوں مبارک کا ثابت ہوا۔ (فتح الباری) ایضاً پارہ اول ص۱۴۷ و پارہ ۱۷ ص۲۳۵ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ میں پانی منگا کر اس میں دونوں ہاتھ اور منہ مبارک دھویا۔ اور

[1] دعوی اور دلیل میں کیا تقریب تام بھی ہے؟ (ع۔ح)

اس میں کلی کی پھر ابو موسیٰ اور بلال رضی اللہ عنہما سے فرمایا اس میں سے تم دونوں پیو اور اپنے منہ اور سینوں پر چھڑک لو اور خوش رہو دونوں نے پیالہ لے کر تعمیل کی ام سلمہ رضی اللہ عنہا پردہ کے پیچھے سے بولیں میرے لئے بھی چھوڑ دو انہوں نے باقی ام سلمہ کو دے دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے تو صحابہ غسالہ وضو رکو لے کر اپنے بدن پر پھیر لیتے. نیز پارہ اول ص۱۴۸ میں روایت ہے کہ محمود بن ربیع رضی اللہ عنہ کے منہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کلی فرمائی تھی۔ اور صحابہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غسالہ وضو لینے پر آپس میں لڑتے تھے۔ اور سائب بن یزید رضی اللہ عنہ کے سر پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ پھیرا اور وہ سات برس کے تھے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غسالہ پانی پیا۔ ایضاً صحیح بخاری پارہ ۵ ص۶۶ اور پارہ ۲۵ ص۵۵۲ میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک چادر حاشیہ دار بُن کر لائی اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ میں نے آپ کے لئے بنی ہے کہ میں آپ کو پہناؤں۔ پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرما لیا اور آپ کو اس کی ضرورت بھی تھی۔ آپ نے اس کا تہ بند بنا لیا۔ پھر ایک شخص نے آپ کو پہنے ہوئے دیکھ کر عرض کیا کہ کیا اچھی ہے یہ مجھے دے دیجئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اچھا پس آپ مکان میں تشریف لے گئے۔ اور چادر اتار کر بھیج دی تو صحابہ نے اس کو ملامت کی کہ تو نے اچھا نہ کیا جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چادر کو قبول فرمایا اور آپ ضرورت مند تھے اور تو نے آپ سے سوال کیا اور تو جانتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی سائل کو رد نہیں فرماتے ہیں تو اس نے جواب دیا قسم اللہ کی میں نے پہننے کے لئے نہیں سوال کیا۔ بلکہ میں اس میں برکت کی امید رکھتا ہوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پہنا ہے اس چادر میں میرا کفن کیا جاوے۔ پس اس کو اسی چادر میں کفنایا گیا۔ ایضاً صحیح بخاری پارہ ۲۳ ص۲۷۱ مع فتح الباری روایت ہے کہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ مبارک تھا جس میں تبرکاً پیا جاتا۔ اور عاصم الاحول رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ مبارک اور امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں میں نے دیکھا اس پیالہ مبارک کو بصرہ میں اور پیا اس سے اور وہ خریدا گیا تھا میراث نضر بن انس رضی اللہ عنہ سے آٹھ ہزار کو۔ نیز صحیح بخاری پارہ ۲۴ ص۴۷۸ میں روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے وضو

کا پانی لئے ہوئے تھے اور لوگ لپک لپک کر آپ کے غسالہ وضو کو لے کر منہ پر ملتے تھے۔ اور جسے نہ ملتا وہ دوسرے کے تر ہاتھ سے اپنا ہاتھ تر کر کے منہ پر ملتا۔ ایضاً پارہ ۲۴ صفحہ ۹۹ میں روایت ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے جب ان کے پاس کوئی بیماری یا کسی حاجت والا آتا تو ان کو پانی میں ہلا کر پانی دے دیتیں نیز صحیح بخاری پارہ ۲۶ صفحہ ۷ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو کر اٹھے تو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے آپ کا پسینہ اور بال مبارک جو گرے ہوتے ایک شیشی میں خوشبو کے ساتھ جمع کر لئے تھے اور قریب وفات کے وصیت فرمائی تھی کہ ان کو میرے کفن میں لگانا۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ علیٰ ہذا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک تھے وفات کے قریب وصیت کی کہ ان کو میری ناک میں رکھ دینا۔ اھ۔ ازالۃ الخفاء مقصد اول فصل پنجم صفحہ ۱۷۲

علاوہ بریں ہزاروں واقعات متبرکات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے احادیث صحیحہ میں وارد ہیں جن کا شمار دشوار در دشوار ہے جو محب سنت ہی کے لئے باعث محبت ہیں چنانچہ مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب امامت صفحہ ۳ میں فرماتے ہیں۔

پس میگوئیم کہ مقامات انبیاء و کمالات ایشاں ہر چند بسیار از بسیار است و خارج از حد شمار کہ در احصار آں از مثل ما مردم کہ از احاد امتیم متعسر است بل متعذر، محب ایشاں محب حضرت رب الارباب است و مبغض ایشاں مبغوض آنجناب محبت ایشاں باعث رفع درجات سنت الخ

"پس میں کہتا ہوں کہ مقامات و کمالات انبیاء علیہم السلام ہر چند زیادہ سے زیادہ اور حد شمار سے باہر ہیں اور ہم جیسے آدمیوں سے کہ احاد امت سے ہیں ان کا احاطہ اور احصار دشوار ہے۔ ان کا محب حق تعالیٰ کا محبوب ہے اور ان سے بغض رکھنے والا حق تعالیٰ کا دشمن ہے ان کی محبت باعث ترقی درجات ہے۔"

پس جبکہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ وضو و کلی مبارک فرمانا اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کا اس مار مستعمل غسالہ مبارک کو تبرکاً پینا اور جسم پر ملنا احادیث صحیحہ سے ثابت ہوا۔ جو مولوی نعیم الدین کے مذہب میں ناپاک نجاست غلیظ تک ہے چنانچہ کبیری شرح منیۃ المصلی صفحہ ۱۲۱ میں مرقوم ہے اما الماء المستعمل تتنجس بنجاسۃ غلیظۃ عن ابی حنیفۃ دیکھو

فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۲۶۴ میں مرقوم ہے۔
"وہ پانی مستعمل طاہر ہے مطہر نہیں اس سے وضو نہ ہوگا۔ اور پینا مکروہ۔ صحیح یہی ہے کہ اس سے پانی مستعمل ہو جائے گا۔ اور اس سے وضو صحیح نہ ہوگا۔ نہ یہ کہ صرف کراہت ہو۔"
اگر تبرک کی حد اعتدال سے بڑھ جاوے گا تو البتہ ممنوع اور شرک تک کی بھی نوبت پہنچ جاوے گی چنانچہ امام بیہقی رح کی شعب الایمان میں عبد الرحمان بن قراد صحابی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توضأ یوما فجعل اصحابہ یتمسحون بوضوئہ فقال لہم النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما یحملکم علی ھذا قالوا حب اللہ ورسولہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من سرہ ان یحب اللہ ورسولہ او یحبہ اللہ ورسولہ فلیصدق حدیثہ اذا حدث ولیؤد امانتہ اذا ائتمن ولیحسن جوار من جاورہ

(مشکوٰۃ ص ۴۲۴)

"وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز وضو فرمایا تو صحابہ نے آب وضوء کو اپنے بدن پر ملا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تم اس کو کس لئے کرتے ہو تو عرض کیا گیا اللہ اور اس کے رسول کی محبت کے باعث تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تم میں سے جس کو خوش آوے کہ دوست رکھے اللہ اور اس کے رسول کو یا دوست رکھے اس کو اللہ اور اس کا رسول پس سچ بولے جس وقت بولے اور چاہیئے کہ امانت کو ادا کرے جو امانت رکھی جاوے اور چاہیئے کہ نیکی کرے اپنے پڑوس سے جو اس کے پڑوس میں ہو"

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد رابع ص ۱۳۸ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

یعنی دعوائے محبت خدا و رسول خدا با امثال ایں امور کہ تمسح بآب وضو ست مثلاً چنداں مؤنت نہ دارد و بر نفس شاق نیست و ثابت نمیگردد عمدہ دراں

یعنی دعوی محبت خدا و رسول خدا کا محض ایسی ہی باتوں پر موقوف نہیں ہے کہ مثلاً پانی وضو کا مل لیا جاوے کہ چنداں نفس پر شاق نہیں ہے بہتر اس کے بجا لانا اوامر کا اور

امتثال اوامر ونواہی سنت خصوصاً	یعنی اوامر و نواہی سے ہے خصوصاً یہ امور کہ صدق
ایں امور کہ صدق حدیث واداء	حدیث اور ادائے امانت اور احسان ہمسایوں
امانت وحسن جوار است اھ	کے ساتھ کرنا ہے ،،

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ح البلاغ المبین صـ۱
میں فرماتے ہیں

مخفی نماند کہ تعظیم اشیاء منسوبہ بزرگان	یعنی ،، یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ تعظیم کرنا اشیاء
دفعتہً موجب کفر واشراک نیست اما	نسبت کردہ بزرگان کا دفعتہً موجب کفر و شرک
رفتہ رفتہ این واعضال از حد خود گذشتہ	نہیں ہے لیکن رفتہ رفتہ یہ داء عضال اپنی حد
بیماری نفاق بیاسے آرد واین نفاق	سے گزر کر مرض نفاق لے آتا ہے اور سبب اس
آنست کہ چون علماء باللہ چنیں تعظیم	نفاق کا یہ ہے کہ جو علماء ربانیین ایسی تعظیم کرنے
کنندگاں را مانع مے آیند ایشاں حیلہ	والوں کو مانع ہوتے ہیں یہ لوگ حیلہ اور عذر
واعتذار غلبہ محبت بہ نسبت بزرگان	غلبہ محبت نسبت بزرگان دین کے کرتے ہیں
دین میکنند ومیگویند حرکات ما از بہ	اور کہتے ہیں حرکات ہمارے بسبب غلبہ حال کے
سبب غلبہ حال صادر میشود پس گاہی	صادر ہوتے ہیں پس کبھی یہ بیماری اپنی حد سے
کہ این بیماری از حد میگزارد در دام شرک	گزر جاتی ہے تو شرک جلی میں صاف صاف
جلی گرفتار میشوند اھ نیز مشابہتہ بعضے	گرفتار ہو جاتے ہیں ۰ ،، نیز مشابہت بعضے
عبادات کہ در خانہ کعبہ از برائے خدائے	عبادات میں کہ خانہ کعبہ میں حق تعالیٰ کے لئے کی جاتی
تعالیٰ کردہ میشود نسبت بقبور پیران	ہے نسبت اپنے پیروں کی قبروں کے ساتھ اہتمام
خود باہتمام بجامے آرند چنانچہ الخ تبرک	سے بجالاتے ہیں جس طرح تبرک جاننا غسالہ قبر کا
نمودن غسالہ قبر بجائے آب زمزم ۔	بجائے آب زمزم کے ،،

علاوہ ازیں خود مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت مولوی صاحب بریلوی السنۃ الانیقہ
فی فتاوی افریقہ رضوی پریس بریلی کے صـ۴۲ میں لکھتے ہیں

،، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرمایا ہے ۔ مسیح علیہ الصلوٰۃ
والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر
ہوئے ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اعلیٰ کے برابر کس کے

کمال ہو سکتے ہیں جس کے کمال ہیں سب حضور ہی کے کمال پر تو ذا اجلال ہیں،، ایضاً۔ لہذا حضور اقدس بالمومنین رؤف رحیم (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمائی۔ کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہٗ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول ہیں،،

الحمد للہ لاشریک لہ تقویۃ الایمان کا بیان توحید معہ اس کے اجزاء و فروع اور اس کے مقابل شرک الوہیت بمعہ اس کے جزئیات و فرد عات رسوم و عادات جاہلیت کے کما حقہٗ تفصیل کے ساتھ مؤید ہوگیا۔ جس طرح کلام مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی میں حفظ الایمان کے لئے توحید الوہیت کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہٗ مقدم رکھا گیا باقی انبیاء اور اولیاء کے مراتب و فضائل سے توحید میں کیا بحث اور لگاؤ ہے اس کا باب جداگانہ اس کے بعد موجود ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ۔۔۔ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

چنانچہ اس بیان کی تائیدات میں تمام اکابر ملت متفق اللسان ہیں۔ مگر برخلاف اس کے مبتدعین گور پرستوں کی تائید جس کا کھائے اسی کا گائے کے مصداق ہے۔ بلکہ مؤلف الطیب نے تو مخالفت توحید میں اللہ تعالی کا کھانا ہی فراموش کر کے احیاء رسومات و شرکیات کی دل کھول کر داد دی اور اس میں نہ اس کو آخرت یاد رہی اور نہ یہ کہ تائید شرک کا ٹھکانا جہنم ہے۔ نعوذ باللہ من ذلک ؛

عجیب و غریب مغالطے!

قولہ صـ۱۶۲ اسمٰعیل صاحب نے اس سلسلہ شرکیات میں بعض ایسی چیزوں کو شرک کہا ہے۔ جن کو شرک کہنا مضحکہ خیز ہے مثلاً جھاڑو دینی۔ روشنی کرنی، فرش بچھانا۔ پانی پلانا۔ وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا۔ مورچھل جھلنا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ آداب سے کھڑا ہونا۔ ان میں سے اگر کوئی کام بھی غیر خدا کے لئے کیا تو تقویۃ الایمان کے صفحہ ۱۱ میں لکھ دیا ہے۔ کہ بعضے کام تعظیم کے اللہ نے اپنے لئے خاص کئے ہیں۔ انہیں کی مثال میں آپ نے جھاڑو وغیرہ کو شمار کر دیا ہے۔ یہ تو اسمٰعیل پرست تلاش کریں کہ کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جھاڑو دینا۔ روشنی کرنا۔ فرش بچھانا پانی پلانا۔ وضو اور غسل کا سامان درست کرنا۔ مورچھل جھلنا۔ شامیانہ کھڑا کرنا۔ اللہ تعالے نے اپنے لئے خاص کیا ہے اور یہ خاص کام وہابی کہاں ادا کرتے ہیں۔ انہوں نے کس کو خدا فرض

کیا ہے جس پر مورچھل جھلنا اور شامیانہ کھڑا کرنا اس کی تعظیم کے لئے خاص ہو۔ وہابیوں کا کیا عجیب دین ہے خدانخواستہ ان کی سلطنت ہو تو دنیا کو کوڑے کچرے سے اٹا دیں۔ کیونکہ جھاڑو دینا تو شرک ٹھہرا، ہر مکان تاریک اور اندھیر اپٹ رہے۔ اس لئے کہ روشنی کرنا شرک ہے۔ پانی پلانا بھی شرک بتایا ہے۔ یزیدیوں سے بھی بڑھ گئے۔ انہوں نے صرف اہل بیت پر پانی بند کیا تھا۔ مگر پانی پلانے پر شرک کا فتوی دینے کی انہیں بھی نہیں سوجھی تھی کسی نمازی کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا کیوں شرک ہے اسی لئے نہ کہ تعاونوا علی البر والتقوی میں داخل ہے اس سے نماز پر اعانت ہوتی ہے جس کام سے خدا کی عبادت پر اعانت ہو۔ وہابی دین میں وہ بھی شرک لطیفہ شرک کی تعریف میں تقویۃ الایمان ص۹ میں یہ لکھا ہے کہ وہ چیزیں اللہ نے اپنے بندوں کے ذمہ بندگی ٹھہرائی ہوں تو لازم آیا کہ جھاڑو دینا روشنی کرنا۔ مورچھل جھلنا، شامیانہ کھڑا کرنا نشان بندگی ہے۔ اب تو ہر وہابی پر فرض ہے۔ کہ جھاڑو لئے پھرے۔ ورنہ نشان بندگی جاتا رہے گا۔ مورچھل ہاتھ میں رکھے کہ وہابی دین میں یہ نشان بندگی ہے۔ حیرت ہے ان کوتہ عقلوں پر جو ایسی کتاب پر ایمان رکھتے ہیں اور ان مزخرفات کو ملنتے ہیں انتہی۔

اقول وباللہ التوفیق ان مولوی صاحب کی مخبوط الحواسی بے عقلی پر حیف ہے۔ جب انسان توحید جناب باری تعالٰے کو چھوڑ کر شرک جیسی گندگی میں ملوث ہو جاتا ہے۔ تو پھر شیطان اخبث لعین اپنا جیسا بنا کر عقل سے کلیۃً بے بہرہ کر دیتا ہے۔ سیدھی راہ بھی ٹیڑھی نظر آتی ہے۔ قرآن پاک احادیث سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے انوار بھی ظلمت و تاریک دکھائی دیتے ہیں۔ حتی کہ حق تعالٰے ارحم الراحمین کی مہر بھی اس پر اٹھ جاتی ہے اور اس آیت کے مصداق ہو جاتا ہے۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَیَقُوْلُوْنَ مَاذَآ	وہ جو منکر ہیں سو کہتے ہیں کیا غرض تھی۔
اَرَادَ اللّٰہُ بِھٰذَا مَثَلًا یُضِلُّ بِہٖ	اللہ کو اس مثال سے گمراہ کرتا ہے اس سے
کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا وَمَا یُضِلُّ	بہتیرے اور راہ پر لاتا ہے اس سے بہتیرے
بِہٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِیْنَ (پ۱ ع۳)	اور گمراہ کرتا ہے انہیں کو جو بے حکم ہیں۔

ہر چند کہ ان امور کا تفصیلاً جواب اوپر گذر چکا ہے۔ مگر مختصراً یہاں بھی ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی صاحب نے تقویۃ الایمان کے مبحث توحید و عبادت حق تعالے کو

مبحث شرک تقرب لغیر اللہ کے ساتھ خلط کر کے فریب دہی خلق اللہ پر کمر باندھی ہے جو ہرگز اس میں اس طرح نہیں ہے۔ بلکہ تقویۃ الایمان کے اس مقام پر اولاً اقسام عبادت اللہ عزوجل علیحدہ اور ثانیاً اقسام تقرب لغیر اللہ علیحدہ علیحدہ مذکور ہیں جن کو پہلے کا دوسرے پر اور دوسرے کا پہلے پر مختلط کر کے مولانا شہید پر بہتان باندھا ہے۔ سنیئے منجملہ مبحث اول خدمات خانہ کعبہ معظمہ "جیسے جھاڑو دینی اور روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا وضو غسل کا لوگوں کے لئے سامان درست کرنا۔ یہ سب کام اللہ نے اپنی عبادت کے لئے اپنے بندوں کو بتائے ہیں"۔ اور منجملہ مبحث دوم "وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے، چادر چڑھادے۔ ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے۔ رخصت ہوتے وقت الٹے پاؤں چلے۔ ان کی قبر کو بوسہ دیوے۔ مورچھل جھلے۔ اس پر شامیانہ کھڑا کرے۔ اور ایسی قسم کی باتیں کرے تو اس پر شرک ثابت ہوتا ہے" (تقویۃ الایمان ص ۱۰۹)

اب کیا بجز مؤلف جیسے دشمن شہید کے کوئی متدین اہل توحید متبع سنت کہہ سکتا ہے کہ جھاڑو دینی روشنی کرنی فرش بچھانا پانی پلانا۔ وضو غسل کا سامان درست کرنا عبادت و موجب ثواب و اجر نہیں ہیں۔ مگر برخلاف اس کے گور پرست قبروں پر روشنی غلاف چادر چڑھاتے چھڑی کھڑی کرتے بوقت رخصت مانند خانہ کعبہ کے الٹے پاؤں چلتے قبر کو بوسہ دیتے مورچھل جھلتے۔ شامیانہ وغیرہم لگاتے ہیں۔

پس ناظرین اس فریب دہی کو بغور مقابلہ کر کے حق و باطل میں امتیاز فرمالیں۔ اور پھر کچھ انہیں امور پر منحصر نہیں۔ بلکہ ہر وہ کام جو حق تعالیٰ کے لئے عبادۃ ہوگا۔ وہ غیر اللہ کے حصول تقرب عبادات کیلئے شرک ہوگا۔ پھر یہ کیا لازم ہے کہ جو عبادات گور پرست قبروں کے لئے تقرباً کرتے ہوں۔ وہ بعینہ حق تعالیٰ کے لئے بھی جائز و ضروری ہوں۔ بلکہ فعل معصیت و مشابہت افعال شرک پر بھی حکم کفر و شرک ہوتا ہے چنانچہ جس طرح ایمان کی ستر سے زائد شاخیں چھوٹی بڑی حدیث میں وارد ہیں کہ اعلیٰ ان میں حکم لا الٰہ الا اللہ اور ادنےٰ تکلیف دہ چیز راستہ سے دور کرنا ہے۔ اسی طرح کفر و شرک کے انواع بھی چھوٹے بڑے وارد ہیں جیسے قسم لغیر اللہ کو تسمیہ لغیر اللہ کو شگون بد کو ریار وغیرہم کو احادیث میں شرک فرمایا ہے۔ چنانچہ ردالمحتار فقہ حنفیہ ج ا صـ ۲۶ (بڑی مستند مولوی نعیم الدین میں مرقوم ہے

ان الحلف بغیر اسمہ تعالیٰ ۔۔۔ "سوائے نام اور صفات حق تعالیٰ عزوجل کے قسم

وصفاته عز وجل مکروه کما صرح بہ النووی فی شرح صحیح مسلم بل الظاھر من کلام مشائخنا انہ کفر ۔

کھانا مکروہ ہے جس طرح امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں تصریح فرمائی ہے بلکہ ظاہر ہمارے مشائخ سے کلام یہ ہے (کہ ایسا کرنا) کفر ہے۔،

نیز رد المختار ص۲۵۷ میں مرقوم ہے۔

اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد ۔

"بتوں کے پوجے جانے کی اصل صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے۔،،

اس کے علاوہ مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت راس الطائفہ بریلوی عطایا القدیر فی حکم التصویر حسنی پریس بریلی کے ص۳ میں لکھتے ہیں۔

"اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یوں ہوئی۔ کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں اور ادمے لذت عبادت کی تائید سمجھی شدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں،،

چنانچہ مکروہات ومنکرات امور پر بھی بمآل کار مفسدہ ومشابہتہ اہل کفر کے حکم کفر وشرک کا شرع میں وارد کیا گیا ہے۔ چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری (مستند مولوی نعیم الدین) پارہ ۱۴ ص۲۰۵ میں مرقوم ہے

والمراد باطلاق الکفران فاعل فعل فعلاً شبیہا بفعل اھل الکفر، و فیہ جواز اطلاق الکفر علی المعاصی لقصد الزجر کما قررناہ ۔

"مراد اطلاق کرنے کفر سے اس کے فاعل پر وہ فعل ہے جو مشابہتہ رکھتا ہو اہل کفر سے۔ اور اس میں جواز ہے اطلاق کرنے کفر کا گناہ کرنے پر بوجہ زجر وتنبیہ کے جس طرح مقرر ہو چکا ہے۔،،

پھر مولوی نعیم الدین کا مضطربانہ متضاد امور الٹ پلٹ ایک ہی صفحہ میں کر کے یہ کہنا کہ کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جھاڑو دینا۔ روشنی کرنا، فرش بچھانا، پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان درست کرنا اللہ تعالےٰ نے اپنے لئے خاص کیا ہے۔ پھر اس کے برعکس جو پلٹی کھائی تو یہ کہا کہ جھاڑو دینا تو شرک ٹھیرا روشنی کرنا شرک سے پانی پلانا بھی شرک بنایا۔ پھر جو تیسری پلٹی کھائی تو کہا کہ کس نمازی کے لئے وضو اور غسل کا انتظام کرنا کیوں شرک ہے اس لئے کہ اس سے نماز پر اعانت ہوتی ہے پھر اس کے برخلاف چوتھے الٹ پھیر میں یہ گپ اڑائی کہ اب تو ہر وہابی پر فرض ہے کہ جھاڑو لئے پھرے ورنہ نشان بندگی جاتا رہے گا مورچھل ہاتھ میں رکھے کہ یہ نشان بندگی ہے۔

پناہ بخدائے لایزال حالانکہ تقویۃ الایمان میں یہ متضاد امور ہرگز جمع نہیں ہیں۔ اس میں تو صرف جھاڑو روشنی فرش پانی پلانے وضو غسل کے سامان کو خانہ کعبہ معظمہ اور مساجد اللہ کے لئے عبادت میں داخل کئے ہیں نہ کہ شرک۔ بیں کیونکہ جھاڑو دینا خانہ کعبہ و مسجد میں بیشک نشان بندگی عبادت اور علامت ایمان ہے۔ اور مورچھل قبروں پر تقرباً بجائے جھاڑو مسجد کے بلا شبہ شرک میں داخل ہے۔ گور پرستوں بے دینوں کا یہ عجیب الوکھا دین ہے چنانچہ بیشتر مساجد جو قبور بزرگان کے قریب ہوتی ہیں ان میں جھاڑو صفائی تو کیا گرد وغبار سے آلودہ ہوتی ہیں بجائے ان کے قبروں پر شامیانہ، مورچھل، اطلس و کمخواب کے پردہ غلاف زریں کے زرق و برق سامان کے ٹھاٹھ کئے جاتے ہیں۔ بھلا قبر پرست قبروں کو پوجیں۔ ان پر تقرباً غلاف ڈالیں، فرش بچھائیں، جھاڑو دیویں۔ قبر کے غسالہ آب کو تبرک بنا کر پیویں جسم کو ملیں، غائبین کے لئے لے جاویں۔ یا کعبہ معظمہ کو جاویں۔ نماز پڑھیں مسجدوں میں جھاڑو فرش پانی وضو غسل کا سامان مہیا کریں۔ اصل یہ ہے کہ قبروں پر جھاڑ پھونک۔ روشنی شامیانہ کھڑا کرنا عموماً گور پرستوں کا وطیرہ ہے۔ لیکن موحدین خانہ کعبہ مساجد میں یہ کام عبادتاً و تقرباً الی اللہ کرتے ہیں۔ چنانچہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز پارہ اول صفحہ ۴۷۶ آیت وسعی فی خرابہا کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وبجہت تعصب یہودیان مسجد بیت المقدس را کہ بلا شبہ بنائے حضرت داؤد و حضرت سلیمان بود از آں وقت ہمیشہ عبادت گاہ انبیائی بنی اسرائیل ماندہ و مملو بذکر خدا بودہ خراب ساختند و نجاسات و خس و خاشاک انباشتند و آنرا کناسہ و مزبلہ گردانیدند و ہرجا توریت یافتند بسوختند و بدل آں مکان متبرک در مکان شرقی آں کہ مولد حضرت عیسیٰ بود عبادت گاہ مقرر کردند و آں مسجد متبرک تا وقت شیوع اسلام خراب ماند تا آنکہ حضرت امیر المومنین عمر

(ونصاری نے) بوجہ تعصب دشمنی یہود کے مسجد بیت المقدس کو کہ بلا شبہ حضرت داؤد اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی بنائی ہوئی تھی اور اس زمانہ سے برابر عبادت گاہ انبیاء بنی اسرائیل کی رہی اور ہمیشہ ذکر حق تعالےٰ اس میں ہوتا تھا خراب کر ڈالا اور نجاستوں اور گرد وغبار سے بھر دیا اور کوڑا کچرا اس میں ڈالا کرتے اور جس جگہ توریت کو پالیتے جلا دیتے اور بیت المقدس کے بدلے شرق کی طرف مقام مولد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو عبادت گاہ مقرر کر لیا اور وہ مسجد متبرک زمانہ اسلام کے شیوع تک خراب ہی پڑی رہی یہاں تک کہ حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رض

بن الخطاب رضہ آن شہر را فتح نمودند و خود
بنفس نفیس خود و دیگر صحابہ کرام رضہ آن مکان
را از نجاسات پاک کردند بآب شستہ
مطیب و منظف گردانیدہ محل عبادت
و نماز قرار دادند۔ و اگر مدعی توحید و
اتباع ملت اند پس کار ایشاں مخالف
گفتار ایشاں شد کہ تعظیم معبود مستلزم
تعظیم عبادت اوست و تعظیم عبادت
او مستلزم تعظیم عبادت گاہ او پس خراب
کردن عبادت گاہ دلیل انکار عبادت
است و انکار عبادت علامت انکار
معبود و چوں کار ایشاں مخالف گفتار
ایشاں بر آمد داغ نفاق بر ایشاں ثابت
گشت و از زمرہ اہل دین بر آمدند۔ ایضاً
منہ ۸۴ چوں خراب کنندہ مساجد را ایں
وعید شدید فرمودند بطریق مقابلہ فہمیدہ
شد کہ معمور سازندہ مساجد را در بدل
آں حکم بعدل و ایمان خواہند فرمود چنانچہ
در آیت انما یعمر مساجد اللہ من آمن
باللہ۔ می آید انشاء اللہ تعالیٰ و لہٰذا
در حدیث شریف وارد است کہ اذا
رأیتم الرجل یتعاهد المسجد فاشهدوا
له بالایمان یعنی چوں بہ بینید شخصے را کہ خبر
گیری مسجد می کند و بار بار دراں خانہ متبرک
آمد رفت می نماید پس برائے او گواہی

نے اس شہر کو فتح فرمایا اور خود بنفس نفیس اور دیگر صحابہ
کرام رضہ نے اس مسجد کو نجاستوں سے پاک کیا اور پانی
سے دھو کر خوشبوؤں سے معطر کیا اور جگہ عبادت اور
نماز کی قرار دی۔ اور اگر مدعی توحید اور اتباع
ملت کے ہیں پس ان کا کام مخالف ان کی گفتار
کے ہوا۔ کیونکہ تعظیم معبود کی مستلزم تعظیم اس
کی عبادت گاہ کی ہے۔ پس خراب کرنا عبادت
گاہ کا دلیل انکار اس کی عبادت کا ہے اور
انکار کرنا عبادت کا علامت انکار معبود کا اور جب
فعل ان کا مخالف ان کے قول کے ہوا تو داغ نفاق
کا ان پر ثابت ہو گیا اور زمرہ اہل دین سے خارج ہوئے
جب مسجدوں کے خراب کرنے والوں کے حق میں یہ
وعید شدید فرمائی گئی بطریق مقابلہ کے سمجھا گیا۔ کہ
آباد کرنے والے مسجدوں کے لئے اس کے بدلے
میں حکم صفت عدل اور ایمان کی ثابت ہو گی
چنانچہ آیت۔ وہی آباد کرے مسجدیں اللہ
کی اور یقین لایا اللہ پر،، انشاء اللہ ذکر
اس کا آوے گا اس لئے حدیث میں وارد ہے
یعنی جس وقت تم دیکھو کسی شخص کو کہ خبر گیری
مسجد کی کرتا ہے اور بار بار اس گھر متبرک میں
آمد و رفت رکھتا ہے۔ پس اس کے لئے گواہی ایمان
کی تم دو۔ دوسرے یہ کہ مسجد کو گرد و غبار اور کوڑے
دھوک وغیرہ مکروہات طبعی اور نجاسات شرعی
سے پاک رکھے اور روشن کرنے عود وغیرہ خوشبو
سے معطر کرے اور فرش لطیف ستھرا بلا تکلف کے

ایمان دہید. دوم آنکہ مسجد را از خس و خاشاک
و آب بینی و آب دہن و دیگر کروہات طبعی و
نجاسات شرعی پاک دارد و بافروختن مجامر دود
و خوشبو معطر سازد و فرش لطیف پاک بے کلف
دراں بگسترانند در حدیث شریف است کہ
خس و خاشاک از مسجد دور کردن و جاروب
کشی نمودن آن متبرک مہر حوراں بہشت
است. ایضاً ص ۴۸۲ دہم چنیں و رمہیا داشتن
اسباب طہارت از بنائے غسلخانہ و ترمیم
چاہ مسجد و اجرائے آب ریز و مہیا داشتن
فرش بوریا وغیرہ و روشن کردن چراغ در
آنجا تا آن مدت کہ مردم دراں باشند عبادت
است در حدیث صحیح بروایت حضرت ام المومنین
عائشہ صدیقہ رض وارد شدہ کہ امر رسول اللہ
صلعم ببناء المساجد فی الدور وان
تطیب وتنظف یعنی آنحضرت حکم فرمودند
بنا کردن مسجد ہا در محلہا و آں مساجد را پاک
و صاف باید داشت و خوشبو و معطر باید نمود
ایضاً ص ۵۱۹ بہ تفسیر آیت وطہر بیتی للطائفین
والعاکفین والرکع السجود یعنی آنکہ پاک
دارید خانہ مرا از ناپاکی ہا و از انچہ طبع سلیم بدیدن
آں نفرت می کند مثل آب دہن و آب بینی
و خس و خاشاک الخ ایضاً ص ۵۲۷ دوم آنکہ
آں مکان را بوجہے از وجوہ علاقہ با ہیچ مخلوق
نباشد و الا در وقت از قبلہ گرفتن قبور انبیاء

اس میں بچھادے کہ حدیث شریف میں آیا
ہے۔ کہ کوڑا گرد و غبار مسجد سے دور کرنا
اور جھاڑو دینا اس مقام متبرک میں بہشت
کی حوروں ان کا مہر ہے"۔ دہم اسی طرح
درست کرنا سامان طہارت کا مثل غسل خانہ
اور تعمیر کنوئیں مسجد اور بدررو پرنالہ کا اور فرش
بوریا وغیرہ کا اور روشن کرنا چراغ کا جبتک
اس میں رہیں عبادت ہے۔ کہ حدیث
صحیح میں بروایت حضرت ام المومنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا
سے وارد ہوا ہے۔ کہ حکم فرمایا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے واسطے
بنانے مسجدوں کے محلات میں اور ان
کو پاک وصاف اور خوشبو سے
معطر کرنے میں"۔ ہو آیت۔ ان طہرابیتی
یعنی پاک رکھو تم میرے گھر کو
ناپاکیوں سے اور اس چیز سے
جس کو طبع سلیم دیکھنے سے نفرت
کرتی ہے۔ مثل آب دہن آب بینی
تھوک وغیرہ گرد و غبار سے
دوسری وجہ یہ کہ اس مکان متبرک کو کسی
وجہہ سے کسی مخلوق کے ساتھ کچھ بھی
علاقہ نہ ہو ورنہ توجہ کے وقت شائبہ
شرک کا لازم آئے گا اور خالص توحید اس عبادت
میں نہ ہیگی اور اسی واسطے قبلہ ٹھہرالینے قبور انبیاء

وستارہ وآتش وآب ودرخت منع شدہ آمدہ اھ — اور ستارہ اور آتش اور پانی اور درخت سے سخت ممانعت آئی ہے "

نیز صحیح بخاری پارہ ۲ صـ۲۷۵ میں ہے۔

باب کنس المسجد والتقاط الخرق والقذی والعیدان — "اس باب میں مسجد میں جھاڑو دینا وہاں کے چیتھڑے کوڑا اور لکڑیاں تنکے چننے کا بیان ہے"

حضرت ابوہریرہ رضؓ سے روایت ہے۔

ان رجلا اسود او امراۃ سوداء کان یقم المسجد فمات فسال النبی صلی اللہ علیہ وسلم عنہ فقالوا مات فقال افلا کنتم اذنتمونی به دلونی علی قبرہ او قال علی قبرها فاتی قبرہ فصلی علیها۔ — "ایک کالا مرد یا ایک کالی عورت مسجد میں جھاڑو دیتا یا دیتی تھی وہ مرگیا (یا مرگئی) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حال دریافت فرمایا لوگوں نے عرض کیا وہ مرگیا (یا مرگئی) تو آپ نے فرمایا تم نے مجھے خبر نہ کی مجھے اس کی قبر بتاؤ پس آپ اس کی قبر پر تشریف لائے تو نماز پڑھی اس پر"

اور خود مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی حیات الموات مطبوعہ گلزار حسنی بمبئی صـ۱۰۶ میں روایت کرتے ہیں۔

"ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہوگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی حضور ان کی قبر پر گزرے دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے عرض کی ام محجن کی فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی۔ عرض کی ہاں۔ حضور نے صف باندھ کر نماز جنازہ پڑھائی پھر ان بی بی کی طرف خطاب کر کے فرمایا تو نے کونسا عمل افضل پایا۔ صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ کیا وہ سنتی ہے فرمایا کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے پھر فرمایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینی[1] "

قبر پر نماز جنازہ کا ثبوت

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ دوبارہ قبر پر پڑھی اور یہ مولوی نعیم الدین کے مذہب جدید میں ناجائز اور گناہ ہے۔ دیکھو مولوی صاحب بریلوی الہادی الحاجب مطبوعہ اہل سنت وجماعت بریلی صـ۲۳ میں لکھتے ہیں

[1] اور اس کی سند ؟ ۔ (ع ۔ ح)

دو نماز غائب و تکرار نماز جنازہ دونوں ہمارے مذہب میں ناجائز ہیں اور ہر ناجائز گناہ ہے۔ اور گناہ میں کسی کا اتباع نہیں ،،

پس یہ عجیب مولوی نعیم الدین کا دین و مذہب جدید ہے جس سے بغض و عناد حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ظاہر و عیاں ہے پھر دیکھئے ابوداؤد ج ۱ ص ۶۵ باب السراج فی المساجد (مسجد میں چراغ جلانے کے بیان میں) حضرت میمونہ رضہ سے روایت ہے۔

انھا قالت یا رسول اللہ افتنا فی بیت المقدس فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ائتوہ فصلوا وکانت البلاد اذ ذاک حربا فان لم تاتوہ وتصلوا فیہ فابعثوا بزیت یسرج فی قنادیلہ (ابو داؤد)

دو کہا انہوں نے یا رسول اللہ آپ ہمیں بیت المقدس کے متعلق کیا فتوی دیتے ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہاں جاؤ تو نماز پڑھو اور اس زمانہ میں ان شہروں میں لڑائی پھیلی ہوئی تھی آپ نے فرمایا اگر وہاں نہ جا سکو اور اس میں نماز نہ پڑھ سکو تو تیل بھیجو کہ اس کی قندیلوں میں جلایا جائے ،،

اور سنن ابن ماجہ ص ۵۵ میں روایت ہے۔

وعن ابی سعید الخدری قال اول من سرج فی المساجد تمیم الداری ،

دو حضرت ابو سعید خدری رضہ سے روایت ہے کہ فرمایا سب سے اول جس نے مسجدوں میں چراغ روشن کئے وہ حضرت تمیم داری رضہ تھے ،،

نیز سنن ابن ماجہ ص ۵۵ میں واثلہ بن اسقع رضہ سے روایت ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال واتخذوا علی ابوابھا المطاھرۃ ،

یعنی دو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اور مسجدوں کے دروازوں پر طہارت کے سامان مہیا کرو ،،

مگر برخلاف مساجد اللہ و خانہ کعبہ معظمہ کے گور پرست قبروں پر یہ سامان روشنی فرشش و فروش جھاڑ و فانوس مورچھل شامیانہ مہیا کر کے مرتکب ممنوعات رسومات شرکیہ کے ہوتے ہیں حالانکہ مشکوۃ شریف باب المساجد و مواضع الصلوۃ ص ۶۲ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زائرات القبور والمتخذین علیھا المساجد

دو لعنت فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان عورتوں کو جو زیارت کریں قبروں کی

والسرج رواه ابوداود والترمذي والنسائي انتهى

اور ان لوگوں پر جو ٹھہراویں قبروں کو مسجدیں اور روشن کریں قبروں پر چراغ (ابوداؤد، ترمذی، نسائی)

در مجالس الابرار مصنفہ ملا اسعد رومی حنفی رح (جن کی تعریف و توصیف مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب فتاوی عزیزی جلد دوم میں فرما چکے ہیں) ص۲۲۵ میں مرقوم ہے

وقد آل الامر بهؤلاء الضالين المضلين الى ان شرعوا للقبور حجا ووضعوا له المناسك حتى صنف بعض غلاتهم في ذلك كتابا وسماه مناسك حج المشاهد تشبيها منه للقبور بالبيت الحرام ولا يخفى ان هذا مفارقة لدين الاسلام ودخول في دين عباد الاصنام فانظر الى ما بين ما شرعه النبي عليه السلام في القبور من النهي عما تقدم ذكره وبين ما شرعه هؤلاء وما قصدوه من التباين العظيم ولا ريب ان في ذلك من الفساد ما يعجز الانسان عن حصره منها تعظيمها الموقع في الافتتان بها ومنها تفضيلها على المساجد التي هي خير البقاع واحبها الى الله فانهم اذا قصدوا القبور يقصدونها مع التعظيم والاحترام والخضوع والخشوع ورقة القلب وغير ذلك مما لا يفعلونه في المساجد ولا يحصل لهم فيها نظيره ولا مثله

وہ تحقیق اب یہ کیفیت ہو گئی ہے اس طائفہ گمراہ اور گمراہ کرنے والے کی کہ قبروں کا حج کرنا شروع کر دیا ہے اور اس کے آداب و طریقہ مقرر کئے ہیں حتی کہ بعضے غلو کرنے والوں نے اس باب میں کتاب تصنیف کر کے اس کا نام مناسک حج المشاہد رکھا ہے اس نے قبور کو بیت الحرام کے مشابہ ٹھہرایا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ اعتقاد گویا دین اسلام سے الگ ہو کر بت پرستوں کے دین میں داخل ہونا ہے اب دیکھو تو کہ درمیان طریقہ نبی علیہ السلام کے دربارہ قبور جو منع فرمایا ہے جو مذکور ہوا اور درمیان طریقہ اس گروہ کے جو یہ ارادہ کرتے ہیں کس قدر بڑا فرق ہے اور بلا شبہ اس میں اتنے فساد ہیں کہ انسان ان گنتے گنتے عاجز ہو جاتا ہے ایک یہ کہ قبروں کی اس قدر تعظیم کرنی جس سے لوگ فتنہ میں پڑ جاویں ایک یہ کہ قبروں کو فضیلت مسجدوں پر دینی جو تمام مقاموں سے بہتر اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہیں کیونکہ یہ لوگ جب قبروں پر جاتے ہیں تو نہایت درجہ تعظیم اور حرمت و انکسار اور خوف و نرمی دل کی کرتے ہیں، اس قدر کہ مسجدوں میں نہیں کرتے اور نہیں حاصل ہوتا ان کو مساجد میں اس کا نظیر اور نہ مثل اور ایک یہ

ومنها اتخاذ المساجد والسرج عليها ومنها العكوف عندها وتعليق الستور عليها واتخاذ السدنة لها حتى ان عبادها يرجحون المجاورة عندها على المجاورة عند المسجد الحرام ويرون سدانتها افضل من خدمة المساجد ومنها النذر لها وسدنتها ومنها زيارتها لاجل الصلوة عندها والطواف بها وتقبيلها واستلامها وتعفير الخدود عليها واخذ ترابها ودعاء اصحابها والاستغاثة بهم وسوالهم النصر والرزق والعافية والولد وقضاء الديون وتفريج الكربات وغير ذلك من الحاجات التي كان عباد الاوثان يسئلونها من اوثانهم وليس شيء منها مشروعا باتفاق ائمة المسلمين اذ لم يفعل شيئا رسول رب العالمين ولا احد من الصحابة والتابعين وسائر ائمة الدين اھ

کہ قبروں کو مسجد ٹھہراتے ہیں اور روشنی کرتے ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر چلہ کشی کرتے ہیں اور قبروں پر غلاف چڑھاتے ہیں اور مجاور بٹھاتے ہیں حتی کہ گور پرست قبروں کے مجاورت کو مسجد الحرام کی مجاورت سے بہتر سمجھتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ قبروں پر بیٹھے رہنا مسجدوں کی خدمت کرنے سے بہتر ہے اور ایک یہ کہ قبروں کی اور مجاوروں کی منتیں مانتے ہیں اور ایک یہ کہ قبروں پر جانا نماز کے لئے اور طواف کرنا اور بوسہ دینا اور چومنا اور قبروں کی مٹی اٹھا کر منہ پر ملنی اور قبر والوں کو پکارنا اور ان سے مدد مانگنی اور ان سے نصرت اور روزی اور صحت اور اولاد اور قرضہ کی ادائیگی کا سوال کرنا اور مصیبتوں کی کشادگی وغیرہ حاجتیں طلب کرنی جو بت پرست اپنے بتوں سے مانگتے تھے اور ان میں سے کوئی بات مشروع کسی امام اہل اسلام کے نزدیک نہیں ہے کیونکہ ان میں سے کسی بات کو رسول رب العالمین نے کچھ نہیں کیا اور نہ کسی صحابہ اور تابعین میں سے اور نہ کسی امام دین نے ۱ھ

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح ص۱۶۰ البلاغ المبین طبع محمدی لاہور میں مجالس الابرار سے نقل فرماتے ہیں۔

و از آں جملہ است سجدہ گاہ ساختن قبور را و چراغاں نمودن بر آنہا و اعتکاف نزد آنہا و آویختن پردہ ہا و مقرر نمودن خدمت کہ جاروب کشی و عود سازی در آنجا نمایند و مردم را برائے گور پرستی

وہ منجملہ افعال گور پرستوں کے قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا اور ان پر چراغ روشن کرنا۔ اور ان کے نزدیک اعتکاف کرنا اور پردے لٹکانا اور خدمت جھاڑو کشی مقرر کرنا اور خوشبو کی لوبان سلگانا اور آدمیوں کو گور پرستی کی دعوت دینا یہاں تک کہ قبروں

دعوت میکنند تا آنکه عابدان قبور ترجیح میدہند
مجاورت قبور را بر مجاورت مسجد الحرام و یقین
میکنند کہ خدمت این آستانہا افضل از
خدمت مساجد است مترجم گوید واقعی
راست گفتہ است بچشم خود دیدہ باشد
و مقالہ این گروہ بگوش خود شنیدہ اھ

کی پوجا کرنے والے ترجیح دیتے ہیں مجاورت قبور کو مجاورت
مسجد الحرام بیت اللہ العظام پر اور یقین کرتے ہیں کہ ان
اس آستانہ قبر کی افضل ہے خدمت کرنے مساجد سے مترجم کہتا
ہے واقعی سچ فرمایا ہیں نے بچشم خود دیکھا ہے
اور ان باتوں کو اس گروہ کی اپنے کانوں سے
سنا ہے''

نیز ص۳ البلاغ المبین میں فرماتے ہیں

بدانکہ بت پرستاں خود لباس ابریشمی و کمخواب
می پوشانند پیر پرستاں نیز مر گورہا بزرگان
خود را ہم چنیں می پوشانند

''بت پرست لوگ اپنے بتوں کو لباس ریشمی اور کمخواب
کے پہناتے ہیں اور پیر پرست لوگ بھی خاص اپنے بزرگوں
کی قبروں کو اسی طرح پہناتے ہیں''

نیز ص۱۳ میں فرماتے ہیں

و نیز عادت بت پرستاں ست کہ علمہائے
بنام بتان خود می افرازند پس آنہا بر داشتہ
بکمال آداب بجائے بتان خود ہا می برند پیر
پرستان نیز علمہا رنگارنگ بنام شاہ مدار
و خواجہ معین الدین چشتی و سالار مسعود غازی
و سردر سلطان در روزہائے معینہ استادہ
میکنند باز آنہا را بر داشتہ بر قبور مذکورین
میرسانند و این فعل را عبادت دانستہ
حاجت روائی خود ہائے ازیں کار می
جویند اھ

''یہ بھی عادت بت پرستوں کی ہے کہ علم بتوں
کے نام کے ٹھہراتے ہیں پھر ان کو اٹھا کر کمال آداب
بتوں کی جگہوں میں لے جاتے ہیں پیر پرست
لوگ بھی رنگارنگ کے علم نشان جھنڈے چھڑی
شاہ مدار اور خواجہ معین الدین چشتی و سالار مسعود
غازی اور سردر سلطان کے نام پر معین دنوں میں
کھڑے کرتے ہیں۔ پھر ان کو اٹھا کر قبور مذکورین
پر پہنچاتے ہیں اور اس فعل کو عبادت جان
کر حاجت روائی اپنی ایسے کاموں سے ڈھونڈتے
ہیں''

نیز ص۱۳ میں فرماتے ہیں

و نیز عادات مشرکان است کہ بنام گذشتگان
آب می نوشانند و آں سبیل را بنام غیر خدا
مشہور میدارند پیر پرستان نیز آب برائے

یعنی ''یہ بھی عادت مشرکوں کی ہے کہ گذرے
ہوؤں کے نام کا پانی پلاتے ہیں اور اس کو سبیل
بنام غیر خدا مشہور کرتے ہیں پیر پرست لوگ بھی

امام حسین می نوشند و آں را نذر امام میگویند" — پانی حضرت حسین کے لئے پیتے ہیں اور اس کو نذر امام کی کہتے ہیں"

مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی تحفۂ اثنا عشریہ ص۳۴۷ میں فرماتے ہیں

وا ما مشابہۃ ہنود پس در ایام عاشورا چیزے کہ ہنود با بتان خود کنند این ہا با صورت قبور ائمہ عز بسند و غسل دہند اھ — "لیکن مشابہت ہنود سے پس ایام عاشورا میں جو چیزیں کہ ہنود اپنے بتوں کے لئے کرتے ہیں یہ لوگ بھی ائمہ ہُدی کی قبروں کے لئے کرتے ہیں اور غسل دیتے ہیں"

اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ اسواط العذاب ص۵ میں لکھا ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور ان پر مسجدیں بنانے اور چراغ رکھنے والوں پر لعنت فرمائی ہے"۔ مگر یہاں مولوی نعیم الدین نے محض تقویۃ الایمان کی ضد اور عناد میں یا اپنے محض جہل سے یہ اعتراض لغو و باطل کیا کہ "کس آیت یا حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جھاڑو دینا روشنی کرنا فرش بچھانا پانی پلانا وضو اور غسل کا سامان درست کرنا اللہ تعالے نے اپنے لئے خاص کیا ہے"

جس کا جواب باصواب دندان شکن آیات و احادیث و تفاسیر و شروح احادیث اور کلام اکابر ائمہ دین فقہا اہل یقین سے صراحتاً بنا بر تقویۃ الایمان بوضاحت تمام ثبوت کو پہنچا در مزید تفصیل کے ساتھ مولوی نعیم الدین کے ص۱۵۲ کے جواب میں گزر چکا ہے "کہ وہ سب شئے جو حق تعالی کی عبادت کے مقابلہ میں بہ تقرب غیر اللہ عمل میں لائی جاوے گی شرک ہوگی اسی لئے اسباب و ذرایع عبادت کے بھی عبادت ہی ہوتے ہیں اور معصیت کے معصیت بعض امور عبادت کے لئے معین بعض معین و مخصوص مہتم بالشان بعض نیت پر موقوف"، لہذا گور پرستوں کے افعال قبروں کے ساتھ کعبہ معظمہ مساجد اللہ کے مانند و مشابہ داخل شرک و ضلال ہیں والحمد للہ اولا و آخرا فماذا بعد الحق الا الضلال۔

قولہ ص ۱۶۳ —— ۱۶۵

مباحث متعلقہ "عادات میں شرک" مولوی اسمٰعیل نے اپنے شرکیات کا چوتھا حصہ شرک فی العادات کے نام سے موسوم کیا ہے اس میں اکثر وہی باتیں ذکر کی ہیں جن کا اوپر ذکر کیا گیا بعض باتیں نئی بھی کہی ہیں وہ یہ ہیں حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھائیں شاہ عبد الحق کا توشہ حقہ والا نہ کھائے

برائی بھلائی کسی کی طرف نسبت کرنا کہ فلاں ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا۔ فلانے کو نوازا فتح و اقبال مل گیا۔ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا۔ کسی کو مالک الملک شہنشاہ کہنا ان سب باتوں کو شرک بتایا ہے اور لکھا ہے۔ سو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے (تقویۃ الایمان صفحہ ۱۱)
اب ان کی حقیقت پر نظر ڈالیے۔ حضرت بی بی کی صحنک اس کا شرک ہونا صاحب تقویۃ الایمان نے بزعم خود آیت سے ثابت کیا ہے اور آیۃ کریمہ ان یدعون من دونہ الا اناثا لکھ کر کہا ہے یعنی "اللہ کے سوا جو لوگوں کو پکارتے ہیں سو اپنے خیال میں عورتوں کا تصور باندھتے ہیں۔ پھر کوئی حضرت بی بی کا نام طیبہ الینا ہے کوئی بی بی آسیا کوئی بی بی اتا دلی کوئی لال پری کوئی سیاہ پری کوئی سیتلا کوئی مسانی کالی کو" (تقویۃ الایمان صفحہ ۵۲) اس گستاخی و بے ادبی سے تو ہر مسلمان کا دل کانپ جائے گا کہ حضرت بی بی صاحبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور بی بی آسیہ کا ذکر پریوں اور مسانی اور کالی کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ اللہ ہی اس کا بدلہ دے۔ یہ کیا ستم اور کیسی بے باکی ہے کہ قرآن پاک کے معنی بدل ڈالے یدعون جو عبادت کرنے کے معنی میں ہے اس کا ترجمہ پکارنا کیا اور اناثا جو منات عزیٰ وغیرہ بتوں کے حق میں وارد ہے اس کو اہل بیت رسالت اور پاک بیبیوں پر ڈھالا اور صحنک کو شرک قرار دینے کے شوق میں قرآن پاک پر افترا کر دیا معنی میں تحریف کر ڈالی۔ تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد اول صفحہ ۲۴۹ یدعون عبادت کرنے کے معنی میں ہے۔ اور اناثا سے لات عزیٰ بت مراد ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی نے آیت کا ترجمہ لکھا ہے۔ یہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف چند زنانی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں (ترجمۃ القرآن محبوب المطابع دہلی صفحہ ۱۰۱) یہ ہے اس کے شرک کی حقیقت اور اس طرح اس بے دین نے قرآن پاک کی آیات لکھ کر عوام کو گمراہ کیا ہے گمراہ سمجھتے ہیں کہ شاید آیت ہی میں یہ مضمون ہو گا۔ معاذ اللہ اہل بیت رسالت سے کیا عداوت ہے کہ ان کے ایصال ثواب کو شرک کہہ دیا۔ صدقہ عبادت ہے۔ اور ہر عبادت کا ایصال ثواب نصوص معتبرہ سے ثابت اور خود اسمعیل نے صراط مستقیم میں اس کو تسلیم کیا ہم صفحہ ۹۰ و ۹۱ میں اس کی عبارتیں نقل کر چکے ہیں اب یہ شرک کیسے ہو گیا۔ اگر صدقہ پر غیر خدا کا نام شرک ہو تو ایسا شرک قرآن و حدیث میں بہت ہو گا انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیۃ "صدقات فقرا و مساکین کے لئے ہیں"، اور صدقہ سے بھی یہاں صدقہ فرض زکوۃ مراد ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ لام سعد وہابی دین میں یہ بھی شرک ہوا۔ بی بی صاحبہ کی صحنک صرف عورتوں کو کھلائی جاتی ہے۔ اور شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ حقہ نہ پینے والوں

کو اس کی یہ وجہ تو ہے نہیں کہ مردوں کے لئے صحنک اور حقہ والوں کے لئے توشہ کوئی حرام سمجھتا ہو۔ بلکہ ان بزرگوں کو جن سے انس اور مزید ارتباط ہے ان کو دیا جائے۔ یہ حدیث سے ثابت ہے حدیث بخاری و مسلم (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۷۳) یعنی بارہا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بکری ذبح فرما کر اس کے اعضا جدا جدا کرتے پھر اس کو ان عورتوں کے پاس بھیجتے جو بی بی خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوستدار تھیں۔ صحنک اگر مردوں کو نہیں دی جاتی تو اس کی اصل یہ حدیث ہے۔ اس کو شرک بتانا سخت گمراہی ہے اس حدیث سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔ کسی کے ایصال ثواب کے لئے جانور ذبح کرنا اس کو بھی اسمٰعیل نے شرک قرار دیا ہے۔ صدقہ کا میت کے احباب اور ایسے لوگوں پر صرف کرنا جن سے ان کو انس ہو۔ اگر وہ موجود نہ ہوں تو ان کے پاس بھیجنا شاہ عبدالحق صاحب علیہ الرحمۃ کو حقہ سے نفرت تھی اس لئے ان کے ایصال ثواب کا توشہ حقہ نہ پینے والوں کو کھلایا جاتا ہے۔ اسی طرح کسی بزرگ کے ایصال ثواب کا کھانا اس کے مریدین خدام یا آستانہ پر تلاوت کرنے والوں کو پہنچانا بھی اس حدیث سے ثابت ہوا جس کا تقویۃ الایمان صفحہ ۵۵ بایں الفاظ انکار کیا ہے کوئی کسی کی قبر پر لے جاتا ہے۔ غرض اس شخص کی جو بات ہے قرآن و حدیث کے مخالف ہے اھ ملخصًا بلفظہ

اقول وباللہ التوفیق۔ جناب مؤلف کی مخبوط الحواسی قابل ملاحظہ ہے۔ اولاً اس جگہ بطور مغالطہ تقویۃ الایمان کا چوتھا حصہ اشراک فی العادت کے نام سے لکھا جاتا ہے۔ جو محض غلط ہے۔ کیونکہ یہ فصل پانچویں اشراک فی العادت کے بیان میں ہے۔ ثانیاً جن امور اور جن الفاظ کا اس کے شروع کی تین سطروں میں ذکر کیا گیا ہے، وہ تقویۃ الایمان کے پہلے باب توحید و شرک میں مذکور ہیں یہ محض الٹ پلٹ کرکے عوام میں اپنے جہل کو علمیت جتلاتا ہے۔

البتہ اس فصل پنجم میں قرآن پاک کی آیت سورہ نسا ان یدعون من دونہ الا اناثا یعنی نہیں پکارتے ورے اللہ کے مگر عورتوں کو، ترجمہ اصلی حقیقی پکارنا عورتوں کو جو بمعنی عبادت ہے۔ کیا گیا ہے۔ اس کو معنی بدلنا، قرآن پر افترا و تحریف، اور غلط ترجمہ بتانا، اور اناثا سے صرف لات وعزیٰ تجویز کرنا محض جہل وعناد ہے۔ حالانکہ مولانا شہید مرحوم کے جد امجد مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح تفسیر فتح الرحمٰن ترجمہ فارسی میں یہی ترجمہ فرماتے ہیں۔

نمی خوانند از جز خدائے مگر مادہ — یعنی نہیں پکارتے ہیں سوائے خدا تعالیٰ کے مگر عورتوں کو"

نیز مولانا شہید مرحوم کے چچا میاں استاد محترم جناب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی رح

اپنی مشہور تفسیر موضح القرآن قلمی ص۹۵ میں جو تمام ہندوستان میں مقبول ہے اور خود مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۲۸ میں مستند جانتے ہیں یہی ترجمہ فرماتے ہیں کہ وہ اس کے سوائے پکارتے ہیں سو عورتوں کو،، ۔ اور تفسیر مدارک و ترجمہ قرآن مولانا اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ اللہ سے مولوی نعیم الدین نے جو بمعنی عبادت نقل کیا ہے، یہ تفسیری ترجمہ ہے اور خود اس میں اناثا۔ بمعنے عورات و زنانی چیزوں کی عبادت کرنا مذکور رہے پھر اسی طرح تفسیر جلالین و جامع البیان اور تفسیر مظہری میں بھی مرقوم ہے الا اناثا۔ اصناما مونثۃ کاللات والعزی و مناۃ (جلالین ص۱۶۹ پس اس میں ہرگز نہ کوئی مغائرت ہے نہ کوئی تحریف کیونکہ دعا، ندار پکارنا سب عبادت ہی ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۱۹۱ اور پارہ ۳۰ ص۲۷۹ میں مرقوم ہے

وقال الراغب الدعاء والنداء واحد الدعاء فی القران علی وجوہ ومنہا العبادۃ ولا تدع من دون اللہ مالا ینفعک ولا یضرک والمراد الدعاء اما بمعنی النداء واما بمعنی العبادۃ واما بمعنی الاعتقاد اھ	،، فرمایا امام راغب نے دعار اور ندار کے ایک معنی ہیں۔ دعار قرآن میں منجملہ کئی معنی کے عبادت کے معنی میں وارد ہے اور مت پکارو سوائے اللہ کے جو نہ نفع پہنچائے تم کو اور نہ نقصان پہنچائے اور مراد دعار سے ندار اور عبادت اور اعتقاد ہے،،

لہذا جب کوئی کسی کو ندار غائبانہ بتوقع نفع وضرر حاضر و ناظر جان کر پکارے گا۔ تو یہ یقیناً اس کی عبادت اور اس کا پوجنا ہوگا۔ بکثرت آیات ربانی صراحتاً اس مضمون پر واضح ہیں چند بطور نمونہ بمعہ ترجمہ موضح القرآن حسب ذیل ہیں۔

اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ (پ انعام)	،، کیا اللہ کے سوائے کسی اور کو پکارو گے بتاؤ اگر تم سچے ہو،،
قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ انعام- پ۲۴ مومن)	،، تو کہہ مجھ کو منع ہوا ہے کہ پوجوں جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے،،
قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا (پ انعام)	،، تو کہہ کیا ہم پکاریں اللہ کے سوائے جو نہ بھلا کرے ہمارا نہ برا،،
اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (پ اعراف)	کیا ہوئے جن کو تم پکارتے تھے سوائے اللہ کے۔

لہ اب مرحوم (ع، ح)

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ عِبَادٌ اَمْثَالُکُمْ فَادْعُوْھُمْ فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ (پ ۹ اعراف)

"جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے بندے ہیں تم ایسے بھلا پکارو ان کو تو چاہیئے کہ قبول کریں تمہارا پکارنا۔ اگر تم سچے ہو"

وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَکُمْ وَلَآ اَنْفُسَھُمْ یَنْصُرُوْنَ (پ ۹ اعراف)

"اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے نہیں کر سکتے تمہاری مدد اور نہ اپنی جان کا سکیں گے"

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِیْنَ (پ ۱۱ یونس)

"اور مت پکار اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ بھلا کرے تیرا نہ برا پھر اگر تو نے یہ کیا تو تو اس وقت سے گنہگاروں میں"

لَہٗ دَعْوَۃُ الْحَقِّ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ لَا یَسْتَجِیْبُوْنَ لَھُمْ بِشَیْءٍ اِلَّا کَبَاسِطِ کَفَّیْہِ اِلَی الْمَآءِ لِیَبْلُغَ فَاہُ وَمَا ھُوَ بِبَالِغِہٖ وَمَا دُعَآءُ الْکٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ (پ ۱۳ رعد)

"اسی کا پکارنا سچ ہے اور جن کو پکارتے ہیں اس کے سوائے نہیں پہنچتے ان کے نام پر کچھ مگر جیسے کوئی پھیلا رہا دو ہاتھ طرف پانی کے کہ آپہنچے اس کے منہ تک اور وہ کبھی نہ پہنچے گا اور جتنی پکار ہے منکروں کی سب گمراہی ہے"

وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْئًا وَّھُمْ یُخْلَقُوْنَ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ (پ ۱۴ نحل)

"اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوائے کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا ہوئے ہیں مردے ہیں جن میں جی نہیں اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جائیں گے"

ف شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔

وَاِذَا رَاَ الَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا شُرَکَآءَھُمْ قَالُوْا رَبَّنَا ھٰٓؤُلَآءِ شُرَکَآؤُنَا الَّذِیْنَ کُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِکَ فَاَلْقَوْا اِلَیْھِمُ الْقَوْلَ اِنَّکُمْ لَکٰذِبُوْنَ (پ ۱۴ نحل)

"اور جب دیکھیں شریک پکڑنے والے اپنے شریکوں کو بولیں اے رب یہ ہمارے شریک ہیں جن کو ہم پکارتے تھے تیرے سوائے تب وہ ان پر ڈالیں بات کہ تم جھوٹے ہو"

ف جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو کہ وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر آپ کو پوجواتا ہے اسی لیے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو۔

وَاَعْتَزِلُکُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَاَدْعُوْا رَبِّیْ (پ ۱۶ مریم)۔

"اور کنارہ پکڑتا ہوں تم سے اور جن کو تم پکارتے ہو اللہ کے سوائے اور میں پکاروں گا اپنے رب کو"

اِنَّ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ لَنْ یَّخْلُقُوْا ذُبَابًا وَّلَوِ اجْتَمَعُوْا لَہٗ (پ ۱۷ حج)	"جن کو تم پوجتے ہو اللہ کے سوا ہرگز نہ بنا سکیں ایک مکھی اگرچہ سارے جمع ہوں"
وَالَّذِیْنَ لَا یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ (پ ۱۹ فرقان)	یعنی "وہ جو نہیں پکارتے اللہ کے ساتھ اور حاکم کو"
فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰہِ اِلٰـھًا اٰخَرَ (پ ۱۹ شعراء)	"سو مت پکارو اللہ کے ساتھ دوسرا حاکم"
وَقِیْلَ ادْعُوْا شُرَکَآءَکُمْ فَدَعَوْھُمْ فَلَمْ یَسْتَجِیْبُوْا لَھُمْ (پ ۲۰ قصص)	"اور کہیں گے پکارو اپنے شریکوں کو پھر پکاریں گے تو وہ جواب نہ دیں گے"
وَالَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِہٖ مَا یَمْلِکُوْنَ مِنْ قِطْمِیْرٍ اِنْ تَدْعُوْھُمْ لَا یَسْمَعُوْا دُعَآءَکُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَکُمْ وَیَوْمَ الْقِیٰمَۃِ یَکْفُرُوْنَ بِشِرْکِکُمْ وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثْلُ خَبِیْرٍ (پ ۲۲ فاطر)	"اور جن کو تم پکارتے ہو اس کے سوائے مالک نہیں ایک چھلکے کے اگر تم ان کو پکارو نہیں سنیں تمہاری پکار اور اگر سنیں پہنچیں نہیں تمہارے کام پر اور دن قیامت کے منکر ہوں گے تمہارے شریک ٹھہرانے سے اور کوئی نہ بتادے گا تجھ کو جیسا بتادے خبر رکھنے والا"

ناظرین پر مولف کی کذب بیانی بہتان بندی نسبت ترجمہ تقویۃ الایمان اظہر من الشمس واضح ہو گئی۔ کہ پکارنا بمعنی عبادت ترجمہ تقویۃ الایمان کا بلا غبار صحیح ہے کیونکہ جس طرح سوائے حق تعالےٰ کے سجدہ و طواف وغیرہم کرنا شرک ہے اسی طرح غائبانہ حاضر و ناظر عالم الغیب جان کر بتوقع نفع و ضرر پکارنا بھی شرک ہے جس کی مزید تشریح مدلل مولوی نعیم الدین کے ص۱۷۰ وص۲۶۷ وص۲۸۰ کے جواب میں گذر چکی ہے۔ پس اپنے تصور و خیال میں خواہ اللہ کی کسی پاک بیوی کو پکارے یا ان کی نذر و منت مانے خواہ کسی پری بھوت سیتلا مسانی کو پکارے ان کی نذر و نیاز پوری کرے یہ سب شیطان مردود ان کے نام سے دہوکہ دے کر کرشمہ دکھلا کر شرک میں مبتلا کرتا ہے۔ پاک بیبیاں اس تلبیس ابلیس لعین سے مبرا ہیں چنانچہ سورہ نحل کی آیت پاک سے معلوم ہوا کہ جو لوگ بزرگوں کو پوجتے یعنی ان کو پکارتے ہیں ان کی نذر و منت مانتے ہیں وہ بزرگ تو بے گناہ ہیں محض شیطان اپنا وہی نام رکھ کر اپنے آپ کو پوجواتا ہے۔ اسی واسطے حق تعالےٰ نے پ۵ آیت سورہ نسا دمنقولہ تقویۃ الایمان میں صراحتاً ارشاد فرمایا۔

إِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا وَ اِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا۔ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا۔ وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا۔ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا۔ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يَجِدُوْنَ عَنْهَا مَحِيْصًا۔

"نہیں پکارتے ورے اللہ کے مگر عورتوں کو اور نہیں پکارتے ہیں مگر شیطان سرکش کو کہ لعنت کی اس کو اللہ نے اور اس نے کہا کہ بیشک میں الگ نکال لوں گا تیرے بندوں میں سے ایک حصہ اور بے شک بے راہ کروں گا ان کو اور خیالات میں ڈالوں گا ان کو سو کاٹیں گے جانوروں کے کان اور بے شک سکھاؤں گا میں ان کو سو بدل ڈالیں گے صورت بنائی ہوئی اللہ کی اور جس نے ٹھہرایا شیطان کو حمایتی اللہ کو چھوڑ کر سو بے شک صریح ٹوٹے میں پڑا جو وعدہ دیتا ہے ان کو شیطان سو محض دغا ہے ان لوگوں کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور نہ پاویں گے۔ اس سے چھٹکارا۔"

پس اس صریح ارشاد حق تعالیٰ کی تحریف کر کے مؤلف کا جہلاء کو فریب میں ڈال کر امور مندرجہ تقویۃ الایمان بی بی کی صحنک توشہ وغیرہ بزرگوں کے نام کی چوٹی بدھی بیڑی فقیر بنانا ذبح جانور پھر ان کا کسی کی قبر پر لے جانا جملہ امور شرکیات کو۔ بحیلہ ایصال ثواب وصدقہ بتایا جاتا اور یہ کہنا کہ یہ گستاخی و بے ادبی ہے پاک بی بیوں کا ذکر بر لوں مائی وغیرہ کے ساتھ ملا کر کیا ہے۔ اہلبیت سے کیا عداوت ہے کہ ان کے ایصال ثواب کو شرک کہہ دیا الخ۔ تو یہ محض باطل وتسویل شیطان لعین ہے کیونکہ جس کے ساتھ شرک کیا جاوے گا۔ خواہ پاک بیبیاں ہوں یا پریاں سب کو ائمہ کرام وعلمائے عظام ساتھ ہی ذکر کر کے داخل شرک فرما چکے ہیں چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح مکتوبات جلد ثالث مطبوعہ نولکشور ۶۸ میں فرماتے ہیں

"واز یں عالمست صیام لنسا رکہ بہ نیت پیراں وبیبیاں نگاہ دارند واکثر نامہائے ایشاں را از نزد خود تراشیدہ روزہائے خود را بنام آنہا نیت کنند ودر وقت افطار از برائے ہر روزہ طعام خاص بوضع مخصوص تعین مینمایند وتعین ایام نیز انہ برائے

"اسی طرح حال عورتوں کے روزہ رکھنے کا ہے کہ بہ نیت پیروں اور بیبیوں کے رکھتی ہیں اور اکثران کے نام اپنی طرف سے گھڑتی ہیں اور اپنے روزوں کو ان کے نام سے نسبت کرتی ہیں اور افطار کے وقت ہر روزہ کے لئے خاص کھانا اور خاص وضع متعین کرتی ہیں اور دنوں کا تعین بھی ہر روزہ کے لئے کرتی

صیام میکنند و مطالب و مقاصد خود را
بایں روزہا مربوط میسازند و بتوسل این
روزہا از آنہا حوائج خود میخواہند و روائے
حاجات خود را از آنہا میدانند این شرک
در عبادت ست و بتوسل عبادت غیر
حاجات خود را ازاں غیر خواستن ست
شناعت این فعل را نیک باید دریافت
و حیلہ است آنچہ بعضے از زناں در وقت
اظہار شناعت این فعل گویند کہ ما این روزہا
را برائے خدا نگاہ میداریم و ثواب آنرا
بہ پیران می بخشیم اگر دریں امر صادق مے
باشند تعین ایام از برائے صیام چہ در کار
ست و تخصیص طعام و تعیین اوضاع شنیعہ
مختلفہ در افطار از برائے چیست ۔ این
خود عین ضلالت و تسویل شیطان لعین
ست واللہ سبحانہ العاصم اھ ملخصاً

ہیں ۔ اور اپنے مطالب و مقاصد کو ان روزوں
سے متعلق کرتی ہیں اور ان روزوں کے وسیلہ سے
اپنی حاجت ان سے چاہتی ہیں اور اپنی حاجت
روائی ان سے جانتی ہیں ، یہ عبادت میں شرک
ہے ۔ اور بوسیلہ عبادت غیر کے اپنی حاجت
کو ان غیر سے چاہنا ہے ۔ برائی اس فعل کی خوب
طرح سے جاننا ہے اور حیلہ کرنا ہے جو کچھ کہ
بعض عورتیں اس فعل کی برائی ظاہر ہونے
پر کہتی ہیں کہ ہم ان روزوں کو خدا کے لئے
رکھتی ہیں ۔ اور ثواب ان کا پیروں کو ہم بخش
دیتے ہیں ۔ اگر اس امر میں سچی ہوتیں تو تعین
زمانہ اور دنوں کا روزوں کے واسطے کیا درکار ہے
اور تخصیص کھانے اور تعین طریقہ شنیعہ مختلفہ
روزوں کے افطار کے لئے کس واسطے
ہے ۔ یہ خود عین گمراہی اور تسویل شیطان لعین
ہے ۔ واللہ سبحانہ العاصم

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز جلد ۱ ص ۶۱۲ میں فرماتے ہیں ۔

کسے بتان را قبلہ خود ساختہ و کسے ستارہ آفتاب
را و کسے عنصر آتش را و کسے دریائے گنگ را
و کسے درخت تلسی و پیپل را و کسے کوہ
شوالک را و کسے قبور اولیاء را و کسے تھانہائے
شہیدان و جنیان را اھ

"کسی نے بتوں کو اپنا قبلہ ٹھہرایا ہے اور کسی نے ستارہ اور
آفتاب کو اور کسی نے عنصر آتش کو اور کسی نے دریائے گنگا
کو اور کسی نے درخت تلسی اور پیپل کو اور کسی نے پہاڑ کو اور کسی نے
اولیاء کی قبروں کو اور کسی نے شہیدوں اور جنات کے
تھانوں طاقوں کو ۔"

ایضاً ص ۶۷۴ میں فرماتے ہیں ۔

قدرت و قوت محض برائے خدا ست در
جمیع امور ہیچ چیز از مال و فرزند و یار و

"قدرت اور قوت محض خدا تعالیٰ کے لئے ہے تمام امور
میں کوئی چیز مال اور فرزند اور یار اور دوست اور بادشاہ

دوست و بادشاہ و امیر و پیغمبر و پیر و فرشتہ و پری بدون حکم او مدد نمی توانند کرد "

اور امیر اور پیغمبر علیہ السلام اور پیر اور فرشتہ اور پری بدون حکم اس کے مدد نہیں کر سکتے "

ایضا جلد دوم ص ۱۲۹ میں فرماتے ہیں

وارواح شیاطینیہ خبیثہ بجائے آنہا ایشاں را بخود مائل ساختہ می فریفتند تا آنکہ نام نام اولیاء بود و حقیقت حقیقت شیطان "

"ارواح شیاطین خبیثہ بجائے ان کے ان کے سامنے ہو کر اپنی طرف مائل کر کے اپنا فریفتہ کر لیتے ہیں یہاں تک کہ نام تو اولیاء کا ہوتا ہے اور حقیقت میں وہ سب شیطانی مدد میں ہوتی ہیں "

ایضاً ص ۱۴۸ میں فرماتے ہیں

چنانچہ بعضے جہلا اسلام شبیہ حضرت امیر المومنین را بصورت شیر میکنند "

"چنانچہ بعض جاہل اسلام کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی تصویر کو شیر کی صورت پر بناتے ہیں "

ایضاً ص ۱۶۳ میں فرماتے ہیں

بلکہ جہال مسلمین نیز درہمیں ورطہ گرفتار اند بعضے را از اشخاص ان عالم پیراں مے نامند و استغاثت واستعلام مغیبات از آنہا می کنند و برخی را پریاں و پارہ را پیر و علی ہذا القیاس "

"بلکہ جاہل مسلمان بھی اس بلا میں گرفتار ہیں اس عالم کے بعض شخصوں کا پیر نام رکھا ہے اور غیب کی باتیں ان سے دریافت کرتے ہیں ان سے مدد لیتے ہیں اور بعضوں کا نام پریاں رکھا اور بعضوں کو پیر ٹھہرایا اور اسی پر دوسروں کو قیاس کر لینا چاہیئے "

ایضا ص ۱۷۱ میں فرماتے ہیں

و خود را بحیلہا و مکر ہا در زمرہ ارواح طیبہ بزرگان معدود می سازند و نام بزرگان برائے خود مے گیرند تا مردم زود گرویدہ شوند و انکار نکنند و رفتہ رفتہ خباثت و بد طینتی خود ظاہر مے نمایند و شرک صریح مے کنانند و ایں مرض صعب جمیع طوائف بنی آدم را لاحق است حتی کہ دریں امت نیز شیوع تمام پیدا کردہ

"اور شیاطین جنات اپنے آپ کو حیلہ مکر و فریب زمرہ ارواح طیبہ بزرگوں میں ظاہر کرتے ہیں اور نام ان بزرگوں کا اپنا نام رکھتے ہیں تاکہ آدمی وہ نام سن کے جلد گرویدہ اور فریفتہ ہو جاویں۔ اور کسی طرح سے انکار نہ کریں اور رفتہ رفتہ خباثت اور بدطینی اپنی ظاہر کرتے ہیں اور شرک صریح کرانے لگتے ہیں اور اس مرض مہلک نے جمیع بنی آدم کو گھیر لیا ہے۔ یہاں تک کہ اس امت میں بھی

ک یعنی تفسیر پ ۲۹ (ع ج)

وکثیر الرواج گشتہ والعیاذ باللہ من ذلک اھ

اس کا رواج تمام ہو گیا ہے ،،

ایضاً ص ۱۷۵ میں فرماتے ہیں

وحی گویند کہ خود را بہ بھوانی داس وشیوداس وگز بخش داند رنجش نامیدہ باشند و سوای ما بدیگران التجا نبرند بلکہ پیروی رسولان خداوند خود کہ بدون وساطت ما بشما پیغامی از آن طرف برسانند نیز نکنند و الا ما از وکالت شما دست بردار خواہیم شد و حاجات شما ناروا خواہد ماند و جماعۃ دیگر کہ سخت طماع اند در برآوردن ہر مطلب ورسانیدن ہر خبر رشوتی از ہر جنس بز وگوسفند و خروس وماکیان وجامہ ونقد وپکوان وگل وتنبول ونغمہ ورقص ومدح خوانی خود وغیر ذلک شرطی کنانند واگر آدمیان در اداے آن شرط قصور مے کنند بسبب قوت وہم وخیال خود کہ در کمال تاثیر دارند بہ آدمیان ضررے بدنی یا مالی مے رسانند ومعہذا مرغوبات یک کس از انہا با مرغوبات دیگر مطابق نمی افتد وفرمایش یکے موافق فرمایش دیگرے نمی آید وحاجات ومطالب نیز باخود قسمت کردہ گرفتہ اند برائے دفع مرض چیچک یکے خود را منصوب ساختہ وا صلاح مزاج را از فساد خون یکے متکفل میشود وآوردن اخبار را نیز تقسیم کردہ اند بلکہ طوائف واقالیم وبلدان را نیز بخش بخش کردہ اند اھ

،بلوں کہتے ہیں کہ اپنا نام بھوانی داس وشیوداس دگز بخش داند رنجش رکھو اور سوائے ہمارے دوسروں سے التجا نہ کیا کرو بلکہ پیروی خدا کے رسولوں کی جو بدون ہمارے واسطے کے تم کو پہنچاتے ہیں اس کو نہ مانو ورنہ ہم تمہاری وکالت سے دست بردار ہو جائیں گے اور حاجات تمہاری پوری نہ ہو سکیں گی اور اور بعضے ان میں بہت ہی طماع لالچی ہیں ہر مطلب اور ہر خبر کے پہنچانے میں رشوت ہر جنس کی جس طرح بھیڑ بکری مرغ مرغی کپڑا نقد پکوان پھول پان ناچ گانا اپنی تعریف اور سوا اس کے بہت چیزیں ہیں جو شرط کر لیتے ہیں اور اگر آدمی اس شرط کے پوری کرنے میں کچھ قصور کرتے ہیں بسبب قوت وہم وخیال اپنی کے جو تاثیر میں بہت زور پر ہوتی ہیں۔ ان آدمیوں کو نقصان جانی ومالی پہنچاتے ہیں اسی لئے ہر ایک کے مرغوبات دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہیں اور ایک کی فرمائش دوسرے کی فرمائش کے موافق نہیں ہوتی اور حاجات ومطالب بھی ہر ایک کے آپس میں تقسیم کر کے اختیار کر لئے ہیں۔ چیچک کے دفع کے لئے ایک کو مقرر کر دیا ہے۔ اور فساد وخون کی اصلاح کے لئے ایک دوسرا مقرر ہوا ہے۔ اور خبریں پہنچانے کے لئے بھی ہر ایک اقلیم اور شہر بستیوں کو آپس میں تقسیم کر کے ہر ایک وہاں کے لئے حاکم بن بیٹھا ہے ،،

ایضاً صلا میں فرماتے ہیں

پس اہل ہر مذہب در خواب و بیداری بر آدمیان اخبار موافق مذہب خود القامی نمایند و آدمیان می دانند کہ تصدیق این مذہب از عالم غیب شد و زیادہ تر گمراہ میشوند و علی ہذا القیاس جنیان ہر مذہب در حاجات و مہمات و دفع بلیات امداد و اعانت اہل مذہب خود می کنند تا اہل آن مذہب از آدمیان بدانند کہ این مذہب نیز در عالم غیب واقعی دارد کہ حاجات ما روا می کنند و بلیات ما را دفع می نمایند اھ

"پس ہر مذہب والے جن اپنے مذہب والے آدمیوں کو موافق اپنے مذہب کے خواب و بیداری میں خبریں پہنچاتے ہیں، اور آدمی یہ جانتے ہیں کہ غیب سے تصدیق اس مذہب کی ہوئی اس لئے اور زیادہ گمراہ ہوتے ہیں اسی طور سے ہر مذہب کے جنات حاجات مہمات و دفع بلیات میں امداد و اعانت اپنے اہل مذہب کی کرتے ہیں تا کہ اس مذہب کے آدمی جان لیں کہ یہ مذہب بھی عالم غیب میں واقعیت رکھتا ہے کہ ہماری مشکل کشائی اور دفع بلیات کرتا ہے"

ایضاً ص۱۹ میں فرماتے ہیں

دوم منافقان جن کہ خود را در زمرہ اہل اسلام داخل کردہ حیل و تلبیس شروع کردند و خود را نزد آدمیان بنام یکے از بزرگان پاک مسمی کردہ پیران می گویانند مثل شیخ سدو و زین خان و سرورد بالی دمیان وغیرہ در پردہ ادعائے ولایت و غیب دانی و مشکل کشائی دعوی الوہیت و خدائی میکنند و از لوازم شرک و بت پرستی چیزی را فرو نمی گذارند کہ از معتقدان خود نمی خواہند سوم فرقہ فاسقان جن کہ مانند قطاع الطریق آدمیان را بانواع اذیت میرسانند و از ایشان نذور و ہدایا و شیرینی و آب و شراب و امثال ذلک برائی خود می گیرند اھ

"دوسرا فرقہ منافق جنوں کا جو ظاہر میں اپنے آپ کو ایمان داروں میں داخل کرتے ہیں اور پوشیدہ مکر و فریب شروع کرتے ہیں اور اپنے آپ کو کسی بزرگ کے نام سے مشہور کر کے آدمیوں میں پیر کہلوانے لگتے ہیں مثل شیخ سدو اور زین خان و سرور دریالی میاں وغیرہ در پردہ دعوے ولایت اور غیب دانی و مشکل کشائی الوہیت اور خدائی کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوازم شرک اور بت پرستی کا کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھتے جو اپنے معتقدوں سے نہ کرا لیں۔ تیسرا فرقہ فاسق جنوں کا مانند ڈکیت آدمیوں کو طرح طرح کی ایذا و تکلیف پہنچاتے ہیں اور ان سے نذریں اور ہدیہ اور مٹھائی اور پانی اور شربت وغیرہ چیزیں اپنے لئے لیتے ہیں۔

ایضاً صفحہ ۱۹۵ میں خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب فرمایا گیا۔

کادوا یکونون علیہ لبدا (پ ۲۹ جن)
یعنی قریب است کہ آدمیان و جنیان بر
آں بندہ ہجوم آوردہ مانند بندہ تو بر تو شوند
یکی ازاں بندہ طلب فرزند می کند و دیگری
طلب روزی و دیگری طلب خدمات
دنیا و دیگری کشف کون و علی ہذا القیاس
بسبب این ہجوم آوردن ہمہ اوقات اورا
منقص و مشوش میکنند و ہم خود در ورطہ
شرک و کفر گرفتار میشوند و می فہمند کہ چوں
نور الہی بخانہ درونی این بندہ بسبب
کمال ذکر و عبادت نزول فرمود گویا
این بندہ شریک کارخانہ خدائی شدہ
و اورا وجاہتی و قدرتی نزد حق تعالی پیدا
شد کہ ہرچہ این بگوید حق تعالی بعمل آرد
چنانچہ در دنیا مہمان را خاطرداری میزبان
ہمیں مرتبہ می باشد و لہذا اہل دنیا تجسس
مے باشند کہ بادشاہ امیر و حاکم و فوجدار
در خانہ ہر کسے آیند ازوی حل مشکلات
و حاجات روائی مے جویند و ہمیں خیال
فاسد کہ در حق بندگان خدا با خدا ہم میرسانند
در ورطہ پیر پرستی و گور پرستی می افتند
و دریں حادثہ جنیان و آدمیان ہر دو
شریک اند و ترا منصب رسالت
تلقین است اگر ازیں امر در حق خود خوف

مد قریب ہے کہ آدمی اور جن اس بندہ (محمد
صلی اللہ علیہ وسلم) پہ ہجوم کرکے ندے کی طرح
تہ برتہ جم جاویں کوئی اس بندہ سے لڑکا مانگتا
ہے کوئی روزی مانگتا ہے اور کوئی دوسری دنیا کی
طلب مانگتا ہے اور کوئی کشف کی طلب کرتا ہے
وعلی ہذا القیاس۔ بسبب اس ہجوم کے تمام اوقات
میں اس بندہ کے خلل ڈالتے اور اس کی خاطر پریشان
کرتے ہیں۔ اور آپ خود بھی شرک و کفر میں گرفتار
ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نور الہی نے اس بندہ
کے اندرون قلب میں بسبب کمال ذکر و عبادت
کے نزول فرمایا ہے۔ گویا یہ بندہ شریک کارخانہ خدا
تعالی کا ہو گیا اور اس بندہ کی وجاہت و قدرت
و منزلت درگاہ حق تعالی میں پیدا ہے کہ جو یہ کہے
حق تعالی عمل میں لاوے جس طرح دنیا میں مہمان
داری میزبان کو اسی مرتبہ کی ہوتی ہے اسی لئے
اہل دنیا تلاش میں رہتے ہیں کہ بادشاہ امیر و حاکم
و فوجدار جس کے گھر میں آتے ہیں اس سے حل
مشکلات اور حاجات روائی چاہتے ہیں اور یہی خیال
فاسد حق میں بندگان خدا کے حق تعالی کی جناب
میں کر کے پیر پرستی اور گور پرستی میں مبتلا ہو جاتے
ہیں اور اسی امر میں جنات اور آدمی دونوں شریک
ہیں اور تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت
تلقین ہے اگر اس امر کا اپنے حق میں خوف کرتے ہو
پس ان دونوں فرقوں کو صاف صاف جتا دو۔ یعنی

کنی پس بایں ہر دو فرقہ و انشگاف قل انما ادعو ربی یعنی بگو سوائے ایں نیست کہ من مے خوانم پروردگار خود را تا ظلمت کدہ دل مرا بنور تجلی خود مشرف سازد. ولا اشرک بہ احدًا۔ پس و ہرگز شریک نمیکنم با او ہیچکس را و چون من با او ہیچکس را شریک نکردم و بخواندن پروردگار خود مشغول شدم پس از دیگراں کسے روا خواہم داشت کہ مرا بخوانند یا مرا با و شریک مقرر کنند و اگر ایں ہر دو فرقہ از تو توقع نفعے یا ضررے داشتہ ترا بخوانند و شریک مقرر کنند پس صاف قل انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا یعنی بگو بتحقیق من ہرگز مالک نیستم برائے شما ضررے و نہ تدبیر مطلب رسی را چنانچہ بیش از من وکلا و سفر لسے جنیاں وارواح ضالہ بنی آدم اہل دنیا را بطمع منفعتی و خوف مضرتہادی می فریفتند و خود را نزد آنہا مالک نفع و ضرر نمود میکردند کہ حالا ایں دفتر گاو خورد و اگر از حادثہ و مصیبتی بتو پناہ آرند و بخواہند کہ از غضب خدا در دامن تو پناہ گیرند پوست برکندہ قل انی لن یجیرنی من اللہ احد یعنی بگو بتحقیق من خود دریں حالت ام کہ ہرگز پناہ نمی توانند داد مرا از غضب خدا ہیچ کس ولن اجد من دونہ ملتحدا یعنی ہرگز نخواہم یافت در وجدان

کہدو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے پروردگار کو تاکہ مجھ کو دل کی تاریکیوں سے اپنے نور تجلی سے مشرف فرما دے۔ یعنی اور ہرگز شریک نہیں کرتا میں اس کے ساتھ کسی کو اور جو میں نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور اپنے پروردگار کے پکار میں مشغول ہوا تو دوسروں سے کس طرح میں روا رکھوں گا کہ مجھ کو پکاریں یا مجھ کو اس کے ساتھ شریک مقرر کریں۔ اور یہ دونوں فرقہ تجھ کو شریک ٹھہرا کے کچھ اپنے نفع و نقصان کی تجھ سے امید رکھ کر تجھے پکاریں تو صاف۔ کہدو اور تحقیق میں ہرگز مالک نہیں ہوں تمہارے نقصان کا اور نہ مطلب رسی کی تدبیر کا جس طرح وکیل اور سفیر جنات اور گمراہ لوگوں کی روحیں اہل دنیا کو نفع کے لالچ اور نقصان کے خوف سے اپنا گرویدہ کرتے تھے اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے نزدیک مالک نفع اور ضرر ظاہر کرتے تھے، کہ اب یہ دفتر گاؤ خورد ہوا۔ اور اگر کسی حادثہ اور کسی مصیبت سے تیری طرف پناہ لاویں اور چاہیں کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے تیرے دامن میں پناہ پکڑیں تو بے لاگ کھلی بات کہدو اور تحقیق میں خود ہی اس حال میں ہوں کہ ہرگز پناہ نہ دے سکے گا مجھ کو کوئی شخص خدا تعالیٰ کے غضب سے۔ یعنی اور ہرگز نہ پاؤں گا میں اپنے لئے کسی وقت خدا تعالیٰ کے سوائے کوئی جگہ رجوع لانے اور مائل ہو جانے

خود در ہیچ وقت سوائے خدا ہیچ جائی رجوع ومیلان نابسوئے آن رجوع والتجا کنیم اھ

کی" تاکہ اس کی طرف رجوع اور التجا کروں میں"

ایضاً ص۱۹۷ میں فرماتے ہیں۔

ہزاران پیر وپری راکارساز خود ساختہ بودند اھ

"ہزاروں پیر اور پریوں کو اپنا کارساز ٹھہرا رکھا تھا"

اسی لئے جناب شاہ صاحب رح دربارہ فرق نذر غیر اللہ اور ایصال ثواب کے صراحۃً فتاوےٰ عزیزی ج ۱ ص۷۹ میں فرماتے ہیں۔

سوال! اگر کسے جاندار را منت بکسے سازد آن جانور حرام گردد یانہ طعام منت بزرگان وطعامیکہ برائے اولیائے مردگان پختہ میفرستند خوردن آن جائز است یانہ؟ جواب! جانور دریں صورت حرام میشود و دیگر اشیائے بیجان کہ بطور منت باشد خوردن آن قریب بحرام است بشرطیکہ بنیت نذر غیر اللہ باشد مانند گلگلہا شیخ سدو وسہ منی بوعلی قلندر ونان حلوائی مردگان بطور خیرات برسانیدن ثواب بایشان میکنند وآن را مانند دیگر طعام تبرک نمیدانند اگر محتاجان را دہند واحسان برایشان ننہند و درمیان برادری آنرا بطور بھاجی نجرہ تقسیم نکنند امید ثواب دارد وفقط وطعام فرستادن بخانہ اہل میت تا سہ روز مباح سنت اھ

"اگر کوئی شخص کوئی جانور کسی کی منت مانے تو وہ جانور حرام ہوجاتا ہے یا نہیں؟ اور بزرگوں کی منت کا کھانا اور جو کھانا اولیائے متوفی کی نیت سے پکا کر بھیجتے ہیں، وہ کھانا جائز ہے یا نہیں؟ جواب! جانور اس صورت میں حرام ہوجاتا ہے اور دوسری بے جان چیزیں جو بطور منت کے ہوں وہ بھی کھانا قریب حرام کے ہیں بشرطیکہ نذر غیر اللہ کی نیت ہو جیسے گر گلگلے شیخ سدو کے اور سہ منی بوعلی قلندر وغیرہ کی اور نان حلوا بطور خیرات کے مردوں کی طرف سے ثواب رسانی کو پکاتے ہیں اور دوسرے کھانوں کی مانند اس کو تبرک نہیں جانتے اگر محتاجوں کو دے کر ان پر احسان نہ رکھیں اور برادری میں بطور بھاجی نجرہ کے تقسیم نہ کریں، تو اس میں امید ثواب ہے اور اہل میت کو تین روز تک کھانا مباح ہے اھ"

علی ہذا مولوی نعیم الدین صاحب کے اعلیٰ حضرت بریلوی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب سرور القلوب مطبوعہ نولکشور ۱۲۸۸ھ ص۱۱۲ میں

فرماتے ہیں۔

"لاکھ علماء قرآن وحدیث سے سمجھادیں کہ خدا ورسول کا حکم کسی کی خوشی کے لئے ٹالنا نہ چاہیئے مگر جب گھر کی بی بی نے شیخ سدو کا بکرا یا مدار صاحب کا مرغا مان لیا تو میاں کو کرنا ضرور ہے ایمان رہے یا نہ رہے"

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی احکام شریعت حصہ اول ابو العلی پریس آگرہ کے صـ۱۴۷ میں لکھتے ہیں۔

"مسئلہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت اور اس طاق کے پاس جاکر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں۔ مرادیں مانگتے ہیں اور ایسا دستور شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مرد ان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمائیے بینوا بالکتاب توجروا بالثواب الجواب یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات وبطالات ہیں ان کا ازالہ لازم ما انزل اللہ بہا من سلطان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمد المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوئم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ صـ۲۶ میں مرقوم ہے

"(عرض) امام ضامن کا جو پیسہ باندھا جاتا ہے اس کی کوئی اصل ہے" ارشاد "کچھ نہیں فقط"

پس کلام حضرت مجدد صاحب سے (جو صـ۲۹۷ پر گزر چکی ہے) ثابت ہوا کہ جاہل مسلمان عورتوں کا بیبیوں اور پیروں کے نام کا روزہ رکھنا اس کے ذریعہ سے طلب حاجات کرنا اور اس میں ثواب پہنچانے کا حیلہ بوجہ تعین وتخفیفات علین گمراہی ہے۔ نیز اس عبارت میں مجدد صاحب رح ایسی سب عادتوں کو داخل فرماتے ہیں۔ اسی طرح جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے ارشاد سے واضح ہوا کہ شیاطین خبیثہ پریاں وغیرہ اولیاء وپیروں کے نام سے حیلہ کر وفریب اپنے آپ کو زمرہ ارواح طیبہ بزرگان میں ظاہر کرکے بھیڑ، بکری، مرغ، مرغی، کپڑا، نقد، پکوان پھول، پان، وغیرہ بنام پیروں اور شیخ سدو وزین خاں وغیرہم کی نذر ونیاز منت مرادیں مبتلا کرکے شرک صریح کراتے ہیں۔ نیز کلگلے وبکرا شیخ سدو کا اور سہنی بو علی قلندر وغیرہ مانند گیارھویں اور جھنگی شاہ عبد القادر اور توشہ، کونڈا، صحنک کھڑا، گائے سید احمد کبیر، مرغی

و بالیدہ شاہ مدار، پیسہ امام ضامن حاضری حضرت عباس، دلیہ حضرت خضر وغیرہم اولیاء کبار کی نذر مانتے ہیں۔ نہ کہ ایصال ثواب کیونکہ جہلا اس نذر و منت غیر اللہ کو بتوقع نفع و ضرر، متبرک جان کر کرتے ہیں اور ایصال ثواب لوجہ اللہ کے کھانے کو متبرک نہیں جانتے۔ علاوہ اس میں غور کرنے کی یہ بھی بات ہے کہ دریائے گنگا و درخت تلسی و پیپل وغیرہم کو قبور اولیاء اور شہیدوں کے طاقوں کے ساتھ ملا کر ذکر کیا گیا اور اسی طرح مال و فرزند، یار و دوست، بادشاہ و امیر پری کے ساتھ پیغمبر و پیر اور فرشتہ کو ذکر کیا گیا اور شیخ سدو جن کے ساتھ بو علی قلندر وغیرہم اولیاء کا ذکر کیا گیا۔ نیز مولوی صاحب بریلوی مقتدا مولوی نعیم الدین کے کلام میں شیخ سدو کا بکرا امداد صاحب ولی اللہ کا مرغا ایک ہی ساتھ ذکر کیا اور شہیدوں کے طاق پر جمعرات کو فاتحہ شیرینی وغیرہ لوبان ہار لٹکا نامرادیں مانگنا سب واہیات و خرافات، جاہلانہ حماقات و بطالات، قابل ازالہ و نابود بتانے سے کسی میں کوئی گستاخی اور بے ادبی نہ ہوئی۔ اگر مولوی نعیم الدین کا دیدہ حق بین ہوتا تو حق تعالیٰ کی توحید کے مقابل ان شرکیات سے دل کانپ جاتا۔ اور بحیلہ ایصال ثواب لوگوں کو فریب دے کر شرک و ضلالت میں مبتلا نہ کیا جاتا۔

کیونکہ صراط مستقیم میں جس طرح بلا پابندی رسوم مروجہ بدعات تعین یوم و تاریخ اور جنس طعام کے بطریق سنت ایصال ثواب کو بہتر اور افضل فرمایا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ص ۶۵ میں یہ بھی فرمایا گیا کہ۔

در حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ نذر و نیاز میں نافرمانیوں اور کفر کا ارتکاب کرتے ہیں ان کو ثواب پہنچانا منظور نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو شرک کرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ یہ کام بزرگوں کے لئے ہم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے معنی ان کے دین میں ہرگز نہیں ہوتے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جو لوگ توشوں اور نیازوں میں کثیر روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر ان سے دریافت کیا جائے کہ تم نے خدا تعالیٰ کے لئے بھی کبھی کوئی چیز دی ہے تو کہیں گے نہیں۔ غرض کہ بعض تو خدا تعالیٰ اور بزرگوں کو تقرب اور رضا جوئی کے مرتبہ میں ساوی رکھتے ہیں پس اس وقت میں حق اور ثواب کے طالب اور خدا و رسول کی مرضیات کے متبع کے لئے یہی چارہ ہے کہ جس شخص کی روح کو ثواب پہنچانا منظور ہو بلا قید وضع اور جنس طعام اور کھانے والوں کے جو چیز کہ اس وقت کے فقیروں اور محتاجوں کے حق میں زیادہ مفید اور بہتر ہو۔ خالص نیت کے ساتھ خرچ کرے اور دعا بھی کرے تو بہتر ہے اور ساری قیدوں اور رسموں

کو یک لخت رد کردے ،، اھ

پس یہ مضمون صراط مستقیم کا مولوی نعیم الدین کے ص۹ کے جواب میں مفصل معہ اصل عبارت کے گذر چکا ہے۔ تف اس فریب کاری بددیانتی پر جو تقویۃ الایمان میں ایصال ثواب کو شرک بتانے کا بہتان وافترا کیا گیا۔ حالانکہ ہرگز ایک حرف بھی اس میں کوئی نہیں دکھلایا جا سکتا تقویۃ الایمان فصل پنجم میں اس مقام کے متعلق جو مرقوم ہے وہ یہ ہے کہ "ردیہ تعین کرنا کہ فلانے کی نیاز گلئے ہی ہوتی ہے اور فلانے کی بکری اور فلانے کی مرغی یہ سب رسمیں بیوقوفی کی ہیں اور خلاف اللہ کے حکم کے ،، اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ نحل میں کہ نہ کہو جھوٹی باتیں کہ بیان کرتی ہیں تمہاری زبانیں کہ یہ کیا چاہیے اور یہ نہ کیا چاہیے کہ باندھتے ہو اللہ پر جھوٹ بیشک جو لوگ باندھتے ہیں اللہ پر جھوٹ وہ مراد نہیں پاتے **ف** یعنی اپنی طرف سے جھوٹ مت ٹھہراؤ کہ فلانا کام کیجئے اور فلانا کام نہ کیجئے کہ کسی کام کو روا یا نہ روا کر دینا اللہ ہی کی شان ہے سو اس میں اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے اور یہ خیال باندھنا کہ فلانے کام کو یوں کیجئے تو مرادیں ملتی ہیں اور نہیں تو کچھ خلل ہو جاتا ہے سو یہ خیال غلط ہے کیونکہ اللہ پر جھوٹ باندھنے سے کبھی مرادیں نہیں ملتی اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ محرم کے مہینے میں پان نہ کھایا چاہیے لال کپڑا نہ پہنئے۔ حضرت بی بی کی صحنک مرد نہ کھاویں اور جب ان کی نیاز کیجئے تو اس میں بالضرور فلانی فلانی ترکاریاں ہوں اور مسی اور مہندی ہو اور اس کو لونڈی نہ کھاوے اور جس عورت نے دوسرا خاوند کیا ہے۔ وہ بھی نہ کھاوے اور جو نیچ قوم ہو یا بدکار وہ بھی نہ کھاوے اور شاہ عبدالحق کا توشہ حلوا ہی ہوتا ہے اور ان کو اقلیا طے سے بنائے اور حقہ پینے والے کو نہ دیجئے اور شاہ مدار کی نیاز مالیدہ ہی چڑھتا ہے اور بو علی قلندر کی سہ منی اور اصحاب کہف کی گوشت روٹی اور بیاہ میں فلانی فلانی رسمیں ضرور ہیں اور موت میں فلانی فلانی اور موت کے بعد نہ آپ شادی کیجئے نہ شادی میں بیٹھئے نہ اچار ڈالئے اور فلانے لوگ نیلا کپڑا نہ پہنیں اور فلانے لال سوکی نہ پہنیں سو سب جھوٹے ہیں اور شرک میں گرفتار اور اللہ کی حکومت کی شان میں اپنا دخل کرتے ہیں کہ ایک شرع جدی قائم کرتے ہیں ،،

اس پر مولوی نعیم الدین کی الحمایت جہلا یہ حیلہ سازی کہ اُس کی یہ وجہ تو ہے نہیں کہ مردوں کے لئے تو صحنک اور حقہ والوں کے لئے توشہ کوئی حرام سمجھتا ہو، محض فریب دہی ہے جبکہ ہر بزرگ کی نیاز کے لئے اقسام طعام جنس اور کھانے والوں کی تخصیص قرار

دینا پھر ان میں نفع وضرر کی توقع پر اپنی اپنی منت ومرادات متعلق کرنا جس طرح خصوصاً اکثر جاہل عورتوں کا عمل درآمد مشاہدہ ہے کہ جس کا بچہ زندہ رہے تو سات سال تک کچھڑا لکانے کی منت پوری ہوگی۔ چنانچہ حضرت مجدد صاحب کے ارشاد میں بیبیوں پیروں کے نام کا روزہ اور اس میں تخصیصات اور جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے کلام میں سہ منی بو علی قلندر وغیرہ نذر غیر اللہ میں داخل ہے جو اس کو متبرک سمجھا جاتا ہے اور ایصال ثواب کے کھانے کو جو لوجہ اللہ ہے متبرک نہیں جانتے۔

اور مولوی صاحب بریلوی جو مولوی نعیم الدین کے مخصوص اعلیٰ حضرت ہیں۔ شیخ سدو کے بکرے مدار صاحب کے مرغے سے ایمان جاتا رہنا اور شہیدوں کے طاقوں پر فاتحہ شیرینی وغیرہ مرادیں مانگنا سب واہیات وخرافات، جاہلانہ حماقات وبطالات بتاتے ہیں۔ پس اگر صحنک وتوشہ وغیرہ ایصال ثواب لوجہ اللہ ہوتا تو ہرگز یہ لوازمات وتخصیصات نہ ہوتے اس پر طرہ یہ کہ قیاس فاسد وباطل مع الفارق کر کے صحنک کے لئے عورتوں کی تخصیص اور صدقہ و ایصال ثواب کے لئے بحوالہ مشکوٰۃ حدیث بخاری ومسلم پیش کی جاتی ہے جو محض بہتان بندی ہے اگر بزعم خود ایسا ہوتا تو مولوی صاحب بریلوی جن کو حیات الموات صـ۱۸۶ میں "سیف اللہ المسلول مولانا المحقق معین الحق" (بدایونی) کا خطاب دیتے ہیں اور مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ فرائد النور صـ۲ میں "حضرت مولانا شاہ قدس سرہ" کا لقب دیتے ہیں۔ وہ اپنے بوارق صـ۱۲ میں یہ نہ لکھتے کہ "ترکیب توشہ کی اصل ہم معلوم نہیں ہے۔ اور امور تشریعیہ سے نہیں ہے" پس جس کا حالی اور وجہ تسمیہ بھی معلوم نہیں اور امور تشریعیہ میں سے بھی نہیں ہے" چہ جائیکہ اس کو ثابت بالحدیث بنایا جاوے حالانکہ امام محی السنہ بغوی رح تفسیر معالم التنزیل صـ۳۲۷ میں تحت آیت وقالوا ھذہ انعام وحرث حجر لا یطعمہا الا من نشاء بزعمہم کے فرماتے ہیں یمنعون الرجال دون النساء یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے سورہ انعام میں اور کہتے ہیں یہ مواشی اور کھیتی اچھوتی یعنی منع ہے کہ نہ کھاوے اس کو مگر وہی کہ چاہیں ہم اس کو اپنے گمان سے۔ یعنی منع کرتے ہیں۔ عورتوں کے سوائے مردوں کو۔

حالانکہ حضرت بی بی خدیجہؓ کی فضیلت وبزرگی احادیث میں بہت کچھ وارد ہے رحق تعالیٰ کا ان پر سلام آنا جنت میں ان کے لئے ایک موتی کا محل تیار ہونا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اکثر ان کی خوبیوں کو یاد فرماتے رہنا، چنانچہ ان کی بہن ہالہؓ بنت خویلد بھی بعد ان کے انتقال کے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ طیبہ حاضر ہوتیں تو آپ ان کی خاطر و مدارات اکرام محبت کے ساتھ فرماتے۔ اسی لئے جب بکری ذبح فرماتے یا کوئی دیگر شئے ہوتی تو اس میں سے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے قرابت مند دوستداران مرد و عورت میں بطور صلہ رحمی ہدیۃً عطا فرماتے۔ نہ صدقہ کا اس میں ذکر ہے نہ ایصال ثواب کا پتہ نہ صحنک مروجہ کی وجہ تسمیہ سے اسکو کوئی نسبت! صحیح بخاری پارہ ۱۵ ص ۱۹/۲ میں حدیث مذکور کے متصل حدیث متصل میں ہدیہ کی صراحت مذکور ہے

فیھدی فی خلائلھا منھا ما یسعھن۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے ہدیہ بھیجتے خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو جو ان کے لئے کافی ہو جاتا۔"

نیز پارہ ۱۴ ج ۲ ص ۵۳۹ کی حدیث میں وارد ہے۔

ثم یھدی فی خلتھا منھا۔

"پھر ہدیہ بھیجتے نبی صلعم اس میں سے ان کی سہیلیوں کو"

اسی طرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۸۴ میں مذکور ہے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے فرمایا امام خطابی نے

الخلۃ مصدر یستوی فیہ المذکر والمؤنث والواحد والجماعۃ وللبخاری فی الادب المفرد من حدیث انس کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتی بالشئی یقول اذھبوا بہ الی فلانۃ فانھا کانت صدیقۃ لخدیجۃ

"خلۃ مصدر ہے اس میں مذکر و مونث یعنی مرد و عورت اور واحد اور جماعت سب برابر شامل ہیں اور امام بخاری کی الادب المفرد میں حضرت انس رض کی حدیث میں ہے جب کوئی شئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتی تو فرماتے لے جاؤ اس کو فلانی کے پاس کیونکہ وہ خدیجہؓ کی سہیلی ہے"

نیز ترمذی جلد ثانی ص ۲۵۰ میں روایت ہے۔

فیتتبع صدائق خدیجۃ فیھدیھا لھن۔

"پس تلاش فرماتے خدیجہ رض کی سہیلیوں کو ہدیہ عطا فرماتے ان کو۔"

پس صحنک اور توشہ مروجہ کے شوق میں مولوی نعیم الدین کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ صدقہ کا کیا حکم ہے اور ہدیہ کا کیا؟ یا عناد سے دانستہ چشم پوشی کی جاتی ہے۔ کیونکہ فتح الباری پارہ ۱۵ ص ۱۰۲/۲۴ میں مرقوم ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی جمع ہو جاتی ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قصے تک اور وہ اقرب ہیں عورتوں میں سے آپ کے نسب ہیں۔ اور اکمال فی اسماء الرجال صاحب مشکوۃ میں مرقوم ہے کہ خدیجہ بنت خویلد بن اسد قریشیہ ہیں، علی ہذا جبکہ

شاہ عبدالحق صاحب کو بقول من گھڑت مولوی نعیم الدین کے حقہ سے نفرت تھی کہ ان کا توشہ حقہ نوش کو نہ کھلایا جاوے۔ مگر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کو حقہ سے نفرت کجا بلکہ ان کو بہت لذت آتی ہے اسی لئے ان کو بھی توشہ کھانے والوں کے دستر خوان سے خصوصاً خارج کر دیا گیا۔ اسی طرح قبر پر نذر و نیاز لے جانے کو جو تقویۃ الایمان میں شرک ہو نا رقوم ہے۔ مولوی نعیم الدین کا بحیلہ فریب سازی جہلار کی حمایت سے ایصال ثواب بنانا جس کو بالفاظ دیگر ص۸۹ میں لکھا جاتا ہے کہ اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں جو معاذ اللہ مصداق اول من قاس ابلیس کے قرآن و حدیث سے ثابت کرنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے مگر دیکھئے تقویۃ الایمان فصل پنجم ص۴۲ کی اصل عبارت یہ ہے۔

"پھر جب وہ (مالک الملک) اولاد بخشتا ہے تو اوروں کو ماننے لگتے ہیں ان کی نذر و نیاز یں کرتے ہیں کوئی کسی کی قبر پر لے جاتا ہے کوئی کسی کے تھان پر کوئی کسی کی چوٹی رکھتا ہے کوئی کسی کی بدہی پہنتا ہے کوئی کسی کی بیڑی ڈالتا ہے کوئی کسی کا فقیر بنتا ہے" الخ

اور بھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح مولانا شہید مرحوم کے جد امجد البلاغ المبین ص۳۲ میں فرماتے ہیں۔

نیز غلو بت پرستان ست کہ در اوقات حاجات نذر و نیاز برائی بتان و خادمان بتخانہ برخود لازم میگردانند پیر پرستاں ہم در مرادات خویش نسبت بگورستان بزرگان و مجاوران آنجا ہمچنیں بعمل مے آرند و گلہار و شیرینی و نقد و جنس و نذر و نیاز در آنجا میدہند۔ ایضاً ص۴۴ و نیز عادات مشرکان است کہ بنام گذشتگان آب مینوشانند و آں سبیل را بنام غیر خدا مشہور میدارند پیر پرستان نیز آب برائے امام حسین می نوشند و آں را نذر امام میگویند و ایں نمی فہمند کہ نذر بجز ذات

"یہ بھی بت پرستوں کا غلو ہے۔ کہ اپنی حاجتوں میں بتوں اور خادمان بت خانہ کی نذر و نیاز اپنے ذمہ لازم جانتے ہیں پیر پرست بھی اپنی مرادوں میں قبرستان کے بزرگوں اور مجاوروں کے ساتھ یہی معاملہ کرتے ہیں اور پھول و شیرینی نقد و جنس بطریق نذر و نیاز کے اس جگہ دیتے ہیں۔ اور یہ بھی عادت مشرکوں کی ہے کہ گذرے ہوؤں کے نام پر پانی پلاتے ہیں اور سبیل غیر خدا کے نام پر مشہور کرتے ہیں۔ پیر پرست بھی پانی امام حسین رض کے لئے پیتے ہیں اور اس کو نذر امام کہتے ہیں۔ اور یہ نہیں سمجھتے کہ نذر سوائے ذات حق تعالیٰ

او تعالیٰ کردن حرام ست،، کے کرنا حرام ہے،،

پس حیف ہے مؤلف کی بددیانتی اور بے تمیزی پر کہ مولانا شہید مرحوم پر تقویۃ الایمان میں ایصال ثواب کو شرک کہنے کا صریح بہتان لگا کر اہلبیت رسالت سے عداوت کا موجب بنا یا گیا۔ معاذ اللہ منہ۔ حالانکہ تقویۃ الایمان میں جس نذر و نیاز غیر اللہ کو شرک لکھا گیا ہے تمام اکابر ائمہ فقہاء کرام و علمائے عظام اسے شرک و کفر فرماتے ہیں۔ نہ ایصال ثواب نذر و نیاز الی اللہ تعالیٰ کو۔ اگر مولوی نعیم الدین کی یہی بیباکی ہے تو خود اپنے اکابر مسلمہ پر اس سے بدرجہا زائد کفر و شرک گمراہی گستاخی بے ادبی عائد ہوتی ہے۔

قولہ ص ۱۶۶—۱۶۷ اسی سلسلہ شرکیات میں صاحب تقویۃ الایمان نے یہ بھی لکھا ہے۔

کہ برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا۔

اُس کو شرک کہنا انتہا درجہ کی جہالت و گمراہی ہے قرآن پاک میں صدہا آیتیں ہیں۔ نوح علیہ السلام کی قوم نے جب رسولوں کو جھٹلایا ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ دیکھی پھٹکار۔ کتب حدیث میں ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ خود صاحب تقویۃ الایمان بھی گستاخیوں کی پھٹکار میں مبتلا ہوا۔ اب تو اس کو یقین ہو گیا ہو گا۔ کہ پھٹکار کا انکار بھی پھٹکار ہے۔ ظالموں! کہانتک آیات و احادیث کا انکار کروگے۔ اسی طرح بزرگوں کے نوازنے سے فتح و اقبال ملنا بکثرت نصوص سے ثابت ہے ابدال کی حدیث اوپر گزر چکی ہے۔ ابدال کی بدولت مینہ برسایا جاتا ہے انہیں کی برکت سے دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے اس کو بے دریغ شرک قرار دینا کیسی بے ایمانی ہے۔

اقول۔ یہ عبارت تقویۃ الایمان بھی پہلے باب توحید و شرک ص۱۱ میں گذر چکی جس کا ذکر اس فصل پنجم میں لانا مؤلف کا بددیانتی سے مغالطہ میں ڈالنا مقصود ہے۔ ورنہ اصل عبارت ماقبل سے یہ ہے۔

دریھر جو کوئی کسی انبیاء و اولیاء کی اماموں اور شہیدوں کی بھوت و پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر ان کی نذر مانے مشکل کے وقت ان کو پکارے بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لیوے جب اولاد ہو ان کی نذر و نیاز کرے اپنی اولاد کا نام عبد النبی امام بخش پیر بخش رکھے کھیت و باغ میں ان کا حصہ لگادے جو کھیتی باڑی میں سے آوے پہلے ان کی نیاز کردے جب اپنے کام میں لادے اور ریوڑ میں سے ان کے نام کے جانور ٹھہرادے اور پھر ان جانوروں کا ادب

کرے، پانی دانہ پر سے نہ ہانکے لکڑی پتھر سے نہ مارے الخ اور برائی اور بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے اس کو ان کی طرف نسبت کرے کہ فلانا ان کی پھٹکار میں آکر دیوانہ ہو گیا ہے اور فلانے کو انہوں نے راندا تو محتاج ہو گیا اور فلانے کو نواز دیا تو اس کو فتح و اقبال مل گیا اور قحط فلانے ستارے کے سبب سے پڑا۔ فلانا کام جو فلانے دن شروع کیا تھا۔ یا فلانی ساعت میں سو پورا نہ ہوا "۔

پس ان جملہ امور کو سوائے ذات حق تعالے کے دوسروں کی طرف نسبت کرنا ان کی نذر و منت ماننا ان کو پکارنا ان کے نام کا بجائے اللہ تعالے کے نام کے وظیفہ کرنا عبد فلاں نام رکھنا برائی بھلائی سے نواز اور ارادہ جاننا، ستاروں کے سبب سے قحط و مینہ کا برسنا سمجھنا اچھی بری ساعت کا ماننا۔ خواہ پیغمبروں سے جانے اولیار یا بھوت پری وغیرہم سے بیشک یہ شرک ہے کسی ادنے مومن کو بھی اس میں جائے مقال نہیں ہو سکتی۔

چنانچہ فصل پنجم تقویۃ الایمان کی نصوص آیات اور احادیث سے صراحۃً واضح ہے فرمایا حق تعالے نے سورہ اعراف میں۔

فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ

(سورہ اعراف)

"پھر جب اس نے دیا ان کو اچھا نیک بچہ ٹھہرانے لگے اس کے شریک اسی چیز میں کہ اس نے دیا ان کو سو بہت دور ہے اللہ ان کے شریک بتانے سے "۔

اور فرمایا سورہ انعام میں۔

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا فَقَالُوْا هٰذَا لِلّٰهِ بِزَعْمِهِمْ وَهٰذَا لِشُرَكَآئِنَا فَمَا كَانَ لِشُرَكَآئِهِمْ فَلَا يَصِلُ اِلَى اللّٰهِ وَمَا كَانَ لِلّٰهِ فَهُوَ يَصِلُ اِلٰى شُرَكَآئِهِمْ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ○

"لوگ ٹھہراتے ہیں اللہ کا اس چیز میں سے کہ اس نے پیدا کیا ہے کھیتی اور مواشی سے ایک حصہ سو کہتے ہیں اپنے خیال میں کہ یہ اللہ کا ہے اور یہ ہمارے شریکوں کا سو جو ٹھہرایا ان شریکوں کا وہ نہ مل جاوے اللہ کی طرف اور جو ٹھہرایا اللہ کا وہ مل جاوے اور شریکوں کی طرف بہت برا حکم کرتے ہیں "۔

اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

واما من قال مطرنا بفضل الله و رحمته فذلك مؤمن بی وکافر بالکواکب واما من قال مطرنا بنوء کذا فذلک کافر بی ومؤمن بالکواکب ۔

"فرمایا تمہارے رب نے، سو جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے سو وہ مجھ پر یقین لایا اور تاروں کا منکر ہوا اور جس نے کہا کہ ہم کو مینہ ملا فلانے نچھتر سے سو وہ میرا منکر ہوا اور تاروں پر یقین لایا"

اور ابوداؤد میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

الطیرة شرک الطیرة شرک الطیرة شرک ۔

"شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے شگون لینا شرک ہے"

نیز ابوداؤد اور نسائی میں روایت ہے

انہ لما وفد الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع قومہ سمعھم یکنونہ بابی الحکم فدعاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ ھو الحکم والیہ الحکم فلم تکنی ابا الحکم ۔

"شریح بن ہانی کا باپ" جب آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنی قوم کے ساتھ تو آپ نے سنا ان لوگوں کو کہ کہتے ہیں اس کو ابوالحکم یعنی اصل قضیہ چکا دینے والا پھر فرمایا اس کو آپ نے کہ بیشک اللہ ہی ہے اصل قضیہ چکا دینے والا اور اسی کا حکم پھر تجھ کو کیوں کہتے ہیں ابوالحکم"

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مرحوم البلاغ المبین ص۳۶ میں دربارہ افعال شرکیہ فرماتے ہیں۔

وبعضے وظائف بطریق اذکار مشتمل بر ندائے بزرگان در صبح و شام التزام کردہ اند اھ

"بعضے وظائف بطور اذکار مشتمل ندائے بزرگان صبح و شام لازم کرتے ہیں"

اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی مستند مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ارشاد الطالبین ص۲۱ میں فرماتے ہیں

و ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم بر وجہی کہ در شرع وارد نہ شدہ است چنانچہ کسی بطور وظیفہ یا محمد یا محمد یا محمد گفتہ باشد روا نباشد اھ

"ذکر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی اس طریقہ پر جو شرع میں وارد نہ ہوا ہے۔ جیسے کوئی شخص بطور وظیفہ کے یا محمد یا محمد یا محمد کہتا ہو روا نہ ہوگا"

اسی طرح مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۱۲۵ میں فرماتے ہیں۔

پس مرد باایمان را کہ معتقد تاثیر واحد است از ہیچ چیز غیر از خدا نباید ترسید کہ سر کلاہ عالم اسباب ومسببات بدست اوست بلکہ درحقیقت ورائے تاثیر او تاثیر نیست افعال او تعالیٰ است کہ درپے یک دیگر شدہ میروند ارباب وہم وخیال مے پندارند کہ فلاں موجب فلاں فعل شدہ اھ

"پس مرد مومن کو کہ ذات وحدہ لاشریک کو موثر حقیقی سمجھتا ہے کسی چیز سے سوائے خدا کے ڈرنا نہ چاہیئے کہ کل اختیار عالم اسباب اور مسببات کا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ بلکہ حقیقت میں سوائے تاثیر اس کی کے کوئی تاثیر نہیں جتنے کام اور فعل جہاں میں ہوتے ہیں سب اسی کے ہیں وہم وخیال والے جانتے ہیں کہ فلاں نے فلاں کام کیا،،

ایضاً ص۱۵۸ میں فرماتے ہیں

از آں جملہ کسانیکہ در ذکر دیگراں را با خدا ہمسر مے کنند ونام دیگراں را مانند نام خدا بطریق تقرب ذکر مے نمایند۔ واز انجملہ اند کسانیکہ در ذبح ونذر وقربانی ہا با خدا دیگراں را ہمسر مے کنند۔ واز انجملہ اند کسانیکہ در نام نہادن خود را بندہ فلاں وعبد فلاں مے گویند وایں شرک در تسمیہ است۔ واز انجملہ اند کسانیکہ در دفع بلاہا دیگراں را مے خوانند اھ

"بعض ان میں سے وہ لوگ ہیں کہ ذکر کرنے میں دوسروں کو خدا کے ساتھ برابر کرتے ہیں اور نام دوسروں کا مانند نام خدا کے براہ تقرب ذکر کرتے ہیں۔ اور بعضے وہ لوگ ہیں کہ ذبح ونذر اور قربانیوں میں خدا کے ساتھ دوسروں کو شریک کرتے ہیں اور بعضے وہ آدمی ہیں کہ نام رکھنے میں بندہ فلاں اور عبد فلاں کہتے ہیں اور یہ شرک ناموں میں ہے اور بعضے وہ لوگ ہیں کہ دفع بلاؤں کے لئے دوسروں کو پکارتے ہیں،،

نیز حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رح مستند مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ملفوظ حصہ دوم ص۵۴ کے مکتوبات پنجاہ وششم مطبوعہ اسلامی لاہور ۱۳۱۹ھ ص۲۲۲ میں فرماتے ہیں)۔

انبیاء واولیاء وسلاطین وامراء وملوک چندیں چیز خواہند کہ شود ونشود وچندیں چیز خواہند کہ نشود وشود

"انبیاء اور اولیاء وسلاطین وامراء اور ملوک کتنی ہی چیزیں چاہتے ہیں کہ ہو دیں اور نہیں ہوتی ہیں اور کتنی ہی چیزیں چاہتے ہیں کہ نہ ہو دیں اور

پس بر آنچہ حکم کردہ است رضا باید داد و ہم تسلیم باید شد و بندگی پیش باید گرفت چنانکہ بندہ را از مرگ چارہ نیست از بندگی نیز چارہ نیست شود آنچہ خواست اوست جل جلالہ اھ

ہوتی ہیں پس جس کسی چیز کے لئے حکم کیا گیا ہے رضامند رہنا چاہیئے اور تسلیم کرنا چاہیئے اور بندگی کو اپنے سامنے رکھنا چاہیئے۔ جس طرح بندہ کو مرنے سے چارہ نہیں ہے بندگی سے بھی چارہ نہیں ہے ہوتے وہی جو وہ چاہے جل جلالہ ،،

علی ہذا الملفوظات الفتح الربانی امام ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رح صـ۱۲۶ مجلس ۱۸ میں مرقوم ہے۔

یا موحدین یا مشرکین لیس بید احد من الخلق شیٔ الکل عجزۃ الملوک والممالیک والسلاطین والاغنیاء والفقراء کلھم اسراء قدر اللہ عز وجل قلوبھم بیدہ یقلبہا کیف یشاء

"اے موحدو اور اے مشرکو مخلوق میں سے کسی کے ہاتھ میں بھی کچھ نہیں ہے سب عاجز ہیں کیا بادشاہ اور کیا غلام کیا سلاطین اور کیا اغنیاء اور کیا فقراء سب تقدیر خداوندی کے قیدی ہیں سب کے قلوب اس کے ہاتھ میں ہیں کہ ان کو جس طرح چاہتا ہے الٹا پلٹتا ہے ،،

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح فارسی مشکوٰۃ ج ۳ صـ۲۸۹ میں فرماتے ہیں

پس میگویم من مالک نیستم من ترا چیزے را از خلاص دادن و رفع کردن ایں عذاب تحقیق رسانیدم من ترا شریعت را و ترسانیدم و مبالغہ کردم و تو نہ کردی اھ

"پس میں کہونگا یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمائیگے مالک نہیں ہوں میں تیرے لئے کسی چیز کے خلاصی دلانے کا اور اس عذاب کے رفع کر دینے کا تحقیق پہنچا دیا میں نے تیرے لئے شریعت کو اور خوب ترڈرا دیا میں نے اور تو نے نہ مانا یعنی شریعت کے احکام پر عمل نہ کیا ،،

اور یہی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان حسنی پریس بریلی کے صـ۸۵ میں لکھتے ہیں۔

ورزکوٰۃ نہ دینے والے کے لئے حدیث میں وارد ہوا جب عذاب میں گرفتار ہوگا۔ اور اس کی نگاہ غمخوار بیکساں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر جا پڑے گی بے اختیار ہو کر چلائے گا یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور فرمائیں گے میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا۔ اے غافل پھر کا ہے پر بھولا بیٹھا۔ کیا یہ عذاب تیرے

نزدیک سہل ہیں،، ایضاً ص۱۲۸ میں لکھتے ہیں "آخر اس دربار کے سوا دوسرا ٹھکانا بھی تو نہیں نہ عالم میں کوئی بات سننے والا نہ فریاد کو پہنچنے والا اور سنے بھی تو کیا حاصل اپنے درد کی دوا اور محتاجی کا علاج تو یہاں کے سوا کہیں نہیں ناچار جس بادشاہ کی نافرمانی میں عمر کاٹی آنکھیں بند کئے گردن جھکائے اس کی رحمت و کرم کی امید رکھتے اور غضب و عتاب سے لرزتے کانپتے اسی کی طرف دست تمنا بلند کر کے پکارتے ہیں،، ایضاً ص۱۱۲ میں لکھتے ہیں "وہ جو دعائیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ان پر اقتصار کہ حضور نے کوئی حاجت نیک دوسرے کے مانگنے کو نہیں چھوڑی،، ایضاً ص۱۰۸ میں لکھتے ہیں "پس باعتقاد اس کے کہ سوا حق جل وعلا کے کوئی قادر مطلق و مالک عالم معطی و مانع و ضار و نافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس ارواح و ملک چھوٹے و بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور یکبارہ اس پر زور آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ برس گزر جائیں اور ان کی قوتیں یوماً فیوماً ترقی پر ہوں یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے ہفت طبق زمین ایک ہاتھ پر اٹھالے مگر ارادہ الٰہیہ اس ذرہ کا تحرک نہ چاہے ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ اسے جنبش دے سکیں،،

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سبحٰن السبوح ص۳۳ میں لکھتے ہیں

"انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے اس کے سارے افعال مولیٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادۂ تکوین کے پلک مار سکے انسان کا صدق کذب کفر ایمان طاعت عصیان جو کچھ ہے سب اسی قدیر مقتدر جل وعلا نے پیدا کیا ہے اور اسی کی عظیم قدرت عظیم ارادہ سے واقع ہوتا ہے، وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا ع اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا،،

اور فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص۹۴ میں لکھتے ہیں

"ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ فاعل مختار ہے جو کچھ ہوتا ہے اسی کے ارادہ سے ہوتا ہے اس کے ارادہ کے سوا عالم میں کوئی شئے مؤثر حقیقی نہیں نہ آگ جلاتی ہے نہ پانی بجھاتا ہے، بلکہ اسی کے ارادہ سے جلنا بجھنا پیدا ہوتا ہے اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق اسباب بنائے ہیں اور فرمایا کہ وہ بھی اسی کے ارادہ کا ہر وقت محتاج ہے وہ چاہے تو چیز پانی سے جل جائے اور آگ سے بجھ جائے آنکھیں سنیں اور کان دیکھیں وغیرہ ذلک چاہے تو اسباب معطل کر دے لاکھ سبب موجود ہوں اور مسبب نہ ہو سکے چاہے تو اسباب کو معزول فرمائے کوئی سبب نہ ہو اور مسبب موجود ہو جائے اعلم ان اللہ علی کل شئ قدیر"

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم ص۲۵ میں لکھتے ہیں۔

"اللہ اکبر حاکم حقیقی عزوجل پاک ہے اس سے کہ کسی سے توسل کرے وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق اکیلا مدبر ہے سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں"

پس ناظرین کرام پر مولوی نعیم الدین کا تحریف آیات اور احادیث غیر اللہ کی طرف نسبت کرانے برائی سے پھٹکار کا اور بھلائی سے نوازنے فتح دانہال کا بے حقیقت ہونا خود صراحتاً نصوص آیات واحادیث وکلام ائمہ دین اور خود اپنے اکابر بریلویاں سے بخوبی واضح ہو گیا۔ کہ سب کچھ باختیار وتصرف حق تعالیٰ جل شانہ مالک ملک ہی کے چاہنے پر ہے کسی دوسرے کا ہرگز ذرہ بھر اختیار ممکن ہی نہیں جس طرح خود مولوی نعیم الدین کے قلم سے بھی از راہ غفلت امر حق نکل گیا کہ رسولوں کے جھٹلانے سے ہم نے (یعنی اللہ نے) ان کو غرق کر دیا۔ ابدال کی برکت سے مینہ برسایا جانا دشمنوں پر فتح دی جاتی ہے ——————— بیشک انبیاء اور اولیاء صالحین کے جھٹلانے سے حق تعالیٰ کے غضب و قہر کی پھٹکار اور بمشتر ان کی قبولیت دعا جناب باری تعالیٰ میں اور ان کے مراتب واعمال صالحہ کی برکات سے مینہ برسایا جانا دشمنوں پر فتح ونصرت عطا فرمانا دشمنان توحید اوثان پرستوں کو غرق کر دینا بجائے خود صحیح اور عین حق اقتضائے ایمان ہے چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان منصب امامت ص۱۰۶ میں فرماتے ہیں

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا یسقی بھم الغیث و ینصر بھم علی الاعداء ویصرف من اھل الشام بھم العذاب ۔	"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابدال ہوں گے ملک شام میں اور وہ چالیس مرد ہیں جب کوئی ان میں انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے اس کی جگہ اور انہیں کی برکت سے مینہ برستا ہے اور دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اور شام والوں پر عذاب نہیں آتا ہے"

نیز تقویۃ الایمان ص۲۲ میں مرقوم ہے۔

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں"

نیز مولانا شہید مرحوم بر دفع شبہات جہلاء مشرکین مثل فرقہ نعیمیہ بنام سید عبد اللہ بغدادی اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں۔

اما قرب الانبیاء عند الله تعالیٰ
وکمالاتهم وفضائلهم التی
لا یصل دون مرادقاتها غیرهم
فسلم وهو امر اٰخر لا دخل له
فی الربوبیة والالوهیة رد شبهة
العوام یزعمون ان الانبیاء و
الاولیاء یتصرفون فی العالم
یفعلون ما یشاؤن" وصلی الله
علی سیدنا ومطاعنا وشفیعنا
محمد ن المصطفیٰ وعلی اٰله
شموس الهدیٰ واصحابه
بدور الدجیٰ نقط ۔

"لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کا قرب
اور ان کے کمالات اور ان کی فضیلتیں کہ اس مرتبہ
کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا یہ تمام امور
مسلم ہیں اور یہ دوسری بات ہے جس کو ربوبیت
اور خدائی میں کچھ دخل نہیں" رد عوام کا شبہ رد کرنا
مقصود ہے جن کا یہ گمان ہے کہ انبیاء اور اولیا
سارے جہان میں تصرف کرتے ہیں جو چاہتے ہیں
کر ڈالتے ہیں" "اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار
اور ہمارے مخدوم اور ہمارے شفیع محمد مصطفیٰ صلی
اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت
ہیں اور آپ کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے
چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرماتے فقط"۔

پس بعد توضیح ہر دو کلام مولانا شہید مرحوم عظمت توحید حق تعالیٰ واکرام حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحمہم اللہ کے معلوم ہو گیا کہ مولوی نعیم الدین صاحب نے اپنی ضد سے مولانا شہید مرحوم کو نہیں، بلکہ در پردہ تمام اکابر خصوصاً اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو جاہل و گمراہ بے ایمان قرار دے دیا ہے۔ نعوذ باللہ من هذه الهفوات۔

قولہ ص۱۶۸-۱۷۰ صاحب تقویۃ الایمان نے اپنے شرکیات کے چوتھے حصہ میں تیسری بات یہ لکھی ہے۔ یا یوں کہیں کہ اللہ و رسول چاہے گا تو میں آؤں گا یا پیر چاہے گا تو یہ بات ہو جائے گی۔ تقویۃ الایمان ص۱۲۱ اسی مضمون کو پھر دوبارہ لکھا۔ ترجمہ مشکوۃ کے باب الاسامی میں لکھا ہے

اخرج فی شرح السنة عن حذیفة عن
النبی صلی الله علیه وسلم قال لا تقولوا
ماشاء الله وشاء محمد وقولوا ماشاء الله

"یعنی شرح السنہ میں ذکر کیا کہ نقل کیا حذیفہؓ
نے کہ پیغمبر نے فرمایا کہ یوں نہ بولا کرو جو چاہے
اللہ اور محمد اور بولا کرو جو چاہے اللہ فقط"

ف یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ مخلوق کو نہ ملادے خواہ کتنا ہی بڑا اور کیسا ہی مقرب ہو مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا۔ کہ سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا

تقویۃ الایمان ص۶۵-۶۶ اول تو یہ بتاؤ کہ اس کو شرکیات میں کس دلیل سے داخل کیا
دوم حدیث منقطع ہے خود مشکوۃ شریف ص۴۰۸ میں یہ لفظ موجود و فی روایۃ منقطعا
یہ کیا مغالطہ اور خیانت ہے کہ حدیث منقطع لکھی جاتی ہے اور اشارہ تک بھی نہیں کیا جاتا کہ یہ
منقطع ہے۔ سوم یہ چوری و بد دیانتی کہ وہ غیر منقطع روایت ترک کی جاتی ہے جس کے ضمن میں
یہ منقطع روایت درج تھی۔ منقطع کو لینا اور غیر منقطع کو چھوڑنا کتنی بڑی فریب دہی ہے۔ پنجم فائدہ میں مطلقاً
یہ حکم دینا کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملادے، حدیث کی صریح مخالفت ہے کہ حدیث شریف میں
وارد ہے۔ حضرت حذیفہؓ سے مروی ہے کہ "رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہ کہو جو چاہا اللہ نے
اور چاہا فلاں نے لیکن یہ کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے" (مشکوۃ ص۴۰۸) یہاں تو سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم یہ ادب تعلیم فرمارہے ہیں۔ کہ ماشاء اللہ و شاء فلانٌ واو جمع کے ساتھ نہ کہو بلکہ
ثم فلان کہو تاکہ معلوم ہو کہ مشیت الٰہی مقدم ہے اور مشیت عبد تابع۔ یہی مجمع البحار میں فرمایا۔ لیکن
صاحب تقویۃ الایمان نے مطلقاً ملانے کو شرکیات میں شمار کیا اور حدیث شریف کا اصلاً لحاظ نہ کیا
بلکہ اسی تغلیط و فریب دہی کے لئے غیر منقطع حدیث کو دیدہ و دانستہ چھوڑ گیا۔ ششم صاحب
تقویت کا یہ قول کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملائے، اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں۔ اول یہ کہ اس
کی شان وصف خاص میں کسی طرح کسی مخلوق کو نہ ملائے۔ اور یہاں صاحب تقویت نے یہی معنی مراد لئے
ہیں کیونکہ اس نے لکھا ہے کہ جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ
کے سوا کسی مخلوق کو نہ ملائے۔ جیسے معطی بالذات ہونا اللہ تعالیٰ کی شان ہے کسی مخلوق کو اس میں دخل
نہیں۔ تو صاحب تقویت کے نزدیک معطی بالذات ہونے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ ملائے
اور بغیر ملائے تنہا غیر کو معطی بالذات کہے تو میاں اسمٰعیل اس کو منع نہیں کرتے یہ شرک انہیں گوارا ہے
ہر زید و عمر کو خالق بالذات مالک بالذات عالم بالذات قادر بالذات سمیع بالذات بصیر بالذات
وغیرہ سب کچھ کہو مگر خدا کے ساتھ ملا کر نہیں تو میاں اسمٰعیل اس پر ناراض نہیں۔ بلکہ حدیث مذکورہ بالا
پر نظر کرکے وہابیہ کے طور پر نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ صرف واؤ کے ساتھ عطف نہ کرے اور ثم کے ساتھ
ملائے تب بھی حرج نہیں یہ ہے وہابیہ کا ایمان۔ ظالم کو اتنی سمجھ نہ آئی کہ حضرت باری جل اسمہ
کی صفت خاص کا اطلاق غیر پر کسی حال میں درست نہیں نہ ملا کر نہ تنہا نہ واؤ کے ساتھ عطف کرکے نہ
ثم کے ساتھ نہ بلا عطف اور جو وصف خاص نہیں ہے جیسے کہ مشیت تابعہ لمشیۃ اللہ اس کا اثبات
کسی طرح شرک نہیں ہو سکتا۔ اب اگر صاحب تقویت حدیث مذکورہ میں مشیت سے مشیت

ذاتیہ مراد ہے جیسا کہ اس کے کلام سے ظاہر ہے۔ تو اس کے قول سے لازم آئے گا کہ ثم کہہ کر غیر کے لئے مشیت ذاتیہ کا اثبات جائز ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔ ولکن قولوا ماشاء اللہ ثم شاء فلان لیکن حدیث کے یہ معنی بتانا۔ اور اس مضمون کا معتقد ہونا خالص بے دینی اور شرک ہے

اب ثابت ہوا کہ حدیث میں مشیت سے مشیت ذاتیہ مراد ہو ہی نہیں سکتی تو دوسرے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ بندہ کی مشیت ذاتیہ نہیں ہے تاہم کمال ادب یہ ہے کہ مشیت الہیہ کے ساتھ اسکا ذکر واؤ عطف کیساتھ نہ کیا جائے بلکہ ثم کے ساتھ کیا جائے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے ذکر کرنا شرک ہو صاحب تقویت کا اسکو شرکیات میں داخل کرنا نہایت جہل و نادانی اور فریب دہی ہے بلکہ اس نے تو مطلق ملانے کو شرکیات میں شمار کیا ثم کے ساتھ حدیث شریف میں جو اجازت ہے اس کو ظاہر تک نہ کیا یہ فریب مسلمانوں پر کیسے چل سکتا ہے۔ اھ ملخصاً بلفظہ"۔

اقول وباللہ التوفیق تقویۃ الایمان فصل پنجم ص۵۲ حدیث مشکوۃ منقولہ شرح السنہ کے ترجمہ میں بجائے اس کے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا۔ تحریفاً یہ نقل کیا کہ پیغمبر نے فرمایا۔ پھر مولوی نعیم الدین کا اپنے جہل و تعصب اور عناد سے اولاً یہ اعتراض کہ اسکو شرکیات میں کس دلیل سے داخل کیا۔ لیکن

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حالانکہ خود الفاظ حدیث بآواز دہل منہ سے بول رہے ہیں کہ

قولوا ماشاء اللہ وحدہ	"بولا کرو جو چاہے اللہ اکیلا"

فقط یعنی اکیلا بلا مشیت غیرے۔ چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص۲۵۰ میں ہے۔

باب لا یقول ماشاء اللہ وشئت	"یہ نہ کہے جو چاہا اللہ نے اور آپ نے"

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ علی ہذا دیگر کتب حدیث سنن ابوداؤد ج ۲ ص۳۲۴ اور نسائی ج ۲ ص۷۹ اور ابن ماجہ ص۱۵۴ وغیرہ میں بروایت حضرت ابن عباسؓ اور حضرت حذیفہؓ وغیرہ جو فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص۲۵۰ میں مرقوم ہے

اخرج النسائی فی کتاب الایمان والنذور وصححہ من طریق عبد اللہ بن یسار عن امرأۃ من جھینۃ ان یھودیا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال انکم تشرکون تقولون ماشاء اللہ وشئت	"عبد اللہ بن یسار کہتے ہیں ایک یہودی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا تم لوگ شرک کرتے ہو کہتے ہو جو چاہا اللہ نے اور تم نے اور کہتے ہو کعبہ کی قسم پس حکم فرمایا۔ لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت ارادہ

وتقولون والكعبة فامرهم النبي صلى الله عليه وسلم اذا ارادوا ان يحلفوا ان يقولوا ورب الكعبة وان يقولوا ما شاء الله ثم شئت واخرج النسائي وابن ماجة ايضا واحمد من رواية يزيد بن الاصم عن ابن عباس رفعه اذا حلف احدكم فلا يقل ما شاء الله وشئت ولكن ليقل ما شاء الله ثم شئت وفي اول حديث النسائي قصة وهي عند احمد ولفظه ان رجلا قال للنبي صلى الله عليه وسلم ما شاء الله وشئت فقال اجعلتني والله عدلا لا بل شاء الله وحده واخرج احمد والنسائي وابن ماجة ايضا عن حذيفة ان رجلا من المسلمين راى رجلا من اهل الكتاب في المنام فقال نعم القوم انتم لولا انكم تشركون تقولون ما شاء الله وشاء محمد فذكر ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال قولوا ما شاء الله ثم شاء محمد قوله ما شاء الله وشئت تشريك في مشيئة الله تعالى قوله ما شاء الله ثم شئت جائز مستدلا بقوله انا بالله ثم بك وقد جاء هذا المعنى عن النبي صلعم انه اجاز بدخول ثم لان مشيئة الله سابقة على مشيئة خلقه۔

کہ جب تم قسم کھانے کا تو کہو قسم رب کعبہ کی اور یہ کہ کہو تم جو چاہا اللہ نے پھر تم نے۔ اور ابن عباس رض سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب تم میں کوئی قسم کھاوے تو نہ کہے جو چاہا اللہ نے اور تم نے ولیکن کہے جو چاہے اللہ پھر تم۔ دوسری روایت میں ہے ایک آدمی نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو چاہا اللہ نے اور آپ نے پس فرمایا اس سے آپ نے کیا ٹھہرا لیا تو نے مجھے اور اللہ کو برابر نہیں بلکہ جو چاہے اللہ اکیلا۔ اور حذیفہ رض سے روایت ہے ایک مسلمان نے خواب میں دیکھا ایک آدمی کو اہل کتاب میں سے تو کہا اس نے اچھی قوم ہو تو اگر تم شرک نہ کرتے۔ کہتے ہو تم جو چاہا اللہ نے اور چاہا محمد نے" پس ذکر کیا گیا اس کا آنحضرت سے تو فرمایا کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا محمد نے۔ قولہ جو چاہا اللہ نے اور تم نے اس میں شریک ٹھہرانا ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت میں" قولہ جو چاہا اللہ نے پھر تم نے جائز ہے بوجہ استدلال بقولہ انا بالله ثم بك اور تحقیق آیا ہے اس معنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے جائز رکھا داخل کرنا ثم کا کیونکہ مشیت اللہ کی پہلے ہے مشیت خلق سے"

نیز ملا علی قاری رح مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۴ صنٹ میں فرماتے ہیں۔

لو قالوا ما شاء الله وشاء محمد لكان شركا جليا۔

"اگر کہیں جو چاہے اللہ اور چاہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ہوگا کھلا ہوا شرک"

اسی طرح مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۱۵۹ میں ارقام فرماتے ہیں۔

ازان جملہ اندکسانیکہ نام دیگر یا با نام خدا در

"منجملہ ان لوگوں کے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ دوسرے

مقام عموم علم وقدرت برابر مے سازند	کو شریک کرتے ہیں وہ لوگ ہیں کہ دوسروں کے ناموں
چنانچہ نسائی وابن ماجہ از ابن عباسؓ روایت	کو خدا کے نام کے ساتھ مقام عموم علم اور قدرت کے برابر
کردہ اند روزے شخصے آنحضرت را گفت	کرتے ہیں چنانچہ نسائی اور ابن ماجہ نے ابن عباسؓ سے روایت
کہ ماشاء اللہ و شئت یعنی ہرچہ خدا خواست	کی ہے کہ ایک روز ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
و شما خواہید خواست خواہد شد آنحضرت فرمودند	سے کہا یعنی جو چیز کہ خدا نے چاہی ہو جاویگی آنحضرت صلی اللہ
جعلتنی للہ ندا بل ما شاء اللہ وحدہ	علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیرا لیا تو نے مجھ کو اللہ کا شریک بلکہ
و امام احمد و ابوداؤد و نسائی و ابن ماجہ	اکیلے اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے اور امام احمد اور ابوداؤد
از حذیفہ بن الیمان روایت کردہ اند کہ	اور نسائی اور ابن ماجہ نے حذیفہ بن یمان رضؓ سے روایت کی ہے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند	کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے یعنی نہ کہو تم جو چاہا
لا تقولوا ما شاء اللہ وشاء فلان	اللہ نے اور چاہا فلاں نے کہو تم جو چاہا اللہ نے پھر چاہا
قولوا ما شاء اللہ ثم شاء فلان انتہی ۔	فلاں نے انتہی ۔

اور خود مولوی صاحب نے بفحوائے دروغ گو را حافظہ نباشد اپنے رسالہ فیضان رحمت صلا ۱۶ وصلا ۱۷ میں لکھا ہے "حدیث میں وارد ہے کہ رسول اکرم نے صحابہ کرام کو استعمال واؤ سے ایسے موقع میں منع فرمایا ہے کہ اس میں استعمال واؤ موہم شرک اور جواز امر ناجائز تھا چنانچہ بروایت احمد و ابوداؤد و نسائی حذیفہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم نے فرمایا کہ یہ مت کہو کہ جو خدا نے چاہا اور فلاں نے وہ ہوگا اور مرقات شرح مشکوۃ میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے اس لئے کہ واؤ جمع اور اشتراک کے لئے ہے،،

"جہاں چند امور کا جمع کرنا ناجائز ہو ان کو آپس میں واؤ کے ساتھ عطف کرنا زبان عربی میں ممنوع ہے چنانچہ سرور کائنات نے فرمایا نہ کہو ما شاء اللہ و شاء فلان لیکن کہو ما شاء اللہ ثم شاء فلان اور ایسی ہی فارسی زبان میں اگر کوئی کہے ہرچہ خدا خواست و فلاں خواہد خواست خواہد شد ممنوع ہے" پس ناظرین پر مؤلف کی جہالت احادیث وکلام اکابر ائمہ علماء کرام خصوصاً خود اپنے قول سے شرک ہونا بتائید تقویۃ الایمان بخوبی آشکارا ہو گیا۔

ثانیاً وثالثاً وخامساً یہ کہنا کہ حدیث منقطع ہے ۔ منقطع کو لینا اور غیر منقطع کو چھوڑنا فریب دہی ہے۔ فائدہ میں مطلقاً یہ حکم دینا کہ اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملا دے ۔ حدیث کی صریح مخالفت ہے،،

یہ محض الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کی مثال ہے۔ مولوی صاحب کی اس درجہ ناواقفی ہے کہ اتنی خبر بھی نہیں کہ ان کے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اپنے رسالہ منیر العین فی تقبیل الابہامین حسنی پریس بریلی کے صـ۱۵ میں لکھتے ہیں "سند کا منقطع ہونا مستلزم وضع نہیں ہمارے ائمہ کرام اور جمہور علماء کے نزدیک تو انقطاع سے صحت و حجیت ہی میں کچھ خلل نہیں آتا امام محقق کمال الدین محمد بن الہمام فتح القدیر میں فرماتے ہیں ضعف بالانقطاع وھو عندنا کالارسال بعد عدالۃ الرواۃ وثقتھم لا یضر امام ابن امیر الحاج حلیہ میں فرماتے ہیں۔ لا یضر ذلک فان المنقطع کالمرسل فی قبولہ من الثقات مولانا علی قاری مرقاۃ میں فرماتے ہیں۔ قال ابوداؤد ھذا مرسل ای نوع مرسل وھو المنقطع لکن المرسل حجۃ عندنا وعند الجمھور"

پس جبکہ یہ خود مولوی نعیم الدین کا اپنا مذہب ہے تو پھر دوسرے پر اعتراض چہ معنی دارد چہ جائیکہ دیگر احادیث حضرت حذیفہ وغیر صحابہ رضی اللہ عنہم کی سند منقطع بروایت حذیفہ کے ہم معنی والفاظ وارد ہیں۔ جو گذر چکیں اور خود حدیث منقطع غیر منقطع کے ضمن میں داخل جو خود مولوی نعیم الدین کے بھی یہ امر مسلمہ ہے

صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم نے تو باب شرک میں اسی لئے اس کو اختیار فرمایا کہ اسمیں واؤ عطف کے ساتھ شرک ہونے کی تصریح ہے اور غیر منقطع میں لفظ ثم سے اجازت ہے اور واؤ عطف کے ساتھ کہ اس کے ممنوع و شرک ہونے کی اس میں بھی تصریح ہے پس اس میں نہ خیانت نہ چوری نہ بددیانتی نہ حدیث کی ذرہ بھر مخالفت بلکہ باہم ہر دو احادیث میں موافقت در موافقت ہے۔ مولوی نعیم الدین کو اپنے نشۂ جواز شرکیات میں . . . جواز اور شرک میں بھی تمیز نہ رہی چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مستند مولوی نعیم الدین کی اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۴ صـ۵۲ سے اس کید و فریب نعیمیہ کی حقیقت کھل جاتی ہے۔

قال لا تقولوا گفت آنحضرت کہ نگوئید ماشاء اللہ وشاء فلان آنچہ خدا خواہد و خواہد فلاں زیرا کہ ایں مساوی و قرین ساختن ست ماسوائے حق را باوے در ارادت و مشیت ولکن	"فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ کہو جو چاہے خدا اور چاہے فلاں کیونکہ اس میں برابری چاہنا ہے ماسوائے حق تعالیٰ کے اللہ کے ساتھ ارادہ اور مشیت میں اور لیکن کہو جو چاہا اللہ نے پھر چاہا فلاں نے یعنی اگر بنا چاہے کہے اور کسی کو

قولوا ماشاء الله ثم شاء فلان
یعنی اگر بخواہید بناچار گوئید د بدیگرے
جز بر حق تعالی نسبت مشیت کنید این
چنیں بگوئید آنچہ خواہد خدا بعد از وی خواہد
فلاں تا تاخر و تبعیت مشیت غیر از
مشیت وے تعالی مفہوم گردد رواہ احمد
و ابوداود و فی روایۃ منقطعاً قال گفت
آنحضرت لا تقولوا ماشاء الله وشاء محمد
مگوئید آنچہ خواہد خدا و خواہد محمد و قولوا ما
شاء الله وحدہ و بگوئید آنچہ خواہد حق
سبحانہ تنہا بے شرکت دیگرے و درینجا
غایۃ بندگی و تواضع و توحید است
زیرا کہ آنحضرت ؐ در غیر خود اسناد مشیت
اگرچہ بطریق تاخر و تبعیت باشد تجویز
کرد اما در حق خود باآں نیز راضی نہ شد
بلکہ امر کرد باسناد مشیت پروردگار
تعالی تنہا بے توہم شرکت رواہ فی
شرح السنۃ انتہی ۔

سوائے حق تعالی کے نسبت مشیت کی کرے تو اسطرح
کہے جو چاہے خدا تعالی بعد اس کے چاہے فلاں تاکہ مؤخر
اور تابع ہونا مشیت غیر کا حق تعالی کی مشیت سے
سمجھا جاوے۔ روایت کیا اس کو امام احمد اور
ابوداود نے۔ اور روایت منقطع میں فرمایا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ کہو جو کچھ چاہے
خدا اور چاہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور کہو
جو کچھ چاہے حق سبحانہ تعالی تنہا بے شرکت
کسی دوسرے کے اور اس مقام پر غایۃ درجہ
بندگی اور تواضع اور حق توحید ہے۔ کیونکہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سوائے
اپنے دوسرے کے لئے اسناد مشیت کو
اگرچہ بطریق مؤخر و تابع ہونے کے ہو تجویز
فرمایا ہے لیکن خود اپنے حق میں اس کے لئے
بھی رضامند نہ ہوئے بلکہ امر فرمایا اسناد
مشیت کے لئے پروردگار تعالی شانہ کیساتھ تنہا بے
وہم شرکت کے روایت کیا اس کو
شرح السنہ میں ‘‘

حضرت شیخ کے کلام سے واضح ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے کے لئے اسناد
مشیت کو ثم بطور تاخر کے تبعاً حق تعالی کی مشیت کے ساتھ اگرچہ جائز فرمایا مگر خاص اپنے
حق میں اس کے لئے بھی راضی نہ ہوئے بوجہ مظنۂ شرک، خالص حق توحید حق تعالے کے پس
یہی وجہ مقدم ہونے بیان حق توحید تقویۃ الایمان ہے
علاوہ ازیں تقویۃ الایمان کا پورا فائدہ جس کو مولوی نعیم الدین نے خیانت مجرمانہ سے
چھوڑ کر لوگوں کو فریب دیا ہے حسب ذیل ہے ناظرین کرام مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ
سے آخر تک ملا کر پڑھیں وہ یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی

شادی کب ہوگی، یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب
میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر؟
اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے یا فلانی
بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں اللہ نے اپنے رسول کو بتا دی
ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرمانبرداری کا حکم کر دیا،،

پس اس پورے فائدہ میں صورت شرک اور شکل جواز ہر دو امر کی تصریح خود تقویۃ الایمان
میں موجود ہے، سادسًا مولوی صاحب کا اپنے خبث باطنی سے بقیاس باطل مولانا شہید مرحوم
کے کلام سے کہ یہ اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں سو اس میں اللہ کے ساتھ
مخلوق کو نہ ملاوے الخ یہ نتیجہ نکال کے مولانا شہید مرحوم پر الزام و اتہام قائم کرنا کہ معطی بالذات
ہونے میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ ملاوے اور بغیر ملائے تنہا غیر کو معطی بالذات کہے تو شرک
نہیں، معاذ اللہ ان صاحب عقل کے دشمن سے کوئی پوچھے کہ حضرت مولانا شہید مرحوم کے کس لفظ
کا یہ مفہوم مخالف نکلتا ہے؟ یہ تو محض باؤلونکی بڑ ہے، جبکہ شہید مرحوم ایسے قول وفعل کو
شرک فرماتے ہیں جس میں حق تعالیٰ کی شان کے ساتھ کسی دوسرے کو ملایا جاوے، جس طرح
شیخ الاسلام حافظ الحدیث امام ابن حجر عسقلانی و مولانا شاہ عبدالحق و ملا علی قاری مکی اور مولانا
شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ اور خود مولوی نعیم الدین نے بھی فیضان رحمت میں اللہ کے ساتھ
ملانے کو شرک قرار دیا ہے تو بھلا پھر جس میں خدا تعالیٰ کا بھی ذکر نہ ہو اور غیر خدا کو تنہا محض
معطی بالذات، خالق بالذات، مالک بالذات، عالم بالذات قادر بالذات وغیرہ قرار
دیا جاوے۔ بجز کسی کور باطن کے کوئی ادنیٰ عاقل اہل ایمان توحید والا بھی نہیں کہہ سکتا۔
یہ بہتان عظیم تو علماء کرام مذکور الصدر پر بھی بجائے مولانا شہید مرحوم کے عائد کیا گیا
اور خود بھی اپنے ہی پیر میں کلہاڑی مار کر خندق میں اپنے آپ کو جا گرایا۔ بنجوائے ع

میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

حالانکہ صفات مذکورہ حق تعالیٰ کے ذاتی ہیں چنانچہ فقہ اکبر میں امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں

اما الذاتیۃ فالحیوۃ والقدرۃ والعلم والکلام والسمع والبصر والارادۃ

"صفت ذاتی پس حیات اور قدرت اور علم اور کلام اور سننا اور دیکھنا اور ارادہ ہیں،،

اور شرح فقہ اکبر ملا علی قاری رحؒ صـ ۲۳ میں مرقوم ہے

والارادة ای من الصفات الذاتیۃ وھی کالمشیئۃ وھذا لاینافی ان یکون للعبد مشیئۃ لقولہ تعالیٰ اعملوا ما شئتم ۔

"اور ارادہ صفات ذاتیہ میں سے ہے جس طرح مشیئۃ ۔ اور یہ منافی نہیں ہے بندہ کی مشیئۃ کے حق تعالیٰ کے فرمانے سے عمل کرو جس طرح تم چاہو"

در فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۳۰ صفحہ ۹۰ میں مرقوم ہے

کالحیوۃ والقدرۃ والعلم والارادۃ والسمع والبصر والکلام من صفات ذاتہ ۔

"جس طرح حیات اور قدرت اور علم اور ارادہ اور سننا اور دیکھنا اور کلام سب صفات ذات باری تعالیٰ میں سے ہیں"

اور صفحہ ۵۵ میں مرقوم ہے

وقال ابن بطال غرض البخاری اثبات المشیئۃ والارادۃ وھما بمعنی واحد وارادتہ صفۃ من صفات ذاتہ قولہ وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ وغیرھا من الایات فثبت بھذہ الایۃ ان کسب العباد انما ھو بمشیئۃ اللہ وارادتہ لمحضا

"اور کہا ابن بطال نے غرض امام بخاری رح کی ثابت کرنا مشیت اور ارادہ کا ہے اور وہ دونوں ایک ہی معنی میں ہیں اور ارادہ اللہ تعالیٰ کا منجملہ صفات ذاتیہ میں سے ہے فرمانا حق تعالیٰ کا اور تم جب ہی چاہو گے جب چاہے گا اللہ ۔ وغیرہ آیات میں پس ان آیات سے ثابت ہوا کہ کسب وفعل بندوں کا سوائے اس کے نہیں کہ مشیت اور ارادہ اللہ تعالیٰ کا ہے"۔

اور مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمد مولوی صاحب بحان السبوح صفحہ ۲۰ میں لکھتے ہیں ۔

"انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے اس کے سارے افعال مولیٰ عز وجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادۂ تکوین کے پلک مار سکے انسان کا صدق کذب کفر ایمان طاعت عصیان جو کچھ ہے سب اسی قدیر مقتدر جل وعلا نے پیدا کیا ہے اور اسی کی عظیم قدرت عظیم ارادہ سے واقع ہوتا ہے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العالمین تم نہ چاہو گے مگر یہ کہ اللہ چاہے جو پروردگار سارے جہان کا ہے" یعنی ع ۔ اس کا چاہا ہوا ہمارا نہ ہوا ۔

پس اس قول مولوی صاحب سے کوئی لازم نہیں آتا کہ واؤ کے ساتھ عطف کر کے ذکر کرنا شرک ہوا لخ اگر لازم نہیں آتا تو اپنے رسالہ فیضان رحمت ہی میں کیوں شرک ہونا لازم

بنایا تھا؟ اب تقویۃ الایمان کی ضد و عناد میں کیوں انکار کیا جاتا ہے

قولہ صلا۔ یہ نہ دیکھیں گے کہ قرآن پاک میں جابجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر۔ ذکر الٰہی کے ساتھ ملایا گیا ہے اور واو عطف کے ساتھ ملایا گیا۔ آیت

ومانقموا الا ان اغناھم اللہ ورسولہ من فضلہ ۔	اور انہیں کیا برا لگا یہی۔ نہ کہ اللہ و رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا،،
ولو انھم رضوا ما اتٰھم اللہ ورسولہ قالوا حسبنا اللہ سیؤتینا اللہ من فضلہ ورسولہ انا الی اللہ راغبون ۔	اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ و رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول ہم اللہ کی طرف رغبت والے ہیں
انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون ۔	یعنی اے مسلمانو تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے۔ جو نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے اور رکوع کرنے والے ہیں،

ان آیات میں اللہ تعالےٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلاۃ والسلام کا ذکر اپنے ذکر کے ساتھ ملایا ہے اور واو عطف کے ساتھ وہ بھی غنی کرنے فضل فرمانے عطا کرنے مدد فرمانے میں تقویۃ الایمان والے کے نزدیک یہ سب باتیں شرک ہیں۔ اور قرآن میں موجود ہیں۔ لعنت اس بے دینی پر۔

اقول۔ مولوی نعیم الدین کو توحید حق تعالیٰ کی ضد اور حمایت شرکیات میں اپنی گندہ ذہنی سے ایسی مدہوشی طاری ہے کہ اپنا قول فیضان رحمت بھی تقویۃ الایمان کی عداوت میں فراموش کر دیا کہ رسول اکرمؐ نے صحابہ کرام کو استعمال واو سے ایسے موقع میں منع فرمایا ہے کہ اس میں استعمال واو موہم شرک اور جواز امر ناجائز تھا۔ کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے۔ جہاں چند امور کا جمع کرنا ناجائز ہو۔ ان کو آپس میں واو کے ساتھ عطف کرنا زبان عربی میں ممنوع ہے۔ الخ ملخصاً۔ پس نہ ہر مقام میں جمع کرنا واو کا عطف کے ساتھ ممنوع و شرک ہے۔ چنانچہ یہ امر خود تقویۃ الایمان میں حدیث شرح السنۃ کے فائدہ سے ناظرین پر واضح ہو چکا۔ یہ محض اپنی شقاوت قلبی سے آیات قرآن پاک بے محل شرک

کے جائز کرنے کے لئے بغرض فریب دہی پیش کی جاتی ہیں جس فریبانہ نقاب کا انکشاف امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رح جن کے اوصاف میں خود مولوی نعیم الدین نے اپنے الکلمۃ العلیا صہ ۱۱۱ میں لکھا ہے "شیخ المشائخ، قاضی القضاۃ، اوحد الحفاظ، الرواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی" فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۷ / ۲ صہ ۲۵ میں واضح طور پر ارقام فرماتے ہیں۔

وما نقموا الا ان اغناهم الله ورسوله من فضله۔ فانما اخبر الله تعالی انه اغناهم وان رسوله اغناهم وهو من الله حقيقة لانه الذی قدر ذلك ومن الرسول حقيقة باعتبار تعاطی الفعل وكذا الانعام انعم الله علی زيد بالاسلام وانعم عليه النبی صلی الله عليه وسلم بالعتق وهذا بخلاف المشاركة فی المشيئة فانها منصرفة لله تعالی فی الحقيقة واذا نسبت لغيره فبطريق المجاز ۔	"آیت وَمَا نَقَمُوا الخ میں جو خبر دی گئی ہے اللہ تعالی کی طرف سے یہ کہ غنی کردیا اللہ نے ان کو اور غنی کردیا ان کو رسول نے اور ہے وہ اللہ کی طرف سے حقیقتاً۔ کیونکہ وہ قادر ہے غنی کردینے پر اور رسول کی طرف سے باعتبار صادر ہونے فعل کے حقیقۃً ہے اور اسی طرح انعام فرمانا اللہ تعالی کا حضرت زید رض پر اسلام لانے میں اور انعام کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ان کو آزاد کردینے میں اور یہ بخلاف شرکت مشیت کے ہے۔ پس اس کا پھیرا جانا اللہ تعالی کی طرف ہے حقیقت میں اور جس وقت نسبت کیا جاتا ہے غیر کی طرف پس بطریق مجاز کے ہوتا ہے "۔

نیز تفسیر جلالین صہ ۱۲۵ آیت اول کی تفسیر میں مرقوم ہے بالغنا ثم بعد شدۃ حاجتھم اور آیت دوم کی تفسیر صہ ۱۳۳ میں ہے۔ من الغنا ثم ونحوھا اور تفسیر جامع البیان صہ ۱۳۱ میں ہے اعطاهم الله ورسوله من الغنيمة والصدقة وفعل الرسول بامر الله۔ یعنی "وتقسیم کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا غنیمتوں وغیرہ کو بعد ان کی سخت حاجتوں کے، عطا فرمایا ان کو اللہ تعالی اور رسول نے غنیمت اور صدقہ میں سے اور فعل رسول کا اللہ تعالے کے حکم سے ہوتا ہے "۔ پس معلوم ہوا کہ مراد غنی کردینے سے نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم غنیمت اور صدقات وغیرہ ہیں نہ کہ شرکت مشیت باری تعالی میں جس کا شرک اللہ ممنوع ہونا احادیث وکلام ائمہ کرام سے واضح ہو چکا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ملفوظ حصہ سوم یونائیٹڈ انڈیا پریس لکھنؤ کے صہ ۶۰ میں لکھتے ہیں "وہ نبی کلام الہی کے سمجھنے میں بیان الہی کا محتاج ہوتا ہے۔ ثم ان علینا بیانہ

نیز صـ۲۷ دو حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی۔ ولا انت یا رسول اللہ آپ بھی نہیں یا رسول اللہ ارشاد فرمایا ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ دیکھئے اگر اجیر ہے مزدوری کرے گا اجرت پائے گا۔ اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا۔ ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں۔ اس کی رحمت ہی رحمت ہے آپ ہی بندوں کو توفیق دے آپ ہی ان کو اسباب دے آپ ہی آسان فرمایا اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا۔ ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا۔ ایوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے سر مبارک پر خاک اڑائی عرض کیا بیشک اگر توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا،، ایضاً ملفوظ حصہ چہارم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۶ھ صـ۲۷ میں لکھتے ہیں وہ فرمایا گیا تمہارا دین یہ ہے اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے نہ بڑھا دینا،،

پس مولوی نعیم الدین کی جعل سازی بر نسبت آیات ربانی آشکارا ہو کر ساری لن ترانیوں پر پانی پھر گیا۔ تف اس بدمذہبی پر!

بعض مغالطے اور ان کے جواب

قولہ صـ۱۷۲ دو ایک حدیثیں بھی پیش کی جاتی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ تقویت الایمان والے نے قرآن و حدیث دونوں کا خلاف کیا اور اس چیز کو شرک بتایا جس سے قرآن و حدیث مملو ہیں۔ حدیث ۱ بخاری شریف ج ۱ صـ۱۹۸ میں مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یعنی ابن جمیل کو یہی ناگوار ہوا کہ وہ فقیر تھا اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو غنی کر دیا، اس میں غنی کرنے کا بیان ہے اور خود حضور نے اللہ کے ساتھ اپنے آپ کو ملایا اور واؤ ہی کے ساتھ عطف فرمایا۔ پوچھو اسمٰعیلیوں سے اس کو بھی شرک کہو گے۔

حدیث ۲ ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی اللہ و رسولہ مولی من لا مولی لہ اللہ و رسول اس کے حافظ و نگہبان ہیں جس کا کوئی نگہبان نہ ہو۔ یہ آیات و احادیث اور صدہا نصوص تقویۃ الایمان کے بطلان پر قاہر دلیلیں ہیں۔ ظالم نے جو کہا قرآن و حدیث کے

خلاف ہی کہا۔ اسی عبارت کے آخر میں لکھا ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تقویت ص۶۶
اس نابینا کو وہ آیات واحادیث دکھاؤ جو ہم نے پیش کیں۔ اس جاہل نے کبھی حضور سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم کے معجزات بھی نہیں سنے اتنا ہر جاہل جانتا ہے کہ چاند حضور کے اشارہ سے شق ہوا سورج
حکم سے غروب کے بعد پھر پلٹ آیا۔ درخت اپنی جگہ سے چل کر فرمانبردارانہ خدمت کے لئے حاضر
ہوئے یہ سب کچھ باذن اللہ تعالیٰ حضور کے چاہنے سے ہو رہا ہے یا کسی اور کے یا دشمن
دین تمام معجزات کا منکر ہے حدیث لوشئت لسارت معی جبال الذھب ہم نقل کر چکے ہیں اس
سے معلوم ہوتا ہے کہ بعنایت الٰہی رسول کے چاہنے سے کیا کچھ ہوتا ہے۔ یہ کلمہ کیسا مکروہ اور خلاف
ادب ہے کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ ایسا کلمہ کسی نیازمند کے منہ سے کسی مخدوم کی شان
میں نہیں نکلتا۔ مگر اسمٰعیل دہلوی کی زبان سے ایسے کلمے خاص حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ
وسلم کی شان میں نکلتے ہیں۔

اقول۔ مولوی نعیم الدین نے اپنی البلہ فریبی سے حدیث اول صحیح بخاری پیش کی جس میں
وہی واقعہ پہلی آیت قرآن پاک وما نقموا الخ منقولہ مولوی نعیم الدین مذکور ہے جس کی
تفصیل صاحب فتح الباری سے واضح ہو چکی چنانچہ بشرح اس حدیث کے فتح الباری شرح
صحیح بخاری پارہ ۶ ص۲۴۳ میں مرقوم ہے

فاغناہ اللہ ورسولہ۔ انما ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نفسہ لانہ کان سببا لدخولہ فی الاسلام فاصبح غنیا بعد فقرہ بما افاء اللہ علی رسولہ واباح لامتہ من الغنائم اھ	«فرمانا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پھر غنی کر دیا اس کو اللہ اور اس کے رسول نے۔ سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا اپنے نفس کا کیونکہ تھا سبب اس کے داخل ہونے کا اسلام میں تو ہو گیا غنی بعد فقیری کے بوجہ اسکے غنیمت دی اللہ نے اپنے رسول کو اور مباح کیا امت کے لئے غنیمتوں کو»

اسی طرح دوسری حدیث ترمذی شریف جلد ۲ ص۲۴۴ اہل ایمان کے لئے اللہ اور رسول ہی دوست
ورفیق ہو سکتے ہیں یعنی اللہ ورسول ہی کی محبت اور فرمانبرداری حقیقت میں کام آسکتی ہے۔ پس اس
میں کوئی وجہ محبت کی سوائے فریب دہی کے مولوی نعیم الدین کو حاصل نہیں ہو سکتی کیونکہ اللہ
ورسول کو واؤ عطف کے ساتھ ملانے کا جواز موانع ثابتہ میں ہے جہاں ممنوع وشرک نہ ہو اور جہاں

ممنوع و شرک ہو جس طرح حسب احادیث مذکورہ مشیت حق تعالیٰ ہیں۔ خود مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت میں ممنوع و شرک برابر کرنا اللہ تعالیٰ کے ساتھ قرار دیا ہے۔ اور یہی مضمون تقویۃ الایمان کے فائدہ کا صراحتہً ہے۔ مگر یہاں بہ بابت شرک تقویۃ الایمان کی ضد میں ظالم عنید بدبخت افعال شرکیہ کو بطور تلبیس جواز سے بدلتا ہے۔ اور معجزہ شق القمر وغیرہ درختوں کا حاضر ہونا جو بطور خرق عادت انبیاء علیہم السلام سے صادر ہوتے ہیں ان کو مشیت رسول میں داخل مانا جاتا ہے۔ حالانکہ وہ افعال باختیار حق تعالیٰ ہیں کسی نبی کا اس کے اظہار میں ذرہ بھر اختیار نہیں خود مولوی نعیم الدین نے اپنی بے خیالی سے کلمہ حق۔ باذن اللہ و بعنایت الٰہی کی قید لگائی ہے! ع

لو اپنے جال میں صیاد آگیا۔

پھر منکر معجزات بتانا چہ معنی دارد معجزات کا باذن اللہ تعالیٰ و باختیار حق تعالیٰ ہونا سب کے نزدیک مسلم ہے چنانچہ حضرت امام حجۃ الاسلام محمد غزالی رح جن کی نسبت خود مولوی نعیم الدین نے ص۲۲ میں محی السنۃ حضرت امام حجۃ الاسلام رح۔ لکھا ہے۔ اور ان کی احیاء العلوم کو مستند جانا ہے۔ آپ احیاء العلوم کتاب المحبۃ والشوق میں فرماتے ہیں۔

ولیس ذلک باختیار العبد	"نہیں ہے یہ (معجزہ) بندے کے اختیار میں"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح تکمیل الایمان ص۲۵ میں فرماتے ہیں۔

"معجزہ فعل الٰہی است نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت پروردگار تعالیٰ از بندہ ممکن نباشد۔	"معجزہ اللہ تعالیٰ کا فعل ہے رسول کا فعل نہیں ہے اس لئے کہ خلاف عادت پروردگار تعالیٰ (یعنی معجزہ) بندہ سے ہو نہیں سکتا"

نیز شاہ صاحب موصوف مدارج النبوۃ ج ۲ ص۱۱۲ میں فرماتے ہیں

معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدا است کہ بردست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر و کسب ایں از بندہ است و خلق از خدا و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست پس معنی ایں آیت اینست کہ و ما رمیت اذ رمیت صورۃ و لکن اللہ رمی حقیقۃ۔	"معجزہ فعل نبی کا نہیں ہے بلکہ فعل خدا کا ہے کہ (نبی کے) ہاتھ پر اظہار کیا گیا۔ بخلاف دوسرے فعلوں کہ کسب ان کا بندہ کی طرف سے ہے اور پیدا کرنا ان کا خدا کی طرف سے اور معجزہ میں کسب بھی بندہ کی طرف سے نہیں ہے پس معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ نہیں مارا تو نے جس وقت مارا صورۃً اور لیکن اللہ نے مارا حقیقۃً"

در مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا صـ۴۲۹ و صـ۴۳۹ میں فرماتے ہیں۔

افعال خارقہ عادت خواہ شبیہ بمعجزات پیغمبران باشند خواہ از جنس دیگر ہمہ مقدور قدرت الٰہی اند و بارادہ ایجاد او صادر میشوند" و در علامات و معجزات پیغمبران ایں شرط نیست کہ موافق فرمائش منکراں بیاید یا بحد اضطرار رساند بلکہ ایں معنی در صحت ایمان خلل می کند تحقیق ما فرستادیم ترا بہ معجزات حقہ و بر وجہ صواب و آنچہ مقتضائے حکمت است و آں آن است کہ ترا قدرت جبر کردن ایشاں بر ایمان ندہیم اھ

"افعال خلاف عادات خواہ مشابہ بمعجزات پیغمبروں کے ہوں خواہ اور جنس سے سب اختیار قدرت الٰہی میں ہیں اور اسی کے ارادہ اور ایجاد سے صادر ہوتے ہیں اور علامات اور معجزات پیغمبروں میں یہ شرط نہیں ہے کہ موافق فرمائش منکروں کے آوے یا لاچاری کی حد کو پہنچا دے یعنی مجبوری کے سبب قبول کرنا پڑے بلکہ یہ امر صحت ایمان میں خلل پیدا کرتا ہے تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھ کو ساتھ معجزات حقہ کے بروجہ صواب کے اور جو کچھ مقتضائے حکمت کا ہے یہ ہے کہ تجھ کو قدرت جبر کرنے کی ان پر ایمان کے لئے ہم نے نہیں دی ہے"

بلکہ خود جناب مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان صـ۲۱ میں فرماتے ہیں۔

"سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی"

نیز تقویۃ الایمان صـ۵۸ میں فرماتے ہیں۔

"سننا چاہیئے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں کر اس کے سوائے کوئی سردار نہیں ہے اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آوے اور اس کی زبان اوروں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ ان کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں

کو سکھاتے ہیں اسی طرح سے ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک
ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ
اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں۔ ان معنوں کر ان کو سارے جہاں کا سردار کہنا کچھ
مضائقہ نہیں۔ بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیئے اور ان پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی
سردار ان کو نہ جانئے۔ کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں
کر سکتے ،،

پس ناظرین پر کلام ائمہ کرام سے معجزات کی حقیقت اور تقویۃ الایمان میں خصوصاً مولانا
شہید مرحوم کی روشن بیانی سے معجزات کا ثبوت اور جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی
تعریف اور مرتبۂ آفتاب کی مانند واضح ہو کر مولوی نعیم الدین کی ساری ملمع سازی فریب
کاری کھل گئی۔ مزید برآں مولوی صاحب کے اعلیٰ حضرت بریلوی کے والد مولوی محمد نقی
علی خاں صاحب جواہر البیان حسنی پریس بریلی کے صہ میں لکھتے ہیں۔

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت
دریا ہمت جلا کر خاک بناتی ہے ،،

نیز ہدایۃ البریۃ حسنی پریس بریلی کے صہ میں لکھتے ہیں "تمام انبیاء و مرسلین وملائکہ مقربین اس کے
خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں ،، اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنی الکلمۃ العلیا، ص۳ میں
لکھا ہے۔

"حضور اقدس علیہ الصلاۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرہ کو آفتاب سے اور
قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق۔ کہاں مخلوق۔ مماثلت
ومساوات کا تو ذکر ہی کیا علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں۔ کوئی
ہستی نہیں رکھتے ،،

اہل انصاف نے ملاحظہ فرما لیا۔ کہ "نیاز مندول ،، کے ہی منہ سے خصوصاً مخدوم سید عالم صلی اللہ
علیہ وسلم ہی کی شان میں ایسے کلمے نکلتے ہیں۔ فما ھو جوابکم فھو جوابنا۔

قولہ ص۱۷ اور اپنے پیروں اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ سب باتیں ثابت کرتا ہے جن کا
ثابت کرنا حضور کے لئے شرک بتاتا ہے ملاحظہ کیجئے صراط مستقیم ص۴

وبسبب ہمیں اجتباء و اصطفاء رضائے حق و رضائے ایشاں مندرج شدہ و اتباع حق در اتباع

ایشاں منحصر گردیدہ و محظ حق با محظ ایشاں تلازمے و تلاصقے پیدا کردہ اھ۔
یہاں صدیقوں کے لئے اجتباء و اصطفاء ثابت کیا اور ان کی رضا کو خدا کی رضا ان کے اتباع کو خدا کا اتباع اور ان کی ناراضی کو خدا کی ناراضی قرار دیا۔

اقول۔ مولوی صاحب کی کس درجہ بے عقلی اور جہالت ہے جب بھیڑیا کی موت آتی ہے تو شہر میں گھستا ہے۔ کچھ چارہ کار نہ ہوا۔ تو حضرات صدیقین پر حملہ کر کے مولانا شہید مرحوم پر صراط مستقیم کے متعلق محض اتہام سے اپنا رفض ظاہر کیا چنانچہ صراط مستقیم میں مراتب و کمالات صدیقیت کے ضمن میں جو مضمون آیات کلام ربانی۔ اس عبارت منقولہ کے صدر سے ملحق ہے حسب ذیل ہے۔

اَللّٰهُ يَصْطَفِيْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا وَّمِنَ النَّاسِ وَاِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَاٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ وَاذْكُرْ عِبٰدَنَآ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِيْ وَالْاَبْصَارِ۔ اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ

"اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں سے پیغام پہونچانے والا اور آدمیوں میں سے۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کو اور آل عمران کو سارے جہان سے اور ہر ایک کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت دی ہے اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد اور ان کے بھائیوں کو اور پسند کیا ان کو اور سیدھے راستہ پر چلایا ان کو اور ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحاق اور یعقوب ہاتھوں اور آنکھوں والوں کو ہم نے ان کو چنے ہوئے آخرت کی یاد سے امتیاز دیا ہے۔ اور بیشک وہ ہمارے یہاں پسندیدہ نیک لوگوں میں سے ہیں"

بیان ہمیں معاملہ است و بسبب ہمیں اجتبا و اصطفا الخ،
جس سے واضح ہوا کہ حق تعالیٰ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کو مع ان کی ذریات و اخوان و آباء و اجداد کے پسند فرمایا۔ اور بعد انبیاء کے تمام امت میں مرتبہ و فضیلت صدیقین کو حاصل ہوا۔ چنانچہ مولانا شہید مرحوم کے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ حجۃ اللہ البالغہ عربی ص ۲۸۳ ج ۲ مترجمہ ۱۳۲۷ھ میں فرماتے ہیں۔

"و از انجملہ صدیقیت و محدثیت ہے اور ان کی حقیقت یہ ہے کہ امت میں سے ایک شخص ایسا ہوتا ہے کہ وہ اپنی نطرت ذاتی کے اعتبار سے انبیار کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ جیسے کہ شاگرد نطین کو شیخ محقق کے ساتھ نسبت ہوتی ہے پھر اگر اس شخص کو قوائے عقلیہ کے اعتبار سے تشبیہ ہو تو وہ صدیق یا محدث ہے اور اگر اس کو مشابہت قوائے عملیہ کے اعتبار سے ہے تو وہ شہید اور حواری ہے اور صدیق اور محدث میں یہ فرق ہے کہ صدیق کا نفس نبی کے نفس سے قریبۃ الاخذ ہوتا ہے۔ جیسے گندھک کو آگ کے ساتھ نسبت قریبہ ہے پھر جب وہ شخص آپ سے کوئی خبر سنتا ہے تو اس کے نفس میں اس کی بے انتہا وقعت ہوتی ہے اور اس کو دلی شہادت سے قبول کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ گویا اس کا علم اس کے نفس میں بغیر تقلید کے حاصل ہوا ہے،، اھ ملخصاً

پس مولوی نعیم الدین کی یہ بے تکی ہے کہ اپنے پیروں اور دوسرے لوگوں کے لئے یہ سب باتیں ثابت کرتا ہے جن کا ثابت کرنا حضور کے لئے شرک بتاتا ہے نعوذ باللہ من ھذہ الھفوات حضرت اہر نکتہ مکانے وارد۔ مقام توحید باری تعالیٰ عز اسمہ کی صفات خاصہ میں خواہ کوئی کسی اعلیٰ کو یا ادنیٰ کو شریک ٹھہیراوے، سب شرک ہوگا یہی عین مقصد تقویۃ الایمان ہے۔ اور مقام فضیلت مخلوقات میں علی حسب مراتب امر جدا ہے رچنانچہ مولانا شہید مرحوم کی تقویۃ الایمان اور دیگر تصنیفات اوصاف وکمالات فضائل ومحامد حضرات انبیار کرام خصوصاً جناب نبی کریم فداہ ابی وامی صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے لبریز ہیں۔ خود صراط مستقیم کے خطبہ صسے میں مولانا شہید مرحوم عرض کرتے ہیں۔

" درود نامحدود بر علم عرصۂ وجود صاحب مقام محمود مطلع جریدہ اصفیار مقطع قصیدۂ انبیار رونق افزائے چمن اصطفار گل سر سبد گلشن اجتبار مضمون کتاب ایجاد وتکوین، مقصود خطاب ارشاد وتلقین طغرائے فرامین تکلیف وتشریع۔ خط کش دعاوین تدلیس وتلمیع اعنی احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ اجمعین۔ وعلیٰ ورائۃ دلوابہ الی یوم الدین وعلینا معہم وفیہم برحمتک یا ارحم الراحمین"

منصب امامت صسے میں مولانا شہید مرحوم فرماتے ہیں۔

پس میگویم کہ مقامات انبیاء وکمالات ایشاں ہر چند بسیار از بسیار ست و	"میں کہتا ہوں کہ مقامات انبیا علیہم السلام وکمالات ان کے ہر چند بسیار از بسیار خارج

خارج از حد شمار کہ احصار آن از مثل ما مردم کہ از آحاد امتیم متعسر ست بل متعذر۔

از حد شمار ہیں، اور ہم جیسے آدمیوں سے کہ آحاد امت سے ہیں اس کا احاطہ اور احصار دشوار ہے،،

نیز مولانا شہید مرحوم خطبہ ایضاح الحق صا میں فرماتے ہیں والصلوۃ والسلام علی اکرم الخلق محمد ن البشیر النذیر الذی بعثہ اللہ الی الناس کافۃ وسماہ بالسراج المنیر وعلی آلہ واصحابہ الذین فازوا بنصرۃ الدین وکبت المشرکین. بلسان المناظرۃ وسیف الحمیراء

پس مولوی صاحب کی دیدہ دلیری مثل آفتاب آشکارا ہوئی مولانا شہید رح کی تصریحات سامنے رکھتے ہوئے کہا جا سکتا ہے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم — چشمہ آفتاب را چہ گناہ

قولہ ص۱۷۳ اور ص۶۶ میں حضرت مولی علی مرتضی کی نسبت لکھا۔

قطبیت وغوثیت وابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضی تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشان ست و در سلطنت سلاطین وامارت امرار ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔

،،قطبیت غوثیت ابدالیت وغیرہا تمام مناصب حضرت علی مرتضی رض کے زمانہ مبارک سے دنیا کے اختتام تک سب انہیں کے وسیلہ و واسطہ سے ہیں اور سلاطین کی سلطنت اور امیروں کی امیری میں انہیں ایسا دخل ہے جو سیاحین عالم ملکوت پر ظاہر ہے،،

یہاں تو حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کا یہ اختیار رہا کہ قطب غوث ابدال بنانا سب ان کے ہاتھ میں ہے بادشاہوں کو بادشاہت اور امیروں کو امیری ان کے فیض و کرم سے ملتی ہے تقویت الایمان میں کونسی شرارت کی رگ اچھلی کہ حضور سید انبیار صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں یہ لکھ ڈالا کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا تقویت الایمان کے حکم سے صراط مستقیم کی یہ عبارات شرک اور اسمٰعیل اپنے حکم سے آپ مشرک۔ تقویت الایمان میں حضرت علی مرتضی کی نسبت یہ بھی لکھا ہے کہ جن کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ اس تناقض کو دیکھئے تقویت میں تو کسی چیز کا مختار نہیں اور صراط مستقیم میں سلطنتیں دنیا اور قطبیت وغیرہ کے مناصب عطا کرنا سب حضرت مرتضی کے ہاتھ میں بتانا۔

اقول ۔ مولوی نعیم الدین کی اولاً یہ جہالت یا بددیانتی ہے کہ صراط مستقیم کا باب دوم ص۷۹ سے شروع ہوتا ہے جس میں یہ عبارت ص۶۶ پر واقع ہے یہ باب ہرگز مولانا شہید مرحوم کا نہیں ہے۔ بلکہ مولانا عبدالحی مرحوم کا ہے۔ ظالم بددیانت نے کسی کی عبارت کسی کے ذمہ لگادی جس سے ساری فریب کاری نسیاً منسیاً ہوکر تہ خاک بذلت ہوگئی معاذ اللہ منہ ثانیاً اپنی بددیانتی سے اول آخر عبارت کا چھوڑ کر جاہلوں کو فریب میں مبتلا کیا۔ حالانکہ فضیلت مرتضوی میں پوری عبارت من اولہ د آخرہ مع نقل کردہ مولوی نعیم الدین یہ ہے۔

وحضرت مرتضی را کمنوع تفضیل بر حضرت شیخین ہم ثابت است و آں تفضیل بجہت کثرت اتباع ایشاں و وساطت مقامات ولایت بل سائر خدمات است مثل قطبیت و غوثیت و ابدالیت وغیرہا ہمہ از عہد کرامت مہد حضرت مرتضی تا انقراض دنیا ہمہ بواسطہ ایشاں ست و در سلطنت سلاطین و امارت امرا ایشاں را دخلے ست کہ بر سیاحین عالم ملکوت مخفی نیست۔ و ایں عطیہ الہیہ بمقابلہ آنست کہ گاہے انتظام خلافت و مملکت و سلطنت در آل اطہار ایشاں صورت نہ بستہ باوجودیکہ بعضے کبرائے ایشاں اعلی اللہ درجاتہم فی العلیین مساعی وافرہ دریں کار مبذول فرمودند و رنجہائے فراواں در تحصیل ایں کار بر خود تحمل نمودند و اکثر سلاسل اہل ولایت ہم منتسب بجناب مرتضی است پس روز رستخیز بسبب کثرت اتباع کہ اکثرے در آنہا صاحب شاہہائے بلند و مراتب ارجمند خواہند بود و موکب مرتضوی باں ابہت وجلالی نمودہ خواہد شد کہ تماشائیان آں مقام و نظارگیاں آں مجمع بے نظیر را موجب تعجب بسیار خواہد گشت و ظہور ہمیں مقام بر بعضے منصوفان و خفائے مقام شیخین رض باعث آں گردیدہ کہ در تفضیل جناب شیخین رض تردد بہم رسانیدہ از عقیدہ راسخہ اہل سنت متزلزل شدہ اند و اگر نہ فی الحقیقت شانیکہ جناب شیخین رض را بسبب انتظام خلافت بلکہ قطع نظر ازاں ثابت است باں ابہت و جلال نسبت افضلیت و مساوات ندارد بلکہ شان آں ہر دو برگزیدہ جمیع اتباع انبیاء علیہم الصلوات والتسلیمات قطع نظر از خلافت بسبب شرح صدر و وسعت حوصلہ و تلقی اعتدال در ہر باب از اخلاق و تدبیر منزلی و مدنی و سیاست ملک و ملت کہ آنرا بہ تشبہ بالانبیا تعبیر تواں کرد الخ۔

پس اس جملہ عبارت صراط مستقیم میں مولوی نعیم الدین کی یہ فریب کاری و جعل سازی کہ حضرت

علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کا یہ اختیار مانا کہ قطب غوث ابدال بنانا سلطنتیں دنیا ان کے ہاتھ میں ہے۔ معاذ اللہ منہ۔

اس بہتان بندی اور ظلم کا کچھ ٹھکانا ہے جس کا شمہ تک بھی اس میں ذکر نہیں۔ بلکہ اکثر سلاسل ولایت آپ کے واسطہ سے منسوب ہونے کی اس میں تصریح و تشریح ہے نہ کہ ان کا اختیار آپ کے ہاتھ میں کہ یہ حق تعالیٰ ہی کی شان ہے۔ اسی طرح امور سلطنت و امارت میں دخل کے معنی اسی طرح ہے جو حدیث میں آپ کی شان میں واقضاھم علی الحدیث وارد ہے۔ مگر بحکمت حق تعالیٰ آپ کی آل اطہار میں خلافت و سلطنت کا جو ظہور نہ ہوا۔ اس کے مقابلہ میں بعطیہ آپ کو تمام کمالات ظاہر و باطن کے منصب و فضیلت کے تاج سے سرفراز فرمانے کی تصریح اس میں موجود ہے۔ کہ بڑے بڑے اہل کمال ولایت و خلفاء شاہان عادل آپ کے لشکر میں محشور ہوں گے۔ یہ مخلوقات میں فضائل و مراتب کے عطیے ہیں اور تقویۃ الایمان میں اظہار الوہیت و قدرت حق تعالیٰ اور ذلت عبدیت کا بیان ہے۔ لہٰذا تقویۃ الایمان میں یہ وہی خالص توحید ایمانی صالحیت کی مبارک رگ ہے جس کو خود مولوی نعیم الدین نے بھی فیضان رحمت میں مشیت باری تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مساوات مان کر داخل شرک کہا ہے۔ اور یہاں اس توحید مشیت سے منحرف ہو کر تقویۃ الایمان کی ضد میں شرک کو جائز کہا ہے۔ جس سے لقولہ خود مولوی نعیم الدین کو قطع نظر تناقض کے شرک میں گرفتار ہونا پڑا۔ اور جس طرح تقویۃ الایمان میں در باب توحید حق تعالیٰ کے محمدؐ و علیؓ کا مختار نہ ہونا مذکور ہے جس کی تائیدات مولوی نعیم الدین کے جواب میں مفصل دندان شکن بحوالہ شاہ عبد العزیز صاحب رح تحفہ اثنا عشریہ سے گذر چکی ہے۔ اسی طرح تقویۃ الایمان خصوصاً باب دوم الفصل الرابع فی ذکر الصحابۃ واہل البیت رضی اللہ عنہم میں فضائل و محامد اوصاف و کمالات انبیاء و اولیاء آل و اصحاب مذکور ہیں۔ ہر نکتہ مکانے وارد۔ وما علینا الا البلاغ

قولہ ص۱۷۳ صراط مستقیم کے ص۱۱۲ میں لکھا۔

ارباب ایں مناصب رفیعہ ماذون مطلق در تصرف عالم مثال و شہادت می باشند ایں کبار را می رسد کہ تمامی کائنات را بسوئی خود	"اس رفیع منصب کے لوگ عالم مثال و عالم شہادت میں تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں ماذون مطلق ہیں ان بڑے قدرت و علم والوں کو حق ہے کہ تمام کائنات کو اپنی طرف نسبت

نسبت بما بند مثلاً الیشانرا میرسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔	کریں اور کہدیں کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے“

یہ وہی اسمٰعیل ہے جو تقویۃ الایمان میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کہتا ہے کہ وہ کسی چیز کا مختار نہیں اور ان کے چاہے سے کچھ نہیں ہوتا۔ اور ان کی نسبت ایسی عقیدت رکھنا داخل شرک قرار دیتا ہے۔ یہاں صراط مستقیم ہیں اولیار کے لئے تصرف تام و اختیار کامل ان کر اور یہ کہہ کر بقول خود مشرک ہو گیا۔ کہ ان کا حق ہے کہ وہ تمام عالم کو اپنی سلطنت بتا ئیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عناد بدنصیب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کی ذات پاک سے ہے۔ قاتلہ اللہ اھ

اقول۔ اولاً یہ عبارت ص۱۱۳ بھی باب دوم مؤلفہ مولانا عبدالحی مرحوم کی ہے نہ کہ مولانا شہید مرحوم کی ظالم عنید بدنصیب خائن مفتری کذاب نے مولانا شہید مرحوم کی طرف بہتان لگا کر اور مشرک قرار دے کر خسرالدنیا والاخرۃ کا اپنے آپ کو مصداق بنایا۔ ثانیاً اصل مضمون ان اکابر اولیا، عارفان حق کی شان میں ہے جو اپنے احوال سے توحید حق تعالےٰ شانہ میں فانی ہو چکے ہیں۔ چنانچہ اس مضمون کو اوپر سے ملا کر ان کے احوال میں ملاحظہ فرمایئے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے

”قطع تعلق ماسوائے اللہ سے کر دیتے ہیں اور ان تمام کو اپنے منعم حقیقی و مولائے حقیقی کا سمجھتے ہیں۔ مثلاً اپنے ہاتھ کو ہاتھ نہیں جانتے اور اپنے سر کو اپنا سر نہیں خیال کرتے اور تمامی حشمت و شوکت اور مال و منال اور تمام اسباب دنیا کو حضرت حق جل شانہ کا سمجھ کر ہر گز کسی قسم کا بھروسہ ان پر نہیں کرتے اور ان کے صرف کرنے میں مرضیات حق سبحانہ کے مطابق کسی قسم کا دریغ و قصور نہیں کرتے اور یہ وسوسہ کہ زندگانی اور معاش کس طرح سے گزرے گی۔ ہر گز خیال میں نہیں گزرتا وغیرہم اھ ملخصاً (جس طرح حدیث میں وارد ہے کہ حق تعالےٰ ایسے بندوں کے حق میں فرماتا ہے کہ میں ان کی آنکھ کان زبان وغیرہم ہو جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتے سنتے پکڑتے چلتے ہیں) الغرض جب یہ معنی یعنی امور دنیا و عقبی سے جبری بے تعلقی اس کے دل کے اندر جاگزین ہو جاتی ہے اور اس کی طبیعت کی تہ میں مستحکم ہو کر بیٹھ جاتی ہے اور مقام فنا کا پورا پورا ارادہ حاصل ہوتا ہے تو عنایت غیبی اس کو برگزیدہ کر کے بمنزلہ چیلہ خاص کے جس طرح بادشاہان ذی الاقتدار اپنے بعض مطیعین کو تمام رعایت سے ممتاز کر کے چیلہ خاص کے خطاب سے ملقب فرماتے ہیں پس جس طرح چیلہ خاص کو اجازت مطلق تصرف کرنے متاع اسباب خانہ داری وغیرہ اپنے مولیٰ کی ہوتی ہے

اور اس کی تمام سلطنت کو اپنی طرف نسبت کرتا ہے مثلاً چیلا خاص بادشاہ ہندوستان کو پہنچتا
ہے کہ کہہ دے کہ سلطنت ہماری شہر کابل سے لے کر سمندر کے کنارہ تک ہے اسی طرح
اصحاب ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ باجازت مطلق تصرف کرنے عالم مثال اور شہادت
کے ہوتے ہیں اور ان بڑے بڑے اولی الایدی والابصار کو پہنچتا ہے کہ تمام کلیات
کو اپنی طرف نسبت کریں مثلاً ان کو پہنچتا ہے کہ کہہ دیں کہ عرش سے فرش تک سلطنت ہماری
ہے ومعنی اس کلام کے یہ ہیں کہ عرش سے فرش تک سلطنت ہمارے مولیٰ کی ہے اور ہماری سب
چیزوں کی طرف نسبت متساوی ہے کسی چیز کو ہمارے ساتھ خصوصیت نہیں ہے کہ وہ چیز ہماری
طرف منسوب ہو اور اس کے سوائے چیزیں ہماری طرف منسوب نہ ہوں واللہ اعلم بالصواب انتہی

پس ناظرین کرام جملہ عبارت کی کاٹ چھانٹ خط کشیدہ میں مولوی نعیم الدین کی بددیانتی اور فریب دہی کو ملاحظہ فرمائیں۔ کہ اصل عبارت میں بھی بجائے لفظ کلیات کے کائنات بنایا گیا پھر ترجمہ میں یہ تحریف کہ "تصرف کرنے کا اختیار کامل رکھتے ہیں" جو اس میں اس طرح ہرگز نہیں ہے اصل میں لفظ ماذون مطلق ہے۔ جو بلا ترجمہ چھوڑ دیا گیا تاکہ عوام میں فریب پوشیدہ رہے۔ کیونکہ اس کے معنی اجازت مطلق کے ہیں۔ مالک الملک جل شانہ ہی کو اختیار کامل حاصل ہے۔ نہ کہ کسی دوسرے کو وہ اپنی اجازت وحکم سے جس کو جس قدر چاہے عطا فرماوے وما تشاؤن الا ان یشاء اللہ رب العلمین فی الواقع مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں اولیار گذشتگا نکے متصرف اور انکے اختیار کامل ہونے کا عقیدہ ہے جو ہرگز اس عبارت سے نہیں ثابت ہو سکتا۔

بلکہ اہل اللہ عارفان حق کو عالم مثال وشہادت میں علی حسب حالات ومراتب کشف وسیر کی اجازت مطلق عطا فرمائی جاتی ہے معہذا اس میں وہ بلا اجازت ذرہ بھر تصرف کی قدرت واختیار نہیں رکھتے اور یہ سب امور ظنیات ہیں نہ کہ قطعیات واعتقادات پھر اس کے اول وآخر عبارت کو چھوڑ دیا گیا جس سے یہ پتہ چلتا کہ تمام عالم کو اپنی سلطنت بنانے کے کیا معنی ہیں۔ کیونکہ یہ رموز تصوف ہیں چنانچہ تصنیف را مصنف نیکو میداند مقولہ مشہور کے مطابق اس میں خود تصریح ہے کہ معنی اس کلام کے یہ ہیں الخ۔ تفصیل اس بیان کی خود صراط مستقیم میں مرقوم ہے۔ پس تقویۃ الایمان میں مشیت حق تعالیٰ کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شرکت مشیت کو جس طرح حسب احادیث واقوال ائمہ علمائے کرام شرک فرمایا گیا ہے اسی طرح مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت میں اللہ کے ساتھ رسول کی مساوات ماننے کو

شرک قرار دیا ہے، یہاں اس کے انکار سے بقول خود اپنے مشرک ہونا لازم آیا۔ بدبخت یہ نہیں دیکھتا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سبحٰن السبوح ص۳۳ میں لکھتے ہیں "انسان کو فقط کسب پر ایک گونہ اختیار ملا ہے، اس کے سارے افعال مولیٰ عزوجل ہی کی سچی قدرت سے واقع ہوتے ہیں آدمی کی کیا طاقت کہ بے اس کے ارادہ وتکوین کے پلک مار سکے"۔

نیز مولوی صاحب بریلوی ملفوظات حصہ چہارم حسنی پریس بریلی کے ص۴۷ میں لکھتے ہیں

"قلب مبارک (نبی علیہ الصلوۃ والسلام) کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی عظمت رب العزۃ جل جلالہ سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال"۔

اور مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان ص۲۷ میں لکھتے ہیں۔

"اس دربار میں مقرب فرشتے اور اولو العزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکانے اور اولیاء واصفیاء کس ادب وتعظیم سے بندگی بجا لاتے ہیں"۔

اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنی الکلمۃ العلیا ص۳۳ میں لکھا ہے

"حضور اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں۔ ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں۔ کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت ومساوات کا تو ذکر ہی کیا ہے، علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل بھی کوئی ہستی نہیں رکھتے"۔

پس اس سے واضح ہوتا ہے کہ مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی کو نیز بقول خود شان اقدس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے از حد عداوت ودشمنی ہو گی معاذ اللہ من غضبہ تعالیٰ وعقابہ۔

قولہ ص۱۲۷ اسی صراط مستقیم کے ص۳۶ میں لکھا۔ اکابر ایں طریق در زمرۂ ملائکہ مدبرات الامر کہ در تدبیر امور از جانب ملاء اعلیٰ الہام شدہ در اجرائے آں میکوشند معدود اند۔ یہاں محدثین وشہداء کو مدبرات الامر میں داخل کیا اور عالم میں تصرف مان لیا۔ غرض تقویۃ الایمان کا بطلان جیسا کہ نصوص صریحہ سے ظاہر ہے خود مصنف کے کلام سے بھی واضح ہوا۔

اقول۔ اولاً صراط مستقیم ص۳۶ میں عبارت بالجملہ ائمہ ایں طریق واکابر ایں فریق در

زمرہ الخ ہے۔ نہ کہ جس طرح مؤلف خائن نے نقل کیا ثانیاً پھر اس میں کون سا لفظ منصرف مان لینے کا ہے۔ وہاں تو ان اکابر اہل توحید کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں جو توحید خالص اور اتباع سنت میں راسخ القدم عارف کامل خلق اللہ کے امام ہادی، اہل خدمات اقطاب و اوتاد وغیرہ سے موسوم ہیں۔ نہ وہ اکابر اولیار عظام جو اس دار فانی سے گذر گئے۔ مولوی نعیم الدین کی فریب کاری پر تعجب ہے کہ اس کے بعد کی عبارت جو اس سے ملحق ہے چھوڑ دی جو یہ ہے پس احوال ایں کرام بر احوال ملائکہ عظام قیاس باید کرد اھ یعنی جس طرح ملائکہ تدبیر امور پر مامور ہیں اسی طرح یہ اکابر بھی ہدایت خلق اللہ پر مامور ہیں ان میں بڑی فضیلت اور مرتبہ والے محدث اور شہدار ہیں۔ محدث صاحب الہام ربانی کو کہتے ہیں جن کی فطرت ذاتی انبیار علیہم السلام کے مشابہ تجلی الیقین سے ہوتی ہے۔ اور شہدار کی پاک طینت قوائے عملیہ کے ساتھ ابتدار ہی سے ہوتی ہے پس ایسے نفوس طیبہ حق تعالیٰ کی جانب سے مثل ان ملائکہ عظام کے جو تدبیر امور عظام پر ملار اعلیٰ سے ملہم و مامور ہیں گنتی کے چند ہوتے ہیں اور ان امور کے اجرا میں ساعی رہتے ہیں اھ ملخصاً" صراط مستقیم ص ۳۶

یعنی توحید خالص اور اتباع سنت اور قلع و قمع رسومات شرک و بدعت گور پرستی وغیرہم میں خلق اللہ کی تربیت کے لئے کوشاں و مصروف رہتے ہیں اور تا قیام ساعت رہیں گے۔ اور ان کے ساتھ حق تعالیٰ کی حمایت و نصرت شامل حال ہمیشہ رہے گی چنانچہ حدیث میں وارد ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم حتی تقوم الساعۃ قال ابن المدینی ھم اصحاب الحدیث رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن صحیح (مشکوٰۃ ص ۵۸۲)

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ رہے گا۔ ایک گروہ میری امت سے مدد کیا گیا نہ ضرر کرے گا ان کو جو ان کی مدد کرنا چھوڑ دے۔ یہاں تک کہ قائم ہو گی قیامت۔ فرمایا امام ابن المدینی رحمہ اللہ نے وہ گروہ اہل حدیث ہے، روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوت ج ۱ ص ۱۷۵ میں فرماتے ہیں ر

وابدال اہل علم اند و امام احمد گفتہ ابدال اگر اصحاب حدیث نباشد پس چہ کسان

"ابدال اہل علم ہوتے ہیں اور امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا ابدال اگر اصحاب حدیث (یعنی اہل حدیث،

باشندے نہ ہونگے۔ تو پھر کون لوگ ہونگے،،

اسی طرح علمائے کرام نے اپنی اپنی تالیفات نفیسہ حجۃ اللہ البالغہ وغیرہ میں اس کی تفصیل فرمائی ہے یہ مرتبہ اعزاز نیابت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہرگز گور پرستوں پیر پرستوں مبتدعین کو جو غیراللہ کو متصرف فی الامور جانیں۔ نصیب نہیں ہو سکتا۔ مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب سرور القلوب فی ذکر المحبوب مطبوعہ نولکشور ص۲۱۵ میں لکھتے ہیں

"فرمایا میری امت کا ایک گروہ خدا کے حکم پر ہمیشہ قائم رہے گا۔ انہیں نقصان نہ پہنچا سکے گا۔ جو ان کو چھوڑے گا۔ اور ان کا خلاف کرے گا۔ یہانتک کہ خدا کا حکم آئے گا۔ اور وہ اسی حال پر قائم ہوئیں گے،،

مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ سوم ابوالعلی پریس آگرہ کے ص۲۵ میں لکھتے ہیں۔ وہی اکیلا حاکم اکیلا خالق اکیلا مدبر ہے۔ سب اس کے محتاج ہیں۔ وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اس نے عالم اسباب میں ملٰئکہ کو تدابیر امور پر مقرر فرمایا ہے۔ قال تعالی والمدبرات امرا۔

الغرض تقویۃ الایمان کے مقصد توحید کے ہر جزئی کی تائید جس طرح کلام ربانی واحادیث رسول صمدانی علیہ الصلوۃ والسلام سے صراحۃً واضح ہے اسی طرح تقویۃ الایمان معہ دیگر کتب مصنفۂ مولانا شہید مرحوم صراط مستقیم، منصب امامت، مثنوی سلک نور وغیرہم سے فضائل ومحامد اور اوصاف وکمالات مراتب حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام رحمہم اللہ بشرح وبسط حسب نصوص صریحہ ظاہر ہیں۔ فمن شاء فلیطالعہا۔

حاصل یہ کہ مولوی صاحب نے اپنی بے سمجھی سے عبارت "صراط مستقیم" میں حضرات اکابر ائمہ گزشتگان کے تصرف کا اتہام مولانا شہید مرحوم پر لگایا ہے۔!

کسی شخص کو شہنشاہ کہنے کی ممانعت

قولہ ص۱۷۴ و ۱۷۵ شہنشاہ۔ تقویۃ الایمان ص۱۱ میں کسی مخلوق کو شہنشاہ رکھنا) بھی شرک بتایا ہے۔ اور ص۶۵ میں اس کی تفصیل اس طرح کی ہے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق اور اس میں پایا جاتا ہے۔ اور کسی کو نہ کہے۔ جیسے بادشاہوں کا بادشاہ مالک سارے جہان کا۔ تقویۃ الایمان کا یہ مضمون اس کی نقل کی ہوئی حدیث میں نہیں ہے حدیث شریف کی طرف اس کی نسبت کر دینا حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے حدیث میں نہ شہنشاہ کہنے کو شرک فرمایا نہ مالک کہنے کو۔ یہ سب من گھڑت ہے حدیث شریف

میں صرف اس قدر ہے کہ حضور نے سنا کہ ایک شخص کو لوگ ابو الحکم کہہ کر پکارتے ہیں تو حضور نے غایت ادب کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ حکم اللہ ہے تو ابو الحکم کنیت کیوں رکھتے ہو ان اللہ ھو الحکم فلم تکنوا باب الحکم اس میں تو ابو الحکم نام رکھنے کو بھی شرک نہیں فرمایا۔ نہ کسی کو حکم کہنے کی ممانعت فرمائی۔ بلکہ خود قرآن عظیم میں فرمایا فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما او یکھئے تقویۃ الایمان والے کو قرآن پاک کی کیسی مخالفت ہے قرآن تو فرماتا ہے کہ وہ حضور کو حکم نہ مانیں اور حضور کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں تو ایمان والا نہیں۔ اور تقویۃ الایمان والا کہتا ہے کہ حکم ماننا شرک۔ اس بد نصیب کو ہر جگہ قرآن و حدیث میں شرک ہی نظر آیا۔ اور اس بدبخت نے خدا و رسول کے ارشادات کو شرک ٹھہرایا طرفہ یہ کہ قرآن پاک نے حکم کا اطلاق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بھی خاص نہیں فرمایا بلکہ اوروں پر بھی جائز قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا اسمعیلیوں سے پوچھو اب غیر خدا پر حکم کے اطلاق کو شرک بتا کر کس کو مشرک کہو گے قرآن کو یا خدا کو یا اپنے اس بددین پیشوا کو جس نے یہاں تو کسی کو شہنشاہ اور مالک سارے جہان کا کہنا شرک بتایا اور صراط مستقیم ص۶۶ میں لکھا

درسلطنت سلاطین و امارت امراء ایشاں را دخلے ست۔

جب امیروں کی امیری اور بادشاہوں کی بادشاہت حضرت مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی بدولت ہے تو شہنشاہ ہوئے اور شہنشاہی کیا چیز ہے۔ یہاں حضرت علی مرتضیٰ کو شاہنشاہ مان کر خود اپنے قول سے مشرک ہوا۔ صراط مستقیم ص۱۱۲ میں لکھا۔

ایشاں را مے رسد کہ بگویند کہ از عرش تا فرش سلطنت ماست۔

اس میں شاہنشاہ اور مالک سارے جہان کا۔ یہ دونوں باتیں آگئیں کیونکہ جب عرش سے فرش تک ان کی سلطنت ہوئی تو سارے جہان کے مالک بھی ہوئے اور روئے زمین پر جتنے بادشاہ ہیں۔ ان سب کے بادشاہ بھی۔ تقویۃ الایمان والے نے خود اپنے اوپر شرک کا فتوی دے دیا۔

اقول وباللہ التوفیق۔ مولوی نعیم الدین کی فریب کاری اور جعل سازی خباثت باطنی اور گندہ دہنی نسبت مولانا شہید مرحوم کے ناظرین بہت کچھ دیکھ چکے ہے

چو خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکاں برد

اسی وجہ سے تو تقویۃ الایمان صلا کی عبارت نقل بھی نہ کی جس سے ساری افترا پردازیوں کی حقیقت واضح ہو جاتی ۔ پس اس مقام کے اصل الفاظ یہ ہیں

"یعنی اللہ کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے اور اپنی بندگی جیسے یوں کہنا ہمارا رب ہمارا مالک ہمارا خالق الخ (برخلاف اس کے) پھر جو کوئی کسی کے تئیں بولتے ہیں یا معبود و دانا بے پرواہ خداوند خدایگان، مالک الملک شہنشاہ بولے الخ سوان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے" الخ اور دوسرے مقام تقویۃ الایمان ص۲۵ پر حدیث ابو الحکم کا پورا فائدہ جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنی بد دیانتی سے خیانۃً چھوڑ دیا وہ یہ ہے " ف یعنی یہ بات کہ ہر قضیہ چکا دے اور ہر جھگڑا مٹا دے یہ اللہ ہی کی شان ہے کہ آخرت میں ظہور کرے گی ۔ کہ پہلے پچھلے دین و دنیا کے جھگڑے سب صاف ہو جاویں گے اس بات کی مخلوق کو طاقت نہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو لفظ اللہ ہی کی شان کے لائق ہے اور اس میں رہ پایا جاتا ہے، اور کسی کو نہ کہیے جیسے بادشاہوں کا بادشاہ مالک سارے جہان کا خداوند جو چاہے کر ڈالے معبود بڑا داتا بے پرواہ علیٰ ہذا القیاس" انتہی پس اس حدیث کے فائدہ سے ناظرین پر واضح ہوا کہ بادشاہوں کا بادشاہ مالک سارے جہان کا سوائے حق تعالیٰ کے کسی کے لئے کہنے کو منع فرمایا ہے مولوی نعیم الدین کی یہ بدلگامی ہے کہ تقویۃ الایمان والا کہتا ہے کہ حکم ماننا شرک ہے ۔ فلعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

اب اہل انصاف قدرے تفصیل نہایۃ تقویۃ الایمان ملاحظہ فرماویں تاکہ تصدیق کلام مولانا شہید مرحوم اور تکذیب بہتانات مولوی نعیم الدین مانند آفتاب و ماہتاب کے روشن ہو جاوے صحیح بخاری پارہ ۲۵ ص۹۱۶ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اخنی الاسماء یوم القیامۃ عند اللہ	"بدترین ناموں کا قیامت کے دن اللہ
رجل تسمی ملک الاملاک قال سفیان	تعالیٰ کے نزدیک وہ آدمی ہے کہ نام رکھا
یقول غیرہ تفسیرہ شاہان شاہ ۔	جاوے شہنشاہ ۔ بادشاہوں کا بادشاہ"

اور صحیح مسلم ج ۲ ص۲۰۸ میں بسند مذکور روایت ہے

اغیظ رجل علی اللہ یوم القیامۃ	"سب سے زیادہ غصہ دلا اللہ تعالیٰ کے
واخبثہ واغیظہ علیہ رجل	نزدیک قیامت کے دن اور سب سے زیادہ خبیث
کان یسمی ملک الاملاک لا ملک	غصہ دلا وہ آدمی ہے کہ نام رکھا جاوے شہنشاہ

الا اللہ ۔ بادشاہوں کا بادشاہ نہیں ہے بادشاہ سوائے اللہ تعالےٰ کے کوئی ،،

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے

ویلتحق بہ ما فی معناہ مثل خالق الخلق واحکم الحاکمین وسلطان السلاطین وامیر الامراء ۔ وایضاً قال وفی الحدیث مشروعیۃ الادب فی کل شئی لان الزجر عن ملک الاملاک والوعید علیہ یقتضی المنع منہ مطلقا	اسی طرح جو اس کے ہم معنی الفاظ ہوں مثل پیدا کرنے والا خلق کا اور حاکموں کا حاکم اور بادشاہ بادشاہوں کا اور امیر امیروں کا ۔ کہا اور اس حدیث میں مشروع ہونا ادب کا ہر شئے میں ہے کیونکہ زجر اور وعید اس کے اوپر مطلقاً منع ہونے کا مقتضی ہے ،،

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد رابع صـ۴۹ میں فرماتے ہیں ۔

یعنی خوار تر و زشت تریں نامہا در حل یسمی مردے ست کہ نام کردہ بشود یعنی نام کردہ خود را ملک الاملاک بادشاہ بادشاہان و بفارسی شاہنشاہ ۔ زیرا کہ لاملک الا اللہ نیست بادشاہ بحقیقت مگر خدا عز اسمہ چہ جائے بادشاہ بادشاہان کہ اصلاً توہم شرکت دراں راہ ندارد ۔	،،سب سے زیادہ خوار و ذلیل وہ نام رکھنا آدمی کا ہے کہ نام رکھا جاوے اپنا بادشاہوں کا بادشاہ اور فارسی میں شہنشاہ ۔ کیونکہ کوئی بادشاہ حقیقی نہیں ہے سوائے اللہ تعالےٰ کے پھر جائے کہ بادشاہ بادشاہوں کا کہ اصلاً وہم شراکت کا بھی اس راہ میں نہیں رکھتا ہے ،،

اور اسی کا حاصل مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری رح ج ۴ صـ۵۶۱ میں ہے چنانچہ فرماتے ہیں (لا ملک) ای لا سلطان (الا اللہ) فمن سمی ھذا الاسم نازع اللہ بردائہ وکبریائہ وقد قال تعالیٰ فی الحدیث القدسی الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری فمن نازعنی فیھما قصمتہ ولما استنکف ان یکون عبد اللہ جعل اللہ الخزی علی رؤس الاشھاد حتی کہ حدیث صحیح مسلم میں فرمایا گیا ۔

ولا یقل العبد ربی ۔ نہ کہے غلام اپنے آقا کو اپنا رب ،،

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۴ صـ۶۷ میں فرماتے ہیں

دنگوید مملوک مالک خود را ربی زیرا کہ اگرچہ رب بمعنی مربی و تربیت کنندہ است ولیکن ربوبیت علی الاطلاق خاص حضرت پروردگار تعالیٰ ست پس اطلاق آں برآدمی موہم اشتراک است۔

"نہ کہدے مملوک اپنے مالک کو میرا رب کیونکہ اگرچہ بمعنی مربی و تربیت کرنے والے کے ہے مگر ربوبیت علی الاطلاق صفت خاص حضرت پروردگار تعالیٰ کی ہے پس اطلاق اس لفظ کا آدمی پر موہم شرکت ہے۔"

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح حجۃ اللہ البالغہ مصری جزء اول ص۶۳ میں فرماتے ہیں

ان یعتقد التوحید والتعظیم علی وجھھما ولکن ترك الامتثال لما امربہ فی حکمۃ البر والاثم۔

"انواع کفر کی ادنیٰ حالت یہ ہے، کہ حق تعالیٰ کی توحید و تعظیم کا اس کے مطابق اعتقاد تو ہو مگر تعمیل احکام نہ کرتا ہو۔ جو بموجب حکمت اچھے برے کام قرار دیئے گئے ہیں"

ایضاً جزء ثانی ص۱۳۵ میں فرماتے ہیں

ومنھا ان یکون سبب حدوثہ نسیان جلال اللہ والغفلۃ عما عند اللہ کقولہ للملك ملك الملوك۔

"منجملہ اس کے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے جلال وعظمت سے غافل ہونا اللہ کے نزدیک اس کا سبب ہوا ہو۔ جیسے کسی بادشاہ کو شہنشاہ کہنا۔"

علیٰ ھذا حدیث ابو الحکم کی شرح میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد رابع ص۵۹ میں فرماتے ہیں

ان اللہ ھو الحکم خدا است حکم نہ غیر او والیہ الحکم بسوئے او راجع و منتہی ست حکم نہ بسوئے غیر او و تلم تکنی : با الحکم پس چرا کنیت کردہ میشوی تو با بی الحکم و چرا راضی میشی تو بآں زیرا کہ حکم حاکمے را گویند کہ چوں حکم کند رد کردہ نشود حکم او و ایں صفت خاصہ جناب عزت او ست و لائق نیست بغیر وے تعالیٰ کذا قال الطیبی۔

"خدائے تعالیٰ ہی ہے حکم نہ اس کے سوا کوئی غیر اور اسی کی طرف راجع اور منتہی ہے حکم نہ سوائے اس کے غیر کی طرف پس کس واسطے کنیت کی جاتی ہے تیرے ساتھ ابو الحکم کی اور کیوں تو راضی ہے اس کنیت سے کیونکہ حکم اس حاکم کو کہتے ہیں کہ جو حکم کرے تو رد نہ کیا جاوے اس کا حکم اور یہ صفت خاصہ جناب باری تعالیٰ شانہ کے ہے اور لائق نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کے لئے اسی طرح فرمایا امام طیبی رح نے"

اور اسی طرح مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری رح مصری ج ۴ صفحہ ۶۰ میں مرقوم ہے

(بابی الحکم) وان ھذا الوصف مختص بہ لا یتجاوز الی غیرہ (والیہ الحکم) ای منہ یبدا الحکم والیہ ینتہی الحکم لہ الحکم والیہ ترجعون۔ لا راد لحکمہ ولا یخلو حکمہ عن حکمتہ وفی اطلاق ابی الحکم علی غیرہ یوھم الاشتراک فی وضعہ علی الجملۃ ؛

نیز اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد رابع صفحہ ۵ میں مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح تحت حدیث تغیر الاسماء میں فرماتے ہیں۔

و تغیر داد نام حکم را کہ دال است بر حکومت و حکم نیست مگر اللہ تعالیٰ را۔

"اور بدلا نام حکم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دلالت کرتا ہے اور حکومت کے اور حکم کسی کا نہیں ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز جلد اول صفحہ ۱۶ میں فرماتے ہیں

بجا آوردن حکم کسے است کہ او شایان حکم رانی است و لیاقت حکم رانی در غیر او تعالیٰ نباید۔

"بجا لانا حکم اسی کا ہے کہ وہ لائق حکم چلانے کے ہے اور لیاقت حکم رانی کی سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی غیر میں نہیں ہوتی"

پس احادیث اور اکابر ائمہ علماء کے کلام سے جن کو خود مولوی نعیم الدین نے مستند جانا ہے اظہر من الشمس ہوگیا کہ سوائے حق تعالےٰ کے کسی کو شہنشاہ اور مالک جہان کہنا اور ابوالحکم نام رکھنا ممنوع و موہم شرک و باعث غضب حق تعالےٰ کا ہے۔ کیونکہ یہ صفت خاصہ جناب باری تعالیٰ اعز اسمہ ہے۔ پھر احادیث اور کلام شارحین سے اتنی جہالت کہ مرغی کی ایک ہی ٹانگ ہانکے جانا کہ "نہ شہنشاہ کہنے کو شرک فرمایا، نہ ابوالحکم نام رکھنے کو شرک فرمایا نہ ممانعت فرمائی" معاذاللہ آفتاب پر خاک اڑانے سے کم نہیں کیونکہ خود آسمان کی طرف تھوکا اپنے ہی اوپر میں آتا ہے۔ خود مولوی نعیم الدین نے لکھا "حضور نے غایت ادب کی تعلیم فرمائی کہ حکم اللہ ہے تم ابوالحکم کنیت کیوں رکھتے ہو، تو جب حکم در اصل اللہ ہی ہے۔ تو پھر ابوالحکم یعنی حکم کا باپ بھی کہلانے کا مستحق کون ہو سکتا ہے۔ یہ تو ممانعت میں بھی اشد و ابلغ باعث شرک ہوا۔ اور اگر برخلاف اس کے بقول خود کسی کا نام ابوالحکم رکھنے کے جواز کا صراحۃً آیت سے استدلال صحیح و جزو ایمان ہے تو اس کے ترک میں پھر غایت ادب کی تعلیم کے چہ معنی؟ لہٰذا بلحاظ ان اللہ ھو الحکم کے حکم نام بدل دینا بحکم حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واضح ہو چکا۔"

ہاں آیت قرآن پاک میں نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کو امت کے لئے حکم تجویز فرمانا مطلقاً خود حق تعالیٰ ہی کا حکم ناطق ہونا جزِ ایمان ہے کہ کسی دوسرے کو اپنا نام ہی حکم مقرر کرلینا چنانچہ یہ امر خود تقویۃ الایمان کے باب دوم صـ۶۸ میں مفصل مرقوم ہے

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ	فرمایا اللہ صاحب نے یعنی سورہ نسار میں کہ
حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	"سو قسم ہے تیرے رب کی ان کا ایمان نہ ہوگا
ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا	جب تک تجھی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا
مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا	اٹھے آپس میں پھر نہ پاویں اپنے جی میں خفگی
(سورۃ النساء)	یعنی فیصلہ سے اور قبول رکھیں مان کر،،

ف ۔ یعنی جب کسی عبادت یا دنیا کے معاملے یا رسم اور عادت کی بابت لوگوں کے آپس میں جھگڑا اٹھے ایک کہتا ہو یوں کیا چاہیئے دوسرا کہتا ہو یوں نہیں یوں کیا چاہیئے ایک دعوے کرے میرا ہے دوسرا کہے میرا ہے کوئی کہے یہ کام یا رسم یا عادت بد ہے کوئی کہے نیک ہے تو ایسے وقت میں چاہیئے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منصف بدین اور حاکم ٹھیراویں پھر جو حکم حضرت فرمادیں یا حضرت کی حدیث سے ثابت ہو اس حکم کو خواہ اپنی مرضی کے موافق ہو خواہ خلاف جان و دل سے خوش ہو کر قبول کریں اور مان لیں تب مسلمانی کا دعوے سچا معلوم ہو۔ اور جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو منصف اور حاکم نہ بدے یا حضرت کے حکم سے دل ناخوش ہو اور حکم کو نہ مانے اور چون وچرا کرے وہ ہرگز مسلمان نہیں۔ بلکہ کافر و منافق ہے ظاہر میں آپ کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں کہتا ہے، پھر حضرت کے فیصلہ سے اور حکم سے راضی نہیں ہوتا۔ اور دل میں خفگی اور تنگی لاتا ہے،،

پس خدارا انصاف کہ مولوی نعیم الدین کا اپنے گھر میں میاں مٹھو بن کے جاہلوں میں مولوی کہلا کر یہ کہنا کہ تقویۃ الایمان والے کو قرآن پاک کی کیسی مخالفت ہے کہتا ہے کہ حکم ماننا شرک الخ یہ محض مغوانات بے سروپا ہے جو ہرگز ایک حرف بھی تقویۃ الایمان میں نہیں ہو سکتا ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین علی ہذا دوسری آیت سورۂ نسا میں در بارہ نزاع زوجین میں بطرفین حکم تجویز فرمانا بحکم حق تعالیٰ کا لمشروط عدم مخالفت امر ونہی حق تعالیٰ کے حسب آیت قرآن پاک (سورۂ النساء)

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ ۔ "پھر اگر جھگڑ و کسی چیز میں تو اس کو رجوع کرو اللہ اور رسول کی طرف"

اور حسب حدیث شریف:۔

لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ۔ "کسی مخلوق کی فرمانبرداری نہیں ہے حق تعالیٰ کی معصیت میں"

جس کا بیان واضح اس آیت کے بعد آیت سورہ نساء ہی میں واقع ہے۔

وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ ۔ "اور جب وقت حکم بنو یعنی فیصلہ کرنے لگو لوگوں میں تو فیصلہ کرو انصاف سے"

پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی معاملہ میں بطور حکم فیصلہ صادر فرمانا حق تعالیٰ ہی کا حکم اور فیصلہ ناطق قطعی ہے اور نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے سوا کسی کے لئے یہ منصب حاصل نہیں ہے اور نہ ہی شہنشاہ اور احکم الحاکمین اور ابوالحکم جیسے نام رکھنا جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنی من گھڑت شریعت میں حق تعالیٰ کی مخالفت سے جائز بتایا۔ اور صراط مستقیم پر یہ افترا پردازی کہ حضرت علی مرتضیٰ رضہ کو شہنشاہ اور سارے جہان کا مالک مانا الخ

لعنۃ اللہ علی الکاذبین جس کا مفصل جواب زلزال شکن گزر چکا۔ وما علینا الا البلاغ

مبحث علمِ غیب

قولہ صـ۶۷ انبیاء و مرسلین صلوٰۃ اللہ علیہم وسلامہ کے کمالات کا انکار کرنا اور ان کو شرک بتانا اس گروہ ناحق پژوہ کا مدعائے دلی اور مقصد قلبی ہے جو کمال نظر آیا اس کا بے دینوں نے انکار کیا کمالات میں علم اعلیٰ درجہ کا کمال ہے جو حق تبارک و تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو علیٰ وجہ الکمال عطا فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

وَعَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ وَکَانَ فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکَ عَظِیْمًا ۔ "اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے رب نے آپ کو تعلیم فرمایا جو کچھ آپ نہ جانتے تھے اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے"

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُطْلِعَکُمْ عَلَی الْغَیْبِ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَجْتَبِیْ مِنْ "اور اللہ جل شانہ یوں نہیں کہ تم کو غیب پر مطلع کردے لیکن اللہ جل شانہ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں

رُسُلِہٖ مَنْ یَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَکُمْ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۔	سے جس کو چاہے پس اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے
وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ ۔	ہم نے آپ پر اے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن پاک نازل فرمایا ہر شئے بیان واضح
اَلرَّحْمٰنُ ہ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ہ عَلَّمَہُ الْبَیَانَ ۔ (سورۂ الرحمٰن)	مطلب یہ کہ حضرت رحمٰن نے قرآن کی تعلیم فرمائی انسان یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کیا ان کو بیان ماکان و مایکون تعلیم فرمایا"

تفسیر معالم التنزیل میں ہے خلق الانسان یعنی محمد اصلی اللہ علیہ وسلم علمہ البیان یعنی بیان ماکَانَ وَمَا یَکُوْن ان آیات کریمہ سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء تمام کائنات کا علم عطا فرمایا غیب پر مطلع کیا ماکان وما یکون کی تعلیم فرمائی۔

اقول بتوفیق اللہ العزیز۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

عقیدہ علم غیب کا یہ مسئلہ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء تمام کائنات کے علم غیب پر مطلع کیا جس کی مزید تشریح مولوی نعیم الدین نے گذشتہ ص۱۳ میں یہ کی ہے "ذرہ ذرہ علم مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہے"، اور الکلمۃ العلیا ص۳ ص۴ و ص۱۵ و ص۲۵ و ص۲۶ وغیرہم میں یہ کی ہے کہ "حضور رب کے عالم میں ذرہ ذرہ حضور پر ظاہر و روشن ہے حتیٰ کہ بدء الخلق یعنی ابتدائے آفرینش یعنی مخلوق کے پیدا کرنے کے وقت سے لے کر جنت اور دوزخ میں داخل ہونے کے وقت کا تمام احوال اور امت کا سب خیر و شر تعلیم فرمایا بخوبی جانتے اور بالتفصیل پہچانتے ہیں"

اس سے بھی زائد وضاحت مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی انباء المصطفےٰ ص۲ میں کرتے ہیں "روز اول سے آخر تک کا سب ماکان وما یکون انہیں بتایا۔ اشیائے مذکورہ سے کوئی ذرہ حضور کے علم سے باہر نہ رہا۔ علم عظیم حبیب کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ان سب کو محیط ہوا۔ نہ صرف اجمالاً بلکہ ہر صغیر و کبیر ہر

رطب دیا۔ بس جو پتا گرتا ہے۔ زمین کی اندھیریوں میں جو دانہ کہیں پڑا ہے سب کو جدا جدا تفصیلاً جان لیا،، اور بہار شریعت حصہ اول صـ۱۲ میں لکھا ہے "زمین و آسمان کا ہر ذرہ ہر نبی کے پیش نظر ہے" حتیٰ کہ مولوی نعیم الدین کے بقول "الکلمۃ العلیا صـ۱" "جملہ فضلاء"، مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری اعلام الاذکیا صـ۱۹ میں لکھتے ہیں "ہمارے سردار کے کہ وہ علم حاوی اور محیط جملہ ماکان و مایکون کو ہے نہ صرف موجودات یا بعض کا" "ہمارے سردار کائنات کا علم بطریق اطلاق و عموم اور احاطہ و شمول،، ایضاً صـ۱۶ "حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے علام الغیوب اور احاطہ علمی جملہ ماکان و مایکون کے واسطے کافی،،

پس ان صفات مذکورہ حق تعالیٰ کو جو قرآن پاک میں مفصل مرقوم ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ثابت کرنے کے لیے بزعم خود مولوی نعیم الدین کی کل پونجی صرف یہ چار آیتیں پیش کردہ ہیں آیت اولیٰ پ۵ نساء۔ آیت ثانیہ پ۴ آل عمران۔ آیت ثالثہ پ۱۴ النحل۔ آیت رابعہ پ۲۷ الرحمٰن۔ جس سے بحیلہ عطائی و تعلیمی علم غیب کی آڑ بنا کر حضرات انبیاء علیہم السلام کو مثل افعال یہود و نصاریٰ غائبانہ حاضر و ناظر جان کر ان سے ندائیں حاجات مرادات مشکل کشائی طلب کرنے کے اعتقاد سے خلق اللہ کو شرک میں مبتلا کر کے کھانے کمانے کا ڈھنگ نکالا گیا۔ حالانکہ یہ محض باطل ہے۔ ہرگز ان آیات قرآن پاک میں اس عقیدۂ باطلہ کا شمہ بھی ممکن نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ صفت علم غیب منجملہ صفات خاصہ جناب باری تعالیٰ عزاسمہ ہے۔ کسی دوسرے میں ایک ذرہ بھی اگرچہ بطور عطیہ ہی جان کر اس کو غیب دان و عالم الغیب کہے داخل شرک ہے۔ چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے مقتداء مسلم بدایونی لوارق صـ۱ میں لکھتے ہیں

شرعاً معتبر در توحید و شرک ہمان صفت الوہیت است و بس کہ آن صفت در غیر ذات واحد حق ہیچ یافتہ نمی شود نہ بالذات و نہ بعطائے او تعالیٰ شانہ نہ کامل و نہ ناقص و ہمیں سبب شرک اخبث الخبائث گردید کہ مستلزم تعمیم صفت خاص است

"شرعاً معتبر توحید اور شرک میں وہی صفت الوہیت یعنی عرف حق تعالیٰ کا معبود ماننا ہے کہ وہ صفت غیر ذات واحد حق تعالیٰ میں کسی طور پر نہیں پائی جا سکتی ہے نہ بالذات نہ حق تعالیٰ کے عطا فرمانے سے نہ کامل اور نہ ناقص اور اسی سبب سے شرک اخبث الخبائث ہوا ہے کہ اس سے عام ہونا صفت خاص (باری تعالیٰ) کا لازم آتا ہے"

ایضاً صـ۱۰۲ میں لکھتے ہیں

پس ہر کہ غیب خاصۂ خدا را برائے مخلوقے

"پس جو شخص کہ غیب خاصہ خدا کو مخلوق کے لیے

ثابت کند ایں اعتقاد باطل ومخالف شرع است۔ — ثابت کرے یہ اعتقاد باطل ومخالف شرع کے ہے،،

اب جو شخص بھی کسے باشد صفت علم غیب کو لوازم الوہیت باری تعالیٰ عز اسمہ سے خارج کرے یا جمیع اشیار ذرہ ذرہ عالم پر حق تعالیٰ کے سوا کسی کا علم محیط جانے اس کا باعث شرک ہونا خود مولوی نعیم الدین کے مقتداء سے بھی ثابت ہوا۔ اسی طرح مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص۵۲ میں منجملہ عقائد باطلہ کے فرماتے ہیں۔

وانبیار و مرسلین را لوازم الوہیت از علم غیب۔ وشنیدن فریاد ہر کس در ہر جا وقدرت بر جمیع مقدورات ثابت کند۔ — ،،انبیار اور مرسلین علیہم السلام کے لئے لوازم الوہیت جیسے کہ علم غیب اور سننا فریاد ہر شخص کی ہر جگہ سے اور قدرت جمیع مقدورات پر ثابت کرے،،

پس یہ مقولہ کہ ،،جمیع اشیار کے ذرہ ذرہ کا علم آپ کو عطا ہوا،، بالکل غلط و بہتان عظیم ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین نے ان آیات مذکورہ میں علم محدود امور شرعیہ ومعارف ربانیہ کے معنی الکلمۃ العلیار ص۱۶ میں تسلیم کئے ہیں کہ بحوالہ تفسیر بیضاوی وغیرہ من خفیات الامور ا د من امور الدین والشرائع اور ص۳۷ میں لکھا کہ آیۃ شریفہ وعلمك ما لم تکن تعلم سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام احکام شرعیہ کی تعلیم ہوئی ،، سلمنا علی ہذا دیگر تفاسیر میں یہی معنی مرقوم ہیں چنانچہ تفسیر مظہری پارہ ۵ نسا ص۲۵ میں مرقوم ہے وعلمك ما لم تکن تعلم قال قتادۃ علمہ اللہ بیان الدنیا والاخرۃ من حلالہ وحرامہ اور تفسیر جامع البیان ص۷۹ میں ہے بیانا بلیغا یحتاجون الیہ من امور الدین نیز اس کے ہم معنی الفاظ قرآن پاک میں بکثرت وارد ہیں چنانچہ پ۹ اعراف میں فرمایا وتفصیلا لکل شیء تفسیر جلالین ص۱۰۹ میں مرقوم ہے یحتاج الیہ فی الدین اور تفسیر جامع البیان ص۱۱ میں ہے ھم الیہ محتاجون فی امر دینھم امر ونہی حلال وحرام اور پارہ ۱۴ النحل میں فرمایا

وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡہِمۡ — ،،اور نازل کیا ہم نے تیری طرف ذکر یعنی قرآن تاکہ بیان کردے لوگوں کو جو نازل ہوا ان کی طرف،،

اور پارہ ۶ سورہ مائدہ میں فرمایا۔

یٰۤاَیُّھَا الرَّسُوۡلُ بَلِّغۡ مَاۤ اُنۡزِلَ اِلَیۡکَ — ،،اے رسول پہنچا جو تیری طرف نازل ہوا تیرے

مِنْ رَّبِّكَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ۔ رب کی طرف سے اور اگر یہ نہ کیا تو تو نے کچھ نہ پہنچایا اس کا پیغام ،،

اور پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ میں فرمایا۔

مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتَابُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنَاهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ ۔ ”تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور نہ ایمان پر ہم نے رکھی ہے روشنی اس سے راہ دیتے ہیں“

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوت ج ا صـ۲۲۶ میں فرماتے ہیں

وافاضہ کردہ است بروے علوم واسرار ماکان ومایکون بضرورت حاصل شود داو راعلم بہ نبوت او بے شوب وشکوک وظنون قولہ تعالیٰ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ۔ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ طرف سے علوم واسرار گذشتہ وآئندہ کے بضرورت حاصل ہوئے اور آپ کو علم آپ کی نبوت کا بے ریب وشکوک وظنون کے حسب فرمان حق تعالیٰ کے وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ یعنی اور علم دیا تجھ کو جو تو نہ جانتا تھا ،،

اسی طرح مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ صـ۱۶۶ میں فرماتے ہیں

در احکام شرعیہ بدون ورود وحی ایشاں را علم حاصل نمے شود و دریں علم وارد است قولہ تعالیٰ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ احکام شرعیہ میں بدون وارد ہونے وحی کے ان کو یعنی انبیاء علیہم السلام کو علم حاصل نہیں ہوتا اور اسی علم کے بارہ میں وارد ہوا ہے حق تعالیٰ کا فرمان کہ اور علم دیا تجھ کو جو تو نہ جانتا تھا ،،

پس اگر مولوی نعیم الدین کے زعم باطل کے مطابق یہی علم احکام قرآن پاک جمیع اشیاء ذرہ ذرہ کے ثبوت کے لئے عام ہوتا تو یہی الفاظ عام مسلمانوں کے حق میں بھی وارد ہیں چنانچہ پ۲ بقرہ میں فرمایا

وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۔ ”اور تم کو سکھاتا ہے (ہمارا رسول) جو تم نہ جانتے تھے ،،

اور پ۷ سورہ انعام میں فرمایا یہود کے حق میں

وَعُلِّمْتُمْ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ ۔ ”اور تم سکھائے گئے جو تم نہ جانتے تھے اور نہ تمہارے باپ دادے ،،

اور پارہ ۳۰ سورہ علق میں فرمایا۔

عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ ۔ ”سکھایا آدمی کو جو نہ جانتا تھا ،،

لہذا یہ سب لوگ بھی مولوی نعیم الدین کے خیال کے مطابق بحکم عموم جمیع اشیاء ذرات عالم کے عالم الغیب ہوئے، حالانکہ ہرگز ایسا ممکن نہیں بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علوم و احکام دینی معارف ربانی جو آپ کو معلوم نہ تھے وہ علوم آپ کو سکھائے اور عطا فرمائے گئے اسی طرح دوسرے لوگ بھی جو علوم قرآن و حدیث سے ناآشنا تھے وہ بذریعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سکھلائے گئے اس سے علم غیب کا کیا تعلق۔ کیونکہ صفت علم غیب جس کی خود مولوی نعیم الدین نے آئندہ ص۸۱ اور نیز الکلمۃ العلیا ص۲۳ و ۲۵ و ص۳۶ و ص۸۹ میں یہ تعریف اور معنی لکھتے ہیں کہ "اب غیب کے معنی سنئے تفسیر بیضاوی میں ہے یعنی غیب اس پوشیدہ چیز کا نام ہے جس کو حس ادراک نہیں کرتی اور بداہۃ عقل پا نہیں لیتی"، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں تحریر فرماتے ہیں

ومراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب	"اور مراد یہ ہے کہ بے تعلیم الٰہی کے بحساب
عقل ہیچ کس ایں ہا را نداند آنہا از امور	عقل کوئی شخص ان کو نہ جانے وہ امور غیب ہیں کہ
امور غیب اند کہ جز خدائے کسے نداند	سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی ان کو نہیں جانتا ہے
مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی	لیکن حق تعالیٰ خود اپنی طرف سے کسی کو بذریعہ وحی
والہام بداناند۔	والہام کے بتلاتا ہے"

اسی طرح مولوی نعیم الدین کے مقتدایان کہتے ہیں مثلاً مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی انباء المصطفےٰ ص۱۲ میں لکھتے ہیں "نفی علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا"، اور مولوی سلامت اللہ صاحب رامپوری کی اعلام الاذکیاء ص۳ میں لکھا ہے "غیب اس کو کہتے ہیں جو حواس ظاہرہ و باطنہ سے خارج ہو"

پس علم غیب کے یہ معنی ہوئے کہ اپنی ذات سے بے بتائے کسی کے خود جانتا ہو تو ایسا علم سوائے ذات پاک حق تعالیٰ واحد مالک الملک علام الغیوب کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔ جس کسی کو جو کچھ معلوم ہوگا اطلاع سے ہوگا۔ اگر امور اطلاعیہ پر عالم الغیب کہنا مانا جاوے گا تو ہر ایک شخص عالم الغیب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ ہر کسی کو کسی شئے کا علم کسی ذریعہ واسطہ سے حاصل ہوتا ہے۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالےٰ علام الغیوب نے اطلاع فرمائی اور آپ نے دوسروں کو سلسلہ بسلسلہ حسب ارشاد حدیث

بلغوا عنی ولو آیۃ	"پہنچاؤ میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت ہو"

بموجب فرمان خداوندی بلغ ما انزل الیک من ربک لہذا اس عقیدہ باطلہ پر جس طرح آپ

عالم الغیب ہوئے تمام لوگ بھی معاذ اللہ عالم الغیب ہوں گے۔ پس خود مولوی نعیم الدین کی اس تعریف ومعنی علم غیب سے صراحۃً معلوم ہوا کہ علوم عطیہ بذریعہ کسی اطلاع وحی والہام حواس ظاہرہ وباطنہ کے جس کسی کو حق تعالیٰ کی طرف سے معلوم کرائے گئے اس کو غیب داں عالم الغیب ہرگز نہیں کہہ سکتے۔ اسی لئے فتاوی بزازیہ فقہ حنفیہ مستند مولوی احمد رضاخاں صاحب بریلوی میں مرقوم ہے۔

واما علم الله تعالی لخیار عباده	جو علم اللہ تعالیٰ اپنے خاص بندوں کو بذریعہ وحی
بالوحی او الالهام لم یبق بعد	یا الہام کے عطا فرماتا ہے بعد اطلاع کے اس پر غیب
الاعلام غیبا	کا اطلاق نہیں رکھتا ۱۱

اور کبیری شرح منیۃ المصلی (مسلّمہ مولوی نعیم الدین الکلمۃ العلیا صفحہ ۱۱) کے ۲۵۶ میں مرقوم ہے

من اسماء الله تعالی وصفاته	"اللہ تعالیٰ کے ان ناموں اور صفتوں میں جس میں
التی لا یشارك فیها کالرحمن و	کسی کی شرکت نہیں ہے جیسے رحمٰن اور خالق اور
الخالق والرازق وعالم الغیب و	رزاق اور عالم الغیب ہر کھلی چھپی چیزوں کا جاننے
الشهادة وعالم الخفیات وقادر	والا اور ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور اپنے بندوں
علی کل شیء والرحیم لعباده	پر رحم فرمانے والا ۱۱

تو باوصف صفات مذکورہ حق تعالیٰ کے حضرات انبیاء علیہم السلام کو خصوصاً جناب سرور کائنات علیہ الصلوۃ والسلام کو جو بدرجہا کثیر علوم ومعارف سب سے اعلیٰ وارفع بطریق وحی تمامی قرآن ناطق وغیر ناطق کے بذریعہ معجزات واحکام وغیرہم حق تعالیٰ کی طرف سے عنایت فرمائے گئے اس عطا سے وہ عالم الغیب حسب تصریح مذکورہ بالا نہیں ہو سکتے اگر اطلاع امور غیب کی وجہ سے اطلاع کرنا علم غیب کا عقیدہ درست ہوتا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نفی علم غیب کی قرآن وحدیث میں صراحۃً وارد نہ ہوتی۔

حالانکہ مخصوص ہونا علم غیب کا حق تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ سیکڑوں آیات قرآن پاک اور احادیث صحیحہ سے صراحۃً بقطعیۃ الدلالۃ وارد ہے منجملہ ان کے چند آیات مطابق ترجمہ مقبول الانام موضح القرآن شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی کے جو مستند مولوی نعیم الدین کا بھی ہے حسب ذیل ہیں۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پارہ اول سورہ بقر میں

إِنِّي أَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

"مجھ کو معلوم ہیں پردے آسمان وزمین کے"

اور فرمایا پارہ ۷ سورہ مائدہ میں

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُولُ مَاذَا أُجِبْتُمْ قَالُوا لَا عِلْمَ لَنَا إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ ◆

"جس دن اللہ جمع کرے گا رسولوں کو پھر کہے گا تم کو کیا جواب دیا بولیں گے ہم کو خبر نہیں تو ہی ہے چھپی بات جانتا"

اور فرمایا پارہ ۷ سورہ انعام میں

قُلْ لَا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ ◆

"تو کہہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے نہ میں جانوں غیب کی بات"

ایضاً پارہ ۷ سورہ انعام میں فرمایا

وَعِنْدَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ◆

"اسی کے پاس کنجیاں ہیں غیب کی ان کو کوئی نہیں جانتا اس کے سوا اور وہ جانتا ہے جو جنگل اور دریا میں ہے اور نہیں جھڑتا کوئی پات جو وہ نہیں جانتا۔ اور نہ کوئی دانہ زمین کے اندھیروں میں اور نہ ہرا نہ سوکھا جو نہیں کھلی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں"

اور فرمایا پارہ ۹ سورہ اعراف میں

يَسْأَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسَاهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّي لَا يُجَلِّيهَا لِوَقْتِهَا إِلَّا هُوَ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ لَا تَأْتِيكُمْ إِلَّا بَغْتَةً يَسْأَلُونَكَ كَأَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا قُلْ إِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۔ قُلْ لَا أَمْلِكُ لِنَفْسِي نَفْعًا وَلَا ضَرًّا إِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ أَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ

"اور تجھ سے پوچھتے ہیں قیامت کس وقت ہے اس کا ٹھیراؤ تو کہہ اس کی خبر تو ہے میرے رب ہی پاس وہی کھول دکھاوے گا اس کو اپنے وقت بھاری بات ہے آسمان وزمین میں تم پر آوے گی تو بے خبر آوے گی تجھ سے پوچھنے لگتے ہیں گویا کہ تو اس کا متلاشی ہے تو کہہ اس کی خبر ہے خاص اللہ پاس تو کہہ میں مالک نہیں اپنی جان کے بھلے کا نہ برے کا مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں جانا کرتا غیب کی بات تو بہت خوبیاں لیتا اور مجھ کو برائی کبھی نہ پہنچتی میں تو یہی ہوں ڈر اور

السُّوْءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّبَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ — خوشی سنانے والا ماننے لوگوں کو "

اور فرمایا پارہ ۱۰ سورہ توبہ میں

وَاَنَّ اللّٰہَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ — "اور یہ کہ اللہ جاننے والا ہے ہر چھپے کا "

اور فرمایا پارہ ۱۱ سورہ توبہ میں ۔

عَالِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ — "جاننے والا چھپے اور کھلے کا "

ایضاً فرمایا پارہ ۱۱ سورہ یونس میں

فَقُلْ اِنَّمَا الْغَیْبُ لِلّٰہِ — "سو تو کہہ کہ چھپی بات اللہ ہی جانے

اور فرمایا پارہ ۱۲ سورہ ہود میں

وَلَآ اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَآئِنُ اللّٰہِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَیْبَ — " اور میں نہیں کہتا تم کو کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے اور نہ میں خبر رکھوں غیب کی "

ایضاً فرمایا پارہ ۱۲ سورہ ہود میں

وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — "اور اللہ کے پاس ہے چھپی بات آسمانوں اور زمین کی"

اور فرمایا پارہ ۱۳ سورہ یوسف میں

وَمَا کُنَّا لِلْغَیْبِ حٰفِظِیْنَ — "(یعنی) یوسف علیہ السلام) اور ہم غیب کی خبر کے حافظ نہ تھے"

اور فرمایا پارہ ۱۳ سورہ رعد میں ۔

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالُ ۔ — "جاننے والا چھپے اور کھلے کا سب سے بڑا "

اور فرمایا پارہ ۱۴ سورہ نحل میں ۔

وَلِلّٰہِ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — "اور اللہ پاس ہیں بھید آسمان اور زمین کے "

اور فرمایا پارہ ۱۵ سورہ کہف میں

قُلِ اللّٰہُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لَہٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ — "تو کہہ اللہ خوب جانتا ہے جتنی مدت وہ رہے اسی پاس ہیں چھپے بھید آسمانوں و زمین کے "

اور فرمایا پارہ ۱۸ سورہ مومنون میں

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ فَتَعٰلٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ۔ — "جاننے والا چھپے اور کھلے کا وہ بہت اوپر ہے اس سے جو یہ شریک بناتے ہیں "

اور فرمایا پارہ ۲۰ سورہ نمل میں۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

"تو کہہ خبر نہیں رکھتا جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں چھپی چیز کی مگر اللہ اور ان کو خبر نہیں کب جلائے جاویں گے"

اور فرمایا پارہ ۲۱ سورہ لقمان میں

يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ

"مقولہ لقمان اے بیٹے اگر کوئی چیز ہووے برابر رائی کے دانہ کے پھر رہی ہو کسی پتھر میں یا آسمانوں میں یا زمین میں لا حاضر کرے اللہ بیشک اللہ چھپی جانتا ہے خبردار"

ایضاً پارہ ۲۱ سورہ لقمان میں فرمایا۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ

"اللہ جو ہے اسی پاس ہے قیامت کی خبر اور اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو ہے ماں کے پیٹ میں اور کوئی جی نہیں جانتا کیا کرے گا کل اور کوئی جی نہیں جانتا کس زمین میں مرے گا تحقیق اللہ ہی سب چیز جانتا ہے خبردار"

اور فرمایا پارہ ۲۲ سورہ احزاب میں

يَسْئَلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا

"لوگ پوچھتے ہیں تجھ سے قیامت کو تو کہہ اس کی خبر ہے اللہ ہی پاس اور تو کیا جانے شاید وہ پاس ہی ہو"

اور فرمایا پارہ ۲۲ سورہ سبا میں

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ عٰلِمِ الْغَيْبِ لَا

"جانتا ہے جو بیٹھتا ہے زمین میں اور جو نکلتا ہے اس سے اور جو اترتا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی ہے رحم والا بخشنا اور کہنے لگے منکر نہ آوے گی ہم پر وہ گھڑی تو کہہ کیوں نہیں قسم ہے میرے رب کی البتہ آوے گی تم پر اس چھپے جاننے والے کی غائب نہیں

يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۔

ہو سکتا اس سے کچھ ذرہ بھر آسمانوں میں نہ زمین میں اور کوئی چیز نہیں اس سے چھوٹی نہ اس سے بڑی جو جو نہیں ہے کھلی کتاب (یعنی لوح محفوظ) میں "

ایضاً فرمایا پارہ ۲۲ سورہ سبا میں

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۔

" پھر جب تقدیر کے ہم مقرر اس پر (یعنی سلیمان علیہ السلام پر) موت نہ جتایا ان کو اس کا مرنا مگر کیڑے نے گھن کے کھاتا رہا اس کا عصا پھر جب وہ گر پڑا معلوم کیا جنوں نے کہ اگر خبر رکھتے ہوتے غیب کی نہ رہتے ذلت کی تکلیف میں "

ایضاً فرمایا پارہ ۲۲ سورہ سبا میں ۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۔

" تو کہہ میرا رب پھینکتا جاتا ہے سچا دین وہ جاننے والا چھپی چیزیں "

ایضاً فرمایا پارہ ۲۲ سورہ فاطر میں

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۔

" اللہ بھید جاننے والا ہے آسمانوں کا اور زمین کا اس کو خوب معلوم ہے جو بات ہے دلوں میں "

اور فرمایا پارہ ۲۳ سورہ یٰس میں

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۔

" ہم نے نہیں سکھایا اس کو (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو) شعر کہنا ۔ اور یہ اس کے لائق نہیں "

اور فرمایا پارہ ۲۴ سورہ زمر میں

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ ۔

" تو کہہ اے اللہ پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کے جاننے والے چھپے اور کھلے کے "

ایضاً فرمایا پارہ ۲۴ سورہ زمر میں

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔

" اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی "

اور فرمایا پارہ ۲۴ سورہ مومن میں ۔

يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ

"وہ جانتا ہے چوری کی نگاہ اور جو چھپا ہے سینوں میں"

اور فرمایا پارہ ۲۵ سورہ حم سجدہ میں

اِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرَاتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ

"اس کی طرف حوالہ ہے خبر قیامت کی اور کوئی میوے نہیں جو نکلتے ہیں اپنے غلاف سے اور گابہ (یعنی حمل) نہیں رہتا کسی مادہ کو اور نہ وہ جنے جس کی اس کو خبر نہیں"

اور فرمایا پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ میں

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔

"اسی پاس ہیں کنجیاں آسمانوں کی اور زمین کی پھیلا دیتا ہے روزی جس کو چاہے اور ماپ دیتا ہے وہ چیز کی خبر رکھتا ہے"

ایضاً پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ میں فرمایا

وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ۔

"اور تجھ کو (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کیا خبر ہے شاید وہ گھڑی پاس ہو"

اور فرمایا پارہ ۲۵ سورہ زخرف میں

وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ

"اور اسی پاس ہے خبر قیامت کی اور اسی تک پھر جاؤ گے"

اور فرمایا پارہ ۲۶ سورہ احقاف میں

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ وَمَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ۔

"تو کہہ میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور مجھ کو معلوم نہیں کیا ہونا ہے مجھ سے اور تم سے"

ایضاً پارہ ۲۶ سورہ احقاف میں فرمایا

قَالَ اِنَّمَا الْعِلْمُ عِنْدَ اللّٰهِ

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی طلب قیامت پر کہا یہ خبر تو اللہ ہی کو ہے"

اور فرمایا پارہ ۲۶ سورہ حجرات میں

اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ

"اللہ جانتا ہے چھپے بھید آسمانوں کے اور

وَالْاَرْضِ — زمین کے ،،

اور فرمایا پارہ ۲۸ سورہ حشر میں

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ — ،،وہ اللہ ہے جس کے سوائے بندگی نہیں کسی کی

وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ — جانتا ہے چھپا اور کھلا وہ ہے بڑا مہربان رحم والا،،

پس ان آیاتِ مذکورہ منصوصہ ربانیہ قطعیۃ الدلالت قرآن پاک سے بصراحت تمام کس درجہ تاکید شدید سے مثل آفتاب کے روشن و آشکارا ہوا کہ علم غیب کلیۃً وجزئیۃً بجمیع افراد جناب باری تعالیٰ جل شانہ کی ذات پاک علام الغیوب کے ساتھ مخصوص ہے کسی کو ذرہ بھر شرکت اسمی بھی نہیں ہو سکتی کجا خالق کجا مخلوق۔ اس میں نہ کسی تاویل کی نہ کسی مفسر کی توضیح وتشریح کی گنجائش ہے۔ چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے مقتدا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی انباء المصطفےٰ ص۳ میں لکھتے ہیں۔

اور لفظ کل تو ایسا ہے کہ کبھی خاص ہو کر مستعمل ہی نہیں ہوتا اور عام افادہ استغراق میں قطعی ہے اور نصوص ہمیشہ ظاہر پر محمول رہیں گے بے دلیل شرعی تخصیص وتاویل کی اجازت نہیں ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے نہ حدیث آحاد اگرچہ کیسے ہی اعلیٰ درجہ کی صحیح ہو عموم قرآن کی تخصیص کر سکے بلکہ اس کے حضور مضمحل ہو جائے گی۔ بلکہ تخصیص متراخی نسخ ہے اور اخبار کا نسخ ناممکن اور تخصیص عقلی عام کو قطعیت سے نازل نہیں کرتی نہ اس کے اعتماد پر کسی ظنی سے تخصیص ہو سکے ،،

واقعہ یہ ہے کہ علم غیب، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کسی دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ سے حسب اصول مسلمہ عقائد ثابت نہیں ہے کیونکہ اثبات عقائد دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ ہی پر موقوف ہے۔ پس جو قاعدۂ اصولیہ اپنے مدعائے باطل کے لئے جاہلوں کو فریب میں پھانسنے کا تھا خود اس میں آپ ہی پھنس گئے۔ بمصداق چاہ کنندن را چاہ در پیش۔ اسی لئے تو خود ہی مولوی صاحب نے اس عقیدۂ باطلہ کی کمزوری اور بے بنیادی محسوس کر کے اپنی الکلمۃ العلیا ص۲۶ میں کہہ دیا

،،اس کو (یعنی تعلیم الٰہی کو) علم غیب نہیں کہتے یہ ایک لفظی نزاع ہے علم غیب نہیں کہتے تو اور کچھ نام رکھ لو،،

نیز الکلمۃ العلیا حاشیہ ص۱۱۸ میں یہ لکھ دیا

کہ ،،یہ مقام عقائد ہے یا مبحث فضائل۔ جو وہ دلیل قطعی پر موقوف کرتے ہیں ،،

یہ ۲۴ آیات ہیں (ع ح)

واہ! تو پھر دعوی علم غیب کی کچھ حقیقت ہی نہ رہی تارِ عنکبوت سے ہی کہیں زیادہ بودا دہن البیوت لقول خود ہو گیا یعنی وہی بات کہ۔

بہت شور سنتے تھے پہلو میں دل کا — جو چیرا تو اک قطرۂ خوں نہ نکلا

بسلسلہ مسئلہ علم غیب مغالطوں کا ازالہ

مولوی نعیم الدین صاحب نے آیات صریحہ قرآن پاک دربارہ نفی علم غیب سوائے حق تعالیٰ کے مقابلہ میں اپنے دعوئے اثبات جمیع اشیار تمام ذرات عالم کے علم غیب سے عاجز ہو کر الکلمۃ العلیا صـ۶۹ میں بذیل آیت دوم نقل کردہ وماکان اللہ لیطلعکم علی الغیب الخ یہ لکھا ہے کہ ایام و نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیار پر اطلاع ہو گئی چنانچہ تبیانا لکل شئی تمام کلام اللہ کی صفت ہے نہ بعض کی پس بے شبہ ایام نزول قرآن شریف میں بعض بعض مغیبات کا جتنا کلام اللہ اترتا تھا علم ہوتا تھا اس سے یہ لازم نہیں کہ تمام کلام اللہ کے نزول کے بعد بھی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جمیع اشیار کا علم نہ ہوا" جواب یہ ہے کہ جب بقول مولوی نعیم الدین کے تمام زمانے ۲۳ سالہ ایام نزول وحی سارے قرآن پاک میں جمیع اشیا عالم کے ہر ہر ذرات پر تا دخول جنت و نار تفصیلاً مطلع نہ فرمایا گیا۔ تو پھر کلام مردود و سقیم کہ بعد تمام نزول قرآن کے جملہ اشیا کے ذرہ ذرہ علوم پر اطلاع ہو گئی چہ معنی دارد؟ بلکہ با قرار خود مولوی نعیم الدین کے صراحۃً کوئی ثبوت بھی سارے غیبی علوم کے عطا کئے جانے کا قرآن پاک سے تو ہرگز نہیں ہوا لہذا مولوی صاحب کے سب دعاوی ھَبَاءً مَّنْثُوْرًا ہو گئے کیونکہ سب سے آخری آیت پ۶ سورہ مائدہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی اور اذا جاء نصر اللہ جو حجۃ الوداع سنہ ۱۰ھ میں نازل ہوئیں جس کے تقریباً تین ماہ بعد ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں رسول کریمؐ نے وفات شریف پائی چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ج ا صـ۶۱۸ میں فرماتے ہیں۔

آیت سورہ مائدہ کہ روز عرفہ حجۃ الوداع	دو آیت سورہ مائدہ یوم حجۃ الوداع
نازل گشتہ دلالت بر آں می کند کہ ہماں	میں نازل ہوئی دلالت اس امر پر کرتی ہے کہ اسی
روز اتمام نعمت شد وھو قولہ تعالیٰ	روز نعمت خداوندی تمام ہوئی حسب فرمانے اللہ
الیوم اکملت لکم دینکم واتممت	اللہ کے یعنی آج کے دن کامل کر دیا تمہارے لئے دین
علیکم نعمتی، و اتمام نعمت در مقدمہ	تمہارا اور پوری کر دی تمہارے اوپر اپنی نعمت، اور تمام

جمیع ارکان دین درآں روز مے توان گفت ، — کرنا لغت کا دربارہ جمیع ارکان کے اس روز میں کہنا چاہیئے ،،

پس یہ تکمیل دین شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم اور نعمتوں کا پورا ہونا تمام ارکان دین و احکام شریعت کا پورا ہونا تھا۔ پھر اگر اس عرصہ تین ماہ میں کوئی وحی خفی سوائے قرآن پاک کے جس کا ثبوت احادیث صحیحہ سے صراحتہً ہوتا کہ تمام غیوب جملہ کائنات عالم کے سب ذرات پر آپ کا علم از ازل تا ابد دخول جنت و دوزخ تک محیط ہے تو پیش کرکے بحوالہ تاریخ اپنی صداقت پہونچانا لازم تھا۔ حالانکہ ہرگز ہرگز مولوی نعیم الدین کا تو کیا بساط ہے۔ ان کے چھوٹے بڑے سب کے سب جمع ہو جائیں۔ تو بھی نہیں ثابت کر سکتے۔ ایں خیال است و محال است و جنون۔ درحقیقت صرف عوام جہلا کو دہوکہ دے کر فریب میں مبتلا کرنا ہے۔ لہذا بغرض مزید اطمینان اتمام الحجۃ ناظرین کی خدمت میں بعد تمام ہونے نزول قرآن کے تین ماہ میں جو امور بذریعہ وحی و بارشاد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دربارہ نفی علم غیب سوائے حق تعالیٰ کے تا وقت وفات شریف صادر ہوئے ہیں منجملہ ان کے حسب ذیل ہیں جس سے مولوی نعیم الدین کی فریب کاری و جعل سازی پورے طور پر واضح ہوتی ہے ۔

عن جابر قال سمعت النبی صلی اللہ	،، روایت ہے حضرت جابرؓ سے کہا سنا میں نے
علیہ وسلم یقول قبل ان یموت	نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے قبل وفات
بشھر تسالونی عن الساعۃ و	ایک مہینہ پہلے تم لوگ مجھ سے قیامت کو دریافت
انما علمھا عند اللہ الحدیث	کرتے ہو حالانکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔
رواہ مسلم (مشکوۃ ص ۔۔۴۸)	روایت کیا اس حدیث کو امام مسلم نے ،،

اس حدیث سے صراحتہً معلوم ہوا کہ وفات شریف سے ایک ماہ قبل بھی علم قیامت حق تعالیٰ ہی کے لئے مخصوص فرمایا۔ چہ جائیکہ تین ماہ جس طرح مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی افتراپردازی ادعائے باطل ہے۔ اسی طرح مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۴ ص ۳۵۳ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ایسے ہی فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول ص ۶۲ میں تحت حدیث مشہور جبرئیل علیہ السلام فی خمس لا یعلمھن الا اللہ الحدیث منقول ہے۔

رواہ ابن مندۃ فی کتاب الایمان	،، روایت کیا ابن مندہ نے کتاب الایمان

باسنادہ الذی علی شرط مسلم من طریق سلیمان التیمی فی حدیث عمر اولہا ان رجلاً فی آخر عمر النبی صلی اللہ علیہ وسلم جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکر الحدیث بطولہ۔

ہیں ساتھ اس اسناد کے جو شرط مسلم پر ہے بطریق سلیمان تیمی حدیث حضرت عمر رضی اللہ عنہ میں جس کا اول یہ ہے کہ ایک آدمی (یعنی جبرئیل علیہ السلام) آخر عمر شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پھر ذکر کیا پوری حدیث کو۔"

یعنی پانچ چیزیں جن کو کوئی بھی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ اس حدیث میں کسی کو قیامت کے علم نہ ہونے کا واقعہ بھی آخر عمر شریف میں صراحتاً ثابت ہوا۔ نیز شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ج اول ص۲۸۳ میں نقل فرماتے ہیں

اسود عنسی کہ در یمن دعوی نبوت کردہ گشت اورا فیروز دیلمی پیش از وفات آنحضرتؐ و وحی آمد بوے صلی اللہ علیہ وسلم بقتل وے در مرض موت قبل موت پس خبر داد بقتل وے و فرمود قتلہ العبد الصالح فیروز الدیلمی و فرمود فاز فیروز

"اسود عنسی نے یمن میں جو دعوی نبوت کا کیا تو اس کو فیروز دیلمی نے قبل وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اسکے قتل کی وحی آئی مرض وفات میں قبل وفات کے پس خبر دی آپنے اس کے قتل کی اور فرمایا قتل کیا اس کو بندہ نیک فیروز دیلمی نے اور فرمایا مراد کو پہنچا فیروز۔"

ایضاً ج ۲ مدارج النبوۃ ص۴۸۷ میں اتنی اور تفصیل مرقوم ہے۔

عمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خبر بحضرت فرستادند و بعد از وفات آنحضرت این خبر بمدینہ رسید فاما پیش از وفات بیک شبانہ روز حضرت را کیفیت واقعہ بوحی معلوم شدہ بود فرمود کہ امشب عنسی کشتہ شد مردے مبارک از اہل بیت مبارک اورا بقتل آورد کہ نام او فیروز است و فرمود فاز فیروز

"عاملان صحابہ ابو موسی اشعری و معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما نے جو یمن میں متعین تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر پہنچائی اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ خبر مدینہ طیبہ میں پہنچی لیکن پہلے وفات سے ایک رات دن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیفیت واقعہ وحی سے معلوم ہو گیا تھا فرمایا آج کی رات عنسی قتل ہوا ایک مرد مبارک نے اہل بیت مبارک سے اس کو قتل کر ڈالا کہ نام اس کا فیروز ہے اور فرمایا بامراد ہوا فیروز۔"

تعداد وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یہ بھی واضح ہو کہ تعداد وحی بزمانہ رسالت

علیہ الصلاۃ والسلام کس قدر تھی۔ مدارج النبوۃ ج ۲ ص۲۶۴ میں مواہب لدنیہ سے منقول ہے

دلبعضے از علما گفتہ اند کہ فرود آمد جبرئیل علیہ السلام بر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ببست وچہار ہزار بار۔

"بعضے علماء فرماتے ہیں کہ آنا جبرئیل علیہ السلام کا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چوبیس ۲۴ ہزار مرتبہ تھا"

اور صحیح بخاری پارہ ۱۷ ص۶۴۷ میں روایت ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم و انا امین من فی السماء، تاتینی خبر السماء صباحا ومساءً

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور میں آسمان والوں کا امین ہوں میرے پاس خبر آسمان کی صبح اور شام آتی ہے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۷ ص۶۴۶ میں روایت ہے

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لجبرئیل ما یمنعک ان تزورنا اکثر مما تزورنا فنزلت و ما نتنزل الا بامر ربک الایۃ

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل علیہ السلام سے کس چیز نے منع کیا تمہیں جتنی بار تم آتے ہو اس سے زیادہ آنے کو تو جبرئیل علیہ السلام آیت سورہ مریم سے کر اترے یعنی اور نہیں اترتے ہم مگر حکم سے آپ کے رب کے"

پس ان روایات نے مانند آفتاب کے روشن کر دیا کہ بعد انقطاع نزول قرآن پاک کے تین ماہ بعد یوم وفات تک نفی علم غیب قیامت سے جو ابتدار عالم آخرت ہے دخول جنت تک جو اسکے بعد ہے کالعدم کر دیا۔ یعنی جبکہ مولوی نعیم الدین کے دعاوی فاسدہ باطلہ میں تمام عالم کے ذرہ ذرہ پر تا دخول جنت و نار کے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم محیط ہے۔ تو پھر مرض وفات تک نزول وحی کی برابر صبح وشام ہر امر کے لئے جدا جدا ہونے کے کیا معنے ہو سکتے ہیں چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۳۰ ص۱۳۷ میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ولا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ

"اور نہیں جانتا کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے کہ قیامت کب ہوگی"

صاحب فتح الباری جو مولوی نعیم الدین کے مستند ہیں۔ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔

اشارۃ الی علوم الاخرۃ فان

"اس میں اشارہ ہے علوم آخرت کی طرف

يومًا لنفيا منه ادلهاوا ذا انفى علم الاقرب انتفى علم ما بعده فجمعت الاٰية انواع الغيوب وازالت جميع الدعاوى — کیونکہ امورِ آخرت میں سب سے اول قیامت ہوگی اور جب علم اقرب کی نفی ہو گئی تو امورِ آخرت جو بعد کو ہوں گے ان کی بدرجہ اولیٰ نفی ہو گئی

پس یہ آیت (سورہ لقمان) غیب کی سب قسموں کو جامع ہے اور اس سے دفع ہو گئے سب کے سب دعاوی فاسدہ۔"

ایسے ہی قیامت میں علوم غیب کا سوائے حق تعالےٰ کے اوروں سے مخفی رہنا صراحتاً ثابت ہے چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۷، صفحہ ۲۱۵ میں حضرت ابن عباس وغیرہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں مجھ پر وارد ہوں گے کئی فرقے جن کو میں پہچانوں گا اور وہ مجھے پہچانیں گے، پھر میرے اور ان کے درمیان میں پردہ ہو جاوے گا۔

فاقول یارب اصحابی فیقول انک لا تدری ما احدثوا بعدک فاقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی (الحدیث) — "تو میں کہوں گا اے رب یہ میرے امتی ہیں اللہ تعالیٰ فرمائے گا تجھے نہیں معلوم کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا نئی باتیں نکالی تھیں تو میں کہوں گا دوری ہو دوری ہو اس کو جس نے متغیر کر دیا میرے بعد دین کو۔"

ایضاً صحیح بخاری پارہ ۲۷ صفحہ ۱۹۶ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فیاتونی فاستاذن علی ربی فاذا رأیته وقعت ساجدا فیدعنی ما شاء الله ثم یقال لی ارفع راسک سل تعطه وقل یسمع واشفع تشفع فارفع راسی فاحمد ربی بتحمید یعلمنی (الحدیث) — "پس میری امت کے لوگ میرے پاس آویں گے تو میں اپنے رب سے اجازت لوں گا پس جب اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدہ میں گر پڑوں گا جب تک اللہ چاہے گا مجھے پڑا رہنے دیگا پھر مجھ سے کہا جائے گا اپنا سر اٹھاؤ جو سوال کرو گے عطا کیا جائے گا اور جو کہو گے سنا جائے گا اور جو شفاعت کرو گے قبول ہو گی تو میں سر اٹھا کر اپنے رب کی ایسی مدح کروں گا جو اسی وقت مجھے تعلیم کی جائے گی۔"

اس حدیث کی شرح میں صاحب فتح الباری فرماتے ہیں۔

وفی روایۃ فیلہمنی محامد لا اقدر علیہا الآن

"ایک روایت میں ہے پس الہام کی جائیگی مجھے ایسی تعریفیں جن پر اس وقت میں بیان سے قاصر ہوں"

ایضاً صحیح بخاری پارہ ۳۰ صـ۷۶۹ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے

ویلہمنی محامد احمدہ بہا لا تحضرنی الآن

"الہام کی جاوے گی مجھ پر ایسی تعریف جواب حاضر نہیں ہے"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی (مستند مولوی نعیم الدین) اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صـ۳۸۴، صـ۳۸۵، صـ۳۸۶ میں فرماتے ہیں

کہ مے آموزد پروردگار تعالے مرا ہمہ آں وقت حاضر نمے شود مرا آں محامد دریں وقت کہ نہ کشادہ والہام نکردہ بر ہیچ یکے پیش از من بلکہ بر من نیز پیش ازیں وقت"

"سکھاوے گا مجھے پروردگار میرا اسی وقت کہ حاضر نہیں ہے مجھے وہ تعریف و محامد اس وقت میں۔ کہ نہ کھولی جاویگی نہ الہام کی جاوے گی کسی ایک پر بھی مجھ سے پہلے ایسی محامد بلکہ میرے اوپر بھی اس وقت سے پہلے"

اسی طرح مدارج النبوۃ ج ۱ صـ۱۷۲ میں مرقوم ہے۔

علی ہذا بہت وقائع ہیں جن سے مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی افترا پردازی واضح ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق منجملہ عطائے علوم اشیائے عالم کے مدارج النبوۃ ج ۱ صـ۱۶۵ میں فرماتے ہیں۔

از بعضے صلحاء از اہل فضل شنیدہ شدہ است کہ بعضے از عرفاء کتابے نوشتہ واثبات کردہ کہ آنحضرت را تمامہ علوم الٰہی معلوم ساختہ بودند وایں سخن بظاہر مخالف بسیارے از ادلہ ست تاقائل آن چہ قصد کردہ باشد واللہ اعلم

پس مولوی نعیم الدین کے تمام قیاسات باطلہ کی حقیقت واہیہ بمقابلہ نصوص آیات واحادیث اور خود اپنے مستندہ اقوال ائمہ کرام و علمائے عظام سے کما حقہ آشکارا ہو چکی جس سے تمام علوم غیب کے دعاوی کا کلیۃً خاتمہ ہو گیا۔ لب کشائی کی ذرہ بھر گنجائش باقی نہ رہی۔ آئندہ جو کچھ ہو گا۔ وہ مولوی نعیم الدین کا اپنی نادانی۔ فریب کاری اور منہ زوری سے منہ چڑانا ہے۔ جس کی

حقیقت بھی انشاء اللہ العزیز عن قریب کما حقہ واضح ہوئی جاتی ہے۔ دیکھو مکررا اپنے مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا بیخ کن قاعدہ اصولیہ عمومی انباء المصطفٰے جو قریب ہی گذر چکا ہے۔ دیکھو صفحہ ۳۶۲)

اس حدیث کی تشریح کہ آنحضرت صلعم نے خواب میں اللہ تعالےٰ کو دیکھا

قولہ ص ۱۷۷ ص ۱۷۹

اب دو ایک حدیثیں بھی ملاحظہ کر لیجیے۔ حدیث نمبر ۱۔ عن ثوبان۔ یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک اللہ نے سمیٹی میرے لئے زمین یعنی اس کو سمیٹ کر مثل ہتھیلی کے کر دکھایا پس دیکھا میں نے اس کے مشرقوں اور مغربوں کو یعنی تمام زمین دیکھی مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲۔ مظاہر حق ص ۵۰۳) حدیث نمبر ۲ عبد الرحمن بن عائش۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب عزوجل کو بہترین صورت میں دیکھا فرمایا رب تبارک وتعالیٰ نے ملائکہ کس بات میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا تو ہی خوب جانتا ہے فرمایا حضور نے پھر میرے رب عزوجل نے اپنی رحمت کا ہاتھ میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا میں نے اس کے وصول فیض کی سردی اپنے دونوں پستانوں کے درمیان پائی پس جان لیا میں نے جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے۔ مشکوٰۃ ص ۶۹) علامہ ابن حجر محدث نے فرمایا کہ ما فی السموات آسمانوں بلکہ ان سے اوپر کی تمام کائنات کا بھی علم مراد ہے جیسا کہ واقعہ معراج سے مستفاد ہے اور ارض بمعنی جنس ہے یعنی وہ تمام چیزیں جو ساتوں زمینوں بلکہ جو ان سے بھی نیچی ہیں معلوم ہو گئیں الخ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ا ص ۶۳ کہ۔ اشعۃ اللمعات ص ۲۶۳ میں اس حدیث کی شرح میں فرمایا عبارت ست از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں۔ حدیث نمبر ۳ حضرت معاذ بن جبل رضی سے یہ الفاظ مروی ہیں یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پس ظاہر ہوئی مجھ کو ہر چیز اور میں نے سب کو پہچان لیا (مشکوٰۃ ص ۷۲) حضرت شیخ اشعۃ اللمعات ص ۲۶۹ میں فرماتے ہیں پس ظاہر شد وروشن شد مرا ہر چیز از علوم وشناختم ہمہ را۔ ان احادیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو آسمان وزمین عرش وفرش تمام کائنات وجمیع اشیاء کے جزوی وکلی علوم مرحمت فرمائے حضور پر غیبوں کے دروازے کھول دیئے تو حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ جب ہم آنکھ کھولیں دیکھ لیں بلکہ اس سے بھی زیادہ کیونکہ محسوسات کا کشف تب ہوتا ہے جبکہ آلات حواس سے کام لیا جائے یہاں اس کی بھی احتیاج نہیں زرقانی میں امام محمد غزالی علیہ الرحمۃ سے منقول ہے

ثالثھا ان لہ صفۃ بھا یبصر الملائکۃ ویشاھدھم کما ان للبصیر صفۃ بھا یفارق الاعمی رابعھا ان لہ صفۃ بھا یدرک ما سیکون فی الغیب

یہ تمام علوم عطائی ہیں۔ ذاتی علم کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی نہیں علم ذاتی حضرت حق تعالےٰ کے ساتھ خاص ہے جن آیات یا احادیث میں علم کی نفی وارد ہے۔ وہاں علم ذاتی مراد ہے بحمد اللہ تعالیٰ مسئلہ کامل طور پر واضح ہو گیا۔ اور مخالفین کے شکوک سب قطع ہو گئے" ملخصاً بلفظہ

اقول وباللہ التوفیق۔ ناظرین کرام مؤلف کی فریب کاری جعل سازی اور دہوکہ بازی ان احادیث کی نسبت ملاحظہ فرمائیں۔ اولاً حدیث ۱ جس کے پورے مضمون متعلقہ کو بمعہ ترجمہ مظاہر حق بوجہ فریب دہی عوام الناس کے چھوڑ دیا تاکہ حقیقت واقعیہ ظاہر نہ ہو جاوے حالانکہ اس سے ملحق مضمون متعلقہ یہ ہے

"اور بیشک میری امت قریب ہے کہ پہنچے اس کی بادشاہی اس مسافت کو کہ اکٹھی کی گئی میرے لئے زمین سے یعنی مشرق اور مغرب میں بادشاہ ہو دیں اور تصرف کریں اور دیئے گئے میرے دو خزانہ سرخ اور سفید مت ۶ از مولانا عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۴۶۹ یعنے سونے اور چاندی کے یعنی ایک تو کسری کا خزانہ جو بادشاہ ہے فارس کا کہ وہاں سونا بہت ہے اور ایک قیصر کا خزانہ کہ جو بادشاہ ہے روم کا کہ وہاں چاندی بہت ہے (مظاہر حق ج ۴ ص ۵۰۳)۔

ثانیاً اس حدیث کے ملحق مشکوٰۃ میں حدیث متفق علیہ صحیح بخاری پارہ ۲۸ ص ۵۰۶ و صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۴۳ بروایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ منقول ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں

وبینا انا نائم رأیتنی اتیت بمفاتیح خزائن الارض فوضعت فی یدی	"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) اس حال میں کہ میں سوتا تھا دیکھا میں نے کہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے سامنے رکھ دی گئیں"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۴ ص ۴۶۹ میں فرماتے ہیں

مراد فتوحات ست کہ کشاد باری تعالیٰ برامت وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از بلاد مشرق ومغرب واستخراج کنوز ودفائن یا مراد کانہائے زمین کہ در وے سیم وزر	"مراد فتوحات ہے کہ باری تعالےٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے مشرق ومغرب کے شہروں کے خزانے نکالے یا مراد کانیں زمین کی ہیں کہ اس میں چاندی

سرت ۔ اور سونا ہے "

اسی طرح شاہ صاحب موصوف مدارج النبوت ج ۱ صــ۲۸۳ میں فرماتے ہیں

ابوہریرہ روایت میکند کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در اثنائے آنکہ بودم من در خواب ناگاہ دادہ شد مرا خزائنہا زمین کنایہ است از خزائن کسریٰ وقیصر وغیرہا کہ فتح کردہ شد برامت وے

"ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اثنا میں کہ میں سوتا تھا ناگہاں دیئے گئے مجھ کو خزانے زمین کے کنایہ ہے خزانے کسریٰ بادشاہ فارس اور قیصر بادشاہ روم وغیرہ کے کہ فتح کئے گئے آپ کی امت کے لئے"

اسی طرح فتح الباری شرح صحیح بخاری اور نووی شرح صحیح مسلم میں مرقوم ہے پس یہ ہے ظاہراً مولوی نعیم الدین کی چوری اور سینہ زوری

اسی طرح حدیث ۲ میں بھی واقعہ خواب ہی ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے اخفا کیا تاکہ جعل سازی کا پردہ فاش نہ ہو جائے ، حالانکہ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ جس کا خود مولوی نعیم الدین نے حوالہ دیا ہے اس حدیث کے ترجمہ کے الفاظ ج ۱ صــ۳۹۹ میں یہ ہیں کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا میں نے پروردگار اپنے کو الخ پھر بحوالہ ابن حجر مکی مرقات سے جو عبارت نقل کی اس میں مولوی صاحب نے اپنی بددیانتی سے اول کی عبارت مرقاۃ کو چھوڑ دیا جس کا الکلمۃ العلیا صــ۹ میں خود یہ ترجمہ کیا کہ " اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اس فیض کے حاصل ہونے کے سبب سے میں نے وہ سب کچھ جان لیا جو آسمانوں اور زمینوں میں ہے یعنی جو کچھ کہ اللہ سبحانہ نے تعلیم فرمایا ان چیزوں میں سے جو آسمان و زمین میں ہیں ملائکہ اور اشجار وغیرہما میں سے "، پس یہ آسمان و زمین ہی سے بعض اور جزئی چیزیں جن میں ملائکہ گفتگو کرتے تھے یا ان میں سے وہ کل امور ضروریہ منکشف فرمائے گئے نہ کہ تمام عالم کے ذرہ ذرہ کا علم تفصیلی دوامی ہمیشہ کے لئے لازم و مستحضر رہنا ! ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

نیز اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ کی بھی ادھوری عبارت بغرض دھوکہ دہی پیش کی ہے حالانکہ شروع عبارت یہ ہے

پس دانستم ہرچہ در آسمان ہا و ہرچہ در زمین بود ۔

"پس جانا میں نے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں تھا "

چنانچہ خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا صـ۱ حاشیہ سطر پانچ میں اس مقام کے لفظ "بود" کا ترجمہ "تھا" کیا ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ اس وقت جو کچھ تھا بلحاظ واقعہ کے دیکھا نہ کہ ذرات عالم پتہ پتہ قطرہ قطرہ کے انقلابات جو ہر آن اور آیندہ بحثے تادر واقع ہوتے رہتے ہیں۔ علی ہذا حدیث ۳ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ میں بھی وہی واقعہ خواب ہے۔ جو حدیث ۲ میں گذرا اس کو بھی مولوی نعیم الدین نے چھپا کر مختصر الفاظ اول آخر چھوڑ کر عوام کو فریب میں مبتلا کیا۔ لہذا بغرض تشفی خاطر ناظرین اہل انصاف کے پوری حدیث من اولہ الی آخرہ نقل کی جاتی ہے جس سے پوری پوری تشریح ہو جائے گی اور ادعائے باطل مولوی صاحب کا پول کھل جائے گا۔ ساتھ ہی دیگر مفید احکام نبوت جن کے سیکھنے سکھانے کا امت کو امر سکھایا گیا ہے حاصل ہوں گے۔

مشکوٰۃ شریف صـ۷ میں ہے

عن معاذ بن جبل قال احتبس	روایت ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
عنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	سے کہا دیر کی ہم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ذات غداۃ عن صلوۃ الصبح	نے ایک روز صبح کی نماز سے یعنی وقت عادت کے
حتی کدنا نترائی عین الشمس	نہ آئے یہانتک کہ نزدیک تھے ہم کہ دیکھیں قرص
فخرج سریعا فثوب بالصلوۃ	آفتاب کو پس نکلے جلدی پس تکبیر کہی گئی ساتھ
فصلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و	نماز کے پس نماز پڑھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سلم وتجوز فی صلاتہ فلما سلم دعا	نے اور تخفیف کی نماز اپنی میں پس جب سلام پھیرا
بصوتہ فقال لنا علی مصافکم کما	پکارا ساتھ آواز اپنی کے پس فرمایا واسطے ہمارے
انتم ثم انفتل الینا ثم قال اما	کہ بیٹھے رہو اوپر صفوں اپنی کے جیسے کہ ہو تم بیٹھے
انی ساحدثکم ما حبسنی عنکم	پھر مڑے طرف ہماری پھر فرمایا آگاہ ہو تحقیق میں خبر
الغداۃ انی قمت من اللیل	دوں گا تم کو اس چیز سے کہ روکا مجھ کو تم سے آج کی
فتوضأت وصلیت ما قدر لی	صبح وہ یہ ہے کہ تحقیق اٹھا رات کو یعنی تہجد کے لئے پس
فنعست فی صلوتی حتی استثقلت	وضو کیا میں نے اور نماز پڑھی میں نے جو کچھ مقدر تھی
فاذا انا بربی تبارک وتعالی فی احسن	واسطے میرے پس اونگھا میں بیچ نماز اپنی کے یہانتک
صورۃ فقال یا محمد قلت لبیک	کہ بھاری ہوا میں یعنی نیند غالب ہوئی پس ناگہاں

رب قال فیم یختصم الملأ
الاعلی قلت لا ادری قالها
ثلاثا قال فرأیته وضع کفه
بین کتفی حتی وجدت
بردا نامله بین ثدی
فتجلی لی کل شیء وعرفت
فقال یا محمد قلت لبیك
رب قال فیم یختصم
الملأ الاعلی قلت فی
الکفارات قال وما هن
قلت مشی الاقدام الی
الجماعات والجلوس فی المساجد
بعد الصلوة واسباغ
الوضوء حین المکرهات
قال ثم فیم قلت فی
الدرجات قال وما هن
قلت اطعام الطعام ولین
الکلام والصلوة باللیل
والناس نیام قال سل
قال قلت اللهم انی
اسئلك فعل الخیرات
وترك المنکرات وحب
المساکین وان تغفر
لی وترحمنی واذا اردت
فتنة فی قوم فتوفنی

دیکھا میں نے پروردگار اپنے بابرکت اور بلند قدر
کو بیچ اچھی صورت کے یعنی اچھی صفت کے پس کہا اے
محمد کہا میں نے حاضر ہوں اے رب میرے فرمایا پروردگار
نے بیچ کس چیز کے گفتگو کرتے ہیں فرشتے مقربین کہا میں
نے نہیں جانتا میں فرمایا اللہ تعالی نے یہ کلمہ تین بار یعنی
تین بار یہی بات پوچھی اور میں نے یہی جواب دیا ہر بار کہا
حضرت نے پس دیکھا میں نے اللہ کو کہ رکھا ہاتھ اپنے
درمیان مونڈھوں میرے کے یہانتک کہ پائی میں نے
سردی انگلیوں اللہ تعالی کی درمیان چھاتی اپنی کے
پس ظاہر ہوئی واسطے میرے ہر چیز اور پہچان لیا میں
نے سب کو پس فرمایا یا محمد کہا میں نے حاضر ہوں میں
اے رب میرے فرمایا کس چیز میں جھگڑتے ہیں فرشتے
مقربین کہا میں نے کفارات میں فرمایا اللہ تعالے
کیا ہیں وہ کہا میں نے چلنا ساتھ قدموں کے طرف جماعتوں
کے اور بیٹھنا مسجدوں میں پیچھے نمازوں کے اور پورا کرنا
وضو کا وقت کراہت کے یعنی جب ناخوش لگے طبیعت
کو استعمال پانی کا مثل سردی و بیماری کے فرمایا پھر
کس چیز میں گفتگو کرتے ہیں کہا میں نے بیچ درجوں کے
فرمایا اللہ تعالے نے اور کیا ہیں وہ کہا حضرت نے
کہا میں نے کھلانا کھانے کا اور نرمی کرنی بات میں
اور نماز پڑھنی رات میں اس حالت میں کہ لوگ سوتے
ہوں کہا اللہ تعالے نے دعا کر اپنے لئے جو چاہے
کہا حضرت نے دعا کی میں نے یہ یا الٰہی تحقیق میں سوال
کرتا ہوں تجھ سے کرنے نیکیوں کا اور چھوڑنے برائیوں
کا اور دوستی مسکینوں کی اور یہ کہ بخشے واسطے میرے

غیر مفتون واسئلك حبك	اور رحم کرے مجھ پر اور جس وقت ارادہ کرے تو فتنہ کا
وحب من یحبك وحب عمل	ایک قوم میں پس مار مجھ کو غیر فتنہ میں اور مانگتا ہوں میں
یقربنی الی حبك فقال رسول	تجھ سے محبت تیری یعنی تجھے دوست رکھوں یا تو مجھے
الله صلی الله علیه وسلم انها	دوست رکھے اور مانگتا ہوں محبت اس شخص کی کہ محبت
حق فادرسوها ثم تعلموها	رکھے تجھ سے یعنی اسے دوست رکھوں یا وہ تجھے دوست
رواه احمد والترمذی وقال	رکھے اور مانگتا ہوں محبت اس عمل کی کہ نزدیک کرے
هذا حدیث حسن صحیح سالت	مجھ کو طرف محبت تیری کے پس فرمایا رسول خدا نے تحقیق
محمد بن اسمعیل عن هذا الحدیث	یہ خواب حق ہے پس یاد رکھو اسکو پھر سکھلاؤ اسکو لوگوں
فقال هذا حدیث صحیح ٭	کو مظاہر حق شرح مشکوۃ جلد اول صـ۱۲۴

پس حدیث ۲، ۳ میں ایک ہی واقعہ خواب کی تفصیل ہے جو انبیاء علیہم السلام کے حق میں خواب بھی وحی ہوتی ہے۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۳ صـ۶۰۹ میں اس امر کی تصریح کرتے ہیں، نیز مدارج النبوۃ ج ا صـ۲۷۶ میں فرماتے ہیں

ورؤیائے انبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم	"انبیاء علیہم السلام کی خواب وحی ہے بخلاف دوسرے
وحی است بخلاف غیر ایشاں	لوگوں کے"

حتیٰ کہ تعبیر خواب بھی جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ بھی بوحی ہوتی ہے، مدارج النبوہ ج ا صـ۲۸۶ میں مرقوم ہے

بلکہ ہمہ بوحی والہام ند۔	"بلکہ (تعبیر خواب) سب بوحی والہام سے ہیں"

پس اگر ایسے مشاہدات خصوصاً خواب میں ہر امر اور ذرہ ذرہ کے حصول علم ہمیشہ کے لئے کافی ہو جایا کرتے تو ہر جزی امر میں جدید وحی کی ضرورت نہ رہتی۔ یہ تو خوابہائے انبیاء علیہم السلام ہیں دوسروں کو بھی خواب میں عجائبات عالم کی سیر کرائی جاتی ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ہمیشہ کے لئے وہ امور تمامہا مستحضر ہی رہیں، پھر اس خواب کے آخری حصہ احکام میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا جناب تعالیٰ عزوجل کے حضور میں چند امور کا سوال و دعا کرنا عدم علم جمیع امور پر دلیل واضح ہے اگر ذرہ ذرہ تمام اشیاء و عالم پر آپ کا علم محیط ہو چکا تھا۔ تو فوری اس طلب دعا کی خواہش چہ معنی دارد؟ یہ حدیث تو جناب مؤلف کی جہالت

وحماقت پر دلیل بین ہے۔ چنانچہ واقعہ شب معراج اس امر پر شاہد عدل ہے کہ بیت المقدس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لیجانا وہاں جماعت انبیاء علیہم السلام کو دیکھنا ان سے ملاقات کرنا امامت نماز کرانا وغیرہ امور مشاہدہ میں آچکے تھے مگر پھر بھی اس کی صبح ہی کو جب قریش کفار مکہ نے واقعات نشانات مفصل بیت المقدس پر سوالات کئے تو آپ ان کے جوابات میں متفکر و غمگین ہوئے۔ چنانچہ مشکوٰہ ص۵۲۹ میں یہ حدیث صحیح مسلم سے منقول ہے

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقد رأیتنی فی الحجر وقریش تسئلنی عن مسرای فسألتنی عن اشیاء من بیت المقدس لم اثبتھا فکربت کربا ما کربت مثلہ فرفعہ اللہ لی انظر الیہ ما یسألونی عن شئ الا انبأتھم الحدیث

"روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ تحقیق دیکھا میں نے حطیم کعبہ میں قریش نے مجھ سے سوال کیا میرے جانے کا پس سوال کیا مجھ سے اشیاء بیت المقدس کا کہ نہیں تھا اس وقت مجھے استحضار ان کا پس متفکر ہوا میں ایسا فکر مند کہ اس کے مثل غمگین نہ ہوا تھا پس اٹھا دیا اللہ تعالیٰ نے میرے لئے بیت المقدس کو دیکھتا تھا میں اس کی طرف جو کچھ کہ وہ سوال کرتے تھے کسی شے کا مجھ سے میں خبر دیتا تھا ان کو"

نیز مشکوٰۃ میں (بحوالہ صحیح بخاری پارہ ۱۵ ص۴۵۲، پارہ ۱۹ ص۲۳۳ اور صحیح مسلم ج ۱ ص۹۶) ہے

عن جابر انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لما کذبنی قریش قمت فی الحجر فجلی اللہ لی بیت المقدس فطفقت اخبرھم عن اٰیاتہ وانا انظر الیہ (الحدیث)

"جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے جس وقت جھٹلایا مجھے قریش نے کھڑا تھا میں حطیم کعبہ میں پس ظاہر کیا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کو میرے لئے یعنی حجاب درمیان سے اٹھا دیا پس شروع کیا میں نے کہ خبر دیتا قریش کو بیت المقدس کی نشانیوں سے اور میں دیکھتا تھا اس کی طرف"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صفحہ ۵۴۷ میں

فرماتے ہیں

پس روشن گردانید و نمود خدائے تعالیٰ	"پس روشن کر دیا اور دکھا دیا خدائے تعالیٰ
مرا بیت المقدس را و دور کرد پردہ را	نے مجھے بیت المقدس کو اور دور کر دیا پردہ کو میرے
میان من و وے چنانکہ دیدم آن را	اور بیت المقدس کے درمیان سے اس طرح سے کہ
بی تشبہ"	دیکھا میں نے اس کو بے شبہ"

جس سے بداہتہً روشن ہے کہ باوجود مطلع ہونے کے بھی ہر وقت مستحضر رہنا ہر شے کا تفصیلاً طاقت بشری سے باہر ہے مگر مولوی نعیم الدین بایں ہمہ تصریحات نصوص احادیث صحیحہ کے بھی لانسلم کٹ حجتی کر کے اپنے انکار سے مرغی کی ایک ہی ٹانگ الکلمۃ العلیا ص۱۲۲ میں ہانکے جاتے ہیں۔ کہ

"حضور حضور کو بیت المقدس کے متعلق ان باتوں کا علم تھا جو کفار نے دریافت کی تھیں"

پناہ بخدائے لایزال ایس مولوی نعیم الدین کا اولاً خلاف دیانت خواب کو مخفی کر کے ایک ٹکڑا حدیث شریف نقل کرنا بغرض اپنے احیاء شرک باثبات علم غیب لغیر اللہ کے محض باطل ہے چنانچہ خود مولوی نعیم الدین بفحوائے دروغ گو را حافظہ نہ باشد۔ اپنے رسالہ فرائد النور ص۲۲ میں اس طریقہ نامرضیہ کو معیوب لکھا ہے۔ کہ

"مسلمانو! للہ انصاف ایسی صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفید مطلب خیال کر کے لکھ دینا کونسی دیانت ہے۔"

پھر ثانیاً اس خلاف دیانت پر بقول شخصے چوری اور سینہ زوری۔ اس حدیث منقولہ مولوی نعیم الدین ص۳ میں دوسری فریب دہی اشعۃ اللمعات ص۲۶۹ کے ترجمہ میں ملاحظہ ہو

"پس ظاہر شد و روشن شد مرا ہر چیز از علوم و شناختم ہمہ را"

کہ جس کا ترجمہ خود غرضی سے چھوڑ کر دیا گیا۔ اگر یہ ترجمہ فارسی حضرت شیخ موصوف مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں بے غبار صحیح اور مفید ہوتا تو بے علموں کو ترجمہ کر کے ضرور آگاہ کیا جاتا حالانکہ خود اس میں تصریح ہے۔

"پس ظاہر ہوئی اور روشن ہوئی میرے لئے ہر چیز علوم میں سے اور پہچانا میں نے تمام کو"

یعنی علوم میں سے بعض وہ اشیاء جو ظاہر ہوئیں وہ سب پہچان لیں۔ نہ کہ تمامی کائنات ذرات عالم ازل سے ابد تک تا دخول جنت و دوزخ کے جزوی و کلی علوم جو زعم باطل مولوی نعیم الدین

کا ہے۔ علی ہذا ملا علی قاری کی مرقات شرح مشکوٰۃ ج ا ص ۴۷۵ مصری اسی حدیث ۳
معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی شرح میں فرماتے ہیں

ای مما اذن اللہ فی ظہورہ لی من العوالم العلویۃ والسفلیۃ مطلقا او ممایختصم بہ الملاء الاعلی خصوصًا

"بعض ان اشیاء میں سے جن کا حکم حق تعالیٰ نے میرے لئے دیا عوالم علویہ و سفلیہ سے مطلقا یا ان میں سے جس میں ملائکہ گفتگو کرتے تھے خصوصًا"

نیز مرقات ہی میں بشرح اسی حدیث کے فرماتے ہیں

لا یلزم منہ دوام المکاشفۃ

"لازم نہیں آتا اس حدیث سے ہمیشہ کھلا رہنا اشیاء کا"

پس اگر مولوی نعیم الدین کو ہر سہ احادیث خواب میں کچھ بھی گنجائش ہوتی تو شارحین ائمہ کا کلام اپنی تائید میں ضرور پیش کرتے۔ یوں ہی کان دبا کر نہ نکل جاتے!

علاوہ بریں جبکہ مولوی نعیم الدین نے کلمۃ العلیا ص ۶۹ میں اثبات علم غیب سے عاجز ہو کر نفی علم غیب سوائے باری تعالیٰ کے مقابلہ میں یہ حیلہ بہانہ کر دیا کہ ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی (چنانچہ بحث آیات میں بتفصیل تمام گذر چکا) پس باقرار خود اتنا تو قطعی مسلم ہو چکا کہ تمامی ایام نزول قرآن پاک میں تا آخری آیات الیوم اکملت لکم دینکم الآیۃ جو حجۃ الوداع میں نازل ہوئی۔ بعض بعض امور پر حسب ضرورت احکام شرعیہ مطلع فرمایا جاتا تا امنا وصدقنا جس سے تفصیلاً تمام اشیا عالم کے ذرات پر تا دخول جنت و دوزخ مطلع فرمائے جانے کے تو تمام دعاوی باطل ہو گئے۔ جس کی تفصیل بذیل آیات کلام ربانی واضح ہو چکی کہ بعد نزول تمامی قرآن پاک کے بھی کوئی دلیل قطعی الثبوت قطعی الدلالۃ صراحۃً اپنے دعوی باطلہ میں مولوی نعیم الدین پیش نہ کر سکے

تو پھر یہ حدیث ۳ واقعہ خواب بروایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ جو فرمودہ قبل اختتام نزول قرآن پاک ہے دعوی مولوی نعیم الدین میں کس طرح حجت ہو سکتی ہے کیونکہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ منجملہ عمال صحابہ کے قاضی و معلم یمن کے بنا کر قبل حجۃ الوداع بھیجے جا چکے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف تک یمن ہی میں رہے چنانچہ صحیح بخاری کے پارہ ۱۷ ص ۶ کے باب سے

باب بعث ابی موسی و معاذ بن جبل الی الیمن قبل حجۃ الوداع ؛ ویعنی ابو موسیٰ اشعری اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف قبل حجۃ الوداع کے ۱۰

سے واضح ہے یعنی کہ خبر واقعہ قتل اسود عنسی کاذب مدعی نبوت کی عمال صحابہ نے یمن سے مدینہ طیبہ بھیجی جو بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ خبر پہنچی مگر قبل از وفات ایک رات دن کے بذریعہ وحی آپ کو اطلاع دی جا چکی تھی تو آپ نے فرمایا آج کی رات عنسی قتل ہوا چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۷ ص ۲۷ میں مرقوم ہے۔ وارسلوا الخبر الی المدینۃ فوافی بذلک عند وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابو الاسود عن عروۃ اصیب الاسود قبل وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم بیوم و لیلۃ فاتاہ الوحی فاخبر بہ اصحابہ ثم جاء الخبر الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وقیل وصل الخبر بذلک صبیحۃ دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۲ ص ۶۰۸ میں مرقوم ہے

کہ در آخر عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوی نبوت کرد و فیروز دیلمی در مرض وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او را کشت پس آنحضرت در مدینہ ازان حال خبر داد و فرمود کہ ظفر وز

مزید تفصیل مدارج النبوت ج ۱ ص ۲۸۳ سے و ج ۲ ص ۴۸۷ سے بذیل آیات قرآنیہ قریب ہی گذر چکی ہے۔

پس اس واقعہ سے دو امر ثابت ہوئے اولاً حضرت معاذ وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا یمن سے خبر پہونچانا اگر وہ حسب حدیث ۳ بروایت اپنی کے جانتے تھے کہ تمام اشیاء عالم کے ذرہ ذرہ کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو قطعی علم عطا فرما دیا گیا ہے تو پھر خبر بھیجنے کے کیا معنی ؛ ثانیاً قبل ایک شبانہ روز وفات شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی محض ایک امر جزئی میں وحی کا نازل ہونا اس پر بین دلیل ہے کہ بعد نزول تمامی قرآن پاک کے تمام کلیات و جزئیات اشیاء و ذات عالم از ازل تا ابد دخول جنت و نار پر مطلع کئے جانے کا دعوی محض عاجزانہ فریبانہ ڈھکوسلا اور باطل ہے جس پر کوئی دلیل قطعی تو کیا ظنی بھی عقلاً و نقلاً قائم نہیں ہو سکتی پھر اس سے زیادہ سخت گمراہی مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ جب ہم آنکھ کھولیں دیکھ لیں۔ اور اس کو بحوالہ زرقانی امام غزالی کی طرف نسبت کرنا قطعاً محض باطل بلا دلیل بالکل فریب دہی ہے۔ سلف سے آج تک کوئی بھی اس کا قائل نہ گزرا۔

معجزے انبیاء کے اختیار میں نہیں ہوتے

بلکہ یہ امر جمیع امت کا متفق علیہ ہے کہ خارق عادات یعنی معجزات،
افعال حق تعالیٰ ہوتے ہیں نہ کہ باختیار رسول حق تعالیٰ جب چاہتا ہے اپنے نبی کے ہاتھ پر غیب سے امور خلاف عادت ظاہر فرما دیتا ہے چنانچہ جو عبارت زرقانی مولوی نعیم الدین نے ادھوری نقل کی ہے فریب کاری پر مبنی ہے اس عبارت کے ملحق خود بدولت نے الکلمۃ العلیا صـ۱۶ میں نقل کیا ہے ثانیھا ان لہ فی نفسہ صفۃ بھا تتم الافعال الخارقۃ للعادۃ الخ پس یہاں بوجہ دہوکہ دہی خارقۃ للعادت کو اڑا کر غیبی علوم کو اختیاری مثل محسوسات کے مانا حالانکہ عبارت زرقانی کا حاصل یہ ہے کہ منجملہ اوصاف نبوت کے ہے جو حق تعالیٰ نے بطور خارق عادات یعنی معجزات عطا فرمائے ہیں انہیں کے سبب سے نبی اور غیر نبی میں فرق اور امتیاز ہے جس طرح حرکات ارادیہ میں بینا اور نابینا یعنی اندہے اور دیکھنے کا فرق ہے کہ سوائے نبی کے کسی میں یہ اوصاف نہیں ہو سکتے چنانچہ خود امام محمد غزالیؒ احیاء العلوم کتاب المحبۃ والشوق میں فرماتے ہیں

ولیس ذلک باختیار العبد ۔ "نہیں ہے یہ بندہ کے اختیار میں،،

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح تکمیل الایمان صـ۲۸ میں فرماتے ہیں ۔

ومعجزہ فعل الٰہی است نہ فعل رسول زیرا کہ خرق عادت پروردگار تعالیٰ از بندہ ممکن نباشد	"معجزہ فعل آلہی ہے نہ فعل رسول کیونکہ خلاف عادت پروردگار تعالےٰ بندہ سے ممکن نہیں ہوتا ہے،،

نیز شاہ صاحب موصوف مدارج النبوۃ ج ۲ صـ۱۱۶ میں فرماتے ہیں

معجزہ فعل نبی نیست بلکہ فعل خدا است کہ بردست وے اظہار نمودہ بخلاف افعال دیگر کہ کسب آں از بندہ است وخلق از خدا و در معجزہ کسب نیز از بندہ نیست پس معنی ایں آیت ایں ست کہ وما رمیت اذ رمیت صورۃ ولکن اللہ رمٰی حقیقۃ ۔	"معجزہ فعل نبی کا نہیں ہے، بلکہ فعل خدا کا ہے کہ (نبی کے ہاتھ) پر اظہار کیا گیا بخلاف دوسرے فعلوں کے کہ کسب ان کا بندہ کی طرف سے ہے اور پیدا کرنا ان کا خدا کی طرف سے اور معجزہ میں کسب بھی بندہ کیطرف سے نہیں ہے پس معنی اس آیت کے یہ ہیں کہ نہیں مارا تو نے جس وقت مارا صورۃً اور لیکن اللہ نے مارا حقیقۃً،،

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ صـ۲۹ھ دصـ۹۳ھ میں فرماتے ہیں

افعال خارقہ عادت خواہ شبیہ معجزات پیغمبران باشند خواہ از جنس دیگر ہمہ مقدور قدرت الٰہی اند و بارادہ وایجاد او صادر میشوند در علامات و معجزات پیغمبران این شرط نیست کہ موافق فرمائش منکراں بیاید یا بحد اضطرار رساند بلکہ این معنی در صحت ایمان خلل می کند۔ تحقیق ما فرستادیم ترا بہ معجزات حقہ و برو جہ صواب و بآنچہ مقتضائے حکمت است وآن آن است کہ ترا قدرت جبر کردن ایشاں بر ایمان ندہیم۔	‘‘افعال خلاف عادت خواہ مشابہ معجزات پیغمبروں کے ہوں خواہ اور جنس سے سب اختیار قدرت الٰہی میں ہیں اور اسی کے ارادہ اور ایجاد سے صادر ہوتے ہیں اور علامات اور معجزات پیغمبروں میں یہ شرط نہیں ہے کہ موافق فرمائش منکروں کے آوے یا لاچاری کی حد کو پہنچادے یعنی مجبوری کے سبب قبول کرنا پڑے بلکہ یہ امر صحت ایمان میں خلل پیدا کرتا ہے ’’تحقیق ہم نے بھیجا ہے تجھ کو ساتھ معجزات حقہ کے بر وجہ صواب کے اور جو کچھ مقتضائے حکمت کا ہے یہ ہے کہ تجھ کو قدرت جبر کرنے کی ان پر ایمان کیلئے ہم نے نہیں دی ہے،،

پس مولوی نعیم الدین کی فریب کاری خود اپنے ہی مسلمہ اکابر امام محمد غزالی و شاہ عبدالحق و شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ سے کماحقہ واضح ہو گئی۔ پھر یہ کہنا کہ یہ تمام علوم (جن کی تفصیل کلام مولوی نعیم الدین میں گذرے) عطائی ہیں الخ۔ ہرگز درست نہیں کیونکہ یہ صفت علم غیب جناب باری تعالیٰ شانہ کی ذات کے ساتھ مختص ہے۔ جو کسی میں سوائے حق تعالیٰ کے ایک ذرہ بھی اگرچہ بعلم عطائی جانے غلط ہو گا۔ چہ جائیکہ تمام۔ خود مولوی نعیم الدین نے لاچار ہو کر الکلمۃ العلیا صـ۶۹ میں اس امر کا اقرار کیا ہے کہ ’’ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی‘‘ اگر فی الواقعہ ایسا ہوتا تو بعد تمامی نزول قرآن پاک کے کوئی نزول وحی احادیث صحیحہ میں صراحۃً قطعی الدلالۃ یقینی الثبوت وارد ہوتی تو مولوی نعیم الدین اپنے دعوی میں اس کو ضرور پیش کر کے سچے بنتے حالانکہ وہ نہ کر سکے۔ اور کہاں سے ایسی کوئی نص لا سکتے۔ بالآخر خود الکلمۃ العلیا حاشیہ صـ۱۱۸ میں اثبات علم غیب سوائے باری تعالیٰ کے دعوی کو اعتقادیات سے خارج کر دیا تاکہ نص قطعی پیش کرنے سے جان بچے۔ محض قصص و حکایات گور پرستی کی تصنیفات پر دارو مدار رکھا گیا۔ اب اس مقام پر صرف دو تائیدی شہادتیں مسلمہ مولوی نعیم الدین ہدیہ ناظرین ہیں

اولاً حضرت شیخ الشیوخ بڑے پیر صاحب سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رح الفتح الربانی اپنے ملفوظات مطبع بلالی ساڈھورہ ص۲۰۵ مجلس ۲۹ میں فرماتے ہیں

هذا الشئ ما تعلمه انت ولا غيرك هو من جملة الغيوب ۔ "یہ ایک چیز ہے جس کو نہ تو جانتا ہے نہ کوئی دوسرا وہ منجملہ علم غیب کے ہے،،

جس کا علم صرف خدا کو ہے۔ نیز حضرت شیخ موصوف رح مرأۃ الحقیقت مطبوعہ مصر ص۱۸ میں فرماتے ہیں

قوله من يعتقد ان النبى صلى الله عليه وسلم يعلم الغيب فهو كافر لان علم الغيب صفة من صفات الله اھ ۔ "کہ جو اعتقاد رکھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں غیب کو تو وہ کافر ہے کیونکہ علم غیب صفت منجملہ صفات اللہ تعالیٰ کے ہے۔ اھ جس کا علم صرف خدا کو ہے)

اور ثانیاً مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب احسن الوعاء لآداب الدعاء مطبع اہلسنت وجماعت بریلی ص۸۷ میں لکھتے ہیں

"کسی نے حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا آپ نے حضرت یوسف کی بوئے پیراہن مصر سے سونگھی اور کنعان کے کنوئیں میں ان کی خبر نہ لی فرمایا ہمارا حال یکساں نہیں رہتا ہے

گہے بر طارم اعلیٰ نشینم ۔ گہے بر پشت پائے خود نہ بینم

للہ الحمد للملک العلام علام الغیوب۔ ناظرین کرام نے آیات و احادیث، کلام حق جل مجدہ اور فرمان رسول برحق سید الثقلین علیہ الصلاۃ والسلام کے مقابلہ میں مولوی نعیم الدین کے بے سروپا دعویٰ کی حقیقت بخوبی دیکھ لی۔ المختصر اولاً خود ہی معنی غیب کے الکلمۃ العلیاء ص۳۳ میں یہ بتائے کہ "علم غیب وہ ہے جو بے تعلیم الٰہی کے کوئی شخص نہ جانے،، تو ایسا علم سوائے ذات پاک حق تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہو سکتا۔ ثانیاً خود الکلمۃ العلیا ص۲۶ میں تعلیمی علم پر غیب کا اطلاق نہ کیا جانا تسلیم کر لیا۔ ثالثاً خود ہی الکلمۃ العلیا ص۶۹ میں تمام زمانہ ایام نزول وحی قرآن میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمائے جانے اور بعد تمام کلام اللہ نازل ہو چکنے کے تمام اشیاء پر اطلاع ہو جانے کے دعویٰ کے ساتھ کوئی ایک دلیل بھی پیش نہ کر سکنا۔ بالآخر خود الکلمۃ العلیا حاشیہ ص۱۱۸ میں علم غیب سوائے حق تعالیٰ کو مقام عقائد سے خارج کر کے دلیل قطعی پر موقوف نہ رکھنا (ملخصاً)

جس سے تمام دعوؤں کی ترکی تمام کر کے بے دست و پا رہ گئے۔ لہٰذا بتایید مسلّہ مولوی

نعیم الدین سے ثابت ہوا کہ علم غیب من جملہ صفات حق تعالیٰ کے ہے مخلوقات میں افضل ترین انبیاء علیہم السلام ہیں۔ پھر جبکہ خصوصاً جناب سید المرسلین خاتم النبیین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے علم غیب کا اعتقاد رکھنے والا کافر ہوا تو پھر عموماً کسی نبی کیلئے یہ اعتقاد کس طرح کفر نہ ہو گا۔

قولہ ص۱۷۹ تقویۃ

علم غیب کے خاصۂ الٰہی ہونیکے دلائل قرآنمجید سے اور ان پر بحث

الایمان والا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات دیکھ نہیں سکتا حضور کے فضائل جلیلہ تو اس کے لئے موت ہیں وہ علم جیسے جلیل کمال کا کس طرح انکار نہ کرتا۔ انکار کرنے کے لئے اپنی کتاب میں ایک خاص فصل بنائی ہے۔ اس فصل میں حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے غیبی علوم کا اثبات شرک قرار دیا اور نہایت گستاخانہ کلمات لکھ کر اپنی سیاہ دلی کا اظہار کیا۔ آیات و احادیث پیش کر کے حسب عادت ان کے غلط معنی بتائے آیت ۱

وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ "اسی پاس کنجیاں غیب کی ہیں نہیں جانتا ان کو مگر وہی"

تقویۃ الایمان ص۲۲۔ اس آیت میں علم سے اگر ذاتی مراد ہو تو وہابی کو کیا مفید ذاتی بیشک اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس سے محبوبان حق کے علم عطائی کی نفی کب ہوئی ہے اور اگر عطائی مراد ہو تو صحت استثناء کی کوئی صورت نہیں بجز اس کے کہ علم الٰہی کو بھی معاذ اللہ عطائی کہا جائے صاحب تقویت اس گمراہی میں گرفتار ہے اور آیت میں علم عطائی ہی مراد لیتا ہے چنانچہ لکھا ہے کسی ولی و نبی کو جن و فرشتہ کو پیر و شہید کو امام و امام زادے کو بھوت و پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں۔ تقویت ص۲۳ جب لا یعلمہا کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے طاقت نہیں بخشی اس لئے کوئی بعلم عطائی نہیں جانتا تو لازم آیا کہ الا ہو کے معنی یہ ہوں کہ اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بعلم عطائی جانتا ہے۔ جاہل نے علم الٰہی کو عطائی قرار دے لیا کس درجہ گمراہی ہے اھ ملخصاً بلفظہ

اقول و استعین باللہ العزیز۔ مولوی صاحب نے اپنی خبث باطنی سے مولانا شہید مرحوم کو فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے انکار کا نشانہ بنا کر آیات قرآن ربانی

کی تردید پر آمادہ ہو کے اپنے مشرکانہ عقائد سے ٹھکانہ جہنم میں بنایا۔

تصریحات مولانا شہید در بارہ فضائل و محامد محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم

ناظرین کرام

اولاً مولانا شہید مرحوم کی تقویۃ الایمان کے چند حوالہ بطور نمونہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے محامد و فضائل میں سن کر ایمان کو تازگی بخشیں۔ تقویۃ الایمان صـ۲ میں مرقوم ہے۔

"الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کو کہ ہم کو تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور اپنا سچا دین بتایا اور سیدھی راہ چلایا اور اصل توحید سکھائی اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا اور ان کی راہ سیکھنے کا شوق دیا اور ان کے نائبوں کی کہ جو ان کی راہ بتاتے ہیں اور ان کے طریقہ پر چلاتے ہیں ان کی محبت دی سو اے پروردگار ہمارے تو اپنے حبیب پر اور ان کے آل و اصحاب پر اور اس کے سب نائبوں پر ہزار ہزار درود اور سلام بھیج۔ آمین یا رب العالمین" "اور سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھیے اور اس کی سند پکڑیے اور اپنی عقل کو دخل نہ دیجیے" "ایضاً صـ۳ "یہ اللہ کی بڑی نعمت ہے کہ اس نے ایک رسول بھیجا کہ اس نے بے خبروں کو خبردار کیا اور ناپاکوں کو پاک اور جاہلوں کو عالم اور احمقوں کو عقلمند اور راہ بھٹکے ہوؤں کو سیدھی راہ پر چلایا" ایضاً صـ۱۸ "پیغمبروں کی تو بڑی شان ہے ان کے خبر دینے سے کیونکر نہ یقین آوے" "ایضاً صـ۲ "سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے ان ہی سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو ان ہی کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی" "ایضاً صـ۲۲ "انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں" "ایضاً صـ۲۷ "اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کہ خبر دینا ہے" "ایضاً صـ۵۸ "ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے۔ اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں" "ایضاً صـ۶ "پیغمبر خدا اپنی امت

کے بڑے مربی شفیق تھے اور ان پر بہت مہربان اور رات دن ان کو اپنی امت کے دین ہی درست کرنے کی فکر تھی،، سوا ے اللہ مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم وکریم پر ہزاروں درود وسلام بھیج اور انہوں نے جیسا ہم سے جاہلوں کو دین سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی قدردانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور، آمین یارب العالمین،،

علی ہذا مولانا شہید مرحوم نے دربارہ شبہات ڈال دینے مبتدعین گور پرستوں کے تقویۃ الایمان پر جو مکتوب بنام سید عبداللہ بغدادی تحریر فرمایا ہے جس میں سے محامد نبوی علیہ الصلاۃ والسلام کے الفاظ بمعہ ترجمہ حسب ذیل ہیں۔

ونصلی علی افضل البرایا شفیع الامم الذی لولاہ ما اخرجت الدنیا من العدم والذی علمنا براہین التوحید والاسلام واخرجنا من ظلمات الاشراک وعبادۃ الاصنام وعلی آلہ واصحابہ وعلی ناصرہ ومحبہ اما قرب الانبیاء عند اللہ تعالی وکمالاتہم التی لا یصل دون مرادتہا غیرہم فنسلمہ وصلی اللہ تعالی علی سیدنا ومطاعنا وشفیعنا محمدن المصطفی وعلی آلہ شموس الہدی واصحابہ بدور الدجی فقط۔

"ہم اور افضل الخلائق شفیع امام کے درود بھیجتے ہیں کہ اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ ہوتی انھوں نے ہمیں توحید واسلام کی دلیلیں بتائیں اور شرک وبت پرستی کی اندھیریوں سے نکالا اور ان کے تمام آل واصحاب اور دین کے مددگاروں اور محبوں پر رحمت بھیجتے ہیں" "لیکن انبیاء کا قرب اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور ان کے کمالات اور ایسی فضیلتیں کہ اس مرتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا ہے ان سب کو ہم تسلیم کرتے ہیں" "اور اللہ تعالیٰ ہمارے سردار مخدوم شفیع محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور ان کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے چاند ہیں رحمت نازل فرمادے فقط،،

پس یہ چند کلمات طیبات محامد وفضائل نبوی علیہ الصلوۃ والسلام جو محض تقویۃ الایمان ہی میں سے باعث سرمہ توحید بعین الیقین اہل توحید ہو کر مولف کی کذب بیانی بہتان بندی شقاوت قلبی واضح ہوگئی۔ اگر اسی کا نام انکار فضائل کمالات وگستاخانہ

کلمات خصوصاً علم جیسے عظیم الشان جلیل القدر کا ہے تو اولاً خود مولوی صاحب کی الکلمۃ العلیا کا نمونہ ملاحظہ ہو ص۳۔

حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق "

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ چہارم حسنی پریس بریلی ص۴۶ میں ہے

مدار در قلب مبارک (نبوی صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔

عظمت رب العزۃ جل جلالہ سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور غیر متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال"، پس فماھو جوابکم فھو الجواب من مولانا الشہید المرحوم

ترجمہ و تفسیر آیت "وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ" الآیۃ

ثانیاً آیت وعندہ مفاتح الغیب الآیۃ کا یہ ترجمہ تقویۃ الایمان تمام ترجموں کے مطابق بلاشک صحیح ہے، دیکھو موضح القرآن مولانا شاہ عبد القادر صاحب فتح الرحمٰن مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح۔ اور خود مولوی نعیم الدین نے بھی الکلمۃ العلیا ص۹۵ میں یہی ترجمہ لکھا

" یعنی اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا ہے کوئی اس کو مگر وہی "

پس محض فریب کاری سے تقویۃ الایمان کی مخالفت میں عام لوگوں کو دھوکہ میں مبتلا کرکے بسبب ندار غیر اللہ کے غائبین کو حاضر و ناظر عالم الغیب مشکل کشا بنا کر شرک میں گرفتار کیا جاتا ہے۔ معاذ اللہ منہ کیونکہ یہی اصل مقصد سوائے حق تعالےٰ کے دوسروں کو عالم الغیب بنانے کا ہے کہ بلا اس کے سبب کارخانہ شرکیات نعیمیہ کا درہم برہم ہوا جاتا ہے حالانکہ علم غیب منجملہ صفات خاصہ الوہیت حق تعالےٰ کے ہے جس پر کوئی دوسرا ہرگز اختیار نہیں پا سکتا نہ یہ صفت کسی کو عطا ہو سکے جس طرح مولوی نعیم الدین کا خبط ہے کہ

"حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ ہم جب آنکھ کھولیں دیکھ لیں "

اسی لئے تو نص قطعی الدلالۃ قرآن پاک کے مقابلہ میں مولوی نعیم الدین کی یہ بیہودہ گوئی مفہوم مخالف کہ "اگر عطائی مراد ہو تو صحت استثنا سے علم الٰہی کو بھی عطائی کہا جائے اور آیت میں علم عطائی ہی مراد لینا ہے الخ" محض باطل اتہام مولانا شہید مرحوم پر ہے

جو ہرگز تقویۃ الایمان میں نہیں ہے اور نہ لازم آتا ہے۔ کیونکہ استثنار میں ہو کی ضمیر مطلقاً نفی علم غیب میں حق تعالیٰ ہی کی طرف راجع ہے۔ ذاتی و عطائی کا اس میں کوئی فرق نہیں۔ چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم نے جب اس کی صاف تصریح فرما دی کہ

"اللہ صاحب نے یہ طاقت کسی کو نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ ان کی خواہش پر"

یعنی آلۂ غیب کسی کو عطا نہیں فرمایا گیا کہ جب وہ چاہے اپنے اختیار سے علم غیب معلوم کرلے چنانچہ آیت مفاتیح الغیب کی بہترین تفسیر صحیح بخاری پارہ ۱۹ تفسیر سورہ رعد میں مرفوعاً مروی ہے۔

عن عبید اللہ بن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مفاتیح الغیب خمس لا یعلمہا الا اللہ لا یعلم ما فی غد الا اللہ ولا یعلم ما تغیض الارحام الا اللہ ولا یعلم متی یاتی المطر احد الا اللہ ولا تدری نفس بای ارض تموت ولا یعلم متی تقوم الساعۃ الا اللہ ۔	"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنجیاں غیب کی پانچ ہیں نہیں جانتا ان کو کوئی سوا اللہ کے۔ نہیں جانتا کوئی کیا ہوگا کل کو سوائے اللہ کے اور نہیں جانتا کوئی کیا ہے رحم مادر میں سوائے اللہ کے اور نہیں جانتا کوئی کب مینہ برسے گا سوائے اللہ کے اور نہیں جانتا کوئی نفس کس زمین میں مرے گا اور نہیں جانتا کوئی کب قائم ہوگی قیامت سوائے اللہ کے"

حدیث مذکورہ مفاتیح الغیب خمس الحدیث صرف صحیح بخاری ہی میں متعدد صحابہ حضرت ابو ہریرہ ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم سے باسناد مختلفہ مروی ہے۔ چنانچہ پارہ اول ص۶۵ و پارہ ۴ ص۱۵۵ اور پارہ ۱۸ ص۱۷۸ اور پارہ ۱۹ ص۲۹۵ اور پارہ ۳۰ ص۱۳۷ وغیر ہم میں یہ روایات مرقوم ہیں۔ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ الباری جنکو مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۔۔ میں شیخ المشائخ قاضی القضاۃ اوحد الحفاظ والرواۃ لکھا ہے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۴ ص۱۵۵ میں فرماتے ہیں۔

لہ یہ صفحات نسخہ مطبوعہ مع فتح الباری انصاری دہلی کے ہیں (ع ۔ ح)

وفیہ رد علی من زعم ان لنزول المطر وقتا معینا لا یختلف عنہ ۔

"اس حدیث میں رد ہے اس کا جو گمان کرتا ہے کہ مینہ برسنے کا وقت معین ہے اس کے خلاف نہیں ہوتا"

ایضاً پارہ ۳۰ ص۱۳۱ میں مرقوم ہے۔

لان امور الغیب لا یحصیہا الا عالمہا وان اقرب الاشیاء الی الاطلاع علی ما غاب الابواب والمفاتیح ایسر الاشیاء لفتح الباب فاذا کان ایسر الاشیاء لا یعرف موضعہا فما فوقہا احری ان لا یعرف ۔

"اس لئے کہ امور غیب کو بجز ان کے جاننے والے کے کوئی نہیں جانتا اور اطلاع کے لئے سب سے زیادہ قریب وہ چیز ہے جو دروازوں میں پوشیدہ ہے اور کنجیاں دروازوں کے کھولنے کیلئے سب چیزوں سے زیادہ آسان ہیں پس جبکہ سب سے زیادہ آسان چیز کا مقام بھی کسی کو معلوم نہیں تو جو اس کے بعد کی چیز ہے زیادہ اسکی مستحق ہے کہ اس کو کوئی بھی نہ جانے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۲۰ ص۷۲۰ اور پارہ ۳۰ ص۱۳۱ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے باسناد مختلفہ روایت ہے

قالت ومن حدثك انہ یعلم ما فی غد فقد کذب ثم قرأت وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ومن حدثك انہ یعلم الغیب فقد کذب وھو یقول لا یعلم الغیب الا اللہ ۔

"فرمایا اور جس نے تجھ سے بیان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل ہونے والی بات کو جانتے ہیں تو تحقیق اس نے جھوٹ بولا پھر پڑھی آیت یعنی کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کو کیا کرے گا" اور جس نے تجھ سے بیان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے غیب کو پس تحقیق جھوٹ کہا اس نے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کوئی نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

اور ترمذی ج ۲ کتاب التفسیر ص۱۴۹ میں ان الفاظ سے روایت ہے

ومن زعم انہ یعلم ما فی غد فقد اعظم الفریۃ

"جس نے گمان کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں کل ہونے والی بات کو تو تحقیق اس نے بڑا

علی الله والله یقول (پارہ ۲۰ سورہ نمل) لا یعلم من فی السموات و الارض الغیب الا الله

بھاری بہتان باندھا اللہ تعالیٰ پر اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کوئی نہیں جانتا آسمان وزمین میں غیب کو سوائے اللہ کے "

بحمد اللہ تعالیٰ آیت وعندہ مفاتح الغیب کی تشریح اور پوری تفسیر احادیث صحیحہ سے بفرمان جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے صراحۃً واضح ہو گئی کہ علم غیب جناب باری تعالیٰ جل شانہ ہی کی ذات پاک کے لئے مخصوص ہے کسی دوسرے پر علم غیب کا اطلاق ہرگز نہیں ہو سکتا۔ پس عطیہ علم غیب کا حیلہ بزعم خود بتانے والا بارشاد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قطعاً کذاب ومفتری اور جھوٹا ہے۔ کیونکہ کفار بھی اپنے معبودان باطل کے ساتھ جو شرک فی الالوہیت کرتے یعنی ان میں قدرت وتصرف غیب دانی جان کر ان کے لئے عبادت طلب حاجات نذر و نیاز وغیرہ بجالاتے۔ تو باوجود ان افعال کے وہ ان اوصاف کو ان کا ذاتی وصف نہ جانتے تھے۔ بلکہ عطیہ جناب باری تعالیٰ ہی جانتے تھے جس طرح مولوی نعیم الدین کا بھی یہی دعویٰ ہے چنانچہ اپنی اس کتاب ہفوات بیہودہ کے ص۱۱۱ میں لکھا کہ

"کسی نبی وولی یا فرشتہ کو کوئی مسلمان ہر جگہ ناظر اور حصرف بالذات نہیں جانتا "

اور نیز مولوی نعیم الدین کے معتمد اعلیٰ شیخ بدایونی بوارق ص۷ وص۸ میں اس امر کو تسلیم کر کے تفسیر الفوز الکبیر وحجۃ اللہ البالغہ سے منجملہ انواع شرک کے نقل کرتے ہیں

ہمچنیں ملک علی الاطلاق بعضے بندگان خود را خلعت الوہیت دادہ است در رضا وسخط ایشاں در سائر بندگان اثرمے کند پس واجب میدانستند تقرب بآن بندگان خاص تا شائستگی قبول ملک مطلق حاصل شود و شفاعت برائے ایشاں در جاری امور درجہ پذیرائی یابد بملاحظہ ایں امور سجدہ بسوئے ایشاں وذبح برائے ایشاں وحلف بنام ایشاں و استعانت در امور ضروریہ بقدرت کن فیکون ایشان

"مشرکین کے گمان میں) اسی طرح سے بادشاہ علی الاطلاق حق تعالیٰ جل مجدہ اپنے بعض بندگان کو خلعت الوہیت دیتا ہے اور رضامندی اور ناراضی ان کی تمام بندگان میں اثر کرتی ہے پس واجب جانتے میں تقرب ان بندگان خاص کا تاکہ قابلیت قبول بادشاہ مطلق کی حاصل ہو اور شفاعت ان کی ان کے لئے درجہ قبولیت میں پہنچے اور ان امور کے سبب ان کے لئے سجدہ اور ذبح اُن کے نام کی قسم اور استعانت ضروری امور میں ساتھ قدرت کن فیکون کے ان کے لئے تجویز کرتے تھے۔ اور تقرب

تجویز مے نمودند الخ دتقربوا الیہ ان کی طرف کرتے تو ان کو اللہ تعالیٰ الوہیت
فاعطاھم اللہ الالوھیۃ عطا فرمایا،،

پس اسی طرح مولوی نعیم الدین صاحب کے عقیدہ خبیثہ کے اسی کتاب سے چند حوالے نمونۃً ناظرین ملاحظہ فرمائیں۔

"ص۵۸ مسلمانوں پر شرک کا حکم لگانے میں ذرا بھی پس و پیش نہیں کرتے وہ اس پر بھی شرک کا بے دریغ حکم دیتے ہیں کہ جو یہ کہتا ہے کہ ان بزرگوں کو اللہ کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتا ہوں اور یہ قدرت تصرف اسی نے ان کو بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں،، "جو مسلمان یہ کہہ رہا ہے کہ ہم انبیاء اور اولیاء کو پیروں شہیدوں کو اللہ کے برابر نہیں سمجھتے بلکہ اس کا بندہ اور اسی کی مخلوق جانتے ہیں وہ کیسے مشرک ہو گیا،، الیضاً ص۶۹ "مسلمان کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء شہداء کو قدرت تصرف اللہ تعالیٰ نے بخشی ہے اس کی مرضی سے عالم میں تصرف کرتے ہیں. بالکل حق ہے،، "مسلمان کا یہ اعتقاد کہ اہل اللہ کو پکارنا عین اللہ ہی کو پکارنا ہے اور ان سے مدد مانگنی عین اسی سے مدد مانگنی ہے بالکل صحیح اور شرع اسلام کے مطابق ہے" الیضاً ص۷۰ "علیٰ ہذا کہ مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ انبیاء و اولیاء اللہ کے پیارے ہیں جو چاہیں سو کریں،، الیضاً ص۸۹ اولیاء کے آستانوں کے خدام کو نذریں دینا،، "اسی کو چڑھاوا کہتے ہیں" الیضاً ص۱۲۳ "بدنصیب انبیاء و اولیاء محبوبان خدا کا دشمن ہے ان کے تصرف کا انکار کرتا ہے،، الیضاً ص۱۷۰ "اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع اشیاء تمام کائنات کا علم عطا فرمایا غیب پر مطلع کیا مَاکَانَ وَمَا یَکُوْنُ کی تعلیم فرمائی،، الیضاً ص۱۷۸ "حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات،،

الغرض حسب عقیدہ مذکورہ باطلہ مولوی نعیم الدین کے مبتدعین گور پرستوں کیلئے جن کے حق میں احادیث صحیحہ میں لعنت وارد ہے منجملہ لوازمات الوہیت باری تعالیٰ عزشانہ کے جسکے سارے علوم و قدرت تصرفات ذاتی ازلی ہیں چونکہ استعانت و ندار نذر و نیاز، طلب حاجات، مشکل کشائی، قدرت و تصرف تمام امور عالم کے لئے سارے عالم کے ذرات پر پورا پورا تمام و کمال احاطہ ہونا لازم و لابدی ہے۔ اسی لئے تاویل شیطانی نصوص قطعیہ قرآن و حدیث کی تحریف و تبدیل کرکے حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام رح کو اوصاف مذکورہ کا مستحق جان کر ان کو

عالم الغیب بجیلہ علم عطائی اختیاری کے فریب دے کر بتایا گیا۔ ورنہ پھر کوئی دعوی بلا اس حیلا و مکر کے ہرگز مسموع نہ ہوتا!

پس مولوی نعیم الدین کے یہ جملہ ہفوات بمقابلہ صفات خاصہ الوہیت حق تعالیٰ کے صفت مفاتیح علم غیب کسی میں عطا ہو نہیں سکتی، نہ اس میں کسی کی تاویل بمقابلہ آیت نص قطعی اور تفسیر فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقبول ہو سکتی ہے کیونکہ یہ امر مسلمہ تمام اہل علم ہے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رح اتقان فی علوم القرآن مطبوعہ ناصری لاہور صفحہ ۳۶۵ میں فرماتے ہیں

وقال الامام الشافعی جمیع ما	«فرمایا امام شافعی رح نے جو کچھ بھی حکم فرمایا
حکم بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس وہ آپ کا فرمانا فہم و
فھو مما فھمہ من القران	مضمون قرآن پاک ہے،،

علی ہذا خود مولوی نعیم الدین کے مسلمہ مقتدا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ صفحہ ۶۸ میں لکھا ہے

«غرض بہت مقامات پر ائمہ تفسیر کا قول نہیں مانا جاتا ہے۔ مثلاً قاضی بیضاوی نے یا اور ائمہ مثلاً خازن وغیرہ نے تبیانا لکل شیٔ کو مخصص بتایا ہے۔ ارشاد قاضی بیضاوی یا خازن وغیرہ ائمہ تفسیر نہیں کسی فن کا امام ہونا اور بات ہے اور اس فن میں کتاب لکھ دینا اور بات! ائمہ تفسیر صحابہ ہیں اور تابعین عظام تابعین میں بھی عظام کی تخصیص ہے،،

نیز ملفوظات حصہ چہارم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ صفحہ ۴۲ میں لکھا ہے۔

«نصوص قرآنیہ کی عظمت نہیں جتنے گمراہ ہوتے سب اسی دروازہ سے کہ انہوں نے نصوص میں تاویلیں کرنا شروع کیں،،

علی ہذا تفسیر احمدی ملا جیون مطبوعہ کریمی بمبئی صفحہ ۶۰۷ میں مرقوم ہے۔

ان اللہ عندہ علم الساعۃ	«تحقیق اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہے علم قیامت
الایۃ (لقمان) ان ھذہ الخمسۃ	کا یہ پانچ چیزیں اللہ تعالیٰ کے خزانہ غیب میں ہیں
فی خزانۃ غیب اللہ لا یطلع	نہیں مطلع ہے کوئی بھی اس پر بشر اور فرشتہ اور جن
علیہ احد من البشر والملک و	میں سے پس نہیں جانتا کوئی بھی وقت قائم ہونے
الجن فلا یعلم احد وقت قیام	قیامت کو اور اسی طرح نہیں جانتا کوئی بھی کب

القیامة وکذا لا یعلم احد متی ینزل الغیث وکذا لا یعلم احد ای حال ما فی البطن ذکرا او انثی تاما او ناقص وکذا لا تدری نفس ماذا تفعل غدا من خیر او شر او ربما کانت عازمة علی خیر وفعلت شرا او عازمة علی شر وفعلت خیرا وکذا لا تدری نفس انه این تموت اذ ربما اقامت بارض وضربت اوتادها وقالت لا ابرحها فیرمی بہ مرامی القدر حتی تموت فی مکان لم یخطر بالها ایضا لما نزل قولہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا هو سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن مفاتح الغیب فقال مفاتح الغیب خمس لا یعلمهن الا اللہ ثم تلا هذہ الایة. ایضا فمن ادعی علم هذہ الخمسة فقد کذب وعن ابن عباس من ادعی علم هذہ الخمسة فقد کذب ایضا وروی ان منصورا رای فی منامہ صورة ملک وسألہ مدة عمرہ فاشار باصابعہ الخمس فعبرها بعضهم بخمس سنین او خمسة اشہر او خمسة

برسے گا مینہ اور اسی طرح نہیں جانتا کوئی بھی کیا حال ہے پیٹ کا لڑکا ہے یا لڑکی پورا ہے یا ناقص ہے اور اسی طرح نہیں جانتا کوئی نفس کیا کرے گا کل کو خیر یا شر اور کبھی کرتا ہے ارادہ خیر کا اور کرتا ہے شر اور ارادہ کرتا ہے شر کا اور کرتا ہے خیر اور اسی طرح نہیں جانتا کوئی نفس کہ وہ کہاں مرے گا اس لئے کہ اکثر کسی جگہ میں قیام کرتا ہے اور گاڑ دیتا ہے میخیں یعنی استحکام قیام کے لئے اور کہتا ہے کہ میں ہمیشہ یہیں رہونگا پھر اس کو تقدیر کی گردش وہاں سے نکال پھینکتی ہے یہانتک کہ وہ ایسی جگہ پر مرتا ہے جو اس کے وہم و گمان میں بھی کبھی نہ گذری ہو۔ فرمانا اللہ تعالیٰ کا اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی کوئی نہیں جانتا ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ سوال کیا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غیب کی کنجیوں کا تو فرمایا کنجیاں غیب کی پانچ ہیں نہیں جانتا ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی پھر پڑھی آپنے یہ آیت۔ پس جس نے دعویٰ کیا ان پانچ چیزوں کے جاننے کا پس تحقیق جھوٹا ہے وہ اور روایت ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے جس نے دعویٰ کیا ان پانچ چیزوں کے جاننے کا تو تحقیق جھوٹ کہا اس نے اور روایت ہے کہ خواب میں دیکھا منصور نے ملک الموت کو اور دریافت کیا ان سے اپنی عمر کی مدت کو تو اشارہ کیا پانچ انگلیوں سے پس تعبیر دی اس کی بعضوں نے پانچ سال کی یا پانچ مہینہ کی یا پانچ دن کی اور جب سوال کیا گیا اس کا امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے فرمایا اس میں اشارہ ہے اس امر کا کہ ان پانچ چیزوں کو کوئی نہیں

فلما سئل عنہ ابو حنیفة قال انہ اشارة الی ان الخمس

لا یعلمہ الا اللہ ۔ جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے،،

اور فرمایا مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح نے جن کو مولوی نعیم الدین نے مستند مانا ہے مدارج النبوت ج ۱ صہ ۱۳۹ میں

مفاتیح اغیب در دست علم الٰہی و نمیداند آنرا مگر وے۔ دو کنجیاں غیب بدست علم الٰہی ہیں اور نہیں جانتا ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی بھی،،

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۲ صہ ۱۰۴ میں فرماتے ہیں :

چوں ہیچ کس را معلوم نیست کہ از ابتدائے خلقت عالم چہ قدر گذشت وچہ قدر ماند علم قیامت حاصل نمے تواند گشت۔ "چونکہ کسی شخص کو معلوم نہیں ہے کہ ابتدائے خلقت عالم سے کس قدر گذر چکی اور کس قدر باقی ہے۔ علم قیامت حاصل نہیں ہو سکتا،،

علیٰ ہذا شاہ صاحب موصوف تحفہ اثنا عشریہ صہ ۳۰۷ میں فرماتے ہیں

"علم غیب خاصہ خدا است پیغمبران ہم نظر بحال ظاہر آرایان باطن خراب نفاق پیشہ فریفتہ شوند تا وقتیکہ وحی الٰہی و وقائع الٰہی کشف حال شان نکند۔ "علم غیب خاصہ خدا تعالیٰ ہے پیغمبران (علیہم السلام) بھی بوجہ ظاہری خوبی کے باطن خراب نفاق پیشہ لوگوں کی طرف مائل ہو جاتے ہیں جبتک کہ وحی اور وقائع الٰہی ان کا کشف حال نہ کرے،،

پس آیت مفاتح الغیب اور اس کی تفسیر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح الغیب خمس حسب قرآن وحدیث قطعی الدلالۃ اور ائمہ کرام محدثین ومفسرین نصوصاً مجتہد اعظم امام ابو حنیفہ رحمہم اللہ سے بخوبی واضح ہوا کہ کلیتہً ہرگز کسی کو علم غیب خاص کر مفاتیح خمس عطا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ صفت مخصوص بذات باری تعالیٰ عز شانہ ہے۔ مولوی نعیم الدین کا تاویلات رکیکہ فاسدہ باطلہ سے بحیلہ عطائی کسی دوسرے پر اطلاق عالم الغیب کا کر کے تمام نصوص قطعیہ قرآن کے مقابلہ میں جن کی تفصیل اوپر گذر چکی یہ بکواس الکلمۃ العلیا رصہ ۱۰۹ میں کرنا کہ "یہ کہنے والا کہ حضرت کو تعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا یا کسی مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا جاہل مخبوط الحواس اور دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے،،

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اور اس دعویٰ کے دوسرے الفاظ بے سر و پا عاجز ہونے سے بھی بدتر الکلمۃ العلیا صہ ۶۹ میں یہ لکھے گئے کہ۔

"ایام نزول وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی"

معاذ اللہ! تو وجہ کیا؟ جب کہ کسی آیت قرآنی سے یہ دعوی مردودہ ہرگز ثابت ہو نہ سکا کسی حدیث صحیح صریح سے بھی بعد ختم نزول قرآن پاک کے تین ماہ کے اندر کسی تاریخ سے ثابت نہ کر سکے پس این چہ دعوی است جس پر محض بحیلہ سازی یہ تعلی و جوش کہ پناہ بخدائے لایزال۔ اس بے لگامی پر خود مولوی نعیم الدین کے مقتدار مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی تمہید ایمان مطبوعہ اہلسنت بریلی ص۳۷ میں لکھتے ہیں "صریح بات میں تاویل نہیں سنی جاتی ورنہ کوئی بات بھی کفر نہ رہے۔ عمر کہے میں رسول ہوں اس میں یہ تاویل گڑھ لی جائے کہ لغوی معنی مراد ہیں یعنی خدا ہی نے اس کی روح بدن میں بھیجی ایسی تاویلیں زنہار مسموع نہیں شفا شریف میں ہے ادعاؤہ التاویل فی لفظ صراح لا یقبل صریح لفظ میں تاویل کا دعوی نہیں سنا جاتا۔ شرح شفائے قاری میں ہے ھو مردود عند قواعد الشریعۃ ایسا دعوی شریعت میں مردود ہے۔ نسیم الریاض میں ہے لایلتفت بمثلہ ویعد ھذیانا ایسی تاویل کی طرف التفات نہ ہوگا اور وہ ہذیان سمجھی جائے گی۔ فتاوی خلاصہ وفصول عمادیہ وجامع الفصولین وفتاوی ہندیہ وغیرہ میں ہے

واللفظ للعمادی قال انا رسول اللہ	"اگر کوئی شخص اپنے آپ کو اللہ کا رسول
او قال بالفارسیۃ من پیغمبر	یا پیغمبر کہے اور معنے یہ لے کہ میں پیغام لے جاتا ہوں
ام یرید بہ من پیغام می	قاصد ہوں تو وہ کافر ہو جائے گا یہ تاویل نہ سنی
برم یکفر	جائے گی فاحفظ"

پس مولوی نعیم الدین کی بیہوشی کے گندہ عقیدہ پر حسب فتوی اپنے مقتدائے بریلوی کے سوائے حق تعالی کے دوسروں کو عالم الغیب بمعنے عطیہ جاننے سے کیا کفر عائد نہ ہوگا؟ جبکہ تاویل کے ساتھ رسول کہنے سے کفر لازم آیا تو منجملہ صفات حق تعالی مالک الملک علام الغیوب کے دوسروں پر اطلاق عالم الغیب کا بتاویل عطیہ کیونکر اس سے زائد کفر لازم نہ ہوگا؟ جس قدر امور غیب ہیں وہ سب انہیں پانچ میں داخل ہیں کوئی ان سے خارج نہیں کیونکہ بلا کنجیوں کے کوئی شئے مقفل نہیں کھلتی اور یہ اللہ تعالی ہی کے قبضہ واختیار میں ہے۔ بلاشبہ حق تعالے نے یہ طاقت کسی کو نہیں بخشی کہ جب وہ چاہے غیب کی بات

معلوم کرلے اسی لئے نص قرآن پاک میں لا یعلمها الا هو فرمایا گیا کہ نہیں جانتا اس کو کوئی سوائے اللہ تعالیٰ کے ،، اسی کی تصریح تقویۃ الایمان میں فرمائی کہ

" سو یقین یوں رکھا چاہیئے کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا ،،

پس اس بدیہی بات میں جو صاف اور سچی ہے سوائے مولوی نعیم الدین کی بدبختی کے کوئی اہل ایمان انصاف والا انکار نہیں کر سکتا ۔

صراط مستقیم کی ایک عبارت سے مغالطہ کی حقیقت !

قولہ ص۱۸۰ علاوہ بریں دروغ گورا حافظہ نباشد یہاں تو یہ کہا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی اور خود صراط مستقیم ص۱۲۸ میں لکھا ہے " و برائے کشف ارواح و ملائکہ و سیر امکنہ زمین و آسمان و جنت و نار و اطلاع بر لوح محفوظ شغل دورہ کند ،، تقویۃ الایمانی دین میں جب ولی و نبی تک کو خدا نے غیب کی بات معلوم کرنے کی طاقت نہیں بخشی تو دورہ کا شغل کرنے والے اسمٰعیل کے چیلوں کو ملائکہ وارواح کے کشف اور زمین و آسمان جنت و دوزخ کی سیر اور لوح محفوظ پر مطلع ہو کر عالم غیب بن جانے کی طاقت کس نے بخشی اسمٰعیل نے یا اس کے پیر نے جو کام اس کے اعتقاد میں خدا سے بھی نہ ہوا وہ بزعم خود اس نے کر دیا اور جو بات نبی ولی کو دربار الٰہی سے میسر نہ آئی وہ اسمٰعیل نے اپنے چیلوں کو بخش دی لعنت اس بیدینی پر پھر یہ بے دینی کہ نبی و ولی کے چاہنے سے تو غیب کی بات معلوم نہ ہو اور اسمٰعیلی چیلے چاہیں تو معلوم کر لیں چنانچہ صراط مستقیم ص۱۲۸ میں لکھا ۔ باستعانت ہماں شغل بہر مقامیکہ از زمین و آسمان و بہشت و دوزخ خواہد متوجہ شدہ سیر آں مقام نماید و احوال آں جا دریافت کند ۔ بیدین نے اپنے چیلوں کو انبیاء و اولیاء سے بڑھا دیا اور خدا کی برابر کر دیا ۔

اقول و استعین باللہ الوھاب ۔ اس طریقہ کشف ارواح وغیرہ صراط مستقیم ص۱۲۸ کو مولانا شہید مرحوم کی طرف نسبت کرنا اور ان کا تعلیم فرمودہ بتانا محض مولوی نعیم الدین کی نادانی اور جہل ہے جاہل کو اتنی تمیز نہیں کہ باوجود کھوا کہ صراط مستقیم دیکھنے کے اپنے اندھے پن سے کس طرح کذب و بہتان بندی پر کمر باندھی ہے ۔ استغفر اللہ ۔

مگر حسب حدیث صحیح بخاری

اذا لم تستحی فاصنع ما شئت "جس وقت تجھے حیا و شرم نہ رہے تو جو چاہے کرتا پھر"

واضح ہو کہ اول سے صفحہ ۹۴ کے نصف تک معہ مقدمہ پہلا باب اور صفحہ ۱۵۵ سے تا آخر صفحہ ۱۷۸ تک پوتھا باب معہ خاتمہ مولانا شہید مرحوم کا تالیف فرمودہ ہے۔ اور صفحہ ۱۴۹ کے نصف سے صفحہ ۱۵۴ تک باب دوم و باب سوم مولانا عبدالحی مرحوم داماد و تلمیذ رشید مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کا تالیف فرمودہ ہے چنانچہ اس کی مفصل تصریح خود مولانا شہید مرحوم نے صفحہ ۴ میں فرما دی ہے۔ پس ناظرین انصاف فرمالیں کہ صفحہ ۱۲۸ باب سوم مؤلف مولانا عبدالحی مرحوم ہے نہ کہ مولانا شہید مرحوم کا۔ پس مولوی نعیم الدین کی اس خیانت مجرمانہ و بد دیانتی بد دینی پر ہزار آفرین ہے

پھر درصورت تسلیم یہ طریقہ کشف ارواح منجملہ مراقبات اکابر صوفیہ، قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ کے معمولات میں سے ہے نہ کہ صاحب صراط مستقیم کا خود ساختہ جس کے ذریعہ سے سالک راہ طریقت کا توجہ الی اللہ میں مستغرق ہو جاتا ہے جس کے ثمرات سے بطور الہام یا خواب کے منجانب اللہ حسب استعداد انکشاف حالات ہو جاتے ہے۔ جس طرح طریقہ استخارہ[۱] میں حق تعالیٰ سے طلب مشورہ کی استدعا ہوتی ہے۔ اسی طرح انکشاف و حاجات کے لئے اکابر صوفیہ صاف باطن جن کے قلوب انوار تجلیات توحید سے لبریز ہوتے ہیں باستعانت اسماء حسنی الٰہیہ بطور ملکہ راسخہ مطابق خاصیت و اثر اسم کے ان پر انکشاف حالات ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی عروج کا نام الصلوٰۃ معراج المؤمنین رکھا گیا ہے اور محض بفضل اللہ تعالیٰ پر موقوف ہے نہ کسی کا اختیاری و گھمنڈ اور دعوی بد۔

چنانچہ اس کی تفصیل اور طریقہ صراط مستقیم باب سوم فصل اول صفحہ ۱۱۴ میں مرقوم ہے جس کا حوالہ خود اسی مقام صفحہ ۱۲۸ میں مذکور ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے خیانت و بد دیانتی سے نصف سطر چھوڑ کر ایک سلسلہ کی عبارت صفحہ ۱۲۸ کو تفریق کرکے دو جگہ نقل کیا ہے حالانکہ وہ کل ایک ہی مضمون مسلسل ہے چنانچہ عبارت اول کے آخری جملہ "و شغل د ورہ کنند"

[۱] استخارہ کا معنی طلب خیر ہے طلب مشورہ نہیں اور استخارہ شرعیہ کی حقیقت اللہ تعالیٰ پر اعتماد کامل اور ذات حق بلند و برتر کی طرف سب امور کی تفویض ہے۔ استخارہ و استخبارہ نہیں اس غرض کے لئے سب استخارے غیر مسنون ہیں جیسا کہ آئینہ ص ۷ ۱۱۸۔۲۲۴ پر اس کی قدرے تحقیق آ بھی رہی ہے۔ (ع۔ح)

کے ساتھ یہ الفاظ ہیں ،، وطریقش در فصل اول مفصلاً مذکور شدہ ،، اس کے ساتھ ملحق الفاظ یہ ہیں رد پس باستعانت ہمان تشغل الخ ،، پھر لفظ پس بھی اڑا دیا جس سے پتہ چلتا کہ اس کا اوپر سے ربط ہے۔ پس یہ مولوی نعیم الدین کی بد دیانتیوں بے احتیاطیوں کا ادنے نمونہ ہے اس لئے کہ پورے مضمون متعلقہ سے جعل سازی نہ چل سکتی تھی۔ بلکہ فصل اول کی طرف رجوع کرنے سے ناظر پہ فریب کھل جاتا۔

پس بغرض انکشاف حقیقت اجمالاً طرق صوفیہ کا نقل کرنا ضروری ہوا جو خالی از نفع نہیں ہے از صد ۱۱۶ لغایت صد ۱۳۹ (مراقبہ قادریہ)

یعنی ،، مراقبہ اول وحدانیت کا ہے۔ اور اسی مراقبہ سے منے ایاک نعبد وایاک نستعین کے (یعنی تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے ہم مدد طلب کرتے ہیں۔) بخوبی متحقق ہوتے ہیں۔ اور اس مراقبہ کے ثمرات سے حق تعالیٰ کی توحید کا انکشاف ہے۔ لبعد اس مراقبہ کے شغل دورہ کرے اور اس شغل کے ارکان چار اسم ہیں اسمار حسنی سے یعنی سمیع وبصیر وقدیر وعلیم۔ منجملہ اس کے آثار کے ذاکر کی روح کی نورانیت ہے اور ملاقات ارواح انبیار او اولیار اور ملائکہ کے ساتھ کرنا اور سیر جنت اور نار اور آسمانی مقامات مثل سدرۃ المنتہی اور بیت المعمور وغیرہ اور لوح محفوظ اور وہاں کے وقائع کا کشف ہونا ،، ور ہرچند روح بشری قابل عروج عالم قدس اور سماوات کے نہیں ہے۔ لیکن ذکر الٰہی اس کا بدرقہ ہوگیا ہے ،، رمادر اس حالت میں آسمانوں کے مکانات پر اطلاع اور زمین کے بعض مقامات کی سیر جو اس کی جگہ سے دور دور دراز فاصلہ پر ہوتے ہیں بطور کشف حاصل ہوتی ہے ،، ور اور اسی حالت میں توقف نہ کرے کہ راہ راست منزل مقصود نہیں ہے ہرچند کہ راہ ہے لیکن راہ راست سے بہت دور ہے اور سیر وسلوک کی دشواری اور طول مسافت ہونے کا باعث ہے ،، ور لبا اوقات انسان انہیں حجب میں اٹک جاتا ہے۔ اور راہ وصول اصل مقصود ہاتھ نہیں آتی ،، ور کبھی بعض طالبین اس کو مقصود اصل سمجھتے ہیں اور اسی جگہ ٹھیر جاتے ہیں ،، اھ ملخصاً تا صد ۱۲۲

فصل دوم اشغال چشتیہ رصد ۱۲۵

،، برائے انکشاف حالات آسمان اور ملاقات ارواح اور ملائکہ اور سیر جنت ونار اور اطلاع حقائق اس مقام کی اور دریافت اس کے مکانوں کی اور انکشاف کسی امر کا لوح محفوظ سے ذکر یاحی یا قیوم ہے۔ کشف قبور کے لئے ذکر سبوح قدوس رب الملٰئکۃ والروح

مقرر ہے،، اور اس کشف کو ناواقفان قرب الٰہی کا موجب جانتے ہیں اور فی الحقیقت بے مددی کا سبب ہے ،، اھ ملخصاً

فصل سوم اشغال نقشبندیہ ۔ ص۱۲۶

مددگار والتجار کے ذریعہ سے محض فضل الٰہی سے مدد چاہیئے ،، اور لطائف شش گانہ میں ہر ایک کے لئے جداگانہ ایک نور ہے کہ کتب و رسائل ان بزرگوں میں مفصل مرقوم ہے ،، ایضاً ص۲۲۹ پس لابد سالک پر توحید صفاتی منکشف ہو جاوے گی یا حجب نورانیت واضح ہو جاوے گی،، ''واسطے کشف ارواح و ملائکہ اور ان کے مقامات اور سیر زمین و آسمان اور جنت و نار اور اطلاع لوح محفوظ کے لئے دورہ کا شغل کرلے اور اس کا طریقہ فصل اول میں مفصل مذکور ہوا ہے پس باستعانت اسی شغل کے جس مقام کی زمین و آسمان و بہشت و دوزخ کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے سیر اس مقام کی کرے اور احوال اس جگہ کا دریافت کرے ،، ''پس جس شغل کی اشغال طریقہ میں مہارت رکھتا ہو مشغول ہو اور تمام اس شغل میں التجا بجناب حق تعالیٰ کشف مطلوب کے لئے اس طرح کرتا رہے کہ اس کی پوری ہمت اسی واقعہ کے لئے متوجہ ہو جائے امید واثق جناب حضرت حق سے یہ ہے کہ انکشاف اس واقعہ کا بطریق نزول الہام یا بطریق ظہور تہ دل سے وہ متحقق ہو جاویگا انتہی ملخصاً

پس یہ مراقبات و اذکار و اشغال حق تعالیٰ کے حضور میں ہیں جن کی قبولیت کا خلعت منجانب اللہ منکشف ہو کر عطا ہوتا ہے جو نہایت ادنیٰ ثمرہ ریاضت و مجاہدات کا ہے نہ باعث کمال عبدیت کا حتی کہ جوگیوں کو بھی انکشاف ہو جاتا ہے۔ اور علوم و معارف حقائق حضرات انبیاء علیہم السلام جو نہایت اعلیٰ و ارفع بے حد و حساب ہیں جن کا شمار طاقت بشری سے خارج ہے قطعاً و یقیناً مقبول عنداللہ تعالیٰ ہیں جن کا مقابلۃً ذرہ بھی کسی میں ممکن نہیں مگر نہ ان کو علم غیب کہا جا سکتا ہے نہ ان کو ذرہ بھر اس میں اختیار حاصل ہے۔ بلکہ یہ تمام باختیار حق تعالیٰ علام الغیوب ہیں کسی کو ان کے اختیار کی طاقت ہرگز نہیں بخشی گئی ۔ مولوی نعیم الدین کا کمال درجہ خبط باعث خبث باطنی و شقاوت قلبی کا ہے جو ان امور کو بندوں کا اختیاری بتا کر تمام اکابر مجتہدین طریقت اہل اللہ کو مورد الزام بنایا اور مولانا شہید مرحوم پر کذب و بہتان اور لعنت و شرک کا پہاڑ ڈالا جو خود ہی اپنے اوپر لوٹ پڑا۔

تقویۃ الایمان کی ایک عبارت سے مغالطہ کا جواب

قولہ ص۱۸۰ و ۱۸۱ التقویۃ الایمان ص۲۳ میں لکھتا ہے ظاہر

کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجیے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے۔ کیا خوب شان ہے کہ جب چاہے غیب کی بات دریافت کرے اس کا اختیار رکھتا ہے مگر بالفعل کچھ نہیں جانتا محض کورا نادان ہے۔ یہ ہے وہابیہ کا خدا اور اس کے علم کی اتنی حقیقت ہے۔ یہ بات تو اسمٰعیل نے صراط مستقیم میں اپنے چیلوں کے لئے بھی ثابت کی تو اسمٰعیل اپنے قول سے مشرک ہوا کیونکہ اس نے اشراک فی العلم کے معنی تقویۃ الایمان صنا میں یہ لکھے ہیں اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا لہٰذا اپنے چیلوں کے لئے خدا کا سا علم ثابت کر کے اپنے قول سے مشرک ہوا۔ کسی صفت کا اختیاری ہونا مستلزم حدوث ہے تو علم الٰہی کو اختیاری کہنا کفر ہوا۔ عالمگیری ج ۲ ص۲۶۲ میں ہے۔ لو قال علم خدائے قدیم نیست یکفر اور جب اللہ تعالیٰ کے علم کی نسبت یہ اعتقاد ہے تو انبیاء و اولیاء کے علم کا انکار الیوں سے کیا جائے تعجب یہ تو صاحب تقویت کی بے دینی کے نمونے تھے اھ ملخصاً بلفظہ

اقول و استعین باللہ العلیم ہرگز اس عبارت تقویۃ الایمان سے نہ یہ ثابت ہوتا ہے اور نہ لازم آتا ہے کہ بالفعل اللہ تعالیٰ کچھ نہیں جانتا محض کورا نادان ہے۔ معاذ اللہ منہ کوئی نادان مسلمان بھی ان کلمات خبیثہ کو سننا گوارہ نہیں کر سکتا۔ مولوی نعیم الدین نے اپنی گندی زبان سے بحمایت شرکیات نکال کر مولانا شہید مرحوم پر یہ محض بہتان لگایا۔ حالانکہ یہ مسئلہ عقیدہ کا بدیہی ہے کہ منجملہ صفات حق تعالیٰ کے صفت علم ذاتی قدیم ازلی ہے نہ کہ حادث نو پیدا چنانچہ مطلب و توضیح اس عبارت کی خود سیاق و سباق الفاظ تقویۃ الایمان سے واضح ہے کہ

"جیسے جس کے ہاتھ کنجی ہوتی ہے قفل اسی کے اختیار میں ہوتا ہے جب چاہے تو کھولے جب چاہے نہ کھولے اسی طرح ظاہر کی چیزوں کو دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں ہے جب چاہیں کریں جب چاہیں نہ کریں سو اس طرح غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو کہ جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے (کسی کو) اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی کہ جب وہ چاہیں غیب کی بات معلوم کر لیں بلکہ اللہ صاحب اپنے ارادہ سے کبھی کسی کو جتنی بات چاہتا ہے خبر دیتا ہے سو یہ اپنے ارادہ کے موافق نہ ان کی خواہش پر"،

یعنی غائب کا دریافت کرنا لوگوں کے اختیار میں نہیں نہ لوگوں کو حق تعالیٰ نے یہ طاقت بخشی

کہ حب چاہیں غیب کی بات معلوم کرلیں یہ شان اللہ تعالیٰ ہی کی ہے جتنی کسی کو چاہتا ہے خبر دیتا ہے۔

پس جبکہ مصنف تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے کلام سے حسب مقولہ مسلمہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان خود صراحتہً ثابت ہو گیا کہ غیب کا دریافت کرنا کسی کے اختیار میں نہیں بلکہ اللہ جب چاہتا ہے خبر دیتا ہے، یہ دریافت نہ ہونا لوگوں کے حق میں ہے اور جب چاہنا خبر دینا حق تعالیٰ کے لئے، اور اگر مولوی نعیم الدین کا یہی عناد و شقاوت قلبی ہے تو چاہ کندن را چاہ در پیش خود اپنے ہی ہاتھ سے تازیانہ غضب منجانب اللہ الواحد القہار والجبار اپنے ہی منہ پر بانند تسود الوجوہ کے مارا جاتا ہے کہ اسی صـ ۱۸۱ کے حاشیہ پر خود ہی لکھا۔

یعنی دو آیۃ وعندہ مفاتیح الغیب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں یعنی وہ چیز جو اس غیب تک پہنچتی اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہو،،

تو کیا معاذ اللہ حق تعالیٰ غیب تک پہنچا نہیں اور اس کو غیب حاصل نہیں جو وہ کنجیوں کے ذریعہ سے غیب تک پہنچے اور غیب کو حاصل کرے ؎

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

پھر باوجود اس کے اگر مولوی نعیم الدین کی ایسی ہی کور باطنی اور قیاس باطل شیطانی ہے تو بکثرت آیات قرآن پاک سے یہ مضمون ثابت ہے جن کو عدم علم حق تعالیٰ کا مورد الزام بنا کر جہنم میں اپنا ٹھکانا بنایا جاوے گا، چنانچہ لمعہ ترجمہ موضح القرآن مولانا شاہ عبد القادر محدث دہلوی رح جو مولوی نعیم الدین کے نزدیک مستند ہے حسب ذیل ہیں۔ پارہ ۲ سورہ بقر میں فرمایا۔

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ	,,مگر اسی واسطے کہ معلوم کریں کون تابع رہیگا رسول کا اور کون پھر جاوے گا الٹے پاؤں،،

ایضاً پ۴ سورہ آل عمران

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۔ وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جَاهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۔ وَلِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ وَلِيَعْلَمَ	,,اور اس واسطے کہ معلوم کرے اللہ جن کو ایمان ہے،، اور ابھی معلوم نہیں کئے اللہ نے جو لڑنے والے ہیں تم میں اور نہ معلوم کرے ثابت رہنے والے،، ,,اور اس واسطے کہ معلوم کرے ایمان والوں کو،،

الَّذِيْنَ نَافَقُوْا — اور تاکہ معلوم کرے ان کو جو منافق ہوئے''

ایضاً پ سورہ مائدہ۔

لِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّخَافُهٗ بِالْغَيْبِ — ''تاکہ معلوم کرے اللہ کون اس سے ڈرتا ہے بن دیکھے''

ایضاً پارہ ۱۱ سورہ توبہ

وَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ — ''اور ابھی دیکھے گا اللہ تمہارے کام''

ایضاً پارہ ۱۵ سورہ کہف۔

ثُمَّ بَعَثْنَاهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا — ''پھر ہم نے ان کو اٹھایا کہ معلوم کریں دو فرقوں میں کس نے یاد رکھی ہے جتنی مدت وہ رہے''

ایضاً پارہ ۱۷ سورہ حج۔

وَلِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ — ''اس واسطے کہ معلوم کریں جن کو سمجھ ملی ہے کہ یہ تحقیق ہے تیرے رب کی طرف سے''

ایضاً پارہ ۲۰ سورہ عنکبوت۔

فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ وَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَيَعْلَمَنَّ الْمُنَافِقِيْنَ — ''سو البتہ معلوم کرے گا اللہ ان کو جو لوگ سچے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جھوٹے'' ''اور البتہ معلوم کرے گا اللہ ان کو جو لوگ یقین لائے ہیں اور البتہ معلوم کرے گا جو لوگ دغاباز ہیں''

ایضاً پ۲۲ سورہ سبا۔

اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ — ''مگر اس واسطے تا معلوم کریں ہم کون یقین لاتا ہے آخرت پر''

ایضاً پارہ ۲۶ سورہ محمد

حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَا اَخْبَارَكُمْ — ''تا معلوم کریں جو تم میں لڑائی کرنے والے ہیں اور ٹھہرنے والے اور تحقیق کریں تمہاری خبریں''

ایضاً پارہ ۲۷ سورہ حدید

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ — اور تا معلوم کرے اللہ کون مدد کرتا ہے

بِالْغَيْبِ — اس کی اور اس کے رسولوں کی بن دیکھے،،

ایضاً پارہ ۲۹ سورہ جن۔

لِيَعْلَمَ اَنْ قَدْ اَبْلَغُوْا رِسٰلٰتِ رَبِّهِمْ — "تا جانے کہ انہوں نے پہنچائے پیغام اپنے رب کے،،

صحیح بخاری پارہ ۱۹ ص۲۹۳ تفسیر آیت سورہ عنکبوت میں مرقوم ہے۔

(فلیعلمن الله) علم الله ذلک انما هی بمنزلة فلیمیز الله کقوله لیمیز الله الخبیث — "(پس البتہ معلوم کرے گا اللہ) معلوم کرنا اللہ کا اس کو بمنزلہ تمیز کرانے اللہ کے ہے جس طرح فرمایا تاکہ تمیز کرادے اللہ خبیث کو (پاک سے)،،

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے

وقال ابو عبیدة فی قوله فلیعلمن الله الذین اٰمنوا ای فلیمیزن الله لان قد علم ذلک من قبل — "کہا ابو عبیدہ نے اللہ کے فرمانے میں پس معلوم کریگا اللہ ان لوگوں کو جو ایمان لائے یعنی تمیز کرادے گا۔ اللہ کیونکہ البتہ اللہ جانتا ہے اس کو پہلے سے،،

اور حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بڑے پیر صاحب کی غنیۃ الطالبین ص۱۷۹ میں مرقوم ہے۔

اطلع الله علی اهل بدر (الحدیث) — "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مطلع ہوا اللہ تعالی اوپر اہل بدر کے،،

علیٰ ہذا تفسیر جلالین پ۲ سورہ بقر ص۱۷ میں مرقوم ہے الا لنعلم۔ علم ظهور اور تفسیر جامع البیان ص۱۷ میں ہے

علما حالیا یتعلق به الجزاء — "مگر اس لئے کہ معلوم کریں مراد ظاہر کرنا علم کا ہے، ایسا علم موجودہ جس کا تعلق جزا سے ہو،،

اور تفسیر مظہری ص۱۱۱ میں مرقوم ہے

ان المراد بالعلم التمیز — "مراد علم سے تمیز کرانا ہے،،

اور ملا علی قاری رح شرح فقہ اکبر ص۱۸ میں فرماتے ہیں والعلم ای من صفات الذاتیة وهی صفة ازلیة تنکشف المعلومات عند تعلقها بها اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص۵۹۸ میں فرماتے ہیں

مراد از علم دریں جا تمیز است در خارج و تمیز فرع وجود است — "مراد علم سے اس مقام میں تمیز کرنا ہے خارج میں اور تمیز فرع وجود کی ہے،،

نیز تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ سورہ جن صـ۲۰۱ میں فرماتے ہیں

لیعلم۔ تا آنکہ علم حالی پروردگار من	"یہاں تک کہ علم حالی میرے پروردگار کا شیائے
کہ باشیائے واقعہ حلین وقوعہا متعلق	واقعہ میں جس وقت اس کے وقوع سے متعلق ہووے
میگردد تعلق پذیرد	تعلق ظہور ہوتا ہے"

پس علم بمعنی تمیز ظہور اس کے تعلق وقوع کے ساتھ واقع ہونے کی تصریح کلام ائمہ کرام علمائے عظام میں ثابت ہوئی جس طرح خود مولوی نعیم الدین نے بھی اس کو باوجود عناد تقویۃ الایمان کے تسلیم کر کے اپنی الکلمۃ العلیا صـ۱۳۴ میں یہ لکھا، کہ اس آیت میں الا لنعلم کے لفظ سے صاف شبہ پیدا ہوتا ہے مگر یہ وہی شیطانی شبہ ہے کیا قابل التفات ہو ایسے ایسے قرائن عدم علم کے ہرگز نہیں ہوتے اللہ جل شانہ علیم وخبیر ہے اب علم حاصل نہیں کیا ہے۔

بیشک آمنا وصدقنا لیکن جب آیت میں صاف شیطانی شبہ خود پیدا کر کے اس کو دفع کر دیا۔ مگر مفاتیح الغیب میں خود اپنا ہی ساختہ مطلب بیان کرنے میں اگر توجیہ کر لینا مقتضائے ایمان ہو گا۔ تو پھر تقویۃ الایمان کی صریح عبارت میں جبکہ غیب کا دریافت کرنا (بمعنی) خبر دینا صاف موجود ہے تو پھر کیا جائے تامل اور مقال چوں وچرا ہو سکتا ہے۔ بلکہ بدرجہ اولی اس کے قبول وتصدیق سے کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا سوائے اس کے کہ مولوی نعیم الدین کی کور باطنی اور خباثت طینی کے سبب عالمگیری کا فتوی تکفیر خود اپنے ہی اوپر بقول خود ٹوٹ پڑا ؎

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد | میلش اندر طعنہ پاکاں برد

قولہ صـ۱۸۱-۱۸۲ اب پھر آیت کریمہ (مفاتح الغیب) کی طرف رجوع کیجیے اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں جس کے یہ معنی ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو غیب کا علم عطا نہیں فرماتا۔ صاحب تقویت الایمان کا آیت کے معنی میں یہ کہنا کہ اللہ صاحب نے کسی کو یہ طاقت نہیں بخشی قرآن کریم پر افترا ہے اس آیت کو ادنے علم والا بھی انبیا واولیاء کے علم عطائی کے انکار کی سند نہیں بنا سکتا بلکہ اس آیت سے تو محبوبان حق کے لئے غیب کا علم کا اثبات ہوتا ہے۔ مفردات راغب میں ہے وقولہ عندہ مفاتح الغیب یعنی ما یتوصل بہ الی غیبہ المذکور فی قولہ فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول صاحب تقویت الایمان کو بھی اس کا اقرار کرنا پڑا چنانچہ تقویت صـ۱۲۵

ہیں لکھتا ہے۔ کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخش دے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

جب یہ بات ہے تو وہابی کیوں منہ لگاڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو جمیع اشیار کے علم عطا فرما دیئے ان کے لئے غیب کے دروازے کھول دیئے تو کون اس کا ہاتھ پکڑ سکتا ہے۔ اب بخوبی ثابت ہو گیا کہ انبیار کے لئے غیب کا علم عطا کیا جانا با قرار صاحب تقویت اس آیت سے ثابت ہے پھر اس کو علم انبیار کے انکار کی سند بنا دینا دانستہ قرآن پاک کی مخالفت ہے۔ تقویت صـ۲۴ میں ہے منافقوں نے حضرت عائشہ پر تہمت کی اور حضرت کو اس سے بڑا رنج ہوا۔ اور کئی دن تک بہت تحقیق کیا۔ پھر کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی اور بہت فکر و غم میں رہے پھر جب اللہ صاحب کا ارادہ ہوا تو بتا دیا کہ منافق جھوٹے ہیں اور عائشہ پاک۔

ایک بات تو یہ ہے کہ جب یہ غیب تھا اور اللہ تعالیٰ نے بتا دیا۔ تو معلوم ہوا کہ غیب کا علم عطا کیا جاتا ہے اس کو شرک قرار دینا غلط اور بے ایمانی ہے اور تقویت الایمان صـ۱ کا یہ قول باطل ہے کہ پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدہ سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے یہاں علم عطائی کو بھی شرک کہہ دیا اور علم عطائی کو شرک کہنے کے معنی یہ ہیں کہ گمراہ کے نزدیک علم الہٰی بھی عطائی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ تہمت والے واقعہ میں تقویت والے کا یہ کہنا کہ پھر بھی کچھ حقیقت نہ معلوم ہوئی بالکل جھوٹ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر افترا ہے کہ کون سی حدیث میں ہے کہ حضورؐ کو حقیقت نہ معلوم ہوئی تفسیر کبیر جلد ۶ صـ۲۵ میں ہے کان ھذا المقول معلوم الفساد قبل نزول الوحی۔ حضور صلعم کو نزول وحی سے قبل معلوم تھا کہ منافقین کا یہ قول فاسد و باطل ہے بخاری شریف ج ا صـ۳۹۴ میں حضور صلعم کا یہ ارشاد ہے واللہ ما علمت علی اھلی الا خیراً خدا کی قسم مجھے اپنے اہل پر نیکی کا یقین ہے۔ بیدین کو حضورؐ کی قسم کا بھی اعتبار نہ ہوا۔ ان اکاذیب پر انکے دین کا مدار ہے۔" **اقول** ۔ جبکہ آیت مفاتح الغیب کی پوری تشریح معہ تفسیر نبویؐ اور صحابہؓ کرام و کلام ائمہ محدثین مفسرینؒ خصوصاً امام ابو حنیفہؒ سے بذیل مفاتح الغیب خشک کئے واضح ہو چکی جس سے مولوی نعیم الدین کے تمام دعاوی باطلہ مثل تار عنکبوت

پاش پاش ہو گئے مگر پھر کھسیانی بلی کھمبا نوچے بار بار اسی کو لوٹا یا جاتا ہے۔ کہ نہیں اب کے کہو تو جانوں محض بے حیائی ہے۔ پھر یہ بیہودہ کلامی کہ اس میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ غیب کا علم عطا نہیں فرماتا۔ بیشک حق تعالیٰ نے اپنی اس صفت خاص مفاتیح علم غیب کی کسی کو طاقت نہیں بخشی کہ جو چاہے اپنے اختیار سے اس کو جان لے اور عالم بھر کی حاجات و مرادات اپنے علم غیب و قدرت اور تصرف سے پوری کر دے کیونکہ علم غیب منجملہ صفات خاصہ الوہیت جناب باری تعالیٰ شانہ کے ہے وخاصۃ الشئ مایوجد فیہ ولا یوجد فی غیرہ مسلمہ امر ہے چنانچہ امام نووی رح شرح صحیح مسلم ج ا ص۱۴ میں فرماتے ہیں

وعلم الغیب مالم یطلع غیرہ علیہ ۔ "علم غیب وہ ہے کہ اطلاع نہ پاسکے غیر اس کا اس کے اوپر"

علی ہذا خود مولوی نعیم الدین کا بھی یہی مسلمہ ہے جو اوپر گذر چکا کہ علم غیب کے یہ معنی ہیں کہ غیب اپنی ذات سے بے کسی کے بتائے جاننا۔ تو جو بتائے سے جانے گا اس پر علم غیب کے جاننے کا اطلاق ہر گز نہ ہوگا۔ یہی بات مفردات راغب کے ترجمہ میں ہے جو خود مولوی نعیم الدین نے حاشیہ پر یہ کہا ہے یعنی آیۃ عندہ مفاتح الغیب کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں یعنی وہ چیز جو اس غیب تک پہنچنے اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہو۔ یہی الکلمۃ العلیا ص۹۵ میں آیت موصوفہ کا ترجمہ ہے یعنی "اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں نہیں جانتا کوئی اس کو مگر وہی" جس سے روشن ہے کہ سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ صاحب تقویت الایمان مولانا شہید مرحوم نے بھی اسی کی تصریح فرمائی کہ غیب کے خزانہ کی کنجی اللہ ہی کے پاس ہے اس نے کسی کے ہاتھ نہیں دی اور کوئی اس کا خزانچی نہیں مگر اپنے ہی ہاتھ سے قفل کھول کر اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخشدے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔

اب اگر مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں مفاتیح الغیب خمس کا جس کی تفصیل گذر چکی ہے کسی کو علم عطا فرمایا گیا ہو تو کسی آیت قرآن پاک یا احادیث متواترہ صحیحہ متفق علیہ قطعی الدلالۃ سے جو در باب ثبوت عقائد میں معتبر ہو۔ حسب شرائط مسلمہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی انباء المصطفےٰ ص۳ جو بذیل آیات نقل ہو چکی ہے، پیش کرنا لازم تھا مگر مولوی نعیم الدین کی کیا بساط ہے۔ کیونکہ وہ اپنے دعوی باطل میں لاچار ہو کر آیات پیش کرنے سے تو دستبردار ہو چکا ہے چنانچہ الکلمۃ العلیا ص۶۹ میں لکھا ہے کہ

۱؎ دیکھو ص ۳۵۵ ج ۲، ۱۲

"ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا۔ اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی"

مزید تشریح صفحہ ۹ میں ہے کہ

"حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم ہیں خلاصہ یہ کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لے جانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا" "آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا علم دے کر اس عالم سے اٹھایا"

پس قرآن پاک سے ثابت کرنا تو مولوی نعیم الدین کے نزدیک ان کے لئے موت سے زیادہ تلخ ہو گیا۔ اب احادیث ہی سے حسب شرائط مذکورہ بعد ختم نزول قرآن قبل وفات شریف جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین ماہ کے اندر بقید تاریخ یعنی ۹ ذی الحجہ یوم عرفات ختم نزول قرآن پاک سے لغایۃ ۱۲ بارہ ربیع الاول یوم وفات تک مفاتیح الغیب خمس میں سے صرف علم قیامت کی تاریخ و سنہ اپنے سب شرکار چھوٹے بڑوں منطقیوں فلسفیوں قبر پرستوں مجاوروں تمام کو جمع کر کے ثابت کر دیں! مگر ہرگز نہیں کر سکتے وادعوا شرکاءکم ان کنتم صادقین دعویٰ کرنا تو گور پرستوں میں آسان ہے مگر یہ لوہے کے چنے چبانے کے مترادف ہے۔

واقعہ افک کی تفصیل اور مسئلہ علم غیب

علیٰ ہذا واقعہ افک منافقین کا تہمت و بہتان حضرت عصمت مآب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر لگانا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو باوجودیکہ منافقین کی کذب بیانیوں بہتان بندیوں کو پہلے ہی سے جانتے تھے، خصوصاً بمقابلہ حضرت صدیقہ کی عصمت کو جانتے ہوئے بہت صدمہ و ملال خاطر پہنچا اور ایک ماہ تک اس اہم واقعہ کے متعلق نزول وحی نہ ہونے سے بھی آپ بہت غمگین ہوئے اور اضطراب میں رہے۔ بعد تحقیقات تمام حضرت صدیقہ رضی کے بیان حلفی وقسہا دات مالا کلام حضرت اسامہ بن زید و حضرت زینب اور حضرت بریرہ خادمہ حضرت صدیقہ وغیرہم رضی اللہ عنہم کے آپ کو برأت حضرت صدیقہ کی پاک دامنی پر بقرائن علم ظنی قبل از نزول وحی قطعی کے ہو گیا تھا۔ مگر در صورت علم قطعی نہ ہونے کے انتظار وحی ضرور تھا۔

جس پر مؤلف نے چونکہ طول کلامی کی ہے اس لئے ناظرین پر اسی حدیث روایت

صحیح بخاری کی پوری کیفیت جس کو مولوی نعیم الدین نے اخفا کیا ہے بغرض انکشاف فریب دہی کے واضح ہونا لازم ہے۔ کیونکہ اسلام اور خادمان اسلام کی صداقت و راست بازی پر ہر واقعہ میں مخالف سے مخالف کا سر تسلیم بھی خم ہے۔ چہ جائیکہ اہل اسلام کیلئے

صحیح بخاری پارہ ۱۶ صفحہ ۸ میں طویل روایت ہے۔ جس کا حاصل ترجمہ یہ ہے۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر کا ارادہ فرمایا کرتے تھے اپنی بیویوں کے درمیان میں قرعہ ڈالتے جس کا نام نکل آتا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہمراہ لے جاتے پس ایک غزوہ میں قرعہ ڈالا تو میرا نام نکلا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نکلی جب آپ غزوہ سے فارغ ہوئے اور واپسی ہوئی۔ جب مدینہ طیبہ قریب ہوا تو آپ نے رات کو چلنے کا حکم فرمایا جس وقت روانگی کی خبر ہوئی میں قضائے حاجت کے لئے گئی اور لشکر سے دور نکل گئی بعد فراغت کے اپنی سواری کے پاس آئی میں نے سینہ پر ہاتھ پہنچایا تو میرا ہار ٹوٹ کر گر گیا میں تلاش کرنے لگی اس میں مجھے دیر لگی جو لوگ مجھے سوار کرنے تھے یہ خیال کر کے کہ میں سوار ہوں اونٹ پر ہودج کو رکھ دیا اس وقت کی عورتیں ہلکی پھلکی ہوتیں ان کے جسم پر گوشت کم ہوتا کیونکہ کھانا بہت کم کھاتی تھیں اس وقت میں کم سن تھی وہ سب سوار ہو گئے میں نے ہار لشکر کی روانگی کے بعد پایا میں مقام لشکر پر آئی تو کوئی نہ تھا میں اس خیال سے بیٹھ گئی کہ مجھے ڈھونڈنے ضرور آویں گے جب میرا گم ہونا معلوم ہوگا۔ مجھے نیند آگئی صفوان بن معطل سلمی لشکر کے پیچھے رہتا تھا۔ گری پڑی شئے اٹھانے کو۔ وہ صبح کو میرے قریب پہنچا اور دیکھتے ہی مجھے پہچان لیا۔ کیونکہ اس نے پردہ کے حکم سے پہلے مجھے دیکھا تھا۔ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا میں یہ سن کر بیدار ہو گئی۔ اور اپنی چادر سے میں نے منہ چھپا لیا واللہ ہم نے کوئی بات نہیں کی صفوان نے اتر کر اپنی سواری کو بٹھا کر ہاتھ پاؤں باندھ دیئے میں اٹھ کر سوار ہو گئی صفوان اونٹ کو کھینچتا ہوا چلا اور ہم شدت گرمی میں دوپہر کو لشکر میں پہنچے۔ سب لوگ ٹھہرے ہوئے تھے۔ پھر ہم مدینہ طیبہ میں آئے تو جو شخص بڑا مرتکب اس بہتان کا تھا وہ عبداللہ بن ابی تھا۔ میں ایک مہینہ تک بیمار رہی لوگ تہمت والوں کے قول میں غور و فکر کرتے اور مجھے یہ بات شبہ میں ڈالتی کہ میں اپنی بیماری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ مہربانی نہ دیکھتی جو میں اپنی اور بیماری میں دیکھتی تھی آپ تشریف لا کر صرف یہ فرماتے یہ کیسی ہے پھر چلے

جاتے مجھے اس سے شک ہوتا، میری بیماری بڑھتی گئی، میں نے آپ سے اپنے ماں باپ کے ہاں جانے کی اجازت لی تاکہ میں وہاں اچھی طرح یہ خبر معلوم کر لوں آپ نے مجھے اجازت دی میں نے وہاں جا کر دریافت کیا کہ میرے معاملہ میں لوگ کیا کہتے ہیں، والدہ نے فرمایا اے بیٹی گھبرا نہیں ایسی عورتیں بہت کم ہیں جو خوبصورت ہوں اور محبت کرنے والے خاوند کے پاس ہوں اور اس کی سوکنیں اس پر تہمت نہ لگا دیں۔ میں نے کہا سبحان اللہ! لوگ اس طرح کہتے ہیں؟ اس رات میں صبح تک روتی رہی نہ میں سوئی نہ میرا آنسو تھما روتے روتے صبح ہو گئی جب وحی آنے میں تاخیر ہوئی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ بن ابی طالب اور اسامہ بن زیدؓ کو بلایا اور اس امر میں دونوں سے مشورہ لیا اسامہ نے کہا یا رسول اللہ وہ آپ کی بیوی ہے اسے اپنے پاس رکھیئے ہم بجز بھلائی کے کچھ نہیں جانتے، مگر علیؓ نے کہا یا رسول اللہ آپ پر اللہ نے دشواری نہیں فرمائی عورتیں اس کے علاوہ بہت ہیں آپ خادمہ سے دریافت فرما دیں۔ وہ سچ بتا دے گی تو بلایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بریرہ کو تو فرمایا اے بریرہ کیا دیکھی ہے تو نے کوئی ایسی بات جس نے تجھے شک میں ڈالا ہو، بریرہ نے آپ سے عرض کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نے کوئی بات ہرگز کبھی ایسی نہیں دیکھی جو عائشہ کو تہمت لگا سکوں البتہ وہ کم سن لڑکی ہیں غافل ہو کر سو رہتی ہیں پلی ہوئی بکری آ کر خمیر کے آٹے کو کھا لیتی ہے۔ پس کھڑے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی روز ممبر پر اور عبداللہ بن ابی کے متعلق فرمایا اے جماعت مسلمانوں کی مجھے کون مدد دے گا اس پر جس سے میرے اہل میں مجھے ایذا پہنچی ہے۔

واللہ ما علمت علی اھلی	"واللہ میں نہیں جانتا اپنی بیوی پر سوائے بھلائی
الا خیرا وقد ذکروا رجلا ما	کے کچھ اور لوگوں نے ایسے مرد (صفوان) کا نام لیا ہے
علمت الا خیرا وما یدخل علی	جو میں اس کے حق میں سوائے بھلائی کے کچھ نہیں جانتا اور
اھلی الا معی۔	نہیں داخل ہوتا تھا میرے مکان میں سوائے میری موجودگی کے"

سعد بن معاذ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں مدد کروں گا میں اس کی گردن مار دوں گا یا جو حکم فرما دیں گے ہم تعمیل کریں گے، اور میں دو رات ایک دن روتی رہی نہ میں سوئی نہ میرا آنسو تھمتا تھا۔ اور میں سمجھتی تھی، کہ یہ رونا میرے جگر کو پھاڑ دے گا، میری والدہ میرے پاس تھیں اور میں رو رہی تھی کہ مجھ سے ایک انصاری عورت نے آنے کی اجازت چاہی میں

نے اجازت دی وہ آکر بیٹھی اور میرے ساتھ رونے لگی ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور سلام کرکے بیٹھ گئے اس سے قبل آپ میرے پاس نہیں بیٹھتے تھے جب سے اس بات کا چرچا تھا۔ آپ ایک ماہ تک انتظار میں رہے میرے بارہ میں آپ کے پاس کوئی وحی نہیں آئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھتے وقت کلمہ شہادت پڑھا پھر بعد حمد الٰہی کے فرمایا اے عائشہ مجھے تیری طرف سے اس اس طرح کی خبریں پہنچی ہیں پس اگر تو بری ہے تو عنقریب اللہ تیرا بری ہونا بیان فرمادے گا۔ اور اگر تجھ سے گناہ ہوا ہے تو اللہ سے استغفار اور اللہ سے توبہ کر کیونکہ بندہ جب اقرار کرکے پھر اللہ سے توبہ کرتا ہے تو اللہ اس کی توبہ قبول فرمالیتا ہے۔ پس جب آپؐ فرما چکے تو میرے آنسو بالکل خشک ہو گئے۔ یہاں تک کہ ایک قطرہ آنسوؤں کا نہ معلوم ہوتا تھا۔ تو کہا میں نے اپنے والد سے تم میری طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو آپ نے فرمایا ہے جواب دو تو کہا میرے والد نے واللہ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا جواب دوں پھر میں نے اپنی والدہ سے کہا تم جواب دو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو کہا والدہ نے واللہ میں نہیں جانتی کیا جواب دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس میں نے کہا باوجودیکہ میں نوعمر لڑکی تھی اور قرآن زیادہ نہ پڑھی ہوئی تھی۔ واللہ میں جانتی ہوں۔ کہ آپ نے یہ بات سنی ہے یہاں تک کہ آپ کے دل میں جم گئی ہے اور آپ نے سچ جان لیا ہے پس اگر میں آپ سے کہوں کہ میں بری ہوں تو آپ تصدیق نہ فرمائیں گے اور اگر میں اقرار کرلوں آپ سے اس کا اور اللہ جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو اس کی تصدیق فرمالیں گے پس واللہ میں نہیں پاتی اپنی اور آپ کی مثال مگر یوسف علیہ السلام کے باپ کی جبکہ انہوں نے کہا۔

فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ

"میرا صبر کرنا ہی اچھا ہے اور اللہ ہی سے مدد مانگی جاتی ہے جو تم کہتے ہو"

پھر میں منہ پھیر کر کروٹ سے اپنے بستر پر لیٹ رہی اور اللہ جانتا ہے کہ میں بری تھی اور اللہ مجھے بری فرمائے گا میری برائت کے سبب سے اور واللہ میرا گمان یہ نہ تھا کہ اللہ نازل فرمائے گا میری شان میں ایسی وحی جو تلاوت کی جاوے گی میری شان میں میرا نفس احقر تھا اس سے کہ کلام فرمائے گا اللہ میری بابت اور میں امید رکھتی تھی کہ دیکھیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سونے میں خواب جس سے اللہ مجھے بری فرمادے گا پس واللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہ اٹھنے پائے اپنی جگہ سے اور نہ کوئی اور نکلنے پایا اپنے گھر والوں میں سے یہاں تک کہ اللہ نے نازل فرمائی آپ پر وحی، پس جو شدت کہ نزول وحی کے وقت ہوا کرتی تھی وہ ہوئی حتی کہ اس کے بوجھ سے پسینہ آپ کے اوپر سے موتیوں کی طرح ٹپک رہا تھا، حالانکہ وہ دن سردی کا تھا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حالت رفع ہوئی تو آپ ہنستے بشاش اٹھے، پس سب سے پہلے کلام جو فرمایا آپ نے یہ تھا اے عائشہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے تجھے بری فرمادیا پس مجھے میری والدہ نے کہا تو آپ کے لئے کھڑی ہو جا تو میں نے کہا واللہ نہ کھڑی ہوں گی میں آپ کے لئے پس میں تو نہ تعریف کروں گی مگر اللہ کی اور نازل فرمائیں اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں دس آیتیں اِنَّ الَّذِیْنَ جَآءُوْ بِالْاِفْكِ الآیۃ اھ ملخصاً پ۱۸ سورہ نور ۔

چنانچہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی توصیف و مدح مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا صفحہ ۱۱ میں بغرض فریب دہی ناواقفوں کے یہ کی "شیخ المشائخ، قاضی القضاۃ، اوحد الحفاظ و الرواۃ شہاب الدین ابو الفضل ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ،، جو واقع میں ہاتھی کے دانت نمائشی دکھانے کے اور کھانے کے اور ہوتے ہیں ورنہ سچی تعریف اگر ہوتی تو ان کے سچے کلام و فرمان سے جو حدیث ارشاد جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے بمنزلہ سوئے پر سہاگہ ہے اس سے اعراض کیونکر ہوتا یہی نہیں بلکہ درپردہ مولانا شہید مرحوم پر ڈھال کر عدم علم یقینی کی وجہ سے بے ایمان گمراہ بے دین قول باطل قرار دے کر اپنے دلکے پھپھولے پھوڑے کیونکہ آپ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۹ کتاب التفسیر واقعہ افک ص۲۷۰ اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان	"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں حکم فرماتے تھے۔
لا یحکم لنفسہ الا بعد نزول الوحی	اپنے نفس کے لئے مگر بعد نزول وحی کے کیونکہ آپ
لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یجزم	صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں یقین فرمایا اس قصہ میں کسی
فی القصۃ بشیئ قبل نزول الوحی ۔	چیز کا قبل نازل ہونے وحی کے،،

علیٰ ہذا خود مولوی نعیم الدین کے استادان مولوی محمد گل خاں و مولوی فضل محمد صاحبان جن کو اپنے رسالہ فیضان رحمت صفحہ ا میں۔

"جناب فیض مآب استادی قامع بدعت محی سنت حضرت مخدومی عین العلما راس الفضلا،،

کا خطاب دیا گیا ہے، اسی واقعہ خاص میں بمعہ مشاہیر فضلاً اہل علم کا اصل فتوی مہری ہمارے پاس موجود ہے

جو خود مولوی نعیم الدین کے فرستادہ لوگ دیکھ چکے ہیں اور جس کی نقل فتاوی رشیدیہ جلد اول ص۸۳ میں مطبوع ہو چکی ہے حسب ذیل ہے

"حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ملال خاطر ہونا بوجہ اتہام منافقین کے اور جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا فرمانا کہ مجھ پر اللہ جل شانہ کا احسان ہے کہ خداوند تعالیٰ نے میری بریت اور عصمت نازل فرمائی اور بعد اس کے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منافقین متہمین کو سزا کا فرمانا چنانچہ ماہر علم حدیث پر روشن و ہویدا ہے یہ دلیل بین ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبل نزول وحی کے علم نہ تھا پس قول زید کا صحیح نہیں ہے قول عمرو کا درست ہے واللہ اعلم وعلمہ اتم

الجواب صحیح محمد ابو الفضل عفا عنہ" (محمد ابو الفضل ۱۳۱۱ھ) (امام مسجد چوکی حسن خاں مراد آباد)

(بنظر ۱۳۰۰ھ شگفتہ حمد گل) مدرس مدرسہ امدادیہ مراد آباد

پس مولوی نعیم الدین استادوں کے ناخلف کی تمام کذب بیانی مثل آفتاب روشن کے واضح ہو کر ساری فریب کاریاں خاک میں مل گئیں اب ناظرین کرام مولوی صاحب کی دیگر گستاخیوں لے تہذیبیوں بدتمیزیوں کو باوجود اپنے مسلمات صحیح بخاری وفتح الباری اور اپنے استادوں کے مقابلہ میں ملاحظہ فرما کر حق و باطل کا انصاف فرمالیں کہ ایسا شخص خود کس حد تک مجرم قابل تعزیر شرعی اور جاہل عنید ہے۔

چنانچہ مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۱۰۱، ۱۰۲ میں لکھا کہ

"مخالف عنید یا بدبخت پلید نہیں مانے گا جب تک وہ الزام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی نہ لگا دے ایک عدم علم کا ایک یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بدگمانی کی جو شرعاً ناجائز ہے، اس قصہ افک سے عدم علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر استدلال کرنا سخت بے حیائی ہے اور حضرت کو قبل از نزول وحی علم تھا کہ صدیقہ پاک ہیں۔ اگر کوئی انکار کرے اور کہے کہ نہیں حضرت کو علم نہ تھا۔ تو اس منکر متعصب کا دنیا میں تو کیا علاج مگر میدان حشر میں انشاء اللہ اس بیباک کو ضرور اپنی اس بے باکی کی سزا ملے گی۔"

پھر مزید برآں عبارت تفسیر کبیر کو بھی بغرض فریب دہی مجمل و مبہم نقل کیا تاکہ چالاکی ظاہر نہ ہو۔ حالانکہ خود وہی الکلمۃ العلیا ص۱۰۱ میں مع ترجمہ اسی عبارت تفسیر کو نقل کیا ہے۔

فمجموع هذه القرائن كان ذلك القول معلوم الفساد قبل نزول الوحی ۔	"پس بنا بر ان جمیع قرائن کے یہ قول بدتراز بول جس سے مخالفوں نے مدد چاہی ہے نزول وحی سے قبل معلوم الفساد تھا۔"

پس یہ امر بدیہی ہے کہ الفاظ قرائن جس سے علم ظنی حاصل ہوتا ہے علم قطعی کے لئے کافی نہیں ہو سکتے کیونکہ منافقین کے تمام حالات نفاق سے اس واقعہ کا بھی یہی قرینہ تھا کہ وہ اپنے اس قول تہمت میں بھی جھوٹے ہیں جس کا علم قطعی نزول وحی سے ہوا حسب ارشاد خداوندی

وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ

"اور بعضے مدینہ والے اڑ رہے ہیں نفاق پر تو ان کو نہیں جانتا ہم کو معلوم ہیں"

اسی طرح مولوی نعیم الدین بھی آیات واحادیث اور کلام ائمہ دین میں تغیر و تبدل تحریف، کاٹ چھانٹ سے لوگوں کو فریب میں مبتلا کر کے نفاق میں گرفتار ہو کے امثل الٹا چور کوتوال کو ڈانٹنے کے مولانا شہید مرحوم صاحب تقویۃ الایمان کو محض ظلم و عناد اپنی بدبختی بدنصیبی سے مورد الزام ناروا کا بناتا ہے

قولہ ص۱۸۳ تقویۃ الایمان ص۲۵ میں ہے آیت ۲ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۔	آیت۲ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ الآیہ

اس کے تحت میں لکھا غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ اس آیت میں علم عطائی کی نفی کب ہے یہ کب فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کو غیب تعلیم نہیں فرماتا۔ اور جب ص۳۳ میں خود لکھ چکا کہ اس میں سے جتنا جس کو چاہے بخشدے اس کا ہاتھ کوئی نہیں پکڑ سکتا۔ تو اب اس آیت کو کس لئے پیش کیا اگر اس آیت سے علم عطائی کی نفی مراد لے تو ص۳۳ کی اپنی عبارت خلاف ماننی پڑے گی۔

اقول پورا فائدہ اس آیت کے تحت میں یہ ہے "ف" یعنی اللہ صاحب نے پیغمبر صلعم کو فرمایا کہ لوگوں سے یہ کہدیں کہ غیب کی بات سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا نہ فرشتہ نہ آدمی نہ جن نہ کوئی چیز یعنی غیب کی بات کو جان لینا کسی کے اختیار میں نہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اچھے لوگ سب جانتے ہیں کہ ایک دن قیامت آوے گی اور یہ کوئی نہیں جانتا کہ کب آوے گی سو ہر چیز کا معلوم کر لینا جو ان کے اختیار میں ہوتا تو یہ بھی معلوم کر لیتے"

مگر مولوی نعیم الدین نے اپنے سوسہ باطل شیطانیہ عقائد شرکیہ کی بنا پر حضرات انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب بحیلہ عطائی اختیاری مان کر ان سے مرادیں ندائیں مانگنے مشکل کشائی چاہنے کا وطیرہ اختیار کیا ہے۔ جو منجملہ صفات الوہیت کے صفت خاصہ حق تعالیٰ ہے ہرگز کسی دوسرے میں یہ صفت نہیں آسکتی چنانچہ اسی غرض باطل کے لئے مولوی نعیم الدین نے ص۱۷۸ میں یہ لکھا ہے

"حضور کے لئے غیبی علوم ایسے ہی اختیاری ہو گئے جیسے ہمارے لئے محسوسات کہ جب ہم آنکھ کھولیں دیکھ لیں بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ کیونکہ محسوسات کا کشف جب ہوتا ہے جبکہ آلات

حواس سے کام لیا جائے یہاں اس کی بھی حاجت نہیں "
لیکن اس فرق سے دوسرے کسی پر سوائے حق تعالیٰ کے علم غیب کا اطلاق کرنا اور اس کو کسی کا اختیاری جاننا ہی شرک فی الالوہیت بحکم وَلَا یُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا نص قرآن پاک ہے اور نہ حق تعالیٰ اپنے فضل و اختیار سے جس قدر جس کو چاہے علم عطا سے سرفراز فرما دے نہ یہ علم غیب کی صفت ہو سکتی ہے نہ کسی کا اختیاری چنانچہ اس کی تفصیل کما حقہ آیات و احادیث اور کلام ائمہ اعلام سے حسب مسلمات خود مولوی نعیم الدین کے گذر چکی۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ۔

قولہ ص۱۸۳-۱۸۵ تقویت الایمان ص۲۵ میں ہے آیت ۳
آیت ۳ اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الآیۃ
اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ الآیۃ

اس آیت میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں۔ اور یہ نہیں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ ان امور پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا۔ کیونکہ یہ معنی آیات مذکورہ صدر کے خلاف ہیں جب وہ یہ فرماتا ہے۔ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖ أَحَدًا إِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُولٍ تو کس طرح اس کے معنی علم عطائی کی نفی کے ہو سکتے ہیں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات ص۳۵ میں فرماتے ہیں۔ مراد آنست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل آنہا راندانند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا کسے آنرا نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بدانا ند۔ آیت کا یہ مطلب ہے کہ ان امور خمسہ کو بے تعلیم الٰہی کوئی نہیں جانتا۔ تفسیر روح البیان جلد ۳ ص۶۷ میں ہے۔ یعنی ایں پنج علم در خزانہ مشیت حضرت آفریدگار ست وکلید اطلاع بدست اجتہاد ہیچ آدمی ندادہ اند۔ یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ یہ پانچ علم خزانہ مشیت الٰہی میں ہیں۔ اور ان کی اطلاع کی کنجی کسی آدمی کے دست اجتہاد میں نہیں دی ہے کہ عقل سے اٹکل سے قیاس سے ان کو معلوم کر سکے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو یہ علم دیتا ہی نہیں اسی روح البیان ص۶۹ میں ہے۔ نعلم ان الغیب مختص باللہ تعالیٰ وما روی عن الانبیاء و الاولیاء من الاخبار عن الغیوب فباعلام اللہ تعالیٰ اما بطریق الوحی او بطریق الالہام تفسیر احمدی ص۴۹۸ میں ہے۔ ولك ان تقول ان علم ھذہ الخمسۃ وان کان لا یملکہ الا اللہ لکن یجوز ان یعلمہا من یشاء من محبیہ واولیائہ صاحب تقویۃ الایمان کا استدلال باطل ہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خبر صدہا برس پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی مبشرًا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد حضرت زکریا علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام

کی ولادت کی خبر دی یَا زَکَرِیَّا اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہٗ یَحْیٰی حضرت مریم کو حضرت مسیح ؑ کی ولادت
کی پہلے سے خبر دی یَا مَرْیَمُ اِنَّ اللّٰہَ یُبَشِّرُکِ بِکَلِمَۃٍ مِّنْہُ اسْمُہُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ الخ ان آیات
سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان امور کی اپنے محبوبوں کو خبریں دیں پھر آیت کے یہ معنی لینا کہ ان غیوب
خمسہ کی اللہ تعالیٰ کسی کو تعلیم بھی نہیں دیتا بالکل باطل اور خلاف قرآن ہے۔ اسی آیت کے تحت میں
صاحب تقویت الایمان نے کشف واستخارہ پر طعن کی ہیں اور جھوٹا بتایا ہے لکھا ہے کوئی کشف
کا دعویٰ رکھتا ہے کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے کوئی تقویم اور پترا نکالتا ہے کوئی رمل قرعہ پھینکتا
ہے کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے یہ سب جھوٹے ہیں اور دغا باز۔ رمل پترا فالنامہ سب استخارہ اور کشف
کے ساتھ ملا دیئے گئے اور ظالم کو شرم نہ آئی استخارہ حدیث میں وارد ہے۔ یہ بدنصیب استخارہ کا عمل
سکھانے والے کو جھوٹا اور دغا باز کہلاتا ہے حدیث کی تو اس کی کیا پرواہ ہوگی۔ مگر اپنے دادا پیر شاہ
ولی اللہ صاحب کو کیا کہے گا جنہوں نے قول جمیل میں استخارہ تعلیم کیا ہے اور کشف کے عمل تو
خود صراط مستقیم میں جابجا لکھے ہیں۔ اپنی تقویت الایمانی حکم سے خود جھوٹا دغا باز ثابت ہوا ملخصاً بلفظہٖ

اقول۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰی مَا تَصِفُوْنَ آیت میں بجائے لفظ غیث کے غیب کا
غلط لکھنا اور باوجود تصحیحات غلط نامہ صد ۱۲ کے بھی چھوڑ جانا مولوی نعیم الدین کے جہل ونادانی اور
عجز و ناتوانی کی، یہ بھی بین دلیل ہے۔ اگر دیدہ حق بین ہوتا تو نصوص قرآن پاک میں تحریفات وتاویلات
باطلہ کرکے توحید وسنت کے عناد میں گرفتار نہ ہونا پڑتا جبکہ علم غیب خصوصاً علم قیامت کی نفی
سوائے حق تعالیٰ علام الغیوب کے بکثرت آیات قطعیۃ الدلالۃ قرآن پاک اور بکثرت احادیث صحیحہ
صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ ہم سے صراحۃً خاص کر آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ کی تفسیر نبوی صلی
اللہ علیہ وسلم حدیث مفاتیح الغیب خمس لا یعلمہا الا اللہ بضمن آیت اول وعندہ مفاتح
الغیب لا یعلمہا الا اللہ کے مع حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وائمہ محدثین اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ
خود مسلمہ مولوی نعیم الدین سے تفصیل تمام گذر چکی۔ مگر پھر بھی اپنی خباثت باطنی اور دریدہ دہنی سے
آیت اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَۃِ رہین دلیل منقولہ تقویۃ الایمان کو معاذ اللہ باطل قرار دیا جاتا
ہے جو کوئی ادنےٰ مسلمان موحد بھی اس کے سننے کو گوارہ نہیں کر سکتا چہ جائیکہ کوئی اہل علم انصاف
والا چنانچہ پوری آیت قطعیۃ الدلالۃ سورہ لقمان کا ترجمہ معہ فائدہ تقویۃ الایمان بغرض احقاق
حق وابطال باطل ناظرین اہل انصاف کی خدمت میں حسب ذیل ہے جس سے کماحقہ مولوی
نعیم الدین کی فریب کاری کا انکشاف ہوتا ہے۔

ترجمہ ،، اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ لقمان میں کہ بیشک اللہ ہی کے پاس ہے خبر قیامت کی اور وہی اتارتا ہے مینہ اور جانتا ہے جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتا ہے کوئی کہ کیا کرے گا کل ۔ اور نہیں جانتا کوئی کہ کس زمین میں مرے گا بیشک اللہ بڑا جاننے والا ہے خبردار ف یعنی غیب کی باتوں کی سب خبریں اللہ ہی کو ہیں اور ان کا جان لینا کسی کے قابو نہیں چنانچہ قیامت کی خبر کہ اس کا آنا بہت مشہور ہے اور نہایت یقینی اس کے بھی آنے کے وقت کی کسی کو خبر نہیں پھر اور چیزوں کے ہونے کی خبر کا تو کیا ذکر ہے ، جیسے کسی کی فتح کسی کی شکست کسی کا بیمار ہونا کسی کا تندرست ہونا کہ یہ باتیں تو نہ قیامت کی برابر مشہور ہیں نہ ویسی یقینی اور اسی طرح مینہ برسنے کے وقت کی خبر کسی کو نہیں حالانکہ اس کا موسم بھی بندھا ہوا ہے اور اکثر ان موسموں پر برستا بھی ہے اور سارے نبی و ولی اور بادشاہ اور حکیم اس کی خواہش بھی رکھتے ہیں سو اگر اس کے وقت معلوم کرنے کی کچھ راہ ہوتی تو کوئی البتہ پا لیتا پھر جو چیزیں کہ نہ ان کا موسم بندھا ہوا ہے نہ سب لوگ مل کر ان کی خواہش رکھتے ہیں ، جیسے کسی شخص کا مرنا جینا اولاد ہونی غنی و فقیر ہونا یا فتح و شکست ہونی سو ایسی چیزوں کی خبر کی راہ کیونکر پا سکیں اور اسی طرح جو کچھ مادہ کے پیٹ میں ہے اس کو بھی کوئی نہیں جان سکتا کہ ایک ہے یا دو ۔ نر ہے یا مادہ کامل ہے یا ناقص خوبصورت ہے یا بدصورت حالانکہ حکیم لوگ ان سب چیزوں کے اسباب لکھتے ہیں پھر کسی کا حال بالخصوص نہیں جانتے تو اور چیزیں کہ آدمی میں چھپی ہیں جیسے خیالات اور ارادے اور نیتیں اور ایمان اور نفاق تو وہ کیوں کر جان سکیں او اسی طرح جب کوئی اپنا حال نہیں جانتا کہ کل کو کیا کریگا ۔ تو اور کسی کا کیونکر جان سکے اور جب اپنے مرنے کی جگہ نہیں جانتا ۔ تو اور کسی کے مرنے کی جگہ یا وقت کیونکر جان سکے غرض کہ اللہ کے سوا کوئی کچھ آیندہ کی بات اپنے اختیار سے نہیں جان سکتا اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ سب جو غیب دانی کا دعوی کرتے ہیں کوئی کشف کا دعوی رکھتا ہے کوئی استخارہ کے عمل سکھاتا ہے ، کوئی تقویم اور پترا لکالتا ہے کوئی رمل کا قرعہ پھینکتا ہے کوئی فالنامہ لئے پھرتا ہے یہ سب جھوٹے ہیں اور دغا باز ۔ ان کے جال میں ہرگز نہ پھنسنا چاہیئے لیکن جو شخص آپ دعوی غیب دانی کا نہ رکھتا ہو اور غیب کی بات معلوم کرنے کا اختیار نہ رکھتا ہو ۔ بلکہ اتنی ہی بات بیان کرتا ہو کہ کچھ بات کبھی اللہ کی طرف مجھ کو معلوم ہوتی ہے سو وہ میرے اختیار میں نہیں کہ جو بات میں چاہوں تو معلوم کر لوں یا جب میں چاہوں تو دریافت کر لوں تو یہ بات ہو سکتی ہے شاید وہ سچا ہو یا مکار ،، ایضا ص۴۲ تقویۃ الایمان میں مرقوم ہے ۔ ،، اور شرک سب عبادتوں کا نور کھو دیتا ہے اور نجومی اور رمال اور جفار دیکھنے والے اور نامہ نکالنے والے اور کشف اور استخارہ کا دعوی کرنے والے

اس میں داخل ہیں، انتہی۔

پس تقویۃ الایمان کے اس سچے بیان صاف واضح مطابق آیت قرآن میں کسی کو بشرط ایقان کیا جائے مقال وتردد ہو سکتا ہے اور جو بات کسی نبی یا ولی کو بذریعہ وحی اور الہام حق تعالیٰ کی طرف سے اطلاع دی جاتی ہے جس طرح آیت فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا۔ میں مذکور ہوا وہ تعریف صفت علم غیب سے خارج ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے نہ اس پر کسی دوسرے کے لئے علم غیب کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ نہ وہ قابل عطا نہ کسی کے اختیار میں ہے جس طرح تعین علم قیامت کے دن کا چنانچہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح سے خود ہی مولوی نعیم الدین نے علم غیب کے یہ معنی نقل کئے کہ جو بے بتائے جانتا ہو وہ علم غیب ہے جو سوائے حق تعالےٰ کے کوئی نہیں جانتا اور جو بتانے معلوم کرانے سے جانتا ہو وہ عالم الغیب نہیں ہو سکتا۔ علی ہذا تفسیر روح البیان سے بھی یہی واضح ہوا کہ امور خمسہ کے اطلاع کی کنجی حق تعالیٰ نے کسی کے ہاتھ میں عطا نہیں فرمائی کیونکہ علم غیب خاص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، نیز تفسیر احمدی میں جواز اطلاع علوم خمسہ سے جواز امکانی ہے نہ جواز وقوعی شرعی چنانچہ مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۱۰۵ میں لکھا کہ علم قیامت کی اطلاع محال نہیں معہذا التفسیر احمدی میں بعد اس کے مذکور ہے جو مولوی نعیم الدین نے اپنی فریب کاری جعل سازی سے چھوڑ دیا۔ وقید بعلم بعضہ لیخرج مثل علم الساعۃ اور تفصیل اس کی خود تفسیر احمدی ص۱۰۶ سے اوپر عنقریب ہی گزر چکی کہ امور خمسہ کو کوئی بشر و فرشتہ اور جن نہیں جانتا جو ان کے جاننے کا دعوی کرے وہ بموجب فرمان نبی صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھوٹا کذاب ومفتری ہے الخ۔ پس نصوص قرآن وحدیث کے مقابلہ میں مولوی نعیم الدین کی تاویلات باطلہ مردود ہیں۔ علی ہذا حضرت عیسیٰ وحضرت زکریا حضرت مریم علیہم السلام کو بشارت قرآن پاک میں اجمالاً فرمائی گئیں جن کی تفصیل کب اور کس جگہ اور کس وقت پیدا ہوں گے۔ بحوالہ علم حق تعالیٰ ہے خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۹۵ میں تعداد حضرات انبیاء کے بارہ میں اقرار کیا ہے کہ آیت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے، نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ اول حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ ص۴۵ میں ہے۔ "اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں پختہ قبر بنوا کر تیار کر رکھے یہ جائز ہے یا ناجائز؟ ارشاد۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ۔ کوئی نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔ قبر تیار رکھنے کا شرعاً حکم نہیں"۔ اب تو مولوی نعیم الدین نے اپنی سیاہ باطنی گندہ ذہنی بے شرمی بدنصیبی سے اس کو بھی باطل اور خلاف قرآن قرار دے کر اپنا ٹھکانہ جہنم میں لقول خود بنا لیا۔ اور دنیا ہی میں مہر دَآبَّةُ الْاَرْضِ کی مونہہ پر لگ کر شہرت عام ہو چکی۔ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح

اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۳۱۱ میں تحت حدیث صحیح بخاری اذ جاء اعرابی فقال متی الساعۃ قال اذا ضیعت الامانۃ فانتظر الساعۃ فرماتے ہیں

ناگاہ آمد بادیہ نشینے پس پرسید کے خواہد شد قیامت گفت آنحضرت چوں ضائع وہلاک کردہ شود امانت منتظر باش قیامت را یعنی تعین وقت وے جز علام الغیوب نداند وہیچ کس را بداں راہ نزادہ اند۔

"ناگہاں آیا ایک جنگل کا رہنے والا پس دریافت کیا کب ہوگی قیامت فرمایا آنحضرت صلعم نے جب ضائع اور ہلاک کی جائے امانت منتظر رہ قیامت کا یعنی تعین اس کے وقت کا سوائے علام الغیوب کے کوئی نہیں جانتا اور کسی شخص کو اس کی راہ نہیں بتائی گئی۔"

ایضاً ص ۳۵۲ میں تحت حدیث صحیح مسلم عن جابر قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول قبل ان یموت بشہر تسألونی عن الساعۃ وانما علمہا عند اللہ۔ فرماتے ہیں۔

گفت جابر شنیدم آنحضرت را کہ مے فرمود پیش از رحلت خود بیک ماہ پرسید مرا از وقت قیام قیامت ونیست علم بہ تعیین وقت آں مگر نزد خداوند عزوجل یعنی از وقت وقوع قیامت کبری می پرسید آں خود معلوم من نیست وآنرا جز خدائے تعالیٰ نداند۔

"کہا جابر نے سنا میں نے آنحضرت صلعم سے کہ فرماتے تھے ایک ماہ پہلے اپنی وفات شریف سے مجھ سے دریافت کرتے ہو تم وقت قائم ہونے قیامت کا اور نہیں ہے علم اس کے تعین وقت کا مگر نزدیک خداوند عزوجل کے یعنی وقت واقع ہونے قیامت کبری سے دریافت کرتے ہو وہ خود مجھے علم نہیں ہے اور اس کو سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔"

صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص ۲۵۱ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

الناس یصعقون یوم القیامۃ فاکون اول من یفیق فاذا انا بموسیٰ اخذ بقائمۃ من قوائم العرش فلا ادری افاق قبلی ام جوزی بصعقۃ الطور۔ متفق علیہ (مشکوٰۃ ص ۵۰۰)

"لوگ بے ہوش ہو جاویں گے قیامت کے دن پس سب سے پہلے مجھے بیہوشی سے افاقہ ہوگا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو عرش کا پایا پکڑے ہوئے دیکھوں گا پس میں نہیں جانتا کہ ان کو بیہوشی سے افاقہ مجھ سے پہلے ہوا یا انہیں طور کی بیہوشی کا معاوضہ دیا گیا۔ یعنی وہ بے ہوش ہی نہ ہوئے"

ناظرین اہل انصاف پر مولوی نعیم الدین کے دعاوی باطلہ کی فریب کاری نصوص قرآن پاک اور احادیث صریحہ صحیحہ بخاری و صحیح مسلم کے مقابلہ میں واضح ہو گئی۔ اگر قرآن وحدیث سے علم غیب خصوصاً علم

قیامت کا سوائے حق تعالیٰ علام الغیوب کے کسی دوسرے کے لئے ذرہ بھر بھی ثابت ہوتا تو ہرگز لاچار ہو کر کلمۃ العلیا ص۶۹ و ۹۰ میں یہ حیلہ نہ بنایا جاتا کہ ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی ‘‘خلاصہ یہ کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لے جانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا،، آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت بتعلیم الٰہی معلوم تھا،،

پس بعد ختم نزول قرآن پاک کے پھر کیا اپنی کسی پوتھی سے ثابت کر کے اپنے گور پرستوں میں مقبول کرایا جاوے گا! قرآن سے تو اس بہانہ سے دست برداری ہوئی اور حدیث صحیح مسلم سے ایک ماہ قبل از وفات شریف عدم علم قیامت صراحتاً ثابت ہو چکا۔ حتی کہ حدیث صحیح بخاری سے قیامت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیفیت بیہوشی کا صراحتاً عدم علم ثابت ہے۔! اب اس کے بعد پہاڑ سر پر رکھ کر لوہے ہی کے چنے چابنے پڑیں گے۔

بحث استخارہ مسنونہ و ادعیہ علی ہذا کشف اور استخارہ بطریق سنت حق تعالیٰ سے طلب استعانت و استمداد ہے۔ جو حدیث میں وارد ہے چنانچہ مشکوٰۃ شریف ص۱۱۶ میں دعا اور استخارہ بحدیث صحیح بخاری حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم فرماتے تھے:۔

اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب۔ اللھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیرلی فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری اوقال فی عاجل امری واجلہ فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ وان کنت تعلم ان ھذا الامر شرلی	’’یا اللہ تحقیق میں طلب خیر کرتا ہوں تجھ سے ساتھ استعانت علم تیرے کے اور طلب قدرت کی کرتا ہوں اوپر پانے خیر کی اور حاصل کرنے بواسطہ قدرت تیری کے اور سوال کرتا ہوں تجھ سے فضل تیرے سے کہ بڑا ہے پس تحقیق تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی جاننے والا غیبوں کا ہے یا اللہ اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میرے لئے بہتر ہے میرے دین میں اور میری معاش دنیا میں اور میری زندگانی میں یا فرمایا میرے لئے اس جہان میں اور اس جہان میں پس مہیا کر دے میرے لئے اور آسان فرما دے اس کو میرے لئے پھر برکت فرما دے اس میں میرے لئے اور

فی دینی ومعاشی وعاقبۃ امری وقال فی عاجل امری واٰجلہ فاصرفہ عنی واصرفنی عنہ واقدر لی الخیر حیث کان ثم ارضنی بہ قال ویسمی حاجتہ	اگر تیرے علم میں یہ کام میرے لئے برا ہے میرے دین میں اور میری معاش دنیا میں اور میری زندگانی میں یا فرمایا میرے لئے اس جہان میں اور اس جہان میں پس پھیر دے اس کو مجھ سے اور پھیر دے مجھے اس سے اور مہیا فرما دے میرے لئے بھلائی جہاں ہو پھر راضی کر دے مجھے اس کے ساتھ فرمایا اور نام لیوے اپنی حاجت کا۔"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۱ صفحہ ۵۹۰ میں درباب استخارہ حدیث جابر رضی اللہ عنہ کے فرماتے ہیں۔

وتردد بے باشد در خیریت آں واگر خیر محض باشد استخارہ در دے باعتبار تعین وقت خاص یا حالتے مخصوص خواہد شد۔	"استخارہ اس وقت ہوگا جبکہ اس امر کی خیریت میں تردد ہو اگر وہ امر محض خیر ہو وے تو اس میں استخارہ باعتبار تعین وقت خاص کے یا کسی حالت مخصوص کے کیا جاتا ہے"

اس سے واضح ہوا کہ تردد کی صورت میں استخارہ ہوتا ہے نہ کہ ارادہ کرنا استخارہ سے کسی امر کے معلوم کرنے کا۔ یہ ہے استخارہ اہل توحید کے لئے جس میں بندہ کی عاجزی طلب خیر میں اپنے مولیٰ مالک حقیقی، علام الغیوب ہی سے ہے جو محض حق تعالیٰ کے فضل سے ہے نہ کسی کے اختیاری امر سے جو اس کا دعوی کیا جاوے۔ جو لوگ اپنے جہل سے بذریعہ عملیات نامشروعہ اور استخارہ کے برخلاف طرز سنت کرکے حق تعالیٰ کے سوا دوسروں کو عالم الغیب جان کر ان سے استعانت چاہتے ہیں۔ اور مانند دیگر امور رمل فالنامہ وغیرہ کے ذریعہ سے علم غیب کے مدعی بنتے، جاہلوں کو بہکاتے اور گمراہ کرتے پھرتے ہیں ایسے لوگ شرک اور گمراہی میں مبتلا جھوٹے دغاباز ہیں۔ چنانچہ صاحب قاموس جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی۔ ارلعہ متناسبہ صفحہ ۱۳ میں مستند مانتے ہیں۔ اور حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح جنکو مولوی صاحب بریلوی حیات الموات میں ممدوح و مستند لکھتے ہیں سفر السعادت فارسی صفحہ ۱۳۷ اور معمولات مظہری صفحہ ۹۳ میں فرماتے ہیں

چوں عادت اہل جاہلیۃ آں بود کہ چوں قصد سفرے یا کارے کردند استقسام بازلام کنند و زجر طیر و عیافت وفال وتطیر و	"اہل جاہلیت کی جو یہ عادت تھی کہ جب ارادہ سفر یا کسی کام کا کرتے تو پاسے ڈالتے اور جانور اڑاتے اور فال اور شگون لیتے اور ان کے مانند امور کہ جو

وامثال ایں امور کہ شعار اہل شرک وکفر
است صاحب شرع صلی اللہ علیہ وسلم
تعویض کرد آنرا بتوحید وافتقار وعبودیت
وتوکل وسوال رشد وفلاح از واہب
مطلق کہ از مہ جمیع زمام خیرات در دست
قدرت اوست۔

شعار اہل شرک وکفر کے ہیں صاحب شرع
صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بدلا فرمایا ساتھ
توحید اور طلب حاجات اور عبادت وتوکل اور سوال
ورشد اور فلاح کا حق تعالیٰ سے مطلق بخشنے
والے ہی سے کہ تمام بھلائیاں اسی کے دست
قدرت میں ہیں''

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح البلاغ المبین ص۳۴ میں فرماتے ہیں

وہم ازیں قبیل استخارہ ہا بنام پیران
مقررہ نمودہ اند واحوال خیر وشر را در امور
دنیا بداں استخارہ ہا از ارواح بزرگان
می پرسند۔

"اسی قسم (شرکیہ) میں سے بہت سے استخارے پیروں
کے نام سے مقرر کر رکھے ہیں اور احوال خیر وشر کو دنیوی امور میں
بذریعہ ان استخاروں کے بزرگوں کی ارواح سے دریافت
کرتے ہیں"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ ص۲۴۸ میں فرماتے ہیں۔

وشگون نیک وبد واستخارہ وفال نزد
ایشاں حکم وحی منزل من السماء
دارد۔

"شگون نیک وبد اور استخارہ اور فال
کا ان رافضیوں کے نزدیک نازل شدہ وحی آسمانی
کا حکم رکھتا ہے۔

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی تمہید ایمان ص۳۲ میں لکھتے ہیں "عمرو نجومی ہے، رمال ہے،
سامندرک جانتا ہاتھ دیکھتا ہے، کوے وغیرہ کی آواز حشرات الارض کے بدن پر گرنے کسی پرندے
یا وحشی چرندے کے داہنے یا بائیں نکل کر جانے آنکھ یا دیگر اعضاء کے پھڑکنے سے شگون لیتا ہے
پانسہ پھینکتا ہے۔ فال دیکھتا ہے، حاضرات سے کسی کو معمول بنا کر اس سے احوال پوچھتا ہے۔
مسمریزم جانتا ہے۔ جادو کی میز۔ روحوں کی تختی سے حال دریافت کرتا ہے۔ قیافہ دان ہے، علم
زائچہ سے واقف ہے، ان ذرائع سے اسے غیب کا علم قطعی یقینی ملتا ہے، یہ سب ہی کفر ہیں (یعنی جبکہ
ان کی وجہ سے غیب کے علم قطعی یقینی کا ادعا کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے
ہیں (جو کوئی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس نے جو کچھ کہا اس کی تصدیق کی تو اس نے کفر کیا اس کا
جو کچھ نازل ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) رواہ احمد والحاکم بسند صحیح عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ
عنہ اور امام احمد وابی داؤد نے انہیں سے رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ روایت کی ہے پس تحقیق بری ہے وہ اس سے

جو نازل ہوا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر ایز مولوی صاحب بریلوی السنۃ الانیقہ فی فتاوی افریقہ رضوی پریس بریلی کے صفحہ ۱۶۰ میں لکھتے ہیں "قرآن عظیم سے فال دیکھنے میں ائمہ مذاہب اربعہ کے چار قول ہیں بعض حنبلیہ مباح کہتے ہیں اور شافعیہ مکروہ تنزیہی اور مالکیہ حرام اور ہمارے علمائے حنفیہ فرماتے ہیں جائز ممنوع و مکروہ تحریمی ہے۔ قرآن عظیم اس لئے نہ اتارا گیا ہمارا قول قول مالکیہ کے قریب ہے بلکہ عند التحقیق دونوں کا ایک حاصل ہے۔ شرح فقہ اکبر میں ہے" الخ نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ سوم انڈیا پریس لکھنؤ صفحہ ۷ میں مرقوم ہے "حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہؓ نے عرض کیا

ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا — آپ بھی نہیں یا رسول اللہ، ارشاد فرمایا۔

الا ان یتغمدنی برحمتہ — "اور میں بھی جبتک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے"

گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ دیکھئے اگر اجیر ہی مزدوری کرے گا اجرت پائیگا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں اس کی رحمت ہی رحمت ہے آپ ہی بندوں کو توفیق دے آپ ہی ان کو اسباب دے آپ ہی آسان فرمایا اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلاۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا ایوب علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا بیشک اگر توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا۔"

پس ناظرین اہل دیانت کے لئے جس طرح استخارہ مسنونہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہل توحید متبعین سنت کے لئے تعلیم فرمانا ثابت ہوا جس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی سے استعانت والتجا ہے اسی کے لئے تمام علوم غیب ثابت ہیں دگر ہیچ۔ نہ کسی کا اس میں اختیار ہے نہ دعوی نہ استحقاق، اسی طرح برخلاف اس کے تمام گور پرستوں مبتدعین کے عقائد باطلہ دعوی استخارہ تراشیدہ علم غیب علمائے غیر اللہ وغیرہ کا کفر و شرک اور اس کے فاعل کا جھوٹا دغاباز ہونا اظہر من الشمس واضح ہو گیا اور یہی مقصد ہے صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کا مطابق کلام اپنے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی وغیرہ علمائے کرام مسلمہ مولوی نعیم الدین کے نہ کہ استخارہ مسنونہ کو معاذ اللہ جھوٹا بتایا جانے کا بہتان۔ حالانکہ خود مولانا شہید مرحوم ایضاح الحق صفحہ ۲۵ میں منجملہ امور سنت کے فرماتے ہیں۔

دتقدیم استخارہ وخطبہ بر سائر امور عظام واشال آن از امور یکہ برائی توطیہ امور دیگر مشروع است

"مقدم کرنا استخارہ اور خطبہ کا تمام بڑے بڑے کاموں پر اور مانندان کاموں کے کہ واسطے تمہید دوسرے کاموں کے شرعاً ثابت ہے"

مگر حیف ہے مولوی نعیم الدین کی فریب کاری، بہتان بندی اور سیاہ باطنی پر کہ مولانا شہید مرحوم امام الموحدین سردار محدثین سرتاج صوفیائے سالکین اہل الیقین پر مخالفت حدیث استخارہ کا اتہام عظیم باندھا گیا جو سراسر ظلم عظیم ہے ہرگز کسی موحد متبع سنت المحدیث خصوصاً حضرت مولانا موصوف شہید مرحوم کی یہ شان نہیں ہو سکتی کہ کسی حدیث صحیح صریح کی مخالفت اس سے سرزد ہو سکے کیونکہ اسی پر بنار ایمان ہے۔ چنانچہ مولانا شہید مرحوم شروع تقویۃ الایمان صہ ۲ میں فرماتے ہیں"

"سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ و رسول کے کلام کو اصل رکھیے اور اس کی سند پکڑیے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجیے اور قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجیے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑے اور جو رسم اس کے موافق نہ ہو اس کو چھوڑ دیجیے"

نیز مولانا شہید مرحوم ایضاح الحق صہ ۱۲۵ میں فرماتے ہیں

در باب اثبات تعلق رضائے حضرت حق یا سخط او تعالیٰ بہ نسبت چیزے یا از کلام الٰہی کتاب منزل میباید یا از کلام معصوم حدیث مسلسل اھ

"در باب ثابت کرنے تعلق رضائے حق تعالیٰ یا اس کے غضب کے بہ نسبت کسی چیز کے یا کلام اللہ کتاب نازل شدہ سے ہونا چاہیے یا کلام معصوم نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث مسلسل سے"

نیز مولانا شہید مرحوم صراط مستقیم صہ ۲۴ میں فرماتے ہیں۔

بر اتباع شریعت وکمال وفور رغبت بر موافقت سنت وشدت نفرت از ملابست بدعت وقوت اعتصام بحبل اللہ المتین یعنی اقتدائے ظاہر و باطن بکتاب مبین وسنت رسول امین وکمر ہمت را بر رضا جوئی حضرت حق چست بستن واعتقاد وتعظیم شعائر اولاسیما شرع کہ اعظم الشعائر است درست کردن

"محبت ایمانی کا مقتضا یہ ہے) کہ شریعت کے اتباع اور کمال درجہ رغبت موافقت سنت پر اور سخت درجہ نفرت بدعت سے اور قوت کے ساتھ مضبوط پکڑنا اللہ کی رسی کو یعنی اقتدا کرنا ظاہر و باطن سے کتاب اللہ المبین اور سنت رسول امین صلعم کی اور کمر ہمت کو حضرت حق تعالیٰ کی رضاجوئی کے لیے چست باندھنا اور اعتقاد و تعظیم حق تعالیٰ کے شعائر یعنی اس کی طرف منسوب شدہ چیزوں کی خصوصاً شرع شریف کی کہ اعظم شعائر ہے

ایضاً صـ۱۱۳ میں مرقوم ہے

چونکہ محیا و ممات مرد مسلمان بطرز سنت نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بودن علامت کمال ایمان است۔

"زندگی اور موت مرد مسلمان کی بطرز سنت نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہونا علامت کمال ایمان کی ہے"

نیز مولانا شہید مرحوم منصب امامت صـ۸۳ میں فرماتے ہیں

واز آنجملہ ثبوت حکم شرعی ست با مراد یعنی چنانکہ در فعلے از افعال و قولے از اقوال ہزار منافع و مضار بدرک شد و بصد وجہ حسن وقبح عقلاً در ثابت شود اما تا وقتیکہ کتاب منزل یا نبی مرسل بر لزوم یا منع او دلالت نداشتہ باشد وجوب یا حرمت آن قول و فعل شرعاً ثابت نمی تواں شد۔

"منجملہ ان کے ثبوت حکم شرعی کا اس کے امر سے ہوتا ہے یعنی جس طرح کسی فعل میں افعال سے اور کسی قول میں اقوال سے ہزار منافع اور مضار سمجھے جاویں اور سو وجہ سے حسن وقبح عقلاً اس میں ثابت ہوویں مگر تا وقتیکہ کتاب اللہ منزل یا نبی مرسل اس کے لزوم یا منع پر دلالت نہ رکھتا ہووے وجوب یا حرمت اس قول و فعل کا شرعاً ثابت نہیں ہو سکتا"

نیز مولانا شہید مرحوم تنویر العینین صـ۱۲ میں فرماتے ہیں

ان ما ثبت منہ صلی اللہ علیہ وسلم یلزمنا اتباعہ ما لم یقم دلیل علی نسخہ۔

"جو ثابت ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے لازم ہے ہم پر پیروی اس کی جب تک کہ قائم نہ ہو کوئی دلیل اس کے منسوخ ہونے پر"

مؤلف طیب البیان کی متضاد باتوں کے چند نمونے

اگر برخلاف اس کے مبتدعین گور پرستوں کو اپنی فکر پدری دنیا طلبی کی بدولت شرک و بدعات بیہودہ رسم ورواج کے سبب توحید و سنت اور قرآن و حدیث سے اعراض و مخالفت اور اہل حق موحدین متبعین سنت سے ہمیشہ بغض و عناد ہی رہا ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا حق و باطل کا آشکارا تماشا دیکھ کر انصاف و دیانت سے ان میں امتیاز کیجئے۔ بالفعل صرف ایک ہی مسئلہ نمونۃً حسب ذیل ہے۔ مولوی نعیم الدین نے اولاً ۱۳۲۰ھ میں رسالہ "فیضان رحمت" شائع کیا جس کے صـ۹ میں لکھا۔

"قاعدہ اصولیہ یہ ہے کہ رسول اکرم کے جس فعل کی صفت ہم کو معلوم نہ ہو کہ آن حضور کی بہ نسبت واجب یا مستحب یا مباح ہے تو ہم یقین کرتے ہیں کہ ادنی درجہ اس فعل کا اباحت ہے اور پیروی

اس فعل کا اصل ہے اور تمسک دعمل اصل پر واجب ہے. یہاں تک کہ دلیل خصوصیت قائم ہو۔
اس لئے کہ رسول اکرم نے فعل حرام اور مکروہ نہیں کیا ہے۔ اس فعل میں نبی مقتدا ہیں اور امت
ان کی تابعدار یعنی امت بھی وہی فعل کرے گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ملخصاً
اور ثانیاً ۱۳۲۵ھ میں رسالہ "فرائد النور" شائع کیا جس کے صفحہ ۱۷ اور ۲۲ میں لکھا کہ
"نبی کریم علیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کے افعال شریفہ کا ادنی مرتبہ اباحت ہے جبتک ادلۂ شرعیہ
میں سے کوئی دلیل خصوصیت پر قائم نہ ہو حضور اقدس علیہ الصلاۃ والسلام کے کسی فعل کو حضور اقدس
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے لئے ناجائز قرار دینا بجا نہیں" کیونکہ زید عمرو بکر کا کسی فعل
کو آں سرور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ مختص کہدینا دلیل خصوصیت نہیں جب تک کہ اس کی
تخصیص آں سرور علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ دلائل شرعیہ سے نہ ثابت ہو۔ تو جب تک دلیل
خصوصیت قائم نہ ہو حضور کے افعال شریفہ کے ساتھ تمسک واجب ہوگا۔ کیونکہ حضور کا اتباع
لازم ہے ہم تو حضور ہی کو مقتدا جانتے ہیں اور حضور ہی کے افعال شریفہ کا اتباع کرتے ہیں، حدیث
دیکھتے ہوئے زید عمرو بکر کے اقوال تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ یہ کچھ کام نہ آئے گا رسول کریم افضل
الصلوٰۃ والتسلیم کا اتباع کیجئے۔ آں سرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہونا کافی نہیں اگر
اور لوگوں سے ثابت ہوتا تو مان لیتے! انتہی ام

مؤلف الطیب اور مسئلہ رفع یدین پھر اسی قاعدہ اصولیہ کے ماتحت خود ہی رسالہ فیضان رحمت
صفحہ ۲۴ میں لکھا ہدایہ والے نے یہ حدیث نقل کی
"نہ اٹھائے جاویں ہاتھ مگر سات جگہ،
تکبیر افتتاح ۔ قنوت ۔ عیدین ۔ بوسہ حجر اسود ۔ صفا و مروہ ۔ عرفات جمرات ۔ اور فتح القدیر
میں مسطور ہے کہ محال ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو اس لئے کہ رفع یدین حدیثوں میں سوا ان سات جگہ
کے متواتر وارد ہے،،
پس جو دلیل اصل استدلال منقولہ مذہبی صاحب ہدایہ مخالفت رفع یدین میں حنفیہ کی جانب
سے پیش کی جاتی تھی اس کو مولوی نعیم الدین نے پہلے ہی محال و نامقبول بتا کر احادیث رفع یدین کے
متواتر ہونے پر سر تسلیم خم کر لیا جس کا انکار حسب تصریح فقہاء و ائمہ کرام کفر ہے چنانچہ فقہ اکبر
وغیرہ میں مرقوم ہے۔ مگر پھر بد نصیب کا باوجود اقرار سنیت رفع یدین متواترہ ثابت ہونے کے مکر
جانا اور سنت رفع یدین کا مضحکہ و توہین کے ساتھ اڑانا بجز عناد و تلبی احادیث کے اور کیا معنی

رکھتا ہے چنانچہ ۱۳۲۶ھ کا ایک فتوی قلمی اصلی مولوی نعیم الدین کا مع اس کے حواریوں کے
در بارہ انکار سنیت رفع یدین ہمارے پاس موجود ہے جس سے عناد قلبی و نفاق جلی نسبت توہین
حدیث و سنت صراحۃً واضح ہے۔ اور بصورت رسالہ تنبیہ الانام اس کا رد مطبوع ہو کر ۱۳۲۷ھ
میں شائع بھی ہو چکا ہے۔ جس کے مختصر الفاظ حسب ذیل ہیں۔

"تقلید ائمہ چھوڑ کر رفع یدین کرنا اشد کبیرہ او سخت حرام ہے" "رفع یدین منسوخ و ممنوع
اور اس کا مجوز تقلید ائمہ سے خارج" "شوخ ٹٹوؤں کی طرح پونچھیں ہلانا" "اللہ سبحانہ جزا
خیر دے اس پاک دین مسلمان کو جس کے قلب کو غیر مقلدین کا رفع یدین کرنا گوارا نہ ہوا اور
اس نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی حضور اقدس علیہ الصلاۃ والتسلیمات کو جس چیز سے
نفرت تھی اس کے قلب کو بھی اس سے نفرت ہوئی" "جس شخص نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ
دی وہ رفع یدین کی سنیت کا قائل کب ہے مکھیاں نہیں اڑاتے تو بھنبھناہٹ کیوں ہے
خیر یہ کلمہ آپ کو ناگوار سہی لیکن سنئے کہ شریر ٹٹو کی طرح پونچھیں ہلاتے ہیں" "استخفاف
سنت بیشک کفر ہے مگر یہاں سنت ہی کہاں استخفاف کا الزام اس شخص پر جس نے مکھیاں
اڑانے سے تشبیہ دی محض باطل ہے تقلید ائمہ سے خارج ہو کر رفع یدین کرنا آمین کہنا سخت
قبیح ناجائز ہے۔ کتبہ محمد نعیم الدین"

پس کجا وہ دعوی اتباع اور ثبوت سنیت رفع یدین کا متواتر ہونا اور رفع یدین نہ کرنے کے ثبوت
کا محال بتایا جانا۔ اور حدیث دیکھتے ہوئے زید عمر و بکر کے اقوال کچھ کام نہ آئے گا۔ اور کجا یہ انکار و
توہین سنت رفع یدین کا ظلمت تقلید کے پردہ میں کرنا زیادہ شور اشوری اور پھر یہ بے
تمکینی۔ استغفر اللہ من ہذہ النفاق والحمق حب الدنیا راس کل خطیئۃ ہمیں اس مقام پر ثبوت و عدم
ثبوت سنیت رفع یدین سے چنداں بحث نہیں۔ کیونکہ یہ بحث علم غیب ہے۔ مگر جبکہ مولوی
نعیم الدین نے خود ہی رفع یدین کا ثبوت احادیث متواترہ سے ہونا پہلے تسلیم کر کے فعل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو واجب الاتباع بتایا اور آپ کے کسی فعل کی طرف نسبت حرام و مکروہ ہونا
تو کجا امت کے لئے بھی ناجائز قرار نہیں دیا۔ پھر اس اخیری فتوی میں تقلید کی آڑ میں جو کچھ عناد
و بغض حدیث اور طریقہ سنت سے گور پرستی دنیا طلبی کی بدولت تھا سب ظاہر ہو گیا۔ اور
اپنی کور باطنی اور شقاوت قلبی سے یہ نہ جان سکا کہ یہ تقلید کورانہ مثل تار عنکبوت ہے کوئی
مستحکم دیوار نہیں ہے بلکہ نہایت بودا لکڑی کا جال ہے جو پھونک سے نسیاً منسیاً ہو جاتا

ہے چنانچہ مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت صـ۵۳ اور فرائد النور حاشیہ صـ۱۸ میں جس کتاب ردالمحتار کی تعریف و توصیف یہ کی ہے کہ ''شامی جو اہل سنت و جماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علماء ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے'' ''ردالمحتار درمختار کا نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے ۱۲ منہ''

فتاویٰ شامی کی تصریحات دربارہ توہین سنت و رد تقلید

لہٰذا اسی کتاب کے چند حوالے انکار و توہین سنت کے کفر ہونے اور ظلمت تقلید کی برائی میں جس کو حدیث سے روکنے کے لئے سدراہ بنایا جاتا ہے بصورت تراجم ہدیہ ناظرین ہیں۔ ردالمحتار ج اول صـ۱۹ میں مرقوم ہے''

''سوا کتاب اللہ اور سنت کے کسی کا قول واجب الاتباع نہیں'' ایضاً صـ۴۶ ''چاروں اماموں سے منقول ہے کہ جب صحیح حدیث ہو اور مذہب کے خلاف ہو تو حدیث ہی پر عمل کیا جاوے یہی اس کا مذہب ہوگا۔ حدیث پر عمل کرنے سے حنفیت سے خارج نہ ہوگا۔ کیونکہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ چاروں اماموں نے فرمایا حدیث صحیح ملے تو وہی ہمارا مذہب ہے'' ایضاً صـ۴۸ ''جو بات بلا معارض صحیح حدیث میں وارد ہو پس وہی امام کا مذہب ہے اگرچہ نام لے کر وہ بات امام نے نہ بتائی ہو'' ایضاً صـ۳۳، ۴۸ و ۵۱ ''صحیح یہ ہے کہ لازم جاننا مذہب کسی امام معین کا انسان پر ضروری نہیں ہے'' ایضاً صـ۲۱۸ ''جو شخص سنت کو جو دین میں ثابت و معتبر ہے برحق نہ جانے ہلکا جانے انکار کرے ثابت و معتبر نہ جانے تو یہ کفر ہے'' ایضاً صـ۲۷ ''پس نکال تو اپنے نفس کو ظلمت تقلید سے اور آ روشنیوں میں سنت کی'' ایضاً صـ۳۷۴ ''منجملہ علامات اہل بدعت کے انکار کرنا احادیث صحیحہ کا ہے''

فتح المبین اور مسئلہ تقلید

علیٰ ہذا فتح المبین جس پر جماہیر علماء حنفیہ خصوصاً مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کی تصدیقات درج ہیں جو معتمد و مسلمہ خود مولوی نعیم الدین کے ہیں لہٰذا اس کے بھی چند مواقع حسب ذیل ہیں۔ فتح المبین صـ۱۲ میں مرقوم ہے۔

''کوئی حنفی اس کا قائل نہیں کہ فقہ پر چلنا فرض اور حدیث پر جائز نہیں'' ایضاً صـ۲۲ ''اگر ہر مسئلہ میں امام صاحب کے قول پر تقلید واجب جانتے تو کوئی مسئلہ امام صاحب کا غیر مفتی بہ نہ ہوتا حالانکہ ایسا نہیں'' ایضاً صـ۳۳ ''حاصل کلام یہ ہے کہ حنفیہ تقلید شخصی کو واجب نہیں

جانتے محققین حنفیہ نے جس مسئلہ میں ان کو خلاف حدیث معلوم ہوا ترک کر دیا،، ایضاً صـ۳۴
"جو مسائل صریح قرآن اور حدیث سے ماخوذ ہوتے ہیں ان میں تقلید محض بے اصل اور لغو ہے"
ایضاً صـ۳۵ حاصل کلام یہ ہے کہ جو شخص واقف سنت ہو اس کو حنفی یا شافعی بننا ضروری نہیں"
ایضاً صـ۲۳۳ "جن مسائل میں صریح حدیث موجود ہو ان میں احتیاط اور عدم احتیاط سے کیا علاقہ"
اور خود مولوی نعیم الدین نے بمضمون دروغ گورا حافظہ نباشد۔ الکلمۃ العلیا میں لکھا ہے۔
"غیر مجتہد یعنی مقلد، صریح آیتوں اور حدیثوں سے استدلال کر سکتا ہے اور کہیں اس کی ممانعت نہیں"
ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

پس ان چند حوالہ جات مسلمات خود مولوی نعیم الدین سے تقلید ناسدید خصوصاً تقلید شخصی کا بے اصل ہونا قرآن وحدیث کی صراحت کے ہوتے ہوئے اہل انصاف پر بخوبی روشن ہو گیا باقی بحث تقلید کی بتفصیل تمام شروع کتاب مولوی نعیم الدین کے صـ۵-۱۶ کے جواب میں معہ اصل عبارات ردالمحتار وفتاوی رضویہ ج اول مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی وغیرہ سے گذر چکی من شاء فلیطالعہ

پھر کس طرح کوئی اہل ایمان قرآن وحدیث کی تصریح ہوتے ہوئے پابند کسی کی تقلید کا ہو سکتا ہے بجز اس کے کہ الفاظ توہین نسبت سنت خصوصاً سنت متواترہ کے ساتھ لکھنے والا کافر ومرتد بے ایمان ہو یہ کسی ایمان والے کا کام نہیں ہو سکتا۔ عمل بالحدیث خصوصاً سنت رفع یدین میں علماء امت میں کس کس کو خارج از تقلید اور گمراہ مرتکب کبیرہ اور حرام کا بنا پر بد نصیب خود کس شمار میں ہوگا۔

تواتر احادیث رفع الیدین حالانکہ علامہ محدث مجد الدین صاحب قاموس رح جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی امام مستند مان چکے ہیں "در باب رفع یدین سفر السعادت صـ۱۵ میں فرماتے ہیں۔

واز کثرۃ رواۃ ایں معنی متواتر مانندہ است	"در کثرت راویوں کے سبب یہ بات تواتر کو پہنچی ہے چار سو
چہار صد خبر واثر دریں باب صحیح شدہ	خبر واثر اس باب میں صحت کو پہنچے اور عشرہ مبشرہ نے (وہ
وعشرہ مبشرہ روایت کردہ لا یزال بریں	دس صحابہ جن کو بشارت جنت کی دیگئی) روایت کیا ہے
کیفیت بود تا ازیں جہاں رحلت کردہ	ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسیطرح کرتے رہے حتی
وغیر ایں چیزے ثابت نشدہ	کہ اس جہاں سے رحلت فرمائی اور اسکے سوا کچھ ثابت نہیں ہوا،،

علی ہذا صاحب سفر السعادت موصوف کے تلمیذ رشید امام حافظ ابن حجر عسقلانی مستند مولوی نعیم الدین فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول صہ۴۷ این منجملہ شمار احادیث متواترہ کے فرماتے ہیں۔ در فع الیدین والشفاعۃ والحوض ورؤیۃ اللہ فی الاخرۃ والائمۃ من قریش وغیر ذلک واللہ المستعان نیز فتح الباری پارہ ۳ صہ۴۰۳ میں ارقام فرماتے ہیں یعنی کہا ربیع نے کہا میں نے امام شافعیؒ سے رفع یدین کے کیا معنی ہیں کہا اللہ کی تعظیم اور اتباع سنت اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اور نقل کیا ابن عبد البر نے کہ روایت ہے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا رفع یدین نماز کی زینت میں سے ہے۔ روایت ہے امام مالک سے کہ ابن عمر جب کسی کو رکوع میں جاتے اور رکوع سے اٹھتے ہوئے رفعیدین کرتے نہ دیکھتے تو اس کو کنکریوں سے مارتے۔ امام بخاری نے جزء رفعیدین میں حسن اور حمید بن ہلال سے نقل کیا کہ صحابہ رفعیدین کیا کرتے تھے کہا بخاری نے اور نہیں استثنار کیا حسن نے کسی ایک کو بھی۔ اور کہا محمد بن نصر مروزی نے متفق ہو گئے تمام شہروں کے علمار رفع یدین کی مشروعیت پر سوائے اہل کوفہ کے۔ اور نقل کیا بخاری نے حدیث ابن عمر کے بعد اپنے شیخ علی بن مدینی سے کہا حق ہے مسلمانوں پر کہ رفع یدین کریں رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت بسبب حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ کے۔ اور تحقیق کہا بخاری نے جزء رفع یدین میں جس نے گمان کیا کہ رفع یدین بدعت ہے پس تحقیق طعن کیا صحابہ پر کیونکہ نہیں ثابت کسی ایک سے بھی ان میں سے ترک کرنا رفعیدین کا کہا اور نہیں ہیں سندیں اصح رفعیدین کی سندوں سے انتہٰی واللہ اعلم۔ اور بخاری نے سترہ صحابہ سے روایت رفعیدین کی ہے اور حاکم وابو القاسم بن مندہ نے عشرہ مبشرہ سے اور ہمارے شیخ ابو الفضل حافظ کے تلاش کرنے پر پچاس صحابہ کا روایت کرنا ملا۔ انتہی ما فی فتح الباری شرح صحیح البخاری۔

علی ہذا فرمایا امام بخاری رح نے جزء رفع یدین میں در منکر سنیت رفعیدین کا بدعتی دشمن اہل حدیث ہے طعن کرنے والا سلف پر اور جو ان کے بعد ہیں اور حجاز اور مکہ اور مدینہ والوں پر اور بہت اہل عراق اہل شام اہل یمن اور علمار اہل خراسان پہان میں سے ابن مبارک پر حتی کہ ہمارے شیخ عیسیٰ بن موسیٰ اور ابو احمد اور کعب بن سعید اور حسن بن جعفر اور محمد بن سلام اور علی بن حسن اور عبد اللہ بن عثمان اور یحییٰ بن یحییٰ و صدقہ اور اسحاق اور تمام اصحاب ابن مبارک پر اور ثوری اور وکیع پر۔ اسی لئے فتاوی عالمگیری جلد دوم صہ۹۲ میں مرقوم ہے

او لم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر۔	دیا جو راضی نہ ہوا کسی سنت سے رسولوں کی سنتوں میں سے پس تحقیق اس نے کفر کیا۔

علی ہذا ملا علی قاری کی رح شرح فقہ اکبر صـ۲۰۲ میں فرماتے ہیں

وفی الخلاصۃ من رد حدیثا قال بعض مشائخنا یکفر وقال المتاخرون ان کان متواترا کفر اقول هذا هو الصحیح الا اذا کان رد حدیث الاحاد ومن الاخبار علی وجه الاستخفاف والاستحقار والانکار

رخلاصہ میں ہے جس نے رد کیا حدیث کو کہا ہمارے بعض مشائخ نے اس نے کفر کیا اور کہا متاخرین نے اگر حدیث متواتر ہو تو کفر ہے اور یہی صحیح ہے مگر جس وقت کہ رد کرے حدیث خبر واحد کو بوجہ استخفاف اور حقارت وانکار کے تو مطلقاً کفر ہوگا،،

پس مولوی نعیم الدین کا احادیث رفعیدین کو متواتر مان کر اور استخفاف سنت کو بیشک کفر کہہ کر بھی الفاظ خبیثہ مردودہ نکالنے اور انکار کر جانے اشد کبیرہ سخت حرام کہنے ٹٹوؤں کی طرح پوچھیں ہلانے سے تشبیہ دینے باعث نفرت ناگوار بتانے پر۔ اگر آسمان سے آگ اور پتھر برسیں تو کم ہیں۔ عتاب یوم القیامت اس سے کہیں زائد سخت اور ذلت کی مار ہے۔ بیشک یہ کسی ایمان والے کا کام نہیں کافر و مردود ہی کا شیوہ ہوسکتا ہے ہرگز کسی امام مجتہد اہل سنت نے اس قسم کے بیہودہ ناپاک الفاظ رفعیدین کے بارہ میں استعمال نہیں فرمائے پس حدیث وسنت کی توہین کر کے مولانا شہید مرحوم کو جھوٹا دغاباز بتانے والے کا خود اپنا ہی جھوٹا دغاباز فریب کار و مکار ہونا کما حقہ واضح طور پر ثابت ہوگیا۔

آیت وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ الآیۃ کی بحث

قولہ صـ۱۸۶ / ۱۸۷ / ۱۸۸ القول بتم الایمان صـ۲۷ میں ہے آیۃ

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَهٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ

اور کون زیادہ گمراہ ہوگا اس شخص سے کہ پکارتا ہے درسوا اللہ سے ان لوگوں کو کہ نہ قبول کریں گے اس کی بات قیامت کے دن تک اور وہ اس کے پکارنے سے غافل ہیں،،

آیت لکھنا اور اس کے معنی بگاڑنا قرآنی آیتیں پیش کر کے مغالطہ دینا کتنا بڑا جرم ہے اور کیسی بیباکی دلیل ہے اس آیت کو نفی علم غیب کی دلیل بنا کر پیش کیا ہے مگر آیت میں کوئی بھی اس کا ذکر نہیں انبیاء و اولیاء کے علم عطائی کی نفی پر دلالت کرنے والا کوئی لفظ آیت میں موجود نہیں اور حیادار نے اس مدعا کے لئے بے دریغ آیت لکھ ڈالی کیسی جرأت ہے۔ ایک تحریف تو یہ کہ یدعون اور دعا دونوں لفظوں کا ترجمہ پکارنا کیا ہے باوجودیکہ آیت میں یہ لفظ دونوں جگہ عبادت کے معنی میں ہے دوسری تحریف یہ ہے کہ من لا یستجیب سے معاذ اللہ اہل اسلام اور بزرگان دین مراد لئے ‘‘ چنانچہ لکھتا ہے کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو

بعضے لوگ اگلے بزرگوں کو دور دور سے پکارتے ہیں۔ تقویت الایمان صک۲ باوجودیکہ آیت میں بت
مراد ہیں یہ دونوں باتیں تفاسیر میں صاف موجود ہیں۔ تفسیر جلالین صلا۴۱۴ میں ہے۔ استفہام بمعنی نفی
کے ہے یعنی اس سے بڑھ کر گمراہ کوئی نہیں جو اللہ کے سوا ایسوں کی عبادت کرے جو قیامت تک اس کی
نہ سنیں اور وہ بت ہیں جو اپنے پرستاروں کے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے اور وہ ان کی
عبادت سے غافل و بے خبر ہیں کیونکہ وہ بے عقل پتھر ہیں۔ بے دین نے قرآن پاک کا غلط ترجمہ کر
کے خلق کو گمراہ کرنا چاہا اللہ تعالیٰ پر افترا کیا جو حکم بتوں پر تھا وہ بزرگوں کی طرف نسبت کیا یہ ظلم
ڈھائے ایسی مکاریوں سے وہابی دین کی بنا ڈالی تفسیروں کو چھوڑا اس سے لازم آتا ہے کہ تمام مخلوق
آدمی جن فرشتے سب کے سب بہرے اور قوت شنوائی سے محروم ہوں کتنا ہی چیخو پکارو انہیں خبر
نہ ہو۔ مگر یہ بات واقعہ کے خلاف اور غلط ہے۔ کیا ہے دنیا میں کوئی وہابی جو اس معنی کو صحیح ثابت
کر سکے۔ چندہ کے لئے امیروں کے دروازوں پر پکارتے پھرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ تقویۃ الایمان کے
کلام سے غیر خدا کو پکارنا شرک ہے۔ اس کا مقصد خاص محبوبان بارگاہ مقربان درگاہ کی تنقیص ہے
اولیاء وانبیاء کی دشمنی میں بے دین نے آیت کے معنی میں تحریف کی۔ کیونکہ بزرگ ایسے کون سے
ہیں جو قیامت تک نہیں سن سکتے زندہ بزرگ بھی سنتے ہیں اور جو اہل دنیا کی چشم ظاہری سے
پردہ کر چکے ان کا سننا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اسمٰعیلیوں سے پوچھو کہ تمہارے امام نافر
جام کو بتوں کی اتنی محبت کیوں ہے کہ قرآن پاک میں جہاں ان پر کوئی حکم آیا اور اس نے بتوں
کو بچایا بزرگوں پر لگایا یہ ہے وہابیوں کی توحید اھ ملخصًا۔

اقول و استعین باللہ العلیم القدیر مولوی نعیم الدین کا شرکیات کے نشہ میں
غایت درجہ جہل وعناد ہے کیونکہ بلاشک آیت کا ترجمہ ومعنی یہی ہیں کہ پکارنے والوں کی پکار کو
جن کو وہ غائبانہ حاضر و ناظر جان کر پکارتے ہیں وہ محض غافل و بے خبر ہیں ہر جگہ سے فریاد کو سننے
والا حاضر و ناظر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا۔ یہ نفی علم غیب سوائے حق تعالیٰ
کے لئے بڑی قوی دلیل قرآن پاک کی ہے۔ پھر یدعون کا یہ ترجمہ پکارنا بمعنی عبادت
تراجم مستندہ مسلمہ فتح الرحمٰن وتفسیر فتح العزیز اور تفسیر موضح القرآن وغیرہ میں مرقوم ہیں۔
جو مولوی نعیم الدین کے بھی خود مسلمات سے ہیں۔ چنانچہ موضح القرآن میں ہے "اور اس سے
زیادہ گمراہ کون جو پکارے اللہ کے سوائے ایسے کو کہ نہ پہنچے اس کی پکار کو دن قیامت تک اور
ان کو خبر نہیں ان کے پکارنے کی اور جب لوگ جمع ہونگے وہ ہونگے ان کے دشمن اور ہوں گے

ان کے پوجنے سے منکر،، انتہی نیز موضح القرآن میں ہے

وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ	،، اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جاوینگے ،،

ف ،، شاید یہ ان کو فرمایا جو مرے بزرگوں کو پوجتے ہیں۔ جو لوگ پوجتے ہیں بزرگوں کو کہ وہ بزرگ بے گناہ ہیں ایک شیطان اپنا وہی نام رکھ کر آپ کو پوجواتا ہے اس لئے ان کو کہیں گے کہ تم جھوٹے ہو ،، پس پکارنا بمعنی پوجنے عبادت کرنے میں واضح ہے۔ صحیح بخاری پارہ ۳۰ صفحہ ۸۵ے میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال رجل یا رسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال ان تدعو للہ ندا وھو خلقک الخ فانزل اللہ تصدیقہا والذین لایدعون مع اللہ الٰہا اٰخر الحدیث۔	،، عرض کیا ایک آدمی نے یا رسول اللہ کون گناہ سب سے بڑا ہے اللہ کے نزدیک فرمایا یہ کہ پکارے اللہ کے ساتھ شریک بناکر حالانکہ اسی نے تجھے پیدا کیا ہے الخ پس نازل ہوئی اس کی تصدیق میں یہ آیت اور جو لوگ کہ نہیں پکارتے اللہ کے سوا اور معبود کو ،،

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مستند مولوی نعیم الدین کے اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج اول صفحہ ۶۹ میں ترجمہ اس کا کرتے ہیں

وآن کسانیکہ نمے خوانند با خدائے تعالیٰ خدائے دیگر را ،،	،، اور وہ لوگ جو نہیں پکارتے ہیں خدا تعالیٰ کے ساتھ دوسرے خدا کو ،،

صاحب مظاہر حق اور صاحب مرقاۃ کو مولوی نعیم الدین مستند جان کر ان سے حوالے بغرض فریب دہی عوام الناس کے لاتے ہیں۔ مظاہر حق جلد اول صفحہ ۵۰ میں مرقوم ہے

،، ف ملا علی قاری رح نے ان تدعو للہ ندًا کی شرح میں لکھا کہ اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک کرے یا پکارنے میں یعنی جیسے یا اللہ کہہ کر پکارتے ہیں اسی طرح اور کو بھی کہے مثلاً یا فلانے ہماری یہ حاجت برلا ،،

اور بعض مفسرین کا جو یدعون کی تفسیر بمعنی عبادت کرنا ہے وہ حسب مورد آیت بتوں کے ہے ورنہ لفظ عام جامع بحکم اپنے عموم کے بتوں پر کچھ منحصر نہیں ہر وہ چیز جس کو سوائے حق تعالےٰ کے پوجا جاوے یا اس کو متصرف فی الامور جاننا کہ خصوصاً غائبانہ ندا و فریاد کی جاوے بحکم شرک اس کی عبادت کرنا ہے۔ چنانچہ امام حافظ ابن حجر عسقلانی رح جن کو مولوی نعیم الدین نے فرائد النور

صـ۲ ۵ اور کلمۃ العلیا صـ۱۱ میں شیخ الاسلام قاضی القضاۃ، شیخ المشائخ اوحد الحفاظ والرواۃ مانا ہے۔ آپ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صـ۱۹ میں فرماتے ہیں

وقال الراغب الدعاء والنداء واحد والدعاء فی القرآن علی وجوہ منہا العبادۃ ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک

"فرمایا امام راغب نے دعا اور ندار کے معنی واحد ہیں دعا قرآن میں منجملہ کئی معنی کے عبادت کے معنی میں وارد ہے اور مت پکارو نہ عبادت کرو سوائے اللہ کے جو نہ نفع پہنچائے تم کو اور نہ نقصان پہنچائے"

اور پارہ ۳۰ صـ۷۹ میں فرماتے ہیں۔

والمراد الدعاء اما بمعنی النداء و اما بمعنی العبادۃ واما بمعنی الاعتقاد

"مراد دعاء سے ندا اور عبادت اور اعتقاد ہے"

پس مثل آفتاب روشن ہوا کہ عبادت یعنی پوجا بمعنی ندار اور دعار جملہ ارکان عبادت اور اس کے اجزا ہیں ندار کو بھی عبادت کہتے ہیں اور دعار کو بھی عبادت کہتے ہیں جب کسی کو کوئی نداء غائبانہ بتوقع نفع وضرر حاضر وناظر سمجھ کر کرے گا۔ تو وہ بھی پوجا ہی ہوگا۔ مولوی نعیم الدین اپنی شیخی وتعلی میں جامے سے باہر نکلے پڑتے ہیں گویا بڑا کمال کیا کہ چندہ کے لئے امیروں کے دروازوں پر پکارتے پھرنے سے غائبانہ بزرگوں سے فریادیں مانگنے کو اپنے اثبات شرکیات کے لئے قیاس فاسد و باطل ابلیس لعین کیا گیا استغفر اللہ۔ جس پر مشرکین صنم پرست بھی قہقہہ لگا دیں کیا اگر کوئی غائبانہ دور دراز سے چندہ وغیرہ کے لئے کسی کو حاضر وناظر جان کر پکارے گا تو شرک نہ ہوگا۔ چہ جائیکہ گذرے ہوئے بزرگوں کو پکارے۔ کیونکہ یہ صفت خاصہ جناب حق تعالیٰ شانہ علام الغیوب دوسروں میں ثابت کی گئی معاذ اللہ اور اگر اس پر کوئی دلیل نصوص قرآن وحدیث صحیح قطعی الدلالۃ رکھتے ہوتے تو پیش کرنا لازم تھا۔ کیونکہ عقائد میں اسی پر اعتماد ہوتا ہے نہ کہ قصص وحکایات، عقلیات ومحتملات، قیاسات پر جو گور پرستوں کا شیوہ ہے۔ حالانکہ فریاد رسی کی بے خبری بے اختیاری بے قدرتی میں سب مخلوقات آدمی جن فرشتے وغیرہم محض لاچار ہیں۔ چنانچہ فقہ کی رد المحتار جو مولوی نعیم الدین کی نہایت مستند مسلمہ کتاب ہے صـ۲۵۴ میں مرقوم ہے

اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد

"بتوں کی عبادت کی اصل صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے"

اسی وجہ سے جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے حق تعالیٰ کی جناب میں دعا کی۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد کما (رواہ مالک فی الموطا ص۶۰)

"یا اللہ نہ بنا دینا میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے"

پھر رد المحتار ج ۲ ص۱۳۹ میں مرقوم ہے

قولہ اعلم ان النذر الذی وقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیہم فھو بالاجماع باطل وحرام کان یقول یا سیدی فلان ان رد غائبی او عوفی مریضی او قضیت حاجتی فلک من الذھب والفضۃ او من طعام او شمع او الزیت کذا بجس لوجوہ منھا انہ نذر المخلوق ونذر المخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لا یملک ومنھا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقاده ذلک کفر اھ

"جان تو وہ نذر جو اموات کے لئے عوام لوگ کرتے ہیں درہم اور روشنی اور تیل اور مانند اس کے اولیاء کرام کے مزارات پر ان کے تقرب کے لئے لے جاتے ہیں پس وہ بالاجماع باطل وحرام ہے کہتے ہیں وہ اے سید میرے فلاں اگر میرا غائب شدہ آجاوے یا مریض اچھا ہو جاوے یا میری حاجت پوری ہو جاوے تو تمہارے لئے اتنا سونا اور اتنی چاندی اور اتنا کھانا اور چراغ اور اتنا تیل میرے ذمہ ہے۔ اسی طرح بحر الرائق میں ہے پس یہ کئی وجہ سے باطل ہے کیونکہ یہ نذر مخلوق کے لئے ہے اور نذر مخلوق کے لئے جائز نہیں دوم یہ عبادت ہے اور عبادت مخلوق کے لئے نہیں ہوتی۔ سوم جس کے لئے نذر کی گئی ہے وہ میت ہے اور میت کسی چیز کی مالک نہیں اور نذر کرنے والے کا گمان ہے کہ میت کو سوائے اللہ کے کاموں میں تصرف واختیار حاصل ہے اور یہ اعتقاد اس کا کفر ہے"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص۱۵۸ میں منجملہ اعتقادات مشرکین پانچ قسم کے فرماتے ہیں۔

چہارم پیر پرستاں گویند چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت ومجاہدہ مستجاب الدعوات ومقبول الشفاعۃ عند اللہ شدہ بود از یں جہان

چوتھا فرقہ پیروں کے پوجنے والے کہتے ہیں جو کوئی مرد بزرگ کہ بسبب کمال ریاضت ومجاہدہ کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعۃ عند اللہ ہو گیا تھا اس عالم سے

بیگذرد روح او را قوتے عظیم و وسعتے بس
فخیم بہم میرسد ہر کہ صورت او را برزخ ساز
یا در مکان نشست و برخاست او یا بر
گور او سجود و تذلل تام نماید روح او بسبب
وسعت و اطلاق برآں مطلع شود و در دنیا
و آخرت در حق او شفاعت نماید

گذر جاتا ہے اس کی روح کو ایسی قوت عظیم اور نہایت
درجہ وسعت حاصل ہو جاتی ہے جو کوئی اس کی صورت کا
برزخ کرے یا اس کے مکان نشست و برخاست یا قبر پہ
سجدہ اور تذلل تمام کرے تو اس کی روح بسبب وسعت
اور اطلاق کے اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور دنیا و آخرت میں
اس کے حق میں شفاعت کرتی ہے "

اور مولوی نعیم الدین کے معتمد و مسلّم الکلّ اعلیٰحضرت مولوی سلامت اللہ صاحب رام پوری اپنے فتوی مطبوعہ فیض عام رام پور کے صہ میں لکھتے ہیں"

"بعضے رسوم تعزیہ داری کی موجب شرک و کفر ہیں جیسے سجدہ کرنا اور اس کو حاجت روا سمجھنا مثلاً اس تقدیر پر ایسا تعزیہ دار مشرک اور کافر ہوگا۔ نہ اس کا ذبیحہ درست نہ نماز اس کے پیچھے اصلاً جائز"

علی ہذا مولوی نعیم الدین کے رأس الطائفہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی عطایا القدیر فی حکم التصویر حسنی پریس بریلی کے صہ۳ میں لکھتے ہیں۔

"اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یوں ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں اور اس سے لذت عبادت کی تائید سمجھی شدہ شدہ وہی معبود ہوگئیں صحیح بخاری (الجزء العشرون مع فتح الباری انصاری دہلی صہ۱۷۷) و صحیح مسلم میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے آیت کریمہؑ وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَنَسْرًا کی تفسیر میں ہے

قال کانوا اسماء رجال صالحین
من قوم نوح فلما ھلکوا اوحی
الشیطان الی قومھم ان انصبوا الی
مجالسھم التی کانوا یجلسون
انصابا وسموھا باسمائھم ففعلوا
فلم تعبد حتی اذا ھلک اولئک
ونسخ العلم عبدت۔ عبد

"عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت
ہے کہ فرمایا جو بت عبادت کے قوم نوح میں تھے بعد
میں عربوں نے ان کی عبادت کی۔ وہ قوم کلب قبیلہ
دومۃ الجندل کا بت تھا اور سواع قوم ہذیل کا اور
یغوث قوم مراد کا پھر بنی غطیف کا ہو گیا سبا کے پاس
اور یعوق ہمدان کا اور نسر حمیر کا اور یہ نام قوم نوح
کے صالحین لوگوں کے تھے جب وہ مر گئے تو شیطان نے

ؑ الفاظ آیت مطابق اصل کتاب ہیں ورنہ فی الواقع اس طرح ہیں۔ وقالوا لا تذرن آلھتکم ولا تذرن ودا ولا سواعا ولا یغوث ویعوق ونسرا (م ر ش)

بن حمید اپنی تفسیر میں ابو جعفر ابن المہلب سے راوی ہے۔ قال کان ود رجلا مسلما وکان محببا فی قومہ فلما مات عکفوا حول قبرہ فی ارض بابل وجزعوا علیہ فلما رای ابلیس جزعھم علیہ تشبہ فی صورۃ انسان ثم قال اری جزعکم علی ھذا فھل لکم ان اصور لکم مثلہ فیکون فی نادیکم فتذکرونہ بہ قالوا نعم فصور لھم مثلہ ووضعوہ فی نادیھم وجعلوا یذکرونہ فلما رای ما بھم من ذکرہ قال ھل لکم اجعل لکم فی منزل کل رجل منکم تمثالا فیکون فی بیتہ فتذکرونہ قالوا نعم فصور لکل اھل بیت تمثالا مثلہ فاقبلوا فجعلوا یذکرونہ بہ قال وادرک ابناؤھم فجعلوا یرون ما یصنعون بہ وتناسلوا ودرس امر ذکرھم ایاہ حتی اتخذوہ الھا یعبدونہ من دون اللہ قال وکان اول ما عبد غیر اللہ فی الارض ود الصنم الذی سموہ بود نیز صحیح بخاری الجزء الخامس ص ۶۹۲ والجزء الخامس عشر باب

ان کی قوموں کے دل میں یہ بات ڈالی کہ جن مکانوں میں یہ لوگ بیٹھا کرتے تھے وہاں ایک ایک بت ان کے نام کا بنا کر رکھ دو انہوں نے ایسا ہی کیا مگر جب تک یہ لوگ زندہ رہے ان بتوں کی عبادت کسی نے نہ کی جب یہ لوگ مر گئے اور علم جاتا رہا تو ان کے بعد والے لوگوں نے عبادت کی" اور ابو جعفر بن مہلب سے روایت ہے کہ ود مسلمان محبوب قوم تھا جب وہ مر گیا تو زمین بابل میں اس کی قبر کے گرداگرد لشکریوں نے اس پر آہ و بکا شروع کی تو شیطان نے جب یہ دیکھا تو انسانی صورت میں ان کے پاس آیا اور کہا میں تمہیں جزع فزع کرتے اس قبر پر دیکھتا ہوں کیا تم پسند کرتے ہو کہ صاحب قبر کی شکل تمہارے لئے بنا دوں تاکہ تم بکا کرو اور یاد کیا کرو اس کو دیکھ کر بولے ہاں پس اس کی شکل بنا کر رکھ دی تاکہ وہ لوگ اس کو یاد کیا کریں پھر جب شیطان نے دیکھا کہ وہ لوگ اس کی یاد میں مشغول ہو گئے تو ان سے کہا کیا تم پسند کرتے ہو کہ تمہارے ہر ایک گھر میں اس کی شکل بنا دوں کہ تم اپنے گھروں میں اس کی یاد کرتے رہو بولے ہاں پھر ہر گھر میں شکل بنا دی تو وہ لوگ اپنے گھروں میں اس کی یاد میں مشغول رہتے رہے کہا اور پایا ان کی اولاد نے اپنے بڑوں کو اسی طریقہ پر وہ ان کی باتوں کو پڑھتے پڑھاتے رہے یہانتک کہ سوائے اللہ تعالےٰ کے ان کی عبادت کرنے لگے کہا اور اول جس کی عبادت سوائے اللہ کے زمین میں کی گئی وہ تھا جس کا نام ود تھا۔ ۱۲ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے

هجرة حبشة ص۱۴۲ والجزء الثانی ص۲۶)
وسلم میں ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے ہے لما اشتکی النبی صلی اللہ علیہ و
سلم ذکر بعض نسائہ کنیسۃ یقال لہا
ماریۃ کانت ام سلمۃ وام حبیبۃ رضی
اللہ عنہما اتتا ارض حبشۃ وذکرتا من
حسنہا وتصاویر فیہا فرفع صلی اللہ
علیہ وسلم راسہ فقال اولئک اذا مات
فیہم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ
مسجدا ثم صوروا فیہ تلک الصور
اولئک شرار خلق اللہ۔ مرقات شرح
مشکوٰۃ شریف میں ہے صوروا فیہ تلک
الصور ای صور الصلحاء تذکیرا لہم و
ترغیبا فی العبادۃ لاجلہم ثم جاء من
بعدہم فزین لہم الشیطان اعمالہم

سلفکم یعبدون ہذہ الصور فوقعوا فی عبادۃ الاصنام انتہی۔

کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ کی
بعض ازواج نے ایک گرجا کا ذکر کیا جس کو "ماریہ" کہتے
تھے اور ام سلمہ اور ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حبشہ گئی تھیں
تو انہوں نے اس کی خوبصورتی اور جو اس میں تصویریں
تھیں ان کا تذکرہ کیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سر
مبارک اٹھا کر فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جب ان میں کوئی
مرد صالح مر جاتا تھا تو اس کی قبر پر مسجد بنا لیتے، پھر
اس میں یہ صورتیں بناتے تھے اور یہ لوگ اللہ کی خلقت
میں بدترین ہیں" ور اس میں تصویریں تھیں صالحین
کی یاد دہانی کرتے تھے ان تصویروں کے ساتھ رغبت
کرتے تھے ان کی وجہ سے عبادت میں پھر آئے بعد کے
لوگ تو شیطان نے ان کے عملوں کو مزین کر کے دکھلایا
اور ان سے کہا تمہارے پہلے لوگ تو ان تصویروں کی
عبادت کرتے تھے پس وہ عبادت کرنے لگے ہوں گی"
(ترجمہ عبارات منقولہ مولوی صاحب بریلوی از مؤلف)

نیز مولوی صاحب بریلوی خالص الاعتقاد سنی پریس بریلی کے صہ میں لکھتے ہیں۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ
ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ
شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ
مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔

"بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں
تم فرما دو کہ کس کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ
مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو
فنا کر دینا چاہے"

معلوم ہوا کہ جب مسیح پرست نصاریٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو خدا جانا تو اللہ پاک نے ان کے
بے اختیار و عاجز ہونے کا نصاریٰ پر رد فرمایا اور ساتھ ہی ان کو اور ان کی والدہ حضرت مریم طاہرہ رض
کو ہلاک فرما دینے کا اظہار فرمایا تاکہ باطل عقائد ابن اللہ کہنے کی نفی ہو کر ان کی عبدیت کا محتاج
ہونا واضح ہو جائے اور یہ کچھ مسیح علیہ السلام کی تنقیص شان عزت کے منافی نہیں ہے۔ اگر حضرت مسیح
علیہ السلام بقول نصاریٰ الٰہ ہوتے تو قدرت و اختیار رکھتے اور ضعف و حوائج بشری کھانے پینے بول

دبراز میں مانند دوسری مخلوقات کے نہ ہوتے چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رح تفسیر جلالین ص۱۰۷ ۸۲
پ۶ سورہ مائدہ میں فرماتے ہیں۔ ولو کان المسیح الٰھا لقدر علیہ کغیرھما من الحیوانات و
ومن کان کذلک لا یکون الٰھا لترکیبہ ضعفہ وما ینشأ منہ من البول والغائط اور یہی دیگر تفاسیر بیضاوی
وغیرہ میں مرقوم ہے۔

یہ وہ امام جلال الدین سیوطی ہیں جن کو مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فرائد النور ص۲۷
و الکلمۃ العلیا ص۸۳ میں مستند جان کر لکھا ۔علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رح جو اپنے زمانہ کے مجدد ہیں
جیسا کہ علامہ علی قاری رح مرقاۃ شرح مشکوۃ ج ۱ ص۲۴۷ میں فرماتے ہیں ۔یعنی ہمارے شیخ المشائخ
سیوطی رحمہ اللہ تعالیٰ وہ ہیں جنہوں نے علم تفسیر کو در منثور میں زندہ کیا اور جمیع احادیث متفرقہ کو
اپنی مشہور جامع میں جمع فرمایا کوئی فن نہیں چھوڑا جس میں کوئی متن یا شرح نہ لکھی ہو ۔وہ اپنے زمانہ کے
مجدد ہونے کے مستحق ہیں ۔جیسا کہ انہوں نے دعویٰ کیا ہے اور وہ اپنے دعویٰ میں مقبول و مشکور
ہیں ۔اسی طرح امام طحطاوی شارح در مختار فقہ حنفیہ دربارہ نذر غیر اللہ فرماتے ہیں

اعلم ان بیان احکام الشریعۃ مما یجب علی العلماء ولیس فی ذلک تنقیص الولی کما یظنہ بعض من لاخلاق لہ بل ھذا امما یرضی بہ الولی لو کان حیا وسئل عنہ ذلک اجاب بالحق واغضبہ نسبۃ التاثیر وتامل قولہ فی حق السید عیسیٰ علیہ السلام ان ھو الا عبد انعمنا علیہ اھ

"جان لو کہ احکام شریعت کا بیان کرنا مقصود ہے جو علماء پر واجب ہے اور اس میں ولی کی تنقیص نہیں ہے جس طرح انجان لوگ گمان کرتے ہیں بلکہ ولی اس امر سے راضی ہیں اگر ان کی حیات میں ان سے اس امر کا سوال ہوتا تو حق کے ساتھ جواب دیتے اور تاثیر کی نسبت کرنے سے ناراض ہوتے اور تامل کر حق تعالیٰ کے فرمانے میں (سورہ زخرف میں) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یعنی نہ کیا ہے ایک بندہ ہی ہے ہم نے اس پر انعام کیا ہے"

پس غائبانہ انبیاء اولیاء بزرگوں کو پکارنا فریادیں کرنا جبکہ وہ ہرگز نہ اختیار رکھتے ہیں۔ نہ سنتے ہیں مشکل
کشائیوں فریاد رسیوں سے محض غافل ہیں کیونکہ یہ شان مالک الملک قادر قیوم علام الغیوب حق
تعالیٰ شانہ کی ہے نہ کسی دوسرے کی یہی مقصد مولانا شہید مرحوم اور سب اہل توحید کا خاص مسلمانوں
سے رسومات شرک کا دفع کرنا ہے کہ وہ حسب افعال کفار و مشرکین بجائے بتوں کے اپنے اسلاف
بزرگوں کے ساتھ غائبانہ ندائیں فریادیں کرکے شرک میں مبتلا ہوتے ہیں اسی کو علین بزرگوں محبوبان بارگاہ

رب العزۃ کی دوستی اور خیر خواہی کا سبب جانتے ہیں، حالانکہ ان کے ساتھ افعال شرکیہ کا ارتکاب کر کے ان کی تنقیص شان اور ان سے دشمنی ہے جس طرح مولوی نعیم الدین کے گندہ خیالات شرکیہ نے مولویت کے جامۂ جہل میں مسلمانوں کو افعال شیطان لعین کے فریب میں مبتلا کیا ہے ؎

اے بسا ابلیس کہ آدم روئے ہست

مسئلہ سماع موتیٰ، فقہ حنفی اور خانصاحب بریلوی

حضرات انبیاء علیہم السلام پر درود شریف پہنچایا جاتا ہے فرشتے اس کے لئے مامور ہیں اور بزرگوں و عوام مومنین کی قبور پر سلام پہنچایا جانا اور ان کی روح کو متوجہ کیا جانا من جانب اللہ جواب سلام کے لئے احادیث صریحہ سے ثابت ہے حتی کہ کفار مقتولین بدر پر بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کے لئے عذاب کا وعدہ سنانا اور فرمانا کہ یہ سنتے ہیں مگر جواب نہیں دے سکتے صحیح بخاری و صحیح مسلم میں وارد ہے۔ اگرچہ مذہب حنفیہ میں بعموم آیات انک لاتسمع الموتیٰ وغیرہا کے اہل قبور نہیں سنتے اور ان پر سلام کے متعلق تاویلات کرتے ہیں کہ مقصود سنانا نہیں چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح نے مدارج النبوۃ ج ۲ صـ۱۲ میں بکمال بسط اس کو نقل کر کے رد فرما دیا ہے

وشیخ ابن الہمام در شرح ہدایہ گفتہ کہ اکثر مشائخ حنفیہ برآنند کہ میت نمی شنود الخ پوشیدہ نماند کہ حمل بریں مجرد احتمال و تاویل است حمل نمیتوان کرد بریں تا تمام شود دلیل بر استحالت سماع و پروردگار عزوجل قادر است براں، و بالجملہ اخبار و آثار در سماع موتیٰ و علم و شعور بسیار است و دلیل قاطع بر خلاف آں بر ثبوت نہ پیوستہ و کلام دریں مقام در شرح مشکوۃ مستوفیٰ ذکر کردہ شدہ است واللہ اعلم (ملخصاً)

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صـ۱۵۱ میں لکھتے ہیں

ما ئمہ اہل سنت رضی اللہ عنہم کا اجماعی عقیدہ کہ مردہ سنتے ہیں قطعاً حق ہے اور کیوں نہ حق ہو کہ وہ اہلسنت ہیں حق انہیں میں منحصر ہے۔ مشائخ و شراح اہلسنت و فلاح رحمہم اللہ تعالیٰ کا بیان کہ مردہ نہیں سنتے بیشک صحیح ہے اور کیوں نہ صحیح ہو کہ وہ اہل فقاہت ہیں ان کا فضل و کمال ظاہر و باہر ہے۔ دونوں کلام صراحۃً صحیح ہیں الخ ملخصاً

پس اپنے اپنے مورد و مقام پر دونوں کلام صحیح ہیں کوئی تعارض و اختلاف نہیں سنانا صرف سلام کے لئے نہ سننا بے اختیار رہونے امداد پہنچانے ہیں، چنانچہ خود مولوی صاحب بریلوی حیات الموات صـ۵۵ میں بحوالہ فتح القدیر لکھتے ہیں،،

یکرہ النوم عند القبر و قضاء الحاجۃ بل اولیٰ و کل مالم یعھد من السنۃ والمعھود منھا لیس الا زیارتھا والدعاء عندھا قائما کما کان یفعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الخروج الی البقیع ویقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون اسال اللہ

ترجمہ

"مکروہ ہے سونا قبر کے پاس اور قضا حاجت کرنا بالاولیٰ مکروہ ہے اور ہر وہ چیز مکروہ ہے جو ثابت نہ ہو سنت سے اور ثابت نہیں مگر زیارت کرنا اور دعا کرنا قبر کے پاس کھڑے ہو کر اس کے لئے جس طرح عادت تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بقیع میں جاتے وقت اور کہتے سلام ہو تم پر اے محلہ قوم مومنین کے اور ہم انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں سوال کرتے ہیں اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا"

نیز حیات الموات ص۲۸ میں لکھتے ہیں "حضور پر نور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مجھ پر درود بہت بھیجو کہ اللہ تعالےٰ نے میرے مزار پر ایک فرشتہ معین فرمایا ہے جب کوئی امتی میرا مجھ پر درود بھیجتا ہے۔ وہ مجھ سے عرض کرتا ہے یا رسول اللہ فلاں بن فلان نے ابھی ابھی حضور پر درود بھیجی ہے"۔ "دوسری حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ بھیجو کہ وہ دن حضور ملائک کا ہے رحمت کے فرشتے اس دن حاضر ہوتے ہیں اور جو مجھ پر درود بھیجتا ہے جب تک بھیجتا رہے اس کی درود مجھ پر پیش کی جاتی ہے انتہی پر ظاہر کہ پیش ہونے کے معنی نہ تھے مگر اطلاع دی جاتی"

پس مولوی صاحب بریلوی کے مسلمات سے مثل آفتاب واضح ہو گیا کہ سوائے درود وسلام کے قبر کے پاس بھی کوئی امر ثابت نہیں اور صلوۃ وسلام بھی آپ کو علیہ الصلاۃ والسلام قرب و بعد سے پہنچایا ہی جاتا ہے اور اطلاع دی جاتی ہے نہ کہ غائبانہ نداؤں سے اپنی مرادات میں متصرف جان کر پکارنے سے خود سن لینے کا عقیدہ کرنا جس طرح مولوی نعیم الدین کا بوجہ اپنے خبث باطنی شرکیات کے محض تقویۃ الایمان کی ضد و عناد میں اپنے مسلمہ اکابر پر بھی تنقیص انبیا و اولیا و محبوبان حق کا الزام عائد ہو کر دشمن و بے دین کہنا لازم آیا۔

گور پرستان نعیمیہ اپنے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر غور تو کریں کہ قبوں اور بت پرستوں کی ریس کر کے اہل توحید محبوبان حق کے دامن تقدس کو نجاست شرکیہ سے ملوث کرنا انبیا و اولیا کی محبت و عزت افزائی کا باعث ہے یا ان کے ساتھ عداوت و دشمنی ہے، حالانکہ حضرت خواجہ نقش بند پیشوا اولیائے بزرگان رح کی زبان مبارک فیض ترجمان پر اکثر یہ بیت جاری رہتے

تو تاکے گور مردان را پرستی ۔ بگرد کار مردان گرد درستی ۔
تا کی بزیارت مقابر ۔ عمرے گذرانی ای فسردہ ۔
یک گربہ زندہ پیش عارف ۔ بہتر ز ہزار شیر مردہ ۔

اور مزید بحث اس کی مولوی نعیم الدین کے صـ۴۹-۶۶ کے جواب میں گذر چکی ہے ۔ دیکھیے صـ۷۲-۸۱

آیت وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ الآیۃ

قولہ صـ۱۸۸ تقویت الایمان صـ۲۷ میں ہے ۔ آیت ۵ ۔

قُلْ لَّا اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَمَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ

نہیں اختیار رکھتا میں اپنی جان کے کچھ نفع ونقصان کا مگر جو کچھ کہ چاہے اللہ اور جو جانتا میں غیب تو بیشک بہت سی لے لیتا میں بھلائی اور نہ چھوتی مجھ کو کچھ برائی ۔

اس کے بعد صـ۲۸ میں لکھا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی بلکہ غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں آیت میں الا ماشاء اللہ کا استثناء تھا فائدہ میں اسکو بھی اڑا دیا اور لفظ کچھ بڑھا کر تصریح کر دی کہ حضور کو غیب کی ایک بات کا بھی علم نہیں حضور کے علم عظیم کا تو اس طرح انکار اور اپنے چیلوں کے لئے لوح محفوظ تک کے علوم کی راہ نکال دی ۔ جیسا کہ صراط مستقیم میں گذر چکا ۔ گنگوہی جی نے شیطان تک کے لئے غیبی علوم تسلیم کر لئے اور اشرف علی نے حفظ الایمان میں حیوانات و بہائم کے لئے بھی غیبی علوم ثابت مان لئے اس پر توان کا ایمان ہے ۔ یہ کچھ شرک نہیں اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے بتعلیم الٰہی کسی غیب کے علم کا اثبات کیا اور شرک ہوا ۔ تف ہزار تف اس بے دینی پر علاوہ بریں اس آیت کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم عطائی کی نفی کے لئے سند بنانا بھی باطل کیونکہ اس میں نفی ہے تو علم ذاتی کی نہ کہ عطائی کی علامہ شیخ سلیمان جمل فتوحات الٰہیہ حاشیہ جلالین جلد ۲ صـ۲۵۰ میں فرماتے ہیں فان قلت قد اخبر صلی اللہ علیہ وسلم عن المغیبات وقد جاءت فی الصحیح بذلک وھو من اعظم معجزاتہ صلی اللہ علیہ وسلم فکیف الجمع بینہ وبین قولہ ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر قلت یحتمل ان یکون قالہ علی سبیل التواضع والادب والمعنی لا اعلم الغیب الا ان یطلعنی اللہ علیہ ویقدرہ لی ویحتمل ان یکون قال ذلک قبل ان یطلعہ اللہ علی علم الغیب خلاصہ اس کا یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت مغیبات کی خبریں دیں اور احادیث صحیحہ اس بات میں وارد ہوئیں اور غیب کا علم حضور کے اعظم معجزات سے ہے تو آیت وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ الآیۃ کے کیا معنی ہیں فرماتے ہیں اس کے دو جواب میں ایک

یہ کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی ذات جامع کمالات سے علم کی نفی تواضعاً فرمائی اور معنی آیت کے یہ ہیں۔ میں غیب نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالیٰ کے مطلع فرمانے اور مقدر کر لے سے دوسرا جواب یہ ہے کہ کچھ بعید نہیں کہ علم غیب عطا ہونے سے قبل آپ نے ولو کنت اعلم الغیب الآیۃ فرمایا ہو اور علم اس کے بعد عطا ہوا غرض کہ اس آیت شریفہ سے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم عطائی کی نفی پر استدلال کسی طرح درست نہیں۔

اقول۔ رب اشرح لی صدری ویسر لی امری ۔ یہ آیت قرآن پاک نویں پارہ سورہ اعراف کی اصرح الآیات نفی علم غیب کلیۃً وجزئیۃً خصوصاً جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک سے خود حق تعالیٰ نے فرمائی حالانکہ جملہ مخلوقات میں آپ کی ذات و صفات سے اکمل و افضل ہر حیثیت ہر کمال بشری خاص کر وسعت علمی میں ذرہ برابر بھی کسی مومن کو شک نہیں ہو سکتا۔ پھر جب کہ آپ کی نسبت اللہ عزوجل کا یہ قطعی فیصلہ ہے تو کسی دوسرے کی تو کیا طاقت ہے کہ اس کے لئے دعوی علم غیب کا کیا جا کر اپنی اغراض باطلہ شرکیہ کیلئے اس کا علم عالم کے ہر ذرہ ذرہ پتہ پتہ قطرہ قطرہ پر ازل سے ابد تک حاوی سمجھا جاوے حاضر و ناظر جان کر اس سے ندائیں مرادیں گھر بیٹھے طلب کی جاویں معاذ اللہ منہ۔ دیکھو شروع بحث علم غیب میں یہ دعوی باطلہ خود مولوی نعیم الدین کا۔ پس یہ سٹر بھنگ ایمان جس کو عالم میں سوائے ذات پاک واحد قہار مالک الملک عزشانہ علام الغیوب کے اور کسی کے لئے کوئی تسلیم نہ کرے گا پھر یہ جعل سازی فریب کاری کہ تقویۃ الایمان کے فائدہ میں سے دو دو فقرے دو جگہ سے ادھورے بغرض فریب دہی نقل کئے اور یہ بھی دھوکہ دیا کہ الا ما شاء اللہ کا استثناء فائدہ میں اڑا دیا۔ حالانکہ فائدہ میں سے جس طرح مضمون آیت کو سمویا گیا ہے اس سے تمام حسن و قبح واضح ہوتا ہے فائدہ یہ ہے رف یعنی سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی تو اسی لئے انہیں کو اللہ صاحب نے فرمایا کہ اپنا حال لوگوں کے آگے صاف صاف بیان کر دیں تاکہ سب لوگوں کو حال معلوم ہو جاوے۔ سو انہیں نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ کچھ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی میری قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے بھی نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا کر سکوں اور غیب دانی اگر میرے قابو میں ہوتی تو پہلے ہر کام کا انجام معلوم کر لیتا۔ اور اگر بھلا معلوم

ہوتا تو اس میں ہاتھ ڈالتا اور اگر برا معلوم ہوتا تو کاہے کو اس میں قدم رکھتا غرض کچھ قدرت اور غیب دانی مجھ میں نہیں اور کچھ کا دعویٰ نہیں رکھتا،،

جبکہ ترجمہ میں الا ما شاء اللہ کا استثنا متعلق نفع و نقصان کے پہلے ہی صرف ذات حق تعالیٰ کیلئے کیا گیا نہ کہ متعلق علم غیب کے جو بعد میں ہے جس سے کلیۃً نفی علم غیب دوسرے کے لئے بلا استثناء صراحۃً ثابت ہو گئی کیونکہ بلا واسطہ بے بتائے جاننے کا نام علم غیب ہے اور جو بتایا جائے اسپر اطلاق غیب جاننے کا نہیں ہو سکتا جسطرح پہلے یہ امر خود مسلمات مولوی نعیم الدین سے واضح ہو چکا کہ ایسا جاننا غیب کا صفت خاصہ ذات باری تعالیٰ کی ہے کسی دوسرے پر اسکا اطلاق کرنا شرک و کفر ہے چنانچہ مولوی احمد رضا خاں بریلوی تمہید ایمان مطبوعہ اہلسنت بریلی کے صـ۲۱ میں لکھتے ہیں ،، دوبے خدا کے بتائے کسی کے ذرہ بھر کا علم ماننا ضرور کفر ہے ،، اور صـ۵۸ میں لکھتے ہیں کہ ،، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا ۔ اگر میں غیب جانتا تو بہت سی بھلائی جمع کر لیتا کہ ان آیات میں بغیر خدا کے بتائے غیب جاننے کی نفی ہے رہا خدا کے بتائے سے حضور کا غیب کو جاننا تو یہ تو امر یقینی ہے ،، نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ سوم انڈیا پریس لکھنؤ کے صـ۳ میں ہے ،، جو شخص ذرہ برابر غیر خدا کے لئے علم بلا واسطہ مانے کافر ہے ،، اور خالص الاعتقاد حسنی پریس بریلی کے صـ۲۲ میں لکھتے ہیں ،، اور عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع ،،

بزرگان دیوبند کے متعلق مغالطے کا ازالہ اور مسئلہ حاضر و ناظر

پس اسی کو مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان کے اسی آیت کے فائدہ میں فرما چکے کہ انہیں سے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے) سب اسرار کی باتیں سیکھیں الخ جیسا کہ صراط مستقیم سے اس تفصیل گزر چکی کہ یہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور توسط سے بزرگوں کے مکاشفات ہیں اور ہرگز مولانا گنگوہی رحمۃ نے شیطان یا کسی کے لئے غیبی علوم نہیں تسلیم کئے یہ محض ان پر فریب کاری سے بہتان بندی ہے ۔ بلکہ یہ خود ہی مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ السواد الاعظم ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ میں جس کتاب کی یہ توصیف کی ہے ۔ کہ انوار ساطعہ یہ وہ کتاب ہے جس نے وہابیوں کی محنتوں کو خاک میں ملا دیا ۔ علم غیب وغیرہ کے مسائل بھی خوب بیان کئے ہیں چنانچہ اسی انوار ساطعہ کو اپنے مطبع نعیمی مراد آباد میں چھاپا اسی کے صـ۱۷۹ میں یہ لکھا ہے کہ

،، تفسیر معالم التنزیل اور رسالہ برزخ جلال الدین سیوطی اور شرح مواہب علامہ زرقانی میں ہے کہ ملک الموت قابض ہے جمیع ارواح جن و انس و بہائم اور جمیع مخلوقات کا اور اللہ تعالیٰ نے کر دیا

ہے دنیا کو اس کے آگے مثل چھوٹے خوان کے اور ایک روایت میں آیا ہے مثل طشت کے فیقبض من ھھنا وھھنا یعنی ادہر سے لیتا ہے جان کو اور ادہر سے ۔ اب خیال کرو ایک آن میں مشرق سے مغرب تک کس قدر چیونٹی چھپکلی کوڑے اور چرند پرند اور آدمی مرتے ہیں ہر جگہ ملک الموت موجود ہو جاتا ہے الخ معلوم ہوا کہ ملک الموت علیہ السلام تو ایک فرشتہ مقرب ہے ۔ دیکھو شیطان ہر جگہ موجود ہے الخ پس اسی طرح سمجھو کہ جب سورج سب جگہ یعنی اقالیم سبع میں موجود ہو کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے اگر وہاں سے آپ کی نظر مبارک کل زمین کے چند مواقع و مقامات پر پڑجاوے اور ترشح انوار فیضان احمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہو جاوے کیا محال اور کیا بعید ہے ،،

ایضاً صـ۱۸۱ میں مرقوم ہے ۔

"اور تماشا یہ کہ اصحاب محفل میلاد تو زمین کے تمام جگہ پاک و ناپاک مجالس مذہبی و غیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعوی کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے ،،

ایضاً صـ۱۹۴ میں مرقوم ہے ۔

"ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت تو اس قدر ہم ثابت کرتے ہیں جس قدر شرع میں ثابت ہے نصوص اوپر گذر چکے دیکھو اور حرکت روحی بھی اسی قدر ثابت کرتے ہیں جو نصوص سے ثابت ہے ،،

ایضاً صـ۲۱۸ میں مرقوم ہے

"اور یہ بھی کہ کوئی ایسا نہیں جو عرش سے لے کر تا تحت الثری ہر مکان ہر زمان ہر آن میں اللہ تعالی کی طرح حاضر و ناظر ہو ،،

ایضاً صـ۲۲ میں مرقوم ہے ۔

"اور یہ بھی ہے کہ امت کے اعمال آپ پر پیش کئے جاتے ہیں ، اور درود امت کا بھی آپ کو نام بنام پہنچتا ہے ،،

ایضاً صـ۲۳ میں مرقوم ہے ۔

"اسی طرح اب تک رسم جاری ہے کہ ہم خطوط میں مکتوب الیہ کو الفاظ خطاب لکھ دیتے ہیں کہ فلاں

چیز بعید و اور تاکید جانو فقط اسی اعتماد پر کہ جب قاصد یہ خط ان کو دے گا تو ہمارا خطاب حاضر لکھنا صحیح ہو جاوے گا جب قاصدوں کی چٹھی رسانی کے اعتماد پر یہ خطاب حالت غیبوبت میں جاری ہوا الخ

پس ناظرین کرام نے ملاحظہ فرمایا کہ انوار ساطعہ کی ان عبارات مسلمات مولوی نعیم الدین سے خود ثابت ہوا کہ شیطان ہر جگہ موجود ہے۔ اور روح نبی صلی اللہ علیہ وسلم علیین میں اگر چند مواقع زمین پر آپ کی نظر پڑ جاوے کیا بعید ہے، زمین کی تمام جگہ کا دعوی نہیں کرتے۔ ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات میں پایا جاتا ہے، عرش سے تحت الثری تک ہر مکان ہر زمان ہر آن میں اللہ تعالی کی طرح کوئی حاضر و ناظر نہیں،،

پس مولوی نعیم الدین کے تمام دعاوے باطلہ (کہ جمیع اشیا رتمام کائنات ذرہ ذرہ ازل سے ابد تک جنت و دوزخ میں داخل ہونے تک تمام احوال امت تمام خیر و شر بخوبی جانتے بالتفصیل پہچانتے ہیں حضور پر ظاہر و روشن ہیں (ملخصاً) دیکھو گذشتہ صفحات) اپنی مسلمہ انوار ساطعہ سے رب گاؤ خورد ہو کر نسیاً منسیاً ہو گئے۔ تس پر یہ تعلی اور شیخی ہے، معاذ اللہ منہ۔ بعینہٖ ہذا انوار ساطعہ کے انہیں قیاسات واقعہ ملک الملک اور شیطان وغیرہ کے جواب میں مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی مہاجر مدنی رح ارشد تلامیذ مولانا گنگوہی رح کے براہین قاطعہ ص۱۹ میں فرماتے ہیں۔ ناظرین بغور سنیں

"تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخر عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالی نے عنایت کر دیا اور بتلا دیا اس سے ایک ذرہ بھی زیادہ کا علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہے قال اللہ تعالی وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو الخ اور مسئلہ مشہورہ بحر الرائق اور عالمگیریہ و در مختار وغیرہ میں ہے کہ اگر کوئی نکاح کرے بشہادت حق تعالی اور فخر عالم علیہم السلام کے کافر ہو جاتا ہے۔ بسبب اعتقاد علم غیب کے فخر عالم کی نسبت،،

ایضاً صفحہ ۵۱ میں مرقوم ہے۔

"عقیدہ اہل سنت کا یہ ہے کہ کوئی صفات حق تعالی کی بندہ میں نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنی صفات کا ظل کسی کو عطا فرماتے ہیں اس سے زیادہ ہرگز کسی میں ہونا ممکن نہیں سمع و بصر و علم و قدرت حق تعالی کا حقیقی ہے اور مخلوق کا مجازی لیس کمثلہ شئ الآیۃ پھر جس کو جس قدر کوئی علم و قدرت وغیرہ عطا فرما دیا ہے اس سے زیادہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا شیطان کو جس

قدر وسعت دی اور ملک الموت کو اور آفتاب اور ماہتاب کو جس وضع پر بنایا ہے اس سے زیادہ کی ان کو کچھ قدرت نہیں اور زیادہ کوئی ان سے کام نہیں نکلتا اور نہ اس کثرت وقلت پر فضل کی کمی وزیادتی موقوف ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام سے بہت اعلیٰ وافضل ہیں معہذا علم مکاشفہ ان کا حضرت خضر سے بہت کم تھا اور پھر جس قدر حضرت خضر کو ملا اس سے زیادہ پر وہ قادر نہ تھے اور حضرت موسیٰ ؑ کو جو باوجود افضلیت کے نہ ملا تو وہ حضرت خضر مفضول کی برابر بھی اس علم مکاشفہ کو پیدا نہ کر سکے پس آفتاب و ماہتاب کو جو اس ہیئت وسعت لد پر بنایا اور ملک الموت اور شیطان کو جو یہ وسعت علم دی اس کا حال مشاہدہ اور نصوص قطعیہ سے ہوا۔ اب اس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں "۔

الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسد سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے، شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کیا جاتا ہے۔

پس انوار ساطعہ مسلمہ مولوی نعیم الدین اور براہین قاطعہ کی عبارات میں بنظر انصاف بجز نہ اس انوار ساطعہ کے کہ علم شیطان وغیرہ سے علم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ خود کمتر ثابت کیا گیا۔ جس کے نقصانات کی تصحیح وتوضیح براہین قاطعہ میں کی گئی جس سے مولانا گنگوہی رحمہ اللہ پر مولوی نعیم الدین کا کذب وافترا واضح ہو گیا بقولہ میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا،

علیٰ ہذا مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے ہرگز حیوانات و بہائم کے لئے نہ غیبی علوم ثابت کئے نہ کسی دوسری مخلوقات کے لئے یہ مولانا پر کذب وافترا ہے۔ دراصل سائل زید کے سوال پر جو ہم مشرب مولوی نعیم الدین ہے مولانا کے جواب میں یہ بطور تفریع سوال لقول زید پر واقع ہے۔ نہ کہ مولانا کے عقیدہ و مسلک پر۔ چنانچہ حفظ الایمان میں فرماتے ہیں "مطلق غیب سے مراد اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب ہے جس پر کوئی دلیل قائم نہ ہو اور اس کے ادراک کے لئے کوئی واسطہ اور سبیل نہ ہو اسی بنا پر لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ اور ولو کنت اعلم الغیب وغیرہ فرمایا گیا ہے اور جو علم بواسطہ ہو اس پر غیب کا اطلاق محتاج قرینہ ہے تو بلا قرینہ مخلوق پر علم غیب کا اطلاق موہم شرک ہونے کی وجہ سے ممنوع و ناجائز ہوگا

قرآن مجید میں لفظ راعنا کی ممانعت اور حدیث مسلم میں عبدی وامتی وربی کہنے سے نہی اسی وجہ سے وارد ہے اس لئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر عالم الغیب کا اطلاق جائز نہ ہو گا۔ اور ایسی تاویل سے ان الفاظ کا اطلاق جائز ہو تو خالق اور رازق وغیرہما کا بتاویل اسناد الی السبب کے بھی اطلاق کرنا جائز ہو گا۔ کیونکہ آپ ایجاد اور بقائے عالم کے سبب ہیں[1] بلکہ خدا بمعنی مالک اور معبود بمعنی مطاع کہنا بھی درست ہو گا۔ اور جس طرح آپ پر عالم الغیب کا اطلاق اس تاویل خاص سے جائز ہو گا۔ اسی طرح دوسری تاویل سے اس صفت کی نفی حق جل وعلا شانہ سے بھی جائز ہو گی یعنی علم غیب بالمعنی الثانی بواسطہ اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت نہیں۔ پس اگر اپنے ذہن میں معنی ثانی کو حاضر کر کے کوئی شخص یوں کہتا پھرے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب ہیں اور حق تعالیٰ شانہ عالم الغیب نہیں نعوذ باللہ منہ تو کیا اس کلام کو منہ سے نکالنے کی کوئی عاقل متدین اجازت دینا گوارا کر سکتا ہے۔ اس بنا پر تو بانوا فقیروں کی تمام تر بیہودہ صدائیں بھی خلاف شرع نہ ہوں گی تو شرع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا جب چاہا مٹا دیا۔ پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا۔ اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کرے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہوں گا۔ تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے۔ (البتہ) نبوت کے لئے جو علوم لازمی وضروری ہیں وہ آپ کو تماما حاصل ہو گئے تھے۔"

چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بھی الصمصام علی مشکک فی آیۃ علوم الارحام حسنی پریس بریلی صہ۱۲ میں لکھتے ہیں

"اس قسم کے کروڑوں علم (عطیہ) عام انسان بلکہ تمام حیوانات کو روزانہ ملتے رہتے ہیں اور قرآن عظیم خود غیر خدا کے لئے انہیں ثابت فرماتا ہے۔"

[1] اس پر کوئی صحیح دلیل موجود نہیں (ع ، ح)

پس علم غیب کیا ہوا ہاد لونگی ڑہو گئی چاہے جس کی نسبت بے تمیزی سے نکال بیٹھے لہٰذا علم غیب کا اطلاق نہ کسی نبی پر نہ کسی ولی پر نہ فرشتہ نہ جن پر نہ کسی حیوان ناطق نہ غیر ناطق پر ہو سکے یہ صفت علم غیب خاص حق تعالیٰ واحد علام الغیوب ہی کے لئے ہے سوائے باری تعالیٰ عز شانہ کے کسی پر اس کا اطلاق کرنا کسی طرح درست نہیں ہے موہم شرک ہے اگرچہ بتاویل ہی ہو۔ پھر جمل حاشیہ جلالین کی عبارت کو بلا ترجمہ مولوی نعیم الدین نے عوام کو فریب میں مبتلا کر کے خوب خلاصہ نکالا حالانکہ اس میں بقول شخصے بظاہر آیت اور احادیث میں تعارض پیدا ہونے پر احتمالات تواضع اور قبل اطلاع نفی علم غیب کی صورت میں تطبیق دی ہے۔ ا ہم خود صاحب تفسیر جلالین نے یہ احتمالات نہیں نکالے صرف یہی کہا ولو کنت اعلم الغیب الخ ماغاب عنی جلالین صلا اور تفسیر جامع البیان صلا میں الا ماشاء اللہ ای لکن ماشاء یصل فمنقطع گر دراصل آیات واحادیث میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ آیات نصوص قطعیہ ہیں اور احادیث درباره اخبار عن المغیبات باعلام حق تعالیٰ ہیں جو تعریف علم غیب سے خارج ہے پس نفی علم غیب کا اطلاق بمعنی حقیقی بلا تعلیم پر از روئے آیات واحادیث صحیحہ کے متیقن ہے اور بتعلیم الٰہی آیات واحادیث میں بطریق معجزات و وحی اور غیر وحی میں بطور الہام کشف و کرامات کے ثابت ہے جو خود صاحب جمل نے تسلیم کیا اور مولوی نعیم الدین نے برقرار رکھا۔ کیونکہ خبر دینے اور اظہار معجزات پر علم غیب کا اطلاق نہیں ہوتا اور بہر دو طریق معجزات و کرامات اختیار عبد سے باہر ہیں فلا فرق بینہما۔

پس آیت مبارکہ اپنے معنی میں نفی علم غیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بحکم حق تعالیٰ نص قطعی الدلالۃ ہے۔ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنے ارشاد سے نفی علم غیب اپنے نفس مبارک کے لئے فرماتے تو بھی احتمال تواضع عند المخلوقات نصوص قطعیہ کے مقابل میں نہ ہوتا چہ جائیکہ بفرمان حق تعالیٰ پر تواضع چہ معنی دارد حیف در حیف مولوی نعیم الدین پر کہ آیت نص قاطع کو جو دعاوی باطلہ حیلہ عطائے علم غیب کے لئے بیخ کن ہے احتمالات پیدا کر کے محتمل بنایا جاتا ہے۔

دلائل احادیث شریفہ اور ان پر بحث	قولہ ص۱۸۹-۱۹۰ یہ پانچ آیتیں لکھنے کے بعد صاحب تقویۃ الایمان نے تین حدیثیں لکھی ہیں حدیث (۱)

اذ قالت احداهن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال دعی هذه وقولی بالذی کنت

مقتولین شروع کیا کچھ لڑکیوں بچاری نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک نبی ایسا ہے کہ جانتا ہے کل کی بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی (تقویۃ الایمان ص ۳۰) اسی صفحہ میں یہ بھی لکھا ہے، پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات نہ کہے کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے۔ کہ آئندہ کی باتیں جانتے ہیں۔ تقویۃ الایمان کی اس عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ وہابیہ کے نزدیک شادی میں عورتوں کا گانا جائز ہے کیونکہ جب ان کا گانا نقل کر کے اس پر کچھ کلام نہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ اس کو تسلیم ہے اور یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ نابالغ بچیاں تھیں کیونکہ حضور کا دخینا بو کہنے سے منع فرمانا اس کی دلیل ہے کہ وہ اس عمر کی تھیں کہ نہی شارع کی ان کی طرف درست ہو ورنہ اسمٰعیل صاحب کا مطلب فوت ہوتا ہے (۲) مردوں کے ذکر اور مرثیہ کا جواز نکلا۔ (۳) یہ ثابت ہوا کہ کل کی بات کے معنی آئندہ کی خبریں ہیں (۴) یہ کہنا کہ کل کی بات جانتے ہیں۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے یعنی یہ عبارت عطائی کا اثبات کرتی ہے۔ اب رہا اس حدیث کو پیش کرنا تو اس سے مخالف کا مدعا کسی طرح حاصل نہیں حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بات غلط ہے مجھے آئندہ کی کوئی خبر نہ دی گئی نہ یہ فرمایا کہ ایسا عقیدہ رکھنا شرک ہے توبہ کرو از سر نو اسلام لاؤ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مضمون تو غلط نہ تھا لیکن وہ محل اس کے ذکر کا نہ تھا چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں اس کی ایک یہ وجہ بھی ذکر کی ہے یعنی یا ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر دف بجاتے کرنا یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان آپ کو پسند نہ آیا اور یہ آپ کے علو منصب کے لحاظ سے بھی مناسب نہ تھا اور یہ مضمون تو حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے شان اقدس میں عرض کیا ہے فرماتے ہیں

نبی یری ما لا یری الناس حولہ	ویتلو کتاب اللہ فی کل مشھد
فان قال فی یوم مقالۃ غائب	فتصدیقھا فی ضحوۃ الیوم او غدا

اس پر حضور کا انکار نہ فرمانا دلیل ہے اس کی کہ مضمون صحیح ہے۔ اور آئندہ کے واقعات تو بے شمار ہیں جن کی حضور نے خبریں دی ہیں تمام کتب حدیث اس سے مالا مال ہیں

اقول - لا یعلم ما فی غد الا اللہ مولوی نعیم الدین مجتبی لا امتی نے پانچ آیات قرآن پاک کو جو قطعی نفی علم غیب میں سوائے حق تعالیٰ کے منصوص تھیں تاویلات فاسدہ باطلہ سے رد کر کے اپنی عاقبت تباہ کی جس کا مکمل مسکت جواب گذر چکا۔ اب حدیث نبوی صلی اللہ

علیہ وسلم جو صحیح بخاری و دیگر صحاح سنن ابوداؤد و جامع ترمذی اور سنن ابن ماجہ وغیرہم میں وارد ہے اس کو اپنے غبار کفر و نفاق سے ماند کرنا چاہا چنانچہ تقویۃ الایمان میں اس حدیث کا جو ماخذ مذکور ہے اس کو بھی ظاہر نہ کیا تاکہ لوگوں کو پتہ نہ چلے کہ اس حدیث کی کیا سند ہے کس کتاب میں ہے کیا واقعہ ہے یوں ہی بے سند بات ہے۔ لہٰذا اولاً پوری حدیث مع سند منقولہ تقویۃ الایمان ناظرین ملاحظہ فرمائیں:۔

اخرج البخاری عن الربیع بنت معوذ بن عفرا۔ قالت جاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فدخل حین بنی علی فجلس علیٰ فراشی کمجلسک منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من اباءی یوم بدر اذ قالت احدٰھن وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال دعی ھذہ وقولی بالذی کنت تقولین مشکوٰۃ ص۲۷۱ باب اعلان النکاح میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ ربیعؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آئے پھر گھر میں داخل ہوئے جب شادی ہوئی تھی میری پھر بیٹھے میرے پاس مسند پر جیسا تو بیٹھا ہے میرے پاس سو وہیں شروع کیا کچھ چھوکریوں ہماری نے کہ دف بجانے لگیں اور مذکور کرنے لگیں ان لوگوں کا کہ مارے گئے تھے ہمارے بدر میں سو ایک کہنے لگی کہ ہم میں ایک ایسا نبی ہے کہ جانتا ہے کل کی بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ بات چھوڑ دے اور وہی کہہ جو کہتی تھی ف یعنی ربیع ایک بی بی تھیں انصار میں سے ان کی شادی میں پیغمبر خدا تشریف لائے اور ان کے پاس آبیٹھے سو ان لوگوں کی کئی چھوکریاں کچھ گانے لگیں کہ اس میں پیغمبر خدا کی تعریف میں یہ بات کہی کہ ان کو اللہ نے ایسا مرتبہ دیا ہے کہ آئندہ باتیں جانتے ہیں سو اس کو پیغمبر خدا نے منع کیا اور فرمایا کہ یہ بات مت کہو اور جو کچھ پہلے گاتی تھیں وہی گائے جاؤ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی انبیا و اولیا یا امام یا شہیدوں کی جناب میں ہرگز یہ عقیدہ نہ رکھے کہ وہ غیب کی بات جانتے ہیں۔ بلکہ حضرت پیغمبر کی جناب میں بھی یہ عقیدہ نہ رکھے اور نہ ان کی تعریف میں ایسی بات کہے اور یہ جو شاعر لوگ پیغمبر خدا کی تعریف میں یا اور انبیا و اولیا یا بزرگوں کی یا پیروں کی یا استادوں کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور حد سے گزر جاتے ہیں اور خدا کے سے اوصاف ان کی تعریفوں میں بیان کرتے ہیں اور پھر یوں کہتے ہیں کہ شعر میں مبالغہ ہوتا ہے یہ سب غلط ہے کہ پیغمبر خدا نے اس قسم کا شعر اپنی تعریف کا انصار کی چھوکریوں کو گانے بھی نہ دیا چہ جائیکہ عاقل مرد اس کو کہے یا سن کر پسند کرلے انتہی

اس لئے نص قرآنی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا گیا۔

وَلَا تَقُولَنَّ لِشَيْءٍ إِنِّي فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا إِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ	"اور مت کہو کسی چیز کے لئے کہ میں کروں گا اس کو مگر اس کے ساتھ یہ کہ چاہے اللہ تعالیٰ"

نیز یہ حدیث سنن ابوداؤد ج ۲ ص۳۱۸ میں اور سنن ترمذی ص۱۲۷ میں مذکور رہے۔ اور سنن ابن ماجہ باب النکاح ص۱۳۸ میں یہ الفاظ روایت ہیں

تقولان وفینا نبی یعلم ما فی غد فقال اما هذا فلا تقولوه لا یعلم ما فی غد الا الله اھ	"کہتی تھیں وہ اور ہم میں ایسے ایک نبی ہیں کہ جانتے ہیں کل ہونے والی بات کو تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لیکن یہ پس نہ کہو اس کو نہیں جانتا کوئی کل ہونے والی بات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

پھر اس صریح حدیث صحیح پر جرح لایعنی واہی تباہی کرکے مولوی نعیم الدین نے اپنے جہل وعناد اور تعصب کا حدیث کے ساتھ پورا پورا ثبوت دیا کہ اس سے گانا جائز معلوم ہوا گانا نقل کرکے اس پر کچھ کلام نہ کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تسلیم ہے۔ حالانکہ لڑکیوں کے گانے کی اجازت تو خود حدیث میں وارد ہے نہ کہ کسی کی عبارت میں جو حدیث کا نام لینا بھی گوارا نہ ہوا معاذ اللہ پھر اس پر کلام کرنا شان متبع حدیث وسنت کی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ سوائے اس کے کہ یہ مبغض رسول مبتدع عنید کا کام ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۳ ص۱۰۸ میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

ودرین حدیث دلالت دارد بر آنکہ ضرب دف والشاد اشعار جائز ست وظاہر آنست کہ غنا بود درامثال این مقام مباح ست وآنحضرت آن زنان را ازاں منع نکرد بلکہ فرمود مگو ہمان را کہ میگفتی تند بر

نیز اشعۃ اللمعات میں جویریات، کا ترجمہ دختر کان یعنی چھوٹی لڑکیوں کا کیا گیا ہے۔ اور حاشیہ ابن ماجہ میں بشرح لفظ جاریتان مرقاۃ سے مرقوم ہے

والجاریۃ من النساء مالم یبلغ الحلم (مرقاۃ)	"اور وہ بچیاں عورتوں میں سے وہ جو حد بلوغ کو نہ پہنچیں ہوں"

علی ہذا کلمہ ممنوع وفینا نبی الخ ہے جو موہم شرک تھا جس سے روکنا عموماً مکلف وغیر مکلف کے لئے لازم تھا اس سے اس لئے منع فرمایا گیا کہ اگر وہ کہنے والی بچیاں تھیں تو سننے والے تو مکلف باشرع تھے

ـــــــــــــ

لہ ترجمہ ص ۵۲۴ میں آرہا ہے (ع س ح)

یہی عین مطلب و مدعائے توحید و منع از شرک مولانا شہید مرحوم کا تھا۔ پھر گذشتگان مقتولین شہداء بدر کے اوصاف و شجاعت وغیرہم کا بطور مرثیہ حد جواز بھی حدیث ہی سے ثابت ہوا جس میں ربیع بنت معوذ انصاریہ رضی اللہ عنہا کے باپ جو ابوجہل لعین کے قتل کرنے والے تھے اور ان کے چچا اور عوف و عبدالرحمن بن عوف وغیرہ رضی اللہ عنہم بھی انہیں میں سے تھے۔ کذا ذکرہ فی فتح الباری و اللمعات پھر کیونکر بنی صلی اللہ علیہ وسلم کو دف کے ساتھ ان کا ذکر مرثیہ ناپسند ہوتا اور خود مولوی نعیم الدین نے دروغ گورا حافظہ نباشد رسالہ السواد الاعظم ماہ رمضان سنہ ۱۳۳۵ھ ص۹ پر حدیث ربیع بنت معوذ بحوالہ تقویۃ الایمان صرف الفاظ مدارے گئے تھے ہمارے بدر میں! الغرض جواز مرثیہ محرم میں نقل کئے ہیں۔ اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی رسالہ تعزیہ داری حسنی پریس بریلی میں لکھتے ہیں۔

"اور عوارض قبیحہ سے نفس شئے مباح یا حسن قبیح نہیں ہو جاتی بلکہ وہ اپنی حد ذات میں اپنے حکم اصلی پر رہتی ہے اور نہی عوارض قبیحہ کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ روایات صحیحہ معتبرہ سے ان کے فضائل و مقامات و مدارج بیان کئے جائیں اور ماتم و تجدید غم وغیرہ امور مخالفہ شرع سے یکسر پاک ہونی نفسہ حسن و محمود ہے خواہ اس میں نثر پڑھیں یا نظم اگرچہ وہ نظم بوجہ ایک مسدس ہونے کے جس میں ذکر حضرت سید الشہداء رہے عرف حال میں بنام مرثیہ موسوم ہو کہ اب یہ وہ مرثیہ نہیں جس کی نسبت ہے۔ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المراثی واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم"

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ص۳۵ میں مشائخ چشتیہ سے گانے کے متعلق لکھتے ہیں "وہ صرف قوال کی آواز ہے ان اشعار کے ساتھ جو کمال صفت الٰہی سے خبر دیتے ہیں چندی چیز می باید تا سمع مباح شود"

پھر لڑکیوں کے کلام سے علم عطائی پائے جانے سے بھی تو بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع ہی فرمایا یہ بہت بڑی بین دلیل ہے کہ علم عطائی پر بھی اطلاق علم غیب اور علم ما فی غد ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ علم غیب صفت خاصہ الوہیت جناب باری تعالیٰ شانہ ہے۔ جو کسی دوسرے پر اس کا اطلاق کرنا گو عطیہ ہی جان کر کرے موہم کفر و شرک ہے جب ہی تو حدیث ابن ماجہ میں فرمایا

لا یعلم ما فی غد الا اللہ "کوئی نہیں جانتا کل ہونے والی بات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

مولوی نعیم الدین کی عقل پر پردہ پڑا ہے، جو توحید و شرک میں فرق نہیں سوجھتا۔ پھر یہ بکواس منکرانہ شان حدیث ہیں کہ حضور نے یہ نہیں فرمایا کہ یہ بات غلط ہے مجھے آئندہ کی کوئی خبر نہ دی گئی، محض جاہلانہ عناد حدیث سے ہے۔ ورنہ حدیث میں خود صاف صریح ممانعت کی تصریح ہے اور اس کی دلیل میں آپ کا علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فرمانا کہ

لا یعلم ما فی غد الا الله — "کوئی نہیں جانتا کل ہونے والی بات کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

اور اگر آپ جانتے ہوتے تو اس صفت علم غیب لا یعلم ما فی غد الا الله کو حق تعالے کے ساتھ خاص نہ فرماتے جس کا دوسرے پر اطلاق کرنا کذب و ممنوع موہم شرک ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۰ صفحہ ۳۴۸ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ فرمایا

ومن حدثك انه یعلم ما فی غد فقد کذب ثم قرأت وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَاذَا تَكْسِبُ غَدًا — "اور جو تجھ سے بیان کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کل ہونے والی بات کو پس تحقیق اس نے جھوٹ بولا پھر پڑھی آیت اور نہیں جانتا کوئی نفس کیا کرے گا کل کو"

پھر مولوی نعیم الدین کی حد درجہ بددیانتی یہ کہ صاحب مرقاۃ سے اس حدیث کی شرح خود الکلمۃ العلیا صفحہ ۹۳ میں تو یہ نقل کی وانما منع القائلۃ بقولها وفینا نبی الخ لکراھۃ نسبۃ علم الغیب الیہ لانہ لا یعلم الغیب الا الله وانما یعلم الرسول من الغیب ما اعلمہ اور خود ہی ترجمہ کیا کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اس واسطے منع کر دیا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً" آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف کر دی تھی، در آنحالیکہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام بتعلیم الٰہی جانتے ہیں۔ علاوہ بریں اولاً اس میں مطلقاً کس لفظ کا ترجمہ ہے! ظاہر ہے کہ ایجاد بندہ گندہ ہے۔ پھر لانہ لا یعلم الغیب الا الله کا ترجمہ "اس لئے کہ نہیں جانتا غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی" جو اصل مقصد نسبت کرنے علم غیب کے منع کا باعث ہے۔ مولوی نعیم الدین نے اپنے ادعائے باطل کے لئے محض جان کر فریب کاری سے اڑا دیا۔ بلکہ یہاں اس پوری عبارت مرقاۃ کو جو حسب مضمون حدیث لا یعلم ما فی غد الا الله کے مطابق ہے، بالکل چھوڑ کر محض توجیہ دف وغنا غربیہ باردہ کی نقل پر اکتفا کیا جو بددیانتی ہی نہیں بلکہ فریب دہی جعل سازی ہے جو ہرگز تصریح حدیث کے

ہیں قابل تسلیم نہیں ہو سکتی، چنانچہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۳ ص ۱۰۹ میں مرقوم ہے

وگفتہ اند کہ منع آنحضرت ایں قول بجہت آنست کہ دروے اسناد علم غیب ست بآنحضرت پس آنحضرت را ناخوش آمد وبعضے گویند کہ بجہت آنست کہ ذکر شریف وے در اثنائے لہو مناسب نباشد وایں حدیث دلالت دارد بر آنکہ ضرب دف وانشاد واشعار جائز ست وظاہر آنست کہ لغنا بود در امثال ایں مقام مباح ست وآنحضرت آں زنان را ازاں منع نکرد بلکہ فرمود بگو ہماں را کہ میگفتی فتدبر اھ

"کہتے ہیں کہ منع فرمانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قول سے اس وجہ سے ہے کہ اس میں نسبت کرنا علم غیب کا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پس آنحضرت کو ناپسند ہوا اور بعضے کہتے ہیں منع فرمانا اس وجہ سے ہے کہ آپکا ذکر شریف اثنائے لہو میں مناسب نہ ہوا اور یہ حدیث دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ دف کے ساتھ انشاد واشعار جائز ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ گانے کے ساتھ تھا جو ایسے مقاموں میں مباح ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو اس سے منع نہ کیا بلکہ فرمایا اسی کو کہے جاؤ، جو کہتی تھیں" فتدبر

اس عبارت کے آخر لفظ "فتدبر" میں شیخ کا اشارہ ہے، کہ دوسرا قول از روئے دلالت حدیث جواز دف وغنا مباح کے برخلاف ہے مگر اسی قول کو مولوی نعیم الدین نے مدلول حدیث کے خلاف اختیار کیا۔ علی ہذا امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۶ ص ۱۹ میں فرماتے ہیں۔

وفیہ جواز سماع الضرب بالدف صبیحۃ العرس وکراھۃ نسبۃ علم الغیب لاحد من المخلوقین اھ

"اس حدیث میں گانے کا دف کے ساتھ جائز ہونا شب عروسی کی صبح کو اور مکروہ ہونا نسبت علم غیب کا کسی بھی مخلوق کی طرف ثابت ہوا"

اور پارہ ۲۱ ص ۸۷ فتح الباری میں فرماتے ہیں۔

قولہ صلی اللہ علیہ وسلم دعی ھذہ ای اترکی ما یتعلق بمدحی الذی فیہ الاطراء المنھی عنہ زاد فی روایۃ حماد بن سلمۃ لا یعلم ما فی غد

"چھوڑ دے اس کو جس کا تعلق میری تعریف سے ہے کہ اس میں تعریف باطل ہے جو ممنوع ہے ایک روایت میں حماد بن سلمہ سے اس قدر زائد ہے کہ نہیں جانتا کوئی کل ہونے والی بات کو سوائے

الا الله فاشار الی علة المنع (قوله دقولی بالذی کنت تقولین) فیہ اشارة الی جواز سماع المدح و المرثیة مما لیس فیہ مبالغة تفضی الی الغلو واخرج الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن من حدیث عائشة ان النبی صلی الله علیہ وسلم مر بنساء من الانصار فی عرس لهن وهن یغنین ۔ واهدی لها کبشا تنحنح فی المربد وزوجك فی البادی وتعلم ما فی غد فقال لا یعلم ما فی غد الا الله (الی) وانما انکر علیها ما ذکر من الاطراء حیث اطلق علم الغیب لہ وهو صفة تختص بالله تعالی کما قال تعالی قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا الله وقولہ لنبیہ قل لا املك لنفسی نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر اھ

اللہ تعالےٰ کے پس اس میں اشارہ ہے منع ہونے کی وجہ کا ۔ اور اس حدیث میں اشارہ ہے گانے کے جائز ہونے کا جس میں ایسی تعریف اور مرثیہ ہو جس میں مبالغہ نہ ہو جو لے جاتا ہو غلو زیادتی کی طرف اور روایت کیا طبرانی نے اوسط میں باسناد حسن حدیث عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم گذرے انصاری عورتوں پر شادی کی تقریب میں اور وہ گا رہی تھیں ؎ ہدیہ دیا اسے ایک مینڈھا جو بول رہا تھا اپنی جگہ میں ہماری تیرا خاوند جنگل میں ہے اور آپ جانتے ہیں کل ہونے والی بات کو ۔ تو فرمایا آپ نے نہیں جانتا کوئی کل ہونے والی بات کو ۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے ۔ اور انکار کیا اس پر جو ذکر کیا گیا باطل تعریف کا جس وقت کہ اطلاق کیا علم غیب کا آپ کے لئے اور ہے وہ صفت خاص اللہ تعالیٰ کی جس طرح فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا جو کوئی ہے آسمانوں اور زمین میں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اور فرمایا آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہدو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں مالک اپنی جان کے نفع اور نقصان کا مگر جو چاہے اللہ اور اگر میں جانتا غیب کی بات کو تو بہت خوبیاں جمع کر لیتا ۔ ۔

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ صـ ۲۸۰ میں لفظ اطرار کے معنی میں فرماتے ہیں

والاطراء المدح بالباطل

"اطرار تعریف باطل کو کہتے ہیں"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الامن والعلا بدفع البلا مطبوعہ بریلی ۱۳۱۱ھ کے صـ ۲۰۳ میں اسی حدیث صحیح بخاری کے تحت میں لکھتے ہیں ،

"علم غیب بالذات اللہ عزوجل کے لئے خاص ہے کفار اپنے معبودان باطل وغیرہ کے لئے مانتے تھے۔ لہذا مخلوق کو عالم الغیب کہنا مکروہ ہے"

حالانکہ کفار ومشرکین سوائے حق تعالےٰ کے اپنے معبودان باطل کو متصرف بالذات عالم الغیب نہیں مانتے تھے۔ بلکہ بالعطا ہی مان کر محض سفارشی کہتے تھے چنانچہ

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (پ ۲۳ سورہ زمر)

"ہم ان کو پوجتے ہیں اس واسطے کہ ہم کو پہنچا دیں اللہ کی طرف قرب کے درجہ میں"

قرآن پاک میں نص ہے۔ اسی طرح علم غیب بھی منجملہ صفات الوہیت کے ہے جس پر ان کو مشرک قرار دیا گیا اور نفی علم غیب قرآن حدیث میں وارد ہوئی۔ پس یہ محض حیلۂ باطلہ دروغ بے فروغ وسوسہ شیطانیہ ہے۔ علی ہذا مدعیان اسلام میں سے علم غیب بالذات کسی نے نہیں جانا۔ بلکہ عطائی ہونا ہی مانتے ہیں۔ چنانچہ خود مولوی نعیم الدین نے بھی اثبات علم غیب کو اسی حدیث میں تسلیم کیا ہے۔ جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اطلاق علم غیب کو چھوکریوں سے سننا بھی روا نہ فرمایا۔ اور ممانعت فرمادی۔ پھر کسی گور پرست کو کیونکر کہنا جائز ہوسکتا ہے۔ اگر فی الواقع علم غیب کی نسبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے باعث حسن اعتقاد ومدح ہوتی تو لفظ مکروہ کا استعمال خصوصاً مولوی صاحب بریلوی کیونکر گوارا کرتے لفظ مکروہ ہی نے تمام ساختہ پرداختہ مبتدعین ضالین گور پرستوں پر یک قلم پانی پھیر دیا۔ علی ہذا خود مولوی نعیم الدین کے مدرسہ کفر گڑھ کے معتمد مدرس مولوی محمد اجمل سنبھلی رد سیف یمانی درجون لکھنوی ۱۳۵۲ھ مطبوعہ اہل سنت برقی پریس مرادآباد کے ص۱۹ میں لکھتے ہیں

"اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اس کثرت سے علوم غیبی ثابت ہیں جن کی نسبت اکابر علمائے معتمدین فرماتے ہیں کہ حضور پر غیوب کے دروازے کھول دیئے گئے۔ لیکن پھر بھی لفظ عالم الغیب کے اطلاق میں احتیاط کی جاتی ہے۔ ہمارا یہی مسلک ہے"

پس این خانہ بے بنیاد تباہ شد

رہے حضرت حسان رضہ کے شعر تو ان میں کوئی لفظ ممنوع الشرع نہیں ہے جس سے مولوی نعیم الدین کی فریب کاریوں عقائد شرکیہ میں کچھ بھی گنجائش مل سکے۔ کیونکہ اس کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو دیکھتے ہیں لوگ اپنے گرد کو بھی نہیں دیکھتے اللہ کی کتاب ہر واقعہ پر پڑھتے ہیں آپ کسی بات پوشیدہ کا اظہار اگر دن میں فرمادیں تو اس کی تصدیق آج ہی یا کل ہوجاتی ہے

بیشک نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انوار وتجلیات علوم وفیضان کی بارش کا نزول وظہور برابر مسلسل ہوتا رہتا تھا۔ ملائکہ حاضر ہوئے رہتے تھے آپ کو جو بات وحی الٰہی سے تعلیم والقاء ہوتی لوگ اس سے غافل رہتے جب آپ فرماتے تو اس کا ظہور ہوتا۔ چنانچہ حدیث صحیح بخاری پارہ ۱۷ ص۲۴۲ وصحیح مسلم ج ا ص۳۴۱ میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

الا تامنونی وانا امین من فی السماء یاتینی خبر السماء صباحًا ومساءً ۔	"کیا تم لوگ مجھے امانت دار نہیں سمجھتے اور میں امین ہوں آسمان والوں کا آتی ہے میرے پاس خبر آسمان کی صبح اور شام"

نیز صحیح بخاری پارہ ۴ ص۲۴۱ میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قال اشرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی اُطم من الاطام فقال هل ترون ما اری انی اری الفتن یقع خلال بیوتکم مواقع القطر ۔	"کہا حضرت اسامہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر چڑھے تو فرمایا کیا تم دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں، میں دیکھ رہا ہوں فتنوں کو تمہارے گھروں میں مینہ کی مانند برس رہے ہیں"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۵ ص۹۴ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ میں جب تشریف لائے تو عبداللہ بن سلام رض نے حاضر ہو کر تین سوال ایسے آپ سے کئے جن کو نبی کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ ان کے متعلق آپ نے فرمایا

اخبرنی به جبرئیل آنفا	"مجھے ابھی جبرئیل نے ان باتوں کی خبر دی"

پہلا سوال یہ کہ علامت قیامت کیا ہو گی۔ دوسرا یہ کہ سب سے پہلے غذا اہل جنت کی کیا ہو گی تیسرا یہ کہ بچہ کبھی کبھی اپنے باپ اور ماں کے مشابہ کیوں ہوتا ہے۔ فرمایا آپ نے اول علامت قیامت کی ایک آگ ہو گی جو لوگوں کو مشرق سے مغرب تک لے جاوے گی۔ اور اول کھانا جو اہل جنت کھاویں گے مچھلی کی کلیجی کا ٹکڑا ہو گا۔ اور بچہ جب مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب ہو تو باپ کے مشابہ ہو اور جو عورت کا نطفہ مرد کے نطفہ پر غالب ہو تو ماں کے مشابہ ہو"۔ پس عبداللہ بن سلام رض مشرف باسلام ہوئے۔ فتح الباری پارہ ۱۳ ص۲۲۸ میں روایت ہے

اخرج الحاکم من حدیث ابی هریرة قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم	"حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میں نہیں جانتا ذوالقر

لا ادری ذوالقرنین نبی ام لا ۔ نبی تھے یا نہیں"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۲ صلہ۱۵۹ ایں روایت ہے کہ جب قبیلہ ہوازن کے لوگ اسلام لا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے قیدی اور مال کی واپسی کے لئے حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا مجھے وہ بات پسند ہے جو سچی ہے یا قیدی لے لو یا مال وہ لوگ قیدیوں کی واپسی پر راضی ہو گئے تو آپ نے صحابہ سے مشورہ کیا کہ یہ تمہارے بھائی توبہ کر کے آئے ہیں میں بہتر سمجھتا ہوں کہ ان کے قیدی واپس کر دوں آپ کے فرمانے کو سب نے قبول کیا تو آپ نے ان لوگوں سے فرمایا

انا لا ندری من اذن منکم فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاءکم امرکم فرجع الناس فکلمھم عرفاءھم ثم رجعوا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبروہ انھم ۔

"ہم نہیں جانتے کہ اس امر میں کس نے تم میں سے اجازت دی اور کس نے نہیں دی پس تم لوٹ جاؤ حتی کہ تمہارے سردار ہم سے تمہاری بات کہیں تو وہ لوگ چلے گئے پس اپنے سرداروں سے بات کر کے واپس آئے پس خبر دی آپ کو کہ انہوں نے رضامندی سے اجازت دی ہے"۔

یہ واقعہ غزوہ حنین بعد فتح مکہ کے ۸ھ میں ہوا نیز صحیح بخاری پارہ ۱۹ صلہ۲۹۶ وصحیح مسلم ج ۲ صلہ۳۷۸ میں روایت ہے کہ "فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اپنے صالحین بندوں کے لئے ایسی چیزیں رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہیں نہ کسی کان نے سنی نہ کسی بشر کے قلب میں ان کا خطرہ گذرا"۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے ۔

ولا یعلمہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اخرجہ ابن ابی حاتم ۔

"نہیں جانتا اس کو فرشتہ مقرب اور نہ نبی مرسل"

اور صحیح مسلم ج ۲ صلہ۲۱۲ میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ۔

قال استاذنت علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال من ھذا فقلت انا فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انا انا ۔

"میں نے اجازت چاہی اور دروازہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے لئے) تو فرمایا کون ہے تو میں نے کہا میں پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تو میں بھی ہوں"

اگر آپ کو علم غیب ہوتا تو یہ کیوں فرماتے کہ کون ہے ۔ اور فتح الباری پارہ ۳۰ صلہ۱۲۷ میں اور مواہب لدنیہ اور مدارج النبوۃ ج ۱ صلہ۹ میں روایت ہے

ان ناقة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ضلت فقال زید بن اللصیت (وزن عظیم) یزعم محمد انہ نبی و یخبرکم عن خبر السماء وھو لا یدری این ناقتہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان رجلا یقول کذا وکذا وانی واللہ لا اعلم الا ما علمنی اللہ وقد دلنی اللہ علیہا وھی فی شعب کذا قد حبستہا شجرۃ فذھبوا فجاؤہا فاعلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ لا یعلم من الغیب الا ما علمہ اللہ۔

"اونٹنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گم ہو گئی تو کہا زید بن لصیت نے گمان کرتے ہیں محمد کہ وہ نبی ہیں اور تمہیں خبر دیتے ہیں آسمان کی اور وہ نہیں جانتے کہ اونٹنی کہاں ہے تو فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگ کہتے ہیں اس طرح اور میں قسم اللہ کی نہیں جانتا مگر جو مجھے اطلاع فرماتا ہے اللہ تعالیٰ اور البتہ مجھے معلوم کرایا اللہ نے اس کے حال سے کہ وہ فلاں جگہ ہے روک لیا اس کو درخت نے یعنی مہار درخت سے اٹک گئی ہے پس گئے وہاں تو لے آئے اس کو پس جانا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے غیب میں سے کچھ مگر جس قدر بتاتا ہے ان کو اللہ تعالیٰ"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوۃ ج ۱ صـ۲۳۶ میں فرماتے ہیں۔

وہر چہ بر زبان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و بعضے از تابعان وے ظاہر شدہ است بوحی یا الہام و در حدیث آمدہ است واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی۔

"جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر اور بعضے آپ کے تابعوں سے ظاہر ہوا ہے وحی یا الہام سے ہوا ہے اور حدیث میں آیا ہے قسم اللہ کی میں نہیں جانتا مگر جتنا مجھے علم دیا میرے رب نے"

اسی طرح صاحب مواہب لدنیہ اور علامہ زرقانی شرح مواہب ج ۴ صـ۱۰ اور ج ۷ صـ۲۲۸ میں فرماتے ہیں (واللہ انی لا اعلم الا ما علمنی ربی) فاخباری بامر السماء انما ھو بتعلیم اللہ والنبی لا یعلم کل غیب قال ذلک ردا لزعم المنافق انہ لو کان نبیا لعلم مکان ناقتہ (وقد دلنی اللہ علیہا وھی موضع کذا وکذا) لشعب عینہ لہم واشارہ لہم الیہ (حبستہا) منعتہا (شجرۃ بخطامہا) بزنۃ کتاب وفی روایۃ بزمامہا (فذھبوا فوجدوھا کما اخبر صلی اللہ علیہ وسلم فصح انہ لا یعلم ما وراء جدارہ ولا غیرہ الا ما اعلمہ ربہ تبارک وتعالیٰ فان ثبت الحدیث فلا اشکال علیہ[1] اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ صـ۲۲۴ میں فرماتے ہیں۔

[1] ترجمہ اوپر گذر چکا ہے

ابوالشیخ از عکرمہ بن خالد روایت کردہ کہ شخصے از آنحضرت پرسید کہ از مخلوقات خدا کدام یکسے نزد خدا عزیز تر است فرمودند کہ من نمیدانم چوں حضرت جبرئیل آمدند از ایشاں پرسیدند ایشاں گفتند کہ من ہم نمیدانم باز عروج کردند چوں فرود آمدند گفتند کہ عزیز ترین مخلوقات نزد خدا چہار فرشتہ اند جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت ہ

"ابوالشیخ نے عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مخلوقات خدا تعالیٰ میں سے کون نزدیک خدا کے عزیز تر زیادہ ہے فرمایا میں نہیں جانتا پھر جبرائیل علیہ السلام آئے ان سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ میں بھی نہیں جانتا پھر جبرئیل گئے پھر جب آئے فرمایا کہ عزیز ترین مخلوقات میں سے نزدیک خدا تعالیٰ کے چہار فرشتہ ہیں جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و ملک الموت علیہم السلام

علی ہذا مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمد اعلےٰ حضرت بریلوی تجلی الیقین مطبوعہ نادری پریس کے صـ۱۹ میں لکھتے ہیں "وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ۔ بیشک آخرۃ تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے وہاں جو نعمتیں تجھے ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنی نہ کسی بشر یا ملک کے خطرہ میں آئیں" ایضاً صـ۲ "پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے ان کا حال تو خدا ہی جانے" ایضاً "کفار نے حضور کو شاعری کا عیب لگایا حق جل وعلا نے فرمایا

ماعلمنہ الشعر وماینبغی لہ — "نہ ہم نے انہیں شعر سکھایا اور نہ ان کے لائق تھا"

ایضاً واقعہ معراج بیت المقدس یعنی "جبرئیل نے عرض کی حضور نے جانا یہ کس کس نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی فرمایا نہیں عرض کیا ہر نبی جسے خدا نے بھیجا حضور کے پیچھے نماز میں تھا" (رواہ ابن ابی حاتم وذکرہ فی فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۵ صـ۵۶۴) ایضاً "حضور نے پوچھا جبرئیل یہ کون ہیں عرض کی یہ حضور کے باپ ابراہیمؑ اور یہ موسیٰؑ اور عیسیٰؑ ہیں" نیز مولوی صاحب بریلوی حیات الموات مطبوعہ گلزار حسینی بمبئی کے صـ۶۴ میں لکھتے ہیں

"ایک بی بی مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھیں ان کا انتقال ہوگیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی نے خبر نہ دی حضور ان کی قبر پر گذرے دریافت فرمایا یہ قبر کیسی ہے لوگوں نے عرض کیا ام محجن کی فرمایا وہی جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی، عرض کی ہاں حضور نے صف باندھ کر نماز جنازہ پڑھائی پھر ان بی بی کی طرف خطاب کر کے فرمایا تو نے کون سا عمل افضل پایا صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ کیا وہ سنتی ہے فرمایا کچھ تم اس سے زیادہ نہیں سنتے پھر فرمایا اس نے جواب دیا کہ مسجد میں جھاڑو دینی"

اس لئے تو مولوی نعیم الدین کے مستند مسلمہ بدایونی تصحیح المسائل صـــ۱۵۲ میں تصریح کرتے ہیں

سماع موتیٰ ندائے احیار را باسماع خدا در برزخ چگونہ در علم غیب داخل باشد۔

"مردوں کا سننا زندوں کی ندا کو خدا کے سنانے سے عالم برزخ میں کیونکر علم غیب میں داخل ہوگا،،

یعنی حق تعالیٰ کے سنانے اطلاع فرما دینے سے اس پر غیب کے جاننے کا اطلاق نہیں ہو سکتا۔ اور خود مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت صـــ۱۸۰ میں لکھا ہے ابوداؤد میں قیس بن سعد سے وارد ہے کہ رسول اکرم ہمارے گھر پہ ملاقات کے لئے تشریف لائے اور باہر ٹھہر کر تین دفعہ سلام فرمایا اور سعد نے ان کے سلام کا ایسا جواب دیا کہ رسول اکرمؐ نے نہیں سنا پس رسول اکرم نے واپس رجوع فرمایا۔ اور سعد نے ان کے پیچھے نکل کر یہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں آپ کا سلام سنتا تھا لیکن آہستہ جواب دیتا تھا اس آرزو کے لئے کہ آپ زیادہ سلام ہم پر فرمادیں پھر رسول اکرم نے سعد کے ساتھ واپس رجوع فرمایا الخ (سنن ابوداؤد ج ۲ صـــ۳۵۰)

علیٰ ہذا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام زمانہ حیات کے حالات سے جس کا اجمالاً ثبوت بطور اختصار مثل آفتاب کے روشن ہوا کہ ہر امر میں دریافت فرمایا کرتے تھے لوگوں کے نام دریافت فرمانے حالات معلوم فرماتے گھر میں کھانے کو دریافت فرماتے در صورت معلوم نہ ہونے کے فرماتے میں نہیں جانتا ہوں ہر واقعہ میں منتظر وحی الٰہی تعالیٰ شانہ علام الغیوب کے رہتے ہر امر میں بذریعہ وحی اطلاع دی جاتی، ورنہ در صورت علم غیب ہونے کے ہر امر ہر حادثہ میں دریافت کرنے معلوم فرمانے کی کیا ضرورت تھی، یہ تو قرآن وحدیث کی صریح مخالفت ہے۔ جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم باطل بحیلہ علم عطیہ ہے کہ ذرہ ذرہ آپ کے علم میں حاضر ہے حضور سب کے عالم ہیں بدر الخلق مخلوقات کے پیدا کرنے کے وقت سے جنت و دوزخ میں داخل ہونے تک کے تمام احوال بخوبی جانتے بالتفصیل پہچانتے ہیں۔ یہ اقوال بے سروپا مولوی نعیم الدین کے شروع بحث علم غیب میں گزر چکے ہیں۔

پس صفت غیب ہرگز کسی کو عطا نہیں ہو سکتی۔ البتہ اطلاع علی امور الغیب حسب ضرورت ہوتی ہے اس میں کسی کو کلام نہیں تمام احکام قرآن وحدیث اسی پر منحصر ہیں۔ علم غیب کے مفہوم میں استمرار اور عدم تغیر داخل ہے اور یہ علم دوسروں کو سوائے حق تعالیٰ کے ذاتی کیا عطائی بھی نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ صفت منجملہ الوہیت حق تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اس کو

مخلوق میں منتقل کرنا عطائی کا فرق نکالنا شرک کے ساتھ نصوص قرآن وحدیث سے مقابلہ کرنا ہے
چنانچہ مولوی نعیم الدین کی مسلمہ بوارق بدایونی ص۱۰ میں ہے۔

شرعاً معتبر در توحید و شرک ہماں صفت الوہیت است ولبس کہ آں صفت در غیر ذات واحد حق بہیچ یافتہ نمی شود نہ بالذات و نہ بعطائے او تعالیٰ نہ کامل و نہ ناقص وہمیں سبب شرک اخبث الخبائث گردیدہ کہ مستلزم تعمیم صفت خاص است۔

در شرعاً معتبر توحید اور شرک میں وہی صفت الوہیت ہے۔ ولبس کہ وہ صفت غیر ذات واحد حق تعالیٰ میں کسی طور پر نہیں پائی جا سکتی ہے نہ بالذات نہ حق تعالیٰ کے عطا فرمانے سے نہ کامل اور نہ ناقص اور اسی سبب سے شرک اخبث الخبائث ہوا ہے کہ اس سے عام ہونا صفت خاص رباری تعالیٰ) کا لازم آتا ہے،،

اور خود مولوی نعیم الدین نے رسالہ فیضان رحمت ص۲۱۶ میں جس طرح ماشاء اللہ وشاء فلاں کو موہم شرک قرار دیا ہے کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے اور کوئی فرق ذاتی وعطائی کا نہیں کیا۔ اسی طرح علم غیب میں فرق ذاتی وعطائی کا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ عالم الغیب بمعنی علم عطائی مخلوقات کو اگر جانا جاوے گا تو اسی طرح ماشاء اللہ وشاء فلاں کو جاننا لازم آوے گا۔ تو پھر اس حیلہ سے یوں کہنا پھرے اللہ عالم الغیب ورسولہ عالم الغیب جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم باطل ہے پھر وہ منع وموہم شرک اور یہ درست وایمان بالغیب ہے
پس جس طرح ماشاء اللہ وشاء فلاں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اجعلتنی للہ ندا الحدیث — "کیا ٹھہرالیا تو نے مجھے اللہ کا شریک"،،

اسی طرح حدیث ربیعؓ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لا یعلم ما فی غد الا اللہ — "نہیں جانتا کوئی کیا ہوگا کل کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"،،

الغرض صفات مختصہ حق تعالیٰ کی کسی مخلوق میں خواہ بالذات یا بالعطا ہر گز نہیں آسکتی۔ الحمد للہ والمنۃ کہ بتائید تقویۃ الایمان احادیث عارتیوں سے حسب تشریحات اکابر او مسلمات مولوی نعیم الدین کے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات مبارکہ کے لئے علم غیب کی نسبت کی ممانعت لا یعلم ما فی غد الا اللہ فرما کے کر دینا صراحۃً واضح ہو گیا۔ اور خصوصاً گور پرستوں مبتدعین کے مایہ ناز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے اس طرح کی نسبت کرنے کو مخلوق کی طرف مکروہ قرار

دے کر سارے ادعاؤں کو تہ خاک کر دیا واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم ۔

قولہ صنہ ۱۹۰ و ۱۹۱ حدیث نمبر ۲

من اخبرك ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الخمس التی قال اللہ تعالی ان اللہ عندہ علم الساعۃ فقد اعظم الفریۃ

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا جو کوئی خبر دے تجھ کو کہ حضرت پیغمبر خدا جانتے تھے وہ پانچ باتیں کہ اللہ نے مذکور کی ہیں سو بیشک بڑا طوفان باندھا"

ف یعنی وہ پانچ باتیں کہ سورہ لقمان کے آخر میں مذکور رہیں اور ان کی تفسیر اس فصل کے اول میں گذر گئی کہ جتنی غیب کی باتیں ہیں سو انہیں پانچ میں داخل ہیں۔ سو جو کوئی یہ بات کہے کہ پیغمبر خدا وہ پانچوں باتیں جانتے تھے یعنی سب غیب کی باتیں جانتے تھے، سو وہ بڑا جھوٹا ہے۔ (تقویۃ الایمان صنہ ۲۱) یہ مضمون آیت سورہ لقمان میں تھا اس کا شافی جواب اوپر ذکر ہو چکا، اعادہ کی حاجت نہیں بات صرف اتنی ہے کہ علم ذاتی کی نفی ہے اس لئے حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ جو شخص ان پانچ چیزوں کے علم کا انکار کرے جس کی آیت میں نفی کی گئی ہے، وہ بڑا جھوٹا ہے۔ یہ بالکل حق ہے۔ پانچ چیزوں کے علم ذاتی کی نفی فرمائی گئی۔ رہا علم عطائی نہ آیت میں اس کی نفی ہے نہ حضرت صدیقہ نے اس کا انکار فرمایا اس مسئلہ پر ہم اپنی کتاب الکلمۃ العلیا میں بہت زبردست دلائل قائم کر چکے ہیں جس کے جواب سے تمام مخالفین عاجز رہے۔ یہاں ایک بات قابل لحاظ ہے کہ صاحب تقویۃ الایمان نے غیب کو صرف ان پانچ چیزوں میں منحصر کر دیا اس کے سوا اور کوئی چیز اس کے نزدیک غیب نہیں نہ ذات وصفات الٰہی نہ جنت ودوزخ نہ عالم ارواح وملائکہ وجنات نہ لوح محفوظ نہ دلوں کے وساوس وخطرات نہ دور ودراز مقامات کے حالات نہ گذرے ہوئے واقعات ان میں سے اس کے نزدیک کوئی بھی غیب نہیں کیونکہ ان پانچ چیزوں میں داخل نہیں لہٰذا ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑوں کی چوٹیوں پر یا سمندر کی تہ میں جس کو اس نے تقویۃ الایمان کے صنہ ۱ میں شرک بتایا ہے صنہ ۲۱ کی اس تصریح نے غیب سے خارج کر دیا اسی طرح صنہ ۲۹ میں دل کے حال کا جاننا غائب کے احوال سے باخبر ہونا جو اس نے شرک بتایا ہے، وہ غیب نہ رہا تو اب شرک ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اسمٰعیل پرست اس عقیدہ کو حل کریں اور بتائیں کہ اسمٰعیل نے حضرت صدیقہ کے اثر کا ذکر کیوں کیا جب وہ ان امور خمس میں نہیں غیب نہیں تو پھر اعتراض ہی کیا۔

اقول وبمن اللہ القوی العزیز الاستعانۃ یہ حدیث شریف بھی صحیح بخاری کی

ہے جو مشکوٰۃ باب رؤیۃ اللہ عزوجل میں ہے جس کی سند نام کتاب پتہ کو چھپایا گیا تاکہ لوگوں کے دلوں میں اس کی اہمیت وقدت نہ رہے۔ چنانچہ یہ کہنا کہ یہ مضمون خود آیت میں تھا اس کا جواب ہو چکا اس سے مترشح ہوتا ہے کہ پھر حدیث نقل کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ معاذ اللہ۔ حالانکہ حدیث شریف سے بے پرواہ ہونا ایمان والے کی شان نہیں ہو سکتی چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اپنے رسالہ جزاء اللہ عدوہ حسنی پریس بریلی کے صفحہ ۹ میں بھی لکھتے ہیں "قرآن وحدیث دونوں ایمان مومن ہیں احادیث کا بار بار بہ تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا"۔ اسی اصول کے موافق تقویۃ الایمان میں قرآن واحادیث ہی کے احکام مذکور ہیں۔ پھر فائدہ تقویۃ الایمان کے آخر الفاظ قریباً چھوڑ دیے جو یہ ہیں "بلکہ غیب کی بات اللہ کے سوائے کوئی جانتا ہی نہیں"

مولوی نعیم الدین کا علوم خمسہ کو بحیلہ علم عطائی سوائے حق تعالیٰ کے دوسروں کے لئے بتانا محض دعویٰ بلا دلیل ہے جس کا تفصیلی جواب مدلل ببراہین بینہ آیت مفاتح الغیب اور احادیث صحیحہ صریحہ مفاتیح الغیب خمس میں معہ تشریحات فتح الباری شرح صحیح بخاری تفسیر احمدی۔ مدارج النبوۃ وغیرہ گزر چکا ہے اور ناظرین نے ملاحظہ فرما کر حق وباطل کا امتیاز کر لیا ہے۔ پھر یہ فضول کلامی کہ علم ذاتی کی نفی کی گئی ہے محض باطل ہے۔ کیونکہ اس حدیث میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے حضرت مسروق سے دربارہ مدعیان اسلام جو بطور مدح باطل کے آپ کے لئے علیہ الصلوٰۃ والسلام عطائی علم غیب کہتے تھے یا کہتے ہیں۔ کاذب ومفتری فرمایا ہے۔ اگر کوئی مسلمان الیسا نہ تھا اور نہ ہے جو بعلم ذاتی جاننے کا معتقد ہو جس طرح خود بھی مولوی نعیم الدین نے صراحۃً اپنے صفحہ ۱۲۶ میں اس کا اقرار کیا ہے کہ دنیا میں کوئی مسلمان کسی مخلوق کے لئے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی نہیں مانتا۔ جب ذاتی کوئی نہیں مانتا تو پھر عطائی ہی ماننا متعین ہوا تو جس علم عطائی کا ثبوت قرآن واحادیث صحیحہ صریحہ سے نہ ہو کیونکہ اسی پر انحصار حجت ہے نہ کہ قصص وحکایات اور خوابات پر تو پھر وہ جھوٹا بہتان باندھنے والا مفتری کذاب یقیناً ہوا جس کے لئے ارشاد حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کا صادر ہوا ہے۔ پھر یہ تعلی کہ ہم اپنی الکلمۃ العلیا میں زبردست دلائل قائم کر چکے ہیں جس کے جواب سے تمام مخالفین عاجز رہے۔ پناہ بخدائے لایزال چھوٹا منہ بڑی بات اس میں سوائے قصص وحکایات اور رد نصوص قرآن واحادیث صحیحہ اور تاویلات فاسدہ باطلہ کے اور کچھ نہیں چنانچہ اس کے مفصل دندان شکن جوابات دعوۃ الاسلام اور احسان الاسلام عرصہ ہوا کہ طبع ہو کر شائع ہو چکے۔ ابھی اونٹ پہاڑ کے نیچے سے نہیں نکلا تب ہی یہ لن ترانی ہے آیئے

اپنے زبردست دلائل دیکھ لیجئے الکلمۃ العلیا صہ ۶۹ میں لکھا ہے کہ "ایام نزول وحی میں وقتاً فوقتاً بعض بعض مغیبات پر مطلع فرمایا جاتا تھا۔ اور جب تمام کلام اللہ نازل ہو چکا تو تمام اشیاء پر اطلاع ہو گئی"، نیز صہ ۹۰ میں لکھا کہ "حضور اور حضور کے خدام ان پانچوں کے عالم میں خلاصہ یہ کہ سرور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس عالم سے تشریف لے جانے کے قبل ان پانچوں چیزوں کا علم عطا ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وقت قیامت تعلیم الٰہی معلوم تھا۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے ان تمام چیزوں کا علم دے کر اس عالم سے اٹھایا"، نیز صہ ۱۰۹ میں لکھا۔ کہ "یہ کہنے والا کہ حضرت کو تعلیم الٰہی بھی امور خمسہ کا علم نہ تھا یا کسی کو مخلوقات میں سے ان امور خمسہ کا علم نہیں دیا جاتا۔ جاہل اور مخبوط الحواس اور دین سے بے بہرہ اور بدنصیب ہے"۔

پس یہ تو محض دعویٰ بے بنیاد و بے فروغ تھا جس کی دلیل سے عاجز ہو کر تمامی قرآن پاک کے ثبوت سے دست بردار ہو چکے کیونکہ قرآن سے اپنے دعویٰ باطلہ کو مدلل کرنا مرنے سے زیادہ کڑوا تھا۔ اب رہیں احادیث بعد ختم نزول قرآن پاک کے قبل وفات نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین ماہ کے عرصہ میں صرف پانچوں چیزوں میں سے علم قیامت ہی کا تعین تاریخ وسنہ۔ سب چھوٹے بڑے شرکاء کو جمع کر کے ثابت کر دیں مگر کلمۃ العلیاء اور اس موجودہ اپنی کتاب میں تو ثابت نہ کر سکے اور ہرگز نہ کر سکیں گے۔ اگر کوئی دلیل ہوتی تو قرآن وحدیث صحیحہ سے ہی کیوں منہ پھیر کر نادیلات فاسدہ باطلہ قصص وحکایات، خوابات، اقوال الرجال کے پیچھے پڑتے ضرور الکلمۃ العلیا اور اسی اپنی کتاب میں اس کے پیش کرنے سے دریغ نہ کرتے۔ بلکہ الکلمۃ العلیا صہ ۱۰۱ میں جو تاریخ الخلفاء سے ادھورا نقل کیا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بنت خارجہ کے پیٹ میں لڑکی ہے الخ ملخصاً۔ اس کے فریب کو ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ اس کے ساتھ یہ عبارت بھی منقول ہے قد القی (یعنی" مجھے اس کا القا ہوا ہے)۔ القا یا بمعنی خواب یا الہام وفراست ہے جس سے علم قطعی نہیں ہوتا بلکہ ظنی ہوتا ہے۔ کبھی واقعہ کے مطابق صحیح کبھی غلط ہو جاتا ہے۔ جو تعریف علم غیب سے خارج ہے پس ناظرین اس امر کو بغور ملاحظہ فرماویں کہ لفظ قد القی کا ترجمہ چھوڑ دیا تا کہ فریب کاری نہ کھل جاوے۔ حالانکہ اس عبارت کے قریب ہی آپ کا یہ ارشاد بھی ہے لوگو! یعنی اپنے بعد تم پر عمر بن خطاب کو خلیفہ تجویز کیا ہے، اگر وہ عدل کریں گے تو میرے گمان اور رائے کے موافق ہے ورنہ ہر شخص اپنے کئے کا جواب دہ ہوگا میں نے تو تمہارے لئے بھلائی کا ارادہ کیا ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں" علاوہ ازیں مصباح الہدایت ترجمہ عوارف صہ ۱۶ میں مرقوم ہے۔

وہیچکس را جز عالم الغیب برآں اطلاع نیست! "وہ کسی شخص کو سوائے حق تعالےٰ عالم الغیب کے علم غیب کی اطلاع نہیں ہے۔"

کیا مولوی صاحب کو اپنے رسالہ فرائد النور صہ ۲۴ کا یہ لکھنا بعناد تقویۃ الایمان یاد نہ رہا کہ "حدیث دیکھتے ہوئے زید و عمر کے اقوال تلاش کرتے پھرتے ہیں رسول کریم افضل الصلاۃ والتسلیم کا اتباع کیجئے آنسرور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ثابت ہونا کافی نہیں۔ اگر اوروں سے ثابت ہوتا تو مان لیتے۔ شرم اھ ملخصاً" پس کجا یہ دعوے اتباع با دلیل، اور کجا علوم خمسہ کا بحیلہ عطائی سوائے حق تعالیٰ علام الغیوب کے دوسروں کے لئے بتانے کا محض بے دلیل دعوے۔ رہی یہ بات کہ مولانا شہید نے غیب کو صرف ان پانچوں چیزوں میں منحصر کر دیا الخ تو بلا شبہ تمام غیوب انہیں پانچوں میں داخل ہیں کوئی ان سے باہر نہیں کیونکہ یہ پانچ مفاتح الغیب ذرا سی مختصر کنجی کے تحت میں تمام خزانے ہر قسم و ہر جنس انواع الانواع کی مختلف اشیاء بند ہوتی ہیں۔ اور یہ کنجی صرف حق تعالیٰ مالک الملک علام الغیوب ہی کے ہاتھ میں ہے کسی کو اس میں ہرگز ذرہ برابر دخل و اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ اہل انصاف کے لئے اس کی تفصیل خود تقویۃ الایمان سے واضح ہے۔ جس کا مولانا شہید علیہ الرحمۃ نے حوالہ بھی دے دیا ہے۔ مولوی نعیم الدین بوجہ عناد و بغض جس کو گول کر گئے ہیں لیکن گذشتہ صفحات میں قریب ہی یعنی آیت ۲ ان اللہ عندہ علم الساعۃ الآیۃ پر بحث کے ضمن میں ہم تقویۃ الایمان کی وہ پوری عبارت ذکر کر چکے ہیں ناظرین ورق الٹ کر اس کو بلاحظہ فرمائیں[1] اور اندازہ لگائیں کہ مولانا علیہ الرحمۃ کے عالمانہ کلام میں گفتگو کی کوئی گنجائش باقی بھی رہ گئی ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ بحث صاحب ایمان اور موحد کے لئے موجب تقویۃ الایمان والایقان ہے۔ رہا مولانا مرحوم و مغفور پر تناقض کا الزام تو اس کی حقیقت محولہ عبارت کے دیکھنے سے واضح ہو سکتی ہے جسکو مولوی نعیم الدین نے ازراہ خود غرضی نقل نہیں کیا بہر حال تقویۃ الایمان صہ ۸ میں ہے "

اب یہ بات تحقیق کی چاہئے کہ اللہ صاحب نے کون کون سی چیزیں اپنے واسطے خاص کر رکھی ہیں۔ کہ اس میں کسی کو شریک نہ کیا چاہیئے سو وہ باتیں بہت ساری ہیں مگر کئی باتوں کا ذکر کر دینا اور ان کو قرآن و حدیث سے ثابت کر دینا ضرور ہے تا اور باقی باتیں ان سے لوگ سمجھ لیں سو اول بات یہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک ہو چھپی ہو یا کھلی اندھیرے میں ہو یا اجالے میں آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہ میں سو یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان نہیں سو جو کوئی کسی کا نام اٹھتے بیٹھتے لیا کرے۔ اور دور و نزدیک سے پکارا کرے اور بلا کے مقابلہ میں اس کی دوہائی دیوے اور دشمن پر اس کا نام لے کر حملہ کرے اور اس کے نام کا ختم پڑھے یا شغل کرے یا اس کی صورت کا خیال باندھے۔ اور یوں سمجھے

[1] دیکھئے ص ۱۳۲ [illegible]

کہ جب میں اس کا نام لیتا ہوں زبان سے یا دل سے یا اس کی صورت کا یا اس کی قبر کا خیال باندھتا ہوں تو وہیں اس کو خبر ہو جاتی ہے اور اس سے میری کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی اور جو مجھ پر احوال گذرتے ہیں رجیسے بیماری و تندرستی و کشائش و تنگی و مرنا و جینا غم و خوشی سب کی ہر وقت اسے خبر ہے اور جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے وہ سب سن لیتا ہے اور جو خیال و وہم میرے دل میں گزرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے شرک ہو جاتا ہے۔ اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں۔"

تقویۃ الایمان کے زیر بحث مضمون کی تائید فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۳۰ ص ۱۳۷ میں جو مولوی نعیم الدین کی بھی مستند ہے اسی حدیث کی شرح میں بھی مرقوم ہے۔

والحکمۃ فی جعلہا خمسا الاشارۃ الی حصر العوالم فیہا ففی قولہ ما تغیض الارحام اشارۃ الی ما یزید فی النفس وینقص وخص الرحم بالذکر لکون الاکثر یعرفونہا بالعادۃ ومع ذلک فنفی ان یعرف احد حقیقتہا فغیرہا بطریق الاولی وفی قولہ ولا یعلم متی یاتی المطر اشارۃ الی امور العالم العلوی وخص المطر مع ان لہ اسبابا قد تدل بجری العادۃ علی وقوعہ لکنہ من غیر تحقیق وفی قولہ ولا تدری نفس بای ارض تموت اشارۃ الی امور العالم السفلی مع ان عادۃ اکثر الناس ان یموت ببلدہ ولکن لیس ذلک حقیقۃ بل لو مات فی بلدہ لا یعلم فی ای بقعۃ یدفن منہا

"حکمت ان پانچ چیزوں کے ہونے میں اشارہ ہے تمام جہانوں کے انحصار کا پس قول ما تغیض الارحام تو اس میں اشارہ ہے زیادہ ہونے جان کے اور کم ہونے کا اور خاص ذکر رحم مادر کا اس لئے کیا کہ اکثر جانتے ہیں اس کو عادتاً اور باوجود اس امر کے پس نفی کر دی حقیقت جاننے کی پس اس کے ماسوا کو بطریق اولیٰ نہ جانے گا۔ اور یہ قول کہ نہیں جانتا کوئی کب مینہ برسے گا اس اشارہ ہے امور عالم علوی کیطرف اور خاص ذکر کرنا مینہ کا اس لئے کہ اس کے اسباب ہیں جو دلالت کرتے ہیں اجرائے عادت سے اس کے واقع ہونے پر لیکن بلا تحقیق کے"۔ اور یہ قول کہ نہیں جانتا کوئی نفس کس زمین میں مریگا اس میں اشارہ ہے امور عالم سفلی کی طرف باوجودیکہ اکثر لوگوں کی عادت یہ ہے کہ وہ مرتے ہیں اپنے گھر ہی میں اور لیکن نہیں ہے یہ بھی حقیقۃً بلکہ اگر اپنے ہی شہر میں مرے تو نہیں جانتا کس قطعہ زمین میں دفن کیا جاوے گا اور اگرچہ ہوتا ہے اس جگہ قبرستان اسکا

وکان هناک مقبرة لاسلاف بل	کی قوم کا بلکہ وہ قبر بھی جس کو انہے اپنے لئے تیار کیا ہو
فعما عدہ هو له و فی قوله ولا یعلم	اور یہ قول کہ اور نہیں جانتا کوئی کہ کیا کرے گا کل
ما فی غد الا الله اشارة الی انواع	اس میں اشارہ ہے انواع و اقسام زمانوں کی طرف
الزمان وما فیها من الحوادث وعبر	اور جو اس میں حوادثات ہیں اور تعبیر کی ہے لفظ کل سے
بلفظ غد لتکون حقیقتہ اقرب	تاکہ ثابت ہو جاوے واقع ہونا اس کا قریب زمانے
الازمنة واذا کان مع قربہ لا یعلم	کے اور جبکہ باوجود ہونے نشانات وعلامات کے
حقیقة ما یقع فیہ مع امکان	نہیں جانتا اس کی حقیقت کو پس جو بعید ہے اس سے
الامارة والعلامة فما بعد عنہ اولی	بالاولی نہ جانے گا۔ اور یہ قول[۵] کہ نہیں جانتا کوئی
وفی قوله ولا یعلم متی تقوم الساعة	کب قائم ہو گی قیامت سوائے اللہ تعالیٰ کے
الا الله اشارة الی علوم الاخرة	اس میں اشارہ ہے علوم آخرت کی طرف کیونکہ
فان یوم القیامة اولها واذا	قیامت کا دن پہلے ہوگا اور جب نفی علم اقرب
نفی علم الاقرب انتفی ما بعدہ	کی ہو گی اس کے بعد کی نفی بالاولیٰ ہو گی پس جمع
فجمعت الایة انواع المغیوب وازالت	ہو گئی آیت تمام انواع واقسام غیوب کو
جمیع الدعاوی الفاسدة اھ	اور زائل و نابود ہو گئے سب دعاوی فاسدہ''

علیٰ ہذا مشہور حدیث جبرائیل علیہ السلام جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قیامت کا سوال کیا گیا تھا۔ صحیح بخاری پارہ اول ص۱۳ و صحیح مسلم ج اول ص۲۷ کی مشکوٰۃ ص۱۱ میں منقول ہے

قال فاخبرنی عن الساعة	''پھر کہا جبرئیل علیہ السلام نے پس خبر دو مجھے قیامت کی
قال ما المسئول عنها باعلم	فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جس سے سوال کیا جاتا
من السائل	ہے قیامت کا زیادہ علم رکھنے والا سوال کرنے والے سے''

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد اول ص۱ میں فرماتے ہیں۔

یعنی من و تو ہر دو برابریم در نادانستن	''میں اور تو دونوں برابر ہیں قیامت کے نہ جاننے
آن بلکہ ہر سائل ومسئول ہمیں حال دارد	میں بلکہ ہر سوال کرنے والا اور جس سے سوال کیا جائے یہی حال
کہ آنرا جز خدا وند تعالیٰ کسے نداند وحق	رکھتا ہے کہ اس کو سوائے خداوند تعالے کے کوئی نہیں
تعالے ہیچکس را از ملائکہ ورسل بر آن	نہیں جانتا ہے اور حق تعالیٰ نے کسی شخص کو فرشتوں میں سے

اطلاع ندادہ۔ — اور رسولوں میں سے اس کی اطلاع نہیں دی"

نیز مولانا شاہ عبدالحق مدارج النبوۃ ج اول ص۱۳۹ میں فرماتے ہیں۔

مفاتیح الغیب در دست علم الٰہی ونمیداند آنرا اگر دے"۔ — کنجیاں غیب کی بدست علم الٰہی ہیں اور نہیں جانتا ان کو سوائے اللہ تعالیٰ کے"

نیز شاہ صاحب موصوف اخبار الاخیار ص۲۰۷ اور ص۲۳۳ میں فرماتے ہیں۔

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو الآیۃ مثلاً عدد ریگ بیابان وقطرات باراں اصلاً معلوم بشر نیست چہ ہیچ فرد از افراد بشری مطلع بر آن نیست و نہ مجموع افراد بشری نیز۔ — "اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی ان کو کوئی نہیں جانتا سوائے اس کے۔ مثلاً گنتی ذرات بیابان کی اور بارش کے قطرات کا اصلاً کسی بشر کو معلوم نہیں ہے کیونکہ کوئی فرد بشر کا اس پر مطلع نہیں ہے اور نہ تمام بشر مل کر بھی"۔

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۲ ص۲۰۸ میں فرماتے ہیں۔

اول احاطہ علمی باذکار قلبیہ ولسانیہ ذاکرین باوصف تخالف امکنہ واز منہ ومدارک والسنہ تا ذاکر قلبی ولسانی ہر ذکر را معلوم کند دوم قوت نزدیک شدن و در مدرکہ او در آمدن و آں را پر کردن و حکم صفت او پیدا کردن کہ در عرف شرع آں را دنو وتدلی ونزول وقرب خوانند وایں ہر دو صفت خاصہ ذات پاک او تعالیٰ است ہیچ مخلوق را حاصل نیست آرے بعضے کفرہ در حق بعضے از معبودان خود و بعضے پیر پرستان از زمرہ مسلمین در حق پیران خود امر اول را ثابت می کنند و در وقت احتیاج بہمیں اعتقاد باآنہا استعانت — اول احاطہ علمی ذکر کرنے والوں کے قلبی اور لسانی اذکار کو باوصف مختلف مکانوں اور زمانوں اور مدارک اور زبانوں کے تاکہ ذکر قلبی اور لسانی ہر ذکر کرنے والے کا معلوم کرلے دوسرے قوت نزدیک ہونے اور مدرکہ ذاکر میں آنے اور اس کو پر کرنے اور اس کی صفت کا حکم پیدا کرنے کی کہ عرف شرع میں اس کو دنو وتدلی ونزول وقرب کہتے ہیں۔ (قریب ہونے اور لٹک آنے اور اترنے اور قریب ہونے) اور یہ دونوں صفتیں خاصہ ذات پاک حق تعالیٰ کی ہیں کسی مخلوق کو حاصل نہیں البتہ بعضے کفر کرنے والے اپنے معبودوں کے حق میں اور بعضے پیر پرست زمرہ مسلمین میں سے اپنے پیروں کے حق میں امر اول کو ثابت کرتے ہیں اور وقت حاجت کے اسی اعتقاد کے ساتھ ان سے مدد چاہتے ہیں لیکن اس کے مجاز نہیں ہو سکتے

می نمایند اما مطر دنمی باشند ودر حقیقت در اشتباہ واقع شدہ اند۔ | ہیں اور در حقیقت یہ لوگ بڑے شبہ میں مبتلا ہیں"

نیز تفسیر احمدی مطبوعہ کریمی بمبئی ص۶۰۹ میں ہے۔

ان ھذہ الخمسۃ معظم الغیوبات لا نھا مفاتیحھا فانہ اذا وقف مثلا علی مافی غدٍ وقف علی موت زید وقول عمرو وفتح بکر وقھور یتر خالد وقدوم بشر وغیر ذلک مما فی الغد وھکذا القیاس ۔

"یہ پانچوں چیزیں معظم غیوبات میں سے ہیں کیونکہ غیب کی کنجیاں ہیں پس جس وقت مثلاً واقف ہوجاوے کل ہونے والی شئے پر تو واقف ہوجاوے موت زید پر اور پیدا ہونے عمرو اور فتح بکر اور مقہور ہونے خالد اور قدوم بشر وغیرہ سب پر جو کل ہونے والے ہیں"

اور یہ خاص حق تعالیٰ ہی کے لئے ہے نہ کسی دوسرے کے لئے چنانچہ مولوی نعیم الدین کے جواب میں خود تفسیر احمدی ص۶۰۷ سے مفصل گزر چکا ہے۔

پس تمام اشیاء عوالم علوی وسفلی دنیا و آخرت کا مفاتیح الغیب خمس میں داخل ہونا اور سوائے اللہ تعالےٰ کے کسی کو اس کا علم واختیار نہ ہونا جس طرح زمرہ مسلمین میں پیرپرست اپنے پیروں کے حق میں اختیار علم غیب کا اعتقاد رکھتے ہیں، بتائید تقویۃ الایمان حسب نصوص قرآن واحادیث اور کلام علمائے اعلام خود مسلمہ مولوی نعیم الدین سے ابیض من الشمس ہو کر تمام اعتراضات باطلہ واہیہ کی تردید واضح ہو گئی ؎

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم | چشمہ آفتاب را چہ گناہ

قولہ ص۱۹۲ و ۱۹۳ حدیث ۳

واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم الحدیث | "قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا میں حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے"

ف۔ یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا۔ تقویۃ الایمان ص۳۱۔ اس جہالت کی تو کیا شکایت کہ نفی درایت کو نفی علم سمجھا باوجودیکہ درایت کے معنی اٹکل اور قیاس سے جاننے کے ہیں ردالمحتار جلد اول ص۹۷ میں ہے۔ الدرایۃ ادراک العقل بالقیاس علی غیرہ اور اس فریب کاری کا کیا گلہ کہ یہ مضمون منسوخ ہے آیت میں بھی

وارد ہوا تھا ملا عبدالرحمٰن دمشقی   ناسخ و منسوخ میں لکھتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ ما ادری ما یفعل بی ولا بکم الآیۃ نسخ بقولہ تعالیٰ انا   الک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر الآیۃ غضب تو یہ ہے کہ اس بیباک گستاخ نے حضرات انبیاء و اولیاء کی شان میں وہ گستاخی کی جس سے ایمان کا تمام نظام ہی درہم برہم ہو جائے جب انبیاء کو بھی اپنے خاتمہ اور اپنی عاقبت کا حال معلوم نہ ہوا۔ اور معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہ بھی تردد میں ہوں تو پھر کوئی ان کے دین کو کس امید پر قبول کرے گا۔ یہ تو وہ فسادی جملہ ہے جو دنیا کو اسلام سے مانع ہو اور برگشتہ کرے کوئی سخت سے سخت معاند کافر مشرک بھی اس سے زیادہ کیا بدگوئی اور عداوت کرے گا یہ وہی جملہ اس بے دین نے کہا جو عرب کے مشرکین کہہ چکے تھے۔ تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۳۶ میں ہے یعنی اس آیت کے نزول پر مشرک خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ لات و عزیٰ کی قسم اللہ کے نزدیک ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حال ہے اور انہیں ہم پر کوئی مزیت و فضیلت حاصل نہیں اگر انہوں نے دین اپنے دل سے نہ گھڑا ہوتا تو ضرور ان کا بھیجنے والا انہیں خبردار کرتا کہ ان کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ جو ان مشرکوں نے زہر اگلا تھا وہی صاحب تقویۃ الایمان نے پیا تقلید تو کرتا ہے مشرکین کی دین   ادا کرتا ہے ان کا اور بنتا ہے موحد۔ جو آیتیں ان مشرکین کا رد کرتی ہیں وہی اس بے دین کو سناؤ۔ آیت انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں فتح مبین اور آخرت میں غفران کا مژدہ دیا اور بتادیا کہ ان کے ساتھ ان کا رب کیا کرے گا دوسری آیت وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ اندھوں سے کہو آنکھوں کا علاج کرو قرآن پاک بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کیا کریگا۔ اتنا دیگا کہ انہیں راضی کر دے گا۔ حضور فرماتے ہیں اذا لا ارضی و واحد من امتی فی النار[1] تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۵۶۷ جبتک میرا ایک امتی بھی دوزخ میں رہے گا میں راضی نہ ہوں گا۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ حضور اپنا حال بھی جانتے ہیں اور اپنی امت کا بھی حضور کا تو مرتبہ بڑا ہے قرآن پاک پر ہر ایمان لانے والا جانتا ہے کہ حضور کے لیے یہ درجات عالیہ ہیں عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اس بے دین کو یہ آیات نظر نہ آئیں مشرکین کے اس ناپاک قول کو لے اڑا جو انہوں نے لوگوں کو اسلام سے روکنے اور منحرف کرنے کے لئے گھڑا تھا مشرکین کی تی چشی اور صریح قرآن کی مخالفت اس بے دین نے اختیار کی مگر یہ سب

[1] حدیث کی کسی مستند کتاب کا حوالہ؟ (ع، ح)

عداوت انبیاء و اولیاء مقبولان بارگاہ و محبوبان درگاہ حضرت حق تعالیٰ کے ساتھ ہی ہاہے

اقول واللہ عزیز ذوانتقام یہ حدیث بھی صحیح بخاری کی ہے۔ جو مشکوۃ ص۴۵۶ میں مختصراً منقول ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنے خبط و عناد سے شروع سے ترجمہ حدیث کو اور خصوصاً تقویۃ الایمان کے پورے فائدہ کو بھی قریباً نقل کرنے سے چھوڑ دیا جو حسب ذیل ہے

"مشکوۃ کے باب البکاء والخوف میں لکھا ہے کہ بخاری نے ذکر کیا کہ نقل کیا ام العلاء نے کہ کہا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ قسم ہے اللہ کی کہ نہیں جانتا ہیں۔ حالانکہ میں رسول اللہ کا ہوں کہ کیا معاملہ ہوگا۔ مجھ سے اور کیا تم سے ف یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا، خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا برا سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کرلینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے"

اب پوری حدیث جو صحیح بخاری پارہ ۵ ص۴۶۲ میں مرقوم ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں

حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی خارجۃ بن زید بن ثابت ان ام العلاء امرأۃ من الانصار بایعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبرتہ انہ اقتسم المہاجرون قرعۃ فطار لنا عثمان بن مظعون فانزلناہ فی ابیاتنا فوجع وجعہ الذی توفی فیہ فلما توفی وغسل وکفن فی اثوابہ دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت رحمۃ اللہ علیک ابا السائب فشہادتی علیک لقد اکرمک اللہ فقال النبی صلی

"ام علاء رضی اللہ عنہا جو انصاری بیویوں میں سے ہے لکھتی ہیں کہ میں نے بیعت کی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ مہاجرین کی تقسیم کے لئے انصار میں قرعہ ڈالا گیا تو میرے حصہ میں عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ آئے تو انہیں ہم نے اپنے گھروں میں اتارا پھر وہ ایسے مرض و درد کی تکلیف میں مبتلا ہوئے کہ اس میں وفات پائی پس جب وفات ہوگئی اور غسل و کفن ان کے کپڑوں میں دیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے پس میں نے کہا اللہ کی رحمت ہو تم پر اے ابو سائب میری گواہی ہے تم پر تحقیق اللہ نے اکرام کیا تم پر پس فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور تو کیا جانے کہ اللہ

الله عليه وسلم وما يدريك ان الله اكرمه فقلت بابى انت يا رسول الله فمن يكرمه الله فقال اما هو فقد جاءه اليقين والله انى لارجو له الخير والله ما ادرى وانا رسول الله ما يفعل بى قالت فوالله لا ازكى احدا بعده ابدا

نے اکرام کیا اس پر تو کہا میں نے میرے باپ آپ پر قربان ہوں یا رسول اللہ تو پھر کس پر اللہ اکرام فرمائے گا۔ تو فرمایا آپ نے بے شک آگیا اس کو اللہ کی طرف سے یقین یعنی موت آگئی اور قسم اللہ کی میں امید رکھتا ہوں اس کے لئے خیر کی اور قسم اللہ کی میں نہیں جانتا اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ کیا معاملہ کیا جاوے گا میرے ساتھ کہا میں نے پس قسم اللہ کی میں کسی کی پاکی بعد اس کے کبھی بیان نہ کروں گی "

نیز پارہ ۵ ص۴۸۶ میں اس حدیث کے ساتھ اتنے کلمات اور روایت ہیں

قالت فاحزننى ذلك فنمت فاريت لعثمان بن مظعون عينا تجرى فجئت رسول الله صلى الله عليه وسلم فاخبرته فقال ذلك عمله اھ

" اور کہا ام علاء نے مجھے اس سے بہت صدمہ ہوا پھر میں سو گئی تو دیکھا میں نے عثمان بن مظعون کے لئے ایک نہر جاری ہے پس گئی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پس خبر دی آپ کو اس کی تو فرمایا آپ نے یہ اس کا عمل ہے "

تنبیہ:- چونکہ مولوی نعیم الدین نے آئندہ ص۲۵۲ سے ۲۵۴ میں بھی روایت ما یفعل بی پر بھی اعتراضات ظاہر کئے ہیں جس کا مفصل جواب انشاء اللہ العزیز وہاں ہوگا مگر طرق روایات کو یہاں بھی جمع کیا جاتا ہے سو واضح ہو کہ روایت پارہ ۵ ص۴۸۶ میں بجائے اس لفظ مَا یُفْعَلُ بِیْ کے لفظ بہ واقع ہے مگر حضرت لیث بن سعد تابعی رح کی روایت میں محفوظ یہی لفظ ہیں چنانچہ فتح الباری پارہ ۵ ص۶۴۶ میں اسی روایت کے تحت میں مرقوم ہے " وفی روایۃ الکشمیہنی بہ وھو غلط منہ فان المحفوظ فی روایۃ اللیث ھذا ولذلک عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظہا ما یفعل بہ وعلم منہا ھذا النقل فقط نیز اس کے قریب فتح الباری میں اسی کی تائید میں روایت ہے۔

ورويناها فى مسند عبد بن حميد

روایت کیا ہم نے مسند عبد بن حمید میں کہا خبر دی

قال اخبرنا عبد الرزاق ونفظه فوالله ما ادری وانا رسول الله مایفعل بی ولا بکم وانما قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ذلک موافقة لقوله تعالی فی سورة الاحقاف قل ماکنت بدعا من الرسل وما ادری مایفعل بی ولا بکم وکان ذلک قبل نزول قوله تعالی لیغفر لک الله ما تقدم من ذنبک وما تاخر لان الاحقاف مکیة وسورة الفتح مدنیة بلا خلاف فیهما وثبت ان النبی صلی الله علیه وسلم قال انا اول من یدخل الجنة وغیر ذلک من الاخبار الصریحة فی معناه فیحتمل ان یحمل الاثبات فی ذلک علی العلم المجمل

ہمیں عبد الرزاق نے اور لفظ اس کے یہ ہیں پس قسم اللہ کی میں نہیں جانتا اور میں اللہ کا رسول ہوں کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے اور یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موافق فرمانے اللہ تعالیٰ کے ہے سورہ احقاف میں کہہ دو میں کچھ نیا رسول نہیں آیا اور میں نہیں جانتا کیا معاملہ کیا جاویگا) مجھ سے اور کیا معاملہ کیا جاوے گا تم سے اور یہ فرمایا قبل نازل ہونے قول اللہ تعالیٰ کے ہم نے فتح دی تجھے فتح ظاہر تاکہ معاف کرے اللہ تم سے جو پہلے ہوئے گناہ اور جو پیچھے کیونکہ احقاف مکیہ ہے اور سورہ فتح مدنیہ بلا خلاف دونوں کے اور بیشک ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اول ہوں گا ان میں جو داخل ہونگے جنت میں وغیرہ احادیث صریحہ کے جو اس معنی میں ہیں پس محتمل ہے کہ حمل کیا جاوے ثابت ہونے کو علم اجمالی پر اور نفی کو اوپر احاطہ تفصیلی کے،

والنفی علی الاحاطة من حیث التفصیل ۱ھ

علی ہذا یہی روایت دوسری سند سے صحیح بخاری پارہ ۲۸ صفحہ ۹۱۹ میں مرقوم ہے۔ والله ما ادری وانا رسول الله ماذا یفعل بی الخ اور صفحہ ۵۰۱ میں بسند دیگر صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔ والله ما ادری وانا رسول الله مایفعل بی ولا بکم الخ اور اسی روایت کو مشکوٰۃ میں نقل فرمایا گیا۔ والله لا ادری والله لا ادری وانا رسول الله مایفعل بی ولا بکم الخ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۵۶) چنانچہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صفحہ ۲۵ میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں،

ظاہر ایں حدیث آنست کہ عاقبت مبہم ست وہیچ کس نمیداند کہ آخر چہ خواہد شد وچہ کار خواہد کرد وایں درباب انبیاء ورسل خصوصًا درحق سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم منفی ست بدلائل قطعیہ کہ

(ظاہر اس حدیث سے یہ ہے کہ انجام مبہم ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا ہے کہ آخر کیا ہوگا، اور کیا کام کرے گا اور یہ دوبارہ انبیاء اور رسولوں خصوصًا سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم کے حق میں نفی کیا گیا ہے بدلائل قطعیہ کے کہ

دلالت دارند بر جزم و یقین بحسن عاقبت
ایشان یا مراد عدم دریافت احوال عاقبتست
چہ در دنیا و چہ در آخرت بتفصیل چہ علم
باحوال غیب بتفصیل جز پروردگار تعالیٰ را
نباشد اگرچہ مجملاً معلوم است کہ عاقبت انبیا
علیہم السلام بخیریت است ''

دلالت رکھتی ہیں اوپر جزم اور یقین ان کے حسن عاقبت
پر، یا مراد عدم دریافت احوال عاقبت کا ہے دیکھ
دنیا اور کیا دین میں بتفصیل کیونکہ علم احوال غیب
کا بتفصیل سوائے پروردگار تعالیٰ شانہ کے کسی کو نہیں ہوتا
ہے۔ اگرچہ مجملاً معلوم ہے کہ عاقبت انبیاء علیہم السلام
بخیر ہے ''

ایسے ہی تفسیر جلالین صـ۴۲۵ میں ہے۔

وما ادری ما یفعل بی ولا بکم
فی الدنیا اخرج من بلدی ام
اقتل کما فعل بالانبیاء قبلی او
ترمون بالحجارۃ ام یخسف بکم
کالمکذبین قبلکم۔

نہیں جانتا میں کیا ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے یعنی
دنیا میں نکالا جاؤں گا اپنے شہر سے یا قتل کیا جاؤں گا
جس طرح پہلے انبیاؤں کے ساتھ کیا گیا یا پتھر مارے
جاویں یا دھسایا جاوے تم کو جس طرح کذبین تم سے
پہلے دھسائے گئے

اور تفسیر جامع البیان میں ہے۔

لا ادری الی ما یصیر امری وامرکم
فی الدنیا وعن بعضہم معناہ
لا ادری حالی وحالکم فی الآخرۃ
ثم نزل بعدہ لیغفر لک اللہ ما
تقدم الخ وقال بعضہم معناہ لا ادری
بما اؤمر وبما انہی بعد ذلک
او لا ادری حالی وحالکم فی الدارین
علی تفصیل اذ لا ادعی علم الغیب۔

'' نہیں جانتا میں کس طرف پھیری جاوے میری بات اور تمہاری
بات دنیا میں اور بعضوں کے نزدیک معنی یہ ہیں نہیں جانتا
میں اپنا حال اور تمہارا حال آخرت میں پھر نازل ہوا
اس کے بعد لیغفر لک اللہ ماتقدم اور کہا
بعضوں نے اس کے یہ معنی ہیں کہ نہیں جانتا میں کیا امر کیا
جاوے گا اور کس چیز سے منع کیا جاوے گا بعد اس کے یا
نہیں جانتا میں اپنا حال اور تمہارا حال دونوں عالم
میں تفصیلاً اس لئے نہیں دعویٰ کرتا علم غیب کا ''

چنانچہ خود مولوی نعیم الدین نے بھی لا ادری کے ان معنوں کو الکلمۃ العلیا صـ۲۴ میں تسلیم کیا ہے، اور خود
الکلمۃ العلیا صـ۲۵ میں بداہت عقل سے معلوم نہ ہونے کے معنی علم غیب کے تسلیم کئے ہیں۔

پس جو عقل یا بتلانے سے معلوم ہوا اس پر علم غیب کے جاننے کا اطلاق نہیں ہو سکتا، نیز کلمۃ العلیا
صـ۵۳ میں توضیح سے نقل کیا علی ادراک جزئیات الاحکام واطلاق العلم علیہا شائع ذائع

فی المعرف، نیز کلمۃ العلیا ص۹ میں نقل کیا کہ ہدایت میں نفی تفصیل کی ہے اور اجمال ثابت ہے
اپنی فراست اور دانائی سے نہیں جانتے " ایضاً الکلمۃ العلیا ص۱۱۹ میں اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ کے معنی کئے گئے
ہیں کہ آپ کو معلوم نہیں " ان تصریحات کی رو سے رد المحتار سے معنی ہدایت کی حقیقت اپنے ہی اقوال سے
مثل تار عنکبوت واضح ہو گئی، نیز دونوں آیتوں کے ناسخ و منسوخ ہونے کا دعویٰ بھی بوجہ تطبیق
کے مثل پادر ہوا ہو گیا۔ پھر ناسخ و منسوخ احکام میں ہوتا ہے نہ کہ اخبار میں چنانچہ مولوی احمد رضا
خاں صاحب بریلوی انباء المصطفےٰ ص۲ میں لکھتے ہیں "اور اخبار کا نسخ ناممکن ہے "

پس ان دلائل بینات باہرہ سے جو ثابت ہوا یہی بعینہٖ حضرت مولانا شہید مرحوم نے
تقویۃ الایمان میں فرمایا۔ کہ اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی
کہ فلانے کام کا انجام بخیر ہے یا برا سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل
دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے انتہی جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنی فریب کاری جعل سازی
عناد توحید و سنت سے چھپا لیا، مگر کھل گیا پھر مکر و فریب کھل گیا!

اب جو کچھ مولوی نعیم الدین نے اپنی بے باکیوں بدکلامیوں سے مشرکین عرب کے اقوال نقل
کر کے مولانا شہید مرحوم پر بدترین الزام قائم کئے ہیں، وہ سب حضرات ائمہ محدثین و مفسرین پر جنہوں نے
نفی تفصیلی و اثبات اجمالی کے معنی بتائے مولانا شہید مرحوم کے فرمائے ہیں عائد ہو کر خود مولوی
نعیم الدین پر بدلگامیوں کے باعث الٹے لوٹ پڑے۔ کیونکہ مشرکین عرب بوجہ عناد شان نبوت
کے کلیۃً نفی حسن عاقبت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے تھے جس طرح مولوی نعیم الدین بھی اس امر میں عکس
القضیہ کلیۃً اثبات میں کچھ ان سے کم نہیں کیونکہ مخالفت توحید جناب باری تعالیٰ عز اسمہ، میں دعوئے
الوہیت علم غیب کا کلیۃً ہر ذرات عالم پر انبیاء و اولیاء کے لئے کر کے اپنے آپ کو انہیں میں شمار
کر لیا، مسلمانو۔ للہ انصاف! التقلید امشرکین کی قی حشی اور عداوت مقبولان بارگاہ کس کے حصہ میں
آئی ہے۔ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز جلد آخر ص۲۲۰ میں فرماتے ہیں

لست علیھم بمصیطر نیستی تو بر ایشاں
اتالیق و داروغہ کہ ہرگز ایشاں را از جادہ
حق بے راہ شدن ندہی و در دلہائے ایشاں
بجبر و کرہ سخن حق را بنشانی زیرا کہ ایں کار تقلیب
القلوب مالک دلہا است مقدور بشر نیست

"نہیں ہے تو اوپر ان کے اتالیق اور داروغہ کہ ہرگز
ان کو ہدایت حق سے بے راہ نہ ہونے دے اور ان کے
دلوں کو زبردستی حق بات کی طرف لگا دے کیونکہ یہ کام
تقلیب القلوب دلوں کے مالک کا کام ہے کسی بشر
کا مقدور نہیں ہے "

ایضاً ص۳۴۲ میں فرماتے ہیں ۔

وما ادراک ما لیلۃ القدر وچہ میدانی تو کہ چیست بزرگی شب قدر یعنی ہر چند عارف وسیع المعرفت جلیل المرتبت باشد اما حقیقت آں تجلی الٰہی را کہ عالم گوناگون ہمراہ دارد و تاثیرات رنگا رنگ مختلف بر حسب استعدادات قوابل ظاہر مے کند کما ینبغی نمی تواند دانست زیرا کہ شرط ایں دانستن احاطہ است بر جمیع آں عوالم رادایں معنی تفصیلاً از مقدور بشر خارج است اھ

"اور تو کیا جانے کہ کیا ہے بزرگی شب قدر کی یعنی ہر چند عارف وسیع المعرفت جلیل المراتب ہو لیکن حقیقت اس تجلی الٰہی کو کہ عالم گوناگون رکھتا ہے اور تاثیرات مختلف رنگا رنگ حسب استعدادات لوگوں کی قابلیت کے ظاہر کرتا ہے جس طرح چاہیے نہیں جان سکتا ہے کیوں کہ اس کے جاننے میں احاطہ شرط ہے جمیع عالموں اور جمیع اُن استعدادوں میں اور یہ معنی تفصیلاً مقدور بشر سے خارج ہے "

ایضاً ص۳۸۵ میں فرماتے ہیں ۔

وما ادراک ما القارعۃ وچہ میدانی تو کہ چیست حقیقت آں حادثہ کوبندہ وچوں دانستن ہر چیز بدانستن اسباب اوست واسباب قیام قیامت کہ عمدہ آنہا تجلی قہر الٰہی است بر تمام عالم کما ینبغی معلوم ہیچ بشر نیست اھ

"اور کیا جانے تو کہ کیا ہے حقیقت اس حادثے کوٹنے کی اور جو جاننا ہر چیز کا اس کے اسباب سے ہوتا ہے اور اسباب قیام قیامت میں سب سے زیادہ بڑھا ہوا تجلی قہر الٰہی کی ہے تمام عالم پر جیسا چاہیے معلوم کسی بشر کو نہیں ہے "

ایضاً ص۳۶۰ میں فرماتے ہیں ۔

وما ادراک ما ھیہ وچہ میدانے تو کہ چیست آں ہادیہ یعنی عذابے کہ دراں طبقہ است ہیچ معلوم بشر نمے تواند شد،

"اور کیا جانے تو کہ کیا ہے وہ ہادیہ یعنی وہ عذاب کہ اس طبقہ میں ہے کچھ بھی معلوم کسی بشر کو نہیں ہو سکتا ہے "

ایضاً ص۳۶۸ میں فرماتے ہیں

وما ادراک ما الحطمۃ یعنی وچہ میدانے تو باوصف آنکہ در علم بمنتہا رسیدہ کہ چیست آں شکستہ یعنی آں آتش بالا تر از خشا محنت

"اور کیا جانے تو باوصف اس امر کے کہ علم میں غایت درجہ پہنچا ہوا ہے کہ کیا ہے وہ توڑ دینے والی یعنی وہ آگ بالا تر ہے پہچاننے سے عقلاً اور

عقلاؤ حکماء است زیراکہ حرارت نزد ایشان از سہ قسم بیرون نیست یا عنصری است مثل گرمی آتش یا کوکبی است مثل گرمی آفتاب یا مزاجی است مثل گرمی تپ و گرمی حرکت واین آتش بلطفیں اسباب نیست تا در قیاس کسی درآید

حکما کیونکہ حرارت حکمار کے نزدیک تین قسم سے باہر نہیں ہے یا عنصری ہے مثل آگ کی گرمی کے یا کوکبی ہے مثل آفتاب کی گرمی کے یا مزاجی ہے مثل تپ اور حرکت کی گرمی کے اور یہ آگ بطفیں کسی اسباب کے ذریعہ سے نہیں ہے تا کہ کسی کے قیاس میں آسکے

پس ناظرین پر کس درجہ روشن بیانی سے واضح ہوا کہ امور آخرت کی حقیقت باوجود اجمالی حالات معلوم کرانے کے اس کی کنہ کا ادراک عطا نہیں فرمایا گیا کیونکہ یہ طاقت بشری سے خارج ہے چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان حسنی پریس بریلی کے صہ میں لکھتے ہیں ”پیغمبر وصدیق اس کی بے نیازی سے خائف وترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاقت وریاضت جلا کر خاک بناتی ہے“ اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ملفوظ حصہ سوم انڈیا پریس لکھنؤ صـ۲ میں مرقوم ہے

”حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی ولا انت یارسول اللہ آپ بھی یارسول اللہ ارشاد فرمایا ولا انا الا ان یتغمدنی رحمتہ اور میں بھی نہیں جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے اگناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے“

پس جب پیغمبر وصدیق حق تعالیٰ کی بے نیازی وغضب سے خائف وترساں ہیں باوجود بے گناہ ہونے کے بھی استحقاق جنت نہیں رکھتے تو بزعم خود مولوی نعیم الدین کے یہ سب سے بڑا بدگوئی کا فسادی جملہ مشرکین کے لئے خوش کن ہوا مولوی نعیم الدین کہاں تک توحید کی ضد وحمایت شرکیات میں اپنے برادران مذہبی مشرکین کے لئے ہتھیلی لگادیں گے

علیٰ ہذا آیت وللآخرۃ خیرلک من الاولیٰ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ کے متعلق بھی خود ہی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی تجلی الیقین مطبوعہ نادری پریس کے صـ۱۰ میں لکھتے ہیں

”بیشک آخرت تیرے لئے دنیا سے بہتر ہے وہاں جو نعمتیں تجھے ملیں گی نہ آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں نہ کسی بشر یا ملک کے خطرہ میں آئیں“ ایضاً صـ۱۲ ”پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے ان کا حال تو خدا ہی جانے“

اس میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حسن عاقبت ومراتب عالیہ کا اثبات وتیقن ہونے کے باوجود اس کی تفصیل وحقیقت کی نفی کرنا اس کے علم وکیفیت کا بحوالہ حق تعالیٰ ہونا مانند آفتاب کے واضح ہوگیا

اور آپ علیہ الصلوۃ والسلام حسب وعدہ رضائے حق تعالےٰ کے ہر امتی مسلمان موحد کی جو شرک سے بچا ہوا ہو گا، بیشک شفاعت کریں گے اور شفاعت مقبول و منظور ہو گی۔ مگر جو شرکیات میں مبتلا ہو اگرچہ دعویٰ مسلمانی کا رکھتا ہو جس طرح گور پرست خصوصاً گور پرست گر مولوی نعیم الدین جیسے جو علم غیب کے دعوی سے ندار غیر اللہ کر کے بذریعہ نذر و نیاز اپنی حاجات و مرادات طلب کرتے ہیں اور دوسروں کو اپنی شکم پروری کے لئے شرکیات میں مبتلا کرتے ہیں ہرگز ان کی شفاعت نہ ہو گی۔ کیونکہ نپٹ دل کے اندھوں کو ظاہری آنکھ کے علاج سے کیا فائدہ جب تک خالص توحید و سنت پر مخلصانہ عمل نہ ہو ظاہری کلمہ نفع نہ دے گا چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الکوکبۃ الشہابیہ مطبع کلیمی چھوا بازار اسٹریٹ کلکتہ ھذا میں لکھتے ہیں۔

"اگر عادت کے طور پر کلمہ پڑھا تو نفع نہ دے گا جب تک اپنی اس کفری بات سے توبہ نہ کرے"

پھر مولوی نعیم الدین کا اپنی جہالت و سفاہت سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی امور دنیا و آخرت کے ذرہ ذرہ معلوم ہونے کے دعویٰ میں آیت مبارکہ عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودًا بلا ترجمہ کے پیش کرنا کمال درجہ فریب کاری و دلیل عجز ہے۔ کیونکہ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ

"شاید کھڑا کرے تجھ کو تیرا رب تعریف کے مقام میں"

اس میں بھی مقام محمود کو مع اس کی کیفیت و حقیقت کے حق تعالےٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے اپنے علم و مشیت ہی میں رکھا ہے چنانچہ شروع بحث علم غیب کے جواب احادیث اجازت شفاعت میں صحیح بخاری سے مفصل گزر چکا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فیدعنی ما شاء اللہ فاحمد ربی بتحمید یعلمنی فیلہمنی محامد لا اقدر علیہا الان و یلہمنی محامد احمدہ بہا لا تحضرنی الان اھ	"جب تک چاہے گا اللہ مجھے پڑا رہنے دے گا۔ بعد میں اپس میں اپنے رب کی ایسی مدح کروں گا جو اسی وقت مجھے تعلیم کی جائے گی، پس الہام کی جائیں گی۔ مجھے ایسی تعریفیں جن پر اس وقت میں بیان سے قاصر ہوں اور الہام کی جاویں گی مجھے ایسی تعریفیں جو اب حاضر نہیں"

علیٰ ہذا حدیث صحیح مسلم جو مشکوۃ صفحہ ۶۲ میں مرقوم ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ثم سلوا اللہ لی الوسیلۃ فانہا منزلۃ فی الجنۃ لا ینبغی الا لعبد	"بعد جواب بینظازان کے اپھر میرے لئے وسیلہ کی اللہ سے دعا مانگو کیونکہ وہ ایک درجہ ہے جنت میں

من عباد الله وارجوان اكون انا هو فمن سال لى الوسيلة حلت له شفاعتى اھ

نہیں لائق ہے (یعنی نہیں پہنچے گا اس میں) مگر ایک بندہ اللہ کے بندوں میں سے اور میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میں ہوں گا پس جس نے مانگا میرے لئے وسیلہ حلال ہوئی اس کے لئے شفاعت میری"

پس حسب آیات قرآن پاک اور احادیث صحیحہ کے صراحۃً واضح ہوگیا کہ امور آخرت میں باوجود علم قطعی یقینی دربارہ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً جناب خاتم المرسلین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور جن حضرات صحابہ واہل سنت رضی اللہ عنہم کے لئے بشارات جنت وارد ہیں حسب وعدہ حق تعالیٰ کے مغفور و حسن عاقبت و درجات عالیہ بغمار جنت میں فائز المرام ہیں لیکن تفصیلی حالات ذرہ ذرہ واقعات کا علم بجز حق تعالےٰ علام الغیوب کے کسی کو علم قطعی نہیں ہے۔ جس طرح زعم باطل شرکیہ مولوی نعیم الدین کا ہے کہ یہی عین عداوت محبوبان بارگاہ ہے پردۂ نفاق و شقاق میں ہے نہ کہ ہرگز محبت۔ کیونکہ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بھی السنیۃ الانیقہ فی فتاوی افریقیہ رضوی پریس بریلی ص۲۲ میں لکھتے ہیں۔

"بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مدار ایمان ہے جو ان کی تعظیم نہ کرے کافر ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت عین ایمان ہے جب حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام جہان سے زیادہ پیارے نہ ہوں مسلمان نہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ان کی تصدیق میں ہے معاذ اللہ تکذیب سے بڑھ کر اور کیا توہین ہوگی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اتباع حق میں ہے معاذ اللہ ان پر افترا کرنا گریا دشمنی ہے"

نیز مشکوۃ ص۵ج۲ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب ضرورت پیشاب سے فارغ ہوتے تو تیمم فرما لیتے میں نے عرض کیا یارسول اللہ پانی تو آپ سے قریب ہے تو آپ نے فرمایا۔

ما یدرینی لعلی لا ابلغہ

"میں کیا جانوں شاید میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج۱ ص۲۲۳ میں اس حدیث کی شرح فرماتے ہیں

چہ دریاباند مرا یعنی چہ دانم شاید کہ نرسم من آب را یعنی عمر وفانہ کند و فرصت نیابم کہ وضو کنم پس بارے بالفعل یکنوع طہارت نے خود

"کس چیز نے معلوم کرایا مجھے یعنی کیا جانوں میں شاید کہ نہ پہونچوں میں پانی کی جگہ تک۔ یعنی عمر وفا نہ کرے اور فرصت نہ پاؤں میں کہ وضو کروں میں بالفعل ایک طرح

حاصل کردہ باشم عادت شریف چناں بودے
کہ بعد از نقض وضو زود تیمم کردے پیش از
آنکہ وضو سازد از برائے عبادت بہ تحصیل نوعے
از طہارت اھ

کی طہارت اپنے لئے کر لیتا ہوں آپ کی عادت
شریف اسی طرح تھی کہ وضو جاتے رہنے سے جلدی سے
تیمم فرمالیتے پہلے اس سے کہ وضو فرماویں یہ جلدی ایک
نوع طہارت حاصل ہونے کی وجہ سے فرماتے تھے"

ہمارے ماں باپ جان و مال نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں۔ کہاں ہیں متبعین سنت اور محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دم بھرنے والے اسوۂ حسنہ کو بیان کرنے والے اپنی موت کو ہر دم پیش نظر رکھ کے طہارت سے رہنے والے۔! ایسے ہی صحیح بخاری پارہ ۲۸ ص۱۰۶۴ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
انما انا بشر وانکم تختصمون ولعل
بعضکم ان یکون الحن بحجتہ من
بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع
فمن قضیت لہ من اخیہ شیئا فلا
یاخذ فانما اقطع لہ قطعۃ من النار

"فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سوائے اس کے نہیں کہ
میں بشر ہوں اور تم اپنے جھگڑے میرے پاس لاتے ہو اور شاید
تم میں کا خوش بیان لسان ہو دلیل میں بعض پر پس میں
اس کے موافق جو سنوں اسی پر فیصلہ کر دوں پس جس کیلئے
اس کے بھائی کی چیز میں سے میں دلا دوں تو وہ اس چیز کو
نہ لے کیونکہ میں نے اس کو آگ کا ٹکڑا دیا ہے۔"

اس حدیث کی شرح میں امام حجۃ الاسلام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ الرحمن کی شان میں مولوی صاحب بریلوی تجلی الیقین ص۴۷ میں "امام الحفاظ" اور ص۱۲ میں "جبل الحفظ" اور ص۳۲ میں امام علامۃ سید الحفاظ شیخ الاسلام، اور ص۱۲ میں، امام خاتم الحفاظ، اور حیات الموات ص۴۷ میں امام خاتم الحفاظ حافظ الشان اور ص۵۹ میں امام علامہ سید الحفاظ ابو الفضل لکھتے ہیں، اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۱۱ میں شیخ المشائخ قاضی القضاۃ اوحد الحفاظ والرواۃ اور اپنے رسالہ فرائد النور ص۲۵ میں شیخ الاسلام قاضی القضاۃ حافظ ابو الفضل شہاب الدین احمد لکھا ہے پس آپ فتح الباری ص۷۶۴ پارہ ۲۸ میں فرماتے ہیں قولہ انما انا بشر الخ ای کواحد من البشر فی عدم علم الغیب یعنی در علم غیب نہ جاننے میں بھی اور بشروں کی مانند ہوں، ایضاً فتح الباری پارہ ۲۹ ص۶۰۹ میں بھی بشرح حدیث مذکور فرماتے ہیں

قولہ انا بشر الخ اتی بہ ردا علی من
زعم ان من کان رسولا فانہ

"آپ نے اپنی نسبت بشر اس لئے فرمایا کہ رد
ہو جاوے اس پر جو گمان کرتے ہیں اس بات کا کہ جو رسول

یعلم کل غیب حتی لایخفی علیہ المظلوم ا ھ	ہوتا ہے وہ ہر غیب کی چیز کو جانتا ہے یہاں تک کہ کوئی مظلوم ان پر پوشیدہ نہیں رہتا ،،

اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی نعیم الدین نے کس درجہ ہٹ دھرمی و زبان درازی پر اپنے دعاوی باطلہ میں کمر باندھی ہے کہ الکلمۃ العلیا ص ۱۳۲ میں اسی حدیث صحیح بخاری کے متعلق لکھا کہ

"اس میں ایک حرف بھی ایسا نہیں کہ جو محمد مصطفے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم جمیع اشیاء کے انکار میں ذرا بھی مدد دے ،،

معاذ اللہ منہ جس سے پورے طور پر واضح ہے کہ آیات و احادیث ارشادات ائمہ سلف محدثین و مفسرین مجتہدین و مشائخ پر محض منافقانہ ایمان لانا اور تعریف و توصیف کرنا فریبانہ ہے ورنہ ایسی تصریحات کے بعد پھر کیا انا کانی ۔ نیز دیکھو صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۶۴ میں روایت ہے کہ

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہوئے مدینہ طیبہ میں اور وہ لوگ قلم لگاتے تھے کھجوروں کے درختوں میں تو آپ نے فرمایا کیا کرتے ہو تم تو انہوں نے کہا ہم اپنے معمول سے ایسا ہی کرتے ہیں فرمایا آپ نے اگر تم شاید ایسا نہ کرو تو بہتر ہو پس لوگوں نے قلم لگانا چھوڑ دیا پھر نقصان ہوا اس میں پھر ذکر کیا گیا اس کا آپ کی خدمت میں پس فرمایا آپ نے سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں جس وقت حکم کروں میں تم کو کسی شئے کا دین کے کاموں میں تو اس کو اختیار کر لو اور جب حکم کروں میں کسی شئے کا اپنی رائے سے پس سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں ،، (مشکوٰۃ ص ۲۷)

اس حدیث کی دوسری سند میں ہے

قال انتم اعلم بامور دنیاکم (صحیح مسلم ص ۲۶۴)	"فرمایا آپ نے تم زیادہ جانتے ہو اپنے دنیا کے کاموں کو ،،

مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج اول ص ۱۲۱ میں فرماتے ہیں

حاصل آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باجتہاد خود ازاں منع کردہ بود بے آنکہ وحی کردہ شود بسوئے وے دریں باب چیزے ودر حدیث دلالت ست بر آنکہ آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم التفاتے نبود بامثال این امور دنیاویہ و متعلق نبود غرض وے بداں اتر	"حاصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اجتہاد سے اس کو منع فرمایا ہے بلا اس کے کہ آپ کی طرف اس امر میں کسی چیز کی اطلاع بذریعہ وحی کی جاوے اور اس حدیث میں دلالت ہے اس بات کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کے ان امور کی طرف کوئی التفات نہ تھا اور

جہت عدم تعلق سعادت دنیا و آخرت بداں
و اہتمام نبود مگر بہ بیان امور متعلق بدیں ہمینست
معنی آنچہ در بعض روایات ہمدریں قضیہ آمدہ کہ
فرمود شما دانا ترید بکارہائے دنیائے خود
یعنی مرا کارے و التفاتے بداں نیست ملخصاً

آپ کی اس سے کوئی متعلق نہ تھی اور نہ اس کا کوئی اہتمام
تھا مگر متعلق امور دین کے بیان کا اور یہی ہیں معنی جو بعض
روایات میں اسی قصہ کے متعلق آیا ہے
کہ فرمایا تم زیادہ جانتے ہو اپنے دنیا
کے کاموں کو،،

پس اگر ذرہ ذرہ عالم کی ہر شئے کو آپ کا جاننا ضروری ہوتا تو آپ اپنے ارشاد اجتہادی سے رجوع نہ فرماتے۔ مگر مولوی نعیم الدین کی عقل پر اپنی سیاہ دلی کا بوجہ عناد حدیث کے ایسا پردہ پڑ گیا ہے کہ صریح الفاظ حدیث سے مضطربانہ انکار کر دیا جاتا ہے چنانچہ الکلمۃ العلیا صہ۹ میں لکھا ہے کہ یہ کسی حدیث میں نہیں،، پھر دروغ گورا حافظہ نباشد خود صہ۸۵ میں نقل گیا فقال انتم اعلم بامر دنیاکم۔ اور صہ۶ میں یہ لکھ کر کہ ،،آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر زمین و آسمان میں کچھ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں اگرچہ بشریت کے اعتبار سے یہ فرمادیں کہ دنیا کا کام خوب جانتے ہو،، پھر یہ لکھا کوئی پوچھے کہ کتاب کے عموم کی تخصیص خبر واحد سے ہو سکتی ہے،،

معاذ اللہ اتنی عبارت میں انکار بھی اور پھر ادھورے اقرار پر یہ حیلہ خبر واحد وہی دہنا سری کہ ذرہ بھر بھی پوشیدہ نہیں۔ لیکن

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

حالانکہ مولوی نعیم الدین کے مقتدا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ملفوظات حصہ سوم حسنی پریس بریلی کے (۱۳۳۸ھ) صہ۶۴ میں لکھتے ہیں، ،،عرض،، حضور یہ امام مجاہد کا قول ہے اور وہ بھی خبر آحاد ،، ارشاد ،، تو اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ ان کا قول نہ مانا جائے قرآن عظیم ایک حرف نہیں چل سکتا تاوقتیکہ احادیث اور ائمہ کے اقوال کو نہ مانا جائے،،

مسئلہ علم غیب میں ملا علی قاریؒ کی لپسند کردہ تقریر

ملا علی قاری کی جن کی توصیف میں مولوی نعیم الدین نے فرائد النور صہ۲۲ میں ،،علامہ فاضل فہامہ کامل علی بن سلطان محمد القاری،، لکھا ہے۔ مگر ابھی اس کتاب کے صہ۶۳ و صہ۱۹۷ میں محض لفظ علامہ ہی پر اکتفا کیا ہے۔ کیونکہ اپنی جملہ فریب کاریوں کی دال گل نہ سکے گی اس لئے کہ آپ محققین حنفیہ ہیں سے ہیں موضوعات کبیر صہ۱۱۹ و ۱۲۰ میں مولوی نعیم الدین جیسوں کی تمام بد تالیسوں کا طشت ازبام کر کے قلع قمع فرماتے ہیں ناظرین بغور ملاحظہ فرمائیں

قال[1] وقد جاهر بالكذب بعض
من يدعی فی زماننا العلم وهو
متشبع بما لم يعط ان رسول
الله صلی الله عليه وسلم كان يعلم
متی تقوم الساعة قيل له فقد
قال فی حديث جبرئيل ما المسئول
عنها باعلم من السائل فحرفه عن
موضعه وقال معناه انا وانت
نعلمها وهذا من اعظم الجهل و
اقبح التحريف والنبی اعلم
بالله من ان يقول لمن كان يظنه
اعرابيا انا وانت نعلم الساعة
الا ان يقول هذا الجاهل انه
كان يعرف انه جبرئيل ورسول
الله صلی الله عليه وسلم هو
الصادق فی قوله والذی نفسی
بيده ما جاءنی فی صورة الا
عرفته غير هذه الصورة وفی
اللفظ الآخر ما شبه علی غير هذه
المرة وفی اللفظ الآخر ردوا علی
الاعرابی فذهبوا فالتمسوا فلم
يجدوا شيئا وانما علم النبی صلی
الله عليه وسلم انه جبرئيل بعد
مدة كما قال عمر فلبثت مليا
فقال النبی عليه الصلوة والسلام

کہا بعض مدعیان علم نے جو در حقیقت علم سے کورے
ہیں وہ اپنے جھوٹ کا اعلان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب ہوگی جب
ان کے سامنے جبرئیل علیہ السلام کے سوال کی حدیث پیش کی جاتی
ہے کہ قیامت کب ہوگی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب
میں فرمایا کہ جس سے دریافت کیا جاتا ہے وہ دریافت کرنے
والے سے اس کا علم زیادہ نہیں رکھتا۔ تو یہ مدعیان علم
اس حدیث کو اس کے محل سے ہٹا دیتے ہیں اور اس کی
تحریف میں عجیب و غریب معنی بیان کرنے لگتے ہیں کہتے ہیں
کہ مطلب یہ ہے کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے
اور یہ بڑی جہالت اور قبیح تر تحریف ہے بھلا وہ شخص جو نبی
صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کر رہا ہے اور آپ اسے جانتے
ہیں کہ یہ ایک اعرابی ہے اس سے کس طرح فرمائیں گے
کہ میں قیامت کو جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے کہ وہ کب
آنے والی ہے البتہ یہ مدعی علم جو در حقیقت اجہل الناس ہے
یہ کہدے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سائل کو پہچانتے
تھے کہ جبرئیل ہی ہیں تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ یہ
دوسرا جھوٹ ہے کہ آپ اس وقت جانتے تھے کہ یہ جبرئیل
ہیں کیونکہ پھر آپ کے اس فرمانے کا کیا مطلب ہوگا کہ اس
ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ کسی صورت میں
جب کبھی بھی میرے پاس جبرائیل آئے میں نے انہیں پہچان لیا
بجز اس مرتبہ کی اس صورت کے اور دوسری حدیث میں آتا ہے
کہ کسی وقت بھی جبرئیل کسی صورت میں مجھ پر مخفی نہیں رہے
اس اعرابی کی صورت میں اس وقت میں انہیں نہیں پہچان
سکا اور دوسری حدیث میں ہے کہ جب حضرت جبرئیل علیہ السلام

[1] ای الحافظ ابن القیم رح فی رسالۃ المنار ص ۲۳ طبع القاہرہ (ح ح)

يا عمر اتدري من السائل والمحرف
يقول علم وقت السؤال انه جبريل
ولو يخبر الصحابة بذلك الا بعد
مدة ثم نقول في الحديث ما المسئول
عنها باعلم من السائل يعم كل
سائل ومسئول فكل سائل ومسئول[1]
عن الساعة هذا شانهما ولكن
هؤلاء الغلاة عندهم ان علم
رسول الله منطبق على علم الله
سواء بسواء فكل ما يعلمه الله
يعلمه رسوله والله تعالى يقول و
ممن حولكم من الاعراب منافقون
ومن اهل المدينة مردوا
على النفاق لا تعلمهم نحن نعلمهم وهذا
في براءة وهي من اواخر ما نزل
من القران هذا والمنافقون
جيرانه في المدينة انتهى
ومن اعتقد تسوية علم
الله ورسوله يكفر اجماعا
كما لا يخفى قال[1] ومن هذا
حديث عقد عائشة رضي الله عنها
لما ارسل في طلبه فاثاروا
الجمل فوجدوه مما يريد ما
تقدم ويبطل قول القائل
حديث عائشة فقد ذكر

بصورت اعرابی سوال وجواب کے بعد چلے گئے تو آپ نے فرمایا
اس اعرابی کو میرے پاس لوٹا لاؤ جب لوگ گئے ہر چند تلاش
کیا کہیں نہ پایا اس سے بھی زیادہ وضاحت اس حدیث سے
ہوتی ہے جس میں تصریح ہے کہ ایک مدت کے بعد نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کو یہ علم ہوا کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جس طرح
ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ
ایک مدت گذرنے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے
فرمایا کہ تمہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ سائل کون تھا، پس حدیث یا
تو اس قدر وضاحت سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بوقت
سوال سائل کو نہیں پہچانا تھا پھر ایک اور طرح سے بھی اس
مدعی علمیت کی تکذیب ہوتی ہے کہ حدیث میں جو الفاظ ہیں
وہ عام ہیں یعنی الفاظ یہ ہیں کہ دریافت کیا گیا دریافت کرنے
والے سے زیادہ باخبر نہیں ہے پس اگر اس کے معنے سائل و مسئول
دونوں کو وقت قیامت سے باخبر ہونا ہے تو چاہیے کہ ہر ایک
سائل اور ہر ایک سوال کیا گیا تعین وقت قیامت کا پورا
عالم ہو اور یہ بالبداہت باطل ہے، جس سخت رنج ہے
کہ یہ غلو کرنے والے لوگ اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ان کے
نزدیک علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور علم اللہ تعالیٰ
دونوں برابر ہیں، ہر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں بھی ہے خیال تو
کرو کہ یہ کس قدر بڑا کلمہ ہے سنو قرآن پاک میں ہے تمہارے
آس پاس دیہاتی اعرابی منافق ہیں اور خود مدینہ والوں میں بھی
اہل نفاق ہیں جو برابر نفاق پر اڑے ہوئے ہیں اے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم تم انہیں نہیں جانتے پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
کہ تم نہیں جانتے اور یہ کتنے چلے جاویں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

[1] ای ابن القیم (ع ح)

العماد بن كثير وهو من اكابر المحدثين قال البخاري حدثنا عبد الله بن يوسف اخبرنا مالك عن عبد الرحمن بن القاسم عن ابيه عن عائشة رضي الله عنها قالت خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في بعض اسفاره حتى اذا كنا بالبيداء او بذات الجيش انقطع عقد لي فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم على التماسه واقام الناس معه وليسوا على ماء وليس معهم ماء فاتى الناس الى ابي بكر رض فقالوا الا ترى ما صنعت عائشة اقامت برسول الله وبالناس وليسوا على ماء وليس معهم ماء فجاء ابو بكر ورسول الله واضع رأسه على فخذي قد نام فقال حبست رسول الله والناس وليسوا على ماء وليس معهم ماء قالت فعاتبني ابو بكر وقال ما شاء الله ان يقول وجعل يطعن بيده في خاصرتي ولا يمنعني من التحرك الا مكان رسول الله على فخذي فقام عليه السلام حين اصبح على غير ماء

جانتے ہیں نیز یہ سورت برات کی آیت قرآن کریم میں سب سے آخری سورت باعتبار نزول کے ہے اور خود مدینہ میں وہ لوگ موجود آپکے آس پاس رہتے ہیں اور آپ ان سے بے علم ہیں جو شخص اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو یکساں جانے کا عقیدہ رکھے وہ باجماع امت بالکل کافر ہے جس طرح کہ یہ امر مخفی نہیں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غیب دان نہ ہونے کی ایک دلیل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ حدیث بھی ہے جسے حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے اور وہ اکابر محدثین میں سے ہیں کہ صحیح بخاری میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ایک سفر میں تھے جب مقام بیداء ذات الجیش میں پہنچے تو میرا ہار ٹوٹ گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی تلاش کے لئے ٹھہر گئے اور سارا قافلہ بھی رک گیا پانی نہ وہاں تھا نہ ہمارے ساتھ تھا اس وجہ سے لوگ میرے والد حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آنے لگے اور کہنے لگے دیکھئے تو آپ کی صاحبزادی صاحبہ (رضی اللہ عنہا) نے کیا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور لوگوں کو ٹھہر الیا نہ یہاں پانی ہے نہ ہمارے پاس پانی ہے اس پر والد صاحب میرے پاس آئے اور مجھے ڈانٹنے ڈپٹنے لگے یہاں تک کہ میری کوکھ میں انگلیاں ماریں چونکہ میرے گھٹنے پر نبی علیہ السلام سر رکھ کر آرام فرما رہے تھے اسلئے میں حرکت بھی نہیں کر سکتی تھی مجھے کہنے لگے تو نے نبی اور صحابہ کو روک لیا اور سب تکلیف میں ہیں نہ یہاں پانی ہے نہ لشکر میں بہت کچھ سخت سست مجھے کہا اب صبح کی نماز کا وقت آگیا اور پانی بالکل نہ تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اس پر اللہ تعالیٰ نے تیمم کی آیت نازل فرمائی تو حضرت اسعد بن

فانزل اللہ آیۃ التیمم فقال اسید بن
الحضیر ما ھی باول برکتکم یا آل ابی
بکر قالت فبعثنا البعیر الذی کنت
علیہ فوجدنا العقد تحتہ قال ومن
ھذا ای ومن ھذا القبیل حدیث
تلقیح التمر وقال ما اری لو ترکتموہ
لا یضرہ شیٔ فترکوہ فجاء شیصاً
فقال انتم اعلم بدنیاکم رواہ
مسلم عن عائشۃ وقد قال تعالیٰ
قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ
ولا اعلم الغیب - وقال ولو کنت
اعلم الغیب لاستکثرت من الخیر
ولما جری لام المؤمنین عائشۃ
ما جری ورماھا اھل الافک لم
یکن یعلم حقیقۃ الامر حتی جاءہ
الوحی من اللہ تعالیٰ ببراءتھا وعند
ھؤلاء الغلاۃ انہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام کان یعلم الحال علیٰ
حقیقتہ بلا ریبۃ استشار الناس
فی فراقھا ودعا بریرۃ فسألھا
وھو یعلم الحال وقال لھا ان
کنت الممت بذنب فاستغفری
اللہ وھو یعلم علماً یقیناً انھا
لم تلم بذنب ولا ریب ان الحامل
لھؤلاء علیٰ ھذا الغلو اعتقادھم

حضرت رضی اللہ عنہ کی زبان سے بے ساختہ نکل گیا کہ اے آل ابوبکر
تمہاری یہ پہلی ہی برکت نہیں فرماتی ہیں اب ہم نے اپنا اونٹ کھڑا
کیا تو اس کے نیچے سے ہار نکل آیا۔ ظاہر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کو غیب کا علم نہ تھا ورنہ تمام رات بے پانی کے تکلیف میں اس بیابان
میں نہ گزارتے اسی وقت اونٹ کو کھڑا کر کے اس کے نیچے سے ہار نکال
لیتے) اسی طرح ایک حدیث میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے صحیح مسلم میں مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری رائے
یہ ہے اگر تم لوگ کھجوروں کے درختوں میں پیوند نہ لگاؤ تو کوئی نقصان
نہ ہوگا چنانچہ لوگ اس سے باز رہے تو اس سال کھجوریں بہت کم آئیں
تو آپ نے فرمایا کہ دنیا کی باتوں کو تم زیادہ جانتے ہو یہ حدیث
بھی دلیل ہے کہ آپ کو غیب کا علم نہ تھا ورنہ پہلے ہی سے جان لیتے
کہ پیوند نہ لگانے سے کھجوروں کی پیداوار کم ہوگی اور تحقیق فرمایا
اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں کہہ دو تم اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں
کہتا تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے اللہ کے نہ میں غیب کی بات کو جانتا
ہوں اور فرمایا اگر میں غیب جانتا تو بہت خوبیاں جمع کر لیتا اور مجھ کو
تکلیف کبھی نہ پہنچتی علاوہ ازیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
عنہا پر منافقوں کا تہمت لگانا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب تک
وحی نہ آئی حقیقت حال کا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برات
کا معلوم نہ ہونا یہ صاف طور پر دلیل ہے کہ آپ غیب دان نہ تھے
پھر بھی ان غالی لوگوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت
اس کے خلاف عقیدہ رکھنا بالکل خلاف شرع ہے اگر آپ کو علیہ
الصلوٰۃ والسلام واقعہ کا حقیقی علم ہوتا تو کیا وجہ تھی کہ آپ لوگوں
سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علیحدہ کرنے کا مشورہ لیتے بریرہ
کو بلا کر ان سے واقعہ کی تحقیق فرماتے خود صدیقہ رضی اللہ عنہا
سے فرمانا کہ اگر فی الواقعہ تیرا دامن داغدار ہے تو توبہ کر اللہ تعالیٰ

[1] یعنی ابن القیم رح (ع ، ح)

انہ یکفر عنہم سیئاتہم و یدخلہم الجنۃ وکلما علوا کانوا اقرب الیہ واخص بہ فہم اعصی الناس لامرہ واشدہم مخالفۃ لسنتہ وھٰؤلاء فیہم شبہ ظاہر من النصاری الذین غلوا فی المسیح اعظم الغلو وخالفوا شرعہ ودینہ اعظم المخالفۃ والمقصود ان ھٰؤلاء یصدقون بالاحادیث المکذوبۃ الصریحۃ ویحرفون الاحادیث الصحیحۃ واللہ ولی دینہ فیقیم من یقوم لہ بحق النصیحۃ اھ

ہے استغفار کرے جبکہ آپ کے علم غیب کی رو سے یہ یقینی علم تھا کہ ام المومنین اس ناپاکی کے قریب بھی نہیں تو پھر تو سب باتیں گویا کس افسوس ہے حد سے بڑھ جانے والوں ایسی ہی باتوں کو جہنم سے بچنے کا اور جنت میں جانے کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں یہ جس قدر ان غلو میں بڑھتے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم جنت سے اتنے ہی قریب اور جہنم سے اتنے ہی دور ہوگئے در اصل یہ سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نافرمان ہیں اور سب سے زیادہ آپ کی حدیثوں کے مخالف ہیں بلکہ اصل تو یہ ہے کہ جس طرح نصرانیوں نے حضرت عیسٰی کے حق میں بڑا غلو کیا ہے اور شریعت عیسوی اور دین مسیحی کی مخالفت کی ہے اسی طرح یہ لوگ ہیں کہ جن کا مقصد صریح موضوع اور گھڑی ہوئی روایتوں کی تصدیق کرنا ہے اور احادیث صحیح کی تحریف اور تکذیب کرنا یہ بھی عیسائیوں کی طرح دین محمدی کو الٹ پلٹ کر ڈالنا چاہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے اس دین کا خود محافظ اور والی ہے پس ہر زمانہ میں وہ ایسے لوگوں کو کھڑا کر دیتا ہے جو سچی خیر خواہی سے اللہ تعالیٰ کے اس دین کی نگہبانی کرتے رہتے ہیں انتہیٰ

الحمد للہ کہ ملا علی قاری نے جو خصوصاً اکابر حنفیہ میں سے ہیں حافظ ابن القیم رح کی عبارت نقل کرکے مع اس پر اپنی تعلیقات کے تائید تقویۃ الایمان مبتدعین مدعیان علم غیب کی کمریں توڑ دیں، تمام تر دعاوی باطلہ علم غیب کو خاک کر دیا کوئی حیلہ وتاویل فاسدہ باطلہ کی گنجائش نہ چھوڑی، نصوص قرآن واحادیث صحیحہ کی تکذیب میں نصاریٰ فرقہ ضالہ جیسا غلو کرنے والوں کو دین محمدی کو الٹ پلٹ کر دینے والے قرار دے کر ہر زمانہ میں مولانا محمد اسمٰعیل شہید مرحوم جیسے توحید وسنت کے علم بردار، قرآن وحدیث کی نگہبانی اور سچی خدمت پر قائم رہنے والے مبتدعین کا سر کچلنے والے اہل ایمان کو بشارات عظیمہ کی خوشخبری کا مژدہ سنایا یہی شان عالم ربانی حقانی کی ہوتی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

مسئلہ علم غیب میں فقہائے حنفیہ کی تصریحات اور فتاویٰ

علیٰ ہذا ملا علی قاری موصوف الصدر شرح فقہ اکبر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ

صـ۱۸۳ میں فرماتے ہیں۔

ثم اعلم ان الانبیاء لم یعلموا المغیبات من الاشیاء الا ما علمہم اللہ تعالیٰ احیانا وذکر الحنفیہ تصریحا بالتکفیر باعتقاد ان النبی یعلم الغیب لمعارضۃ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کذا فی المسایرۃ +

" پھر جان تو کہ انبیاء علیہم السلام نہیں جانتے تھے غیب کی کسی چیز کو مگر جتنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جب کبھی بتایا۔ اور حنفیہ نے تصریح کی ہے کافر ہو جانے کی اس اعتقاد سے کہ نبی علیہ السلام جانتے تھے غیب واسطے مخالف ہونے حق تعالیٰ کے فرمانے کے تم کہدو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتا کوئی آسمانوں اور زمینوں میں غیب کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اسی طرح مسایرہ میں ہے "

اور اسی طرح مذہب حنفیہ کے معتبر فتاوی قاضی خان جلد رابع باب مایکون کفرا من المسلم ومالا یکون صـ۲۸ میں مع دلیل کے مرقوم ہے

رجل تزوج امرأۃ بغیر شہود فقال الرجل والمرأۃ خدائے را و پیغامبر را گواہ کردیم قالوا یکون کفرا لانہ اعتقد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب وھو ماکان یعلم الغیب حین کان فی الاحیاء فکیف بعد الموت انتہی وفی ھذہ الصفحۃ ایضا امرأۃ قالت لزوجہا تو سر خدای دانی فقال نعم قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل یکفر الرجل لان السر والغیب واحد

(ومن ادعی علم الغیب کان کافرا +)

" (مداس باب میں جن باتوں سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے اور جن سے نہیں ہوتا ان کا ذکر ہے) یعنی مرد نے نکاح کیا عورت سے بغیر گواہوں کے پس کہا مرد اور عورت نے خدا کو اور پیغمبر کو گواہ کرتے ہیں ہم فرماتے ہیں ہو جاوے گا کفر کیونکہ اس نے اعتقاد کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں غیب حالانکہ آپ نہیں جانتے تھے غیب جب آپ زندہ تھے پس کس طرح بعد مرنے کے جان لیویں گے ایسے اگر عورت نے کہا اپنے خاوند سے تو خدا کے بھید کو جانتا ہے تو اس نے کہا ہاں فرمایا امام شیخ ابوبکر محمد بن فضل نے کفر کیا مرد نے کیونکہ بھید اور غیب ایک ہی ہے اور جس نے کیا دعوی علم غیب کا ہو گیا کافر "

علی ہذا فتاوی عالمگیری جلد اول صـ۹ میں مرقوم ہے

ومن تزوج امرأۃ بشہادۃ اللہ ورسولہ لا یجوز النکاح کذا فی التجنیس ۔

" جس نے نکاح کیا عورت سے اللہ اور اس کے رسول کی شہادت پر نکاح نہ ہوگا "

اسی طرح بحر الرائق وغیرہ اکثر کتب فقہ حنفیہ معتبرہ میں مرقوم ہے چنانچہ " بالا بدمنہ " از جناب قاضی

ثناء اللہ پانی پتی رح میں مرقوم ہے

اگر کسے بدون شہود نکاح کرد و گفت کہ خدا و رسول را گواہ کردم یا فرشتہ را گواہ کردم کافر شود۔

"اگر کوئی بغیر گواہوں کے نکاح کرے اور کہے کہ خدا اور رسول کو گواہ کیا میں نے یا فرشتہ کو گواہ کیا میں نے کافر ہو جاوے گا"

نیز قاضی صاحب موصوف رح ارشاد الطالبین ص۹۵ میں فرماتے ہیں

علم غیب مر اولیاء را گفتن کفر است قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب یعنی بگو ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم نمیگویم کہ من علم غیب دارم قال اللہ تعالیٰ ولا یحیطون بشیٔ من علمہ الا بما شاء یعنی انبیاء و ملائکہ احاطہ نمیکنند چیزے را از علم خدا مگر انچہ خواہد و آنہا را بداں علم دہد و دیگر آیات شاہد ایں مدعا ست مثلاً اگر کسی گوید کہ خدا و رسول برایں عمل گواہ اند کافر شود

"علم غیب اولیاء کے لئے کہنا کفر ہے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں کہتا ہوں میں تم سے کہ میرے پاس ہیں خزانے خدا کی رحمت کے جن کو میں چاہوں دے دوں اور نہیں کہتا جیسی یہ کہ میں علم غیب رکھتا ہوں فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ انبیاء و ملائکہ کسی چیز کا احاطہ اللہ کے علم سے نہیں کر سکتے ہیں مگر جتنا چاہے اس میں سے ان کو علم دے دے اور اس مدعا پر دوسری آیات شاہد ہیں اگر کوئی کہہ دے کہ خدا اور رسول اس عمل پر گواہ ہیں کافر ہو جاوے گا"

علیٰ ہذا حضرت قاضی صاحب موصوف رح تفسیر مظہری ص۷۲ میں فرماتے ہیں

ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عالما بجمیع اللغات۔

"نہیں تھے نبی علیہ السلام عالم جمیع لغات کے"

واضح ہو کہ قاضی صاحب وہ مقدس بزرگ ہیں جن کی مدح میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۹۸ میں لکھتے ہیں

"قاضی ثناء اللہ پانی پتی کہ جناب مرزا صاحب ان کے پیر و مرشد ممدوح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب نے مکتوب ۵۷ میں انہیں فضیلت و ولایت آب مروج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات و مصدر انوار فیوض و برکات لکھا اور منقول کہ شاہ عبدالعزیز صاحب انہیں بیہقی وقت الخ"

علیٰ ہذا مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اخبار الاخیار ص۱۳۸ میں فرماتے ہیں کہ مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت کی خدمت میں سید علی ہمدانی آئے اطلاع ہوئی کہ ہمدانی حاضر ہیں۔ فرمایا

ہمدان غیر علام الغیوب کسے نیست۔

"سب جاتے والا سوائے علام الغیوب کے کوئی نہیں ہے"

اور مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب رحمہ گنج مرادآبادی ممدوح مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مجموعہ تصوف صہ ۲۴۲ میں فرماتے ہیں

"علم غیب اللہ تعالیٰ کو ہے اور کسی کو نہیں"

پس فقہار اور اکابر علمار کرام کا مدعی علم غیب پر کفر کا فتویٰ کیا بالذات کے لئے مخصوص ہے؟ اور کیا کوئی مدعی اسلام اہل قبلہ بالذات کا سوائے حق تعالےٰ کے کسی کے لئے قائل تھا جو یہ فتویٰ تکفیر فقہار کا صادر ہوا؟ لامحالہ قائل بالعطا ہی تھا جس پر فتویٰ کا صدور ہوا۔ اور کیا کفار نے علم غیب بالذات کا کسی کے لئے کبھی دعویٰ کیا تھا جو اس کی نفی قرآن پاک میں وارد ہوئی اور ان کو کافر ومشرک فرمایا گیا۔!

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین نے انوار ساطعہ کو جو اپنے رسالہ سواد اعظم میں بڑی مستند قابل مدح وتوصیف عجیب اور اس کے مؤلف کو رحمتہ اللہ علیہ لکھا ہے جس کی عبارات خصوصاً تردید علم غیب میں گزر چکی ہیں اس کے صہ ۲ میں جس کو خود مطبع نعیمی میں چھاپ کر شائع کیا ہے اس میں جن علمار کی توصیفیں مرقوم ہیں۔ ان میں ایک صاحب کے حق میں یہ توصیفی الفاظ لکھے گئے ہیں۔

البحر القمقام والحبر الهمام تاج المحدثين سراج المتفقهين الاديب المصقع المتكلم النبيه العارف المحدث المفتي الفقيه جامع الشريعة والطريقة مجمع البحرين مولنا محمد ارشاد حسين (رامپوری) صانه الله عن كل شين

یہی مولوی ارشاد حسین صاحب انتصار الحق صہ ۲۲ و صہ ۲۳ میں رعبداللہ بن انیس جہنی صحابی رضی اللہ عنہ جن کی وفات علی الاختلاف ۵۴ھ یا ۷۴ھ میں ہے اور آپ کا کوفے میں جانا صراحۃً ثابت ہے اور ولادت امام ابوحنیفہ صاحب رحمہ اللہ ۸۰ھ میں ہے پس اس پر یہ مقولہ کہ امام صاحب کے زمانہ میں تھے اور امام صاحب ان کی ملاقات سے مشرف ہوئے یا نہیں، اس کی پوری تحقیق تو معیار الحق اور انتصار الحق سے واضح ہے اس کے متعلق) مسئلہ حقیقت علم غیب کو لکھتے ہیں "بمقولہ صاحب معیار الحق کہ سوا عبداللہ جہنی کے اور کوئی عبداللہ کوفے نہیں گئے"

"یہ دعوے ہے بلا دلیل اس لئے کہ جس کو تفصیل احوال اور تقلیبات پانچوں عبداللہ بن انیس کی معلوم ہوگی وہ یہ حکم کرسکتا ہے اور ایسا علم تفصیلی سوا علام الغیوب کے اور کو نہیں"۔ دراس لئے کہ جب تتبع کرکے یہ امر معلوم کیا، تو حکم اوپر غیب کے کب ہے اھ ملخصاً بلفظہ

پس اس سے دو امر واضح ہوئے۔ اولاً علم کسی شئے کا تفصیلی سوائے حق تعالیٰ علام الغیوب کے کسی کو

نہیں ہوسکتا. ثانیاً علم سببی برہانی بہ تتبع حاصل کردہ عطا شدہ پر علم غیب کا اطلاق نہیں کیا جاتا ہے۔

نیز مولوی ارشاد حسین صاحب. موصوف اپنے فتاوی ارشادیہ جلد اول ص۲۳ ص۲۶ میں فرماتے ہیں

«حضور ارواح مقدسہ انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام ہنگام قیام (محفل مولد) مذکور در ہر قیام محفل قیام علی سبیل الالتزام خیالے است باطل و عقیدہ ایست بلا مستند و دلیل، حاضر اور ناظر اور ہر جگہ ہر وقت سننے والا جان کر کسی کو سوا اللہ تعالیٰ کے پکارنا جائز نہیں،، مگر برخلاف اس کے مولوی نعیم الدین کے فریبانہ کلام میں نصوص و تصریحات قرآن و حدیث کو رد کر کے تمام اشیاء عالم ازل سے ابد تک قیامت جنت و دوزخ کے داخل ہونے کے تمام ذرات پر علم تفصیلی مخلوقات میں انبیاء و اولیاء کے لئے بتایا جاتا اور اس کو علم غیب کہا جاتا ہے حالانکہ یہ باتیں ہرگز سوائے حق تعالیٰ کے کسی میں نہیں ہوسکتیں۔ علیٰ ہذا انوار ساطعہ میں جن اکابر علماء بزرگان صلحاء کی توصیف و مدح کی گئی ہے مثلاً ص۳۹ میں ہے

«عمدۃ الفقہاء و المحدثین جناب مولینا شیخ محمد صاحب تھانوی،، ایضاً ص۱۱ میں ہے «مولانا احمد علی محدث سہارنپوری مرحوم،، ایضاً ص۱۳۴ میں ہے «مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد جانشین اور خاص نواسہ مشہور آفاق جناب مولینا محمد اسحاق صاحب مرحوم،، ایضاً ص۲۲ میں ہے، «حضرت مولانا محمد اسحاق دہلوی قدس اللہ اسرارہم،، ایضاً ص۲۷ میں ہے «استاذنا و مولینا و مولی العالمین مفتی محمد صدر الدین خاں صاحب صدر العالمین و الفضلاء،، «اور جناب مولانا شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی زبدہ متورعان روزگار عمدہ محدثین کبار،، ایضاً ص۲۸۳ میں ہے «جناب مولانا عبدالحی لکھنوی المغفور،،

سوائے ان کے بہت اکابر علماء ہیں جو بتائید جملہ عقائد تقویۃ الایمان اور توصیف صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے خصوصاً تمام اشیاء علوم غیب کی نفی ماسوائے حق تعالیٰ کے انبیاء و اولیاء سے کرنے میں ان کے رسائل و فتاوی مشہور و معروف ہیں چنانچہ بالفعل نمونۃً صرف فتوی مفتی محمد صدر الدین خاں صاحب مرحوم صدر الصدور دہلوی جو شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز اور استاذ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہم اللہ کے ہیں ناظرین کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جو فضائل الصیام و الشہور مؤلفہ مولانا محمد رمضان بوڑلوی مرحوم ص۱۱۶ میں مرقوم ہے

«زید کہتا ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت احوال گذشتہ و آئندہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے معلوم ہوئے بطور کشف اور خواب اور وحی اور الہام کے اور بعضے وقت میں احوال اس

چیز کا کہ زمین و آسمان میں ہے معلوم ہوا اور اب بھی سلام اور درود و امت کی طرف سے دور دور سے فرشتے حضرت کی خدمت میں لے جاتے ہیں لیکن علم محیط کل شئی کا حضرت کو حاصل نہیں ہے بلکہ علم جس چیز کا جس وقت کہ اللہ تعالے نے چاہا بخشا۔ اور ایک شخص مثلاً عمرو کہتا ہے کہ علم دائمی کل شئی کا حضرت کو حاصل ہے اللہ کا بخشا ہوا۔ آیا ان دونوں قولوں میں کس کا قول حق اور صحیح ہے اور کس کا قول باطل اور کفر ہے،،

جواب صحیح۔ علم اللہ تعالی کا ابدی و ازلی اور محیط کل شئی کا ہے اور اللہ تعالی ہر ایک چیز پر قادر ہے اور اس طرح علم اور قدرت خاصہ حق تعالی کا ہے کسی دوسرے کو اس میں شریک کرنا خواہ نبی ہو خواہ ولی ہو اور اس بات پر اعتقاد رکھنا شرک ہے جیسا کہ اللہ تعالی کی ذات اور عبادت میں اور کو شریک کرنا ہاں بعض وقائع گزشتہ اور حوادثات آئندہ کا احوال اس کے بندگان خاص الخاص کو اللہ کے بتلانے سے حاصل ہوتا ہے سو اس طرح کا علم حضرت ذات مقدسہ میں سب سے کامل تر ہے نہ یہ کہ مانند علم خدا تعالی کے ہوسے اللہ تعالی فرماتا ہے۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ پس جو زید کہتا ہے حق ہے اور عمرو جو کہتا ہے باطل ہے حررہ المسکین محمد صدر الدین "

اور بعضے شخص کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو آخر عمر میں کل علم غیب عنایت فرمائے ہیں۔ سو یہ بات محض غلط ہے حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضرت صلعم قیامت کے دن اپنی امت کو تین نشانیوں سے پہچانیں گے ایک تو نورانیت اعضائے وضو کی دوسرے داہنے ہاتھ میں ہونا نامہ اعمال کا اور تیسرے آگے دوڑنا اولاد کا اور قیامت کے دن بعضے شخصوں کو حضرت پہچانیں گے اور فرشتے ان کو دور کریں گے حضرت فرماویں گے یہ لوگ میرے ہیں فرشتے کہیں گے آپ نہیں جانتے ہو کہ انہوں نے کیا کیا بدعتیں نکالی ہیں چنانچہ پھر حضرت بھی ان سے بیزار ہونگے مفصل یہ مضمون دریافت کرنا چاہیئے مشکوۃ شریف سے بیچ کتاب الطہارت اور باب الحوض والشفاعۃ کے غرض حدیثوں سے اچھی طرح ثابت ہے کہ جناب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قیامت تک بھی علم محیط کل شئی کا حاصل نہیں اور ایسا علم خاصہ جناب باری تعالی کا ہے والسلام علی من اتبع الھدی

الجواب صحیح	یہ مسئلہ صحیح ہے	الجواب حق	دریں مسئلہ شک نیست	؁	من کتب حق	؁
عبدہ محمد قطب الدین	محمد کریم اللہ	محمد نذیر حسین	خواجہ ضیاء الدین احمد	محمد عبد الکریم	محمد عبد الحق	فقیر محمد رمضان
	۱۲۸۱	۱۲۷۰	۱۲۷۵	۱۲۸۱	۱۲۹۲	۱۲۹۳
دہلوی	ساکن دہلی	ساکن دہلی	سکنہ دہلی	سندھ کے رہنے والے	لاہور کے رہنے والے	بڈھانوی

ناظرین نے فتوی مذکورہ کو ملاحظہ فرما لیا کہ جس کتاب اور جن اکابر علماء کی توصیف و مدح کو ان کے "محدث و فقیہہ" "مولی العالمین" "مفتی صدر العلماء والفضلاء" "زبدۃ متورعان" "مرحوم و مغفور" "رحمۃ اللہ علیہ" "قدس اللہ اسرارہم" ہونے کو مولوی نعیم الدین کا تسلیم کرکے پھر اپنی بدنامیوں سے ان کے فتوی نفی علم علم غیب سوائے حق تعالی کو جو سراسر تائید تقویۃ الایمان ہے باعث گمراہی، بیدینی، فریب کاری، گستاخی، بے ایمانی اور کفر قرار دینا بقول خود کس قدر بے انتہا گمراہی ہوگی جس رکابی میں کھائے اسی میں چھید کرنے کی مثال صادق آتی ہے۔ ان بزرگوں کے علاوہ مولوی محمد حسین صاحب مرحوم تمنا مرادآبادی مرید شاہ عبد الغنی صاحب مجددی مہاجر مدنی رح جو مسلمہ مولوی نعیم الدین ہیں اپنے رسالہ توحید الرحمن صا۱۲ اور ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ میں لکھتے ہیں "سوائے اللہ تعالی کے کسی کو علم غیب نہیں" "افسوس ہے کہ اچھے بندے خدا تعالی کو قریب چھوڑ کر دور دور کے مردوں سے مرادیں مانگتے ہیں اور اس نے فرمایا ہے کہ اللہ غنی ہے اور سب بندے فقیر ہیں تو فقیر کو لازم ہے کہ غنی سے مانگے نہ کہ فقیر سے" "کسی بندے کا قبض و تصرف ایک ذرہ بھر بھی نہیں" "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو احمد مختار کہتے ہیں تو جاہل لوگ یہ جانتے ہیں کہ آنحضرت خدا تعالی کے کارخانہ کے مختار ہیں جہاں میں جو چاہتے ہیں سو کرتے ہیں یہ عقیدہ کفر ہے" "پس مبتدعین کا یہ عقیدہ باطلہ علم غیب صرف اسی بنا پر ہے کہ سوائے اللہ تعالی کے مخلوقات کو قدرت و تصرف عالم میں جان کر ان سے مرادیں مشکل کشائی چاہیں۔ پھر اس شرک و کفر کے منع کرنے والوں کو الٹا کافر موجب لعنت قرار دیا جاتا ہے۔ نعوذ باللہ منہا

صراط مستقیم کی ایک عبارت کا جواب

قولہ صا۱۹۵،۱۹۴ اپنے پیر کیلئے یہ اعتقاد نہیں کہ اسکو اپنے خاتمہ اور آخرت کا حال معلوم نہ تھا بلکہ وہاں تو یہ عقیدہ ہے کہ پیر نے سارے مریدوں کی مغفرت کا خدا سے وعدہ لے لیا تھا جب مرید کرنا شروع کیا اب وہ مرید کیسے ہی ہوں کتنی ہی شیطنت کریں بخشے ضرور جائیں گے۔ دیکھو صراط مستقیم صا۱۶۵ (ترجمہ مولوی نعیم الدین) ایک روز حضرت حق جل و علا نے انکا داہنا ہاتھ اپنے دست قدرت میں لیکر امور قدسیہ میں سے جو چیز انتہا درجہ کی رفیع و بدیع تھی حضور کے روبرو پیش کرکے فرمایا کہ تجھ کو میں نے ایسا دیا اور اور چیزیں بھی دوں گا۔ یہاں تک کہ ایک شخص نے آنحضرت کی جناب میں بیعت کی درخواست کی حضرت اس زمانہ میں بالعموم بیعت نہیں لیتے تھے اس بنا پر اس شخص کے التماس کو قبول نہ فرمایا اس شخص نے زیادہ سے زیادہ عاجزی کی تو آنحضرت نے اس شخص سے فرمایا کہ دو روز توقف کرنا چاہیے۔ اس کے بعد جو مناسب وقت ہوگا عمل میں لایا جائیگا پھر وہ حضرت استفسار و استیذان کے لئے بارگاہ الہی میں متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تیرے

بندوں میں سے ایک بندہ مجھ سے بیعت کرنے کی استدعا کرتا ہے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑا ہے اور اس جہان میں جو کوئی کسی کا ہاتھ پکڑتا ہے ہمیشہ دستگیری کا پاس کرتا ہے تیرے اوصاف کو مخلوقات کے اخلاق سے کچھ نسبت نہیں پس اس معاملہ میں کیا منظور ہے اس طرف سے حکم ہوا کہ جو کوئی تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا گو لاکھوں ہوں ہر ایک کو کفایت کروں گا"

اہل انصاف غور کریں کہ پیر کے لئے تو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کے تمام مرید مغفور رہیں اور پیر کو معلوم ہے کہ اس کے تمام مریدوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ آخرت میں رحمت و کرم کا سلوک فرمائے گا مگر انبیاء کو معلوم نہیں کہ خاص ان کے ساتھ کیا کیا جائے گا معاذ اللہ۔ لعنت ہے اس عقیدہ پر پیر کی نسبت کونسی وحی آئی تھی کس آیت یا حدیث سے معلوم ہوا تھا کہ اس کو مریدوں کا حال معلوم ہے، وہاں تو بے سند سب کچھ تسلیم اور انبیاء علیہم السلام کے انکار علم میں آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سب سے آنکھیں بند حد سے تجاوز اس قدر کہ پیر جی کے لئے معراج کا بھی قائل ہو گیا لفظ معراج تو نہ کہا مگر معراج سے بھی بڑھا دیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی معراج جو قرآن پاک و احادیث صحیحہ مشہورہ سے ثابت اس میں تو بے دین طرح طرح کے حیلے بہانے نکالیں مگر پیر جی کی معراج کے اس قدر قائل کہ گویا اس کا معاذ اللہ خدائے تعالیٰ سے یارانہ ہی ہے ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہو رہی ہیں اور ہاتھ بھی ملایا تو انگریزوں یا غیر مقلدوں کی طرح ایک ہاتھ خدا سے بھی ایک ہی ہاتھ سے مصافحہ اور بوسہ بھی نہ لیا۔ کیا خدا کے ہاتھ کا چومنا بھی خسر تھا پھر یہ تمام کہانی خواب نہیں بتاتا خیال نہیں کہتا دیکھی اس کی گمراہی۔ اب صراط مستقیم کی اس عبارت کا حکم تقویت الایمان میں تلاش کیجئے تاکہ معلوم ہو کہ اسمٰعیل اپنے پیر سید احمد کے حق میں یہ اعتقاد کر کے کس درجہ پر پہنچا ملاحظہ ہو تقویت الایمان ص۳۲ اس آیت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت کے کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے"۔ اب آپ دیکھئے حکم صاف معلوم ہو گیا کہ اسمٰعیل جو اپنے پیر کو اللہ کی جناب میں وکیل سمجھ کر مانتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس نے اپنے تمام مریدوں کو پہلے ہی بخشوا لیا تو وہ تقویت الایمان کے اس حکم سے باقرار خود کافر ہوا۔ صاحب تقویت الایمان کی پیر پرستی کا حکم تقویت الایمان سے تو معلوم ہوا اب ایک عبارت شرح فقہ اکبر ص۱۶۹ کی بھی ملاحظہ کیجئے

"یعنی کواشی نے سورہ والنجم کی تفسیر میں کہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی اور کے لئے آنکھ سے خدا کے دیدار کا اعتقاد رکھنے والا نامسلم ہے اور اردبیلی نے اپنی کتاب الانوار میں کہا کہ جس نے کہا میں اللہ کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہوں یا وہ مجھ سے بالمشافہ کلام کرتا ہے۔ وہ شخص کافر ہو گیا۔ اب جناب وہابی کہ پیر کی

نسبت رؤیت وکلام کا اعتقاد کرے ہمیشہ کیا ہوا اس کا حکم کیا ہے۔ انبیا علیہم السلام کی تو شفاعت کا بھی انکار اور پیر جی کا حضرت حق تعالیٰ سے یارانہ بتادیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

اقول۔ وباللہ التوفیق۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین الکاذبین المفترین

مولوی نعیم الدین کی جہالت وحماقت نے تو جاہلوں کو بھی مات کردیا۔ بہتان بندی افترا پردازی میں تو خاص ملکہ ہے، احادیث صحیحہ کی مخالفت پر اولیاء اللہ کے ساتھ عداوت ودشمنی پر کمر باندھ کر من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب الحدیث کا بھی اپنے آپ کو مورد بنایا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا باوجود یکہ دلائل قطعیہ یقینیہ سے مغفور ہونا ثابت ہے مگر پھر بھی ذرہ ذرہ اشیاء دنیا وآخرت کی تفصیلی حالات وواقعات کی حقیقت سوائے حق تعالےٰ مالک الملک علام الغیوب کے ہرگز کوئی نہیں جان سکتا۔ جس طرح مفصل گزر چکا ہے تو پھر کسی پیر ولی کی کیا طاقت ہے جو معلوم کرسکے ولی کو جس قدر معلوم کرایا جاتا ہے بطور کشف والہام ہوتا ہے جو خود ظنی ہے نہ کہ قطعی پھر یہ بکواس بیہودہ کرنا کہ کتنی ہی خلقت کو بخشے ضرور جائیں گے معاذ اللہ صراط مستقیم میں ہرگز نہیں ہے یہ محض کینہ وعناد کا بخار ہے حالانکہ ایمان والوں سے بخشش کا وعدہ قرآن واحادیث میں قطعی وارد ہے مگر جب وہ دائرہ ایمان وعمل توحید وسنت میں ثابت وقائم رہ کر شیطنت شرک وبدعت پیر پرستی قبر پرستی علم غیب سوائے حق تعالےٰ کے دوسروں سے برطرف رہیں گے ورنہ نہیں۔ اور یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ مولوی نعیم الدین کے عقیدہ باطلہ میں گور پرستی جس کے سبب علم غیب مخلوقات کو جاننا غائبانہ ان سے حاجات طلب کرنا غرض کتنی ہی شیطنت کے جال میں پھنسیں سب ان کے ایمان تار عنکبوت میں داخل ہیں جو اصل منشا شیطان لعین ہے،

واقعہ یہ ہے کہ حضرت سید احمد صاحب رح مجدد ومجاہد غازی وشہید جو صاحب حالات رفیعہ توحید وسنت میں راسخ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کے اجل خلفاء میں سے تھے، شاہ صاحب موصوف نے اپنے تمام خاندان مولانا شاہ عبدالقادر، مولانا محمد اسحاق، مولانا عبدالحی، مولانا محمد اسمعیل شہید رحمہم اللہ وغیرہم کو جناب سید احمد صاحب کے سلسلہ بیعت میں داخل کرایا۔ آپ خالص توحید وسنت پر بیعت لیتے تھے، ہندوستان وعرب کے لکھوکہا لوگ آپ کی بیعت میں داخل ہوئے، اسی باعث سے مبتدعین گور پرستوں خصوصاً مولوی نعیم الدین کو بغض وعناد اور حسد ہے

پس مولانا شہید مرحوم پر یہ بہتان کہ پیر کے لئے تو آخرت میں مریدوں کا مغفور ہونا معلوم مگر انبیاء کو معلوم نہیں محض کذب وافترا ہے چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم صراط مستقیم میں صد۴۲ میں فرماتے ہیں۔

طریق حصول علم قطعی بکمال صاحب کمال که منحصر
در اخبار مخبر صادق است ایضاً ص۱۲۳ اکثر صلحاء
آنرا قبل از وقوع در منام یا در معامله می بینند
ایضاً ص۱۲۴ و این مقام بالذات مقام انبیائی
اولوالعزم است و بعضے از کبار به تبعیت
آن اولوالعزم بطور ظلے این
مقام در پرتوے ازیں افتخار بہرہ ور مے
شوند ایضاً ص۱۲۵ و این مقام بالذات مقام
حضرت خاتم النبوة و فاتح الولایة است علیه
الصلوة والسلام به تبعیت ایشان نمونه ازین
مقام ببعضے کرام از اتباع او مے بخشند بالجملہ
این مقامات ثلثه بالذات مسلم انبیا راست و
غیر ایشان را بجز ظلے ازین کمالات و نمونه ازین
مقامات رسائی نه ایضاً ص۱۲۶ سالکان راه
ولایت هرگز به مقامات راه نبوت فائز نشوند
ایضاً در صفات مرشد باب چهارم ص۱۵۸ پس لابد
که اتباع قرآن را اصل خواهد دانست و اتباع
آن عزیز را فرع آن و پر ظاهر است که چون
فرع و اصل باهم متعارض مے شوند فرع از
درجه اعتبار ساقط میگردد۔

"طریقہ حاصل ہونے علم قطعی کا ساتھ کمال صاحب
کمال کے کہ منحصر اخبار مخبر صادق میں ہے" "اکثر
صلحاء اس کو قبل از وقوع خواب یا معاملہ میں دیکھ
لیتے ہیں" "اور یہ مقام بالذات انبیاء اولوالعزم کا
ہے اور بعضے اولیاء کرام بھی ان کے اتباع میں بطور
ظلی اس مقام سے اور پرتوے اس افتخار سے بہرہ ور
ہوتے ہیں" "اور یہ مقام بالذات حضرت
خاتم النبوت اور فاتح الولایت علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا ہے اور ان کے اتباع میں ان بزرگان
اکرام کو نمونہ اس مقام کا ان کی پیروی کی وجہ
سے بخش دیا جاتا ہے" "اور یہ مقامات ثلثہ
بالذات انبیاء علیہم السلام کے لئے مسلم ہیں
اور دوسرے بزرگوں کو بجز ظلی طور کے ان کمالات
اور نمونہ کے ان مقامات میں سے نہیں پہنچتا ہے"
"سالکان راہ ولایت ہرگز مقامات راہ نبوت
پر فائز نہیں ہوتے" "پس لابد اور ضروری ہے
کہ اتباع قرآن کو اصل چاہیئے جاننا اور اتباع اس
عزیز کو اس کی فرع اور یہ امر صاف ظاہر ہے کہ جس
وقت فرع اور اصل باہم متعارض و مخالف ہوں تو فرع
درجہ اعتبار سے ساقط ہو جاتا ہے"

پس ان عبارات صراط مستقیم سے مقامات و کمالات راہ نبوت کے علوم و عرفان کا مقدم و برتر اور اعلیٰ و اشرف ہونا اور مقامات راہ ولایت کا ان کے اتباع میں بطور ظلی و نمونہ کے ہونا پورے طور پر واضح ہو گیا کہ در صورت خلاف ہونے کسی قول و فعل بزرگان کے قرآن و حدیث کے اتباع کو اصل اصول جان کر ان کے اتباع کو ترک کر دے کیونکہ قرآن حدیث قطعی و یقینی ہیں اور اقوال و افعال بزرگان اور مراقبات و مکاشفات سب ظنی و احتمالی - نہ جس طرح کہ مولوی نعیم الدین نے تہمت مولانا شہید مرحوم پر لگائی۔

کیونکہ جو عبارت صراط مستقیم ص ۱۷۵ کی بطور فریب دہی نقل کی گئی ہے وہ واقعات منجملہ عالم رؤیا یعنی خوابات کے پہلے جز میں اس کے ملحق دوسرے جز مراقبات الہام وکشف کے ہیں۔ مگر مولوی نعیم الدین نے حیار جو مقتضائے ایمان ہے اس کو بالائے طاق رکھ کر اپنی مکاری سے اخفار کیا۔ حالانکہ مولانا شہید مرحوم فرماتے ہیں۔ کہ

"منجملہ کمالات طریق نبوت ومقامات طریق ولایت میں سب سے اول جو جلوہ گر ہوئے یہ ہیں کہ حضرت سید احمد صاحب نے جناب رسالت مآب صلوات اللہ وسلامہ علیہ کو خواب میں دیکھا اور آنجناب نے تین چھوہارے اپنے دست مبارک سے ان کو کھلائے اس طرح پر کہ ایک ایک چھوہارہ اپنے دست مبارک سے پکڑ کر ان کے مونہہ میں رکھتے تھے بعد اس کے بیدار ہوئے اور اثر اس خواب حسہ کا ظاہر وباہر اپنے نفس میں پاتے تھے اور اسی واقعہ کی بدولت ابتدا رسلوک طریق نبوت حاصل ہو گیا بعد اس کے ایک روز جناب ولایت مآب علی مرتضی کرم اللہ وجہہ وجناب سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا کو خواب میں دیکھا پس جناب علی مرتضی نے حضرت سید احمد صاحب کو اپنے دست مبارک سے غسل دیا اور ان کے بدن کو خوب دھویا اور مانند دھونے اور ملنے ماں باپ کے اپنے بچے کو اور جناب حضرت فاطمۃ الزہرا نے لباس نہایت فاخرہ اپنے ہاتھ مبارک سے ان کو پہنایا پس بسبب انہیں واقعہ کے کمالات طریق نبوت نہایت جلوہ گر ہو گئے اور اجتبائے ازلی کہ ازل الآزال میں پوشیدہ تھے منصہ ظہور پر پہنچے اور عنایت رحمانی اور تربیت یزدانی بلاواسطہ کسی کے متکفل انکے حال کی ہوئی اور معاملات متواترہ اور بکثرت وقائع پے درپے وقوع میں آئے۔ یہانتک کہ ایک روز حضرت جل وعلا نے سید کا ہاتھ ان کا اپنے دست قدرت سے پکڑا الخ القصہ مثل ان وقائع اور مانند ان معاملات کے سینکڑوں پیش آئے یہانتک کہ کمالات طریق نبوت نہایت بلند مرتبہ کو پہنچے اور الہام وکشف علوم وحکمت کے ساتھ انجام پائے۔ یہ ہے طریق استفادہ کمالات راہ نبوت انتہی"

ناظرین نے ملاحظہ فرما لیا کہ مولوی نعیم الدین نے نقل کردہ عبارت کا شروع جملہ لفظ یہاں تک کو چھوڑ دیا جو انہیں خوابات الہامات مراقبات مکاشفات استغراق کا ملحقہ تتمہ ہے۔ اور لفظ ایک روز سے مستقل علیحدہ عبارت دکھا کر خواب سے انکار کرتا ہے تا کہ بالمشافہ کلام سے تکفیر اہل اللہ قائم کرے۔ پھر اس پر لعنت بھیجتا ہے۔ جو خود اسی کے گلے کے طوق کا ہار بنی۔ پھر کہتا ہے

لہ خاتمہ باب چہارم ص ۱۶۴ طبع مجتبائی ۱۳۲۲ھ (ع۔ ح)

کہ بیرجی کے لئے معراج کا بھی قائل۔ کس قدر ظلم و بہتان ہے لعنۃ اللہ علی الکاذبین عبارت صراط
مستقیم میں کونسا لفظ معراج کا ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے بنایا دروغ بر روئے تو کے تو یہی
معنی ہیں کہ خود ہی کہا لفظ معراج تو نہ کہا مگر معراج سے بھی بڑھا دیا۔

حالانکہ الصلوٰۃ معراج المؤمنین بھی کہا گیا ہے یہ اس کا بھی منکر ہوا۔ چنانچہ حضرت سید احمد
صاحب قدس سرہ کے انہیں الہامات و مکاشفات و واقعات و خوابات پر آپ کے زمانہ ہی میں
مبتدعین اہل عناد اعتراضات کر چکے ہیں۔ جن کے متعلق منشی نعیم الدین خان صاحب مرحوم لکھنوی نے
حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی سے استفسار کیا تھا جسکا سیرت احمدیہ صد ۱۳۳
میں جواب مرقوم ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ منشی صاحب عالی مراتب زبدۂ اہل اخلاص خلاصہ ارباب اختصاص
اسعدہ اللہ تعالیٰ و انزل علیہ برکاتہ فی الدنیا والاخرۃ از فقیر عبد العزیز بعد از سلام مسنون بدعائے
خیر مقرون بر ضمیر صفا پذیر واضح و لائح باد کہ رقیمہ بہجت ضمیمہ ایشاں مع خط میر سید احمد صاحب نفع اللہ
بہ المسلمین بملاحظہ درآمد و سوال نیز مفصل دریافت شد صاحب من ہمیں قسم قصہ در وقت حضرت سید
الطائفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ بعضے یاران ایشاں آمدہ بود کہ علو مراتب خود بر ایشاں مکشوف مے
شد و وعدہ ہائے وعدہ و دادہ از غیب بر ایشاں در مے نمود مردم ہمیں استفسار نمودند سید الطائفہ
فرمودند کہ تلک خیالات تربی بہا اطفال الطریقۃ یعنی ایں خیالات بی اصل نیست یعنی
از جانب خدا برائے تربیت طفلان طریقت کہ تابع شخصے مے شوند آنہا را دعوت بسوئے خدا مے
کنند اتفاق شود مانند آنکہ طفلے را کہ در مکتب می برند استاد او یا مادر و پدر او را مواعید عمدہ مے
دہند کہ برائے تو خلعتے ساختہ ایم و شیرینی آمادہ کردہ ایم و فلاں نعمت بتو خواہیم داد و از تو بسیار
خوش و خورم ہستیم و لوح سیمیں در کنار تو خواہیم نہاد و علی ہذا القیاس از کبراء و اولیاء سابقین مثل غوث
اعظم قدس سرہ و دیگر بزرگان وعدہ ہائے مغفرت و رحمت تابعان و مریدان و بطفیل ایشاں اثر رحمت
بر سائر خلائق منقول شدہ و آں ہمہ وعدہ ہائے صادق برآمدہ و در حدیث مشہور وارد شدہ در حق
چہل ابدالان کہ دریں امت ہیچ زمانہ از اں خالی نمے باشد کہ بھم یمطرون اہل الارض وبھم ینصرون
وبھم یرزقون یعنی مردم زمین را بطفیل ایشاں باران مے بارد و نصرت و رزق حاصل مے شود۔
پس چہ تعجب است کہ میر سید احمد با بعضے ازیں مراتب واصل شدہ باشد و بلقائے معاصران ایشاں
را اثرے از اں رسیدہ باشد غرضکہ انکار ایں معنی خوب نیست بلکہ انتظار باید کشید کہ حق تعالیٰ آثار

این مواعید را بر منصۂ ظہور جلوہ گر ساند و پس این ہمہ صادق اند زیادہ بجز ترقیات دارین چہ نویسد فقط

(خلاصہ) آپ کا خط دربارہ میر سید احمد صاحب ملاحظہ میں آیا سوال بھی مفصل معلوم ہوا جناب من! یہی قصہ حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی رح کے وقت میں ان کے دوستوں سے وجود میں آیا تھا کہ جب استفسار سید الطائفہ سے کیا گیا تو فرمایا کہ یہ خیالات بے اصل نہیں ہیں حق تعالیٰ کی جانب سے تربیت طفلاں طریقت کے لئے جو تابع کسی بزرگ کے ہوتے ہیں ان کو حق تعالے کی طرف ملایا کرتے ہیں مانند ان بچوں کے جو مکتب میں جاتے ہیں استاد یا ماں باپ ان کو اچھے اچھے وعدے دیتے ہیں کہ تمہارے لئے ہم نے خلعت بنایا ہے اور شیرینی دینے کے لئے آمادہ کرتے ہیں اور فلاں چیز تمہیں دیں گے اور تم سے بہت خوش ہوں گے چاندی کی تختی تمہیں دیں گے علی ہذا القیاس حضرت شاہ عبد القادر جیلانی اور دیگر بزرگان سے بکثرت وعدہ مغفرت اور رحمت کے تابعون مریدوں کو ان کے طفیل سے بنظر رحمت کرنے تمام خلقت پر منقول ہوئے ہیں اور وہ وعدے سچے ہوئے چنانچہ حدیث مشہورہ میں وارد ہوا ہے کہ اس امت میں کوئی زمانہ چالیس ابدالوں سے خالی نہیں رہا اہل زمین پر مینہ کا برسنا نصرت در رزق سب ان کی برکت سے حاصل ہوتا ہے پس کیا تعجب کرنے کی بات ہے کہ میر سید احمد کو بعض ان مراتب میں سے حاصل ہوا ہو اور ان کے زمانہ کے لوگوں کو اس کا اثر پہنچا ہو غرض کہ اس کا انکار کرنا اچھا نہیں ہے بلکہ انتظار کرنا چاہیئے کہ حق تعالے ان وعدوں کے آثار ظاہر ظہور جلوہ گر فرمادے پس یہ تمام صادق ہیں، فقط"

الحمد للہ کہ اس دورہ آخیرہ میں حضرت مجدد سید احمد صاحب رح کی تیرہویں صدی کی تجدید سے حق تعالیٰ نے عالم پردہ جلوہ افروزی فرمائی جس کا کوئی اہل الصاف منددین انکار نہیں کر سکتا جس قدر موحد خالص توحید کے ماننے والے بلا آمیزش رسومات دشرکیات اور بدعات کے خالص قرآن وسنت صحیحہ صریحہ پر عمل کرنے والے ہیں حضرت سید احمد صاحب ہی کے متوسلین میں سے ہیں یا آپ سے حسن اعتقاد ضرور رکھتے ہیں، اور جو لوگ گور پرستی رسومات شرکیہ و بدعیہ میں مبتلا ہیں وہی آپ سے بغض و عداوت رکھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا امتیازی اعزاز ہے جو کسی پر پوشیدہ نہیں قرآن واحادیث انبیاء و اولیاء بزرگوں کے ظاہری ماننے والے تو سب مختلط ہیں مگر توحید وسنت شرک و بدعت میں فرق بین کرنے والے اسی گروہ مقدسہ میں منحصر ہیں ہر چند کہ حضرت مجدد الف ثانی رح کا وجود رسومات شرکیہ و بدعیہ کے قلع قمع کے لئے غنیمت کبریٰ ونعمت عظمیٰ تھا۔ مگر اکثر لوگ۔ آپ سے حسن عقیدت رکھتے ہوئے بھی گور پرستی و بدعات

میں گرفتار ہیں۔ برخلاف اس کے کہ حضرت سید احمد صاحب مجدد کی تجدید کے ماننے والے ہندوستان و دیگر ممالک میں لاکھوں سے متجاوز ہیں زمانہ میں تمام مواحد خالص متبع سنت ہوتے ہیں ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء یہ حق تعالےٰ کی خلق پر اس دور آخر میں بڑی اتمام حجت ہے وللہ الحجۃ البالغۃ

ایک ہاتھ سے مصافحہ کے دلائل تصریحات فقہ حنفی کی رو سے

مزید برآں مولوی نعیم الدین کا یہ مضحکہ اڑانا کہ گویا خدا سے یارانہ ہی ہے۔ ہاتھ میں ہاتھ ملا کر باتیں ہو رہی ہیں اور ہاتھ بھی ملایا تو انگریزوں یا غیر مقلدوں کی طرح ایک ہاتھ۔ خدا سے بھی ایک ہاتھ سے مصافحہ اور بوسہ بھی نہ لیا گیا خدا کا ہاتھ چومنا بھی شرک تھا۔ معاذاللہ یہ طریقہ سنت کے ساتھ گستاخانہ معاندانہ ٹھٹھا ہے جو کوئی اہل مذہب مہذب پسند نہیں کر سکتا۔ یہ ہیں اطوار بیہودہ مولوی نعیم الدین کے جو ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ حالانکہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے رسالہ مصافحہ مطبع اہلسنت وجماعت بریلی ملے میں مرقوم ہے

حدیث ۱؎ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہما جسے طبرانی نے معجم اوسط اور بیہقی نے شعب الایمان میں بسند صالح روایت کیا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جب مسلمان سے مسلمان مل کر سلام کرتا واخذ بیدہ فصافحہ اور ہاتھ پکڑ کر مصافحہ کرتا ہے۔ ان کے گناہ جھڑ پڑتے ہیں جیسے پیڑوں کے پتے۔ حدیث ۲؎ سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ معجم کبیر طبرانی میں بسند حسن مروی۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں مسلمان جب اپنے بھائی سے مل کر فاخذ بیدہ اس کا ہاتھ پکڑتا ہے ان کے گناہ مٹ جاتے ہیں۔ حدیث ۳؎ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ امام احمد نے ایسی سند سے جس کے سب رجال سوا میمون بن موسیٰ مری بصری صدوق مدلس کے ثقات عدول ہیں اور نیز ابو یعلیٰ و بزار نے روایت کی جب دو مسلمان ملاقات کے وقت فاخذ احدھما بید صاحبہ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ ان کی دعا قبول فرمائے اور ان کے ہاتھ جدا نہ ہونے پائیں کہ ان کے گناہ بخش دے۔ حدیث ۴؎ براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ احمد نے مسند اور ضیاء نے مختارہ میں بسند صحیح روایت کی حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو دو مسلمان آپس میں مل کر فاخذ احدھما بید صاحبہ وتصافحا ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑیں اور مصافحہ کریں اور

دونوں حمدالٰہی بجا لائیں بے گناہ ہو کر جدا ہوں۔ حدیث براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ بیہقی نے بطریق یزید بن براء تخریج کی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان مسلمان سے مل کر مرحبا کہے دیا خذ بیدہ۔ اور ہاتھ ملائے ان کے گناہ برگ درخت کی طرح جھڑ جائیں "

علی ہذا اس بارے میں اور بھی متعدد احادیث مرفوعہ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم وارد ہیں جن سے صراحۃً مصافحہ کا ایک ہاتھ سے ہونا ثابت ہے۔ جناب حضرت مقبول ربانی شاہ عبدالقادر جیلانی رح غنیۃ الطالبین صہ میں فرماتے ہیں۔

فیما یستحب فعلہ بیمینہ	"منجملہ ان امور کے جن کا داہنے ہاتھ سے
المصافحۃ ۔	کرنا مستحب ہے مصافحہ کرنا ہے "

علامہ مجد الدین محدث فیروز آبادی رح استاد امام حافظ ابن حجر عسقلانی رح قاموس (مشہور لغت عربی) جلد اول صہ۱۴۵ میں فرماتے ہیں۔

والمصافحۃ الاخذ بالید	"مصافحہ پکڑنا ہاتھ سے ہے"

علی ہذا دیگر لغات المصباح المنیر۔ مجمع البحار۔ جوہری۔ صراح۔ منتہی الادب۔ تاج العروس وغیرہ میں بھی یہی ہے۔ علی ہذا امام حافظ الحدیث ابن حجر عسقلانی رح فتح الباری پارہ ۲۵ صہ۶۷۵ میں فرماتے ہیں۔

والمراد بہا الافضاء بصفحۃ الید	"مراد مصافحہ سے ملانا ہتھیلی ہاتھ کی دوسرے
الی صفحۃ الید	کی ہتھیلی ہاتھ سے ہے"

علی ہذا امام علامہ محدث محمد بن عبد الباقی الزرقانی رح شرح مواہب لدنیہ ج ۳ صہ۱۶۵ میں فرماتے ہیں۔

(المصافحہ) اسم فاعل من المصافحۃ	"مصافحہ ہاتھ پکڑنے کا نام ہے کہا نووی رحمہ اللہ
الاخذ بالید قال النووی ھی عند	نے یہ ملاقات کے وقت سنت مجمع علیہا ہے۔ اور
التلاقی سنۃ مجمع علیہا ویستحب معہا	مستحب ہے اس کے ساتھ خندہ پیشانی اور دعاء
البشاشۃ بالوجہ والدعاء بالمغفرۃ	مانگنا مغفرت کی "

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح رسالہ النوادر (قلمیہ) میں فرماتے ہیں۔

فی صفۃ المصافحۃ انہ یلصق باطن الکف	"صفت مصافحہ کی یہ ہے کہ ملادے ہتھیلی
بباطن الکف ویقبض الاصابع	ہاتھ کی ہتھیلی ہاتھ سے اور قبض کرے پانچوں

الخمسة على الابهام انتہی

انگلیوں کو ابہام یعنی انگوٹھا پر "

نیز جناب شاہ صاحب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مجتبائی دہلی ص۱۸۱ میں ارقام فرماتے ہیں

اول کسیکہ خدا تعالیٰ با او مصافحہ و معانقہ کند
فاروق خواہد بود از حدیث ابی بن کعب
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اول من یصافحہ الحق عمر و اول من
یسلم علیہ و اول من یاخذ بیدہ فیدخل
الجنۃ خرجہ ابن ماجہ و من طریق آخر منہ قال
سمعت النبی صلعم یقول اول من یعانقہ
الحق یوم القیامۃ عمر و اول من یصافحہ الحق
یوم القیمۃ عمر و اول من یاخذ بیدہ فینطلق
بہ الی الجنۃ عمر بن الخطاب اخرجہ الحاکم

"اول جس شخص سے حق تعالیٰ مصافحہ و معانقہ فرمائیگا وہ
عمر فاروق ہونگے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
اول جس سے حق تعالیٰ مصافحہ فرمائے گا۔ اور اول
جس سے سلام علیکم فرمائے گا اور اول جس کا ہاتھ
پکڑ کر جنت میں داخل فرمائے گا وہ عمر رضی اللہ عنہ
ہوں گے نیز اول جس سے معانقہ فرمائے گا حق تعالیٰ
قیامت کے دن، اور مصافحہ فرمائے گا اور ہاتھ پکڑ
کر جنت میں لے جاوے گا وہ عمر بن خطاب رضی
اللہ عنہ ہوں گے "

امام محدث قسطلانی رح شرح صحیح بخاری جلد نہم میں فرماتے ہیں،

المصافحۃ وھی الافضاء بصفحۃ
الید الی صفحۃ الید

"مصافحہ اور وہ ہے ملانا ہتھیلی ہاتھ کا ہتھیلی
ہاتھ سے "

اسی طرح ملا علی قاری محقق حنفی مکی رح مرقات شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں۔ نیز فقہ حنفیہ مستند نعیمیہ ردالمحتار شرح درمختار ج ۵ مجتبائی ص۲۴۴ میں مرقوم ہے۔

والمصافحۃ الصاق صفحۃ الکف بالکف
واقبال الوجہ بالوجہ فاخذ الاصابع
لیس بمصافحۃ خلافا للروافض

"مصافحہ ملانا ہتھیلی کا ہتھیلی کے ساتھ اور مقابل
ہونا منہ کا منہ کے ساتھ ہے پس پکڑنا انگلیوں کا
مصافحہ نہیں ہے بخلاف روافض کے "

علی ہذا طحطاوی شرح درمختار ج ۴ میں ہے

وھی الصاق صفحۃ الکف بالکف واقبال الوجہ کاخذ الاصابع لیس بسنۃ خلاف
للروافض

اسی طرح جامع الرموز فقہ حنفیہ میں ہے

وھی الصاق صفحۃ الکف بالکف واقبال الوجہ بالوجہ

علی ہذا چلپی حاشیہ شرح وقایہ ص۲۹۸ میں مرقوم ہے

قولہ ردالمصافحۃ) وھی الاخذ بالید انتہی

نیز درر فرائد ترجمہ وشرح جمع الفوائد مترجم مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی مطبوعہ برقی پریس دہلی ص۹ میں مرقوم ہے

والمصافحۃ والمصافحۃ مفاعلۃ من الصاق صفح الکف بالکف واقبال الوجہ دنہایہ وفی القاموس والمصافحۃ الاخذ بالید انتہی +

پس مصافحہ ایک ہی ہاتھ سے از روئے احادیث و لغت محدثین خصوصاً فقہاء حنفیہ سے ثابت ہوا۔ برخلاف اس سے مولوی نعیم الدین نے ایک ہاتھ سے سنت مصافحہ کی توہین کرکے خود اپنے اوپر کفر عائد کرنا لازم کر لیا چنانچہ فتاوی عالمگیری جلد ثانی ص۲۹۲ میں مرقوم ہے۔

ومن لم یرض بسنۃ من سنن المرسلین فقد کفر ”جو راضی نہ ہو رسولوں کی کسی سنت سے پس بیشک اس نے کفر کیا۔“

چہ جائیکہ توہین کرنا مضحکہ اڑانا جو ایک دن برا نتیجہ دکھا دے گا۔

یہی حال بد مآل ہے اس کا جو اپنی آتش حسد وعناد میں امام الموحدین مولانا الشہید المرحوم المظلوم پر پیر کو اللہ کی جناب میں دکیل ماننے کی تہمت سے لتبیاس لعین بے محل عبارت شرح فقہ اکبر کی اہل اللہ کو کافر بنانے کے لئے واقعہ خواب کو چھپا کر فریبانہ پیش کرے۔

بترس آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن! اجابت از در حق بہر استقبال می آید

حالانکہ شرح فقہ اکبر ص۹۵ میں ملا علی قاری رح عبارت صراط مستقیم کے مطابق یہ فرماتے ہیں

روی عن ابی یزید انہ قال رایت ربی فی المنام فقلت کیف الطریق الیک فقال اترک نفسک وتعال وقیل رأی احمد بن حنبل ربہ فی المنام فقال یا احمد کل الناس یطلبون منی الا ابا یزید فانہ یطلبنی

”روایت ہے ابی یزید سے کہ فرمایا انہوں نے میں نے خواب میں اپنے رب کو دیکھا تو عرض کیا میں نے کون سا طریقہ ہے تیری طرف کا تو فرمایا چھوڑ دے اپنے نفس کو اور آ میری طرف اور فرماتے ہیں دیکھا احمد بن حنبل رح نے اپنے رب کو خواب میں تو فرمایا یا احمد تمام لوگ مجھ سے اپنے مدعا طلب کرتے ہیں مگر ابو یزید کہ وہ مجھ کو طلب کرتا ہے۔“

اور صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے۔

فقد نقل ان الامام اباحنیفۃ رح قال رأیت رب العزۃ فی المنام تسعا وتسعین مرۃ ثم راٰہ مرۃ اخری تمام المائۃ وقصتہا طویلۃ لایسعہا ھذا المقام ونقل عن الامام احمد انہ قال رأیت رب العزۃ فی المنام فقلت یارب بم یتقرب المتقربون الیک قال بکلامی یا احمد قلت یارب بفہم او بغیر فہم قال بفہم او بغیر فہم وقد ورد عنہ انہ قال رأیت ربی فی المنام وروی عن کثیر من السلف فی ھذا المقام وھو نوع مشاھدۃ یکون بالقلب للکرام فلا وجہ للمنع عن ھذا المرام مع انہ لیس باختیار احد من الانام۔

"پس تحقیق منقول ہے امام ابوحنیفہ رح سے فرمایا دیکھا میں نے رب العزت کو خواب میں ننانوے دفعہ پھر دیکھا ایک دفعہ جو سو پورے ہوئے اور قصہ اس کا طویل ہے اس مقام میں اس کے بیان کی گنجائش نہیں اور منقول ہے امام احمد رح سے کہ آپ نے فرمایا دیکھا میں نے رب العزت کو خواب میں پس عرض کیا میں نے اے رب کس چیز سے تیری طرف تقرب حاصل کریں تقرب حاصل کرنے والے فرمایا میرے کلام کے ساتھ یا احمد میں نے عرض کیا یارب سمجھ کر پڑھنے سے یا بے سمجھے تلاوت سے؟ فرمایا سمجھ کر یا بغیر سمجھے ہوئے اور تحقیق وارد ہوا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا دیکھا میں نے اپنے رب کو خواب میں اور تحقیق روایت کیا گیا ہے بکثرت سلف صالحین سے اس مقام میں اور وہ ایک طرح کا مشاہدہ ہوتا ہے بزرگوں کے قلب کے ساتھ تو کوئی وجہ منع ہونے کی نہیں ہے معہذا وہ کسی کی اختیاری بات نہیں ہے"

اب مولوی نعیم الدین اپنی بد نصیبی کو رو کر بتائے کہ مولانا شہید مرحوم پر جو کچھ عائد کیا خود اپنے اوپر لوٹ پڑا یا نہیں!۔

الحمد للہ کہ بحث نفی علم غیب سوائے حق تعالیٰ کے نصوص قطعیہ قرآن پاک اور احادیث صحیحہ صریحہ و کلام ائمہ محدثین، مفسرین، مجتہدین اور حضرات صوفیہ کاملین مسلمہ مولوی نعیم الدین سے بتائید تقویۃ الایمان مفصل تمام و کمال بسند و دندان شکن گذر چکی جس سے جملہ دعاوی باطلہ شرکیہ و تاویلات فاسدہ مولوی نعیم الدین کالعدم تہ خاک ہو گئے۔ فللہ الحمد

اس کے بعد انشاء اللہ العزیز ناظرین کرام مسئلہ شفاعت میں مولوی نعیم الدین کی جعل سازیاں

اور بہتان طرازیاں ملاحظہ کر کے انصاف فرمادیں۔

شفاعت کا بیان اور اس کی حقیقت

قولہ ص۱۹۶ و ۱۹۷ صاحبان حق کی شفاعت حق ہے اس پر اجماع ہے امد بکثرت آیات قرآن اس کی شاہد ہیں احادیث اسباب میں درجہ شہرت بلکہ تواتر معنوی تک پہنچی ہیں کتب دینیہ اس سے مالامال ہیں۔ فقہ اکبر میں حضرت امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ یعنی انبیا علیہم السلام اور بالخصوص ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مسلمان گنہگاروں اور مستحق عذاب کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے حق ہے۔ اس کے بعد شرح فقہ اکبر وغیرہ سے تائیدات منقول ہیں

اقول وباللہ نستعین ۔ شفاعت بے شک موحدین گنہگار مسلمانوں کے لئے جو شرکیات سے بچتے ہیں اور قبروں اور تعزیوں پر سجدہ نہیں کرتے ان سے مرادات طلب نہیں کرتے ان کے لئے نذر و منت مانتے ان کو دور و دراز سے حاضر و ناظر جان کر ندائیں فریادیں نہیں کرتے علم غیب سوائے حق تعالے علام الغیوب کے کسی مخلوق میں ثابت نہیں کرتے حسب اجازت و مشیت حق تعالے کے۔ بلا کلام سب کے نزدیک ثابت اور حق ہے اور جو شرکیہ عقیدہ رکھتا ہو۔ ہرگز ایسے کی شفاعت نہ ہوگی۔ یہ امر تمام قرآن و احادیث سے بلا خلاف ثابت و مسلم ہے۔ فرمایا حق تعالے نے قرآن پاک کے پارہ ۵ سورہ نسا میں

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ	تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے اس کو جو شرک کرے اللہ کے ساتھ اور بخشتا ہے اس کے سوا گناہوں کو جس کو چاہے۔"

اور فرمایا پارہ ۳ سورہ بقر میں

مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗٓ اِلَّا بِاِذْنِہٖ	اور کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس مگر اس کے اذن سے"

جس کو خود مولوی نعیم الدین نے ص۲۰۰ میں پیش کیا ہے اور خود ہی ص۲۱۹ میں حدیث ترمذی پیش کی ہے

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتانی آت من عند ربی فخیرنی بین ان ید خل نصف امتی الجنۃ	"آنحضرت نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا پس مجھے اختیار دیا اس میں کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو اور

وبی الشفاعۃ فاخترت الشفاعۃ وہی لمن مات، لا یشرک باللہ شیئا	اس میں کریں ان کی شفاعت کروں پس میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو

اور در بارہ اذن شفاعت بھی خود مولوی نعیم الدین نے ص۱۱۶ وغیرہ صفحات میں احادیث اذن پیش کی ہیں کہ جب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے شفاعت کریں گے۔ حضورؐ فرماتے ہیں

فانطلق فاستاذن علی ربی — میں اجازت لینے اپنے رب کے حضور جاؤں گا،،

الحمد للہ کہ مسئلہ شفاعت کی حقیقت تو مجملاً اسی قدر تھی جو واضح ہو چکی اب آئندہ مولوی نعیم الدین کے بہتانات کی تفصیلات ضروریات سے ہے۔

قولہ ص۱۹۸۔۲۰۰ تقویۃ الایمان والے نے انکار شفاعت میں بڑا ہی غضب ڈھایا آیتوں اور حدیثوں کے معانی میں تحریفیں کیں کفار اور بتوں کے حق میں جو آیات نازل ہیں ان کو مقربان بارگاہ حق پر چسپاں کیا۔ قرآن وحدیث پر افترار اٹھائے۔ مسئلہ شفاعت کے متعلق تقویۃ الایمان کے اقوال کے خلاصے۔ ص۵ انبیاء واولیاء کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا ص۵ اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ ص۶ کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی ص۸ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا ص۸ اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی کفار کا شرک تھا ص۸ یہ معاملہ کرنے والا اللہ کا بندہ ومخلوق سمجھے جب بھی ابوجہل کے برابر مشرک ص۹ کوئی کسی کا وکیل وحمایتی نہیں ص۱۲ کافر بھی اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے۔ ص۲۳ تم مجھ پر ایمان لاتے اور میری امت میں داخل ہوئے اس پر مغرور ہو کر حد سے نہ بڑھنا کہ ہمارا پایا بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب سو جو ہم چاہیں کریں وہ ہم کو اللہ کے عتاب سے بچالے گا۔ کیونکہ یہ بات محض غلط ہے کیونکہ میں آپ ہی ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں (شفاعت کی تین قسمیں) یا تو وہ خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی ہو یا مالک پر اس کا دباؤ جیسے بڑے بڑے امیروں کا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے (دوسری قسم) یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے

اور وہ اس کی سفارش خواہ مخواہ قبول کرے پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہزادی بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا (پہلی قسم کا نام شفاعت وجاہت اور دوسری قسم کا شفاعت محبت رکھا اور اس کا حکم یہ بتایا) سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتے کو یا پیر کو اللہ کی جناب میں اس قسم کا شفیع سمجھے سو وہ اصلی مشرک ہے اور بڑا جاہل۔ صفحہ ۲۳ و ۲۵ تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے۔ اور رات دن ڈرتا ہے اور بادشاہ کے آئین کو سر و آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر دار سمجھتا ہے۔ اور لائق سزا کے جانتا ہے۔ اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی امیر وزیر کی پناہ نہیں ڈھونڈھتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں جتاتا۔ اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرمائے سو اس کا یہ حال دیکھ کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جائے سو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر دار کی سفارش کرتا ہے۔ اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھائگی جو چوروں کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ بھی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں صفحہ ۲۶، ۲۷، ۲۸ تا وہاں کسی کی وکالت کی حاجت نہیں صفحہ ۳۴ اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آوں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ۔ صفحہ ۴۲ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا۔ صفحہ ۴۲ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی مسئلہ شفاعت میں تقویۃ الایمان کے عقائد و اقوال یہی ہیں۔ ان میں سے اکثر رد بشرح و تفصیل مذکور ہو چکا۔ اس کے علاوہ ان تمام طوفان کا ایک ہی جواب کافی ہے

یہ تمام جملے اپنے ہی اوپر ہیں اور کفر و شرک کے تمام احکام کا اتم مصداق خود ان کی اپنی ذات ہے کہ وہ صراط مستقیم میں اپنے پیر کی نسبت خدا کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال تمام مریدوں کی مغفرت کا وعدہ و عہد لینے کا اعلان کر چکے ہیں،،

اقول وَبِاللّٰہِ نَسْتَعِیْن ۔ ناظرین کرام مولوی نعیم الدین کی بہتان بندی کو بغور و انصاف ملاحظہ فرمائیں جبکہ یہ امر مسلمات سے ثابت ہو گیا کہ شفاعت اہل توحید گنہگار کی جبکہ کسی قسم کے شرک میں مبتلا نہ ہو باذن اللہ تعالیٰ بیشک ہوگی ۔ تو پھر جو لوگ باوجود اقرار توحید کے قسم قسم کے شرکیات میں گرفتار ہیں قبروں تعزیوں کو سجدے نذر و منت ان کو حاضر و ناظر جان کر غائبانہ ندائیں فریادیں مرادیں طلب کرتے ہیں اور اسی لئے ان کے حق میں علم غیب کے دعوی کرتے ہیں اور پھر شفاعت پر مغرور ہیں تو کس قاعدہ شرعی قرآن و حدیث سے ان کی شفاعت ہو سکتی ہے اگر اس پر کوئی دلیل ہوتی تو خود مولوی نعیم الدین کو سب سے پہلے پیش کرنا تھی جبکہ خود تسلیم کر لیا کہ شرک کرنے والے امتی کی شفاعت نہ ہوگی تو فیصلہ شد یہی مولانا شہید مرحوم نے صراحتاً فرمایا ہے اسی تقویۃ الایمان کی آیتوں اور حدیثوں کے معانی کی تصدیق اور تحریفوں کی بہتان بندی کی تکذیب اور بتوں کے حق میں منحصر ہونے کی فریب کاری کے حیلہ بہانہ حیل سازی کی قلعی کھل کر پردہ و غشاوہ پاش پاش ہو گیا۔ واللہ الحمد

اور جو مولوی نعیم الدین نے عناد و بغض میں تقویۃ الایمان کے ایک ہی صفحہ کی مسلسل عبارت کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے خیانت و بددیانتی سے ظاہر کئے اور گنائے ہیں جن کے تفصیلی جوابات تو اپنے محل میں گزر چکے ۔ مگر مختصراً ناظرین کے سامنے ان عبارات کو خود تقویۃ الایمان سے پھر واضح کیا جانا ضروری ہے

دیکھئے صفحہ ۵ کی عبارت (فائدہ آیت سورۂ یونس) ،، اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام آسمان و زمین میں کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اس کو مانے اور اس کو پکارے تو کچھ فائدہ یا نقصان پہنچے بلکہ انبیاء و اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے ان کے پکارنے یا نہ پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کا سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہو جاتا ہے،، اور دیکھئے صفحہ ۸ کی عبارت (سورہ مومنون

قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ ۔۔۔ ،، کہہ پھر کہاں سے خبطی ہو جاتے ہو،،

پھر اوروں کو ماننا محض خبط ہے۔ ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ صاحب نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک بھی برابر ہے،، پس یہ پانچوں عبارتیں خط کشیدہ صفحہ ۸ کی ایک سلسلہ کی ہیں جن کو بالفاظ رد و بدل مولوی نعیم الدین نے نقل کیا ہے جو محض تحریف ہے

پھر دیکھیے ص۹ کی عبارت

اِلَّا اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا	تو آنے والے ہیں رحمان کے سامنے بندے ہو کر، اور
وَکُلُّھُمْ اٰتِیْہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ	ہر کوئی ان میں سے آنے والا ہے اس کے سامنے قیامت
فَرْدًا (سورہ مریم)،،	کے دن اکیلا اکیلا ،،

ف یعنی کوئی فرشتہ اور آدمی غلامی سے زیادہ رتبہ نہیں رکھتا اور اس کے قبضہ میں عاجز ہے کچھ قدرت نہیں رکھتا اور وہ ایک ایک میں آپ ہی تصرف کرتا ہے کسی کو کسی کے قابو میں نہیں دیتا۔ اور ہر کوئی معاملے میں اس کے روبرو اکیلا حاضر ہونے والا ہے کوئی کسی کا وکیل و حمایتی نہیں ہے

پھر دیکھیے صفحہ ۳۲ کی عبارت

ف اس آیت (سورہ مومنون) سے معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کافر بھی اس بات کے قائل تھے کہ کوئی اللہ کے برابر نہیں اور اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا مگر اپنے بتوں کو اس کی جناب میں اپنا وکیل سمجھ کر مانتے تھے اسی سے کافر ہو گئے۔ سو اب بھی جو کوئی کسی مخلوق کا عالم میں تصرف ثابت کرے اور اپنا وکیل سمجھ کر اس کو مانے سو اس پر شرک ثابت ہو جاتا ہے گو کہ اللہ کے برابر نہ سمجھے اور اس کے مقابلہ کی طاقت اس کو نہ ثابت کرے ،،

اس میں بھی الفاظ کا رد و بدل کیا گیا ہے۔ پھر صفحہ ۲۳ کی عبارت

ف یعنی اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو حکم کیا کہ لوگوں کو سنا دیویں کہ میں تمہارے نفع و نقصان کا کچھ مالک نہیں اور تم جو مجھ پر ایمان لائے اور میری امت میں داخل ہوئے سو اس پر مغرور ہو کر حد سے مت بڑھنا کہ ہمارا پایہ بڑا مضبوط ہے اور ہمارا وکیل زبردست ہے اور ہمارا شفیع بڑا محبوب ہم جو چاہیں سو کریں وہ ہم کو

اللہ کے عذاب سے بچائے گا کیونکہ یہ بات محض غلط ہے اس واسطے کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ورے اپنا کوئی کہیں بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو عوام الناس اپنے پیروں شہیدوں کی حمایت پر بھروسا کر کے اللہ کو بھول جاتے ہیں اور اس کے احکام کی تعظیم نہیں کرتے محض گمراہ ہیں کہ سب پیروں کے پیر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم رات دن اللہ سے ڈرتے تھے اس کی رحمت کے سوائے کسی طرح اپنا بچاؤ نہیں سمجھتے تھے۔ پھر اور کسی کا تو کیا ذکر ہے ۱۲

اب شفاعت کی تین قسموں کو جو بطور مثال و تشبیہ بادشاہ دنیا سے واضح کیا گیا ہے ملاحظہ فرمائیے۔

(ترجمہ) اور کہا اللہ صاحب نے یعنی سورہ سبا میں کہ کہہ بھلا پکارو تو ان لوگوں کو کہ خیال کرتے ہو سوائے اللہ کے سو وہ نہیں اختیار رکھتے ایک ذرہ بھر آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہیں ان کا دونوں میں کچھ ساجھا اور نہیں اللہ کا ان میں سے کوئی بازو اور نہیں کام آتی سفارش اس کے روبرو مگر جس کو پروانگی دے مگر یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں کہ حق اور وہی ہے سب سے بلند بڑا۔ ف یعنی جو کوئی کسی سے مراد مانگتا ہے اور مشکل کے وقت پکارتا ہے اور وہ اس کی حاجت روا کر دیتا ہے۔ سو یہ بات اسی طرح ہوتی ہے (پہلی قسم) کہ یا تو خود مالک ہو یا مالک کا ساجھی یا مالک پر اس کا دباؤ ہو جیسے بڑے بڑے امیروں کا کہنا بادشاہ دب کر مان لیتا ہے کیونکہ وہ اس کے بازو ہیں اور اس کی سلطنت کے رکن ان کے ناخوش ہونے سے سلطنت بگڑتی ہے (دوسری قسم) یا اس طرح کہ مالک سے سفارش کرے اور وہ اس کی سفارش خواہ نخواہ قبول کرے پھر دل سے خوش ہو یا ناخوش جیسے بادشاہ زادے یا بیگمات کہ بادشاہ ان کی محبت سے ان کی سفارش رد نہیں کر سکتا سو چار و ناچار ان کی سفارش قبول کر لیتا ہے سو جن کو اللہ کے سوا یہ لوگ پکارتے اور ان سے مرادیں مانگتے ہیں سو نہ تو وہ مالک ہیں آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ بھر چیز کے اور نہ کچھ ان کا ساجھا ہے اور نہ اللہ کی سلطنت کے رکن ہیں اور نہ اس کے بازو کہ ان سے دب کر ان کی بات مان لے اور نہ بغیر پروانگی سفارش کر سکتے ہیں کہ خواہ نخواہ اس سے دلوا دیں بلکہ اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آ کر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا و صدقنا کے کچھ کہہ نہیں سکتے (یعنی فرشتے) پھر بات اٹھنے کا تو کیا ذکر اور کسی کی وکالت اور حمایت کرنے کی کیا طاقت۔ اس جگہ ایک بات بڑے

کام کی ہے اس کو کان رکھ کر سن لینا چاہیے. کہ اکثر لوگ انبیاء و اولیاء کی شفاعت پر بہت پھول رہے
ہیں اور اس کے معنی غلط سمجھ کر اللہ کو بھول گئے ہیں سو شفاعت کی حقیقت سمجھ لینا چاہیے سو سننا
چاہیئے کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے جیسے ظاہر کے بادشاہ
کے ہاں کسی شخص کی چوری ثابت ہو جاوے اور کوئی امیر و وزیر اس کو اپنی سفارش سے بچا لیوے
تو ایک تو یہ صورت ہے کہ بادشاہ کا جی تو اس چور کے پکڑنے ہی کو چاہتا ہے اور اس کے آئین
کے موافق اس کو سزا پہنچتی ہے مگر اس امیر سے دب کر اس کی سفارش مان لیتا ہے اور اس چور کی
تقصیر معاف کر دیتا ہے. کیونکہ وہ امیر اس سلطنت کا بڑا رکن ہے اور اس کی بادشاہت کو بڑی
رونق دے رہا ہے سو بادشاہ یہ سمجھ رہا ہے کہ ایک جگہ اپنے غصے کو تھام لینا اور ایک چور سے
درگزر کرنا بہتر ہے اس سے کہ اتنے بڑے امیر کو ناخوش کر دیجئے کہ بڑے بڑے کام خراب ہو جاویں
اور سلطنت کی رونق گھٹ جائے اس کو شفاعت وجاہت کہتے ہیں. یعنی اس امیر کی وجاہت کے
سبب سے اس کی سفارش قبول کی سو اس قسم کی سفارش اللہ کی جناب میں ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتی
اور جو کوئی کسی نبی اور ولی کو یا امام اور شہید کو یا کسی فرشتہ کو یا کسی پیر کو اللہ کی جناب میں اس
قسم کا شفیع سمجھے. سو وہ اصل مشرک ہے اور بڑا جاہل کہ اس نے خدا کے معنی کچھ بھی نہیں سمجھے اور اس
مالک الملک کی قدر کچھ بھی نہ پہچانی. دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی بادشاہ زادوں میں سے یا بیگماتوں
میں سے یا کوئی بادشاہ کا معشوق اس چور کا سفارشی ہو کر کھڑا ہو جاوے اور چوری کی سزا نہ دینے
دیوے اور بادشاہ اس کی محبت سے لاچار ہو کر اس چور کی تقصیر معاف کر دے تو اس کو شفاعت
محبت کہتے ہیں. یعنی بادشاہ نے محبت کے سبب سے سفارش قبول کر لی اور یہ بات سمجھی کہ ایک بار
غصہ پی جانا اور ایک چور کو معاف کر دینا بہتر ہے اس رنج سے کہ جو اس محبوب کے روٹھ جانے سے
مجھ کو ہوگا. اس قسم کی شفاعت بھی اس دربار میں کسی طرح ممکن نہیں اور جو کوئی کسی کو اس جناب میں اس قسم
کا شفیع سمجھے وہ بھی ویسا ہی مشرک ہے اور جاہل جیسا کہ مذکور اول ہو چکا وہ مالک الملک اپنے بندوں کو
بہتیرا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ کا خطاب بخشے
اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس اور روح الامین فرماوے مگر پھر مالک مالک ہے
اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ
سکتا جیسا اس کی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھکتا ہے ویسا ہی اس کی ہیبت سے رات دن زہرہ
پھٹتا ہے. تیسری صورت یہ ہے کہ چور پر تو چوری ثابت ہو گئی مگر وہ ہمیشہ کا چور نہیں اور چوری کو اس نے

کچھ اپنا پیشہ نہیں ٹھہرایا مگر نفس کی شامت سے قصور ہو گیا سو اس پر شرمندہ ہے اور رات دن ڈرتا ہے
اور بادشاہ کے آئین کو سر و آنکھوں پر رکھ کر اپنے تئیں تقصیر وار سمجھتا ہے اور لائق سزا کے جانتا ہے۔
اور بادشاہ سے بھاگ کر کسی وزیر و امیر کی پناہ نہیں ڈھونڈھتا اور اس کے مقابلہ میں کسی کی حمایت نہیں
جتاتا اور رات دن اسی کا منہ دیکھ رہا ہے کہ دیکھئے میرے حق میں کیا حکم فرماوے سو اس کا یہ حال دیکھ
کر بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب در گذر
نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے سو کوئی امیر وزیر اس کی مرضی
پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش
کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ
اس کا قرابتی ہے یا آشنا یا اس کی حمایت اس نے اٹھائی بلکہ محض بادشاہ کی مرضی سمجھ کر کیونکہ
وہ تو بادشاہ کا امیر ہے نہ چوروں کا تھانگی جو چور کا حمایتی بن کر اس کی سفارش کرتا ہے تو آپ
بھی چور ہو جاتا ہے اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے۔
سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث
میں مذکور ہے سو اس کے معنی یہی ہیں سو ہر بندے کو چاہیئے کہ ہر دم اللہ ہی کو پکارے اور اسی
سے ڈرتا رہے اور اسی کی التجا کرتا رہے اور اسی کے روبرو اپنے گناہوں کا قائل رہے اور اس کو
اپنا مالک بھی سمجھے اور حمایتی بھی اور جہاں تک خیال دوڑاوے اللہ کے سوائے کہیں اپنا بچاؤ
نہ جانے اور کسی کی حمایت پر بھروسا نہ کرے کیونکہ وہ خود غفور رحیم ہے۔ سب مشکلیں اپنے ہی فضل
سے کھول دے گا اور سب گناہ اپنی ہی رحمت سے بخش دے گا۔ اور جس کو چاہے گا اپنے حکم سے
اس کا شفیع بنا دے گا۔ غرض کہ جیسے اپنی ہر حاجت اسی کو سونپنا چاہیے اسی طرح یہ حاجت بھی
اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسا
کیجئے اور اس کو اپنی حمایت کے واسطے پکار رہئے اور اس کو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جائیے
اور اس کے احکام کو یعنی شرع کو بے قدر کر دیجئے اور اسی اپنے حمایتی ٹھہرا دیئے ہوئے
کی راہ و رسم کو مقدم سمجھئے کہ یہ بڑی قباحت کی بات ہے اور سارے نبی اور ولی اس سے بیزار ہیں
وہ ہرگز ایسے لوگوں کے شفیع نہیں بنتے۔ بلکہ خفا ہو جاتے ہیں اور الٹے اس کے دشمن ہو جاتے
ہیں کیونکہ ان کی بزرگی تو یہی تھی کہ اللہ کی خاطر کو سب چور و بیٹی مرید شاگرد نوکر غلام یار آشنا
کی خاطر سے مقدم رکھتے تھے اور جب یہ لوگ اللہ کے خلاف مرضی ہوتے تھے تو وہ بھی ان کے دشمن

ہو جاتے تھے۔ تو پھر یہ پکارنے والے لوگ ایسے کیا ہیں کہ وہ بڑے بڑے لوگ ان کے حمایتی بن کر اس کی خلاف مرضی ان کی طرف سے اُس کے حضور میں جھگڑنے بیٹھیں گے بلکہ بات تو یوں ہے کہ الحب للہ والبغض للہ ان کی شان ہے جس کے حق میں اللہ کی خوشی یوں ٹھہری کہ اس کو دوزخ ہی میں بھیجے تو وہ اور دو چار دھکے دینے کو طیار ہیں "

الحمد للہ کہ شفاعت کی صورتیں بطور تمثیل و تشبیہ بادشاہ دنیا سے بکمال تفصیل و لبط عام فہم واضح ہوئیں جس میں بشرط انصاف کسی کو سوائے بد باطن کے کلام نہیں ہو سکتا۔ اور خصوصاً شفاعت بالاذن کے معنی اور حقیقت بحوالہ قرآن و حدیث تقویۃ الایمان سے صراحتاً ثابت ہوئی۔ جس کو مولوی نعیم الدین نے فریبانہ اخفا کر کے مولانا شہید مرحوم پر انکار کا اتہام لگایا۔ علی ہذا ص۲۲ کی عبارت محض ترجمہ حدیث شریف حسب ارشاد قرآن پاک کے صحیح بخاری و صحیح مسلم سے مشکوٰۃ ص۴۶۰ میں منقول ہے

لما نزلت وانذر عشیرتک الاقربین الآیۃ	جب اتری یہ آیت کہ ڈر اوے تو اپنی برادری کو جو ناتا رکھتے ہیں تجھ سے "

تو منجملہ اوروں کے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ویا فاطمۃ انقذی نفسک من النار سلینی ما شئت من مالی لا غنی من اللہ شیئا	اور اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے مانگ لے مجھ سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ "

ف یعنی اور جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہیں ان کو اس کی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اس پر مغرور ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہیں سو اسی لئے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا۔ کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے سو انہوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی جب تک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے تو کچھ کام نہیں نکلتا۔

بہ حکم حق تعالیٰ خصوصاً اہل قرابت کو ڈرانا خوف دلانا تھا کہ مبادا بے خوف ہو جائیں نیز یہ تلقین کہ اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے ۔ نہ کسی دوسرے پر اگرچہ نسبی بزرگی اور اعمال صالحہ ہی رکھتا ہو تاوقتیکہ اس کی رحمت دستگیری نفرمادے کہیں ٹھکانا نہیں ہے ورنہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بموجب حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم کے سردار اہل جنت کی عورتوں کی ہیں ۔ چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم نے باب ثانی تقویۃ الایمان ص ۱۵۹ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے ۔ پس مولوی نعیم الدین کی بددیانتیوں فریب کاریوں کی انتہا نہیں رہی کہ قرآن و حدیث کا اخفا کر کے بوجہ عناد و بغض کے مولانا شہید مرحوم پر صراط مستقیم کے خوابات و الہامات سے مقابلہ کیا حالانکہ خود نصوص قطعیہ کا انکار کیا جاتا ہے اور الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے مولانا شہید مرحوم کو مورد کفر و شرک کا بنایا جاتا ہے ۔

دیکھئے شفاعت کے بارے میں تقویۃ الایمان کی مختصر مگر مکمل تائیدات آیت قرآن پاک سورہ سبا منقولہ تقویۃ الایمان کی تفسیر کے متعلق فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۰ ص ۱۵۹ میں مرقوم ہے ۔

فاعلم الله ان الذين يشفعون عنده من الملائكة والانبياء انما يشفعون فيمن يشفعون فيه بعد اذنه لهم فى ذلك قوله فى قلوبهم للملائكة وان فاعل الشفاعة فى قوله ولا تنفع الشفاعة هم الملائكة بدليل قوله بعد وصف الملائكة ولا يشفعون الا لمن ارتضى وهم من خشيته مشفقون بخلاف قول من زعم ان الضمير للكفار المذكورين ۔

"اللہ تعالیٰ نے معلوم کرا دیا کہ جتنے لوگ فرشتوں اور انبیاء میں شفاعت کریں گے جناب باری میں وہ جن کی بھی شفاعت کریں گے اس وقت کریں گے جب کہ اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کی اجازت ہو جاویگی قلوبہم کی ضمیر کا مرجع ملائکہ یعنی فرشتے ہیں اور ولا تنفع الشفاعۃ میں شفاعت کے فاعل بھی فرشتے ہیں بدلیل اس کے کہ فرشتوں کے اوصاف کے بعد فرمایا ہے کہ وہ اسی کی شفاعت کرتے ہیں جس کے لئے رضائے حق تعالیٰ ہو اور وہ تو اللہ تعالیٰ کے خوف سے کپکپا رہے ہیں بخلاف اس کے قول کے جو گمان کرتا ہے کہ ضمیر کفار مذکورین کے لئے ہے"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۳۸۸ حدیث شفاعت میں فرماتے ہیں ۔

اکنوں امت او باید بود عقد ایمان
را بوے درست گردد مشکلے کہ ہست
اینست دیگر ہیچ نیست۔

"اور اب امتی آپ کا ہونا چاہیئے اور ایمان کی مضبوطی
کو آپکے ساتھ والبستہ کرے اور مشکل جو ہے یہی ہے اور دوسری
کچھ نہیں ہے"

نیز مدارج النبوۃ ج ا صـ۲ـ۳ میں صاحب مواہب لدنیہ سے منقول ہے۔

اما آنچہ افترا میکنند جہال کہ آنحضرت
ہرگز راضی نشود کہ در آید ہیچ یکے از
امت وے آتش را از فریب دادن
شیطان است ایشاں را و لعب
کردن وے بایشاں زیرا کہ وے صلوۃ
اللہ وسلامہ علیہ راضی ست بہرچہ
راضی ہست خدائی عزوجل و وے
سبحانہ میدارد عاصیان را در آتش و
رسول خدا اعرف است بخدا و بحق
وے میر است از آنکہ گوید بخدا من
راضی نیستم کہ کسے را از امت من در آتش
در آری یا بگذاری دراں بلکہ پروردگار
تعالیٰ اذن میکند او را بشفاعت پس
شفاعت میکند مر کسی را کہ میخواہد و اذن
میکند و راضی بشود و شفاعت جز آنکسے
را کہ اذن دہد و راضی گردد انتہی کلامہ۔
فائدہ و معلوم است کہ شفاعت بے اذن
حق تعالیٰ و بے رضائے و راضی باشد و
لیکن وے تعالیٰ اذن میکند و رضا میدہد
بشفاعت بمقتضائے وعدہ کہ کردہ
است بارضائے وے۔

"اور جو کچھ کہ جاہل افترا کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم ہرگز راضی نہ ہونگے کہ کوئی ایک
امتی بھی آپ کا دوزخ میں جاوے یہ شیطان کا فریب
دینا اور لعب کرنا ان کے ساتھ ہے۔ کیونکہ
آنحضرت صلوۃ اللہ وسلامہ علیہ راضی ہیں جس
میں راضی ہے خدائے عزوجل کردہ سبحانہ وتعالیٰ
داخل کرے گنہگاروں کو دوزخ میں اور رسول
خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ واقف
ہیں حق تعالیٰ اور اس کے حق سے آپ کی
ذات مبرا ہے اس سے کہ کہویں خدائے تعالیٰ
سے میں راضی نہیں ہوں کہ کسی کو میری امت
میں سے دوزخ میں داخل کرے یا اس میں چھوڑ دے
بلکہ پروردگار تعالیٰ اذن فرماوے گا آپکو شفاعت کا
پس آپ شفاعت کریں گے ہر اس شخص کی کہ جس کیلئے
چاہے گا اور اذن فرماوے گا اور راضی ہوگا اور شفاعت
کریں گے سوائے اس شخص کے کہ اذن دیوے گا اور راضی
ہوگا اور فائدہ اور یہ امر معلوم ظاہر ہے کہ شفاعت بلا اذن
و بے رضائے حق تعالیٰ کے نہیں ہوگی مگر حق تعالیٰ اذن
فرماوے گا اور راضی ہوگا شفاعت کے لئے بمقتضائے
وعدہ کے کہ فرمایا ہے آپ کی رضامندی
کے لئے"

نیز اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۱۹۱ میں مرقوم ہے۔

چوں عائشہ از آنحضرت پرسید آیا یاد مے آرید شما اہل وعیال خود را روز قیامت آں حضرت فرمود اما دریں سہ موطن خود ہیچ کس ہیچ کس را یاد نتواند آورد وہمہ کس بخود در ماندہ باشند می گویند کہ ایں جواب آنحضرت مر عائشہ را بہ جہت آں بود کہ وے حرم پاک وے بود ہمچنیں فرمود تا تکیہ واعتماد بر شفاعت نکنند واز عمل وجد واجتہاد باز نمانند چنانکہ با اہل بیت وقرابت خود مے فرمود کہ من مالک نیستم شمارا چیزے را کار کنید وتکیہ بر من مکنید۔

"عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کیا آپ کو اپنے اہل وعیال قیامت کے دن یاد آویں گے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن تین جگہ خود کوئی شخص کسی شخص کو یاد نہ کر سکے گا۔ (۱) اعمال نامے جس وقت دیئے جاویں گے (۲) میزان میں جس وقت عمل تولے جاوینگے (۳) پلصراط پر جسوقت گذرینگے (ان مقام لوگ اپنے حال میں مبتلا ہوں گے کہتے ہیں کہ یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص کر عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بوجہ اس کے تھا کہ وہ حرم پاک آپ کی تھیں یا اسی نے فرمایا تاکہ بھروسہ اور اعتماد شفاعت پر نہ کریں اور عمل میں کوشش اور سعی کرنے سے باز نہ رہیں جس طرح کہ اپنے اہل بیت اور قرابت والوں کو فرمایا کہ میں مالک نہیں ہوں تمہاری کسی شے کا اپنا کام کرو اور بھروسہ میرے اوپر مت کرو"

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فوز الکبیر میں منجملہ عقائد اون مشرکین کے جو بندگان خاص فرشتوں وغیرہم کو مرتبہ الوہیت تک پہنچا کر ان کے لئے عبادت اور ان سے استعانت چاہتے ہیں فرماتے ہیں

ومی گفتند کہ شفاعت بندگان خود قبول میکند اگرچہ رضامندی نباشد چنانکہ بادشاہاں بہ نسبت امرائے کبار گاہی چنیں میکنند اھ

"وہ کہتے ہیں کہ شفاعت اپنے بندوں کی قبول کرتا ہے اگرچہ رضامندی نہ ہووے جس طرح بادشاہاں بہ نسبت بڑے بڑے امراء کے لئے کبھی ایسا حکم کرتے ہیں"!

نیز شاہ صاحب موصوف حسن العقیدہ صفحہ ۱۳ میں فرماتے ہیں

والشفاعۃ حق لمن اذن لہ الرحمٰن وشفاعۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لاھل الکبائر من امتہ حق وھو مشفع وحیث وقع

"شفاعت حق ہے جس کے لئے رحمٰن اذن فرماوے گا اور شفاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کے اہل کبائر کے لئے حق ہے اور وہ شفاعت قبول ہوگی اور جو نفی شفاعت کی واقع ہے تو مراد

نفی الشفاعة فالمراد منها الشفاعة التی بغیر اذن الله تعالی و رضائہ ۔

اس سے وہ شفاعت ہے جو بغیر اذن اور بلا رضا مندی اللہ تعالٰے کے ہو ۔۔

علی ہذا مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص ۲۶۷ میں فرماتے ہیں۔

شفاعت بے حکم الہی دراں روز مقبول نخواہد شد بدلیل آنکہ در آیات بسیار نفی شفاعت را مقید بایں قید فرمودہ اند مانند یومئذ لا تنفع الشفاعة الا لمن اذن لہ الرحمن و رضی لہ قولا۔ و من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ ماللظالمین من حمیم ولا شفیع یطاع۔ ولا تنفع الشفاعة عندہ الا لمن اذن لہ و احادیث متواترہ بیان کردند کہ غیر از کافر در حق ہمہ اہل معاصی حکم بشفاعت خواہد شد پس معلوم شد کہ محروم مطلق از شفاعت کافر است و بس و مناسب مقام ہم نفی ہمیں شفاعت است زیرا کہ ایں کلام برائے رد خیال فاسد اہل کتاب و نیز ہم مشربان ایشاں است از اولاد انبیاء و اولیاء و متوسلان بزرگان دین کہ خود را بتوسل بزرگان مامون از مواخذہ و باز پرس می دانند و می فہمند کہ باوجود کفر و قبائح دیگر بزرگان ما مارا از عذاب اخروی خلاص خواہند ساخت و طریق رد ایں خیال آنست کہ شفاعتے کہ شما بتوقع آں غرہ می شوید دراں روز واقع

وہ شفاعت بے حکم الہی کے اس روز مقبول نہ ہوگی بدلیل اس کے کہ بکثرت آیات میں نفی شفاعت کو مقید اس قید کے ساتھ فرماتے ہیں مانند ان آیات کے کہ اس دن کام نہ آوے گی سفارش مگر جس کو حکم دیا رحمٰن نے اور پسند کی اس کی بات (سورہ طٰہٰ) کون ایسا ہے کہ سفارش کرے اس کے پاس اس کے اذن سے (سورہ بقرہ) کوئی نہیں ظالموں کا دوست اور نہ سفارشی جس کی بات مانی جاوے (سورہ مومن) اور کام نہیں آتی سفارش اس کے پاس مگر اس کو جس کے واسطے حکم کر دیا (سورہ سبا) اور احادیث متواترہ بیان کرتی ہیں کہ سوائے کافر کے تمام اہل معاصی کے حق میں حکم شفاعت کا ہوگا پس معلوم ہوا کہ محروم مطلق شفاعت سے کافر ہے اور بس اور مناسب مقام کے بھی نفی اسی شفاعت کی ہے کیونکہ یہ کلام واسطے رد کرنے خیال فاسد اہل کتاب کے اور ان کے ہم مشربوں کے لئے ہے اولاد انبیاء و اولیاء اور بزرگان دین کے متوسلوں سے کہ اپنے آپ کو توسل بزرگان کے مواخذہ اور باز پرس سے بے خوف جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ باوجود کفر اور دوسرے گناہوں کے ہمارے بزرگ ہم کو آخرت کے عذاب سے رہائی کرا دینگے اور طریق رد کرنے اس خیال کا یہ ہے کہ وہ شفاعت کہ تم جس کی توقع پر گھمنڈ کرتے ہو اس روز واقع نہ ہوگی کیونکہ شفاعت ہر شفیع کی اس روز موقوف حکم الہی کے ساتھ ہوگی جو شفاعت

نخواہد شد زیرا کہ شفاعت بر شفیع در
آن روز موقوف حکم الٰہی خواہد بود چوں
شفاعت موقوف بر حکم الٰہی شد جائے
اعتماد نماند چہ توسل بآں شفیع در حصول
آں کفایت نخواہد کرد بلکہ حکم الٰہی در کار
است وآں در خطر است شود یا
نشود شما بمحض توسل بکاملے نازش مکنید
کہ ایں توسل سبب مستقل نیست (ایضاً
منہ۵) سود مند شدن شفاعت بر دو
چیز موقوف است اول آنکہ شفاعت
بذات خویش نافع بود نہ مضر دوم آنکہ آن
شفاعت پیش کسے کہ شفاعت می برند
مقبول ہم میشود چہ ظاہر است کہ اگر
شفاعت بذات خویش نافع بود مثل
دادن مال یا خلاص کردن از قید و آں
کس آن شفاعت را قبول نکند ہیچ فائدہ
در آں شفاعت نہ باشد و لغو محض
گردد و ہمچنیں اگر شفاعت مقبول افتد
اما بذات خود مضر باشد مثل شفاعت
دزد پیش حاکم تا او را بسزا نرساند
آں شفاعت نیز بے نفع محض است
پس جائے نفی قبول فرمودند و جائے
نفع را سلب کردند تا بیان انتفاع
بر دو جہت انتفاع باشد و تحقیقش
آں است کہ انبیاء و صلحاء را در آن

حکم الٰہی پر موقوف ہوئی اعتماد کے قابل نہ رہی۔
کیونکہ توسل اس شفیع کا اس کے حاصل ہونے کے لئے
کفایت نہ کرے گا۔ بلکہ حکم الٰہی درکار ہے اور وہ خطرہ میں
ہے ہووے یا نہ ہووے تم محض کسی کامل کے
توسل پر نازمت کرو کہ یہ توسل سبب مستقل
نہیں ہے" "نفع دینا شفاعت کا دو چیز
پر موقوف ہے۔ اوّل یہ کہ شفاعت بذات
خود نافع ہونہ کہ مضر دوسرے یہ کہ وہ شفاعت
جب کسی کے سامنے لے جاویں مقبول بھی
ہووے کیوں کہ ظاہر ہے کہ اگر شفاعت
بذات خود نافع ہو مثل دینے مال۔
یا خلاص کرنے قید سے اور وہ اس
شفاعت کو قبول نہ کرے کوئی فائدہ
اس شفاعت سے نہ ہوگا اور محض
لغو ہوگی۔ اور اسی طرح اگر شفاعت
مقبول ہوگئی۔ لیکن بذات خود مضر
مثل شفاعت چور کی حاکم کے
سامنے تاکہ اس کو سزا نہ دیوے
وہ شفاعت بھی بلا نفع محض ہے
پس ایک جگہ نفی قبول کی
فرما دیں اور دوسری جگہ نفع
کو سلب کریں تاکہ دونوں صورتوں
کے نفع کی نفی ہو جاوے اور تحقیق
اس کی یہ ہے کہ انبیاء اور صلحاء
کی اس روز شفاعت ہوگی۔

روز شفاعتے خواہد بود۔ ہر چند شفاعتے انبیاؑ و اسلاف شما در حق تابعان و منسوبان خود مقبول است اما باوجود کفر شمارا نافع نخواہد شد کہ از تبعیت ولنسب بالیشاں خارج آید۔

ہر چند شفاعت انبیاء اور تمہارے اسلاف کی اپنے تابعین اور منسوبین کے حق میں مقبول ہے۔ لیکن باوجود تمہارے کفر کے نافع نہ ہوگی کہ ان کی تابعداری اور نسبت سے خارج ہوتے"

نیز تفسیر فتح العزیز ج ۳ پارہ ۳۰ ص۱۰۹ میں مرقوم ہے۔

ہر کرا او تعالیٰ بہ جمیع وجوہ پسندید نجات یافت وہر کرا بجمیع وجوہ ناپسند فرمودہ ہلاکت ابدی نصیب او شد وہر کرا از بعضے وجوہ پسند فرمود واز بعضے دیگر ناپسند شفیعان را کہ پیغمبران واولیاء وعلماء وحفاظ وشہداء وفرشتگان خواہند بود حکم خواہد شد کہ شفاعت فلاں بکنید تا شمارا عزت وجاہ حاصل شود و ایں قسم شفاعت کہ موقوف بر حکم حاکم باشد محل اعتماد وجائے دخل وتصرف نیست واز ہمیں تقریر معلوم شد کہ دریں آیہ چنانچہ معتزلہ می فہمند نفی شفاعت این ہا مذکور نیست بلکہ شفاعت را بہ حکم حاکم علی الاطلاق موقوف داشتن است وہمیں است مذہب اہل سنت وجماعت اھ

"جس کسی کو حق تعالیٰ تمام وجوہ سے پسند فرما دے نجات پائے اور جس کسی کو تمام وجوہ سے ناپسند فرمادے اس کو ہمیشہ کے لئے ہلاکت نصیب ہووے اور جس کسی کو بعضے وجوہ سے پسند فرمادے اور بعضے دوسرے وجوہ سے ناپسند شفیعوں کو کہ پیغمبران اور اولیاء اور علماء اور حفاظ اور شہداء اور فرشتگان ہوں گے حکم ہوگا کہ شفاعت فلاں کی کریں تاکہ تم کو عزت وجاہ حاصل ہووے اور اس قسم کی شفاعت کہ موقوف اوپر حکم حاکم کے ہووے باعث اعتماد اور مقام دخل اور تصرف کا نہیں ہے اسی تقریر سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں جس طرح معتزلہ سمجھتے ہیں نفی شفاعت کی یہ اس میں مذکور نہیں ہے۔ بلکہ شفاعت کو اوپر حکم حاکم علی الاطلاق کے موقوف رکھنا ہے اور یہی ہے مذہب اہل سنت وجماعت کا"

الحمد للہ کہ اکابر علمائے کرام مسلمہ مولوی نعیم الدین سے بھی حقیقت شفاعت کی وضاحت ہوگئی یعنی اہل توحید گنہگاران جو شرکیات و کفریات سے پاک و تبرا ہیں۔ ان کے لئے باذن اللہ تعالیٰ شفاعت ہوگی اور جو باوجود امتی بننے کے گرفتاران

کفر و شرک ہیں اور پھر شفاعت پر مغرور تو وہ محروم الشفاعت ہونگے۔ مع تمثیل و تشبیہ بادشاہ دنیا و چور کے اور یہی عین مضمون اور مقصد صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کا ہے۔ بلا کم و کاست مضمون واحد ہرگز فرق و تفاوت نہیں ہے مولوی نعیم الدین کا کسی گور پرست مدعی علم غیب بہ ندائے حاضر و ناظر جاننے والے کے لئے شفاعت کی کوئی آیت یا حدیث پیش نہ کرسکنا بد مذہبی پید شیطانی پر کھلی بیّن دلیل ہے جبکہ گروہ مبتدعین کو قیامت میں دیکھ کر بحکم حق تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا

سحقاً سحقاً لمن غيّر بعدي ۔۔۔ "دوری ہو دوری ہو ان کے لئے جنہوں نے میرے
الحدیث رواہ البخاری۔ ۔۔۔ بعد دین کو بدل ڈالا"

جو بحث علم غیب میں گزر چکی ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان ص۴۲ میں لکھتے ہیں

"پیمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک سیاہ کرتی ہے"

نیز صفحہ ۸۵ میں لکھتے ہیں

"زکوٰۃ نہ دینے والے کے لئے حدیث میں وارد ہوا جب عذاب میں گرفتار ہوگا اور اس کی نگاہ حضور پر نور سلطان دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر جا پڑے گی بے اختیار ہو کر چلائے گا یا رسول اللہ یا رسول اللہ! حضور فرمائیں گے میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا۔ اے غافل پھر کاہے پر بھولا بیٹھا ہے کیا یہ عذاب تیرے نزدیک سہل ہیں"

نیز صفحہ ۱۶۰ میں لکھتے ہیں

"انبیاء اپنی امتوں کے لئے کھڑے ہوں گے گنہگار نیکوں سے شفاعت طلب کریں گے اس وقت دیکھا چاہیئے مجھے اپنے مہربان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں اعوان کے نشان والا شان کے نیچے جگہ ملتی ہے اور میری شفاعت حق تعالیٰ سے کرتے ہیں یا نہیں"

ایضاً ص۱۸۷ میں لکھتے ہیں۔

"پس باعتقاد اس کے کہ سوا حق جل و علا کے کوئی قادر مطلق و مالک عالم معطی و مانع و ضار و نافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس ارواح و ملائکہ چھوٹے اور بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور یک بار اس پر قدما آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ

برس گزر جائیں، اور ان کی قوتیں یوماً فیوماً ترقی پر ہوں یہاں تک کہ ہر ایک ان میں سے ہفت طبق زمین ایک ہاتھ پر اٹھا لے مگر ارادۂ الٰہ اس ذرہ کا تحرک نہ چاہے ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ اسے جنبش دے سکیں"

ایضاً ہدایۃ البریہ حسنی پریس بریلی کے صلہ میں لکھتے ہیں

"متلم انبیاء و مرسلین و ملٰکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں"

نیز احسن الوعاء لآداب الدعاء مطبع اہل سنت وجماعت بریلی صلا میں لکھتے ہیں

"جمیع ما سوا اللہ سے رشتہ امید قطع کرے نہ نفس سے کام نہ خلق سے غرض رکھے تا شاید مقصود جلوہ گر ہو اور گوہر مقصد ہاتھ آئے"

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ سوم انڈیا پریس لکھنؤ صلا میں لکھا ہے۔

"حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی ولا انت یا رسول اللہ "آپ بھی نہیں یا رسول اللہ"، ارشاد فرمایا ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ برحمتہ "اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گناہ نہ سہی، استحقاق کس بات کا ہے"

نیز مولوی صاحب بریلوی خالص الاعتقاد حسنی پریس بریلی صلا میں لکھتے ہیں

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم قل فمن یملک من اللہ شیئا ان اراد ان یھلک المسیح ابن مریم وامہ ومن فی الارض جمیعا۔

"بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں تم کہہ دو کہ کس کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح ابن مریم اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو فنا کرنا چاہے"

نیز مولوی صاحب بریلوی السنۃ الانیقہ رضوی پریس بریلی صلا میں لکھتے ہیں

"حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرمایا ہے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئے ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات اعلیٰ کے برابر کس کے کمال ہو سکتے ہیں جن کے کمال ہیں سب حضور ہی کے کمال کے پرتو و اظلال ہیں" ایضاً

"لہٰذا حضور اقدس بالمؤمنین رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمائی کلمۂ شہادت

ہیں رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندہ ہیں اور اس کے رسول "

نیز مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ دوم ابو العلی پریس آگرہ صنا میں لکھتے ہیں

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا شب معراج عرش الٰہی پر مع نعلین مبارک تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں ؟ الجواب یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے واللہ تعالیٰ اعلم ۔ اللہ کے حضور حاضر ہونا کہنا چاہیئے نہ کہ تشریف لے جانا ۱۲ مؤلف "

نیز الزبدۃ الزکیہ حسنی پریس بریلی صنہ میں مولوی صاحب بریلوی لکھتے ہیں ۔

"مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے ہے "

نیز مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ چہارم حسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ ص۲۷ میں لکھا ہے

"تمہارا دین یہ ہے اشھد ان محمدا عبدہ و رسولہ ۔ عبدہ پہلے ہے ۔ رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے نہ بڑھا دینا "

نیز صفحہ ۴۰ میں لکھا ہے ۔

"نصوص قرآنیہ کی عظمت نہیں ۔ جتنے گمراہ ہوئے ۔ سب اسی دروازہ سے کہ انہوں نے نصوص میں تاویلیں کرنا شروع کیں "

پس ناظرین اہل انصاف و دیانت نے اقوال مولوی صاحب بریلوی در بارہ عظمت توحید جناب باری تعالیٰ عز شانہ بمقابلہ مخلوقات کے ملاحظہ فرمائے جو کلام صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے عین مطابق باہم شیر و شکر ہیں پس اگر بزعم باطل مولوی نعیم الدین کے کلام تقویۃ الایمان ہی باعث توہین و تنقیص حضرات انبیاء عظام و اولیاء کرام اور موجب کفر ہے تو اقوال بریلویاں بدرجہ اولیٰ موجب توہین و تنقیص باعث اشد کفر ہیں ورنہ اقوال بریلویاں کا ایمان ہوتے ہوتے کلام تقویۃ الایمان تو یقیناً بلا ریب عین ایمان ہے فما ھو جوابکم فھو جوابنا

قولہ ص۲۰۰ — ۲۰۵ چند آیتیں اور حدیثیں پیش کرتے ہیں جس سے معلوم ہو گا کہ تقویۃ الایمان میں قرآن و حدیث کی مخالفت کی گئی ہے قرآن پاک میں محبوبانِ حق کی شفاعت کا اثبات ہے ۔ اور کفار کو شفاعت سے مایوس کیا گیا ہے ۔ شفاعت مقربین کی ہو سکتی ہے نہ کہ مغضوبین کی یہی آیتیں جو بتوں اور کفاروں کے حق میں نازل ہیں وہابیہ انہیں سے مسلمانوں کو دھوکا دیتا اور ان آیات کے معانی میں تحریف کرتے ہیں ۔ فاتلہ اللہ تعالیٰ ۔ آیات نفی شفاعت الا

باذن اللہ جن کا ذکر گزر چکا ہے مانند سورہ بقر سورہ طٰہ سورہ مومن سورہ سبا وغیرہم پیش کی ہیں جا بتوں کی شفاعت کی نفی اور مقربین ماذونین کا استثنار ہے۔ باوجود اس کے اولیار و انبیاء کی شفاعت کا منکر ہو جانا اور یہ کہہ دینا کہ کوئی کسی کا وکیل و سفارشی نہیں جو انبیار و اولیار کے ساتھ یہ اعتقاد رکھے وہ مشرک ہے کیسی بے دینی فریب دہی اور قرآن پاک کی مخالفت ہے تقویۃ الایمان والے نے قرآن پاک کی آیتیں لکھ لکھ کر قرآن پاک کی مخالفت کی ہے۔ اور عوام کو مغالطہ دیا ہے۔ تاکہ وہ یہ سمجھ لیں کہ یہ مضمون قرآن پاک ہی کا ہے۔ وہابی اپنا سر پھوڑیں منہ پر خاک ڈالیں کہ جس حبیب کی شفاعت سے چڑتے ہیں قرآن پاک بکثرت آیات میں ان کی شفاعت کا اثبات فرماتا ہے۔ اب کہو اے بے دینو تمہارے یہ قول کہ انبیار کے پکارنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوا اللہ سے ورے اپنا بچاؤ نہیں جانتا سو دوسرے کو کیا بچا سکوں گا۔ پھر یہ افترا کہ آپ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ۔ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور ایسے ہی اور بیہودہ اقوال جو تقویۃ الایمان میں لکھے ہیں کہ جن پر وہابی ایمان رکھتے ہیں قرآن پاک نے سب جہنم رسید کر دیئے۔ انبیا علیہم السلام کی عداوت میں قرآن پاک کے خلاف زہر اگل رہا ہے وہابیو خدا کا خوف کرو۔ قرآن پاک پر ایمان لاؤ کب تک قرآن وحدیث سے منہ موڑ کر تقویۃ الایمان پر مرتے رہو گے۔ مسئلہ شفاعت کا خوب واضح ہو گیا۔ اور تقویۃ الایمان کی مکاریوں کا پردہ چاک چاک ہو گیا۔ اھ

اقول وعلی اللہ توکلت وہو المولی النصیر۔ جو آیتیں درباره شفاعت پیش کی ہیں جس طرح بحوالہ تفسیر فتح العزیز گذر چکا ہے ان میں نفی و اثبات شفاعت دونوں ثابت ہیں یعنی خواہ بذریعہ بتوں کے شرک و کفر کر کے شفاعت کی توقع رکھیں کیونکہ جن کے نام کے بت تراشے جاتے تھے وہ بھی صالحین ہی تھے۔ خواہ انبیار اولیار وغیرہم ملائکہ کی جناب میں کفر و شرک کر کے یعنی ان کو حاضر و ناظر جان کر غائبانہ ندائیں فریادیں وغیرہم امور علم غیب ان کے لئے مان کر شفاعت کی تمنا پر بھروسہ رکھیں یہ سب بوجہ شرک و کفر کے عند اللہ محروم الشفاعت ہیں اور ایمان والے موحدین گنہگاروں کی شفاعت باذن اللہ تعالیٰ واقع ہو گی۔ جس کا خود مولوی نعیم الدین نے اقرار کیا ہے کہ مقربین ماذونین کا

استثنار ہے۔ بیشک مقربین اہل توحید کے لئے جو شرک نہ کرتے ہوں شفاعت کریں گے جس کے لئے اجازت و قبولیت عطا ہو جاوے اور معفوین تو خود درماندہ ہیں وہ کس کی شفاعت کر سکیں گے۔ او کہ خویشتن گم است کرا رہبری کند۔ پس جبکہ آیتوں میں خود نفی واثبات دونوں ہی ثابت ہیں اپنے اپنے مقام و محل کے لئے جو اس کو تدبر و تحصل کرے جس طرح مولوی نعیم الدین نے بوجہ حب دنیا عام لوگوں کو مغالطہ میں ڈال کر قبروں پر جھکا کے شرک و کفر کرایا۔ انبیاء اولیاء کو پکارنے کی تلقین کی۔ پھر ان کو شفاعت کا مغرور بنا دیا یہی ہے تحریف شریعت ربانی اور کید شیطانی یعنی اس بدنصیب بد اطواری پر مبتدعین گور پرست جتنا ماتم کریں سر دھنیں کیچڑ ڈالیں چپین کم ہے۔ مولوی نعیم الدین کا بغض و عناد بوجہ حمایت گور پرستوں کے ہے کہ مولانا شہید مرحوم کو منکر شفاعت بے دین قرآن و حدیث کا مخالف معانی آیات میں تحریف کرنے والا فریب وہ قاتلہ اللہ قرار دیا ہے اور بہتان بندی و تحریف کی نسبت تقویۃ الایمان کی طرف کی ہے۔

ناظرین کرام! تقویۃ الایمان کی مفصل عبارتیں دربارہ شفاعت اسی وجہ سے نقل ہو چکی ہیں تاکہ مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی افترا پردازی مانند آفتاب روشن ہو کر معاند فتنہ پرداز دنیا و آخرت میں روسیاہ ہو۔ حالانکہ تقویۃ الایمان میں اس مقام پر صاف تصریح ہے کہ

"کوئی کسی کا ایسا سفارشی نہیں کہ اس کو پکارے۔ جو کوئی کسی کو سفارشی ہی سمجھ کر پوجے۔ وہ بھی مشرک ہوتا ہے"

جس کو مولوی نعیم الدین صاحب نے بوجہ مغالطہ و فریب دہی عوام الناس کے چھپا لیا۔ اور خود ہی دروغ گو را حافظہ نباشد ص۲۱۹ میں اقرار کیا کہ شرک کرنے والے امتی کی شفاعت نہ ہوگی۔ پھر یہ افترا بدتر از جہالت و سفاہت کہ ترجمہ آیت سورہ جن کو اخفا کر کے منسوب بطرف تقویۃ الایمان کیا گیا ہے۔

قُلْ اِنِّیْ لَنْ یُّجِیْرَنِیْ مِنَ اللّٰہِ اَحَدٌ وَّ لَنْ اَجِدَ مِنْ دُوْنِہٖ مُلْتَحَدًا "یعنی کہہ کہ بیشک مجھ کو ہرگز نہ بچاوے گا اللہ سے کوئی اور ہرگز نہ پاؤں گا سوا اس کے کوئی بچاؤ"

اور دیکھو الفاظ ترجمہ شاہ عبد القادر صاحب محدث دہلوی رح موضح القرآن میں

"تو کہہ مجھ کو نہ بچاوے گا اللہ کے ہاتھ سے کوئی اور نہ پاؤں گا اس کے سوا سرک رہنے کو جگہ"

اہل انصاف نے دیکھا یہود سے بڑھ کر مولوی نعیم الدین کا قرآن پاک سے بغض انہوں نے تو

مضمون توریت پر بغرض اخفا تفصیلی ہی لگائی تھی اور یہاں کھلے طور مضمون آیت کو نشانہ طعن بنا کر ظاہر میں قول تقویۃ الایمان بتایا جاتا ہے۔ معاذ اللہ۔ پھر یہ بہتان منسوب بافترار تقویۃ الایمان پر کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا نہ کام آئی گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ۔ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ اور اس کو بیہودہ قول بتا کر جہنم رسید کرنا معاذ اللہ جہنم کے داروغہ بننے کے شوق کو مستلزم ہے۔ حالانکہ یہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث ہے جو مشکوٰۃ میں موجود ہے۔ اگر صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے ترجمہ سے ہی بغض و عناد ہے تو مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح کا ترجمہ جن کو تسلیم کرنے کا دعوی کیا جاتا ہے اگر خود آنکھیں نہیں ہیں تو کسی سے سنوا لیا ہوتا۔ مگر دل کی بھی آنکھیں نہ ہوں تو پھر کیا علاج۔ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صـ۲۷۵ میں فرماتے ہیں

ای فاطمہ جگر گوشہ محمد مطلب ہر چہ
میخواہی از مال من اما عذاب خدا و
گرفت وے فائدہ نمیکنم چیزی را۔

”اے فاطمہ رضی اللہ عنہا جگر گوشہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مانگ مجھ سے جو کچھ چاہے تو میرے مال میں سے لیکن عذاب خدا اور اس کی پکڑ سے کسی چیز کا نفع نہیں پہونچا سکوں گا میں“

نیز اشعۃ اللمعات ج ۴ صـ۴۷۰ میں اسی کے بارہ میں فرماتے ہیں

چنانکہ با اہل بیت و قرابت خود می
فرمود کہ من مالک نیستم شما را چیزے
را کار کنید و تکیہ بر من نکنید۔

”جس طرح کہ آپ نے علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل بیت اور قرابت داروں کو فرمایا کہ میں مالک نہیں ہوں تمہارے لئے کسی چیز کا، اپنا کام کرو اور میرے اوپر بھروسہ نہ کرو“

چنانچہ حدیث صحیح بخاری پارہ ۱۲ صـ۱۳۴ اور مشکوٰۃ صـ۲۴۹ میں منقول ہے کہ

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میں تم میں سے کسی کو قیامت کے روز اس حال میں نہ پاؤں کہ اس کی گردن پر بکری سوار ہو۔ اور وہ بول رہی ہو یا اور اس کی گردن پر گھوڑا سوار ہو جو ہنہنا رہا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہونچا چکا تجھ کو احکام شریعت اور اس کی گردن پر اونٹ بلبلا رہا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہونچا چکا تجھ کو احکام شریعت اور اس کی گردن پر کپڑے وغیرہ ہلتے ہوئے ہوں۔ وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت۔ اور اس کی گردن پر کوئی چڑھا ہوا ہو وہ کہے یا رسول اللہ میری فریاد رسی فرمائیے پس میں کہوں کہ تیرے لئے کسی چیز کا مالک نہیں ہوں

تحقیق میں پہنچا چکا تجھ کو احکام شریعت "

مولانا شیخ عبد الحق محدث دہلوی "اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۳۸۹ میں فرماتے ہیں

قولہ یارسول اللہ اغثنی فریاد رسی مراد خلاص کن ازیں عذاب پس میگویم من مالک نیستم من مر ترا چیزے را از خلاص دادن ورفع کردن ایں عذاب بتحقیق رسانیدم من ترا شریعت را و ترسانیدم ومبالغہ کردم وتو نکردی۔

"فریاد رسی کر میری اور خلاصی کر دو اس عذاب سے پس میں کہوں میں مالک نہیں ہوں تیرے لئے کسی چیز سے خلاصی دینے کا اور اس عذاب کے رفع کرنے کا تحقیق پہنچا دیا میں نے تجھے شریعت کو اور مبالغہ کے ساتھ ڈرا دیا میں نے اور تو نے نہ عمل کیا "

مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی "تحفہ اثنا عشریہ ص ۱۲۶ میں فرماتے ہیں

بلکہ اقارب را زیادہ از اجانب تخویف وتہدید باید کہ قولہ تعالے وَاَنۡذِرۡ عَشِیۡرَتَكَ الۡاَقۡرَبِیۡنَ

"بلکہ رشتہ دار قریبیوں کو زیادہ بہ نسبت اجنبیوں دوسرے لوگوں کے خوف دہانا اور سرزنش کرنی چاہیئے حسب فرمانے اللہ تعالےٰ کے اور ڈرائے اپنی برادری ہونے والوں قرابت مندوں کو "

اور خود مولوی نعیم الدین کے بڑے مقتدا مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان حسنی پریس محلہ سوداگران بریلی کے ص ۸۵ میں لکھتے ہیں۔

"حدیث میں وارد ہوا صاحب عذاب میں گرفتار ہوگا اور اس کی نگاہ غم خوار بیکساں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر جا پڑے گی بے اختیار ہو کر چلائے گا یارسول اللہ یارسول اللہ حضور فرمائیں گے میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہونچا دیا تھا۔ اے غافل پھر کاہے پر بھولا بیٹھا ہے کیا یہ عذاب تیرے نزدیک سہل ہیں "

پس مولوی نعیم الدین کو حیل سازیوں فریب کاریوں سے عموماً اور معتقدین گور پرستوں کو خصوصاً حق تعالےٰ واحد قہار کے غضب وعقاب سے خوف کرکے شرک وبدعات سے توبہ کرنا لازم وضروری ہے کیونکہ بغیر خالص توحید وسنت پر قائم رہے شفاعت ناممکن ہے۔ دیکھو مولوی صاحب کی کتاب کا صفحہ ۲۱۹ سطر ۶ حدیث ۴ جو آئندہ بذیل احادیث شفاعت مذکور ہے

قولہ ص ۲۲۰-۲۲۱ اب مسلمانوں کی مزید تازگی ایمان کے لئے چند حدیثیں پیش کی جاتی ہیں بخاری شریف مجتبائی جلد ۲ ص ۱۱۱ پارہ ۳۰ انصاری ص ۴۷ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے رب کے حضور

حاضر ہو کر اذن چاہوں گا۔ اور مجھے حضوری کی اجازت ملے گی۔ پھر شفاعت کروں گا اور میرے لئے
حد مقرر کی جائے گی۔ پھر میں شفاعت کروں گا۔ میرے لئے ایک حد مقرر فرمائی جائیگی پھر میں شفاعت
کروں گا۔ پھر میرے لئے حد مقرر فرمائی جائے گی۔ حضور نے فرمایا کہ جس جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہو اور
اس کے دل میں دانہ گندم کی برابر بھلائی ہو پھر وہ بھی جہنم سے نکال لیا جائے گا جس نے لا الہ الا اللہ
کہا ہو اور اس کے دل میں ذرہ کی برابر بھی بھلائی یعنی ایمان ہو اھ ملخصاً

اقول۔ ان صفحات میں ۲۰ حدیثیں صحاح وغیرہم طویل وقصیر مع فوائد شروح احادیث وغیرہم
درج ہیں جن کا حاصل شفاعت کرنا حضرات انبیاء علیہ السلام خصوصاً جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم اور صدیقین و شہداء علماء و صلحاء اور عام اہل ایمان کا باذن اللہ تعالیٰ موحدین اہل کبائر
گنہگاران امت کے لئے جو شرک و کفر سے پاک و منزہ ہوں گے۔ ثابت و محقق ہے۔ کسی اہل ایمان
مومن کو اس میں جائے مقال نہیں ہو سکتی۔ سب احادیث یقیناً مسلّم ہیں جن میں شفاعت باذن
اللہ تعالیٰ کی قید و شرط ہے ہر دفعہ میں جس مقدار لوگوں کے لئے شفاعت منظور ہو گی وہ دوزخ
سے نکالے جاویں گے چنانچہ حد کی مقدار کا مقرر فرمانا اس پر دلیل واضح ہے یہی عقیدہ مولانا شہید
مرحوم کا تقویۃ الایمان میں صراحتاً واضح ہے جس کی تفصیل گذر چکی اور ناظرین ملاحظہ فرما چکے۔

قولہ ۲۰۹ جستجو کرنے والوں کا ذکر مومنوں کے الفاظ میں فرمایا گیا ہے طلب گار شفاعت
نہ ہونا کفار کی شان ہے وہابی منکر شفاعت بتائیں کہ وہ اپنے آپ کو کس گروہ
میں داخل کریں گے تقویۃ الایمان والے نے شفاعت کا صاف انکار
کر دیا ہے اھ ملخصاً

اقول۔ یہ محض بہتان بندی اور بغض و عناد ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین المفترین
چنانچہ تقویۃ الایمان کی عبارات حقیقت شفاعت میں مفصل منقول ہو چکی ہیں۔ جس سے مولوی
نعیم الدین کی افتراء پردازی واضح ہو جاتی ہے۔ مثلاً دیکھو تقویۃ الایمان ...

"انبیاء و اولیاء کی سفارش جو ہے سو اللہ کے اختیار میں ہے ان کے پکارنے نہ پکارنے سے
کچھ نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی کو سفارشی بھی سمجھ کر پوجے وہ بھی مشرک ہوتا ہے"
ایضاً اور اس کو شفاعت بالاذن کہتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ
کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور
ہے سو اس کے معنی یہی ہیں۔ اور جس کو چاہے گا۔ اپنے حکم سے اس کا شفیع بنا دے گا غرض کہ جیسے

اپنی ہر حاجت اسی کو سونپا چاہیئے اسی طرح یہ حاجت بھی اسی کے اختیار پر چھوڑ دیجئے جس کو وہ چاہے ہمارا شفیع کر دے نہ یہ کہ کسی کی حمایت پر بھروسا کیجئے اور اس کو اپنی حمایت کے واسطے پکارئیے اور اس کو اپنا حمایتی سمجھ کر اصل مالک کو بھول جائیے اھ ملخصاً

نیز مولانا شہید مرحوم متعلق تقویۃ الایمان مکتوب بنام سید عبد اللہ بغدادی میں فرماتے ہیں

اما قرب الانبیاء عند اللہ تعالی وکمالاتھم وفضائلھم التی لا یصل دون مرادقاتھا غیرھم فسلم وھو امر آخر لا دخل لہ فی الربوبیۃ والالوھیۃ۔ رد شبھۃ العوام حیث یزعمون ان الانبیاء والاولیاء یتصرفون فی العالم یفعلون ما یشاؤن وصلی اللہ علی سیدنا ومطاعنا وشفیعنا محمد ن المصطفی وعلی آلہ شموس الھدی واصحابہ بدر الدجی فقط

سو اللہ تعالٰے کے نزدیک انبیاء کا قرب اور ان کے کمالات اور ان کے فضیلتیں کہ اس مرتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا یہ تمام امور مسلم ہیں اور یہ جدا امر ہے جس کو ربوبیت اور الوہیت میں کچھ دخل نہیں ہے۔ عوام کے شبہ کا رد کرنا مقصود ہے یہ گمان ہے کہ انبیاء اور اولیاء سارے عالم میں تصرف کرتے ہیں۔ جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں اور اللہ تعالٰے ہمارے سردار اور ہمارے مخدوم اور ہمارے شفیع محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں اور آپکے اصحاب پر جو اندھیری رات کے چاند ہیں۔ اپنی رحمت نازل فرما دے فقط،،

نیز مولانا شہید مرحوم اپنی مثنوی سلک نور جس میں حقیقۃ" تقویۃ الایمان کی روح کو نظم فرمایا ہے میں در بیان نعت سید المرسلین فرماتے ہیں

وہ انسان اکمل ہے سنئے ہو کون
ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون

نبی البرایا رسول کریم
نبوت کے دریا کا در یتیم

حبیب خدا سید المرسلین!
شفیع الوری ہادی راہ دین۔

محمد ہے نام ان کا احمد لقب
بیان ہو سکے منقبت ان کی کب [1]

ایضاً صفحہ۹۔ در بیان توحید و رد شرک میں فرماتے ہیں۔

---

[1] مثنوی سلک نور ملحقہ رسالہ حقیقۃ الصلوۃ طبع لاہور ۱۳۰۰ھ صفحہ ۱ (ع - ح)

جو چاہے کرے حکم بے قیل و قال — کسی کو نہیں بولنے کی مجال
سفارش کی پروانگی گر نہ دے — تو پھر کون ہے جس کا منہ پھڑ سکے
کہ عزت کے دربار میں رو برو — ذرا جا کے ہووے وہاں دو بدو

مگر مولوی نعیم الدین کی تو نہ آنکھیں ہیں نہ دل جو حق نظر پڑ سکے اور دل انصاف کر سکے صم بکم

قولہ ص۲۱۰ یہ لوگ شفاعت سے تو محروم ہوں گے اھ ملخصاً

اقول ۔ بیشک شفاعت سے وہی محروم ہوں گے جو حق تعالیٰ مالک الملک شہنشاہ عالم عز شانہ کی توحید کو چھوڑ کر قبروں پر سر جھکا دیں نذریں منتیں چڑھا دے عالم الغیب جان کر ندائیں فریادیں کریں اور پھر امتی لاجتی ہونے کے مدعی بنیں ۔

قولہ ص۲۱۲ شفاعت بالوجاہت حق ہے جس کا تقویت الایمان میں انکار کیا گیا ہے شفاعت بالمحبۃ اس کا بھی تقویت الایمان میں انکار کیا گیا ہے ۔ مگر بخاری شریف اور صحاح کی حدیثیں اس کو ثابت کرتی ہیں اھ ملخصاً

اقول یہ بھی مولوی نعیم الدین کی افترا پردازی و فتنہ انگیزی ہے حالانکہ خود تقویت الایمان میں حقیقت شفاعت اقسام ثلثہ بیان مرقوم ہے ۔

"وہ مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو خلیل کا اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ کا خطاب بخشے اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس اور روح الامین فرماوے مگر پھر مالک مالک ہی ہے اور غلام غلام ۔ کوئی بندگی کے رتبہ سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا اور غلام کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا جیسا اس کی رحمت سے ہر دم خوشی سے جھکتا ہے ویسا ہی اس کی ہیبت سے رات دن زہرہ پھٹتا ہے ۔"

ناظرین کرام یہاں مولوی نعیم الدین کے مسلمہ حضرات کے اقوال بھی ملاحظہ فرمائیں ۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان ص۲۶ میں لکھتے ہیں ۔

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے ۔"

ایضاً ص۲۷ میں لکھتے ہیں

"اس دربار میں مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیاء اصفیاء

سلہ ایضاً ص ۱۷ و ج ۲ - ح)

کس ادب و تعظیم سے بندگی بجا لاتے ہیں"

ایضاً ص۸۵ میں لکھتے ہیں۔

"حدیث میں وارد ہوا جب عذاب میں گرفتار ہوگا اور اس کی نگاہ غمخوار بیکساں صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر جا پڑے گی بے اختیار ہو کر چلائے گا۔ یا رسول اللہ یا رسول اللہ حضور فرمائیں گے میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا۔ اے غافل پھر کاہے پر بھولا بیٹھا ہے کیا یہ عذاب تیرے نزدیک سہل ہیں"

ایضاً ص۱۴۲ میں لکھتے ہیں۔

"آخر اس دربار کے سوا دوسرا ٹھکانا بھی تو نہیں نہ عالم میں کوئی بات سننے والا نہ فریاد کو پہنچنے والا اور سنے بھی تو کیا حاصل اپنے درد کی دوا اور محتاجی کا علاج تو یہاں کے سوا کہیں نہیں ناچار جیسی بادشاہ کی نافرمانی میں عمر کاٹی آنکھیں بند کئے گردن جھکائے اس کی رحمت و کرم کی امید رکھتے اور غضب و عتاب سے لرزتے کانپتے اسی کی طرف دست تمنا بلند کر کے پکارتے ہیں"

ایضاً ص۱۶۰ میں لکھتے ہیں (عرفات میں وقوف)

"عرفات قیامت پر منطبق کر کہ اسی طرح تمام عالم ایک میدان میں مجتمع ہوگا۔ اور ہر ایک اپنی اپنی فکر میں ہوگا مختلف زبانیں طرح طرح کی آوازیں رنگ رنگ صورتیں پھر ہر فرقہ اپنے امام کے ساتھ ہوگا۔ انبیاء اپنی اپنی امتوں کو لئے کھڑے ہوں گے گناہ گار نیکوں سے شفاعت طلب کریں گے اس وقت دیکھا چاہیئے۔ مجھے اپنے مہربان پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے زمرہ میں اور ان کے نشان والا شان کے نیچے جگہ ملتی ہے اور میری شفاعت حق تعالیٰ سے کرتے ہیں یا نہیں"

نیز ہدایۃ البریہ ص۴۷ میں لکھتے ہیں۔

"تمام انبیاء و مرسلین و ملئکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں"

اور خود مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ سوم انڈیا پریس لکھنؤ ص۴۳ میں لکھا ہے۔

"حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی وَلَا اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ آپ بھی نہیں یا رسول اللہ، ارشاد فرمایا۔ وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِہٖ۔ "اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے" یعنی گنہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے"

پس مقام توحید حق تعالےٰ عزشانہ میں باوجود وجاہت حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے ان کی عبدیت کی فروتنی اور عاجزی بے اختیاری مالک الملک جل شانہ کے غضب و عتاب سے بید کی طرح لرزنا کانپنا وغیرہم الفاظ کلام بریلویہ میں کچھ تقویۃ الایمان سے کسی طرح کم نہیں بلکہ بڑھ چڑھ کے ہوتے ہیں پس مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں منکر شفاعت ٹھیر کر خود ان پر کفر عاید کرتا ہے۔ نعوذ باللہ۔

علاوہ بریں تقویۃ الایمان میں توحید باری تعالےٰ عزاسمہ کے ہمراہ انبیاء علیہم السلام کی بزرگی و کمالات عزت وجاہت اور محبت ملاحظہ کیجیے ص۱۷ میں مولانا شہید مرحوم فرماتے ہیں۔

"جب شرک سے آدمی پورا پاک ہوگا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اس کے سوا کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے اور یہ اس کے دل میں خوب ثابت ہو جاوے کہ اس کے تقصیر دار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا اور اس کے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا"

ایضاً ص۲۱ میں فرماتے ہیں

"سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے اور لوگوں نے ان کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی"

ایضاً ص۲۲ میں فرماتے ہیں۔

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں، اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں"

ایضاً ص۵۰ میں فرماتے ہیں۔

"کسی کو جو کسی کے پاس اپنا سفارشی ٹھہرائے تو یوں ہوتا ہے کہ اصل کاروبار اس کے اختیار میں ہو اور سفارش کرنے والے کی خاطر سے وہ کر دے"

ایضاً ص۵۷ میں فرماتے ہیں۔

"جس طرح نصاریٰ کہتے ہیں کہ سارے کاروبار اس جہان کے اور اس جہان کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اختیار میں ہیں اور جو کوئی ان کو مانے اور ان کی التجا کرے اس کو بندگی کی کوئی حاجت نہیں

اور کچھ گناہ اس کو خلل نہیں کرتا اور کچھ حرام و حلال کا اس کے حق میں امتیاز کرنا ضرور نہیں وہ خدا کا سانڈھ بن جاتا ہے۔ جو چاہے سو کرے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخرت میں اس کو شفاعت سے بچالیں گے سو اسی طرح کا عقیدہ جاہل مسلمانوں کو حضرت پیغمبر کی جناب میں ہے بلکہ ان سے اتر کر اماموں کی اور اولیاء کی بلکہ پیر و مشائخ کی جناب میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں اللہ ہدایت کرے "

ایضاً ص۵۰ میں فرماتے ہیں۔

" ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ میں سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضروریوں ہی جاننا چاہیے اور ان پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانیے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی میں بھی تصرف نہیں کر سکتے "

ایضاً ص۶۰ میں فرماتے ہیں

" پیغمبر خدا اپنی امت کے بڑے مربی شفیق تھے اور ان پر بہت مہربان اور رات دن ان کو اپنی امت کے دین ہی درست کرنے کا فکر تھا۔ سو جب انہوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور بہت احسان مند اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو کسی کی محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اس کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے بڑھے گا۔ تو خدا ہی کی بے ادبی کرے گا۔ اور اس سے اس کا دین بالکل برباد ہو جائے گا۔ اور پیغمبر کا اصل دشمن بن جاوے گا۔ سو اسی لئے فرمایا کہ مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا "

پس ناظرین اہل انصاف و دیانت پر مولوی نعیم الدین "رئیس المفسرین" کی کذابی اظہر من الشمس واضح ہو گئی۔

قولہ ص۲۱۲ "تقویت الایمان والا تو یہ افترا کرتا ہے کہ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت کے لئے آمادہ ہو جاتے ہیں "

اقول مؤلف مکار دغا باز کا یہ محض فریب عام لوگوں کو مغالطہ میں ڈال کر بار بار لوٹانا اور دھوکہ دینا ہے خود اس ارشاد نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو صحیح بخاری و صحیح مسلم میں مروی ہے جس کا ترجمہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی سے جو مسلمہ مولوی

نعیم الدین کے ہیں اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ میں مرقوم ہو چکا

"اے فاطمہ جگر گوشہ محمدؐ کی مانگ لے جو کچھ چاہے تو میرے مال میں سے لیکن عذاب خدا اور اس کی پکڑ سے کسی چیز کا نفع نہیں پہنچا سکوں گا میں" اور میں مالک نہیں ہوں تیرے لئے کسی چیز کے خلاصی دینے کا اور اس عذاب کے دفع کرنے کا"

پس شفاعت کے لئے آمادہ ہونا خود حسب وعدہ حق تعالیٰ ہے، جس کے حق میں اہل ایمان موحد باللہ کی شفاعت کی اجازت ہو کر مقبول و منظور ہو جاوے۔ چنانچہ تفسیر فتح العزیز مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح سے واضح ہو چکا ہے کہ پیغمبروں اور اولیاء اور علماء اور حفاظ اور شہداء اور فرشتوں کو حکم ہوگا کہ شفاعت فلانے کی کریں تا کہ تم کو عزت و جاہ حاصل ہووے

قولہ ص۲۱۱۔ ساری تقویت الایمان پر پانی پھر گیا اندھو دیکھو اللہ کے کرم سے اللہ کے ہاں اللہ کے حبیب کا یہ اختیار ہے۔

اقول۔ مولوی نعیم الدین کا محض صریح جھوٹ اور بہتان ہے ذرہ بھر بھی دربار مالک الملک عز شانہ میں کسی کا اختیار وزور نہیں چل سکتا فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک پ۱۷ سورہ انبیاء میں

وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ	"اور وہ سفارش نہیں کرتے مگر اس کی جس سے وہ
مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ	راضی ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں"

پس تمام فریب تہ خاک ہو کر نسیا منسیا ہو گئے۔ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ

قولہ ص۲۱۲ تقویت الایمان والے اندھوں کو دکھاؤ کہ بخاری شریف سے بکرمہ تعالیٰ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی شان اختیاری معلوم ہوتی ہے کہ وہ کسی ایماندار کو جہنم میں نہ چھوڑیں گے۔ جہنم سے نکال لائیں گے۔ تقویت الایمان والے نے جو شفاعت بالاذن کے معنی اپنے دل سے گھڑے ہیں، اور سان میں شفاعت کے انکار کے لئے یہ قیدیں لگائی ہیں کہ مجرم ہمیشہ کا چور نہ ہو چوری کو اپنا پیشہ نہ ٹھہرایا ہو قصور پر شرمندہ ہو کسی امیر وزیر کی پناہ ڈھونڈتا ہو۔ یہ تمام قیود اس حدیث نے باطل کر دیئے۔

اقول۔ صحیح بخاری پارہ ۲۷ کی یہ حدیث منقولہ ص۲۱۲ جس کے الفاظ مولوی نعیم الدین نے بخیانت صرف یہ نقل کئے ہیں اخرجھم من النار فادخلھم الجنۃ حالانکہ اس کے ساتھ جملہ الفاظ یہ ہیں ثم اشفع فیحد لی حدا ثم اخرجھم من النار فادخلھم الجنۃ (اجازت کے بعد پھر میں شفاعت کروں گا تو میرے لئے ایک حد مقرر کی جاوے گی الخ۔ پس مولوی نعیم الدین

کے مزعوم اختیاری کو اذن اور قید محدود نے باطل کر دیا۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۷ صنہ ۱۹۰ میں مروی ہے

عن حماد بن زید ولفظہ ان اللہ یخرج قوما من النار بالشفاعۃ — "اللہ تعالے نکالے گا ایک قوم کو دوزخ سے بوجہ شفاعت کے"

علی ہذا شفاعت بالاذن میں مراد چوری سے ہر وہ گناہ ہیں جن کو پیشہ نہیں بنایا گیا۔ بلکہ اپنے آپ کو قصور مند جان کر شرمندہ ہوتا ہے اور عزت قوانین شریعت کا لحاظ و پاس کرتا ہے کہ یہ شان اہل ایمان موحد کی ہے۔ جس کی شفاعت ہو سکتی ہے۔ برخلاف اس کے جو گناہوں کو دلیری سے بطور پیشہ کے ہمیشہ اصرار و ہٹ کے ساتھ علی الدوام کرتا ہے اور شرمندگی و ندامت کو پاس نہیں آنے دیتا کہ اس میں قوانین شریعت غرا کی توہین اور عملاً حلال جاننا حرام قطعی کا ہے۔ جو موجب کفر ہے۔ پھر ایسی صورت میں شفاعت کی امید پر بھروسا کرنا چہ معنی دارد۔ اسی لئے امام ابو حنیفہ رح نے اپنے وصیت نامہ میں فرمایا۔

فعلیکم اصحابی واخوانی ان تکونوا فی ہذہ الخصال حتی تکونوا فی شفاعۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یوم القیامۃ — "پس تمہارے اوپر لازم ہے اے دوستو اور بھائیو کہ ان خصائل ایمان کو مضبوط پکڑو۔ تاکہ تم شفاعت میں ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو قیامت کے روز"

اور ملا علی قاری رح شرح فقہ اکبر صنہ ۱۹۷ میں فرماتے ہیں۔

ومنہا ان استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلالۃ قطعیۃ (ایضا صنہ ۱۹۷) وفی عمدۃ النسفی واستحلال المعصیۃ کفر — "منجملہ امور کفر کے حلال جاننا گناہ ہے صغیرہ ہو یا کبیرہ جب کہ ثابت ہووے گناہ دلیل قطعی سے" "اور عمدۃ النسفی میں ہے اور حلال جاننا گناہ کا کفر ہے"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج اول صنہ ۲۶۸ میں فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ استباحت معصیت کفر است ومعنی استباحت آں است کہ در دل خوف عقاب برآں نماند و قبح آں در اعتقاد زائل شود گو بداند کہ — "جاننا چاہیئے کہ مباح جاننا گناہ کا کفر ہے اور معنی مباح جاننے کے یہ ہیں کہ دل میں خوف اس کے عقاب کا نہ رہے۔ اور قباحت اس کی اعتقاد سے زائل ہو جاوے۔ گو

این معصیت را در شرع حرام کرده اند
وازاں منع شدید نموده و بزبان ہم اقرار
نماید که این معصیت معصیت است
زیراکه معنی استباحت مباح دانستن
است نه مباح گفتن وچوں خوف عقاب
از معصیت زائل شد آن معصیت
در اعتقاد قبیح نماند مباح گردید ومعامله
مباحات باں معصیت بوقوع آمد ظاہر
بینان فقه می نہند که انکار ورود حرمت
او در شرع نیز لازم استباحت است
واین معنی نادر الوقوع است از
روئے احادیث وآیات در تحقیق
استباحت ہماں قدر کافی است انکار
ورود حرمت او در شرع بر دل یا
زبان ضرور نیست۔

جانے کہ اس گناہ کو شرع میں حرام فرمایا
گیا ہے اور اس سے سخت ممانعت
کی گئی ہے اور زبان سے بھی اقرار کرے کہ یہ
گناہ ہے کیونکہ معنی مباح کے مباح
جاننا ہے نہ کہ مباح کہنا اور جو خوف عذاب
گناہ سے جاتا رہا اور وہ گناہ اعتقاد
میں قبیح نہ رہا مباح ہو گیا اور معاملہ مباحات
کا اس گناہ کے ساتھ وقوع میں آیا ظاہر
بینان فقہ سمجھتے ہیں کہ انکار وارد ہونے
اس کی حرمت کا شرع میں مباح ہونے کے
لئے لازم ہے اگرچہ یہ معنی نادر الوقوع ہیں
از روئے احادیث وآیات کے مباح ہونے
میں از روئے تحقیق اسی قدر کافی ہے انکار اس
کی حرمت کے وارد ہونے کا دل یا زبان سے
ضرور نہیں ہے۔"

پس یہ زباں درازی اور تعلی مولوی نعیم الدین کی از روئے قواعد شرع قرآن و
حدیث اور کلام اکابر ائمہ وعلمائے کرام سے خود باطل ہو کر تائید تقویۃ الایمان واضح
ہو گئی۔ فللہ الحمد

قولہ۔ ص ۲۱۵ تقویۃ الایمان والے کے نزدیک تو نہ ہمیشہ کے چور کی شفاعت
ہو سکتی ہے نہ اس کی جس نے چوری کو پیشہ بنا لیا ہو نہ اس کی جس نے توبہ نہ کی ہو۔

اقول۔ اس کا جواب کافی وشافی دندان شکن ابھی گذر چکا مگر توبہ نہ کرنے کا ذکر
کینہ کے سینہ سے تراشا گیا ہے جو تقویۃ الایمان میں نہیں ہے۔ جو موحد اہل ایمان گنہگار
بے توبہ مر گیا اس کی مغفرت اور شفاعت باختیار وباذن اللہ تعالے ہے نہ کسی دوسرے
کے اختیار میں۔ چنانچہ فرمایا حق تعالے نے پ ۵ سورہ نساء میں

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ ۔ تحقیق اللہ نہیں بخشتا ہے شرک کرنے والے کو۔

يَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ‌ اور بخشتا ہے شرک کے سوا جس کو چاہے ؎۔

پس مولوی صاحب کے عناد بے عقلی اور نابینائی پر تف ہے۔

قولہ صـ۲۱۶ جب لوگ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر استدعائے شفاعت کریں گے حضور فرماتے ہیں میں اجازت لینے اپنے رب کے حضور جاؤں گا۔ اس کے بعد حضور سجدہ کا اذن چاہیں گے۔

اقول۔ اب تو اجازت لینا اور سجدہ کا اذن چاہنا بخوبی واضح ہو کہ مولوی نعیم الدین کی تمام لن ترانیوں پر سر سے بھی اونچا پانی پھر گیا۔ ؎ ۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری!

قولہ صـ۲۱۹ حدیث ۲ م ترمذی جلد ۲ صـ۶۷ حضور نے فرمایا میرے پاس میرے رب کی طرف سے ایک آنے والا آیا پس مجھے اختیار دیا اس میں کہ میری نصف امت جنت میں داخل ہو اور اس میں کہ میں ان کی شفاعت کروں پس میں نے شفاعت کو اختیار فرمایا۔ اور وہ شفاعت ہر اس شخص کے لئے ہے جو اس حال میں مرے کہ خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرتا ہو یعنی تمام ایمان دار لوگوں کے لئے۔ حدیث ۴ م مشکوۃ شریف صـ۴۸۹ حضور فرماتے ہیں میری شفاعت سے خوب بہرہ اندوز وہ ہے جس نے بخلوص لا الہ الا اللہ کہا۔ فتح الباری پارہ ۷ ۲ صـ۱۹۱ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پہلے میں اپنی اہل بیت کی شفاعت کروں گا۔ پھر مرتبہ بمرتبہ قریب تر کی پھر عرب کی پھر عجمیوں کی،، یہاں اسمٰعیل اور ان کے چیلوں کو دکھاؤ کہ یہاں شفاعت بعلاقہ قرابت ہو رہی ہے۔ تقویت الایمان کا یہ قول کہ سفارش اس لئے نہیں کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا۔ اس حدیث سے باطل ہوا۔

اقول۔ یہ امر حسب مسلمہ خود مولوی نعیم الدین کے بھی ثابت ہو گیا کہ کسی کفر و شرک کرنے والے امتی کی ہرگز شفاعت نہیں ہو سکتی جیسا کہ ان دونوں حدیثوں ۲۲ و ۲۴ سے بھی یہی ثابت ہوا۔ نیز حدیث صحیح بخاری پارہ ۲۶ صـ۱۰ میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان جبرئيل اتاني فقال من مات من امتك لا يشرك بالله شيئا دخل الجنة ؎ جبرئیل آئے تھے میرے پاس تو کہا انہوں نے جو مرا آپ کی امت کا کہ نہ شریک کرتا تھا اللہ کے ساتھ کسی شئی کو داخل ہوا جنت میں ،،

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صفحہ۱۹۰ میں مرقوم ہے

قولہ ولا یشرک بہ شیئا یشتمل مسمی الشرک الجلی والخفی

"اس حدیث میں اور نہ شریک کرتا ہو ساتھ اللہ کے کسی چیز کو شامل ہے شرک جلی اور خفی کو یعنی چھوٹے بڑے سب کو"

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صفحہ۱۹۹ میں مرقوم ہے۔

ان بعض الکفرۃ کانوا یدعون انہم یعبدون اللہ ولکنہم کانوا یعبدون آلھۃ اخری

"بعض کفر کرنے والے دعوے کرتے ہیں کہ ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور حالانکہ وہ عبادت کرتے ہیں دوسرے معبودوں کی"

نیز فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ۱۹۷ میں مرقوم ہے

وفی روایۃ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما عند احمد وابی یعلی فاقول انا لہا حتی یاذن اللہ لمن یشاء ویرضی

"ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس میں عرض کروں گا میں ان کے لئے ہوں یہاں تک کہ اذن فرماوے گا اللہ تعالی جس کے لئے چاہیگا اور راضی ہوگا"

نیز فتح الباری پارہ ۲۷ صفحہ۱۹۸ میں مرقوم ہے

فقد ثبت تخصیص الموحدین بالاخراج

"پس تحقیق ثابت ہوئی تخصیص مومنین کی دوزخ سے نکال لینے کی"

نیز صحیح بخاری پارہ ۲۷ صفحہ۲۰۳ میں روایت ہے

وتبقی ھذہ الامۃ فیہا منافقوھا

"باقی رہ جاوے گی دوزخ میں یہ امت جس میں منافقین ہوں گے"

فتح الباری میں مرقوم ہے

واکثر المنافقین کانوا یعبدون غیر اللہ من الوثن وغیرہ

"اکثر منافقین وثن وغیرہ غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے"

جس طرح حدیث میں وارد ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لئے حق تعالی سے دعا کی"

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد — رواہ مالک فی الموطا ص۶۰ — ‏"اے اللہ نہ بنا دینا میری قبر کو وثن کہ عبادت کی جاوے"

نیز فتاوی ردالمحتار جو خود مولوی نعیم الدین کے نزدیک نہایت قابل تعریف و توصیف ہے ص۲۵۴ میں مرقوم ہے

اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد — ‏"حاصل عبادت کرنے بتوں کی صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے"

پس اگر مولوی نعیم الدین کو بموجب احادیث موصوفہ کے بخشش و شفاعت کی امید ہو تو ان کے لئے لازم ہے کہ سب سے پہلے وثن پرستی یعنی قبروں تعزیوں وغیرہم کو حاجت روا جان کر ان کی نذر و منت دعوی علم غیب ندا رغیر اللہ سے باز آویں گور پرستوں کو شرکیات و کفریات سے بچاویں۔ پھر بیشک بفضلہ تعالیٰ پہلے شفاعت اہل بیت نبوت پھر اقرب فالاقرب اہل توحید کی باذن اللہ تعالیٰ ہوگی۔ کیونکہ کوئی شفاعت بلا اذن و بغیر مرضی حق تعالیٰ نہیں ہو سکتی اگرچہ کسی کا کوئی قرابت مند ہی کیوں نہ ہو۔ یہی حاصل تقویۃ الایمان کا ہے حسب مثال بادشاہ مجازی دنیوی کے

"کہ کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر دار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے سو اس امیر نے اس چور کی سفارش اس لئے نہیں کی کہ اس کا قرابتی ہے یا آشنا"

یہی بات ہے جس کو مولوی نعیم الدین صاحب نے تقویۃ الایمان پر افترا پردازی بہتان بندی سے اہل بیت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر منطبق کرنا چاہا۔ حالانکہ اہلبیت طاہرہ خصوصاً حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ حضرت عائشہ صدیقہ حضرت فاطمۃ الزہرا حضرات حسنین رضی اللہ عنہم حسب بشارت رسالت نبویہ علیہ الصلوۃ والسلام جنتی و عالی مراتب ہیں ان کی شفاعت بھی رفع درجات عالیہ کے لئے باذن اللہ تعالیٰ متوقع ہے چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم نے دوسرے باب تقویۃ الایمان میں مناقب و اوصاف اہل بیت احادیث سے صراحتاً بیان کئے ہیں۔ چنانچہ ص۱۶۱ میں بحکم وحی بشارت فرمائی گئی فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ وان الحسن والحسین سیدا شباب اہل الجنۃ اور ص۱۶۲ میں خیر نسائہا خدیجۃ ابنۃ خویلد اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بحکم وحی فرمایا گیا ھذا زوجتک فی الدنیا والاخرۃ

مگر بایں ہمہ شرف وعزت وجاہت واکرام کے جس قدر جس کو قرب خداوندی زائد ہوتا ہے اسی قدر اس کو خوف وخشیت زائد ہوتا ہے ؎ نزدیکان رابیش بود حیرانی - خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بایں ہمہ کمالات عزت وجاہ کے سبب سے زائد آپ پر خوف وہیبت طاری رہتا ورنہ پھر وانذر عشیرتک الاقربین کا خطاب کیوں ہوتا۔ خود مولوی نعیم الدین کے مقتدائے مسلم مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان صلا میں لکھتے ہیں

”پیغمبر وصدیق اس کی بے نیازی سے خائف وترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے“

نیز ہدایۃ البریہ ص۱۲ میں لکھتے ہیں

”تمام انبیاء ومرسلین وملئکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں“

علی ہذا سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

گر بمحشر خطاب قہر کند　　　انبیاء راچہ جائے معذرتست

پس مولوی نعیم الدین کے تمام مقالات بیہودہ محض اور ادعائے باطل ہیں۔

قولہ ص۲۲ ابھی تو بدنصیب کو حضور کے غلاموں کی شان بھی نظر نہ آئی کہ ان پر کیا کرم الہٰی ہے آقا کی نسبت گستاخ زبان کھول بیٹھا یہ ہے شفاعت بالوجاہت کہ مومنین اپنے بھائیوں کے حق میں اس اصرار ومبالغہ سے شفاعت کریں گے جیسے صاحب حق، اپنا حق لینے کے لئے مبالغہ کرتا ہے۔ یہ ہے وہابیہ کی گمراہی کہ احادیث کی ایسی ظاہر وروشن تصریحات کے باوجود ان کی شفاعت کا انکار ہے۔ تقویۃ الایمان کی اکاذیب باطلہ کا ان سے قلع وقمع ہو گیا اھ ملخصاً

اقول جب حق تعالیٰ کی بخشش وکرم جوش میں آوے گی تو درِ شفاعت باذن اللہ تعالیٰ مومنین اہل توحید کے لئے واسع ہو جاوے گا چنانچہ اسی حدیث میں جس کہ مولوی نعیم الدین نے نقل کیا واقع ہے جس کو اپنی بددیانتی سے اخفا کر کے چھوڑ دیا

فیقول اللہ تعالیٰ شفعت الملئکۃ وشفع النبیون وشفع المومنون متفق علیہ (مشکوٰۃ ص۴۹)	”پس فرماوے گا اللہ تعالیٰ شفاعت کریں ملائکہ اور شفاعت کریں انبیاء اور شفاعت کریں مومنین“

حتی کہ دوسری حدیث میں ہے۔

ومنھم من یشفع الرجل۔ رواہ الترمذی (مشکوۃ ص ۴۹۴)

"اور ان میں سے وہ ہوگا کہ شفاعت کرے گا ایک آدمی کی"

مگر بدبخت نے حق تعالےٰ کی شان گھٹانے کے لیے اللہ تعالیٰ کا فرمان اذن شفاعت کا ذکر چھوڑ دیا۔ تاکہ جہلاء گورپرست جان لیں کہ لوگ اپنے اختیار سے بلا اذن اللہ تعالےٰ کے رب العزت تعالیٰ شانہٗ کو شفاعت میں مجبور کر کے گور پرستوں کو بخشوا لیں گے ناظرین نے اس بے باکی وفریب کاری کو ملاحظہ فرمایا۔ باقی حضرات انبیاء خصوصاً جناب سید الانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام صدیقین شہداء صالحین مومنین رضی اللہ عنہم کی فضیلت و بزرگی عزت ووجاہت خود تقویۃ الایمان سے واضح ہو چکی ہے۔ مزید برآں مولانا شہید مرحوم خطبہ صراط مستقیم ص ۲ میں فرماتے ہیں

حمد و ثنا نامحدود بر علم عرصہ وجود صاحب مقام محمود مطلع جریدۂ اصفیاء مقطع قصیدۂ انبیاء رونق افزائے چمن اصطفاء گل سرسبد گلشن اجتبا مضمون کتاب ایجاد وتکوین مقصود خطاب ارشاد وتلقین طغرائے فرامین تکلیف وتشریع خط کش دواوین تدلیس وتلمیع اعنی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ اجمعین وعلی ورثتہ ونوابہ الی یوم الدین وعلینا معھم وفیھم

بوصف یا اکرم الاکرمین

نیز صراط مستقیم ص ۳۶ میں فرماتے ہیں۔

وعنایتے وولایتے مخصوصہ کہ درباره انبیاء مصروف شدہ وایشاں را بسبب ہماں عنایت مخصوصہ امتیازے در امثال خود حاصل گردیدہ کہ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن الناس (الحج) ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العلمین (آل عمران) وکلا فضلنا علی العلمین ومن آبائھم وذریاتھم واخوانھم واجتبیناھم وھدیناھم

"عنایت اور ولایت مخصوصہ دربارہ انبیاء علیہم السلام مصروف ہوتی ہے اور ان کو اسی عنایت مخصوصہ کے باعث اپنے ہم جنس میں امتیاز حاصل ہوا ہے، در بے شک اللہ تعالےٰ چھانٹ لیتا ہے فرشتوں میں سے پیغام پہنچانے والے اور آدمیوں میں سے" "در بیشک اللہ تعالےٰ نے پسند کیا آدم کو اور نوح کو اور ابراہیم کو اور آل عمران کو سارے جہان سے" اور ہر ایک کو ہم نے جہان والوں پر فضیلت دی ہے اور ان کے باپ دادوں اور ان کی اولاد

إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (الانبیاء)	اور ان کے بھائیوں کو اور پسند کیا ان کو اور سیدھے
وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَ	راستہ پر چلایا ان کو اور اور ہمارے بندوں ابراہیم
يَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ	اور اسحٰق اور یعقوب ہاتھوں اور آنکھوں والوں
إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى	کو ہم نے ان کو چن لیا آخرت کی یاد میں
الدَّارِ وَإِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ	امتیاز دیا ہے، اور بیشک وہ ہمارے یہاں
الْأَخْيَارِ (سورہ ص) بیان	پسندیدہ نیک لوگوں میں سے ہیں،، بیان
ہمیں معاملہ است وبسبب ہمیں اجتبا	اسی معاملہ کا ہے اور اسی برگزیدگی کے
واصطفا رضائے حق در رضائے ایشاں	باعث حق تعالیٰ کی رضا ان کی رضا میں
مندرج شدہ واتباع حق در اتباع ایشاں	مندرج ہوئی اور اتباع حق ان کے
منحصر گردید وسخط حق با سخط ایشاں	اتباع میں منحصر ہوئی اور حق تعالیٰ کے غصہ کا
تلازمے وتلاصقے پیدا کردہ نمونہ از آں	ان کے غصہ کے ساتھ تلازم و تلاصق نمونہ
عنایت وولایت و پرتوہ از آں	اس عنایت اور ولایت اور پرتوہ اس
عظمت وعزت نصیبۂ ایں حکمائے	عظمت وعزت کا ان حکمائے ربانیین
ربانیین وورثائے انبیاء ومرسلین	اور ورثائے انبیاء ومرسلین کے لیے بھی
ہم میشود کہ از اں در عرف قوم بوجاہت	نصیب میں ہوتا ہے کہ اس کو عرف قوم میں
تعبیر می نمایند وایں صدلقیت ممزوج	وجاہت سے تعبیر کرتے ہیں اور یہ صدلقیت
بذکائے عقل است کہ از لوازم آں حکمت	جو ملی ہوتی ہے ذکائے عقل کے ساتھ لوازم
ووجاہت است جناب سید الحکماء	اس حکمت ووجاہت سے ہے جیسے جناب
وسید العلماء اعنی الشیخ ولی اللہ اقرب	سید الحکماء وسید العلماء اعنی الشیخ ولی اللہ اقرب
الوجود تعبیر می فرمایند	الوجود سے تعبیر فرماتے ہیں ؎

نیز مولانا شہید مرحوم نے کمالات وفضائل اور مراتب وجاہت حضرات انبیاء علیہم السلام اور اولیاء صدیقین واہل ایمان ویقین کے حق میں مستقل کتاب مسمی بہ منصب امامت بکثرت آیات واحادیث سے تالیف فرمائی بطور نمونہ جس کے چند اقوال ناظرین اہل البصیرت کے لئے سرمۂ چشم وباعث جلائے قلب ہیں چنانچہ صکے میں فرماتے ہیں۔

باید دانست کہ انبیاء علیہم السلام را در	معلوم کرنا چاہیے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام

معاملات روحانی و کمالات انسانی بر
نسبت عموم ناس اعتبارے می باشد کہ
از حضرت رب الارباب قابل خطاب اند
وحامل کتاب باشارات غیبی مامور اند و بہ
بشارات لاریبی مسرور پرورش یافتہ
بستان تکریم اند و تربیت یافتہ دبستان
تعلیم سربلندان مجالس تعظیم اند و دانشمندان
مدارس تفہیم مخزن اسرار احکام اند و مورد
انوار الہام منور بنور لوارق ملکوت اند
مؤید بظہور خوارق ناسوت، بنور ایقان
و حکمت معمور اند و در بحر اجتناب و خشیت
مغمور بکمال محبت و موالات موصوف
اند و بادراک لذت مناجات مشغوف
در مقام حب فی اللہ راسخ القدم اند و
در معرکہ بغض فی اللہ صاحب علم و در
ابواب خضوع بغایت ہوشیار اند و در
آداب خشوع نہایت تجربہ کار و در شدت
خوف در جا بسان سیماب در اضطراب
اند و بقوت محو و فنا مثل شبنم در آفتاب،
در تعظیم رب کریم بغایت مؤدب اند و
در معاملہ رضا و تسلیم نہایت مہذب،
در تبتل و تجرید چست و چالاک اند
و در توکل و تفرید مطہر و پاک، در قطع
علائق نفسانی بیباک اند و در قلع وساوس
شیطانی سفاک. بر طہارت فطرت

کو معاملات روحانی اور کمالات انسانی میں
بہ نسبت عوام الناس اس درجہ کا امتیاز
ہوتا ہے کہ بارگاہ پروردگار سے قابل
خطاب ہیں اور حامل کتاب، باشارات غیبی
مامور ہیں و بہ بشارات لاریبی مسرور، پرورش
یافتہ چمنستان تکریم ہیں اور تربیت یافتہ
دبستان تعلیم سربلندان مجالس تعظیم ہیں
اور دانشمندان مدارس تفہیم مخزن اسرار
احکام ہیں اور مورد انوار الہام، عالم ملکوت
کی شعاعوں کے نور سے منور ہیں اور عالم ناسوت
کے معجزات کے ظہور سے مؤید و مظفر، یقین
و حکمت کے انوار سے معمور ہیں اور دریائے
پرہیزگاری اور خوف میں سراپا مستغرق
اور مغمور محبت خدا اور دوستی کبریا سے مالامال
ہیں اور بوجہ حصول لذت مناجات عاشق دیدار
ذوالجلال، مقام الحب فی اللہ میں ثابت قدم ہیں
اور معرکہ البغض فی اللہ میں صاحب علم ابواب
خضوع میں نہایت ہوشیار ہیں۔ اور آداب
خشوع میں خاص تجربہ کار، شدت خوف و رجا سے مانند
سیماب بیقرار ہیں اور کمال شوق مثل شبنم در آفتاب محو دیدہ
تعظیم رب کریم میں بدرجہ غایت مؤدب ہیں اور معاملہ رضا
و تسلیم میں نہایت مہذب تبتل و تجرید میں چست و چالاک
ہیں اور توکل و تفرید میں مطہر و پاک، قطع تعلقات نفسانی
میں بیباک ہیں اور دفع وساوس شیطانی میں سفاک
ستھرائی و پاکی دامنی ابتدا سے ان کی جبلت اور ان کا معمول

مجبول اند و در عبادت رب العزت مشغول،
آتش محبت حق در دل افروختہ اند و غیر حق
را سر بسر سوختہ و در زہد و قناعت بی بدل
اند و در صبر و استقامت ضرب المثل،
و در حل مشکلات فہم ممتاز اند و در سر انجام
مہمات ہمت بلند پرواز مخزن عقل و علم
اند و معدن عفو و حلم، مجمع خلت و وفا اند و
منبع عفت و حیا، بر کافۂ خلائق رحیم اند
و در مراعات علائق کریم، یگانہ ہر بیگانہ
اند و بجائے ہر خانہ در پے ہر گریزندہ
دوان اند و در پس ہر گزندہ سرگردان،
ابر نیسان سخاوت اند و بہار گلستان
سماحت، شیران بیشہ شجاعت اند
و دلیران میدان شہامت، راست باز
اند، سیر چشم و دشمن نواز، در مکارم اخلاق
یگانہ آفاق اند و نسبت طالبین حق
عاشق و مشتاق اند ایضاً و ایشان
را با وجود اتصاف بہ این کمالات نقصان
ذاتی خود دائماً ملحوظ خاطر می مانند و این
کمالات را مثل لباس مستعار می انگارند
و مشابہ تقلب لیل و نہار می شمارند، دائماً
بمحض فضل رب العالمین نظر می دارند و
بہر حال شکر او بجا می آرند گاہے خود را
از حد بندگی نمی کشند و ہمیشہ راہ ادب
می روند و ادنی مراتب گستاخی و شوخ

ہے اور عبادت رب العزت میں مشغول، آتش محبت
حق سے دل افروختہ ہیں اور غیر حق ان کے نزدیک
سراسر سوختہ، زہد و قناعت میں بے بدل ہیں اور صبر
و استقامت میں ضرب المثل، حل مشکلات فہم میں ممتاز
ہیں اور سر انجام مہمات میں بلند پروازہ عقل و علم کے
مخزن ہیں اور عفو و حلم کے معدن مجمع خلت و وفا ہیں
اور منبع عفت و حیا، جمیع خاص و عام کے حال پر رحیم
ہیں اور تمام تعلقات کی رعایت میں کریم، یگانۂ
بیگانہ ہیں اور بجائے ہر خانہ ہر بھاگنے والے اور نفرت
کرنے والے کے پیچھے رواں دواں ہیں اور ہر ایک
ستانے والے ایذا دینے والے کے پیچھے سرگرداں
ہیں کہ راہ پر لائیں اور انکو ان کی عادات بد سے باز
رکھ کر سایۂ عاطفت میں پہونچائیں سخاوت میں ابر
نیساں ہیں اور سماحت میں بہار گلستان شجاعت
اور بہادری کے جہاں دیدہ مشہور ہیں اور شہامت
اور سرداری کے میدان میں دلیر سیر چشمی اور راست بازی
انکا کام ہے دوست پروری اور دشمن نوازی انکا سرانجام،
مکارم اخلاق میں یکتائے زمانہ ہیں اور طالبان حق کے عاشق و
اور پروانہ، اور یہ حضرات باایں ہمہ کمالات اپنے نقصان
ذاتی کو ہمیشہ ملحوظ خاطر رکھتے ہیں اور ان کمالات کو مثل لباس
مستعار جانتے ہیں اور گردش لیل و نہار کے مشابہ شمار کرتے
ہیں ہمیشہ محض فضل رب العالمین پر نظر رکھتے ہیں اور ہر
حال میں شکر پروردگار بجا لاتے ہیں اور کبھی حد بندگی سے
تجاوز نہیں کرتے ہمیشہ راہ ادب میں چلتے ہیں گستاخی اور
شوخ چشمی کے ادنے سے مرتبے کے بھی ہرگز روادار

چشمی ہرگز روا نمی دارند و نوعے از ناز
و تبختر بخیال نمی آرند از سکر و شطح بیزار اند
و از شورش و مستی دست بردار ہمیشہ
راہ بندگی پویند و زیادت سرافگندگی
می جویند، علی الدوام تضرعات عبودیت
می دارند نہ ادعائے تصرفات الوہیت،
بسان خاموش اند نہ مثل آتش در جوش،
در مقام تجرید و تفرید از بندگان الٰہی
متنفر نشوند و حقوق ذوی الحقوق تلف
نکنند و در مقام توکل براہ مستان لا
یعقل نروند و طریقہ تادب را کہ عبارت
از رعایت اسباب است بالکل از
دست ندہند و بنا بر شوق لذت مناجات
از گم گشتگان بادیہ ضلالت دامن نہ کشند
بلکہ تحمل اوقات مناجات روا دارند و
بہدایت ایشان ہمت برگمارند و در
مقام حسن خلق مداہنت در دین متین
و مسابلت در احکام رب العالمین
گوارا نمی کنند و ہرگز بہ این راہ نارو انمی
روند و در سخاوت و سماحت اسراف را
راہ ندہند و در مقام شجاعت و شہامت
تابع جوش و غضب نشوند، پس گویا کہ
افعال و اقوال ایشان از اقتضائے اخلاق
کاملہ ایشان صادر نیست بلکہ در محض
اطاعت رب العالمین ست و بس مثلاً

نہیں ہوتے کسی قسم کا ناز و تبختر خیال میں نہیں لاتے ۔ سکر
اور بیہودہ باتوں سے بیزار ہیں اور شورش و مستی سے
دست بردار ہمیشہ راہ بندگی میں پویاں ہیں اور زیادتی
سرافگندگی کے جویاں ۔ رات دن تضرع و زاری
جناب باری میں مشغول رہتے ہیں نہ کہ دعوی تصرفات
الوہیت میں مانند خاک کے خاموش ہیں نہ کہ مثل
آتش در جوش ۔ مقام تجرید و تفرید میں بندگان الٰہی سے
متنفر نہیں ہوتے حقداروں کے حقوق تلف نہیں کرتے
مقام توکل میں مستان بے عقل کی راہ نہیں چلتے اور طریقہ
ادب کو کہ رعایت اسباب ہے بالکل ہاتھ سے نہیں
دیتے اور باوجود شوق لذت مناجات کے گم گشتگان
بادیہ گمراہی سے دامن نہیں چھڑاتے بلکہ مناجات کے
اوقات میں خلل گوارا کر کے ان کی ہدایت میں صرف
ہمت فرماتے ہیں ۔ مقام حسن خلق میں مداہنت دین متین
اور حکم ہمتی و سہل انگاری احکام رب العالمین میں گوارا
نہیں فرماتے اور ہرگز اس راہ ناروا کی طرف قدم نہیں اٹھاتے
مقام سخاوت اور سماحت میں اسراف کو راہ نہیں
دیتے مقام شجاعت اور سرفروشی میں تابع جوش و غضب
کے نہیں ہوتے پس گویا کہ افعال اور اقوال ان کے اخلاق
کاملہ کے باعث صادر نہیں ہوتے ۔ بلکہ محض اطاعت
رب العالمین کے لئے اور بس مثلاً اگر کسی
کو کوئی چیز عنایت فرماتے ہیں ہرگز بمقتضائے
سخاوت جبلیہ کے نہیں دیتے ہیں بلکہ تامل
فرماتے ہیں ۔ اور اگر رضائے رب العالمین
اسی بخشش کے متعلق ہے فی الفور اس

اگر کسے را چیزے می بخشند ہرگز بمقتضائے
سخاوت جبلہ خود نمے بخشند بلکہ تامل مینمایند
کہ اگر رضائے رب العالمین باین بخشش متعلق
ست فی الفور آں را بروئے کار می آرند
والّا ازاں نہایت بیزار اند واگر در مقامے
متعدد کارزار جنگ وپیکار برپا می کنند
بنا بر مقتضائے شجاعت خود برپا نمی کنند
بلکہ اگر رضائے مولائے خود دراں می بینند
داد شجاعت درآں مقام میدہند والا
پہلو تہی کردہ براہ خود می روند وہمچنیں
در سائر امور قیاس باید کرد پس گویا کہ
بظاہر کمالات مذکورہ بسان دانہائے
تسبیح متعدد ومتکثر ست فاما در حقیقت
ہماں رشتہ عبودیت ہمہ را یک سلک
گردانیدہ ایضاً صـ۱۱ باید دانست
کہ انبیاء علیہم السلام مامور میشوند بہ
تبلیغ احکام بسوئے خواص وعوام و
بعثت را یکے صورت ظاہرہ است
ویکے حقیقت باطنہ ظاہرش ہمیں ست
کہ از جانب حق جل وعلا بطریق وحی یا
الہام امر تبلیغ احکام بہ ایشاں برسد
وحقیقتش آنست کہ رحمت فراوان و
شفقت بے پایان بر نسبت مبعوث
الیہم در قلوب ایشاں القا فرماید بمشابہ
القائے شدت محبت ووفور شفقت

کو کر گزرتے ہیں۔ ورنہ اس سے نہایت
بیزار ہیں۔ اگر کسی مقام میں کارزار جنگ و
پیکار برپا کرتے ہیں۔ بر بنائے اپنی شجاعت
کے برپا نہیں کرتے ہیں۔ بلکہ رضا اپنے مولا کی
اگر اس میں دیکھتے ہیں داد شجاعت اس مقام
پر دیتے ہیں۔ ورنہ پہلو تہی کرکے اپنی راہ
لیتے ہیں اور اسی طرح تمام امور میں قیاس
کرنا چاہیئے پس گویا کہ بظاہر کمالات مذکورہ
تسبیح کے دانوں کی مانند متعدد و متکثر
ہیں۔ لیکن حقیقت میں اسی رشتہ
عبودیت نے تمام کو ایک راہ پر
لگا دیا ہے "" اور واضح ہو کہ انبیاء
علیہم السلام خاص و عام کی طرف
احکام پہنچانے کے لئے مامور ہوتے
ہیں۔ اور بعثت کی ایک صورت ظاہرہ
ہے اور ایک حقیقت باطنہ ظاہر اس کا
یہی ہے کہ حق جل وعلا کی جانب سے بطریق
وحی یا الہام ان کو تبلیغ احکام کا حکم
پہنچے اور حقیقت اس کی یہ ہے کہ کمال
رحمت اور نہایت شفقت ان کے
قلوب میں القا فرمائی جاوے جن
لوگوں کی طرف وہ بھیجے گئے ہیں
مانند القائے شدت محبت اور وفور
شفقت ماں باپ کے دلوں میں
بہ نسبت بیٹوں کے پس جس طرح

در قلوب آبار بہ نسبت ابنار پس چنانکہ
گستاخی ابنار و آوارگی آنہا باعث جد
پیچ و تاب و قلق و اضطراب در قلوب
آبار میگردد حتی کہ تلف جان و مال در پے
تادیب و تعلیم ایشان بر خود گوارا میسازند
و چہ قدر جد و جہد بلیغ بجا می آرند و راحت
ایشان را بعینہ راحت خود می انگارند
و رنج ایشان را بعینہ رنج خود می شمارند
و از تہ دل خواہاں بہبود ایشان می باشند
و دائما جویائے سعد ایشان میشوند
و چار و ناچار در پے ایشان می دوند و
کشاں کشاں در پس ایشان می دوند
خواہ از جانب بادشاہ زمان بایں خدمت
مامور شوند خواہ نشوند بلکہ اگر مامور ہم
شوند و سعی بلیغ بجا آرند و باز بتقدیر
الہیٰ اثر تادیب و تعلیم در ایشان جلوہ گر
نہ گردد ہر آئینہ شکستہ خاطر و مضطرب
القلب مانند اگرچہ از طرف خود امتثال
امر نمودند و حق خدمت مفوضہ بوجہ اتم
ادا کردند آیندہ اگر بتقدیر الہیٰ واقع نشد
بایں سبب خوب دانند کہ ہیچ گونہ
عتاب بادشاہی بحال ما متوجہ نیست
و ہیچ قصورے بما عاید نہ، بلکہ اگر خود
بادشاہ بصد زبان ہزار تحسین و آفرین
بر حسن خدمت گزاری آنہا فرماید ہر

پر کر گستاخی بیٹوں کی اور ان کی آوارگی
باپوں کے قلوب میں نہایت پیچ و تاب
اور قلق و اضطراب کا باعث ہوتا ہے
یہانتک کہ ان کی تادیب اور تعلیم کے پیچھے جان
و مال کا تلف کرنا اپنی ذات پر گوارا کرتے
ہیں اور کمال درجہ کی کوشش بجا لاتے ہیں اور ان کی
راحت کو بعینہ اپنی راحت جانتے ہیں اور ان کا رنج
بعینہ اپنا رنج شمار کرتے ہیں اور تہ دل سے ان کی بہبودی
کے خواہاں ہوتے ہیں اور ہمیشہ ان کے نفع کے ڈھونڈنے
کی غرض رکھتے ہیں اور چار و ناچار ان کے پیچھے دوڑتے
پھرتے ہیں اور کشاں کشاں انکے پیچھے پڑے رہتے ہیں خواہ بادشاہ
وقت کی طرف سے اس خدمت پر مامور ہوں خواہ نہ
ہوں بلکہ اگر مامور بھی ہو دیں اور سعی بلیغ بجا لادیں اور
پھر بتقدیر الہیٰ اثر تادیب اور تعلیم کا ان میں جلوہ
گر نہ ہو وے البتہ ضرور شکستہ خاطر اور
پریشان دل رہیں اگرچہ اپنی طرف سے حکم
بجا لا چکے اور حق خدمت سپردگی کا پورے طور
پر ادا کر چکے آئندہ اگر بتقدیر الہیٰ واقع نہ ہو
اس وجہ سے خوب جانتے ہیں کہ کسی طرح
پر عتاب بادشاہی ہمارے حال پر متوجہ
نہیں ہے اور کوئی قصور ہماری طرف
عائد نہیں۔ بلکہ اگر خود بادشاہ
بصد زبان ہزار تحسین اور آفرین
ان کی حسن خدمت گذاری پر فرما دے
تب بھی پریشانی دل اور ملال خاطر

آئینہ پریشانی دل وملال خاطر از ایشاں زائل نگردد ہمچنیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام را بر نسبت قوم خود بوجہ شفقت کاملہ می باشد کہ از آوارگی آنہا ودر ظلمت ضلالت وگمراہی نہایت دل تنگ می شوند والواع رنج وملال دامن گیر حال طہارت اشتمال آنہا میگردد۔ ایضاً ص۱۵ وجود باجود انبیاء علیہم السلام بمثابہ آفتاب عالمتاب ست کہ چوں نور او در تمام عالم منتشر شود لابد ظلمت شبینہ بدر رود وآنچہ در محاذات آفتاب بے حجاب واقع ست بتابش او تابناک ست واز ہمہ مراتب ظلمت پاک۔ اھ

ان سے زائل نہ ہو وے۔ اور اسی طرح انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوم کی نسبت اس درجہ شفقت کاملہ ہوتی ہے کہ ان کی آوارگی اور گمراہی سے نہایت دل تنگ ہوتے ہیں اور قسم قسم کے رنج وملال دامنگیر ان کے حال پاکیزہ پر لاحق ہوتے ہیں" وانبیاء علیہم السلام کے مبارک وجود کو آفتاب کی طرح سمجھنا چاہیے کہ جب اسکی عالمگیر روشنی سارے جہان میں پھیلتی ہے تو رات کی تاریکیاں دور ہو جاتی ہیں اور سورج کے محاذی چیزیں جگمگا اٹھتی ہیں کسی گوشے میں تاریکی باقی نہیں رہتی "

ایضاً ص۲۹ ہر چند مراتب عالیہ از کمالات مذکورہ مخصوص ست بذات انبیاء علیہم السلام فاما اصل ہر کمال وتخم ایں نہال در دل ہر مومن صحیح الاعتقاد ومسلم قوی الانقیاد یافتہ می شود مثلاً ہر مومن صادق را یک گونہ وجاہتے بحضور حضرت رب العالمین ودر مجامع ملائکہ مقربین ثابت ست۔ ایضاً ص۴۷ رزقنا اللہ وسائر المسلمین حب اھل البیت واتباعھم بل حب جمیع ائمۃ الھدیٰ واتباعھم آمین۔ یارب العالمین

ہر چند مراتب عالیہ کمالات مذکورہ سے انبیاء علیہم السلام کی ذات کے ساتھ مخصوص ہیں لیکن ہر کمال کی اصل اور تخم اس کا دل میں ہر مومن صحیح الاعتقاد اور مسلم قوی الانقیاد کے پایا جاتا ہے مثلاً ہر مومن صادق کو ایک طرح کی وجاہت بحضور حضرت رب العالمین اور ملائکہ مقربین کے مجمع میں ثابت ہے اور نصیب فرماوے ہم کو اللہ تعالےٰ اور تمام مسلمانوں کو محبت اہل بیت کی اور ان کے تابعداروں کی۔ بلکہ محبت تمام ائمہ مہتدین کی۔ اور ان کے متبعین کی۔ دعا قبول فرما یارب العالمین"۔

پس مولوی نعیم الدین دابزعم خویش بدنصیب گستاخ منہ پھٹ گمراہ بنانا مولانا شہید مرحوم کو اپنی فریب کاری جہل سازی سے خود اپنے ہی اوپر لوٹ کر تمام اکاذیب باطلہ لعینہ کا ارشادات صادقہ مولانا شہید مرحوم کے زیر تیغ دخاک ہو گیا۔

قولہ ص۲۲۲-۲۲۵ صاحب تقویۃ الایمان نے شفاعت کی تین قسمیں بتائی! ایک شفاعت بالوجاہت۔ شفاعت بالمحبۃ شفاعت بالاذن یہ بات اس کے دل کی گھڑی ہوئی ہے۔ کہیں منقول نہیں علاوہ بریں ان کے جو معنی اس نے تجویز کئے ہیں ان پر شفاعت صادق ہی نہیں آتی۔ کیونکہ شفاعت کے معنی ہیں کسی شخص کا اپنے بڑے کے حضور میں اپنے چھوٹے کے لئے سفارش کرنا۔ مفردات راغب میں ہے۔ فتح الباری پارہ ۲۷ ص۱۹۴ میں ہے اگرچہ معتبر کتب میں شفاعت کے یہ معنی لکھے ہیں اور ہر شخص جانتا ہے کہ شفاعت وسفارش اس کا نام ہے۔ کہ کسی صاحب مرتبت علیا کی جناب میں کوئی قرب واختصاص رکھنے والا بلحاظ اپنی نیازمندی کے اپنے زیر دستوں کے حق میں لب کشائی کرے۔

مگر امام الوہابیہ کو اب تک شفاعت کے معنی معلوم نہیں ہیں وہ اسی جہل مرکب میں گرفتار ہے کہ شفاعت دھمکی اور دباؤ سے کسی بات کے منوانے کو کہتے ہیں اور شافع کی بات کسی خوف واندیشہ کی وجہ سے مانی جاتی ہے۔ یہ امام الوہابیہ کا فریب اور دھوکا ہے۔ وہ شفاعت کا انکار کرنے کے لئے ایسے معنی گھڑتا ہے۔ وجاہت ومحبت دونوں ذریعہ قرب وشفاعت کا ہیں آیات واحادیث سے شفاعت بالوجاہت بھی ثابت ہوئی اور بالمحبۃ بھی۔ مولوی اشرف علی اپنے ترجمہ قرآن میں اس آیت وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ کے فوائد میں لکھتے ہیں۔ دنیا میں ان کی یہ وجاہت تھی کہ وہ پیغمبر ہو کر آئے۔ شریعت لاتے۔ بیمار کو اچھا کرتے مردے کو جلاتے آخرت میں یہ وجاہت ہو گی کہ جس کے لئے اذن ہو گا اس کی شفاعت کریں گے۔ وہ قبول ہو گی جس طرح کہ شفاعت اور اولو العزم پیغمبروں کو بھی جوان کے بھائی ہیں منظور ٹھیرے گی۔ اب تقویۃ الایمان کے حکم سے مولوی اشرف علی مشرک ہوئے۔ اور جتنے وہابی مولوی اشرف علی کے معتقد ہیں اور اس ترجمہ کو مانتے بھی ہیں وہ بھی سب اصلی مشرک ہو گئے۔ اس (تیسری) میں بھی قبول شفاعت کا باعث خوف آئین واندیشہ قانون ہی بتایا کہ شفاعت صرف اس اندیشہ نے کرائی کہ کہیں لوگوں کے دلوں سے قانون کی قدر نہ گھٹ جائے اس گمراہ کے خیال میں اللہ تعالےٰ کو قانون کی

قدر گھٹنے کا اندیشہ لگا ہوا ہے۔ اور وہ اس سے خائف ہے۔ معاذ اللہ یہ ہے اس گمراہ فرقہ کا ایمان اور پھر شفاعت مانی تو اس طرح کہ خدا بخشنا تو خود چاہتا ہے۔ گنہگار کی حالت دیکھ کر اس کے دل میں ترس آ گیا۔ مگر آئین کے قدر گھٹنے کے اندیشہ سے کھل کر معاف نہیں کر سکتا ظاہر میں دوسرے کی سفارش کا نام کر کے بخش دیتا ہے۔ یعنی مجبور ہے پالیسی اختیار کرتا ہے۔ وہابیوں کی طرح ان کے خدا کا بھی ظاہر و باطن یکساں نہیں شافع پر منت کرم داشتن بے فائدہ احسان رکھتا ہے۔ وہابیہ سے پوچھئے یہ شفاعت ہوتی یا تقیہ اور پالیسی۔ تقویۃ الایمان والے بے شان الٰہی میں ایسی ناقص تشبیہ دی جس سے حضرت قدوس قدیر عز اسمہ پر عجز و خوف کا دھبہ لگتا ہے سود اللہ وجوہ الطاعنین اھ ملخصا

اقول وباللہ القدیر العزیز۔ شفاعت کی دونوں صورتوں میں تشبیہ و تمثیل باعتبار حال بادشاہ مجازی دنیوی جس کی تفصیل خود تقویۃ الایمان میں مرقوم اور ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔ اور جس کا عملی مشاہدہ دنیا میں واقع ہے۔ رشوت رسانی ناحق کی سعی پاسداری حق تلفی بے انصافی بذریعہ اہل وجاہت حکام رس لوگوں کے مجبور کرنے سے اکثر حکام مجبور محض ہو جاتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ چنانچہ یہ تمام امور عالم میں جاری و ساری ہیں پس ہرگز اس قسم کی سفارش بحضور مالک حقیقی، مختار کل، قدیر و عزیز عز شانہ کے دربار کے شایان شان نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ مولانا شہید مرحوم کے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ تفسیر الفوز الکبیر ص۵ میں منجملہ عقائد شرکیہ فرماتے ہیں۔

وہی گفتند کہ شفاعت بندگان ضرور قبول میکند اگرچہ رضامندی نباشد چنانکہ بادشاہاں بہ نسبت امرائے کبار گاہی چنیں میکنند اھ

"کہتے ہیں کہ شفاعت اپنے بندوں کی قبول کرتا ہے۔ اگرچہ رضامندی نہ ہووے جس طرح بادشاہ بہ نسبت بڑے بڑے امراء کے کبھی ایسا کرتے ہیں۔"

علیٰ ہذا شاہ صاحب موصوف کے خلف الصدق مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی ؒ مولانا شہید مرحوم کے تایا ابا استاد و شیخ تفسیر فتح العزیز ج ۱ ص۲۶۷ میں فرماتے ہیں۔

مثل شفاعت دزد پیش حاکم تا او را بسزا نرساند آں شفاعت نیز بے نفع محض است اھ

"مثل شفاعت چور کی حاکم کے سامنے تاکہ اس کو سزا نہ دلوے وہ شفاعت بھی بلا نفع محض ہے۔"

پس یہ محض مولوی نعیم الدین کا اپنے جہل و عناد سے مولانا شہید مرحوم پر افترا ہے۔ بلکہ تیسری صورت میں شفاعت حضرات انبیاء و اولیاء کی جو عند اللہ پسندیدہ صاحب وجاہت ہیں باذن اللہ تعالیٰ اہل توحید کے حق میں خود تقویۃ الایمان سے صراحتاً ثابت ہے ناظرین ملاحظہ فرمالیں اسی طرح کلام مولانا اشرف علی صاحب سلمہ[1] سے بھی جو خود مولوی نعیم الدین نے نقل کیا ثابت ہے۔ اور جس شفاعت کی قرآن و حدیث میں نفی و انکار وارد ہے اس پر بھی لفظ اطلاق کا وارد فرمایا گیا ہے۔ معہذا مولوی نعیم الدین نے جو معنی شفاعت کے بتلائے کہ بلحاظ اپنی نیازمندی کے بڑے کے حضور میں چھوٹے کے لئے سفارش کرنا الخ یہی تقویۃ الایمان کا حاصل ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ شفاعت کہتے ہیں سفارش کو اور دنیا میں سفارش کئی طرح کی ہوتی ہے الخ نیز تیسری صورت شفاعت بالاذن فرماتے ہیں یعنی یہ سفارش خود مالک کی پروانگی سے ہوتی ہے سو اللہ کی جناب میں ایسی قسم کی شفاعت ہوسکتی ہے اور جس نبی و ولی کی شفاعت کا قرآن و حدیث میں مذکور ہے سو اس کے معنی یہی ہیں الخ ان تینوں اقسام شفاعت کی تفصیل تقویۃ الایمان سے بجواب مولوی نعیم الدین کے اوپر گزر چکی ان میں جو امور بطور مثال و تشبیہ بغرض تفہیم عوام الناس کے بادشاہ دنیا سے لکھے گئے ہیں مستلزم ہونا جمیع لوازمات امور شفاعت دنیویہ کا حق تعالیٰ کی جناب میں لازم نہیں آتا۔ چنانچہ اس قسم کی تشبیہات و تمثیلات قرآن و حدیث میں بکثرت تمام وارد ہیں چنانچہ سورہ نور میں ارشاد ہے، مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِي اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ (۱) اور حدیث میں ارشاد ہے الکبریاء ردائی والعظمۃ ازاری الحدیث رواہ مسلم وانکم سترون ربکم یوم القیمۃ کما ترون القمر لیلۃ البدر الحدیث،

(۱) پس حق تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال و تشبیہ چراغ سے جو طاق میں ہو اندر شیشہ کے اور شیشہ جس طرح تارہ چمکتا ہوا جلتا ہے۔ درخت برکت والے زیتون سے نہ شرق میں ہو نہ غرب میں لگتا ہے کہ سلگ اٹھے، بس کا تیل ابھی نہ لگی ہو اس میں آگ نور پر نور اللہ ہدایت کرتا ہے اپنی روشنی کی جس کو چاہے۔ اور بیان کرتا ہے اللہ مثالیں اور ہر شئی جانتا ہے " اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے تکبر میری چادر ہے اور عظمت و بزرگی میری تہبند " اور تم دیکھو گے اپنے رب کو قیامت

[1] اب مرحوم و مغفور (۱۳۶۲ھ - ع ح)

میں جس طرح دیکھتے ہو چاند چودھویں رات کا۔"
شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ح ۱ صـ۴۷ میں زیر آیت اَنۡ یَدۡخُلُوۡهَاۤ اِلَّا خَآئِفِیۡنَ الآیۃ مساجد اللہ کی تشبیہ دیوان عام و دیوان خاص شاہی سے جس میں لوگوں کو اسی قسم کا ترس و ہراس ہوتا ارشاد فرماتے ہیں۔
پس یہ تمام امور مخلوقات و حوادثات میں جن کو رب العزت تعالیٰ شانہ نے اپنے اوصاف ذاتی کے لئے تمثیلاً و تشبیہاً ارشاد فرمایئے۔ اگر اس قسم کی تشبیہات بمعنی حقیقی مدلولات ظاہری پر محمول کی جاویں جس طرح زعم باطل اخبث مولوی نعیم الدین کا ہے تو حق تعالیٰ پر الزام حدوث عائد ہوگا وھو منزہ عن الحدوث۔ پس واجب الوجود کو بواسطہ تشبیہ بادشاہان مجازی کے جمیع اوصاف بشری میں مساوات ماننا کمال سفاہت ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تحفہ اثنا عشریہ صـ۱۳۲ میں فرماتے ہیں۔

از تشبیہ و استعارہ مساوات مشبہ بامشبہ بہ فہمیدن کمال سفاہت است در اشعار رائج و مشہور است کہ خاک صحن بادشاہان را بامشک و سنگ ریزہ ہائے آنجا را بمروارید و یاقوت تشبیہ میدہند و ہیچکس مساوات نمی فہمد[1]	"تشبیہ اور استعارہ سے مساوات مشبہ کا ساتھ مشبہ بہ کے سمجھنا کمال درجہ سفاہت بیوقوفی ہے اشعار میں رائج اور مشہور ہے کہ خاک صحن بادشاہوں کو مشک کے ساتھ اور اس جگہ کے سنگ ریزوں کو مروارید اور یاقوت کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں اور کوئی شخص مساوات نہیں سمجھتا ہے"

علی ہذا شیخ الاسلام حافظ الحدیث خاتم المحدثین امام ابن حجر عسقلانی رح فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول صـ۱۱ میں فرماتے ہیں لا یلزم فی التشبیہ تساوی المشبہ بالمشبہ بہ فی اوصافہ کلھا۔
نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲ صـ۱۱۹ میں فرماتے ہیں۔

ان التشبیہ لا یستلزم مساواۃ المشبہ بالمشبہ بہ من کل جھۃ	"تشبیہ وغیرہ سے مساوات لازم نہیں آتی مشبہ کو ساتھ مشبہ بہ کے کسی جہۃ سے بھی"

جب کہ مشبہ و مشبہ بہ ہر دو جنس واحد حادث و مخلوقات ہیں لزوم مساوات کا تحقق ہونا لازم نہیں آتا۔ تو ذات حق قدیم اور ممکن و حادث میں کس طرح لازم آسکتا ہے چنانچہ مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری معتمد علیہ مولوی نعیم الدین انتصار الحق صـ۲۵۰ میں لکھتے ہیں

[1] یعنی علی قول متکلمی الاشاعرۃ والماتریدیۃ (۶۲ح)

"دیات علامہ ابن حجر کی ظاہر اور مسلم ہے کہ تشبیہ وتمثیل میں مساوات سب امور میں لازم نہیں مشبہ اور مشبہ بہ میں مساوات من جمیع الوجوہ ضروری نہیں"

پس مولوی نعیم الدین کی بیہودہ بکواس ہے جو اپنے سینہ پر غلل وکینہ کے باعث حق تعالےٰ کی شان اقدس میں یہ الفاظ کہ اندیشہ سے خائف ہونا مجبوری پالیسی ظاہر و باطن یکساں نہ ہونا تقیہ کرنے کا الزام عائد کرتے ہیں جو ہرگز نہ تقویۃ الایمان میں ہے نہ لازم آتا ہے کیونکہ صراحتہً وہ بادشاہ دنیا کی نسبت ہے۔ نہ معاذ اللہ حق تعالیٰ کی نسبت۔ خود ان الفاظ خبیثہ ملعونہ کو اپنے ناپاک دہن سے نکال کر خود ہی کو مورد عتاب وغضب کا بنایا حتی کہ خود رسائل بریلویہ میں تمام انبیاء مرسلین کو بید کی طرح تشبیہ دی اور تمام امت حضرات صحابہ وائمہ اہل ہدیٰ صالحین کو بھیڑ بکریوں کی طرح ٹھیرا کر تشبیہ دی گئی چنانچہ بلایۃ البریہ حسنی پریس بریلی کے صفحہ ۴ میں ہے۔

"وتمام انبیاء ومرسلین وملئکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں"

اور جزاء اللہ عدوہ حسنی پریس بریلی کے صفحہ ۶۵ میں ہے "

"اللہ کا محبوب امت کا داعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا"

پس اس پر مولوی لئیم الدین نے معاندانہ زہر چھا خار جار قلم نہ چلایا۔ کیونکہ یہ اپنے مقتدار کا کلام تھا۔ نعوذ باللہ من وجوہ المخذلین

قولہ صفحہ ۲۲۶-۲۲۷ تقویۃ الایمان کا یہ قول بھی باطل وخلاف شرع ہے کہ شفاعت کسی قرابت یا آشنائی کی وجہ سے نہیں ہوتی۔ قرابت تو قرابت وہاں تو ادنےٰ ادنےٰ تعلق بھی ظاہر کئے جائیں گے اور کام آئیں گے ابن ماجہ کی حدیث میں ہے مشکوۃ شریف صفحہ ۴۹۲ یعنی دوزخی صف بستہ کھڑے کئے جائیں گے۔ پھر ان پر ایک جنتی گذرے گا۔ اس سے ایک دوزخی کہے گا کیا آپ مجھے نہیں پہچانتے؟ میں وہ ہوں جس نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا۔ اور کوئی دوزخی کہے گا میں وہ ہوں جس نے آپ کو وضو کے لئے پانی دیا تھا۔ پس وہ بہشتی اس کی شفاعت کرکے اس کو جنت میں داخل کرے گا۔ تقویۃ الایمان والے نے صریح حدیث کی مخالفت کی یہ تو اس کا شیوہ ہی ہے ایک ستم یہ کیا کہ اس نے شفاعت کرنے والوں کو چور اور چوروں کا ٹھانگی کہا۔ اس بے تمیزی کی کچھ انتہا ہے۔ قرابت یا رشتہ داری کی وجہ سے چور کی شفاعت کرنے والے کو چور اور چور کا ٹھانگی نہ خدا نے

فرمایا نہ رسول نے بد نصیب نے مسئلہ دل سے گھڑ دیا۔ یہ ہے بدعت سیئہ اور احداث فی الدین تقویۃ الایمان پر ایمان رکھنے والے وہابی یاد رکھیں کہ ان کا کوئی رشتہ دار کسی جرم میں ماخوذ ہو تو اس کے مقدمہ کی پیروی اور سفارش نہ کریں ورنہ خود اسی جرم میں پکڑے جائیں گے۔ چور کی سفارش کی تو چور ہو جائیں گے۔ وہابی کچھ بھی ہو جائیں ہماری بلا سے۔ دیکھنا تو یہ ہے کہ یہ نابکار کلمہ کہاں تک پہنچتا ہے۔ طبرانی و دار قطنی کی حدیث میں ہے حضور نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں اپنی امت میں اپنے اہل بیت کی شفاعت کروں گا۔ پھر درجہ بدرجہ اقارب کی۔ اندھے وہابیوں کو دکھاؤ کہ حضور بعلاقہ قرابت شفاعت فرما رہے ہیں اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ ہر گنہگار کی شفاعت فرمائیں گے۔ گستاخ بے ادب چور اور چوروں کی تھانگی کس کو کہتا ہے خاک بدہن ناپاکش ایسی گستاخی دبے باکی تمام انبیاء و مرسلین و جملہ مقربین کی جناب میں کفر نہیں تو کیا ہے۔ وہابیہ کا ایمان ہے خذلھم اللہ تعالیٰ اھ

اقول بیشک تقویۃ الایمان کا یہ قول سراسر حق مطابق شرع شریف در قرآن و حدیث کے بالکل موافق ہے کہ کوئی شفاعت بلا اذن اللہ تعالیٰ بلا تصدیق توحید نہیں ہو سکتی خواہ کوئی قرابتی ہو یا آشنا یا غیر قرابتی و غیر آشنا۔ وہاں تو ادنیٰ تعلق توحید ظاہر کئے جاویں گے اور کام آویں گے بشرطیکہ جس میں شائبہ بھی آمیزش شرک مثل گور پرستی وغیرہ نہ ہو گا۔ تو شفاعت ان کی بفضلہ تعالیٰ قبول و منظور ہو گی۔ کیونکہ اس کی ذات والاصفات بڑی رحیم و کریم ہے۔ اور اگر اس کے برخلاف معاملہ ہے جس طرح چوری ڈاکے زنی گناہوں کو اپنا پیشہ مقرر کر لینا اور دلیرانہ اپنے کسی بزرگ مقدس پر گھمنڈ بھروسہ کر کے اس کو سفارشی سمجھ کر پوجے اس کی نذر و منت پوری کرے اس کو غائبانہ پکارے۔ ندائیں فریادیں کرے عالم الغیب جانے تو ہرگز کوئی ایسوں کا سفارشی نہ ہو گا اور نہ ایسوں کے لئے سفارش قبول و منظور ہو گی۔ اور جس گور پرست کا یہ زعم باطل ہو کہ ہماری سفارش ہووے گی تو اس نے خلاف مرضی حق تعالے کے اپنا حمایتی ٹھیرایا حالانکہ خود وہ مقدس بزرگ حق تعالیٰ کی مرضی کا تابع ہے نہ کہ گور پرستوں گناہ پر ڈھٹائی کرنے والوں کا ساتھی چنانچہ دنیا ہی میں جو کسی جرم قطعی مثل بغاوت ڈاکے زنی کے مجرم پر دفعہ جرم قائم ہو کر ماخوذ ہوا ہو تو ہر کوئی اس کی حمایت سے گھبراتا ہے اور جرأت نہیں ہوتی۔ بلکہ خود ارتکاب جرم میں سازش کا اندیشہ رکھتا ہے اسی کو عرف میں مجرموں کا تھانگی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک مثال دنیا کی جس کو تقویۃ الایمان میں واضح فرمایا ہے اسی کو قرآن پاک پارہ ۱۷ سورہ انبیاء میں فرمایا ہے

وَلَا يَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى وَهُمْ مِّنْ خَشْيَتِهٖ مُشْفِقُوْنَ

"اور وہ نہیں شفاعت کرتے مگر اس کی جس کے لئے وہ رضامند ہو اور وہ اس کی ہیبت سے ڈرتے ہیں"

نیز صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص ۳۳۳ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔

ان قریشا اهمهم المرأة المخزومية التی سرقت قالوا من یکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومن یجترئ علیہ الا اسامۃ بن زید حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اتشفع فی حد من حدود اللہ ثم قام فخطب فقال یا ایها الناس انما ضل من قبلکم انهم کانوا اذا سرق الشریف ترکوہ واذا سرق الضعیف فیهم اقاموا علیہ الحد وایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطع محمد یدها۔

"ایک مخزومیہ نے چوری کی، قریش کو اس امر کا بہت خیال ہوا۔ انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارہ میں کون کلام کرے اور کوئی جرأت اس بات کی نہیں رکھتا بجز اسامہ بن زید کے کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس امر میں بات کی تو آپ نے فرمایا کیا تو شفاعت کرتا ہے اللہ کی حدود میں سے ایک حد میں پھر آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ اور فرمایا اے لوگو تم سے پہلے لوگ اسی بات سے ہلاک ہوئے۔ جب ان میں کوئی شریف چوری کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے اور جب ان میں کوئی ضعیف غریب چوری کرتا اس پر حد قائم کرتے اور قسم اللہ کی اگر فاطمہ محمد کی بیٹی بھی چوری کرے۔ تو محمد اس کا ہاتھ کاٹے گا"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح سے تفسیر فتح العزیز ج ا ص ۱۵۵ میں بوضاحت تمام انواع شرک میں گذر چکا ہے۔

چہارم پیر پرستان گویند چوں مرد بزرگے کہ بسبب کمال ریاضت ومجاہدہ مستجاب الدعوات ومقبول الشفاعت عنداللہ شدہ بود ازیں جہاں میگزرد روح او را قوتے عظیم ووسعتے بس فخیم بہم میرسد ہر کہ صورت او را برزخ سازد

"چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا کہتے ہیں کہ جو کوئی بزرگ بسبب کمال ریاضت اور مجاہدہ کے مستجاب الدعوات اور مقبول الشفاعت عنداللہ ہوا تھا اس جہان سے گزر جاتا ہے اس کی روح کو توسط عظیم اللہ نہایت درجہ وسعت کو پہنچتی ہے جو کوئی اس کی صورت کا برزخ کرے یا اس کی نشست و برخاست

یا در مکان نشست و برخاست او یا بر گرد او سجود و تذلل تام نماید روح او بسبب وسعت و اطلاق بر آن مطلع شود و در دنیا و آخرت در حق او شفاعت نماید۔

کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ اور تذلل کرے اس کی روح بسبب وسعت و اطلاق کے اس کا اوپر مطلع ہووے اور دنیا اور آخرت میں اس کے حق میں شفاعت کرے،،

نیز تفسیر فتح العزیز ج ا ص ۲۶۷ سے گزر چکا ہے۔

از اولاد انبیاء و اولیاء متوسلان بزرگان دین کہ خود را بتوسل بزرگان مامون از مؤاخذہ و باز پرس می دانند و می فہمند کہ باوجود کفر و قبائح دیگر بزرگان مارا از عذاب اخروی خلاص خواہند ساخت وطریق رد این خیال آنست کہ شفاعتے کہ شما بتوقع آن غرہ می شوید در آں روز واقع نخواہد شد بمحض توسل بکاملے نازشش مکنید۔

،، اولاد انبیاء اور اولیاء اور بزرگان دین کے متوسلین سے کہ اپنے آپ کو توسل بزرگان کے مؤاخذہ اور باز پرس سے بے خوف جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ باوجود کفر اور دوسرے گناہوں کے ہمارے بزرگ ہم کو عذاب آخرت سے رہائی کرا دیں گے اور طریقہ اس خیال کے رد کرنے کا یہ ہے کہ وہ شفاعت کہ جس کی توقع پر تم گھمنڈ کرتے ہو اس روز واقع نہ ہوگی، محض کسی کامل کے توسل پر ناز نہ کرو،،

اور بھی تفسیر فتح العزیز پارہ ۳۰ ص ۱۹۰ سے گذر چکا ہے۔

شفیعان را کہ پیغمبران و اولیاء و علماء و حفاظ و شہداء و فرشتگان خواہند بود حکم خواہد شد کہ شفاعت فلاں بکنید تا شمارا عزت و جاہ حاصل شود و ایں قسم شفاعت کہ موقوف بر حکم حاکم باشد محل اعتماد و جائے دخل و تصرف نیست

،، شفیعوں کو کہ پیغمبران اور اولیاء اور علماء اور حفاظ اور شہداء اور فرشتگان ہوں گے حکم ہوگا کہ فلانے کی شفاعت کریں تاکہ تم کو عزت و جاہ حاصل ہووے اور اس قسم کی شفاعت کہ موقوف اوپر حکم حاکم کے ہووے باعث اعتماد اور مقام دخل اور تصرف کا نہیں ہے،،

پس یہی عین مقصد و مدعا صریح عبارت تقویۃ الایمان کا لفظاً و معناً ہے۔ ناظرین ملاحظہ فرمالیں۔ اور خود مولوی صاحب بریلوی کے جواہر البیان سے واضح ہو چکا کہ

،، پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں ہیں،، ،، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت حق تعالےٰ سے کرتے ہیں یا نہیں،، ،، وہ حضور فرمائیں گے میں نے تو تجھے خدا کا حکم پہنچا دیا تھا،، ،، اری غافل

پھر کا ہے پر بھولا بیٹھا ہے''۔

نیز ان کی ہدایۃ البریہ سے مذکور ہو چکا کہ

''تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں''

نیز ان کے ملفوظ حصہ سوم سے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں منقول ہو چکا

''کہ گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے''

نیز ان کے ملفوظ حصہ چہارم سے واضح ہو چکا کہ

''تمہارا دین یہ ہے اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ عبدہ پہلے ہے رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے نہ بڑھاؤ بناسدہ نہ کیا جانتے کیا ہوتا ہے''

نیز ان کی السنۃ الانیقہ سے بیان ہو چکا کہ

''حضور اقدس بالمومنین رؤف الرحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرما دی کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول''۔

پس مولوی نعیم الدین کا مولانا شہید مرحوم کو مخالف حدیث، بد نصیب، گستاخ، بے ادب خاک بدہن ناپاکش، بے باک خذلہ اللہ تعالیٰ۔ کہنے اور تکفیر کے کلمات بکنے کی سب تعلی و بیہودہ گوئی باقوال مسلمہ خود کے خاک میں مل گئی اور اپنے بریلویوں کا ایمان سنبھالنا مشکل پڑ گیا۔

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنہ پاکاں برد

قولہ۔ ص ۲۲۸ - ۲۳۱ اسی سلسلہ میں تقویت الایمان والے نے مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث لکھی کہ حضرت خاتون جنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا (اور اس کا یہ ترجمہ لکھا)

یا فاطمۃ انقذی نفسک من النار	''اے فاطمہ بچا تو اپنی جان کو آگ سے، مانگ لے مجھ
سلینی ما شئت من مالی فانی لا	سے جتنا چاہے میرا مال نہ کام آئے گا میں تیرے اللہ
اغنی من اللہ شیئا	کے ہاں کچھ''

تقویۃ الایمان ص ۴۲ - اور اس کا یہ نتیجہ نکالا کہ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا، اور قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی۔ انکار شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا فریب کاری ہے۔ حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے شفاعت کی نفی ہوتی ہو، بکثرت آیات اور حدیث سے اندھا بن جانا اور اس حدیث کو پیش کر کے عوام کو مغالطہ دینا بیدینی ہے اور

لا اغنی عنک من اللہ شیئًا کا یہ ترجمہ کہ نہ کام آؤں گا میں تیرے اللہ کے ہاں کچھ۔ بالکل غلط ترجمہ اور احادیث کے خلاف ہے۔ حضور کی طرف اس کو نسبت کر دینا افترار اور بکثرت احادیث صحیحہ کی مخالفت ہے۔ صواعق محرقہ ص۹۳ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے برسر منبر فرمایا ان قوموں کا کیا حال ہے جو کہتے ہیں کہ روز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت ان کی قوم کو نفع نہ دے گی، ہاں خدا کی قسم میری قرابت دنیا و آخرت میں موصولہ ہے۔ اور میں اے لوگو! حوض کوثر پر تمہارا پیش رو ہوں۔ ایک تو وہ لوگ تھے جن کا حضور نے قسم کھا کر رد فرمایا مگر بہت بدتر یہ وہابی ہے جو حضور کی قسم کے بعد بھی پھر وہی بکواس کرتا ہے۔ صواعق محرقہ ص۹۵ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہ صاحب عفت ہیں تو اللہ تعالےٰ نے ان کی ذریت تک کو آتش دوزخ پر حرام کر دیا۔ وہابیہ سے پوچھو اب بھی کچھ خبر ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیسے کام آئے۔ صواعق محرقہ ص۹۴ میں لکھتے ہیں آپ کا یہ ارشاد لا اغنی عنکم اس کے یہ معنی ہیں کہ میں تم کو محض اپنی ذات سے اللہ کے عذاب سے بے نیاز نہیں کر سکتا بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر یہ اکرام فرمائے اور شفاعت و مغفرت وغیرہ کرامت کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مخاطبہ ان سے اس لئے فرمایا کہ آپ کو مقام تخویف کی رعایت اور عمل پر ترغیب منظور تھی اور یہ خواہش تھی کہ اہل بیت و اقارب تقویٰ و خشیت الٰہی میں اوروں سے اعلیٰ و اولیٰ ہوں۔ بعض علمار نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ حضور نے پہلے فرمایا تھا اس کے بعد حضور کو اس کا علم دیا گیا کہ آپ کے ساتھ نسبت رکھنا آخرت میں نافع ہوگا۔ اور یہ کہ آپ مقبول الشفاعت ہیں۔ اشعتہ اللمعات شرح مشکوٰۃ شریف ج ۴۔ ص۲۹۲ میں فرماتے ہیں۔

دمن مالک نیستم مر شمارا از عذاب خدا چیزے را یعنی بے اذن او و امراد مرا قدرت تصرف و دخل دراں نباشد لہ

مظاہر حق جلد ۴، ص۳۰۹ میں بھی لکھا ہے۔ اب ثابت ہو گیا کہ حدیث لا اغنی عنک من اللہ شیئا کو انکار شفاعت کی دلیل بنانا باطل اور احادیث و شروح احادیث کے خلاف ہے۔

اقول مولوی نعیم الدین نے اپنے جبلی پیشہ و شیوہ سے جس قدر فریب کاری افترار پردازی بہتان بندی پر تلبیس ابلیس لعین عوام کو مغالطہ میں ڈالا ہے حسب ذیل ہے۔ اولاً یہ کہ چار جگہ اسی مضمون کو بوجہ مغالطہ دہی عوام الناس کے بار بار اولٹ پلٹ کر کے لوٹایا گیا جو محض جہل مرکب ہے جس کے مفصل جوابات اپنے اپنے محل میں گذر چکے۔ ثانیاً یہ کہ مفتری خائن نے خود ص۲۱ سطر پانچ میں

تقویۃ الایمان سے نقل کیا کہ نفظ قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کام نہیں آتی اور یہاں اس مقام پر لفظ فقط کو اوڑا دیا جس کے صریح الفاظ تقویۃ الایمان میں یہ ہیں کہ جب تک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے۔

"فقط قرابت کام نہیں دیتی"

نہ کہ مطلقاً نفع نہ پہنچنا۔ چنانچہ تقویۃ الایمان کا پورا فائدہ اس حدیث کے متعلق ناظرین ملاحظہ فرمالیں

"ف یعنی اور جو لوگ کسی بزرگ کے قرابتی ہوتے ہیں ان کو اس کی حمایت پر بھروسا ہوتا ہے اور اس پر معزید ہو کر اللہ کا خوف کم رکھتے ہیں سو اسی لئے اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے سو انہوں نے سب کو اپنی بیٹی تک کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہو سکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجد ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے۔ وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فقط قرابت کسی بزرگ کی اللہ کے ہاں کچھ کام نہیں آتی جب تک کچھ معاملہ اللہ ہی سے صاف نہ کرے تو کچھ کام نہیں نکلتا"

اسی طرح مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مولانا شہید مرحوم کے تایا ابا استاد و شیخ شفیق مسلمہ مولوی نعیم الدین سے دربارہ شفاعت قریب ہی گزر چکا ہے۔ "ثالثاً" یہ کہنا کہ انکار شفاعت میں اس حدیث کو پیش کرنا فریب کاری ہے۔ حدیث میں کوئی لفظ بھی نہیں جس سے شفاعت کی نفی ہوتی ہے یہ محض تقویۃ الایمان پر بہتان بندی ہے کیونکہ یہ حدیث رد شرک فی التصرف کے بیان میں واقع ہے ہرگز اس میں کوئی لفظ اور حرف شفاعت کا مذکور نہیں ہوا۔ بلکہ خود مولوی نعیم الدین نے دروغ گو را حافظہ نباشد۔ صواعق اور اشعۃ اللمعات سے اس حدیث میں نفی و اثبات شفاعت باذن اللہ دونوں ہی نقل کئے ہیں ؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔ رابعاً لا اغنی عنک من اللہ شیئا۔ کا اپنے کمال جہل سے حضرت راسخ فی العلوم مولانا شہید مرحوم کے ترجمہ کو غلط بتایا۔ اور حدیث صواعق کے خلاف حدیث صحیحین بخاری و مسلم کو معاذ اللہ بکواس بتایا۔ حالانکہ دونوں میں کوئی خلاف نہیں ہے۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ چاہ کندن را چاہ درپیش۔ خود صواعق سے وہی معنی نقل کئے۔ کہ میں تم کو محض اپنی ذات سے اللہ کے عذاب سے بے نیاز نہیں کر سکتا۔ بغیر اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھ پر شفاعت کا اکرام فرمائے۔ یہ مخاطبہ برعایت مقام خوف فرمایا اھ ملخصاً۔ علی ہذا فتح الباری

شرح صحیح بخاری پارہ ۱۹ صفحہ ۲۸۹ میں یہی مرقوم ہے۔

او کان المقام مقام التخویف والتحذیر او انہ اراد المبالغۃ فی الحض علی العمل ویکون فی قولہ لا اغنی شیئا اضمار الا ان اذن اللہ بی بالشفاعۃ

اور اشعۃ اللمعات ج ۴ صفحہ ۲۷۵ میں ہے

دو اولاد شریف را ترسانید و فاطمہ زہرا جگر گوشہ و سیدہ نساء عالم ست و آتش دوزخ بوے حرام شدہ او را داخل ایں انذار ساخت وفرمود زیرا کہ من مالک نیستم مر شما را از عذاب خدا چیزے را یعنی بے اذن او وامرا و مراقدرت تصرف ودخل دراں نباشد۔ وایں غایت تخویف وانذار ومبالغہ دراںست۔ باوجود آں خوف لاابالی ذاتی ست۔ بالجملہ مامور شد از جانب پروردگار تعالیٰ بانذار پس امتثال کرد ایں امر را۔ ای فاطمہ جگر گوشۂ محمد بطلب ہرچہ مے خواہی از مال من اما از عذاب خدا گرفت وے فائدہ نمیکنم چیزے را اھ ملخصًا

چنانچہ مظاہر حق ج ۴ صفحہ ۔۔ میں جس کا مولوی نعیم الدین نے حوالہ دیا ہے اس کا ترجمہ مرقوم ہے کہ

"اولاد شریف کو بھی ڈرایا اور فاطمہ زہرا کو جگر گوشہ حضرت کی اور سیدہ نساء عالم کی ہیں اور آگ دوزخ کی ان پر حرام ہوئی ان کو بھی داخل اس ڈرانے کے کیا اور میں نہیں مالک ہوں یعنی میں نہیں قادر ہوں اس پر کہ دفع کروں تم سے اللہ کے عذاب میں سے کچھ بھی اگر ارادہ کرے عذاب دینا تمہارا اور یہ فرمایا۔ آنحضرت نے اللہ تعالیٰ کی اس آیۃ سے

قُلْ فَمَنْ یَّمْلِكُ لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَیْـًٔا اِنْ اَرَادَ بِكُمْ ضَرًّا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ نَفْعًا	"کہہ پس کون مالک ہے واسطے تمہارے اللہ کے عذاب سے کسی چیز کا اگر ارادہ کرے ساتھ تمہارے ضرر کا یا ارادہ ساتھ تمہارے نفع کا"

بلکہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے۔

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ	"کہہ نہیں مالک ہوں میں اپنے جان کے نفع اور نہ ضرر کا مگر جو کچھ چاہے اللہ"

اور اس حدیث میں نہایت ڈرانا اور مبالغہ ہے اس میں اور باوجود اس کے خوف اس کی بے پرواہی کا ذاتی ہے غرض کہ حکم ہوا حضرت کو ڈرانے کا پس بجا لائے اس کو۔

"اور اے فاطمہ بیٹی محمد کی مانگ مجھ سے جو چاہے میرے مال میں سے نہیں دور کر سکتا میں تجھ سے اللہ کا عذاب کچھ"

پس ناظرین اہل انصاف و دیانت ان تینوں ترجموں۔ تقویۃ الایمانؒ۔ اور اشعۃ اللمعاتؒ مظاہر حقؒ۔ معہ معنی صاعق کو ملا کر دیکھیں سوائے فرق الفاظ کے معنی واحد ہیں۔ اور مزید بیان الفاظ تقویۃ الایمان سے نیز۔ معہذا خود مولانا شہید مرحوم دوسرے باب تقویۃ الایمان ص۱۶۱ میں بحکم وحی بشارت کی حدیث نقل فرماتے ہیں۔

فاطمۃ سیدۃ نساء اھل الجنۃ و	''یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا سردار ہیں اہل جنت کی
ان الحسن والحسین سید اشباب	عورتوں کی اور حسن و حسین رضی اللہ عنہما سردار ہیں
اھل الجنۃ؛	اہل جنت کے نوجوانوں کے''

مگر باوجود اس شرف و عزت اور جاہ کے اولوالعزم تن بلرزاں رہتے ہیں۔ ع۔ نزدیکان رابیش بود حیرانی۔ حضرت سعدیؒ کا ارشاد ہے۔

گر بمحشر خطاب قہر کنند ۔۔۔ انبیاء را چہ جائے معذرتست

اب مولوی نعیم الدین ان اکابر علماء کو بھی فریب کار اندھا بے دین، غلط ترجمۂ احادیث کے خلاف افتراء کر کے اس باطل کا مورد بنائے تب کہیں مولانا شہید مرحوم پر اپنی خباثت و شیطنت کینہ اور سیہ کاری کا پردہ خوب واضح ہو کر فاش ہو ورنہ ایں خیالست و محالست و جنوں۔ ع

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔۔۔ میلش اندر طعنۂ پاکاں برد!

الحمد للہ کہ بحث شفاعت بتمام و کمال اہل حق متبعین توحید و سنت کے حق میں بشارت و فرحت عظیم اور مبتدعین گور پرستوں کے لئے باعث صد ہزار حسرت و ندامت و محرومیت ختم ہوئی۔ باقی تفصیل شفاعت مولوی نعیم الدین کے جواب میں اوپر اپنے مقام پر گذر چکی ہے و الحمد للہ

الزامات و اتہامات کی حقیقت

قولہ ص۲۳۵-۲۴۳۔ تقویۃ الایمان کی بد عقیدگیوں گستاخیوں گمراہیوں کے چند نمونے شان الٰہی میں وہابیہ کے ناپاک عقیدہ۔ اور ان اتہامات خبیثہ گندہ دہنیوں کے دندان شکن جوابات۔ تقویۃ الایمان ص۲۴

''غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے''

اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم لازم و ضروری تو ہے نہیں بلکہ ممکن و اختیاری ہے

لہ واضح رہے کہ یہاں تک مرحوم اخبار ''اہل حدیث'' امرتسر میں یہ کتاب طبع ہو چکی ہے از نمبر ۴۲ جلد ۳۰ مورخہ ۲ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ تا نمبر ۱۹ جلد ۳۴ مورخہ ۵ محرم ۱۳۵۶ھ مطابق ۱۹ مارچ ۱۹۳۷ء گویا ۱۸۲ نمبروں میں (اندازاً اتنی ہی قسطوں میں کہہ لیجئے) اس کے بعد کا حصہ غیر مطبوعہ ہے معلوم ہوتا ہے جیسے جیسے مؤلف مرحوم بھیجتے جاتے ویسے ویسے بعینہ کتاب شائع کر دی جاتی تھی (محمد عطاء اللہ حنیف رمضان ۱۳۸۲ھ)

چاہے دریافت کرے چاہے جاہل رہے یہ عقیدہ کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ کو مکار بتانا معاذ اللہ تقویۃ الایمان صـ۵۲ رسول اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیئے"، کیا نابکار نے گستاخی کی ہے۔ جاہل سے جاہل بھی ایسی بے ادبی کی جرأت نہ کرے گا۔ یہ ہے بے دین کا ایمان۔ اور یہ گستاخیاں دیکھتے ہوئے بھی دل کے اندھے اسی کا اتباع کئے جاتے ہیں اور اس کی طرفداری میں اپنا دین برباد کرتے ہیں۔ شان الہٰی میں ایسا ناقص کلمہ کو دیکھ کر ان کا دل بیزار نہیں ہوتا۔

اقول اِنَّ اللّٰہَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ یہ محض کذب و افتراء ہے چنانچہ اس کا مفصل بیان بدلائل بقرآن و حدیث و کلام اکابر ائمہ دین و علمائے متقدمین مسلمہ مولوی نعیم الدین کے صـ۱۸۰ کے جواب میں گزر چکا ہے۔ یہ محض عوام الناس کو مغالطہ میں مبتلا کر کے بار بار لوٹانا مقصود ہے۔ اور بس جبکہ خود مولوی نعیم الدین نے بقول ائے چاہ کندن را چاہ درپیش صـ۱۵۱ کے حاشیہ پر لکھا یعنی آیۃ عِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے پاس ہیں غیب کی کنجیاں۔ یعنی وہ ہر چیز جو اس غیب تک پہنچتی اور اس کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہو"، معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ غیب تک نہیں پہنچا۔ اور اس کو غیب کی اطلاع حاصل نہیں جو وہ کنجیوں کے ذریعہ سے پہنچ کر غیب کو حاصل کرے خما ھو۔ دابکم فھو جوابنا لیہ تازیانہ کفر منجانب اللہ اپنے ہی ہاتھ سے خود اپنے ہی منہ مبارک کے دَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ کا خود اپنے آپ کو مورد بنایا

علی ہذا مولوی نعیم الدین کے بیان مکر کی حقیقت ناظرین غور فرمالیں۔

حق تعالیٰ نے انسان کو اپنی حکمت بالغہ سے صاحب عقل بنایا کہ عالم کے عجائبات مصنوعات دیکھ کر آنکھیں کھولے اور دل حاضر کر کے پہچانے کہ سب کا بنانے والا ایک ہی الٰہ مالک الملک مختار ہے اسی کی عبادت لائق ہو سکتی ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور نہ کسی کی ہرگز عبادت ہو سکتی ہے۔ پھر باوجود اس عطائے نعمت عقل کے انسان اگر اندھا ہو کر بےعقل بن جائے تو وہ اپنی سزائے ابد کو پہنچے۔ پس یہ ایک امتحان منجانب اللہ تعالیٰ انسان صاحب عقل کے لئے ہے جس کے ہزاروں پہلو انسان کے سامنے رنگ بدل بدل کر آتے ہیں چنانچہ دجال کا بڑا زبردست فتنہ و امتحان مومن و کافر میں فرق ظاہر فرمانے کے لئے ایک اعلےٰ نمونہ ہے۔ مومن کے لئے کھلی صنم پرستی یعنی مورتوں صورتوں کو پوجنا شیطان کے مکر کے لئے اتنا سہل نہیں ہے جس قدر وثن پرستی یعنی گور پرستی تعزیہ نشان جھنڈے شہیدوں کے طاق وغیرہم پوجنا سہل ہیں اسی لئے ابتدائے بت پرستی کی گور پرستی ہی سے شروع ہوتی ہے کیونکہ صالحین کی محبت کے

غلو میں ابتدا شرک مضمر ہوتا ہے۔ جو وہ انتہا میں ظاہر ہو جاتا ہے۔ اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اپنی امت کو ڈرایا اور دعا کی۔

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد الحدیث رواہ مالک فی المؤطا ۔ "اے میرے اللہ نہ بنا دینا میری قبر کو وثن کہ عبادت کیجاوے"

اور خود مولوی نعیم الدین کی مسلمہ معتبر کتاب ردالمختار ۲۴۴ میں مرقوم ہے

اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد "اصل عبادت کرنا بتوں کی صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی عطایا القدیر حسنی پریس بریلی کے ۳۰ میں لکھتے ہیں

"اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتدا یونہی ہوئی کہ صالحین کی محبت میں ان کی تصویریں بنا کر رکھیں اور ان سے لذت عبادت کی تائید سمجھی شدہ شدہ وہی معبود ہو گئیں"

چنانچہ منافقین امت بوجہ ظاہری اسلام کے مورتوں کو نہیں پوجتے تھے۔ بلکہ کفر باطنی کے باعث وثن پرستی کرتے صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص ۳۱۰ میں روایت ہے۔

و یبقی ھذہ الامۃ فیھا منافقوھا "باقی رہجاوے گی دوزخ میں یہ امت جس میں منافقین ہوں گے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

واکثر المنافقین کانوا یعبدون غیر اللہ من الوثن وغیرہ "اکثر منافقین وثن وغیرہ غیر اللہ کی عبادت کرتے تھے"

آمدم برسر مدعا۔ تقویۃ الایمان میں حدیث صحیح مسلم جو مشکوۃ ص ۴۸۱ سے مرقوم ہے

(یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ عیسی بیٹے مریم کو۔ سو وہ ڈھونڈے گا اس کو پھر تباہ کر دے گا اس کو پھر بھیجے گا اللہ ایک باد ٹھنڈی شام کی طرف سے سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالے گی اسی کو"

فیبقی شرار الناس فی خفۃ الطیر واحلام السباع لا یعرفون معروفا ولا ینکرون منکرا فیتمثل "پھر باقی رہ جاویں گے برے برے لوگ بیوقوف جیسے جانور پرندہ۔ وپھاڑ کھانے کی فکر ہیں نہ اچھی سمجھتے ہیں کسی اچھی بات کو نہ بری سمجھتے ہیں کسی بری

لهم الشيطان فيقول الا تستجيبون	بات کو پھر بھیس بدل کر آوے گا ان کے پاس
فيقولون ماذا تامرنا فيامرهم	شیطان سو کہے گا کیا تم کو شرم نہیں آتی سو کہیں
بعبادة الاوثان وهم في ذلك	گے تو کیا بتاتا ہے ہم کو سو جاوے گا ان کو پوجنا
دار رزقهم حسن عيشهم	تھانوں کا اور ان کی اس میں چلی آوے گی روزی اچھی
	طرح گذرے گی زندگی ،،

ف یعنی آخر زمانہ میں ایماندار لوگ مر جاویں گے اور محض بے وقوف لوگ رہ جاویں گے کہ رات دن پرائے مال کھا جانے کی فکر میں ہیں نہ بھلا سمجھیں نہ برا پھر شیطان بتا دے گا کہ محض بے دین ہو جانا بڑے شرم کی بات ہے سو دین کا شوق ہوگا مگر اللہ و رسول کے کلام پر نہ چلیں گے بلکہ اپنی عقل سے دین کی راہیں نکالیں گے. سو شرک میں پڑ جاویں گے اور اس حال میں بھی ان کو روزی کی کشائش اور زندگی کا آرام مل جاوے گا وہ اس سبب سے اور زیادہ شرک میں پڑیں گے کہ جوں جوں ہم ان کو مانتے ہیں توں توں مرادیں ملتی ہیں سو اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیئے کہ بعضے وقت بندہ شرک میں پڑا ہوتا ہے اور اس کے غیر سے مرادیں مانگتا ہے اور اللہ اس کی بھلائی کو اس کی مرادیں پوری کرتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ میں سچی راہ پر ہوں. سو مراد نہ ملنے کا اعتبار کیجئے اور سچا دین توحید کا اس لئے نہ چھوڑ دیجئے ،

پس شرک کرنے سے اگر عیش و عشرت ہو اور توحید پر قائم رہنے سے تنگ دستی و عسرت ہو تو ایسے عیش پر لات مار کر تنگ دستی کے ساتھ توحید کو مضبوط پکڑے کہ یہ حق تعالیٰ کی طرف سے اہل عقل کے لئے امتحان ہے. بغرض امتحان باطل کو مزین کر کے حق کے ساتھ پیش کیا جاتا ہے کھوٹے کو کھرے کے ساتھ ملا کر پرکھنے کو دیا جاتا ہے تو جس نے حق و باطل میں تمیز نہ کی توحید و شرک کے فرق کو اچھے برے کو نہ پہچانا امتحان میں ناکامیاب رہا اور جس نے سمجھا کہ باطل کے ساتھ آسائش ملی بھی ٹھیک ہے اس نے شیطان کے مکر پر غرہ کیا اللہ بھی اس کے خیال کے مطابق اس کو ڈھیل دے کر یک لخت پکڑ لیتا ہے جس کو معنی مکر تعبیر فرمایا گیا، چنانچہ یہود دشمنان حق تعالیٰ نے مکر و فریب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قتل کے منصوبے لگائے اور مکان کا محاصرہ کر لیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو براستہ روشندان نکال کر آسمان پر اٹھا لیا اور ایک دوسرے کو ان کا ہم شکل کر دیا جب وہ لوگ مکان میں گھسے تو بزعم خود عیسیٰ علیہ السلام کو سولی دی. اسی کو فرمایا حق تعالیٰ نے قرآن پاک پارہ ۳ سورہ آل عمران میں.

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ	اور مکر و فریب کیا کافروں نے اور تدبیر کی اللہ نے

الماکرین   اور اللہ بہتر تدبیر کرنے والوں کا ہے۔"

علیٰ ہذا حضرت صالح علیہ السلام کو آپ کی قوم نے نہایت تکالیف پہنچائیں اور ستایا آپ کی اونٹنی ناقۃ اللہ کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور آپ کے قتل کی مکر و مکریں لگے رہے۔ حتیٰ کہ اس ارادہ سے قسمیں کھا کر نکلے اس پر اللہ نے ایک عذاب بھیجا اور سارے ہلاک ہو گئے۔ دیکھو قرآن پاک پارہ ۱۹ سورہ نمل حق تعالےٰ نے فرمایا۔

وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ

"اور انہوں نے بنایا ایک فریب اور ہم نے بنایا ایک فریب اور ان کو خبر نہ ہوئی۔ پھر دیکھ کیسا ہوا آخر ان کے فریب کا کہ ہم اکھاڑ مارا ان کو اور ان کی سب قوم کو"

اسی طرح بکثرت آیات ربانی عز شانہ ہیں۔ تفسیر مظہری صلہ ۲۴۰ میں مرقوم ہے

والمكر فى الاصل حيلة يجلب بها غيره الى مضرة فلا ينسب الى الله تعالى الا على سبيل المقابلة

"مکر اصل میں حیلہ کرنا ہے جس سے غیر کو نقصان و مضرت پہنچائی جاتی ہے پس اس کی نسبت اللہ تعالےٰ کی طرف نہیں کی جاتی مگر مقابلۃً۔"

چنانچہ تقویۃ الایمان میں بھی یہی فرمایا گیا کہ "کہ اللہ کے مکر سے ڈرا چاہیئے" یعنی بے خوف و نڈر نہ ہونا چاہیئے کہ مکر شیطان کے باعث ظاہر میں شرک کرنے سے اگر آسائش پہنچے تو اللہ عزوجل کا سخت غضب و عتاب مکر کا بدلہ مکر سے مقابلۃً ہوتا ہے۔ ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ بد نصیب مولوی نعیم الدین نے اپنی بدلگامی اور جہل سے آیات قرآنی پر کیسا حملہ کیا اور متبعین قرآن و حدیث کو اپنے غیظ و غضب سے گستاخ جاہل بے ادب بے دین بتا کر اتباع کرنے والوں کو اندھا طرفدار بنا کر بیزاری کا شوق دلایا۔ مگر متبعین خالص شیطان لعیں کے مکر کا شکار ہو کر اتباع قرآن و حدیث سے ہرگز بیزار نہیں ہو سکتے دلو کرہ المجرمون الملاعنون

قولہ۔ صلہ ۲۳۴-۲۳۶ خدا کو قانون کی بے قدری کا خوف معاذ اللہ تقویۃ الایمان صلہ ۳۰۔ بادشاہ کے دل میں اس پر ترس آتا ہے۔ مگر آئین بادشاہت کا خیال کر کے بے سبب درگزر نہیں کرتا کہ کہیں لوگوں کے دلوں میں اس آئین کی قدر گھٹ نہ جاوے تو کوئی امیر و وزیر اس کی مرضی پا کر اس تقصیر وار کی سفارش کرتا ہے اور بادشاہ اس امیر کی عزت بڑھانے کو ظاہر میں اس کی سفارش کا نام کر کے اس چور کی تقصیر معاف کر دیتا ہے۔ سو اللہ کی جناب میں اسی قسم کی شفاعت ہو سکتی ہے۔

دیکھئے کیسی کھلی بے ایمانی ہے اللہ تعالیٰ پر ترس آنا قانون کی بے قدری سے ڈرنا ظاہری دکھاوے کے لئے سفارش کا نام کرنا کیسے کیسے عیوب لگائے۔ خدا کے لئے مورچھل اور شامیانہ کھڑا کرے۔ کیا وہابیہ نے اپنے خدا کے لئے کوئی قبر تجویز کرلی ہے جس کو بوسہ دینا۔ مورچھل جھلنا شامیانہ کھڑا کرنا اپنے لئے خاص کیا ہے یا وہ خدا کسی مجسم کو مانتے ہیں۔ اور یہ شان بندگی وہابیہ کس تیرتھ میں جاکر ادا کرتے ہیں۔ خدا کا شریک ٹھہرانے سے صرف چالیس دن کی عبادت کا نقصان تقویت الایمان ص۵۹ میں مشکوۃ شریف کی ایک حدیث نقل کی من اتی عرافا فسألہ عن شیٔ لا یقبل لہ صلاۃ اربعین یوما اس لئے قطع نظر کہ حدیث کے لفظ بدل ڈالے لم یقبل کا لا یقبل کردیا اربعین لیلۃ کا اربعین یوماً بنادیا چونکہ لیلۃ کا لفظ محتمل تھا کہ مراد نماز تہجد ہو جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے شرح میں فرمایا۔ اشعۃ اللمعات جلد ۳ ص۵۴۴۔ اور اس سے بھی قطع نظر کیجئے کہ حدیث وارد ہوئی کاہن اور منجم کے حق میں جو علم غیب کا دعوی کرتا ہو۔ تقویت الایمان والے نے اصحاب کشف واستخارہ کو بھی اس میں داخل کردیا چنانچہ ص۲۰ پر لکھا اور کشف واستخارہ کا دعوی کرنے والے اسی میں داخل ہیں۔ یہ معنوی تحریف ہوئی استخارہ مسنون ہے اور کشف اہل اللہ کے لئے احادیث سے ثابت ہے۔ بدنصیب نے اہل اللہ کو مشرک بناڈالا۔ اہل اللہ کو مشرک بنانا تو اس شخص کی عادت ہی ہے۔ شرک قرار دیتے ہوئے اس کی سزا صرف چالیس روز کی عبادت کا نامقبول ہونا وہ بھی اتنا کہ فرض ادا بھی ہوجائے۔ جیسا مجمع البحار میں ہے۔ تو اس شخص کے نزدیک اللہ تعالیٰ کا صرف یہ مرتبہ ہے کہ اس کے ساتھ شرک کرنے سے فقط چالیس روز کی نماز بے نور ہو جاتی ہیں۔ قضا تک لازم نہیں آتی یہ ہے وہابیہ کے دلوں میں خداوند عالم کی عظمت۔

اقول ۔ یہ محض تقویۃ الایمان پر بہتان ہے۔ بلکہ اس میں مثال وتشبیہ دنیوی بادشاہ و امیر سے صرف امیر کا بادشاہ کی مرضی پاکر اس تقصیروار کی سفارش کرنے اور بادشاہ کے معاف کردینے سے شفاعت باذن اللہ تعالیٰ کے معنی وتوضیح سے عوام کی غلطی کا ازالہ کرنا مقصود ہے نہ کہ کل امور مندرجہ تینوں صورتوں سفارش کو بعینہ حق تعالیٰ کے لئے معاذ اللہ ثابت کرنا۔ جو افترا محض ہے جس کی مفصل ومدلل تشریح ص۱۹۵ - ص۲۲۵ کے جواب میں گذر چکی پھر بار بار لوٹانا محض بوجہ مغالطہ دہی عوام الناس باعث جہل ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنے زعم باطل میں ہم چنیں دیگرے نیست کھلی بے ایمانی قرار دے کر خود اپنے ہی اوپر آسمان کا تھوکا لوٹایا ہے علی ہذا ہرگز تقویۃ الایمان میں خدا کے لئے مورچھل اور شامیانہ کھڑا کرنا نہیں ہے

بصد ہزار بار لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ چنانچہ اس کی بھی تفصیل و تشریح ص۱٦۲ کے جواب میں گزر چکی۔ پھر جو کچھ اس پر الزام اور مرتب کیا وہ بھی سب کچھ خود مولوی نعیم الدین ہی کے گلے کا طوق بنا کہ وَلَا یَحِیْقُ الْمَکْرُ السَّیِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ

اب حدیث مرقومہ مشکوٰۃ منقولہ تقویۃ الایمان جس میں مولوی نعیم الدین کا اپنی جہالت و حماقت قدیمانہ سے یہ اعتراض کہ لفظ بدل ڈالے لم یقبل کا لا یقبل ـ لیلۃ کا یوما بنا دیا۔ اگر یہ اعتراض بجا ہوتا تو قطع نظر کہنے کے کیا معنی یہ تو بڑا بھاری الزام تھا معلوم ہوا یہ کچھ بھی نہیں محض ہوا بندی اور جہل و عناد ہے کیونکہ اولاً صاحب مشکوٰۃ نے صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳۳ سے نقل کیا اور خود صحیح مسلم میں لم تقبل ہے۔ اور مشکوٰۃ ص۲۹۳ میں لا یقبل ہے۔ پھر صحیح مسلم میں عن صفیۃ عن بعض ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور مشکوٰۃ میں عن حفصۃ منقول ہے۔ پھر فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول ص۱۱۸ میں بھی مطابق مشکوٰۃ منقول ہے چنانچہ فرماتے ہیں واما القبول المنفی فی مثل قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من اتی عرافا لم تقبل لہ صلاۃ فھو الحقیقی۔ پس صاحب مشکوٰۃ کی تبدیلی الفاظ پر مولوی نعیم الدین کا بھیگی بلی کی طرح مرعوب ہو کر نطق بند ہو جانا اور مولانا شہید مرحوم پر نیلی پیلی آنکھیں نکال کر گیدڑ بھبکی کھسیانی کھمبا نوچے کمال دلیل عجز ہے پھر ان سب کی مفصل تشریح فتح الباری میں مرقوم ہے جس میں حل کا صراحتاً ثبوت ہے جو مولوی نعیم الدین کی مسلمہ کتاب ہے اگر جہل نہ ہوتا اور فتح الباری کو دیکھا ہوتا تو ہرگز اعتراض نہ ہوتا۔ چنانچہ پارہ ۲۴ ص۲۱۳ میں فرماتے ہیں۔ واخرجہ مسلم من حدیث امرأۃ من ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومن الرواۃ من سماھا حفصۃ بلفظ من اتی عرافا واخرجہ ابو یعلی من حدیث ابن مسعود بسند جید لکن لم یصرح برفعہ ومثلہ لا یقال بالرای ولفظہ من اتی عرافا او ساحرا او کاھنا واتفقت الفاظھم علی الوعید بلفظ حدیث ابی ھریرۃ الا حدیث مسلم فقال فیہ لم یقبل لھما صلاۃ اربعین یوما ووقع عند

ف میرے سامنے تقویۃ الایمان کا جو مطبوعہ نسخہ ہے اس میں مشکوٰۃ کے مطابق ہی الفاظ ہیں۔ اور یہ نسخہ متعدد نسخوں سے مقابلہ کے بعد شائع کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں تقویۃ الایمان کے اصل متن لعوا لا شراک میں جسے حضرت مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خان علیہ الرحمۃ نے شائع کرایا تھا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ من اتی عرافا فسالہ عن شئی لم تقبل لہ صلوٰۃ اربعین لیلۃ رواہ مسلم۔ مطبوعہ در مجموعہ تطف الثمر فی عقیدۃ اہل الاثر ص ۳٦) بنا بریں اگر مولف الطیب البیان اپنی نقل میں سچے ہیں تو یہ ناقلین و ناشرین کی بے احتیاطی کا نتیجہ ہے مولانا شہیدؒ پر اس کی ذمہ داری عائد نہیں کی جا سکتی واللہ اعلم (ع ـ ح)

الطبرانی من حدیث انس ومن اتاہ غیر مصدق لہ لم تقبل صلاتہ اربعین یوما والوعید جاء تارۃ بعدم قبول الصلاۃ وتارۃ بالتکفیر فیحمل علی حالین من الاتی اشار الی ذالک القرطبی

جس سے واضح ہوا کہ محدثین الفاظ مختلفہ کو باعتبار متعدد طرق کے نقل میں جمع فرمالیتے ہیں چنانچہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں اور حضرت ابی مسعود رضی اللہ عنہ سے باسناد جید ابو یعلیٰ میں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بلفظ لم یقبل لہا صلاۃ اربعین یوما اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے طبرانی میں غیر مصدق لہ لم تقبل صلاتہ اربعین یوما اور ان سب میں وعید ہے کسی میں عدم قبول صلوۃ اور کسی میں اس کے فاعل پر تکفیر پس مختلف حالتوں پر محمول فرمایا گیا ہے اور یہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ج ۳ صفحہ ۵۹ میں جس کو مولوی نعیم الدین نے چھوڑ دیا فرماتے ہیں

نماز چہل شب و روز ضائع و نامقبول	"نماز چالیس رات دن کی ضائع اور نا
افتد۔ و اعمال دیگر بطریق اولیٰ نامقبول	مقبول ہو گی۔ دوسرے اعمال تو بطریق اولیٰ نا
خواہد شد۔ اگرچہ تخصیص بشب کرد	مقبول ہو جاویں گے۔ اگرچہ رات کی تخصیص کی
اما تمام روز و شب مراد ست و ہمچنیں	لیکن تمام دن رات مراد ہے۔ اور اسی طرح اکثر
بسیار افتد کہ شب یا روز را ذکر کنند	ہوتا ہے کہ رات یا دن کا ذکر کرتے ہیں اور دوسرے
و دیگر را تابع آں دارند اھ	کو اس کا تابع رکھتے ہیں"

پھر اس حدیث میں بلا قرینہ صرف سوال کا ذکر غیر مصدق طور پر ہے جس کی تشریح مشکوۃ فصل ثانی کی پہلی حدیث میں من اتی کاھنا فصدقہ بما یقول فقد بریٔ مما انزل علی محمد وارد ہے چنانچہ اس کو خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی بڑے معتمد مولوی نعیم الدین کے بھی اپنی کتاب تمہید الایمان مطبوعہ اہلسنت بریلی کے صفحہ ۲۳ میں نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

من اتی عرافا او کاھنا فصدقہ بما یقول	"جو کوئی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس نے جو
فقد کفر بما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ	کچھ کہا اس کی تصدیق کی تو اس نے کفر کیا اس کا
وسلم رواہ احمد والحاکم بسند صحیح عن	جو کچھ نازل ہوا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔
ابی ھریرۃ ولاحمد وابی داؤد عنہ فقد بریٔ	دوسری روایت میں ہے پس تحقیق بری ہے وہ اس
مما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم	سے جو نازل ہوا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر۔

یہاں یہ بھی دیکھ لو کہ مشکوٰۃ اور ابوداؤد ج ۲ ص۱۸۹ میں لفظ انزل مرقوم ہے اور مولوی صاحب بریلوی نے نزل نقل کیا ہے۔ علیٰ ہذا مولوی صاحب بریلوی کے فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۲۴۷ میں آیت سورہ احقاف پارہ ۲۶ میں بجائے انی من المسلمین کے وانا من المسلمین۔ انی کو انا بنا کر لکھا ہے۔ اور سب سے زائد تر یہ کہ غضب مولوی نعیم الدین نے یہ ڈھایا کہ فیضان رحمت ص۱۸ میں الفاظ حدیث ابوداؤد ج ۲ ص۳۵ اللھم اجعل صلوٰتک ورحمتک علی آل سعد بن عبادۃ کا ترجمہ یہ کیا ”یا رسول اللہ آل سعد پر مغفرت اور رحمت فرما“

پس کس درجہ روشن بیانی سے مولانا شہید مرحوم کی صداقت و دیانت کی تائید بات احادیث سے واضح ہو کر مولوی نعیم الدین کی جہالت و لن ترانیٔ مانند آفتاب و ماہتاب کے آشکارا ہو گئی پھر بیشک استخارہ مسنون اور کشف ثابت ہے مگر اس کا دعویٰ کرنے والا کاذب مدعی علم غیب ہے جس طرح ص۱۸۵ کے جواب میں مدلل واضح ہو چکا ہے۔ کسی اہل اللہ نے اس کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور کیونکر اہل اللہ ایسے کر سکتے ہیں کہ وہ باختیار حق تعالیٰ ہے نہ کہ باختیار عبد۔ بدبخت ناہنجار اہل اللہ کو مدعی استخارہ و کشف کا بتا کر خود شرک کا ہار اپنے گلے میں ڈال کر مار گزیدہ بنتے ہیں

قولہ ص۲۳۶-۲۳۷ تقویت الایمان میں قرآن پاک جیسے کتاب الٰہی ہونے پر بھی حملہ کر دیا انبیاء و اولیاء کی عداوت اس قدر دل میں ہے کہ کتاب اللہ کی عظمت کا بھی لحاظ نہ رہا۔ انبیاء کی شان میں لکھا ہے اس کے دربار میں ان کا تو یہ حال ہے کہ جب وہ کچھ حکم فرماتا ہے وہ سب رعب میں آکر بے حواس ہو جاتے ہیں اور ادب اور دہشت کے مارے دوسری بار اس بات کی تحقیق اس سے نہیں کر سکتے بلکہ ایک دوسرے سے پوچھتا ہے اور جب اس بات کی آپس میں تحقیق کر لیتے ہیں سوائے آمنا وصدقنا کے کچھ کہہ نہیں سکتے۔ تقویت الایمان ص۲۴۔ جب انبیاء کا یہ حال ہے کہ معاذ اللہ وہ رعب سے بے حواس ہو جاتے ہیں کلام سمجھ نہیں سکتے۔ دوبارہ دریافت نہیں کر سکتے آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ کر آمنا وصدقنا کر لیتے ہیں تو یہ بھی مشورہ ہوا کلام الٰہی نہ ہوا کیونکہ کلام الٰہی تو بے حواسی میں سمجھا نہیں دوبارہ دریافت نہ کیا۔ یہ ہے سب بے دینوں کا ایمان اگر آج آریوں یا عیسائیوں کی نظر اس کتاب پر پڑے تو وہ اسلام اور کتاب الٰہی پر کیسے حملے کریں ستم یہ کہ ظالم نے یہ مضمون ایک آیت کے تحت میں لکھا جس سے لوگ یہ سمجھیں کہ شاید یہ آیت ہی کا یہی آیا ہے ۔

اقول اگرچہ دنیا میں ہر قسم کے کذاب و مفتری ایک سے ایک زائد بڑھ کر ہیں مگر جس

العین قصداً عقل رکھتے ہوئے کوئی نہیں کہا سکتا۔ جس طرح مولوی نعیم الدین نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے کوئی ادنے سے ادنے عقل والا بھی اس کمینہ وطیرہ کو پسند نہیں کر سکتا۔ پھر ایمان کا دعوی رکھتے ہوئے ظاہر نصوص قرآن وحدیث سے منکر ومنحرف ہو جانے کو ادنے مومن اہل ایمان بھی گوارا نہیں کر سکتا حالانکہ یہ مضمون منقولہ تقویت الایمان آیت قرآن پاک سورہ سبا پارہ ۲۲۔ حَتّٰۤى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ۔ درباره فرشتوں کے وارد ہے جس کی حقیقت واقعیہ کا انکشاف انشاء اللہ العزیز ابھی ہوا جاتا ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنے جہل وعناد سے تقویۃ الایمان پر بہتان بندی افترا پردازی کر کے قرآن پر حملہ اور انبیا و اولیاء سے عداوت ہونے کا الزام واتہام لگا کر خود اپنا ایمان تباہ کیا ورنہ تقویۃ الایمان میں اس کے متعلق نہ کسی نبی کا ذکر نہ کسی نبی کو اس میں مخاطب بنایا نہ اس کا کوئی محل وتعلق۔ چنانچہ ناظرین اہل دیانت کے سامنے آیت کا ترجمہ تقویۃ الایمان سے حسب ذیل ہے

"یعنی یہاں تک کہ جب گھبراہٹ دور ہوتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں کہ حق اور وہی ہے بلند بڑا"

اور فائدہ آیت کے پورے الفاظ تقویۃ الایمان کے نقل کردہ خود مولوی نعیم الدین کے سامنے ہی ہیں ملا کر دیکھیں اگر کسی نبی کو اس کا مخاطب تقویۃ الایمان میں بنایا ہوتا تو علاوہ الفاظ اپنے ثبوت دعوی میں کس طرح چھوڑ دیئے جاتے۔ سچ ہے آسمان کا تھوکا خود اپنے ہی حلق میں لوٹ کر آتا ہے۔

صحیح بخاری پارہ ۱۹ صفحہ ۷۰۷ باب قولہ حتی اذا فزع عن قلوبھم الخ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

اذا قضی اللہ الامر فی السماء ضربت	"جس وقت اللہ تعالی حکم فرماتا ہے آسمانوں میں
الملائکۃ باجنحتھا خضعانا	تو بوجہ خوف وخشیت کے فرشتے اپنے بازو مارتے ہیں
لقولہ کانہ سلسلۃ علی صفوان	جس طرح زنجیر پتھر پر مارنے سے آواز پیدا ہوتی ہے
فاذا فزع عن قلوبھم قالوا ماذا	پس جس وقت ان کے دلوں سے گھبراہٹ دور ہوتی
قال ربکم قالوا للذی قال الحق و	ہے کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں وہ
ھو العلی الکبیر فیسمعھا مسترق	فرمایا حق اور وہی ہے بلند برتر پس سنتے ہیں اس کو
السمع ومسترق السمع ھکذا	شیاطین سننے والے اس طرح کہ بعض ان کا اوپر بعض
بعضہ فوق بعض ووصفہ سفیان	کے ایک کے اوپر ایک لگا ہوا ہوتا ہے سفیان نے

فحرّفها وبدّد بين اصابعه فيسمع الكلمة فيلقيها الى من تحته ثم يلقيها الآخر الى من تحته حتى يلقيها على لسان الساحر او الكاهن فربما ادرك الشهاب قبل ان يلقيها وربما القها قبل ان يدركه فيكذب معها مائة كذبة فيقال اليس قد قال لنا يوم كذا وكذا كذا وكذا فيصدق بتلك الكلمة التي من السماء اھ

اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو اوپر نیچے اور ان میں فرق کرکے بتایا پس وہ سنتا ہے کلمہ پس وہ پہنچاتا ہے اپنے نیچے والے کو اسی طرح ہر نیچے والا ہر نیچے والے کو حتیٰ کہ یہاں تک کہ جادوگروں کاہنوں کی زبان تک پہنچ ہوتا ہے پس کبھی کوٹا لگتا ہے اس کو نیچے والے سے کہنے کے پہلے ہی اور کبھی نیچے والے سے کہنے کے بعد پس وہ ایک کلمہ میں سو جھوٹ اس کے ساتھ لاتا ہے۔ پس کہا جاتا ہے کیا بیشک نہیں کہا گیا ہم سے فلاں فلاں روز پس تصدیق کر لیتے ہیں کلمہ آسمانی کی ،،

نیز صحیح بخاری پارہ ۲۰ میں اسی آیت حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ الخ کے متعلق روایت ہے۔

عن ابن مسعود رضی الله عنه اذا تکلم الله بالوحی سمع اهل السموات شيئا فاذا فزع عن قلوبهم وسكن الصوت عرفوا انه الحق ونادوا ماذا قال ربكم قالوا الحق

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کلام فرماتا ہے وحی کے ساتھ سنتے ہیں اہل آسمان کچھ آواز پس جس وقت گھبراہٹ ان کے دلوں سے دور ہو جاتی ہے اور اور آواز کو سکون ہو جاتا ہے جان جاتے ہیں کہ وہ حق ہے اور ندا کرتے ہیں کہ کیا کہا تمہارے رب نے وہ کہتے ہیں کہ حق ،،

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

ان يزول الفزع عن قلوبهم والمراد بهم الملائكة وهو المطابق للاحاديث الواردة فى ذالك فهو المعتمد وهكذا احمد عن ابى معاوية ولفظه ان الله عزوجل اذا تكلم بالوحى سمع اهل السماء للسماء صلصلة كجر السلسلة على الصفا فيصعقون

" یہ زائل ہونا گھبراہٹ کا ان کے دلوں سے مراد اس سے ملائکہ ہیں اور یہی مطابق احادیث وارده کے معتمد ہے منجملہ ان کے حدیث ابی معاویہ اور نواس بن سمعان میں کہ اللہ عزوجل کے کلام وحی کو ملائکہ اہل آسمان کا سن کر خوف سے دہشت میں آجانا اور آسمان میں مانند آواز زنجیر پتھر پر مارنے کے پیدا ہونا اور آسمان کا اللہ کے خوف سے بشدت لرزنا کڑکنا جس سے ملائکہ میں بیہوشی

فلا یزالون کذلک حتی یاتیہم جبریل فاذا جاءھم جبریل فزع عن قلوبھم قال فیقولون یا جبریل ماذا قال ربکم قال فیقول الحق قال فینادون الحق الحق و وقع فی حدیث نواس بن سمعان عند ابی حاتم اذا تکلم اللہ بالوحی اخذت السموات منہ رجفۃ او قال رعدۃ

طاری ہو جاتا یہانتک کہ جبریل علیہ السلام کے آنے پر وہ بے ہوشی گھبراہٹ ان سے دور ہو جاتا اور ان سے دریافت کرنا کہ کیا فرمایا تمہارے رب نے تو جواب میں فرمانا کہ حق پھر الحق الحق کی آپس میں ندائیں ہوئیں جبکہ ان احادیث صحیحہ سے تاداثہ کا مذکور ہونا ثابت ہو تو ان پر ایمان لانا واجب ہے" (اخلاصہ)

پس ناظرین نے ملاحظہ فرما لیا کہ تقویۃ الایمان میں آیت کے ترجمہ اور اس کے فائدہ میں شمہ بھر تخالف نہیں دونوں باہم شیر و شکر ہیں پھر ان پر تائید احادیث سونے پر سہاگہ ہے۔ پھر جو کچھ مولوی نعیم الدین نے اپنی فریب کاری سے اس پر لازم کیا کہ کلام الٰہی نہ ہوا مخدوہ ہوا۔ دوبارہ دریافت نہ کیا۔ یہ سب بیہودہ گوئی اپنی تراشیدہ اپنی ہی گردن کا طوق بنی کیونکہ ملائکہ بعد افاقہ خصوصاً حضرت جبریل علیہ السلام سے تصدیق کر کے الحق الحق پکارنے لگے۔ آریہ اور عیسائی وغیرہم کتب خالص توحید الٰہی جس میں عظمت والوہیت باری تعالیٰ عز اسمہ اور خصوصاً حضرات انبیاء اور اولیاء و ملائکہ کی عبدیت باوجود اولو العزمی کے روشن و تاباں ہے اسی کو اصل اسلام جانتے ہیں برخلاف اس کے کہ جھوٹے مدعیان توحید و اسلام گور پرستوں تعزیہ پرستوں وغیرہم مخلوقات کے لئے علم غیب بتانے والوں کو اسلام سے خارج جانتے ہیں اگر وہ معترض ہوتے ہیں تو انہیں جھوٹے مدعیان پر حملے کرتے ہیں نہ کہ اہل توحید متبعین سنت پر فماذا بعد الحق الا الضلال

مسئلہ ایمان کی بحث

قولہ ص۲۲۷-۲۲۹ (ایمان کے متعلق وہابیہ کے اعتقاد) وہابیہ کے نزدیک ایمان مرکب ہے اس کے دو جزو ہیں۔ توحید اور اتباع سنت یعنی عمل داخل ایمان ہے تقویۃ الایمان ص۲ "ایمان کے دو جز ہیں۔ خدا کو جاننا اور رسول کو سمجھنا اور خدا کو خدا سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کا شریک کسی کو نہ سمجھے اور رسول کو رسول سمجھنا اس طرح ہوتا ہے کہ اس کے سوائے کسی کی راہ نہ پکڑے اس پہلی بات کو توحید کہتے ہیں اور اس کے خلاف کو شرک اور دوسری بات کو اتباع سنت اور اس کے خلاف کو بدعت سو ہر کسی کو چاہیئے کہ توحید اور اتباع سنت کو خوب پکڑے اور شرک و بدعت سے بہت بچے کہ یہ دو چیزیں اصل ایمان میں خلل ڈالتی ہیں۔"

اس عبارت میں ایمان کے دو جزو بتائے توحید اور اتباع سنت اور دونوں کو ایک رتبہ میں رکھا

اتباع سنت عمل کے قبیل سے ہے اس کو بھی توحید کی طرح داخل ایمان کیا اور شرک و بدعت کو ایک درجہ میں رکھا۔ کہ جس طرح شرک سے اصل ایمان میں خلل آتا ہے اسی طرح بدعت سے بھی ایمان جاتا رہتا ہے۔ یہ اہل سنت کا مذہب نہیں بلکہ خوارج و معتزلہ کا مذہب ہے اور بکثرت آیات قرآنیہ کے خلاف ہے شرح عقائد میں ہے۔ الکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان الخ شرح فقہ اکبر میں ہے۔ ترك الطاعات بالکلیۃ وارتکاب السیئات باسرھا لا یخرج المؤمن عن الایمان الخ یہ بھی قابل لحاظ ہے کہ ایمان کے دو جزو کہیں قرآن و حدیث میں تو آئے نہیں خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائے نہیں تو بقول صاحب تقویۃ الایمان کے بدعت اصل ایمان میں خلل ڈالنے والی ہوئی وہابیو سنبھالو تو اپنے پیشوا کا ایمان۔ یہی ان کے نزدیک ایمان کی حقیقت ہے نہ اعتقاد کی ضرورت نہ اقرار کی حاجت ایسا ایمان تو یہود و نصاریٰ بھی رکھتے تھے مگر اللہ تعالےٰ نے اس کو ایمان قرار نہ دیا یعرفونہ کما یعرفون ابناء ھم۔ اب قرآن شریف ملائکہ جنت نار حشر باقی انبیاء و مرسلین کتب سابقہ وغیرہ کسی کو کچھ سمجھے یا نہ سمجھے وہابیہ کے نزدیک مومن ہو چکا ظالم کو آمنت باللہ بھی یاد نہ تھی یا اس کو بھی نہ مانتا ہو۔

اقول، ناظرین نے مولوی نعیم الدین کے ایمان کی حقیقت توحید و سنت سے نفرت اور شرک و بدعت و گور پرستی سے محبت والفت دیکھ لی کیا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں تمام عقائد اسلام اور ارکان احکام داخل نہیں بیشک ہیں اگر سب کو مانتا ہو ورنہ پھر صرف کلمہ پڑھ لینا توحید و سنت پر عمل نہ کرنا۔ شرک و بدعت و گور پرستی سے نہ بچنا ہیچ ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی فتاوے رضویہ جلد اول ص۱۸۰ میں لکھتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میری سنت سے بے رغبتی کرے وہ مجھ سے نہیں،، ایضاً ص۲۱۲ میں لکھتے ہیں در شیاطین الانس کہ کفار و مبتدعین کے حامی و منادی ہیں لعنھم اللہ وخذلھم ابداً و نصرنا علیھم نصراً مؤبداً آمین نیز مولوی صاحب بریلوی انبی الاکید ص۷ میں لکھتے ہیں۔ وہ بیہقی کی حدیث میں ہے، حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کی نماز قبول کرے نہ روزہ نہ زکوۃ نہ حج نہ عمرہ نہ جہاد نہ فرض نہ نفل بدعتی اسلام سے یوں نکل جاتا ہے جیسے آٹے سے بال ،، نیز جزاء اللہ عدوہ بابائہ ختم النبوۃ حسنی پریس بریلی کے ص۶ میں لکھتے ہیں ،، قرآن و حدیث دونوں ایمان مومن ہیں احادیث کا بار بار تکرار اظہار دلوں میں ایمان کی جڑ جمائے گا ،،

معلوم ہوا عدم تکرار احادیث سے ایمان کی جڑ میں نقصان پیدا ہوتا ہے اور اس کی تکرار بار بار

سے ایمان کی جز جمتی ہے یہی معنی ہیں الایمان یزید و ینقص کے ۔پھر باوجود اس کے اس کو اہل سنت کا مذہب نہ بتانا اور اس کے خلاف کے بکثرت آیات قرآنیہ کے خلاف ہونے کی ایک آیت بھی بتانے کی توفیق نہ ہو سکی۔ اور نہ ان شاء اللہ العزیز قیامت تک ہو سکتی ہے۔ جبکہ تمام قرآن پاک میں نجات حق تعالیٰ اور نبی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری میں منحصر بتائی گئی ہے۔ اسی کو ایمان اقرار، تصدیق و عمل قرار دیا گیا۔ چنانچہ اس پر قرآن پاک کی صرف دو ہی شہادت بس ہیں۔ پارہ سورہ نساء میں فرمایا

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ	سو قسم ہے تیرے رب کی ان کو ایمان نہ ہوگا جب تک
فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ	تجھی کو منصف نہ جانیں جو جھگڑا اٹھے آپس میں"

یہ آیت یہود کے حق میں ہے پھر ان کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہچاننے نے کچھ نفع نہ دیا۔ دوسری آیت پارہ ۵ سورہ نساء

مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللّٰهَ	"جس نے حکم مانا رسول کا اس نے حکم مانا اللہ کا"

اگر مقصد مولوی نعیم الدین کا یہ ہے کہ گور پرستی تمام شرکیات و بدعات داخل عمل ہیں خارج ایمان، نہیں ہیں اس کے لئے شرح عقائد اور شرح فقہ اکبر کا حوالہ محض کذب وافتراء علی اللہ وعلی الرسول ہے۔ گناہ کو گناہ جان کر نفس شیطانی سے مرتکب ہو جانا درجہ گناہ کا ہے۔ جو خارج از ایمان نہیں کرتا ایسا شخص ناقص الایمان ہے اور گناہ کو سہل و ہلکا جان کر ہی اصرار کفر ہے چہ جائیکہ اس کو ایمان و عمل صالح جاننا جس طرح گور پرستی و بدعات کو عمل نیک سمجھنا اشد کفر اور خروج از ایمان ہے چنانچہ شرح عقائد میں مرقوم ہے"

والایمان هو التصدیق بما جاء به	"ایمان ہر اس چیز کی تصدیق کرنا ہے جو اللہ تعالیٰ کی
من عند الله تعالیٰ	طرف سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم لائے"

اور شرح فقہ اکبر ص۱۰ میں مرقوم ہے

والدین اسم واقع علی الایمان و		"لفظ شامل ہے ایمان اور اسلام اور تمام
الاسلام والشرائع کلہا ای الاحکام	ہے ایک	احکام پر اور دین کا اطلاق جب کیا جاتا ہے تو مراد اس سے
جمیعہا والمعنی ان الدین اذا اطلق		تصدیق اور اقرار اور قبول کرنا احکام انبیاء علیہم
فالمراد بہ التصدیق والاقرار وقبول		السلام ہوتے ہیں"

نیز ص۲۳۶ میں ہے۔

لان آلۃ العبادۃ قلب ولسان	"آلات عبادت کرنے والے قلب اور زبان اور تمام اعضائے

وجدا سے ۰ جسم ہیں''

مولوی نعیم الدین نے اپنی فریب کاری سے عبارت شرح فقہ اکبر جو متعلق اصرار علی الکبیرہ کے کفر میں تھی چھوڑ دی جو یہ ہے۔ فان المعاصی بریدا الکفر والا فترک الطاعات الخ اور ترک طاعات سے نقل کیا گیا۔ اب احادیث میں بھی صرف دو ہی شہادتیں اہل ایمان کے لئے کافی ہیں حدیث متفق علیہ صحیحین میں وارد ہے۔

الایمان بضع وسبعون شعبۃ فافضلہا قول لا الٰہ الا اللہ وادناھا اماطۃ الاذیٰ عن الطریق والحیاء شعبۃ (متفق علیہ)	"ایمان کی کچھ اوپر ستر شاخیں ہیں افضل ان میں لا الٰہ الا اللہ کہنا اور نقصان میں دور کر دینا ایذا دینے والی چیز کا راستہ سے اور حیا شاخ ہے ایمان کی"

نیز دوسری حدیث میں وارد ہے

لا یؤمن احدکم حتیٰ یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ (مشکوٰۃ ص۳۰)	"نہیں با ایمان تم میں سے کسی کا جب تک خواہش اس کی تابع نہ ہو جاوے اس کے جو میں لایا ہوں یعنی تمام شریعت اسلام کے"

اس کے بعد اہل ایمان کے لئے مزید کسی حوالہ دلیل کی ضرورت باقی نہیں رہتی ہزاروں سے زائد دلائل قرآن واحادیث میں وارد ہیں دین اسلام کا اصل اصول ہی توحید وسنت قرآن وحدیث پر ہے۔ ارکان اسلام میں خصوصاً نماز کے تارک پر جو منجملہ اعمال کے ہے کفر کا اطلاق فرمایا گیا ہے۔ ائمہ کرامؒ میں بھی صرف دو ہی شاہد پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ امام صابونی جن کی وفات ۴۴۹ھ میں ہوئی۔ بڑے بڑے محدثین مثل امام بیہقیؒ کے استاد تھے امام بیہقیؒ نے آپ کو امام المسلمین وشیخ الاسلام کہا ہے۔ شمشیر برہنہ بمقابلہ مبتدعین کے تھے امام الحرمین استاد امام غزالی آپ کی وفات کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا

علیک باعتقاد الصابونی	"تیرے اوپر اعتقاد صابونی کا اتباع لازم ہے"

بستان المحدثین مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ اور مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے بھی الامن والعلا ص۱۱۸ میں آپ کو امام شیخ الاسلام لکھا ہے۔ عقائد صابونی مترجم ص۱۲ میں خود اپنی سند سے مرقوم ہے۔ امام یحییٰ بن سلیم نے فرمایا میں نے دس عالموں سے ایمان کو دریافت کیا سب نے فرمایا ایمان قول ہے اور عمل اور ہشام بن حسان ابن جریج۔ سفیان ثوری۔ مثنیٰ بن صباح۔ اور محمد بن مسلم طائفی۔ فضیل بن عیاض۔ نافع بن عمر جمجی۔ سفیان بن عیینہ

لے امام ابو عثمان اسماعیل بن عبدالرحمٰن نیشاپوری متوفی ۴۴۹ھ شذرات الذہب ۲۸۲-۲۸۳ ج ۳ وطبقات سبکی ص ۱۷۱-۲۷۹ ج ۳ ج ۴

کے طبع محمدی لاہور (شارح)

اور حمیدی رح نے فرمایا ایمان قول اور عمل ہے " حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاہ عبد القادر جیلانی بڑے پیر صاحب رح غنیۃ الطالبین صفحہ ۱۴۷ میں فرماتے ہیں

ونعتقد ان الایمان قول باللسان	"ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ تحقیق ایمان کہنا ہے زبان سے
ومعرفۃ بالجنان وعمل بالارکان	اور پہچاننا ہے دل سے اور عمل کرنا ہے ارکان پر، بڑھتا ہے
یزید بالطاعۃ وینقص بالعصیان	عبادت وطاعت سے اور گھٹتا ہے گناہوں سے"

اور مزید تفصیل وبسط صحیح بخاری وفتح الباری شرح صحیح بخاری سے واضح ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ اول کتاب الایمان صفحہ ۲۵ سے مرقوم ہے۔ الایمان قول وفعل ویزید وینقص قول وعمل وھو اللفظ الوارد عن السلف اطلقوا ذلک۔ فالسلف قالوا ھو اعتقاد بالقلب ونطق باللسان وعمل بالارکان فذھب السلف الی ان الایمان یزید وینقص وانکر ذلک اکثر المتکلمین وما نقل عن السلف صرح بہ عبد الرزاق فی مصنفہ عن سفیان الثوری ومالک بن انس والاوزاعی وابن جریج ومعمر وغیرھم وھؤلاء فقھاء الامصار فی عصرھم وکذا نقلہ ابو القاسم اللالکائی فی کتاب السنۃ عن الشافعی واحمد بن حنبل واسحق بن راھویہ وابی عبید وغیرھم من الائمۃ وروی بسندہ الصحیح عن البخاری قال لقیت اکثر من الف رجل من العلماء بالامصار فما رأیت احدا منھم یختلف فی ان الایمان قول وعمل ویزید وینقص واطنب ابن ابی حاتم واللالکائی فی نقل ذلک بالاسانید عن جمع کثیر من الصحابۃ والتابعین وکل من یدور علیہ الاجماع من الصحابۃ والتابعین وحکاہ فضیل بن عیاض ووکیع من اھل السنۃ والجماعۃ وقال الحاکم فی مناقب الشافعی حدثنا ابو العباس الاصم انا الربیع قال سمعت الشافعی یقول الایمان قول وعمل ویزید وینقص واخرجہ ابو نعیم فی ترجمۃ الشافعی من الحلیۃ من وجہ آخر عن الربیع وزاد یزید بالطاعۃ وینقص بالمعصیۃ ثم تلا وَیَزْدَادَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِیْمَانًا الآیۃ، وقد استدل الشافعی واحمد وغیرھما علی ان الاعمال تدخل فی الایمان بھذہ الآیۃ وما امروا الا لیعبدوا اللہ (الی قولہ) دین القیمۃ

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صفحہ ۱۸۲ میں مرقوم ہے قال ابن حبان عبادۃ اللہ اقرار باللسان وتصدیق بالقلب وعمل بالجوارح۔

علی ہذا صحیح بخاری پارہ اول صفحہ ۵ باب الصلوۃ من الایمان وقول اللہ تعالی وما کان اللہ

لیضیع ایمانکم یعنی صلوتکم عند البیت ، نماز کو جو منجملہ اعمال کے ہے اصل ایمان قرار دیا گیا جس کی قدرے تفصیل حسب ذیل ہے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان مطبع حسنی پریس بریلی کے صـ۱ میں لکھتے ہیں۔

ارشاد ہوتا ہے۔ اِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخَاشِعِيْنَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ اس آیت سے ظاہر کہ بے نماز قیامت آنے کا اعتقاد نہیں رکھتا اور جو اس کا اعتقاد نہیں رکھتا خدا کی بات جھٹلانے والا ہے اس لئے ارشاد ہوا۔ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ ارْكَعُوْا لَا يَرْكَعُوْنَ ۝ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ "اور جب کہا جاتا ہے ان سے رکوع کرو نہیں کرتے خرابی ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لئے دوسری جگہ اس سے زیادہ تصریح ہے۔ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ نماز برپا رکھو اور مشرکین سے مت ہو جاؤ اور حدیث میں بھی وارد من ترک الصلوۃ متعمدا فقد کفر جس نے نماز قصداً ترک کی پس تحقیق کافر ہوا اسی طرح بہت آیات و احادیث کہ بعض ان سے ہم نے سرور القلوب فی ذکر المحبوب اور اپنی تفسیر میں ذکر کیں بے نمازی کے کفر پر دلالت کرتی ہیں اور امیر المومنین عمر اور سیدنا عبد اللہ بن مسعود اور عبد اللہ بن عباس اور معاذ بن جبل اور جابر بن عبد اللہ اور ابو درداء اور احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ اور عبد اللہ بن مبارک اور ابراہیم نخعی اور حکم بن عیینہ اور ابو ایوب سختیانی اور ابو داؤد طیالسی اور زہیر بن حرب وغیرہم صحابہ تابعین و ائمہ دین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اسے کافر کہتے اور امام مالک اور امام شافعی قتل کا حکم دیتے ہیں اکثر مالکیہ و حنبلیہ و شافعیہ گردن مارتے اور بعض شافعیہ و مالکیہ تیز ہتھیار سے بدن میں زخم لگاتے ہیں یہانتک کہ مر جاوے یا توبہ کرے امام اعظم اور ابو یوسف اور امام مزنی اور حافظ ابو الحسن علی مقدسی اگر توبہ نہ کرے دائم الحبس کرتے ہیں اور بعض شافعیہ و مالکیہ کا فتوی یہ ہے کہ بے نماز کو غسل نہ دیا جائے اور نماز جنازہ اس کی نہ پڑھی جاوے قبر اس کی بلند نہ کریں۔ بلکہ تذلیل کے لئے زمین کی برابر رکھیں کہ اس نے ایسے عمدہ فرض کو ذلیل سمجھا اور حق اس کا ادا نہ کیا۔ بالجملہ جو قدر و منزلت اس عبادت کی ہے کسی عمل کی نہیں۔ اور جس قدر اہتمام شارع کو اس کا منظور ہے دوسری عبادت کا نہیں "

پس الحمد للہ کہ مثل آفتاب روشن و تاباں ہو گیا کہ تمام احکام و عمل قرآن و احادیث کے اجزاء ایمان ہیں جن کی کمی زیادتی طاعت و عصیاں سے حسب اعتقاد و ارشاد حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمہ کے ایمان میں زیادت و نقصان واقع ہوتا ہے اسی طرح فتح الباری شرح صحیح بخاری

مسلمہ مولوی نعیم الدین سے اکابر آئمہ سلف تاج المحدثین فقہا محققین اہل السنۃ والجماعۃ کا اعتقاد ایمان کے قول وعمل ہونے کا ہے امام بخاری رحمہ اللہ الباری پیشوائے محدثین کا ایک ہزار سے اہل علم ائمہ دین سے ملنا اور ان کو اسی عقیدہ پر پانا جماعت کثیر صحابہ وتابعین کا اسی پر اجماع ہونا ثابت بتحقیق ہے خصوصاً نماز جیسے عملی رکن شریعت حقہ کا قرآن پاک میں ایمان نام رکھنا۔ مولوی صاحب بریلوی کے کلام میں تارک نماز کو قیامت کا جھٹلانے والا۔ کفر وشرک کرنے والا قرار دیا گیا۔ بکثرت صحابہ وتابعین ائمہ محدثین فقہاء مجتہدین سے اس کا کافر واجب القتل ہونا بتایا گیا حتی کہ اس کے غسل اور نماز جنازہ سے بھی منع کیا گیا۔ یہ عمل فرض کے تارک کے انجام ہیں۔ مگر مولوی نعیم الدین کے نزدیک ایمان کے دو جز توحید وسنت یعنی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا قرآن وحدیث خدا ورسول کے فرمان میں ثابت نہیں۔ نہ ان کے نزدیک اہل سنت کا یہ مذہب ہے۔ بلکہ الٹا اس عقیدہ صحیحہ قطعیہ کے ماننے والے کو بے ایمان ظالم بتاتے ہیں خذلہ اللہ تعالیٰ ایسے کا کہاں ٹھکانا ہو سکتا ہے۔ دھوبی کا کتا نہ گھر کا نہ گھاٹ کا۔ خَسِرَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃَ ذٰلِکَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِیْنُ ؂

قولہ ص۲۴ وہابیہ کے نزدیک دنیا میں کوئی ایمان دار باقی نہ رہا۔ تقویت الایمان ص۵۰

حدیث مشکوۃ کے ترجمہ میں لکھا۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہو گا۔ ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو مر جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر۔ پھر اس کے فائدہ میں لکھا۔ پھر اللہ آپ ایسی ایک باؤ بھیجے گا کہ سب اچھے بندے جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہو گا مر جاویں گے۔ اس کے بعد اسی صفحہ میں لکھا سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی وہ باؤ چل گئی۔ اور روئے زمین پر کوئی ایمان دار اتنا بھی نہ رہا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو سب بے ایمان ہی رہ گئے اس میں وہ خود بھی داخل ہے اور اس کے تمام ماننے والے بھی سارے وہابی تقویت الایمان کے اس حکم سے کافر بت پرست ہوئے۔ اس قول پر دو وجہ سے کفر لازم ہے ایک تو اس لئے کہ اپنے کفر کا اقرار کفر ہے۔ فتاوی عالمگیری طبع مصر ۱۳۱۰ھ جلد ۲ ص۲۷۹ میں ہے مسلمان اپنے ملحد ہونے کا اقرار کرے تو کافر ہو جاتا ہے اور اگر کہے کہ میں نہ جانتا تھا کہ یہ اقرار کفر ہے تو یہ عذر نہ سنا جائے گا۔ دوسری وجہ یہ کہ تمام امت کو کافر بتانا کفر ہے شفا شریف ص۳۶۲ میں ہے۔ جو ایسی بات کہے جس سے تمام امت کو گمراہ ٹھہرانے کی راہ نکلی اس کے کفر میں شبہ نہیں۔ فریب کاری یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا تھا کہ ہوا دجال کے نکلنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد آئے گی تقویت

الایمان ص۵۱ میں بھی یہ حدیث نقل کر کے ان لفظوں میں ترجمہ لکھا تھا۔ نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ ایک باؤ ٹھنڈی شام کی طرف سے تو نہ باقی رہے گا کوئی کہ اس کے دل میں ذرہ بھر ایمان ہو مگر کہ مار ڈالیگی گر باوجود اس کے لکھ دیا۔ مگر پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی ہوا چل گئی۔ نہ دجال نکلا۔ نہ حضرت عیسی علیہ الصلوۃ والسلام نازل ہوئے اور ظالم نے اس ہوا کے چل جانے کا اپنی ہی طرف سے حکم لگا کر تمام دنیا کو بیدین قرار دے دیا۔

اقول۔ یہ بھی تقویۃ الایمان پر مولوی نعیم الدین مفتری کا بہتان ہے کہ دنیا میں کوئی ایماندار باقی نہ رہا۔ بلکہ اس میں ترجمہ حدیث صحیح مسلم منقولہ مشکوۃ نقل کردہ مولوی نعیم الدین کہ پھر بھیجے گا اللہ الخ جس سے خود بخود بھی روشن ہے کہ لفظ پھر کا تعلق اوپر سے ہے جو خیانۃً بغرض فریب دہی چھپایا گیا۔ پھر فائدہ کے ٹکڑے کر کے اصل مطلب کو تحریف کر کے غتر بود کر دیا گیا۔ پھر الفاظ "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا"، یعنی وہ ہوا چل گئی۔ "یہ یعنی" اپنی طرف سے تراشیدہ اضافہ کر کے سینہ کا کینہ نکالا گیا۔ حالانکہ "ہوا چل گئی" یہ اس میں ہرگز نہیں بلکہ یہ ہے یعنی جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی امام و شہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے الخ پھر دجال کے نکلنے اور عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کا واقعہ دوسری حدیث میں واقع ہے اس میں بھی اوثان پرستی کا ذکر ہے، جو چھوڑ دیا گیا۔ اگر دونوں حدیثوں کے الفاظ قدیم شرک، اوثان پرستی کو نقل کیا جاتا تو پھر فریب کاری کا پردہ فاش ہو جاتا جیسا کہ اس حدیث کی تفصیل ص۲۳۳ کے جواب میں گذر چکی۔ اب ناظرین پورا ترجمہ حدیث معہ پورے فائدہ تقویۃ الایمان کے بغور و انصاف دیکھ کر مولوی نعیم الدین کا سفید جھوٹ افترا پردازی اور مولانا شہید مرحوم کی صدق بیانی مطابق حدیث کے ملاحظہ فرما دیں جس سے تمام حسن و قبح واضح ہوتا ہے۔

"ترجمہ۔ مشکوۃ کے باب لا تقوم الساعۃ الا علی شرار الناس میں لکھا ہے کہ مسلم نے ذکر کیا۔ کہ نقل کیا حضرت عائشہؓ نے کہ سنا میں نے پیغمبر خداؐ سے کہ فرماتے تھے کہ نہیں تمام ہوئے گی رات اور دن یعنی قیامت نہ آئے گی یہاں تک کہ پوجیں لات وعزی کو سو کہا میں نے یا پیغمبر خدا بیشک میں جانتی تھی جب اتاری تھی اللہ نے یہ آیت هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَى کہ بے شک یوں ہی رہے گا آخر تک فرمایا کہ بیشک ہوگا اسی طرح جب تک چاہے گا اللہ پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ایک رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جاویں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جاویں گے اپنے باپ دادوں کے دین پر ف۔ یعنی اللہ صاحب نے فرمایا سورہ برات میں کہ اللہ نے اپنے رسول کو بھیجا

ہے ہدایت اور سچا دین دے کر کہ اس کو غالب کرے سب دینوں پر اگرچہ مشرک لوگ بہتیرا ہی برا مانیں
سو حضرت عائشہ رضؓ نے اس آیت سے سمجھا کہ اس سچے دین کا رونق قیامت تک رہے گا۔ سو حضرتؐ نے فرمایا
کہ اس کا رونق تو مقرر ہوگا جب تک اللہ چاہے گا پھر اللہ آپ ایسی ایک باد بھیجے گا کہ سب اچھے بندے
کہ جن کے دل میں تھوڑا سا بھی ایمان ہوگا مر جاویں گے۔ اور وہی لوگ رہ جاویں گے کہ جن میں کچھ بھلائی
نہیں یعنی اللہ کی تعظیم نہ رسول کی راہ پر چلنے کا شوق بلکہ باپ دادوں کی رسموں کی سند پکڑنے لگیں گے
سو اسی طرح سے شرک میں پڑ جاویں گے کیونکہ اکثر پرانے باپ دادے جاہل مشرک گذرے ہیں جو کوئی
ان کی راہ رسم کی سند پکڑے آپ ہی مشرک ہو جاوے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آخر زمانہ
میں قدیم شرک بھی رائج ہوگا۔ سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا۔ یعنی جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی و
ولی امام و شہیدوں کے ساتھ معاملہ شرک کا کرتے ہیں اسی طرح قدیم شرک بھی پھیل رہا ہے اور کافروں
کے بتوں کو بھی مانتے ہیں اور ان کی رسموں پر چلتے ہیں جیسا برہمن سے پوچھنا شگون لینا ساعت ماننا سیتلا
سانی پوجنا ہنومان لونا چماری کلوا بیر کی دہائی دینی ہولی دوالی کا تہوار کرنا نوروز و مہرجان کی خوشی کرنی
قمر در عقرب و تحت الشعاع کا اعتبار کرنا کہ یہ سب رسمیں ہنود و مجوس کی ہیں کہ مسلمانوں میں رواج پا
گئی ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں میں شرک کی راہ اسی طرح کھلے گی کہ قرآن و حدیث چھوڑ کر
باپ دادوں کی رسموں کے پیچھے پڑیں گے۔"[1]

پس اس سے یہ نتیجہ اخبث نکالنا کہ مولانا شہید مرحوم کی طرف نسبت بیہودہ کرنا کہ

"وہ پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق وہ ہوا چل گئی"

قیاس باطل شیطان رجیم ملعون خبیث مردود کا ہے جبکہ خود مصنف صاحب تقویۃ الایمان
مولانا شہید مرحوم نے صراحتاً فرمایا یعنی

"جیسا مسلمان لوگ اپنے نبی و ولی وغیرہم کے ساتھ معاملہ شرک کرتے ہیں اسی طرح قدیم شرک
بھی پھیل رہا ہے الخ"

یعنی آثار و علامات اس ہوا کے ظہور پر ہو رہے ہیں۔ دنیا سے مسلمان موحد خالص ختم ہونے پر وہ
ہوا چل جاوے گی چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۹ ص ۵۶۳ ج ۶ میں اسی حدیث
کے متعلق مرقوم ہے۔

قال البیہقی وغیرہ الاشراط منہا — دکہا امام بیہقی وغیرہ محدثین نے قیامت کی چھوٹی

[1] تقویۃ الایمان ص ۶۵ طبع لاہور ۱۹۵۶ء فصل ۵ شرک فی العادات کا رد ع ح)

صغار وقد مضى اکثرھا ومنہا کبار ستاتی — چھوٹی شرطیں ہیں ے اکثر گذر چکی ہیں اور ان میں سے بڑی بڑی آنے والی ہیں۔

اس پر مولانا شہید مرحوم کو بے ایمان وکافر وبت پرست ظالم قرار دے کر عالمگیری وشفا سے ڈوبتے کو تنکے کا سہارا پکڑنے کی مثال ہے جو خود بلا ڈوبے اور بلا کسے ہوئے ہرگز نہ بچے گا۔

خیانتیں اور ان پر فاسد بنا!

قولہ ص۲۴۱–۲۴۴ بزرگان دین اولیاء انبیاء وملائکہ اور سید انبیاء کی نسبت وہابیہ کے اعتقاد اور تقویۃ الایمان کی گستاخیاں۔ تقویۃ الایمان ص۲ میں ہے اس بات میں اولیاء وانبیاء میں اور جن وشیطان میں اور بھوت پری میں کچھ فرق نہیں۔ ص۲۹ ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار۔ ص۳۰ ص۲۹ ان باتوں میں بھی سب بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان۔ ص۴۷ ص۲۳ کسی نبی ولی کو جن وفرشتہ کو پیر وشہید کو امام وامام زادے کو بھوت، پری کو اللہ صاحب نے یہ طاقت نہیں بخشی۔ تقویۃ الایمان میں اسی طرح کی بہت عبارات ہیں جن میں مقبولان بارگاہ اور مقربین درگاہ کے ساتھ جن وشیطان، بھوت پری کو ملا کر ذکر کیا ہے اور سب کو عجز وبے اختیاری میں برابر اور بے خبری ونادانی میں یکساں بنایا ہے اور فرق کا انکار کیا ہے اول تو سب کو آپس میں برابر کہنا غلط وباطل اور کذب خالص اور مخالف آیات قرآن ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَسْتَوِي أَصْحَابُ النَّارِ وَأَصْحَابُ الْجَنَّةِ انبیاء واولیاء علیہم السلام کی شان میں لکھنا یقیناً گستاخی اور اہانت ہے اور انبیاء کی اہانت کفر ہے۔ تقویۃ الایمان ص۵ ص۲۶ کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا اور غلامی کی حد سے زیادہ نہیں بڑھ سکتا۔ سب نیک وبد برابر کر دیئے وجاہت خلت محبوبیت، اصطفاء اجتباء بلکہ نبوت ورسالت تک تمام فضیلتیں کالعدم قرار دے دیں کیا یہ ساری تکریمیں برائے گفتن ہیں تقویۃ الایمان ص۷ ص یعنی جو خوبیاں اور کمالات اللہ نے مجھ کو بخشے ہیں وہ سب رسول کہہ دینے میں آجاتے ہیں، کیونکہ بشر کے حق میں رسالت سے بڑا کوئی مرتبہ نہیں۔ رسول کہنے میں جو کمالات آجاتے ہیں۔ وہ یقیناً ہر رسول کے لئے حاصل ہیں تو تمام انبیاء علیہم السلام برابر ہوگئے ان میں فرق مراتب ودرجات نہ رہا یہ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ کی کھلی مخالفت ہے۔

تقویۃ الایمان ص۲ ص۶ انبیاء واولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتلاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے

ہیں ۸ صـ۷۵ سب لوگوں سے انتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں رسالت
کی ان کے نزدیک اتنی حقیقت ہے کہ رسول برے بھلے کاموں سے واقف ہیں۔ اور لوگوں کو سکھاتے
ہیں لعنۃ اللہ علی الظالمین علم و عصمت وغیرہ رسالت کے کمالات تو اڑا ہی گیا تھا۔ وحی آنا
کتاب اترنا اور لزوم طاعت جس کا آیہ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰہِ میں بیان
ہے اس سے آنکھ بند کرلی اور حقیقت میں لزوم طاعت کا وہ معتقد بھی نہیں حتی کہ کھانے پینے پہننے میں
انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے۔ دیکھو تقویت الایمان ۹ صـ۱۲ اور کھانے پینے پہننے میں اس کے
حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا۔ اس کے ساتھ اور
چیزیں ملا کر کہتا ہے ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے۔ اب بدعت کا کیا ذکر ہے اتباع سنت کو
ہی شرک کردیا جس کو صـ۴۲ میں داخل ایمان بتایا تھا۔ تمام دین ہی بے دین نے درہم برہم کر ڈالا اس پر
بھی صبر نہیں رسالت برائے گفتن ہم گوارا نہیں کرتا انبیاء و محبوبان حق کو عوام کی برابر کہے ڈالتا ہے تقویت
الایمان صـ۳۳ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ تقویت الایمان صـ۴۷
جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تقویت الایمان صـ۶۶ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا
تقویت الایمان والا شان انبیاء کے گھٹانے کے کس قدر درپے ہے اور کس بدتمیزی اور گستاخی کے ساتھ
ان کی جناب میں زبان درازی کرتا ہے۔

اقول ۔ ہر چند کہ ان اقوال تقویۃ الایمان کی تائیدات مسلمات مولوی نعیم الدین سے معہ تردید
گذشتہ صفحات میں مفصل گذر چکی ہے تاہم مختصراً ناظرین کرام مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی اور
افترا پردازی بہ نسبت تقویۃ الایمان بمصداق بہر رنگے کہ مے آید میشناسم ملاحظہ فرمادیں۔ اور مولوی
صاحب نے فرائد النور میں جس سفیہانہ حرکت اور خباثت و خیانت کو معیوب لکھا تھا خود ہی
ان کو اس کا ہار پہننا نصیب ہوا۔ چنانچہ صـ۲۳ میں ہے

"مسلمانو انصاف ایسی صریح عبارت چھوڑ کر ایک ٹکڑا مفید خیال کرکے لکھ دینا کونسی دیانت ہے"

پس (پہلی عبارت) اُس بات میں اولیاء اور انبیاء میں الخ یہ بھی تو بتایا ہوتا کس بات میں؟ اس کو کیوں
فریب کاری سے چھپایا؟ سنیے وہ چیزیں اور کسی کے واسطے کرنی جیسے سجدہ کرنا اور اس کے نام کا جانور کرنا
اور اس کی منت ماننی اور مشکل کے وقت پکارنا اور ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا اور قدرت تصرف کرنا سو
ان باتوں سے شرک ثابت ہوجاتا ہے گو کہ اللہ سے چھوٹا ہی سمجھے اور اس کا مخلوق اور اسی کا بندہ اور اس
بات میں اولیاء اور انبیاء میں" الخ یہ ہے جعل سازی کی حقیقت۔

(دوسری عبارت) "ان باتوں میں سب بندے بڑے اور چھوٹے برابر ہیں الخ حالانکہ عبارت یہ ہے
"یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں یا کسی کا ایمان چھین لیویں یا کسی بیمار کو تندرست کر دیویں یا کسی
سے تندرستی چھین لیویں کہ ان باتوں میں سب بندے چھوٹے اور بڑے برابر ہیں" الخ
(تیسری عبارت) "ان باتوں میں بھی سب بندے الخ۔ اوپر سے دیکھیے
"جس آئندہ بات کو جب ارادہ کریں تو دریافت کر لیں کہ فلانے کے ہاں اولاد ہو گی یا نہ ہو گی یا اس
سوداگری میں اس کو فائدہ ہو گا یا نہ ہو گا۔ یا اس لڑائی میں فتح پاوے گا یا شکست کہ ان باتوں میں بھی
سب بندے الخ" مسلمانو! دیکھو لی فریب کاری مولوی نعیم الدین صاحب کی؟
(چوتھی عبارت) کسی نبی و ولی کو جن و فرشتے کو الخ۔ اوپر سے ملائیے۔
"اس آیت سے معلوم کہ جو کوئی یہ دعویٰ کرے کہ میرے پاس ایسا کچھ علم ہے کہ جب چاہوں اس
سے غیب کی بات دریافت کر لوں اور آئندہ باتوں کا معلوم کر لینا میرے قابو میں ہے۔ سو وہ
بڑا جھوٹا ہے کہ دعوئے خدائی کا رکھتا ہے اور جو کوئی کسی نبی و ولی کو یا جن و فرشتے کو" الخ
(پانچویں عبارت) کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا الخ۔ دیکھو اس کے ساتھ "وہ
مالک الملک اپنے بندوں کو بہتیرا ہی نوازے اور کسی کو حبیب کا اور کسی کو کلیم کا اور کسی کو روح اللہ
و وجیہ کا خطاب بخشے اور کسی کو رسول کریم اور مکین اور روح القدس اور روح الامین فرما دے مگر پھر
مالک مالک ہے اور غلام غلام کوئی بندگی کے رتبہ سے قدم باہر نہیں رکھ سکتا" الخ
(چھٹی عبارت) اس حدیث صحیح بخاری و صحیح مسلم کا فائدہ ہے کہ
"پیغمبر خدا نے فرمایا کہ مجھ کو حد سے مت بڑھاؤ۔ جیسا عیسیٰ ابن مریم کو نصاریٰ نے حد سے بڑھا دیا۔
سو میں تو اس کا بندہ ہی ہوں سو یہی کہو کہ اللہ کا بندہ ہے اور اس کا رسول۔" ف یعنی جو خوبیاں" الخ
آخر کے ساتھ ملاؤ "اور سارے مراتب اس کے نیچے ہیں مگر آدمی رسول ہو کر بھی آدمی ہی رہتا ہے۔ اور
بندہ ہی ہونا اس کا فخر ہے کچھ اس میں خدائی کی شان نہیں آجاتی اور خدا کی ذات میں نہیں مل جاتا سو یہ
بات کسی بندہ کے حق میں نہ کہا چاہیے کہ نصاریٰ ایسے ہی باتیں حضرت عیسیٰ کے حق میں کہہ کر کافر ہو گئے
اور اللہ کی درگاہ سے راندے گئے سو اسی لئے پیغمبر خدا نے اپنی امت کو فرمایا کہ تم نصاریٰ کی چال
نہ چلو اور اپنے پیغمبر کی تعریف میں حد سے نہ بڑھو کہ نصاریٰ کی طرح کہیں مردود نہ ہو جاؤ لیکن افسوس
کہ ان کی امت کے بے ادب لوگوں نے ان کا حکم نہ مانا اور آخر نصاریٰ کی سی باتیں کہنے لگے"
پس نفس رسالت کے کمالات ہی سارے کمالات سے اعلیٰ و برتر ہیں چہ جائیکہ جس کی رسالت

اعلیٰ ہوگی۔ کمالات رسالت بھی اعلیٰ ہی ہوں گے چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم نے تقویۃ الایمان میں اسی مضمون کے قریب ہی فرمایا ہے۔

"ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یونہی جاننا چاہیے۔۔۔"

اور ص۱۲ تقویۃ الایمان میں فرمایا "ف یعنی سب انبیاء و اولیاء کے سردار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور لوگوں نے انہیں کے بڑے بڑے معجزے دیکھے انہیں سے سب اسرار کی باتیں سیکھیں اور سب بزرگوں کو انہیں کی پیروی سے بزرگی حاصل ہوئی"

پس کس طرح مولوی نعیم الدین کی فریب کاری بہتان طرازی واضح ہوئی!

(ساتویں عبارت) "انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے" الخ اس کے ساتھ ملا لیجیے "اور ان کے بتلانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں" الخ

(آٹھویں عبارت) "اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں"

یہ ایک حدیث مشکوٰۃ شریف باب المفاخرۃ کے فائدہ کا مختصر ٹکڑا قریباً نقل کیا جس کا ترجمہ معہ فائدہ اصل آخر یہ ہے۔

"فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بیشک میں نہیں چاہتا کہ بڑھاؤ تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو میں تو وہی محمد ہوں بیٹا عبداللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول ف یعنی جیسے اور سردار اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں سو ہمارے پیغمبر ان سے نہ تھے کیونکہ اور سرداروں کو مبالغہ کرنے والوں کے دین سے کچھ کام نہیں ہوتا خواہ درست رہے خواہ بگڑ جائے اور پیغمبر خدا اپنی امت کے بڑے مربی شفیق تھے اور ان پر مہربان اور رات دن ان کو اپنی امت کے دین ہی درست کرنے کا فکر تھا سو جب انہوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں اور بہت احسان مند اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو کسی کی محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اس کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے بڑھے گا تو خدا ہی کی بے ادبی کرے گا اور اس سے اس کا دین بالکل برباد ہو جاوے گا اور پیغمبر کا اصل دشمن بن جاوے گا سو اسی لئے فرمایا کہ مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ

ہی ہونا میرا فخر ہے۔ مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں اور لوگ غافل سو ان کو اللہ کا دین مجھ سے سیکھنا چاہیئے سوائے مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم و کریم پر ہزاروں ہزار بعدد درود وسلام بھیج اور انہوں نے جیسا ہم سے جاہلوں کو دین کے سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی قدر دانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور سو جیسا تو نے اپنے فضل سے ہم کو شرک و توحید کے معنی خوب سمجھائے اور لا الہ الا اللہ کا مضمون خوب تعلیم کیا اور مشرک لوگوں میں سے نکال کر موحد پاک مسلمان بنایا اسی طرح اپنے فضل سے بدعت و سنت کے معنی خوب سمجھائے اور محمد رسول اللہ کا مضمون تعلیم کر اور بدعتی بد مذہبوں میں سے نکال کر سنی پاک متبع سنت کا کر آمین یا رب العالمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین (خاتمہ تقویۃ الایمان صـ۹۲)

اس پر مولوی نعیم الدین کا لعنۃ اللہ علی الظلمین پڑھنا سب اپنے ہی گلے کا طوق بنا۔ چاہ کندن را چاہ در پیش کی مثال صادق ہوتی ہے

(نویں عبارت) نقل کرنے میں کس قدر غضب ڈھایا گیا ہے کہ کذب بیانی بہتان بندی کی انتہا نہ رکھی اذا لم تستحی فاصنع ما شئت الحدیث ع بے حیا باش وہر چہ خواہی کن رجس وقت تجھے حیا وشرم نہ ہی تو جو چاہے کرتا پھر چنانچہ مولانا شہید مرحوم پر تہمت لگائی جاتی ہے کہ وہ ملزوم طاعت کا وہ معتقد بھی نہیں حتی کہ انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے۔ معاذ اللہ۔ استغفر اللہ۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین حالانکہ یہ عبارت امور توحید میں بیان ہوئی ہے۔ نہ کہ امور شرکیات میں جس کو عناد سے اقسام شرکیات میں لگا دیا گیا۔ ملاحظہ فرمائیے تقویۃ الایمان صـ۱۰۔۱۱ اور کھانے پینے میں اس کے حکم پر چلنا یعنی جس چیز کے برتنے کو اس نے فرمایا اس کو برتنا اور جو منع کیا اس سے دور رہنا اور برائی بھلائی جو دنیا میں پیش آتی ہے جیسے قحط اور ارزانی صحت و بیماری فتح و شکست، اقبال و ادبار، غمی و خوشی یہ سب اس کے اختیار میں سمجھنا اور اپنا ارادہ جس کام کا بیان کرنا تو پہلے اس کے ارادہ کا ذکر کر دینا۔ جیسا یوں کہنا کہ اگر اللہ چاہے گا تو ہم فلانا کام کریں گے اور اس کے نام کو ایسی تعظیم سے لینا کہ جس میں اس کی مالکیت نکلے اور اپنی بندگی جیسے یوں کہنا ہمارا رب ہمارا مالک ہمارا خالق اور کلام میں جب قسم کھانے کی حاجت ہو تو اسی کے نام کی قسم کھانی سو اس قسم کی چیزیں اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے بتائی ہیں پھر جو کوئی کسی انبیاء و اولیاء کی، اماموں اور شہیدوں کی، بھوت و پری کی اس قسم کی تعظیم کرے جیسے اڑے کام پر ان کی نذر ماننے

مشکل کے وقت ان کو پکارے۔ بسم اللہ کی جگہ ان کا نام لیوے۔ جب اولاد ہو ان کی نذر و نیاز کرے اپنی اولاد کا نام، عبدالنبی، امام بخش، پیر بخش رکھے۔ کھیت و باغ میں ان کا حصہ لگا دے، جو کھیتی باڑی میں سے آدے پہلے ان کی نیازہ کر دے، جب اپنے کام میں لاوے اور دمن اور ریوڑ میں سے ان کے نام کے جانور ٹھہرادے اور پھر ان جانوروں کا ادب کرے۔ پانی دانہ پر سے نہ ہانکے۔ لکڑی پتھر سے نہ مارے اور کھانے پینے پہننے میں رسموں کی سند پکڑے کہ فلانے لوگوں کو چاہیے کہ فلانا کھانا نہ کھاویں فلانا کپڑا نہ پہنیں الی آخرہ —— تو ان سب باتوں سے شرک ثابت ہوتا ہے"

پس یہ ہے اس تہمت کی بے حقیقتی کہ "وہ انبیاء کے حکم پر چلنا شرک سمجھتا ہے" پناہ بخدائے لایزال! ناظرین نے دیکھ لی، حالانکہ خود اعتراف کیا ہے کہ تقویۃ الایمان صلہ میں اتباع سنت کو داخل وجزو ایمان کہا گیا ہے۔ تو پھر اتباع سنت کو شرک کہہ دینے کے کون سے الفاظ و معنی تقویۃ الایمان سے نقل کیے۔ مگر در اصل "دروغ بروئے تو" کے یہی معنی تو ہیں۔

(دسویں عبارت) "وہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں"

اسکو شروع فائدہ سے ملا کر پڑھیئے اور مؤلف کی دیانت اور فہم کی داد دیجئے!"

ف: یعنی اللہ کی سی تعظیم کرتے ہیں ایسے لوگوں کی کہ انکو کچھ اختیار نہیں اور ان کی روزی پہنچانے میں کچھ دخل نہیں نہ آسمان سے مینہ برسا دیں نہ زمین سے کچھ اگا دیں اور ان کو کسی نوع کی قدرت نہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ جو بعضے عوام الناس کہتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء یا امام و شہیدوں کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت تو ہے۔ لیکن اللہ کی تقدیر پر وہ شاکر ہیں اور اس کے ادب سے دم نہیں مارتے۔ اگر چاہیں تو ایک دم میں الٹ پلٹ کر دیں۔ لیکن شرع کی تعظیم کر کے چپ بیٹھے ہیں سو یہ بات سب غلط ہے بلکہ کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں"

(گیارہویں عبارت) "وہ جس کا نام محمد یا علی ہے۔ وہ کسی چیز کا مختار نہیں" دیکھئے اوپر سے "وہ بلکہ آپ یہی لوگ خیال باندھ لیتے ہیں کہ مینہ برسانا کسی اور کے اختیار میں ہے اور دانہ اگانا کسی اور کے اور اولاد کوئی اور دیتا ہے اور تندرستی کوئی اور پھر آپ ہی ان کے نام ٹھہرا لیتے ہیں فلانے کام کے مختار کا نام یہ اور فلانے کا یہ۔ پھر آپ ہی ان کو مانتے ہیں اور ان کاموں کے وقت پکارتے ہیں پھر اسی طرح ایک مدت میں رسم جاری ہو

جاتی ہے۔ حالانکہ وہ سب محض اپنے غلط خیالات ہیں ہیں۔ کچھ ان کی حقیقت نہیں وہاں نہ اللہ کے سوا کوئی خدا ہے اور نہ کسی کا یہ نام ہے اگر کسی کا نام ہے تو اس کو اس کارخانہ میں کچھ دخل نہیں سو سب خیال ہی خیال ہے اس نام کا کوئی شخص وہاں مالک اور مختار نہیں جو ان کاموں کا مختار ہے اس کا نام اللہ ہے۔ محمد یا علی نہیں اور جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں،،

(بارہویں عبارت) "رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا،، اس کا اول آخر ملا دیکھئے۔ ف یعنی جو اللہ کی شان ہے اور اس میں کسی مخلوق کو دخل نہیں۔ سو اس میں اللہ کے ساتھ کسی مخلوق کو نہ ملاوے خواہ کتنا ہی بڑا ہو اور کیسا ہی مقرب مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ و رسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا کہ سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا یا کوئی شخص کسی سے کہے کہ فلانے کے دل میں کیا ہے یا فلانے کی شادی کب ہو گی یا فلانے درخت میں کتنے پتے ہیں یا آسمان میں کتنے تارے ہیں تو اس کے جواب میں یہ نہ کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے کیونکہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر اور اس بات کا کچھ مضائقہ نہیں کہ کچھ دین کی بات میں کہے کہ اللہ و رسول ہی جانے یا فلانی بات میں اللہ و رسول کا یوں حکم ہے کیونکہ دین کی سب باتیں اللہ نے اپنے رسول کو بتا دی ہیں اور سب بندوں کو اپنے رسول کی فرمانبرداری کا حکم کر دیا،،

اور خود مولوی صاحب نے بھی فیضان رحمت ص۱۶ میں لکھا ہے "رسول کریم نے صحابہ کرام کو استعمال واؤ سے ایسے موقع میں منع فرمایا ہے کہ اس میں استعمال واؤ موہم شرک اور جواز امر ناجائز تھا چنانچہ بروایت احمد و ابوداؤد و نسائی حذیفہ سے مروی ہے کہ سرور اکرم نے فرمایا کہ یہ مت کہو کہ جو خدا نے چاہا اور فلاں نے چاہا وہ ہو گا۔ اور مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں خدائے پاک کے ساتھ مشیت میں بندہ کو برابر کرنا ہے اس لئے کہ واؤ جمع اور اشتراک کے لئے ہے،، ع

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

جادو وہ جو سر چڑھ بولے

پھر باوجود ان توضیحات اور تشریحات کے مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ مقبولان بارگاہ کے ساتھ جن و شیطان بھوت پری کو ملا کر ذکر کرنا اور سب کو عجز و بے اختیاری میں برابر کہنا غلط و باطل ہے کس قدر مغالطہ آمیزی ہے اس لئے کہ صراحۃً ثابت ہو چکا کہ عبادت غیر اللہ کے ساتھ مساوات مراد ہے یعنی اگر کسی نبی و ولی کی جناب میں افعال شرکیہ کر کے ان کے دامن تقدس کو ملوث کرے تب بھی ویسا ہی شرک ہے جس طرح جن و پری بھوت وغیرہم کیساتھ

شرک ہے شرک ہونے میں دونوں مساوی وبرابر ہیں، چنانچہ حضرت شیخ اولیائے چشت شیخ عبدالقدوس گنگوہی جن کی وفات ۹۴۴ھ میں ہوئی۔ اپنے مکتوبات صدوچہلم وسوئم ص۲۷۸ میں فرماتے ہیں۔

لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي كَبَدٍ اینجا اولیاء انبیاء خواص وعوام ہم برابرند الدنیا دار محنة ودار بلاء بیان ایں مقام ست۔	”آیت کے معنی ہیں کہ ہم نے بنایا آدمی محنت میں اس مقام پر اولیاء اور انبیاء اور خواص وعوام سب برابر ہیں دنیا محنتوں کا گھر اور بلاؤں کا گھر ہے بیان اس مقام کا ہے“

اور حضرت سیدنا شیخ المشائخ سرور اولیاء ربانی مولانا الشاہ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات الفتح ربانی مترجم مجلس ۱۲ ص۸۲ (صفات اولیاء) میں ہے۔

یاکلون من بقول الصحاری ویشربون من غدر الانھار یصیرون کالوحوش	”جنگلوں کی گھاس پات کھاتے ہیں اور نالابوں کے پانی پیتے ہیں اور جنگل جانوروں کی مثل بن جاتے ہیں“

ایضاً ص۶۲۲ میں فرماتے ہیں

الخلق عند اھل المعرفة کالذباب والذنابیر وکدود القز	”اہل معرفت کے نزدیک ساری مخلوق مکھیوں تتیوں اور ریشم کے کیڑوں کی مانند ہے“

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ج ا ص۶۷ میں فرماتے ہیں۔

نعمتہائے عامہ اند کہ غنی وفقیر ووضیع وشریف وصحیح ومریض وعالم وجاہل ومومن وکافر وصالح وفاسق در آں یکساں وبرابرند	”بہت ساری نعمتیں ایسی ہیں کہ ان میں غنی اور فقیر وضیع اور شریف تندرست ومریض اور عالم وجاہل اور مومن وکافر اور صالح وفاسق یکساں اور برابر ہیں“

ایضاً ص۶۷ میں فرماتے ہیں

قدرت وقوت محض برائے خدا است در جمیع امور ہیچ چیز از مال وفرزند ویار ودوست وبادشاہ وامیر وپیغمبر وپیر وفرشتہ وپری بدون حکم او مدد نمی توانند کرد اھ	”قدرت وقوت محض خدائے تعالے کے لئے ہے تمام امور میں کوئی چیز مال واولاد اور یار ودوست اور بادشاہ وامیر اور پیغمبر علیہ السلام اور پیر وفرشتہ اور پری بدوں حکم اس کے مدد نہیں کرسکتے“

نیز شاہ صاحب موصوف تحفہ اثنا عشریہ ص۱۳ میں فرماتے ہیں ۔

فرقہ اثنینیہ اند گویند محمد و علی ہر دو الٰہ اند ایضاً ص۱۵۳ فرقہ مفوضہ از شیعہ قائل اند بشرکت محمد و علی در خلقت دنیا ایضاً ص۲۷۳ آنکہ حاکم روز جزا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم و علی تنیر خدا خواہند بود

"فرقہ اثنینیہ کہتے ہیں محمد اور علی ہر دونوں الٰہ معبود ہیں" "فرقہ مفوضہ شیعہ میں سے قائل ہیں محمد اور علی کی شرکت کے دنیا کی خلقت میں" "یہ بھی کہتے ہیں کہ حاکم روز جزا کے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور علی شیر خدا ہوں گے"

اب مولوی نعیم الدین کو بنا ئید و تصدیق تقویۃ الایمان خود اپنی خبث باطنی کذب بیانی کفرو لعن کی زبان درازی کا اپنے مسلمہ اکابر کے کلام سے کچھ پتہ چلا۔ علی ہذا اپنے مخصوص بریلوی اقوال پر بھی اک نظر ڈالیں۔ بریلویوں کے رأس الطائفہ بدایونی تصحیح المسائل ص۱۵۳ میں لکھتے ہیں

افعال عباد ہمہ مخلوق خدا اند و دریں حکم احیاء و اموات آدم و ملک و غیر ہمہ یکساں

"بندوں کے افعال تمام پیدا کردہ خدا کے ہیں اور اس حکم میں زندہ اور مردہ آدم اور فرشتہ وغیرہ تمام یکساں برابر ہیں"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۱۸ میں لکھتے ہیں

"ایک نکتہ ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو بات شرک ہے اس کے حکم میں احیاء و اموات و انس و جن و ملک وغیرہم تمام مخلوق الٰہی یکساں ہیں کہ غیر خدا کوئی ہو خدا کا شریک نہیں ہو سکتا"

اور مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب بریلوی ہدایۃ البریہ ص۲ میں لکھتے ہیں

"تمام انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں"

نیز جواہر البیان ص۲ میں لکھتے ہیں

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے" ایضاً ص۳ حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں افلا اکون عبدا شکورا ایضاً ص۲۷ "جب بندہ حضرت احدیت جل جلالہ کی عظمت تصور کرتا ہے اور کہتا ہے دربار میں مقرب فرشتے اور اولو العزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیاء و اصفیاء کس ادب و تعظیم سے بندگی بجا لاتے ہیں" ایضاً ص۳۲ "موسیٰ علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام پر وحی ہوئی اے موسیٰ جب تو مجھے یاد کرے اس حال پر یاد کر کہ تو اپنے اعضا توڑتا ہو اور میری یاد کے وقت خاشع و ساکن ہو جا اور جب مجھے یاد کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے روبرو کھڑا ہو بندہ

ذلیل کی طرح کھڑا ہو اور خوفناک مل اور دست گو زبان کے ساتھ مناجات کر،، ایضاً صـ۳۔
،، مخلوقات و ممکنات سے کہ خود محتاج اور اپنی حد ذات ہالک ہے دست بردار ہو کر مالک کائنات وخلق ارض و سمٰوات کیطرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی و دائم ہے اور سب اس کے محتاج ہیں" ایضاً صـ۳۳ ،، بندہ وہ ہے کہ مراد و مقصود اس ذات مطلق کے سوا دوسری چیز نہ ہو اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو لیست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب سے پاکی اس کے لئے سمجھے،، ایضاً صـ۱۸۷ ،، پس باعتقاد اس کے کہ سوا حق جل و علا کے کوئی قادر مطلق و مالک عالم معطی و مانع و ضار و نافع نہیں اور اگر بفرض محال تمام اولین و آخرین جن و انس ارواح و ملئکہ چھوٹے اور بڑے تمام عالم ایک ذرہ کو اس کی جگہ سے حرکت دینے پر اکٹھے ہو جائیں اور بیک بار اس پر زور آزمائی کریں اور اسی کیفیت سے لاکھ برس گزر جائیں اور ان کی قوتیں یوماً فیوماً ترقی پر ہوں۔ یہاں تک کہ ایک ان میں سے ہفت طبق زمین ایک ہاتھ پر اٹھالے مگر ارادہ الٰہیہ اس ذرہ کا تحرک نہ چاہے ہرگز ہرگز ممکن نہیں کہ اونے جنبش دے سکیں۔ مخلوق کے علم و قدرت و سمع و بصر کو اس کے صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں یہ حادث وہ قدیم یہ فانی وہ باقی یہ ناقص وہ کامل یہ اس کی عطائیں اس کی مخلوق اس کے قبضہ اقتدار میں اور وہ پاک موصوف کی پاک صفتیں تمام شوائب نقص و شیون شین سے منزہ ملکہ ان کے حضور صفات مخلوق کا نام زبان پر لانا۔ وجود و عدم میں نسبت دینا ہے اشتراک یہاں مجرد اسمی اور تناسب مفاہیم صرف وہمی کمالات وجود پر متفرع ہیں اور وجود اس کی ذات پاک سے خاص باقی جو کچھ ہے اگر اس کے انتساب سے قطع نظر کی جاوے محض ہالک و لاشئی ہے آنکھوں پر کچھ پردے پڑے ہیں کہ عالم آباد نظر آتا ہے۔ اگر سرمۂ توحید لگا کر دیکھیے تو بالکل سنسان لق و دق بیابان ہو کا عالم یعنی ہو ہے اور ہو کے سوا سب ہی نہیں ہیں،،

اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی السنۃ الانیقہ صـ۲۴ میں لکھتے ہیں۔
،، اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمادی کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندہ ہیں اور اس کے رسول،،

نیز ملفوظ حصہ چہارم صـ۳۷ میں لکھتے ہیں
اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ عبدہ پہلے ہے، رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجہ سے نہ بڑھادیا۔ ورنہ کیا جانئے کیا ہوتا،،

نیز احکام شریعت حصہ سوم ص۲۵ میں لکھتے ہیں

"سب اس کے محتاج ہیں وہ کسی کا محتاج نہیں"

نیز ملفوظ حصہ سوم ص۹ میں لکھتے ہیں

"نبی کلام الٰہی سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے"

نیز ملفوظ حصہ دوم ص۲۴ میں لکھتے ہیں۔

اشہد ان محمدا السلطانہ ورسولہ۔ کبھی نہیں سنا محض افترا دو محض بے بنیاد ہے"

نیز احکام شریعت ص۱ میں لکھتے ہیں

"شب معراج عرش الٰہی پر نعلین مبارک تشریف لے جانا صحیح ہے یا نہیں۔ الجواب یہ محض جھوٹ اور موضوع ہے۔ اللہ کے حضور حاضر ہونا کہنا چاہیئے نہ کہ تشریف لے جانا"

اور خود مولوی نعیم الدین نے بھی (دروغ گورا حافظہ نباشد) الکلمۃ العلیا ص۲ میں لکھا

"حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علوم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں"

نیز الکلمۃ العلیا ص۶۷ میں مثنوی مولانا روم سے حقیقت ایمان میں نقل کیا ؎

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن

یعنی آٹھوں جنتیں ساتوں دوزخیں میرے سامنے بت کی مانند پیدا ہیں۔

ناظرین اہل دیانت نے ملاحظہ فرما لیا کہ اگر تقویۃ الایمان کے اقوال بقول مردود مولوی نعیم الدین کے باطل گستاخانہ باعث اہانت و کفر ہیں تو خود اکابر مسلمہ مولوی صاحب کے یہ اقوال بھی اس سے زیادہ بدرجہا کفر بلکہ اکفر مولوی نعیم الدین کے نزدیک ٹھیریں گے فما ھو جوابکم فھو جوابنا

حدیث اکرموا اخاکم پر بحث

قولہ ص۲۴۵—۲۴۸ اس نے انبیاء کو عوام کے برابر کرڈالا۔ تقویت الایمان ص۶۸۔ انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ یہاں بڑے بزرگ سے انبیاء و اولیاء مراد ہیں چنانچہ اس کے بعد لکھا ہے جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں۔ وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام کمالات بزعم خود مٹا کر برادری جوڑی اور بھائی بندی کا رشتہ گھڑا تا کہ عوام کے قلوب سے حضور کی عظمت

بالکل ہی نکال دے یہ حضور کی توہین ہے کوئی باپ یا آقا اور بادشاہ کو بڑا بھائی نہیں کہہ سکتا۔ اگر کہے تو گستاخ بے ادب سمجھا جائے مگر یہ بے ادب شان رسالت میں بے باکانہ گستاخی کرتا ہے۔ بڑا بھائی کیا چیز ہے باپ دادا استاد پیر آقا بادشاہ سب اس در کے غلام ہیں اور غلامی ان کا فخر صحابہ کرام کا ادب تھا کہ جب حضور کی خدمت میں کچھ عرض کرتے تو پہلے بابی انت وامی کہتے یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ بڑا بھائی بتانا نہایت بے ادبی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا۔ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَاَزْوَاجُہٗٓ اُمَّہٰتُہُمْ وفی قراءۃ ابن مسعود وھو اب لھم بعضے گستاخ کہا کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَۃٌ کہ مومن آپس میں بھائی ہیں تو حضور بھی بھائی ہوئے معاذ اللہ اس جاہل سے پوچھو پھر تو باپ کس کو بتائے گا قرآن کریم نے حضور کو باپ حضور کی ازواج مطہرات کو مومنین کی ماں فرمایا اس رشتہ سے مومن بھائی ہوئے۔ چنانچہ تفسیر مدارک میں ہے یعنی مجاہد نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام اپنی امت کے والد ہوتے ہیں اسی سے مومن آپس میں بھائی ہوئے کیونکہ حضور ان کے دینی باپ ہیں۔ تو حضور کو بھائی کہنا کس قدر بے ادبی ہے۔ رہی یہ بات کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تواضعاً اپنے آپ کو بھائی فرمایا۔ تو اس کو دلیل بنانا انتہا درجہ کی جہالت ہے یہی وجہ ہے کہ حضور نے جو اصحاب سے اکرموا اخاکم فرمایا انہوں نے حضور کو بھائی نہ کہا۔ پھر ستم یہ کہ تقویۃ الایمان والے نے حضور کو صرف مومنین ہی کا بھائی نہ کہا۔ بلکہ وہ ظالم یہ کہتا ہے کہ انسان آپس میں سب بھائی ہیں۔ انسان میں تو بھنگی بھی ہیں چمار بھی کنجر بھی کافر بھی مردود نے سب کا بھائی بتا دیا اور عقل کے اندھے تیرہ دروں اس کی طرف داری کئے جاتے ہیں۔ وہابیو کچھ تو شرماؤ۔ اور یہ تو بتاؤ کہ اسمٰعیل نے یہ کہاں سے کہا قرآن وحدیث میں کہاں آیا ہے کہ جو بڑا بزرگ ہو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے یہ ہے دین میں احداث اور بدعت ضلالت جس پر وہابی مرتے ہیں احادیث سے تو معلوم ہوا۔ کہ حضور کا مرتبہ سارے عالم اور تمام خلق سے اعلیٰ ہے۔ مگر تقویت الایمان والے اپنے بڑے بھائیوں کا یہی درجہ سمجھتے ہیں۔ اور حضور کی تعظیم محض بڑے بھائی کی برابر رکھتے ہیں۔ یہ گستاخی کرنے پر انہیں تمام دیوبندی بھی کافر کہتے ہیں۔ چنانچہ ان سب کا مصدقہ فتوی المہند صلا میں ہے جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

اقول۔ مولوی نعیم الدین کی جعل سازی پر آفرین ہے کہ حدیث کو چھوڑ کر اس کا فائدہ بھی

کاٹ چھانٹ کر عوام کو دھوکہ میں ڈالا تا کہ امرِ حق سے منحرف کر دیا جاوے۔ اور یہی پیشہ ابلیس لعین ہے ورنہ حدیث نقل کر کے پورا فائدہ ظاہر کیا جاتا جس سے لوگوں کو معلوم ہوتا کہ حدیث کی مطابقت ہے یا مخالفت مگر ایسا کیوں کیا جاتا غرض تو پیروی تلبیس ابلیس لعین ہے۔ اب ناظرین اہل انصاف و دیانت پہلے الفاظ حدیث معہ ترجمہ پھر فائدہ ملاحظہ فرمائیں۔ مشکوۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے۔

اخرج احمد عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی نفر من المہاجرین والانصار فجاء بعیر فسجد لہ فقال اصحابہ یا رسول اللہ یسجد لک البہائم والشجر فنحن احق ان نسجد لک فقال اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم

"امام احمد نے ذکر کیا کہ بی بی عائشہؓ نے نقل کیا کہ پیغمبر خدا مہاجرین اور انصار میں بیٹھے تھے کہ آیا ایک اونٹ پھر اس نے سجدہ کیا پیغمبر خدا کو سو ان کے اصحاب کہنے لگے کہ اے پیغمبر خدا آپ کو سجدہ کرتے ہیں جانور اور درخت سو ہم کو ضرور چاہیئے کہ آپ کو سجدہ کریں سو فرمایا کہ بندگی کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی"

ف یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے۔ بندگی اس کی چاہیئے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء و امام و امام زادہ پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے نہ خدا کی سی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ بعضے جنگلوں کو بعضے درخت اور بعضے جانور مانتے ہیں چنانچہ بعضی درگاہوں پر شیر حاضر ہوتے ہیں اور بعضی پر ہاتھی اور بعضی پر بھیڑیئے مگر آدمی کو اس کی کچھ سند نہ پکڑنی چاہیئے بلکہ آدمی کی ہی تعظیم کرے کہ اللہ نے بتلائی ہو اور شرع میں جائز ہو مثلاً قبروں پر مجاور بننا شرع میں نہیں بتایا سو ہرگز نہ بنے اور کسی کی قبر پر کوئی شیر رات دن بیٹھا رہتا ہو تو اس کی سند نہ پکڑے کہ آدمی کو جانور کی ریس نہ کرنی چاہیئے"

پس ناظرین نے ملاحظہ کیا کہ موافق حدیث شریف فائدہ کا کوئی مقصد بجز اس کے نہیں کہ بنی نوع انسان سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ وہ بڑا بھائی اس کی تعظیم اسی درجہ بڑے بھائی کی سی جتنا وہ بڑا ہو نہ کہ اللہ تعالیٰ کی سی انبیاء اولیاء وغیرہم صالحین کا انسان اور مقرب بارگاہ ہونا اور ان کی بڑائی

بزرگی علی حسب مراتب. کہ انبیاء سے خصوصاً جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا کوئی نہیں ہو سکتا،
کہ تمام عالم کے بڑے ہیں تو تمام کے بڑے بھائی ہونا ان کی فرمانبرداری کا سب پر حکم ہوا بحکم اعبدوا ربکم
واکرموا اخاکم کے یعنی عبادت کرو اپنے رب کی اور تعظیم کرو اپنے بھائی کی۔ یعنی میری خود آپ ہی
کے ارشاد سے واضح ہو گیا۔ اور یہی مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی ؒ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲
ص۱۴۵ میں اسی حدیث کے تحت میں فرماتے ہیں

وگرامی وعزیز دارید برادر خود را عبارت از ذات شریف خود داشت

"اور تعظیم اور عزت رکھو اپنے بھائی کی اس میں بھائی کو اپنی ذات شریف کے ساتھ رکھا"

اس حدیث کو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے روایت فرما کے رشتہ اخوت قطع کرنے والوں کے تو ناک
کان دونوں کاٹ ڈالے۔ بیشک سب انسان بنی نوع آپس میں بھائی ہیں بھائی ہونے سے تو کسی طرح
کوئی انسان نکل نہیں سکتا اگر بڑا بھائی انبیاء علیہم السلام کو ان کے چھوٹے بھائی امت کے لوگ نہ
کہیں تو پھر چھوٹا یا برابر کا معاذ اللہ کیونکر کہہ سکتے ہیں مولوی نعیم الدین کو اگر بڑا بھائی ہونا ناگوارا ہے
تو پھر چھوٹا یا برابر کا کہیں کیونکہ بڑائی اور چھوٹائی باعتبار مرتبہ بزرگی ہی کے ہوتی ہے۔ لوگ چھوٹے
یا برابر کے بھائی کی تعظیم نہیں کرتا ہے اور نسبی و دنیوی اعتبار سے ایک بھائی باپ کا دوسرا بیٹا
ہوتا ہے ان میں جو عمر کا بڑا ہوتا ہے وہ بڑا بھائی کہلاتا ہے۔ چھوٹی عمر والا چھوٹا بھائی۔ دوسرے
باعتبار بنی نوع انسانی کے آپس میں بھائی ہوتے ہیں اس اعتبار سے ماں باپ بیٹا بہن آقا غلام
خاوند بیوی وغیرہم کافر ومشرک تک سب بھائی ہوتے ہیں۔ مرتبہ کا تفاوت جدا امر ہے۔ اسی لئے
اہل ایمان کے لئے حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق میں اکرموا اخاکم ارشاد فرمایا۔
کہ آپ کا مرتبہ فضیلت وبزرگی تمام جہان سے برتر واعلیٰ واشرف ومعظم ہے۔ کہ کوئی بھی اس مرتبہ
کو پہنچ نہیں سکتا۔ نہ یہ کہ اپنے باپ کے بیٹے جیسا بھائی معاذ اللہ جو مولوی نعیم الدین معاند کا محض زعم
باطل ہے چنانچہ خود تقویۃ الایمان میں اسی حدیث کے بعد چوتھی حدیث مرقوم ہے۔

فقلنا وا فضلنا فضلا واعظمنا طولا فقال قولوا قولکم الخ

"پھر کہا ہم نے (یعنی صحابہ نے) کہ بڑے ہمارے ہو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو سو فرمایا کہ خیر اس طرح کا کلام کہو الخ"

"ف ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے
احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں اھ ملخصاً"

جس کی تفصیل گذر چکی۔ حدیث میں وارد ہے کہ حق بڑے بھائی کا چھوٹے بھائی پر جس طرح حق باپ کا بیٹے پر ہے۔
عن سعید بن العاص رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حق کبیر الاخوۃ علی صغیرھم حق الوالد علی ولدہ۔ رواہ البیہقی فی شعب الایمان (مشکوۃ ص۴۲۱)

چنانچہ ان تمام مذکورہ بالا کی تفصیل دتوضیح قرآن و احادیث میں بکثرت تمام وارد ہے۔ فرمایا حق تعالیٰ نے پ۴ سورہ آل عمران میں

اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَاءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖۤ اِخْوَانًا

"جب تھے تم آپس میں دشمن پھر الفت دی تمہارے دلوں میں اب ہو گئے اس کے فضل سے بھائی بھائی"

ایضاً فرمایا کفار کے حق میں

كَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَقَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ (ایضاً)

"جو لوگ کافر ہوئے اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے"

اَلَّذِيْنَ قَالُوْا لِاِخْوَانِهِمْ

"جو کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے"

اور فرمایا پارہ ۸ سورہ اعراف میں

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا

"اور طرف قوم عاد کے بھیجا ان کے بھائی ہود کو"

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا

"اور طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی صالح کو"

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

"اور طرف قوم مدین کے ان کے بھائی شعیب کو علیہم السلام"

اور فرمایا پارہ ۹ سورہ اعراف میں

وَاِخْوَانُهُمْ يَمُدُّوْنَهُمْ فِى الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ

"اور جو شیطانوں کے بھائی ہیں وہ ان کو کھینچتے ہیں غلطی میں پھر وہ کمی نہیں کرتے"

اور فرمایا پ۱۰ سورہ توبہ میں

فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ

"سو اگر توبہ کریں اور قائم رکھیں نماز اور دیتے رہیں زکوۃ تو تمہارے بھائی ہیں دین میں"

اور فرمایا پ۱۲ سورہ ہود میں

وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا

"اور طرف قوم عاد کے بھیجا ان کے بھائی ہود کو"

وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا

"اور طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی صالح کو"

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا

"اور طرف قوم مدین کے ان کے بھائی شعیب کو" علیہم السلام

اور فرمایا پ۱۵ سورہ بنی اسرائیل میں۔

كَانُوْا اِخْوَانَ الشَّيَاطِيْنِ — "رہیں وہ بھائی شیطانوں کے"

اور فرمایا پارہ ۱۹ سورہ شعرا میں

اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صَالِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ۔ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ — "اور جب کہا ان کو ان کے بھائی نوح نے کیا تم کو ڈر نہیں" "اور جب کہا ان کو ان کے بھائی ہود نے کیا تم کو ڈر نہیں" "اور جب کہا ان کو ان کے بھائی صالح نے کیا تم کو ڈر نہیں اور جب کہا ان کو ان کے بھائی لوط نے کیا تم کو ڈر نہیں" علیہم السلام

اور فرمایا پ۱۹ سورہ نمل میں

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا اِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صَالِحًا — "اور تحقیق ہم نے بھیجا تھا طرف قوم ثمود کے ان کے بھائی صالح کو" علیہ السلام

اور فرمایا پارہ ۲۰ سورہ عنکبوت میں

وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا — "اور طرف قوم مدین کے بھیجا ان کے بھائی شعیب کو" علیہ السلام۔

اور فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۲ صفحہ ۲۲۶ میں مرقوم ہے

وسماه اخاهم لكونه من قبيلتهم لا من جهة اخوة الدين — "نام ان کے بھائی ہونے کا ان کے قبیلہ ہونے کی وجہ سے رکھا نہ کہ بوجہ بھائی ہونے کے دین میں"

اور فرمایا پارہ ۲۱ سورہ احزاب میں

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِى الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ — "اور پکارو لے پالکوں کو ان کے باپ کا کہہ کر یہی پورا انصاف ہے اللہ کے یہاں پھر اگر نہ جانتے ہو ان کے باپوں کو تو تمہارے بھائی ہیں دین میں اور رفیق ہیں"

اور فرمایا پارہ ۲۱ سورہ احزاب میں کفار کے متعلق۔

وَالْقَآئِلِيْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَيْنَا — "اور کہتے ہیں اپنے بھائیوں سے چلے آؤ ہمارے پاس"

اور فرمایا پارہ ۲۶ سورہ حجرات میں

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ — "مسلمان جو ہیں وہ بھائی ہیں سو ملادو اپنے بھائیوں کو"

اور فرمایا پارہ ۲۶ سورہ حجرات میں

إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ — "مقرر بڑا بزرگ اللہ کے یہاں تم میں سے وہ ہے جس کو ڈر بڑا ہے"

اور فرمایا پارہ ۲۸ سورہ حشر میں۔

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ — "اور واسطے ان کے جو آئے ان کے پیچھے کہتے ہوئے اے رب بخش ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے آگے پہنچے ایمان میں اور نہ رکھ ہمارے دل میں بیر ایمان والوں کا اے رب تو ہی ہے نرمی والا مہربان"

ناظرین کو قرآن پاک کے ارشادات سے باعث نور بصیرت حاصل ہو گیا کہ تمام مسلمان مومن اہل ایمان علی حسب مراتب و درجات چھوٹے بڑے سب رشتہ اخوت میں منسلک ہیں۔ کافر بھی کافروں کے بھائی ہیں حتی کہ حضرات اولو العزم انبیاء مرسلین علیہم السلام کو کفار نابنجار کا بھائی فرمایا گیا چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۱۴ صفحہ ۱۲۶ میں روایت ہے کہ کفار مکہ میں سے امیہ بن خلف نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی نسبت اپنی بیوی سے کہا کہ میرے یثربی بھائی نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے قتل کریں گے، چنانچہ جب وہ جنگ بدر کو جانے لگا۔ تو اس کی بیوی نے کہا کیا یاد نہیں کہ تمہارے یثربی بھائی نے کیا کہا تھا۔ فرجع الی امراتہ فقال اما تعلمین ما قال لی اخی الیثربی قلت وما قال قال زعم انہ سمع محمدا یزعم انہ قاتلی قالت فواللہ ما یکذب محمد قال فلما خرجوا الی بدر وجاء الصریخ قالت لہ امراتہ اما ذکرت ما قال لک اخوک الیثربی۔ گو جو توبہ کر کے ارکان اسلام پر قائم رہا وہ دینی اسلامی بھائی قرار دیا گیا۔ پھر جو ان میں زیادہ متقی پرہیزگار ہو وہ اللہ تعالی کے نزدیک زیادہ مقرب و معظم عزت و اکرام والا علی حسب مراتب ہوگا۔ اسی لئے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حق میں اپنی امت کو ارشاد فرمایا

واکرموا اخاکم ۔ — "اور بزرگی عزت و تعظیم کرو اپنے بھائی کی" یعنی میری

اس حد تک جو عبادت کے درجے کو الوہیت باری تعالیٰ کے مرتبہ کو (مثلاً آپ کو عالم الغیب غائبانہ حاضر و ناظر جان کر ندائیں فریادیں کرنے کے درجہ کو نہ پہنچے) دیکھو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے اقوال میں جو قریب ہی گزر چکے۔ کہ اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ "عبد پہلے ہے رسول بعد کو کہ عبد کے درجہ سے نہ بڑھا دینا۔ ورنہ کیا جانئے کیا ہو تا" ہو گو رہا ہے کہ عبد کے درجہ و مرتبہ سے نکال کر آپ کی بشریت

واخوت منظیمت میں بھی کلام وانکار کیا جارہا ہے پھر اس کو گستاخی بے ادبی بے دینی وغیرہ الفاظ سقیمہ سے یاد کیا جاتا ہے۔ حالانکہ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الزبدۃ الزکیہ حسنی پریس بریلی کے صـ۳۱ میں اسی حدیث کا ترجمہ باوجود الفاظ اخاکم کا ترجمہ اڑا جانے کے یہ کرتے ہیں "حدیث مسند احمد اعبدوا ربکم واکرموا اخاکم اللہ کی عبادت کرو اور ہماری تعظیم۔ پس بھائی ہونے میں بڑا ہونا بھی باعث تعظیم ہے

اب کتاب اللہ کے ساتھ تسلی ہونے پر سوہاگہ کے احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی قرۃ العینین بنا لیجئے۔ صحیح بخاری پارہ ۲۱ صـ۷۶۰ میں روایت ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطب عائشۃ رضی اللہ عنہا الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فقال لہ ابوبکر انا اخوک فقال انت اخی فی دین اللہ وکتابہ وھی لی حلال ۔

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کا پیام حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیجا تو کہا انہوں نے میں آپ کا بھائی ہوں تو فرمایا آپ نے تم میرے بھائی اللہ کے دین میں اور اس کی کتاب میں ہو اور وہ میرے لئے حلال ہے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے

اشارۃ الی قولہ تعالی انما المومنون اخوۃ ونحو ذلک ۔

"اس حدیث میں اشارہ ہے اللہ تعالی کے فرمانے کیطرف کہ مومنین آپس میں بھائی ہیں اور سوائے اس کے اور آیات ہیں"

پس مولوی نعیم الدین کا یہ مردود قول کہ اس آیت سے بھائی کہنے والا گستاخ وجاہل بے ادب ہے۔ خود کلام صاحب فتح الباری اپنی مسلم کتاب سے باطل ہو گیا۔ نیز فتح الباری ج ۹ صـ۱۰۲ میں روایت ہے

عن عائشۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم ارسل خولۃ بنت حکیم الی ابی بکر یخطب عائشۃ فقال لہا ابوبکر وھل تصلح لہ انما ھی بنت اخیہ فرجعت فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہا ارجعی فقولی لہ انت اخی فی الاسلام وابنتک

"روایت ہے عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا خولہ بنت حکیم کو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پیام نکاح عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے لئے تو کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے اور کسطرح ہو سکتا ہے یہ تو ان کے بھائی کی بیٹی ہے تو وہ لوٹ گئیں پس ذکر کیا اس کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا آپ نے ان سے جاؤ پس کہو

تصلح لي ناكحت ابا بكر رضي الله عنه فذكرت ذلك له فقال ادعي رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء فانكحه ◆

ان سے تم بھائی ہو میرے اسلام میں اللہ تمہاری بیٹی ہو سکتی ہے میرے سے پس آئیں وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس تو ذکر کیا اس امر کا ان سے تو کہا بلا لاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پس آپ تشریف لائے پس نکاح ہو گیا"

فرمایا صاحب فتح الباری نے

قوله صلى الله عليه وسلم في الجواب انت اخي في دين الله وكتابه اشارة الى قوله تعالى انما المؤمنون اخوة ونحو ذلك لان الاخوة المانعة من ذلك اخوة النسب والرضاعة لا اخوة الدين المذكور في الحديث الاخوة وهي اخوة الدين ◆

"یہ ارشاد فرمانا آپ کا (صلی اللہ علیہ وسلم) جواب میں کہ تم میرے بھائی ہو اللہ کے دین میں اور اس کی کتاب میں اشارہ ہے اس میں اللہ تعالیٰ کے فرمانے کا کہ جو مسلمان ہیں سو بھائی ہیں اور مانند اس کے اور آیات ہیں" کیونکہ نکاح کے منع ہونے کے لئے نسبی اور رضاعی بھائی ہوتا ہے نہ کہ دینی بھائی اور حدیث میں جو ذکر بھائی کا ہے وہ دینی بھائی ہے"

نیز مشکوۃ میں بحدیث صحیح مسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وددت انا قد رأينا اخواننا قالوا اولسنا اخوانك يا رسول الله قال انتم اصحابي واخواننا الذين لم ياتوا بعد مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج اول میں اس حدیث کا ترجمہ بوضاحت تمام فرماتے ہیں

دوست میدارم و آرزو میبرم کہ کاش من و کسانیکہ با من اند میدیدیم برادران خود را یعنی آنہا کہ بعد ازیں بیایند گفتند صحابہ کہ با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بودند آیا برادر میخوانی آنہا را و ما نیستیم برادران تو فرمود شما مصاحبان من ویاران من در رفیق گاہ وخواص درگاہ نید و اخوت اسلام امری عام ست کہ ہماں مسلماں را شامل ست برادران

"دوست رکھتا ہوں میں اور آرزو رکھتا ہوں بس کہ کاش میں اور جو لوگ میرے ساتھ ہیں دیکھتے ہم اپنے بھائیوں کو یعنی ان کو کہ بعد میں آویں گے، عرض کیا صحابہ نے جو ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھے کیا بھائی فرماتے ہیں آپ ان کو اور ہم نہیں ہیں بھائی آپ کے یا رسول اللہ فرمایا تم میرے مصاحبان اور میرے یار اور رفیق ہر وقت کے اور خواص درگاہ کے ہو اور اخوت اسلام ایک امر عام ہے کہ تمام

ماآن کسانے اند کہ در عالم خارج نیامدہ اند ہنوز اھ

مسلمانوں کو شامل ہے اور بھائی ہمارے وہ لوگ ہیں کہ ابھی عالم وجود میں نہیں آئے ہیں"

نووی شرح صحیح مسلم ج ۱ ص۱۲۷ میں مرقوم ہے

قال العلماء فی ھذا الحدیث جواز التمنی لاسیما فی الخیر ولقاء الفضلاء واھل الصلاح۔ قولہ بل انتم اصحابی لیس نفیا لاخوتھم ولکن ذکر مزیتھم الزائدۃ بالصحبۃ فھؤلاء اخوۃ صحابۃ والذین لم یاتوا اخوۃ لیسوا بصحابۃ کما قال اللہ تعالی انما المؤمنون اخوۃ ۔

"کہ علماء نے اس حدیث میں جواز تمنا ملاقات اہل فضل و صلاح کا ذکر ہے۔ آپ کا فرمانا بلکہ تم میرے صحابی ہو اپنے بھائی ہونے کی نفی نہیں ہے و لیکن ان کے صحابی ہونے کی مرتبہ کا زائد ذکر فرمانا ہے پس یہ لوگ صحابہ بھائی ہیں اور وہ لوگ جو ابھی نہیں آئے محض بھائی ہیں صحابہ نہیں ہیں جس طرح فرمایا اللہ تعالٰی نے جو لوگ مومن ہیں سو بھائی ہیں"

نیز مؤطا امام مالک باب الشہداء فی سبیل اللہ میں روایت ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لشھداء احد ھؤلاء اشھد علیھم فقال ابوبکر الصدیق یا رسول اللہ السنا باخوانھم اسلمنا کما اسلموا وجاھدنا کما جاھدوا فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلی ولکن لا ادری ما تحدثون بعدی قال فبکی ابوبکر ثم بکی ثم قال ائنا لکائنون بعدک ۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شہداء احد کے حق میں کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ شہادت دیتا ہوں میں ان کے حق میں پس کہا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آیا نہیں ہیں ہم بھی شہداء احد کے بھائی اسلام لائے ہم جس طرح وہ اسلام لائے اور جہاد کیا ہم نے جس طرح انہوں نے جہاد کیا پس فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم البتہ بھائی ہو اور لیکن میں نہیں جانتا کہ کیا کیا نکالو گے بعد میرے پس رونے لگے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بعد ازاں پھر رونے لگے بعدہ کہا آیا ہم باقی رہیں گے بعد آپ کے اھ

سبحان اللہ نبی و صدیق تو اپنے امتی بھائیوں سے ملنے اور شہداء کی رفاقت میں ان کے بھائی بننے کی تمنا فرمادیں۔ مگر معاندین دشمن توحید و سنت مبتدعین گور پرست اسلامی دینی بھائیوں سے مونہہ موڑیں نفرت کریں برادری جوڑنے بھائی بندی کا رشتہ کھڑا کرنے کو باعث توہین جانیں! صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۲۳ میں مرقوم ہے

قیل یا رسول اللہ من اکرم الناس

"عرض کیا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب زیادہ بزرگ

لہ ص ۱۷۴ مطبع مجتبائی دہلی یہ روایت مرسل ہے تنویر الحوالک ص ۳۰۷ ج ۱ (۲،۲)

قال اتقاهم۔ — "لوگوں میں کون ہے فرمایا جو سب سے زیادہ ان میں متقی ہو۔"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۵۹ میں مرقوم ہے

اکمل النوع الانسانی الانبیاء ثم الاولیاء والصدیقون والشہداء — "نوع انسانی میں سب سے زیادہ کمالات میں موصوف انبیاء پھر اولیاء اور صدیقین اور شہداء ہیں۔"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۳۳ میں روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی حرم محترم حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی نسبت بادشاہ جابر و ظالم کے خوف سے فرمادیا۔

انک اختی — "تو میری بہن ہے"

فتح الباری میں مرقوم ہے۔

وانت اختی فی الاسلام۔ — "اور تو میری بہن ہے اسلام میں"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۶۵ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

فذکرت دعوۃ اخی سلیمان رب اغفر لی الخ — "پس یاد کی میں نے دعا اپنے بھائی سلیمان علیہ السلام کی اے رب مغفرت فرمادے میری الخ"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۳ صفحہ ۲۷۹ میں روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

الانبیاء اخوۃ لعلات امہاتہم شتی ودینہم واحد۔ — "انبیاء علیہم السلام سب علاتی بھائی ہیں مائیں ان سب کی جدا جدا اور دین ان سب کا ایک۔"

فتح الباری میں مرقوم ہے

ومعنی الحدیث ان اصل دینہم واحد وھو التوحید وان اختلفت فروع الشرائع۔ — "معنی حدیث کے یہ ہیں کہ اصل دین ان سب کا ایک ہے اور وہ توحید حق تعالیٰ کی ہے اور اختلاف فروعی جدا جدا احکام شریعتوں کے باعث ہے۔"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۴ صفحہ ۲۵۷ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت فرمایا۔

لو کنت متخذا خلیلا غیر ربی لاتخذت ابابکر خلیلا ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ لو کنت متخذا من امتی خلیلا — "اگر میں بناتا کسی کو جانی دوست سوائے اپنے رب کے تو بناتا ابوبکر کو دوست جانی ولیکن اسلامی بھائی ہونے کی محبت ہے اگر بناتا میں اپنی امت میں کسی کو جانی دوست تو بناتا ابوبکر کو۔ اور لیکن وہ میرے بھائی

لاتخذت ابابکر ولکن اخی وصاحبی ۔ اور میرے صحابی ہیں"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۴ صفحہ ۲۵۴ و ۲۵۷ میں مرقوم ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے۔

انت اخی وصاحبی فی الغار
الحدیث عن انس رفعہ ان
اعظم الناس علینا منا ابوبکر
الحدیث۔ واخوۃ الاسلام و
مودتہ متفاوتۃ بین المسلمین
فی نصر الدین واعلاء کلمۃ الحق
وتحصیل کثرۃ الثواب ولابی بکر من
ذلک اعظمہ واکثرہ واللہ اعلم ۔

"تم میرے بھائی ہو اور صحابی یار غار حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ بڑے محسن ہم پر ہیں سے ابوبکرؓ ہیں اور اسلامی اخوت اور محبت مع حسب مراتب و درجات مسلمانوں میں متفاوت ہوتی ہے باعتبار نصرت دین اور اعلاء کلمۃ الحق وتحصیل کثرت ثواب کے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے لئے ان سب میں بڑائی اور زیادتی ہے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۵ صفحہ ۴۴۳ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

النجاشی مات الیوم رجل صالح
فقوموا فصلوا علی اخیکم ۔

"آج نجاشی بادشاہ حبشہ صالح مرد کی وفات ہو گئی تم لوگ اٹھو اور نماز پڑھو اپنے بھائی پر"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۷ صفحہ ۲۲ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے جو آزاد کردہ غلام تھے فرمایا

انت اخونا ومولانا

"تو ہمارا بھائی اور ہمارا آگھر والا ہے"

فتح الباری میں مرقوم ہے

ای فی الایمان ومولانا ای
من جھۃ انہ اعتقہ وتقدم
ان مولی القوم منھم ۔

"ایمان میں بھائی ہے اور ہمارا بوجہ اس کے کہ آزاد کردہ گیا تھا اور پارہ ۱۴ صفحہ میں گذر چکا کہ غلام قوم کا انہیں میں سے ہوتا ہے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۵ صفحہ ۴۵۶ میں روایت ہے کہ جب شب معراج میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جبرئیل علیہ السلام آسمان پر لے کر پہنچے تو اول آسمان پر آدم علیہ السلام تھے جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ آپ کے باپ آدم ہیں پس ان پر سلام کیجئے تو میں نے سلام کیا ان پر پس جواب دیا سلام کا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح دوسرے آسمان پر یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ملے تو انہوں نے بھی یہی کہا مرحبا بالاخ

الصالح والنبی الصالح تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام نے بھی یہی کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام نے بھی یہی کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح پانچویں آسمان پر ہارون علیہ السلام نے یہی کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح چھٹے آسمان پر موسیٰ علیہ السلام نے بھی اسی طرح کہا مرحبا بالاخ الصالح والنبی الصالح ساتویں آسمان پر ابراہیم علیہ السلام نے کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح مختصاً۔ الغرض آدم علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام نے تو مرحبا بیٹے صالح اور نبی صالح سے منسوب کیا اور باقی سب نے مرحبا بھائی صالح اور نبی صالح سے موصوف کیا۔ نیز صحیح بخاری پارہ ۱۰ صفحہ ۵۱۷ میں روایت ہے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان اخوانکم خولکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن کان اخوه تحت یده فلیطعمه مما یاکل ولیلبسه مما یلبس ولا تکلفوهم ما یغلبهم فان کلفتموهم ما یغلبهم فاعینوهم +

"غلام بھائی تمہارے خدمت کرنے والے تمہارے ہیں کر دیا ہے اللہ نے ان کو تمہارے تحت میں پس جس کا بھائی اس کے تحت میں ہو تو کھلاوے اسے جو خود کھاوے اور پہناوے اسے جو خود پہنے اور نہ تکلیف دو انہیں جو ان سے نہ ہو سکے پس اگر ان کو ایسی تکلیف دو جو ان سے نہ ہو سکے تو ان کی مدد کرو"

فتح الباری میں مرقوم ہے

وفی تقدیم لفظ اخوانکم علی خولکم اشارة الی الاهتمام بالاخوة واطلاق الاخ علی الرقیق فان ارید القرابة فهو علی سبیل المجاز لنسبة الکل الی آدم او المراد اخوة الاسلام و یکون لعبد الکافر بطریق التبع او +

"لفظ بھائی کے مقدم فرمانے کا خدمت کرنے والے پر اشارہ ہے بھائی ہونے کے اہتمام کا اور اطلاق بھائی ہونے کا غلام پر پس اگر ارادہ قرابت بطریق مجاز کے تمام کی نسبت آدم علیہ السلام کی طرف ہوگی یا مراد اسلامی بھائی ہونے کی وجہ سے ہے اور ہوگا کافر غلام بھائی بطریق تبعاً یا خاص ہوگا بھائی ہونے کا حکم مومن کے لئے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۰ صفحہ ۵۸۹ میں روایت ہے

قالت الانصار للنبی صلی الله علیه وسلم اقسم بیننا وبین اخواننا النخیل +

"انصار نے عرض کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہ آپ ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے درمیان باغ تقسیم فرما دیجئے"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۴ صفحہ ۲۶۸ میں روایت ہے کہ واقعہ بیر اریس میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت دعا کی

ان یرد اللہ بفلان یرید اخاہ — "اللہ تعالیٰ بھلا کرے بیان فلاں کا ارادہ رکھتے اس اپنے بھائی عمر رضی اللہ عنہ کا"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص۱۲۷ میں روایت ہے کہ انصار نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا

لاخواننا من المہاجرین مثلہا — "ہمارے بھائیوں مہاجرین کے لئے ہماری برابر دیجئے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص۲۶۵ میں روایت ہے کہ بعد وفات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جو خطبہ پڑھا اس میں مہاجرین کی تعریف کی اور فرمایا۔

وانتم اخواننا فی کتاب اللہ و شرکاؤنا فی دین اللہ — "تم ہمارے بھائی ہو اللہ کی کتاب میں اور ہمارے شریک ہو اللہ کے دین میں"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۶ ص۲۷ میں روایت ہے

عن عمر لما توفی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلت لابی بکر انطلق بنا الی اخواننا من الانصار — "روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے جب وفات پائی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں نے ابو بکر سے مجھے لے چلئے ہمارے انصاری بھائیوں کے پاس"

نیز صحیح بخاری پارہ ۵ ص۱۶۹ میں روایت ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ زخمی ہوئے تو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ روتے ہوئے آئے اور کہنے لگے۔

وا اخاہ وا صاحباہ — "اے میرے بھائی اے میرے صاحب"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲ ص۱۵۰ میں روایت ہے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے ہمراہ ایک صالح بزرگ تھے جب آپ واپس آئے دریافت کیا گیا کہ کون بزرگ تھے فرمایا۔

ذالک اخی الخضر — "وہ میرے بھائی خضر تھے"

علی ہذا حضرت ابراہیم التیمی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں فنا کعبہ میں مشغول بذکر اللہ تھا تو ایک شخص آئے پس مجھ پر سلام کیا پس میں نے ان سے زیادہ خوبصورت اور پاکیزہ خوشبودار نہیں دیکھا تو میں نے کہا آپ کون ہیں تو فرمایا

انا اخوک الخضر[1] — "میں تمہارا بھائی خضر ہوں"

علاوہ بریں عمومات نصوص احادیث چنانچہ ارشاد فرمایا گیا

المسلم اخو المسلم من کان فی — "مسلمان بھائی مسلمان کا ہے" "اور جو اپنے بھائی کی ضرورت

[1] لیکن اس قسم کے آثار سنداً مخدوش ہیں (ع ۔ ح)

حاجۃ اخیہ کان اللہ فی حاجتہ،
الصحی اخالک، واللہ فی عون العبد
ماکان العبد فی عون اخیہ،
لا یبیع الرجل علی بیع اخیہ،
ولا یخطب علی خطبۃ اخیہ، ولا
یسوم علی سوم اخیہ، وکونوا
عباد اللہ اخوانا، ولا یحل لمسلم ان
یھجر اخاہ فوق ثلث لیال واذا عطس
احدکم فلیقل الحمد للہ ولیقل
لہ اخوہ او صاحبہ یرحمک اللہ واکرام
لکبیر و بیدا الاکبر بالکلام والسؤال

پوری کرے اللہ اس کی حاجت برلاوے " اور مدد کرو
اپنے بھائی کی " اور اللہ مدد فرماتا ہے اس بندہ کی جو
بندہ مدد کرتا ہے اپنے بھائی کی " ، کوئی اپنے بھائی کے
مول تول بیع پر بیع نہ کرے " اور نہ کوئی اپنے بھائی کی
منگنی پر منگنی کرے " نہ کوئی بھائی اپنے بھائی کی قیمت
پر قیمت لگاوے " اور ہو جاؤ اللہ کے بندو بھائی بھائی "
" حلال نہیں کسی مسلمان کو کہ چھوڑ رکھے اپنے بھائی کو تین
رات سے زیادہ " اور جب چھینک آوے تم میں سے کسی
کو تو کہے الحمد للہ اور جواب میں کہے اس کا بھائی یا اس کا
ساتھی یرحمک اللہ " اور بڑے کی تعظیم کرنا اور بڑے کو بات
کرنے میں ابتدا کرنا "

سفر السعادت صـ۳۲ میں مسند امام احمد رح سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے

اللھم ربنا ورب کل شئ انا شھید
ان العباد کلھم اخوۃ

" اے اللہ رب ہمارے اور رب ہر چیز کے میں شہادت
دیتا ہوں کہ تحقیق تمام بندے بھائی ہیں "

ہر چند کہ اس باب میں احادیث حد شمار سے باہر ہیں جن کے قدر مشترک سے واضح ہوا کہ رشتۂ اخوت اسلامی کا دامن تقدس نہایت وسیع بمنزلہ اصل اصول باعث استحکام دین ہے ہر طبقہ اپنے ادنے اور اعلے کا بھائی ہے۔ بادشاہ غلام کا غلام بادشاہ کا حاکم محکوم کا محکوم حاکم کا بھائی ہے۔ چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۸ صـ۳۶۶ و پارہ ۹ صـ۴۸ و پارہ ۱۰ صـ۵۰۹ میں انہیں احادیث کی شرح میں مرقوم ہے۔

قال الجمھور لا فرق فی ذلک
بین المسلم والذمی۔ یطلق بینھما
اسم الاخوۃ ویشترک فی ذلک الحر
والعبد والبالغ والممیز والمراد اخوۃ
الاسلام کا ھو الغالب

" کہا جمہور نے فرق نہیں ہے اس میں مابین مسلمان اور
ذمی کے اطلاق کیا جاتا ہے ان دونوں پر اسم اخوت
کا اور شریک ہیں اس میں آزاد اور غلام اور بالغ
اور اہل تمیز اور نابالغ اور مراد اخوت اسلام ہے
کیونکہ یہی رشتہ غالب ہے "

اور پارہ ۵ ۲ صـ۵۹ میں مرقوم ہے۔

المراد الاکبر فی السن اذا وقع التساوی فی الفضل والافیقدم الفاضل فی الفقہ والعلم اذا عارضہ السن ۔	"مراد بڑے سے بلحاظ عمر کے ہے جب بزرگی میں برابری ہو ورنہ بزرگی والا مقدم ہوگا بلحاظ سمجھ اور علم کے جب عمر کا مقابلہ ہو"

اور پارہ ۱۱ صلا میں مرقوم ہے ۔

ان مودۃ الاسلام اعظم من مودۃ القرابۃ ۔	"محبت اسلامی کی بزرگی بڑی ہے محبت قرابت سے"

ناظرین کرام اب مولوی نعیم الدین کے مخصوص و معتمد رأس الطائفہ بدایونی جن کے دیرینہ دہ گورکو جامہ فریب کاری سے مزین کیا گیا ہے ۔ نقل کردہ چند احادیث بھی ملاحظہ کرلیں چنانچہ تنقیح المسائل ص۱۱۵ میں منقول ہے ۔

وقد جاء فی الحدیث ان الشہداء لما راؤا ما عند اللہ لھم من النعمۃ و الراحۃ قالوا لہ سبحانہ من یخبر اخواننا وقد جاء ان الغزاۃ الذین قتلوا اخبروا اخواننا (ایضا ص۱۱۹) ما من رجل یزور قبر اخیہ ، ما من احد یمر بقبر اخیہ المؤمن (ایضا ص۱۶۲) از اشعۃ اللمعات در حدیث از ابی امامہ رضی اللہ عنہ آمدہ است کہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چوں مردیکے از برادران شما (ایضا ص۱۶۷) احد من اخوانکم (ایضا ص۱۷۸) در باب	"حدیث میں آیا ہے کہ شہداء جب اللہ تعالٰے کے پاس دیکھیں گے اپنے لئے نعمتیں اور راحتیں کہیں گے یا اللہ ہمارے بھائیوں کو بھی خبر کرے" "نہیں کوئی آدمی کہ زیارت کرے اپنے بھائی مومن کی قبر کی" "فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مرتا ہے کوئی تمہارا بھائی" "جس وقت مرتا ہے تم میں سے کوئی تمہارا بھائی" "در ساتھ مسلمانوں کے جو تمہارے بھائی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد دفن کے فرمایا استغفار کرو تم لوگ اپنے بھائی کے لئے" "فرمایا جس وقت مرجاوے کوئی تمہارے بھائیوں میں سے"

(حاشیہ: انفسکم و بالمؤمنین اخوانا (ایضا ص۱۶۳) اخوانکم المؤمنین ...)

(حاشیہ: در حدیث آمدہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد از دفن ... استغفار کرنے ...)

(حاشیہ: ... فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ... بھائی ... برادران ...)

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت نے حیات الموات ص۱۰۷ میں نقل کیا کہ خود مصطفٰی صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم نے امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ سے دعا چاہی جب وہ مکہ معظمہ جاتے تھے ارشاد فرمایا

لاتنسنا یااخی من دعائک	"اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھول جانا"

یہ ابوداؤد میں ہے اور احمد و ابن ماجہ کی روایت میں فرمایا ۔

اشرکنا یااخی فی صالح	"بھائی اپنی نیک دعامیں ہمیں بھی شریک کرلینا اور

دعائك ولا تنسنا (مشکوٰۃ ص۱۹۵)
بھول نہ جانا، فرمایا اے میرے چھوٹے بھائی مجھ کو اپنی دعا میں شریک کرنا اور بھولنا مت،،

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی جب دفن میت سے فارغ ہوتے قبر پر ٹھہر کر صحابہ کرام سے ارشاد فرماتے

استغفروا لاخیکم واسئلوا له التثبیت فانه الآن یسأل
اپنے بھائی کے لئے استغفار کرو اور اس کے ثابت رہنے کی دعا مانگو کہ اب اس سے سوال ہوگا،،

رواہ ابوداؤد ص۴۶۳ والحاکم والبیہقی بسند حسن عن عثمان رض ایضاً ص۲۸ ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں حضرت امیر المومنین عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ما من میت یوضع علی سریرہ فیخطی به ثلث خطا الا تکلم بکلام یسمعه ما شاء الله الا الثقلین الجن والانس یقول یا اخوتاه یا حملة نعشاه لا تغرنکم الدنیا کما غرتنی ولا تلعبن بکم کما لعبت بی الخ
جب مردے کو جنازہ پر رکھ کر تین قدم لے چلتے ہیں تو وہ کلام کرتا ہے جسے سب سنتے ہیں جنہیں خدا چاہے سوا جن و انس کے کہتا ہے اے بھائیو اے نعش اٹھانے والو تمہیں دنیا فریب نہ دے جیسا مجھے دیا اور تم سے نہ کھیلے جیسا مجھ سے کھیلی،،

ایضاً ص۲۷ ابن ابی الدنیا کتاب القبور میں اور امام عبد الحق کتاب العاقبہ میں ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی کہ حضور پرنور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

ما من رجل یزور قبر اخیه و یجلس علیه الا استانس ورد علیه حتی تقوم ٭
جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی زیارت قبر کو جاتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے میت کا دل اس سے بہلتا ہے اور جب تک وہ اٹھ نہ جائے مردہ اس کا جواب دیتا ہے،،

ایضاً ابن شاہین کتاب ذکر الموت اور دیگر علماء محدثین نے اپنی تصانیف حدیثیہ میں حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اذا مات احد من اخوانکم
جب تمہارا کوئی مسلمان بھائی مرے،،

نیز مولوی صاحب بریلوی فتاوی رضویہ حصہ سوم مطبع حسنی پریس بریلی کے ص۱۲۱ میں لکھتے ہیں
"اگر کوئی چمار مسلمان ہو تو مسلمانوں کے دین میں اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انما المؤمنون اخوة اور فرماتا ہے فاخوانکم فی الدین (مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں۔ یعنی بعض بھائی ہیں تمہارے دین میں)

اور بہار شریعت حصہ اول صـ۱۵۱ میں لکھتے ہیں۔

اللھم اغفر لاخواننا واخواتنا — "اے اللہ ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو بخش دے"

پس ان تمام احادیث مذکورہ بالا میں نبی کریم شفیق و رحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت مرحومہ اور خصوصاً حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو احکام متعلقہ حیات و ممات میں سب کو بھائی کا خطاب فرمایا۔ پھر کوئی متنفس صغیر و کبیر چھوٹا بڑا اعلیٰ سب درجات و مراتب دینی بھائی ہونے سے خالی اور بری نہیں ہو سکتا کیونکہ حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا (مشکوٰۃ صـ۴۲۳) — "نہیں ہے ہمارے طریقہ ہمارے گروہ ہماری امت میں سے وہ شخص جو رحم نہ کرے ہمارے چھوٹوں پر اور تعظیم و توقیر نہ کرے ہمارے بڑوں کی"

اور فرمایا امام ابو حنیفہ رح نے اپنے شروع وصیت نامہ صـ۱ میں

اعلموا اصحابی واخوانی — "جان لو میرے دوستو اور میرے بھائیو!"

اور فرمایا امام ربانی سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحب رح نے غنیۃ الطالبین صـ۸ میں

وصلوتہ علی سیدنا وسندنا محمد خاتم النبیین وعلی ابویہ المکرمین ابینا آدم والخلیل ابراھیم وعلی جمیع اخوانہ من (النبیین) — "درود ہو ہمارے سردار سیدنا محمد خاتم النبیین اور دونوں باپوں ہمارے سیدنا آدم اور خلیل ابراہیم پر اور تمام آپ کے بھائیوں انبیاء علیہم السلام"

نیز مجموعہ درود کبریت احمر صـ۱۲ میں ہے۔

وصل یا رب علی جمیع اخوانہ من الانبیاء والمرسلین والاولیاء والصالحین الشھداء والصدیقین والملائکۃ المقربین — "اے اللہ درود بھیج اسے رب میرے اوپر تمام بھائیوں ان کے یعنی سب انبیاء اور رسولوں پر اور اولیاء اور صالحین اور شہداء اور صدیقین اور ملائکہ مقربین پر"

الحمد للہ کہ مولوی نعیم الدین کی ساری کذب بیانی بہتان بندی فریب کاری ان چند نصوص قرآن واحادیث اور کلام ائمہ دین خصوصاً اپنے ہی مسلمات سے پورے طور پر طشت از بام ہو کر مثل آفتاب نیم روز کے روشن ہو گئی ورنہ جس قدر نصوص سنت واقوال ائمہ سلف اہل سنت ہمارے سامنے ہیں ان کے پیش کرنے کو ایک دفتر وسیع درکار ہے مگر عاقل منصف کو ایک اشارہ بھی بس ہوتا ہے اور مخالف معاند کو ہزار بار کہنا اور دفتر لکھ جانا بھی کافی نہیں ہوتا جیسی کہ ابوجہل لعین کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت نہ ہوئی تاہم علاوۃ اللہ عز وجل اسی پر جاری ہے کہ گفتہ را اثرے بسیار است چنانچہ پارہ ۲۷

سورہ ذاریات میں ارشاد باری تعالیٰ عزشانہ ہے

وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ "اور سمجھاتا رہ کہ سمجھانا کام آتا ہے ایمان والوں کو"

جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام امت اکابر و اصاغر کو حسب مراتب چھوٹے بڑے افضل و مفضول کو رشتہ بھائی چارہ برشل تسبیح کے دانوں کے منسلک فرمایا اور حضرات صحابہ کرام وغیرہم ائمہ مجتہدین بھی اسی میں سعی کرتے رہے۔

پس یہ محض کذب و افترا کا کس قدر مضطربانہ کلام مولوی نعیم الدین کا ہے کہ صحابہ نے آپ کو بھائی نہ کہا۔ آپ کو بھائی کہنا بے ادبی، توہین، گستاخی جہالت ہے، بلکہ آپ مومنین کے باپ ہیں اور ازواج طاہرات مائیں۔ معاذ اللہ، دروغ بر دروغ ہے تو۔ الٹا چور کو توال کو ڈانٹے، حالانکہ خود مولانا شہید مرحوم نے دوسرے باب تقویۃ الایمان ص۱۳۵ میں آیت پارہ ۲۱ سورہ احزاب اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ پیش کی ہے، اگر امت کے آپ باپ ہیں تو بھائی بھی یقیناً ہیں نہ یہ نسبی باپ اور بھائی، چنانچہ خود قرآن کریم نے تصریح فرمائی پارہ ۲۲ سورہ احزاب ہی میں۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ "محمد باپ نہیں تمہارے مردوں میں کسی کے"

اگر بھائی کہنا بے ادبی ہے تو باپ کہنا بدرجہ اولیٰ بے ادبی ہوگی جس طرح خصوصاً حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ایک درجہ میں آپ اگر باپ ہیں تو دوسری صورت میں بزرگ و برتر بھائی بھی ہیں۔ ورنہ پھر ان کی دونوں صاحبزادیاں عائشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما آپ کے حرم محترم میں کیونکر آ سکتیں۔ اگر ازواج مطہرات ایک درجہ میں ان کی بیٹیاں تھیں تو دوسری حیثیت میں وہی دینی مائیں اور بہنیں بھی تھیں۔ پھر اگر آپ باپ ہیں اور بھائی کہنا بے ادبی تو ازواج مطہرات کے ام المومنین ہونے سے باپ کے مقابلہ میں بحکم حدیث صحیحین ماؤں کا درجہ تین حصہ زائد ہے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے سے ازواج مطہرات کا درجہ بڑھ گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فداہ امی و ابی کا مرتبہ گھٹ نہ جاوے گا۔ معاذ اللہ منہ یہ سب مولوی نعیم الدین کے مردودہ خیالات کے کرتوت اور منقولوں کے نتائج بد ہیں جس کا باعث محض غیض و عناد قلبی قرآن و حدیث اور علمائے ربانیین ہے۔ کیونکہ خود ہی کہا کہ آپ دینی باپ ہیں بھائی کہنا بے ادبی ہے۔ تو جب دینی باپ ہوئے تو دینی بھائی بھی ہوئے۔ اس سے کون امر مانع ہے۔ یہ امر خود حدیث سے ثابت ہو چکا اور بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر مثل باپ کے حق کے ہونا بھی ثابت ہو چکا۔ حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق و مراتب فضل و کمالات پر سارے جہان کے باپوں بھائیوں کی بصد ہزار جان و مال عزت و آبرو

قربان و فدا ہیں۔ کیونکہ آپ کی بزرگی بڑائی تمام عالم سے اعلیٰ و اشرف و برتر ہے نہ آپ کے مرتبہ عظمت کو کوئی پہنچا نہ پہنچ سکتا ہے۔ ممکن ہی نہیں۔ بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اسی لئے آپ ہر کمال میں سب کے بڑے اور سب آپ سے چھوٹے ہیں۔ معہذا جس طرح صحابہ کرام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کرنے سے پہلے فداک ابی و امی کہتے یعنی "قربان ہوں آپ پر یا رسول اللہ ماں باپ ہمارے"، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح فرمایا۔ چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۲۵ صفحہ ۶۱ میں روایت ہے کہ آپ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رض سے فرمایا۔

فداک ابی و امی — "یعنی قربان ہوں میرے ماں باپ تجھ پر"

فتح الباری شرح صحیح بخاری میں مرقوم ہے۔

ومن حدیث ابن مسعود ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لاصحابہ فداکم ابی و امی ومن حدیث انس انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال مثل ذلک للانصار۔

"اور حدیث عبد اللہ بن مسعود رض میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے صحابہ سے تمہارے اوپر قربان ہوں میرے ماں باپ" اور حدیث انس رض میں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مثل اسی کے انصار سے"۔

رہا علمائے دیوبند کا فتویٰ تو اس کو فریبانہ طور سے جاہلوں کے سامنے لانا سراسر بطالت پر مبنی ہے کیونکہ اس میں صاف تصریح ہے کہ جو اس کا قائل ہو کہ ہم پر بس اتنی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر تو یہ عقیدہ دائرہ ایمان سے خارج ہے۔

بیشک یہ صحیح ہے مگر تقویۃ الایمان میں ہرگز کوئی حرف اس قائل کے عقیدہ مردودہ خبیثہ کے موافق نہیں ہے۔ بلکہ حضرات انبیاء کے متعلق مطابق حدیث اس میں یہ ہے "کہ ان کو اللہ نے بڑائی دی۔ وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں۔ سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہیئے نہ خدا کی سی"۔ یعنی ان کو اللہ تعالیٰ نے سارے عالم پر بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم سب عالم کے لوگ ان کے چھوٹے ہیں۔ ہم سب کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ نہ کہ بس مانند اپنے نسبی بڑے بھائی کے برابر معاذ اللہ منہ چنانچہ خود مولوی صاحب بریلوی نے الزبدۃ الزکیہ صفحہ ۸۰ میں بھی لکھا۔

"مخلوق میں نہایت عظمت انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے لئے ہے"۔

پھر اسی کے ساتھ مولوی صاحب بریلوی کا یہ مقولہ ان کے رسالہ جزاء اللہ عدوہ کے صفحہ ۶۵ کو ملا کر دیکھئے

کرامت کا راعی کس پیار کی نظر سے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا ہے"۔

پس کیا یہ آسمان کا تھوکا اپنے منہ پر آنے کی مثال نہیں ہے۔ کہ تمام امت مرحومہ خصوصاً حضرات صحابہ ائمہ تابعین اولیائے کاملین مقتدایان دین سب کو جانور بکریوں کے مشابہ ٹھہرا دیا گیا اور آپ علیہ الصلاۃ والسلام کو چرواہا۔ نعوذ باللہ منہ۔

مسئلہ بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قولہ ص ۲۴۸-۲۵۰ تقویت الایمان میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھائی کہنے کے ساتھ بندہ عاجز بھی کہا ہے۔ یہ بھی ترک ادب ہے۔ ردالمحتار جلد ۵ ص ۴۹۷ میں ہے۔ لا یجوز ان یقال انہ فقیر وغریب مسکین یہانتک تقویۃ الایمان والے نے حضور کا مرتبہ گھٹاتے گھٹاتے بھائی کے درجہ میں رکھا۔ اب اس سے بھی آگے بڑھتا ہے اور لکھتا ہے۔ جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو۔ سو اس میں بھی اختصار ہی کرو۔ تقویۃ الایمان ص۵۷ اس عناد کو دیکھئے کم کرتے کرتے بشر کی سی تعریف رکھی وہ بھی گوارا نہیں تو کہتا ہے اس میں بھی اختصار ہی کرو مطلب یہ ہے کہ تعریف بالکل نہ ہو پہلے کفار بھی انبیاء علیہم السلام کو بشر کہتے تھے۔ قرآن پاک نے ان کا مقولہ نقل فرمایا

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَا اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ

"تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی"

مولانا روم فرماتے ہیں

همسری با انبیاء برداشتند — اولیاء را همچو خود پنداشتند
گفته اینک ما بشر ایشاں بشر — ما و ایشاں بستهٔ خوابیم و خور

انبیاء علیہم السلام ظاہر میں بشر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کمالات عطا فرماتا ہے ان کمالات کو چھوڑنا اور لفظ بشر سے ان کا ذکر کرنا یقیناً بے ادبی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس شخص کے دل عظمت نہیں اور انبیاء علیہم السلام کے مراتب و کمالات کا اظہار اس کو گوارا نہیں۔ یہ کبھی نہیں کہتے کہ خبردار ہمیں مولانا نہ کہو مولیٰ تو اللہ تعالیٰ ہے حدیث میں ہے اللہ مولنا مگر انبیاء علیہم السلام کی تعریف کو روکتے ہیں۔ آیت وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ آیت لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ وہابیہ سے کہو اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو یہ مرتبہ دیا جو نہ کسی بادشاہ کو میسر نہ کسی امیر کو۔ بے ادبو تم حضور کی شان میں بشر کا لفظ کہتے ہو۔ اللہ تعالیٰ حضور کے فرمانبردار غلاموں کو بھی اس طرح نہیں پکارتا یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے ساتھ مخاطب بناتا ہے۔ آدمی کہہ کر یَا اَیُّھَا النَّاسُ کے ساتھ اکثر

اپنے اور حضور کے دشمنوں کو خطاب کرتا ہے۔ آیت لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا - انبیاء کی بشریت ظاہر ہوتی ہے ان کے بواطن وارواح رتبہ بشر سے اعلیٰ ہوتے ہیں شفاء قاضی عیاض جلد ۲ صلہ ۹۹ میں ہے

فظواھرھم واجسامھم وبنیتھم متصفة باوصاف البشر طارعلیھا ما یطرأ علی البشر من الاعراض والاسقام والفناء والموت ونعوت الانسانیة وارواحھم وبواطنھم متصفة باعلی من	"انبیاء کے ظواہر واجسام بشری اوصاف کے ساتھ متصف ہیں اور ان پر بشری اعراض واسقام بیماری وموت طاری ہوتے ہیں اور انبیاء کی ارواح اور ان کے بواطن ایسے اوصاف کے ساتھ متصف ہیں جو بشریت سے اعلیٰ ہیں"

حضرت شیخ عبدالحق محدث رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۴ صفحہ ۵ میں فرماتے ہیں

"انبیاء علیہم السلام جائز ست برایشاں طریان عوارض بشری از آفات وتغیرات وآلام واسقام آنچہ جائز ست بر سائر بشر وگذاشتہ شدہ ست اجسام وظواہر ایشاں برحد بشریت وجبلت واما ارواح وبواطن ایشاں معصوم ست اناں ومتعلق بملأ اعلیٰ"

مولوی محمد قاسم نانوتوی قصائد قاسمی صلہ ۶ میں لکھتے ہیں

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت | نہ جانا کون ہے کچھ بھی کسی نے جز ستار

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ آیت کریمہ وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"یعنی البتہ ہر حالت آخر بہتر باشد ترا از حالت اول تا آنکہ بشریت ترا اصلاً وجود نماند وغلبہ انوار حق بر تو علی سبیل الدوام حاصل شود"

مگر تقویۃ الایمان والے کی سیاہ دلی دیکھئے کہ وہ حضور کی اور تمام انبیاء کی سرداری کی قدر دلوں سے کم کرنے کے لئے کیسی کیسی ناقص تشبیہیں دیتا ہے۔ تقویۃ الایمان صلہ ۲ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے۔ وہابیو کبھی تو انصاف کی کہہ دو۔ کیا یہ کلمے شان انبیاء کی تنقیص اور ان کے ساتھ تمسخر نہیں ہیں۔ قرآن وحدیث حضور کی عظمت سے بھرے ہوتے ہیں۔ سب کو چھوڑ کر چودھری کہتا ہے تو ارکین سلطنت اور وزیر کس کو سمجھتا ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی وَلَسَوْفَ يُعْطِيْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

"ایشاں رواں بعد در جناب خداوندی بمنزلہ وزیر از بادشاہ باشند"

اقول وباللہ التوفیق لادب الخالق وادب ذوی الاحترام من المخلوق حسب مراتبھم بیشک تقویۃ الایمان میں بادشاہ حق تعالیٰ اور اس کے سچے رسول برحق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، انسانوں کو انسانوں کا مومنوں کو مومنوں کا بھائی اور تمام عالم کے برتر بزرگ مقدس سید الثقلین خاتم النبیین سید المرسلین شفیع المذنبین الموحدین علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو سب کا معظم ومکرم بھائی اور سب کو آپ کا متبع فرمانبردار چھوٹا بھائی کہا ہے یہی نہایت مقتضائے محبت وادب اور تابع ہے جو اس کو ترکِ ادب کہے خود بے ادب بد نصیب نامراد ہے جس طرح اس کی تفصیل عنقریب ہی گزر چکی۔ ورنہ مخلوقات بلحاظ عبدیت حق تعالیٰ کے مقابلہ میں محض عاجز ولاچار اور محتاج ہے خواہ کوئی بڑا ہو یا چھوٹا کچھ قدرت کسی کو نہیں وہی ذات پاک قادر ہر شئے پر ہے قُلْ هُوَ الْقَادِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (الانعام) مگر جس قدر جس کو قدرت وقوت عطا فرمائی برخلاف اس کے مولوی نعیم الدین نے اپنے نشۂ شرکیات میں عاجز بندوں کو قادر جان کر ان سے مرادیں حاجتیں طلب کرنے کے عقیدے انکو عالم الغیب مان کر عوام کو شرک میں مبتلا کرکے پیسہ کمانے کا ڈھنگ نکالا ہے۔ خود مولوی نعیم الدین کے مقتدا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے احکام شریعت حصہ اول صـ۷ میں لکھا

"اعتقاد کرے کہ بے حکم خدا ذرہ نہیں ہل سکتا اور اللہ عزوجل کے دیئے بغیر کوئی حبہ نہیں دے سکتا ایک حرف نہیں سن سکتا پلک نہیں ہلا سکتا"

نیز ملفوظ حصہ سوم صـ۹ میں لکھتے ہیں

"نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے"

نیز ملفوظ حصہ چہارم صـ۲۷ میں لکھتے ہیں،

"فرمایا گیا تمہارا دین یہ ہے اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ عبد پہلے ہے رسولہ بعد کو کہ عبد کے درجے سے نہ بڑھا دینا، ورنہ کیا جانئے کیا ہوتا"

چنانچہ بکثرت نصوص قرآن واحادیث اور اقوال ائمہ علمائے کرام میں وارد ہے۔ فرمایا حق تعالیٰ نے قرآن پاک پ۲۲ سورہ فاطر میں

يَا أَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ

"اے لوگو تم محتاج ہو اللہ کی طرف اور اللہ ہی ہے بے پرواہ سب خوبیوں والا"

تفسیر جلالین میں ہے

بکل حال

"ہر حال میں اللہ کی طرف فقیر ومحتاج ہو"

اور فرمایا پارہ ۲۶ سورہ محمد میں

وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ "اور اللہ بے نیاز ہے اور تم محتاج ہو"

مشکوٰۃ باب الاستسقاء ص۱۳۲ میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں پڑھا اے اللہ تو ہی معبود ہے نہیں تیرے سوا کوئی معبود

انت الغنی ونحن الفقراء ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ "تو غنی ہے اور ہم فقیر ہیں"

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ا ص۵۵۴ میں اس حدیث کا یہ ترجمہ فرماتے ہیں

توئے بے نیاز وما نیاز مندانیم ومحتاجیم۔ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ ‏ "توہی بے نیاز اور ہم نیازمند اور محتاج ہیں"

نیز مشکوٰۃ باب فضل الفقراء ص۴۴۷ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین فقالت عائشۃ لم قال انھم یدخلون الجنۃ قبل اغنیاءھم باربعین خریفا شیخ موصوف اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص۲۱۹ میں اس حدیث کا یہ ترجمہ فرماتے ہیں۔

خداوندا زندہ دار مسکین وبمیران مرا مسکین وبرانگیز مرا در گروہ مسکینان پس پرسید عائشہ برائے چہ طلبی ایں را یا رسول اللہ! وسبب آن چیست گفت آنحضرت در جواب عائشہ زیرا کہ ایشاں یعنی فقراء ومساکین مے درآیند بہشت را پیش از اغنیاء بچہل سالی ازیں جا ایں توہم میشود کہ مگر فقراء پیش از اغنیاء بہ بہشت درآیند اگرچہ پیغمبران باشند غالباً مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجرد اظہار فضل وشرف فقراء است وطلب تقدم خود نیست برانبیاء خوف تاخر وے بر تقدیر غنا از انبیاء کہ فقراء اند نہ خوف تاخر خود از فقراء غیر انبیاء، فافہم

"خداوندا زندہ رکھ مجھ کو مسکین اور مجھ کو مار مسکین اور اٹھا مجھ کو مسکینوں کے گروہ میں پس دریافت کیا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے کس شے کی طلب دعا کرتے ہیں آپ یا رسول اللہ اور سبب اس کا کیا ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں عائشہ رض کے کیونکہ فقراء اور مساکین داخل ہونگے بہشت میں اغنیاء سے چالیس برس پہلے اس جگہ یہ وہم ہوتا ہے کہ فقراء جو پہلے اغنیاء سے بہشت میں داخل ہوں گے اگرچہ پیغمبر ہوں غالباً مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا محض اظہار فضل وشرف فقراء کا ہے اور طلب کرنا اپنے تقدم کا ہے انبیاء پر خوف تاخر اپنے کا بر تقدیر غناء سے کہ فقراء انبیاء ہیں۔ نہ خوف تاخر اپنے کا فقراء غیر انبیاء سے تافہم"

علی ہذا حضرت شیخ شرف الدین احمد یحییٰ منیری رح المتوفی ۷۸۲ھ جن کی نسبت شیخ عبدالحق محدث

دہلوی رح اخبار الاخیار ص۱۱۳ میں فرماتے ہیں۔ کہ آپ ہندوستان کے مشاہیر مشائخ سے ہیں آپ کے مناقب بیان کرنے کی بوجہ شہرت حاجت نہیں آپ کی تصانیف عالی ہیں منجملہ ان کے مکتوبات مشہور ترین تصانیف ہیں جن میں آداب طریقت و اسرار حقیقت درج ہیں، چند مکتوب بطور تبرک درج کئے گئے ہیں الخ نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ دوم ص۴۵ میں آپ کو مستند مان کر لکھا ہے حضرت یحییٰ منیری الخ

آپ اپنے مکتوب پنجاہ و ششم ص۲۴۲ میں فرماتے ہیں۔

"انبیار و اولیار و سلاطین و امرا و ملوک چندیں چیز خواہند کہ شود و نشود و چندیں چیز خواہند کہ نشود و شود پس بہ آنچہ حکم کردہ است رضا باید داد و ہم تسلیم باید شد و بندگی پیش باید گرفت چنانکہ بندہ را از مرگ چارہ نیست از بندگی نیز چارہ نیست شود آنچہ خواست اوست جل جلالہ"

اور حضرت شیخ عبد القدس گنگوہی رح المتوفی ۹۴۴ھ مکتوب صد و پنجاہ و نہم ص۳۱۱ میں فرماتے ہیں

"در مقام عبودیت و صحت عقل بمقابلہ عالم ربوبیۃ ہمہ را سرگردانی است چہ انبیار و چہ اولیار۔ این عالم قضار و قدر است و عالم مشیت کمر شکن انبیار و اولیار است بسا چیز خواہند نشود ہر چند کہ صاحب ولایت و صاحب تصرف اند جز عجز و زاری و ابتہال راہ نیست و جز بندگی و سر افگندگی چارہ درگاہ نیست"

اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ا ص۱۹ میں فرماتے ہیں

حضرت حق فرمودہ ای داؤد چوں خود را از شکر من عاجز دانستی ادائے شکر من کردی۔

"حضرت حق تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد جب تونے اپنے آپ کو میرے شکر کرنے سے عاجز جانا میرا ادائے شکر کیا"

اور ص۲۴ میں فرمایا

آنچہ ماسوائے او تعالیٰ است ممکن و فقیر یعنی محتاج بجناب اوست۔

"جو کچھ سوائے حق تعالیٰ کے ہے ممکن و فقیر یعنی محتاج اس کی ذات پاک کی طرف ہے"

نیز ص۱۶۴ میں فرماتے ہیں۔

یافتن منصب رسالت و نبوت بسبب خلوص بندگی و کمال عبودیت است۔ ذکر الاصل یغنی عن ذکر الفرع و لنعم ماقیل
داغ غلامیت کرد پایہ خسرو بلند
میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید

"پانا منصب رسالت اور نبوت کا خلوص بندگی اور کمال عبودیت کے ساتھ ہوتا ہے اور ذکر کرنا اصل کا بے پرواہ کرتا ہے فروع کے ذکر کرنے سے اور کیا خوب کہا گیا
تیری غلامیت کے داغ نے مرتبہ خسرو کا کر دیا بلند
میر ولایت ہوا بندہ کہ جس کو سلطان نے خریدا"

پس از جہت اظہار شرف عبودیت لفظ عبدنا مناسب تر افتاد چنانچہ در انزل علی عبدہ الکتاب وانزل الفرقان علی عبدہ و دیگر آیات مرعی شدہ	پس یوں ہم اظہار کرنے شرف عبودیت کے لفظ عبدنا کا زیادہ مناسب ہوا چنانچہ آیت کریمہ میں ہے "نازل کیا اپنے بندہ پر کتاب کو" اور "نازل کیا فرقان کو اپنے بندہ پر" اور دیگر آیات میں اس امر کی رعایت فرمائی گئی ہے"

نیز ص۲۴۲ میں فرماتے ہیں

وحضرت یعقوبؑ فقیر و بے مایہ ماندند۔	"حضرت یعقوب علیہ السلام فقیر و بے مایہ رہ گئے"

اور تفسیر فتح العزیز ج ۲ پارہ ۲۹ ص۱۲۱ میں مرقوم ہے

ہیچ مخلوق گو مظہر کامل باشد از درجہ کمال او ناقص است۔	"کوئی بھی مخلوق گو مظہر کامل ہو وہ اس کے درجہ کمال سے ناقص ہے"

اور ج ۲ پارہ ۳۰ ص۲۷۸ میں مرقوم ہے

در روز قیامت کہ ہمہ اولین و آخرین و انبیاء و مرسلین در حالت تشنگی محتاج بآب حوض او شوند	"قیامت کے روز کہ تمام اولین و آخرین اور انبیاء و مرسلین علیہم السلام حالت تشنگی میں محتاج آپ کے حوض کے پانی کے ہونگے"

نیز ص۲۸۹ میں مرقوم ہے

صمد آن است کہ محتاج کس نہ بود و ہمہ محتاج او باشند۔	"صمد وہ ذات پاک ہے کہ کسی کی محتاج نہ ہو اور تمام اسی کے محتاج ہوویں"

چنانچہ حضرت شیخ سعدیؒ بوستان باب ہفتم در توبہ ص۳۲۷ میں فرماتے ہیں

دل اندر صمد باید اے دوست بست ۔۔۔ کہ عاجز تر اند از صنم ہر کہ ہست

پس الحمد للہ عظمت توحید ربوبیت مقام الوہیت حق تعالیٰ اعز اسمہ کے مقابلہ میں بتا یئکہ تقویۃ الایمان تمام بندگان مخلوقات کا عاجز و محتاج ہونا بخوبی واضح ہوا مولوی نعیم الدین کا اپنی حماقت و جہالت سے بندوں کے حق میں اس کو ترک ادب قرار دے کر عبارت رد المحتار کو کاٹ چھانٹ کے بے محل فریبانہ نقل کرنا شرکانہ سفاہت ہے، حالانکہ اس میں لفظ لا یجوز ہے نہ کہ لا یجوز جس کی تفصیل اوپر سے یہ ہے۔

فلا یقال محمد عز وجل وان کان عزیزا جلیلا و یجب ذکرہ صلی اللہ علیہ وسلم باسماء معظمۃ فلا یجوزان یقال انہ فقیر	"پس نہ کہے محمد عز و جل اگرچہ آپ عزیز جلیل ہیں اور واجب ہے ذکر کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کا بزرگی کے ساتھ پس جائز نہیں ہے فقیر غریب مسکین وغیرہ کہنا"

پس اس میں دو مقام ہیں اولاً صفات الوہیت باری تعالیٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ شامل نہ کرنا کیونکہ درجہ عبودیت سے بڑھا دینا لازم آتا ہے ثانیاً مرتبہ رسالت جو تمام مراتب عبدیت میں اشرف واعلیٰ اور برتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آپ کی بزرگی آپ کا اسم مبارک تمام لوگوں کے مقابلہ میں عزت وتکریم کے ساتھ لیا جانا یہی حاصل تقویۃ الایمان کے مراتب مقامات توحید اور عبدیت ورسالت کے درجات کا ہے۔ ہرگز اس میں معاذ اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کہیں ایک حرف مخلوقات کے مقابلہ میں فقیر غریب مسکین کا نہیں لکھا یہ محض کذب وافترا وعناد وبغض ہے۔ بلکہ خود تقویۃ الایمان میں توحید حق تعالیٰ کے ساتھ ساتھ شرف وکمالات رسالت وعظمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم صراحتاً مرقوم ہیں چنانچہ بہت سے حوالہ اوپر گذر چکے اور آئندہ انشاء اللہ العزیز نقل ہوں گے

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ!

ناظرین کرام اس مقام پر صرف خاتمہ تقویۃ الایمان کی نقل کردہ حدیث ہی مع فائدہ ملاحظہ فرمالیں۔

"ما اخرج رزین عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی لا ارید ان ترفعونی فوق منزلتی التی انزلنیہ اللہ تعالیٰ انا محمد بن عبد اللہ ورسولہ[۱] یعنی رزین نے ذکر کیا انس نے نقل کیا کہ فرمایا پیغمبر خدا نے کہ بیشک میں نہیں چاہتا کہ بڑھا دو تم مجھ کو زیادہ اس مرتبہ سے کہ اللہ نے بخشا ہے مجھ کو سو میں تو یہی محمد ہوں بیٹا عبد اللہ کا کہ اللہ کا بندہ ہی ہوں اور اس کا رسول ف یعنی جیسے اور سردار اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں سو پیغمبر ان سے نہ تھے کیونکہ اور سرداروں کو مبالغہ کرنے والوں کے دین سے کچھ کام نہیں ہوتا خواہ درست رہے خواہ بگڑ جاتے اور پیغمبر خدا اپنی امت کے بڑے مربی وشفیق تھے اور ان پر مہربان اور رات دن ان کو اپنی امت کے دین ہی درست کرنے کا فکر تھا سو جب انہوں نے معلوم کیا کہ میری امت کے لوگ مجھ سے بڑی محبت رکھتے ہیں۔ اور بہت احسان مند اور یہ دستور ہے کہ جب کسی کو کسی کی محبت ہوتی ہے تو اپنے محبوب کے خوش کرنے کو اس کی تعریف میں حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اور جو کوئی پیغمبروں کی تعریف میں حد سے بڑھے گا تو خدا ہی کی بے ادبی کرے گا اور اس سے اس کا دین بالکل برباد ہو جاوے گا۔ اور پیغمبر کا اصل دشمن بن جاوے گا۔ سو اسی لئے فرمایا مجھ کو مبالغہ خوش نہیں آتا سو میرا نام محمد ہے نہ اللہ نہ خالق نہ رازق اور سب آدمیوں کی طرح اپنے باپ ہی سے پیدا ہوا ہوں اور بندہ ہی ہونا میرا فخر ہے مگر اور سب لوگوں سے امتیاز مجھ کو یہی ہے کہ اللہ کے احکام سے میں واقف ہوں۔ اور لوگ غافل سو ان کو اللہ کا دین مجھ سے سیکھنا چاہئے سو اے مالک ہمارے اپنے ایسے پیغمبر رحیم وکریم پر ہزار ہا صلوٰۃ وسلام بھیج اور انہوں نے جیسا ہم جاہلوں کو دین کے سکھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی سو تو ہی اس کوشش کی قدردانی کر کہ ہم تو ایک عاجز بندے ہیں محض بے مقدور سو جیسا تو نے اپنے فضل سے ہم کو شرک وتوحید کے معنی خوب سمجھائے اور لا الٰہ الا اللہ کا مضمون تعلیم کیا اور مشرک لوگوں میں سے نکال کر موحد پاک مسلمان بنایا اسی طرح اپنے

[۱] اس حدیث کے لئے نیز دیکھئے البدایہ والنہایہ از حافظ ابن کثیر ج ۲ ص ۴۴ ج ۶ و مجمع الزوائد ص ۲۱ ج ۹ (ع - ح)

فضل سے بدعت وسنت کے معنی خوب سمجھا اور محمد رسول اللہ کا مضمون خوب تعلیم کراور بدعتی بدمذہبوں میں سے نکال کر سنی پاک متبع سنت کا کر آمین یا رب العالمین ۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

اب ناظرین تقویۃ الایمان کے ہمراہ چند اقوال بریلویہ بغور انصاف ملاحظہ فرمادیں، مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے والد نے جواہر البیان صہ ۲ و صہ ۸ میں لکھا ہے۔

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے قطع نظر ان نعمتوں اور عنایتوں کے صرف ربوبیت والوہیت مقتضی اس کی ہے کہ اس کی بندگی و عبادت کی جاوے قال تعالیٰ وتقدس انا ربکم فاعبدون طو دیکھو یہ تفریع اس مدعا میں صریح ہے حضرت رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں افلا اکون عبدا شکورا ۔ ایضاً صہ ۲۷ میں لکھتے ہیں جب بندہ نماز میں کہ بادشاہ حقیقی کا دربار ہے عیوب نفس و خبث باطن کو خیال کرتا اور سمجھتا ہے کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ جو ظاہر و باطن سے آگاہ ہے میرے عیبوں کو دیکھ رہا ہے یا حضرت احدیت جل جلالہ کی عظمت تصور کرتا ہے اور کہتا ہے اس دربار میں مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر بنہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیا و اصفیا کس ادب و تعظیم سے بندگی بجالاتے ہیں ۔ ایضاً صہ ۲۱ و صہ ۲۳ میں لکھتے ہیں مخلوق و ممکنات سے کہ خود محتاج اور اپنی حدوث میں ہالک ہیں دست بردار ہو کر مالک کائنات و خلق ارض و سماوات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی و دائم ہے اور سب اس کے محتاج ہیں" "و بندہ وہ ہے کہ مراد و مقصود اس ذات مطلق کے سوا دوسری چیز نہ ہو اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو پست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب سے پاکی اسی کے لئے سمجھے ،، علی ہذا خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ اول صہ ۶۹ میں لکھا ہے "خطبہ میں عز جلالہ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے یہ قلبی محبت نہیں قلبی محبت وہی ہے کہ شریعت کے دائرہ میں رہے اس میں اپنی اصلاح کی مداخلت نہ کرے ،، "حضور اقدس اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرمایا ہے مسیح علیہ الصلاۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہو گئے " "حضور اقدس بالمومنین رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر لحظہ اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرمادی کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول،،

پس اگر مولوی نعیم الدین صاحب کے بقول تقویۃ الایمان میں بندہ عاجز کہنا ترک ادب ہے تو خود اپنے مسلمہ اکابر کا خصوصاً بدرجہا زائد بے ادب ہونا لازم آیا اور ساری تعلی تہ خاک ہو گئی، پھر مولوی نعیم الدین نے مرتبہ عبودیت و بشریت کو بے ادبی قرار دیا جو تمام مراتب خلق میں خصوصاً حضرات انبیاء علیہم السلام کے لئے اشرف و اعلیٰ ہے۔ عبدیت و بشریت سے بڑھا کہ مرتبہ الوہیت ذات پاک حق تعالیٰ میں داخل کرنا کہ وہ ذرہ ذرہ عالم پر عالم الغیب حاضر و ناظر متصرف فی الامور اور حاجت روا مشکل کشا ہیں کس درجہ معاذ اللہ ظلم عظیم ہے

کیونکہ انسان اشرف المخلوقات ہی ہیں تمام انبیاء و مرسلین علیہم السلام اسی شرف بشریت و عبودیت سے ممتاز و منتخب فرمائے گئے۔ مگر برخلاف اس کے محض تقویۃ الایمان کی ضد و عناد میں حضرات انبیاء علیہم السلام کا شرف بشریت مٹانے کے لئے کفار کا مقولہ قرآن پاک سے ماھذا الا بشر مثلکم نقل کیا جاتا ہے، جو پ۱۸ سورہ مومنون رکوع ۲ میں وارد ہے۔ حالانکہ آیت میں فقال الملأ ہے نہ کہ و قال الملأ معاذ اللہ قرآن میں بھی تحریف و اصلاح کی مداخلت جاری ہے۔ پھر ان جیسے مقولے کفار کے قرآن پاک میں بکثرت وارد ہیں کہ وہ لوگ اپنے زعم باطل میں انکار نبوت و رسالت کر کے محض اپنا جیسا بشر کہتے ہیں کہ فلاں کام کر کے دکھاؤ تب ایمان لادیں چنانچہ اسی آیت مذکورہ کے چند آیات بعد مذکور ہے (رکوع ۳)

وَقَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَكَذَّبُوا بِلِقَاءِ الْآخِرَةِ وَأَتْرَفْنَاهُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا مَا هَٰذَا إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يَأْكُلُ مِمَّا تَأْكُلُونَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا تَشْرَبُونَ ۝ وَلَئِنْ أَطَعْتُمْ بَشَرًا مِثْلَكُمْ

"اور بولے سردار اس کی قوم کے جو منکر تھے اور جھٹلاتے تھے آخرت کی ملاقات کو اور آرام دیا تھا ہم نے ان کو دنیا کے جینے میں اور کچھ نہیں یہ مگر ایک آدمی ہے جیسے تم کھاتا ہے جس قسم سے تم کھاتے ہو پیتا ہے جس قسم سے تم پیتے ہو اور کبھی تم چلے کہے پر ایک آدمی کے اپنی برابر کے تو تم بیشک خراب ہو گئے"

اور پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل میں مذکور ہے

وَقَالُوا لَنْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْأَرْضِ يَنْبُوعًا ۝ أَوْ تَكُونَ لَكَ جَنَّةٌ مِنْ نَخِيلٍ وَعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْأَنْهَارَ خِلَالَهَا تَفْجِيرًا ۝ أَوْ تُسْقِطَ السَّمَاءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا أَوْ تَأْتِيَ بِاللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ قَبِيلًا ۝ أَوْ يَكُونَ لَكَ بَيْتٌ مِنْ زُخْرُفٍ أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ وَلَنْ نُؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتَّىٰ تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتَابًا نَقْرَؤُهُ ۗ قُلْ سُبْحَانَ

"اور بولے ہم نہ مانیں گے تیرا کہا جب تک تو نہ بہا نکالے ہمارے واسطے زمین سے ایک چشمہ یا ہو جاوے تیرے واسطے ایک باغ کھجور اور انگور کا پھر بہاوے تو ان کے بیچ نہریں چلا کر یا گرا دے آسمان ہم پر جیسا کہا کرتا ہے ٹکڑے ٹکڑے یا لے آ اللہ کو اور فرشتوں کو ضامن یا ہو جاوے تجھ کو ایک گھر سنہرا یا چڑھ جاوے تو آسمان میں اور ہم یقین نہ کریں گے تیرا چڑھ جانا جب تک نہ اتار لاوے ہم پر ایک لکھا جو ہم پڑھ لیں تو کہہ سبحان اللہ میں کون ہوں مگر ایک آدمی بھیجا ہوا"

اور پارہ ۱۶ سورہ کہف میں مذکور ہے۔

قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَىٰ إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ

"تو کہہ میں بھی ایک آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تمہارا صاحب ایک ہی صاحب ہے"

اور پارہ ۱۷ سورہ انبیاء میں مذکور ہے

وَاَسَرُّوا النَّجْوَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا هَلْ هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَفَتَاْتُوْنَ السِّحْرَ وَاَنْتُمْ تُبْصِرُوْنَ

"اور چپکے مصلحت کی بے انصافوں نے یہ شخص کون ہے؟ ایک آدمی ہے تم ہی سا پھر کیوں پڑتے ہو جادو میں آنکھوں دیکھتے"

اور پارہ ۱۸ سورہ فرقان میں مذکور ہے

وَقَالُوْا مَالِ هٰذَا الرَّسُوْلِ يَاْكُلُ الطَّعَامَ وَيَمْشِيْ فِي الْاَسْوَاقِ لَوْلَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مَلَكٌ فَيَكُوْنَ مَعَهٗ نَذِيْرًا اَوْ يُلْقٰٓى اِلَيْهِ كَنْزٌ اَوْ تَكُوْنُ لَهٗ جَنَّةٌ يَّاْكُلُ مِنْهَا وَقَالَ الظّٰلِمُوْنَ اِنْ تَتَّبِعُوْنَ اِلَّا رَجُلًا مَّسْحُوْرًا

"اور کہنے لگے یہ کیسا رسول ہے کہ کھاتا ہے کھانا اور پھرتا ہے بازاروں میں کیوں نہ اترا اس کی طرف کوئی فرشتہ کہ رہتا اس کے ساتھ ڈرانے کو یا آپڑتا اس کے پاس خزانہ یا ہو جاتا اس کو ایک باغ کہ کھایا کرتا اس میں سے اور کہنے لگے بے انصاف تم ساتھ پکڑتے ہو ایک مرد جادو مارے کا"

نیز پارہ ۱۸ سورہ فرقان میں مذکور ہے

وَمَآ اَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ اِلَّآ اِنَّهُمْ لَيَاْكُلُوْنَ الطَّعَامَ وَيَمْشُوْنَ فِي الْاَسْوَاقِ وَجَعَلْنَا بَعْضَكُمْ لِبَعْضٍ فِتْنَةً اَتَصْبِرُوْنَ وَكَانَ رَبُّكَ بَصِيْرًا وَقَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ نَرٰى رَبَّنَا لَقَدِ اسْتَكْبَرُوْا فِيْٓ

"اور جتنے بھیجے ہم نے تجھ سے پہلے رسول سب کھاتے تھے کھانا اور پھرتے تھے بازاروں میں اور ہم نے رکھا ہے ایک دوسرے کے جانچنے کو دیکھیں ثابت رہتے ہو اور تیرا رب سب دیکھتا ہے اور بولے جو لوگ امید نہیں رکھتے کہ ہم سے ملیں کیوں نہ اترے ہم پر فرشتے یا ہم دیکھتے اپنے رب کو بہت بڑائی رکھتے ہیں اپنے جی میں اور سر چڑھ رہے ہیں بڑی شرارت میں"

اور پارہ ۱۹ سورہ شعرا میں مذکور ہے

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ مَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ

"بولے تجھ پر تو کسی نے جادو کیا ہے تو بھی ایک آدمی ہے جیسے ہم سو لے آ کچھ نشانی اگر تو سچا ہے"

نیز پارہ ۱۹ سورہ شعرا میں مذکور ہے۔

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِيْنَ فَاَسْقِطْ عَلَيْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ

"بولے تجھ کو تو کسی نے جادو کیا ہوا ہے اور تو بھی ایک آدمی جیسے ہم اور ہمارے خیال میں تو تو جھوٹا ہے سو تو گرا دے ہم پر کوئی ٹکڑا آسمان کا اگر تو سچا ہے"

اور پ۲۴ سورہ حم سجدہ میں مذکور ہے۔

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ

"تو کہہ میں بھی آدمی ہوں جیسے تم حکم آتا ہے مجھ کو کہ تم پر بندگی ایک حاکم کی ہے سو سیدھے رہو اس کی طرف اور اس سے

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ — گناہ بخشوا ؤ اور خرابی ہے شریک ماننے والوں کو "

اور پارہ ۲۸ سورہ تغابن میں مذکور ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهٗ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَقَالُوْۤا اَبَشَرٌ يَّهْدُوْنَنَا فَكَفَرُوْا وَتَوَلَّوْا وَّاسْتَغْنَى اللّٰهُ وَاللّٰهُ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ

"یہ اس پر کہ لاتے تھے ان پاس ان کے رسول نشانیاں پھر کہتے کیا آدمی ہم کو راہ سمجھا دیں گے پھر منکر ہوئے اور منہ موڑا اور اللہ نے بے پرواہی کی اور اللہ بے پرواہی سب خوبیاں سراہا "

(ترجمہ موضح القرآن مسلمہ مولوی نعیم الدین)

پس ان آیات بینات واضحات سے جس طرح حق تعالیٰ نے جس طرح کفار منکرین رسالت کے مقولوں کا رد فرما کے انبیاء علیہم السلام نے شرف بشریت کو شرف رسالت کے ساتھ ثابت فرمایا اسی طرح مولوی نعیم الدین کے اس مقولہ پر کہ بے ادبو تم حضور کی شان میں بشر کا لفظ کہتے ہو ، کیسا منہ پر تازیانہ ذلت لگا یا نعوذ باللہ من سوط اللہ الجبار القہار علی ہذا جس طرح قرآن پاک سے واضح ہوا اسی طرح مثنوی سے مولوی صاحب نے بغریب کاری وہی مقولہ کفار نقل کیا حالانکہ وہ لوگ محض اپنا جیسا بشر اوصاف و رسالت سے منکر ہو کر کہتے تھے چنانچہ خود مثنوی ہی میں اس حیل سازی مکاری ہی کا اصلاحاً پردہ فاش کر دیا گیا دیکھو مثنوی دوم دفتر اول ص۱۹ میں مرقوم ہے۔

من بشر بودم دلے یوحیٰ الے	ماہ می گوید بابرد خاک وصفے

نیز دفتر دوم ص۲۶؛

چون نہ دیدند از وے انشق القمر	کافراں دیدند احمد را بشر

نیز دفتر سوم ص۴۱؛

کہ بشر دیدی تو ایشاں را چو عام	کار ازیں ویران شد است اے مرد خام

نیز دفتر چہارم ص۳۶۳

تا بجنس آیند و کم گردند گم!	پس بشر فرمود خود را مثلکم ! !

اسی طرح شرح عقائد نسفی جو علم عقائد میں مستند درسی کتاب اہلسنت والجماعت اور مدارس مذہب حنفی میں بھی مشہور و معروف ہے مرقوم ہے۔

الفصل منہا تمام النشأة

وقد ارسل اللہ تعالیٰ رسلا من البشر الی البشر ورسل البشر افضل من رسل الملائکۃ و رسل الملائکۃ افضل من عامۃ البشر وعامۃ

"تحقیق اللہ تعالیٰ نے بھیجا رسولوں کو جو بشر تھے بشر کی طرف رسل بشر افضل ہیں رسل ملائکہ سے اور رسل ملائکہ افضل ہیں عوام بشر سے اور عوام بشر افضل ہیں عوام ملائکہ سے ،،

اور یہی مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے تکمیل الایمان ص۲۷ میں اور مولانا شاہ عبدالعزیز رح تفسیر فتح العزیز ج ۳ ص۲۵

ہیں فرماتے ہیں نیز مدارج النبوت ج ۱ صفحہ ۹ میں فرمایا

مخیر گردانید اورا پروردگار میان آنکہ نبی ملک باشد یا نبی عبد پس اختیار کرد کہ نبی عبد باشد ایضاً و فرمود من بندہ ام میخورم چنانکہ میخورد بندہ و مے نشینم چنانکہ می نشیند بندہ اور صفحہ ۲۲۳ میں ہے انما انا بشر مثلکم انسی کما تنسون الحدیث

"اختیار دیا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو پروردگار کی جانب سے اس امر میں کہ نبی ملک ہو ویں یا نبی عبد ہو ویں پس اختیار کیا نبی عبد ہونے کو" اور فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میں بندہ غلام کھاتا ہوں جس طرح کھاتا ہے غلام اور بیٹھتا ہوں جس طرح سے بیٹھتا ہے غلام" اور یعنی سوائے اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں تمہاری مانند بھول جاتا ہوں جس طرح تم بھول جاتے ہو"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی ؒ تفسیر فتح العزیز ج ۱ صفحہ ۱۶۰ میں فرماتے ہیں

فرمود کہ انما انا بشر انسی کما تنسون

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بجز اس کے نہیں کہ میں بشر ہوں بھولتا ہوں جیسے تم بھولتے ہو"

اور فرمایا پارہ ۳۰ ج ۳ صفحہ ۷۹ میں

باید دانست کہ درمیان محبوبان خدا کہ آنہارا برائے کار ارشاد و ہدایت برگزیدہ اند و درمیان سائر الناس از جنسیت اوصاف بشریت و صفات فرقے نمے باشد بلکہ فرق ازاں جہت است کہ محبوبان را خود تربیت می فرمانید۔

"جاننا چاہیئے کہ درمیان محبوبان خدا کہ ان کو ارشاد و ہدایت کے کام کے لیے برگزیدہ فرمایا اور درمیان تمام آدمیوں کے جنس اوصاف بشریت اور صفات نفس میں کوئی فرق نہیں ہوتا ہے۔ بلکہ فرق اس وجہ سے ہے کہ محبوبان کی خود تربیت فرماتے ہیں"

نیز فرمایا جناب شاہ صاحب موصوف ؒ نے تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۹۴ میں

و نیز جناب پیغمبر ؐ بارہا میفرمود انما انا بشر الحدیث جزایں نیست کہ من ہم انسانم

"ہمارے جناب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم بارہا فرماتے تھے سوائے اس کے نہیں ہے کہ میں بھی انسان ہوں"

علی ہذا مولوی نعیم الدین کے مسلمہ بزرگ معتمد مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری جن کی مدح و توصیف مولوی صاحب کے کلام سے اوپر گزر چکی ہے انتصار الحق میں لکھتے ہیں۔

"مشرکین عرب جو معترض تھے اوپر رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بزعم منافات رسالت اور بشریت کے تو اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم اہل کتب سابقہ سماویہ اور اخبار ماناں امنیہ واقعیہ سے پوچھ لو کہ سب انبیاء سابقین بشر ہی تھے تاکہ اشتباہ ان کا رفع ہو ف الکشاف والبیضاوی اھ

پھر مولوی نعیم الدین کا اپنی لاعلمی سے لفظ مولانا پر معترض ہونا فی الواقع جس سے حق تعالیٰ دین کی سمجھ اور عقل سلب فرما لیتا ہے تو اس کو اسی طرح کے شبہات و اعتراضات واہیہ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ حالانکہ حدیث میں اگر اللہ مولٰنا فرمایا ہے تو خود قرآن پاک میں بھی انت مولانا وارد ہے، بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے جو آزاد کردہ غلام تھے فرمایا انت اخونا و مولانا یعنی تو ہمارا بھائی ہے اور رفیق ہے" اگر قیامت کے روز خصوصاً بلا اذن حق تعالےٰ کے کوئی کسی کے کام نہیں آسکتا فرمایا اللہ تعالےٰ نے پ۲۵ سورہ دخان میں

یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْئًا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ	"جس دن کام نہ آوے کوئی رفیق کسی رفیق کے کچھ اور نہ ان کو مدد پہنچے"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی مدارج النبوۃ ج ۱ ص۲۵۵ میں فرماتے ہیں

مراد بمولی در قول او من کنت مولاہ دوار اسلام است نہ ولایت حکم و گفتہ اند کہ مولی در لغت ہیچ جا بمعنی والی نیامدہ است	مراد مولیٰ سے آپ کے فرماتے میں جس کا میں دوست ہوں دوستی اسلامی ہے نہ کہ ولایت حکم کی اور کہتے ہیں کہ مولیٰ لغت میں کسی جگہ بمعنی والی کے نہیں آیا ہے

علی ہذا جس طرح قرآن و حدیث میں اہل ایمان کے لئے خطاب یَاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وارد ہے۔ یَاَیُّهَا النَّاسُ بھی وارد ہے، چنانچہ یَاَیُّهَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا فرمایا گیا، اس خطاب میں امر فی الفروع ہے اور عندالحنفیہ کافر مخاطب فروع کے ساتھ نہیں ہوتے اور حدیث میں یا ایہا الناس توبوا الی اللہ فانی اتوب الیہ فی الیوم مائۃ مرۃ اور یا ایہا الناس اذکروا اللہ الخ مشکوۃ ص۲۵۷ میں وارد ہے

علی ہذا عبارت شفا و اشعۃ اللمعات سے خود مولوی نعیم الدین نے نقل کر کے تسلیم کیا ہے کہ انبیا باوصاف بشریہ سے متصف ہوتے ہیں ان پر بیماری فنا موت آفات و آلام جو کچھ تمام بشروں پر گذرتے ہیں ان پر طاری ہوتے ہیں اوصاف کی اصلاح یو الحن اعلی اوصاف بشریں سے معصوم ہوتے ہیں۔ بیشک یہ صحیح ہے، مگر باوجودیکہ لفظ فنا کا ترجمہ خیانت مجرمانہ سے چھوڑ کر "من اوصاف البشر کا ترجمہ بد بشر سے اعلیٰ ہیں" کیا گیا جو محض غلط و تحریف ہے، پھر بھی نہ حضرت قاضی عیاض اور نہ شاہ عبدالحق بے ادب ٹھہرے، اور نہ خود مولوی نعیم الدین سے بےادبی ہوئی! کس قدر ظلم و سفاہت ہے۔ اور یہی حاصل کلام مولانا محمد قاسم صاحب کا ہے کہ کسی نے محض آپ کو بشر ہی بشر جانا اور کسی نے آپ کے مرتبہ کو بشریت سے نکال کر الوہیت کے درجہ میں پہنچایا اور افراط و تفریط میں پڑھ کر گمراہ و تباہ برباد ہوگئے، جو مراتب و کمالات اور اطاعت و اتباع تمام مخلوقات کے لئے آپ کا علیہ الصلوۃ والسلام تھا وہ نہ جانا نہ اس کی قدر و منزلت اور عظمت کی۔

علی ہذا مولانا شاہ عبدالعزیز رح کا کلام کہ آخرت میں آپ کو جو مراتب و درجات فضل و کمال انواد الہی عطا ہونگے جن کے سبب سے وجود بشریت کی اصلاً احتیاج نہ رہے گی چنانچہ فرماتے ہیں

عطایائے الہی چہ مقدار لبے خواند داد تا سیر خواہد شد

اور تمام لوگوں کے آپ مقتدا رہونگے بمنزلہ وزیر کے بادشاہ کی رعایا میں چنانچہ اسی کے ہمراہ فرماتے ہیں

کر کسے لا از مخلوقات میسر نشدہ "

پھر مولوی نعیم الدین کا منہ زوری سے یہ کہنا کہ تقویۃ الایمان میں انبیاء کی سرداری کی قدر دلوں سے کم کرنے کے لئے کیسی ناقص التشبیہیں دیتا ہے چودھری کہتا ہے الخ محض کذب و بہتان و افترا پردازی ہے جو ہرگز اس میں نہیں ہے لہذا ناظرین اہل انصاف و دیانت پر بعد تمام بینات و براہین قرآن و حدیث اور اقوال آئمہ کرام و علمائے عظام خود مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے دعاوی باطلہ انکار بشریت و رسالت جو تمام مخلوقات میں اعلیٰ و افضل ہے واضح ہو گئی ہاں اسی کی تائید میں جس سے مولوی نعیم الدین نے عناداً اعراض کر کے فریب اور مغالطہ دیا ہے اصل حدیث منقولہ تقویۃ الایمان مع فائدہ ملاحظہ فرما دیں تا کہ انکشاف حقیقت و باطل واضح ہو۔

"اخرجہ ابوداؤد عن مطرف بن عبداللہ بن الشخیر قال انطلقت فی وفد بنی عامر الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلنا انت سیدنا فقال السید اللہ فقلنا و افضلنا فضلاً و اعظمنا طولا فقال قولوا قولکم او بعض قولکم فلا یجترینکم الشیطن

ترجمہ مشکوۃ کے باب المفاخرۃ میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے رمنۃ ح ۲ میں ذکر کیا کہ مطرف نے نقل کیا کہ آیا میں بنی عامر کے ایلچیوں کے ساتھ پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا ہم نے کہ تم سردار ہو ہمارے تو فرمایا کہ سردار تو اللہ ہے پھر کہا ہم نے کہ بڑے ہمارے ہو بزرگی میں اور بڑے سخی ہو سو فرمایا کہ خیر اس طرح کا کلام کہو اس سے بھی تھوڑا کلام کہو اور تم کو کہیں بے ادب نہ کر دے شیطان ۔ ف یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو اور اس میدان میں منہ زور گھوڑے کی طرح مت دوڑو کہ کہیں اللہ کی جناب میں بے ادبی نہ ہو جاوے ۔ اب سنا چاہیئے کہ سردار کے لفظ کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ خود مالک مختار ہو اور کسی کا محکوم نہ ہو۔ خود آپ جو چاہے سو کرے جیسے ظاہر میں بادشاہ سو یہ بات تو اللہ ہی کی شان ہے ان معنوں کر اس کے سوا کوئی سردار نہیں اور دوسرے یہ کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آوے اور اس کی زبانی اوروں کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار انہی معنوں کر ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں

کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اللہ کے حکم پر آپ قائم رہتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اسی طرح ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور اللہ کی راہ سیکھنے میں سب ان کے محتاج ہیں ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں بلکہ ضرور یونہی جاننا چاہیئے اور پہلے معنوں سے ایک چیونٹی کا بھی سردار ان کو نہ جانیئے کیونکہ وہ اپنی طرف سے ایک چیونٹی پر بھی تصرف نہیں کر سکتے"

اب ناظرین کرام مولوی نعیم الدین کے مسلمہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح کا کلام اس حدیث کے متعلق اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ صفحہ ۱۲۲ میں ملاحظہ فرمائیں

قولہ سید ھو اللہ سید یعنی آنکہ مالک تمام امور خلق و ناصیہ ہمہ در دست قدرت اوست خداست بایستے کہ خطاب بہ نبی و رسول میکردند کہ اعلیٰ مراتب بشری است قولہ فقال قولوا قولکم او بعض قولکم گفت آنحضرت بگوئید این سخن را یا اینہم کمتر و مبالغہ مکنید در مدح من بچیزے کہ لائق بخالق تعالیٰ باشد نہ بمخلوق یعنی این مقدار را میتوان گفت بلکہ اگر ازیں کمتر گوئید و احتیاط ورزید براہ مبالغہ و اطرا نروید بہتر ست۔

"سید یعنی وہ کہ مالک تمام امور خلق کا اور پیشانی تمام کی اس کے دست قدرت میں ہو وہی خدائے تعالیٰ ہے چاہیئے کہ خطاب ساتھ نبی اور رسول کے کریں کہ اعلیٰ مراتب بشریت کا ہے فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہو اس بات کو یا اس سے بھی کم تر اور مبالغہ نہ کرو میری تعریف میں کسی چیز کا کہ لائق خالق تعالیٰ کے ساتھ ہووے نہ ساتھ مخلوق کے یعنی اس مقدار پر چاہیئے کہنا بلکہ اگر اس سے بھی کم کہو اور احتیاط کرو اور براہ مبالغہ اور تعریف باطل سے نہ جیو تو بہتر ہے"

نیز مولانا شاہ عبد الحق رح مدارج النبوۃ ج ۱ صفحہ ۴۹ میں فرماتے ہیں

وگفت آنحضرت مبالغہ نکنید و از حد در نگذرید در ثنا من چنانکہ کردند نصاریٰ ابن مریم را کہ گفتند خداست یا پسر خدا و من بندۂ خدایم پس بگوئید عبد اللہ و رسولہ،

"فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مبالغہ نہ کرو اور حد سے نہ گزرو میری تعریف میں جس طرح کہ نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کو کہ کہتے تھے کہ خدا ہے یا پسر خدا میں بندہ خدا کا ہوں پس کہو بندہ اللہ کا اور اس کا رسول"

اور یہی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مقتدائے مولوی نعیم الدین سے گذر چکا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہزاروں طرح جس کا انسداد فرمایا ہے مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ان کے کمالات عالیہ دیکھ کر

حد سے گزری اور ان کو خدا اور خدا کا بیٹا کہہ کر کافر ہوئے حضور اقدس بالمومنین رؤف رحیم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رحمت نے اپنی امت کے حفظ ایمان کے لئے ہر آن ہر ادا سے اپنی عبدیت اور اپنے رب کی الوہیت ظاہر فرما دی کلمہ شہادت میں رسولہ سے پہلے عبدہ رکھا کہ اس کے بندے ہیں اور اس کے رسول اھ ملخصاً

پس بموجب اس حدیث منقولہ تقویۃ الایمان کے کلام مولانا شہید اور مولانا شاہ عبدالحق رح میں انصاف سے موازنہ کیجئے اور دیکھئے نفس الامر میں کوئی تخالف نہیں اور نہ معاذاللہ کوئی شائبہ سوء ادبی کا ہاں تقویۃ الایمان میں حق تعالیٰ کے سوا کسی کو سردار کہنے کی تفصیل ضرور کی گئی ہے لیکن وہ تو وارد کردہ حدیث کے مفہوم کی ہی وضاحت ہے، نیز حضرت عمرؓ سے فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۶ ص۵۶ میں منقول ہے السید ھو اللہ لیکن چونکہ بعض احادیث سے اس کی اجازت ثابت بھی ہوتی ہے چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص۵۱۹ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعدؓ کے متعلق انصار سے فرمایا قوموا الی سیدکم الحدیث اور آقا کی نسبت غلام کو فرمایا ولیقل سیدی ومولای الحدیث، فتح الباری میں روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے من سیدکم یا بنی سلمۃ نیز فتح الباری پارہ ۲۵ ص۵۵۶ میں مرقوم ہے قال الخطابی فی حدیث الباب جواز اطلاق السید علی الخیر الفاضل

لہٰذا حضرت شیخ دہلوی رح نے تو بنا بر احتیاط حسب حدیث کے لفظ سید سے بھی کمتر کو بھی بہتر فرمایا اور مولانا شہید مرحوم نے بنا بر تطبیق دیگر احادیث کے لفظ سید کے دو معنی کی تشریح فرمائی ایک کا بوجہ شان حق تعالیٰ کے کسی دوسرے پر اس کے اطلاق کا منع ہونا اور دوسرے معنی کا درست ہونا چنانچہ مذکور ہو چکا کہ رعیتی ہی ہو مگر اور رعیتوں سے امتیاز رکھتا ہو کہ اصل حاکم کا حکم اول اس پر آئے اور اس کی زبانی اور دل کو پہنچے جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا۔ کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں سو اسی طرح ہمارے پیغمبر سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے اور اللہ کے احکام پر سب سے زیادہ قائم ہیں اور لوگ اللہ کی راہ سیکھنے میں ان کے محتاج ہیں۔ ان معنوں کر ان کو سارے جہان کا سردار کہنا کچھ مضائقہ نہیں، بلکہ ضرور یوں ہی جاننا چاہیئے (تقویۃ الایمان ص۵۷)

مگر اس پر مولانا شہید مرحوم ہی مورد الزام قرار دیئے جاویں اور شاہ عبدالحق پر نہ کوئی دھبہ عاید ہو اور نہ بے ادبی قرار پائے تو اس ظلم وستم کا بھی کچھ ٹھکانا ہے۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن   اجابت از در حق بہر استقبال مے آید

پس مولوی نعیم الدین کی اس مغالطہ دہی کی کہ "تقویۃ الایمان میں انبیاء کی سرداری کی قدر دلوں سے کم کرنے کے لئے ناقص تشبیہیں دیتا ہے جو دہری کہتا ہے"، ناظرین نے حقیقت دیکھ لی! کہ اس میں ہر گز کوئی تشبیہ نہیں بلکہ سردار کے اقسام مختلفہ بحیثیت دنیوی اور دینی علی حسب مراتب مذکور ہیں جن میں سب سے اعلیٰ واشرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہان کے سردار ہیں کہ اللہ کے نزدیک ان کا مرتبہ سب سے بڑا ہے، مولوی نعیم الدین کو اتنی بھی تمیز نہیں کہ تشبیہ اور مثال کس کو کہتے ہیں، دیکھئے مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز[1] ج ۲ میں ملائکہ حاملان وحی کی مثال وتشبیہ میں فرماتے ہیں

گو حامل فقط رسول شود مثل خوان طعامے کہ بادشاہ	گو حامل وحی کا فقط رسول ہوتا ہے مثل خوان کھانے کا کہ بادشاہ
برائے مقربان خود می فرستد حامل آں یک	اپنے مقربوں کے لئے بھیجتا ہے حامل اس کا ایک شخص
کس می باشد و دیگراں را بر آنچہ در وے ہست	ہوتا ہے اور دوسروں کو جو کچھ اس میں ہے کسی قسم کی
اطلاعے نیست اما مشعلچی و محافظان بالضرور ہمراہ	اطلاع نہیں ہے لیکن مشعلچی اور محافظان ضرور ہمراہ
می باشند و رسانیدن آں خوان بہم ایشاں	ہوتے ہیں اور اس خوان کے پہنچانے میں وہ سب منسوب
منسوب میگردد اھ	ہوتے ہیں"

نیز ص ۲۵۷ میں ملائکہ موکلان دوزخ کی مثال میں فرماتے ہیں واو بمنزلہ باورچی آن عالم است (یعنی اور وہ بمنزلہ باورچی اس عالم کے ہیں) علی ہذا کسی فرشتہ کو بمنزلہ جاسوس اور کسی کو بمنزلہ جراح کے اور کسی کو بمنزلہ پہلوان اور کسی کو میر شکار اور کسی کو بمنزلہ طبیب وغیرہم بتایا ہے، نیز[2] ج ۳ ص ۲۰۴ میں فرماتے ہیں، انبیاء بر امت حکم ملوک مے دارند بر رعایا (یعنی انبیا علیہم السلام امت پر حکم بادشاہ کا رکھتے ہیں رعایا پر)

پس در اصل مطابق قرآن وحدیث کے انتہائے حد بشریت کی تعریف میں درجہ عبودیت و رسالت تمام مراتب پر فوق ہے کہ جس کو سوائے نبیوں رسولوں کے کوئی بشر پہنچ نہیں سکتا اور کوئی لفظاً تعریف و توصیف میں اس کے مساوی ہو نہیں سکتا اسی حد شریعت میں رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے یہی مدار ایمان و موجب تصدیق و تعظیم ہے اس کی تکذیب کرنے والا حق تعالیٰ اور اس کے صادق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل توہین کرنے والا ہے۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہ   بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

مسئلہ حیات شہداء وانبیاء اور فتنہ قبر پرستی

قولہ ص ۲۵۱ تقویۃ الایمان والا مسلمانوں کے قلوب سے حضور کی عظمت کم کرنے کے لئے

[1] یعنی تفسیر پارہ ۲۹ ج ۲ - ع [2] یعنی تفسیر پارہ ۳۰ (ع - ع)

اور زیادہ گستاخی کرتا ہے دیکھئے تقویۃ الایمان ص۹۶ میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ یہ بے باکانہ گستاخی اور حضور پر افترا ہے حاشا وکلا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہرگز یہ نہیں فرمایا یہ حضور پر بہتان ہے حضور فرماتے ہیں جس نے مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنائے۔ ابن ماجہ نے حضرت ابو درداء رضی سے روایت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق (مشکوٰۃ شریف ص۱۲۱) بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام فرما دیا انبیاء علیہم السلام کے اجسام کو کھانا تو خدا کے نبی زندہ ہیں۔ روزی دئیے جاتے ہیں۔ قطع نظر اس سے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی نسبت مٹی میں ملنے کا لفظ قطعاً جھوٹ اور افترا ہے مگر ساتھ ہی توہین وتنقیص بھی ہے۔ حضور کا مرتبہ تو بہت بلند وبالا ہے۔ مہذب لوگ اپنے برابر والوں کے لئے بھی کہنا گوارا نہیں کرتے جو خاک میں ملنے ہی والے ہیں ان کی نسبت بھی کہہ دیجئے تو ناگوار گزرے اگر کوئی کہہ دے کہ مولوی اسمٰعیل، رشید احمد، محمود حسن سب مر کر مٹی میں مل گئے تو ان کے متقدین کو اس سے رنج ہوگا۔ مگر حبیب خدا کی شان میں ان کا گردلکھ گیا تو انہیں کچھ پرواہ نہیں یہی ایک کلمہ کیا ساری تقویۃ الایمان ایسی گستاخیوں سے لبریز ہے۔

اقول اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم۔ اس اعتراض کو مولوی نعیم الدین نے پہلے بھی ذکر کیا ہے جس کے جواب کا وعدہ بھی ہیں کیا گیا تھا جو بتوفیقہ تعالیٰ اب پورا ہوتا ہے

اللہ عز اسمہ کی عظمت کے مقابلہ میں کوئی قابل عظمت نہیں وہی ذات پاک ہمیشہ زندہ دائم و قائم رہنے والی ہے اس کے سامنے سب فانی وہالک مٹ جانے والے ہیں۔ پھر مخلوقات میں سب سے زیادہ ذی مرتبہ، عزت وعظمت حرمت والے حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً سب میں اشرف واعلیٰ جناب نبی کریم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہے لیکن جب حد اعتدال سے لوگ بڑھ کر مرض مہلک شرک میں مبتلا ہونے لگتے ہیں تو ان پر طیبات ولذائذ بھی بغرض ازالہ مرض کے طبیب ممنوع قرار دیتا ہے۔ حتی کہ اس کے بدن کو نشتر سے چیر کر مادہ غلیظ نجاست دور کرتا ہے۔ اسی طرح طبیب روحانی علاج ہے سب سے برتر طبیب روحانی نبی رحیم وشفیق صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے مریضان مہلکان کے حق میں ڈرانے کا ارشاد فرمایا

اللھم لا تجعل قبری وثنا یعبد	اے اللہ نہ کرنا میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے
اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا	سخت غضب ہوا اللہ کا اس قوم پر کہ جنہوں نے اپنے
قبور انبیائھم مساجد	نبیوں کی قبور کو مسجدیں بنا ڈالا

مولوی نعیم الدین نے اپنی جہالت وحماقت میں گور پرستوں کی خوشامد سے توحید جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کی عظمت گھٹانے کے لئے تقویۃ الایمان کی تردید پر کمر باندھی حالانکہ وہ اسم بامسمیٰ کتاب ہے جس کی صداقت مثل آفتاب کے تاباں ہے جو خاص انواع توحید وشرک میں خالق ومخلوق میں الوہیت و عبدیت میں محض قرآن وحدیث سے حق وباطل کا فرق کرنے والی ہے جس کو غالیان امت نے برداشت نہیں کیا یہی وہ لوگ ہیں جو غالی اہل کتاب کے قدم بقدم جارہے ہیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی ہے دیکھو صحیح بخاری پارہ ۱۲ صہ ۲۸۳

لتتبعن سنن من قبلکم شبرا بشبر	"تم اختیار کروگے طریقے پہلے لوگوں کے بالشت بہ بالشت
وذراعا بذراع حتی لو سلکوا	اور ہاتھ بہ ہاتھ حتی کہ اگر وہ راستہ لیں گے گوہ کے سوراخ
حجر ضب لسلکتموہ قلنا	میں تو تم بھی وہی راستہ اختیار کروگے، عرض کیا ہم نے
الیھود والنصاری قال النبی صلی	یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا وہ لوگ یہود ونصاریٰ
اللہ علیہ وسلم فمن؟	ہیں فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اور کون ہیں"

پس جس طرح انہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا خصوصاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے الوہیت کا دعویٰ کیا اسی طرح اس امت کے گور پرستوں نے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں لوازم الوہیت علم غیب وغیرہ کا دعویٰ کر کے غائبانہ حاضر وناظر جان کر ندار وفریادیں وغیرہ امور شرکیہ کرنے لگے جن کے حساب وغضب میں حق تعالیٰ نے پ ۶ سورہ مائدہ میں فرمایا اس کا ترجمہ بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہی سے سن لو خالص الاعتقاد [illegible] میں کرتے ہیں

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ	"بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہیں تم فرما
ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَمْلِكُ مِنَ اللَّهِ شَيْئًا	دو کہ کس کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح ابن مریم
إِنْ أَرَادَ أَنْ يُهْلِكَ الْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُ	اور ان کی ماں اور تمام اہل زمین کو فنا کردینا چاہے"

اسی طرح پارہ ۲۹ سورہ جن میں فرمایا وَأَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلَّهِ فَلَا تَدْعُوا مَعَ اللَّهِ أَحَدًا وَأَنَّهُ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللَّهِ يَدْعُوهُ كَادُوا يَكُونُونَ عَلَيْهِ لِبَدًا قُلْ إِنَّمَا أَدْعُو رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا قُلْ إِنِّي لَا أَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا رَشَدًا قُلْ إِنِّي لَنْ يُجِيرَنِي مِنَ اللَّهِ أَحَدٌ وَلَنْ أَجِدَ مِنْ دُونِهِ مُلْتَحَدًا ۔

اس کا ترجمہ مشرح بھی مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی تفسیر فتح العزیز پارہ ۲۹ صہ ۱۹۲ سے سن لیں جس کے اصل الفاظ مؤلف کے جواب میں ایک جگہ گذر چکے ہیں۔ اور یہ کہ مسجدیں بنائی گئی ہیں واسطے عبادت کے پس مت پکارو ان مسجدوں میں ہمراہ خدا کے کسی کو کیونکہ ہمراہ خدا کے ان مسجدوں میں دوسرے کو

پکارنے سے وہ مسجدیں مشترک درمیان خدا اور درمیان اس شخص کے ہو جاویں گی حالانکہ مسجدیں خدا کے واسطے مخصوص کی گئیں ہیں۔ اور یہ کہ جب کبھی کھڑا ہوتا ہے بندۂ خدا اس وجہ سے کہ بندہ ہے اس کو پکارنا اپنے خدا کو ضرور ہے تاکہ عرض مطلب اپنا کرے لہذا واسطے اس کے کھڑا ہوتا ہے پکارتا ہے خدا کو اور بسبب اس کے ذکر اور پڑھنے کے حضرت حق اس کے قلب پر تجلی فرماتا ہے اور بہترین مکافات اس کے بدن میں کہ دل ہے محل نزول نور الٰہی ہوتا ہے اور حق تعالیٰ اس محل میں مہمان ہوتا ہے۔ قریب ہے کہ آدمی اور جن اس بندہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجوم کر کے ٹڈے کی طرح تہ پر تہ جم جاویں کوئی اس بندہ سے لڑکا مانگتا ہے اور کوئی روزی مانگتا ہے اور کوئی دوسری دنیا کی طلب مانگتا ہے اور کوئی کشف کونی طلب کرتا ہے علیٰ ہذا القیاس بسبب اس ہجوم کے تمام اوقات میں اس بندہ کے خلل ڈالتے ہیں اور اس کا دل پریشان کرتے ہیں اور آپ خود بھی کفر و شرک میں گرفتار ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ نور الٰہی نے اس بندہ کے اندرون قلب میں بسبب کمال ذکر و عبادت کے نزول فرمایا ہے گویا یہ بندہ شریک کارخانہ خدا تعالیٰ کا ہو گیا اور اس بندہ کی وجاہت و قدر و منزلت درگاہ حق تعالیٰ میں پیدا ہے کہ جو یہ کہے حق تعالیٰ عمل میں لاوے جس طرح دنیا میں مہمان کی خاطر داری میزبان کو اسی مرتبہ کی ہوتی ہے اسی لئے اہل دنیا تلاش میں رہتے ہیں کہ بادشاہ امیر و حاکم و فوجدار جس کے گھر میں آتے ہیں پاس سے حل مشکلات اور حاجت روائی چاہتے ہیں وہی خیال فاسد حق میں بندگان خدا کے حق تعالیٰ کی جناب میں کر کے پیر پرستی اور گور پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اس لئے میں جنات اور آدمی دونوں شریک ہیں اور تم کو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم منصب رسالت تبلیغ ہے اگر اس امر کا اپنے حق میں خوف کرتے ہو پس ان دونوں فرقوں کو صاف صاف جتا دو۔ کہدو کہ سوائے اس کے نہیں کہ میں تو پکارتا ہوں اپنے پروردگار کو تاکہ مجھ کو دل کی تاریکیوں سے اپنے نور تجلی سے مشرف فرمادے اور ہرگز شریک نہیں کرتا میں اس کے ساتھ کسی کو اور جو میں نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا اور اپنے پروردگار کے پکارنے میں مشغول ہوا میں تو دوسروں سے کس طرح میں روا رکھوں گا کہ مجھ کو پکاریں یا مجھ کو اس کے ساتھ شریک مقرر کریں اور یہ دونوں فرقے تجھ کو شریک ٹھیراکے کچھ کچھ اپنے نفع یا نقصان کی تجھ سے امید رکھ کر تجھے پکاریں تو صاف کہہ دو اور تحقیق میں ہرگز مالک نہیں ہوں تمہارے نفع کا اور نہ مطلب رسی کی تدبیر کا جس طرح وکیل اور سفیر جنات اور گمراہ لوگوں کی اور جیسے اہل دنیا کو نفع کے لالچ اور نقصان کے خوف سے اپنا گرویدہ کرتے تھے اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے نزدیک مالک نفع اور ضرر ظاہر کرتے تھے کہ اب یہ دفتر گاؤ خورد ہوا۔ اور اگر کسی حادثہ اور کسی مصیبت سے تیری طرف پناہ لاویں۔ اور چاہیں کہ خدا تعالیٰ کے غضب سے تیرے دامن میں پناہ پکڑیں تو بے لاگ کھلی بات کہدو اور تحقیق میں

خود ہی اس حال میں ہوں کہ ہرگز پناہ نہ دے سکے گا مجھ کو کوئی شخص خدا تعالیٰ کے غضب سے۔ اور ہرگز نہ پاؤں گا میں اپنے لئے کسی وقت خدا تعالیٰ کے سوا کوئی جگہ رجوع لانے اور مائل ہو جانے کی تاکہ میں اس کی طرف رجوع اور التجا کروں اھ مختصراً۔ پس اسی وجہ سے تقویۃ الایمان پر مولوی نعیم الدین نے یہ بہتانات وافترائات لگائے تاکہ توحید مٹ جائے اور گور پرستی پھیل جائے مگر بموجب وعدہ حق تعالےٰ۔ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰہِ بِاَفْوَاھِھِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْکَرِہَ الْکَافِرُوْنَ ○ ہمیشہ یہ نور توحید چمکتا ہوا غالب ہی رہے گا اور آفتاب کی طرف تھوکنا خود اپنے ہی حلق میں آوے گا ؎

نور خدا ہے شرک کی حرکت پہ خندہ زن　　　پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا!

الحق کہ تقویۃ الایمان کی تائیدات میں جتنے اقوال وحوالے اس کتاب مقالہ ہدایت اکمل البیان میں نقل ہوئے سب مسلمات کتب مولوی نعیم الدین ہی سے ہوئے ہیں جو تمہاحجت قاطعہ وباعث ندامت دیتو ہیں۔ واللہ الموفق

مٹی میں ملنے" کی تحقیق

اب بعون اللہ الملک الحی القیوم "مٹی میں ملنے" کی حقیقت بھی ناظرین ملاحظہ فرمادیں۔ تقویۃ الایمان ص۵۵ میں ہے۔

اخرج ابوداؤد عن قیس بن سعد قال اتیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فقلت لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احق ان یسجد لہ فاتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت انی رأیت الحیرۃ فرأیتھم یسجدون لمرزبان لھم فانت احق ان نسجد لک فقال لی ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ فقلت لا

بحوالہ نقل

ترجمہ مشکوٰۃ کے باب عشرۃ النساء میں لکھا ہے کہ ابوداؤد نے (ص۲۹۱ ج۱ باب فی حق الزوج علی المرأۃ میں) ذکر کیا کہ قیس بن سعد نے نقل کیا کہ گیا میں ایک شہر میں جس کا نام حیرہ ہے سو دیکھا میں نے وہاں کے لوگوں کو کہ سجدہ کرتے تھے اپنے راجہ کو سو کہا میں نے البتہ پیغمبر خدا زیادہ لائق ہیں کہ سجدہ کیجئے ان کو پھر آیا میں پیغمبر خدا کے پاس پھر کہا میں نے کہ گیا تھا میں حیرہ میں سو دیکھا میں نے ان لوگوں کو کہ سجدہ کرتے ہیں اپنے راجہ کو سو آپ بہت لائق ہیں کہ سجدہ کریں ہم آپ کو تو فرمایا مجھ کو بھلا خیال تو کر اگر تو گذرے میری قبر پر کیا سجدہ کرے تو اس کو کہا میں نے نہیں فرمایا تو مت کرو یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں سجدہ تو اس پاک ذات کو ہے کہ نہ مرے کبھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سجدہ نہ کسی زندہ کو کیجئے نہ کسی مردہ کو نہ کسی قبر کو کیجئے نہ کسی تھان کو کیونکہ جو زندہ ہے سو ایکدن مرنے والا ہے اور جو مر گیا سو کبھی زندہ تھا اور بشریت کی قید میں گرفتار پھر مر کر خدا نہیں بن گیا ہے۔ بندہ ہی بندہ ہے"

اب ناظرین اہل انصاف ودیانت پر واضح ہو کہ دیکھنا تو یہ ہے کہ اس حدیث کے اس فائدہ

پس آیا مولانا شہید مرحوم ہی نے فی الواقع بقول مولوی نعیم الدین کے گستاخی اور توہین وتنقیص کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول کر بہتان لگایا افترا کیا جو باعث غلط ترجمہ کے ٹھکانے دوزخ کے ہیں یا حسب مسلمات مولوی نعیم الدین کے دیگر اکابر محدثین نے بھی اس حدیث کی کچھ تشریح فرمائی ہے۔ یا یہ تمام ترگٹھری جو پہاڑوں سے بھی زائد گراں ہے خود مولوی صاحب ہی کے سر پر لادی جاوے گی

دیکھو مولانا سید جمال الدین محدث رحمۃ اللہ علیہ جن کو شیخ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خطبہ اشعۃ اللمعات صلکٓ وصہ۲۷ میں میر جمال الدین محدث فرمودہ کے الفاظ سے یاد کیا ہے) اس حدیث کے حاشیہ مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں

وفیہ ارشاد واشارۃ الی ان الممکن	اس حدیث میں ارشاد اور اشارہ ہے اس امر کا کہ حقیق ممکن
لیس مستحقا للسجود والعبادۃ لتغیرہ	یعنی مخلوق نہیں ہے مستحق سجدہ اور عبادت کے بوجہ تغیر
وزوالہ بل المستحق للمعبودیۃ والمسجودیۃ	ہونے اور اس کے زوال ہونے کے بلکہ مستحق عبادت اور
ھو اللہ الواحد القدیم الذی لا یجوز	سجدہ کا صرف اللہ واحد قدیم ہے جو بری اور منزہ ہے نقصان
حولہ التغیر والفناء والزوال	وتغیر اور فنا وزوال کے "

مائۃ مسائل صلا۶۲ - نیز حاشیہ مشکوٰۃ صلا۲۸۲ میں مرقوم ہے

ای قال اظہارا لعظم الربوبیۃ و	فرمایا بطور اظہار ربوبیت حق تعالیٰ کی عظمت کے اور
اشعارا لمذلۃ العبودیۃ	بطور تبلانے عبودیت کی ذلت کے "

اور مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۳ صلا۱۴۵ میں اسی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

پس گفت آنحضرت مکنید سجدہ مرا یعنی مرا کہ	"پس فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نکرو سجدہ مجھ کو یعنی
سجدہ میکنید الآن جہت اکرام واجلال من	مجھ کو کہ سجدہ کرنا چاہتے ہو اس وقت میں بوجہ میرے اکرام اور بڑائی
میکنید وچوں من ازیں عالم بروم ودرپردہ	اور ہیبت وجلال کے کرنا چاہتے ہو اور جب میں اس عالم سے چلا جاؤنگا
شوم سجدہ مکنید پس سجدہ برائے زندہ باید	اور پوشیدہ ہو جاؤنگا سجدہ نہ کیا جاوے پس سجدہ زندہ کے لئے کرنا چاہئے
کرد کہ ہرگز نمیرد وملک او زائل نگردد۔	کہ ہرگز نہ مرے اور ملک اختیارات وتصرفات اسکے زائل نہ ہو جاویں"

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین کے بڑے معتمد اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی الزبدۃ الزکیہ صلا۱۹ میں یہی حدیث نقل کرتے ہیں قال ارأیت لو مررت بقبری اکنت تسجد لہ قلت لا قال فلا تفعلوا الخ ابوداؤد وطبرانی کبیر میں اور حاکم وبیہقی قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی۔ فرمایا۔ بھلا اگر تم ہمارے مزار کریم پر گذرو تو کیا مزار کو سجدہ کروگے میں نے عرض کی نہ فرمایا تو نہ کرو۔ ایضاً صلا۲۷ شرح مشکوٰۃ شیخ محقق میں ہے سجدہ برائے زندہ باید کرد کہ ہرگز نمیرد وملک او زائل نگردد "

پس مولوی نعیم الدین کے مقولہ کے مطابق تو شارحین حدیث حدیث کے معنی کی تشریح حیات و
ممات میں فرق اور متغیر و فانی وغیرہ کہنے کی بنا پر کس درجہ گستاخ اور معاذ اللہ من کذب علی متعمدا کا مورد
ٹھیریں گے! بلکہ خود بھی ص۲۵۰ میں شفائے قاضی عیاض رح اور اشعۃ اللمعات شیخ رح سے سنداً نقل کیا کہ انبیاء
کے ظواہر و اجسام بشری اوصاف کے ساتھ متصف ہیں ان پر بشری اعراض آلام و اسقام آفات بیماری
فنا موت اور تغیرات مانند سائر بشر کے طاری ہوتے ہیں وہی بات ملتی میں ملتے "کی تو یہ معنی لاتی ہے شرعاً
لغۃً عرفاً چنانچہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے پارہ اول سورہ بقر میں
اَلَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّھُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّھِمْ یعنی جن کو خیال ہے کہ ان کو ملنا ہے اپنے رب سے
اور پ۱۶ سورہ کہف میں فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّہٖ (پھر جس کو امید ہو ملنے کی اپنے رب سے اور احادیث
میں وارد ہے الملتقی بالحنیف لاعلی اور انا ان شاء اللہ بکم لاحقون۔ اشعۃ اللمعات ج ا ص۶۲۵ میں لاحقون
معنی پیوستہ مرقوم ہے اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۹۵ میں نقل کیا ہے۔ ولیس وعد
اعمالی ملاقیا لاپنے سو اعمال سے ملنے والا ہوں) اور بجائے ملنے کے دیگر اقوال علمائے کرام میں فنا و
تغیر زوال مرقوم ہے جس میں ان معنی کی اس سے زائد وضاحت ہے۔ نہ یہ کہ جسم اطہر مٹی میں ملنے سے
مٹی ہو جانا۔ کیونکہ بمقولہ تصنیف را مصنف نیکو کند بیان خود مولانا شہید مرحوم اپنی مثنوی سلک
نور ص۱۲ میں در بیان نعت و فضائل سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام میں لکھتے ہیں

ان آنکھوں سے ہر چند وہ جسم پاک بظاہر ہوا مختفی زیر خاک
دلے نور ان کا ہے قائم مقام کہ ہر پاک دل میں ہے ان کا مقام

پھر کیونکر احتمال مخالفت حدیث ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء الخ کے ہو سکتا
ہے۔ دونوں حدیثوں کے معنی اپنے اپنے محل پر صحیح ہیں وجود ہستی باری تعالیٰ اور درجہ الوہیت کے مقابلہ
میں تمام مخلوقات کو فنا و زوال اور انسان کی نیستی لازم عبدیت ہے بعد ازاں مرتبہ رسالت کے اعزاز
و اکرام اور عطاء و فضل حق تعالیٰ سے بلا شبہ جسم اطہر کا قائم و محفوظ اور مستقر رہنا ثابت۔ پس ایک
مقام مرتبہ فضیلت کا ہے اور ایک درجہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں فنائیت کا فلا منافاۃ بینہما فی الواقع جناب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بسہولت متنبہ فرمانا تھا کہ مقام توحید میں فوت ہونے والا جسم تو کب لائق سجدے کے
ہو سکتا ہے جبکہ زندہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہ شان الوہیت حق تعالیٰ واحد کے سوا جس کی شان حی لایموت
ہے کسی کی نہیں ہو سکتی۔ حالانکہ سجدہ نہ کسی زندہ کو ہے نہ بعد ممات کے حیات و ممات کے فرق سے
تغیر و زوال بداہتہً ظاہر و باہر ہے۔ سجدہ کرنا انتہائے عبودیت کا نشان ہے۔ خالق کی عظمت کے سامنے

مخلوق کی پستی اور بے حقیقتی بے ثباتی ہیچ ونیست کا اظہار کرنا عین عبادت کا مغز اور اصول توحید ہے اسی لئے قبروں کو زمین کے برابر کر دینے کا حکم فرمایا گیا۔ حتی کہ کچی قبر کا بھی اونچا کرنا بحکم پختہ بنانے کے ممنوع قرار دیا گیا کہ قبر کی پستی سے صاحب قبر کا فنا ہونا تصور میں آئے اور عبرت حاصل کر کے ان کے لئے دعا کرے۔ مگر برخلاف اس کے قبروں کو زینت دنیا سے آراستہ کرنا رفیع الشان بلند ہیبت ناک عمارات ان پر بنانا تاکہ لوگ سربسجود ہو کر شرک میں جھک پڑیں یہی بڑا مکر و فریب شیطان لعین کا ہے چنانچہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا قول مولوی نعیم الدین کے ص۱۸۶ کے جواب میں گذر چکا ہے کہ اللہ عزوجل ابلیس کے مکر سے پناہ دے دنیا میں بت پرستی کی ابتداء صالحین کی قبور کو معبود بنا لینے سے ہوئی قرآن پاک کی بکثرت آیات اور احادیث صحیحہ اس باب میں وارد ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے پ۱۶ سورہ طٰہٰ میں فرمایا۔

مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ	”اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا اور اسی میں تم کو پھر ڈالتے ہیں“

اور پ۱۷ سورہ انبیاء میں فرمایا

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ	”اور نہیں دیا ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ جینا پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جاویں گے ہر جی کو چکھنی ہے موت“

اور پارہ ۲۰ سورہ قصص میں فرمایا۔

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ	”ہر چیز کو فنا ہے مگر اس کی ذات“

اور فرمایا پارہ ۲۳ سورہ زمر میں

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ	”بے شک تو بھی مرتا ہے اور وہ بھی مرتے ہیں“

اور پارہ ۲۷ سورہ رحمٰن میں فرمایا

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ۔ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ	”جو کوئی ہے زمین پر فنا ہونے والا ہے۔ اور رہے گا منہ تیرے رب کا بزرگی اور تعظیم والا“

اور پ۴ سورہ آل عمران میں فرمایا۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ	”ہر جی کو چکھنی ہے موت“

علیٰ ہذا صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۸۳ اور صحیح مسلم ج ۲ ص۱۲۶ میں روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

كانت بنو اسرائيل تسوسهم الانبياء	”تھے بنی اسرائیل کے انبیاء ان پر حکمرانی کرتے جس وقت

كلما هلك نبي خلفه نبي وانه لا نبي بعدي ۔

کوئی نبی ہلاک ہوتا (یعنی وفات پاتا) تو پیچھے اس کے نبی جانشین ہوتا اور میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا ۔،

امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم میں فرمایا ۔

وفي هذا الحديث جواز قول هلك فلان اذا مات وقد كثرت الاحاديث به وجاء في القرآن العزيز قوله تعالى اذا هلك قلتم لن يبعث الله من بعده رسولا

ما اس حدیث میں جواز ہے کہنے کا کہ ہلاک ہوگیا فلاں جس وقت مر جائے اور کثرت سے احادیث اس امر میں وارد ہیں اور قرآن عزیز میں آیا ہے اللہ تعالیٰ کا فرمانا جب ہلاک ہو گیا (یعنی یوسف ع) کہنے لگے ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ بعد اس کے کوئی رسول ۔،

یہ وہ امام نووی ہیں جن کو مولوی نسیم الدین نے فرائد النور ص۲۸ وغیرہ میں لکھا ہے امام نووی قدس اللہ تعالیٰ روحہ ۔ اور صحیح بخاری پارہ ۱۴ ص۳۸۶ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام ابوتراب رکھا اور یہ نام آپ کو بہت پسند تھا اھ ملخصاً ۔ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح مدارج النبوۃ ج ۲ ص۱۰ میں فرماتے ہیں ۔

آنحضرت علیہ السلام در مسجد بر سر وے آمد و دید کہ بپہلوی خفتہ و ردائش از پہلو افتادہ بدن شریفش خاک آلودہ گشتہ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود قم اباتراب از آں روز کنیت وے ابوتراب آمد و آنحضرت ع ایں کنیت را جمع کرد با کنیت اصل وے کہ ابوالحسن بود و ایں کنیت دوست تر و گرامی تر بود نزد علی و مخالفان و معاندان وے را بایں کنیت میخواندند بتنقیص و تحقیر وے قصد میکردند و حال آنکہ در وے کمال تعظیم و تکریم او بود رضی اللہ عنہ

ما آنحضرت علیہ السلام مسجد میں ان کے سر کی طرف سے آئے اور دیکھا کہ پہلو کے رخ پر سو رہے ہیں اور چادر ان کی پہلو سے گر گئی بدن شریف ان کا خاک آلودہ ہو گیا ہے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کھڑے ہو ابا تراب اس روز سے کنیت ان کی ابوتراب ہو گئی اور آنحضرت نے اس کنیت نے جمع کر دیا ان کی اصل کے ساتھ کہ ابوالحسن تھی اور یہ کنیت زیادہ دوست اور زیادہ عزیز تھی ۔ حضرت علی کو اور مخالف اور دشمن ان کے اس کنیت کے ساتھ ان کو بغرض تنقیص و تحقیر کے پکارا کرتے تھے اور حالانکہ اس کنیت میں ان کی کمال التعظیم و تکریم تھی رضی اللہ عنہ ۔،

علی ہذا فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص۲۵۸ و ص۲۵۹ میں بروایت صحیح مسلم و ابن مردویہ منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

انا اول من تنشق عنه الارض يوم القيامة فانفض التراب

میں اول ان میں سے ہوں گا جن کے لئے زمین شق ہوگی ۔۔۔۔ ۔۔۔۔ قیامت کے دن زمین کی مٹی کو جھاڑوں گا ۔

عن رأسی ﴿ اپنے سر سے "

صحیح بخاری پارہ ۱۵ صفحہ ۲۹۳ میں روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اصدق کلمۃ قالہا الشاعر کلمۃ لبید الا کل شئ ما خلا اللہ باطل شیخ محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۵۵ میں اس کا ترجمہ فرماتے ہیں

راست تر سخنے کہ گفتہ است او را کسی از جنس شعرا کہ سخنان ناراست در کلام ایشان بسیار میباشد سخن لبید ست کہ صحابی ست و در جاہلیت و اسلام عزیز و شریف بودہ است وصد و پنجاہ و ہفت سال عمر داشت آں کلمہ اینست کہ دانا و آگاہ باش ای سامع بشنو و بدان کہ ہر چیز ماسوی حق ست جل و علا باطل و فانی و ہالک و مضمحل و نیست ست و این سخن موافق کلام مجید ست کہ کل من علیہا فان کل شئ ہالک الا وجہہ آخر این سخن در بعضے روایات ترمذی این ابیات ست وکل نعیم لا محالۃ زائل۔ و ہر نعمت دنیاوی البتہ زوال پذیر و نیست شوندہ است۔ سوی جنۃ الفردوس ان نعیمہا گر بہشت برین بدرستی و راستی کہ نعمت بہشت ہمیشگی وان الموت لابد نازل باقی و پایندہ است و تحقیق موت بر آدمی زود فرود آیندہ است صدق صدق ان الموت لابد نازل "

"یعنی سب سے زیادہ سچا کلام کہ کہا ہے اس کو کسی نے شعراء میں سے کہ ان کا کلام ناروا بہت ہوتا ہے لبید کا کلام ہے کہ صحابی ہیں اور جاہلیت اور اسلام میں عزیز و شریف ہوگئے ہیں اور ایک سو ستاون سال کی عمر رکھتے تھے وہ کلمہ یہ ہے۔ جانو اور آگاہ ہو اے سننے والو اور جانو کہ ہر چیز جو ماسوائے حق جل و علا کے ہے باطل اور فانی اور ہالک و مضمحل اور نیست ہے اور یہ کلام موافق کلام مجید کے ہے۔ کہ ہر چیز جو زمین پر ہے فانی ہونے والی ہے اور ہر شئے ہالک ہے مگر اس کی ذات اور آخر اس کلام کے بعضے روایات ترمذی میں یہ بیت ہیں اور ہر نعمت دنیوی البتہ زوال پذیر اور نیست ہونے والی ہے سوائے بہشت برین کے کہ یہ قائم اور رہنے والی نعمت بہشت کی ہے۔ باقی اور رہنے والی ہے۔ اور تحقیق موت آدمی ناد پر جلد آنے والی ہے۔ بالکل سچ ہے کہ موت لابد آنے والی ہے "

نیز اس حدیث کی شرح میں امام حافظ ابن حجر عسقلانی شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں

والمراد فی البیت بالبطلان الفناء لا الفساد فکل شئ سوی اللہ جائز علیہ

"مراد اس بیت میں باطل ہونے سے فنا ہونا ہے نہ کہ نقصان ہونا اس میں پس ہر شئے جو سوائے اللہ تعالیٰ کے ہے

لعنا لمن اتہ حتی الجنۃ والنار وانما یبقیان بابقاء اللہ لهما وخلق اللہ دام لا سلهما والحق علی الحقیقۃ من لا یجوز علیہ الزوال ۔	جائز ہے اس پر فنا ہونا اپنی ذات میں حتی کہ جنت دوزخ بھی ہاں کہ وہ دونوں باقی ہیں اللہ تعالیٰ کے باقی رکھنے سے اور پیدا کیا ہے ہمیشہ کے لئے اس کے رہنے والوں کے اور حق عند حقیقت کے یہ ہے کہ اس کا زوال جائز نہیں ہے ۔

نیز مشکوۃ شریف میں بروایت ترمذی و ابوداؤد منقول ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے الناس کلہم بنو آدم و آدم من تراب ۔ شیخ محدث دہلوی رحمہ اس حدیث کا ترجمہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۴ صفحہ ۹۴ میں فرماتے ہیں

مردم پسران آدم اند و آدم از خاک ست و خاک خوار و پست ست تعزز و ترفع ازنا بوده سے

زخاک آفریدت خداوند پاک   پس ای بندہ افتادگی کن چو خاک

یعنی تمام آدمی آدم کے بیٹے ہیں اور آدم خاک سے ہے اور خاک خوار و پست ہے عزت و بلندی اسکو نہیں ہم تو

خاک سے بنایا ہے خداوند پاک نے   پس اے بندہ پڑارہ مانند خاک کے"

ہ دیکھا تو خاک دل ہی عالی مقام ہے   جوں جوں بلند ہوئے پستی پہ نظر پڑی

پس ذات پاک حق تعالیٰ جل شانہ لایزال کی عظمت توحید کے مقابلہ میں بندہ کی پستی بے ثباتی کو جو اس کے ذاتی نقصانات ہیں ان میں اگرچہ اولوالعزم نبی ہی کیوں نہ ہوں ہر لحظ ملحوظ رکھنا لازم ہے اگر بندہ کی بزرگی و عزت ہے تو یہی ہے چنانچہ حضرت فاروق اعظم عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا کیا دل سے بحالت توحید عظمت جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کے آثار نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام درخت بیعت الرضوان وغیرہ کو جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے باندیشہ شرک نیست و نابود کرادیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو قبر کے پاس تک نماز سے روک دیا ۔ فتح تستر میں ہرمزان کے بیت المال میں جو تخت پایا گیا جس پر حضرت دانیال علیہ السلام کا جسم اطہر تھا بلا تغیر جن کو وفات پائے ہوئے تین سو برس گذر چکے تھے لوگ قحط سالی میں برکت کے لئے اس کو نکالا کرتے تھے اس واقعہ کی اطلاع خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دی گئی اور بحکم آپ کے نعش کو تیرہ قبریں کھود کر شب میں آپ کو دفن کر کے سب قبروں کو زمین کے برابر کر دیا گیا تاکہ لوگوں کو آپ کی قبر کا پتہ نہ چلے اور فتنہ گور پرستی میں نہ پڑیں دیکھو اغاثہ صفحہ ۲۰۲ امام ابن قیم رحمہ جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مستند جان کر حیات الموات صفحہ ۱۵ میں مستناد کرتے ہیں طرح جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی کہ آپ کی

وفات ہونا اسلام میں زبردست حادثہ ہے اور توحید الٰہی کا بڑا گہرا سبق۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ باوجودیکہ غلبہ توحید میں آپ کی شان اشداء علی الکفار ہے۔ بوجہ اضطرار و بے اختیاری فراق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مدہوشی کا عالم طاری ہو گیا اور کہنے لگے

واللہ ما مات رسول اللہ (صلعم) "قسم ہے اللہ کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی"

بعض روایات میں ہے کہ آپ نے تلوار نکال لی اور منہ مبارک میں جھاگ بھر آئے اور فرمایا "جو ایسا کہے گا اس کا سر جدا کر دوں گا" ہر چند کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سمجھایا مگر انکار ہی کرتے رہے چونکہ اس واقعہ سے اسلام میں بڑا تزلزل اور رخنہ واقع ہونے کا اندیشہ تھا۔ بالآخر شان صدیقیت کی استقامت و متانت اور اولوالعزمی جوش میں آئی اور ان کو چھوڑ کر ممبر پر تشریف لائے اور خطبہ فرمایا۔ تو لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے پھر آپ کی جانب متوجہ ہوئے پھر اس خطبہ میں کیا بیان تھا۔ دیکھو صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۶۴۶ اور پارہ ۱۴ صفحہ ۳۶۳ ۱۸ صفحہ ۱۰۷

فحمد اللہ ابوبکر واثنی علیہ وقال الا من کان یعبد محمدا فان محمدا (صلی اللہ علیہ وسلم) قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لا یموت وقال (تعالیٰ) اِنَّكَ مَيِّتٌ وَاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ وقال وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِى اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ

"پس اللہ تعالیٰ کے لئے حمد بیان کی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اور اسی کے لئے تعریف اور کہا آگاہ رہو جو تم میں عبادت کرتا ہو محمد کی پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات پا گئے اور جو تم میں عبادت کرتا ہو اللہ تعالیٰ کی تو اللہ تعالیٰ تو حی لا یموت زندہ ہے نہیں مرے گا۔ اور کہا (فرمایا اللہ تعالیٰ نے) بیشک تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں۔ اور کہا (فرمایا اللہ تعالیٰ نے) اور محمد تو ایک رسول ہے ہو چکے پہلے اس کے بہت رسول پھر کیا اگر وہ مر گیا یا مارا گیا تم پھر جاؤ گے الٹے پاؤں اور جو کوئی پھر جاوے گا الٹے پاؤں وہ نہ بگاڑے گا اللہ تعالیٰ کا کچھ اور اللہ ثواب دے گا بھلا ماننے والوں کو۔"

یہ ترجمہ موضح القرآن سے منقول ہے جو مولوی نعیم الدین کا مستند ہے

(ف) جنگ احد میں بعضے مسلمان کامل بھی بہت ہٹ گئے تھے اس واسطے کہ ایک کافر نے اپنی فوج میں پکارا کہ میں محمد کو (صلی اللہ علیہ وسلم) مار آیا ہوں اور حضرت کو زخم سے خون بہت گیا تھا ضعف آ کر ایک گڑھے میں گرے تھے مسلمانوں نے حضرت کو نہ دیکھا، یہ بات یقین ہو گئی جب حضرت ہوشیار ہوئے تو میدان میں جمع

لوگ حاضر رہے تھے ان کو جمع کر کے پھر لڑائی قائم کی تب کافر پھر کر چلے گئے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ رہے یا نہ رہے دین اللہ کا ہے اس پر قائم رہو اور اشارہ نکلتا ہے کہ حضرت کی وفات پر بعضے پھر جاویں گے اور جو قائم رہیں گے ان کو بڑا ثواب ہے سو اسی طرح ہوا بہت لوگ حضرت کے بعد مرتد ہوئے اور حضرت صدیقؓ نے ان کو پھر مسلمان کیا اور بعضوں کو مارا۔ (فوائد موضح القرآن)

اسی طرح جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح تلمیذ رشید مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح اور مستند مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی جن کی مدح و توصیف حیات الموات صفحہ ۹۸ میں نقل کرتے ہیں۔ کہ میرزا صاحب (مظہر جان جاناں) ان کے پیر و مرشد محمد و ح عظیم شاہ ولی اللہ صاحب رح نے انہیں فضیلت و ولایت مآب مروج شریعت و منور طریقت و نور مجسم و عزیز ترین موجودات مصدر انوار فیوض و برکات لکھا اور منقول ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب انہیں بیہقی وقت کہتے تھے) آپ اپنی تفسیر مظہری صفحہ ۵۵ میں فرماتے ہیں (وما محمد الا رسول الخ آل عمران پارہ ۴)

یعنی لیس ھو دبا یستحیل علیہ الفناء والموت وما ھو بل عو لنا الی عبادتہ ❊

نہیں ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب جو محال ہو ان پر فنا، اور موت کا ہونا اور نہیں ہیں وہ لوگوں کو بلانے والے اپنی عبادت کی طرف۔"

علی ہذا مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز ج ۱ صفحہ ۶۵۶ میں فرماتے ہیں:

ولقعۂ انان بخانگی خدا منسوب ولقعہ دیگر مدفن جسد بندہ محبوب انوار آسمانی در جنب آں بقاع نورانی کان لم یکن گشتہ

"منجملہ قطعات زمین کے کوئی خانہ خدا مسجدوں کی طرف منسوب دیگر قطع مدفن جسد اطہر بندہ محبوب انوار آسمانی کا پہلو میں اس بقاع نورانی کے نیست و نابود ہو گیا۔"

چنانچہ بقعہ طیبہ مدینہ مطہرہ کے مقام مدفن جسد اطہر زمین میں ملنے کے الفاظ محدثین و فقہاء کے کلام صراحتاً ثابت ہیں فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۶۲۴ میں مرقوم ہے البقعۃ التی ضمت اعضاءہ الشریفۃ اور اسی طرح امام سید سمہودی مدنی رح کی کتاب وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی صفحہ ۲ میں مرقوم ہے ان البقعۃ التی ضمت الاعضاء الشریفۃ اور مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رح کی مدارج النبوۃ ج ۱ صفحہ ۱۵۹ میں مرقوم ہے کہ آں بقعہ را کہ ضم اعضای شریف کردہ است اور رد المحتار ج ۲ مصری صفحہ ۲ میں یہ الفاظ مرقوم ہیں

وحلولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ❊

"وہ قطعہ زمین کا جس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اعضاء شریفہ حلول کئے ہوئے یعنی ملے ہوئے ہیں"

پس اس خطبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد سب سے اول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہی نے بیعت

خلافت صدیقی کے لئے ہاتھ بڑھایا اور آپ کی تعریف و توصیف کی پھر لوگ اس آیت وما محمد الا رسول کو پڑھنے لگے جو سنتا وہ پڑھنے لگتا فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے واللہ مجھے کچھ خبر نہ تھی مگر صرف یہی کہ میں نے اس آیت کو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سنا کہ وہ اس کو پڑھتے تھے مجھے تو ایسا پسینہ پیشانی پر آیا کہ زمین پر پاؤں نہ تھمے اور گر پڑا جب اس آیت کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے لئے سنا" چنانچہ دوسرے روز خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو خطبہ پڑھا وہ صحیح بخاری پارہ ۲۹ ج ۶ مع الفتح ص ۶۲۷ میں موجود ہے

فتشهد ابو بكر صامت لا يتكلم قال كنت ارجو ان يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبرنا يريد بذلك ان يكون آخرهم فان يك محمد صلى الله عليه وسلم قد مات فان الله قد جعل بين اظهركم نورا تهتدون به هدى الله محمدا صلى الله عليه وسلم وان ابابكر صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم ثاني اثنين وانه

(حضرت عمر نے) پس خطبہ پڑھا جبکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خاموش تھے کلام نہ کرتے (خطبہ میں) فرمایا میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے بعد وفات پائیں گے تو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی پس اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے درمیان نور کو دیا ہے جس سے تم ہدایت پاتے ہو وہ نور دیا گیا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکر رضی اللہ عنہ صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور رفیق غار ہیں اور وہ مسلمانوں پر تم لوگوں کے کاموں کو انجام دینے کے لئے سب سے زیادہ اولیٰ ہیں پس کھڑے ہو اور ان سے بیعت کرو۔

غور کرو عظمت توحید الوہیت مالک الملک جناب باری عز اسمہ کو پہچانو کہ ادنیٰ شائبہ انکار وفات میں درجہ عبدیت سے بڑھنے مرتبہ الوہیت میں پہنچنے کے اندیشہ سے اگرچہ وہ انکار جوش و اضطرار فراق و جدائی کے باعث تھا تاہم مظنہ فساد و نہ کسی کے عبادت کنندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قرار دیا گیا کہ یہ شان الوہیت حق تعالیٰ حی لا یموت کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہو سکتی ورنہ جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم میں کون متنفس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی معاذ اللہ عبادت کرتا تھا پھر جو گور پرست مدعیان توحید و اسلام مرتبہ نبوت کو درجہ الوہیت الٰہیہ میں پہنچا کر انکار بشریت کا کرتے ہیں حاضر و ناظر جان کر عالم الغیب کہتے ہیں اور ندائیں و فریادیں کرتے ہیں وہ کیونکر اشد ظالم حسب فرمان حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے نہ قرار دیئے جاویں گے۔ چنانچہ اس کا نمونہ حدائق بخشش حصہ اول و حصہ دوم مولوی صاحب بریلوی میں دیکھ لو

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب ... یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا
جن جن مرادوں کے لئے احباب نے کہا ... پیش خبیر کیا مجھے حاجت خبر کی ہے

اس کے طفیل حج بھی خدا نے کرا دیئے — اصل مراد حاضری اس پاک در کی ہے

کعبہ کا نام تک نہ لیا طیبہ ہی کہا — پوچھا تھا جس نے کہ نہضت کدھر کی ہے

عشاقِ روضہ سجدہ میں سوئے حرم جھکے — اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے

~~سر~~ سوئے روضہ جھکا پھر تجھ کو کیا — دل تھا ساجد نجدیا پھر تجھ کو کیا

حالانکہ دیکھئے جناب حضرت فاطمہ زہرا رض لخت جگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرمانا بعد فراغت دفن جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح بخاری پارہ ۱۸ صـ۱۰۸ میں مروی ہے فلما دفن قالت فاطمۃ یا انس اطابت انفسکم ان تحثوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم التراب دیکھو اس کا تشریحی ترجمہ شیخ محدث دہلوی رحمہ مدارج النبوۃ ج ۲ صـ۵۲۴ میں اس مقام فرماتے ہیں

چوں در آمدند صحابہ بعد از دفن نزد فاطمہ گفت
چگونہ باور داند دل شما کہ ریختند خاک بر رسول
خدا گفتند بلی یا بنت رسول اللہ یا زہرا ما ہم
دریں خیال رفتہ بودیم واندوہناک بودیم
ولیکن چہ توان کرد از حکم شرع چارہ نیست

"آئے صحابہ رض بعد دفن کے حضرت فاطمہ رض کی خدمت میں فرمایا کیونکر گوارا کیا تمہارے دل نے کہ ڈالا ہے خاک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر کہا اے بیٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یا زہرا ہم بھی اسی خیال میں تھے اور غمزدہ تھے ہم لیکن کیا کریں حکم شرع سے چارہ نہیں ہے"

نیز مدارج النبوۃ صـ۲۵ ج ۲ میں جو شعر کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت قبر انور میں پڑھا تھا مرقوم ہے

فان کنت من علی فی التراب مغیبا
فما کنت علی قلبی المحزون بغائبا

"اگرچہ آپ میری نظر سے مٹی میں چھپے ہوئے ہیں لیکن آپ میرے قلب غمگین سے نہیں ہیں غائب"

اسی طرح حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا شعر ؎

حینا یقیلک الترب لھفی لیتنی
غیبت قبلک فی بقیع الغرقد

"جب کہ مٹی نے آپ کو چھپا لیا۔ تو کاش کہ میں پہلے آپ سے قبر بقیع میں غائب ہو جاتا"

نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات صـ۲۳ میں لکھتے ہیں۔

"حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد صحیح مسلم سے ابھی گزرا کہ جب مجھے دفن کر چکو تو مجھ پر مٹی تھم تھم کر نرمی سے ڈالنا"

شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رح ترجمہ مشکوٰۃ اشعۃ اللمعات ج ا صـ۷۰۶ میں اسی حدیث کے نیچے لکھتے ہیں

"چوں دفن کنید مرا پس بنرمی وسہولت بیندازید بر من خاک را"

امام ابن امیر الحاج خاتمہ حلیہ شرح منیہ میں درباره فوائد غسل میت فرماتے ہیں

اذا اعتنى المولى بتطهير جسد يلقى في التراب تنبه العبد الى تطهير ماهو باق وهو النفس فانه لا يفنى عند اهل السنة والجماعة +

جب بندہ دیکھے گا کہ مولا تبارک وتعالیٰ نے ہم پر اس بدن کی تطہیر فرض کی جو خاک میں ڈالا جائے گا تو متنبہ ہوگا کہ اس کی تطہیر اور بھی ضرور ہے جو باقی رہنے والا ہے یعنی روح کہ اہلسنت وجماعت کے نزدیک فنا نہیں ہوتی "

ایضاً ص۲۳۲ پھر بھی مجازاً روح مفارق عن البدن پر بھی اس کا اطلاق آتا ہے۔ حدیث میں ہے اللھم رب الارواح الفانیۃ ایضاً ص۲۳۳

"بدن و روح دونوں پر میت کا اطلاق ہوتا ہے " ایضاً ص۱۲۹ "روح موت سے نہ مرتی ہے نہ متغیر ہوتی مگر اس پر بھی لفظ میت کا اطلاق ہوتا ہے " ایضاً ص۱۵۱ "ارواح مردگان کہ ان پر بھی اطلاق مردہ و میت کیا جاتا ہے " نیز مولوی صاحب بریلوی سبحٰن السبوح (حاشیہ) ص۶۲ میں لکھتے ہیں۔ روح انسانی اگرچہ اہلسنت کے نزدیک فنا نہ ہوگی مگر قطعاً ممکن الانعدام اس کے ساتھ اس کی سب صفات معدوم ہو سکتی ہیں "

علی ہذا مولوی نعیم الدین کے بڑے مستند شیخ بدایونی تصحیح المسائل ص۱۴۲ میں لکھتے ہیں و

وحدیثے از ابی امامہ رضی اللہ عنہ آمدہ است کہ گفت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم چوں مرد یکے از برادران شما و دفن کردید او را تخفید بروے خاک۔ ایضاً ص۱۸۳ و سیوطی در جامع الجوامع بتعدد طرق آوردہ کہ فرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وقتیکہ بمیرد یکے از برادران بریزید بروے خاک را۔

"ایک حدیث حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ سے آئی ہے کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جو مر جاوے تمہارے بھائیوں میں سے اور دفن کرو اس کو ڈالو اس پر خاک۔ "اور سیوطی نے جامع الجوامع میں بطرق متعدد نقل کیا ہے کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مر جاوے تمہارے بھائیوں میں سے تو ڈالو اس کے اوپر خاک "

علی ہذا مولانا اکرام الدین نبیرہ شاہ عبدالحق محدث دہلوی تلمیذ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی سعادت الکونین ص۸ میں تہذیب التہذیب سے منقول ہے

"جس وقت امام حسن رضی اللہ عنہ دفن ہوئے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے لوگو اپنے نبی کے فرزند پہ مٹی ڈالو۔ اور اپنے ہاتھوں سے خاک میں سلاؤ "

مگر فی الواقع۔ صاحب قبر پر مٹی ڈالنے سے علیٰ جسم پر بداہۃً مٹی اور خاک ڈالنا نہیں ہوتا ہے۔ تاہم بطور مجاز باعتبار مآل

حقیقت ذاتیہ کے کلام شارع علیہ السلام میں اس کا استعمال کیا گیا۔ اور جو الفاظ صحابہ رضی اللہ عنہم کے متعلق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پاک میں استعمال ہوئے وہی آپ کی شان میں کلام صحابہ و حضرت زہراء رضی اللہ عنہم میں مستعمل ہوتے بلا تفاوت اسی طرح جبکہ ارواح نہ مرتی ہیں اور نہ متغیر ہوتی ہیں۔ مگر پھر بھی ان پر کسی اعتبار سے اطلاق فنا اور مرنے کا کیا گیا چہ جائیکہ جسم تو وہ اجسام جو تغیر سے بحکم شرع محفوظ ہیں ان پر بھی مثل ارواح کے بالاولی اطلاق فنا و تلاقی فی الارض[1] کیا جانا اسی اعتبار سے خصوصاً کلام مولوی صاحب بریلوی نقشہ مولوی نعیم الدین میں بخوبی واضح ہوگیا۔ کیونکہ سوائے جناب باری عز اسمہ کے تمام مخلوقات فانی اور اس کی عظمت وجلال کے سامنے محض لاشئے ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۶ ج ۲ ص ۱۸۷ میں مرقوم ہے

من مقام الفناء والمحو وانہ الغایۃ الی لا شیئ وراءھا

مقام فنا و محو کی غایت یہ ہے کہ نہ رہے کوئی شے حق تعالیٰ کے سوا،،

نیز شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۵۲۹ میں فرماتے ہیں

در حضرت غوث الثقلین قدس سرہ در فتوح الغیب رسالہ ۵۰ افرمودہ اند صلاح فنائے عبدیت بکلیت از وجود ہستی خود کرتا شائبہ از ہستی باقی ست فساد ست و چوں فنا فی اللہ کامل شد بقا باللہ نیز کامل خواہد بود و اکمل افراد آنحضرت سید السادات و افضل کائنات ست صلی اللہ علیہ وسلم وعلی لہ وسائر النبیین و آل سائر الصالحین،،

ایضاً ج ۴ ص ۳۱۴ میں فرماتے ہیں

و آنحضرت نفس شریف خود را نیز دریں مقام بر حد بشریت و ضعف عبودیت داشت بہ بہت رعایت کمال عزت و عظمت ربوبیت حق جل وعلا۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس شریف کو بھی اس مقام میں حد بشریت اور ضعف عبودیت کے ساتھ رکھا بوجہ رعایت کمال عزت و عظمت ربوبیت حق جل وعلا کے ۱۱

نیز مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۷۰ میں فرماتے ہیں

و چوں وے صلی اللہ علیہ وسلم فانی شدہ است در ذات و صفات الٰہی ناجرم باقی باشد بآن و متصف گردد بدان۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذات و صفات الٰہی کے ساتھ فانی ہوئے ہیں تو ضرور باقی ہوئے اور متصف ہوئے اس کے ساتھ ۱۱

[1] یعنی مٹی سے ملاقی و شامل ہو جانا یعنی مٹی سے مل جانا جسد انبیاء علیہم السلام کا خاک نہ ہونے کے مولانا مرحوم بھی قائل ہیں چونکہ مردہ کو چاروں طرف سے مٹی احاطہ کرتی ہے اور نیچے مردہ کی مٹی سے جسد مع کفن ملاحق ہوتا ہے یہ مٹی میں ملنا اور مٹی سے مل جانا کہلاتا ہے،، رشادی رشیدیہ ص ۴۸ طبع کراچی) — ع - ح -

نیز شاہ صاحب موصوف اخبار الاخیار ص۴۵ میں فرماتے ہیں

بلکہ آدم و آدمیاں را و عالم و عالمیاں را معدوم شمارد و نابود پندارد

"وجود حق تعالیٰ کے سامنے آدم اور آدمیوں کو اور عالم اور عالمیوں کو معدوم شمار کرے اور نابود سمجھے"

ایضاً ص۶۵ میں فرماتے ہیں

تا ہمہ دنیا و بزرگی ہائے آن در نظر او خاک بود و اہل آں را در دل وے سنگے نماند۔

"یہ نعمت الٰہی نہیں پیدا ہو سکتی جبتک کہ تمام دنیا اور بزرگی اور بڑائی اس کی نظر میں خاک ہو جائے اور اس کے اہل کی اس کے دل میں پتھر نہ معلوم ہوں"

ایضاً ص۱۴۴ میں فرماتے ہیں۔

و خود را مردہ انگارد و خلق را سنگ و کلوخ شمارد و حقیقت بداند کہ لا یملکون لانفسہم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا و کسیکہ چنیں بود بدیگرے چہ نفع و مضرت تواند رسانید۔

"اپنے آپ کو مردہ جان لے اور خلق کو پتھر ڈھیلے شمار کرے اور حقیقت جانیں کہ نہیں ہیں مالک اپنی جانوں کے نقصان اور نہ نفع کے اور نہیں ہیں مالک موت کے اور حیات کے اور نہ حشر کے اور جو شخص ایسا بے اختیار ہو دوسرے کو کیا نفع اور مضرت پہنچا سکے گا"

اور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر فتح العزیز ج ا ص۱۰۶ میں فرماتے ہیں

و موت رجوع بنیہ انسانی بسوئے اصل خود است کہ خاک است

"موت رجوع ہونا اصل انسانی کا اپنی اصل کی طرف ہے کہ خاک ہے"

ایضاً ص۶۶۸ میں فرماتے ہیں

معبود و رحمٰن و رحیم واحد است و مرجع حوائج و دافع بلایا و حافظ آفات او است و ہر چہ غیر اوست محض نمود بے بود است

"معبود اور رحمٰن اور رحیم ایک ہی ہے اور مرجع حاجتوں اور دافع بلاؤں اور نگہبان آفات کا وہی ہے اور جو کچھ غیر اس کے ہے محض نمود بے بود ہے"

نیز تفسیر فتح العزیز ج ۳ پارہ ۳۰ ص۱۰۶ میں فرماتے ہیں۔

خلقت آدمی از خاک است و بحکم کل شئی یرجع الی اصلہ اورا باصل خودش راجع باید ساخت ایضاً ص۲۴۱ مقربین و سابقین اہل فنا فی اللہ و بقا باللہ اند۔

"خلقت آدمی کی خاک سے ہے اور بحکم ہر شئی کا لوٹنا اصل کی طرف ہوتا ہے اس کو اپنی اصل کی طرف لوٹانا چاہیئے" "مقربین اور سابقین اللہ کے لئے فانی اور اللہ کے ساتھ باقی ہیں"

ایضاً ص۳۳۶ میں فرماتے ہیں۔

تقرب در حالت سجدہ آں است کہ آدمی دریں حالت متوجہ باصل خود کہ خاک است می گردد و ہر قدر توجہ باصل خود زیادہ باشد قرب الٰہی بیشتر حاصل مے گردد ایضاً ص۲۹۶ بالجملہ نقصانے کہ آدمی در حالت نطفیت دارد و کمالے کہ بعد از بلوغ و مرتبہ خاتمیت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نصیب او شدہ است ہر دو را قیاس باید کرد و ربوبیت او تعالیٰ را تماشا باید نمود۔"

"تقرب حالت سجدہ میں حاصل ہوتا ہے کہ آدمی اس حالت میں متوجہ اپنی اصل کی طرف کہ خاک ہے ہو جاوے اور جس قدر توجہ اپنی اصل کی طرف زیادہ ہو گی قرب الٰہی زیادہ حاصل ہو گا"۔ بالاخرہ وہ نقصان کہ آدمی حالت نطفہ ہونے میں رکھتا ہے اور وہ کمال کہ بعد پہنچنے بلوغت کے اور مرتبہ خاتمیت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نصیب میں اس کے ہوا ہے دونوں کو غور کرنا چاہیئے اور ربوبیت حق تعالیٰ کا تماشا دیکھنا چاہیئے"۔

علیٰ ہذا حضرات مشائخ صوفیہ اہل عرفان رح کے کلام میں مراتب فنا عبدیت پر مقاصد عالیہ میں بارگاہ حق تعالیٰ کی تجلی اسی پر موقوف ہے یہی اصل توحید لا الٰہ الا اللہ کا مدعا ہے۔ دیگر ہیچ حضرات انبیاء علیہم السلام خصوصاً جناب سید المرسلین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رتبہ فنا عبدیت میں سب سے اعلیٰ و ارفع ہے چنانچہ اکمل اولیاء مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح جن پر سلسلہ ولایت ہندوستان کا منتہی ہے آپ کی تالیفات انفاس العارفین۔ انتباہ تفہیمات الٰہیہ وغیرہ میں بشرح و بسط مرقوم ہے۔ چنانچہ انفاس العارفین ص۱۳۵ میں مرقوم ہے۔

"والولایۃ لا یحصل الا بعد الفناء ہیچ کس را تا نہ کردہ او فناء نیست رہ در بارگاہ کبریاء"

"ولایت نہیں حاصل ہوتی مگر بعد فنا ہونے کے" "کوئی شخص جب تک کہ وہ اپنے آپ کو نکرے فنا نہیں ملتا راستہ بارگاہ کبریا کا"

نیز انتباہ ص۵۵ میں مرقوم ہے

وھذا مقام الخواص من الانبیاء المرسلین

"یہ مقام خواص انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا ہے"

اور مصباح الہدایت ترجمہ عوارف ص۱۶۳ میں مرقوم ہے

"نہایت اقتضائے محبت آنست کہ محب در محبوب فانی گردد و رسم دوئی برخیزد۔ ایضاً ص۳۰۹ فنا عبارت است از نہایت سیر الی اللہ۔ چہ سیر الی اللہ وقتے منتہی شود کہ بادیہ وجود را بقدم صدق یکبارگی قطع کنند"

نیز فوائد الفواد خواجہ نظام الدین اولیاء رح مجلس دوم ۲۸ محرم الحرام یکشنبہ ۷۱۴ھ ص۲۹ میں مرقوم ہے۔ مدآپ نے اپنی زبان مبارک سے ارشاد فرمایا، تاخاک نگردی تبو آتش بدمند،، اور مکتوبات حضرت قطب عالم شیخ عبد القدوس رح مکتوب صد و ہفتم ص۲۲۲ میں مرقوم ہے

عزیز من انبیاء و اولیاء رکہ از جہان رحلت کردہ اند اجساد مطہرہ ایشاں زیر زمین در خاک مذلت خفتیدہ اند و ارواح مقدس ایشاں در آخرت در علیین اند و ایں مدبر در دنیا بعد ہزار معصیت و ناشائستگی آلودہ از ایشاں چہ خبر و کیفیت آخرت نہ آنچناں ست کہ خلق را گمان ست اہل آخرت میدانند کہ از جلال و عظمت حق سبحانہ و تعالیٰ ایشاں را چہ پیش آمدہ است

مد عزیز من انبیاء اور اولیاء کہ جو اس جہان سے رحلت فرما چکے ہیں جسم مطہرہ ان کے نیچے زمین کے خاک ذلت میں سوئے ہوئے ہیں اور ارواح مقدس ان کی آخرت میں علیین کے اندر ہیں اور یہ مدبر مشغولیت دنیا میں ہزار گناہ اور ناشائستگی آلودہ ہیں ان کو کیا خبر اور حالت آخرت اس طرح نہیں ہے جس طرح خلق کا گمان ہے اہل آخرت جانتے ہیں کہ جلال عظمت حق سبحانہ و تعالیٰ کی ان کو کیا پیش آئی ہے ،،

ایضاً مکتوب صد و پنجاہ و نہم ۱۵۹ ص۲۱۲ میں مرقوم ہے

وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا

اور نہیں جانتا کوئی نفس کیا کام کرے گا کل کو،،

اینجا اولیاء انبیاء سر گرداں اند چنانکہ گفت غزل

سبحان خالقے کہ صفاتش ز کبریا

بر خاک عجز می فگند عقل انبیاء

اس جگہ اولیاء و انبیاء سر گرداں ہیں

پاک ہے وہ خالق کہ اس کی صفات کبریائی سے خاک عجز پر پڑی ہے عقل انبیاء کی علیہم السلام،،

مصرع عجبے نیست کہ سر گشتہ بود طالب دوست۔ اور مثنوی مولانا روم دفتر اول ص۹۷ میں مرقوم ہے

کل شیء ما خلا اللہ باطل

ان فضل اللہ غیم ھاطل

ایضاً ص۲۰ میں مرقوم ہے۔

آں خداوندے کہ از خاک ذلیل

آفرید او شہسواران جلیل!

ایضاً دفتر چہارم ص۳۶۸ میں مرقوم ہے

حی نماند در جہاں یک تار مو

کل شیء ھالک الا وجہہ

ایضاً ص۳۶۹ میں مرقوم ہے

غیر من پیشت چو سنگ ست و کلوخ

گر صبی و گر جوان و گر شیوخ

ایضاً ص۳۸۹ میں مرقوم ہے۔

اندر احمد ان جسے کاں غارب ست	خفتہ ایں دم زیر خاک یثرب ست
وآں عظیم الخلق او کو صفدر ست	بے تغیر مقعد صدق اندر ست
قابل تغیر اوصاف تن ست	روح باقی آفتاب روشن ست
اوست بے تغیر کہ لا شرقیۃ	بے ز تبدیل کہ لا غربیۃ

ایضاً دفتر ششم ص۷۹ میں مرقوم ہے

ہیچ کس را تا نگردد او فنا	نیست رہ در بارگاہ کبریا
ہست معراج فلک ایں نیستی	عاشقاں را مذہب و دین نیستی

ایضاً ص۱۱۵ میں مرقوم ہے۔

دیدۂ کو از آمد آمد پدید!	ذات ہستی را ہمہ معدوم دید

ایضاً ص۱۲۲ میں مرقوم ہے۔

غیر واحد ہر چہ بینے اندریں	بیگمانی جملہ را بت داں یقین

ایضاً ص۱۲۴ میں مرقوم ہے

زین سبب فرمود حق صلوا علیہ	کہ محمد بود محتاجُ الیہ

اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۶۷ مثنوی دفتر اول ص۸ سے نقل کیا ہے۔

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من	ہست پیدا ہم چو بت پیش شمن!

نیز مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی حدائق بخشش حصہ اول ص۹ میں لکھتے ہیں

ہم خاک ہیں اور خاک ہی ماویٰ ہے ہمارا	خاکی تو وہ آدم جد اعلیٰ ہے ہمارا
اللہ ہمیں خاک کرے اپنی طلب میں	یہ خاک تو سرکار سے تمغا ہے ہمارا
جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سید عالم	اس خاک پہ قربان دل شیدا ہے ہمارا
خم ہو گئی پشت فلک اس طعن زمین سے	سن ہم پہ مدینہ ہے وہ رتبہ ہے ہمارا
اس نے لقب خاک شہنشاہ سے پایا	جو حیدر کرار کہ مولا ہے ہمارا
اے مدعیو خاک کو تم خاک نہ سمجھے	اس خاک میں مدفون شہ بطحا ہے ہمارا
ہے خاک سے تعمیر مزار شہ کونین	معمور اسی خاک سے قبلہ ہے ہمارا
ہم خاک اڑائیں گے جو وہ خاک نہ پائی	آباد رضا جس پہ مدینہ ہے ہمارا

ا؎ رکھ ہمہ وَالشُّعَرَاءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ (الشعراء) — از مصنف

پس خصوصاً مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے کلام میں خوب غور کرو اور دیکھو کہ مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظ حصہ اول ص۳ میں مرقوم ہے۔

"کُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ اور کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ وَّیَبْقٰی وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ دوام کسی کے لئے نہیں ہمیشہ نہ کوئی رہا ہے نہ رہے گا ہمیشگی رب عزوجل کو ہے باقی جو موجود ہے معدوم اور ایک دن سب کو فنا ہے" نیز ملفوظ حصہ چہارم ص۱ میں مرقوم ہے "اللہ اکبر یہ موت ایسی چیز ہے کہ سوا ذات باری عزجلالہ کے کوئی اس سے نہ بچے گا۔ جب آیت نازل ہوئی کل من علیها فان ویبقی وجه ربك ذو الجلال والاکرام جتنے زمین پر ہیں سب فنا ہونے والے ہیں اور باقی رہے گا وجہ کریم رب العزۃ جل جلالہ کا فرشتے بولے ہم بچے کہ ہم زمین پر نہیں پھر آیت نازل ہوئی کل نفس ذائقة الموت ہر جاندار موت کو چکھنے والا ہے تو فرشتوں نے کہا اب ہم بھی گئے" نیز السنۃ الانیقہ ص۸۵ میں لکھتے ہیں "اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ منها خلقنا کم وفیها نعیدکم ومنها نخرجکم تارة اخری زمین ہی سے ہم نے تمہیں بنایا اور اسی میں تمہیں پھیرے جاویں گے اور اسی میں سے تمہیں دوبارہ نکالیں گے خطیب نے کتاب المتفق میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ما من مولود الا فی سرته من تربته التی خلق منها حتی یدفن فیها وانا وابو بکر وعمر من تربة واحدة فیها ندفن ہر بچہ کی ناف میں اس مٹی کا حصہ ہوتا ہے جس سے وہ بنایا گیا یہاں تک کہ اسی میں دفن کیا جائے اور میں اور ابو بکر و عمر ایک مٹی سے بنے اسی میں دفن ہوں گے"

اور مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب جواہر البیان ص۱۴۷ میں لکھتے ہیں "مخلوق کے علم و قدرت و سمع و بصر کو اس کی صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں یہ حادث وہ قدیم یہ فانی وہ باقی یہ ناقص وہ کامل یہ اس کی عطا ئیں اس کی مخلوق اس کے قبضہ اقتدار میں اور وہ پاک موصوف کی پاک صفتیں تمام شوائب نقص و شیون شین سے منزہ بلکہ ان کے حضور صفات مخلوق کا نام زبان پر لانا وجود و عدم میں نسبت دینا ہے اشتراک بیان مجرد اسمی اور تناسب مفاہیم صرف وہمی کمالات وجود پر متفرع ہیں اور وجود اس کی ذات پاک سے خاص باقی جو کچھ ہے اگر اس کے انتساب سے قطع نظر کیجاوے محض ہالک ولاشئی ہے" نیز سرور القلوب ص۱۲۸ میں لکھتے ہیں "یوسف و زلیخا و شیریں و لیلیٰ جن کے حسن و جمال کے افسانے عالم میں ایک دھوم ہے اب کہاں ہیں جو تو باقی رہے گا"

اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۳ و ص۱۲۶ میں لکھا۔

"حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو

نسبت ہے وہ بھی یہاں مقصود نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا علم الہی
کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل میں کوئی ہستی نہیں رکھتے مثل لاشئے کے ہے ۱۲

الحمد للہ الذی ھو حی لا یموت کہ مولوی نعیم الدین کی لن ترانیوں کا پردہ فاش ہو کر نصوص قرآن و حدیث اور اقوال ائمہ کرام محدثین و مفسرین مشائخ صوفیہ رحمہم اللہ خصوصاً مولوی صاحب بریلوی سے جو کہ تمام مسلمات مولوی نعیم الدین کے ہیں تائید و حقانیت تقویۃ الایمان کما حقہ تمام و کمال واضح و آشکارا ہو گئی کہ سب کی موت باعث فنا تغیر و زوال ہے۔ مختصر یہ کہ خود مولوی نعیم الدین نے بحوالہ شفا رو، اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ انبیاء پر موت و فنا تغیر کا طاری ہونا تسلیم کیا۔ قرآن و احادیث میں موت انبیاء پر الفاظ۔ اِنْ اَرَادَ اَنْ یُّھْلِکَ الْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَاُمَّہٗ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا اور کلما ھلک نبی خلفہ نبی وارد ہیں جن کی تشریح امام نووی رح نے فرمائی۔ اور اشعۃ اللمعات وغیرہ میں بحوالہ فتوح الغیب وغیرہ کلبۂ فنا عبدیت میں سب سے اکمل و خواص انبیاء و مرسلین علیہم السلام کو بتایا۔ تفسیر فتح العزیز میں جسد اطہر کو کان لم یکن گشتہ کہا اور فتح الباری اور وفا الوفاء اور مدارج النبوۃ اور رد المحتار میں اعضاء شریفہ کا مٹی میں ملنا فرمایا۔ اور حضرت قطب عالم شیخ عبدالقدوس گنگوہی کا فرمانا کہ انبیاء کے اجساد مطہر زمین کے نیچے خاک مذلت میں سوئے ہوئے ہیں۔ خصوصاً اقوال بریلویہ میں جسم تو کیا روح پر بھی اطلاق موت و فنا کا کیا گیا اور بحوالہ آیات و احادیث منہا خلقنٰکم الخ وغیرہ میں ہر وجود کا معدوم و فنا خاک میں مدفون ہونا خاک سے تعمیر مزار ہونا خاک سے قبلہ ہونا مٹی میں دفن ہونا صفات مخلوق کا فانی و ناقص ہونا حق تعالی حی لا یموت کے سامنے مخلوق کا نام لینا بھی وجود عدم میں نسبت دینا تھا کہ محض ہالک و لاشئے بتایا گیا۔ اور خود مولوی نعیم الدین نے جنت و نعمہائے جنت کو جو مقام انبیاء و صالحین تجلی بارگاہ عزت ہے بحوالہ مثنوی مانند بت کہہ قرار دیا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو علم الہی کے حضور بے ہستی و لاشئے بتایا

پس ان تمام نصوص و اقوال مسلمہ مولوی نعیم الدین میں خوب غور و فکر کر کے تقویۃ الایمان سے ملاؤ۔ ؏
آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ ؏ عباراتنا شتی و حسنک واحد۔

اگر کہا جاوے کہ یہ سب بیانات اوصاف حق تعالی قادر و قیوم عالم و خبیر حی لا یموت کی عزت عظمت کے سامنے مقابلتہً ہیں۔ تو پھر ساری تقویۃ الایمان میں بھی بمقابلہ توحید و الوہیت باری تعالی عز شانہ ہی کے کہا گیا ہے نہ کہ بندوں کے مقابلہ میں کہ یہ کفر محض ہے اور وہ عین ایمان۔ مگر حیف صد حیف کہ مولوی نعیم الدین نے اپنی بد نصیبی سے مولانا شہید مرحوم پر محض عنادانہ الزام دے کر خود اپنی آخرت تباہ و برباد کی کہ ؏ بے ادب محروم گشت از لطف رب۔

مسئلہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم

یہی حدیث ابن ماجہ ص ۱۱۹ میں ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق (عن ابی الدرداء) اولاً الفاظ فنبی اللہ الخ میں احتمال مدرج ہونے کا ہے یعنی یہ کلام غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہے، چنانچہ اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۵۰۹ میں شیخ محدث دہلوی رح فرماتے ہیں این تتمہ کلام آنحضرت یا قول ابی درداء ست بعد از روایت حدیث۔ اور خود مولوی نعیم الدین کے بڑے حضرت مولوی صاحب بریلوی نے حیات الموات حاشیہ ص ۱۷۰ اس کو صراحتاً ظاہر کیا ہے "وان هذه القطعة محتملة الادراج" جس کو محض تجاہل عارفانہ سے چھپایا گیا ہے ورنہ مشکوٰۃ ہی کے حوالہ پر

---

[1] واضح رہے کہ اس روایت کا ٹکڑا ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء تین ہی سندوں سے مروی ہے اور وہ تینوں سند کے اعتبار سے مخدوش ہیں پہلی روایت حضرت اوس بن اوس رض کی ہے (سنن ابی داؤد ص ۱۵۰ج ۱ و ص ۲۲۰ ج ۱ مع العون سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز) اس کی سند حضرت امام بخاری (متوفی ۲۵۶ھ) حافظ ابو حاتم (متوفی ۲۷۷ھ) اور حافظ ابو بکر خطیب (۴۶۳ھ) کے نزدیک معلول و منکر ہے بدین وجہ کہ اس کی سند میں عبدالرحمن بن یزید بن تمیم راوی ضعیف و منکر الحدیث ہے جس سے حسین بن علی جعفی نے روایت کیا ہے ہاں یہ بات کہ ابوداؤد وغیرہ کی سند میں حسین جعفی ابن عبدالرحمن بن یزید بن جابر ظاہر ہوتا ہے سو ابن تمیم نہیں امام بخاری وغیرہ فرماتے ہیں کہ یہی تو اس روایت کی باریک علت ہے کہ جعفی نے غلطی و تسامح سے ابن تمیم کی بجائے ابن جابر کہہ دیا حالانکہ حسین جعفی کوفی ہے اور تاریخ اور استقراء سے پتہ چلتا ہے کہ کوفہ و عراق کے کسی راوی کا ابن جابر سے روایت کرنا ثابت نہیں اہل عراق و کوفہ کی روایتیں عبدالرحمن بن یزید بن تمیم سے ہیں جس کو اصل کردہ ابن جابر سے نہیں لہذا یہ روایت معلول و منکر ہوئی یہی علت دقیقہ ہے جس کی طرف حافظ منذری نے مختصر سنن ابی داؤد اور ترغیب میں اشارہ کیا ہے۔ یہ تو ہے خلاصہ تقریر ان محدثین کا جو اس حدیث کو معلول کہتے ہیں اب اصل عبارتیں ملاحظہ فرمائیے حافظ منذری کہتے ہیں ولہ علۃ حقیقۃ اشار الیہا البخاری وغیرہ (مختصر سنن ابی داؤد ص ۴ ج ۲ والترغیب والترہیب ص ۲۰۹ ج ۱) علامہ تقی سبکی رح نے اس علت کی تفصیل بھی حافظ منذری کے حوالہ سے ذکر کی ہے (علتہ ان حسین علی الجعفی لم یسمع من عبدالرحمن بن یزید بن جابر وانما سمع من عبدالرحمن بن یزید بن تمیم وھو ضعیف فلما حدث بہ الجعفی غلط فی اسم الجد فقال ابن جابر (شفاء السقام ص ۴۸)) امام بخاری فرماتے ہیں واما اھل الکوفۃ فرووا عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر وھو ابن یزید بن تمیم لیس بابن جابر وابن تمیم منکر الحدیث (التاریخ الصغیر ص ۱۷۹ ونحوہ فی التاریخ الکبیر ص ۳۶۵ ج ۳ قسم اول ونقل عنہ فی التہذیب ص ۲۹۵ ج ۶) امام ابو حاتم فرماتے ہیں عبدالرحمن بن یزید بن جابر لا اعلم احداً من اھل العراق یحدث عنہ ۔۔۔ وھو حدیث منکر لا اعلم احداً رواہ غیر الجعفی (علل ابن ابی حاتم ص ۱۹۷ ج ۱) حافظ ابو بکر خطیب عبدالرحمن بن یزید بن جابر کے ترجمہ میں حافظ ابو جعفر محمد بن علی سے نقل کرتے ہیں روی عنہ اھل الکوفۃ احادیث مناکیر وھم فیہ قلت روی الکوفیون احادیث عبدالرحمن بن یزید بن تمیم عن عبدالرحمن بن یزید بن جابر ووھموا فی ذلک فالحمل علیھم فی تلک الاحادیث (تاریخ بغداد ص ۲۱۲ ج ۱۰) علامہ ابن العربی المالکی کا کہنا ہے انہ لم یثبت (القول البدیع ص ۱۲۰) یہ بات عرض کردینی بھی مناسب ہے کہ اس علت کو حافظ دارقطنی رح اور ان ہی کے اتباع میں صاحب (باقی صفحہ ۶۴۹ پر)

اکتفا کیا جاتا کیونکہ اسی حدیث کے ساتھ ابن ماجہ میں یہی حدیث بروایت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ مروی ہے اس میں یہ مدرج الفاظ نہیں ہیں اسی لئے شیخ محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۵۰۷ حدیث فصل ثانی اوس بن اوس میں فرمایا ہے، کنایہ ست از حیات۔ اشارتست بدان۔

ثانیاً الفاظ مدرجہ محتملہ کی توجیہہ اور تشریح میں دیگر احادیث صریح وارد ہیں کہ ارواح انبیاء علیہم السلام ملاء اعلیٰ کے ساتھ بحیات برزخیہ وابستہ ہیں جو حیات شہداء سے اعلیٰ وارفع فضیلت رکھتی ہے، نہ مماثل حیات دنیا اور اجسام طاہرہ ان کے بلا تغیر محفوظ ہیں چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص ۲۷۹ میں بروایت سنن ابوداؤد مرقوم ہے۔

عن ابی ہریرۃ رفعہ ما من احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام ورواتہ ثقات۔

"روایت ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو درود و سلام بھیجے مجھ پر مگر یہ کہ لوٹا دیتا ہے اللہ میری روح کو میرے اوپر یہاں تک کہ جواب سلام کا دیتا ہوں"

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۵۲۹ میں اور بالخصوص مولوی نعیم الدین کے شیخ بدایونی کی تصحیح المسائل ص ۱۳۶ میں بھی سنداً یہ حدیث مرقوم ہے فتح الباری میں اس حدیث کے ساتھ مرقوم ہے۔

بقیہ ص ۶۲۵ جلاء الافہام اور صاحب الصارم المنکی نے اٹھانے کی کوشش کی ہے اس بنا پر کہ بعض سندوں میں حسین جعفی کی ابن جابر سے تحدیث کی صراحت آگئی ہے لیکن گہرائی میں اتر کر دیکھا جائے تو ابن معین کی جرح کو نظر انداز کرنا بڑا مشکل ہے، غالباً یہی وجہ ہے کہ حافظ ابن القیم نے اپنے قصیدہ نونیہ (ص ۱۴۹) میں اس روایت کے ضعف کی صراحت کر دی ہے۔ وحدیث ذکر حیوتہم بقبورہم لا یصح وظاہر النکران ۔ فانظر الی الاسناد تعرف ما فیہ ان کنت ذا علم بھذا الشان ۔ دوسری روایت حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے (سنن ابن ماجہ آخر کتاب الجنائز) جس کے آخر میں لفظ فنبی اللہ حی یرزق بھی ہے مگر اس کے آخری ٹکڑے میں احتمال ادراج کے علاوہ جس کو شاہ عبدالحق جیسے بزرگوں نے بھی تسلیم فرمایا ہے اس کی سند میں دو جگہ انقطاع بھی ہے یعنی زید بن ایمن عن عبادۃ بن نسی عن ابی الدرداء میں نہ تو زید کا عبادہ سے سماع ہے نہ عبادہ کا حضرت ابو الدرداء سے۔ وفی الزوائد ھذا الحدیث صحیح الا انہ منقطع فی موضعین لان عبادۃ روایتہ عن ابی الدرداء مرسلۃ وزید بن ایمن عن عبادۃ مرسلۃ (سندی علی ابن ماجہ) حافظ ذہبی لکھتے ہیں رجالہ ثقات لکنہ منقطع (القول البدیع ص ۱۱۹) اسی طرح نیل الاوطار ص ۲۶۴ ج ۳ میں حافظ عراقی سے منقول ہے نیز حافظ ابن حجر بحوالہ تاریخ کبیر (ص ۲۵۴ ج ۲ قسم اول) تسلیماً نقل کرتے ہیں زید بن ایمن عن عبادۃ مرسل (تہذیب ص ۳۹۸ ج ۳) تیسری روایت ابو داؤد سے طبرانی کے حوالہ سے حافظ سخاوی نقل کر کے حافظ عراقی سے نقل کرتے ہیں ان اسنادہ لا بأس بہ (القول البدیع ص ۱۱۹) اس کی سند صحیح نہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس ٹکڑے کی صحت اور اس کا استناد اس قابل نہیں کہ صرف اس پر استدلال کی بنیاد رکھی جا سکے خصوصاً اسلئے کہ اس مسئلہ کو بعض فقہاء ان غیر محتاط نے عقیدہ کا بنا لیا ہے اور یہ مسئلہ ہے کہ عقائد میں ایسی روایات ماننے کے قابل نہیں ہو سکتی۔ واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل (محمد عطاء اللہ حنیف)

ان عودالروح الی الجسم تقتضی انفصالہا عنہ وهو الموت ؛	روح جسم کی طرف رجوع کرنا دوبارہ اس انفصال کو مقتضی ہے اور اسی کو موت کہتے ہیں "

نیز فتح الباری پارہ ۱۵ صفحہ ۵۳ میں روایت مرقوم ہے

وفی حدیث ابی هریرة عند البزار والحاکم انہ صلی ببیت المقدس مع الملائکۃ وانہ اتی هناك بارواح الانبیاء فاثنوا علی اللہ اھ	" حدیث ابو ہریرہ میں بروایت بزار اور حاکم ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بیت المقدس میں ملائکہ کے ساتھ نماز پڑھی اور وہاں ارواح انبیاء آئیں پس اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی "

نیز فتح الباری صفحہ ۵۶ میں اس حدیث کے متعدد طرق مرقوم ہیں

وفی حدیث ابی سعید عند البیهقی وفیہ ثم دخلت انا وجبریل بیت المقدس فصلی کل واحد منا رکعتین وفی روایۃ ابی عبیدۃ بن عبد اللہ بن مسعود عن ابیہ نحوہ وزاد ثم دخلت المسجد فعرفت النبیین من بین قائم وراکع وساجد ثم اقیمت الصلوۃ فامتهم وفی روایۃ یزید بن ابی مالك عن انس عند ابن ابی حاتم فلم البث الا یسیرا حتی اجتمع ناس کثیر ثم اذن مؤذن فاقیمت الصلوۃ فقمنا صفوفا فانتظر من یؤمنا فاخذ بیدی جبریل فقدمنی فصلیت بهم وفی حدیث ابن مسعود عند مسلم وحانت الصلوۃ فامتهم وفی حدیث ابن عباس عند احمد فلما اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم المسجد الاقصی قام یصلی فاذا النبیون اجمعون یصلون معہ وحدیث عمر عند احمد ایضا انہ لما دخل بیت المقدس قال اصلی حیث صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فتقدم الی القبلۃ فصلی اھ

ان سب روایات کا حاصل یہ ہے کہ میں اور جبرائیل بیت المقدس میں داخل ہوئے ہم سب نے دو دو رکعتیں پڑھیں میں نے انبیاء کو قیام اور رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے پہچانا پھر تکبیر ہوئی تو میں امام ہوا جب لوگ بکثرت جمع ہو گئے تو اذان ہوئی پھر تکبیر ہوئی پھر ہم نے صفیں درست کیں تو انتظار رہا کون امامت کرائے تو میرا ہاتھ جبریل نے پکڑ کر آگے بڑھا دیا۔ تو میں نے انہیں نماز پڑھائی۔ پس جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد اقصی بیت المقدس میں پہنچے کھڑے ہوئے نماز پڑھی پھر انبیاء کے جمع ہونے پر ان کے ساتھ نماز پڑھی " پس پہلی روایت میں صراحتاً ذکر ارواح کا تھا بخلاف دیگر روایت کے اسی لئے فتح الباری میں قاضی عیاض رح سے دونوں احتمال منقول ہیں واما الذین صلوا معہ فی بیت المقدس فیحتمل الارواح خاصۃ ویحتمل الاجساد بارواحها صاحب فتح الباری فرماتے ہیں

ان ارواحهم تشكلت بصور اجسادهم او احضرت اجسادهم لملاقاة النبي صلى الله عليه وسلم تلك الليلة تشريفا له و

ترجمہ: "ان کی ارواح نے شکل صورت اجسام اختیار کی یا جسم ہی حاضر کئے گئے اس رات میں ملاقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے غرض تکریم کے باعث۔"

نیز فتح الباری پارہ ۱۵ صفحہ ۴۷۵ میں مرقوم ہے۔

(تكملة) اختلف في حال الانبياء عند لقي النبي صلى الله عليه وسلم اياهم ليلة الاسراء هل اسرى باجسادهم لملاقاة النبي صلى الله عليه وسلم تلك الليلة او ان ارواحهم مستقرة في الاماكن التي لقيهم النبي صلى الله عليه وسلم وارواحهم مشكلة بشكل اجسادهم كما جزم به ابو الوفاء ابن عقيل واختار الاول بعض شيوخنا واحتج بما ثبت في مسلم عن انس ان النبي صلى الله عليه وسلم قال رأيت موسى ليلة اسرى بي قائما يصلي في قبره فدل على انه اسرى به لما مر به (قلت) وليس ذلك ملازم بل يجوز ان يكون لروحه اتصال بجسده في الارض

"اختلاف کیا گیا ہے انبیاء علیہم السلام کے حال میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کے وقت شب اسراء یعنی معراج میں کہ اس رات میں جسموں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی یا ارواح ان کی مستقر اپنے مقامات میں تھیں بوقت ملاقات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ابدان کی ارواح جسموں کی شکل میں تھیں جس طرح ابو الوفاء ابن عقیل نے کہا ہے اور صورت اول کو ہمارے بعض شیوخ نے اختیار کیا ہے اور حجت پکڑی گئی جو حدیث صحیح مسلم (ج ۲ صفحہ ۲۶۸) سے بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دیکھا میں نے موسیٰ علیہ السلام کو شب معراج میں کھڑے نماز میں اپنی قبر کے اندر پس اس میں دلالت ہے کہ آپ ان کے پاس سے گزرے۔ میں کہتا ہوں لیکن یہ لازم نہیں بلکہ جائز ہے کہ روح کو اتصال جسد سے زمین میں بھی ہو جس کی وجہ سے نماز پڑھنا ممکن ہو سکے زمین پر پڑھو سبب جس اتصال کا بدن سے مستقر آسمان پر ہو۔"

نیز فتح الباری پارہ ۶ صفحہ ۹۴ میں مرقوم ہے۔ والانبياء احياء عند ربهم يرزقون فلا مانع ان يحجوا في هذا الحال اه اور پارہ ۱۳ صفحہ ۲۵۸ میں مرقوم ہے لان الانبياء احياء عند الله وان كانوا في صور الاموات بالنسبة الى اهل الدنيا وقد ثبت ذلك للشهداء ولا شك ان الانبياء ارفع رتبة من الشهداء اه ایضاً صفحہ ۲۷۸ ان الانبياء افضل من الشهداء والشهداء احياء عند ربهم فكذلك الانبياء اه ایضاً صفحہ ۲۷۹ - وراء الآخرة لا تدرك بالعقل واحوال البرزخ اشبه باحوال الآخرة اه نیز پارہ ۱۴ صفحہ ۲۸۳ میں مرقوم ہے۔ وهذه الحيوة ليست دنيوية وانما هي اخروية اه نیز پارہ ۱۶ صفحہ ۸۲ میں مرقوم ہے۔ لانه بعد موته وان كان حيا فهي حياة اخروية

۷ تفسیر الحیاۃ الدنیا واللہ اعلم اھ نیز پارہ ۲۰ ص ۲۷ میں مرقوم ہے۔ الانبیاء والشہداء فانہم احیاء عند ربہم اھ نیز صاحب فتح الباری تلخیص الحبیر ص ۱۶ میں فرماتے ہیں۔ وقال البیہقی فی دلائل النبوۃ الانبیاء احیاء عند ربہم کالشہداء۔ وقال فی کتاب الاعتقاد والانبیاء بعد ما قبضوا ردت الیہم ارواحہم فہم احیاء عند ربہم کالشہداء

ان سب کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام اپنے رب تعالیٰ شانہ کے ہاں زندہ ہیں وہ رزق عطا فرمائے جاتے ہیں پس نہیں اس میں کوئی امر مانع کہ حج کریں وہ اس حال میں اور یہی ثابت ہے شہداء کے لئے اور بیشک انبیاء بلند مرتبہ اور افضل درجہ میں ہیں شہداء سے اور شہداء کے لئے حیات ہے ان کے رب کے پاس تو اسی طرح انبیاء کے لئے ہے کیونکہ امور آخرت ادراک عقل سے باہر ہیں اور احوال برزخ مشابہ احوال آخرت کے ہیں۔ اور یہ حیات دنیوی نہیں بلکہ اخروی ہے کیونکہ بعد وفات کے ان کو جو حیات ہے تو یہ حیات اخروی ہے حیات دنیا کے مشابہ نہیں ہے واللہ اعلم۔ امام بیہقی رح نے دلائل النبوۃ اور کتاب الاعتقاد میں لکھا ہے کہ انبیاء کے لئے حیات ان کے رب کے پاس ہے جس طرح شہداء کے لئے اور انبیاء کے لئے بعد وفات کے ان کی طرف ان کی ارواح لوٹا دی جاتی ہے پس ان کے لئے حیات ان کے رب کے پاس ہے جیسے شہداء کے لئے۔ علیٰ ہذا امام نووی رح شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۳۵ میں فرماتے ہیں وقد ثبت فی حدیث الاسراء ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اجتمع بالانبیاء صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین فی السموات وفی بیت المقدس وصلی بہم قال فلا یبعد ان اللہ تعالیٰ احیاہم کما جاء فی الشہداء

نیز مولوی نعیم الدین کے شیخ بدایونی کی تصحیح المسائل ص ۱۲۱ میں بھی کتاب الاعتقاد کی عبارت مذکورہ استناداً مرقوم ہے۔ نیز تصحیح المسائل ص ۱۳۳ میں بروایت بزار و طبرانی یہ الفاظ منقول ہیں۔

ارواح الانبیاء فی الرفیق الاعلیٰ ثبت بھذا انہ لا منافاۃ بین کون الروح فی العلیین او الجنۃ او السماء وان لہا بالبدن اتصال

"ارواح انبیاء علیہم السلام رفیق اعلیٰ میں ہیں پس ثابت ہوا اس سے کہ اس میں کوئی منافی نہیں ہے کہ روح علیین یا جنت یا آسمان میں ہو اور اس کو بدن سے اتصال ہو"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح کی مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۱۵۹ میں مرقوم ہے۔

ولازم نمی آید از بودن آن حقیقت حیات کہ باشد بر صفتے کہ در دنیا بودہ و نہ در احتیاج بطعام و شراب و غیر ذلک از صفات اجسام چنانکہ مشاہدہ میکنیم در دنیا بلکہ آنہا را در برزخ احکام دیگر باشد و احتیاج بطعام

"اور لازم نہیں آتا انبیاء کی حقیقی حیات ہونے سے کہ ہو وہی اور اس صفت کے کہ دنیا میں تھے اور نہ احتیاج کھانے پینے وغیرہ صفات اجسام کے جس طرح دنیا میں ہم مشاہدہ کرتے ہیں بلکہ ان کے لئے برزخ میں احکام دوسرے برتے ہیں اور احتیاج کھانے پینے وغیرہ

وشراب وامثال آں امر عادی است وحال
درآنجا بخلاف عادت باشد اھ

کہ امر عادی ہے اور حال اس جگہ بخلاف عادت کے ہوتا ہے "

اور خود مولوی نعیم الدین کی مستند کتاب انوار ساطعہ ص۲ میں فتاوی سراجیہ سے نقل کیا امامۃ النبی علیہ السلام لیلۃ المعراج لارواح الانبیاء علیہم السلام ۔ ثابت ہوا کہ سب پیغمبران کی روحیں اپنے اپنے مقام سے سمٹ کر بیت المقدس میں حاضر ہو گئیں تھیں پھر یہ ارواح انبیاء آسمانوں پر ملیں انتہا علی ہذا تفسیر مظہری پ۲ سورہ بقر میں مرقوم ہے زیر تفسیر آیت بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

وذھب جماعۃ من العلماء الی ان ھذہ
الحیوۃ مختص بالشھداء والحق عندی
عدم اختصاصھا بھم بل حیوۃ الانبیاء
اقوی منھم فیہ تنبیہ علی ان حیوتھم
لیست من جنس مایحسہ کل احد و
انما ھی امر لایدرک بالعقل ولا بالحس
بل بالوحی او الفراسۃ الصحیحۃ المقتبسۃ
من الوحی اھ

"بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں" "ایک جماعت علماء اس طرف گئی ہے کہ یہ حیات شہداء کے ساتھ مخصوص ہے اور حق میرے نزدیک شہداء کے ہے خصوصیت نہ ہونا ہے بلکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات شہداء کی حیات سے زیادہ قوی ہے" "اور اس میں تنبیہ ہے اس امر کی کہ ان کی حیات اس قسم کی نہیں ہے جو ہر شخص محسوس کر سکے کیونکہ اس امر کا ادراک عقل اور محسوسات سے نہیں ہو سکتا بلکہ وحی یا فراستہ صحیحہ یا وحی سے ماخوذ ہوتا ہے "

نیز صاحب تفسیر مظہری جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح تذکرۃ الموتی والقبور ص۴۴ میں فرماتے ہیں

ونسفی در بحر الکلام گفتہ کہ ارواح انبیاء چوں از جسد
بیرون میشوند بصورت شان از مشک وکافور باشند
ودر بہشت باشند بخورند وبنوشند وتنعم فرمایند
وشبانگاہ در قنادیل زیر عرش جاگیرند وارواح
شہداء در شکم پرندہ سبز بخورند وبنوشند وتنعم
فرمایند وشبانگاہ در قنادیل زیر عرش باشند

"ارواح انبیاء علیہم السلام بوقت باہر ہونے جسم کے بصورت مشک وکافور کے ہوتی ہیں اور جنت میں کھاتی پیتی عیش عشرت فرماتی ہیں اور شب کو عرش کے نیچے قندیل میں آجاتی ہیں اور ارواح شہداء سبز پرندوں کے پیٹوں میں کھاتی پیتی عیش فرماتی ہیں اور شب کو قندیلوں میں نیچے عرش کے رہتی ہیں"

نیز ص۷۵ میں فرماتے ہیں

انبیاء وشہداء را ہر چند ارواح در اعلیٰ علیین افتند
لیکن علاقہ شان ببدان زیادہ باشد از انچہ دیگراں را
باشد ولہذا آنہا را احیاء میگویند ہم چنیں

انبیاء وشہداء کی ارواح ہر چند کہ اعلیٰ علیین میں ہوتی ہیں لیکن علاقہ ان کا بدن کے ساتھ زیادہ ہوتا ہے بہ نسبت دوسرے لوگوں کے اور اسی وجہ سے ان کو زندہ کہتے ہیں الخ

باشد حال صدیقان و صالحین یعنی اولیار — اسی طرح صدیقین اور صالحین اولیار کا حال ہوتا ہے ۔۔

علی ہذا تفسیر فتح العزیز ج ا ص۶۲۵ آیت بل احیاء ولکن لا تشعرون میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں ۔

پس حیات شہدار در عالم برزخ حیات جزائی است نہ حیات ابتدائی و نہ حیات اعادی الیضاً ص۶۳۶ حیات شہدار معنی تعلق ارواح باابدان است برائے استیفائے لذتے کہ موقوف برآلات بدنی است نہ تعلق ارواح ابدان سالقہ و نہ بقائے روح بادراک وشعور وایں حیات حیات جزائی است کہ ثواب عمل ایشاں را بایشاں بایں صورت دادہ اند

پس حیات شہدار کی عالم برزخ میں حیات جزا کے لیے ہے نہ حیات ابتدائی اور نہ حیات اعادی ۔ حیات شہدار بمعنی تعلق ارواح کا بدن کے ساتھ ہے واسطے فائدہ اس لذت کے کہ جو موقوف اوپر آلات بدنی کے ہے نہ تعلق ارواح کا سابقہ بدنوں کی وجہ سے اور نہ بقائے روح ساتھ ادراک و شعور کے اور یہ حیات حیات جزائی ہے کہ ثواب ان کے عمل کا ان کو اس صورت سے دیا جاتا ہے ۔۔

نیز تفسیر فتح العزیز ج ۳ پارہ ۳۰ ص۱۲۳ میں فرماتے ہیں

وارواح نیکاں بعد از قبض در آنجا مے رسند ومقربان یعنی انبیار و اولیار دراں مستقر می مانند۔

ارواح نیکوں کی بعد قبض ہونے کے (علیین) میں پہنچتی ہیں اور مقربان یعنی انبیار اور اولیار اس میں بطور استقرار کے رہتی ہیں ۔۔

علی ہذا ارواح مومنین کے لئے بھی جنت میں سبز پرندوں کی شکل میں رزق عطا فرمایا جاتا ہے ۔ چنانچہ مؤطا امام مالک ج ۲ ص۱۲۲ میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انما نسمۃ المومن طیر یعلق فی شجرۃ الجنۃ ۔ اور ابن ماجہ ص۲۴۵ میں روایت ہے

ان ارواح المومنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنۃ

ارواح مومنین کی سبز پرندوں میں ہوتی ہیں کھاتی ہیں جنت کے درختوں سے ۔۔

یہ دونوں حدیثیں مشکوۃ ص۱۴۳ میں منقول ہیں ۔ پس صراحتاً ثابت ہوگیا کہ انبیار علیہم السلام اور شہدار کی حیات برزخیہ ہے جو دنیا اور آخرت کے درمیان عالم کا نام ہے نہ کہ حیات مماثل دنیا ۔ بہر حال اجسام انبیار اور جن کا حق تعالیٰ چاہے متغیر نہ ہونا اور محفوظ رہنا ساتھ ہی روحوں کا جسموں سے اتصال ہونا بلاشک ثابت ہے کیونکہ کوئی دلیل قطعی صحت و صراحت میں اس امر کی نہیں ہے کہ وہ حیات حقیقی حسی دنیوی کے ساتھ قبور میں بہمع ارواح متمکن و مستقر ہیں اگر کوئی بھی دلیل ایسی پائی جاتی تو کلام فریقین ائمہ کرام

محدثین وعلمائے عظام محققین میں احتمالات اور اشکالات دربارہ اجسام وارواح نہ پیدا ہوتے۔ اتنا ضرور ہے کہ ارواح کے ساتھ عالم برزخ میں قبور سے اتصال ہوتا ہے اور عالم برزخ کی کیفیت سے کوئی باخبر نہیں یہ ایمان بالغیب میں داخل ہے جس قدر قرآن وحدیث میں فرما دیا گیا ہے۔ اس پر ایمان ہے البتہ حیات برزخی میں سب سے اعلیٰ درجہ انبیاء اور شہداء کا ہے شہداء کے متعلق قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

بَلْ اَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (البقرۃ) بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ (آل عمران)

"بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تمہیں خبر نہیں" "بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں"

یعنی ان کے فوت ہونے کے بعد ان کی زندگی سے تم لوگ خبردار نہیں۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے اپنی حکمت بالغہ سے قرآن پاک میں انبیاء پر باوجود شہداء سے افضل وبرتر ہونے کے مرنے کا اطلاق فرمایا چنانچہ

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ (الزمر) "بے شک تو بھی مرنے والا ہے اور وہ بھی مرنے والے ہیں"

تو کیا اس سے انبیاء کا مرتبہ بمقابلہ شہداء کے گھٹ جاوے گا ہرگز نہیں بلکہ انبیاء علیہم السلام کی حیات برزخی اور اتصال جسدی بنہایت اعلیٰ وارفع اور قوی وافضل ہونا شہداء رضی اللہ عنہم سے بحکم احادیث[1] واتفاق امت کے ثابت ہے، جس کی کیفیت حق تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ نعیم جنت وعذاب دوزخ کا پردہ اٹھا نہیں ہوتا ہے، اور قبور اور برزخ کے حالات خیر وشر اور ایمان وکفر مشاہدہ میں آجاویں تو پھر ایمان بالغیب نہ رہے گا جو ہمارا ایمان ہے اور جزاء اور سزا کا مرتکب ہونا عقل انسانی کے باعث توحید الٰہی اور آخرت پر ایمان ویقین لانے کا امتحان ہے پھر بھی باوجود اقرار جن لوگوں نے انبیاء کے لئے لوازم الوہیت، علم غیب، فریاد رسی، مشکل کشائی اور حاضر وناظر جان کر حیات دنیوی مان کر قبروں پر سجدات کر کے شرک تک نوبت پہنچائی فی الواقع ان پر مقولہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا صادق ہے من کان یعبد محمداً فان محمداً قد مات

امام ابن القیم رح جن سے مولوی نعیم الدین کے مقتدایان مولوی صاحب بریلوی نے حیات الموات ص۲۳ میں اور شیخ بدایونی نے تصحیح المسائل ص۱۲۱ وص۱۲۶ وص۱۲۹ میں استناد کیا ہے آپ اپنے قصیدہ نونیہ میں فرماتے ہیں

من فوقہ اطباق ذاک التراب	"آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) پر بہت مٹی
واللبنات قد عرضت علی الجدران	اور اینٹیں پڑی ہیں اور دیواریں بنی ہوئی
لوکان حیا فی الضریح حیاتہ	ہیں۔ اگر قبر شریف میں ویسے ہی زندہ ہوتے
قبل الممات بغیر ما فرقان	جیسے پہلے تھے۔ تو زمین کے نیچے نہ ہوتے
ماکان تحت الارض بل من فو	بلکہ موافق عادت اللہ زمین کے اوپر
قہا واللہ ھذی سنۃ الرحمن	ہوتے"

[1] مسئلہ حیات میں انبیاء کی اولویت کی صراحت کسی صحیح حدیث میں آئی نہیں ہے۔ (ع۔ ح)

واضح رہے کہ فتح الباری میں بکثرت امام ابن قیمؒ اور آپکے شیخ امام الموحدین والمحدثین شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کی تصانیف کا حسن تذکرہ واستناد مرقوم ہے کیونکہ امام ابن قیم صاحب فتح الباری کے استاذ الاستاذ ہیں نیز امام ابن کثیر نے فرمایا

"دین نے اپنے زمانہ میں اہل علم میں سے کسی کو زیادہ عابد ابن تیم سے نہیں پایا دین میں ان کو درجہ امامت حاصل تھا اور فرمایا امام جلال الدین سیوطی نے کہ ابن تیم نے تصنیف کی کتابیں کر اور مناظرہ کیا لوگوں سے، اور اجتہاد کیا اور ہوگئے ائمہ کبار سے تفسیر وحدیث اور فروع واصول اور کلام میں"

اور فرمایا ملا علی قاری مکی حنفی نے جن کو مولوی نعیم الدین نے خزائن العرفان ص۲۲ میں علامہ فاضل فہامہ کامل رحمۃ اللہ الباری لکھا ہے کہ

"امام ابن قیم کابر اہل سنت والجماعت میں سے تھے" (شرح شمائل ترمذی)

اور ردالمحتار ج ۱ ص۶۵ میں جو نہایت مقبول و مستند مولوی نعیم الدین ہے مرقوم ہے وفی کتاب الروح للحافظ ابی عبداللہ الدمشقی الحنبلی الشہید بابن قیم الجوزیۃ علاوہ ازیں بکثرت مقامات ردالمحتار میں امام ابن قیم اور آپ کے استاد ورفیق زندان امام ابن تیمیہ رحمہما اللہ کا حسن تذکرہ مذکور ہے چنانچہ جلد اول ص۳۹ میں مرقوم ہے۔ قال الحافظ ابن تیمیۃ ایضاً ج ۳ ص۲۷ میں مرقوم ہے شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحنبلی اور ص۲۹۱ میں مرقوم ہے شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیۃ الحنبلی۔

الحاصل صاحب فتح الباری شرح صحیح بخاری استاد آپ کے اساتذہ کرام امام ابن قیم اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ کی جلالت قدر خاص کر شراح محدثین میں بوجہ عقیدہ وتحقیق حفظ ومراتب احادیث کے بفضلہ تعالیٰ جو رتبہ ان کو حاصل تھا اہل علم پر مخفی نہیں جن کی توصیف درشان بن مسلمہ مولوی نعیم الدین کے اقوال مذکور ہوئے، اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۱۱۱ میں آپ کی نسبت لکھا ہے کہ

"آنکھ والوں سے پوچھیے شیخ المشائخ قاضی القضاۃ اوحد الحفاظ والرواۃ شہاب الدین ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فتح الباری شرح صحیح بخاری" الخ

اور مولوی صاحب بریلوی نے تجلی الیقین ص۴۳-۶۴ متعدد صفحات پر لکھا

"امام الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی"، "جبل الحفظ امام عسقلانی"، "امام علامہ سید الحفاظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ"، "امام خاتم الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی"

اسی لئے للطبع اتمام حجۃ فتح الباری کے ارشادات نقل ہوئے۔ اگرچہ مولوی نعیم الدین کی یہ تعریف وتوصیف حسن منافقانہ ظاہرداری ہے۔ کیونکہ شیوہ مرتضیٰ نعیم الدین کا ہے کہ باوجودیکہ ان کے مسلمہ اکابر امام ابن قیم وابن تیمیہ رحمہما اللہ کو شیخ الاسلام حافظ الحدیث مجتہد امام دین فرمادیں لیکن خود ان کے ناخلف مولوی نعیم الدین اپنے رسالہ سواد اعظم صفر ۴۶ مناج ۳ ص۱۲ میں الفاظ شنیعہ

ملحد بے دین وغیرہ وغیرہ اپنی گستاخانہ بے باکانہ گندی زبان وقلم چلاوے جو پیشہ مبتدعین ضالین کا ہے۔
اگر وہ ان کے بقول ملحد و بیدین تھے تو ان کو شیخ الاسلام امام دین لکھنے والے مولوی نعیم الدین کے نزدیک
معاذ اللہ کس جرم کے مرتکب ٹھہرتے ہیں۔ فی الواقع یہ تمام نتائج بد مآل عنادِ توحید و سنت عداوت اہل
اللہ ذلہ فرکیات و بدعات کے باعث ہیں جن کو خصوصاً مولانا شہید مرحوم پر ڈھال کر تمام ائمہ دین کے ساتھ بغض
نکالا جاتا ہے۔ لیکن یاد رہے کہ

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد   میلش اندر طعنۂ پاکان برد!

اس مقام پر خصوصاً اصحاب علمائے دیو بند سے سخت لغزش سرزد ہوئی جس کا ازالہ لازم ہے جنہوں نے
تنبیہ المہند ص۱۰ میں لکھا ہے "ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحٰق دہلوی ثم المکی"، پھر یہ بھی لکھا "ہمارے نزدیک
اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے۔ بلا
مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اور تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ برزخی نہیں ہے جو
حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو الخ"
لہٰذا خصوصاً بغرض ان کے افادہ و توجہ کے حضرت سرچشمہ اساتذہ محدثین مولانا المشہور فی الآفاق مولانا شاہ
محمد اسحٰق محدث دہلوی رح مہاجر بیت اللہ الحرام جو نواسہ جانشین سند وقت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح
کا ارشاد فیض بنیاد بمنزلہ مہر خاتم زیب رقم ہے آپ اپنے مشہور فتاوی مطبوعہ مسائل اربعین ص۳۵ بجواب مسئلہ ۱۲ میں فرماتے ہیں

وحال آنکہ حیات آنجا مماثل حیات دنیا نیست	(حالانکہ حیات اس جگہ کی مثل حیات دنیا کے نہیں ہے بلکہ احکام حیات
بلکہ احکام حیات دنیا دیگر است و احکام حیات	دنیا دوسرے ہیں اور احکام حیات اس جگہ کے دوسرے اس بنا
آنجا دیگر بنا بر آں ایں استثناء درست نمے	پر یہ استثناء جیسا استمداد و استعانت کا انبیاء علیہم السلام سے
آید و حق آن است کہ انکار فقہاء عام است از	درست نہیں آتا ہے اور حق وہ ہے کہ انکار فقہاء کا عام ہے۔
کہ استمداد از قبور انبیاء کنند یا از قبور غیر ایشاں	خواہ استمداد و استعانت قبور انبیاء سے کریں یا قبور ان کے غیر
ہمہ جائز نیست۔	سے بالکل جائز نہیں ہے)

نیز فتاوی رشیدیہ جلد اول ص۱۰۸ میں ہے۔
"[illegible] کرامت [illegible] طرح دعا کرانا ثابت نہیں ہے لہٰذا بدعت ہے" ایضاً ص۱۰۵ میں ہے "اس مسئلہ کی پہلی تحریرات
[illegible] مسائل اربعین مسائل مولانا محمد اسحٰق مرحوم دہلوی کو دیکھئے" نیز جلد دوم ص۹ میں منجملہ تصدیقات بجواب مسائل
[illegible] صحیح بندہ محمود عفی عنہ۔ محی الدین عفی عنہ۔ الجواب صحیح محمد صدیق عفی
عنہ [illegible] مراد آبادی قاضی بھوپال۔ مراد آبادی حکیم صاحب۔ مولانا احمد حسن امروہوی۔

علاوہ ازیں مولانا اشرف علی صاحب تھانوی[1] سلمہ اللہ الولی حفظ الایمان صفحہ ۶ میں فرماتے ہیں

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نہایت قوی حیات برزخیہ کے ساتھ تشریف رکھتے ہیں اور حیات برزخیہ بہ نسبت حضرات اولیاء کے قوی تر ہے۔

پس احباب دیوبند سے امید کی جاتی ہے کہ اپنے اکابر و اساتذہ کرام کے ارشادات میں غور کر کے دلائل صحیحہ راجحہ کے سامنے اپنے اقوال سے رجوع فرماویں گے وما علینا الا البلاغ

مگر مولوی نعیم الدین کو اس خاندان عالیہ عزیزیہ سے بوجہ اشاعت توحید و سنت و اماتت رسومات شرکیہ و بدعت کے قلبی بغض و غضب اور عناد ہے چنانچہ فرائد النور صفحہ ۲ میں لکھا مولوی اسحٰق صاحب کیسے ہی بزرگ ہوں جب آپ کا خصم انہیں مانتا ہی نہیں پھر ان کا یا ان کی کتاب کا حوالہ دینا فضول ہے "بیشک اسی لئے اس مقالہ ہدایت میں جملہ حوالے مسلمہ مستندہ مولوی نعیم الدین نقل ہوتے ہیں۔ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری چنانچہ کتاب انوار ساطعہ جس کو اپنے مطبع نعیمی مرادآباد میں نہایت توصیف و مدح کے ساتھ چھاپ کر شائع کیا اور سواد اعظم ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ میں لکھا کہ "انوار ساطعہ وہ کتاب ہے جس نے وہابیوں کی محنتوں کو خاک میں ملا دیا اور وہابیہ کو عاجز کر دیا" الخ اس کے صفحہ ۱۴۳ وغیرہ میں مرقوم ہے "مولانا عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و جانشین اور خاص نواسہ مشہور آفاق جناب مولانا محمد اسحٰق صاحب مرحوم" "حضرت مولینا

آنحضرت کو تفصیلات مستقبلہ کے معلوم نہ ہونے کی بحث

قولہ صفحہ ۲۵۲ سطر ۲۵ اور عبارت دیکھئے لکھتے ہیں جو کچھ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا تقویۃ الایمان صفحہ ۳۱ دیکھئے کیسی بے ادبی و گستاخی ہے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیسا عناد و عداوت ہے قرآن پاک سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نبی علیہ السلام کو اپنا حال بھی معلوم تھا وللآخرة خير لك من الاولى امتیوں کا بھی ولسوف يعطيك ربك فترضى اور کفار و بدکار کا بھی اولئك اصحب النار هم فيها خلدون عشرہ مبشرہ اور بہت اصحاب و اہلبیت کے جنتی ہونے کی خبر دی۔ انا سيد ولد آدم۔ اول من ينشق عنه القبر واول شافع واول مشفع وغيرها وغیرہ بدنصیب بد اندیش نے سب کو چھپایا بلکہ جھٹلایا اور لکھ دیا کہ انبیاء قبر و آخرت کا حال نہ اپنا معلوم نہ اور کا یعنی اپنے خاتمہ اور نجات کی بھی خبر نہیں۔ معاذ اللہ یہی مشرکین عرب نے بھی کہا تھا اور خوشی منائی تھی۔ خازن جلد ۴ صفحہ ۱۲۶ میں ہے۔ لما نزلت هذه الاية فرح المشركون وقالوا واللات والعزى ما امرنا وامر محمد عند الله الا واحد وما له علينا من مزية وفضل ولولا انه ابتدع ما يقوله من ذات نفسه لاخبره الذي بعثه بما يفعل به جب آیت ما كنت بدعا الاية نازل ہوئی تو مشرکین خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہمارا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک حال ہے انہیں ہم پر

[1] متوفی ۱۳۶۲ھ (ع، ج)

کچھ فضیلت نہیں اگر قرآن انہوں نے خود نہ بنایا ہوتا تو ان کا عجب (لا انہیں خبر دیتا۔ کہ ان کے ساتھ کیا ہوگا اس پر
اللہ تعالیٰ نے آیۃ لیغفر لک اللہ الآیۃ نازل فرما کر ان کا رد کر دیا صاحب تقویۃ الایمان انہیں مشرکین
کا اتباع کر رہا ہے جو حدیث اس نے نقل کی اس میں لفظ ما یفعل بی وہم راوی ہے عمدۃ القاری جلد ۴ صفحہ ۱۸ میں ہے
قال اللہ ادری ما یفعل بہ وھو الصواب ما یفعل بی لہ حدیث لکھی اور یہ خبر نہ دی کہ جس لفظ سے
استدلال کرتا ہے وہ وہم و غلط ہے چنانچہ امام بخاری نے اس کے بعد نافع بن یزید سے بروایت عقیل ما یفعل
بہ نقل کیا فتح الباری جز خامس صفحہ ۱۲۲ میں ہے فی روایۃ الکشمیہنی بی وھو غلط منہ فان المحفوظ فی روایۃ
اللیث ھذا ولذلک عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظہا ما یفعل بہ
یہ تو حدیث دانی کا حال ہے کہ روایت کے جس لفظ سے استدلال ہے وہ وہم راوی ہے اور آپ کو خبر
نہیں اب فہم معنی کا کمال دیکھئے۔ کہ درایت و علم میں تمیز نہیں اتنا بھی شعور نہیں کہ درایت کے معنی ہیں ادراک
العقل یا قیاس یعنی اندازے اور اٹکل سے جاننا اسی لئے یہ لفظ شان الٰہی میں نہیں بولا جاتا اور علم الٰہی کو
درایت نہیں کہا جاتا۔ ام العلاء نے بقسم کہا کہ اے عثمان تمہیں جنت مبارک یقیناً تمہاری عاقبت بخیر ہے۔
حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ایک غیبی بات پر جزم و یقین کے ساتھ حکم کرنا اور ارشاد نبی کا
منتظر نہ رہنا مقتضائے کمال ادب نہ تھا۔ اس لئے حضور نے زجراً ارشاد فرمایا واللہ ما ادری الحدیث
مراد یہ ہے کہ یہ امور اندازے اور اٹکل سے جاننے کے نہیں ہیں جب تک خدا و رسول کی طرف سے
خبر نہ دی جائے خاموش رہنا چاہیئے۔ عینی شرح بخاری جلد ۴ صفحہ ۱۰ میں ہے فان قلت ھذا ایضا یعارض
قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فی حدیث جابر رضی اللہ عنہ ما زالت الملائکۃ تظلہ باجنحتہا
حتی رفعتموہ قلت لا تعارض فی ذلک لانہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینطق عن الھوی فانکر علی
ام العلاء قطعہا علی عثمان اذ لم تعلم ھی امرہ شیئا وفی حدیث جابر قال ما علمہ بطریق
الوحی اذ لا یقطع علی مثل ھذا الا بالوحی حاصلہ ان ما قالہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخبار من لا
ینطق عن الھوی وذلک کلام ام العلاء ولیسا بالسواء۔ اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۷۵ میں حدیث
ام العلاء کی شرح میں فرماتے ہیں: "ودر حقیقت مضمون ایں زجر و منع ست بطریق مبالغہ بر سوء ادب در
حضرت نبوت و حکم بر غیب و جزم بداں" اسی کتاب میں حدیث کے ترجمہ کے بعد لکھتے ہیں "وایں در باب
انبیاء و رسل خصوصاً در حق سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم منفی ست بدلائل قطعیہ و دلالت
دارد بر جزم و یقین بحسن عاقبت ایشاں" معاذ اللہ حضور کو اپنے خاتمہ اور اپنی عاقبت کا حال معلوم نہیں
یہ ناپاک مضمون صاحب تقویۃ الایمان نے اپنی عناد سے تمام مفسرین و محدثین کے خلاف لکھ کر حضور کی توہین

کی والعیاذ باللہ تعالیٰ اھ ملخصاً بلفظہ

اقول واللہ یعلم وانتم لا تعلمون۔ مولوی نعیم الدین کا اپنی فریب کاری دھوکہ دہی سے حدیث واللہ ما ادری الخ کے رد میں محض تقویۃ الایمان کے فائدہ کو کاٹ چھانٹ کر لوگوں کو بار بار اشتعال دلانا ہے جو کمال دلیل عجز و سینہ زوری ہے۔ حالانکہ صہ۱۹۲ کے جواب میں تفصیل تمام شافی وکافی مدلل و مسکت دندان شکن مسلمہ طور پر گذر چکا جس سے ساری کذب بیانی اور بہتان بندی تہ خاک ہو گئی۔ کہ باوجود اجمالاً علم قطعی یقینی حسب نصوص قرآن واحادیث بوعدہ حق تعالیٰ کے حضرات انبیاء علیہم السلام خاص کر جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہ کرام عشرہ مبشرہ وغیرہم رضی اللہ عنہم مغفور ہیں مگر تفصیلی حالات وواقعات کی حقیقت ذرہ ذرہ کا علم بجز حق تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے چنانچہ جس طرح یہ مضمون تقویۃ الایمان کے پورے فائدہ میں مرقوم ہے اس کو مولوی نعیم الدین اپنی بددیانتی خباثت باطنی سے چھپا کر لا تقربوا الصلوۃ پر عمل پیرا ہوا ہے جو یہ ہے۔

ف یعنی جو کچھ کہ اللہ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسرے کا اور اگر کچھ بات اللہ نے کسی اپنے مقبول بندے کو وحی سے یا الہام سے بتائی کہ فلانے کا انجام بخیر ہے یا برا سو وہ بات مجمل ہے اور اس سے زیادہ معلوم کر لینا اور اس کی تفصیل دریافت کرنی ان کے اختیار سے باہر ہے۔ تقویۃ الایمان فصل اشراک فی العلم کی آخری حدیث ۱

اسی طرح مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے شرح مشکوٰۃ ج ۴ صہ۲۵۸ سے منقول ہو چکا یعنی ظاہر اس حدیث سے یہ ہے کہ عاقبت انبیاء علیہم السلام کی مبہم ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ آخر کیا ہوگا اور کیا کام کرے گا اور یہ درباره انبیاء اور رسولوں خصوصاً سید المرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم کے حق میں نفی کیا گیا ہے بدلائل قطعیہ کہ دلالت رکھتی ہیں اور جزم اور یقین ان کے حسن عاقبت پر ہے مراد عدم دریافت احوال عاقبت کا ہے کیا دنیا اور کیا دین میں تفصیل کیونکہ عدم احوال غیب کا تفصیل سوائے پروردگار تعالیٰ شانہ کے کسی کو نہیں ہوتا ہے اگرچہ مجملاً معلوم ہے کہ عاقبت انبیاء علیہم السلام بخیر ہے۔

دیکھئے پوری عبارت اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ سے علم احوال آخرت کا تفصیلی نہ ہونا اور حسن عاقبت کا اجمالی ہونا ثابت ہوتا ہے جس کو جناب مؤلف نے بددیانتی وخیانت سے کاٹ چھانٹ کر نقل کیا ہے ایسے ہی تفسیر جلالین اور تفسیر جامع البیان اور تفسیر فتح العزیز اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور فتح الباری شرح صحیح بخاری اور موضوعات کبیر ملا علی قاری رد وغیرہ کتب فقہ حنفیہ مسلمہ مولوی نعیم الدین

اوپر ایک جگہ مفصل گذر چکا ہے، ناظرین کرام ان تمام تاویلات مشرح تقویۃ الایمان کو نائدہ تقویۃ الایمان سے ملا دیکھیں گے تو حقیقت حال کھل کر سامنے آجائے گی انشاء اللہ

اب رہا یہ امر کہ حدیث میں لفظ ما یفعل بی وہم راوی ہے اور صواب مایفعل بہ ہے جو عمدۃ القاری سے بقول داؤدی نقل کیا محض خلاف دیانت ہے، اس لئے خود امام بخاری رح نے ہر دو لفظ بی اور بہ کی متابعات موصولاً صحیح بخاری ہی میں روایت فرمائیں تو پھر یہ احتمال کیونکر ہو سکتا ہے بس درست امر یہی ہے کہ ما یفعل بی کے ہمراہ دوسری روایت مایفعل بہ بطرق دیگر رواۃ بھی اپنے معنی میں صحیح ہیں بہر حال دونوں لفظ بجانے علم قطعی میں نص صریح ہیں جس میں مخالف کو لب کشائی کی گنجائش نہیں ہے جس طرح ایک ہی حدیث میں دونوں کو جمع فرمایا ما یفعل بی ولا بکم

پس مولوی نعیم الدین کی بددیانتی قابل غور ہے کہ فتح الباری جزء خامس ص۶۲۶ سے خود ہی نقل تو کیا لیکن اس کا ترجمہ نہیں کیا فی روایۃ الکشمیہنی بہ وھو غلط منہ فان المحفوظ فی روایۃ اللیث ھذا ولذلک عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظہا ما یفعل بہ حالانکہ اس کا ترجمہ یہ ہے (قولہ مایفعل بی) یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد میں کیا معاملہ ہوگا مجھ سے کشمیہنی کی روایت میں بجائے "بی" کے "بہ" واقع ہوا ہے۔ جس کا ترجمہ ہے نہیں جانتا میں اس عثمان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا، لیکن وہ لفظ اس جگہ پر درست نہیں، کیونکہ لیث کی روایت میں یہی "بی" کا لفظ محفوظ ہے اور اسی واسطے مصنف یعنی امام بخاری رح نے اس کے بعد نافع بن یزید کی اس روایت کو ذکر کیا ہے جو انہوں نے عقیل سے کی ہے۔ اور جس میں مایفعل بہ کا لفظ ہے۔ ربلا ذکر لیث کے) ایسے ہی امام قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری ج ۲ مطبوعہ کشوری کانپور ص۳۰۹ میں صاحب فتح الباری سے ناقل ہیں (و لا) ذرعن الکشمیہنی مایفعل بہ ای بعثمان قال فی الفتح وھو غلط منہ فان المحفوظ فی روایۃ اللیث ھذا ولذا عقبہ المصنف بروایۃ نافع بن یزید عن عقیل التی لفظہا ما یفعل بہ انتھی

ناظرین نے ملاحظہ فرمایا کہ عبارت فتح الباری سے مولوی نعیم الدین نے بغرض مغالطہ ہی لفظ مایفعل بی کو وہم و غلط بتایا، حالانکہ اس میں بروایت لیث مایفعل بی کو محفوظ اور اس کے مقابلہ میں اس میں لفظ مایفعل بہ کو غلط یا خلط فرمایا۔ لہذا اولاً اصل الفاظ معہ اسناد حدیث صحیح بخاری جزء خامس ص۶۲۶ معہ اس کے تمام طرق و متابعات پر غور فرمائیں حدثنا یحیی بن بکیر قال حدثنا اللیث عن عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی خارجۃ بن زید بن ثابت (الی) واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی اور تم اللہ کی قسم میں نہیں جانتا حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں کہ کیا معاملہ کیا جاوے گا میرے ساتھ، حدثنا

سعید بن عفیر قال حدثنا اللیث مثلہ وقال نافع بن یزید عن عقیل مایفعل بہ تابعہ شعیب و عمرو بن دینار و معمر
ایضاً صحیح بخاری پارہ ۱۰ صفحہ ۵۷۶ اور آخر کتاب الشہادات میں روایت ہے۔ حدثنا ابوالیمان انا
شعیب عن الزہری حدثنی خارجۃ بن زید الانصاری۔ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ مایفعل بہ
ایضاً صحیح بخاری پارہ ۱۵ صفحہ ۴۸۶ باب ہجرت میں روایت ہے حدثنا موسی بن اسمٰعیل قال حدثنا
ابراہیم بن سعد قال اخبرنا ابن شہاب عن خارجۃ بن زید بن ثابت ما ادری واللہ انا رسول اللہ مایفعل بہ
ایضاً صحیح بخاری پارہ ۲۸ صفحہ ۱۰۱۹ باب الرؤیا بالنہار میں روایت ہے حدثنا سعید بن عفیر قال
حدثنی اللیث قال حدثنی عقیل عن ابن شہاب قال اخبرنی خارجۃ بن زید بن ثابت وواللہ ما
ما ادری وانا رسول اللہ ماذا یفعل بی۔ حدثنا ابوالیمان قال اخبرنا شعیب عن الزہری
بھذا وقال ما ادری ما یفعل بہ۔ ایضاً صفحہ ۱۰۴۵ باب العین الجاریۃ فی المنام میں
روایت ہے۔ حدثنا عبدان قال اخبرنا عبداللہ (بن المبارک) قال اخبرنا معمر عن
الزہری عن خارجۃ بن زید بن ثابت۔ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ مایفعل بی ولا بکم

حدیث مذکور کی تین روایات میں لفظ مایفعل بی واقع ہے اور دو میں مایفعل بہ جن کی
تفصیل متابعات فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۵ صفحہ ۶۴۶ میں مرقوم ہے جو یہ ہے

ورواية نافع المذکورۃ وصلها الاسماعيلي واما متابعۃ شعيب فتاتی فی اواخر
الشهادات موصولة واما متابعة عمرو بن دينار فوصلها ابن ابی عمر فی مسنده عن ابن
عيينة عنه واما متابعة معمر فوصلها المصنف فی التعبير من طريق ابن المبارك عنه
وقد وصلها عبدالرزاق عن معمر ايضا ورويناها فی مسند عبد بن حميد قال اخبرنا
عبدالرزاق ولفظه فواللہ ما ادری وانا رسول الله ما يفعل بی ولا بكم وانما قال رسول الله صلی الله
عليه وسلم ذلك موافقة لقوله تعالی فی سورة الاحقاف قل ماكنت بدعا من الرسل وما ادری
ما يفعل بی ولا بكم وكان ذلك قبل نزول قوله تعالی ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما
تاخر لان الاحقاف مكية وسورة الفتح مدنية بلا خلاف فيهما وقد ثبت انه صلی الله عليه
وسلم قال انا اول من يدخل الجنة وغير ذلك من الاخبار الصريحة فی معناه فيحتمل ان يحمل
الاثبات فی ذلك علی العلم المجمل والنفی علی الاحاطة من حيث التفصيل اھ

پس منجملہ متابعات کے روایت عبدالرزاق ہے جو معاصر امام بخاری رح ہیں۔ اور امام بخاریؒ نے بالواسطہ ان سے
روایت کی ہے۔ صاحب فتح الباری فرماتے ہیں۔

ہو کہ دیکھا ہم نے مسند عبد بن حمید میں کہا خبر دی ہمیں عبد الرزاق نے اور لفظ ان کے یہ ہیں پس قسم اللہ کی میں نہیں جانتا اور اللہ کا رسول ہوں کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا تم سے اور یہ فرمانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا موافق فرمانے اللہ تعالیٰ کے ہے سورہ احقاف میں، کہہ دے میں کچھ نیا رسول نہیں اور میں نہیں جانتا کیا معاملہ کیا جاوے گا مجھ سے اور کیا معاملہ کیا جاوے گا تم سے اور تھا یہ قبل نازل ہونے قول اللہ تعالیٰ کے ہم نے فتح دی تجھے فتح ظاہر تا کہ معاف کرے اللہ تجھ سے جو پہلے ہوئے گناہ اور جو پیچھے۔ کیونکہ احقاف مکیہ ہے اور سورہ فتح مدنیہ بلا اختلاف کے دونوں میں اور بے شک ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اول ہوں گا ان میں جو داخل ہوں گے جنت میں وغیرہ احادیث صریحہ کے جو اس معنی میں ہیں۔ پس محتمل ہے کہ حمل کیا جاوے ثابت ہونے کو علم اجمالی پر اور نفی کرنا پر احاطہ تفصیلی کے "

اور یہی الفاظ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم علامہ زرقانی نے شرح مواہب ج ۷ ص ۲۲۷ میں فرما گئے ہیں جو مولوی نعیم الدین کے بھی معتمد علیہ ہیں اور اسی روایت ما یفعل بی کو مشکوٰۃ ص ۴۵۶ میں نقل فرمایا گیا

واللہ لا ادری واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم ؎

یہ قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں قسم ہے اللہ کی نہیں جانتا میں اور میں رسول اللہ کا ہوں کیا معاملہ ہوگا مجھ سے اور کیا معاملہ ہوگا تم سے "

نہ کہ لفظ ما یفعل بہ کو کیونکہ نفی علم غیب میں کلیۃً یہی لائق اور دہ ہے۔ جو تقویۃ الایمان میں بحوالہ مشکوٰۃ مرقوم ہے اور اسی کا ترجمہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی نے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۲۵۸ میں یہ کیا۔

آنحضرت مکرر فرمود بخدا سوگند در نمی یابم بخدا سوگند در نمی یابم من و حال آنکہ من پیغمبر خدا ایم کہ چہ کردہ میشود بمن۔ و نہ در می یابم کہ چہ کردہ میشود بشما۔

یہ مکرر فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم خدا کی نہیں جانتا ہوں میں قسم خدا کی نہیں جانتا ہوں میں اور حالانکہ میں پیغمبر خدا کا ہوں کہ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور نہیں جانتا ہوں میں کہ کیا کیا جاوے گا تمہارے ساتھ "

واضح رہے کہ حدیث زیر بحث میں مشکوٰۃ کے بعض نسخوں میں لفظ واللہ لا ادری مکرر ہے اور بعض میں نہیں چنانچہ ملا علی قاری رحمہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۵ ص ۱۰۲ میں فرماتے ہیں وفی نسخۃ واللہ لا ادری مکررًا اور منجملہ وجوہ دلالت کے فرماتے ہیں

فالثانی ان یکون نفیا للدرایۃ المفصلۃ دون المجملۃ قلت ھذا ھو الصحیح والحاصل انہ یرید نفی علم الغیب عن نفسہ وانہ لیس بمطلع علی المکنون

دوسری وجہ یہ کہ اس میں نفی درایت تفصیل کی ہوگی نہ کہ نفی اجمالی کی یعنی تفصیل کے ساتھ نہ جاننا اجمالاً انجام بخیر معلوم ہونا حاصل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے نفس ذات مبارک سے نفی علم غیب کی فرمائی کہ پوشیدہ امور پر آپ مطلع نہیں ہیں "

اور یہی مولانا شاہ عبدالحق رح سے اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص ۲۵۸ میں منقول ہوا اور یہی تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۲۹۶ میں مرقوم ہے

وما ادری مایفعل بی ولا بکم فی الدارین علی التفصیل اذ لا علم لی بالغیب ۔

"نہیں جانتا میں کہ مجھ سے کیا معاملہ ہوگا اور تم سے کیا معاملہ ہوگا، دارین میں تفصیل کے ساتھ جس حالت میں کہ مجھے علم غیب نہیں ہے"

اور اسی طرح کمالین حاشیہ جلالین ص ۲۲۵ میں منقول ہے او لا ادری حالی وحالکم علی التفصیل ای لا ادعی علم الغیب اور تفسیر جامع البیان بر حاشیہ جلالین ص ۲۲۵ میں مرقوم ہے ۔

او لا ادری حالی وحالکم فی الدارین علی التفصیل

"نہیں جانتا میں حال اپنا اور حال تمہارا دارین میں تفصیل کے ساتھ یعنی نہیں دعوی کرتا میں علم غیب کا"

اور یہی حاصل عبارت عمدۃ القاری منقولہ مولوی نعیم الدین کا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر فرشتوں کے سایہ کر لینے کی بشارت بذریعہ وحی تھی اور حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے بارہ میں حضرت ام العلاء رضی اللہ عنہا سے فرمانا واللہ ما ادری (قسم اللہ کی میں نہیں جانتا) بوجہ عدم ورود وحی عدم علم کے تھا فلا منافاۃ علی ہذا اور صورت اطلاع نہ پائے جانے بذریعہ وحی کے ما ادری کا فرمانا بکثرت قرآن پاک اور احادیث میں صراحۃً عدم علم قطعی الثبوت قطعی الدلالت سے ثابت ہے چنانچہ پارہ ۲۱ سورہ لقمان میں ہے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اور پارہ ۲۵ سورہ شوریٰ میں ہے وَمَا یُدْرِیْکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیْبٌ ۔ مَا کُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْکِتٰبُ وَلَا الْاِیْمَانُ اور پارہ ۳۰ سورہ انفطار میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ ۔ ثُمَّ مَا اَدْرٰکَ مَا یَوْمُ الدِّیْنِ اور سورہ تطفیف میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا سِجِّیْنٌ ، وَمَا اَدْرٰکَ مَا عِلِّیُّوْنَ اور سورہ طارق میں ہے ۔ وَمَا اَدْرٰکَ مَا الطَّارِقُ اور سورہ قدر میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِ اور سورہ قارعہ میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْقَارِعَۃُ ، وَمَا اَدْرٰکَ مَا ھِیَہْ اور سورہ ہمزہ میں ہے وَمَا اَدْرٰکَ مَا الْحُطَمَۃُ مع تراجم شاہ عبدالقادر رح اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح مسلمہ مولوی نعیم الدین کے بجواب ص ۱۹۲ میں مرقوم ہو چکے ، علی ہذا احادیث میں بھی چنانچہ صحیح بخاری پارہ ۵ میں ص ۱۸۷ میں ہے جب قبر میں کافر و منافق سے سوال ہوگا تو کہے گا ۔ لا ادری ، اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں حق تعالیٰ کی طرف سے سوال کئے گئے تو جواب میں کہا گیا لا ادری قالہا ثلاثا (مشکوٰۃ ص ۷۰) اور صحیح بخاری پارہ ۱۲ ص ۱۵۸ میں روایت ہے کہ قبیلہ ہوازن کے لوگوں سے اثنائے گفتگو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

انا لا ندری من اذن منکم فی ذلک ۔

"میں نہیں جانتا کہ اس بارہ کس نے تم میں سے اجازت دی"

نیز صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۵۱ میں روایت ہے کہ جب قیامت کے بعد سب لوگ بے ہوش ہو جاویں گے اور سب سے اول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہوگا۔ تو آپ موسیٰ علیہ وسلم کو عرش کا پایا پکڑے دیکھیں گے تو فرمایا فلا ادری میں نہیں جانتا کہ ان کو افاقہ مجھ سے پہلے ہوا یا انہیں طور کی بیہوشی کا معاوضہ دیا گیا نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۳ ص۲۲۳ میں روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لا ادری ذوالقرنین کان نبیا ام لا — "میں نہیں جانتا ذوالقرنین نبی تھے یا نہیں"

اور صحیح بخاری پارہ ۲۷ ص۱۵ و ص۲۱۵ میں روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت میں میرے پاس کتنے ہی لوگ آویں گے جن کو میں پہچانوں گا۔ اور وہ مجھے پہچانیں گے پھر میرے درمیان میں پردہ ہو جاویگا تو اللہ فرماویگا

انک لا تدری ما احدثوا بعدک — "تجھے نہیں معلوم کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا نئے کام نکالے تھے"

فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۱۹ ص۲۲۶ میں روایت ہے

ان الخضر قال لموسیٰ اتدری ما یقول هذا الطائر قال لا — "خضر علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کیا تم جانتے ہو کیا کہتا ہے یہ پرندہ فرمایا نہیں"

ایضاً ص۲۵۲ میں روایت ہے

سئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ای البقاع احب الی اللہ وایها ابغض الی اللہ قال ما ادری حتی اسئل فنزل جبرئیل — "سوال کیا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسی جگہ پسند ہے اللہ کے نزدیک اور کونسی ناپسند ہے اللہ کے نزدیک فرمایا میں نہیں جانتا جب تک کہ دریافت کروں پس نازل ہوئے جبرئیل علیہ السلام"

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۳۰ ص۱۲۷ میں روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی گم ہو گئی تو دشمنوں نے کہا کہ محمد گمان کرتے ہیں کہ نبی ہیں اور آسمان کی خبر دیتے ہیں اور وہ نہیں جانتے کہ اونٹنی کہاں ہے تو فرمایا۔

وانی واللہ لا اعلم الا ما علمنی اللہ تعالیٰ — "اور میں قسم اللہ کی نہیں جانتا مگر جو مجھے اطلاع فرماتا ہے اللہ تعالیٰ"

مؤطا امام مالک مع شرح مصنفہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ج۱ ص۱۳۳ میں روایت ہے۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فان احدکم لا یدری

فرمود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پس ہر آئینہ کسے از شما نمیداند — "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس البتہ کوئی تم میں سے نہیں جانتا"

اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اخبار الاخیار ص۳۵ میں فرماتے ہیں

درحدیث آمدہ است سأل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن جبریل ما افضل الاوقات فقال لا ادری	”حدیث میں آیا ہے سوال کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل علیہ السلام سے کہ افضل اوقات (اول شب ہے یا آخر شب) تو فرمایا میں نہیں جانتا“

صحیح بخاری پارہ ۱۰ ص۵۶۵ میں قول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ میں روایت ہے۔

واللہ ما ادری ما اقول لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	”میں نہیں جانتا قسم اللہ کی کیا کہوں گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے“

نیز حضرت ام رومان والدہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما کے قول میں روایت ہے

واللہ ما ادری ما اقول لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	”قسم اللہ کی میں نہیں جانتی کیا جواب دوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو“

علی ہذا حضرت صحابہ و تابعین وغیرہم کے کلام میں بکثرت تمام لا ادری وارد ہے چنانچہ ملا علی قاری رح شرح فقہ اکبر ص۹ میں نقل فرماتے ہیں

وقد سئل علی رض عن مسئلۃ فقال لا ادری وھو علی المنبر فقیل لہ کیف تطلع فوق ھذا المقام الا نور وتقول لا ادری فی جواب السؤال الازھر فقال فی صعدت بقدر علمی بالاشیاء وقد وقع لابی یوسف مثل ھذا السؤال	”تحقیق سوال کیا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک مسئلہ کا تو فرمایا میں نہیں جانتا اور وہ منبر پر تھے تو عرض کیا گیا آپ کس طرح پر چڑھتے ہو اس مقام پر اور کہتے ہو میں نہیں جانتا اس سوال کے جواب میں تو فرمایا میں پہنچا ہوں بقدر اپنے علم کے چیزوں پر اور تحقیق واقع ہوا ابو یوسف رح سے مثل ایسے ہی سوال کے“

نیز موطا امام مالک معہ شرح مصفی شاہ ولی اللہ ص۱۲۰ میں روایت ہے ابو ایوب انصاری سے

یقول واللہ ما ادری میگفت قسم بخدا نمی دانم کہ چگونہ کار کنم	”ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے تھے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ کیا کام کروں گا میں“

ایضاً ص۱۲۲ عن واسع بن حبان قال قلت لا ادری واللہ گفت واسع گفتم نمیدانم قسم بخدا (کہا واسع بن حبان تابعی نے کہا میں نے نہیں جانتا میں قسم اللہ کی“ ایضاً ص۱۵۱

قال مالک لا ادری گفت مالک نمیدانم	”کہا مالک نے میں نہیں جانتا“
نیز ص۱۵۱ قال مالک لا ادری گفت مالک نمیدانم	”کہا مالک نے میں نہیں جانتا“
ایضاً ص۱۵۱ قال ابن شہاب لا ادری گفت ابن شہاب نمیدانم	”کہا ابن شہاب زہری تابعی نے میں نہیں جانتا“

نیز صحیح بخاری پارہ ۳ ص۴۴۹ میں روایت ہے

قال شریک فسألت انسارضہ قال لا ادری ۔ یعنی شریک نے کہا میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تو فرمایا میں نہیں جانتا۔

پس ان تمام روایات و آثار صحابہ وغیرہ نصوص قطعیہ کی مخالفت میں مولوی نعیم الدین کا خلاف دیانت عاجز ہو کر نفی درایت فقط اٹکل سے "تبدیل کر کے" ردا لنصانکی آڑ لے کر کہا نیز اپنی اسی کتاب کے ص۱۹۲ اور الکلمۃ العلیاص۳۲ میں کہ آیت اور حدیث دونوں میں ادری ہے جو درایت سے مشتق ہے اور درایت اٹکل اور قیاس سے کسی بات کے جان لینے کو کہتے ہیں۔ حالانکہ آیت اور احادیث اور کلام حضرات صحابہ رض و تابعین رح وغیرہم میں ما ادری و اللہ ما ادری ۔ بتاکید واقع ہے یعنی قسم اللہ کی میں نہیں جانتا، جو قطعی نہ جاننے میں نص صریح ہیں، چنانچہ خود رد المحتار ص۹۷ ج۱ میں لفظ درایت کے ساتھ مرقوم ہے جو بطور خیانت اخفاء کیا گیا قولہ وعنہ انہ اشبہ بالنصوص روایۃ والراجح درایۃ فیکون الفتوی علیہ رد محتار ای بالذی نص علیہ من جہۃ الروایۃ للادلۃ الموردۃ من السنۃ فالمراد بالروایۃ النصوص من السنۃ نیز رد المحتار ص۲۲۲ میں مرقوم ہے وقال فی شرح المنیۃ ولا ینبغی ان یعدل عن الدرایۃ ای الدلیل اذا وافقتہا روایۃ علی ما نقد مرعن فتاوی قاضیخان یعنے یہ بات مذکورہ از روئے روایۃ النصوص کے مشاہد بطور درایت اجح ہے اسلئے کہ جب درایت نصوص سنت سے موافقت رکھی ہو تو اس پر فتوی ہو گا لہذا المقابل الروایات نصوص سنت منقولہ تقویۃ الایمان کے جس میں کشف عدم علم کی نفی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی عقلی وقیاسی یعنی درایت کی کیا حقیقت باقی رہتی ہے اس لئے کہ استنباط و قیاس سے نتائج پیدا کرنے کو درایت و فہم کہتے ہیں، اور روایت کسی واقعہ کو نقول وار بیان کرنے کو کہتے ہیں چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۹ ص۷۲۶ میں مرقوم ہے ۔ الاستنباط ھوالاستخراج وھو بالقیاس نیز پارہ ۸ ص۲۷۴ میں مرقوم ہے ۔ فالسنۃ اصل والقیاس فرع فکیف یرد الاصل بالفرع بل الحدیث الصحیح اصل بنفسہ نیز پارہ ۲۲ ص۱۲۷ میں مرقوم ہے ۔ دلالۃ المنطوق مقدمۃ علی دلالۃ المفہوم نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۲۰۳ میں لکھتے ہیں ۔ قیاس دلیل شرعی ہے مگر نص کے آگے نامقبول"، اور فتاوی رضویہ جلد اول ص۵۰ و ص۲۲۰ میں لکھتے ہیں المفہوم معتبر مالم یصرح بخلافہ ۔ بلکہ خود بدولت نے الکلمۃ العلیاص۱۱۱ میں قیاسوں کو غلط ہی بتایا ہے تو پھر کس طرح عقلی فہم و قیاس نصوص سنت کا مقابلہ کر سکتے ہیں

علی ہذا حضرت رحمۃ اللہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح و مستند مولوی نعیم الدین، عقد الجید ص۵۲ میں قول فیصل ارقام فرماتے ہیں۔

اما العالم الذی یعرف النصوص و
الاخبار وھو من اھل الدرایة و
ثبت عندہ صحتھا من المحدثین
او من کتبھم الموثوقة المشھورة
المتداولة یجوز لہ ان یعمل علیھا
وان کان مخالفا لمذھبہ ھو مذھب
الاکثرون الی جوازہ منھم الآمدی
و ابن الحاجب و ابن الھمام و النووی
و اتباعھم کابن حجر و الرملی و جماعات
من الحنابلة و المالکیة ممن یفضی
ذکر اسمائھم الی التطویل وھو الذی
انعقد علیہ الاتفاق من مفتی المذاھب
الاربعة من المتاخرین و استخرجوہ
من کلامہم و اثبتوا ولھم رسائل مستقلة

وہ عالم جو نصوص اور روایات سے واقف اور صاحب
درایت فہم و دانش ہو اور ثابت ہو اس کے نزدیک
صحت حدیث کی محدثین سے یا ان کی کتب معتمدہ مشہورہ
متداولہ سے تو اس کے لئے جائز ہے کہ اس حدیث پر عمل کرے
اگرچہ ان کے مذہب کے مخالف ہو اور اکثر علماء اس طرف
گئے ہیں کہ ایسے عالم کو اپنے امام کے مذہب کے خلاف عمل
کرنا جائز ہے اور مجوزین میں سے آمدی اور ابن حاجب
اور ابن ہمام اور نووی اور ان کے متبع مانند ابن حجر کی
اور رملی کے اور بہت جماعتیں حنبلیوں اور مالکیوں
میں سے ہیں جن کے ناموں کو ذکر کرنا طول دیتا ہے اور
اسی جواز پر اتفاق چاروں مذاہب کے مفتیوں کا متاخرین
میں سے ہو گیا ہے اور انہوں نے اس جواز کو پہلوں کے
کلام سے نکالا ہے چنانچہ انہوں نے اس میں جدا گانہ
رسالے بھی تالیف کئے ہیں،،

اسی طرح علامہ ابن عابدین شامی نے رد المحتار صفحہ ۵ مجتبائی دہلی و ۱۳ مصری میں لکھا ہے قال فی خزانة الروایات
العالم الذی یعلم معنی النصوص و الاخبار وھو من اھل الدرایة یجوز لہ ان یعمل علیہا وان کان مخالفا
لمذھبہ۔ یہی رد المحتار جس کی تعریف و مدح میں مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت صفحہ ۵۳ اور زاد النور صفحہ
میں الغرض فریب دہی مخالفت الحدیث مصنف بنادات تنویر الایمان یعنی ہدایت میں لکھا ہے، شامی جو اہل سنت و
جماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علمائے ہند وغیرہ کا اس روایتوں پر عمل ہے،، در رد المحتار در مختار کا سب سے
نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے،،

جس سے فریب دہی کا جزوی پردہ فاش ہو گیا جاء الحق و زھق الباطل بجز دروغ گو را حافظہ
نباشد جبکہ خود الکلمة العلیا صفحہ میں تو ح سے نقل کیا علی ادراک جزئیات الاحکام و اطلاق العلم
علیہا شائع ذائع فی العرف نیز الکلمة العلیا صفحہ میں وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض
تموت کے معنی لکھے کہ ان کو حضرت نہیں جانتے،، اور صفحہ ۱۱۹ میں صراحۃً لکھا انک لا تدری ،، آپ کو معلوم
نہیں ؎ مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

نیز اعلام الاذکیا جس کی تائید توصیف نے خود بدولت نے الکلمۃ العلیا صلا میں لکھا

"وہ جناب مولانا مولوی شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری دام فیضہ نے جو اجلہ فضلاء اہلسنت میں سے ہیں ایک رسالہ مسمی بہ اعلام الاذکیا رتالیف فرمایا جس کی حالت مصنف علام کی جلالت علمی کی شہرت کے باعث محتاج بیان نہیں"

رسالہ موصوفہ کے صفحہ ۵ میں آیت کریمہ وما ادری مایفعل بی ولا بکم کے معنی لکھتے ہیں "نہیں جانتا ہوں میں کیا معاملہ واقع ہوگا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ الا معنی ما ادری مایفعل بی ولا بکم کے یہ ہیں کہ بغیر اعلام الہی کے مجھ کو کچھ معلوم نہیں" پھر مولوی صاحب کے اعلیٰحضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی مزید تائید کی شہادت تجلی الیقین نامی رسالے صلا میں پیش کرتے ہیں "پھر آخرت میں جو تمہیں ملنا ہے ان کا حال تو خدا ہی جانے"

بیشک آمنا وصدقنا اس عبارت سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن عاقبت ومراتب عالیہ جلیلہ قطعیہ ہونے کے باوجود تفصیل وحقیقت ذرہ ذرہ کی نفی اس کے علم وکیفیت کا بحوالہ حق تعالے ہونا آفتاب کے اندر روشن ہے۔ لیکن صلا۱۹۲ میں یہ دعویٰ کہ یہ مضمون منسوخ ہے۔ بلا دلیل لغو محض ہے کیونکہ دونوں باتوں میں جمع وتطبیق کلام ائمہ غیر من المحدثین سے ثابت ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری اور مرقات واشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ اور تفسیر بیضاوی۔ اور کمالین حاشیہ جلالین اور تفسیر جامع البیان سے واضح ہو چکا کہ حمل کیا جاوے گا۔ ثابت ہوئے تو علم اجمالی پر اور نفی کو اوپر احاطہ تفصیلی کے۔ وما ادری میں نفی تفصیلی پر یعنی نہیں جانتا میں حال اپنا اور تمہارا دارین میں تفصیلی۔ انتہی اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا صلا میں بھی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ سے نقل کیا کہ آیت میں نفی [illegible] ادراک ہے اجمالاً ثابت ہے۔ روح ہے حق بر زبان ما وشود جاری!

پس دعویٰ منسوخ ہونے کا مردود ہے چنانچہ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۰ صلا۶۹ میں ہے ان النسخ لا یثبت بالاحتمال نیز بارہ ۲ صلا میں مرقوم ہے النسخ لا یثبت بالاحتمال وقد امکن الجمع فلا یلتفت الی دعوی النسخ یعنی صرف احتمال سے کسی شے کا منسوخ ہونا ثابت نہیں ہوتا جبکہ جمع ہونا دونوں کا آسانی ممکن ہو۔ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز جلد اول صلا۴۶ میں فرماتے ہیں

دلالت ناسخ دلالت دائمی است تا ابد۔ دلالت ناسخ کی ہمیشہ دلالت اسکو صاف کھلی ہوئی ہو گئی"

نیز تفسیر فتح العزیز پارہ ۳۰ سورہ اعلیٰ صلا۲۹۷ میں نقل فرماتے ہیں حدیث صحیح میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار نماز پڑھنے میں ایک آیت چھوڑ گئے بعد نماز کے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا

کہ میں اس سورت میں ایک آیت چھوڑ گیا۔ عرض کیا ہاں فلاں آیت چھوٹ گئی فرمایا کیوں نہیں یاد دلائی۔ عرض کیا کہ میں نے گمان کیا کہ یہ آیت منسوخ ہوگئی فرمایا کہ نہیں میں بھول گیا تھا اور اگر منسوخ ہو جاتی تو تمہیں اس کی میں خبر دیتا اس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ ناسخ و منسوخ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد فرمانے سے معلوم ہوتا ہے علاوہ ازیں احکام اور اوامر و نواہی میں ناسخ و منسوخ ہوتا ہے نہ کہ اخبار میں جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم فاسد ہے، چنانچہ مرقاۃ شرح مشکوۃ میں یہی اعتراض کیا ہے۔ وفیہ ان النسخ علی تقدیر صحتہ تاخیر الناسخ انما یکون فی الاحکام لا فی الاخبار (مرقاۃ ص ۱۰۷ ج ۵) اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی انباء المصطفٰی ص ۳ میں لکھتے ہیں "اور اخبار کا نسخ ناممکن ہے"۔[۱]

پس اس جہل مرکب میں مؤلف نے مولانا شہید مرحوم کو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ عناد و عداوت کا مورد الزام ٹھہرا کر بدنصیب بداندیش بتایا لعنۃ اللہ علی الکاذبین

حالانکہ خود اپنی شقاوت باطنی سے اگر باوجود آیت اور احادیث میں نفی تفصیلی کے لفظ ما یفعل بی کا انکار ہے تو لفظ ما یفعل بہ کا تو اقرار ہوا، گو یہ بھی منافقت کا شعبہ ہے کیونکہ ص ۱۹۳ میں خود لکھا کہ حضور اپنا حال بھی جانتے ہیں اور اپنی امت کا بھی تو لفظ بی اور لفظ بہ دونوں کا منکر ہونا ثابت ہوا خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ھو الخسران المبین حتی کہ اسی انکار کے وبال میں اپنی جہالت و بے علمی کا ادنٰے نمونہ یہ ہے کہ خود الکلمۃ العلیا ص ۱۲ میں اسی حدیث ما یفعل بی کو بھی نقل کیا کہ وہ بخاری میں ہے۔ عن خارجۃ بن زید بن ھشام ان ام العلاء الخ واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی قالت فواللہ لا ازکی بعد احدا ابدا رسول اللہ اس میں یہ تحریف کی کہ خارجہ بن زید بن ہشام لکھا، حالانکہ حدیث میں خارجہ بن زید بن ثابت ہے نہ کہ خارجہ بن زید بن ہشام۔ چنانچہ ناظرین کے پیش نظر صحیح بخاری کی پانچوں حدیثیں بمعہ اسناد راویان موجود ہیں کسی میں زید بن ہشام راوی نہیں ہے اسی تلاش کے لئے تمام صحیح بخاری و فتح الباری مع مقدمہ فتح الباری و تقریب التہذیب کو بالاستیعاب دیکھا گیا۔ کہیں اس کا وجود نہ پایا گیا۔ اور اسی حدیث پر کیا موقوف ہے

[۱] واضح رہے کہ زیر بحث آیت کو منسوخ بنانے کی بات محققین نے مدلل طور پر مسترد کر دی ہے، شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے یہ قول ذکر کیا، مگر لفظ قیل سے اسکی کمزوری بتادی (اشعۃ اللمعات ص ۲۷۵ ج ۴) ملا علی قاری نے بھی اس کو درست نہیں مانا (مرقاۃ ص ۱۰۷ ج ۵) علامہ قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح لکھتے ہیں "ھذا القول غیر مرضی عندنا" (تفسیر مظہری ص ۱۶ ج ۸) "یہ قول قابل قبول نہیں" چوتھی صدی کے ایک محدث و مفسر علامہ ابو جعفر النحاس رح متوفی ۳۳۸ھ اس نسخ کو محال قرار دیتے ہیں (کتاب الناسخ والمنسوخ ص ۲۱۰) تفسیر مظہری (ص ۹۷ ج ۳) میں ہے۔ معنی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم انہ قد علمنی اللہ علوم الاولین ومع ذلک ما ادری ما یفعل بی ولا بکم فی جزاء کل عمل مخصوص اھ یعنی "ہر ہر مخصوص عمل کی جزا کا مجھے کوئی علم نہیں"۔ (ع، ح)

ہرگز کہیں کسی جگہ صحیح بخاری میں زید بن ہشام نہیں ہے ، ثانیاً اخیر الفاظ حدیث میں یا رسول اللہ بڑھا دیئے گئے جو ہرگز اصل حدیث میں نہیں ہیں۔ من ادعی فعلیہ البیان ۔

اس کذب و تحریف کا کیا ٹھکانا ہے پھر اس پر اتنی تعلی کہ گستاخانہ بے ادبانہ مولانا شہید مرحوم کی نسبت جو پیشوائے محدثین و محققین ہیں یہ لکھنا کہ یہ حدیث لکھی اور یہ خبر نہ ہوئی کہ جس لفظ سے استدلال کرتا ہے وہ وہم و غلط ہے ۔ یہ تو حدیث دانی کا حال ہے ، درایت و علم میں تمیز نہیں ۔ اتنا شعور نہیں ، معاذ اللہ چھوٹا منہ بڑی بات ، خود الٹا اپنے ہی منہ پر طمانچہ لگا کہ تمام افترات و بہتانات کے دندان شکن جوابات ملے ، مولانا شہید مرحوم کا توڑ تجھے مخالف مقابلہ نہ کر سکے ، عاجز ہو کر قدموں پر گر پڑے مولوی نعیم الدین طفل مکتب تو کجا جو خاک نعلین کی برابر بھی نہیں ہو سکتا جن کی شان میں ان کے تایا و استاد و شیخ اکمل مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ جن کی کفش برادری و سلاسل و اسناد حدیث میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور ان کے والد اور شیخ بدایونی کے پیران مارہروی سید آل احمد و سید آل رسول و سید ابو الحسین نوری فخر کرتے تھے ۔ اور خود مستند مسلمہ مولوی نعیم الدین کے اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں حجۃ الاسلام مولوی محمد اسمٰعیل صاحب زادہ اللہ تعالیٰ علماً و فضلاً و کمالاً حصول فرحت نمودہ ، تاج المفسرین و فخر المحدثین سر آمد علمائے محققین ، در علم تفسیر و حدیث و فقہ و اصول و منطق وغیرہ از فقیر کمتر نیست ، شکر این نعمت عظمیٰ ادا کردن نمی توانم حق جل و علا زیادہ تر ایں بمراتب علیا فائز گرداند مخلص من ممدوح را یکے از علمائے ربانی تصور ہر چہ احتیاج آں محال باشد بسوئے ایشاں پیش خواہند کرد انشاء اللہ العزیز ہمہ شکوک و غلطیاں مندفع خواہند گردید عنایت فرمائے من اگرچہ چنیں کلمات لفظا بر تعریف و توصیف خود تصور تواں کرد لیکن اظہار امر حق بود اتفاق واجب و لازم ست لہذا چشم پوشی در حق مناسب ندانستم اھ ملخصاً مکتوب بوصوف بتمام و کمال در بیان مدح و توصیف مولانا شہید مرحوم اخرین بمع اسناد نقل ہو گا ۔ انشاء اللہ العزیز ۔

پس بایں فضل و کمال مولانا شہید مرحوم کے مؤلف الطیب البیان ، آفتاب انور پر خاک و غبار اڑا کر خود ہی روسیاہ ہوا ۔ مولانا شہید مرحوم کا کیا بگڑا بلکہ حقیقت الامر واضح ہو کر تقویۃ الایمان کی صداقت علم الیقین سے عین الیقین تک پہنچ گئی فالحمد للہ علی ذلک ۔

مسئلہ امتناع نظیر کا بیان

قولہ ص ۲۵۸ - ۲۵۹ تقویۃ الایمان ص ۳۵ ۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور فرشتہ جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے ، اس کے کچھ بعد لکھا ہے اور جو سب لوگ پہلے اور پچھلے اور آدمی اور جن بھی سب مل کر جبرئیل اور پیغمبر ہی سے ہو جاویں تو اس مالک الملک

کی سلطنت میں ان کے سبب سے کچھ رونق نہ بڑھ جائے گی اور جو سب شیطان اور دجال ہی سے ہو جاویں تو اس کی رونق گھٹنے کی نہیں۔ یہ کیسی کھلی گستاخی اور ظاہر توہین ہے، علاوہ بریں اس سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان تمام فضائل کے انکار لازم آتا ہے جن میں دوسرے کی شرکت ناممکن ہے جیسے اول مخلوقات وخاتم النبیین وسید المرسلین واول شافع واول مشفع کہ حضور میں ان فضائل کو ماننا تو ایسا دوسرا پیدا ہونا بھی محال جاننا چہ جائیکہ کرد رون۔ اور صاحب تقویۃ الایمان کے مذکورہ بالا اقوال بڑے بھائی بتانا بڑے بھائی کی سی تعظیم کرنا بشر کی سی بلکہ اس سے بھی کم درجہ کی تعریف سے یہی ظاہر ہے کہ حضور کا مرتبہ بڑے بھائی کا سا ہے تو واقع میں اس کے بڑے جیسے کرد رون تحت قدرت ہیں۔ اللہ رب العزت جل وعلا تبارک وتعالیٰ کی قدرت وحکمت کے قربان اس کی قدرت کا بیان ہمارا کیا منہ ہے کہ ہم سے پوری طرح ہو سکے ہماری عبارتیں اس کے بیان مرتبت سے قاصر جبکہ حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ واصحابہ وبارک وسلم نے فرمایا لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک اب دوسرے کا کیا حوصلہ کہ شان الٰہی کے بیان کا دعویٰ کر سکے شان الٰہی کا بہترین بیان اور اس کی کامل ترین ثنا وہی ہے جو خود اس نے اپنے کلام پاک میں فرمائی، تمام قرآن پاک اللہ کی تعریف سے بھرا ہے۔ لیکن یہ کہیں نہیں فرمایا جو تقویت الایمان والا کہتا ہے، باوجودیکہ قرآن کریم اس وقت نازل ہوا جبکہ کفر وشرک اور مخلوق پرستی سے دنیا تاریک ہو رہی تھی، اور لوگ عناصر کو بھی پوجتے تھے اور حضرت مسیح اور عزیر علیہما السلام کی بھی پرستش کرتے تھے اگر شان الٰہی کے اظہار کے لئے انبیاء کی شان کا گھٹانا ضروری ہوتا تو قرآن کریم میں ان کی نسبت ایسے کلمے فرمائے جاتے مگر ایسا نہیں ہوا اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشرکین کے ابطال کا بیان فرمایا اور اپنے محبوبین مقربین کے حق میں عزت وتکریم کے الفاظ بیان فرمائے اس میں ہدایت ہے کہ بیان توحید وعظمت شان الٰہی میں اس کے محبوبین ومقربین کے مراتب ودرجات کا ادب رکھنا بھی ضروری ہے اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کے اظہار عظمت وجلالت میں داخل ہے۔ کیونکہ جن کو اس نے عزت دی ہے ان کی جناب میں گستاخی کرنا خدائے پاک کی جناب میں بے ادبی ہے، ترمذی شریف میں ایک حدیث ہے۔ من اھان سلطان اللہ فی الارض اھانہ اللہ مشکوٰۃ ص۳۲۲۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے حق میں جو کچھ بھی فرماتا اس میں ان کی عزت تھی خواہ وہ کسی مرتبہ کے ہوں دوسرے کی کیا مجال کہ وہ خاصان حق کی جناب میں بے محابا زبان کھول بیٹھے۔ اور یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں ایسا فرمایا ہے لہٰذا ہم بھی کہتے ہیں حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ مدارج النبوت ص۴۶ میں فرماتے ہیں اگر انبیاء علیہم السلام کی طرف حق کی جانب ... کی عتاب وخطاب ہو یا کلام عزت وکبریائی کے طور پر جاری ہو یا خود وہ حضرات کبریا کی جناب میں تواضع و اظہار بندگی و مسکینی

کے طور پر کچھ عرض کریں تو ہم کو نہ چاہیئے کہ اس میں شرکت ڈھونڈیں اور کوئی بات طریق ادب کے اور ان کی
شان عالی اور حفظ مرتبت کے ساتھ کہیں مالک کا حق ہے کہ اپنے بندے کو جو چاہے فرمائے بندہ بھی
اس کی درگاہ میں جتنا چاہے عجز و مسکینی کرے ۔ دوسرے کی کیا مجال اس سے معلوم ہوا کہ ایسے گستاخانہ
کلمات کی تائید میں کوئی ایسی آیت یا حدیث نہیں پیش کی جا سکتی ۔ اور تقویۃ الایمان میں تو اس
جگہ شان الہی کا بیان بھی نہیں ہے ۔ بلکہ وہ بدنصیب انبیاء کی عظمت کے درپئے ہو رہا ہے کہ ان کو
بارگاہ الہی میں ایسی وجاہت حاصل نہیں جو باعث قبول شفاعت ہو اس موقعہ پر یہ لفظ لکھنا کہ چاہے
تو کروڑوں نبی ولی جن فرشتے جبریل و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی برابر پیدا کر ڈالے صاف مرتبہ انبیاء کیساتھ
عداوت ہے اس میں ان کی توہین ہے اللہ تبارک وتعالے نے حضور کو وہ کمال عطا فرمائے جن میں
دوسرے کی شرکت ممکن ہی نہیں ہے ، امام علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ ۸ میں
فرماتے ہیں ۔ ومیزہ علی غیرہ اصلا وذاتا وصفۃ اعلم ان من تمام الایمان بہ صلی اللہ علیہ وسلم
الایمان التصدیق بان اللہ تعالیٰ جعل خلق بدنہ الشریف علی وجہ ای حال وھیئۃ لم یظہر قبلہ ولا
بعدہ خلق آدمی مثلہ ان ظہر منہ کمالات لا تحصی فوق باشیتہ لما خفی لفظۃ منہ بحر ص ۲۳ وان واصفیہ لم
یبلغوا حقیقتہ صلی اللہ علیہ وسلم لانہم لم یحیطوا بہا ۔ وہابی بدنصیب تو آپ کو کروڑوں جیسا بتا تا ہے
اسی تقویۃ الایمان ص ۲۹ میں لکھتا ہے ۔ اللہ کے لکھے سے کچھ بڑھ نہیں سکتا ۔ تو اب اس سے پوچھو کہ اللہ نے کروڑوں
مثل حضرت کے لکھے ہیں یا نہیں ۔ اگر کہے کہ لکھتے ہیں تو پھر ممکن کیسا صاف کہے کہ ضرور ہوں گے اور اگر کہے کہ نہیں لکھے
تو ایک بھی مثل حضور نہیں ہو سکتا ورنہ لازم آئے کہ خدا کے لکھے سے بڑھ جائے قرآن کریم میں خاتم النبیین
فرمایا ہے ۔ حدیث میں ارشاد ہوا لا نبی بعدی ۔ ختم بی النبیون ۔ تو جب حضور آخر انبیاء ہوئے تو آپ کا
مثل محال ہوا ۔ اگر کوئی کہے کہ خدا چاہے تو مولوی اسمٰعیل کو کتے کی شکل میں اٹھائے اور اس کے متبعین کو
چاہے تو سور بنا دے کہ نجاست کھاتے پھریں اور چاہے تو ایک آن میں سارے وہابیوں کو بھنگی کر دے ۔
اور ان کے بڑے بڑے مولویوں کو چاہے تو نجنیا ڈوم کر دے تو ان باتوں میں سے ایک بھی محال نہیں ہے
اب ان سے کہئے بگڑتے کیوں ہو ہم تو شان الہی کا بیان کر رہے ہیں تو ایک نہ مانیں گے مگر حبیب خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کی شان میں ایسے گستاخانہ کلمے لکھنا شیوہ کر لیا ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اھ ملخصا بلفظہ

اقول اِنَّ اللّٰہَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ۔ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ وَیَفْعَلُ اللّٰہُ مَا یُرِیْدُ ط

مولوی نعیم الدین کی کمال درجہ نادانی وجہل اور بے علمی ہے کہ ایسے صریح صاف مسئلہ عقیدہ اہلسنت پر جو
منصوص قرآن وحدیث اور تصریحات ائمہ کرام رحمہم اللہ مفسرین ومحدثین اور اہل معارف صوفیائے عظام رحمہم اللہ سے ثابت

ہیں، اپنی آنات شرکیات و بدعات اور رسومات سے توحید و سنت کا انکار کر کے اس کو باعث گستاخی و توہین کہا جاتا ہے۔ پھر یہ کہنا کہ تقویۃ الایمان میں تو اس جگہ شان الٰہی کا بیان بھی نہیں ہے۔ محض بیہودہ بات ہے اس لئے کہ ساری ہی تقویۃ الایمان میں توحید حق تعالیٰ اور رب العزت کے جلال و عظمت علم و تصرف اور قدرت کاملہ کا بیان ہے خصوصاً اس مقام پر آیت سورہ سبا پ۲۲ بیان کی ہے

حَتّٰی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ

"یہانتک کہ گھبراہٹ دور ہوتی ہے ان کے دلوں سے تو کہتے ہیں کیا فرمایا تمہارے رب نے کہتے ہیں کہ حق اور وہی ہے بلند بڑا"

جس کو مولوی نعیم الدین نے اپنے عناد و بغض سے چھوڑ دیا تاہم واضح ہے کہ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو الخ۔ یہ شان الٰہی نہیں تو کیا شان کسی بندہ کی ہو سکتی ہے۔ بیشک جس طرح اللہ تعالیٰ مخلوقات کی ہر شئے کے بنیت و ہست پر قادر ہے وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ عاجز نہیں ہے اسی طرح وہ صادق بھی ہے اپنے وعدہ فرمان کے بموجب باوجود قدرت تامہ رکھنے کے حسب نصوص قطعیہ قرآن پاک اِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيْعَادَ، وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا، وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا، لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وغیرہم آیات کے خلاف نہ فرمائے گا۔ پس مسئلہ کی حقیقت ایمانی تو اسی قدر سے واضح ہے مزید توضیح ناظرین ملاحظہ فرمادیں۔ اللہ تعالیٰ نے پ۱۱ سورہ یونس میں فرمایا

كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ فَسَقُوْٓا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (ع ۴)

"اور اسی طرح ثابت ہوئی بات تیرے رب کی اوپر ان لوگوں کے جو بے حکم ہوئے کہ وہ نہیں ایمان لاویں گے" اور فرمایا

اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰيَةٍ حَتّٰى يَرَوُا الْعَذَابَ الْاَلِيْمَ (ع ۱۰)

"وہ تحقیق وہ لوگ جن پر ثابت ہوئی تیرے رب کی بات نہیں ایمان لاویں گے اگرچہ آویں ان کے پاس ساری نشانیاں یہانتک کہ دیکھیں عذاب دردناک"

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ علم الٰہی میں کچھ لوگوں کا ایمان نہ لانا مقرر ہو چکا ہے نیز اسی سورہ یونس میں ہے

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ

"تو کہہ اگر اللہ چاہتا تو میں نہ پڑھتا یہ تمہارے پاس اور نہ وہ تم کو خبر کرتا اس کی" اور فرمایا "اور اگر تیرا رب

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا

چاہتا البتہ ایمان لاتے جتنے لوگ زمین میں ہیں سب کے سب"

اور فرمایا پارہ ۱۳ سورہ رعد میں

لَوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا	"اور اگر چاہے اللہ راہ پر لادے سب لوگوں کو"

اور پارہ ۱۳ سورہ ابراہیم میں فرمایا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ	"اگر چاہے تم کو لے جاوے اور لاوے کوئی خلقت نئی"

اور فرمایا پارہ ۱۴ سورہ نحل میں

وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ	"اگر وہ چاہے تو راہ دے تم سب کو" اور فرمایا "اور
وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً	اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک ہی فرقہ کرتا"

اور پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا

وَلَئِنْ شِئْنَا لَنَذْهَبَنَّ بِالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ	"اور اگر ہم چاہیں لے جاویں جو چیز تجھ کو وحی بھیجی پھر
اِلَيْكَ ثُمَّ لَا تَجِدُ لَكَ عَلَيْنَا وَكِيْلًا	تو نہ پاوے اس کے لادینے کو ہم پر کوئی ذمہ لینے والا"

اور فرمایا پ۱۹ سورہ فرقان میں

وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا	"اور اگر ہم چاہتے البتہ بھیجتے ہر بستی میں ڈرانے والا"

اور پارہ ۲۱ سورہ سجدہ میں فرمایا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَ	"اور اگر ہم چاہتے تو دیتے ہر جی کو سوجھ اس کی راہ کی لیکن
لٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ	حق ہے قول میرا کہ بھرنا ہے مجھے دوزخ جنوں اور آدمیوں
مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ	سے اکٹھے"

اور پ۲۲ سورہ یسین میں فرمایا

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ	"کیا جس نے بنائے آسمان اور زمین نہیں ہے قدرت
الْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ	رکھنے والا اس پر کہ بنائے ان کی مانند اور کیوں نہیں
بَلٰى وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ	اور وہ ہے اصل بنانے والا سب جانتا"

پس باوجود حق تعالے کے سچے وعدہ اور قول و فرمان کے حق تعالے کو سب کچھ اختیار و قدرت حاصل ہے جس طرح تقویۃ الایمان میں اسی کے ساتھ مرقوم ہے جس کو مؤلف نے عناداً چھوڑ دیا کہ

"ایک دم میں سارا عالم عرش سے فرش تک الٹ پلٹ کر ڈالے اور ایک اور ہی عالم اس جگہ قایم کرے کہ اس کو محض ارادے ہی سے ہر چیز ہو جاتی ہے کسی کام کے واسطے کچھ اسباب اور سامان جمع کرنے کی کچھ حاجت نہیں"

دیکھو اس عبارت کو ملا کر اول سے آخر تک آئندہ کلام ائمہ دین مسلمہ سے بغور مقابلہ کریں چنانچہ آیت سورہ فرقان کی تفسیر

ے یعنی وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا۔ ح)

ہیں امام فخر الدین رازی رح تفسیر کبیر جلد سادس ص۵۰۲ میں فرماتے ہیں

انها تدل على القدرة على ان يبعث في كل قرية نذيرا مثل محمد صلى الله عليه وسلم وانه لا حاجة بالحضرة الا لهية الى محمد البتة وقوله ولو يدل على انه سبحانه لا يفعل ذالك فبالنظر الى الاول يحصل التاديب وبالنظر الى الثاني يحصل الاعزاز

”یہ آیت دلالت کرتی ہے اور قدرت رکھنے کے اس پر کہ بھیجے اللہ تعالےٰ ہر بستی میں ڈرانے والا مثل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس پر کہ اللہ تعالیٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب احتیاج نہیں ہے اور لفظ لو کے لانے سے معلوم ہوتا ہے کہ حق تعالیٰ ایسا کرے گا نہیں پس بنظر اول تادیب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حاصل ہے اور بنظر ثانی آپ کا اعزاز ظاہر ہے“

اسی طرح امام محمد غزالی رح المتوفی ۵۰۵ھ جن کو خاں صاحب بریلوی (حیات الموات ص۵۳) اور جناب مؤلف مولوی نے اکثر مستند مانا ہے، جیسا کہ کتاب کے ص۳۲ میں ہے کیمیائے سعادت ص۷۴۴ میں فرماتے ہیں

ہر کہ صفات حق تعالےٰ بشناخت و جلال و بزرگی و توانائی و بے باکی او بدانست کہ اگر ہمہ عالم ہلاک کند و جاوید در دوزخ دارد یک ذرہ از مملکت وے کم نشود“ ایضاً ص۷۴۳ میں فرماتے ہیں اما صفت تنزہ و پاکی از عیوب آدمی را کمال این کے تواند بود اول نقصان وے آنست کہ بندہ است و ہستی او بوے نیست بلکہ آفریدہ است و چہ نقصان بود بیش ازیں و آنگاہ جاہل است بباطن خود تا بچیزے دیگر چہ رسد کہ اگر ایک رگ در دماغ وے اکثر شود دیوانہ شود و نداند کہ سبب آں چیست و باشد کہ دوائے درد پیش وے بود و نداند و عجز و جہل او چوں حساب برگیری کہ چند است علم و قدرت او و دراں نقصہ گوید و اگرچہ صدیق است و اگرچہ پیغمبر پس پاک از عیوب آنست کہ علم او بے نہایت است و کدورت جہل را باآں راہ

”جس نے حق تعالیٰ کی صفات پہچانی اور اس کے جلال و بزرگی اور توانائی بے باکی کو جانا کہ اگر تمام عالم کو ہلاک کر ڈالے اور ہمیشہ دوزخ میں رکھے تو اس کی مملکت میں ایک ذرہ بھی کمی نہ ہوگی“ ”لیکن پاک ہونے عیبوں سے آدمی کو اس کا کمال کب ہو سکتا ہے اور اول نقصان اس کا یہی ہے کہ بندہ ہے اور ہستی اس کی اس کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ پیدا کیا ہوا ہے اور اس سے زیادہ کیا نقصان ہوگا اور پھر اپنے باطن میں جاہل ہے تو کسی دوسری چیز کی کیسے پہنچے گا اگر ایک رگ اس کے دماغ کی ٹیڑھی ہو جاوے دیوانہ ہو جائے اور نہ جانے کہ سبب اس کا کیا ہے اور یہ دکھا ہے کہ اس کی دوا اس کے پاس ہووے اور نہ جانے اور عجز اور جہل اس کا جو حساب کیا جاوے کہ کس قدر ہے علم اور قدرت اس کی اس میں حقہ معدوم ہووے اور اگرچہ صدیق ہے اور اگرچہ پیغمبر پس پاک عیوب سے وہی ہے کہ علم اس کا بے نہایت ہے اور کدورت جہل کو اس کے ساتھ راہ نہیں ہے اور قدرت اس کی کمال درجہ پر

نیست وقدرت وے برکمال است کہ صفت
آسمان وزمین در قبضۂ قدرت وے است و
اگر ہمہ را ہلاک کند بزرگی و بادشاہی او را
ہیچ نقصان نبود و اگر صد ہزار عالم دیگر دریک
لحظہ بیافریند تواند و یک ذرہ از عظمت
او زیادہ نشود کہ زیادتی را بآں راہ نیست و
و پاک است از عیب کہ نیستی را بذات و
صفات او راہ نیست بلکہ نقصان خود در
حق او ممکن نیست پس ہر کہ او را دوست ندارد
و دیگرے را دوست دارد از غایت جہل اوست

ہے کہ ساتوں آسمان اور زمین اس کے قبضۂ قدرت
میں ہیں اور اگر تمام عالم کو ہلاک کر ڈالے تو اس کی
بزرگی اور بادشاہی میں کیا نقصان و کمی ہوگی اور اگر
لاکھ عالم دوسرے ایک لحظہ بھر میں پیدا کرے تو کر سکتا
ہے اور اس سے اس کی عظمت ایک ذرہ بھر بھی نہ بڑھے گی
کیونکہ زیادتی و بڑھنے کا اس میں دخل ہی نہیں ہے
اور پاک ہے عیب سے کہ نیستی کو اس کی ذات وصفات
میں راہ نہیں ہے بلکہ خود نقصان اس کے حق میں ممکن نہیں
ہے پس جو شخص کہ اس کو دوست نہ رکھے اور دوسرے کو
دوست رکھے بنہایت درجہ تمام اس کا جہل ہے"

علی ہذا حضرت مقبول ربانی سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی رح المتوفی ۵۶۱ھ اپنے ملفوظات الفتح الربانی
مطبوعہ بلالی ساڈھورہ بنقل مطبوعہ میمنہ مصر مجلس ۶۱ صـ۲۷۲ میں فرماتے ہیں،

وان اعطاک ھو تفضلا بغیر عمل
فذاک الیہ الطاعۃ عمل الجنۃ و
المعصیۃ عمل النار و بعد ذلک الامر
الیہ ان شاء اثاب واحدا منا بغیر
عمل او عاقب واحدا منا بغیر عمل
فذاک الیہ فعال لما یرید لا یسأل
عما یفعل وھم یسألون ولو ادخل
واحدا من الانبیاء والصالحین النار
کان عادلا وکان ذلک الحجۃ البالغۃ
یجب علینا ان نقول صدق الامیر
ولا نقول لہ وکیف ھذا یجوز ان
یکون ولو کان کان عدل وحق وھو
شئ لا یکون ولا یفعل شیئا من ذلک

"اگر حق تعالے تجھ کو عمل کے بغیر محض فضل سے عطا فرمادے
تو یہ اس کے اختیار میں ہے جنت کا عمل تو طاعت
ہی ہے اور دوزخ کا عمل معصیت اس کے بعد اختیار
حق تعالے کو ہے کہ اگر چاہے تو عمل کے بغیر ہی کسی کو
ثواب دیدے اور چاہے تو عمل کے بغیر کسی کو عذاب
دیدے وہ مالک و مختار ہے وہ جو چاہتا ہے کر گذرتا
ہے اس کے کئے کی اس سے بازپرس نہیں ہو سکتی
اور دوسروں سے بازپرس ہوگی اگر وہ انبیاء اور صالحین
میں سے کسی کو دوزخ میں ڈالدے تب بھی وہ عادل
ہی رہے گا اور یہ حجت بالغہ ہوگی ہمارے اوپر واجب
ہے کہ یوں کہیں کہ حاکم بہرحال سچا ہے اور ہم چون و
چرا نہیں کر سکتے ایسا ہونا امکان اور جواز کے درجہ
میں ضرور داخل ہے اور اگر ایسا ہو تو عین انصاف

اسمعوا مني واعقلوا ما اقول
فاني غلام من نقد مراتب بين
ايديهم والشر امتعتهم وانادي
عليها ولا اخونهم فيها ولا ادعيها
ملكا ابدا بكلامهم وانني
من عندي والبركة من الله
عز وجل ببركات متابعتي
الرسول صلى الله عليه واله
وسلم ۔

اور حق ہوگا البتہ یہ ایسی بات ہے کہ وقوع میں نہ آئے گی
اور وہ ایسی کوئی بات کرے گا نہیں میری سنو اور جو کچھ میں
کہہ رہا ہوں اس کو سمجھو کیونکہ میں متقدمین کا غلام محل
ان کے سامنے کھڑا ہوا ہوں ان کا سامان پھیلاتا اور اس
پہ آواز لگاتا ہوں اس میں نہ میں ان کی خیانت کرتا ہوں
اور نہ اس کو اپنی ملک بتاتا ہوں میں ابتدا ان کے
کلام سے کرتا ہوں اور دہراتا ہوں اپنی طرف سے
اور برکت حق تعالیٰ کی طرف سے ہے جناب رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متابعت
کی بدولت "

اور دیکھو اس کی تفسیر غنیۃ الطالبین میں معہ تفصیل فرقہ ضالہ معتزلہ کے۔ علیٰ ہذا امام نووی رح المتوفی ۶۷۶ھ
جن کو مولوی نعیم الدین صاحب نے فرائد النور ص۲ میں "امام محی الدین نووی رحمہ اللہ تعالیٰ" لکھا ہے آپ
شرح صحیح مسلم ج ۲ ص۲۷۶ میں فرماتے ہیں

ومذهب اهل السنة ايضا ان
الله تعالى لا يجب عليه شيء تعالى
الله بل العالم ملكه والدنيا والآخرة
في سلطانه يفعل فيهما ما يشاء فلو
عذب المطيعين والصالحين
اجمعين وادخلهم النار كان عدلا
منه واذا اكرمهم ونعمهم وادخلهم
الجنة فهو فضل منه ولو نعم الكافرين
وادخلهم الجنة كان له ذلك ولكنه
اخبر وخبره صدق انه لا يفعل هذا
بل يغفر للمؤمنين ويدخلهم الجنة
برحمته ويعذب المنافقين و

اور مذہب اہل سنت بھی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی شے
واجب نہیں ہے پاک ہے اللہ تعالیٰ اس سے بلکہ تمام
عالم اس کی ملکیت اور دنیا و آخرت اس کی سلطنت
میں ہے جس طور سے چاہے اس میں تصرف فرما دے پس
اگر تمام مطیعین اور صالحین کو عذاب کرے اور ان کو دوزخ
میں ڈال دے ہوگا اس کی طرف سے عدل اور جب ان کے
ساتھ انعام و اکرام کرے اور ان کو جنت میں داخل فرمادے
تو یہ اس کی طرف سے فضل ہے اور انعام فرمادے کافروں
پر اور داخل کرے ان کو جنت میں احسان کے ساتھ فضل
اور لیکن خبر دی اس نے اور خبر اس کی سچی ہے کہ وہ
ایسا نہیں کریگا بلکہ مومنین کی مغفرت فرماتا ہے اور
ان کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کرتا ہے اور

بين خلدهم فى النار عدلا منه واما المعتزلة فيثبتون الاحكام بالعقل ويوجبون ثواب الاعمال ويوجبون الاصلح ويمنعون خلاف هذا فى خبط طويل لهم تعالى الله تعالى عن اختراعاتهم الباطلة ❊

منافقین کو عذاب کرنا اور ان کو دوزخ میں ڈالنا اس کی طرف سے عدل ہے اور لیکن معتزلہ پس ثابت کرتے ہیں احکام کو عقل سے اور واجب جانتے ہیں اعمال کے ثواب کو اور واجب جانتے ہیں نیکی کے اجر کو اور منع کرتے ہیں اس کے خلاف کو اس میں وہ ایسی فضول و باطل اور گھڑت بحثیں کرتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ بلند ہے"

علیٰ ہذا حافظ ابن حجر عسقلانی رح المتوفی ۸۵۲ھ جن کی جلالت و شان کا تو مؤلف نے متعدد جگہ اعتراف کیا ہے مثلاً الکلمۃ العلیا ص ۱۱۱ اور رسالہ فرائد النور ص ۵۲ مگر اپنی بے تمیزی سے رسالہ اسوا العذاب ص ۱۳ میں آپ کی فتح الباری جیسی مشہور و معروف کتاب کو علامہ ابن حجر مکی رح کی لکھ دیا (فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص ۲۲۲ میں بشرح حدیث

لن ينجى احدا منكم عمله قالوا ولا انت يا رسول الله قال ولا انا الا ان يتغمدنى الله برحمته الحديث ،،

"تم میں سے کوئی بھی نجات نہ پاوے گا اپنے عمل کے ذریعہ سے عرض کیا گیا اور نہ آپ یا رسول اللہ فرمایا اور نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ میرے اوپر اپنی رحمت فرماوے"

فرماتے ہیں قوله سبحانه وتعالى ان يعذب المطائع وينعم العاصى ولكنه اخبر انه لا يفعل ذلك وخبره صدق لا خلف فيه وهذا الحديث يقوى مقالتهم (يعنى اهل السنة) ويرد على المعتزلة حيث اثبتوا بعقولهم اعواض الاعمال ولهم فى ذلك خبط كثير وتفصيل طويل (ایضا پارہ ۲۷ ص ۱۸۰) واعترض بعض المعتزلة بانه كيف يصح ان يامر بما لا يريد والجواب ان ذلك ليس بممتنع ولا مستحيل وقال المازرى مذهب اهل السنة ان الله تعالى اراد ايمان المؤمن وكفر الكافر ولو اراد من الكافر الايمان لآمن يعنى لو قدره عليه لوقع وقال اهل الاعتزال بل اراد من الجميع الايمان فاجاب المؤمن وامتنع الكافر فحملوا الغائب على الشاهد لانهم راوا ان مريد الشر شرير والكفر شر فلا يصح ان يريده البارى واجاب اهل السنة عن ذلك بان الشر شر فى حق المخلوقين واما فى حق الخالق فانه يفعل ما يشاء وانما كانت ارادة الشر شرا فى الله عنه والبارى سبحانه ليس فوقه احد يامره فلا يصح ان تقاس ارادته على ارادة المخلوقين وايضا فالمريد يفعل ما اذا لم يحصل ما اراده آذن ذلك بعجزه وضعفه والبارى تعالى لا يوصف بالعجز والضعف فلو اراد الايمان من الكافر ولم يؤمن لآذن ذلك بعجز وضعف تعالى الله عن ذلك (ایضا پارہ ۳۰ ص ۱۵۵) والخالق لو عذب من يطيعه لم يعد ظالما لان الجميع ملكه فله الامر كله يفعل ما يشاء ولا يسئل عما يفعل ❊

"حاصل یہ ہے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کو اختیار ہے اگر چاہے تو مطیع فرمانبردار کو عذاب کرے اور عاصی گنہگار کو بخش دے اور انعام فرما دے ولیکن اس نے خبر دی ہے کہ ایسا نہ کرے گا اور اس کی خبر سچی ہے اس میں خلاف نہیں ہوتا اور یہ حدیث اس باب میں بڑی قوی حجت ہے اور اس میں معتزلہ پر رد ہے جو اپنی عقلوں کے بل بوتے پر ثابت کرتے ہیں اعمال کے بدلوں کے لازم ہونے کو اور ان کو اس امر میں بڑا خبط ہے اور تفصیل طویل ہے اور اس امر میں حق تعالیٰ اجل شانہ ظلم کرنے والا نہ ٹھہرے گا کیونکہ تمام عالم اسی کی ملک ہے سب پر اسی کی حکمرانی ہے جس طرح چاہے کرے کوئی بھی اس کے کئے کی اس سے باز پرس نہیں کر سکتا" اھ ملخصاً

ایسے ہی حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح المتوفی ۶۳۲ھ تلمیذ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رح عوارف (مترجم مصباح الہدایہ محمود بن علی الکاشانی) میں فرماتے ہیں

"ہر چند وجود فرزند بی پدر در قدرت الٰہی ممکن است چنانکہ وجود عیسیٰ علیہ السلام اما در حکمت ممتنع است"

"ہر چند کہ وجود فرزند بلا باپ کا قدرت الٰہی میں ممکن ہے جس طرح وجود عیسیٰ علیہ السلام کا لیکن از روئے حکمت کا ممتنع ہے"

نیز حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رح المتوفی ۶۳۲ھ اپنے ملفوظات مجموعہ دلیل العارفین جمع فرمودہ خواجہ قطب الدین رح مطبوعہ مسلم پریس جھجر مترجم مولوی غلام محمد مرحوم جھجری مجلس دوم پنجشنبہ ص۵۳ میں فرماتے ہیں

"میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی زبانی سنا ہے کہ قیامت کے روز تمام انبیاء اور اولیاء اور دیگر مسلمان اگر پرستش نماز میں کامل نکلے تو چھوٹ گئے دوزخ کی آنچ سے بچے اور جو اس میں کامل نہ ہوا دوزخ میں گیا"

ایضاً مجلس چہارم دوشنبہ ص۶۲ حضرت خواجہ بزرگ رح نے بیان فرمایا کہ اس قدر انبیاؤں اور اولیاؤں نے جو دنیا کو ہیچ جانا اور اس پر لعنت کی اس کا سبب یہ ہے کہ ہیبت گور اور خوف مرگ ان پر طاری تھا، نیز ترجمہ فوائد السالکین ملفوظات خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رح المتوفی ۶۳۳ھ جمع فرمودہ شیخ فرید الدین گنج شکر رح مجلس اول ص۱۱۲ میں مرقوم ہے

"جب وقت نیک پہنچتا ہے عنایت الٰہی شامل حال ہو جاتی ہے ہوائے لطف چلنے لگتی ہے وہ قادر ہے اگر چاہے ہزاروں گبر اور خراباتیوں کو ایک لحظہ میں صاحب سجادہ کر دے اور جس وقت بدبختی شامل حال ہوتی ہے تو نسیم قہاری چلنے لگتی ہے ہزاروں صاحب سجادہ خراب ہو جاتے ہیں پس بے پرواہی حق تعالیٰ سے کبھی نڈر نہ ہونا چاہئے عاقبت کسی کو معلوم نہیں کیا معلوم کیا ہوگا"

اسی طرح حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء دہلوی رح المتوفی ۷۲۵ھ کے ملفوظات فوائد الفواد جمع فرمودہ امیر علاء حسن سنجری رح مترجم مولوی غلام محمد خاں صاحب بریاں قصبہ جھجر ضلع رہتک میں مرقوم ہے

"مجلس سیزدہم اول رمضان المبارک جمعہ ۷۱۲ھ ص۱۲۷ گفتگو عدل اور ظلم کے بارہ میں ہو رہی تھی آپ نے

ارشاد فرمایا کہ معاملہ حق خلق کے ساتھ دو قسم پر ہے عدل ہے یا فضل اور معاملہ خلق آپس میں تین طرح پر ہے عدل
یا فضل یا ظلم اگر خلق اللہ آپس میں عدل یا فضل کریں اللہ تعالےٰ ان کے ساتھ معاملہ با فضل کرے گا اور اگر خلق
آپس میں ظلم کرے گی معاملہ حق ان کے ساتھ عدل کا ہوگا اور اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ معاملہ عدل کا کرے گا وہ
مستحق عقوبت ہوگا۔ خواہ وہ پیغمبر وقت ہی ہو۔ جب آپ یہ فرما چکے ہیں نے عرض کیا کہ ایک حدیث شریف میں
وارد ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کل بروز قیامت مجھے اور میرے بھائی عیسیٰ علیہ السلام کو دوزخ
میں ڈال دیں تو بھی عدل ہی ہے آپ نے یہ سن کر ارشاد فرمایا کہ بیشک عدل ہوگا کہ تمام عالم اللہ تعالےٰ کی
ملک ہے اور اپنی ملک میں تصرف کرنا گنا۔ وظلم نہیں ہے ظلم غیر کی ملک میں ناجائز تصرف کرنے سے ہوتا ہے
اس کے بعد ارشاد فرمایا کہ مذہب اشعریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو روا ہے کہ مومن کو جاودان دوزخ میں رکھے
اور کافر کو بہشت برین میں رکھے اور دلیل ان کی یہی تصرف در ملک ہے لیکن اپنے مذہب میں معاملہ اس کے
برخلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے

قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون وقل هل یستوی الاعمیٰ والبصیر

"ناداں اور دانا برابر نہیں ہو سکتے اور نابینا وبینا کیا برابر ہو سکتے ہیں"

اور ایسے ہی کئی مثالیں قرآن شریف میں موجود ہیں اس کی حکمت اسی امر کی مقتضی ہوتی ہے، کہ مومن کو ہمیشہ بہشت
میں اور کافر کو ہمیشہ دوزخ میں رکھے۔ اور مثال اس کی یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس مال ہو اور وہ اسے خرچ کرنے کا
اختیار ہے لیکن اگر وہ اپنے مال کو کوئیں میں ڈال دے تو اسکی دانائی اور حکمت سے بعید ہوگا"

ان تمام ملفوظات کو مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار میں استناداً تذکرہ فرمایا ہے۔ جو
مولوی نعیم الدین کے مسلمات سے ہے۔ علیٰ ہذا حضرت شیخ شرف الدین یحییٰ منیری رح المتوفی ٧٨٢ھ جن کو اخبار
الاخیار میں مشاہیر مشائخ ہندوستان کہا۔ مناقب بیان کئے اور تصنیفات خصوصاً مکتوبات کو لطیف ترین آداب
طریقت اور اسرار حقیقت بتایا ہے۔ آپ اپنے مکتوبات سہ صدی مطبوعہ اسلامی لاہور ١٣١٩ھ۔ مکتوب
ششم عنہ[۲] میں فرماتے ہیں

ابوالحسن خرقانی گفت کہ دل ہم صدیقاں را پارہ کرد بہ تیغ قہر و جگر ایشاں را با نتظار قطرہ آب گردانید و خود را بکس نداد
موسیٰ[۳] را در دل آید کہ ہمیں منم کہ خداوند جل وعلا با من سخن مے گوید ندا آمد کہ عصا بر سنگ زن عصا بر سنگ زد صحرا لمے
دید صد ہزار ہمچو موسیٰ عصا بر دست گرفتہ و کلاہ بر سر نہادہ ارنی گویند ؎

صد ہزاران ہمچو موسیٰ ہست در گوشہ ۔ رب ارنی گو شدہ دیدار جویان آمدہ

(ایضاً مکتوب بست وششم ۲۶ میں فرماتے ہیں) اگر خواہد در لحظہ ہزار ہزار آدم علم بیافریند و ہزار ہزار چوں حبیب و خلیل برگزیند و قدرت

عرش رفیع با ذرهٔ حقیر برابر است والسلام (ایضاً مکتوب سی و نہم ص۵۹ میں فرماتے ہیں) اوچوں در عظمت و عزت
او نظر کنی ہمہ موجودات معدوم بینی و چوں سلطان عظمت مقدس او نگری و ہمہ معدومات را موجود یابی اگر خواہد
در ہر لحظے صد ہزار چوں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بیایند و ہر نفسے از انفاس ایشاں مقام قاب قوسین دہد در
جلال وے ذرہ زیادت نگردد و اگر خواہد در ہر نفسے صد ہزار چوں فرعون بیافریند تا دعوی انا ربکم الاعلیٰ
کنند در جلال و کمال او ذرہ کم نگردد و اگر خواہد ہر کہ در روئے زمین کافرے و مشرکے است در دریائے رحمت غرق
کند از صفت قہر او ذرہ کم نگردد و اگر خواہد ہر کہ در عالم نبی و ولی است ہمہ را ایک سلسلہ قہر کشد و خالداً و
مخلداً در عذاب الیم بدارد از صفت رحمت وے ذرہ کم نیاید اے برادر آنجا کہ قدرت و عظمت او علم زند
کمترات و مقدسات و مخلوقات را چہ خطر (ایضاً مکتوب پنجاہ و سوم ص۱۵۱ میں فرماتے ہیں) اگر ہشت
بہشت را علیین وعدہ رخ گرداند و دوزخ را علیین بہشت و از میانہ کعبہ کلیسا بر آید و از بتکدہ کعبہ سازند و
ملائکہ ملکوت را لباس ملکی از سر برکشند و شیاطین ملعونت را خلعت ملکی پوشانند و تاج قدسی بر سر نہند
و محمد را صلی اللہ علیہ وسلم کہ خاتم رسالت بود و عیسیٰ ؑ را کہ سر جریدہ طہارت بود و یحییٰ ؑ را کہ ہرگز گناہ نکردہ
است و نہ اندیشیدہ در یک سلسلہ بندد و خالداً و مخلداً در دوزخ بدارد از کس نہ اندیشد و از کسے
باک ندارد و یک ذرہ گرد ظلم بدامن عدلش ننشیند چگونہ تماشائے قرار دامنی بود و چہ بروئے دعوی و خود
بینی بودہ آں یکے کہ سرمایہ ہفتصد ہزار سال تقدیس و تسبیح در دست داشت و معلم ملائکہ و استاد ایشاں
بود یکبار بیش نگفت انا دبدانچہ دید یافت آنچہ یافت روزے جبرئیل علیہ السلام بحضرت رسالت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسیدہ بود پرسید کہ حال در حظیرۂ قدس چگونہ است گفت تا آں یکے را از
میان ما بیروں کردند ہیچ فرشتہ در زاویہ خود ایمن ماندہ است (ایضاً مکتوب پنجاہ و ہفتم ص۱۶۰ میں فرماتے ہیں)
وگاہ از زیر دامن شقی، نبی بیروں آرد وگاہ از زیر دامن نبی شقی پیدا آید وگاہ سگے را در صف اولیا نشاند
وگاہ ولی را در طویلہ سگان بندد و لکن چوں قبول خواہد کرد رد نہ کند و چوں رد خواہد کرد ہیچ چیز قبول نکند
(ایضاً مکتوب شصت و دوم ص۱۷۲ میں فرماتے ہیں) واز افلاس و بے استعدادی و از ادبار و آلودگی خویش
ہزیمت مباشد نظر بر قدرت و فضل او باید داشت اگر خواہد ہزار ہزار کلیسا و بتخانہ را کعبہ و بیت المقدس
گرداند و ہزار ہزار عاصی و فاسق را حبیب اللہ و خلیل اللہ خطاب کند و علتے در میان نبود و اگر خواہد بیک لمحہ ہزار
ہزار کافر را مومن گرداند و ہزار ہزار مشرک و بت پرست را موحد گرداند و علتے در میان نہ و ہزار ہزار لعنتی را رحمتی
و ہزار ہزار خراباتی را مناجاتی کس را نہ ہر چوں و چرا نہ (ایضاً مکتوب ہشتاد و ہشتم ص۲۵۰ میں فرماتے ہیں)
وگاہ گوید و لو شئنا لبعثنا فی کل قریۃ نذیرا اگر خواہم چوں تو در ہر دہے فرستیم گاہ کلید ہمہ خزائن

بدحجرۂ نافرستند وگا ہے برائے پیمانہ جو بدرسرائے ابوشحمہ ہبود بہ برند۔ **خلاصہ ترجمہ** "ابوالحسن
خرقانی نے فرمایا دل تمام صدیقوں کے تیغ قہر نے پارہ پارہ کر دیئے ان کے جگر کے انتظار نے قطرہ آب کر ڈالا
اور اپنے آپ کو کسی کے ساتھ وابستہ نہ کیا موسیٰ علیہ السلام کے دل میں آیا مجھ سے حق تعالےٰ کلام فرماتا ہے
ناز ہوئی اپنے عصا کو پتھر پر مار پتھر پر مارا تو دیکھا کہ سو ہزار مانند موسیٰ علیہ السلام کے اپنے اپنے عصا لئے ٹوپی
سر پر رکھے ہوئے رب ارنی کہہ رہے ہیں" اور اگر حق تعالےٰ چاہے ایک لحظہ میں ہزار ہزار آدم اور عالم پیدا فرما
دے اور ہزار ہزار مانند حبیب اور خلیل کے کر دے اس کی قدرت کے سامنے عرش رفیع ذرہ حقیر کے برابر ہے
جو اس کی عظمت وعزت میں نظر کرے تمام موجودات کے عدم پر نظر پڑے اور جو اس کی بادشاہت عظمت
وقدرت کا دھیان کرے تمام معدومات کو موجود پاوے اگر چاہے تو آن میں لاکھ مانند محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدا فرما دے
اور ان میں سے ہر ایک کو مقام قاب قوسین عطا فرما دے تو اس کے جلال میں ذرہ بھر کمی نہ آوے گی۔ اور اگر
چاہے تو اسی طرح لاکھ فرعون جیسے پیدا فرما دے یہاں تک کہ وہ دعویٰ انا ربکم الاعلیٰ کا کریں تو اس کے
جلال وکمال میں ذرہ بھر کمی نہ آوے گی اگر چاہے تو جس قدر زمین پر کافر ومشرک ہیں سب کو دریائے رحمت میں غرق
کر دے تو اس کی صفت قہر میں ذرہ بھر کمی نہ آوے گی اگر چاہے تو جتنے عالم بھر میں نبی اور ولی ہیں سب کو
ایک سلسلہ قہر میں کھینچے اور ہمیشہ عذاب دردناک میں مبتلا رکھے تو اس کی صفت رحمت میں ذرہ بھر
کمی نہ آوے گی۔ اے برادر! اس جگہ کہ اس کی قدرت وعظمت کے علم کا ظہور ہو مکنونات ومقدورات اور
مخلوقات کا کیا خطرہ" اگر آٹھوں جنتوں کو علیین دوزخ کر دے اور دوزخ کو علیین بہشت اور رضوان
کعبہ کے کلیب کو لے آوے اور بت کدہ سے کعبہ بنا دے اور ملائکہ ملکوت کا لباس ملکی سر سے اتار دے
اور شیاطین خبائث کو خلعت ملکی پہنا دے اور تاج قدسی سر پر رکھے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو
خاتم رسالت تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کہ مرد طہارت تھے اور یحییٰ علیہ السلام کو کہ ہرگز کوئی
گناہ نہ کیا تھا اور نہ کچھ اندیشہ تھا ایک سلسلہ میں باندھے اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رکھے کسی سے
نہ اندیشہ رکھے اور نہ کسی کی پرواہ اور ایک ذرہ گرد ظلم اس کے دامن عدل پر نہ بیٹھے پھر کیونکر
جائے قرار اور بے خوفی کا ہووے اور کس طرح دعویٰ خودبینی کا ہووے وہ ایک کہ سرمایہ سات سو
ہزار سال تقدیس وتسبیح ہاتھ میں رکھتا تھا اور معلم ملائکہ اور ان کا استاد تھا ایک بار سے زیادہ انا نہ کہا
اور جو کچھ انجام ہوا دیکھا اور پایا ایک روز جبرئیل علیہ السلام خدمت حضرت رسالت صلی اللہ علیہ وسلم
کے پہنچے دریافت فرمایا کہ حال حظیرۃ القدس کا کیونکر ہے کہا جب سے اس ایک کو بارگاہ سے میان سے
باہر کر دیا گیا کوئی فرشتہ لمحہ آپ سے بے خوف نہیں ہے" کبھی دامن شفقت سے نبی کو باہر لاتا ہے اور کبھی

دامن نبی سے نسبتی پیدا کرتا ہے اور کبھی کتے کو اولیاء کی صف میں بٹھاتا ہے اور کبھی ولی کو کتوں کے طویلہ میں باندھتا ہے ولیکن جو چاہے قبول کرے تو ردنہ کرے اور جو چاہے رد کرے کسی چیز کو قبول نہ کرے، اپنے افلاس اور بے استعدادی سے اور ادبار وآلودگی سے پست ہمت نہ ہووے نظر اس کی قدرت اور فضل پر رکھنا چاہیئے اگر چاہے ہزار ہزار کلیسا اور بت خانہ کو کعبہ اور بیت المقدس بنادے اور ہزار ہزار گنہگار اور فاسق کو حبیب اللہ اور خلیل اللہ کا خطاب عطا فرمادے اور کوئی رجبہ درمیان میں حائل نہ ہووے اور اگر چاہے ایک لمحہ میں ہزار ہزار کافر کو مومن بنادے اور ہزار ہزار مشرک اور بت پرست کو موحد بنادے اور کوئی مہلت درمیان میں نہ ہو اور ہزار ہزار لعنتی کو رحمتی اور ہزار ہزار خراباتی کو مناجاتی کسی کو ذرہ بھر چون وچرا نہ ہو، اور کبھی فرماتے ہیں اگر چاہتے ہم مانند تیرے ہر گاؤں میں بھیج دیتے ہم کبھی کنجیاں تمام خزانوں کی ہمارے دروازے کے حجرہ پر بھیج دیتے ہیں اور کبھی ایک پیمانہ جو کیلئے دروازہ مرائے ابو شحمہ پر کوششں تمام لیجاتے ہیں،،

نیز صحائف السلوک رقعات حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی المتوفی ۷۵۲ھ مسلم پریس قصبہ جھجر ص۲۵ میں مرقوم ہے

خود را مردہ انگارد و خلق را سنگ و کلوخ شمارد
ایضاً ص۲۶ میں ہے بدانی کہ در عالم ہیچ کس مستحق حمد نیست واو بجمیع محامد سزاوار است کہ الف و لام ایں جا برائے استغراق جنس است، ایضاً ص۲۷ میں ہے عزیز من کعبہ وعرفات از سنگے و کلوخے بیش نہ پس شرک بود نہ ایمان، عزیز من مکہ و طائف ومصر و بغداد ایشاں را یکساں بود ایضاً ص۲۸ میں ہے در کمال معرفت عجز مصطفےٰ بین کہ لا احصی ثناء علیک

،،اپنے آپ کو مردہ جان لے اور خلق کو پتھر اور ڈھیلے شمار کرے،، ،،جان لو کہ عالم میں کوئی شخص مستحق حمد نہیں ہے اور وہ ہی تعالیٰ شانہٗ تمام محامد وتعریف کے لئے سزاوار ولائق ہے کہ الف اور لام اس جگہ استغراق جنس کے لئے ہے،، ،،عزیز من کعبہ اور عرفات ایک پتھر اور ڈھیلے سے زیادہ نہیں ہے پس حق تعالیٰ مالک الملک کے مقابلہ میں شرک ہوگا نہ ایمان،، ،،عزیز من کہ اور طائف اور مصر اور بغداد موحد عارف کے نزدیک یکساں ہووے کمال معرفت میں مصطفےٰ کا عجز دیکھو کہ لا احصی ثناء علیک فرماتے ہیں،،

نیز حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ المتوفی ۹۴۴ھ جن کی توصیف وکمالات اخبار الاخیار ص۲۱۱ مؤلفہ مولانا شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ میں بہ بسط مرقوم ہیں اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ رسالہ فیصلہ توحید وجودی محمود پریس مدرسہ نظامیہ حیدرآباد دکن ص۱۸ میں آپ کی نسبت فرماتے ہیں ،،حضرت شیخ مشائخ قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ،، نیز مؤلف کی مستند کتاب انوار ساطعہ نعیمی پریس مرادآباد ص۲۲۶ میں لکھا ہے ،،حضرت قطب العالم شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ،، آپ اپنے مکتوبات قدوسی مطبعہ احمدی دہلی کے ابتدا میں تحریر فرماتے ہیں ،،از فقیر حقیر عبد القدوس اسمٰعیل حنفی الحنفی الغزنوی چشتی ص۱۸ مکتوب ہشتاد و ہفتم میں مرقوم ہے

او تعالیٰ قادر ست کہ ممتنع بنفسہٖ را در وجود آرد و در میدان امکان سپارد۔ ایضاً مکتوب نود و ششم ص۱۵۱ و محال کہ بنظر خلاف حکمت حق محالست ممتنع لغیرہ است چنانچہ دخول انبیاء در دوزخ و دخول کافران در بہشت و ہمچنیں خلاف علم حق چنانچہ ایمان ابوجہل و فرعون کہ امتناع وجود بحکم خبر محکم گشتہ۔ ایضاً مکتوب صد و شانزدہم ص۲۱۰ ایں جا خون انبیاء و اولیاء آب میشود و خاک حسرت و ندامت بر سر شان می ریزد ایضاً مکتوب صد و ہفتاد و ہفتم ص۲۴۳ ممکن الوجود ہم ایں نیز بر سہ قسم است یکی ممکن لغیرہ و ممتنع لذاتہ و آں ہمہ محالات است کہ وجود آں بنظر حس و عقل ممتنع است و اما بنظر قدرت حق ممکن است دوم ممکن لذاتہ و ممتنع لغیرہ و آں خلاف حکمت و حق ست چنانچہ خلود انبیاء در دوزخ و خلود کافران در بہشت و آں اگرچہ بنظر ذات خود ممکن است اما بنظر آنکہ خلاف حکمت حقست ممتنع است چنانچہ ایمان ابوجہل و فرعون کہ امتناع وجود آں بحکم خبر محکم ست اما بنظر ذات خود ممکن است سیوم لذاتہ و لغیرہ بر غیر شریک باری تعالیٰ در کتب اصول فقہ صریح واقع ست۔

اور حق تعالیٰ قادر ہے کہ ممتنع بنفسہ کو وجود میں لاوے اور میدان امکان میں رکھے "اور محال بنظر خلاف حکمت حق تعالیٰ کے محال ہے ممتنع لغیرہ ہے جس طرح داخل کرنا انبیاء علیہم السلام کا دوزخ میں اور داخل کرنا کافروں کا بہشت میں اور اسیطرح خلاف علم حق تعالیٰ کے جس طرح ایمان لانا ابوجہل اور فرعون کا کہ امتناع اس کے وجود کا بحکم خبر محکم ہوچکا ہے اس مقام پر خون انبیاء اور اولیاء کا پانی ہوجاتا ہے۔ اور خاک حسرت و ندامت ان کے سر پر پڑتی ہے" ممکن الوجود اور یہ بھی تین قسم پر ہے ایک ممکن لغیرہ و ممتنع لذاتہ اور وہ جملہ محالات میں سے ہے کہ وجود ان کا بنظر شرعی خوبی اور عقل کے ممتنع ہے اور لیکن بنظر قدرت حق تعالیٰ کے ممکن ہے سودم ممکن لذاتہ و ممتنع لغیرہ اور وہ خلاف حکمت حق تعالیٰ کے ہے جس طرح داخل کرنا انبیاء کا دوزخ میں اور داخل کرنا کافروں کا بہشت میں اور وہ اگرچہ بنظر ذات اپنی کے ممکن ہے لیکن بنظر اس کے کہ خلاف حکمت حق تعالیٰ کے ہے ممتنع ہے جس طرح ایمان لانا ابوجہل اور فرعون کا کہ امتناع اس کے وجود کا بحکم خبر محکم ہے لیکن بنظر اپنی ذات کے ممکن ہے سوئم لذاتہ و لغیرہ غیر کا شریک باری تعالیٰ ہونے کے کتب اصول فقہ میں صریح واقع ہوا ہے "

ایسے ہی حضرت امام ربانی شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۰۳۴ھ مستند مولوی صاحب بریلوی کے مکتوبات جلد اول ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں

او تعالیٰ مالک علی الاطلاق است و عباد مملوک و بندۂ سبحانہ پس ہر حکمے و تصرفے کہ در ایشاں فرماید عین خیر و صلاح است و از شائبہ ظلم و

اور حق تعالیٰ جل شانہ مالک علی الاطلاق ہے اور تمام بندے اس کے مملوک ہیں پس ہر حکم اور ہر تصرف جو ان میں فرمائیں عین خیر اور اصلاح ہے اور شائبہ ظلم و فساد سے

فساد منزہ و مبراست لا یسأل عما یفعل سه
کرا زہرۂ آنکہ از بیم او،
کشاید زبان جز بہ تسلیم او۔
واگر ہمہ را بدوزخ فرستد و عذاب ابدی فرماید
جائے اعتراض نیست و در ملک غیر ما را تصرف
بے شائبہ ستم پیدا کند بخلاف املاک ما کہ فی
الحقیقت املاک او یند سبحانہ جمیع تصرفات ازما در
آنہا عین ستم است زیرا کہ صاحب شرع بواسطہ
بعضے مصالح آں املاک را بما نسبت دادہ است
و فی الحقیقت املاک او یند سبحانہ پس تصرف
ما در آنہا بآں قدر مجوز باشد کہ مالک علی الاطلاق
آں تصرف را تجویز فرمودہ است و مباح ساخت
ایضاً ص۲۲۴ دخلف در وعید حق جائز دارد۔

اس کی ذات منزہ و مبرا ہے کوئی باز پرس اس سے نہیں کرسکتا کہ
یہ امر کیونکر کیا گیا اس کے خوف سے کس کو مجال ہے
کہ بجز تسلیم کے اس کے رو برو زبان کھول سکے۔ اور اگر
تمام کو دوزخ میں بھیج دے اور عذاب ابدی میں مبتلا رکھے
کوئی جائے اعتراض نہیں ہے اور ملک غیر میں ہمارا تصرف کرنا
بے شائبہ ستم پیدا کرنا ہے بخلاف ہماری املاک کے کہ فی الحقیقت
اسی کی املاک ہیں جمیع تصرفات ہمارے ان میں عین ستم کرنا ہے کیونکہ
صاحب شرع نے بواسطہ بعضے مصالح کے ان املاک کو ہماری
طرف نسبت فرمادیا ہے اور فی الحقیقت املاک حق سبحانہ
تعالیٰ ہی کی ہیں پس تصرف ہمارا ان میں اسی قدر جائز ہوگا
کہ مالک علی الاطلاق نے اس تصرف کو تجویز فرمادیا ہے اور
مباح کردیا ہے اور خلاف وعید حق تعالیٰ کو جائز رکھا
گیا ہے۔"

نیز مولانا شاہ عبد الحق دہلوی تکمیل الایمان ص۳۱ و ص۳۲ میں فرماتے ہیں۔

ثواب مطیعان بفضل او ست وعقاب عاصیان
بعدل او وے تعالیٰ در ہر دو حالت محمود است
ہم در عدل و ہم در فضل و کرم و ہیچ کس را بروے
حقے و استحقاقے نیست الا آنکہ وے خبر دادہ است
کہ مطیعان را ثواب دہم عاصیان را عقاب کنم
البتہ چنیں خواہد بود کہ وے گفتہ است ولیکن
بروے واجب نیست و اگر فرضاً خلاف آن
کند دیگرے را مجال نے کہ گوید چرا چنیں کردی
پس ظاہر شد کہ حکم او چناں است کہ در وعدہ
خلاف نہ رود و در وعید تواند کہ خلاف کند ایں محض
کرم او ست عادت کریمان ایں است اگر

مطیعین کے لئے ثواب اس کے فضل سے ہے اور عاصیوں
کو عقاب اس کے عدل سے اور وہ حق تعالیٰ دونوں حالت
میں محمود ہے عدل اور قہر میں اور فضل اور کرم میں اور کسی
شخص کو اس کے اوپر کوئی حق اور کسی استحقاق نہیں ہے مگر یہ
کہ اس نے خبر دی ہے کہ مطیعوں کو ثواب دیتا ہوں۔ اور
عاصیوں کو عقاب کرتا ہوں اسی طرح ہوگا جو اس نے فرمادیا،
لیکن اس کے اوپر واجب نہیں ہے اگر فرضاً خلاف اس کا کرے
دوسرے کو مجال نہیں کہ کہوے کس واسطے ایسا کیا۔ اور پس ظاہر
ہوا کہ حکم اس کا اسی طرح ہے کہ وعدہ میں خلاف نہ فرمائیگا
اور وعید میں ہو سکتا ہے کہ خلاف کرے یہ محض کرم اس کا
ہے عادت کریموں کی یہی ہے اگر وعدہ انعام و احسان

وعدہ انعام واحسان البتہ کنند وفا کنند کہ الکریم
اذا وعد وفا واگر بر قہر وعذاب بتر سانند
بوجود بیارند وبعضے بریں اند کہ خلاف وعدہ
وعید او قطعاً نرود الا کذب اخبار او لازم آید
تعالی عن ذلک جواب ش آنست کہ بر قرینہ
اقتضائے کرم در اخبار وعید شرط مشیت مقدر
بود اگرچہ تصریح بداں نکردہ باشند وخبر وعدہ حتماً
مقضیاً باشد وآیات واحادیث کہ در آنجا بتصریح
بمشیت وقوع یافتہ است نیز قرینہ آں تواند بود
یا خود مراد از اخبار وعید استحقاق عذاب است
نہ وقوع بالفعل یا مراد بداں انشائے وعید است
نہ حقیقت اخبار پس کذب وتبدیل لازم نیاید
فافہم واللہ الموفق وھو اعلم وے سبحانہ
ثم اگر خواہد غیر مطیع را ثواب دہد کہ مطیع راندہد
چنانچہ ماسبق در میان عقاید معلوم شد اسی طرح
شاہ صاحب موصوف مدارج النبوۃ ج ا صـ١
میں فرماتے ہیں) نعم اختلاف در آنست کہ
آیا جائز ست عقلاً یا نہ معتزلہ برانند کہ جائز
نیست عقلاً زیرا کہ آں موجب تمہید وتغیر است
ونزد اصحاب ما کہ گروہ اہل سنت وجماعت اند
انیہم جائز ست کہ حق تعالے یکے را از چاہ ضلالت
برآوردہ بہدایت رسانیدہ بمرتبہ نبوت رساند
ولیکن نقل ودلیل سمعی بر آنست کہ ایں جائز بود و قوع
نیابد۔ ایضاً صـ٥٥ او محال نیست بر خدا ہیچ چیز
ایضاً صـ٢٥٦ وابوداؤد وابن ماجہ روایت کرد

کسی چیز کا کریں تو وفا فرمادیں کہ الکریم اذا وعد وفا
مشہور ہے اور اگر قہر وعذاب کے وعدہ کہ نیچے چکے ہیں وجود
میں نہ لاوے اور بعضے کہتے ہیں کہ خلاف وعدہ اور وعید میں
اس کے قطعاً نہ واقع ہوگا اور نہ کذب اس کی خبر میں نہ لازم
آوے گا پاک ہے وہ اس سے جواب ان کا یہ ہے کہ
بقرینہ اقتضائے کرم کے اخبار وعید میں شرط مشیت مقدر
ہوئے اگرچہ تصریح اس کی نہ فرمائی گئی ہو اور خبر وعدہ
کی طے شدہ ہووے آیات واحادیث میں کہ جس مقام
پر تصریح مشیت وقوع کے ساتھ پائی جاتی ہے نیز
قرینہ اس کا یہی ہووے گا یا خود مراد اخبار وعید سے استحقاق
عذاب کا ہے نہ وقوع بالفعل بنظر اسی انشاء وعید کے ہے
نہ حقیقت اخبار پس کذب اور تبدیل لازم نہیں آتا ام حق سبحانہ
وتعالی اگر چاہے غیر مطیع کو ثواب دے اور مطیع کو نہ دے جس طرح پہلے
دو بارہ عقائد معلوم ہوا البتہ اختلاف اس میں ہے کہ آیا جائز ہے
عقلاً یا نہیں معتزلہ کہتے ہیں کہ جائز نہیں ہے عقلاً کیونکہ
تمہید اور تغیر کا موجب ہے اور ہمارے اصحاب کے نزدیک
کہ گروہ اہل سنت وجماعت ہیں یہ بھی جائز ہے۔ کہ
حق تعالے ایک کو چاہ ضلالت سے نکالے ہدایت
کو پہنچا کر مرتبہ نبوت تک پہنچا دے اور لیکن نقل
اور دلیل سمعی قرآن وحدیث کی اس پر ہیں
کہ یہ جائز وقوع میں نہ آوے گا" محال نہیں ہے
حق تعالے پر کوئی چیز " اور ابوداؤد اور ابن
ماجہ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی امت کے لئے آخر وقت عرفہ میں
دعا کی جواب آیا کہ مغفرت کی مگر ظالم کی کہ البتہ

اندکہ آنحضرت دعا کرد مر امت خود را در عشیہ عرفہ بمغفرت جواب آمد کہ مغفرت کردم مگر ظالم ما کہ البتہ ادرا از جہتہ مظلوم بگیریم پس آنحضرت فرمود پروردگار من تو قادری اگر خواہی مظلوم را بہشت دہی وظالم را بنجشی در آں وقت جواب ایں دعا نیامدہ چوں در مزدلفہ صبح کرد اعادہ کرد ایں دعا را جواب آمد اجابت کردم آنچہ تو خاستے پس بخندید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما گفتند یا رسول اللہ مادر و پدر من تو فدائے تو باد ایں ساعتے نبود کہ تو درآنجا بخندی ہمیشہ خندان دارد ترا خدا تعالیٰ، فرمود عدو خدا ابلیس چوں دانست کہ اجابت کرد حق تعالیٰ دعا مرا بنجشید امت مرا خاک برسر ریخت دلوائے ویلا فریاد کرد دیگر ریخت پس در خندہ آورد مرا آنچہ دیدم از جزع وفزع دے۔

اس کو بوجہ مظلوم کے پکڑیں گے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا پروردگار میرے تو قادر ہے اگر چاہے مظلوم کو بہشت فرما دے اور ظالم کو بخش دے اس وقت جواب اس دعا کا نہ آیا پھر جو مزدلفہ میں صبح کو اعادہ اس دعا کا کیا جواب آیا میں نے قبول کیا جو کچھ تو نے درخواست کی پس ہنس دیئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا یا رسول اللہ ماں باپ ہمارے آپ پر فدا ہوں یہ گھڑی ہنسنے کی نہیں کہ آپ اس مقام میں ہنسے ہمیشہ حق تعالےٰ آپ کو ہنستا رکھے فرمایا دشمن خدا ابلیس نے جو معلوم کیا کہ حق تعالےٰ نے میری دعا قبول فرمالی اور میری امت کو بخشدیا سر پر خاک ڈال کر وائے ویلا اور فریاد کر کے لوٹنے لگا پس مجھے ہنسی آئی جو کچھ میں نے دیکھا اس کی جزع فزع کو، (مشکوٰۃ ص۲۲۹)[1]

اس حدیث سے بظاہر ثابت ہوا کہ حق تعالےٰ جل شانہ اپنے ارادہ وعید کے خلاف ظالم کو محض اپنی قدرت کاملہ کی بنا پر حسب مشیت خود بخشدیتا ہے کیونکہ ارادہ کے بعد تکوین کا درجہ ہوتا ہے اور یہ سب حق تعالیٰ کے علم وقدرت ارادہ میں ہے کوئی چیز خلق میں اس کے امکان سے خارج اور محال نہیں اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اطلاع فرمائے جانے ظالم کے عقاب کے بنظر قدرت وامکان حق تعالیٰ کے دوبارہ سوال کیا تو قبول فرما لیا گیا اگر محال جانتے تو کیوں سوال کیا جاتا۔ علیٰ ہذا امام محمد بن عبدالباقی الزرقانی رح جن کو مولوی صاحب بریلوی حیات الموات ص۵۵ میں مستند جان کر "علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی رح کے ساتھ یاد کرتے ہیں اور انوار ساطعہ مستند مولوی نعیم الدین مطبوعہ نعیمی پریس مرادآباد ص۱۹ میں "خاتم المحدثین زرقانی رح" لکھا ہے۔ اور مولوی نعیم الدین نے بھی اپنی اسی کتاب کے ص۲۵ میں آپ کی نسبت امام علامہ محمد بن

[1] یہ روایت ضعیف ہے تفصیل تنقیح الرواۃ ص۱۲۷ ج۲ میں ملاحظہ ہو (ع، ح)

عبدالباقی زرقانی لکھا ہے آپ اپنی نفیس کتاب شرح مواہب لدنیہ جس کو آپ نے آٹھ جلدوں میں ۱۱۷۱ھ میں تمام فرمایا ہے۔ جلد ثانی ص۱۵ میں فرماتے ہیں۔

(یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت) واستدل بہا الحنفیۃ علی تبدل السعادۃ والشقاوۃ اور جلد سادس ص۲۸ میں فرماتے ہیں (وفیہ دلیل علی ان قدرۃ اللہ تعالی لا یعجزہا ممکن) ای لا یمنعہا من التعلق بہ بل یجوز تعلقہا بسائر الممکنات لا بالمستحیل لانہا لا تتعلق بہا اصلا ولذا قید بممکن فلا یفہم منہ انہا تعجز عن التعلق بالمستحیل لانہا لا تتعلق بہا اصلا فلا یلتفت الی مثل ہذا الایہام (ایضا ص۲۹۲ ج۶ فرماتے ہیں) الا ان الدلیل السمعی قام علی ان ہذا الجائز لم یقع لنبی من الانبیاء اصلا (اور جلد ثامن ص۲۱۱ میں فرماتے ہیں) وفی روایۃ عبد اللہ بن احمد فقال یا رب انک قادر ان تغفر للظالم وتثیب المظلوم خیرا من مظلمتہ (ایضا ص۵۵ میں فرماتے ہیں) کما فی البخاری ومسلم من حدیث عائشۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لن یدخل احد الجنۃ بعملہ قالوا ولا انت یا رسول اللہ قال ولا انا الا ان یتغمدنی

(آیت یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت (مٹاتا ہے اللہ جسے چاہے اور قائم کرتا ہے جسے چاہے) اس سے علماء حنفیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ حق تعالیٰ تقدیر کو بدلتا ہے اس میں اس پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو ممکن عاجز نہیں کر سکتا یعنی نہیں روکے گا اس کو اس کے ساتھ تعلق سے بلکہ تمام ممکنات کے ساتھ قدرت کا تعلق جائز ہے نہ غیر ممکن کے ساتھ اس لئے کہ غیر ممکن کے ساتھ قدرت کا تعلق کبھی نہیں ہوتا اور اسی واسطے قید ممکن کے ساتھ لیا گیا پس نہیں سمجھا جاویگا اس سے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت غیر ممکن کے ساتھ تعلق رکھنے سے عاجز ہے اس لئے کہ قدرت مستحیل کے ساتھ کبھی تعلق رکھتی ہی نہیں اور نہ یہ کہ تعلق رکھنے سے عاجز ہے پس اس وہم کی طرف توجہ کی جاوے گی "مگر بیشک دلیل سمعی قرآن وحدیث اس امر پر قائم ہے کہ یہ جائز واقع نہیں ہوا کسی نبی کے لئے انبیاء علیہم السلام میں سے کبھی "ایک روایت جو عبد اللہ بن احمد کے طریق سے مروی ہے اس میں ہے کہ آپ نے فرمایا اے رب بیشک تو اس پر قادر ہے کہ ظالم کی مغفرت فرما دے اور مظلوم کو اس پر ظلم ایذاء کے بدلہ اجر و ثواب عطا فرما دے" جیسا کہ صحیح بخاری اور مسلم میں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شخص ہرگز جنت میں اپنے عمل کے سبب سے داخل نہیں ہو سکتا صحابہ نے عرض کیا کہ آپ بھی نہیں داخل ہو سکتے اپنے عمل کے سبب

اللہ برحمته. فلك الملك لو عذب اهل سموات واهل ارضه لعذبهم وهو غير ظالم ولو رحمهم لكانت رحمته خيرًا من اعمالهم كما فی حدیث ابی بن کعب عند ابی داؤد وابن ماجه ۔

یا رسول اللہ فرمایا اور میں بھی نہیں مگر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مجھ کو داخل فرما دے۔ اسی واسطے اگر وہ اہل آسمان اور اہل زمین کو عذاب کرے تو وہ ظالم نہیں ہوگا اور اگر ان پر رحم فرما دے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے بہتر ہے جیسا کہ حدیث ابی بن کعب رضی اللہ عنہ میں وارد ہے جس کو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ''

علی ہذا جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ المتوفی ۱۲۲۵ھ تلمیذ رشید مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ وخلیفہ ارشد مرزا مظہر جان جاناں شہید رحمۃ اللہ و رستہ نذرلوی صاحب بر مایہ کی تفسیر مظہری صفحہ ۳۵۴ میں فرماتے ہیں۔

وان اللہ لا یخلف المیعاد وامافی الوعید فیجوز عندنا المغفرۃ وان لم یتب وقالت الوعیدیۃ والمعتزلۃ لا یجوز الخلف فی الوعید ایضا۔

بیشک اللہ نہیں خلاف کرتا اپنے وعدہ میں اور لیکن وعید میں خلاف پس ہمارے یہاں جائز ہے مغفرت اگرچہ توبہ نہ کی ہو اور کہا وعیدیہ نے معتزلہ میں سے نہیں جائز ہے خلاف کرنا وعید میں بھی ''

اور حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ المتوفی ۱۲۳۹ھ تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۳۰۲ میں فرماتے ہیں۔

از باری تعالےٰ نزد اہل سنت ظلم ممکن نیست زیرا کہ ہمہ مخلوقات خلق وملک اویند ہرچہ خواہد کند دمع ذالک تجویز تعذیب چیزے دیگر است ووقوع آں چیزے دیگر۔ ایضاً صفحہ ۳۰۳ عقیدہ ہفتم آنکہ اللہ تعالےٰ قادر مختار است ہرچہ میکند بارادہ واختیار میکند اسماعیلیہ گویند کہ او تعالیٰ قادر نیست عقیدہ ہشتم آنکہ حق تعالےٰ برہمہ چیز قادر است شیخ ابوجعفر طوسی وشریف مرتضیٰ وجمع کثیر از امامیہ دریں عقیدہ خلاف دارند گویند کہ او تعالیٰ بر عین مقدور بندہ قادر نیست۔ واللہ علی کل شیء قدیر۔

اور اہل سنت کے نزدیک اللہ تعالیٰ سے ظلم ممکن نہیں ہے کیونکہ تمام مخلوقات خلق و ملکیت اسی کی ہیں جو کچھ چاہے کرے اور عذاب تجویز بہ دوسری چیز ہے اور وقوع اس کا دوسری چیز ہے۔ عقیدہ ساتواں یہ کہ اللہ تعالیٰ قادر مختار ہے جو کچھ کرتا ہے ارادہ اور اختیار کے ساتھ کرتا ہے اسماعیلیہ (فرقہ روافض) کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ قادر مختار نہیں ہے ''۔ عقیدہ آٹھواں یہ کہ حق تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ شیخ ابوجعفر طوسی و شریف مرتضیٰ اور جماعت کثیر امامیہ اس عقیدہ میں خلاف رکھتے ہیں کہتے ہیں کہ حق تعالیٰ عین مقدور بندہ پر قادر نہیں ہے واللہ علی کل شیء قدیر میں اس کے کیونکہ ہر شے کو بس ہے اور علم الٰہی و ملک سے مقصود

مکذب ایشاں لیس است۔ ایضاً ص۲۳۷ آنکہ ظلم از خالق و مالک متصور نیست چہ ہر چہ خواہد در ملک خود تصرف فرماید۔ و سابق در الہیات از حضرت امیر رضہ و حضرت سجاد بتواتر منقول شدہ کہ اگر حق تعالیٰ عابد ترین بندگان خود را بعذاب اشد کافرین ابدالآباد معذب کند آنہمہ عدل باشد نہ ظلم۔

نہیں ہے کیونکہ جو کچھ چاہے اپنی ملک میں تصرف فرماوے۔ "اور سابقاً بیان الہیات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سجاد سے بتواتر منقول ہوا ہے کہ اگر حق تعالیٰ سب سے زیادہ عابد ترین اپنے بندوں کو اشد عذاب کفار میں ابدالآباد عذاب کرے یہ تمام عدل ہوگا نہ ظلم"

(۳) مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی مرحوم تلمیذ مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رح جن کو خود مولوی نعیم الدین کی بڑی مستند کتاب الزار ساطعہ ص۲۰۹ میں "عمدۃ الفقہاء والمحدثین جناب مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی" الفاظ توصیف و مدحت کے ساتھ یاد کیا گیا ہے۔ آپ اپنی کتاب قسطاس ص۲۰۴ و ص۲۱۲ قسطاس ہشتاد و یکم میں فرماتے ہیں

"امتناع نظیر کے مسئلہ کی یہ تحقیق ہے کہ امتناع بالغیر ہے اور بالعرض نہ کہ بالذات کیونکہ آنحضرت صلعم خود ممتنع بالذات نہیں تو نظیر بھی ان کی ممتنع بالذات نہ ہو اس واسطے کہ حکم نظیر کسی شی کا حکم اس کا ہے ورنہ نظیر نظیر ہی نہیں پس ذات آنحضرت صلعم ممکن بالذات ہے پس نظیر بھی ممکن بالذات ہے اور جو ممکن بالذات ہے تحت قدرت الٰہی جل شانہ ہے اور ممکن بر نفس تحت قدرت الٰہی جل شانہ بالعرض ہے بنظر نفس امکان کیونکہ در اصل تو ممکن بالذات ہی تھا مگر بوجہ عروض کسی غیر کے بہ اثر پیدا ہوا کہ ممتنع بالغیر ہو گیا الخ اور ہمارے عقیدہ کی تحقیق دربارہ امتناع بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید ہے وہ ایک قسطاس مستقل میں موجود ہے فقط"

حتیٰ کہ مولوی نعیم الدین کے خود بڑے حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی سبحان السبوح حاشیہ ص۱۰۶ میں لکھتے ہیں "مدرح النسائی اگرچہ اہل سنت کے نزدیک فنا نہ ہو گی مگر قطعاً ممکن الانعدام اس کے ساتھ اس کی سب صفات معدوم ہو سکتی ہیں" اور ص۶۳ میں ہے "در شرح عقائد میں لکھا"

ذہب بعض العلماء الی ان الخلف فی الوعید جائز علی اللہ تعالیٰ لا فی الوعد وبھذا وردت السنۃ۔

"بعض علماء اس طرف گئے کہ وعید میں خلف اللہ تعالیٰ پر جائز ہے نہ وعدہ میں اور یہی مضمون حدیث میں آیا ہے"

اور ص۶۸ میں لکھا۔

"وصاحب ملیہ خود مسلمانوں کے حق میں جواز خلف کو ترجیح دیتے ہیں اسی رد المحتار میں ان سے منقول الا شبہ"

ترجیح جواز الخلف فی الوعید فی حق المسلمین خاصۃ دون الکفار اور ص۳ میں ہے "دما شا جواز صرف مبنی امکان عقلی محل خلاف نہیں بلکہ قطعاً جواز شرعی و امکان وقوعی میں نزاع ہے" اور اہل سنت ص۶ لاجماع اور معتزلہ ایک فرقہ مغفرت عاصیان کبائر کردگان دبے توبہ مردگان کے امکان عقلی پر متفق ہیں یعنی کچھ عقل محال نہیں جانتی کہ اللہ تعالیٰ ان سے نہ مواخذہ فرمائے گا، مگر امکان شرعی میں اختلاف پڑا اہلسنت بالاجماع شرعاً بھی جائز بلکہ واقع اور یہ فرقہ وعید یہ سمعاً ناجائز اور عذاب واجب مانتے ہیں" ایضاً ص۱۵ میں ہے "دو تو ثابت ہوا کہ یہ علماء بالیقین خلف وعید کو شرعاً جائز مانتے ہیں" ما یبدل القول لدی اور بظاہر کہ آیات میں نفی وقوع صرف استحالہ شرعی پر دلیل ہوگی نہ امتناع عقلی پر تو لازم کہ وہ علماء جواز شرعی مانتے ہیں۔ اس سے استحالہ شرعی ثابت ہوا وہ امکان عقلی کے کب خلاف ہے جس کے ہم قائل ہیں" ایضاً ص۱۷ "شرح مقاصد الطالبین فی علم اصول الدین میں ہے اتفقت الامۃ ان اللہ تعالیٰ لا یعفو عن الکفر قطعاً وان جاز عقلا ایضاً ص۲۶ علامہ شہاب الدین خفاجی مصری نے نسیم الریاض شرح شفا امام قاضی عیاض میں مسئلہ خلف کو اہلسنت کا اتفاق قرار دیا اور اس میں خلاف صرف معتزلہ کی طرف نسبت کیا" نیز مولوی صاحب بریلوی ملفوظ حصہ سوم انڈیا پریس لکھنؤ ص۲۷ پر لکھتے ہیں "حدیث (صحیح مسلم ج ۲ ص۳۷۶ و صحیح بخاری پارہ ۲۶ ص۱۲۲) میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کی ولا انت یا رسول اللہ آپ بھی نہیں یا رسول اللہ ارشاد فرمایا الا ان یتغمدنی برحمتہ اللہ میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے"

اور خود مولوی نعیم الدین صاحب نے بھی دروغ گو را حافظہ نباشد اپنے رسالہ فیضان رحمت ص۱۶ میں لکھا ہے
"ان اللہ علی کل شیء قدیر باوجودیکہ کلیہ ہے اور یہ کلیہ بہ نسبت ان چیزوں کے ہے کہ جن کے ساتھ تعلق قدرت شرعاً جائز ہو نہ ممتنعات جیسے شریک باری اور نہ ذات باری تعالیٰ"

پس مولوی نعیم الدین کے اس استثناء کے سوا مخلوقات کے لئے تمام ترتوہمات و تسکالات و تفریعات وارادہ زاہبہ مثل اوہن البیوت کبیت العنکبوت کے نسیاً منسیاً ہو کر ترفاک ہو گئے اور خود اپنے مسلمات سے تقویۃ الایمان کی کماحقہ تائیدات واضح ہو گئیں۔ یعنی حق تعالیٰ کو حسب اپنے فرمان کے ہر چیز پر مخلوقات و ممکنات میں قدرت تامہ کاملہ حاصل ہے گو خلاف فرمودہ اس کا واقع نہ ہوگا یہی ممکن بالذات و محال لغیرہ ہے نا کہ ناممکن و محال بالذات جس طرح مولوی نعیم الدین کا زعم باطل اور فرقہ ضالہ معتزلہ کی ذرچشی میں دعوے مردودہ ہے تنبیہ ہم اس مقام پر تقویۃ الایمان کے اس مسئلہ کی تائید انہیں یعنی حق تعالیٰ کے ممکنات پر قادر ہونے اور عاجز نہ ہونے میں اعلمائکم زادہ اللہ شرفہا و تعظیمہا کے نقل فتوی سے بھی چارہ نہیں ہے جن سے خود مولوی صاحب بریلوی

مقتداء مولف نے حسام الحرمین میں مستند جان کر فریبانہ کفر کے فتوی حاصل کئے اور وہ خود انہیں کے گلے کا طوق بنے چنانچہ حسام الحرمین صفحہ ۲۶ میں ان کی یہ توصیف کی

"دریائے ذخار عالم کبیر جلیل المقدار علامہ بلند ہمت مرجع مستفید بن سردار کریم برکت صاحب فضل و تقدم منقطع بخدا پرہیزگار پاکیزہ صاحب دردل مکہ معظمہ میں علمائے کرام کے استاد حرم محترم میں شافعیہ کے مفتی سیدنا و مولینا محمد سعید بابصیل اللہ ان پر اپنے احسانوں سے نہایت وسیع دامن ڈالے" الیضاً صفحہ ۲۳ حسام الحرمین "پیشوائے علمائے محققین والا ہمت کبرائے مدققین عظیم المعرفۃ ماہر سردار بزرگ صاحب نور عظیم ابر بارندہ ماہ درخشندہ ناصر سنن فتنہ شکن سابق مفتی حنفیہ جن کی طرف اول سے اب تک طالبان فیض ورود در ود سے جاتے ہیں صاحب عزت و افضال مولینا علامہ شیخ صالح کمال جلال والا عزت وجمال کے تاج ان کے سر پر رکھتے" الیضاً حسام الحرمین صفحہ ۵۷ "سردار لشکر علمائے مالکیہ معدالنوار عرش و فلک فاضل صاحب کمالات حیران کن صاحب خشوع و تواضع و پرہیزگاری و پاکیزگی پیشین مفتی مالکیہ مولینا شیخ عابد بن حسین اللہ تعالے انہیں سب سے اعلی درجہ کی زینت سے مزین فرمائے"

ناظرین کرام ان ہی علمائے مفتیانِ حرم محترم کے فتووں کو تقویۃ الایمان کی تائید میں ملاحظہ فرمائیں۔ اور ان کے ناموں کو ملائیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ماقولکم دام فضلکم فی ان اللہ تعالی ھل یتصف بصفۃ الکذب ام لا ومن یعتقد انہ یکذب کیف حکمہ افتونا ماجورین الجواب ان اللہ تعالی منزہ من ان یتصف بصفۃ الکذب ولیست فی کلامہ شائبۃ الکذب ابدا کما قال اللہ تعالی ومن اصدق من اللہ قیلا ومن یعتقد ویتفوہ بانہ تعالی یکذب فھو کافر ملعون قطعاً ومخالف

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ذات باری تعالی عز اسمہ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں اور خدا تعالی جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور جو شخص خدا تعالی کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے بینوا توجروا الجواب ذات پاک حق تعالی اجل جلالہ کی پاک و منزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالی اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے قال اللہ تعالی ومن اصدق من اللہ قیلا جو شخص حق تعالی کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے ملعون ہے

الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ تعالی
اللہ عما یقول الظالمون علوا کبیرا
نعم اعتقاد اہل الایمان ان ما قال
اللہ تعالی فی القران فی فرعون و
ہامان وابی لہب انہم جہنمیون
فہو حکم قطعی لا یفعل خلافہ ابدا
لکنہ تعالی قادر علی ان یدخل الجنۃ
ولیس بعاجز عن ذلک ولا یفعل ہذا
مع اختیارہ قال اللہ تعالی ولو شئنا
لاتینا کل نفس ہدٰہا ولکن حق القول
منی لاملأن جہنم من الجنۃ والناس
اجمعین فتبین من ہذہ الآیۃ انہ تعالی
لو شاء لجعلہم کلہم مؤمنین ولکنہ لا
یخالف ما قال وکل ذلک بالاختیار لا
بالاضطرار وہو فاعل مختار فعال لما یرید
ہذا عقیدۃ جمیع علماء الامۃ کما قال
البیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالی ان
تغفر لہم الخ وعدم غفران الشرک مقتضی
الوعید فلا امتناع فیہ لذاتہ واللہ اعلم
بالصواب کتبہ الاحقر
رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(مہر: رشید احمد ١٣٠١)

اور مخالف قرآن وحدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ
ہرگز مومن نہیں تعالی اللہ عما یقول الظلمون علوا کبیرا
البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ جو خدا تعالی
نے مثلاً فرعون وہامان وابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے
کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز
ہرگز نہ کرے گا مگر وہ تعالی قادر ہے اسبات پر کہ ان
کو جنت دیدیوے عاجز نہیں ہو گیا تعدد ہے اگرچہ ایسا
اپنے اختیار سے نہ کرے گا قال اللہ تعالی ولو شئنا
لاتینا کل نفس ہدٰہا ولکن حق القول منی
لاملأن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین
اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالی چاہتا سب کو
مومن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اس کے خلاف نہ کرے گا
اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار
فعال لما یرید ہے یہ عقیدہ تمام علمائے امت کا ہے
چنانچہ بیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالی ان تغفر لہم الخ
لکھتا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے
ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی
وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیہ
لذاتہ واللہ اعلم بالصواب کتبہ الاحقر رشید احمد
عفی عنہ (مہر: رشید احمد ١٣٠١) فتاوی رشیدیہ حصہ اول
تمام شد ... ...

خلاصہ تصحیح علماء مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہ :۔ الحمد لمن ہو بہ حقیق ومنہ استمداد
العون والتوفیق ما اجاب بہ العلامۃ رشید احمد المذکور ہو الحق الذی لا محیص عنہ وصلی
اللہ علی خاتم النبیین وعلی الہ وصحبہ وسلم۔ امر برقمہ خادم الشریعۃ راجی اللطف الخفی محمد
صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی مکۃ المکرمۃ حالا کان اللہ لہما (مہر: محمد صالح ابن کمال الرحیم صدیق)

واخركم وانسكم وجنكم كانوا على اتقى قلب رجل واحد منكم مازاد ذلك في ملكي شيئا يا عبادي لوان اولكم واخركم وانسكم وجنكم كانوا على افجر قلب رجل واحد مانقص ذلك من ملكي شيئا

اور ترمذی ج ۲ ص۸۱ اور ابن ماجہ ص۳۲۷ میں اتنے الفاظ زائد ہیں وحیکم ومیتکم ورطبکم ویابسکم في ملکی جناح بعوضة کذا في المشکوة ص۲۰۳ ۔

مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی مولف کے مستند اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ ج ۲ ص۱۸۷ میں اس حدیث کا ترجمہ فرماتے ہیں

اے بندگان من اگر باشد ایں کہ اول شما و آخر شما و آدمیان وجنیان شما باشند بر پرہیزگار تریں دل یک مرد از شما یعنی اگر فرض کردہ شود دل یک کس از شما کہ متقی تریں دلہا باشد وشما ہمہ بریں صفت باشید زیادہ نمیکند آں در ملک بادشاہی من چیزے را اے بندگان من اگر باشد ایں کہ اول شما و آخر شما و آدمیاں شما وجنیان شما باشند بر بے فرمانی کنندہ وگناہ کنندہ تریں دل یک مرد از شما کم نکند آں از ملک من چیزے را ۔	”اے میرے بندو! اگر ہو دے یہ کہ اول تمہارے اور آخر تمہارے اور آدمیاں اور جنات ہو جاویں سب سے زیادہ پرہیزگار دل پر ایک مرد کے تم میں سے یعنی اگر فرض کیا جاوے دل ایک شخص کا تم میں سے کہ سب سے زیادہ متقی ہو دے اور تم تمام اس صفت پر ہو جاؤ زیادہ نہ کرے وہ ہونا میرے ملک بادشاہی میں کسی چیز کو اے میرے بندو اگر ہو دے یہ کہ اول تمہارے اور آخر تمہارے اور آدمیان تمہارے اور جنات تمہارے ہو جاویں سب سے زیادہ نافرمانی کرنے والے اور گناہ کرنے والے دل پر ایک مرد کے تم میں سے کم نہ کرے وہ ہونا میرے ملک میں سے کسی چیز کو“

ترمذی اور ابن ماجہ کا ترجمہ یعنی تحقیق پہلے تمہارے اور پچھلے تمہارے اور زندہ تمہارے اور مردے تمہارے اور تر تمہارے اور خشک تمہارے یعنی جوان تمہارے اور بوڑھے تمہارے یا عالم تمہارے یا جاہل تمہارے یا فرمانبردار تمہارے یا نافرمان تمہارے جمع ہوں متقی تر دل پر ایک بندہ کے میرے بندوں میں سے نہ زیادہ کرے یہ جمع ہونا ان کا میرے ملک میں ایک مچھر کے پر کی برابر بھی اور اگر پہلے تمہارے اور پچھلے تمہارے اور زندہ تمہارے اور مردہ تمہارے اور تر تمہارے اور خشک تمہارے جمع ہوں بدبخت تر دل پر ایک بندہ کے میرے بندوں میں سے نہ کم کرے یہ جمع ہونا ان کا میرے ملک میں ایک مچھر کی پر برابر بھی ،، امام جلیل الشان الحافظ ابن کثیر عماد الدین محدث المتوفی ۷۷۴ھ رحمن کی نسبت امام زرقانی شرح مواہب لدنیہ جلد اول ص۴۳ میں فرماتے ہیں ۔ الحافظ ذو الفضائل اسمعیل بن عمر الذي کثیر

المحدث البادع المتقن کثیرا لاستخفاد سارت تصانیفہ فی البلاد فی حیاتہ۔ اپنی تفسیر الجزء السابع مصری ص۱۵ میں زیر آیت (سورہ یٰسٓ) اَلَيْسَ بِقَادِرٍ عَلٰٓى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ کے تائید احادیث مذکورہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو بروایت امام احمدؒ نقل فرماتے ہیں۔ علیٰ ہذا مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی تفسیر فتح العزیز ج ا ص۲۴۲ میں اسی حدیث قدسی کو نقل فرمایا ہے۔ ملا علی قاری مکی حنفیؒ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح مصری جلد ۲ ص۶۳ میں الفاظ حدیث اتقی قلب اور اشقی قلب کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ولہذا فسر بقلب نبینا صلی اللہ علیہ وسلم وقلب الاشقی بقلب ابلیس انتہی	وہ سب سے زیادہ متقی قلب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور سب سے زیادہ شقی بدبخت بد نصیب قلب شیطان ابلیس لعین کا ہے“

سب سے بہتر اعلیٰ وارفع وانکی قلب مبارک جناب نبی کریم رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا ہو سکتا ہے نہ کسی اور کا اور سب سے زیادہ برا اخبث قلب ابلیس مردود ہی کا ہو سکتا ہے

اب دیکھیں جناب مؤلف ملا علی قاری کو جنہیں فرائد النور ص۲۲ میں ”علامہ فاضل فہامہ کامل رحمہ اللہ الباری“ لکھا ہے نہ معلوم تقویۃ الایمان کی بدولت ان ملا علی قاری صاحب کی نسبت بھی کیا کیا خطاب والقاب ناگفتہ بہ تجویز کریں گے۔! اور ہاں یہ بھی سن لیجئے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے سبحٰن السبوح ص۹۵ میں لکھدیا ہے کہ الحمد للہ اہل بدعت کے بارہ میں اسی طرح سنت باری تعالیٰ ہے کہ انہیں کے کلام سے انہیں کے کلام پر حجت والزام قائم فرماتا ہے“ ع مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری۔

پھر مولوی نعیم الدین کا اپنے خبط میں سرشار ہو کر کہنا کہ حضرت مسیح وعزیر علیہما السلام کی لوگ پرستش کرتے تھے اگر شان الٰہی کے اظہار کے لئے انبیاء کی شان الٰہی کے اظہار کے لئے انبیاء کی شان کا گھٹانا ضروری ہوتا تو قرآن میں فرمایا جاتا مگر ایسا نہیں ہوا۔ اور اس کے لئے مرج البحرین اور کتاب الشمائل النبویہ شرح مواہب امام زرقانی وغیرہ کی عبادات بے محل در بارہ فضائل انبیاء علیہم السلام نقل کر کے یہ پیش بندی کرنا کہ کوئی ایسی آیت یا حدیث نہیں پیش کی جا سکتی یہ محض مغالطہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیوں نہیں پیش کی جا سکتیں جب کہ جناب مؤلف خود جانتے ہیں کہ شان الٰہی کے مقابلہ میں تمام جہان کا عاجز و ناتوان اور نیست و نابود ہونیکے مضامین سے قرآن و حدیث لبریز ہیں چنانچہ مشرکین بت پرستوں مسیح پرستوں گورپرستوں کے عقائد باطلہ شرک مانند علم غیب قدرت و تصرف کے ان کو حاضر و ناظر جان کر مرادیں التجائیں منتیں نذریں چڑھاوے چڑھانے کی جہاں مذمت ہے اور توحید و عظمت اور جلال حق تعالیٰ کا بیان ہے اسی کے ساتھ ساتھ سوائے

حق کی نفی اور بیکسی لاچاری کا بیان بھی ہے اور یہ کچھ شان و عظمت انبیاء و اولیاء کے جو ان کا بمقابلہ دیگر مخلوقات کے حاصل ہے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ درجہ الوہیت حق تعالیٰ کی عظمت اور درجہ فضیلت انبیاء و علماء میں تفاوت و فرق بین ہے ؏ گر فرق مراتب نکنی زندیقی۔

خود مولوی نعیم الدین نے باوجود اس دعوے کے کہ ذرہ ذرہ تمام اشیاء عالم پر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ہے نیز حضرت کو عالم الغیب کہنے کے پھر بھی الکلمۃ العلیا ص ۲۶ و ۳۳ میں لکھ دیا کہ

"حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت و مساوات کا تو ذکر ہی کیا علم الٰہی کے حضور میں تمام مخلوقات کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے" "در حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے سامنے شل لاشئے کے ہے" اور اپنی اسی کتاب کے ص ۲۵ میں شفائے قاضی عیاض جلد ۲ ص ۹۹ اور اشعۃ اللمعات جلد ۴ ص ۵۷۷ سے یہ نقل کیا "کہ انبیاء کے ظواہر اجسام بشری اوصاف کے ساتھ متصف ہیں ان پر بشری اعراض و اسقام بیماری و موت آفات و تغیرات و آلام طاری ہوتے ہیں"

چنانچہ جب مسیح پرست نصاریٰ کا حق تعالیٰ نے رد فرمایا تو مسیح علیہ السلام کی عبدیت و حوائج بشریت کھانے پینے اور ہلاک کرنے کا اظہار فرمایا تاکہ نصاریٰ کے باطل زعم ابن اللہ کی نفی ہو کر عبدیت کا محتاج ہونا روشن ہو جائے اس سے کچھ مسیح علیہ السلام کی عظمت و عزت میں جو حق تعالیٰ نے ان کو نوازا ہے باعث توہین نہیں ہے چنانچہ سورہ مائدہ کے دو مقام پر فرمایا گیا۔ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا اِنْ اَرَادَ اَنْ يُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا ۲۵ مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ كَانَا يَاْكُلَانِ الطَّعَامَ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْاٰيٰتِ پہلی آیت کا مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کا کیا ہوا ترجمہ سن لو۔ خالص الاعتقاد حسنی پریس بریلی کے ص ۴۷ میں لکھتے ہیں "بیشک کافر ہیں وہ جو مسیح بن مریم کو خدا کہتے ہیں تم فرما دو کہ کس کو اللہ پر کچھ اختیار ہے اگر وہ مسیح بن مریم اور اس کی ماں اور تمام اہل زمین کو فنا کر دینا چاہے" دوسری آیت کا ترجمہ یہ ہے "دیکھئے نہیں مسیح مریم کا بیٹا مگر رسول سب گزر چکے اس سے پہلے بہت رسول اور اس کی ماں ولی ہے دونوں کھاتے تھے کھانا دیکھو ہم کیسے بتاتے ہیں ان کو نشانیاں پھر دیکھو کہاں الٹے جاتے ہیں" تفسیر موضح القرآن میں مولانا شاہ عبد القادر صاحب جن کو مولوی صاحب بریلوی نے حیات الموات ص ۱۰ میں نامور مولانا شاہ عبد القادر صاحب لکھا ہے فرماتے ہیں۔

"اللہ صاحب کسی جگہ نبیوں کے حق میں ایسی بات فرماتے ہیں تاکہ ان کی امت ان کو بندگی کی

حد سے زیادہ نہ ٹھہرادیں، مدف لینی اس سے زیادہ کیا نشانی کہ جو شخص کھانا کھاوے اسے سب حاجت

بشری لگے اللہ کی ذات پاک اس لائق کب ہے"

اگر مسیح علیہ السلام بقول نصاریٰ الٰہ ہوتے تو قدرت اس کے اوپر رکھتے اور ضعف بشری کھانے پینے پیشاب پاخانہ میں مانند دیگر جاندار حیوانات کے نہوتے اور جو اس طرح کا ہو وہ کیونکر الٰہ ہو سکتا ہے، چنانچہ امام جلال الدین سیوطیؒ تفسیر جلالین میں فرماتے ہیں۔ ولو کان المسیح الٰہا لقدر علیہ کغیرھما من الحیوانات ومن کان کذلک لا یکون الٰہا لترکیب وضعفہ وبینشائہ منہ من البول والغائط علی ہذا امام ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۶ صفحہ ۱۲۵ و ملا ۱۲۶ میں فرماتے ہیں

المراد بالتواضع اظہارا لتنزل عن المرتبۃ لمن یراد تعظیمہ وقیل ھو تعظیم من فوقہ تفضلا واظہار عظمۃ الربوبیۃ وذل العبودیۃ فکان التقرب بذلک اعظم العمل "

"مراد تواضع سے مرتبہ کے گھٹانے کا اظہار کرنا ہے جس کے لئے تعظیم عظمت کا ارادہ کیا جائے اور کہا گیا کہ وہ بڑا اپنا تعظیم کا ہے اپنے سے اوپر کی شخصیت کا اظہار کرنا عظمت ربوبیت کا اور ذلت عبودیت کا پس ہوگا تقرب حاصل کرنا اس کے ساتھ سب سے بڑا عمل"

واضح ہو کہ مولوی نعیم الدین نے حسب عادت شاہ عبدالحق محدث دہلویؒ کی مرج البحرین سے جو نا تمام عبارت نقل کی ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ مرج البحرین میں دو مقام بتائے گئے ہیں۔ اول مقام کمالات ربوبیت والوہیت باری تعالیٰ جس میں کسی مخلوق وممکن کی شرکت ممکن نہیں ہو سکتی۔ دوئم مقام اوصاف وعصمت انبیاء علیہم السلام جس میں کسی دوسرے شخص کی ان اوصاف خاصہ میں مشارکت نہیں ہو سکتی سوائے مرتبہ الوہیت کے جملہ صفات کمالات میں ان کے ساتھ ادب واحترام لازم ہے۔ بہرحال اعتقاد دونوں درجات کا علی قدر مراتب بلا تغیر وتبدل وتفصیل وتاویل کے عقیدۂ صدق موجب راستی کا ہے جس کی تفصیل مرج البحرین مترجم صفحات ذیل سے واضح ہے۔

صے وہ محبت دنیا اعتقاد عقل اطاعت نفس موجب کفر وضلالت کا ہے جب کہ خلاف اپنی رائے کے پاتا ہے تو تاویل احادیث وآیات میں کرتا ہے۔ یہاں تک کہ قدم اپنا زندقہ والحاد میں رکھتا ہے ما وسعاد چاہیئے کہ خدا اور اس کے رسول کو مانے اور جو کچھ کہ انہوں نے فرمایا ہے اس کو حقیقت کے ساتھ صحیح جانے زمعنے اہر گز کوئی ارباب بدعت وہوا مقام قرب پر نہیں پہنچا ظلمت بدعت عملاً ہو خواہ اعتقاداً جب تک دل ہوش بدعت سے پاک نہ ہو انوار اتقاد کتاب وسنت پر حسب دحالاک ہر گز بعید حقیقت اس پر ظاہر نہ ہوگا" وشائخ صوفیوں نے اپنے مریدوں معتقدوں کو اپنی تقلید واتباع کی وصیت نہیں کی ہے" (ص ۲۹) "زلات انبیاء میں دم مارنا نہیں چاہیئے

ہم اسی قدر جان سکتے ہیں کہ زلات کے معنی لغزش کے ہیں" (صفحہ ۳۲) "بحکم تقاضائے بشریت و آمیزش کثرت و اہتمام و انتظام بن دولت لقدر چشم زدن ایک غفلت سہو و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر طاری ہوئی اس وقت فعلہ فی نار ذکر و ظہور نور وحدت کے آپ مضمحل ہو گئے اور واقع ہونے اس حال کے استغفار حسنات الابرار سیئات المومنین کرنے لگے" (صفحہ ۵۲) "یہ جو کہا گیا ہے کہ صوفی عامل بحدیث ہوتے ہیں یہ اس واسطے ہے کہ کوئی امر خلاف مقیاط بر برعکس شرع و ورع کے نہ ہو، اعتبار فرع کا اصل و قاعدہ کی بنا پر ہے اور اصل و قاعدہ کتاب و سنت ہے پس جو کلام کسی فقیہ و کلم صوفی کا موافق اصل و قاعدہ کے ہے قبول ہے و الا رد و متروک ، متبوع حقیقی شارع ہے باقی سب تابع ، حجت کتاب و سنت ہے" (صفحہ ۵۶) "اور یہ اعتقاد کسی پر کرنا کہ وہ ہر طرح کامل اکمل ہے اس میں کسی قسم کا نقص نہیں یہ اعتقاد کرنا درست نہیں کیونکہ کوئی فرد بشر نقص بشریت سے خالی نہیں عظمت و عصمت مخصوص انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے" (صفحہ ۶۹) "در کتاب تلبیس و ابلیس ابن جوزی کی ہے وہ اکابر علمائے فقہ و حدیث سے گذرے ہیں حقیقت میں وہ کتاب رد کرنے والی مادہ بدعت و جہالات کے لئے بے نظیر ہے ، حاصل کلام یہ ہے کہ دین و شریعت واضح ہے آدمی کو چاہیے کہ اس کے موافق کام کرے"

"قسم اول اعتقاد ربوبیت مجمل اس کا اعتقاد تنزیہ و تشبیہ حق تعالے کی ساتھ ممکنات کے اور اس میں جامع کلام امام مالک کا ہے الاستواء معلوم والکیف غیر معقول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ قسم دوم اعتقاد درجات نبوت و تمام اس کا اثبات نبوت و اعتقاد عصمت صلوات اللہ علیہ وسلامہ ہے" (یہاں سے مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت ملا کر پڑھئے) اگر خدائے تعالے کی طرف سے اس کو کوئی خطاب و عتاب آوے اور زیادہ کسی امر بمد جہ عزت و حکمت کے پہچاوے تو ہم کو نہ چاہیئے کہ اس میں مشارکت ڈھونڈھیں اور یا کوئی سخن سوائے ادب و ملاحظہ علو شان و حفظ مرتبہ ان کے کچھ کہیں مالک کا حق ہے کہ اپنے بندہ کو جو چاہے کرے اور کہے اور وہ بندہ بھی اپنے مرتبہ پر ہے دوسرے کو کیا طاقت اور مجال ہے کہ دم مارے ، مجمل اعتقاد حق جناب سید کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوات میں یہ ہے کہ جو سوائے مرتبہ الوہیت کے ہے کرامات و کمالات سے اثبات ان کا کرے یعنی وہ چھوڑ دے جو نصاریٰ نے اپنے نبی کے حق میں دعویٰ کیا ہے اور وہ مدح نبی کی کرے جو کہ لائق اندازہ اور آپ کی عظمت کے ہو اور آپ کو لائق ہو قسم سوم اعتقاد درجات علی قدر مراتب رکھے اس لئے کہ تمہیں تمام اخبار انبیاء و رسل صلوات اللہ علیہم اجمعین نے پہونچائے ہیں ان میں ایک عقیدہ صدق و راستی ہے بلا تغیر و تبدیل اور تفصیل و تاویل کے انتہٰے ملخصاً ۔

اصل رسالہ مرج البحرین صفحہ ۷۰ پر ختم ہے جس کے صفحہ ۶۹ پر مولوی نعیم الدین کی نقل کردہ عبارت کا سیاق

و سباق قسم اول، قسم دوم، قسم سویم ہے جس سے واضح ہوا کہ وہ امور شرع جو مشتبہات ہیں ان میں تفصیل و تاویل تغیر و تبدل نہ کرے جو زلات قابل توجیہ ہیں ان میں خلاف ادب و مرتبہ کے دم نہ مارے اجمالاً سب کی تصدیق موجب راستی ہے، پس تمام مرج البحرین سے مؤلف کے عقائد باطلہ کی بیخ کنی اور بے تزییب کاری ظاہر ہو گئی۔ علاوہ بریں مرج البحرین کے اسی مقام کی ہمراہ مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح کی عبارت اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۲ صـ۱۸۶ کی بھی پڑھیے

گویم ہرگاہ قلب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم تمام ترین و کامل ترین و روشن ترین و عارف ترین دلہا بود و اعتنا و اہتمام وا شرت باو بود آن بتشریح ملت و تاسیس سنت ناچار بود

"میں کہتا ہوں کہ ہر چند کہ قلب مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم تمام و کمال انوار و معارف سے لبریز تھا اور اس جانب بکمال توجہ اور اہتمام رکھتے تھے باوجود اس کے بھی تشریع ملت اور تاسیس سنت سے چارہ کار نہ تھا"

نیز اشعۃ اللمعات ج ۴ صـ۵۲۲ میں فرماتے ہیں

و وصف وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آں ست کہ ہر چہ جز مرتبہ الوہیت ست از فضل و کمال ہمہ اورا ثابت ست و ہیچ کس کامل تر از وے و مساوی با او نیست سے

"وصف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ ہے کہ جو کچھ سوائے مرتبہ الوہیت جناب باری تعالیٰ کے ہے تمام فضل و کمال آپ کے لیے ثابت ہے اور کوئی بھی آپ سے زیادہ کامل اور مساوی درجہ کا آپ کے ساتھ نہیں ہے"

کسے بحسن و ملاحت بیار ما نرسد
ترا دریں سخن انکار کار ما نرسد
ہزار سکہ ببازار کائنات زدند
یکے بخوبی صاحب عیار ما نرسد

بایں ہمہ صاحب مرج البحرین اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۱ صـ۸۹ میں فرماتے ہیں

و وے تعالیٰ مالک الملک ست و ہر کہ در ملک خود تصرف کند ظلم نباشد یعذب من یشاء و یرحم من یشاء و منتہائے کلام متکلمین دریں مقام بایں ست کہ لا یسئل عما یفعل وہم یسئلون

"حق تعالیٰ مالک الملک ہے اور اپنے ملک میں تصرف کرنا ظلم نہیں ہوتا عذاب کرے جس کو چاہے اور رحم فرماوے جس کو چاہے اور انتہائے کلام ائمہ متکلمین کا اس مقام میں یہی ہے کہ نہیں بازپرس کر سکتا حق تعالیٰ سے کوئی کسی امر کی اور وہ خود ان سے بازپرس کیا جاوے گا"

اور صـ۹۹ میں فرماتے ہیں

آنکہ از اولاد و قرابت من چیزے از محرمات را استحلال نماید عتاب و عقاب او در بخش تر

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر میری کا ولاد اہل قرابت اللہ تعالیٰ کی حرام کی ہوئی شئے کو حلال جانیں تو ان پر عتاب و عقاب ان پر زیادہ ہو گا

ست کہ باوجود شرف فرزندی وقرابت من ازتکاب محرمات کند چنانکہ درباب نساء مطہرہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واقع شدہ کہ ہرکہ از شما اے زناں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فاحشہ وبدکاری کند عذاب بروے دوچند گردد

کہ باوجود شرف فرزندی اور قرابت میری کے ارتکاب تمام گناہ کرے جس طرح کہ بابت ازواج مطہرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقع ہوا ہے کہ جو تم میں سے اے بیبیو پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فاحشہ اور بدکاری کریں عذاب ان پر دوچند ہوگا،،

در ص۱۱ میں فرماتے ہیں۔

وے جل وعلا مالک الملک علی الاطلاق است وہمہ مملوک اویند میکند ہرچہ میخواہد وہر تصرف کہ مالک در ممالیک خود کند ظلم نباشد گفت لو ان اللہ عزوجل عذب اھل سمواتہ واھل ارضہ عذبھم وھو غیر ظالم لھم ولو رحمھم کانت رحمتہ خیرا لھم من اعمالھم اگر آنست کہ خدائے تعالیٰ عذاب میکرد تمام آسمانیاں وزمینیاں را عذاب میکرد ومیرسد ورا کہ عذاب کند ایشانرا وحال آنکہ وے تعالیٰ غیر ظلم کنندہ است مرایشان را واگر رحمت میکرد وے بود رحمت او بہتر وسودمند تر مرایشاں را از عملہائے ایشاں۔

،،وہ حق جل وعلا مالک الملک علی الاطلاق ہے اور تمام اس کے مملوک ہیں کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے اور ہر تصرف کہ مالک الملک اپنے مملوکوں میں کرے ظلم نہیں ہوتا اور فرمایا (حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے) اگر تحقیق یہ امر ہو وے کہ خدا ئے تعالےٰ تمام اہل آسمان اور اہل زمین کو عذاب کرے حق پہنچتا ہے اس کو کہ عذاب کرے ان کو اور حالانکہ وہ ظلم کرنے والا نہیں ہے ان کے ساتھ اور اگر رحمت کرے ان پر ہووے رحمت اس کی بہتر اور نفع دینے والی ان کے لئے ان کے عملوں سے زیادہ،،

اور ص۱۱۲ میں بشرح حدیث مشکوٰۃ ص۲۴ جو یہ ہے

،،کہ ابو عبداللہ صحابی رضی اللہ عنہ یماں کے دوست احباب بغرض عیادت حاضر ہوئے اور وہ رو رہے تھے تو کہا گیا انسے کس چیز نے رولایا آپ کو کیا نہیں فرمایا تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لے تو بال اپنے لب کے یعنی پست کر پھر اسی طریقہ پر قائم رہ حتی کہ ملاقات کرے تو مجھ سے یعنی آخرت میں کہا بیشک آپ نے فرمایا ہے ولیکن سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے تحقیق اللہ عزوجل نے اپنے داہنے ہاتھ کی مٹی میں لیا ایک جماعت کو اور بائیں ہاتھ کی مٹی میں لیا دوسری جماعت کو اور فرمایا داہنے والوں کو اہل جنت اور بائیں والوں کو اہل دوزخ اور نہیں پرواہ رکھتا میں کہا ابو عبداللہ نے اور نہیں جانتا میں کس مٹھی میں ہوں گا میں،،

فرماتے ہیں یعنی

اگرچہ بشارتے از حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم بسلامت ایمان و در آمدن بہشت یافتہ ام اما پروردگار تعالیٰ بے نیاز ست وقادر مطلق ہرچہ خواہد بکند و گفتہ کہ مے در آرم در بہشت ہرکرا خواہم و من افگنم در دوزخ ہرکرا خواہم باک ندارم و ہیچ کس را نمیرسد کہ بگوید کہ چرا کردی ایں خوف از دل نمیرود و موجب گریہ اینست بعضے از عرفا گفتہ اند کہ اگرچہ بمقتضائے صدق وعدہ و بشارت شارع امنے و اطمنانے حاصل میشود ولیکن خوف لاابالی او ساحت سینہ با بیرون نمی نہد و بریں حال مبتنی است تمنی صحابہ باوجود بشارت بہ یالیت کذا و یالیت کذا یکے گفتہ اے کاش من گوسفندے بودمے تا مرا ذبح کردندے و بخوردندے و بیرون افگندندے و دیگرے گفتہ ای کاش من گیاہے بودمی و خاک بودمے۔

”اگرچہ خوشخبری حضرت نبوت صلی اللہ علیہ وسلم سے سلامتی ایمان اور بہشت میں جانے کی میں نے پائی ہے۔ لیکن پروردگار تعالیٰ بے نیاز ہے اور قادر مطلق جو کچھ چاہے کرے جسنے فرمایا کہ میں جس کو چاہوں بہشت میں داخل کروں اور جس کو چاہوں دوزخ میں ڈال دوں اور میں کوئی پرواہ نہیں رکھتا اور کسی شخص کو نہیں پہنچتا کہ کہوے کہ کس واسطے کیا تو نے یہ خوف دل سے نہیں جاتا اور سبب رونے کا یہی ہے بعض علماء یقین فرماتے ہیں کہ اگرچہ بمقتضائے سچے ہونے وعدہ اور بشارت شارع کے ایک طرح کا امن اور اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ لیکن خوف حق تعالیٰ کی بے پرواہی کا میدان سینہ سے باہر نہیں نکلتا اور اسی حال پر بنا کی گئی ہے تمنا صحابہ رضی اللہ عنہم کی باوجود بشارت جنت کے اے افسوس میں ایسا اور ایسا ہوتا ایک نے کہا ہے اے کاش میں بکری ہوتا تاکہ لوگ مجھ کو ذبح کرتے اور کھاتے اور باہر پھینک دیتے اور دوسرے نے کہا ہے اے کاش میں گھاس ہوتا اور خاک میں ہوتا“

علی ہذا امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رح مکتوب جلد اول ص۱۷۱ میں فرماتے ہیں

پیغمبران ما علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ قریب بیک لکھ و بست و چہار ہزار گذشتہ اند خلائق را بعبادت خالق ترغیب فرمودہ اند واز عبادت غیر منع نمودہ و خود را بندہ و عاجز دانستہ اند و از ہیبت او و عظمت او تعالیٰ ترسان و لرزاں بودہ اند۔

”ہمارے پیغمبران علیہم الصلوٰت والتسلیمات کہ قریب ایک لاکھ چوبیس ہزار کے گذرے ہیں خلائق کو خالق کی عبادت کی طرف ترغیب فرماتے تھے اور عبادت غیر سے منع کرتے تھے اور اپنے آپ کو بندہ اور عاجز جانتے تھے اور ہیبت و عظمت حق تعالیٰ جل شانہ سے ترساں اور لرزاں رہتے تھے“

علی ہذا امام زرقانی شرح مواہب ج ۷ ص۱۷۲ میں فرماتے ہیں

ان عظمتہ تعالیٰ وصفاتہ لانہایۃ لہا و

”بیشک اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کی صفات کی

علوم البشر وقدرتہم متناهية فلا يتعلق واحد منهما بما لا يتناهى وانما يتعلق بذلك علمہ الذی لا يتناهى وتحيط قدرتہ التی لا تتناهى فهو بعلمہ الشامل يعلم صفات جلالہ ويقدر بقدرتہ التامۃ ان يحصی ثناء علیہ۔ انتہی

کوئی انحصار نہیں ہے اور بشر کے علوم اور انسان کی طاقت محدود ہے پس بشر کا علم اور اس کی قدرت محدود ہیں سے کوئی بھی اس غیر متناہی کے ساتھ احاطہ کا تعلق نہیں رکھ سکتا (یعنی بشری علم اور قدرت اس کی صفات کا احاطہ نہیں کر سکتی) اور اس کی صفات غیر متناہی کے ساتھ اسی کا علم غیر متناہی تعلق رکھ سکتا ہے اور اسی کی قدرت غیر محدود اس کا احاطہ کر سکتی ہے پس وہ حق تعالیٰ اپنے علم کیس تو شامل اپنی تمام صفات جلال کو جانتا ہے اور اپنی قدرت کاملہ کے ساتھ اس بات پر قادر ہے کہ اپنی تمام تعریفوں کا احاطہ کرے "

مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ملفوظات حصہ چہارم حسنی پریس بریلی ص۲۶ میں لکھا ہے۔
"صحیح حدیث میں آیا ہے کہ یہ سب کرسی کے سامنے ایسا ہے کہ ایک لق ودق میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو ما فی السموٰت السبع والارضین السبع مع الکرسی الا کحلقۃ ملقاۃ فی الارض فلاۃ

اور یہ سب زمین وآسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں کہ ایک لق ودق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو اور ان سب عرش وکرسی وزمین وآسمان کی وسعت ایسی ہی ہے عظمت قلب مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی عظمت رب العزت جل جلالہ سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال "

پس ان تمام نصوص قرآن پاک اور احادیث نبویہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور تصریحات صحابہ رضی اللہ عنہم واکابر علماء امت واولیاء کرام رحمہم اللہ مستند مولوی نعیم الدین نے تائید صریح تقویۃ الایمان کے واضح کر دیا کہ حق تعالیٰ تمام ممکنات خلائق کے مثل کروڑوں لاتعداد پیدا کرنے پر قادر ہے ہرگز ناممکن ومحال نہیں جس طرح زعم باطل مولوی نعیم الدین کا ہے۔ اگر یہی گستاخی ہے تو تمام امت کے ائمہ صالحین معاذ اللہ گستاخ ٹھیریں گے والاذہب باطل فالملزوم مثلہ بنابریں بوجہ گستاخی مولوی نعیم الدین کا دنیا وآخرت میں کہیں ٹھکانا اور عزت وستگاری کا نہ ہے گا۔ اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی توحید وقدرت اور عظمت وجلال کے روبرو ایک ادنیٰ مثل ذرہ کے بھی ہستی وحقیقت نہیں رکھتے معہذا مخلوقات میں حق تعالیٰ نے جس کی فضیلت وعزت افزائی فرمائی یہ محض اسی کا اکرام ہے۔ اور یہ عطائے عزت وجاہت ہرگز کچھ منافی بلحاظ قدرت وعظمت حق تعالیٰ کے نہیں ہے جس طرح علامہ زرقانی سے بھی عظمت وقدرت ممکنات سے پر حق تعالیٰ کا واضح طور پر بیان ہوا جس کا مولوی نعیم الدین نے خیانت

سے اخذ کیا تھا یہی طرز بیان تقویۃ الایمان سے بین طور پر واضح ہے کہ یہاں توحید عظمت حق تعالیٰ کے مقابلہ میں ذلت و پستی عبدیت جملہ مخلوقات کا بیان ہے اور ساتھ ہی ساتھ شرف و کمالات اور اتباع انبیاء و صالحین کی تائید مرقوم ہے اسی کا نام اقرار توحید و رسالت اور اتباع ہے سوائے اس کے شرک و بدعت ضلالت اور گمراہی ہے۔ ماذا بعد الحق الا الضلال

ہر مخلوق بڑا ہو چھوٹا الخ کی تحقیق

قولہ ص۲۵۹-۲۶۲ اس سے ابلیس کی گستاخیاں دیکھئے ص۱۶ میں لکھا، ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اب بڑی مخلوق سے کیا مراد ہے یہ کس کی طرف اشارہ ہے کیا وہابی انبیاء علیہم السلام کو بڑا مخلوق نہیں جانتے ہیں کیا اس لفظ سے انبیاء کی توہین نہیں ہوتی ہے پھر چمار سے ذلیل جس مخلوق کو بتایا چمار اس سے ضرور شریف ہوا تو اب چمار بڑی مخلوق میں ہے یا چھوٹی میں یا دونوں میں نہیں یا وہابیہ کے نزدیک مخلوق ہی سے خارج ہے وہابیہ کی نظر میں عزت ہے تو چمار کی معلوم نہیں اس سے کیا مناسبت ہے کیسی سخت گستاخی ہے کیسی دل آزار بے ادبی ہے ظالموں سے پوچھو کہ یہ کہاں سے کہتے ہو کیا خدا اور رسول نے تمہیں بتایا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ تو فرماتا ہے وللہ العزۃ ولرسولہ وللمؤمنین یہ بدنصیب مقبولان بارگاہ کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہتے ہیں معاذ اللہ چمار سے زیادہ ذلیل کون ہوا اس کا نام تو لیں، افسوس صد افسوس اللہ تبارک و تعالیٰ حضور پر صلوٰۃ و سلام بھیجے اس کے ملائکہ صلوٰۃ والسلام بھیجیں مومنین کو صلوٰۃ و سلام کا حکم دیا جائے ورفعنا لک ذکرک اپنے بندوں پر اپنی اطاعت کے ساتھ رسول کی اطاعت فرض کرے اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اپنی اور اپنے رسول کی نافرمانی کو سبب دخول جہنم قرار دے من یعص اللہ ورسولہ فان لہ نار جہنم خلدین فیہا ابدا۔ من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ لا تجھروا لہ بالقول کجھر بعضکم لبعض ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون کہاں یہ عزتیں اور تکریمیں اور کہاں یہ گستاخانہ بدزبانی صراط مستقیم ص۱۲۲ میں اسمٰعیل نے لکھا نفس کاملہ کہ اشرف موجودات و نمونہ حضرت ذات است وہ تو نفس کامل بڑا مخلوق تو ہوگا تقویۃ الایمان کے حکم سے چمار سے زیادہ ذلیل ہوا تو نمونہ ذات الٰہی کو چمار سے زیادہ ذلیل کہہ رہا ہے اور خداوند عالم کی بھی توہین کر رہا ہے کہ معاذ اللہ اس کی ذات کا نمونہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے ایسی گندی اور ذلیل باتوں پر بھی وہابی نفرت نہ کریں اور اس گستاخ کا ساتھ دیئے جائیں تو بجز اس کے کیا کہا جائے کہ ان کے دل حضرات انبیاء کی عداوت سے بھرے ہوئے ہیں اور وہ ایمان کی روشنی سے محروم ہیں بعضے بے باک ایسے کلمے سننے اور دیکھنے کے بعد بھی اس کی

طرفداری کرتے ہیں اور کہتے ہیں ٹھیک تو کہا ہے فوائد الفواد میں بھی ہے کہ

کہ ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچنیں نہ نماید کہ پشت شتر۔

یعنی کسی کا ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک اس کو ساری دنیا اونٹ کی مینگنی کی طرح نہ معلوم ہو"

اول تو فوائد الفواد ملفوظات ہیں اور ملفوظات جن بزرگ کے ہوں وہ اپنے قلم سے تو لکھتے نہیں بلکہ ان کے مریدین دوسرے اوقات میں اپنی یاد پر لکھ لیتے ہیں بعینہ اس بزرگ کے الفاظ محفوظ نہیں رہتے اس لئے بالیقین نہیں کہا جاسکتا کہ کلام اس بزرگ کا ہے لہٰذا ایسے کلام کو پیش کرنے سے فائدہ اور تقویۃ الایمان کے کسی کلام کی تائید میں تو کسی بزرگ کا کلام پیش کرنا کسی طرح درست نہیں ہے۔ کیونکہ تقویت الایمان میں جابجا کہا ہے کہ اللہ کو مان اور اس کے سوا کسی کو نہ مان۔ اس کی تائید کے لئے اولیاء کے کلام کو پیش کرنے کا کیا کام۔ اسی طرح مولویوں اور درویشوں کے ماننے کو تقویت الایمان کے صفحہ ۹ میں اس نے شرک بتایا ہے تو اب کسی درویش کا کلام پیش کر دینا اور وہ بھی اللہ کے کلام کے مقابل بحکم تقویت الایمان شرک ہوا۔ اور ایسے کلام کا پیش کرنے والا اسمٰعیل کے حکم سے مشرک ٹھہرا۔ بے ادبی کے الفاظ میں تاویل خود صاحب تقویۃ الایمان کو مقبول نہیں تو اب کسی کا کیا حق ہے کہ اس کے کلام کی تاویل کا قصد بھی کرے تقویت الایمان صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے کہ یہ بات محض بے جا ہے کہ ظاہر میں لفظ بے ادبی کا بولے اور اس سے کچھ اور معنی مراد لے اس سے قطع نظر کر کے فرض کرو کہ فوائد الفواد میں وہ عبارت ہو تو وہاں ہمہ خلق ہے جس سے اجمالا تمام دنیا مراد ہے اور اس کی طرف سے توجہ ہٹا کر خالق کی طرف متوجہ ہو جانے کی تعلیم ہے اس میں بھی کوئی لفظ ایسا نہیں ہے جو مقبولین بارگاہ و مقربین درگاہ حق کی طرف اشارہ کرتا ہو اور تقویت الایمان میں ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا کہہ کر خاص اکابر پر حملہ کیا ہے اور اس کا کیا کیجئے گا کہ تمام کتاب میں عظمت انبیاء کے در پے ہے کہاں کہاں تاویل و تحریف کی جائے گی تقویۃ الایمان صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے، سب انبیاء اور اولیاء اس کے نزدیک ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں، یہاں خاص انبیاء و اولیاء کے لفظ کہدیے اور نہیں ذرہ ناچیز سے کمتر بتا دیا۔ تقویت الایمان صفحہ ۲۱ میں لکھا۔ اور کسی چوڑھے چمار کا تو کیا ذکر۔ پوچھو بھائیو سے کہ یہاں چوڑھے چمار سے کون مراد ہے یہی بے ادبی کے الفاظ اس کی زبان پر چڑھے ہوئے ہیں تقویت الایمان صفحہ ۳۳ میں عاجز اور ناکارہ کا لفظ لکھا ہے۔ کتاب کی کتاب گستاخیوں و بے ادبی سے بھری ہوئی ہے کہاں تک کوئی طرفداری کر سکے گا ہمیں تو یہ بھی یقین نہیں کہ یہ کلمے جو وہابیہ فوائد الفواد کی طرف نسبت کرتے ہیں اس میں ہوں بھی اور اگر ہوئے بھی تو کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ یقیناً یہ الفاظ حضرت محبوب الٰہی صاحب کے ہیں حضرت کے تو بالیقین نہیں کیونکہ ملفوظات کا دستور ہی یہ ہے کہ ناقل اپنے لفظوں میں

مضمون ادا کرتا ہے۔ مگر وہابی اس کا ثبوت بھی نہیں دے سکتے کہ یہ الفاظ ملفوظات کے جامع کے بھی ہوں بکثرت کتابوں میں تحریفیں ہیں روافض نے سنیوں کی کتابیں کو اپنے امکان تک بگاڑنے میں پوری کوششیں کی ہیں اور وہابیوں کے نزدیک تو غلط حوالے شاید ثواب ہوں ان کے شیخ اعظم مولوی اسحاق صاحب کی مأتہ مسائل تک میں حوالے غلط ہیں اور سیف النقی وغیرہ کتب وہابیہ میں جو اہل سنت پر افترا باندھے ہیں فرضی کتابیں گھڑی ہیں جعلی مطبع فرض کرلیے جن کا عالم میں کہیں نام ونشان نہیں ایسے جھوٹے حوالے دینے والوں اور ایسے طوفان باندھنے والوں کا کیا اعتبار، علاوہ بریں ملفوظات متداول کتابیں تو ہیں نہیں جو ان اکابر سے بتواتر منقول ہوں ان میں تحریف وتبدل کیا بعید ہے۔ ہم تو یہ بھی مان لیتے کہ تقویت الایمان میں بھی یہ قول کسی نے بڑھا دیا ہوگا۔ اگر اس میں صرف یہی ایک عبارت ایسی ہوتی اور تمام کتاب بے ادبیوں گستاخیوں سے بھری نہ ہوتی۔ اس کے علاوہ وہابیہ کی پیش کردہ عبارت میں اور بھی بہت گفتگوئیں ہیں جو بنظر اختصار چھوڑی جاتی ہیں۔

اقول ۔ الا لعنۃ اللہ علی الظالمین المفترین مولوی نعیم الدین کا افترا پردازی دریدہ دہنی خبط الحواسی خبث باطنی عناد قلبی قابل ملاحظہ اہل انصاف ہے یہ جو کہا ہے کہ مولانا شہید انبیاء علیہم السلام مقبولان بارگاہ کو چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہتے ہیں۔ معاذ اللہ۔ جھوٹے مفتری کا منہ کالا۔ ہرگز تقویۃ الایمان میں نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ سلسلہ آیت سورہ لقمان۔

لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ "مت شریک بنا اللہ کا بیشک شریک بنانا بڑی بے عقلی ہے"

تقویۃ الایمان کے فائدہ میں پورا مضمون ظلم کی تشریح کرتے ہوئے بلحاظ سیاق وسباق یہ ہے۔

"یعنی اللہ صاحب نے لقمان کو عقلمندی دی تھی سو انہوں نے اس سے سمجھا کہ بے انصافی یہی ہے کہ کسی کا حق اور کسی کو پکڑا دینا اور جس نے اللہ کا حق اس کی مخلوق کو دیا تو بڑے سے بڑے کا حق لے کر ذلیل سے ذلیل کو دے دیا جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجئے اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی اور یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے اس آیت سے معلوم ہوا کہ جیسے شرع کی راہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب سے بڑا گناہ ہے ایسے ہی عقل کی راہ سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ شرک سب عیبوں سے بڑا عیب ہے اور یہی حق ہے، اس واسطے کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسی کی بے ادبی ہے" انتہی۔

پس اس میں کوئی لفظ انبیاء اولیاء مقبولان بارگاہ کے متعلق نہیں ہے، بلکہ بقرینہ سیاق واضح ہے کہ مراد بڑی

مخلوق سے بادشاہ دنیا اور اس کے ابنا رجنس میں ادنے ذلیل چھوٹی مخلوق دنیا سے چمار ہے شرک کو جو
حق تعالی نے ظلم عظیم فرمایا اس کی توضیح وشال میں مولانا شہید مرحوم کا یہ بیان کہ جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار
کے سر پر رکھ دیجئے ، نہایت عمدہ مثال ہے. اگر چمار کے سوا اور کوئی لفظ ہوتا تو بے الفاظی کی پوری توضیح
نہ ہوتی. مثلاً بادشاہ کا تاج ایک خدمت گار کے سر پر رکھ دینا اتنا ناگوار نہیں جتنا ایک چمار کے سر
پر رکھدینا ناگوار معلوم ہو گا ۔ ورنہ چمار کو بادشاہ کے مقابلہ میں وہ ذلت نہیں جو بندہ کو حق تعالی کے مقابلہ
میں حاصل ہے. کیونکہ بندہ کے کمالات عطیہ حق تعالی ہیں ورنہ بندہ محض لاشئے ہے کما قال اللہ تعالی
لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُورًا اس طرح کی ذلت ونیستی چمار کو بادشاہ کے مقابلہ میں نہیں ہوتی. کیونکہ چمار کا باوجود
وجسم قوت وعقل بادشاہ کی عطا کردہ نہیں ہیں. پس بادشاہ اور چمار کی جو مثال اللہ تعالی کی شان
وعظمت کے مقابلہ میں بندہ کی ذلت اور ظلم عظیم کے معنی سمجھانے کے لئے بیان ہوئی اس کے ساتھ ہی
یہ بھی فرمایا کہ اللہ کی شان کے سامنے بندہ کی ذلت اس سے بھی زیادہ ہے کیونکہ یہ ذلت ہر بندہ کو بھی
فی نفسہ حاصل ہے خواہ وہ دنیوی دولت وحکومت رکھتا ہو ہفت اقلیم کا بادشاہ ہو خواہ جسمانی قوت کا
غلبہ ہو رستم واسفندیار ہو خواہ دینی عزت وقرب حق تعالی کی فضیلت سے موصوف ہو نبی وولی مقبول
الہی تعالی شانہ ہو مگر حق تعالی کی شان وعظمت وعزت کے مقابلہ میں بندوں کے کمالات عطیہ سب
اعتبار سے ساقط ہو جاویں گے بندہ باوجود فضل وکمال کے حد عبودیت سے خارج نہیں ہو سکتا جتنی
مخلوق ہے تمام عبد کے مرتبہ میں ہے فرمانبردار ہو یا نافرمان بادشاہ ہو یا چمار نبی ہو یا ولی - اور عبد
کو ذلت لازم ہے انبیاء اولیاء کو سب سے زیادہ اللہ تعالی کی عبدیت کا وصف حاصل ہوتا ہے
اور عبادت کے معنی غایت درجہ اظہار تذلل کے ہیں بندہ کو جس قدر اللہ تعالی کی معرفت حاصل ہوتی ہے
اسی قدر اپنی ذلت زیادہ کھلتی ہے اسی وجہ سے دوسروں کے مقابلہ میں مقربین کو خوف الہی بھی زیادہ ہوتا
ہے پس جو سب سے زیادہ عابد ہے وہ سب سے زیادہ معبود حقیقی حق تعالی کی شان کے سامنے ذلیل ہے
اور اسی وجہ سے وہ تمام مخلوقات میں سب سے زیادہ عزت دار بھی ہے چنانچہ حق تعالی نے بکثرت
مقامات پر تمام بندوں کو ذلت یاد دلائی ہے کہ اے بندہ کیا تو منی کے ناچیز قطرہ سے پیدا نہیں ہوا اس
میں تمام لوگ شامل ہیں مگر بادشاہ چمار کو ہرگز یہ ذلت یاد نہیں دلا سکتا کیونکہ اس ذلت میں خود بھی شریک
ہے پس ہر مخلوق خواہ باعتبار دنیوی خواہ باعتبار دینی کسی مرتبہ کی ہو فی نفسہ بمقابلہ شان وعظمت حق
تعالی عزوجل کے ذلیل ہی ہے کیونکہ عبودیت کی ذلت سے بڑھ کر اور کیا ذلت ہو سکتی ہے، بندہ کو سوائے
دوام خدمت مولی اور التجا وتضرع اور اظہار افتقار الی اللہ کے کچھ بھی چارہ نہیں ہو سکتا اور چمار کو جو ذلت

عارضی بحیثیت دنیوی ہماری نسبت ہے وہ اس قدر نہیں جو بندہ سے حق تعالیٰ سے نسبت ہے چمار تو کبھی ہم سے عزت میں زیادہ بھی ہو جاتا ہے۔ بلکہ وزیر بادشاہ ہو سکتا ہے ایماندار اعمال صالحہ سے موصوف ہو کر کامل اکمل بن سکتا ہے۔ مگر بندہ ہمیشہ بندہ ہی رہتا ہے کبھی اس کو ایسی عزت نہیں ہو سکتی کہ خدا ہو سکے جو بندہ ہے وہ کتنا ہی عزت وجاہ والا ہو مگر حق تعالیٰ کی عزت وعظمت شان کے سامنے اس کی کچھ عزت وشان نہیں ہو سکتی بندہ کے لئے جو مراتب اعزاز یہ عطیہ حق تعالیٰ ہیں وہ سب کے سب بمقابلہ شان دیگر مخلوقات ہی کے ہیں نہ بمقابلہ شان وعظمت حق تعالیٰ کے۔ پس یہ مولوی صاحب کا حد درجہ خبط وعناد وجہالت ہے کہ یہ سخت گستاخی بے ادبی حضرات انبیاء کی عداوت ہے۔ معاذ اللہ نہ تقویۃ الایمان میں ایک لفظ ہے نہ کوئی چیز برخلاف اس کے خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۳ و ۱۵ و ۱۲۶ میں صراحتہً جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت لکھا

”کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق مماثلت ومساوات کا تو ذکر ہی کیا علم الٰہی کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے“ ”حضور کے علم کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں“ ”اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے مثل لاشئے کے ہے“

نیز مولوی نعیم الدین نے فیضان رحمت ص۲ میں لکھا مقصود دعائے تفرع سے صرف اظہار عجز وتذلل ہوتا ہے چنانچہ شامی میں مسطور ہے۔ قولہ ودعا تضرع ای اظہار الخضوع واللہ تعالیٰ من غیر طلب جنۃ ولا خوف من النار نحو الٰہی انا عبدک البائس الفقیر المسکین الحقیر۔ بلکہ اظہار عجز وذلت کے لئے ہوتی ہے چنانچہ طحطاوی نے خفیہ کے معنی یہ لکھے ہیں ای یجریہ علی قلبہ من الدعاء والخضوع حالتان للقلب پس اگر مولوی نعیم الدین صاحب کہیں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کمال کو علم الٰہی سے کوئی نسبت نہیں ذرہ اور قطرہ کی نسبت بھی متصور نہیں کوئی ہستی نہیں سب مثل لاشئے کے ہے۔ دعا میں حق تعالیٰ کے حضور اظہار عجز وتذلل اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں ذلیل ہونا فقیر ومسکین حقیر ہونا بتایا گیا وغیرہ وغیرہ تو اس میں کوئی گستاخی بے ادبی اور حضرات انبیاء کی عداوت نہ ہوئی۔ بلکہ عین ایمان ہوا پھر تقویۃ الایمان میں لفظ عام اور ہر مخلوق بڑے اور چھوٹے کا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہونا۔ کیونکر اس میں انبیاء کی توہین وسخت گستاخی بے ادبی لازم ہو گئی؟ جبکہ کسی نبی ولی مقبول بارگاہ کا نام بھی نہیں۔ حالانکہ مولوی نعیم الدین کے نزدیک ذلت چمار جو بنفسہ اشرف المخلوقات ہے اور مخلوقات میں ذرہ اور قطرہ اس سے بھی کہیں زیادہ ذلیل ہے پھر مثال دی کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اشرف ذرہ وقطرہ سے بھی زیادہ کمتر کہ کوئی ہستی نہیں رکھتا لاشئے ہے۔ مگر یہ سب کچھ شان الٰہی کے مقابلہ ہی میں تو ہے۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خان

صاحب بریلوی مقتدائے مولوی نعیم الدین فتاوی رضویہ کتاب النکاح حصہ سوم حسنی پریس بریلی کے صفحہ ۱۲ میں لکھتے ہیں

"اگر کوئی چمار مسلمان ہو تو مسلمانوں کے دین میں اسے حقارت کی نگاہ سے دیکھنا حرام اور سخت حرام ہے وہ ہمارا دینی بھائی ہو گیا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ اور فرماتا ہے فَاِخْوَانُكُمْ فِی الدِّیْنِ

حقیقت یہ ہے کہ مولوی نعیم الدین کا یہ کہنا کہ کیا خدا و رسول نے تمہیں یہ بتایا ہے محض مغالطہ ہے چنانچہ اس اجمال کی قدرے تفصیل قرآن و حدیث تفاسیر و شروح احادیث اور کلام ائمہ دین و اولیاء کاملین سے ناظرین کے ملاحظہ کے لئے لکھی جاتی ہے۔ حق تعالیٰ نے پارہ ۱۶ سورہ مریم میں فرمایا

اِنْ كُلُّ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّاۤ اٰتِی الرَّحْمٰنِ عَبْدًا

"کوئی نہیں ہے آسمان اور زمین میں جو نہ آوے رحمٰن کا بندہ ہو کر"

تفسیر جلالین ص۲۶۱ میں اس آیت کی تفسیر میں مرقوم ہے۔

ذلیلا خاضعا یوم القیامۃ منہم عزیر و عیسیٰ

"ذلیل ہوں گے قیامت کے دن عاجزی کرنے والے انہیں میں سے ہوں گے عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام"

اسی طرح تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن ج ۴ ص۲۱۲ میں مرقوم ہے

ای اٰتیہ یوم القیامۃ عبدا ذلیلا خاضعا والمعنی ان الخلائق کلہم عبیدہ

"آوے گا قیامت کے دن بندہ ذلیل عاجزی کرنے والا اور معنی یہ کہ تمام مخلوقات اس کے بندے ہیں"

اور تفسیر مدارک میں مرقوم ہے۔

عبدا حال ای خاضعا ذلیلا منقادا والمعنی کل من فی السموات والارض من الملائکۃ والناس الا ہو یاتی اللہ یوم القیامۃ مقرا لہ بالعبودیۃ والعبودیۃ والبنوۃ متنافیان حتی ولو ملک الرب ابنہ یعتق علیہ ونسبۃ الجمیع الیہ نسبۃ العبد الی المولیٰ فکیف یکون البعض والدا

"یعنی بندہ پست ہونے والا ذلیل فرمانبردار اور معنی یہ ہے کہ ہر وہ جو آسمان و زمین میں ہے فرشتے اور آدمی میں سے قیامت کے دن اللہ کے پاس آوے گا اقرار کرتا ہوا اس کی عبودیت کا اور عبودیت اور بیٹا ہونا ایک دوسرے کے منافی اور خلاف ہے حتی کہ مالک ہونا کسی کا اپنے بیٹے کا اس کو آزاد کرنا ہے اور نسبت تمام لوگوں کی اللہ کی طرف نسبت بندہ ہونے کی ہے طرف مولیٰ کے پس کیونکر بعض بیٹا ہو سکے گا اور بعض بندہ"

اور جامع البیان ص۲۰۸ میں مرقوم ہے

وكلهم آتيه يوم القيمة فردا. منفردا عن الاتباع والانصار كعبد ذليل ۔

"اور ہر ایک آنے والا ہے قیامت کے دن تنہا یعنی اکیلا بلا اپنے تابعداروں اور مددگاروں کے مثل غلام ذلیل کے"

اور تفسیر رحمانی میں مرقوم ہے

عبدا اى ذليلا بالنظر الى كمالاته وان بلغ بعضهم من الكمالات ما بلغ ۔

"بندہ ذلیل ہے اللہ تعالیٰ کے کمالات کے سامنے اگرچہ بعض بندوں میں سے بڑے بڑے کمالات پر پہنچے ہیں"

اور تفسیر خطیب میں مرقوم ہے

عبدا منقادا ذليلا خاضعا كما يفعل العبيد ۔

"بندہ فرمانبردار مطیع ذلیل گڑگڑانے والا جس طرح غلام ہوتا ہے"

اور تفسیر روح البیان میں مرقوم ہے

وفى العيون سياتى جميع الخلائق يوم القيمة الى الرحمن خاضعا ذليلا مقرا بالعبودية كالملائكة وعيسى وعزير وغيرهم يعنى يلتجئون الى ربوبيته منقادين كما يفعل العبيد للملوك فلا يليق به اتخاذ الولد منهم ۔

"عیون میں ہے کہ آویں گے تمام خلائق کے لوگ قیامت کے دن رحمٰن کی طرف فروتنی کرنے والے ذلیل ہونگے اقرار کرنے والے ساتھ عبدیت کے مانند فرشتوں اور عیسےٰ اور عزیر علیہم السلام و غیرہم کے یعنی پناہ پکڑیں گے طرف ربوبیت حق تعالیٰ کے ایسی حالت میں کہ فرمانبردار ہوں گے جس طرح کام کرتے ہیں غلام واسطے بادشاہوں کے پس نہیں لائق ہے اللہ تعالیٰ کی شان کے بیٹا بنانا ان میں سے" (رسالہ الایمان)

نیز اللہ تعالیٰ نے پارہ ۱۶ سورہ طٰہٰ میں میں فرمایا۔

وَعَنَتِ الْوُجُوهُ لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ

"اور ذلیل ہوں گے منہ واسطے حق تعالیٰ زندہ قائم رہنے والے کے"

اور تفسیر جلالین ص۲۰۲ میں مرقوم ہے وَعَنَتِ الْوُجُوهُ خضعت لِلْحَيِّ الْقَيُّومِ اى الله اور تفسیر جامع البیان ص۲۷۰ میں مرقوم ہے۔ وعنت الوجوه خضعت وذلت الوجوه وجوه العالمين للحى الذى لا يموت القيوم الذى هو قيم كل شئ تفسیر معالم التنزیل اور تفسیر خازن ج ۴ ص۲۲۷ میں مرقوم ہے۔ وعنت الوجوه اى ذلت و خضعت ومنه قيل للاسير عان وقال طلق بن حبيب هو السجود على الجبهة للحى القيوم

وعنت الوجوہ یعنی ذلت وخضعت فی ذلک الیوم ولصیر الملک والقہر للہ تعالیٰ دون غیرہ وذکر الوجوہ واراد بہا المکلفین لان عنت من صفات المکلفین لا من صفات الوجوہ واخص الوجوہ بالذکر لان الخضوع بہا یتبین وفیہا یظہر علی ہذا تفسیر السراج المنیر میں ہے وعنت الوجوہ ای ذلت وخضعت فی ذلک الیوم ولصیر الملک والقہر للہ تعالیٰ دون غیرہ وخص الوجوہ بالذکر مع ان المراد الاشخاص لشرف ولانہا اول ما یظہر فیہا الذل اور تفسیر ارشاد العقل السلیم میں ہے۔ وعنت الوجوہ ای ذلت وخضعت خضوع العناۃ ای الاساری فی ید الملک القہار اور تفسیر مدارک میں ہے۔ وعنت خضعت وذلت ومنہ قیل للاسیر عان الوجوہ ای اصحابہا اور تفسیر کبیر میں ہے ومعناہ ان ذلک الیوم یعنو الوجوہ ای یبین ل ولصیر الملک والقہر للہ تعالیٰ دون غیرہ اور تفسیر نیشاپوری میں ہے وعنت الوجوہ ای ذات رقاب الممکنات لانقیاد لامرہ کالاساری اور تفسیر بیضاوی میں ہے وعنت الوجوہ ذلت وخضعت لہ خضوع العناۃ وہم الاساری فی ید ملک القہار اور تفسیر مظہری میں ہے وعنت ای ذلت خضعت خضوع العناۃ وہم الاساری فی ید ملک القہار اور تفسیر روح البیان میں خاص ذکر انبیاء ومرسلین واولیاء مقربین کا مرقوم ہے۔ وفی العرائس فہو یا صاحب العلو انہ سبحانہ ذکر الوجوہ وفی العرف صاحب الوجہ من کان وجیہا من کل ذی وجاہۃ فالانبیاء والمرسلین والاولیاء والمقربین بالحقیقۃ ہم اصحاب الوجوہ (صیانۃ الایمان)

(خلاصہ تفاسیر مذکورہ یہ ہے کہ ذلیل ہوں گے لوگ اور پستی کرنے والے اس دن قیامت کے حق تعالیٰ زندہ قائم رہنے والے کے روبرو اور بادشاہی اور قہر اسی کا ہوگا نہ کسی دوسرے کا۔" روح البیان میں تصریح ہے کہ "ذکر کیا وجوہ کو اور عرف میں صاحب وجوہ وہ ہے جو وجیہ ہو ہر ذی وجاہت سے پس انبیاء اور مرسلین اور اولیاء اور مقربین در حقیقت وہ اصحاب وجوہ ہیں"

اور تفسیر مظہری پارہ ۵ سورہ نساء صفحہ ۵۹۲ میں مرقوم ہے وَاعْبُدُوا اللّٰہَ فی الصحاح العبودیۃ اظہار التذلل والعبادۃ ابلغ منہا لانہا غایۃ التذلل ولا یستحقہا الا من لہ غایۃ العظمۃ ونہایۃ الافضال ولا تشرکوا بہ شیئاً منصوب علی المفعولیۃ والتنوین للتحقیر وفیہ توبیخ ای لا تشرکوا بہ حقیرا مع عدم تناہی کبریائہ اذ کل ممکن بالنسبۃ الی الواجب حقیر جدا

("اور عبادت کرو اللہ کی، صحاح جوہری (جو لغت کی مشہور و معتبر کتاب ہے) میں عبودیت کے یہ معنی لکھے ہیں کہ عبودیت اظہار کرنا ذلت کا ہے اور عبادت اس سے بھی بہت زیادہ ہے یعنی عبادت الٰہی میں اظہار ذلت زیادہ ہے، کیونکہ وہ انتہائی درجہ کی ذلت ہے اور انتہائی درجہ کی ذلت جس کے لئے ظاہر کی جائے وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات پاک ہے جو انتہائی عظمت اور نہایت درجہ کے بندوں پر احسان کرنے والا ہے۔ اور اس کے ساتھ کسی شئے کو شریک نہ کرو۔ لفظ شیئاً منصوب مفعولیت

کی بنا پر ہے اور تنوین لفظ شئے کی تحقیر کے لئے ہے اور اس میں زجر اور ڈانٹ ہے اس طرح پر کہ اس ذات پاک کے ساتھ کسی ادنے سے ادنے درجہ کی حقیر چیز کو بھی اس کا شریک نہ بناؤ باوجود اس کے کہ وہ انتہائے درجہ کی بڑائی رکھتا ہے اس لئے کہ ہر ممکن بہ نسبت اس ذات پاک واجب الوجود کے نہایت زیادہ حقیر ہے"

نیز صاحب تفسیر مظہری جناب قاضی صاحب پانی پتی تذکرۃ الموتی والقبور ص۲۵ میں فرماتے ہیں۔

عبادت عبارتست از کمال تذلل پیش معبود و شک نیست کہ ہرچہ مقصود کسے باشد آنکس برائے حصول مقصود خود کمال تذلل اختیار مے کند پس ہرچہ مقصود اوست معبود اوست معنی لا مقصود الا اللہ و لا موجود الا اللہ بیکجا میرسد و چون مقصود او جز ذات پاک چیزے نماند از ربقہ ماسوی اللہ آزاد شود و از شرک خفی پاک گشت و او را در حالت حیات انس و غیبت باخدا باشد نہ باہیچکس پس او را خلوۃ در انجمن بہم رسد یعنی باوجود یکہ در انبوہ باشد باطنش مشغول ست بخدا نہ بکسے دیگر لا یؤمن احدکم حتی یکون الناس عندہ کالا باعر یعنی ایمان کامل نمیشود تا آنکہ مردم نزد او مثل پشک شتر باشد یعنی باہیچکس سروکار نداشتہ باشد

"عبادت کمال درجہ ذلت معبود کے سامنے کرنے سے عبارت ہے اور بلا شبہ جو کچھ مقصود کسی کا ہو وہ شخص اپنے حصول مقصود کے لئے کمال درجہ ذلت اختیار کرتا ہے پس جو کچھ مقصود اس کا ہے معبود اس کا ہے معنی لا مقصود الا اللہ و لا معبود الا اللہ ایک ہی جگہ پہنچتے ہیں یعنی ایک ہی معنی ہیں اور جب مقصود اس کا سوائے ذات پاک کے کوئی چیز نہ رہے پھندہ ماسوائے اللہ تعالیٰ سے آزاد ہوا اور شرک خفی سے پاک ہو گیا اور اس کو بحالت حیات انس اور رغبت ساتھ خدائے تعالیٰ کے ہوئی نہ کسی اور شخص کے ساتھ پس اس کو تنہائی یکسوئی مجمع میں بھی بہم پہنچتی ہے یعنی باوجود یکہ انبوہ اور مجمعوں میں ہو باطن اس کا مشغول ہو خدائے تعالیٰ کے ساتھ نہ کسی دوسرے کے ساتھ جیسا کہ کہا گیا ہے ایمان کامل نہیں ہوتا ہے کسی کا جبتک کہ تمام آدمی اس کے نزدیک مثل اونٹ کی مینگنی کے نہ ہو جاویں یعنی کسی شخص کے ساتھ سروکار نہ رکھتا ہووے"

نیز جناب قاضی صاحب رح اپنے مکتوبات کلمات طیبات ص۲۲ میں مثنوی مولانا روم کے ایک شعر کی ترجمہ میں فرماتے ہیں ؎

چون بہ بیرنگی رسی کان داشتی
موسیٰ و فرعون دارند آشتی

یعنی چون صوفی در وقت مراقبہ مستغرق شاہدہ وجود حقیقی مے شود و دراں وقت موسیٰ و فرعون ہر دو از نظر او ساقط مے شوند و تعدد و تکثر مطرح

جس وقت صوفی مراقبہ کے وقت مستغرق مشاہدہ وجود حقیقی حق تعالیٰ کے ہوتا ہے اس وقت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون ہر دو دونوں اس کی نظر سے ساقط ہو جاتے ہیں اور گنتی و کثرت اس کی نظر میں

نظر او نمی باشد از آں وقت خبر میدہد کہ موسیٰ و فرعون
دارند آشتی۔ ایضاً ص۱۷۹ میں فرماتے ہیں وجود ممکن
در مقابلہ وجود واجب بمنزلہ لاشئے است و رسول
کریم پیغمبر باید اصدق القول قول اللبید ۔ الا
کل شیٔ ماخلا اللہ باطل ایضاً ص۱۸۵ میں فرماتے
ہیں ارباب وحدت وجود معنی لا الہ الا اللہ لا
موجود الا اللہ ملحوظ میدارند۔ تا وجود ماسوی
اللہ کہ در واہمہ مستقر شدہ است از نظر ساقط
شود و واحد حقیقی جلوہ گر گردد و ارباب وحدت
شہود لا مقصود الا اللہ ملحوظ میدارند تا نفی
مقاصد نمایند و غیر از واحد حقیقی قبلہ توجہ و مقصود
دیگر در شبہ باقی نماند و میگویند کہ ہرچہ مقصود
تست معبود تست چرا کہ عبادت عبارت
ست از کمال تذلل و ہر کس برائے حصول
مقصود در تذلل قاصد نمیشود پس تا کہ نفی
مقاصد نکنند توحید در عبادت صورت نہ بندد

حاضر نہیں رہتی اس حالت کی مولانا دم خبر دیتے ہیں کہ موسیٰ اور فرعون
دارند آشتی۔ اس وقت وجود ممکن کا بمقابلہ وجود واجب
الوجود حق تعالیٰ کے بمنزلہ لاشئے کے ہوتا ہے اور رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے بہتر قول لبید شاعر کا ہے
اگاہ ہو ہر چیز سوائے اللہ تعالیٰ کے باطل ہے ارباب وحدت
وجود معنی لا الہ الا اللہ لا موجود الا اللہ ملحوظ رکھتے ہیں تاکہ
وجود ماسوی اللہ کا کہ طبیعت واہمہ میں مستقر ہوا ہے نظر سے
ساقط ہو جاوے اور وحدت حقیقی حق تعالیٰ کا جلوہ گر ہو جاوے
اور ارباب وحدت شہود لا مقصود الا اللہ ملحوظ رکھتے ہیں تاکہ نفی مقاصد
غیر کی کریں اور سوائے واحد حقیقی کے قبلہ توجہ اور کسی دوسرے
مقصود کا شبہ بھی باقی نہ رہے اور کہتے ہیں کہ جو کچھ مقصود تیرا
ہے معبود تیرا ہے، کیونکہ عبادت عبارت ہے کمال درجہ
ذلیل جان لینے سے اور ہر شخص حصول مقصود کے لئے
ذلیل سمجھنے میں ٹھہر نہیں رہتا ہے پس جب تک نفی مقاصد
غیر کی نہ کرے توحید کی عبادت میں کوئی صورت نہیں بنتی
ہے۔"

علیٰ ہذا خاتم المحدثین حافظ ابن حجر عسقلانی رح فتح الباری شرح صحیح بخاری ج۲ ص۱۴۶ میں فرماتے ہیں۔

واظہار الربوبیۃ وذل العبودیۃ فکان
التقرب بہ الی اللہ اعظم العمل

"اظہار کرنا عظمت ربوبیت اور ذلت عبودیت کا پس
ہوگا تقرب حاصل کرنا اس کے ساتھ سب سے بڑا عمل"

ایسے ہی امام محمد غزالی رح کیمیائے سعادت ص۱۸۰ میں فرماتے ہیں۔

کسے کہ نظر وے از توحید بود ہمہ را در قبضہ
قہر ربوبیت مضطر بیند۔

"جس کی نظر توحید پر ہوتی ہے وہ تمام کو قبضہ قہر ربوبیت
میں لاچار دیکھتا ہے"

ایسے ہی حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رح فرماتے ہیں

بندہ در بدایت طریق تصوف از سر یقین
بداند کہ موجود حقیقی و مؤثر مطلق نیست الا

(ترجمہ عوارف) بندہ شروع طریق تصوف میں دل یقین سے
جانے کہ وجود حقیقی و مؤثر علی الاطلاق صرف خداوند عالم جل جلالہ

خداوند عالم جل جلالہ علماً ذات وصفات وافعال را در ذات وصفات او محو وناچیز داند ہر ذاتی را فراغ از نور ذات مطلق شناسد ہر پرتوی از نور صفت مطلق داند۔

ہے اور توحید علمی میں تمام کی ذات وصفات اور افعال کو اس کی ذات وصفات کے سامنے محو اور ناچیز جانے ہر ایک ذات کو نور ذات مطلق سے پہچانتے اور ہر پرتو انور صفت مطلق سے جانے "

ایضاً ص۵۱ میں فرماتے ہیں۔

عزت فردانیت وقہر وحدانیت او وجود مجال ندارد وایں است حق توحید۔

"اس کی عزت فردانیت وقہر وحدانیت کے مقابل وجود غیر مجال نہیں رکھتا ہے اور یہی توحید کا حق ہے۔

ایضاً ص۵۵ میں فرماتے ہیں

الہیت را با بشریت ہیچ نسبت نیست و مکالمہ میان دو کس صورت نہ بندد۔

"الہیت باری تعالیٰ کو ساتھ بشریت کے کچھ بھی نسبت نہیں ہے اور جبکہ کلام دونوں میں صورت نہیں بنتی "

ایضاً ص۶۱ میں فرماتے ہیں

وایں صفت از نفس بر نخیزد الا بمعرفت حقارت مقدار خلق چنانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ازاں خبر داد کہ لا یکمل ایمان المرء حتی یکون الناس عندہ کالاباعر

"اوصاف ذمیمہ نفس زائل نہ ہوں گی مگر ساتھ جاننے حقارت مقدار خلق کے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے خبر فرمائی ہے کہ ایمان کسی شخص کا کامل نہ ہوگا جبتک کہ تمام لوگ اس کے نزدیک مانند مینگنی اونٹ کے نہ ہو جاویں "

ایضاً ص۶۶ میں فرماتے ہیں

در بعضے دعوات ماثورہ از نبی علیہ السلام رسیدہ است[1] الحمد للہ الذی تواضع کل شیٔ لعظمتہ الحمد للہ الذی ذل کل شیٔ لعزتہ۔

"بعض دعاؤں میں نبی علیہ السلام سے ثابت ہوا ہے تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں کہ ہر شے اس کی عظمت کے سامنے پست ہے اور ہر شے اس کی عزت کے سامنے ذلیل ہے "

ایضاً ص۲۳ میں فرماتے ہیں

باید کہ دل او غرق تجلی عظمت الہی بودہ

"چاہیے کہ دل حال کامل کا غرق تجلی عظمت الہی میں ہو جاوے "

ایضاً ص۲۳۵ میں فرماتے ہیں

در حال تکبیر باید کہ مشاہد کبریاء حق بود علامتش آنکہ خلق در نظر او حقیر وصغیر نمایند والتفات

"بحالت تکبیر نماز کے چاہیے کہ شاہد کبریاء حق تعالیٰ کا ہووے اور علامت اس کی یہ ہے کہ خلق اس کی نظر میں حقیر اور ادنے

[1] یہ دونوں دعائیں قابل تخریج وتحقیق ہیں (ع، ح)

باطلاع ایشاں بر حال خود ندارد تا در زمرۂ صادقان آید

چھوٹی ہو جاسے اور التفات ان کے اطلاع کی اپنے حال پر رکھے اسوقت زمرہ صادقان میں شمار ہوگا۔

ایضاً صـ۲۳۹ میں فرماتے ہیں

وجود جملہ کائنات علوی وسفلی در نور شہود وذات واحد محو بلید۔

"وجود جملہ کائنات علوی وسفلی کو نور شہود وذات واحد حق تعالٰے کے سامنے محو نابود جاتے"

نیز امام ربانی حضرت شیخ المشائخ جناب شاہ عبدالقادر جیلانی رح کے ملفوظات الفتح الربانی مترجم مطبوعہ بلالی ساڈہورہ بنقل مطبوعہ مصر میں مجلس ۲ صـ۱۵ میں مرقوم ہے

ذل للہ عزوجل

"اللہ تعالٰے کے لئے ذلت اختیار کر"

اور مجلس ۱۲ صـ۸۲ میں در صفات اولیاء مرقوم ہے۔

یاکلون من بقول الصحاری ویشربون غدرانہار یصیرون کالوحوش

"جنگلوں کی گھاس پات کھاتے ہیں اور تالابوں کے پانی پیتے ہیں اور جنگلی جانوروں کے مثل ہی جاتے ہیں"

اور مجلس ۲۷ صـ۱۸۸ میں مرقوم ہے

الخلق کلھم عندہ کا عجزۃ مرضی فقراء

"ساری مخلوق اس کے نزدیک بے کس اور بیمار اور محتاج ہے"

اور مجلس ۲۹ صـ۲۱۰ میں مرقوم ہے۔

والخلق عندی کالبق

"ساری مخلوق میرے نزدیک پشہ کے برابر ہے"

اور مجلس ۳۶ صـ۲۴۰ میں مرقوم ہے

فالخلق والنفس بحران ناران وادیان مھلکان

"پس مخلوق اور نفس آگ کے دو سمندر دو ہلاک کرنے والے دو جنگل ہیں"

اور مجلس ۲۵ صـ۲۶۶ میں مرقوم ہے

یاغلام لا تنظر الی الخلق بعین البقاء بل تنظر الیھم بعین الفناء لا تنظر الیھم بعین الضر والنفع بل انظر الیھم بعین العجز والذل وحد الحق عزوجل وتوکل علیہ

"صاحبزادہ! مخلوق کی طرف بقا کی آنکھ سے مت دیکھ بلکہ فنا کی آنکھ سے دیکھ ان کو نفع نقصان کی آنکھ سے نہ دیکھ بلکہ عجز وذلت کی نگاہ سے دیکھ حق تعالٰی کو یگانہ سمجھ اور اس پر بھروسہ رکھ"

اور مجلس ۶۰ صـ۴۱۴ میں مرقوم ہے۔

القلب الصحیح ممتلی توحیدا و توکلا و یقینا و توفیقا و علما و ایمانا ومن الله عزوجل قربا یری الخلق کلھم بعین العجز والذل والفقر مع ذلک لا یتکبر علی طفل

"درست قلب تو توحید و توکل اور یقین و توفیق اور علم و ایمان اور حق تعالے کے تقرب سے لبریز ہوا کرتا ہے وہ ساری مخلوق کو عجز و ذلت و فقر کی نظر سے دیکھتا ہے اور باوجود اس کے چھوٹے سے بچہ پر بھی تکبر نہیں کرتا"

اور مجلس ۶۲ صفحہ ۵۰۰ میں مرقوم ہے

کل ما سوی الله عزوجل صنم

"اللہ عزوجل کے سوا جو چیز بھی ہے وہ سب بت ہے"

اور صفحہ ۵۲۷ میں مرقوم ہے

انی اغار اذا سمعت احدا یقول الله الله وھو یری غیرہ یا ذاکر الله عزوجل وانت عندہ ولا تذکرہ بلسانک وقلبک عند غیرہ المعادی لی والمحب لی عندی سواء ما بقی علی وجہ الارض لی صدیق ولا عدو فیما یلی صحۃ التوحید ورؤیتہ الخلق بعین العجز واما من یتقی من الله عزوجل فھو صدیقی ومن عصاہ فھو عدوی ذلک صدیق ایمانی وھذا عدوی ۔

"مجھے بڑی غیرت آتی ہے جب میں کسی کو سنتا ہوں کہ زبان سے تو اللہ اللہ کرتا ہے اور اس کی نظر جاتی ہے دوسروں پر اے اللہ کا ذکر کرنے والے اللہ کے پاس ہو کر اللہ کا ذکر کیا کر اور اپنی زبان سے اس کا ایسا ذکر مت کیا کر کہ قلب دوسرے کے پاس ہو میرے نزدیک تو میرا دشمن اور دوست دونوں برابر ہیں سطح زمین پر نہ میرا کوئی دوست باقی رہا اور نہ کوئی دشمن یہ مضمون توحید کے درست ہو جانے اور مخلوق کو عاجز دیکھنے کے اعتبار سے ہے ورنہ تو جو کوئی بھی اللہ عزوجل سے ڈرتا ہے وہ میرا دوست ہے اور جو اس کی نافرمانی کرتا ہے وہ میرا دشمن ہے کہ وہ میرا دینی دوست ہے اور یہ میرا دینی دشمن ہے"

اور صفحہ ۶۲۳ میں مرقوم ہے۔

الخلق عند اھل المعرفۃ کالذباب والزنابیر ودود القز

"عارف معرفت کے نزدیک ساری مخلوق مکھیوں تتیوں اور ریشم کے کیڑوں کی مانند ہے"

علی ہذا تحفہ سبحانی ملفوظات حضرت شاہ عبدالقادر جیلانی رح مترجم مولوی غلام احمد خاں صاحب بریان چھجری مسلم پریس دہلی مجلس ۴۴ صفحہ ۱۸۱ میں مرقوم ہے۔

"دوسرے میں فرمایا نبوت اگرچہ داہوں کو دی گئی، ولایت غلاموں کو اور غریبوں کو جس قدر انسان اس کے آگے ذلیل ہوتا ہے اسی قدر عزت پاتا ہے جس قدر اس کے آگے تواضع کرتا ہے وہ اسے بلند مرتبہ بنا دیتا ہے"

علی ہذا حضرت موصوف اپنی مشہور و نفیس کتاب غنیۃ الطالبین ص۲۷۶ میں فرماتے ہیں (مقولہ آدم علیہ السلام)

اخرجنا من جوار الحبیب فاحوجنا الی التوبۃ والتضرع والافتقار والاستکانۃ والذلۃ من بعد عیش قار ۔

"ہم نکالے گئے دوست کے پڑوس سے پس ہم محتاج ہوئے طرف توبہ اور عاجزی اور زاری اور مسکینی و ذلت کے عیش آرام کے بعد۔"

اور ص۲۷۷ میں فرماتے ہیں

حتی نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم من ولدہ وموسی وعیسی و داؤد وسلیمان علیہما السلام وغیرھم لم یستغن عن التوبۃ والاستکانۃ والافتقار الی اللہ عزوجل

"یہاں تک کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی اولاد میں سے ہیں اور حضرت موسیٰ و عیسیٰ اور حضرت داؤد و سلیمان علیہم السلام وغیرہم بھی نہیں بے پرواہ ہوئے توبہ سے اور عاجزی و محتاج ہونے سے اللہ تعالیٰ کی طرف۔"

التذلل لاحکام القرآن واختیار الذل عمل القرآن

اور ص۲۲۹ میں فرماتے ہیں۔

قال مالک حدثنی وھب بن کیسان ان بعض فقہاء اھل المدینۃ کتب الی عبد اللہ بن الزبیر ان لاھل التقوی علامات یعرفون بھا الصبر عند البلاء والرضاء بالقضاء والشکر عند النعماء و

"امام مالک نے فرمایا کہ روایت کی مجھ سے وہب بن کیسان نے تحقیق بعض فقہاء اہل مدینہ نے لکھا عبد اللہ بن زبیرؓ کی طرف کہ تحقیق پرہیزگاروں کی علامتیں ہیں جن سے پہچانے جاتے ہیں، صبر کرنا بلاء میں راضی رہنا قضا پر شکر کرنا نعمتوں پر اور تذلل اختیار کرنا احکام قرآن پر۔"

اور ص۸۰۹ میں فرماتے ہیں۔

وذل کل شیٔ لعظمتہ

"وذلیل ہے ہر شئے اس کی عظمت کے سامنے۔"

اور ص۸۳۱ میں فرماتے ہیں

فاذا وقع بصرہ علی الجلال والعظمۃ بقی بلا ھو فانیا عن نفسہ صفاتہ عن حولہ وقوتہ وحرکتہ وارادتہ ومناہ ودنیاہ واخراہ

"جب اس کی نظر جلال و عظمت پر پڑتی ہے نیست و فانی ہو جاتی ہے اپنے نفس اور اپنے صفتوں اور حول و قوت اور حرکت و ارادہ اور خواہش دنیا و آخرت کے۔"

اور ص۸۲۵ میں فرماتے ہیں۔

وینبغی لہ ان یرضی بالذل الدائم

"ولائق ہے طالب آخرت کے لئے کہ اپنی ذلت کیلئے ہمیشہ راضی رہے۔"

ویکون یستخیر لنفسہ الذل	"ہو وے اختیار کرنے والا اپنے لئے ذلت کو"

اور ص۸۵۹ میں فرماتے ہیں۔

وینبغی لہ ان یؤثر ذلہ وخمولہ	"لائق ہے کہ پسند کرے اپنے لئے ذلت اور گمنامی کو"

اور ص۸۸۳ میں فرماتے ہیں۔

قال ذوالنون المصری ما اعز اللہ عبدا بعز ھو اعز لہ من ان یدلہ علی ذل نفسہ وما اذل اللہ عبدا بذل ھو اذل لہ من ان یحجبہ عن ذل نفسہ	"ذوالنون مصری نے کہا نہیں عزت دی اللہ تعالیٰ نے بندہ کو کوئی عزت کہ بڑی ہو اس کے لئے اس سے کہ سوجھا دے اس کو اس کے نفس کی ذلت اور نہیں ذلت دی اللہ تعالیٰ نے بندہ کو کوئی ذلت کہ زیادہ ذلت ہو اس سے کہ اس کو پردہ رکھے اپنے نفس کی ذلت سے"

اور ص۹۰۲ میں فرماتے ہیں

التوکل ھو اکتفاء العبد الذلیل بالرب الجلیل	"توکل کفایت کرنا ہے بندہ ذلیل کا رب جلیل کے ساتھ (کتاب غنیۃ الطالبین)"

اور مثنوی مولانا روم المتوفی سنہ ۶۷۲ھ دفتر چہارم ص۲۶۹ میں مرقوم ہے

گفت موسیٰ را بوحی دل خدا	کائے گزیدہ دوست میدارم ترا
گفت چہ خصلت بود اے ذوالکرم	موجب آن تا من آن افزوں کنم
گفت چوں طفلے بہ پیش والدہ	وقت قہرش دست ہم بروئے زدہ
خود نداند کہ جز او دیار ہست	ہم از و مخمور و ہم از او ست مست
مادرش گر سیلے بروئے زند	ہم بمادر آید و بروے تند
از کسے یاری نخواہد غیر او	اوست جملہ شر او و خیر او
خاطر تو ہم ز ما در خیر و شر	التفاتش نیست باجائے دگر
غیر من پیشت چوں سنگ ست و کلوخ	گر صبی و گر جوان و گر شیوخ

"اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میری دوستی کا موجب یہی ہے کہ تو حالت مہر و قہر میں میری ہی طرف رجوع لاوے نہ دوسرے کی طرف مانند بچہ کے اپنی ماں کی طرف اور جو تیری نظر میں غیر میرا بچہ اور جوان اور بڑھا مانند سنگ اور کلوخ کے یعنی ڈھیلے پتھر کی مانند" (خلاصہ)

علی ہذا حضرت شیخ سعدی رح مرید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ گلستان ص۱۲ میں فرماتے ہیں۔

درویش و غنی بندہ ایں خاک در اند — وآناں کہ غنی تر اند محتاج تر اند

"درویش اور غنی دربار الہٰی کے غلام ہیں، جو غنی زیادہ ہیں محتاج زیادہ ہیں"

اور صـ۹ میں فرماتے ہیں۔

سید عبد القادر گیلانی را دیدند رحمۃ اللہ علیہ	"سید عبد القادر جیلانی رح کو دیکھا لوگوں نے حرم کعبہ
درحرم کعبہ روئے بر حصا نہادہ بود و میگفت	میں سنگریزوں پر مونہہ رکھے ہوئے تھے اور کہتے تھے
اے خداوند ببخشائے و اگر مستوجب	اے خداوند مجھے بخش دے اور اگر میں باعث سزا کا ہوں
عقوبتم مرا روز قیامت نابینا برانگیز تا در	مجھ کو قیامت کے دن نابینا اٹھا تاکہ نیکوں کے سامنے
روئے نیکاں شرمسار نباشم۔	میں شرمندہ نہ ہوں"

نیز بوستاں صـ۲۰۳ میں فرماتے ہیں

گر از ہستی حق خبر داشتے	"اگر وجود حق تعالے سے خبر رکھتا ہوتا۔ تمام
ہمہ خلق را نیست پنداشتے	خلق کو نیست و نابود سمجھتا ہوتا"

نیز باب ہفتم در توبہ صـ۲۲۷ میں فرماتے ہیں۔

دل اندر صمد باید اے دوست بست	"دل اللہ پاک کے ساتھ باندھنا چاہیئے اے دوست
کہ عاجز تر انداز صنم ہر کہ ہست	کو جو کچھ بھی موجود ہے بت سے زیادہ عاجز ہے"

اور خود مولوی نعیم الدین نے دروغ گو را حافظہ نباشد الکلمۃ العلیا صـ۶۷ میں مثنوی مولانا روم (دفتر اول صـ۸۷) سے تمام طبقات جنت کو (جو نعمائے آلہی و تجلی گاہ جناب باری تعالے عز اسمہ اور مقام حضرات انبیاء علیہم السلام اور صلحا رامت ذوی الاحترام دار آخرت ہے) اور دوزخ کو مانند بت کے ہونا نقل کیا ہے

ہشت جنت ہفت دوزخ پیش من — ہست پیدا ہمچو بت پیش شمن !!

اور صـ۷۲ میں خود جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نقل کیا۔

خضوعا لجبروتہ	"آپکی عاجزی و پستی اور ذلت حق تعالی کے جبروت کے سامنے ہے"

علی ہذا حضرت شیخ اولیائے ہند شرف الدین یحیٰی منیری رح (معاصر شیخ نظام الدین اولیائے دہلوی جن کے محامد و اوصاف کی تفصیل اخبار الاخیار صـ۱۱۳ میں بکمال بسط مرقوم ہے) اپنے مکتوب حصہ اول صـ۲۱ میں فرماتے ہیں۔

من کان یرید العزۃ فان العزۃ للہ	"جو کوئی چاہے عزت تو اللہ کے لئے ہے عزت ساری
جمیعا چوں ایں مرید از دنیا در گذرد	جو یہ طالب دنیا سے گزرے درجات آخرت میں بھی
بدرجات آخرت ہم قناعت نکند و ہر چہ	قناعت نکرے اور ہر کچھ اس کی راہ میں پیش آوے

در راہ دے پیش آید جز مراد و مقصود ہمہ را زنار و بت راہ خود شمرد۔

سوائے مراد و مقصود کے تمام کو زنار و بت اپنی راہ میں شمار کرے ''

اور مکتوب ہشتم صـ۲۴ میں فرماتے ہیں

یکے از ایشاں گفتہ است کہ بت اندر عالم بسیار است یکے از بتان کرامت ست تا کافران بہ بت تعلق کنند اعداء باشند چوں از بت تبرا کنند اولیاء گردند بت عارفان کرامت اگر با کرامت بیارامند محجوب و معزول گردانند و اگر از کرامت تبرا کنند مقرب و موصول گردند۔

"منجملہ عارفین کے ایک نے فرمایا ہے کہ بت عالم کے اندر بہت ہیں منجملہ بتوں کی ایک کرامت ہے جب تک کفار بتوں کے ساتھ تعلق رکھیں دشمن خدا ہوتے ہیں جو بت سے بیزاری کریں اولیاء ہوویں عارفوں کا بت کرامت ہے اگر کرامت کے ساتھ مطمئن ہو جاویں محجوب اور معزول ہو جاویں اور اگر کرامت سے بیزاری ظاہر کریں مقرب اور واصل الی اللہ ہو جاویں "

نیز مکتوب چہل و پنجم کشود ی صـ۱۶۰ میں فرماتے ہیں

اول معرفت اینست کہ جملہ آفرینش را مقہور و عاجز و اسیر بیند و نسبت خویش از ہمہ قطع کند۔

"اول معرفت حق تعالیٰ کی یہ ہے کہ جملہ مخلوقات کو سب سے زیادہ حقیر عاجز اور قیدی دیکھے اور نسبت اپنی تمام سب سے قطع کرے "

نیز مکتوب پنجاہ و ششم صـ۱۵۵ میں فرماتے ہیں

اگر دنیا و آخرت ہزار بار پیش او آرند بگوشہ چشم ننگرد و ہر چہ نام غیرے بر داشتہ بت و زنار تصور کند و کارہائے صعب بروے آسان گردد و دشوار بر طبع آدمی جز بے تعلقی و بے چیزی و تنہائی نیست کہ ایں صفت مردہ است نہ زندہ پس ایں بکشتن نفس حاصل شود۔

"اگر دنیا اور آخرت ہزار بار عارف کے آگے لاویں اور نگاہ بھی ان کی طرف نہ پھیرے اور جو کچھ غیر کا نام اس کے سامنے آوے بت اور زنار تصور کرے اور بڑے مشکل کام اس پر آسان ہو جاویں اور دشوار آدمی کی طبیعت پر سوائے بے تعلقی اور بے شغلی اور تنہائی کے نہیں ہے کہ یہ صفت مردہ ہے نہ زندہ پس یہ نفس کے مارنے سے حاصل ہوتی ہے "

نیز مکتوب نہم جوابی حصہ دوم صـ۲۰۶ میں فرماتے ہیں

نقل است کہ چوں محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم بلال غلام مغیرہ رضی اللہ عنہ بدید سے

"نقل ہے کہ جو محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے بلال غلام مغیرہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا سامنے تشریف لائے

پیش آمدے وگفتے یا بلالؓ محمد را دعا کن چوں بلال در دعا شدے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آمین گفتندے[1]
یقین میدان کہ شیران شکاری
دریں راہ خواستند از مور یاری

"فرمایا اے بلالؓ محمد کیلئے دعا کر جب بلال دعا میں مشغول ہوتے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم آمین کہتے تھے
"یقین جان کہ شیروں کے شکاری اس راہ میں چیونٹیوں سے یاری چاہتے ہیں"

نیز ص۲۶۱ میں فرماتے ہیں

اجماع اہل طریقت است کہ ہر کہ خود را از فرعون ذرہ بہتر داند او ہنوز در نظر ایں طائفہ متکبر است و خود پرست

"اہل طریقت کا اجماع ہے کہ جو اپنے کو فرعون سے ذرہ بہتر جانے وہ ہنوز اس گروہ طریقت کی نظر میں مغرور ہے اور خود پرست"

نیز مکتوب شانزدہم ص۳۷۹ میں فرماتے ہیں

آنکہ تاج لولاک لما خلقت الافلاک برسر دارد و قبائے قوسین او ادنی در بر فریاد و نالہ او اینست یالیت رب محمد لم یخلق محمدا
اے کاش پروردگار محمد محمد را نیافریدے

"آپ نے علیہ الصلوٰۃ والسلام تاج لولاک لما خلقت الافلاک کا سر پر رکھا اور قبائے قاب قوسین اور ادنے سے سرفراز ہوئے باوجود اس کے فریاد و نالہ آپ کا یہ ہے اے کاش پروردگار محمد کا محمد کو پیدا نہ کرتا"

نیز مکتوب چہل و پنجم ص۲۲۰ میں فرماتے ہیں

گویند چوں سلطان انبیا و اولیا صلوٰۃ اللہ علیہ از تبلیغ رسالت فارغ شدے کمر عصمت باز کردے و کلاہ نبوت از سر نہادے و زبان عجز و بیچارگی برکشادے و گفتے ذنبی عظیم ولا یغفر الذنب الا الرب العظیم اللھم اجعلنی من عتقائک و طلقائک من النار در اں ساعت مقربان آسمان و صدیقان زمین دل از نجات خود برداشتندے

"وہ کہتے ہیں جب سلطان انبیاء و اولیاء صلوٰۃ اللہ علیہ تبلیغ رسالت سے فارغ ہوتے کمر عصمت کھول چکتے اور کلاہ نبوت سر مبارک پر سے رکھ دیتے اور زبان عجز و بیچارگی کی کھولتے تو کہتے میرے گناہ بڑے ہیں اور نہیں مغفرت کرتا بڑے گناہوں کی مگر پروردگار عظیم اے اللہ کر دے مجھے بری کئے گیوں میں سے اور چھٹکارہ پانے والوں میں سے اور دوزخ سے آزاد کئے ہوئے اس گھڑی مقربان آسمان اور صدیقان زمین کے دل اپنی نجات سے مجبور ہو جاتے ہیں"

---

[1] یہ روایت کہیں مل نہیں سکی ابن عساکر نے مناقب حضرت بلالؓ میں بڑی تفصیل کی ہے تہذیب تاریخ دمشق ص۲۶۱ تا ۲۵۰ ج۳ اگر یہ سامنے ہوتی ضرور ہوتی (ص ح) دوسری روایت موضوع ہے دیکھو المصنوع ص۱۴۲ ملا علی قاری حنفی (ع ح ص ت)

نیز مکتوب شصت ششم ۲۶۶ میں فرماتے ہیں

از صدیق اکبر نقل است کہ گفتہ اند کہ امید من بجائے رسیدہ است اگر فردائے قیامت ندا برآید کہ امروز در بہشت نرود مگر یک کس من دانم کہ آن منم وخوف من بجائے رسیدہ است، اگر فردائے قیامت ندا برآید کہ امروز در دوزخ زود مگر یک کس من دانم کہ آں یک کس منم

"حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل ہے فرماتے تھے کہ باری تعالیٰ جل جلالہ کی شان لاابالی بے پرواہی پر نظر رکھتے ہوئے میری امید اس مقام پر پہنچی ہوئی ہے اگر کل قیامت میں ندا آوے کہ آج کے دن بہشت میں نہ جاوے گا مگر ایک شخص میں جانونگا کہ وہ میں ہوں اور خوف میرا یہانتک ہے اگر کل قیامت میں ندا آوے کہ آج کے دن دوزخ میں نہ جاویگا مگر ایک شخص میں جانونگا کہ وہ ایک شخص میں ہوں"

ایضاً فرماتے ہیں ۔

اگر ہمہ عالم بصدق صدیق اکبر گردند لا یزید فی ملکہ شئی واگر ہمہ عالم بدعوے انا ربکم الاعلیٰ چوں فرعون گردند - لا ینقص من ملکہ شئی

"اگر تمام عالم سچائی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہو جاوے نہ زیادہ کر سکے حق تعالیٰ اعزشانہ کی ملک میں کوئی چیز بھی اور اگر تمام جہان ساتھ دعوے انا ربکم الاعلیٰ مانند فرعون کے ہو جاوے نہ نقصان پہنچا کے اس کی ملک میں کچھ بھی"

ایضاً مکتوب سی و ہشتم مطبوعہ نولکشور لکھنؤ ص ۱۳۵ میں فرماتے ہیں ۔

اے برادر عزاو ہمہ عزہا را نعمت ذل کشیدہ است وجلال او ہمہ جلالہا را داغ صغار برنہادہ کمال او ہمہ کمالہا را رقم نقصان زدہ ہستی او ہمہ ہستی ہا را خط نیستی کشیدہ الہیت او ہمہ عالم را لباس بندگی در سر فگندگی پوشانیدہ چشم بکشائے حسرت آدم بین وفریاد نوح شنو دبے کاری خلیل بین وحدیث مصیبت یعقوب شنو چاہ زندان یوسف مابرو بین داره بر فرق زکریا نگر وتیغ بر گردن یحییٰ بین و جگر سوختہ ودل کباب گشتہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہم اجمعین برمین

"اے برادر اس کی عزت نے تمام عزتوں کے وصف کو ذلت میں کھینچ دیا ہے اور اس کے جلال وعظمت نے تمام بزرگیوں پر داغ چھٹائی کا رکھ دیا اس کے کمال نے تمام کمالوں کو نشانہ نقصان کا لگا دیا ہے اس کی ہستی نے تمام ہستیوں پر نیستی کا خط کھینچ دیا اس کی معبودیت نے تمام جہان کو لباس غلامی اور عاجزی کا پہنا دیا آنکھ کھول اور حسرت آدم علیہ السلام کی دیکھ اور فریاد نوح علیہ السلام کی سن اور لاچاری بےبسی ابراہیم علیہ السلام کی دیکھ اور بات مصیبت یعقوب علیہ السلام کی سن و چاہ قید خانہ یوسف علیہ السلام ماہرو کا دیکھ اور آرہ مانگ پر زکریا علیہ السلام کے دیکھ اور تلوار گردن پر یحییٰ علیہ السلام کے دیکھ اور کلیجہ جلا ہوا دل بھنا ہوا احمد رسول اللہ

در خواں کل شئ هالك الا وجهه و السلام ۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وسلم کا دیکھا اور پڑھے عالم کی ہر چیز ہلاک ہو جانیوالی ہے مگر حق تعالیٰ عز شانہ کی ذات پاک والسلام ۔

ایضاً مکتوب چہل و ہفتم ص۱۷۱ میں فرماتے ہیں

چوں خدائے عزوجل بندہ را نیکی خواہد اورا بعیبہائے نفس خود بینا گرداند ۔

خدائے تعالیٰ عزوجل جو بندہ کے ساتھ نیکی کا ارادہ چاہتا ہے تو اس کو اس کے نفس کے عیبوں پر بینا کر دیتا ہے ۔

ایضاً مکتوب چہل و نہم ص۱۸۰ میں فرماتے ہیں ۔

اے برادر خدائے را یوسف و زلیخا بسیار اند و لیلے و مجنون بے شمار ما مرا و ترا چشم آن نیست کہ بینیم ۔

اے برادر خدا تعالیٰ عزوجل کے ہاں یوسف اور زلیخا بہت ہیں اور لیلے اور مجنوں بیشمار لیکن ہم کو اور تجھ کو اس کی آنکھ نہیں ہے کہ ہم ان کو دیکھیں ۔

ایضاً مکتوب پنجاہ و یکم ص۱۸۴ میں فرماتے ہیں

اندریں جا بداں کہ ذات وجود را با برق توحید کجا طاقت بود چوں آفتاب علم او بتابد ہمہ علمہا جہل شود چوں ارادت او بتابد ہمہ ارادتہا بے کردہ شود چوں قدرت او بتابد ہمہ قدرتہا عجز شود و چوں جلالت و عزاو آشکارا شود ہمہ جلالہا و عزہا در خاک مذلت افتد چوں وحدانیت او پردہ کبریا از جمال بردارد ہمہ موجودات در بادیۂ عدم منعدم شود ۔

اس مقام پر جان کہ ذات وجود کو برق توحید کے سامنے کیا طاقت ہو جس وقت آفتاب اس کے علم کا چمکے تمام علوم جہل ہو ویں اور جب ارادہ اس کا ظاہر ہووے تمام ارادے رد کر دیے جاویں اور جس وقت قدرت اس کی ظاہر ہووے تمام قدرتیں عاجز ہو جاویں اور جب جلالت و عظمت اس کی آشکارا ہووے تمام بڑائیاں اور عزتیں خاک ذلت میں پڑ جاویں اور جس وقت وحدانیت اس کی بڑائی کے پردے جمال دکھلاوے تمام موجودات عالم عدم کے جنگل میں منعدم ہو جاویں ۔

ایضاً مکتوب شصت و چہارم ص۲۴۲ میں فرماتے ہیں

اذا اراد الله بعبد خیرا لبصره بعیوب نفسه چوں بہ بندہ نیکوئی خواہد عیبہا او را بدو باز نماید ۔

جس وقت اللہ تعالیٰ بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے بینا کرتا ہے اس کو اس کے نفس کے عیبوں پر ۔

ایضاً مکتوب ہشتاد و یکم ص۳۰۶ میں فرماتے ہیں ۔

من عرف نفسه فقد عرف ربه ای من عرف نفسه بالفنا فقد عرف ربه بالبقاء و بعضے گفتہ اند من

جس نے پہچانا اپنے نفس کو تو اس نے پہچان لیا اپنے رب کو۔ یعنی جس نے پہچانا اپنے نفس کے فنا ہونے کو تو اس نے پہچان لیا اپنے رب کے باقی رہنے کو اور بعضے

عرف نفسه بالعبودیة نقد عرف ربه بالعبودیة

کہتے ہیں جس نے پہچانا اپنے نفس کو عبودیت و بندگی کی ذلت کے ساتھ تو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو اس کی ربوبیت کے ساتھ ''

علی ہذا حضرت شیخ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ جن کو مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح نے فیخ المشائخ قطب عالم لکھا اور جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح نے رسالہ مسئلہ سماع میں آپ کو حضرت شاہ العالمین قدس اللہ سرہ العزیز لکھا اور مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح نے اخبار الاخیار ص۲۱۲ میں آپ کے مناقب بکمال بسط مع توصیف مکتوبات کے ارقام فرمائے اور خود مولوی نعیم الدین کی بڑی مستند کتاب انوار ساطعہ جس کو اپنے مطبع نعیمی پریس مرادآباد میں چھاپ کر شائع کیا اس کے ص۲۶۶ میں بھی آپ کو قطب العالم لکھا، یہی حضرت گنگوہی رح اپنے مکتوبات قدوسی مکتوب صد پنجاہ ونہم ص۲۱۳ میں فرماتے ہیں

انہ عبد ذلیل والرب رب جلیل سرگردانی در مقام عبودیت دخل کو در مقابلہ عالم ربوبیت ہمہ راست برطریق عموم انبیاءؑ واولیاء ہمہ حیران و سرگردان اند

بیشک وہ بندہ ذلیل ہے اور رب رب بزرگی والا سرگردانی مقام عبودیت میں اور ذلیل ہونا وجود کا عالم ربوبیت کے مقابلہ میں سب ٹھیک ہے بطریق عموم کے انبیاء اور اولیاء تمام حیران و پریشان ہیں ''

ایضاً مکتوب صد و شصت و پنجم ص۲۲۳ میں فرماتے ہیں

غایت آنکہ بندہ کہ خود را بے یابد ذلیل بے یابد و جلیل کہ جلیل خداست و بندہ ذلیل، ذلیل آں بود کہ جمیع وجود و بکلیت خود محتاج جلیل بود و ہماں جلیل بود وجز اسمی نہ ذلیل بود در سر ذلیلاں در معرفت جلیل سرور انبیاءؑ است در ہیں ذکر وقتے از فکر و مشاہدہ کردم ذل حضرت رسالت علیہ السلام بحضرت خدا تعالیٰ کہ اوراست دانستم کہ این ست وماینطق عن الھوی ہمیں است ''

حاصل انتہا یہ ہے کہ بندہ جب اپنی حقیقت جانے گا تو اپنے کو ذلیل پاوے گا اور بندگی کہ بزرگی خدا ہی کے لئے اور بندہ ذلیل ذلیل اس لئے ہوتا ہے کہ اپنے تمام وجود کے ساتھ محتاج جلیل کا ہوتا ہے اور وہی جلیل ہوتا ہے اور سوائے شرکت اسمی وجود کے بندہ کا وجود بجز ذلیل ہونے کے نہیں ہے اور سر حلقہ ذلیلوں کا معرفت رب جلیل میں سردار انبیاء کا ہے اس ذکر میں جس وقت میں فکر و مشاہدہ سے متوجہ ہوا ہوں ذلت حضرت رسالت علیہ السلام کو بمقابلہ حضرت خدا تعالیٰ کے کہ اس کو ٹھیک جانتا ہوں کہ آپ امانت دار ہیں وماینطق عن الھوی کے یہی معنی ہیں ''

نیز صوفیہ کے عارف اور شیخ اکبر امام محی ابن عربی المتوفی ۶۳۶ھ جن کو مولوی صاحب بریلوی

حیات الموات ص۲۹ میں امام اور مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۹ میں حضرت شیخ اکبر قدس سرہ الاطہر" لکھا، فتوحات مکیہ ص۱۰۶ میں فرماتے ہیں

واصل الاحتقار فان کل شیٔ فی العالم بالنظر الی عظمۃ اللہ حقیر	"اصل کل احتقار یہ ہے پس ہر چیز عالم کی بنظر عظمت وشان جلال اللہ تعالیٰ کے سامنے مقابلتہً حقیر و ذلیل ہے"

نیز علامہ شعرانی رحمہ جن کو مولوی صاحب بریلوی نے حیات الموات ص۵۵ میں "امام عارف باللہ" لکھا اور خود مولوی نعیم الدین نے الکلمۃ العلیا ص۶۸ میں امام مستند مانا ہے۔ آپ مختصر فتوحات باب ۳۰۴ میں نیز جزء اول الیواقیت والجواہر ص۲۷ میں فرماتے ہیں۔

لنعتقد انہ صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ مع ربہ عبد ذلیل خاشع اواہ منیب ھذا ما علیہ اقطاب اھل الورع (ھدایت المرتدی ص۲۵ وصیانۃ الایمان)	"ہم اعتقاد رکھتے ہیں کہ بیشک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فی نفسہ اپنی ذات میں اپنے پروردگار کے ساتھ بندہ ذلیل عاجزی کرنے والے بہت فریاد کرنے والے رجوع لانے والے ہیں یہ وہ عقیدہ ہے کہ اس پر سب قطب اہل تقویٰ قائم ہیں"

علیٰ ہذا حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ نقایہ میں تصوف کی تعریف میں فرماتے ہیں۔

حدہ تجرید القلب للہ تعالیٰ و احتقار ما سواہ ۔	"تعریف تصوف کی یہ ہے کہ قلب کو اللہ تعالیٰ کے لئے خاص و مجرد کرے اور اس کے ماسوا کو حقیر جانے"

علیٰ ہذا امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی رحمہ جن کو مولوی صاحب بریلوی نے حیات الموات ص۵۵ میں منجملہ اعاظم السلف واکارم الخلف نور اللہ تعالیٰ مراقدھم میں شمار کر کے علامہ کے لقب سے ملقب کیا، اور النار رسالہ مستند مولوی نعیم الدین ص۱۲ میں خاتم المحدثین لکھا، اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنی اسی زیر تنقید کتاب کے ص۲۵ میں امام علامہ لکھا شرح مواہب میں تصوف کی یہ تعریف فرماتے ہیں

ھو تجرید القلب للہ واحتقار ما عداہ بالنسبۃ لعظمتہ والا فاحتقار نبی کفر (ھدایت ص۵)	"تصوف کے معنی یہ ہیں کہ دل کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالی کرے اور جو چیز سوا اللہ عزوجل کے سوا ہیں ان کو بمقابلہ عظمت الٰہی کے حقیر سمجھے اور یہ حقیر سمجھنا عظمت الٰہی کے مقابلہ میں ہے ورنہ نبی کو حقیر جاننا کفر ہے"

نیز علامہ موصوف اپنی کتاب شرح مواہب ج ۶ ص۱۲ میں فرماتے ہیں۔

(اسریٰ بعبدہ) لانہ لیس للمؤمن	"حق تعالیٰ کا فرمان پاک ہے وہ ذات جس نے کہ سیر کرائی

صفۃ اتم ولا اشرف من العبودیۃ ولذا اطلقہ اللہ تعالیٰ علیٰ نبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فی اشرف المواطن کقولہ اسریٰ بعبدہٖ الحمد للہ الذی انزل علیٰ عبدہ الکتاب۔ تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہ قال ابوعلی الدقاق قال الطوسی وسبب ذلک ان الالٰھیۃ والسیادۃ والربوبیۃ انما ھی فی الحقیقۃ للہ لا لغیرہ والرب فی الحقیقۃ اشرف المراتب ولیس بعدھا الا المجاز۔

اپنے بندہ کو، کیونکہ نہیں ہے مومن کے لئے کوئی صفت کامل سے زیادہ کامل اور نہ اشرف عبودیت سے اور اسی وجہ سے عبد کا اطلاق فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اشرف مقامات میں جس طرح فرمایا سیر کرائی اپنے بندہ کو، سب تعریف واسطے اللہ کے ہے جس نے اتاری اپنے بندہ پر کتاب، بڑی برکت والی وہ ذات ہے جس نے نازل کیا فرقان اپنے بندہ پر۔ پس وحی بھیجی اپنے بندہ کی طرف کہا اس کو ابوعلی دقاق نے کہا طوسی نے اور سبب اس کا یہ ہے کہ الٰہیت اور سیادت اور ربوبیت سوائے اس کے نہیں کہ فی الحقیقت اللہ تعالیٰ عزوجل ہی کے لئے ہے نہ کسی غیر کے لئے اور رب حقیقت میں اشرف المراتب عزت والا ہی ہے اور نہیں ہے بعد اس کے کوئی مرتبہ مگر بطور مجاز کے۔

ایسے ہی لطائف السلوک ارشادات حضرت شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی رح خلیفہ شاہ نظام الدین اولیاءؒ المتوفی ۷۵۲ھ مسلم پریس قصبہ جھجرا ص۷ میں فرماتے ہیں۔

خود را مردہ انگارد و خلق را سنگ و کلوخ شمارد۔

اپنے آپ کو مردہ گن لے اور خلق کو پتھر اور ڈھیلے شمار کرے۔

نیز ص۱۶ میں فرماتے ہیں

بدانی کہ در عالم ہیچ کسی مستحق حمد نیست و او بجمیع محامد سزاوار است کہ الف و لام اینجا برائے استغراق جنس است

جان کہ عالم بھر میں کوئی شخص مستحق و لائق حمد و تعریف کے نہیں ہے وہ اللہ عزوجل ہی تمام تعریفوں کے لئے سزاوار و لائق ہے کہ الف اور لام اس جگہ استغراق جنس کیلئے ہو۔

نیز ص۱۷ میں فرماتے ہیں

عزیز من کعبہ و عرفات از سنگے و کلوخے بیش نہ پس شرک بود نہ ایمان۔ عزیز من طائف و مصر و بغداد ایشاں را

عزیز من کعبہ اور عرفات پتھر اور ڈھیلے سے زائد نہیں پس شرک نہ ہوگا نہ ایمان، عزیز من میرے کہ اور طائف اور مصر اور بغداد عارفوں کی

یکساں بود۔ — نظر میں یکساں ہو دیں"

نیز ص۱۰ میں فرماتے ہیں

درکمال معرفت عجز مصطفےٰ ایں کہ لا احصی ثناء علیک ۔ — "کمال معرفت میں عجز مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیکھ کہ لا احصی ثناء علیک کہ تیری تعریف شمار نہیں کر سکتا۔ کہتے تھے"

ایسے ہی حضرت مجدد الف ثانی رح کے مکتوبات جلد اول ص۱۲۵ میں ہے۔

عالم را باصانع خویش ہیچ نسبتے نیست مگر آنکہ مخلوق و ذلیل ست — "عالم کو ساتھ صانع اپنے کے کچھ بھی نسبت نہیں مگر یہ کہ مخلوق اور ذلیل ہے"

نیز ص۱۷۱ میں فرماتے ہیں۔

پیغمبراں علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کہ قریب بیک لکھ وبست وچہار ہزار گذشتہ اند خلائق را بعبادت خالق ترغیب فرمودہ اند واز عبادت غیر منع نمودہ وخود را بندہ وعاجز دانستہ اند واز ہیبت او وعظمت او تعالےٰ ترساں ولرزاں بودہ اند۔ — "ہمارے پیغمبران علیہم الصلوات والتسلیمات کہ قریب ایک لاکھ چوبیس ہزار کے گذرے ہیں خلائق کو خالق کی عبادت کی طرف ترغیب فرماتے تھے اور عبادت غیر سے منع کرتے تھے اور اپنے آپ کو بندہ اور عاجز جانتے تھے اور ہیبت وعظمت حق تعالیٰ جل شانہ سے ترساں اور لرزاں رہتے تھے"

علی ہذا مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج۱ ص۷۴ میں فرماتے ہیں۔

زیرا کہ در عبودیت غایت تذلل ونہایت خواری ست مستحق نیست آنرا مگر آں کس کہ در غایت عزت وکبریا ست وآں نیست مگر پروردگار رب العزت والکبریاء۔ — "عبودیت میں غایت درجہ ذلت اور نہایت درجہ خواری ہے اور اس کا مستحق نہیں ہو سکتا ہے مگر وہ جو غایت درجہ عزت اور عظمت رکھتا ہے اور وہ نہیں ہے مگر پروردگار رب العزۃ اور عظمت والا"

نیز ص۵۵ میں فرماتے ہیں

الا کل شیٔ ما خلا اللہ باطل آگاہ باش اے سامع بشنو وبداں کہ ہر چیز ماسوی حق ست جل وعلا باطل وفانی وہالک ومضمحل ونیست ست۔ — "آگاہ ہو اے سننے والے سن اور جان کہ ہر چیز جو ماسوائے حق تعالےٰ جل وعلا کے ہے۔ باطل وفانی اور ہالک ومضمحل اور نیست ہے"

نیز ص۱۴۷ میں فرماتے ہیں۔

کلھم من آدم وآدم من تراب
مردم پسران آدم اند وآدم از خاک ست
و خاک خوار و پست ست تعزز و ترفع او
را سزاوار نبوده

"تمام آدمی آدم کے بیٹے ہیں اور آدم خاک
سے۔ اور خاک خوار و پست ہے شان
اور بلندی اس کے لائق نہیں ہونی

زخاک آفریدت خداوند پاک
پس اے بندہ افتادگی کن چو خاک

خاک سے بنایا ہے خداوند پاک نے پس اے
بندہ پستی میں پڑا رہنا اختیار کر مانند خاک کے"

نیز ص۲۱۲ میں فرماتے ہیں۔

وآں حضرت نفس شریف خود را نیز دریں
مقام بر حد بشریت و ضعف عبودیت لازم داشت
بر جہت رعایت کمال عزت و عظمت ربوبیت
حق جل وعلاء

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے نفس شریف کو
بھی اس مقام میں حد بشریت اور ضعف عبودیت پر
رکھتے تھے بوجہ رعایت کمال درجہ عزت اور عظمت ربوبیت
حق تعالیٰ جل وعلا کے"

نیز ص۵۲۹ میں فرماتے ہیں

در فتوح الغیب فرمودہ اند صلاح فنائے
عبد ست بکلیت از وجود ہستی خود کہ تا
شائبہ از ہستی باقی ست فساد ست و چوں
فنا فی اللہ کامل شد بقا باللہ نیز کامل خواہد
بود واکمل افراد آنحضرت سید السادات
و افضل کائنات ست صلی اللہ علیہ وسلم
وعلی آلہ وسائر النبیین وآل کل
وسائر الصالحین

"فتوح الغیب میں حضرت شاہ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے
ہیں بھلائی و درستگی فنا ہو جانا بندہ کا ہے کلیۃً اپنے وجود
ہستی سے کہ جب تک شائبہ ہستی کا باقی ہے فساد ہے
اور جو فنا فی اللہ میں کامل ہوا بقا باللہ میں کامل ہوگا اور
سب سے کامل اس باب میں آنحضرت سید السادات و
افضل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ وعلی
آلہ وسائر النبیین وآل کل
وسائر الصالحین"

علیٰ ہذا جناب شاہ صاحب موصوف دہلوی "اخبار الاخیار ص۱۴۵" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

آدم وآدمیان را و عالم و عالمیان را معدوم
شمارد و نابود پندارد زیرا کہ ہمہ در عالم امکان اند
و اسیر حدثان اند۔

"آدمی اور آدمیوں کو اور عالم اور عالم والوں کو معدوم
شمار کرے اور نابود سمجھے کیونکہ تمام عالم امکان میں داخل ہیں
اور قیدی حدوث کے ہیں"

نیز ص۱۶۵ میں مرقوم ہے۔

وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا
وعلامت ظہور ایں فضل ورحمت آنست کہ او را لعیوب نفس خود بینا کند وپر توئے از انوار عظمت الٰہی کہ ہمہ مکنونات در جنب آں متلاشی است بر در دنہ او تباید تا ہمہ دنیا وبزرگی ہائے آں در نظر او خاک بود واہل آں ہا در دل وے سنگی نماند۔

"اگر نہ ہوتا اللہ کا فضل تم پر اور اس کی رحمت نہ پاک کرتا تم میں کسی کو بھی کبھی" علامت ظاہر ہونے اس فضل ورحمت کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ خود اس کو اپنے نفس کے عیوب پر نظر کرنے کے لیے بینا کرنے کی توفیق عطا فرماتا ہے اور پر تو ئے انوار عظمت الٰہی سے کہ تمام پوشیدہ اس ڈھونڈنے والے کے پہلو میں ہیں ظاہر کر دیتا ہے نہ خود چمکتے ہیں یہاں تک کہ تمام دنیا اور اس کی ساری خوبیاں اس کی نظر میں خاک ہو جاتی ہیں اور اہل دنیا کی بمقابلہ عظمت الٰہی کے اس کے دل میں ایک پتھر کی برابر بھی وقعت نہیں رہتی۔"

نیز ص۱۲۵ میں مرقوم ہے۔

دل از خلق برداشتن وبرحق بستن کار اولیاء وانبیاء است۔

"دل خلق سے اٹھا لینا اور حق تعالیٰ کے ساتھ باندھ لینا اولیاء اور انبیاء علیہم السلام کا کام ہے۔"

نیز ص۱۲۶ میں مرقوم ہے۔

ہر چہ نظر در غیر است شرک است، و خود را مردہ انگارد وخلق را سنگ وکلوخ شمارد وحقیقت بداند کہ لا یملکون لا نفسہم ضرا ولا نفعا ولا یملکون موتا ولا حیوۃ ولا نشورا وکسیکہ چنیں بود بدیگر چہ نفع ومضرت تواند رسانید۔

"جو کچھ نظر میں سوائے حق تعالیٰ کے غیر کا دخل ہے شرک ہے اور اپنے آپ کو مردہ شمار کرے اور خلق کو پتھر اور ڈھیلے شمار کرے اور حقیقت پہچان کہ نہیں ہیں وہ مالک اپنے نفسوں کے نقصان کے اور نہ نفع کے اور نہیں ہیں مالک موت کے اور نہ زندگی کے اور نہ بعد موت کے پھر زندہ ہو کر اٹھنے کے اور جو شخص اس طرح کا لاچار ہو وہ دوسرں کو کیا نفع اور نقصان پہنچا سکے گا۔"

علی ہذا مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح جن سے مولوی صاحب بریلوی نے حیات الموات میں جگہ جگہ استناد کیا ہے) انفاس العارفین ص۱۳۱ میں اپنے والد محترم جناب شاہ عبدالرحیم صاحب رح سے نقل فرماتے ہیں۔

میفرمودند طریق مکاشفہ رفع حجب است ومبدأ ایں محبت ذاتیہ است کہ کونین

"فرماتے تھے طریق مکاشفہ کا رفع حجاب ہے اور ابتداء اس کی محبت ذاتی حق تعالیٰ کی حاصل کرنا ہے کہ دونوں

را ترک کند بجدیکہ ملوک واغنیا روہمہ ابنا دنیا بمشابہ کلاب وخنازیر واخوان شیاطین بنظرش وانماید آنگاہ خداتعالیٰ محبۃ ذاتیہ در دل انداز د

جہان کو ترک کرے اس حد تک کہ بادشاہ اور اغنیا اور تمام دنیا والے مانند کتے اور سوروں اور شیاطین کے بھائی اس کی نظر میں آ دیں اس وقت خدا تعالیٰ اپنی محبت ذاتی دل میں ڈالتا ہے عا

نیز ص۱۲۷ مکتوبات حضرت شیخ عبدالاحد رح سرہندی نقل فرماتے ہیں

نوشتہ بودند ما التزاب در ب الارباب گویم در قصہ معراجیہ مذکور است کہ ایں از راہ تادب بود۔ قال اللہ تعالیٰ یا محمد انک اخترت العبودیۃ تادبا انا اخترتک بجمیع الکرامات الانسیۃ تفضلا پس تادب امرے دیگر است وتفضل امرے دیگر سہ

در از راہ ادب کے تھا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تو نے اختیار کیا میرے لئے عبودیت کو از راہ ادب کے میں نے اختیار کیا تجھے جمیع کرامات انسانیہ کے ساتھ اپنے فضل وکرم سے پس ادب امرے دیگر ہے اور فضیلت امرے دیگر ہے سہ

خاک را چوں کار با پاک او فتاد
پیش آدم عرش بر خاک او فتاد

خاک کو جو کام پاک کے ساتھ پڑا۔ آدم کے روبرو عرش اوپر خاک کے پڑا ۱؎

نیز ص۱۳۵ میں نقل فرماتے ہیں۔

ہیچ کس را تا نگردد او فنا ر
نیست رہ در بارگاہ کبریا ر

ہر کوئی شخص تاوقتیکہ اپنے آپ کو فنا نہ کرے نہیں ہے رہ یابی بارگاہ کبریا میں۔

ایضاً جناب شاہ صاحب موصوف رح انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص۵۷ میں طریقہ نقشبندیہ سے نقل فرماتے ہیں

والحاصل ان الغیر یذھب بتمام وجہ فی الخفاء وفی ھذا المقام یتحقق السیر فی اللہ فان العبد بعد الفناء المطلق الذی ھو فناء الذات وفناء الصفات یخلع علیہ الوجود الحقانی حتی یتشرف بذلک الوجود بالاوصاف

در حاصل یہ ہے کہ غیر بالکل جاتا رہے ہر وجہ سے خفا میں اور اس مقام میں متحقق ہوتی ہے سیر فی اللہ تو تحقیق بندہ کو بعد فنا مطلق کے کہ وہ فنا ذات و فنا صفات ہے خلعت وجود حقانی کا عطا ہوتا ہے یہاں تک کہ مشرف ہوتا ہے اس وجود سے اوصاف الٰہیہ کے ساتھ اور متخلق ہوتا ہے اخلاق ربانیہ کے

۱؎ قابل تخریج وتحقیق ہونے کی وجہ سے ناقابل اعتبار ہے (ع-ح)

الا رعینا رتخلق بالاخلاق الربانیۃ
وفی ھذا المقام تحقق مرتبۃ بی یسمع
وبی یبصر وبی یبطش وبی یمشی وبی
یعقل فان الذات والصفات الفانیۃ
فی ھذا المقام تبدل بکسوۃ الوجود الباقی

ساتھ اور اس مقام میں متحقق ہوتا ہے مرتبہ حسب
فرمان حدیث، مجھ سے ہی سنتا ہے مجھ سے ہی دیکھتا
ہے مجھ سے ہی عمل کرتا ہے مجھ سے ہی چلتا ہے
مجھ سے ہی سمجھتا ہے کیونکہ ذات وصفات فانیہ
اس مقام میں بدل جاتی ہے لباس وجود باقی سے،،

نیز صفحہ ۵۸ میں مرقوم ہے

والادب الباطن ھو ان تحفظ قلبک
من خطور الاغیار سواء کان خیرا او
شرا فانھما فی الحجاب سواء

"ادب باطنی کا یہ ہے کہ اپنے قلب کی حفاظت
کرے کہ اس میں غیر کا خطور نہ آنے دے خواہ نیک ہو
یا بد کیونکہ حجاب ہونے میں دونوں برابر ہیں"

نیز صفحہ ۹۲ میں منقول ہے۔

غیر حق تعالے را از دل کشیدیم و پس پشت
مے اندازیم

"ورد اذکار نفی اثبات میں ارادہ کرے کہ غیر حق تعالی کو میں نے
دل سے نکال کر اپنے پس پشت پھینکدیا،،"

نیز صفحہ ۱۱۸ میں منقول ہے۔

واظہار الذلۃ والافتقار

"دعا کرنے والا اپنی ذلت اور محتاجی کا اظہار کرنے والا ہے"

نیز آپ اپنی رباعیات میں فرماتے ہیں ؎

در بندہ سبب باشد کہ جلی ست وصریح
گر موے دگر خطرہ بخاطر باشد (حیات ولی صفحہ ۲۷۸)

علے ہذا معمولات ملفوظات مظہری (مرزا مظہر جان جاناں شہید دہلوی) صفحہ ۲۶ میں مرقوم ہے

مقصود از خلقت بنی آدم ادائے لوازم بندگی
است واظہار وظائف ذل وافتقار وعجز
ونیستی وہستی وعز وکبریائی واستغنا خاصہ
حضرت رب معبود ست بندہ کہ خود را مستغنی
از بندگی داند یا اثبات عز وکبریائی نماید
مدعی خداوندی است بندہ را با بندگی کار
است خداوندی کار او ست ہر چند
اظہار بندگی ولوازم آں از ذل وعجز از بندہ

"مقصود پیدائش بنی آدم سے ادائے لوازم بندگی
ہے اور اظہار وظائف ذلت، محتاجی اور عجز
اور نیستی ہے اور ہستی اور عزت وعظمت اور استغنا
خاصہ حضرت رب معبود کا ہے، بندہ کہ اپنے آپ
کو مستغنی بندگی سے جانے یا اثبات عزت و
بڑائی کا اپنے لئے کرے مدعی خداوندی کا ہے بندہ کو بندگی
سے کام ہے خداوندی کام حق تعالیٰ کا ہے ہر چند اظہار
بندگی اور اس کے لوازمات کا ذلت و

بیشتر رود عنایات والطاف خداوندی در حق او زیادہ تر منتہی کان اعرفتہ فی ذات اللہ جہلہ، عجز عن المعرفۃ ،

عجز بندہ سے جس قدر زیادہ ہوگا عنایات والطاف خداوندی اس کے حق میں زیادہ تر بدرجہ انتہا ہوں گے کیونکہ معرفت اللہ تعالے کی ذات میں جہل اور عجز معرفت سے ہے ،،

علی ہذا حضرت خواجہ میر درد محمدی دہلوی رح المتوفی ۱۱۹۹ھ (جو اکابر اولیاء دہلی سے تھے معاصر و ہم جلیس حضرت مرزا مظہر جان جاناں رح اور مولانا شاہ عبدالعزیز رح تھے رشاد آفاق صاحب رح نے مدت مدیدہ تک جن سے فیوض و برکات محمدیہ حاصل کئے) اپنے رسالہ اسرار الصلوۃ ص۱۵ اسرار چہارم در بیان رکوع ارقام فرماتے ہیں ۔

و دریں وقت بتعظیم تمام خود را بہ پیش عظمت او تعالے پست گرداند و عظمت و بزرگی جمیع مخلوقات را کہ بظاہر بزرگ و عظیم می نماید از دل خویش دور کردہ ۔

اس وقت میں پوری تمام تر تعظیم کے ساتھ اپنے آپ کو سامنے عظمت حق تعالی کے پست کردے عظمت اور بندگی جمیع مخلوقات کو کہ بظاہر بزرگ اور بڑے مرتبہ کا ان کو دیکھے اپنے دل سے دور کردے ،،

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز جلد اول ص۱۶ میں فرماتے ہیں

حضرت حق فرمود اے داؤد چوں خود را از شکر من عاجز دانستی ادائے شکر من کردی ۔

،،حضرت حق تعالے نے فرمایا اے داؤد جب تو نے اپنے آپ کو میرے شکر سے عاجز جانا تو تو نے ادائے شکر میرا کیا ،،

ایضاً ص۲۹ میں فرماتے ہیں ۔

حقیقت عبادت نہایت تذلل است برائے نہایت تعظیم غیر خود ۔

،،حقیقت عبادت کی نہایت درجہ ذلیل ہونا ہے واسطے نہایت درجہ تعظیم غیر کے (یعنی اللہ تعالی کے لئے)

ایضاً ص۳۳ میں فرماتے ہیں

الہیت موجب عزت و ہیبت است و عبودیت مقتضی خضوع و ذلت ۔

الہیت موجب عزت اور ہیبت جلال و عظمت کا ہے اور عبودیت مقتضائے عاجزی اور ذلت ہے ،،

ایضاً ص۳۸ میں ہے

عبادت یعنی غایت تذلل برائے نہایت تعظیم مطلقاً مخصوص است دریں ملت بحضرت

،،عبادت یعنی غایت درجہ تذلل واسطے نہایت درجہ تعظیم کے مطلقاً اس ملت میں مخصوص واسطے

حق است ۔ | حق تعالیٰ ایک ہے"

ایضاً صلالا میں ہے ۔

ہمہ خلق دراں روز در غایت تذلل باشند

"تمام مخلوقات قیامت کے روز غایت درجہ ذلت کی حالت میں ہو گی"

ایضاً صلالا میں مرقوم ہے ۔

وازتذلل وآں العبادت مفہوم گشتہ وازمعرفت عزت ربوبیت وذلت بشریت

"تذلل سے عبادت کے معنی اور معرفت سے عزت ربوبیت اور ذلت بشریت سمجھی گئی"

ایضاً صلالا میں مرقوم ہے ۔

حقیقت عبادت تصحیح نسبت عبودیت است زیراکہ چوں بندہ خودرا ممکن شناخت رب خودرا بوجوب خواہد شناخت وچوں خودرا مملوک دانست رب خودرا مملوک دانست رب خودرا مالک خواہد دانست وچوں خودرا مقہور دید رب خود را قاہر خواہد دید وچوں خودرا مقدور دید رب خودرا قادر خواہد دید وچوں خود را ماموروذلیل شناخت رب خودرا آمر وعزیز خواہد شناخت وعلیٰ ہذا القیاس خودرا مانند غلامے ذلیل کہ بحضور خاوند خود بر پا ایستادہ وکمر اطاعت بستہ ہر امر ونہی اورا منتظر بودہ خواہد دانست درایں جا باید دانست کہ ہر چند حقیقت عبادت بمجرد توجہ بحال نفس خود ودیدن داغ عبودیت برخود ظاہر وہویدا است ۔

"حقیقت عبادت کی تصحیح کرنا نسبت عبودیت کا ہے کہ آپ کو ممکن حادث پہچانا اپنے رب کو واجب الوجود ہمیشہ سے ہونا اور ہمیشہ رہنا پہچانا اور جب اپنے آپ کو مملوک جانا اپنے رب کو مالک جانے گا اور جب اپنے آپ کو مقہور دیکھا اپنے رب کو قاہر دیکھے گا، اور جب اپنے آپ کو تحت قدرت دیکھا اپنے رب کو قادر دیکھے گا اور جب اپنے آپ کو مامور اور ذلیل پہچانا اپنے رب کو آمر اور عزت والا پہچان لے گا۔ اور علیٰ ہذا القیاس اسی طرح اپنے آپ کو مانند غلام وذلیل کے روبرو اپنے خاوند مالک کے کھڑا ہوا اور کمر بستہ ہر امر ونہی کے لئے اس کا منتظر رہنے والا جانے گا اس مقام پر جاننا چاہیئے کہ ہر گاہ کہ حقیقت عبادت کی بمجرد متوجہ ہونے اپنے نفس کی طرف اور دیکھنے داغ عبودیت کا اپنے اوپر ظاہر اور روشن ہے"

ایضاً صـ۱۶۷۴ میں مرقوم ہے

منصب رسالت و نبوت بسبب خلوص بندگی و کمال عبودیت است و یافتن ذکر الاصل یغنی عن ذکر الفرع و لنعم ما قیل بیت
داغ غلامیت کرد پایہ خسرو بلند
میر ولایت شود بندہ کہ سلطان خرید
پس از جہت اظہار شرف عبودیت لفظ عبدنا مناسب تر افتادہ چنانچہ در انزل علی عبدہ الکتاب۔ و نزل الفرقان علی عبدہ و دیگر آیات مرعی شدہ۔

"منصب رسالت اور نبوت کا بسبب خلوص بندگی اور کمال عبودیت کے ساتھ حاصل ہوتا ہے اور ذکر کنا اصل کا بے پرواہ کر دیتا ہے ذکر کرنے فرع سے اور کیا اچھا کہا گیا ہے سہ داغ غلامیت نے کر دیا پایہ خسرو کا بلند۔ میر ولایت ہوا بندہ جس کو سلطان نے خریدا۔ پس اسی وجہ سے اظہار شرف عبودیت کا لفظ عبدنا سے زیادہ مناسب ہوا چنانچہ آیت انازل کی اپنے بندہ پر کتاب۔ اور نازل کیا فرقان کو اپنے بندہ پر وغیرہم آیات میں اس کی رعایت کی گئی ہے"

ایضاً صـ۱۷۲ و صـ۱۷۴ میں مرقوم ہے۔

ذکر اشیائے حقیرہ در مقامے کہ مقتضی ذکر آن اشیا باشد کمال بلاغت و عین فصاحت است برابر است کہ آن شئی حقیر یعنی پشہ باشد پس بالاتر از آن و بالاتر از پشہ بودن دو احتمال دارد یکی آنکہ بالاتر در جثہ باشد مثل مگس و عنکبوت و مانند آن دوم آنکہ بالاتر در خردی و حقارت بود مثل پر پشہ کہ در حدیث شریف دنیا را باد تمثیل فرمودہ اند بالجملہ حق تعالیٰ خالق کبیر و صغیر است و حکمت او در ہر چہ پیدا کردہ است جلوہ گر است پس تمثیل بہر چیز کہ مشتمل بر حکمتے و منفعتے باشد مستحسن و محمود است بلکہ در اشیائے صغیرۃ الجسم و حقیرۃ القدر اگر حکمتے کاملہ و منفعتے عمدہ ظاہر گردد بسیار

"ذکر اشیاء حقیرہ کا جس مقام میں کہ مقتضی ان کے ذکر کا ہو کمال بلاغت اور عین فصاحت ہے برابر ہے کہ وہ شئے حقیر مچھر ہو پس بالاتر اس سے اور بالاتر مچھر سے ہونا دو احتمال رکھتا ہے ایک یہ کہ بالاتر جثہ میں ہو مثل مکھی اور عنکبوت اور اس کے مانند دوسرے یہ کہ بالاتر چھوٹائی میں اور حقارت میں ہو مثل پر مچھر کے کہ حدیث شریف میں دنیا کو اس کے ساتھ تمثیل فرماتے ہیں۔ حاصل یہ کہ حق تعالیٰ خالق بڑے چھوٹے کا ہے اور حکمت اس کی جو کچھ اس نے پیدا کیا ہے جلوہ گر ہے پس تمثیل ہر چیز کے ساتھ جس میں کوئی حکمت اور کوئی منفعت ہو بہتر اور اچھی ہے بلکہ چھوٹی اور حقیر چیزوں میں اگر کوئی حکمت کاملہ اور کوئی منفعت عمدہ ظاہر ہووے نہایت عجیب ہوتی ہے چنانچہ عجائبات مچھر کی

عجیب میباشد چنانچہ از غرائب خلقت
پشہ نوشتہ اند کہ باوجود ایں خردی جثہ
آنچہ فیل را در یں کبر جثہ دادہ اند از اعضا
وجوارح ہمہ باو ہم عنایت شدہ مع شئی
زائد واز عجائب خرطومش آنست کہ باوجود
ایں خردی وکاواکے اگر او را در پوست
گاؤمیش یا فیل بخاند ہمچو فرو میرود کہ
گویا انگشت در حلوا بردند ومرش آں
است کہ در سر خرطوم او سمیتے ودیعت
نہادہ اند کہ بسبب آں نفوذ می کند
پس تمثیل باشیائے حقیرہ را حق تعالٰی
کہ حکیم است ودر آں اشیائے حکمت
ہائے گوناگون ودیعت نہادہ است
ہرگز ترک نمی فرماید لیکن سامعان کلام
الٰہی دو قسم مے باشند قسمی اہل ایمانند
کہ قول ایشاں معتبر است زیرا کہ موافق
عقل جاری میشوند وقسمی دیگر کفاراند کہ قول
ایشاں معتبر نیست زیرا کہ از راہ عناد برخلاف
مقتضائے عقل میروند یعنی پس اما کسانیکہ
ایمان آوردہ اند پس میدانند کہ آں تمثیل
حق است آمدہ از پروردگار ایشاں زیرا
کہ بیان خست چیزے وحقارت آں بدوں
تمثیل لشئی حقیر وخسیس نمی تواند شد
اگر دراں مقام تمثیل بچیز ہائے بزرگ نمایند
بے موقع میافتند ورب ایشاں کہ مراتب

پیدائش میں لکھتے ہیں کہ باوجود اس چھوٹے جسم ہونے
کے جو کچھ کہ ہاتھی کو اس کے بڑے جسم ہونے کے اعضا
وجوارح ہیں وہ تمام مچھر کو عنایت ہوئے ہیں اور کچھ
زائد بھی اور مچھر کی سونڈ کے عجائبات میں سے یہ ہے
کہ باوجود چھوٹے ہونے اور نرم ہونے کے اگر گائے
کے چمڑے یا ہاتھی میں چبھو دے تو اس طرح چلی جاتی ہے
جس طرح حلوے میں انگلی چلی جاتی ہے اور بھید
اس میں یہ ہے کہ اس کی سونڈ کے سر میں سمیت رکھ
دی گئی ہے کہ بسبب اس کے نفوذ کرتا ہے پس ساتھ
تمثیل اشیاء حقیر کے کہ حق تعالٰی الحکیم ہے اور
ان اشیاء میں طرح طرح کی حکمتیں رکھی ہیں ہرگز
ترک نہیں فرماتا لیکن سننے والے کلام الٰہی کے دو
قسم کے ہوتے ہیں ایک قسم اہل ایمان ہیں
کہ قول ان کا معتبر ہے کیونکہ موافق عقل کے
چلتے ہیں اور قسم دوسری کفار ہیں کہ قول
ان کا معتبر نہیں ہے کیونکہ از راہ عناد برخلاف
مقتضائے عقل کے جاتے ہیں۔ لیکن وہ آدمی کہ
ایمان لائے ہیں۔ پس وہ جانتے ہیں
کہ وہ تمثیل حق ہے ان کے پروردگار کی طرف
سے آئی ہوئی ہے کیوں کہ بیان خست کسی
چیز کا اور اس کی حقارت کا بدون تمثیل شئے
حقیر اور خسیس کے نہیں ہو سکتا ہے
اگر اس مقام میں بڑی بڑی چیزوں کے
ساتھ تمثیل دیویں بے موقع پڑے گا۔ اور
پروردگار کہ مراتب اشیاء کے جانتا ہے

اشیا را میداند و ہر چیز را در مرتبہ خود می نہد ہرگز خلاف آں نخواہد فرمود۔ یعنی واما کسانیکہ کافر شدند پس میگویند باوجود آنکہ مطابقت مثال را با ممثل بہ میدانند و می فہمند کہ ایں چیز حقیر را غیر از چیز حقیر مثال نمی تواند شد یعنی چہ چیز ارادہ کردہ است باآنکہ عظمت اوبی نہایت است یعنی بگردانیدن ایں چیز حقیر مثال تا سبب ہدایت گردد حالانکہ ایں چیز حقیر مناسب عظمت او نیست و ایں نمے فہمند کہ مثال را می باید کہ مطابق ممثل بہ باشد در عظمت و حقارت نہ مطابق ممثل کہ ذکر کنندہ مثال است آرے حق تعالے باوردن ایں چیز ہائے حقیر در تمثیلات قرآن ارادہ امر عظیمی فرمودہ است و آں امتیاز است درمیان مومنان و کافراں زیراکہ یعنی گمراہ می کند بسبب آں مثال باآنکہ نفس سبب ہدایت است یعنی بسیارے را از مردم کہ از راہ غلط فہمی تمثیل اشیائے حقیرہ را با شیائے حقیرہ منافی عظمت ذکر کنندہ مثال میدانند و ہر چند ایں ہا جماعہ کثیر اند اما کثرت ایشاں ہیچ اعتبار ندارد تا قول ایشاں را بر صواب حمل نمودہ آید یا ذم و طعن ایشاں را در شمار آوردہ شود یعنی و ہدایت می کند بسبب آں مثال بسیارے را

اور ہر چیز کو اس کے مرتبہ میں رکھتا ہے ہرگز خلاف اس میں نہ فرمادے گا۔ لیکن وہ لوگ کہ کافر ہوئے پس کہتے ہیں باوجود اس امر کے کہ مطابقت مثال کی ممثل بہ کے ساتھ جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس چیز حقیر کی مثال نہیں ہو سکتی۔ یعنی کس چیز کا ارادہ کیا ہے اللہ نے باوجودیکہ عظمت اس کی بے نہایت ہے یعنی ساتھ مقرر کرنے اس چیز حقیر کی مثال تاکہ سبب ہدایت کا ہووے حالانکہ یہ چیز حقیر اس کی عظمت کے مناسب نہیں ہے اور یہ نہیں سمجھتے ہیں کہ مثال کے لئے چاہیے کہ مطابق ممثل بہ کے ہووے عظمت اور حقارت میں نہ کہ مطابق ممثل کے کہ ذکر کرنے والا مثال کا ہے البتہ حق تعالے نے ان چیزوں حقیر کے لانے سے تمثیلاً قرآن میں ارادہ امر عظیم کا فرمایا ہے۔ اور وہ درمیان مومنوں اور کافروں کے باعث امتیاز کا ہے۔ کیونکہ گمراہ کرتا ہے بسبب اس مثال کے باوجود اس کے کہ وہ فی نفسہ سبب ہدایت کا ہے۔ یعنی بہت سارے آدمیوں کو ازراہ غلط فہمی تمثیل اشیاء حقیرہ کا بنا تا اشیاء حقیرہ کے منافی عظمت ذکر کرنے والا مثال کے جانتے ہیں اور ہر چند ایسے لوگ بہت ہیں لیکن ان لوگوں کی کثرت کچھ اعتبار نہیں رکھتی تاوقتیکہ قول ان کا صواب پر حمل کیا جاوے یا مذمت یا طعن ان کا شمار میں لایا جاوے۔ اور ہدایت کرتا ہے بسبب اس مثال کے بہت سارے آدمیوں کو کیونکہ

ازمردم زیرا کہ بسبب آں مثال حقارت
بعضی اشیاء در ذہن ایشاں بکمال وضوح
جلوہ گر میشود وازاں اشیا اجتناب می
کنند چہ جائے آنکہ آں چیزہا را بعبادت
کنند اھ۔

بسبب اس مثال کے حقارت بعضے
چیزوں کی ان کے ذہن میں بکمال جلوہ گر
ہوتی ہے۔ اور ان چیزوں سے
پرہیز کرتے ہیں۔ چہ جائیکہ ان چیزوں
کی عبادت کریں"

ایضاً ص۲۱۵ میں مرقوم ہے۔

وغایت تذلل برائے کسے سزاوار است
کہ در غایت عظمت باشد وغایت
عظمت آں است کہ ذاتی باشد عظمت
ذاتی خاص بحضرت حق است در ہیچ
مخلوق یافتہ نمیشود

"نہایت تذلل اظہار ذلت کا کرنا اسی سامنے
لائق ہے کہ نہایت عظمت بڑائی والا ہو۔ اور
نہایت عظمت وہ ہے کہ ذاتی ہو اور عظمت
ذاتی خاص حضرت حق تعالے اجل شانہ ہی کیلئے
ہے کسی مخلوق میں پائی نہیں جاتی ہے"

ایضاً ص۴۸۹ میں مرقوم ہے۔

جمیع موجودات مقہور تصرف اویند از
تصرف او بیروں نمیروند۔

"جمیع موجودات عالم مقہور تصرفات حق تعالیٰ کے ہیں
اس کے تصرف قبضہ سے باہر نہیں جاسکتی ہیں"

ایضاً ص۶۱۶ میں مرقوم ہے۔

چوں عظمت وجلال من دلہائے شما پر کند
دیگر در دل وچشم شما مخلوقات را قدرے
ووقعتے نماند زیرا کہ ملاحظہ مخلوقات وپاس
آنہا از تقصیر در تعظیم خالق ناشی میشود چنانچہ
حضرت امیر المومنین مرتضی علی کرم اللہ وجہہ
فرمودہ اند عظم الخالق عندک یصغر
المخلوق فی عینک

"جس وقت عظمت وجلال میرا تمہارے دلوں میں بھر
جاوے تمہارے دل اور آنکھوں میں کسی مخلوقات کی کچھ قدر اور
کوئی وقعت نہ رہے کیونکہ مخلوقات کے ملاحظہ اور ان کے پاس
وخیال سے تعظیم خالق تعالیٰ شانہ میں قصور واقع ہوتا ہے
چنانچہ حضرت امیر المومنین علی مرتضی رض فرماتے ہیں کہ خالق کی
عظمت وبڑائی تیرے نزدیک تمام مخلوقات کو تیری نظر
میں چھوٹا حقیر کردے گی"

ایضاً ص۶۶۸ میں مرقوم ہے

وہر چہ غیر او است محض نمود بے بود
است۔

"جو کچھ کہ سوائے حق تعالے کے ہے محض نمود
بے بود ہے"

علی ہذا تفسیر فتح العزیز جلد سوم پارہ ۳۰ صلہ۱۳۱ میں حضرت شاہ صاحب موصوف فرماتے ہیں۔

چون آسمان بابزرگی وبلندی کہ دارد این امر شاق رابحکم پروردگار خود بے توقع ثواب وبے خوف عقاب بجا آوردہ پس آدمی کہ در نہایت ذلت وپستی واقع است امر سہل عذار اکہ چنداں سخت ودشوار نیست باوصف توقع ثواب وخوف عقاب چرا قبول نکند وبجا نیارد''	''جبکہ آسمان اس قدر بڑائی اور بلندی رکھتے ہوئے شاق امر پروردگار کے حکم سے بے توقع ثواب اور بے خوف عقاب کے بجالاتا ہے پس آدمی کہ نہایت ذلت اور پستی میں واقع ہے حکموں کو کہ چنداں سخت اور دشوار نہیں ہیں باوصف توقع ثواب اور خوف عقاب کے کس واسطے قبول نہ کرے اور بجانہ لاوے''

ایضاً صلہ۲۹۶ میں فرماتے ہیں

بالجملہ نقصانے کہ آدمی درحالت لطفیت دارد وکمالے کہ بعد از بلوغ ومرتبہ خاتمیت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام نصیب او شدہ است ہر دو را قیاس باید کرد ورلوبیت او تعالی را تماشا باید نمود	''مختصر یہ کہ وہ نقصان کہ آدمی بیچ حالت لطفیت کے رکھتا ہے اور وہ کمال کہ بعد بلوغ اور مرتبہ خاتمیت کے علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام اس کے نصیب میں ہوا ہے سردونوں کو قیاس کرنا چاہیے۔ اور ربوبیت حق تعالیٰ کا تماشا دیکھنا چاہیے!

ایضاً صلہ۲۹۷ میں فرماتے ہیں

داند کہ بادشاہ وامیر در رنگ من عاجز ومحتاج اندر	''(بچہ بلوغت کے بعد) جانتا ہے کہ بادشاہ اور امیر بھی میرے رنگ میں عاجز اور محتاج ہیں''

اعیانِ حلقہ بریلی سے تائید تقویۃ الایمان

الغرض اس باب میں تفصیل کلام اکابر علمائے کرام ومشائخ عظام کا بے شمار ہے خود مؤلف نے صلہ۱۲۶ میں لکھا۔

''وہ غنی بالذات ہے سب اس کے محتاج ہیں''

اور مؤلف کے بڑے محمد بدایونی جن کو اپنے رسالہ فوائد النور ص۲ میں ''حضرت مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہ'' لکھا، وہ بوارق ص۲۲۳ میں استناداً مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ سے نقل کرتے ہیں۔

واولیار خدا فانی وہالک اندر فعل الٰہی وقدرت وسطوت وے نیست ایشاں را فعل	''اولیاء اللہ فانی اور ہالک ہیں فعل الٰہی اور اس کی قدرت اور سطوت میں نہیں ہے ان کا فعل اور قدرت

لہ یعنے در اشعۃ اللمعات کتاب الجہاد قصہ شہدائے بدر (ع۔ ح)

وقدرت وتصرف نہ اکنون کہ در قبور اند و نہ	اور تصرف نہ اس حالت میں کہ قبور کے اندر ہیں اور نہ
دران ہنگام کہ زندہ بود ند در دنیا ۔	اس وقت میں کہ دنیا میں حیات تھے ۔،،

نیز مؤلف صاحب کے بڑے اعلیٰحضرت بریلوی ملفوظ حصہ اول رحسنی پریس بریلی ۱۳۳۸ھ صفحہ ۶۹ میں لکھتے ہیں ،، لوگ اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ سب جھوٹے ہیں ،، نیز ملفوظ حصہ سوم (انڈیا پریس لکھنؤ) صفحہ ۹ میں لکھتے ہیں،

،، نبی کلام الٰہی کے سمجھنے میں بیان الٰہی کا محتاج ہوتا ہے ،،

نیز صفحہ ۷ میں لکھتے ہیں ۔

،، حدیث میں ارشاد ہوا کوئی شخص بغیر اللہ کی رحمت کے اپنے اعمال سے جنت میں نہیں جا سکتا صحابہ نے عرض کیا ولا انت یا رسول اللہ آپ بھی نہیں یا رسول اللہ ارشاد فرمایا ولا انا الا ان یتغمدنی رحمتہ اور میں بھی جب تک کہ میرا رب رحمت نہ فرمائے ۔ گناہ نہ سہی استحقاق کس بات کا ہے دنیا ہی کا قاعدہ دیکھئے اگر اجیر ہے مزدوری کرے گا اجرت پائے گا اور اگر عبد ہے مملوک ہے کتنی ہی خدمت کرے کچھ نہ پائے گا ۔ ہم سب تو اسی کی مخلوق و مملوک ہیں اس کی رحمت ہی رحمت ہے ۔ آپ ہی بندوں کو توفیق دے آپ ہی ان کو اسباب دے آپ ہی آسان فرمایا اور فرماتا ہے بدلہ ہے ان کے نیک عملوں کا نعم العبد کیا اچھا بندہ ہے ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا جب اس سے نجات ملی عرض کیا الٰہی میں نے کیسا صبر کیا ارشاد ہوا اور توفیق کس گھر سے لایا ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا بیشک اگر توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا ،،

نیز جزاء اللہ عدوہ سنی پریس بریلی صفحہ ۶۵ میں لکھتے ہیں ۔

،، اللہ کا محبوب امت کا راعی کس پیار کی نظر اسے اپنی پالی ہوئی بکریوں کو دیکھتا ہے ،،

نیز ملفوظات حصہ چہارم سنی پریس بریلی صفحہ ۶۲ میں لکھتے ہیں

،، قلب مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی عظمت رب العزۃ جل جلالہ سے یہ غیر متناہی و متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال ،،

نیز سبحٰن السبوح صفحہ ۵۱ میں لکھتے ہیں

،، عبادت و تذلل و خشوع و خضوع و انکسار و تواضع انسان کے مدائح جلیلہ سے ہیں اور باری جل شانہ پر محال کہ ان کا مدح ہونا فوت کمال حقیقی یعنی معبودیت پر مبنی تھا معبود عالم عز جلالہ کے حق میں عیب و منقصت ہیں بلکہ اس کے لئے مدح تعالیٰ و تکبر ہے جل وعلا سبحانہ و تعالیٰ

نیز مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی محمد نقی علی خاں صاحب بریلوی جواہر البیان (مطبع حسنی محلہ سوداگران بریلی) ص۱۹ میں لکھتے ہیں۔

"پیغمبر و صدیق اس کی بے نیازی سے خائف و ترساں برق غضب اس کی ہزار برس کی طاعت و ریاضت جلا کر خاک بناتی ہے"

نیز ص۲۷ میں لکھتے ہیں

"جب بندہ نماز میں کہ بادشاہ حقیقی کا دربار ہے عیوب نفس و خبث باطن کو خیال کرتا اور سمجھتا ہے کہ سب بادشاہوں کا بادشاہ جو ظاہر و باطن سے آگاہ ہے میرے عیبوں کو دیکھ رہا ہے یا حضرت احدیت جل جلالہ کی عظمت تصور کرتا ہے اور کہتا ہے اس دربار میں مقرب فرشتے اور اولوالعزم پیغمبر نہایت فروتنی اور عاجزی سے سر جھکاتے اور اولیاء و اصفیاء کس ادب و تعظیم سے بندگی بجا لاتے ہیں"

نیز ص۲۸ میں لکھتے ہیں

"خشوع و خضوع کہ جو بادشاہ کے حضور میں اس کی عظمت پر نظر کرتا ہے کمال تذلل و فروتنی بجا لاتا ہے۔ امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد غزالی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں موسیٰ علیہ وعلی نبینا الصلوۃ والسلام پر وحی ہوئی اے موسیٰ جب تو مجھے یاد کرے اس حال پر یاد کر کہ تو اپنے اعضا توڑتا ہو اور میری یاد کے وقت خاشع و ساکن ہو جا اور جب یاد کرے اپنی زبان کو دل کے پیچھے کر اور جب میرے رو برو کھڑا ہو بندۂ ذلیل کی طرح کھڑا ہو اور خوفناک دل اور راست گو زبان کے ساتھ مناجات کر"

نیز ص۳۲ میں لکھتے ہیں

"مخلوقات و ممکنات سے کہ خود محتاج اور اپنی حد ذات میں ہالک ہیں دست بردار ہو کر مالک کائنات و خلق ارض و سمٰوات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو باقی و دائم ہے اور سب اس کے محتاج ہیں"

نیز ص۲۳ میں لکھتے ہیں۔

"بندہ وہ ہے کہ مراد و مقصود اس ذات مطلع کے سوا دوسری چیز نہ ہو اور اس کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو پست سمجھے سب خوبیاں اور کمالات اور تمام عیوب سے پاکی اس کے لئے سمجھے"

نیز ص۲۹ میں لکھتے ہیں

"کارخانہ الٰہی میں کوئی چیز خاک سے زیادہ ذلیل و خوار نہیں رفعت و بلندی کا اقتضاء اس میں کہاں مگر مالک اپنے ملک میں مختار ہے جس بندۂ خوار و ذرہ بے مقدار کو چاہے تشریف کرامت سے مخصوص فرما کر اپنی درگاہ میں بلا دے اور بیٹھنے کی اجازت دے"

نیز ص۱۸۷ میں لکھتے ہیں۔

"مخلوق کے علم و قدرت و سمع و بصر کو اس کے صفات کاملہ سے کوئی نسبت نہیں یہ حادث وہ قدیم یہ فانی وہ باقی یہ ناقص وہ کامل یہ اس کی عطا ہیں اس کی مخلوق اس کے قبضۂ اقتدار میں اور وہ پاک موصوف کی پاک صفتیں تمام شوائب نقص و شیون شین سے منزہ بلکہ ان کے حضور صفات مخلوق کا نام زبان پہ لانا وجود و عدم میں نسبت دینا ہے اشتراک یہاں مجرد اسمی اور متناسب مفاہیم صرف وہمی کمالات وجود پر متفرع ہیں اور وجود اس کی ذات پاک سے خاص ہاتی جو کچھ ہے اگر اس کے انتساب سے قطع نظر کی جائے محض ہالک و لاشئے ہے آنکھوں پہ کچھ پردے پڑے ہیں کہ عالم آباد نظر آتا ہے اگر سرمۂ توحید لگا کر دیکھئے تو بالکل سن سان لق و دق بیابان ہو کا عالم یعنی ہو ہے ہو کے سوا سب ہی نہیں ہیں"

نیز ہدایۃ البریہ حسنی پریس بریلی ص۲۴ میں لکھتے ہیں

"تمام انبیاء و مرسلین و ملئکہ مقربین اس کے خوف سے بید کی طرح کانپتے ہیں"

نیز احسن الوعا لآداب الدعا مطبع اہل سنت و جماعت بریلی ص۳ میں لکھتے ہیں۔

"جمیع ماسوائے اللہ سے رشتہ امید قطع کرے نہ نفس سے کام نہ خلق سے غرض رکھے تا شاہد مقصد جلوہ گر ہو اور گوہر مقصد ہاتھ آئے"

نیز سرور القلوب فی ذکر المحبوب (مطبوعہ نولکشور) ص۵۶ میں لکھتے ہیں۔

"انبیاء و مرسلین و ملائکہ مقربین خدا کے خوف سے کانپتے ہیں"

نیز ص۶۹ میں لکھتے ہیں۔

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کی عصمت سے زمین و آسمان آراستہ ہوا اور خطبہ سلطنت دارین ان کے نام نامی پر پڑھا گیا خدا کے عدل سے اس قدر ڈرتے کہ اگر ایک ذرہ ان کے درد و غم کا خلق پر جھکتا کسی کے دل میں خوشی کی بو نہ آتی ہر روز ستر بار یا سو بار کلاہ خواجگی سر سے اتارتے اور ہزار عجز و نیاز سے استغفار کرتے ؎

جگر خون می شود زیں یاد ما را ۔ ز استغنائے حق فریاد ما را

اے عزیز تو نے سنا پیغمبروں اور صدیقوں کا خدا کے خوف سے کیا حال تھا"

نیز ص۱۰۵ میں لکھتے ہیں۔

"با وجود اس قرب و منزلت اور علو مرتبت کے کہ پیغمبروں کے سردار اور معصوموں کے پیشوا اور ازل اور ابد میں مامون العاقبۃ اور مبشر بہ انواع کرامت تھے زمین و آسمان اور آدم و عالم ان کے واسطے پیدا ہوا

اور مرتبہ محبوبیت مطلقہ اور شفاعت کبری کا انہیں دیا گیا خدا کے خوف سے اس قدر کانپتے کہ تمام عالم کا خوف جمع کیا جاوے ان کے خوف سے برابر نہ ہو سکے،،

نیز ص۱۲۸ میں لکھتے ہیں۔

ماے عزیز! بڑائی اور عظمت ذات واجب کے لئے خاص ہے، ممکن کے حق میں کوئی کمال بندگی اور نیاز سے بڑھ کر نہیں خاک کی ہزار ظلمت سے مکدر ہے کیا رتبہ رکھتی ہے کہ نور مطلق ہے صفت اپنے لئے ثابت کرے آج ہر شخص عزور پندار میں گرفتار رہے کل سب عزتیں اس کی عظمت وجلال کے سامنے پست اور سب کمال نقصان اور تمام ہستیاں نیست نظر آئیں گی۔ کل شیئ ھالک الا وجھہ ملائکہ مقربین سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا اور انبیاء ومرسلین ما عرفناک حق معرفتک وما عبدناک حق عبادتک کے سوا اس جگہ دم نہیں مار سکتے جو غلام سرکش اپنے مولا کا تاج سر پر رکھا اور اس کے تخت پر بیٹھا چاہے مردود بارگاہ اور مستوجب قہر ہے" ذق انک انت العزیز الکریم حدیث قدسی میں آیا ہے کبریا میری چادر اور عظمت میری ازار ہے جو مجھ سے ان دونوں میں جھگڑے گا دوزخ میں جائے گا اے عزیز کہاں تو اور کہاں یہ صفت ذرا اپنی حقیقت دیکھو ایک ناپاک پانی سے پیدا ہوا اس وقت کچھ قدرت نہ رکھتا تھا اور اب بھی ایک مکھی یا پسو تجھے ایذا دے کر اڑ جائے تو اس سے بدلہ نہیں لے سکتا اور صورت شکل کا یہ حال ہے اگر دو روز منہ نہ دھوئے اپنی صورت سے آپ کراہت و نفرت آئے ایک خیمہ چمڑے کا سنڈا اس پر تنا ہے پیٹ میں گوہ اور موت اور ناک میں رینٹھ اور کان میں میل بھرا ہے بلکہ بچشم انصاف دیکھئے تو وہ گوہ موت ایک نفیس چیز تھی کہ تیرے جسم نے اسے خراب کیا ہے، باوجود ان خرابیوں کے کس بات پہ ناز کرتا ہے یہ حسن وجمال ظاہری اور قوت وطاقت نہایت سریع الزوال ہے عمر دو روزہ تک بھی وفا نہیں کرتا چالیس میں جوڑ ہڈیوں کے ڈھیلے ہو جائیں گے اور پیٹھ جھک جاوے گی اور بال سپید ہو جائیں گے اور چہرے پر جھریاں پڑ جائیں گی اور دانت گر جائیں گے آنکھ میں روشنی نہ رہے گی اور سب اعضاء بیکار ہو جائیں گے چمڑا قبر میں گل جائے گا اور گوشت خاک یا چیونٹیوں کی خوراک ہو جائے گا۔ یوسف زلیخا وشیریں ولیلی جن کے حسن وجمال کے اکناف عالم میں ایک دھوم ہے اب کہاں ہیں جو تو باقی رہے گا اور رستم وسہراب وسام ونریمان جن کے زور وقوت کا جہان میں ایک شور ہے کدھر گئے جو تو نہ جائے گا اس وقت اگر ایک رگ بدن کی بگڑ جائے یا کانٹا پاؤں میں لگ جائے سب زور وقوت بھول جائے نسب پر کیوں ناز کرتا ہے اللہ تعالے فرماتا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم زیادہ بزرگ اللہ کے نزدیک

وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے اور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس کے عمل اچھے نہ ہوں گے اسے نسب فائدہ نہ بخشے گا باپ دادا کا کمال اولاد میں نہیں آتا قریش اسمٰعیل وابراہیم کی اولاد میں تھے ہزاروں ان میں مردود کافر ہوئے بنی اسرائیل پیغمبر زادگی پر ناز کرتے سیکڑوں سؤر اور بندر ہو گئے۔ کنعان حضرت نوح پیغمبر کے طریق پر نہ تھا ہر چند انہوں نے سفارش کی قبول نہ ہوئی آخر طوفان میں غرق ہو گیا نوح اور لوط پیغمبر کی عورتیں دوزخ میں گئیں اور آسیہ فرعون کی بی بی بہشتی ہوئیں محمد بیٹا کعب بن اشرف کا تابعی ذی وقار اور عمرو بیٹا سعد بن ابی وقاص کا لشکر اشقیار کا سردار[1]

عبرت دیکھو قدرت رب ودود ہے — ظلمت سے نور نور سے ظلمت نمود ہے

نیز ص۱۶۷ میں لکھتے ہیں۔

"خواجہ جنید رح کہتے ہیں اہل توحید تواضع کو بھی تکبر سمجھتے ہیں کہ تواضع فروتنی کردن ہے اور وہ بھی ایک جگہ ہے اپنے لئے جگہ اور مقام ثابت کرنا تکبر میں داخل ہے کسی نے شبلی رح سے کہا تم کیا چیز ہو کہا وہ چیز ہوں کہ جوتے کے نیچے رہے فرمایا خدا تجھے تیری نظر سے گم کرے ابھی تک اپنے لئے جگہ ثابت کئے جاتا ہے"

اب آخر میں مضامین عالیہ مذکورہ بالا کو دلائل الخیرات مؤلفہ امام ابو محمد عبداللہ بن محمد بن سلیمان الجزولی سید شریف حسنی رح کی دعا پر ختم کیا جاتا ہے، چنانچہ حزب دوم سہ شنبہ ص۵۵ میں مرقوم ہے۔

اللهم انی اعوذبك من الفقر الا اليك ومن الذل الا لك	"اے اللہ میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے محتاجگی سے مگر تیری طرف اور ذلیل ہونے سے مگر تیرے لئے"

نیز حزب ہشتم دوشنبہ ص۱۳۶ میں مرقوم ہے۔

واسألك باسمك الذی يذل لعظمته العظماء والملوك والسباع والهوام وكل شئ خلقته	"سوال کرتا ہوں میں تجھ سے تیرے اس نام کی برکت کے ساتھ کہ ذلیل ہو گئے ہیں اس نام کی عظمت کے لئے بڑے بڑے بزرگ اور بادشاہ اور درندہ اور زہر دار جیویں اور ہر شئے جس کو تو نے پیدا کیا"

الحمد لله الذی ذل كل شئ لعزته وعظمته

ناظرین کرام نے تقویۃ الایمان کی تائیدی عبارات بکمال تفصیل شرح وبسط کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واکابر ائمہ دین مسلمہ مولوی نعیم الدین سے بطریق عموم وخصوص حق تعالیٰ کی شان عزت وعظمت کے سامنے تمام مخلوقات خاص کر انسان اشرف المخلوقات کی عبدیت کی ذلت بنظر انصاف ملاحظہ فرمائے مولوی نعیم الدین کے تجاہل عارفانہ اور تعصب کو دیکھ لیا کہ تمام اکابر سلف وخلف بقول مولوی صاحب گستاخ

[1] یعنی مشہور تاریخی روایتوں کی بنا پر واللہ اعلم (ع۔ ح)

و بے ادب ظالم و منافق بد لقیب وغیرہ الفاظ سفیہہ چیشتہ کے مورد ٹھہرتے ہیں۔ نعوذ باللہ من هذه الهفوات والخرافات

عزت و ذلت کا مفہوم

اب یہ کہنا کہ۔ اللہ اور رسول اور مومنین کے لئے عزت ہے اور حضور پر صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا گیا ہے" ور بندوں پر اطاعت رسول فرض ہوئی ،، درست ہے لیکن بلاشبہ یہ اسی ذلت عبدیت کا ثمرہ عزت افزائی کا تمغہ ہے دراصل عزت ذاتی محض اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے پارہ پانچ سورہ نساء میں فرمایا۔ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا اور پارہ ۱۱ سورہ یونس میں اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا اور پارہ ۲۲ سورہ فاطر میں فرمایا

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيعًا (پس واسطے اللہ ہی کے ہے عزت ساری ،،

تفسیر خازن، ج ۱ صفحہ ۵۰۹ میں مرقوم ہے۔

یعنی فان العزة والقدرة والغلبة لله جميعا وهو الذى يعز اولياءه واهل طاعته كما قال الله تعالى ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين اور جلد ۳ صفحہ ۱۶۲ میں ہے يعنى ان القهر والغلبة والقدرة لله جميعا هوا لمنفرد بها دون غيره وهو ناصرك عليهم والمنتقم لك منهم وقال سعيد بن المسيب ان العزة لله جميعا فيعز من يشاء وهذا كما قال سبحانه وتعالى فى اٰية اخرى ولله العزة ولرسوله وللمؤمنين ولا منافاة بين الاٰيتين فان عزة الرسول صلى الله عليه وسلم وعزة المؤمنين عطاء الله

(پس تحقیق قوت اور قدرت اور غلبہ سب واسطے اللہ کے ہے اور وہ ذات پاک ہے جو عزت دیتا ہے اپنے دوستوں اور اپنے فرمانبرداروں کو جس طرح کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اور مومنین کے" یعنی تحقیق زور اور غلبہ اور قدرت سب اللہ کے لئے ہے وہی اکیلا ہے ساتھ اس کے ۔ کوئی دوسرا اور وہی ہے مددگار تیرا اوپر ان کے اور بدلا لینے والا تیرا ان سے اور کہا سعید بن مسیب رح نے تحقیق ساری عزت اللہ کے لئے ہے پس عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور یہ ایسا ہے جس طرح فرمایا اللہ سبحانہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں اور عزت واسطے اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کیلئے ہے اور نہیں ہے کوئی منافات یعنی خلاف دونوں آیتوں میں کیونکہ عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور عزت مومنین کی ساتھ عطائے اللہ کے ہے

ایاهم فثبت بذلك ان العزة لله جمیعا وهو الذی یعز من یشاء ویذل من یشاء وقیل ان المشرکین کانوا یتعززون بکثرة اموالهم واولادهم وعبیدهم فاخبر الله سبحانه وتعالی ان جمیع ذلك لله وفی ملکه فهو قادر علی ان یسلبهم جمیع ذلك ویذلهم	اور کہا گیا تحقیق مشرکین اپنی عزت ظاہر کرتے تھے اپنے مالوں کی کثرت اور اولاد اور غلاموں کی کثرت کے ساتھ پس خبر دی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تحقیق یہ سب اللہ کے لئے ہے اور اس کی ملک میں ہے پس وہ قادر ہے اس امر پر کہ چھین لے ان سے ان تمام چیزوں کو اور ان کو عزت دینے کے بعد ذلیل کر دے ،،

اس سے واضح ہوا کہ جو عزت کسی مخلوق کو اللہ تعالےٰ نے عطا فرمائی وہ عزت بمقابلہ عزت اور شان وعظمت حق تعالےٰ کے اس لائق نہیں کہ اس کو عزت شمار کیا جاوے بلکہ بہ نسبت حق تعالےٰ کے وہ ذلت ہی ہے کیونکہ تمام عزت ذاتی حق تعالےٰ ہی کے لئے ہے نہ کسی دوسرے کے لئے ہے رسول اور مومنین کی عزت حق تعالیٰ کا عطیہ دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں ہے نہ کہ حق تعالیٰ کی عزت وشان عظمت کے مقابلہ میں۔

پس مولوی نعیم الدین کی خیانت نقل آیت قرآن پاک کلام ربانی میں آشکارا ہو گئی اور تمام لن ترانیاں خاک میں مل گئیں۔

علیٰ ہذا القیاس صراط مستقیم، نفس کاملہ اشرف موجودات نمونہ حضرتِ ذات، باری تعالےٰ جل شانہ کی تجلی معراج کرامت سے سرفراز ہوتا ہے جو اس ذاتی ذلت عبودیت کے ہرگز منافی نہیں ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز پارہ ۳۰ ص۲۹۵ میں فرماتے ہیں۔

وجود انسانی نمونہ تمام عالم است پس گویا مختصریست جامع در حضرت الٰہیہ و خلاصہ علم تفصیلش آنکہ وجود وحیات و علم وارادہ وقدرت وشنوائی و بینائی وگویائی ہمہ پر توِ صفات حضرت الوہیت است	,,وجود انسانی نمونہ تمام عالم کا ہے پس گویا ایک مختصر ہے جامع حضرت الٰہیہ کا اور خلاصہ علم جس کی تفصیل یہ ہے کہ وجود اور حیات اور علم اور ارادہ اور قدرت اور سننا اور دیکھنا اور گویائی تمام پر تو صفات حضرت الوہیت کی ہے ،،

چنانچہ ذکر کیا گیا ہے

تخلقوا باخلاق الله	,,اللہ تعالیٰ کی سی عادات اختیار کرو ،،

اور قرآن پاک میں ارشاد ہے۔

فِطْرَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا	,,اختیار کرو) اللہ کی فطرت کو جس پر بنایا انسان کو

لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ — نہ تبدیل کرو اللہ کے بنانے کو یہی ہے دین سیدھا
الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ پ ۲۱ ع ۷ — مضبوط اور لیکن بہت لوگ نہیں جانتے "

اور علامت اسکی یہ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر حسب کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عقائد وعبادات اخلاق وعادات چال ڈھال لباس وطرز معاشرت میں چلے اور اس کا صحیح نمونہ ہو پس حسب آیت اور حدیث کے نفس کاملہ نمونہ حضرت ذات حق ہے اللہ کی عادات واخلاق کا اختیار کرنا خصائل نیک کے ساتھ موصوف ہونا رضائے حق تعالےٰ کا چاہنا افعال ذمیمہ منکرہ سے اجتناب کرنا ہے مگر بایں ہمہ وہ ذلت ذاتی عبدیت سے خارج نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح سے انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ ص۴۷ سے قریب ہی مرقوم ہو چکا ہے۔ کہ

"بندہ کو بعد فنا مطلق کے جو فنا ذات وفنا صفات ہے خلعت وجود حقانی کا عطا ہوتا ہے یہانتک کہ مشرف ہوتا ہے اس وجود سے اوصاف الٰہیہ کے ساتھ اور متخلق ہوتا ہے اخلاق ربانیہ کے ساتھ اور اس مقام میں متحقق ہوتا ہے مرتبہ (حسب فرمان حدیث[1]) مجھ سے ہی سنتا ہے مجھ سے ہی دیکھتا ہے مجھ سے ہی حملہ کرتا ہے مجھ سے ہی چلتا ہے مجھ سے ہی سمجھتا ہے کیونکہ ذات وصفات فانیہ اس مقام میں بدل جاتی ہے لباس وجود باقی سے "

عبارت فوائد الفواد پر بحث

پس بندہ کے لئے دوام ذلت فنائیت عبدیت بحضور حق تعالیٰ ہونی لازم ہے معہذا دیگر مخلوقات پر اس کو شرف عزت وبقا سے بعطائے حق تعالےٰ ممتاز ومشرف فرمایا جاتا ہے یہی نفس کاملہ نمونہ حضرت ذات الٰہی ہوتا ہے جناب مؤلف کی عقل پر پتھر جو معاذ اللہ ایسی بے دلیل بات کہتا ہے پھر اپنی زبان درازی سے عبارت فوائد الفواد ملفوظات حضرت شاہ نظام الدین اولیاء دہلوی رح (مطبوعہ حسینی دہلی ص۲۶) کہ

ایمان کسے تمام نشود تا ہمہ خلق نزدیک او ہمچنیں نہ نماید کہ پشک شتر۔	"کسی کا ایمان پورا نہیں ہوتا جب تک اس کے نزدیک تمام خلق مانند اونٹ کی مینگنی کے نہ ہو جاوے "

خود نقل کرکے اپنی بے باک دریدہ دہنی سے محض تقویۃ الایمان کی ضد میں انکار بصورت محفوظ نہ ہونا الفاظ کا لائق یقین نہ ہونا متداول نہ ہونا تحریف وتبدیل ہونا بتایا گیا۔ جواز حد درجہ دلیل عجز بدتر از جہل کے ہے۔ جس پہ پرائے شگون کے لئے اپنی ناک، کاٹنے کی مثال صادق ہے۔ حالانکہ یہی عبارت ومضمون دیگر کتب مؤلفہ اکابر ائمہ دین میں مرقوم ہے۔ چنانچہ عوارف المعارف حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح اند

[1] یعنی مشہور حدیث کنت سمعہ الذی یسمع بہ الحدیث — متعدد دفعہ گذر چکی (ث۔ ح)

مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ و تذکرۃ الموتی والقبور قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم سے منقول ہو چکا جس کو حدیث کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ علی ہذا مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور تصنیف نفیس کتاب حجۃ اللہ البالغہ باب ۶۹ طبقات الامۃ الخ صـ۱۲۱ مطبوعہ صدیقی بریلی میں فرماتے ہیں

والزهاد الذين يقنوا بالمعاد وبما
هنالك من اللذة فاستحقروا في
جنبها لذة الدنيا وصار الناس
عندهم كاباعير الابل

"ایک درجہ سابقین میں سے زہاد کا ہے ان کو عالم معاد اور وہاں کے لذائذ کا کامل یقین ہوا کرتا ہے۔ ان لذّات کے مقابلہ میں ان کو دنیوی لذت نہایت حقیر معلوم ہوتی ہے۔ سب لوگ ان کی نظر میں ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسے اونٹ کی مینگیاں"۔

ناظرین کرام بنظر غور و انصاف فوائد الفواد کی عبارت کو تقویۃ الایمان کی عبارت سے ملا کر موازنہ فرمالیں جو یہ ہے کہ "یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔
اس میں لفظ ہمہ خلق ہے۔ اس میں ہر مخلوق اسی کا ترجمہ ہے۔ اس میں مانند اونٹ کی مینگنی کی مثال ہے۔ اس میں چمار کی مثال ہے۔ اور مینگنی کے مقابلہ میں چمار پھر انسان اشرف المخلوقات ہے ان دونوں عبارتوں میں عمومی مثال اونٹ کی مینگنی۔ اور عمومی مثال چمار ہیں کون سے الفاظ زیادہ بُرے قابل رد اور کون سے لائق قبول ہیں یا دونوں ہی باعث توہین و بے ادبی گستاخی ہوں گے۔

واضح ہو کہ فوائد الفواد مشہور و معروف متداول کتاب ہے جس کو بڑے بڑے اکابر علماء و صوفیہ نے اپنے اپنے زمانہ میں مدح و توصیف کے ساتھ قبول و مستند جانا ہے چنانچہ مولانا شاہ عبد الحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اخبار الاخیار صـ۴۲ و صـ۴۸ صـ۶۰ و صـ۷۷ و صـ۹۱ و صـ۹۹ صـ۱۱۲ میں فوائد الفواد سے مقامات نقل فرمائے ہیں اور صـ۹۴ اور صـ۹۸ میں مرقوم ہے۔

میر حسن را کتابے است مسمّٰی بفوائد الفواد در آنجا ملفوظات شیخ را جمع کردہ در غایت متانت الفاظ و لطافت معانی آں کتاب درمیان خلفاء و مریدان شیخ نظام الدین دستور است گویند کہ میر خسرو گفتے کاشکے تمام تصنیفات من بنام حسن بودے و ایں کتاب از من بودے و ایں سخن

"میر حسن بن علا سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی ایک کتاب ہے بنام فوائد الفواد اس میں ملفوظات شیخ کو نہایت متانت الفاظ اور لطافت معانی کے ساتھ جمع کیا ہے یہ کتاب درمیان خلفاء و مریدان شیخ نظام الدین کے گویا دستور ہے کہتے ہیں کہ میر خسرو کہتے تھے کاش کہ تمام تصنیفات میری بنام حسن سنجری کے ہوتیں اور یہ کتاب میری تصنیف سے ہوتی اور یہ بات غایت درجہ ظاہر

ناشی از غایت محبتے است کہ میر خسرو را نسبت بہ پیر خود بود۔ || کرنے والی اس محبت کی ہے جو میر خسرو کو اپنے پیر کی نسبت تھی ،،

حقیقت یہ ہے کہ بزرگوں کی خدمت میں کلام سنتے وقت تحریر میں لانے اور معتمدین اصحاب وخلفار کا باحتیاط و بلفظہ ملفوظات کے ضبط فرمانے کا طریقہ رہتا ہے جو انہیں کا کلام معناً ولفظاً سمجھا جاتا ہے چنانچہ مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت مولوی صاحب بریلوی احکام شریعت حصہ اول ابوالعلائی پریس آگرہ صـ۳۵ میں لکھتے ہیں ،،خود حضور محبوب الٰہی سیدی ومولائی نظام الحق والدین سلطان الاولیار رضی اللہ تعالےٰ عنہ وعنہم وعنا بہم فوائد الفواد شریف میں فرماتے ہیں الخ۔ نیز احکام شریعت حصہ دوم ابوالعلائی پریس آگرہ صـ۱۷۲ میں اخبار الاخیار کو مستند مانا ہے۔ اب ہم مولوی نعیم الدین صاحب کے اس جہل وعناد کی گوشمالی میں مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہی کا کلام پیش کرتے ہیں۔ جو وہ رسالہ انہار الانوار مطبع اہلسنت وجماعت بریلی صـ۹ میں لکھتے ہیں

،،بالجملہ ایسے اکابر کی عبارت معتمد کو بے وجہ وجیہ رد کرنا سخت جہالت ہے یا خبث وضلالت والعیاذ باللہ سبحانہ وتعالیٰ اور بے دلیل دعویٰ الحاق محض مردود ورنہ تصانیف ائمہ سے امان اٹھ جائے اور نظام شریعت درہم برہم نظر آئے جو سند پیش کیجئے مخالف کہدے یہ الحاق ہے چلئے تمسک واستناد کا دروازہ ہی بند ہو گیا،،

علاوہ ازیں مولوی نعیم الدین کی ہم مشربی کتاب آفتاب انوار صداقت صـ۸۱ میں عبارت مذکورہ بالا فوائد الفواد کی خود تصدیق کی ہے ع لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا۔ پھر کس قدر فریب کاری ہے کہ کہا تقویۃ الایمان کے کسی کلام کی تائید میں تو کسی بزرگ کا کلام پیش کرنا کسی طرح درست نہیں ہے کیونکہ تقویۃ الایمان میں جابجا کہا ہے کہ اللہ کو مان اور اس کے سوا کسی کو نہ مان اسی طرح مولویوں اور درویشوں کے ماننے کو تقویۃ الایمان کے صـ۵ میں اس نے شرک بتایا ہے۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین حالانکہ تقویۃ الایمان صـ۲ وصـ۳ میں مرقوم ہے

،،سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسول کے کلام کو اصل رکھئے اور اس کی سند پکڑیے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو سو قبول کیجئے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیے،،

نیز تقویۃ الایمان صـ۷ میں تحت آیت سورۃ براءۃ میں مرقوم ہے

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا || ٹھہرایا انہوں نے مولویوں کو اور درویشوں کو مالک۔

مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ — اپنا دوے اللہ سے۔ سو وہ نرالا ہے ان کے شریک بتانے سے"

ف یعنی اللہ کو تو بڑا مالک سمجھتے ہیں اور اس سے چھوٹے اور مالک ٹھیراتے ہیں مولویوں اور درویشوں کو سو اس بات کا ان کو حکم نہیں ملا اور اس سے ان پر شرک ثابت ہوتا ہے اور وہ نرالا ہے اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا نہ چھوٹا نہ برابر کا بلکہ چھوٹے بڑے سب اس کے بندے عاجز ہیں عجز میں برابر"

دیکھئے تقویۃ الایمان کی اس تفصیل سے مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی کھلے طور پر آشکارا ہو گئی لہٰذا مولانا شہید مرحوم کو اس بنا پر مشرک قرار دینا خود اپنے ہی گلہ کا طوق قرار دینا ہے۔ کیونکہ خود عبارت فوائد الفواد ہمہ خلق۔ نقل کردہ سے سب کی طرف سے توجہ ہٹا کر خالق کی طرف متوجہ ہو جانے کی تعلیم کو تسلیم کیا ہے تو مؤلف بقول خود بزرگوں مولویوں درویشوں کا منکر ٹھیرا ع میں الزام ان کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا پس تقویۃ الایمان کی تائید میں بزرگوں کا کلام پیش کرنا بیشک صحیح اور درست ہے۔ بشرطیکہ موافق کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو جس طرح قرآن و احادیث سے مدلل گزر چکا ہے۔ اور خود مولوی نعیم الدین نے بھی تائید تقویۃ الایمان کو فوائد الفواد سے تسلیم کیا اس لئے تو فوائد الفواد میں حیلے بہانے لایعنی پیش کئے۔

مؤلف کا مولانا شہیدؒ پر بہتان اور اس پر مختصر بحث

علی ہذا التقویۃ الایمان ص۴۳ کا حوالہ کہ انبیاء اور اولیاء اس کے نزدیک ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ یہ مؤلف کی بد دیانتی اور اہل توحید سے بغض و عناد کا اظہار ہے کہ اس کو انبیاء کے حق میں گستاخی اور بے ادبی قرار دیا۔ حالانکہ یہ شان حق تعالےٰ کا بیان حدیث کے تحت میں ہے نہ کہ دیگر مخلوقات کے مقابلہ میں کہ معاذ اللہ کفر ہو گا۔ چنانچہ اس سے پہلے ملخص یہ الفاظ میں وہ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ رب انبیاء و اولیاء الخ۔ یہی مولوی نعیم الدین نے دروغ گو را حافظہ نباشد خود الکلمۃ العلیاء ص۳ و ص۱۵ و ص۱۲۶ میں لکھا کہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ کے علم کو علم الہیٰ سے کوئی نسبت نہیں ذرہ کو آفتاب سے اور قطرہ کو سمندر سے جو نسبت ہے وہ بھی یہاں متصور نہیں کہاں خالق اور کہاں مخلوق۔ جماثلث و مساوات کا تو ذکر ہی کیا علم الہیٰ کے حضور تمام مخلوق کے علوم اقل قلیل ہیں کوئی ہستی نہیں رکھتے"، در حضور کے علم کو علم الہیٰ سے کوئی نسبت نہیں" "اور حقیقت میں تمام مخلوقات کا علم خالق جل شانہ کے علم کے سامنے مثل لاشئے کے ہے" "علی ہذا تقویۃ الایمان ص۲۱ کا یہ حوالہ کہ اور کسی چوڑے چمار کا تو کیا ذکر" اس کے بھی قبل حدیث کے تحت یہ الفاظ ہیں جو اخفاء کئے گئے" جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے کام کا علاقہ اسی سے رکھتا ہے۔ دوسرے بادشاہ سے

بھی نہیں رکھتا اور کسی چوڑہے چمار کا تو کیا ذکر"۔ اس عبارت میں خصوصاً کسی کا نام بھی نہیں ہے۔ پھر یہ الفاظ بے ادبی کے کس کے حق میں قرار دیے گئے۔ علیٰ ہذا التقویۃ الایمان ص۳۳ کے حوالہ میں عاجز اور ناکارہ کا لفظ ناظرین اہل انصاف اس کو بھی اوپر کے ملحقہ مضمون سے ملائیں آیت کے تحت میں مرقوم ہے "یعنی اللہ سے زبردست کے ہوتے ایسے عاجز لوگوں کو پکارنا کہ کچھ فائدہ اور نقصان نہیں پہنچا سکتے محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص کا مرتبہ ایسے ناکارہ لوگوں کو ثابت کیجیے"۔ اس عبارت میں بھی کسی کا نام نہیں ہے پس اس قسم کے جملہ الفاظ عام وخاص حق تعالیٰ کی شان جلال وعظمت کے مقابلہ میں ہوتے ہیں جن کو سوائے اللہ تعالےٰ کے لوگ پوجتے دور دراز سے عالم الغیب جان کر پکارتے ندائیں فریادیں کرتے ہیں۔ وہ سب کے سب محض عاجز ہیں بے شبہ یہ ایمان ہے ایک ذرہ کا بھی اختیار نہیں رکھتے معہذا کسی نبی ولی بزرگ کو کسی دوسری مخلوق کے مقابلہ میں عاجز ناچیز حقیر جاننا بیشک درست نہیں مگر مولوی نعیم الدین کی محض بے عقلی باعث عناد ہے۔

امام غزالی کی شہادت

ہر چند کہ اس کے مفصل جوابات گذر چکے ہیں الا چند حوالے تائیدی یہاں بھی پیش کئے جاتے ہیں چنانچہ امام غزالی کیمیائے سعادت ص۱۲۱ میں فرماتے ہیں۔

اگر در علم وے نگری از وے جاہل تر کیست کہ اگر یک رگ در دماغ او کثر شود در خطر ہلاک و دیوانگی بود و نداند کہ از چہ خاست وعلاج آں چیست و باشد کہ علاج آں پیش او باشد و مے بیند و نداند و اگر قوت و قدرت او نگاہ کنی از وے عاجز تر کیست کہ با مگسے بر نہ آید و اگر پشہ را بر وے مسلط کنند در دست او ہلاک شود و اگر زنبورے نیشں فرا دی کند بے خواب و بے قرار شود۔

"اگر آدمی کے علم کی طرف بغور دیکھے تو اس سے زیادہ جاہل کون ہے کہ اگر ایک رگ اس کے دماغ میں ٹیڑھی ہو جاوے تو خطرۂ ہلاکت اور دیوانگی میں پڑ جاوے اور نہ جانے کہ اس کا سبب اور علاج کیا ہے اور ایسا ہوتا ہے کہ علاج اس کا سامنے ہوتا ہے اور نہیں جانتا اور اگر اس کی قوت اور قدرت کو دیکھا جاوے تو اس سے زیادہ عاجز کون ہے کہ ایک مکھی سے نہیں جیت سکتا اور اگر مچھر کو اس کے اوپر مسلط کر دیں تو اس سے ہلاک ہو جاوے اور اگر ایک بھڑ ڈنگ مارے تو بے خواب اور بے قرار ہو جاوے"

نیز ص۱۸۰ میں فرماتے ہیں

کسے کہ نظر وے از توحید بود ہمہ را در قبضہ

جس شخص کی نظر توحید کے ساتھ لگی ہوتی ہے تمام کو قبضہ قہر

قہر ربوبیت مضطر ببیند وبچشم رحمت نگرد

ربوبیت میں مضطرو بیقرار دیکھتا ہے اور رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے"

نیز ص۲۶۲ میں فرماتے ہیں۔

"وہر چہ جز وے است ہمہ در چشم وے حقیر گردد
واین زہد عارفان است"

"جو کچھ سوائے حق تعالے کے ہے تمام اس کی آنکھوں میں حقیر ہو
جاوے اور یہ زہد عارفوں کا ہے"

نیز ص۵۰۸ میں فرماتے ہیں

"وہر چہ ما دانیم حقیر ومختصر است در جنب آنچہ
علماء واولیاء را معلوم بودہ است وعلم ہمہ
علماء واولیاء مختصر است در جنب علم انبیاء
تبفصیل آفرینش وعلم انبیاء مختصر بود در جنب
علم فرشتگان مقرب وعلم ایں ہمہ اگر اضافت
کنی با علم حق تعالے خود سزاوار نبود کہ آں
را علم گوئی سبحان آں خدائے کہ خلق را چندیں
علم داد وآنگاہ ہمہ را داغ نادانی بر نہاد وگفت
وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا"

"جو کچھ ہم لوگ جانتے ہیں حقیر اور ادنے ہے مقابلہ میں جو
کچھ علماء اور اولیاء کو معلوم ہوا ہے اور علم تمام علماء اور اولیاء
کا مختصر ہے مقابلہ میں علم انبیاء کے تفصیل خلقت میں اور علم انبیاء
مختصر ہے مقابلہ میں علم مقرب فرشتوں کے اور علم ان تمام
کا حق تعالے کے مقابلہ میں ایسا ہے کہ اس کو علم کہنا
سزاوار نہیں ہے سبحان اللہ اس کی کیا شان ہے
کہ خلق کو کس قدر دیا اور تمام کو نادانی کا داغ ان پر
لگا دیا چنانچہ فرمایا اور نہیں دیا گیا تمہیں علم میں سے
مگر تھوڑا سا"

نیز ص۵۳۵ میں فرماتے ہیں

"ہیچ سلیم دل نبود کہ ایں مقدار نداند کہ علم اولین
وآخرین از فرشتگان وآدمیاں در جنب علم حق
تعالیٰ ناچیز است وہمہ را گفتہ است وما
اوتیتم من العلم الا قلیلا بلکہ اگر ہمہ
عالم بہم آیند تا عجائب علم وحکمت او تعالےٰ
در آفرینش مور چہ یا پشہ بدانند نتوانند"

"کوئی سلیم دل ایسا نہیں جو یہ نہ جانے کہ علم اولین اور آخرین
فرشتوں اور آدمیوں کے مقابلہ میں علم حق تعالے کے ناچیز ہے اور
تمام کو فرمایا گیا ہے اور نہیں دیا گیا تمہیں علم میں سے مگر تھوڑا
بلکہ اگر تمام عالم جمع ہو کر چاہیں کہ عجائب علم وحکمت حق
تعالے کو پورے طور پر پیدائش چیونٹی اور مچھر کی جان
لیں تو نہیں جان سکتے"

نیز ص۵۲۶ میں فرماتے ہیں۔

"وقدرت ہمہ خلق در جنب قدرت حق تعالے
چہ باشد بلکہ ہمہ عاجز اند الا آں قدر کہ او ایشاں
را قدرت داد وپس ہمہ را از اں عاجز کرد کہ اگر

"قدرت تمام خلق کی بمقابلہ میں قدرت حق تعالے کے کیا چیز
ہے بلکہ تمام عاجز ہیں مگر اسی قدر کہ ان کو قدرت دی ہے
اور اس نے تمام کو اس سے عاجز کر دیا کہ اگر کسی ان سے کوئی

کسے از ایشاں چیزے بربابد باز نتوانند ستد و ہمہ عاجز آیند پس قدرت ادبی نہایت است کہ آسمان و زمین و ہر چہ درمیان آن ست از جن و انس و حیوان و نبات ہمہ اثر قدرت اوست و بر امثال ایں الی غیر نہایت قادر است پس چگونہ روا بود کہ بسبب قدرت دیگرے را جزوی دوست دارند۔

چیز لے جاوے تو اس سے پھر نہیں واپس لا سکتے اور تمام عاجز آجاویں پس قدرت اس کی بے نہایت ہے کہ آسمان اور زمین اور جو کچھ درمیان ان دونوں کے ہے جن اور انسان اور حیوان اور نباتات تمام اس کی قدرت کا اثر ہے اور ان کی مانند بے انتہا چیزوں پر قادر ہے پس کیونکر روا ہوگا کہ بسبب قدرت کے دوسرے کو سوائے حق تعالیٰ کے دوست رکھیں"

نیز صفحہ ۵۵ میں فرماتے ہیں۔

ودائے بر آنکہ گوید چرا دچوں دیکے از انبیاء بیست سال بگرسنگی و برہنگی و محنت بسیار مبتلا بود دعا میکرد و اجابت نمی شد پس وحی آمد کہ پیش از آنکہ آسمان و زمین بیافریدم نصیب تو از قسمت و تقدیر من ایں بود میخواہی کہ آفریدن زمین و آسمان و تدبیر مملکت باز از سر گیرم برائے تو و آنچہ حکم کردہ ام بدل کنم تا آں بود کہ تو خواہی نہ آنکہ من دکار چناں بود کہ تو دوست داری نہ چنانکہ من بعزت من کہ اگر دیگر ایں دردل تو جنبید نام تو از دیوان نبوت محو کنم۔

"افسوس ہے اس پر جو چوں و چرا کرے اور ایک شخص نبیوں میں سے بیس برس تک بھوک اور برہنگی اور بڑی محنت میں مبتلا رہے اور دعا کرتے اور قبول نہ ہوتی پس وحی آئی کہ آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے تیرے نصیب میں میں نے یہی قسمت و تقدیر کیا تھا تو چاہتا ہے کہ زمین و آسمان اور تدبیر مملکت کو تیرے لئے از سر نو پیدا کروں اور جو کچھ حکم کر چکا ہوں میں اس کو بدل ڈالوں یہاں تک کہ وہ ہو جو تو چاہتا ہے وہ نہ ہو جو میں چاہوں اور کام وہ ہو جس کو تو چاہے نہ وہ جس کو میں چاہوں مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر دوسری مرتبہ اس کا تیرے دل میں خطرہ رہے گا نام تیرا دیوان نبوت سے مٹا دوں گا"

امام ابو حنیفہ رح اور دوسرے اکابر کے ارشادات

علیٰ ہذا حضرت امام ابو حنیفہ رح اپنے وصیت نامہ میں فرماتے ہیں

نقر بان العبد مع اعمالہ واقرارہ و معرفتہ مخلوق فلما کان الفاعل مخلوقا فافعالہ اولی ان یکون مخلوقا ولم یکن لھم طاقۃ لانھم ضعفاء عاجزون۔

"ہم اقرار کرتے ہیں کہ بندہ مع اپنے اعمال اور اقرار اور معرفت کے مخلوق ہے پس جبکہ ہوا فاعل مخلوق تو افعال اس کے بطریق اولیٰ مخلوق ہوں گے اور نہیں ہے ان کے لئے طاقت کیونکہ وہ ضعیف عاجز ہیں"

علی ہذا کبیری شرح منیۃ المصلی ص۳۷۰ میں مرقوم ہے۔

لان الصلوٰۃ مقام التواضع والتذلل والخضوع ۔ اور ص۴۲۱ میں مرقوم ہے وقد روی ان اللہ تعالیٰ اوحی الی موسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ اذا ذکرتنی فاذکرنی وانت تنتفض اعضاؤک وکن عند ذکری خاشعا مطمئنا واذا ذکرتنی فاجعل لسانک من وراء قلبک واذا قمت بین یدی فقم قیام العبد الذلیل وناجنی بقلب وجل ولسان صادق ۔ اور ص۶۰۱ میں مرقوم ہے۔ متذللین متواضعین خاشعین للہ ۔ خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متبذلا متواضعا متضرعا الخ ۔

"اس لئے کہ نماز مقام تواضع انکساری اور ذلیل ہونے اور عاجز ہونے کا ہے " روایت کیا گیا ہے کہ اللہ تعالٰے نے وحی بھیجی موسیٰ علیہ السلام کی طرف کہ اے موسیٰ جس وقت تو میرا ذکر کرے تو البتہ ذکر کر کہ تیرے اعضاء سکڑ جائیں اور کر میرا ذکر بخشوع اطمینان سے اور جس وقت میرا ذکر کرے تو تو تیری زبان تیرے دل کے ہمراہ ہو جائے اور جس وقت کھڑا ہو میرے سامنے پس کھڑا ہو مانند کھڑے ہونے بندہ ذلیل کے اور مناجات کر مجھ سے ساتھ قلب حاضر اور سچی زبان سے ذلیل سمجھنے والے پست کرنے والے گڑگڑانے والے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لئے " نکلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس حال میں کہ تھے میلے کچیلے پستی کے ساتھ تفرع کر گڑگڑاتے ہوئے نماز استسقاء کے لئے "

علی ہذا جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رح تلمیذ رشید مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح وخلیفہ ارشد حضرت جان جاناں رح اپنی مشہور و مقبول کتاب مالا بدمنہ ص۶ میں فرماتے ہیں

وانبیاء و ملائکہ باوجودیکہ اشرف مخلوقات ومقربان درگاہ ہند لیکن مثل سائر مخلوقات ہیچ علم وقدرت ندارند مگر آنچہ خدا آنہا را علم دادہ است وقدرت دادہ ۔

"انبیاء اور ملائکہ علیہم السلام باوجودیکہ اشرف مخلوقات اور مقربان درگاہ ہیں لیکن مثل تمام مخلوقات کے کچھ علم اور قدرت نہیں رکھتے ہیں مگر جس قدر خدائے تعالےٰ نے انکو علم دیا ہے اور قدرت دی ہے "

خلاصہ اقوال علماء و مشائخ درباره عظمتِ شان حق تعالےٰ

الحق کہ بتائید تقویۃ الایمان ذلت عبودیت عجز و تحقیر سامنے جلال و عظمت عزت ربوبیت والوہیت حق تعالےٰ کے عموم و خصوص مخلوقات کا کما حقہ کلام ائمہ دین و علمائے مستندین مسلمہ مولوی نعیم الدین سے منقول ہو چکا ناظرین کرام خلاصہ الفاظ مذکورہ کو بطور

فہرست تائیدِ حق کے مکرر ملاحظہ فرمالیں

تفاسیر جلالین مدارک وغیرہ میں انبیاء و مرسلین حضرت عیسیٰ و عزیر علیہم السلام اور ملائکہ و اولیاء مقربین کا قیامت میں ذلیل و عاجز ہو کر حاضر ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی شان کے سامنے تمام مخلوقات کو مانند اونٹ کی مینگنیوں کے جان لینا۔ مراقبہ توحید میں موسیٰ علیہ السلام اور فرعون دونوں کا نظر سے ساقط کر دینا۔ اظہار ربوبیت اور ذلت عبودیت کے ساتھ حصول تقرب کا اعظم العمل ہونا۔ تمام عالم کو سوائے حق تعالیٰ کے ناچیز جاننا۔ مشاہدۂ حق میں خلق کا اس کی نظر میں حقیر و صغیر ہونا۔ دعاء ماثورہ از نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہر شئے کا اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے سامنے پست و ذلیل ہونا۔ اولیاء کا جنگلوں کی گھاس تالابوں کے پانی پر مثل جنگلی جانوروں کے اکتفا کرنا۔ اللہ کے نزدیک تمام خلق کا برکس و بیمار و محتاج ہونا۔ موحد کے نزدیک تمام مخلوق لاشئے یعنی مچھر کی برابر ہونا ان کو عجز و ذلت کی نظر سے دیکھنا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے ہر چیز کا مانند بت کے عاجز ہونا۔ تمام مخلوق کا مانند مکھیوں بھبڑوں کیڑوں کے ہونا۔ جس قدر انسان کا اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلیل ہونا ہے اسی قدر صاحب عزت ہونا بقولہ آدم علیہ السلام ہم نکالے گئے دو رحمت کے پڑوس سے ہم توبہ کی طرف محتاج عاجز ذلیل ہوئے۔ آدم علیہ السلام کی اولاد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ و عیسیٰ داؤد و سلیمان علیہم السلام وغیرہم کا عاجز و محتاج ہونے سے بے پرواہ نہ ہونا۔ فقہاء اہل مدینہ کا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو لکھنا کہ اہل تقویٰ کی علامت میں تذلل اختیار کرنا احکام قرآنی پر اور ذلت کا عزت پر اختیار کرنا۔ ہر شئے کا ذلیل و فانی اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان کے سامنے ہونا۔ طالب آخرت کا اپنی ذلت کے لئے ہمیشہ راضی رہنا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے ذلت اختیار کرنے سے کوئی بڑی عزت نہ ہونا۔ توکل بندہ کا اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے ذلیل ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی عزت و عظمت کے سامنے تمام مخلوق کا سنگ و کلوخ کی مانند ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا پہچاننا تمام خلق کو نیست نابود سمجھنے سے ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی پاکی بڑائی کے سامنے ہر چیز کا بت سے بھی زیادہ عاجز ہونا۔ جنت و دوزخ کا مانند بت کے ہونا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عاجزی پستی ذلت اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا جو کچھ سامنے ہے مانند زنار و بت کے ہونا۔ کرامت عارفوں کا بت ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوقات کو سب سے زیادہ حقیر عاجز جاننا۔ انبیاء و صدیقین کا خائف و لرزاں رہنا۔ اللہ تعالیٰ کی عزت نے تمام عزتوں کو ذلت میں کھینچا داغ چھٹائی کا لانا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا تمام پر نیستی کا خط کھینچ دینا۔ تمام کو لباس غلامی عاجزی کا پہنا دینا آنکھ کھول کر حسرت آدم فریاد نوح لاچاری بے بسی ابراہیم مصیبت یعقوب۔ قید خانہ یوسف آرہ

ہر سر زکریا تلوار بر گردن یحییٰ کلیجا جلا ہوا۔ دل بھنا ہوا محمد صلوات اللہ علیہم وعلیہم السلام دیکھو۔ اللہ تعالیٰ کی جلالت وعظمت کے سامنے تمام کا پست ہونا۔ اپنی ذلت کا جاننا عزت ربوبیت کا جاننا عموماً تمام انبیاء و اولیاء کا محتاج و ذلیل اور خصوصاً محتاج ہونے سردار معرفت رب جلیل میں سردار انبیاء علیہم السلام کا ہونا۔ تمام قطبوں کے عقیدوں میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے رب العزت کے سامنے بندہ ذلیل ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کو بمقابلہ عظمت الٰہی کے حقیر جاننا توحید ہے ورنہ نبی کو کسی دوسرے انسان وغیرہ کے مقابل حقیر جاننے سے کافر ہو جانا۔ عبدیت سے زیادہ کوئی مقام اشرف نہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا خلق کو سنگ و کلوخ شمار کرنا۔ کعبہ و عرفات مکہ و طائف مصر و بغداد کا عارف کی نظر میں سب یکساں ہونا۔ عالم کو صانع سے کچھ نسبت نہ ہونا اور مخلوق و ذلیل ہونا۔ انبیاء کا اپنے آپ کو بندہ عاجز جاننا لرزاں و ترساں رہنا۔ فنائے عبدیت میں اکمل افراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا۔ عبودیت کا غایت ذلت و خواری ہونا ہر چیز کا سوائے اللہ تعالیٰ کے ہالک و باطل فانی و نیست ہونا۔ بندہ کا اللہ کے سامنے پستی میں رہ کر موجب عزت ہونا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال عزت و عظمت ربوبیت کے سامنے اپنے آپ کو ضعف بشریت میں رکھنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام آدم و آدمیان عالم عالمیان کو معدوم و نابود شمار کرنا۔ تمام دنیا اور اس کی بڑائی اہل ایمان کی نظر میں خاک ہونا پتھر کی مانند و قعت نہ ہونا۔ خلق کو سنگ و کلوخ شمار کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فانی ہو چکنا۔ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام جہان کو ترک کرنا۔ نیک و بد خطرۂ قلب میں سوائے اللہ تعالیٰ کے نہ آنے دینا۔ مقصود بندگی سے اظہار ذلت اور پستی ہونا۔ بندہ کا زیادہ اظہار ذلت کرنا وہ موجب الطاف خداوندی کا زیادہ ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے تمام مخلوقات کی بزرگی و عظمت لوح دل سے دور کرنا۔ حقیقت عبادت کی غایت درجہ ذلیل و عاجز اللہ تعالیٰ کے سامنے ہونا۔ منصب رسالت و نبوت کا باعث کمال عبودیت ہونا اسی لئے لفظ عبدنا سے خطاب فرمایا جانا۔ ایمان والے کے حق میں اشیائے حقیرہ مچھر کی مثال سے ادنے اور اعلےٰ میں باعث کمال بلاغت و فصاحت کا ہونا۔ نہایت ذلت نہایت عزت و عظمت والے کے لئے ہونا نہایت عزت کسی مخلوق میں نہ ہونا جمیع حوادث کا اللہ کے قبضہ تصرف میں متعہد ہونا اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے کسی مخلوق کی قدر و قعت نہ رہنا۔ خالق کی عظمت کے سامنے تمام مخلوق کو بندہ کی نظر میں حقیر کر دینا۔ سوائے اللہ تعالیٰ کے سب کچھ نابود ہونا۔ آسمان و زمین کی بڑائی کے سامنے آدمی کا نہایت ذلت و پستی میں ہونا۔ آدمی کے ابتدائے نقصان نطفیت اور کمال مرتبہ خاتمیت سے اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا تماشا دیکھنا۔ بادشاہ امیر سب کا عاجز و محتاج ہونا۔ اولیاء اللہ کا نفس

الہٰی میں فانی و ہالک ہونا یہی خالص توحید ہے۔!

مبحث ہذا میں خلاصہ اقوال حضرات بریلویہ

لوگ اللہ تعالیٰ کے سوا جن جن کو پوجتے ہیں ان سب کا جھوٹا ہونا" نبی کا کلام الہٰی سمجھنے میں محتاج ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سوا کسی کو استحقاق جنت نہ ہونا۔ ایوب علیہ السلام کا اپنے سر پر ندامت سے خاک اڑانا۔ تمام امت کے صالحین کو مثل بکریوں کے بتانا۔ عظمت رب العزت کے سامنے قلب مبارک نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کو کوئی نسبت نہ ہو سکنا۔ عبادت ذلت خشوع عاجزی خضوع گڑگڑانا انکسار تواضع سب انسان کے مدائح جلیلہ سے ہونا اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے پیغمبر وصدیق کا خائف وترساں رہنا۔ اور ہزار برس کی طاعت کو برق غضب سے جلا کر خاک بنا دینے کا ڈر۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے مقرب فرشتوں اولوالعزم پیغمبروں کا نہایت فروتنی عاجزی سے بزرگی بجا لانا۔ اور عظمت حق تعالیٰ پر نظر رکھتے ہوئے کمال تذلل وفروتنی بجا لانا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان موسیٰ علیہ السلام کو کہ میرے روبرو بندہ ذلیل کی طرح کھڑا ہو۔ تمام مخلوقات وممکنات کا محتاج اور ہالک ہونا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے تمام عالم کو پست سمجھنا چاہیے مالک جل شانہ کا اپنے ملک میں مختار ہونا۔ بندہ خوار ذرہ بمقدار کو تشریف کرامت سے مخصوص فرمانا مخلوق کے علم، قدرت، سمع، بصر کو صفات کاملہ حق تعالیٰ سے کوئی نسبت نہ ہونا۔ اور محض ہالک ولا شئے ہونا۔ تمام انبیاء ومرسلین ملائکہ مقربین کا اللہ تعالیٰ کے خوف سے بید کی طرح کانپنا۔ جمیع ماسوائے اللہ تعالیٰ سے رشتہ امید قطع کرنا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم باوجود عصمت ہر روز ستر بار کلاہ خواجگی سر اتار عجز ونیاز سے استغفار کرتے خدا کے خوف سے کانپتے۔ سب عزتیں اس کی عظمت وجلال کے سامنے پست۔ کل شیٔ ھالک الا وجہہ انبیاء ومرسلین دماعبدنا لک حق عبادتک کے سوا دم نہیں مار سکتے۔ ذرا اپنی حقیقت دیکھ ناپاک پانی سے پیدا ہوا ایک مکھی لے اڑ جائے اس سے بدلہ نہیں لے سکتا۔ یوسف وزلیخا شیرین لیلیٰ جن کے حسن وجمال کی عالم میں دھوم ہے اب کہاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنے ذلیل ومحتاج ہونے کی دعا کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کے لئے بڑے بڑے بزرگوں بادشاہوں وغیرہم مخلوقات کا ذلیل ہونا۔ وغیرہ وغیرہ

پس ناظرین نے ملاحظہ فرما لیا کہ ذلت مخلوقات وبشریت بمقابلہ عزت وعظمت ربوبیت والوہیت حق تعالیٰ جل شانہ کے حسب عموم وخصوص انہی حضرات انبیاء واولیاء کے بدلالت صریح قرآن وحدیث اور کلام ائمہ دین مفسرین ومحدثین فقہاء وصوفیاء کرام مسلمہ مولوی نعیم الدین کے اظہر من الشمس واضح ہو کر مولوی نعیم الدین کی مغالطہ دہی طشت از بام ہو چکی جس سے بطریق روشن تائید عمومی تقویۃ الایمان کی کر، یہ یقین جان لینا چاہئے

کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"۔ یعنی جس طرح بادشاہ دنیا کے روبرو چمار ذلیل ہے اس سے زیادہ تمام مخلوق کی ذلت عبدیت سامنے شان عزت ذاتی حق تعالے کے ثابت ہے۔ کیونکہ اس سے ملحق بادشاہ دنیا اور چمار کی مثال اس میں صریح موجود ہے کہ "جیسے بادشاہ کا تاج ایک چمار کے سر پر رکھ دیجیے۔ اس سے بڑی بے انصافی کیا ہوگی"۔ اگر تقویۃ الایمان کی مثال عمومی میں چمار کا ذکر ہے تو دیگر اکابر ائمہ سلف مسلمہ مولوی نعیم الدین کے کلام میں عموماً وخصوصاً انبیاء و اولیاء فرشتوں مقربین کا ذکر اونٹ کی مینگنیوں پتھر کے ڈھیلوں مچھر مکھیوں بھڑوں کیڑوں کتوں سوروں وغیرہم مثال کے ساتھ عاجز وحقیر ناچیز وصغیر مانند بت کے ذلیل وخوار نیست دنابود لاشئے لاچار ہونا اس سے زائد مختلف الفاظ میں مرقوم ہے جیسا اتنا شتی دحسنک دا حسن ۔ اگر چمار کی مثال جب کہ وہ انسان اشرف المخلوقات ہے بے عموم خلق کے ساتھ حق تعالیٰ کی شان کے سامنے موجب گستاخی وبے ادبی وتوہین وکفر ہے تو بدرجہ اولیٰ اکابر علماء ومشائخ مسلمہ مولوی نعیم الدین کے حق تعالیٰ کی شان وعظمت کے سامنے خاص انبیاء اولیاء کا ذکر کر کے گستاخ وبے ادب معاذ اللہ باعث کفر کیا بلکہ قطعی اکفر ٹھیرتے ہیں ورنہ ساختہ پرداختہ مولوی نعیم الدین کا ایمان کفریہ کا انجام گلے کا ہار ہو گیا "وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ"۔

مولانا شاہ محمد اسحٰق رحہ کے علم و فضل پر مسلمہ شہادات علماء

پھر عاجز ہو کر یہ افترا پردازی کہ ان کے شیخ اعظم مولوی اسحاق صاحب کی مائۃ مسائل تک میں حوالے غلط ہیں۔ لیکن حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مہاجر مکی رحہ کے حوالوں کو غلط کہنا مبتدعین گور پرستوں کا قدیمی شیوہ ہے۔ وہ اپنی کذب بیانی کو باور کرانے کے لئے من گھڑت باتیں بناتے آئے ہیں۔ ورنہ بے چارے مولوی نعیم الدین صاحب کا کیا منہ اور حوصلہ ہے جو نہ تین میں نہ تیرہ میں کہ اغلاط ثابت کر سکے۔ بات یہ ہے کہ تصنیف وتالیف کی قدر ومنزلت مصنف کے کمال علم وعمل زہد وتقوی امانت ودیانت سے واضح ہوتی ہے۔ چنانچہ بڑے بڑے اکابر علماء کو آپ کی کفش برادری کا فخر حاصل تھا آپ کا حلقۂ درس تمام ہندوستان کے لئے مرکز مرجع خلائق تھا جن میں بلند پایہ حضرات مثل شاہ احمد سعید صاحب وشاہ عبد الغنی صاحب مہاجر مجددی دہلوی رحہ اور مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی اور مولانا مفتی محمد عنایت احمد رحہ صاحب وغیرہ داخل تھے۔ تمام سلاسل اسناد وحدیث خاندان حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحہ کے ہندوستان میں آپ کی ذات بابرکات سے وابستہ ہیں جو اس سے خارج اور عنادی ہے

وہ علم احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے انوار فیض سے محروم ہے جس طرح مولوی نعیم الدین صاحب بھی اپنی نااہلی کے سبب انگلی کاٹ شہیدوں میں داخل اس علمی فیض سے بے نصیب و نامراد رہے ہے، مگر مولوی صاحب کی یہ بے باکی معاندانہ متعصبانہ طعن قابل غور ہے کہ وہ انوار ساطعہ جس کو خود نے مطبع نعیمی مراد آباد میں چھاپا اور اس کی نہایت درجہ تعریف و توصیف اپنے رسالہ سواد اعظم ربیع الثانی ۱۳۴۷ھ میں کی اس میں بکثرت حوالے مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب کی مبارک تصنیف مائۃ مسائل کے استناداً نقل کئے گئے اور آپ کے محامد و اوصاف میں اس کے ص۱۳ ا ص۲۹۱ میں مرقوم ہے۔

"مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد جانشین اور خاص نواسہ مشہور آفاق جناب مولانا محمد اسحٰق صاحب مرحوم" "حضرت مولانا محمد اسحٰق دہلوی قدس اللہ اسرارہم" "تقریظ مولانا رحمۃ اللہ مہاجر کی"

ور اسی پر کیا موقوف ہے مبتدعین کے بڑے مایہ ناز مولوی محمد خلیل الرحمٰن صاحب شاگرد مولوی احمد حسن صاحب کانپوری مصباح الاسلام ص۱۱ میں لکھتے ہیں۔

"مائۃ مسائل میں حضرت امام المتقین مقتدائے محدثین مشہور آفاق مولانا محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے لکھا ہے،"

ایسے ہی معتمد مبتدعین مولوی محمد حسن صاحب سنبھلی نے اماطۃ الاذی میں بکثرت حوالے مائۃ مسائل کے استناداً نقل کئے ہیں اور اسی طرح مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے حیات الموات میں علیٰ ہذا مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی رحمہ جن کو انوار ساطعہ ص۲۹ میں "عمدۃ الفقہا زبدۃ المحدثین جناب مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی" کے خطاب سے یاد کیا گیا ہے، قسطاس ص۲۶۵ میں فرماتے ہیں "فقیر شیخ محمد کاتب الحروف عفی عنہ نقل حکایات اپنے معائنہ کی کرتا ہے کہ ۱۲۴۷ھ ہجری قدسی میں جبکہ (۹) سیپارہ سنن ابوداؤد میں پیش خدمت حضرت استاذی و استاذ الآفاق مولانا الحاج محمد اسحاق محدث قدس سرہ شاہجہان آباد میں وقت چار گھڑی روز برآمدہ سبق پڑھتا تھا اور پانچ چار صاحب جو ہمیشہ سامع تھے وہ بھی موافق معمول حاضر تھے (اثنائے سبق میں علمائے مبتدعین کی جانب سے ایک شخص بغرض استفسار مسئلہ حاضر ہوا جواب دیئے جانے پر وہ لوگ آمادہ بمناظرہ ہوئے المختصر جس کے جواب میں خود نہیں کے ہم مشرب) مولوی حاجی محمد قاسم صاحب نے یہ فرمایا کہ اے صاحبو اس شخص سے اگرچہ مخالف مسائل چند سے رتبت الجعویہ فرشتہ ہے انسان ہو تو مناقشہ زیبا ہے پس اللہ تعالیٰ نے مولانا حضرت استاد کی اس میں زیادہ ترویج و عزت بذریعہ اس حق شناسی کے بڑھائی کہ آج تک بلکہ خلف تک یادگار منقول رہیگی اور نتیجہ حق شناسی اور حق پرستی آخرت میں تو ایسے ہی لوگوں کے

واسطے ہے۔ فقط اللھم ارزقنا اتباع الحق ثم آمین ؂

علاوہ ازیں اتحاف النبلاء ص۴۳۰ میں بحوالہ قول جلی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رح کا ایک کاشفہ منقول ہے (۱)

"در قول جلی از کلام ایشان است شاہ ولی اللہ آوردہ کہ فرمودند آگاہی آمد این فرزندان کہ لطف الٰہی ایشان را بما عطا کردہ است ہمہ سعداند لوعی از ملکیت در ایشان ظہور خواہد کرد لیکن تدبیر غیب تقاضا میکند کہ دو شخص دیگر پیدا شوند کہ در مکہ و مدینہ سالہا احیائے علوم دین نمایند و ہماجا وطن اختیار کنند از طرف ادر لسب ایشان بما تمکن باشد زیرا کہ آدمی زادہ بوطن مادر میلان طبعی دارد و انتقال جماعہ کہ در طن والدہ ایشان متمکن باشند بسر زمینی بالطبع مستحیل ست مگر تقدیر تا لہ۔" انتہی محرر سطور مصنف اتحاف حضرت مولانا نواب سید محمد صدیق حسن خاں نور اللہ مرقدہ گوید مصداق این آگاہی بظاہر وجود ہر دو نواسہ شاہ عبد العزیز دہلوی ست مولوی محمد اسحٰق و محمد یعقوب کہ ہجرت از دہلی کردہ در مکہ اقامت نمودند و سالہا باحیائے روایت حدیث باہل عرب و عجم پرداختند واللہ اعلم

علی ہذا امیر الروایات مطبوعہ محبوب المطابع دہلی میں مرقوم ہے (ص۸۷) شاہ اسحٰق صاحب کے ایک شاگرد اجمیر میں رہا کرتے تھے اور وہاں مواعظ کے ذریعہ سے اشاعت دین کرتے تھے انہوں نے حدیث لاتشدوا الرحال کا وعظ کہنا شروع کیا اور لوگوں پر اثر بھی ہوا اتفاق سے شاہ اسحاق کا اس زمانہ میں قصد ہجرت ہو گیا جب شاہ صاحب کے قصد کی ان کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے شاہ صاحب کو لکھا کہ جب جناب عازم سفر ہجرت ہوں تو اجمیر نہ تشریف لادیں کیونکہ میں۔ لا تشدوا الرحال کا وعظ کہہ رہا ہوں اور لوگ راہ پر آچلے ہیں آپ کی تشریف آوری سے جو کچھ اثر ہوا ہے اس کے حبط و لود ہو جانے کا اندیشہ ہے شاہ صاحب نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ میں اجمیر کے قصد سے نہ آؤں گا چونکہ اجمیر راستہ میں پڑے گا اور خواجہ صاحب ہمارے مشائخ میں ہیں اس لئے مجھ سے نہ ہو سکے گا کہ میں بلا حاضر ہوئے بالا بالا چلا جاؤں ہاں جب میں آؤں تم وعظ کہنا اور وعظ میں بیان کرنا کہ اسحٰق نے غلطی کی جو وہ اجمیر آیا اس کا فعل حجت نہیں۔ اور میرے سامنے کہنا اور یہ خیال نہ کرنا کہ شاید مجھے ناگوار ہو مجھے ہرگز ناگوار نہ ہو گا۔ اور میں اقرار کر لوں گا۔ کہ واقعی میری غلطی ہے اس سے وہ ضرر دفع ہو جائے گا جس کا تم کو اندیشہ ہے اور شاہ صاحب نے یہ بھی تحریر فرمایا کہ یہ مجاور اور قبر پرست ہمارے رقیب ہیں اور رقیبوں کے ڈر سے محبوب کو نہیں چھوڑ جا سکتا" نیز (ص۹۱) خاں صاحب نے فرمایا کہ شاہ اسحاق صاحب کو بہت زور کی بواسیر تھی اور اس کی وجہ سے آپ کو بہت تکلیف تھی کسی شخص نے بواسیر کا عمل تبلایا کہ صبح کی سنتوں میں الم نشرح اور الایلاف پڑھ

لیا کیجئے مگر شاہ صاحب نے اس کو پسند نہ فرمایا اس پر مولوی مظفر حسین صاحب اور نواب قطب الدین خاں صاحب وغیرہ نے زور دیا کہ آپ بر عمل ضرور کیجئے آپ نے فرمایا کہ اصل تو ہم نیک عمل ہی نہیں کرتے صرف ٹوٹے پھوٹے فرض اور سنتیں پڑھ لیتے ہیں ان میں بھی ہم خواہش نفسانی (اور دنیوی غرض) کو داخل کر دیں اور عبادت کو (دنیوی) عمل بنا لیں یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا ،،

آپ کے چھوٹے بھائی مولانا محمد یعقوب صاحب رح کو فن تعبیر میں کمال تھا ایک بار کسی شخص نے دہلی میں خواب دیکھا کہ فلاں دروازہ سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ لوگ لئے جاتے ہیں اور اس زمانہ میں مولانا محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہجرت کرنے والے تھے، مولانا محمد یعقوب صاحب نے فرمایا بھائی صاحب ہجرت کرنے والے ہیں آپ کے ساتھ علم حدیث کا نکلنا جنازہ کا نکلنا ہے ،، (تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۶۷) علی ہذا آثار الصنادید مؤلفہ سر سید احمد خاں صاحب علی گڈھی کے چوتھے باب ص ۱۰۲ میں مرقوم ہے ، مخدومی مخدوم الانامی افضل الکرام اشرف العظام ملک سیرت فرشتہ صورت جامع رموز حقیقت و طریقت مواظب اوامر شریعت فخر علمائے دین مسند المحدثین یگانۂ آفاق مولانا و بالفضل اولانا مولوی محمد اسحٰق آپ نواسہ ہیں مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم قدس سرہ کے علم حدیث کا شاہ صاحب مبرور مغفور کی خدمت میں حاصل کیا اور بیس برس کامل تک احادیث اور علم منیف ان کے حضور میں بیٹھ کر طلبہ حدید الفکر کو پڑھایا اتباع سنت سے کوئی کام آپ سے سرزد نہ ہوتا تھا کہ وہ فعل رسول مختار نہ ہوتا چونکہ حق جل و علا نے صورت اور سیرت دونوں عطا کی تھیں آپ کی صورت سے آثار صحابیت ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا تھا کہ حضرت سید الثقلین صلوٰۃ اللہ علیہ و آلہ وسلم کی صحبت کا فیض جنہوں نے پایا ہوگا ان کی یہی صورت و سیرت ہوگی ع زہے امت خاتم المرسلین ۔ بعد وفات شاہ صاحب کے ان کا فرق مبارک دستار خلافت سے مزین ہوا اور تمام معتقدین صافی اعتقاد کی رجوع آپ کی طرف ہوئی ناز اور فخر کرنا چاہیے ایسے خدا جو پر کہ سب کچھ چھوڑ کر سفر حجاز اختیار کیا ،،

علی ہذا حاشیۃ الحیاۃ بعد المماۃ ص ۳۵۰ میں مرقوم ہے ۔

"آپ کی کنیت ہے ابو سلیمان آپ کے والد بزرگوار کا نام تھا محمد افضل فاروقی جو رہنے والے تھے لاہور کے اور آپ نواسہ تھے جناب مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے آپ کی ولادت تقریباً ۱۱۹۷ھ میں ہوئی آپ نے تحصیل علم کی مولانا شاہ عبد القادر مولانا شاہ رفیع الدین اور مولانا شاہ عبد العزیز قدس اللہ سرہم العزیز اپنے نانا سے کی اور چونکہ جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے کوئی بیٹا نہ تھا اس لئے آپ ہی بعد ان کے مالک مسند

خلافت ہوئے فریضہ حج ادا کرنے کے لئے آپ ۱۲۴۰ھ میں مکہ معظمہ گئے وہاں ۱۲۴۱ھ میں شیخ عمر بن عبدالکریم مکی المتوفی ۱۲۴۷ھ نے بھی آپ کو روایت حدیث کی اجازت اپنے طریقہ کی دی سولہ برس کے بعد ۱۲۵۸ھ میں آپ نے ہجرت کی اور دہلی سے مکہ میں جا بسے۔ شیخ عمر بن عبدالکریم مکی ممدوح آپ کی شان میں اکثر فرماتے کہ ان میں حلول کر گئی ہے برکت ان کے نانا شیخ عبدالعزیز محدث دہلوی کی ان کے الفاظ یہ ہیں۔ قد حلت فیہ برکۃ جدہ الشیخ عبدالعزیز الدہلوی شیخ موصوف علم حدیث اور رجال میں قائل تھے آپ کے کمال کے۔ آپ نے ستر برس کے سن میں وفات پائی مکہ معظمہ میں ماہ رجب ۱۲۶۲ھ میں اور مدفون ہوئے معلا میں۔ شیخ عبداللہ سراج مکی المتوفی ۱۲۶۴ھ نے آپ کے غسل جنازہ پڑھایا واللہ انہ لو عاش وقرأت علیہ الحدیث طول عمری ما نلت ما نالہ (قسم اللہ کی یہ اگر زندہ رہتے اور پڑھتا میں ان پر حدیث اپنی تمام عمر میں نہ پہنچتا میں اس مرتبہ کو جس مرتبہ کو پہنچے ہیں یہ) مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ آپ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے اور فرماتے الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل واسحٰق یعنی سب تعریفیں اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہیں جس نے عطا فرمائے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحاق،، اور جناب شاہ عبدالعزیز صاحب اکثر فرماتے کہ میری تقریر تولی اسمٰعیل نے اور تقویٰ اسحاق نے،،

علی ہذا القاسم دیوبند شوال ۱۳۳۵ھ صہ ۲۴ میں مرقوم ہے

دان حضرات کے وصال کے بعد حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب وحضرت شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید کے سر احیائے سنت وامانت بدعت کا سہرا رہا تعلیم وتربیت خلق اللہ میں جو رنگ تھا اس میں صبغۃ اللہی رنگ آمیز یاں آنکھا رالقیں ان دونوں صاحبوں کے مفضل وکمال کا سراغ اس سے مل سکتا ہے کہ فرط مسرت سے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر قرآن پاک کی یہ آیت جاری ہو جایا کرتی تھی الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل واسحاق سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیل اور اسحٰق عطا کئے آیت میں لفظ اسمٰعیل کی تقدیم سے واقفان حال پر جو کیفیت طاری ہوتی ہوگی وہ زبان سے کہنے کی بات نہیں ہے "

الغرض مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث جن کا علم وزہد اور تقویٰ نہ صرف کہ اپنے اقران میں موافق و مخالف کے نزدیک ضرب المثل تھا، بلکہ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح نے اپنی حیات ہی میں اپنی جانشینی بمسند درس وافتار پر آپ کو مستقر فرمایا جس کے متعلق آپ خود اپنے مجموعہ فتاویٰ میں فرماتے ہیں کہ

"مولوی محمد اسحاق صاحب کو بوجہ درس تدریس ایک دم کی فرصت نہیں"

چنانچہ بغرض ملاحظہ ناظرین کرام ایک نقل فتوی جو اصل بقلم خاص مولانا محمد اسحٰق صاحب باذن مولانا شاہ عبدالعزیز مع اصل مہری شاہ صاحب جو بچشم دید کتب خانہ مولانا سید حسن شاہ صاحب مرحوم محدث رام پوری میں محفوظ ہے حسب ذیل ہے

چہ فرمایند علماء دین و مفتیان شرع متین اندریں صورت کہ مثلاً زید بعد فوت شدن زوجہ خود با دختر خواہر زن خود نکاح کرد شرعاً ایں تزویج جایز است یا نہ بینوا توجروا **جواب** ایں تزویج در شرع جایز است کہ منع از جمع درمیان خالہ و خالہ زادی واقع شدہ و ہرگاہ خالہ فوت شد جمع نماند پس بلاشبہ جایز باشد کتبہ محمد اسحٰق باذن حضرت شاہ عبدالعزیز سلمہ اللہ والقباہ (مہر: الرحیم ۱۱۸۹ ... عبدالعزیز)

پس آپ کی سعی اور آپ کی یادگار مقبولہ انام مائۃ مسائل واربعین مسائل سے تاکید اتباع توحید وسنت اور رد شرک وبدعت رسومات کی کماحقہ کٹ گئی اسی لئے گور پرستوں اور اس کے ریڑی گنڈہ کھانے والوں کو آپ سے عناد اور غیض وغضب ہے چنانچہ مائۃ مسائل صـ۱۲ واربعین مسائل صـ۲۸ وصـ۴۷ میں مرقوم ہے۔

پس کسے کہ دعوی محبت الہی نمایند وعمل او خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باشد آنکس مفتری کذاب است ہرگز دعوی او را قبول نباید ساخت الی تا وقتیکہ روایات صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد نباشد از درجہ اعتبار ساقط است اگرچہ بعض آنرا در کتاب خود نقل کنند الی و مسلمان کامل آنست کہ در امور دنیا و آخرت سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را پیش نظر دارد پس اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض و واجب است در ظاہر و باطن و اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثمرہ محبت است الی تا وقتیکہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از محبت

"جو شخص دعوی محبت الہی کا کرے اور عمل اس کا خلاف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہووے وہ شخص مفتری کذاب ہے، ہرگز دعوی اس کا قبول نہ جاننا چاہیئے الی جبتک روایات صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد نہ ہو دیں، اعتبار سے ساقط ہے اگرچہ بعض ان روایات کو اپنی کتاب میں نقل کریں، الی مسلمان کامل وہی ہے جو کہ جملہ امور دنیا و آخرت میں سنت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش نظر رکھے۔ پس اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض اور واجب ہے ظاہر اور باطن میں اور اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ثمرہ محبت ہے الی تا وقتیکہ محبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اوروں کی محبت سے مقدم نہ ہو جاوے نالقہ

دیگراں راجع نگردد مذاق ایمان نیابد، ایمان کا نصیب نہ ہوگا،،
پس کہاں ہیں وہ علماء و طلبہ آپ کی سندوں سے اپنے علم کو مزین کرنے والے آپ کے اس ضابطہ سنت صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد سے اپنے علم کو جانچنے پرکھنے والے بعز قصیکہ آپ کے فیوض و برکات علمی و عملی ظاہری و باطنی سے کون شخص نا آشنا ہے، کس صاحب دیانت کی گردن پر آپ کے احسانات کا بار نہیں، آج مدارس اسلامیہ ہندوستان میں آپ ہی کی اسناد سے سند حدیث طلبہ کو ملتی ہے آپ کا نام نامی ہر سند میں تاباں و درخشاں ہے حضرات اہل حدیث آپ کے خوشہ چین ہیں تو فضلاء اصحاب دیوبند بھی آپ کی ہی کفش برداری کا فخر رکھتے ہیں کیا کوئی مولانا سید محمد نذیر حسین (میاں صاحب) محدث دہلوی و مولانا مملوک علی صاحب نانوتوی و مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مجددی مہاجر مدنی و مولانا سید محمد عالم علی صاحب محدث مراد آبادی علیہم الرحمۃ سے ناواقف ہے؟ یہ سب اسی گھر کے نونہال ہیں۔ چنانچہ تحفۃ الاخوان ص ۱۳۴ و ۱۳۵ میں مولانا عبید اللہ صاحب مرحوم نے مولانا مظفر حسین صاحب مرحوم سے نقل فرمایا ہے کہ مولانا محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی رحمہ موحدین اہل حدیث سے محبت رکھتے تھے میں نے مولانا سے کہا کہ فلاں کہتا ہے ہم اس حدیث کو مقابل میں قول امام کے نہیں مانتے مولانا نے بے تامل فرمایا کہ وہ شخص کافر ہے۔ انتہی۔ آپ کی ذہانت و متانت مسلمہ تھی آپ بہت مختصر مگر جامع تقریر و توضیح فرماتے چنانچہ کاتب الحروف بندۂ عزیز عفی عنہ نے مولانا عبدالعلی صاحب مرحوم سابق مدرس شیخ الحدیث مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد سے درس صحیح بخاری میں حدیث واقعہ افک کے متعلق سنا کہ فرماتے تھے حضرت میاں صاحب مولانا محمد اسحٰق اس وقت زرد رنگ کی ہلکی رضائی اوڑھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا کہ اس مقام سے "ڈولی پالکی اٹھانے کی دلالت واضح ہے"

مگر افسوس کہ اس مقدس خاندان اور ان کے خدام کے عموماً ہمیشہ مبتدعین دشمن خون کے پیاسے رہے ہیں ان پر کفر و ارتداد کے فتوی لگا کر اپنی آخرت تباہ و برباد کر رہے ہیں خصوصاً مولوی نعیم الدین اور ان کے مقتداؤں کا یہی شیوہ رہا ہے، چنانچہ خود مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فرائد النور ص ۲۰ و ۴۹ میں حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق رحمہ کی شان میں اتہامات و کلمات گستاخانہ، بد لیاقت بددیانت عبارتوں میں قطع برید کرنے والے غلط مسئلہ لکھنے والے" مولوی اسحاق صاحب کیسے ہی بزرگ ہوں انہیں ماننا ہی نہیں۔ پھر ان کا یا ان کی کتاب کا حوالہ دینا ہی فضول ہے اھ ملخصاً (وغیرہ) الفاظ لکھے ہیں اگرچہ ان کا مزعومہ اوہام کا ازالہ کما حقہ

بجواب بدایونی تفہیم المسائل[1] میں ہو چکا ہے

پس بسا بعید ہے کہ ایسا فاضل محدث بے ریا خلاف دیانت تحقیق و تنقید منصب محدثیت کے غلط حوالے نقل کرے۔ علی ہذا السیف النقی وغیرہم رسائل میں مبتدعین بریلویہ ہی کے کرشمے مذکور ہیں جس طرح ان کی دیگر کتب و رسائل سے واضح ہو چکا۔ چنانچہ خود مولوی نقی علی خاں صاحب والد مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اپنے رسالہ سرور القلوب ص ۱۳۹ و ۲۴۸ میں لکھتے ہیں

"دعوی محبت خدا و رسول بدوں اتباع سنت اور دعوی کمال ایمان بدوں محبت سراسر لاف وگزاف ہے اسی واسطے ارشاد ہوا کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جب تک خواہش اس کی میری شریعت کے تابع نہ ہو جائے"

اور فرماتے ہیں محدثین جب قیامت کے دن آئیں گے ان کے ساتھ دواتیں ہوں گی خدائے تعالٰی فرمائے گا تم اہل حدیث ہو مدتہا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھتے تھے بہشت کو چلے جاؤ"

پس یہ محض مولوی نعیم الدین نے اپنی بلا دوسروں پہ ڈال کر اپنے آپ کو ضلالت و خسران میں مبتلا کیا۔

مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی رح کی سند حدیث

واضح رہے کہ علم حدیث کی اشاعت و ترویج تبلیغ اور تدریس بطریق محدثین بر شاہ محمد اسحٰق رح کے صحیح جانشین حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رح (متوفی ۱۳۲۰ھ) تھے جنہوں نے نہ صرف کہ شاہ صاحب سے پڑھا بلکہ بارہ تیرہ برس مسلسل شاہ اسحاق صاحب سے مشکلات و غوامض علوم حدیثیہ حل کئے اور جن کو شاہ صاحب نے خاص سند حدیث مرحمت فرمائی چنانچہ سند آپ کی الحیاۃ بعد المماۃ ص۱۴۵ پر مرقوم ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد وآلہ وصحبہ اجمعین۔ اما بعد فیقول العبد الضعیف محمد اسحٰق ان السید النجیب المولوی محمد نذیر حسین قد قرأ علی اطرافا من الصحاح الستۃ البخاری ومسلم وابی داؤد والجامع للترمذی والنسائی وابن ماجۃ وشیئا من کنز العمال والجامع الصغیر وغیرہما

---

[1] مولوی فضل رسول بدایونی کی کتاب تصحیح المسائل کا علمی اور تحقیقی جواب ہے مصنفہ حضرت مولانا محمد بشیر الدین صاحب قنوجی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۲۹۶ھ یہ نفیس کتاب مطبع محمدی لاہور (سہ) میں طبع ہو چکی ہے (ع ۔ ح)

وسمع منی الاحادیث الکثیرۃ فعلیہ ان یشتغل بقراءۃ ھذہ الکتب وبتدریس
بما لانراھا بالشروط المعتبرۃ عند اھل الحدیث وانی حصلت القراءۃ والسماعۃ و
الاجازۃ لھذہ الکتب من الشیخ الاجل الشیخ عبد العزیز المحدث الدھلوی وھو
حصل القراءۃ والاجازۃ عن الشیخ ولی اللہ المحدث الدھلوی رحمۃ اللہ علیہما وباقی سندہ
مکتوب عندہ۔ حرر فی ثانی شہر شوال سنہ ۱۲۵۸ ھجریۃ۔ الحمد للہ اولا و اخرا ؎

محمد اسحاق ۱۲۵۲

حضرت میاں صاحب دہلوی پر اتہام

عجیب حالت ہے کہ اتہام لگانے والوں نے مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث رح پر بھی جبکہ آپ حج کے مبارک سفر پر گئے اتہامات وبہتانات لگائے جن کی برأت کے متعلق نقل اصل خط مہری پاشاہ مکہ بزبان ترکی بنام پاشاہ مدینہ طیبہ جس کا فوٹو اصلی ہمارے پاس محفوظ ہے اور اس کی نقل الحیاۃ بعد المماۃ صفحہ ۹۴ میں بھی مرقوم ہے حسب ذیل ہے۔

مدینہ منورہ محافظین عالیہ سنہ سعادتلو آفندم حضرتلری علمائے ہندیدن نذیر حسین اللہ نامیندن بر نفر حقندہ کندی ہمشہری لرطرفندن اسناد اعتزال اولنمغلہ مکرمہ چہ کندولری بالمؤاخذہ تحقیقات ایجابی اجرا قلنمش وفقط اسناد واقع مذکوردن موحی الیہانن براءتلوی ثابت اولمش اولدیغندن اوراچہ دہ شاید مقارندہ بولولدہ برسوز ارا بلدیلہ چک اولورالسہ براءت ذمتلری معلوم اولمق اوزرہ بیان کیفیتہ ابتدار قلندی اولبابدہ امرو ارادہ آفندم حضرتلری نندرفی ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ دنی ۱۶ تشرین اول سنہ ۹۹ والی

مدینہ منورہ کے محافظین علیہ کو سعادت مآب حضرت صاحب من۔ ہند کے علماء سے نذیر حسین اور ان کے شاگردوں سے ایک شخص کے حق میں جو ان کے ہم وطنوں کی طرف سے نسبت اعتزال ہوا تھا سو مکہ مکرمہ میں وہ مؤاخذہ ہو کر ضروری تحقیقات ان کی کی گئی لیکن چونکہ نسبت واقع مذکور سے موحی الیہا کی بری الذمتی ثابت ہوتی ہے اس لئے اس جگہ بھی اگر ان کے حق میں اس قسم کی کوئی بات کہی جائے تو بری الذمتی ان کی معلوم ہونے کے لئے اس کیفیت کے بیان کو ابتدار کیا گیا اس بات میں امر والا حضرت صاحب من کا ہے سید عثمان نوری ۱۲۸۹ گورنر وکمانڈر الجیف حجاز از مکہ مکرمہ تاریخ ۲۶ ذی الحجہ سنہ ۱۳۰۰ھ

ومن السید عثمان نوری ۱۲۸۹ انتہی (دستخط بصورت طغری)"

الحاصل جس طرح مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب رح کے متعلق افتراؤں کی حقیقت واشگاف ہوگئی ایسے ہی حضرت میاں صاحب رح پر بہتانوں کی بھی قلعی کھل گرہی اﷲ الحمد

وثن کی تشریح اور مؤلف کی خیانت

قولہ ص۲۶۲، ۲۶۳ اسی طرح تقویت الایمان ص۱۴ میں بت کی دو قسمیں تبلائی ہیں ایک صنم ایک وثن اور وثن کی نسبت لکھا ہے کہ اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد الخ کتنا ظلم ہے کہ انبیا و اولیا و مقبولان حق کی قبروں چلوں وغیرہ کو بت بنا دینا اس بے ادبی اور بے لگامی کی کوئی انتہا ہے قبروں اور چلوں کو تو کوئی پوجتا نہیں حضرت عیسٰی وعزیر علیہما السلام کو تو نصاری اور یہود پوجتے اور معبود مانتے ہیں یہ قرآن پاک سے ثابت ہے تو کیا یہ بدنصیب ان پاک جنابوں میں بھی ایسے گستاخانہ کلمات روا رکھیں گے جو بات ہے بے ادبی وگستاخی کی ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے مزار مبارک کا احترام زیارت کے آداب بزرگوں کے آثار کی تعظیم کا بیان ہم اول کتاب میں بہت تفصیل سے لکھ آئے ہیں مگر وہابی اپنی کتابوں میں مولوی رشید احمد گنگوہی کی قیام گاہ کے فوٹو تک چھاپتے ہیں دیکھو تذکرۃ الرشید تقویت الایمان کے حکم سے مولوی رشید احمد گنگوہی کی بیٹھک وثن اور تھان ہوئی اور وہابی مشرک خلاصہ کلام یہ ہے کہ ایسی گستاخیاں بے باکیاں مقربین بارگاہ کے حق میں کوئی ضعیف الایمان بھی گوارا نہیں کرسکتا اور ایسے گستاخ کی حمایت وطرفداری اور اس کو بے گناہ ثابت کرنے کی کوشش اور اس کے کلام کو حق بتانا ایمان دار کا کام نہیں اور ایسی طرفداری سے کوئی نتیجہ بھی نہیں کیونکہ وہ خود اپنی عیب داری کا مقر ہے چنانچہ تقویت الایمان ص۱۱۶ میں لکھتا ہے آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے۔

اقول الا لعنۃ اللہ علی الظالمین۔ مؤلف کے اس جہل یا ظلم وستم اور کھلی بددیانتی کو ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ تفصیل مضمون حدیث شریف کو اڑا کر بمصداق الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کا شیوہ اختیار کیا ہے چنانچہ تقویۃ الایمان ص۳۸ کا مضمون مع حدیث وترجمہ اور اس کے فائدہ کے یہ ہے۔

اخرج الترمذی عن ثوبان قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ مشکوٰۃ کے کتاب الفتن میں لکھا ہے کہ ترمذی
ذکر کیا ثوبان سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا تقوم الساعة حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان

(ابوداؤد ج ۲ ص ۲۲۸)

نہیں آنے کی قیامت یہانتک کہ مل جاویں کتنی قومیں میری امت میں سے مشرکین میں اور یہانتک کہ پوجنے لگیں گی قومیں میری امت میں سے تھانوں کو"

ف یعنی شرک دو طرح کا ہوتا ہے ایک تو یہ کہ کسی کے نام کی صورت بنا کر پوجے اس کو عربی زبان میں صنم کہتے ہیں اور دوسرے یہ کہ کسی تھان کو مانے یعنی کسی مکان کو یا درخت کو یا کسی پتھر کو یا لکڑی کو یا کاغذ کو کسی کے نام کا ٹھیرا کر پوجے اس کو زبان عربی میں وثن کہتے ہیں اس میں داخل ہے قبر اور کسی کا چلہ اور لحد اور کسی کے نام کی چھڑی اور تعزیہ اور علم اور شدہ اور امام قاسم کی اور پیر دستگیر کی مہندی اور امام کا چبوترہ اور استاد اور پیروں کے بیٹھنے کی جگہ کہ لوگ اس کی تعظیم کرتے ہیں اور وہاں جا کر نذریں چڑھاتے ہیں اور منتیں مانتے ہیں اور اسی طرح بعضے مکان مردوں کے نام سے مشہور کرتے ہیں جیسے سیتلا کا تھان یا مسانی کا یا بھوانی کا یا کالی کا یا لنکا کا یا براہی کا غرض کہ یہ سب وثن ہیں، سو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ مسلمان جو قیامت کے نزدیک مشرک ہو جاویں گے ان کا شرک اسی قسم کا ہوگا کہ ایسی چیزوں کو مانیں گے برخلاف اور مشرکوں کے کہ جیسے ہندو یا مشرکین عرب کہ اکثر صنم پرست ہیں یعنی مورتوں کو مانتے ہیں سو دونوں مشرک ہیں اللہ سے پھرے ہوئے، رسول کے دشمن"

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک پارہ ۱۷ سورہ حج میں فرمایا

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ

"یعنی پس بچتے رہو اوثان (یعنی بتوں) کی گندگی سے"

اسی وجہ سے قبر کے وثن ہونے کی حدیث شریف میں تصریح وارد ہے چنانچہ مؤطا امام مالک طبقہ اولیٰ کی کتاب حدیث جلد اول ص ۶ میں مرقوم ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہم لا تجعل قبری وثنا یعبد اشتد غضب اللہ علی قوم اتخذوا قبور انبیائہم مساجد

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ مت بنا دیجیو میری قبر کو بت کہ پوجی جاوے سخت عذاب ہوا اللہ کا ان لوگوں پر جنہوں نے ٹھیرا لیا اپنے پیغمبروں کی قبروں کو مسجدیں"

عجیب یہ ہے کہ دروغ گو را حافظہ نباشد مولوی نعیم الدین نے [illegible] میں اپنے رسالہ اسواط العذاب ص [illegible] میں اسی حدیث مؤطا کو نقل کیا اور لکھا کہ "اس سے اپنی امت کو باز رہنے پر متنبہ فرمایا یہ ہر مسلمان

کا ایمان ہے۔ اور یہاں مولانا شہید مرحوم کی ضد اور عناد میں قبر کے وثن ٹھیرنے پر گستاخ و بے ادب ظالم و بد لگام بتاکب اپنی دریدہ دہنی سے حدیث پر حملہ کیا۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۸ صفحہ ۱۷ میں (جو مؤلف کے نزدیک بھی معتبر ہے) مرقوم ہے

الوثن مالہ جثۃ والصنم ماکان مصورا فبینہما عموم وخصوص وجھی فان کان مصورا فھو وثن وصنم

"وثن جثہ دار بت ہے اور صنم صورت دار بت ہے ان دونوں میں عموم و خصوص من وجہ کی نسبت ہے پس اگر صورت والا بت ہو تو وہ (اپنے عموم و خصوص کے اعتبار سے) وثن اور صنم دونوں کہلا دیگے"

نیز فتح الباری شرح صحیح بخاری پارہ ۲۹ صفحہ ۵۶۳ میں روایت ہے۔

من ابی ھریرۃ لا تقوم الساعۃ حتی یرجع ناس من امتی الی الاوثان یعبدونہا من دون اللہ ولابن ماجۃ من حدیث حذیفۃ ویبقی طوائف من الناس الشیخ الکبیر والعجوز یقولون ادرکنا آباءنا علی ھذہ الکلمۃ لا الہ الا اللہ فنحن نقولہا ولمسلم واحمد من حدیث ثوبان رضی اللہ عنہ ولا تقوم الساعۃ حتی تلحق قبائل من امتی بالمشرکین وحتی تعبد قبائل من امتی الاوثان

"حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نہیں قائم ہو گی قیامت۔ یہاں تک کہ میری امت میں سے کتنے لوگ تھانوں کی طرف جھک پڑیں گے کہ سوائے اللہ تعالیٰ کی عبادت کریں گے اور ابن ماجہ کی حدیث میں حضرت حذیفہ رض کی روایت میں ہے کہ اور باقی رہ جاویں گے کچھ لوگ بڈھے مرد اور عورتیں کہیں گے پایا ہم نے اپنے باپ دادوں کو اس کلمہ لا الہ الا اللہ پر پس ہم بھی وہی کہتے ہیں جو وہ کہتے تھے اور مسلم اور امام احمد کی حدیث میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نہیں قائم ہو گی قیامت مگر اس حال میں کہ شامل ہو جاویں گے کتنے قبیلے میری امت میں سے مشرکین میں اور یہاں تک کہ کتنے قبائل میری امت کے پوجیں گے تھانوں (یعنی قبروں تعزیوں طاقوں وغیرہ) کو"

اور درمختار صفحہ ۶۹۹ میں مرقوم ہے

وکذا ما یفعلونہ من تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء

"اسی طرح جو لوگ علماء اور بزرگوں کے سامنے زمین پر بوسہ دیتے ہیں تو یہ حرام ہے اس کا کرنے والا اور

فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن — اس سے راضی ہونے والا دونوں گنہگار ہیں کیونکہ اس میں مشابہت اوثان پرستوں کی ہے،

اور ردالمحتار شرح درمختار ص۲۵۴ میں مرقوم ہے۔

اصل عبادۃ الاصنام اتخاذ قبور الصالحین مساجد — "بتوں کے پوجے جانے کی اصل بنیاد صالحین کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لینا ہے"،

علی ہذا حضرت مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ ج ۴ ص۳۸۹ میں فرماتے ہیں

فلا یبقی احد کان یعبد غیر اللہ من الاصنام والانصاب — "نہیں باقی رہے گا کوئی شخص جو نہ عبادت کرے گا غیر اللہ کی اصنام اور انصاب میں سے کسی کی اصنام

اصنام جمع صنم بمعنی بت والانصاب جمع نصب سنگے کہ برپا کردہ شود وعبادت کردہ شود واو را ذبح کردہ شود نزد آں لقصد تقرب وطاعت" — جمع ہے صنم کی بمعنی بت کے ہے اور انصاب جمع نصب کی وہ پتھر جو رکھا جاوے اور اس کی عبادت کی جاوے اور اس کے نزدیک ذبح کیا جاوے لقصد ارادہ تقرب وطاعت"،

نیز مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح کی تفسیر فتح العزیز جلد اول ص۱۵۸ کے حوالہ سے ص۲۳۰ میں گذر چکا ہے کہ بمقولہ پیر پرستوں کے بزرگوں کی صورت کا تصور یا ان کے مکان نشست و برخاست یا قبر پر تذلل کرے تو ان کی روح مطلع ہو اور امداد پہنچاوے"، بلکہ مؤلف کے بڑے حضرت بریلوی بھی احکام شریعت حصہ اول ابو العلائی پریس آگرہ کے ص۱۴ میں لکھتے ہیں۔

مسئلہ کیا فرماتے ہیں علمائے اہل سنت اس صورت میں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں اور اس درخت پر اور اس طاق کے پاس جاکر ہر جمعرات کو فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں ہار لٹکاتے ہیں لوبان سلگاتے ہیں مرادیں مانگتے ہیں اور یہ دستور اس شہر میں بہت جگہ واقع ہے کیا شہید مردان درختوں اور طاقوں میں رہتے ہیں اور یہ اشخاص حق پر ہیں یا باطل پر جواب عام فہم مع دستخط کے تحریر فرمایئے الجواب یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات وبطلانات ہیں ان کا ازالہ لازم۔ ما انزل اللہ بہا من سلطان ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا
عفی عنہ بمحمدن المصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

لیجئے جناب! اس کا نام ہے جادو سو جو سر چڑھ بولے یہی شہیدوں کے نام کے درخت اور طاق

جن پر لوگ منتیں مرادیں مانگتے چڑھاتے ہیں جس کی تقویۃ الایمان کے زیر بحث مقام میں وضاحت کی گئی ہے جس کو خیانت سے چھپا لیا گیا، پھر مؤلف کی کس درجہ حماقت اور وثن وصنم کے جاننے سے بے علمی ہے کہ قبروں چلوں کو کوئی پوجتا نہیں، حالانکہ وثن وصنم کے معنی کی تشریح اور قبر کے وثن وبت ہونے کی تصریح پوجنے والوں کے حق میں خود حدیث شریف میں وارد ہو چکی جس کو ظاہر بے ادبی بدلگامی بدنصیبی گستاخی بتا کر معاذ اللہ کس قدر عناد و بغض لعناد تقویۃ الایمان حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے نکالا گیا ہے، دو حقیقت مؤلف کا یہ خبث باطنی محض قرآن واحادیث کی مخالفت کے باعث ہے ورنہ قبل ازیں الکلمۃ العلیا رص۱۲ میں خود لکھ چکے ہیں۔ کہ ہر شخص جاہل ہو یا عالم قرآن وحدیث سے جو چیز ثابت ہے اس پر اپنی عقل ناقص سے اعتراض کر کے اس کی مخالفت نہ کرے بلکہ بسر وچشم تسلیم کرے" نیز سنیے حضرت مولانا شاہ عبدالقادر جیلانیؒ فتوح الغیب[۱] ۳۶ دیں) مقالہ ص۴۷ میں فرماتے ہیں

لیس لنا نبی غیرہ فنتبعہ ولا کتاب غیر القرآن فنعمل بہ فلا تخرج عنہما فتہلک ھواک و الشیطان قال اللہ ولا تتبع الھوی فیضلک عن سبیل اللہ والسلامۃ مع الکتاب والسنۃ والہلاک مع غیرھما بہما یرتقی العبد الی حالۃ الولایۃ والبدلیۃ والغوثیۃ

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہمارا کوئی پیغمبر نہیں ہے جس کی ہم پیروی کریں اور قرآن کے سوا ہماری کوئی کتاب نہیں ہے جس پر ہم عمل کریں لہٰذا ان دونوں کی پیروی سے خارج نہ ہو ورنہ پھر تم ہلاک ہو جاؤ گے اور گمراہ کر دے گی تجھ کو تیری خواہش اور شیطان، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اور خواہش کی پیروی نہ کر پھر تجھے اللہ کے راستہ سے بھلا دیگی اور سلامتی قرآن وحدیث پر عمل کرنے سے ہے اور ان دونوں پر عمل نہ کرنا ہلاکت ہے اور ان دونوں پر عمل کرنے سے بندہ ولایت اور ابدالیت اور غوثیت کو پہنچتا ہے"

نیز غنیۃ الطالبین ص۶۶۱ میں فرماتے ہیں

ولا ینظر الی احوال الصالحین وافعالہم بل الی ما روی عن الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فان الاعتماد علیہ

"نظر نہ کرے بندہ طرف احوال صالحین کے اور ان کے افعال کے بلکہ اسی کی طرف جو روایت کی گئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیونکہ اس پر اعتماد ہے"

[۱] یعنی حسب گمان صوفیہ (ع۔ ج)

پس اسی طریقہ سنت کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا احترام زیارت کے آداب بزرگوں کے آثار کی تعظیم کا بیان اور طریقۂ شرکیہ کی مذمت مولوی نعیم الدین صاحب کے دندان شکن مسکت جواب میں مدلل و مفصل گذر چکا ہے۔ ناظرین پھر ملاحظہ فرمالیں۔ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ مگر جو شخص طرز سنت اور طریقہ شرک میں فرق نہ کرے زندیق و ملحد ہے۔ گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی۔ امثلاً مکانات حجر و شجر اور دیگر اشیاء غیر جاندار کے فوٹو نقشے بغرض معائنہ و اطلاع غائبین کے حق میں جس طرح نقشہ بیت المقدس بعد شب معراج نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جبرئیل علیہ السلام نے بحکم حق تعالےٰ پیش کیا یہ حد جواز میں داخل ہے اگر ان کو بھی کوئی تعظیم بحد عبادت کرنے لگے نذریں مرادیں منتیں ماننے چڑھانے لگے تو اس کے حق میں وثن و بت کی عبادت کا حکم ہوگا جو شرک ہے اور یہی تقویۃ الایمان ص۱۳ میں لکھا ہے جس کو مولوی نعیم الدین نے خلاف مقصد متکلم مختصر فقرہ عناد و افترا سے نقل کیا جس کی تفصیل اول و آخر سے یہ ہے "اس آیت سے معلوم ہوا کہ آدمی میں بڑے سے بڑا عیب یہی ہے کہ اپنے بڑوں کی بے ادبی کرے سو اللہ سے بڑا کوئی نہیں اور شرک اسی کی بے ادبی ہے"

پس مولوی نعیم الدین کی افترا پردازی بہتان بندی اظہر من الشمس ہو کر تقویۃ الایمان کی تائیدات کماحقہ قرآن و احادیث اقوال ائمہ محدثین و فقہاء سے روشن و ہویدا ہو گئی۔ وللہ الحمد

مولانا شہید پر ترغیب گناہ کا الزام اور اس کی تردید

قولہ ص۲۶۳ وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب۔ تقویۃ الایمان میں وہابیہ کو گناہوں کی ترغیب دی ہے۔ چنانچہ ص۲۲ میں لکھا ہے جس کی توحید کامل ہوتی ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت۔ نہیں کر سکتی۔ صاحب تقویۃ الایمان کے نزدیک توحید تو وہابی ہی کی کامل ہے جو اولیاء و انبیاء علیہم السلام سے دشمنی رکھے اس عداوت کے صلہ میں اس کے لئے تمام حرام حلال کر دیئے۔ اتنا ہی نہیں بلکہ اس کے گناہ دوسروں کی عبادت سے افضل بتا دیئے اب وہابی گناہوں میں کمی کرے تو کیوں۔ گناہ سے اندیشہ ہی کیا رہا اس کے بعد لکھا کہ فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے۔ یہ عجیب معما ہے۔ کہ شرک ہے تقوی میں خلل نہیں آتا مشرک ہو کر بھی آدمی متقی بنا رہتا ہے مسلمان کے نزدیک تو ادنی درجہ تقوی کا شرک و کفر سے بچنا ہے۔ مگر وہابی کے نزدیک شرک سے۔ ایمان تو کیا تقوی بھی نہیں جاتا۔ پھر بھی شرک سے بچے تو اس کو امام الوہابیہ کی طرف سے گناہوں میں ڈوب جانے کی اجازت ہے تقویۃ الایمان ص۲۵ میں ہے آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جائے اور محض بے حیا ہی بن جائے اور پرایا مال کھا

جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ برائی بھلائی کا امتیاز نہ کرے مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوائے اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے۔ اب بتائیے کہ مشرک تو متقی رہا اور گناہوں میں ڈوبنے محض بے حیا بننے پرایا مال کھانے میں کمی نہ کرنے والا اس سے بہتر ہوا تو اخیار میں ہوا یا ابرار میں ہوا۔ وہابی اس کا درجہ بھی تو بیان کر دیں۔

اقول الا لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ اہل انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مؤلف کا یہ ایک اور افترا ہے کہ تقویۃ الایمان میں گناہوں کی ترغیب اولیاء و انبیاء علیہم السلام سے دشمنی تمام حرام حلال کر دینے گناہوں میں ڈوب جانے وغیرہ امور کی اجازت دی گئی ہے۔ اور الفاظ حدیث کو عناد و لبغض سے چھپا کر تقویۃ الایمان کے فائدہ کو کاٹ چھانٹ کر بہتان باندھا گیا اب حدیث شریف معہ ترجمہ و فائدہ تقویۃ الایمان کو ناظرین بغور دیکھیں تا کہ حدیث کے مطابق تقویۃ الایمان کے فائدہ کا صدق واضح ہو جاوے مشکوۃ کے باب الاستغفار (ص ۲۰۴) میں لکھا ہے کہ ترمذی نے (ج ۲ ص ۲۱۲) میں ذکر کیا کہ

اخرج الترمذی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اللہ یا ابن ادم انک لو لقیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئا لاتیتک بقرابہا مغفرۃ

"کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ صاحب نے فرمایا کہ اے آدم کے بیٹے بیشک تو جو مجھ سے ملے دنیا بھر گناہ لے کر پھر ملے مجھ سے تو کہ نہ شریک سمجھتا ہو میرا کسی کو تو بے شک لے آؤں میں تیرے پاس بخشش اپنی دنیا بھر"

ف یعنی اس دنیا میں سب گنہگاروں نے گناہ کئے ہیں کہ فرعون بھی اس دنیا میں تھا اور ہامان بھی اس میں بلکہ شیطان بھی اسی میں ہے پھر یوں سمجھئے کہ جتنے گناہ ان سب گنہگاروں سے ہوئے ہیں۔ سو ایک آدمی وہ سب کچھ کرے لیکن شرک سے پاک ہو تو جتنے اس کے گناہ ہیں اللہ صاحب اتنی ہی اس پر بخشش فرمائے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ توحید کی برکت سے سب گناہ بخشے جاتے ہیں جیسے کہ شرک کی شامت سے سب اچھے کام ناکارے ہو جاتے ہیں۔ اور یہی حق ہے اس لئے کہ جب شرک سے آدمی پورا پاک ہو گا کہ کسی کو اللہ کے سوا مالک نہ سمجھے اور اس کے سوا کہیں بھاگنے کی جگہ نہ جانے، یہ اس کے دل میں خوب ثابت ہو جاوے کہ اس کے تقصیر دار کو اس سے بھاگ کر کہیں پناہ نہیں اور اس کے مقابل کسی کا زور نہیں چلتا اور اس کے روبرو کسی کی حمایت نہیں چلتی اور کوئی کسی کی سفارش اپنے اختیار سے نہیں کر سکتا ہے جب یہ بات خوب اس کے دل میں ثابت ہو جاوے، پھر جتنے گناہ اس سے

ہوں گے، سو بشریت کی راہ سے ہوں گے یا بھول چوک کر اور ان گناہوں کا ڈر اس کے دل پر گھر رہا ہوگا۔ اور ان سے ایسا بیزار ہوگا اور شرمندہ کہ اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا۔ اور بے شک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے، سو جوں جوں اس سے گناہ ہوں گے اسی کے موافق اس کی یہ حالت بڑھے گی اور جس قدر کہ یہ حالت بڑھے گی، اسی قدر اللہ کی رحمت بڑھے گی، سو یہ جان لینا چاہیئے کہ جس کی توحید کامل ہے اس کا گناہ وہ کام کرتا ہے کہ اوروں کی عبادت وہ کام نہیں کر سکتی فاسق موحد ہزار درجہ بہتر ہے متقی مشرک سے جیسے رعیتی تقصیر دار ہزار درجہ بہتر ہے باغی خوشامدی سے کہ یہ اپنی تقصیر پر شرمندہ ہے اور وہ اپنے فریب پر مغرور،،

اسی طرح تقویۃ الایمان صلاہم کی عبارت کہ

"اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کتنا ہی گناہوں میں ڈوب جاوے اور محض بے حیا ہی بن جاوے اور پرایا مال کھا جانے میں کچھ قصور نہ کرے اور کچھ بھلائی برائی کا امتیاز نہ کرے، مگر تو بھی شرک کرنے سے اور اللہ کے سوا اور کسی کو ماننے سے بہتر ہے۔ کیونکہ شیطان وہ باتیں چھڑا کر یہ بات سکھاتا ہے"

ناظرین نے ملاحظہ فرما لیا کہ تقویۃ الایمان میں کیا بقول مولوی نعیم الدین کی کذب بیانی افتراء پردازی کے کسی حرام کو حلال بتایا گیا ہے۔ گناہوں میں ڈوب جانے کی اجازت دی گئی ہے؟ معاذ اللہ یا حسب حدیث قدسی حق تعالٰے کے ارشاد میں توحید کی برکت سے تمام گناہ بدل کر نیکیاں ہو جانے اور شرک کی بدولت تمام حسنات وخیرات کا حبط اور باطل واکارت ہو جانا مذکور ہے؟ جس طرح کہ تقویۃ الایمان کی عبارت میں صاف تصریح ہے کہ

"توحید کے ساتھ پھر جتنے گناہ ہوں گے بشریت یا بھول چوک سے ہوں گے گناہوں کا ڈر دل پر گھر رہا ہوگا گناہوں سے بیزار وشرمندہ ہو کر اپنی جان سے بھی تنگ ہوگا۔ اور بے شک ایسے آدمی پر اللہ کی رحمت آتی ہے،،

نیز مشکوٰۃ کے باب الاستغفار ص۲۰۳ میں صحیح مسلم کی روایت ہے

عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والذی نفسی بيده لو لم تذنبوا لذهب الله بكم ولجاء بقوم يذنبون فيستغفرون	"روایت ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے ہاتھ میں ہے جان میری اگر تم لوگ گناہ نہ کرو تو تمہیں اللہ تعالٰے لے جاوے یعنی مٹا دیوے اور البتہ پیدا کرے

فیغفر لھم — ایسے لوگ جو گناہ کریں پھر بخشش مانگیں پس وہ بخشش کرے ان کی "

نیز ملا۲۰۶ مشکوۃ میں حضرت ابوذر رض سے روایت ہے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لیغفر لعبدہ مالم یقع الحجاب قالوا یا رسول اللہ وما الحجاب قال ان تموت النفس وھی مشرکۃ وایضاً من لقی اللہ تعالیٰ لا یعدل بہ شیئاً فی الدنیا ثم کان علیہ مثل جبال ذنوب غفر اللہ لہ

"فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے البتہ اللہ تعالیٰ بخشش فرماتا ہے اپنے بندہ کی جب تک کہ حائل نہ ہووے پردہ درمیان بندہ اور اللہ کے عرض کیا صحابہ نے یا رسول اللہ اور کیا ہے پردہ! فرمایا، ایسی حالت میں مرے کہ وہ شرک کرتا ہو" "اور جو ملاقات کرے اللہ تعالیٰ سے اس حال میں کہ برابر کرتا ہو کسی چیز کو اللہ کے ساتھ یعنی شریک نہ ٹھیراتا ہو دنیا میں کسی کو اللہ کے ساتھ پھر ہوویں اس پر گناہ مانند پہاڑ کے بخش دے گا اللہ تعالیٰ اس کو "

نیز صحیح مسلم جلد اول ملا۶۶ میں حضرت ابوذر رض ہی سے روایت ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

اتانی جبریل علیہ السلام فبشرنی انہ من مات من امتک لا یشرک باللہ شیئاً دخل الجنۃ قلت وان زنی وان سرق قال وان زنی وان سرق

آئے میرے پاس جبریل اور خوشخبری دی مجھے کہ جو تمہاری امت میں سے مریگا نہ شریک کرتا ہوگا اللہ کے ساتھ کسی کو بھی داخل ہوگا جنت میں میں نے کہا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے جواب دیا اگرچہ وہ زنا اور چوری کرے؛

نیز صحیح مسلم جلد اول ملا۱۰۶ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

انی لاعلم اخر اھل الجنۃ دخولا الجنۃ واخر اھل النار خروجا منھا رجل یوتی بہ یوم القیامۃ فیقال اعرضوا علیہ صغار ذنوبہ وارفعوا عنہ کبارھا فتعرض علیہ صغار ذنوبہ

"میں جانتا ہوں اس آدمی کو جو سب کے بعد دوزخ سے نکل کر سب کے بعد جنت میں جاوے گا تو کہا جاوے گا پیش کرو اس پر اس کے صغیرہ گناہ اور نہ پیش کرو کبیرہ گناہ پس کہا جاوے گا اس سے تو نے فلاں فلاں فلاں روز یہ گناہ کیا تھا فلاں

فیقال عملت یوم کذا وکذا کذا وکذا وعملت یوم کذا وکذا کذا وکذا فیقول نعم لا یستطیع ان ینکر وھو مشفق من کبار ذنوبہ ان تعرض علیہ فیقال لہ فان لک مکان کل سیئۃ حسنۃ فیقول رب قد عملت اشیاء لا اراھا ھھنا فلقد رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضحک حتی بدت نواجذہ

فلاں فلاں فلاں روز یہ گناہ کیا تھا تو وہ اقرار کرے گا انکار نہ کر سکے گا۔ اور وہ گناہ کبیرہ پیش ہونے سے ڈرے گا تو کہا جاوے گا اس سے ہم نے تجھے ہر ایک گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی عطا فرمائی۔ وہ کہے گا اے رب میرے میں نے اور بھی کچھ گناہ کئے ہیں جو میں یہاں نہیں پاتا ابوذر کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ ہنسے یہاں تک کہ آپ کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں "

ان احادیث میں اہل توحید کے لئے بشارت عظمیٰ ہے اگرچہ اعمال ذرہ بھر نہ ہوئے ہوں توحید خالص ہے تو سب کچھ ہے ورنہ شرک کے ساتھ تمام نیکیاں برباد ہیں!

علیٰ ہذا حضرت عارف ربانی موحد یزدانی مولانا شاہ عبدالقادر جیلانی رح غنیۃ الطالبین ص ۲۲۵ میں فرماتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ وھذا ھو فی حق التائب الذی ختم اللہ لہ بالتوبۃ والانابۃ وقال بعض السلف ان العبد اذا تاب من الذنوب صارت الذنوب الماضیۃ کلہا حسنات ولہذا قال ابن مسعود ولیتمنین اناس یوم القیامۃ ان یکثر سیئاتہم وانما قال ذلک لما ذکر اللہ تعالیٰ من تبدیل السیئات بالحسنات لمن یشاء من عبادہ وروی الحسن عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لو اخطأ احدکم

ور فرمانا اللہ تعالیٰ کا (پس وہ لوگ کہ بدل ڈالتا ہے اللہ ان کی برائیوں کو بھلائیوں سے) اس توبہ کرنے والے کے حق میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے آخر میں توبہ اور ترک گناہ کی توفیق دی ہے اور کہا بعض سلف نے تحقیق بندہ جب توبہ کرتا ہے گناہوں سے تو ہو جاتے ہیں گناہ گذشتہ سب کے سب نیکیاں اور اسی لئے فرمایا حضرت ابن مسعودؓ نے البتہ آرزو کریں گے کئی لوگ قیامت کے روز یہ کہ زیادہ ہوتیں برائیاں ان کی اور یہ اس لئے ابن مسعودؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے برائیوں کے بدلے نیکیاں دے گا جس کے لئے چاہے اپنے بندوں میں سے اور روایت کی حضرت حسن نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ تحقیق اگر گناہ کرے کوئی تم میں سے

حتی یملأ ما بین السماء والارض
ثم تاب تاب اللہ علیہ

یہانتک کہ بھر دے آسمان اور زمین کے درمیان
کو پھر توبہ کرے تو توبہ قبول فرماوے اللہ
تعالےٰ اس کی،،

نیز مولانا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رح اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد ۲ صـ۱۹۱ میں حدیث منقولہ
تقویۃ الایمان کا ترجمہ فرماتے ہیں :-

اے فرزند آدم بدرستیکہ تو اگر پیش
آئی مرا نزدیک بہ پری زمین از روئے
گناہاں پس پیش می آئی مرا در حالیکہ
شریک نگردانی بمن چیزے را و کفر نیے
درزی بمن ہر آئینہ می آیم من ترا نزدیک
بہ پری زمین از روئے آمرزیدن یعنی
ہر مقدار کہ گناہ کنی تو بیا مرزم من بشرط
ایمان بمن و قراب بضم و کسر چیزے
کہ قریب مقدار چیزے باشد پس قراب
ارض قریب پری زمین و در مشارق
گفتہ کہ قراب بکسر ظرفے است مثل
انبان دراز کہ در وے شمشیر با نیام
و کارد و تازیانہ و مانند آں نگاہدارند
و توشہ سوار کہ سبک باشد نیز
بردارند و بضم بمعنی قرب و در حدیث
بضم است و بکسر نیز آمدہ است

،،اے فرزند آدم تو اگر آوے میرے سامنے
زمین کے برابر گناہ لے کر پھر آوے
اس حال میں کہ شریک نہ ٹھہراتا ہو میرے ساتھ
کسی چیز کو اور کفر نہ کرتا ہو میرے ساتھ
کسی چیز کا البتہ لے آؤں گا میں تیرے پاس
زمین کی برابر بخشش یعنی جس قدر مقدار
گناہ تو کرے گا لے آؤں گا میں بخشش
بشرط میرے اوپر ایمان لانے کے اسی قدر
مقدار کے اور قراب بضم و کسر قریب مقدار
کسی چیز کے ہوتا ہے پس قراب زمین برابر
زمین کے ہوتا ہے اور مشارق الانوار (تاصنی
عیاض رح) میں کہا ہے کہ قراب بکسر ایک ظرف ہے
مثل بانس کے نلو یکے لانبا کہ اس میں تلوار مع نیام کے
اور چھری اور کوڑا اور اس کے مانند رکھتے ہیں اور توشہ سوار
کہ ہلکا پھلکا ہوتا ہے جس کو اٹھا کر لے جاتے ہیں اور بضم بمعنی
قرب اور حدیث میں بضم ذکر ہے اور بکسر بھی آیا ہے،،

پس حدیث شریف منقولہ تقویۃ الایمان اور دیگر احادیث و اقوال سلف صالحین ائمہ
دین رح سے تا یبد تقویۃ الایمان واضح ہو گیا کہ موحد شخص ببرکت توحید تمام جہان کے ایسے گناہ
جن سے ڈرتا ہوا بیزار و شرمندہ دل تنگ ہو گا حق تعالےٰ کے فضل و بخشش کے ساتھ نجات
پاوے گا۔ اسی طرح شرک ہرگز نہ بخشا جاوے گا اور شرک و کفر کے ساتھ تمام تر نیکیاں طاعات

وعبادات تو گویا دعوی توحید راس الطاعات بھی باطل و برباد ہو جاوے گا چنانچہ حق تعالےٰ نے قرآن پاک پارہ ۵ سورہ نساء میں فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ
تحقیق اللہ تعالےٰ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھیرایا جاوے اس کے ساتھ "

اور فرمایا پارہ ۶ سورہ مائدہ میں

وَمَنْ یَّکْفُرْ بِالْاِیْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُہٗ وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ
"اور جس نے کفر کیا ساتھ ایمان کے پس تحقیق برباد ہو گئے عمل اس کے اور ہے وہ آخرت میں خسارہ پانے والوں میں سے "

اور پارہ ۲۴ سورہ زمر میں بوجہ کمال اہتمام کے خاص جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب فرمایا گیا تو پھر کسی اور کی تو کیا ہستی ہے

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْکَ وَاِلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکَ لَئِنْ اَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ
"اور البتہ تحقیق وحی کی گئی تیری طرف اے محمد اور طرف ان کی جو تجھ سے قبل تھے اور اگر تو نے شریک مانا برباد ہو جاویں گے تیرے عمل اور تو ہو جاوے گا خسارہ پانے والوں میں سے "

اور پارہ ۲۶ سورہ محمد میں فرمایا

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَصَدُّوْا عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَضَلَّ اَعْمَالَھُمْ ۔ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّھُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّھِمْ کَفَّرَ عَنْھُمْ سَیِّاٰتِھِمْ وَاَصْلَحَ بَالَھُمْ ذٰلِکَ بِاَنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوا اتَّبَعُوا الْبَاطِلَ وَاَنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّبَعُوا الْحَقَّ مِنْ رَّبِّھِمْ کَذٰلِکَ یَضْرِبُ اللّٰہُ لِلنَّاسِ اَمْثَالَھُمْ ۔ نیز فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا
جن لوگوں نے کفر کیا اور روکا انہوں نے اللہ کے راستہ سے کھو دیئے اس نے ان کے عمل اور جو لوگ ایمان لاتے اور عمل کئے نیک اور ایمان لائے جو کچھ کہ نازل ہوا اوپر محمد کے اور وہی ہے حق ان کے رب کی طرف سے ان سے اتاریں ان کی برائیاں اور اصلاح کی ان کے حال کی ۔ اس لئے کہ جو لوگ کافر ہوتے انہوں نے اتباع کیا حق کا رب کی طرف سے یوں بتاتا ہے اللہ تعالےٰ لوگوں کو ان کے احوال ۔ اے ایمان والو حکم پر چلو اللہ کے اور حکم پر چلو رسول کے اور باطل

الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْا اَعْمَالَكُمْ مت کردا پنے اعمال کو،،

پس مؤلف کی جعل سازی تقویۃ الایمان کے مضمون کی چودی فریب کاری منہ زوری آشکارا ہو کر سب تہ خاک ہو گئی کہ نصوص قرآنیہ قطعیہ اور احادیث صحیحہ معتبرہ کے عموم کی تصریح میں سوائے شرک تمام جہان کے گناہوں کا انبار شامل وداخل ہے اگر موحد خائف ہے اور گناہ کو گناہ جان کر ڈرتا ہے اس کے دل پر بیزاری اور ندامت دخرمندگی گناہوں کی چھارہی ہے کہ وہ ببرکت توحید اپنی جان سے بھی عاری ہے جس طرح یہی مضمون تقویۃ الایمان میں ہے۔ تو ایک دن بفضلہ تعالیٰ سب بیڑا پار ہے۔ ورنہ شرک کے ہوتے ہوئے تمام جہان بھر کی سب نیکیاں برباد کیونکہ شرک صریح بغاوت ہے جس کا انجام ہلاکت ابدی ہے خسرالدنیا والاخرۃ ذلک ھوالخسران المبین اور گناہ تاقصور مند ملتجی معانی کا ہوتا ہے۔ یہ تو شرک کا مال ووبال ہے حتیٰ کہ گناہ بھی اگر بدرجہ استحلال واصرار کسب کو پہنچ جاوے گا خصوصاً کبیرہ قطعیہ جس طرح مبتدعین گور پرستوں کی بدعات کہ اس کو حلال وطیب جان کر بکمال رغبت بہترین عبادت وطاعت تصور کرتے ہیں چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے شاہ سلامت اللہ صاحب رامپوری نے او ضح البراہین منا میں لکھا ہے استحلال معصیت اور استحلال ایسی معصیت کا جو قطعی دلیل سے ثابت ہو کفر ہے شرح عقائد نسفی میں ہے استحلال المعصیۃ صغیرۃ کانت او کبیرۃ کفر اذا ثبت کونہا معصیۃ بدلیل قطعی

سبّ وشتم اور شغلِ تکفیر!

قولہ ص۲۶۴۔ اسمٰعیل صاحب تقویۃ الایمان کا کفر اور تقویۃ الایمان کے کثیر کفریات مذکور ہو چکے حضرات انبیاء اور سید انبیاء علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین وتنقیص کے کلمات اور بے ادبانہ بدگوئیوں اور گستاخیوں سے کتاب بھری ہوئی ہے، ایسے کلمات بے شک کفر ہیں شفا شریف جلد ۲ ص۲۳۷ میں ہے ان جمیع من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم او عابہ او الحق بہ نقصا فی نفسہ او دینہ او نسبہ او خصلۃ من خصالہ او عرض بہ او شبہ بشیء علی طریق السب لہ او الازراء علیہ او التصغیر لشانہ او یغض منہ العیب لہ فہو ساب لہ والحکم فیہ حکم الساب

لیکن چونکہ اسمٰعیل کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس نے اپنے ان تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی اس لئے علماء محتاطین نے اس کو کافر کہنے سے احتیاطاً زبان روکی اور اقوال کو کفر وضلال بتایا۔ اس کا تو اللہ عالم ہے کہ اس نے واقع میں توبہ کی تھی یا نہیں اگرچہ آج کل

کے وہابیہ جو اس کے کفریات کی حمایت و ترویج کرتے ہیں وہ توبہ کے منکر ہیں ۔ چنانچہ مولوی رشید احمد گنگوہی سے کسی نے سوال کیا کہ ایک بات یہ مشہور ہے کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید نے اپنے انتقال کے وقت بہت سے آدمیوں کے روبرو بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کی ہے آپ نے بھی کہیں یہ بات سنی ہے یا محض افترا ہے ۔ اس کے جواب میں لکھتے ہیں توبہ کرنا ان کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے (فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول ص ۶۲) لیکن جن علماء نے سنا کہ اس کی نسبت توبہ کی شہرت ہے انہوں نے احتیاط کی اور مفتی کو ایسا ہی چاہیئے ۔ جیسا کہ ائمہ دین نے یزید کی تکفیر ولعن سے احتیاط کی علامہ قاری ضوء المعالی شرح بدء الامالی ص ۵۴ میں فرماتے ہیں ۔ لا یخفی ان الاستحلال امر قلبی غائب من ظاہر الحال ولو فرض وجودہ او لا یحتمل انہ مات تائبا عنہ اخرا فلا یجوز لعنہ لا ظاہرا ولا باطنا احتمال توبہ کی وجہ سے علماء کرام یزید جیسے بدبخت شقی پلید کے حق میں لعن سے احتیاط فرماتے ہیں یہی حال اسمٰعیل کا ہے جس کی توبہ کی شہرت تھی لیکن اس کے بعد وہابیہ کے اور دوسرے پیشواؤں نے شان انبیاء علیہم السلام میں شدید گستاخیاں کیں اور توہین کے نہایت ناپاک کلمات لکھے اور باوجود بار بار کے رد کے ان پر مصر رہے ۔ توبہ کی طرف مائل نہ ہوئے ان کی تکفیر میں علمائے عرب و عجم نے کوئی تامل نہ فرمایا اور نہ ایسی حالت میں شریعت طاہرہ تامل کی اجازت دیتی ہے اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان کی نیت و حسن عمل کی جزا عطا فرماوے اور اپنے بندوں کو کفر و ضلالت سے بچائے آمین وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وسید انبیائہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین ۔ تمت ۔

اقول ۔ الحمد للہ الوحید الفرید الذی جعل الحق علی لسان العبد الغنید جب کہ مؤلف نے بزعم باطل اپنی خباثت باطنی سے تمام تقویۃ الایمان میں کفریات بر انبیاء و اولیاء خصوصاً سید الانبیاء علیہم السلام کی شان میں توہین و تنقیص بے ادبانہ بد گوئیوں گستاخیوں کے کلمات سے بھرا ہونا بتایا تو پھر تو یہ یقیناً قطعاً کافر و مردود لعین ہی کا کام ہے جس کی توبہ بھی بقول باطل مولوی احمد رضا خانصاحب بریلوی قبول نہیں ہو سکتی چنانچہ تمہید الایمان ص ۲۳ میں لکھتے ہیں

"جو کسی نبی کی شان میں گستاخی کے سبب کافر ہوا اس کی توبہ کسی طرح قبول نہیں اور جو اس کے عذاب

یا کفر میں شک کرے خود کافر ہے"

اور رسالہ اجلی النجوم بریلویہ صـ۳ میں صاف لفظوں میں لکھا گیا کہ

"اسمٰعیل دہلوی کی قبر پر چار حرف (لعنت کے) بھیجے"

اور خود مولوی نعیم الدین نے مولانا شہید مرحوم کو عبارت شفائے حضرت قاضی عیاض کا مورد بحکم سب وشتم کے معاذ اللہ مرتد واجب القتل ٹھیرایا۔ پھر مولانا شہید مرحوم کی توبہ کا احتمال نکالکر اثبات توبہ ہونا کمال درجہ عاجز ہونے کی دلیل ہے۔ جو بقول مولوی احمد رضا خاں کے خود مولوی نعیم الدین، کا کفر میں شک کرکے کافر ومعذب ہونا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہ تکفیرات محض ریتیے کی دیوار اور کاغذ کی ناؤ بنائی گئی تھی۔ جو خود اس کی وجہ سے ہلاکت میں پڑ گئے۔

مزید تفصیل اور مؤلف الطیب البیان کے تمام بیہودہ خبیثہ اقوال کی فہرست[1] مولانا شہید مرحوم کے حق میں از اول تا آخر ناظرین اہل انصاف یک جا دوبارہ ملاحظہ فرماکر پھر اس کے نتیجہ پر جو خود مولوی نعیم الدین ہی نے عاجز ہو کر نکالا ہے۔ غور فرمائیں۔ الطیب البیان کے صفحات ذیل صـ۲۷ ظالم۔ ایضاً صـ۳۲ صاحب تقویۃ الایمان کی شقاوت وسیہ باطنی۔ ایضاً صـ۶۴ بدلگامی۔ ایضاً صـ۶۷ سود اللہ وجہٗ خدا کا غضب کہ یہ بے دین۔ ایضاً صـ۸۱ فریب کار۔ ایضاً صـ۹۱ مولوی اسمٰعیل بدعتی ضال۔ ایضاً صـ۱۴۱ تھوک دو اس بے حیا کے منہ پر ایضاً صـ۱۴۴ دشمن دین۔ ایضاً صـ۱۵۵ معاند بدبخت ایضاً صـ۱۵۶ جاہل بدلگام، فحاش بدہن۔ ایضاً صـ۱۶۵ بے ایمان ایضاً صـ۱۷۱ تف اس بے دینی پر۔ ایضاً صـ۱۷۲ نابینا۔ ایضاً جاہل بددشمن دین۔ ایضاً صـ۱۷۴ قاتلہ اللہ۔ ایضاً صـ۱۷۵ بدنصیب، بدبخت بے دین۔ ایضاً صـ۱۸۵ ظالم جھوٹا دغاباز۔ ایضاً صـ۱۸۷ سیاہ دلی بدباطنی، بے دین نافرجام۔ ایضاً صـ۱۸۸ تف ہزار تف اس بے دینی پر۔ ایضاً صـ۱۹۲ فریب کاری بیباک گستاخ۔ بے دین۔ ایضاً صـ۲۰۵ دشمن دین۔ ایضاً صـ۲۲۱ بدنصیب، گستاخ۔ ایضاً صـ۲۲۶ سود اللہ وجوہ ایضاً صـ۲۲۷ بدنصیب۔ گستاخ بے ادب۔ ایضاً صـ۲۲۸ فحاک بدہن ناپاک، خذلہم اللہ تعالےٰ۔ ایضاً صـ۲۳۳۔ نابکار بے دین۔ ایضاً صـ۲۳۶ بدنصیب۔ ایضاً صـ۲۴۰ ظالم۔ ایضاً صـ۲۴۷ ظالم، مردود۔ ایضاً صـ۲۵۲ بدنصیب بداندیش ایضاً صـ۲۵۷ بدنصیب۔ ایضاً صـ۲۶۳ بدنصیب وغیرہ مثل

[1] اس فہرست کا کچھ حصہ صـ۷ پر گذر چکا ہے (ج۔۶۔ م ۲/۳) یہ صفحات طالع المبیح اول کے ہیں (ع ح)

ان کے دیگر کریہ الفاظ جو چھوڑ دیئے گئے۔

پس باوجود این ہمہ بکواس بیہودہ کے اگر مولانا شہید مرحوم ان تمام امور مذکورہ کے مورد الزام اور شان حضرات انبیاء علیہم السلام میں توہین و تنقیص گستاخی و بے ادبی بد گوئی وغیرہ کے مرتکب ہوتے اور مولوی نعیم الدین بھی بکثرت کفریات کے بہتانات لگانے میں اگر یقیناً سچے ہوتے جس کے لئے اپنی تمام عمر صرف کر کے وغیرہ کفر و شرک کا اپنی کتاب سراپا مفوات میں جمع کیا ہے۔ تو پھر تمام ساختہ پرداختہ تکفیرات کے تار عنکبوت پر یک لخت آگ نہ لگائی جاتی یہ دلیل بین ہے کہ مولانا شہید مرحوم کے انوار توحیدی کا غلبہ تھا۔ جو سب خاکستر ولسیاً دینیاً ہو کر خود مؤلف کے اپنے گلے کا طوق بنا الفضل ماشہد بہ الاعداء اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے۔

مسائل عقائد و فروع میں مولانا شہیدؒ کے رجوع کی بحث

پھر یہ کتنا بڑا افترا ریا بہتان ہے کہ مولانا شہید مرحوم نے اپنے تمام اقوال توحید و عظمت جلال و کبریا رحق تعالے سے معاذ اللہ توبہ کر لی تھی حالانکہ محض لغو و کذب افترا پردازی ہے جس کا شمہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا چنانچہ خود مولوی نعیم الدین کے مستند اعلی بدایونی صاحب نے بوارق ۲۳ ھ۔۵ میں لکھا ہے کہ[1]

---

[1] مناسب یہ ہے کہ بوارق کی اصل عبارت یہاں نقل کر دی جائے اس لئے بھی کہ مؤلف مرحوم و مغفور نے قدرے اختصار سے کام لیا ہے۔ مؤلف بوارق نے کتاب رجس میں جواز تقلید پر علمائے دہلی و حرمین شریفین کے فتاوی کا دعوی کیا گیا تھا تنبیہ الضالین وہدایت الصلحین مطبوعہ سید الاخبار دہلی ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۵ء سے پہلے یہ عبارت نقل کی ہے "مولوی کریم اللہ دہلوی نے کہا کہ یہ لوگ اسماعیلی ہیں مولوی اسماعیل کی تقلید کرتے ہیں وہ بھی ایسے تھے مگر صحیح یہ ہے کہ ان کا یہ گمان فاسد اور محض ظلم و کذب ہے وہ ہرگز ایسے نہ تھے، بلکہ انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثہ علماء حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا ... اور ایک رسالہ تنویر العینین نام جو بعضے آدمیوں نے ان کی شہادت کے بعد نکال کر مشہور کیا اگر وہ ان کا ہوتا تو بھی بہ سبب اس کے کہ انہوں نے رفع یدین آخر عمر میں ترک کیا اس باب میں معتبر نہ رہا"، پھر مؤلف بوارق نے اس کا جواب دیا ہے، اصل عبارت یہ ہے "دریں مقال رست از انواع اختلال وتقریب کلام ہمہ ناتمام قولہ "وہ ایسے نہ تھے" اخبر واحد در مقابلہ تواتر اعتبار نہ دارد کسانے کہ بگوش خود ہا از زبان شاں شنیدہ اند گفتگو ہا نمودہ اند چگونہ باور سازند باز میگوید "بلکہ انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثہ حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا" اولاً گر باقوال دل بنا بنہند چہ نزاں ظاہر کہ قبل از مباحثہ "وہ ایسے نہ تھے" چہ معنی دارد ثانیاً مے گوید کہ بعد مباحثہ منکر تقلید دہلی بر صفحہ ۷۸۳

رر زیادہ زمانہ نہیں گزرا۔ صدہا لوگ گواہ اور ہزار ہا آدمی آگاہ موجود ہیں انکار متواترات کا باطلات سے زیادہ کچھ اور نہیں ہے اور بعضے قائل رجوع مولوی اسمٰعیل کے اس مذہب سے ہیں ہو واضح ہو کہ یہ مقال پر ہے انواع اختلال سے و تقریب کلام تمام ناتمام ہے۔ خبر واحد کا تواتر کے مقابلہ میں

بقیہ ص۷۸۱ ہو متعلد فلاں امام گردیدند و از مذہب سابق رجوع کردند و ازاں تبری نمودند تائب شدند بلکہ ہمی ہیں کہ رفع یدین ترک کردیا وظاہر است کہ ترک کردن فعلے چیزے دیگر و رجوع از مذہب چیزے دیگر ترک کردن را اسباب متعددہ اند غیر از رجوع ازاں مذہب خصوصاً در مسلک اصحاب تقیہ و ذدی الوجوہ خود شاہ ولی اللہ در ہمیں خصوص رفع یدین در حجۃ بالغہ نوشتہ اند والذی یرفع احب الی ممن لا یرفع لان احادیث الرفع اکثر و اثبت غیر انہ لا ینبغی للانسان ان یثیر علی نفسہ فتنۃ عوام البلد بشنو کہ تنویر العینین قبل از سفر پشاور بزمان دراز خود مشہور کردہ گفتگو ہا دراں افتادہ تشکیک اداں راہ نیست۔ و ہم صرف از ترک رفع یدین در آخر عمر از نجاست تصنیف تنویر العینین طہارت حاصل نمے گردد تا آنکہ توبہ از مضامین مندرجہ اش و اشاعت توبہ برکسانیکہ بہ بادیہ ضلالت افتادہ باشند ثابت نہ گردد ..... اگر خاتمہ مولوی اسماعیل بر توبہ از انکار تقلید و توہین و تکفیر مجتہدین و مقلدین و تبری از سائر عقاید فاسدہ گردیدہ الحمد للہ چشم ما روشن دل ما شاد کلام در کلام ملام الفیام است کہ حق است یا باطل (البوارق المحمدیہ ص ۲۳، ۲۴ مطبع سول ملٹری از قلیج میرٹھ ۱۲۸۹ھ) اس سلسلہ میں بہ سبیل تذکرہ ایک دو باتیں اس جگہ شاید غیر مناسب نہیں۔ (الف) مولانا شہیدؒ نے تنویر العینین ۱۲۲۹ھ میں تالیف فرمائی جب کہ آپ کے تینوں بزرگ بقید حیات تھے مولانا محمد جعفر لکھتے ہیں "جب تنویر العینین آپ نے لکھی اس وقت شاہ عبدالعزیز صاحب (متوفی ۱۲۳۹ھ) و مولوی (شاہ) عبدالقادر (متوفی ۱۲۳۰ھ) و شاہ رفیع الدین صاحب متوفی ۱۲۳۳ھ) زندہ تھے جب شاہ عبدالعزیز) صاحب علیہ الرحمۃ نے اس کتاب کو دیکھا تو بہت پسند فرمایا۔ اور کہا کہ خدا کا شکر ہے کہ اس گھر میں ابھی تک محقق علم حدیث موجود ہیں" (سوانح احمدی ص ۱۴۷) (۲) تالیف تنویر کے بعد عبدالہادی نامی ایک حنفی مولوی صاحب نے مسئلہ ترک رفع یدین میں ایک رسالہ لکھا تو ۱۶ ذوالحجہ ۱۲۳۲ھ میں مولانا شہید نے تنقید الجواب نام سے اس کا جواب دیا جس پر مولانا عبدالحی صاحب بڈھانوی نے تصدیق بخط ثبت فرمائے (اتحاف النبلاء ص ۴۴) یعنی مولانا شہیدؒ مع مولانا عبدالحی رح بدستور اپنے موقف سنیت رفع الیدین پر قائم رہے۔ (۳) ۱۲۴۳ھ میں دہلی کے ایک واعظ و فقیہ مولوی صاحب نے کسی مجلس میں کہا کہ مولانا شہید نے صرف ایک بار رفع یدین کا عمل کیا تھا اس کی وجہ دریافت کی گئی تو فرمایا کہ ایک شافعی عرب یہاں موجود ہے وہ کرتا ہے اس نظر سے کہ اس کے فعل کو لوگ برا نہ جانیں میں نے یہ عمل کیا ہے" لیکن ان ہی دنوں دہلی سے ایک رسالہ طبع ہو کر جس میں اس بے پرکی خبر کی ان الفاظ سے تردید کی گئی۔ "مولانا ممدوح کے فعل کا حال اس بارہ میں یوں سنایا گیا ہے کہ آپ ہمیشہ رفع یدین کیا کرتے تھے نہایت دس برس میں برعایت مصلحت اور بموجب ہجوم ملوہ متعصبیں اس ملک کے کچھ مدت اس امر مستحب کو موقوف رکھا تھا" (صراط الاستداد فی بیان انا قسدا ثیر ناسدتی دہلی ص) اس سے بھی آپ کے ہمیشہ جریان کی صاف تردید ہوتی ہے باقی ص۷۸۳

اعتبار نہیں ہے اور جن لوگوں نے اپنے کانوں سے سنا ہے اور گفتگو کی ہے کیونکر باور کریں پھر کہتے ہیں
بلکہ انہوں نے نواح پشاور میں بعد مباحثہ حنفیہ کے رفع یدین چھوڑ دیا تھا اولاً کہ قول اول سے
کوئی مناسبت نہیں رکھتا کیونکہ اس سے ظاہر کہ قبل مباحثہ سے وہ ایسے تھے ورنہ مباحثہ علماء
حنفیہ سے کیونکر ہوتا اور اگر رفع یدین نہیں کرتے تھے ترک کرنے کے کیا معنی رکھتا ہے ثانیاً
یہ تو کسی نے نہیں کہا کہ بعد مباحثہ کے مقر تقلید اور مقلد کسی امام کے ہو گئے تھے اور مذہب
سابق سے رجوع کر لیا اور اس سے بیزاری ظاہر کی اور تائب ہوئے بلکہ کہا تو صرف یہ کہ
رفع یدین ترک کر دیا اور ظاہر ہے کہ ترک کرنا کسی فعل کا دوسری چیز اور رجوع کرنا مذہب سے
دوسری چیز ترک کرنے کے سوائے رجوع کے اس مذہب سے دوسرے متعدد اسباب
بھی ہو سکتے ہیں

بقیہ ص ۷۸۳ (۸۴) رہی یہ بات کہ نواح سرحد میں مولانا شہید کا مسلک کیا رہا؟ تو سوانح احمدی ص ۴۷۴ میں مندرجہ روایت کے علاوہ
کابل میں پیش آمدہ ایک واقعہ سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے جس کو حضرت سید احمدؒ کے ایک فاضل اجل خلیفہ جناب مولانا حبیب اللہ صاحب
قندھاریؒ نے ذکر فرمایا ہے جو اس وقت موجود تھے بلکہ خود صاحب واقعہ تھے۔ می یادم کہ روزے در کابل خدمت مولوی اسمٰعیل شہید رحمہ اللہ
تعالیٰ فقیر را در نماز عصر پیش کرد و در عقب فاتحہ خواند طالب علمے کہ در پہلوئے آں بود مے شنید چوں کہ از نماز فارغ شد انکار و زبان درازی
آغاز نہاد و آں عالم ربانی را طعنہائے بے جا مے داد چوں شاگرد فقیر بود وے را عتاب نمودم کہ خدمت مولوی را از سخن ناحق بد نمے آید
واز ایشاں باید پرسید چوں پرسیدہ شد جواب گفت کہ امام محمد در مبسوط قرأت مقتدی مر فاتحہ را تجویز کردہ چنانچہ خود دیدہ ام و چوں
بمذہب شافعی فرض است جہتہ احتیاط خواندہ مے شود۔ ازیں جواب تشفی معترض حاصل نہ شود خدمت مولوی گفت ایں معترض یا محقق
یا مقلد اگر محقق است من استدلال بکتاب و سنت مے کنم و ے جواب گوید اگر مقلد کتاب علمائے وطن خود است من نیز تقلید علمائے وطن خود مے
کنم مراد تمامی ایشاں حتی الحنفیہ۔ فتوی بقرأت فاتحہ در عقب امام دادہ اند آں معترض از جملہ مرشد منفعل شد (مجموعہ رسائل مولانا حبیب اللہ
قندھاری رحمۃ اللہ علیہ، رسالہ رابعہ مختتم بر چہل مسئلہ ورق ۱۰۔ مخطوطہ مملوکہ جناب حکیم عبدالرحمٰن صاحب نبیرہ مولانا عبداللہ معروف بہ غلام رسول
مرحوم و مغفور قلعہ میہاں سنگھ ضلع گوجرانوالہ) «ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جناب مولوی محمد اسمٰعیل نے کابل کے اندر عصر کی نماز میں مجھے نماز پڑھانے
کے لئے آگے کر دیا آپ نے میرے پیچھے نماز ادا کی، جماعت میں میرا ایک شاگرد بھی آپ کے ساتھ ہی کھڑا تھا جناب مولوی صاحب نے خلف الامام
سورۃ فاتحہ پڑھی جوں ہی کہ نماز سے فارغ ہوئے اس طالب علم نے مولوی صاحب کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا میں نے اس ... یعنی اپنے شاگرد
کو ڈانٹا کہ تمہاری یہ حرکت اچھی نہیں خود مولوی صاحب سے دریافت کرو چنانچہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ امام محمد نے مبسوط میں مقتدی
کے لئے سورہ فاتحہ کا پڑھنا تجویز کیا ہے جیسا کہ میں نے اس میں خود دیکھا ہے اور چونکہ امام شافعی کے نزدیک قرأت فاتحہ فرض ہے
اس لئے بربنائے احتیاط پڑھی جاتی ہے اس جواب سے معترض کی تشفی نہ ہوئی جناب مولوی صاحب نے فرمایا یہ معترض محقق ہے یا مقلد اگر محقق ہے تو میں
کتاب و سنت سے یہ مسئلہ ثابت کر سکتا ہوں وہ اس کا جواب دے لیکن اگر یہ اپنے وطن کے فقہا کا مقلد ہے تو میں اپنے وطن کے علماء کا پیرو ہوں، کیونکہ ہمارے ہاں

"اب سنو! کہ تنویر العینین کو قبل سفر پشاور سے ایک دراز مدت پہلے (مولانا نے) خود ہی مشہور کر دیا تھا۔ گفتگوئیں اس میں خوب ہو چکی تھیں۔ شک کو اس بات میں ذرا دخل نہیں ہے پھر یہ بات بھی ہے کہ آخر عمر میں ترک رفع یدین سے تالیف تنویر العینین کی نجاست کیسے دھل گئی جب تک کہ توبہ اس کے مضامین سے اور اشاعت توبہ کی ان لوگوں پر واضح نہ ہو جو اس کی وجہ سے ہاویہ ضلالت میں پڑے۔ اگر خاتمہ مولوی اسمٰعیل کا توبہ پر ہوا ہو اور انکار تقلید اور توہین و تکفیر مجتہدین اور مقلدین اور تمام عقائد فاسدہ سے تبری ہو جاوے الحمد للہ چشم ما روشن دل ما شاد کلام اس بات میں ہے کہ حق ہے یا باطل اھ ملخصاً

پس جب کہ مسائل تقلید اور رفع یدین ہیں جو منجملہ فروعات ہیں اور سنت صحیحہ صریحہ ہی سے ثابت ہیں ایسے متبحر عالم حقانی عارف ربانی سے توبہ ثابت ہونا بعید از بعید ہے۔ پھر مسائل توحید و عقائد جو قرآن کی تصریحات پر مبنی ہیں اور تقلید کا وغیرہ کا اس میں کوئی دخل نہیں تو بہر چہ معنی دارد؟ چنانچہ رد المحتار جلد اول ص۳۲۵ و ص۲۴۷ مطبوعہ دہلی میں مرقوم ہے

فی غیر المسائل الفرعیۃ مما یجب	"سوائے مسائل فروعیہ کے جن مسائل پر اعتقاد رکھنا
اعتقادہ علی کل مکلف بلا تقلید	ہر ایک مکلف پر بلا تقلید کسی کے واجب ہے
لاحد وھو ما علیہ اھل السنۃ والجماعۃ	وہ مسائل ہیں جس پر اہل سنت والجماعت ہیں
وھم الاشاعرۃ والماتریدیۃ	اور وہ اشاعرہ اور ماتریدیہ ہیں"

اور مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حیات الموات ص۲۰۲ میں لکھتے ہیں۔

"عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں؟ اللہ کو ایک رسول کو سچا جنت و نار کو موجود و سوال و عذاب و نعیم قبر کو حق جاننے میں اس کا محل نہیں کہ فلاں فلاں مشائخ ایسا فرماتے تھے محض ان کے اعتبار پر مان لیا ہے"

لیکن اس کے باوجود مؤلف یہی رٹتے جا رہے ہیں کہ مولانا نے تمام اقوال سے توبہ کر لی تھی! معاذ اللہ منہ۔ پھر اس کا کوئی ثبوت بھی نہ بتا سکے۔ مولانا رشید احمد گنگوہی رح سے سوال ہوا کہ کیا مولانا شہید رح نے بعض مسائل تقویۃ الایمان سے توبہ کر لی تھی؟ انہوں نے جواب لکھا!

بقیہ ص۷۸۴ ہاں (دہلی وغیرہ) کے سب علماء حتی کہ حنفیہ بھی قرأت فاتحہ خلف الامام کا فتویٰ دیتے ہیں اس پر معترض لاجواب ہو کر رہ گیا۔ ان تصریحات سے ثابت ہوتا ہے کہ جہاں تک فقہیات کا تعلق ہے مولانا شہیدؒ آخر تک عامل بالحدیث رہے ہیں وحدہ حصحص الحق و الحمد للہ (ع۔ ح)

"بندہ کے نزدیک سب مسائل اس (تقویۃ الایمان) کے صحیح ہیں اور تو بہ کرنا ان (مولانا شہید) کا بعض مسائل سے محض افترا اہل بدعت کا ہے"۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۴۴ ج ۱)

الحمدللہ کہ تمام تقویۃ الایمان کی حقانیت من اولہ الی آخرہ بتائیدات آیات و احادیث تمام فوائد کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر ائمہ محدثین و مفسرین فقہاء و اولیاء کاملین حضرات صوفیائے مستندین علمائے محققین خود مسلّمات مولوی نعیم الدین سے خصوصاً مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے مسلک اور ان کے تصنیفات تفسیر فتح العزیز وغیرہ) سے پوری پوری مطابقت تقویۃ الایمان کی کما حقہ بدلائل روشن ثابت ہو کر بجملہ جوابات دندان شکن ہو چکے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا اہل انصاف باخدا شان کبریائی کا تماشا دیکھ چکے اور دیکھ لیں

بحث تقلید شخصی[1] اور عمل بالحدیث

اس مقام پر بدایونی صاحب کے بہتان کا ازالہ درباره تنزیہ العینین بابت مسئلہ تقلید توہین و تکفیر مجتہدین و مقلدین و تمام عقائد حقہ تقویۃ الایمان کے کیا جانا لازم و ضروری ہوا جس کا ایک شمہ بھی ثابت نہیں لعنۃ اللہ علی الکاذبین المفترین۔ چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم کی سوانح "حیات طیبہ" سے وہ سوالات جو بطور مناظرہ شاگردان مولوی فضل حق صاحب منطقی نے آکر کئے اور بے ساختہ ان کے جوابات حضرت مولانا شہید مرحوم نے ارشاد فرمائے اہل حدیث اور منصف حضرات احناف کو ان شاء اللہ العزیز از حد مفید ثابت ہو کر افراط و تفریط کا انسداد ہو گا جو حسب ذیل ہیں

سوال ۱: آپ امام ابو حنیفہ کو کیا سمجھتے ہیں؟

جواب: بڑا زبردست فقیہ فخر مسلمین خیال کرتا ہوں۔

سوال ۲: جو فقہی مسائل ان کے ہیں آپ انہیں تسلیم کرتے ہیں اور مانتے ہیں؟

جواب: اکثر کو تسلیم کرتا ہوں مگر بعض وہ مسائل جو حدیث میں موجود ہیں۔ . . .

سوال ۳: آپ میں اتنی سمجھ ہو گئی کہ آپ ان کے بعض فقہی مسائل کو ناپسند اور اکثر کو پسند کرنے کے مجاز ہیں

جواب ۳: نہیں حاشا وکلا یہ میں نے دعویٰ نہیں کیا بلکہ میں یہ کہتا ہوں کہ امام اعظم کو جو حدیث نہیں پہنچی اور مسئلہ انہوں نے اپنی رائے سے بیان کیا اور اس کے خلاف حدیث موجود ہے۔ تو ہمارا فرض ہے۔ کہ

---

[1] دوسری طرز سے یہ مباحث صفحہ ۲۷ میں بھی گزر چکا ہے (م ۔ ح ۔ ۲)

حدیث نبوی کے آگے امام اعظم کے قول یا رائے کو تو تسلیم نہ کریں ۔

سوال ۔ اور جو اس کے خلاف ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں "

جواب ۔ ابھی تک میں نے اس کی بابت غور نہیں کیا پھر بھی اتنا میں کہتا ہوں چاہے میرا خیال درست ہو چاہے نادرست کہ وہ اچھا نہیں کرتا کیونکہ امام صاحب خود فرماتے ہیں اگر میرے قول کے خلاف کوئی حدیث ملے تو اس میرے قول کو نہ (لو) حدیث کا اتباع کرو)

سوال ۔ کیا امام اعظم صاحب حدیث نہیں جانتے تھے ؟

جواب ۔ جانتے کیوں نہیں تھے مگر وہ زمانہ احادیث کی اختراعات کا ایسا غضب ناک تھا کہ یکایک ہر حدیث کو تسلیم کرتے ہوئے ڈرتے تھے ۔ یہی وجہ تھی کہ آپ نے اکثر مسائل میں اپنی رائے سے کام لیا ۔

سوال ۔ کیا اس سے وہ ملزم ٹھیر سکتے ہیں !

جواب ۔ نہیں ہرگز نہیں ان کا دامن تقدس ہر بے جا الزام سے بالکل پاک ہے ہاں اگر یہ کہتے کہ صحیح حدیث پہنچنے پر بھی تم میرے ہی قول پر عمل کئے جاؤ تب تو جائے اعتراض ہو سکتی ہے اور جب وہ یہ نہیں فرماتے پھر ان پر کسی طور کا الزام قائم کرنے والا جھوٹا ہے "

سوال ۔ ایسے بھی مسائل ہیں جن سے امام صاحب کو اور تین اماموں پر فضیلت حاصل ہو سکتی ہے !

جواب ۔ اس کا جواب دینے کے لئے میں ابھی تیار نہیں ہوں ۔

سوال ۔ پھر آپ کو آتا ہی کیا ہے آپ تو بالکل ہی نہیں جانتے ؟

جواب ۔ میں نے ابھی تک اپنی علمیت کا دعوے نہیں کیا جو تم مجھے یہ کہتے ہو یہ تمہاری سراسر زیادتی ہے

سوال ۔ زیادتی نہیں ہمارا مذہب یہ ہے کہ امام اعظم تینوں اماموں سے افضل ہیں اور اسے ہم ثابت کر سکتے ہیں ۔

جواب ۔ ممکن ہے ایسا ہو اور آپ ثابت بھی کر دیں لیکن جب میرے پاس چاروں جلیل القدر ائمہ کی لیاقت جانچ کرنے کا کوئی آلہ نہیں ہے پھر میں کیوں کر اپنی رائے دے سکتا ہوں میں چاروں کو واجب التعظیم خیال کرتا ہوں اور میرا یہ مذہب ہے کہ جو کچھ انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کی ہے اس کا عظیم الشان صلہ تو خداوند حقیقی نے انہیں دیا ہی ہوگا لیکن اس کے خلاف ہماری گردن پر ان کے اتنے احسان ہیں اور قیامت تک مسلمانوں پر رہیں گے کہ وہ ! ان سے سبکدوش نہیں ہو سکتے فقط

یہ سن کے طلبہ خاموش ہو گئے اور اب انہیں زیادہ سختی کا بھی موقع نہیں رہا عبدالصمد نامی بنگالی جو سب کی طرف سے محض طفلانہ اور بے جوڑ سوال کر رہا تھا اور دندان شکن جوابوں پر بھی اس

کی تسلی نہیں ہوتی تھی سوچتے سوچتے یہ تواریخی سوال کرنے لگا۔

سوال:۔آپ بڑے عالم ہیں آپ کا خاندان بڑا فاضل ہے اور تمام علوم آپ کو حاصل ہیں آپ یہ تو بتایئے کہ امام ابو حنیفہ کون تھے کہاں کے رہنے والے تھے انہوں نے کس کس سے تعلیم پائی اور ان کے شاگرد کون کون سے تھے ذرا معلوم تو ہو کہ آپ ائمہ دین کے حالات سے کتنے واقف ہیں

جواب:۔مولانا شہید علیہ الرحمۃ نے تبسم آمیز لہجہ میں فرمایا۔اس طول طویل بیان کی تم مجھے ناحق تکلیف دیتے ہو۔کتابیں بھری پڑی ہیں ان میں دیکھ کر شرح حال بخوبی ہو جاوے گا"۔

سوال:۔یہ تو ہم جانتے ہیں کتابوں میں سب کچھ بھرا پڑا ہے آیا آپ کو بھی کچھ آتا ہے یا یوں ہی دور کے ڈھول سہانے ہیں؛

جواب:۔مولانا شہید نے ہنس کے بطور مضحکہ فرمایا "اگر تم میرا امتحان لینے آئے ہو تو بھی تمہیں پہلے انعام کی فکر کرنی چاہیئے کیونکہ اگر میں تمہارے امتحان میں پورا اترا تو تمہیں ضرور انعام دینا ہوگا اور اگر تم محض استفادہ کے طور پر دریافت کرتے ہو تو تمہیں ایسی سختی نہیں کرنی چاہیئے تلامذہ کے خلاف شان ہے کہ وہ اس سختی سے گفتگو کریں"۔مولانا شہیدؒ کی اس تقریر نے مولوی عبدالصمد بنگالی کے چھکے چھڑا دیئے اور اب کسی قدر نادم ہوا مگر اس کے دل میں ایک کرید سی پیدا ہو رہی تھی اس لئے وہ اپنے چند اور سوالات سے دست بردار نہیں ہوا تاہم وہ بہت نرم ہو گیا اور مولانا شہید کی ملائمت اس کے دل میں کھب گئی اس کا یہ جثہ پھر نہ رہا کہ وہ کہتا میں امتحان لینے آیا ہوں بلکہ اب اس نے کسی قدر نرم زبانی سے یہ کہا اچھا بطور استفادہ ہی سہی آپ میرے سوالات کا جواب دیں مولانا شہید نے فرمایا "اس کا کچھ مضائقہ نہیں بہت خوشی سے میں تمہارے حکم کی تعمیل کرنے کو موجود ہوں" یہ کہہ کے آپ نے جواب ان تواریخی سوالات کے ارشاد فرمائے جواب

آپ کا اصلی نام نعمان ہے اور کنیت ابو حنیفہ ہے اور لقب امام اعظم ہے اور شجرہ نسب یہ ہے نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ بن عسکر بن خغیان ابن شہ ہے آپ ۸۰ھ ہجری میں پیدا ہوئے آپ کے والد ثابت پہلے پہل حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں کوفے حاضر ہوئے اور علاوہ اور تحائف عجمیہ کے آپ نے خاگینہ حضرت علی رضہ کی فرمائش سے اپنے باورچی سے پکوا کے پیش کیا حضرت علی رضہ انڈوں کا خاگینہ اور عجمی تحفے لے کے بہت خوش ہوئے اور ثابت کو دعا خیر دی جب امام ابو حنیفہ بڑے ہوئے تو شعبی کی ترغیب سے علم کی طرف متوجہ ہوئے یہ بحث بڑی دقیق ہے کہ آپ نے کسی صحابی کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا اور آپ کو تابعی ہونے

کا افتخار بھی حاصل تھا چونکہ مجھے اس میں کچھ رد و قدح نہیں کرنی ہے میں تواریخ پر بھروسہ کر کے یہ کہہ سکتا ہوں کہ آپ نے اپنے بچپن کے زمانہ میں انس رضی اللہ عنہ صحابی کو دیکھا تھا جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گزار تھے امام صاحب کا زمانہ بچپن و جوانی ایک پر آشوب زمانہ تھا ایسے زمانہ میں بعض وجوہ سے آپ علم کلام کی طرف متوجہ ہوئے مگر بعد ازاں چند اصحاب کی ترغیب سے آپ اول حماد کے حلقہ درس میں شامل ہوئے حماد نے ۱۲۰ھ میں وفات پائی گو ابھی امام ابو حنیفہ کو پورا حدیث میں ملکہ نہیں ہوا تھا پھر بھی چسکا لگ گیا تھا اور آپ اس قابل ہو گئے تھے کہ فقہی مسائل جن کی اس زمانہ میں ضرورت تھی کچھ جانچ پڑتال کرتے اس کے بعد آپ نے قتادہ کی شاگردی کی پھر آپ نے سلیمان و سالم بن عبداللہ سے حدیث پڑھی سلیمان حضرت میمونہؓ کے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے تھیں غلام تھے اور فقہاء سبعہ میں فضل و کمال کے لحاظ سے ان کا دوسرا نمبر تھا پھر بیروت میں رحو بندر دمشق ہے اوزاعی سے تعلیم حدیث پائی اس کے بعد سب سے زیادہ فخر حضرت باقر رحمۃ اللہ علیہ کے حلقہ درس میں شامل ہونے کا امام اعظم کو حاصل ہوا جب آپ کی بہت شہرت ہوئی اور ہزاروں آپ کے شاگرد بن گئے تو یزید بن عمر بن ہبیرہ گورنر کوفہ نے آپ کو میر منشی اور افسر مقرر کرنا چاہا لیکن آپ نے انکار کیا یزید نے بہت سمجھایا اور زبانی ڈرایا بھی دیا لیکن آپ اپنے انکار ہی پر قائم رہے ناچار اس نے آپ کو درے لگوائے ہنوز بیاں درے کھانے پر بھی انکار ہی تھا روزمرہ وہ ابو حنیفہ کو اپنے سامنے بلاتا تھا اور میر منشی کا بستہ آپ کو پیش کرتا تھا اور ایک طرف درہ رکھتا تھا کہ یا تو اسے قبول کرو نہیں پھر درہ موجود ہے آپ فرما دیا کرتے تھے میں جب انکار کر چکا تو اگر مار بھی ڈالے گا میں منظور نہ کروں گا یہ مجھ سے کبھی نہ ہو گا کہ تو ایک مسلمان کے قتل کا حکم دے اور میں اس پر مہر کر دوں جب وہ بہت تنگ ہوا تو اس نے امام صاحب کو چھوڑ دیا آپ رہائی پاتے ہی فوراً مکہ معظمہ چلے آئے اور ۱۳۰ھ سنہ ہجری تک وہیں رہے بلکہ ایک روایت کے بموجب یہ ہے کہ آپ نے اٹھائیسواں سال بھی وہیں گذارا جب ۱۳۲ھ ہجری میں بنو امیہ کے خاندان کا خاتمہ ہو گیا اور سلطنت اسلام حضرت عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کے قبضہ میں آئی تو پہلا حکمران ابو العباس سفاح ہوا اس نے بہت ہی قلیل زمانہ حکومت کے بعد وفات پائی اس کے بعد اس کا بھائی منصور تخت خلافت پر متمکن ہوا اس نے کوفہ کی آب و ہوا مزاج خلافت کے خلاف دیکھ کے نئے دار الخلافت کی بنیاد ڈالی اور منصور کو

امام ابوحنیفہ سے جانی عداوت تھی وہ چاہتا تھا کہ انہیں قتل کرڈالے عداوت کی وجہ صرف یہ تھی - کہ آپ نے ابراہیم کا بغاوت میں ساتھ دیا تھا امام ابوحنیفہ بھی منصور کے اس خونی عزم سے ناواقف نہ تھے جب انہوں نے یہ دیکھا کہ منصور بغداد چلا گیا تو مکہ سے کوفہ تشریف لے آئے مگر منصور نے گو تخت خلافت کو بغداد میں بدل دیا تھا پھر بھی کوفہ میں اس کی حکومت تو تھی اس نے فوراً ابوحنیفہ کو بغداد میں طلب کیا اور داخلہ کے دوسرے دن دربار میں حاضر ہونے کا حکم دیا دربار میں جس نے امام ابوحنیفہ کو پیش کیا وہ ربیع تھے جو حجابتہ کا عہدہ رکھتا تھا اس نے یہ کلمے امام صاحب کی نسبت پیش کرتے وقت کہے تھے یہ دنیا میں آج بڑا عالم ہے منصور گو آپ کے قتل کرنے کا بہانہ ڈھونڈتا تھا پھر بھی اس کی علم دوست طبیعت نے اسے مجبور کیا کہ آپ کی قدر کرے چنانچہ اسی خیال سے اس نے آپ کے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا امام صاحب نے صاف انکار کیا اور کہا کہ میں اس کی قابلیت نہیں رکھتا منصور نے غصہ میں بھر کر کہا تم جھوٹے ہو امام صاحب نے کہا اگر میں جھوٹا ہوں تو میرا قابلیت نہ رکھنے کا دعوے سچا ہے کیونکہ جھوٹا شخص قاضی نہیں مقرر ہو سکتا پھر امام صاحب نے بہت سی وجوہ بیان کیں کہ اس وجہ سے میں عہدہ قضا نہیں قبول کر سکتا۔ منصور نے قسم کھا کر کہا کہ تم کو ضرور قبول کرنا پڑے گا اس کے مقابلہ میں امام صاحب نے بھی دلیری سے قسم کھائی کہ میں ہرگز قبول نہ کروں گا ربیع مارے غصہ کے تھرا گیا اور اس نے گرم لہجہ میں یہ کہا ابوحنیفہ تم امیرالمومنین کے مقابلہ میں قسم کھاتے ہو امام صاحب نے جواب دیا ہاں کیونکہ امیرالمومنین کو قسم کا کفارہ ادا کرنا میری نسبت زیادہ سہل ہے جب یہ ردوبدل ہوئی تو منصور نے آپ کو قید خانہ میں بھیج دیا چار برس آپ قید خانہ میں رہے اور بماہ رجب ۹ تاریخ ۱۵۰ھ ہجری میں آپ کی وفات ہو گئی یوں تو امام صاحب کے کوڑیوں شاگرد تھے مگر سب میں مشہور و معروف امام محمد اور امام ابو یوسف تھے ،،

مولانا شہید یہانتک پہنچے تھے کہ عبدالصمد پیر دل پر گر پڑے اور جو کچھ انہوں نے سخت زبانی کی تھی اس کی دل سے معافی مانگی اور آپ کے ایک مضبوط معتقد بن گئے اور جتنے انکے ساتھ آئے سب نے آپ کی اطاعت قبول کی جب مولوی فضل حق صاحب کو یہ کیفیت معلوم ہوئی تو وہ اور بھی رنجیدہ ہوئے اور اب انہوں نے مولانا شہید کو اذیت دینے کی نئی نئی تدبیریں کرنی شروع کیں (حیات طیبہ صفحہ ۵۵ از تاریخ سیر دہلی ۳۵۵)

علماء ربانی کی یہی شان ہوتی ہے کہ ان کے اخلاق اور تدین سے

خلق اللہ متاثر ہوتی ہے اگرچہ مخالف سے مخالف ہو یہ شائبہ اخلاق نبوی صلی اللہ علیہ و سلم کا ایک ادنیٰ درجہ ہے چنانچہ حدیث میں یہودی کے قرض کا قصہ مشکوٰۃ میں وارد ہے علی ہذا مولانا شہید مرحوم خود تنویر العینین میں فرماتے ہیں۔

وعظماء العلماء والفقہاء المجتہدین لاسیما المجتہدین الاربعۃ الذین ہم ارکان الدین واعمدۃ الاسلام

"بڑے بڑے علماء اور فقہائے مجتہدین خصوصاً چاروں مجتہدین کہ یہ لوگ دین کے رکن دستون اسلام ہیں"

علی ہذا مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان ص۳۹[1] میں فرماتے ہیں۔

"انبیاء و اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے۔ سوان میں بڑائی یہی ہوتی ہے۔ کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں اور اللہ ان کے بتانے میں تاثیر دیتا ہے بہت لوگ اس سے سیدھی راہ پر ہو جاتے ہیں۔ ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے اور ہر امام اپنے وقت کے لوگوں کا اور ہر مجتہد اپنے تابعوں کا اور ہر بزرگ اپنے مریدوں کا اور ہر عالم اپنے شاگردوں کا کہ یہ بڑے لوگ اول اللہ کے حکم پر آپ قائم ہوتے ہیں اور پیچھے اپنے چھوٹوں کو سکھاتے ہیں"

علی ہذا مولانا شہید مرحوم منصب امامت ص۵۳ میں فرماتے ہیں۔

پس مشابہ بانبیاء در علم احکام یا مجتہدین مقبولین باشند یا ملہمین محفوظین و از بسکہ استناد احکام بسوے کشف والہام در اوائل امت معروف نبود پس مشابہ بانبیاء دریں فن مجتہدین مقبولین اند پس ایشاں را از ائمہ فن باید شمرد و مثل ائمہ اربعہ ہر چند مجتہدین بسیار از بسیار گذشتہ اند فاما مقبول درمیان جمہور امت ہمیں چند اشخاص اند پس گویا کہ مشابہت تامہ دریں فن نصیب ایشاں گردیدہ بناءً علیہ درمیان جماہیر

"انبیاء علیہم السلام کے مشابہ علم احکام میں یا مجتہدین مقبولین ہوں گے یا ملہمین محفوظین اور چونکہ کشف والہام کی طرف احکام کی نسبت اوائل امت میں معروف و مشہور نہ تھی پس مشابہ بانبیاء اس فن میں مجتہدین مقبولین ہیں سو ان کو ائمہ فن سے معلوم کرنا چاہیے۔ مثل چاروں اماموں کے ہر چند کہ مجتہدین بہت کچھ گذرے ہیں لیکن مقبول درمیان جمہور امت کے یہی چند اشخاص ہیں پس گویا کہ مشابہت تامہ پوری پوری اس فن میں انہیں کے نصیب میں ہوئی نظر بر آں

[1] تقویۃ الایمان طبع لاہور ۱۹۵۶ء ع۔ ج

اہل اسلام از خواص و عوام بلقب امام معروف گردیدند و بقوت اجتہاد موصوف۔	تمام اہل اسلام خواص و عوام میں بلقب امام معروف و مشہور ہوئے اور بقوت اجتہاد موصوف"

علیٰ ہذا مولانا شہید مرحوم ایضاح الحق ص۶۳ میں فرماتے ہیں

بالجملہ مسائل مستنبطہ مجتہدین سابقین کہ مسلم الاجتہاد اند بقیاسات صحیحہ بیشک از قبیل سنت حکمیہ است	"خلاصہ یہ کہ مسائل نکالے ہوئے مجتہدین سابقین کے کہ مسلم الاجتہاد ہیں قیاسات صحیحہ کے ساتھ بیشک قسم سنت حکمیہ سے ہیں"

علیٰ ہذا صراط مستقیم ص۷ میں مرقوم ہے

تمہید ۳ در اعمال اتباع مذاہب اربعہ کہ رائج در تمام اہل اسلام است بہتر و خوب است لیکن علم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم را منحصر در علم یک شخص از مجتہدین ندانند بلکہ علم نبوی منتشر در آفاق گردیدہ بموجب مقتضیات وقت بہر کسے رسیدہ و بعد ازاں کہ کتب مصنف شدہ جمعیت آں علوم ظاہر گشتہ پس در ہر مسئلہ کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ یابد اتباع ہیچ مجتہد دراں نکنند و اہل حدیث را مقتدائے خود شناسند و بدل محبت ایشاں دارد و تعظیم ایشاں لازم شمرد کہ حاملان علم پیغمبر اند و بنوع فائدہ مصاحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم حاصل کردہ مقبول جناب رسالت مآب گشتہ اند و مقلدان تعظیم و توقیر مجتہدان بخوبی میدانند	"اعمال میں اتباع مذاہب اربعہ کا کہ تمام اہل اسلام میں رائج ہے بہتر اور خوب ہے لیکن پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو کسی خاص ایک ہی مجتہد کے علم میں منحصر نہ جاننا چاہیئے اس لیئے کہ علم نبوی تمام دنیا میں پھیلا ہوا تھا ہر شخص کو بمقتضائے وقت پہنچا اور بعد اس کے کہ کتابیں تصنیف و تالیف ہو کر جمعیت ان علوم کی ظاہر ہوئی پس ہر مسئلہ میں کہ حدیث صحیح صریح غیر منسوخ مل جائے کسی مجتہد کا اتباع اس کے خلاف میں نہ کرنا چاہیئے اور اہل حدیث کو اپنا مقتدا سمجھیئے اور دل سے ان کی محبت رکھیئے اور ان کی تعظیم لازم سمجھیئے کہ وہ خدمت کرنے والے علم پیغمبر کے ہیں اور ایک نوع کا فائدہ صحبت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا انہوں نے حاصل کیا ہے جس سے مقبول بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہوئے ہیں اور مقلدین تعظیم و توقیر مجتہدین کی بخوبی جانتے ہیں کہ وہ

محتاج آگاہی براں نیستند۔ اس کی آگاہی کے محتاج نہیں ہیں"

معہذا حقیقت تقلید بکلام مولانا شہید مرحوم مفصل آئندہ اخیر میں ترک تقلید و عمل بالحدیث پر تکفیرات کی بحث میں منقول ہوگی انشاء اللہ العزیز۔

حقیقت یہ ہے کہ مبتدعین و گور پرستوں کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ رہا ہے کہ علمائے ربانی اہل حق موحدین متبعین سنت سے بغض و عناد رکھتے طرح بطرح ان کی محض بے بنیاد تکفیر ین کر کے بہتانات لگاتے رہے ہیں چنانچہ امام ابن قیمؒ المتوفی ۷۵۱ھ اپنے قصیدۂ نونیہ میں جو اہل بدعت کی تردید میں تقریباً سات ہزار شعروں پر مشتمل ہے فرماتے ہیں

ما عندھم علم سوی التکفیر والتبدیع والتضلیل والبھتان

"نہیں ہے ان کے پاس کوئی علم سوائے تکفیر کرنے اور بدعت لگانے اور گمراہی کی طرف نسبت دینے اور بہتان بندی کے"

چنانچہ ناظرین اہل بصیرت و انصاف نے تقویت الایمان اور صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم کے متعلق افترا پردازیاں دیکھ ہی لی ہیں۔ پھر ان کا بے اصل ہونا بھی تقویۃ الایمان اور دیگر تصنیفات و تالیفات مولانا شہید مرحوم سے مع تائیدات قرآن و حدیث اور ائمہ دین کے ملاحظہ فرما لیا۔

مدح و توصیف مولانا شہید رحمہ مشاہیر فضلاء کے زبان و قلم سے

واضح ہو کہ ہزار ہا علمائے اکابر و بزرگان صالحین حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے زمانہ اور آپ کے خلفاء و تلامیذ اور مریدین وغیرہم سے اب تک برابر مولانا شہید مرحوم کے مداح فضل و کمال کے شاہد تقویۃ الایمان کے ثناخوان توحید و سنت کے فدایان رہے ہیں جن کا شمار دشوار و ناممکن ہے منجملہ ان کے حضرات مشاہیر فضلاء کے فتاوی بارہا قالب طبع میں آکر شائع اور مشہور ہو چکے ہیں جن کے نقل کرنے کی بنظر موافقین چنداں ضرورت نہیں تاہم مولوی نعیم الدین صاحب کے مسلمات و مستندات میں سے بعض بعض کا ذکر ضروری ہے۔

مفتی صدر الدین صاحب مرحوم

چنانچہ مولانا مفتی محمد صدر الدین خاں صاحب مرحوم صدر الصدور دہلی شاگرد مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اور استاد مولانا نواب سید صدیق حسن قنوجی و مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمہم اللہ جن کو مولوی نعیم الدین کی مستند کتاب انوار ساطعہ مطبوعہ نعیمی پریس مرادآباد ص۲۴۷ میں "استاذنا و مولینا مولی العالمین مفتی محمد صدر الدین خاں صاحب صدر العلماء والفضلاء" لکھا

گیا ہے آپ کا مشہور و معروف فتویٰ در بارہ تقویۃ الایمان و مدح مولانا شہید مرحوم بارہا مطبوع شدہ ایک صدی سے زائد عرصہ سے ہندوستان میں شائع ہو کر مقبول خاص و عام ہو رہا ہے[1] رسالہ دیرینہ قلمیہ فضائل عالم باعمل ص۴۲ سے ہدیہ ناظرین ہے

در سوال علمائے دین و فضلا محققین موحدین سے یہ ہے کہ کتاب مسمیٰ بہ تقویۃ الایمان تصنیف مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی اور کتاب نصیحت المسلمین مولوی خورم علی صاحب کی جس میں شرک کی برائی کا بیان ہے ان دونوں کا کیا حال ہے آیا ان پر عمل کرنا اور ان کے موافق عقیدہ رکھنا ہدایت ہے یا گمراہی اور ان کا مضمون موافق اہل سنت کے ہے یا نہیں اور جو شخص ان کے مصنفوں کو اور ان پہ عمل کرنے والوں کو بسبب اس تصنیف کے اور عمل کے کافر اور گمراہ کہے اس کا کیا حال ہے اور اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں فقط۔ بینوا توجروا۔

الجواب: نصیحت المسلمین اس فقیر کی نظر سے نہیں گزری اور نہ اس کے مؤلف کا حال تفصیل معلوم ہے لیکن اگر اس کتاب میں شرک کی برائی کا بیان ہے تو اس کے اچھے ہونے میں کس کو کلام ہے اور تقویۃ الایمان کو نظر اجمالی سے دیکھا ہے باعتبار اصول اور اصل مقصود کے بہت خوب ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب کو ایسا دیکھا کہ پھر کسی کو ایسا نہ دیکھا یہ لوگ ان میں سے ہیں کہ جن کے حق میں حق سبحانہ تعالےٰ نے پارہ ۴ سورہ آل عمران میں فرمایا ہے۔

وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُولٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ اور یہ فرمایا إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَالَّذِينَ هَاجَرُوا وَجَاهَدُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أُولٰئِكَ يَرْجُونَ رَحْمَتَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ۔ وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ۔

اور چاہیے کہ رہے تم میں ایک جماعت بلاتی نیک کام کی طرف اور حکم کرتی رہے پسندیدہ بات کا اور منع کرتی رہے ناپسند کا اور وہی پہنچے مراد کو۔ اور فرمایا پارہ ۲ سورہ بقر میں تحقیق جو لوگ کہ ایمان لائے اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں یہی لوگ ہیں امیدوار اللہ کی رحمت کے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ خاص کرتا ہے اپنی مہربانی جس پر چاہے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۔

پس جو ان کو کافر و گمراہ کہے وہ آپ گمراہ ہے واللہ اعلم بالصواب فقط حررہ محمد صدر الدین"

"

محمد صدر الدین

[1] مثلاً دیکھئے فتاوی نذیریہ ص ۱۷-۲ ج اول (ع-ح)

مفتی سعد اللہ مرحوم

علی ہذا مولانا مفتی سعد اللہ[1] صاحب رامپوری رح شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح جن کو مولوی نعیم الدین کی مستند کتاب انوار ساطعہ ص ۲۶۸ میں منجملہ علماء جلیل القدر کے شمار کیا ہے آپ اپنے فتوی میں فرماتے ہیں

"موالموفق بندہ سراپا گناہ محمد سعد اللہ عفا اللہ عنہ باجنابہا میگویم کہ مولانا محمد اسمٰعیل مغفور عالم ربانی و مصدر فیوض یزدانی بودند و قوت نظریہ از علوم نقلیہ و عقلیہ بآں مرتبہ داشتند کہ زبان ناطقہ مشاہیر علماء عصر در جنب تقریر شان لال بودند و حاسدین اہل علم را در برابر ایشاں بجز سرمہ خموشی در گلو حرف زدن محال مے نمود در بیان مسائل شرعیہ و ہدایت امور دینیہ حضرت ایشاں را مصداق لا یخافون لومۃ لائم یافتہ ام و بر خلوص دینی و حق گوئی و صدق نیت و حسن طویت کیفیت ایشاں اعمال و آثار کالشمس علی رابعۃ النہار شاہد عدل است و مولوی خرم علی صاحب مرحوم نیز منجملہ تابعین مولانا مغفور عالم دیندار و متقی و پرہیزگار بودند سالہا در از فقیر را بایشاں یک جائے ماندہ شد ندا مرے خلاف شرع ظہور ایشاں خرابد خاطر ندارم و بالفرض اگر ازیں ہر دو صاحبان در کتاب ہائے شان مثل نصیحۃ المسلمین و تقویۃ الایمان جائے مسامحہ سرزد باشد از قبیل مسامحات علماء سالقین دیندار و مجتہدین روزگار امان شمر و ہذا ھو عندی ہی منظنون و کل حزب بما لدیہم فرحون ثمفہ

العبد المذنب الاواہ مفتی محمد سعد اللہ"

(مہر: محمد سعد اللہ ۱۲۴۳)

نصیحۃ المسلمین شاہ عبد العزیز رح کی پسند کردہ کتاب ہے

علی ہذا ہدایت المبتدعین (مطبوعہ ۱۲۹۶ھ) ص ۵ میں مرقوم ہے

"مولوی خرم علی صاحب مرحوم نے (سنہ ۱۲۳۰ھ میں) رسالہ نصیحۃ المسلمین تصنیف کیا اور اس میں آیات قرآن مجید سے جو مذمت شرک میں وارد ہیں تمسک فرمایا اور وہ رسالہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کی خدمت میں بھیجا شاہ صاحب موصوف نے اس کو پسند فرمایا اور کہا کہ ہمارا طریقہ بھی یہی ہے۔ مولوی محبوب علی صاحب (شاگرد رشید شاہ صاحب موصوف) اور حافظ کمال الدین صاحب کہ بیت اللہ شریف میں ان کا انتقال ہوا اس بات کے ناقل تھے اور حافظ منیر علی صاحب جو بفضل اللہ اب بھی موجود ہیں وہ بھی اس قصہ کو نقل فرماتے ہیں"

مولانا شیخ محمد تھانوی مرحوم

علی ہذا مولانا شیخ محمد صاحب محدث تھانوی رح تلمیذ مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی مرید حضرت

[1] بن نظام الدین الحنفی المراد آبادی رامپوری متوفی سنہ ۱۲۹۳ھ مورالجد ص ۹۲۵ نزہۃ ص ۲۰۰ ج ۷ ۲۰۱

سید احمد صاحب رح جن کو مولوی نعیم الدین کی نہایت مستند کتاب انوار ساطعہ ص۲۹ میں بالفاظ توصیف ”عمدۃ الفقہاء والمحدثین جناب مولانا شیخ محمد صاحب تھانوی“ لکھا گیا ہے۔ آپ اپنی کتاب قسطاس ص۲۴ و ص۲۴۱ قسطاس ہفتاد و یکم کی بحث میں فرماتے ہیں

”ہمارے عقیدہ کی تحقیق دربارہ امتناع بالغیر جو مطابق عقیدہ حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید رح ہے“

علیٰ ہذا حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب مجددی دہلوی رح مہاجر مدینہ طیبہ استاذ شفیق مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رح کے جن کو کتاب انوار ساطعہ ص۱۴۷ میں نہایت مدح کے ساتھ لکھا

”جناب مولانا شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی زبدہ متورعان روزگار عمدہ محدثین کبار“

مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی رح کے ارشد تلامیذ اور حضرت شاہ غلام علی شاہ صاحب رح کے منجملہ خلفاء کے ہیں آپ اپنے شیخ غلام علی شاہ صاحب کے تذکرہ ضمیمہ مقامات مظہری ص۱۸ میں اپنے دادا شاہ صفی القدر کے مناقب و حال میں تحریر فرماتے ہیں۔

وفات شان بروز دوشنبہ بست و پنجم شعبان ۱۲۳۶ھ در بلدہ لکھنؤ واقع شد سید احمد صاحب و مولوی اسمٰعیل شہید و دیگر اعزہ تجہیز و تکفین برخود گرفتند۔

”ہمارے دادا صاحب کی وفات پیر کے روز پچیسویں۲۵ شعبان سن بارہ سو چھتیس۳۶ ہجری شہر لکھنؤ میں واقع ہوئی سید احمد صاحب اور مولوی اسمٰعیل شہید اور دوسرے بزرگوں نے انتظام تجہیز و تکفین خود کیا“

صاحب الیانع الجنی نیز شاہ عبد الغنی صاحب کی اسانید احادیث (الیانع الجنی مطبوعہ صدیقی ص۱۰۹ در ضمن تذکرہ مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رح) میں مرقوم ہے۔ ومنہم ابن اخیہ اسمٰعیل بن عبد الغنی کان من اذکی الناس بایامہ وکان کان اشدہم فی دین اللہ واحفظہم للسنۃ یغضب لہا ویذب الہاد ویشنع علی البدعۃ واہلہا من مصنفاتہ کتاب الصراط المستقیم فی التصوف و الایضاح فی بیان حقیقۃ السنۃ والبدعۃ مشہوران یرغب الناس فیہما ومختصر فی اصول الفقہ وقرۃ العینین[1] المفرد فیہا بمسائل عن جمہور اصحابہ واتبعہ علیہا اناس من المشرق من بنجالۃ وغیرہا اکثر عددا من حصی البطحاء ولہ کتاب آخر فی التوحید والاشراک فیہ امور فی حلاوۃ التوحید والعسل واخری فی مرارۃ

[1] یعنی تنویر العینین فی اثبات رفع الیدین رع - ح ہ مولانا محمد محسن ترہتی بالمدینۃ المنورۃ فی الحادی العشرۃ الاخرۃ م

م من القران الثانی عشر کذا فی فہرس الفہارس ص۱۲۷ (ر ش - ح)

الحنظلی[1] فمن قائل انہا دست فیہ وقائل انہ تعمدہا استشہد فی الغزوۃ المشہورۃ حین ھجم علیھم العدو کفرۃ التیلق وخذلھم من کانوا فی دارھم ونکثوا بیعۃ امامھم حتی صاردا مع العدو یداً واحدۃ واعانوھم علی دماء المسلمین ورُبما سفکوھا واللہ اعلم۔

مولوی ارشاد حسین مرحوم

علیٰ ہذا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری مرحوم شاہ عبدالغنی صاحب موصوف کے برادر شاہ احمد سعید صاحب مجددی دہلوی رح کے مرید جن کا ذکر کتاب انوار ساطعہ ص۲۷۱ میں بڑے القاب دلو تسیف کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ البحر القمقام والحبر الھمام تاج المحدثین سراج المتقدمین الادیب المصقع المتکلم النبیہ العارف المحدث المفق الفقیہ جامع الشریعۃ والطریقۃ مجمع البحرین مولانا محمد ارشاد حسین صانہ اللہ عن کل شین اسی طرح مولوی نعیم الدین کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کفل الفقیہ الفاہم فی احکام قرطاس الدراہم ۱۳۲۴ھ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی در فتوی جواز زیاتی کمی تبادلہ نوٹ ص۱۲ میں لکھتے ہیں

فتوی حامی سنت ماحی بدعت جناب مولینا مولوی شاہ محمد ارشاد حسین صاحب رام پوری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ"

علیٰ ہذا مولوی محمد مصطفٰے رضا خاں صاحب برادر مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی قتل کذب وکید مطبع اہل سنت وجماعت بریلی ۱۳۳۲ھ ص۵۶ میں لکھتے ہیں

"حضرت مولانا محمد ارشاد حسین صاحب رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ"

الیضاً ص۵۷ میں لکھتے ہیں

"حضرت مولٰنا ارشاد حسین علیہ الرحمۃ کا انتصار الحق الخ"

الیضاً ص۶۵ میں لکھتے ہیں

"حضرت مولانا ارشاد حسین علیہ الرحمہ کی انتصار الحق دیکھئے استدلال باحادیث سے بھری پڑی ہے آپ کے نزدیک وہ کوئی ستو گنے غیر مقلد ہوتے"

ہاں تو یہی مولانا ارشاد حسین صاحب اپنی مشہور ومعروف کتاب انتصار الحق مطبوعہ صدیقی بریلی ۱۲۹۰ھ میں متعدد مقامات پر مولانا شہید مرحوم کی توصیف لکھتے ہیں۔ چنانچہ ص۹۹ میں مرقوم ہے

[1] فیہ بحث، انظر الابجد ص ۹۱۶ (ح ح)

"ائمہ دین اور جماعت مجتہدین کا مشرک ٹھیرانا اور ان پر سا تھ وجوہ باطلہ کے الزام کفر کرنا کام ہے جاہل سفیہ کا اسی واسطے مؤلف تنویر[1] نے قائل اس کلام کو جاہل کہا ہے اور شان مولوی اسمٰعیل سے یہ امر بہت مستبعد ہے کہ ایسی تہمت بے معنی اوپر جماعت ہادین مبتدعین کے کریں"

اور ص۵۰ میں لکھتے ہیں اور یہ کلام منسوب طرف مولوی اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کے الخ، اور ص۱۲۸ میں لکھتے ہیں۔

"کلام مولوی اسمٰعیل کا رحمہ اللہ تعالےٰ"، "قول الشیخ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز و مولوی اسمٰعیل رحمہم اللہ تعالےٰ"

ص۱۲۹ میں لکھتے ہیں۔

"مؤلف تنویر نے مولوی اسمٰعیل صاحب کو کب معتزلی کہا اور حال کا مثل نادانوں مذکورین کے کہاں تھا"

اور ص۱۷۷ میں لکھتے ہیں۔

"اور وہ جو کلام منسوب طرف مولوی اسمٰعیل مرحوم کے"

اور ص۱۸۱ میں لکھتے ہیں۔

"اور وہ کلام منقول تنویر العینین (مصنفہ مولانا اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ) سے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ تحقیق غلو کیا بعض آدمیوں نے اور تعصب کیا بیچ التزام تقلید شخص معین کے یہاں تک کہ منع کیا اجتہاد سے اور منع کیا تقلید غیر امام اپنے سے بیچ بعض مسائل کے اور یہ ہے مرض سخت انتہی بانکہ جوابات اس کے بتفصیل پہلے گذر چکے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مفاد اس کلام کا منع اور انکار وجوب مجتہد معین نہیں ہے بلکہ اس کلام میں مذمت ہے۔ غلو اور تعصب کے اس متقلد سے جو مجتہدین معتبرین فی الشرع کو اجتہاد سے منع کرے اور کسی حال میں بضرورت یا بدونہا بعض مسائل میں بھی تقلید امام آخر نہ تجویز کرے اور یہ دونوں باتیں ہم بھی نہیں پسند کرتے ہم نے کسی مجتہد کو اجتہاد سے کب منع کیا ہے"

مولوی فریدالدین صاحب | علیٰ ہذا رسالہ صیانۃ العوام مطبوعہ اردو اخبار دہلی ۱۲۶۷ھ مؤلفہ مولوی فریدالدین صاحب شہید دہلوی جو مستند مبتدعین کے ہیں ص۹ میں تقویۃ الایمان مصنفہ مولانا شہید مرحوم ہونے کے مقر ہیں اس لئے کہ

---

[1] تنویر الحق تالیف نواب قطب الدین صاحب مرحوم جس کا جواب تحقیقی و علمی سیدنا شیخ الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی قدس اللہ سرہ نے معیار الحق، عنوان سے تصنیف فرمایا ہے۔ رح ۱۳۲۰ھ متوفی ۱۳۲۰ھ اعزاز نزہۃ الخواطر ص ۲۰۳، ج ۷ (ع-ح)

"ہزارہا لوگ مولانا شہید اور ان کے خاندان یعنی شاہ عبدالعزیز وغیرہم کے دیکھنے والے موجود ہیں" ملخصاً

نیز رسالہ الاستشفاء والتوسل (مؤلفہ شاہ محمد عمر بن مولوی فرید الدین شہید دہلوی نبیرہ شاہ مقبول احمد صاحب قادری) صـ۲۶ میں لکھا ہے

"مولوی محمد اسمٰعیل صاحب شہید صاحب تقویۃ الایمان" الخ۔

ایضاً صـ۲۷ میں اپنے جدی مرشدی کے حال میں لکھتے ہیں کہ

"فرماتے تھے اس زمانہ میں یہ فقیر بھی گاہ گاہ مولوی (محمد اسمٰعیل) صاحب کی مجلس وعظ میں چلا جایا کرتا تھا"

(از کتب خانہ دینیات کالج علی گڑھ) نیز مولوی نعیم الدین کے مربی اول پیر بڑھاپے نہ لکھے نام ملا اشرف شاذلی مرادآبادی کے پیر مولوی حافظ محمد حشمت علی خاں صاحب مفتون مکی مدنی فاسی شاذلی رامپوری ثم المرادآبادی مرحوم (شاگرد مولانا سید احمد حسن صاحب امروہوی) اپنے رسالہ صمصام الذاکرین مطبوعہ گلزار احمدی مرادآباد ۱۹ صفر ۱۳۰۵ھ صـ۲۷ میں لکھتے ہیں "مولوی اسمٰعیل دہلوی مرحوم صراط مستقیم میں لکھتے ہیں" الخ۔ نیز مولوی نعیم الدین کے مخصوص حواری حافظ اقبال حسین صاحب مولود خواں ٹانڈوی امام مسجد ضیار خان محلہ ٹھیرہ مرادآباد اپنے مجموعہ قلمی مولود مجلد صـ۴۲ میں لکھتے ہیں "چنانچہ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہ جن کو عاشق رسول کہوں تو بجا ہے آنحضرت صلعم کی شان مبارک میں فرماتے ہیں"

وہی انساں اکمل ہے سنتے ہو کون	ہوئے مفتخر جس سے یہ دونوں کون
نبی البرایا رسول کریم	نبوت کے دریا کا درِ یتیم
حبیبِ خدا سید المرسلین	شفیع الورٰے ہادیٔ راہِ دین
محمد ہے نام ان کا احمد لقب	بیاں ہو سکے منقبت ان کی کب
دل ان کا جو ہے محرمِ سرِ غیب	مبرا خطا سے ہے بے شک و ریب
زباں ان کی ہے ترجمانِ قدم	ہوا باغ دین جس سے رشکِ ارم
بظاہر ہے گو مقطع انبیاء	حقیقت میں ہے مطلع اصفیاء
سوا اول ہی ہے ہر طرح اس کا نور	بظاہر کیا گو کہ آخر ظہور

لہ نسخہ مطبوعہ میں "مختزن" ہے سہ اصل میں ہے "اول ہی پیدا ہوا ان کا نور"، عسہ یہ بات کسی ثابت شدہ روایت پر مبنی نہیں (ع - ح)

الٰہی ہزاروں درود و سلام تو بھیج اوس پر اور اس کی امت پہ عام

منقولہ ۲۶ صفر پنجشنبہ ۱۲۵۴ھ بمکان شیخ عنایت حسین صاحب مرحوم محلہ ٹھیر مدر بقلم بندہ عزیز عفی عنہ "نقل مطابق اصل ہے۔ محمد حسین بقلم خود" (عرف نواب صاحب ولد شیخ عنایت حسین مرحوم)

نظم مذکور مثنوی سلک نور مصنفہ حضرت مولانا شہید مرحوم میں سے ہے جو بطریق طرز تقویۃ الایمان اقسام شرک فی العلم وغیرہ کا بیان گویا تقویۃ الایمان کا نظم میں عکس و فوٹو ہے۔

پس اگر مؤلف کے زعم باطل میں مضامین تقویۃ الایمان باعث توہین انبیاء علیہم السلام اور موجب کفر ہیں اور اس پر اعتقاد کرنے والے اس کی حمایت و ترویج میں بکوشش اشاعت کرنے والے اور مولانا شہید مرحوم کو موحد کامل و راسخ عالم ربانی عامل سنت رسول یزدانی علیہ الصلوٰۃ والسلام جاننے والے بلا تامل کافر ہوئے تو علمائے مذکورین مسلمہ و مستندہ مولوی نعیم الدین صاحب کے سب کے سب بھی معاذ اللہ ان کے نزدیک کافر و ملعون گمراہ ٹھیر گئے ورنہ خود جناب مؤلف ہی پر الٹا کفر و گمراہی کا وبال عائد ہو کر خود ان کے ہی گلے کا طوق بنے گا؟

شاہ عبدالعزیزؒ کے بعد طوفان مخالفت مولانا شہید

واضح ہو کہ جتنے شر و فتن مخالفین مبتدعین گور پرستین کے تقویۃ الایمان کی مخالفت ضد و عناد پر بوجہ حب جاہ دنیا طلبی مولانا شہید مرحوم کے مقابلہ میں برپا ہوئے تمام بعد وفات مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے واقع ہوئے ورنہ بحیات جناب شاہ صاحب مخالفین تقویۃ الایمان دم بخود لب بستہ تھے کیونکہ آپ کی وفات شوال ۱۲۳۹ھ میں واقع ہوئی اور ۱۲۳۰ھ میں شاہ صاحب کی خدمت میں نصیحۃ المسلمین تصنیف ہو کر پیش ہوئی تو آپ نے پسند فرما کر اپنا طریقہ اسی کو بتایا چنانچہ ہدایت المبتدعین سے بحوالہ منقول ہو چکا ص ۹۵ اور یہی وہ وقت تھا جب کہ پیر پرستی گور پرستی بدعات کا زور تھا اور توحید و سنت و قرآن و حدیث سے نہایت درجہ بے پرواہی کے باعث علما کے موحدین ربانیین کو گمراہ بتایا جاتا تھا تقویۃ الایمان بھی تصنیف ہو کر شائع ہوئی کیونکہ بندہ

لہ اصل میں ہے "ان پر" سلہ اصل میں ہے "ان کی" (بندہ عزیز عفی عنہ)

احقر نے بچشم خود تقویۃ الایمان حصہ اول قلمی کہنہ کاغذ بانس دیسی کرم خوردہ محررہ ۱۲۳۹ھ بزمانہ شاہ صاحبؒ معہ دیگر کتب و رسائل قلمیہ خاندان شاہ صاحب موصوف نصیحۃ المسلمین تنویر العینین مثنوی سلک نور سرود المحزون وغیرہ محررہ بمقام میرٹھ ہنم شہر جمادی الثانی روز سہ شنبہ ۱۲۳۹ھ کتب خانہ مولانا سید حسن شاہ صاحب محدث مرحوم ریاست رام پور میں دیکھیں جو محفوظ ہیں اور یہ قبل وفات شاہ صاحب چار ماہ کا واقعہ ہے۔ پس اگر مخالفین کو تقویۃ الایمان میں کچھ کلام تھا تو کیوں نہیں شاہ صاحب سے فیصلہ کرایا گیا۔

مولانا شہید کے خلاف پہلا ہنگامہ ۱۲۴۰ھ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد پہلا ہنگامہ اختلاف مناظرہ جامع مسجد دہلی بوقت صبح سہ شنبہ ۲۹ ربیع الثانی ۱۲۴۰ھ جو مابین مولانا شہید مرحوم معہ مولانا عبدالحیؒ مولوی رشید الدین خاں صاحب[1] وغیرہ چند مسائل بدعت و رسومات شرکیہ بوسہ قبر وغیرہ میں دربارہ تقویۃ الایمان ہوا جس میں بمع کثیر علماء و فضلاء و رؤسا وغیرہم تقریباً پانچ ہزار آدمی معہ انتظامات حکام کے تھا۔ یہ روئداد مناظرہ قلمی در چھ ورق کتب خانہ مولانا سید حسن شاہ صاحب محدث ریاست رام پور میں محفوظ ہے

پھر مناظرہ دہلی سے بارہ تیرہ یوم بعد مولانا شہید مرحوم کی طرف سے ۱۲ جمادی الاول ۱۲۴۰ھ کو بتائید و تشریح تقویۃ الایمان فتویٰ در مسائل بوسہ قبر وغیرہ صادر ہوا۔ جو فتاوے رشیدیہ حصہ سوم میں بھی طبع ہو چکا ہے۔ جس کا خاتمہ حسب ذیل ہے۔ کتبہ محمد اسمٰعیل مصنف تقویۃ الایمان عفی عنہ در شاہجہان آباد محررہ دوازدہم جمادی الاول ۱۲۴۰ھ تمام شد [محمد اسمٰعیل دہلوی]

مولانا شہیدؒ اور مولانا رشید الدین مرحوم مگر باوجود اس مناظرہ اور اختلاف کے چونکہ مولانا شہید مرحوم اپنے اقران جماعت میں درس و تدریس علوم و فنون متانت و ذہانت جملہ فضل و کمال میں سب سے زیادہ فائق و لائق تھے خود مولوی رشید الدین خاں صاحب جو کہ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے شاگرد تھے پھر بھی دقائق فن معقول میں اکثر مولانا شہید مرحوم سے استفادہ حاصل کرتے تھے۔ اور روبرو مولانا شہید مرحوم کے بہ کمال ادب کلام

[1] متوفی ۱۲۴۹ھ / ۱۸۳۳ء (حاشیہ تذکرہ اہل دہلی ص ۱۷) اس مناظرہ پر ایک مکالمہ کا بھی ذکر ملتا ہے جو بتایا جاتا ہے کہ مولوی برہان الدین صاحب ساکن دیوبند نے لکھا تھا (نزہۃ الخواطر ص ۶۰ ج ۷، تذکرہ علمائے بہار دو ص ۱۲۹، الصواعق الالٰہیہ ص ۲۶) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مناظرہ قبر پر جانے بوسہ وغیرہ مسائل و عقائد سے متعلق تھا واللہ اعلم (ع - ش)

کرتے اور بحضور مولانا شہید مرحوم کلام میں دخل نہیں دیتے تھے حتیٰ کہ مولانا شہید مرحوم کے فضائل ومناقب جمیلہ میں اپنی زبان تروتازہ رکھتے تھے کیونکہ خاندانی احترام بھی مقتضی ادب ہوتا ہے۔ چنانچہ مولوی سدیدالدین خاں صاحب خلف الرشید مولوی رشیدالدین خاں صاحب امین مدرسہ عالیہ کلکتہ (جن کا بہت ہی نادر کتب خانہ ایام غدر ۱۸۵۷ء دہلی میں لٹ گیا) ہمیشہ نہایت ہی افسوس کے ساتھ فرماتے کہ ہم کو اپنے کتب خانہ کے لٹ جانے کا اس قدر افسوس نہیں ہے جس قدر ان حواشی کے ضائع ہو جانے کا ہے جو مولانا شہید نے علمی کتابوں پر لکھے تھے کیونکہ کتابیں تو پھر بھی مل سکتی ہیں مگر ان حاشیوں کا ملنا اب محال ہے۔ صواعق الہیہ والحیاۃ بعد المماۃ وغیرہ)

مولانا شہید کا خط سید بغدادی کے نام

علیٰ ہذا سید عبداللہ صاحب بغدادی ہوگئے بعض شبہات کی بابت جو مخالفین کی طرف سے تقویۃ الایمان پر بوجہ ان کے اردو نہ جاننے کے ڈالے گئے تھے۔ مولانا شہید مرحوم نے خبر پانے پر ان کے نام عربی مکتوب نہایت مدلل بدلائل نقلیہ وعقلیہ عام فہم ۱۲۴۰ھ ہی میں ارسال فرمایا جس سے پورے طور پر ان کے شبہات کا ازالہ ہو گیا۔ چنانچہ ناظرین کی خدمت میں کئی مرتبہ بضرورت اس کا بعض حصہ اسی کتاب میں نقل ہو چکا ہے اس مقام پر بتمام وکمال اس کا نقل کیا جانا ضروری ہے۔ تاکہ توحید جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کے دلائل حق اور تکریم ومراتب وآداب حضرات انبیاء علیہم السلام کی حقیقت واقعیہ تقویۃ الایمان کے ساتھ ساتھ واضح ہو کر مولانا شہید مرحوم کس استقلال کے ساتھ عقیدہ راسخہ توحید وسنت پر قائم ومستقر ہیں۔ وہو ہذا

نقل خط جناب مولانا مولوی محمد اسمٰعیل صاحب در جواب ملا بغدادی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمد من تفرد بالبقاء من کل شئ ما سواہ مسبوق بالعدم لا شریک لہ فی الخلق والتدبیر والاختیار لاحد فی ملکہ من النقیر والقطمیر حتی لا یشفع الانبیاء الا بعد اذنہ ولا نجاۃ لاحد الا بلطفہ ومنہ ونصلی علی افضل البرایا شفیع الامم الذی لولاہ ما	سب تعریف اس خدا تعالیٰ کی ذات کے لئے ہے جو قدامت میں یکتا ہے اور اس کے سوا ہر شئے حادث اور فانی ہے پیدا کرنے اور کام بنا دینے میں اس کا کوئی شریک نہیں اور اسکی سلطنت میں چھلکے بلکہ تل برابر بھی کسی کو اختیار نہیں اس کی اجازت بغیر انبیاء کسی کی شفاعت نہ کر سکیں گے اور اس کی مہربانی واحسان نہ ہو تو کسی کو نجات مل سکتی۔ اور ہم ان افضل الخلائق شفیع الامم پر

اخرجت الدنیا من العدم والذی
علمنا براهین التوحید والاسلام
واخرجنا من ظلمات الاشراک و
عبادة الاصنام وعلی آله واصحابه
وعلی ناصری دینه ومحبه اما بعد
فنخص بالتحیة والسلام ذات من
ترقی علی مدارج الاسلام
سلالة السید المحبوب الجیلانی
السید عبد الله البغدادی العالم
الربانی لا یخفی علیکم انی لما رأیت
عوام مسلمی الهند قد انهمکوا
بجهلهم فی الاشراک والبدعات
وتمسکوا بالشبہات الواہیات و
جعلوا یعبدون القبور واهلها و
سألوهم حاجاتهم قلها وجلها
الفت رسالة فی رد الاشراک باللہ
واستدللت فیها بستة وعشرین
آیة من کلام الله وترجمتها بالهندی
تسهیلا لاستفاداتهم وکشف
الغطاء عن قبح متمسکاتهم و
استدلالاتهم فنحمد الله قد هدی
الوفا من النساء والرجال فما تردد
فیها الا بعض المعاندین الجهال و
بلغنی ان رسالتی هذه قد قرأت
بین یدیکم فقلتم حق الا ارشادی

درود بھیجتے ہیں اور اگر وہ نہ ہوتے تو دنیا ہی نہ
ہوتی۔ انہوں نے ہمیں توحید و اسلام کی دلیلیں
بتائیں اور شرک و بت پرستی کی اندھیریوں سے
نکالا۔ اور ان کی تمام آل و اصحاب اور دین
کے مددگاروں اور محبوں پر رحمت بھیجتے ہیں
اما بعد اب ہم تحیۃ و سلام کے ساتھ اس
شخص کو مخصوص کرتے ہیں جو اسلام کے
درجوں میں ترقی کر گئے ہیں اور جو حضرت محبوب
جیلانی کے خلاصہ خاندان ہیں وہ عالم ربانی سید
عبداللہ بغدادی ہیں۔ پوشیدہ نہ رہے کہ میں نے
جب ہندوستان کے عام مسلمانوں کی یہ حالت
دیکھی کہ اپنے جہل کے سبب شرک و بدعت میں
محو ہو گئے ہیں اور واہی تباہی شبہوں کو حجت
بنائے بیٹھے ہیں اور قبروں اور اہل قبروں کی پوجا
کرنے اور ان سے ہر چھوٹی بڑی حاجت مانگنے
لگے ہیں تو رد شرک میں ایک رسالہ لکھا اس میں
قرآن پاک کلام اللہ کی چھبیس آیتیں بطور دلیل
پیش کیں اور لوگوں کے فائدہ کی غرض سے
اور ان کی بری حجتوں اور بدنما دلیلوں کے
چہرہ سے پردہ اٹھانے کے لئے اس کا اردو
میں ترجمہ کیا الحمد للہ کہ ہزار ہا مرد و عورت
راہ راست پر آ گئے۔ اور بعض سرکش جاہلوں کے
سوا کسی کو تردد باقی نہیں رہا۔ مجھے خبر ملی ہے
کہ جب میرا رسالہ آپ کے سامنے پڑھا گیا۔ تو
آپ نے فرمایا یہ بالکل حق ہے، لیکن خدا کا مخلوق

الاصنام وجميع الناس والانبياء فی باب المخلوقية وعدم الاختيار و ان كان حقا وخلا فی العقيدة لكنه نوع من سوء الادب لابد له من سند ودليل لان الصنم نجس فكيف يذكر مع سيد الطاهرين اقول وبالله التوفيق هذه العبارة قد وقعت فی رسالتی رد السوال العوام حيث يقولون الاستعانة والعبادة والسجدة انما هی ممنوعة للاصنام لا للانبياء الكرام والاولياء العظام قلت الاستعانة الحقيقية لا يجوز عند العقل الا من الذی له اختيار فی تدبير العالم وقد ثبت من النصوص القطعية القرانية ان لا اختيار لغير الله فليس للانبياء والاولياء فی هذا الامر الخاص اعنی استحقاق السجدة وانزال المطر واعطاء الاولاد علی الاصنام وجميع الناس ترجيح اما قرب الانبياء عند الله تعالیٰ وكمالاتهم وفضائلهم التی لا يصل دونهم مرادها غيرهم فمسلم وهو امر اخر لا دخل له فی الربوبية والالوهية - انتهی والعجب كل العجب من جنابكم انكم

کے بے اختیار ہونے میں بتوں اور عام آدمیوں اور انبیاء کو برابر کر دیا اگرچہ حق اور عقیدہ میں داخل ہے مگر یہ ایک طرح کی بے ادبی ہے۔ اس کے لئے کوئی سند اور دلیل چاہیئے کیونکہ بت ناپاک ہیں۔ پھر سید الطاہرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا تذکرہ کیوں ہو۔ میں توفیق الٰہی سے اس کا جواب دیتا ہوں کہ میرے رسالہ میں یہ عبارت ان عام لوگوں کے سوال کی تردید میں واقع ہوئی ہے جو یہ کہتے ہیں کہ صرف بتوں سے مدد مانگنی ان کی پوجا اور انہیں سجدہ کرنا ممنوع ہے انبیاء و اولیاء کے ساتھ یہ فعل کیا جائے تو ناجائز نہیں معلوم ہوتا۔ میں یہ کہتا ہوں کہ فی الحقیقت عقل کے نزدیک بھی مدد مانگنا جائز نہیں ہے مگر اسی سے جس کو دنیا کے تمام کاموں کا اختیار حاصل ہے اور قرآن پاک کی ظاہر صریح آیتوں سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو کسی چیز کا اختیار نہیں ہے پس اس خاص بات میں یعنی استحقاق سجدہ اور مینہ برسانے اور اولاد دینے میں انبیاء اور اولیاء کو بتوں اور دیگر لوگوں پر ترجیح نہیں ہو سکتی مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک انبیاء کا قرب اور ان کے کمالات اور ان کی ایسی فضیلتیں کہ اس مرتبہ کو ان کے سوا اور کوئی نہیں پہنچ سکتا ان سب امور کو ہم مانتے ہیں لیکن یہ دوسری بات ہے جس کو ربوبیت اور خدائی میں کچھ دخل نہیں ہے انتہی اور آپ کی حالت پر غایت درجہ تعجب

اقررتم ان هذا الامر حق داخل فی العقیدۃ ثم قلتم انہ سوء الادب لیت شعری اذا کان ثابتا من البراهین داخلا فی العقیدۃ کیف یتصور انه سوء الادب فکلامکم یشیر الی اجتماع الضدین والذی یطلب لما ثبت بالدلیل دهذا الامر ثابت اجمالا فی القرآن فما الجرم من تفصیل الاجمال ومع ذلك فقد قال الله تعالی لنبیه فی القرآن قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰهکم اِلٰه واحد ولا یخفی ان المخاطبین بقوله انما انا بشر مثلکم هم المشرکون فکیف مثل الله تعالی فی البشریة نبیه بالمشرکین الذین ثبت نجاستهم فی القرآن حیث قال الله تعالی انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام والاصنام من حیث انها احجار وجمادات لا نجاسة فیها والا یلزم ان یکون کل حجر نجسا انما النجاسة فیها بسبب المشرکین الذین صوروها وجعلوها معبودین فالمشرکون اشد نجاسة من الاصنام فانهم

آتا ہے کہ اس امر کے حق اور داخل عقیدہ ہونے کا اقرار کر چکے اور پھر اسے بے ادبی بتاتے ہو کاش سوچنے کی بات ہے کہ جب یہ دلائل سے ثابت اور عقیدہ میں داخل ہے تو اس سے بے ادبی کیونکر خیال میں آسکتی ہے بس تو آپ کا کلام اجتماع ضدین کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور اس کی دلیل مانگی جاتی ہے جو خود دلیل سے ثابت ہے یہ امر قرآن پاک سے مجملاً ثابت ہے میں نے اجمال کی تفصیل کر دی تو کیا جرم کیا باینہمہ اللہ تعالے نے قرآن پاک میں اپنے نبی کو مخاطب کرکے فرمایا ہے قل انما انا بشر الآیہ اے نبی ان سے کہ دو کہ میں بھی تم جیسا ایک آدمی ہوں مجھ پر اس بات کی وحی آتی ہے کہ تمہارا معبو اللہ واحد یکتا ہے۔ اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ مثلکم کا خطاب مشرکین کی طرف ہے تو اللہ تعالے نے اپنے نبی کو بشریت میں ان مشرکوں کی برابر کیوں کر دیا جن کی نجاست قرآن پاک سے ثابت ہے کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے کہ مشرک ناپاک نجس ہیں اس لئے مسجد حرام کے پاس بھی نہ پھٹکیں اور بت چونکہ پتھر اور جمادات ہیں اس لئے ان میں نجاست نہیں پائی جاتی ورنہ کل پتھروں کا نجس ہونا لازم آئے گا۔ بلکہ بتوں میں ان مشرکین کے فعل سے نجاست آگئی جنہوں نے ان کو گھڑا اور معبود بنا لیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مشرک بتوں سے زیادہ ناپاک

وتامل ان قيل وان كان هذا الامر
ثابتا ولكن ما الضرورة في ذكره
قلت الضرورة في ذكره دفع شبهة
العوام حيث يزعمون ان الانبياء
والاولياء يتصرفون في العالم
يفعلون ما يشاؤن هذا وقد
تحقق عندي ان الرجل الفنجابي
يوسوسكم فيا شيخ انك لست
تعلم حاله فانه رجل مخبط العقل
مختل الحواس غبي جاهل و
يزعم لنفسه انه نحرير فاضل
لا يدري اليمين عن الشمال فانه
في الحقيقة نائب الدجال لانه
يقول تارة انا عبد المحبوب
السبحاني وتارة يقول ان عبد القادر
هو الرزاق معاذ الله من هذه
الكلمات الكفرية التي لا يجوزها الجهلاء
فضلا عن العلماء فالمسئول من
جنابكم ان لا تصدقوا كلامه في امري
فانه رجل سامري هدانا الله الصراط
المستقيم وثبتنا واياكم على دينه
القويم وصلى الله على سيدنا ومطاعنا
وشفيعنا محمد المصطفى وعلى اله
شموس الهدى واصحابه بدور
الدجى فقط

ہیں ذرا سوچئے اور غور تامل کیجئے اگر یہ کہا جائے
کہ یہ بات ہے تو بیشک ٹھیک لیکن اس کا ذکر
کرنا ہی کیا ضرور تھا تو میں اس کے جواب میں عرض
کرتا ہوں کہ اس کے ذکر کرنے سے عوام کا شبہ دور کر
دینا مقصود ہے جن کا یہ گمان ہے کہ انبیاء و اولیاء سارے
جہان میں تصرف کرتے ہیں جو چاہتے ہیں کر ڈالتے ہیں
اس کو یاد رکھنا چاہیئے ۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ ایک
پنجابی آپ کے دل میں کچھ وسوسے ڈالتا ہے پس
اے شیخ آپ اس کے حال سے واقف نہیں وہ تو ایک
بے عقل مخبوط الحواس غبی وجاہل آدمی ہے ۔ اور
اپنے آپ کو بڑا فاضل گمان کرتا ہے حالانکہ اسے
داہنے بائیں کی تمیز نہیں وہ فی الواقع دجال کا نائب
ہے کیونکہ کبھی یہ اٹھتا ہے کہ میں محبوب سبحانی
کا بندہ ہوں اور کبھی کہتا ہے کہ عبد القادر جیلانی
روزی دینے والے ہیں ایسے کلمات کفر سے کہ جن
کو علماء سے قطع نظر جہلا گوارا نہیں کر سکتے خدا کی
پناہ ۔ جناب سے توقع ہے کہ میرے بارہ میں
اس کے کلام کی تصدیق نہ کریں ۔ کیونکہ وہ شخص
سامری صفت ہے اللہ تعالےٰ اس کو سیدھی
راہ دکھائے اور ہمیں تمہیں اپنے مضبوط دین پر
قائم رکھے ۔ اور اللہ تعالےٰ ہمارے مخدوم
شفیع محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جو منتخب ہیں
اور آپ کی اولاد پر جو آفتاب ہدایت ہیں
اور آپ کے اصحاب پر جو اندھیری رات کے
چاند ہیں اپنی رحمت نازل فرمائے فقط ۔۔۔

تم هذا المكتوب حين كنت نزيلا في الكانفور سنة الف ومائتين و اربعين الى السيد البغدادي حين وسوسه الجهال فبعد قراءة كتابي هذا جاء في متعذرا وقال لقد صدقت فيما الفت في رسالتك وما قلت فيك كان من عدم درايتي كلامك لان كلامك في رسالتك كان هنديا وانا رجل عربي لا افهم الهندي والرجل الفنجابي قد افترى عليك واغلط في الترجمة كثيرا فلا تغضب ـ تمت

یہ خط ۱۲۴۰ھ بارہ سو چالیس میں اس وقت تمام ہوا جب کہ میں کانپور میں تھا اور سید بغدادی کے نام بھیجا گیا جب کہ جاہلوں نے ان کے دل میں وسوسہ ڈال دیا اسے پڑھ لینے کے بعد وہ عذر کرتے ہوئے میرے پاس آئے اور فرمایا کہ تم نے اپنی کتاب (تقویۃ الایمان) میں جو کچھ لکھا ہے بالکل ٹھیک ہے اور میں نے جو کچھ آپ کی نسبت کہا وہ محض اس وجہ سے تھا کہ میں آپ کا کلام سمجھ نہ سکا کیونکہ آپ کا رسالہ اردو زبان میں تھا اور میں عرب کا رہنے والا ہوں اردو بالکل نہیں سمجھتا اس پنجابی نے آپ پر بہتان لگایا اور مجھے غلط ترجمہ کر کے سنایا آپ مجھ سے خفا نہ ہوں تمت ہا

واضح ہو کہ یہ خط بلا ریب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ اللہ کا ہے اس کی کیفیت اس طرح پر ہے کہ سید بغدادی صاحب نے مولانا مغفور کو کانپور میں ایک خط لکھ بھیجا اس کا جواب مولانا مرحوم نے کانپور سے بغدادی صاحب کی طرف دہلی میں روانہ کیا بغدادی صاحب نے وہ خط مدرسہ میں مولوی محمد یعقوب صاحب مرحوم (نواسہ شاہ عبد العزیز صاحب) کو سنایا کیونکہ بغدادی صاحب مولانا محمد یعقوب صاحب کے مدرسہ میں رہتے تھے۔ اس وقت حاضرین مجلس سے دو تین شخصوں نے اس خط کی نقل کر لی بعدہ مولوی نصیر الدین صاحب و مولوی محبوب علی صاحب نے بھی اس خط کی نقل کی پھر اس عاجز نے مولوی نصیر الدین صاحب مرحوم کے خط سے اسے نقل کر لیا۔ الراقم

محمد نذیر حسین محدث دہلوی

رسالہ یک روزی تصنیف

علاوہ بریں مولانا شہید مرحوم نے دفع اعتراضات مولوی فضل حق صاحب دربارہ تقویۃ الایمان بامکان نظیر ذی الحجہ ۱۲۴۰ھ میں رسالہ یک روزی تحریر فرمایا جس میں چند جگہ تقویۃ الایمان کا نام موجود ہے چنانچہ صفحہ اول کی سطر اول۔ ایضاً ص۱۱ و ص۱۲ (ص۱۳ میں نیز افادات ترابیہ مولفہ مولانا تراب علی صاحب مرحوم لکھنوی در تائید امکان نظیر مطبوعہ ہاشمی میرٹھ ۱۲۶۹ھ میں تائید مرقوم ہے کہ

ل ۲ ان دونوں بزرگوں کا ذکر آثار الصنادید اور اس سے ماخوذ تذکرہ اہل دہلی ص ۸۴ و ۸۵ میں ہے نیز دیکھئے نزہۃ الخواطر

"بعد تصنیف رسالہ تقویۃ الایمان مولوی فضل حق خیر آبادی نے فقط اس مسئلہ میں خلاف کیا (چونکہ منطقی تھے) اور چند ورق بطور رسالہ کے لکھ کر پاس جناب بحر ذخائر علوم عقلیہ و نقلیہ منبع صفات ملکیہ و انسیہ حسنۃ من حسنات سید المرسلین خبر نبیل مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید کے بھیجے جناب مولوی صاحب نے ان کی تحریر کا جواب مسمی بہ یک روزی ایک دم میں لکھ کر بھیج دیا اور خوب ان کے شبہات کا استیصال کر دیا بعد ازاں مولوی فضل حق صاحب نے تحقیق الفتوی تصنیف کیا جناب آفتاب آب مولانا حیدر علی صاحب ٹونکی (تلمیذ رشید شاہ عبد العزیز صاحب) نے خوب دھوم دھام سے اس کا جواب لکھا اور رد رسالہ کبیرہ و صغیرہ اس مسئلہ اور مسائل میں ان کے رد میں تصنیف کئے بعد ازاں جمیع معقول و منقول فروع و اصول مولوی سراج الدین صاحب سے کہ مولوی فضل امام (والد مولوی فضل حق صاحب) کے شاگرد تھے اور مولوی فضل حق سے اس مسئلہ خاص میں تحریر ہوئی مولوی سراج الدین نے مولوی فضل حق صاحب کو ساکت کیا اور امکان کا اقرار کرا لیا اور ان کے رد میں ایک رسالہ تصنیف کیا جو کہ احقر العباد کے پاس موجود ہے ہو ملخصاً

نیز مناظرہ احمدیہ مطبوعہ شعلہ طور کانپور ۱۲۸۹ھ جس میں مسئلہ امکان نظیر جانبین سے مفصل تحریری بحث ہو چکی ہے اس کے صفحات متعددہ پر تقویۃ الایمان اور یک روزی مصنفہ مولانا شہید مرحوم کے حوالے مرقوم ہیں

اکابر دیوبند اور مولانا شہید مرحوم	علی ہذا مولانا محمد یعقوب صاحب رح خلف الصدق مولانا مملوک علی صاحب تلمیذ رشید مولانا شاہ محمد

محمد اسحق صاحب محدث دہلوی رح اپنے مکتوبات کے صـ ۲۳ میں فرماتے ہیں

"احقر مولوی اسمعیل صاحب شہید کو اور اس کے خاندان کے علماء کو اپنا پیشوا سمجھتا ہے۔ اور بے تعصب ان کی باتیں موافق قرآن و حدیث کے پاتا ہے۔ اور ان کے مخالفین کو حق سے برگشتہ اور ہٹ دھرمیاں کرتے دیکھتا ہے"

علی ہذا الشیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی مرحوم الجہد المقل حصہ اول صـ ۱۲ صـ ۴ میں فرماتے ہیں۔

"عالم نبیل فاضل جلیل نمونہ علماء راسخین کا بقیہ ربی اسمٰعیل مولانا الحافظ الحاج مولوی اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ و علی آبائہ الکرام نے جب اپنے زمانہ میں امور شرک و بدعت کا رواج زیادہ دیکھا تو مولانا ممدوح

نے بمقتضائے تائید دین جہاں تک ہو سکا زبان سے نصیحت فرمائی تحریروں کی بھی نوبت آئی۔ چنانچہ رسالہ تقویۃ الایمان بھی جب ہی لکھا جس میں نصوص صریحہ سے نہایت سلاست کے ساتھ مضامین توحید کو اچھی طرح بیان فرمایا اور قدرت حق تعالےٰ شانہ کو جملہ نبی آدم و مخلوقات پر ثابت کرکے اہل شرک و بدعت کو ان کے خیالات باطلہ کی خرابی پر مطلع فرمایا اس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کو ہدایت و صحت عقائد نصیب ہوئی۔ اسی کے ساتھ اتفاق حضرات نے کہ جن کے قلوب میں مرض بدعت مستحکم تھا۔ الٹے حضرت مولانا موصوف کی تفضلیل و تکفیر پر کمر باندھی پھر انہیں ایک تو وہ ہیں جو تقویۃ الایمان کے پاس رکھنے کو بھی داخل امور کفریہ سمجھتے ہیں دوسرے وہ صاحب کہ جن کو علوم عربیہ میں مہارت نہ تھی اور منطق و ریاضی ہی لگی کمائی تھی چنانچہ مولوی فضل حق صاحب نے ابطال امکان نظیر میں ایک تحریر کی اس کا جواب مولانا شہید نے تحریر فرمایا۔ جب ان دونوں فرقوں کی زباندرازی دربارہ تکفیر صاحب تقویۃ الایمان زیادہ اور تصنیف رسائل کی نوبت آئی تو اس وقت مولوی حیدر علی[1] صاحب وغیرہ علماء نے حضرت مولانا محمد اسمٰعیل کی طرف سے مخالفین کو جواب دیئے اور احقاق حق اور دفع بہتان مخالفین پر کمر باندھی چنانچہ وہ رسائل مطبوع بھی ہو چکے ہیں (ملخصاً)

مولانا فضل حق اور مولانا شہید

تاہم مولوی فضل حق صاحب مرحوم منطقی خیرآبادی اور مولانا شہید مرحوم میں باوجودیکہ معاصرت کی وجہ سے اختلاف تھا مگر جس وقت مولانا شہید کی خبر شہادت سنی اس وقت وہ غلام یحییٰ کا سبق پڑھا رہے تھے۔ سنتے ہی کتاب بند کردی اور سناٹے کے عالم میں کئی گھنٹے خاموش بیٹھے رہے اس کے بعد فرمایا کہ

"اسمٰعیل کو ہم (صرف) مولوی نہیں جانتے تھے۔ بلکہ وہ امت محمدیہ کا حکیم تھا کوئی شئے نہ تھی جس کی انیت اور لمیت اس کے ذہن میں نہ ہو۔ امام رازی نے اگر حاصل کیا تو دود چراغ کیا کر اور اسمٰعیل نے محض اپنی قابلیت اور استعداد خداداد سے"۔ (الحیاۃ ص۱۱۱)

نیز رسالہ اکسیر الروایات[2] مطبوعہ محبوب المطابع دہلی میں بروایت مولانا امیر شاہ خاں صاحب

---

[1] حضرت مولانا حیدر علی بن عنایت علی حسینی بخاری دہلوی ثم رامپوری ثم ٹونکی شاگرد شاہ رفیع الدین و شاہ عبدالعزیز متوفی ۱۲۷۳ھ ابجد العلوم ص۹۱۷ و نزہۃ الخواطر ص۱۵۲ - ۱۵۴ ج ۷ (ع - ح)

[2] اس رسالہ کو مولانا اشرف علی تھانوی نے اپنے حواشی مفیدہ و موئیدہ کے ساتھ شائع کرایا تھا۔ بعد کو اس کو ارواح ثلثہ میں شامل کردیا گیا (ع - ح) اس کتاب کا نام حاشیہ رسالہ تنبیہ (ع۔ ح)

مرحوم خورجوی تلمیذ میاں جی محمدی مرید خاص حضرت سید احمد صاحب[۱] مرقوم ہے ص ۱۶
مد فرمایا کہ مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ ایک شہزادہ نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی تقویۃ الایمان
کا رد لکھا۔ مولوی فضل حق صاحب نے دیکھ کر اس کو پھینک دیا۔ اور بہت ناخوش ہوئے۔ اور
فرمایا کہ تمہاری کیا حقیقت ہے کہ تم تقویۃ الایمان کا رد لکھو اور مولوی اسمٰعیل صاحب کا مقابلہ
کرو میں ان کو چھیڑ کر مصیبت میں پڑ گیا تھا۔ پھر تم کیا چیز ہو"

(ص۱۶۲) خاں صاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالرشید صاحب غازی پوری رامپور میں مولوی
فضل حق صاحب سے پڑھتے تھے یہ ایک مرتبہ کہیں جا رہے تھے۔ اتفاق سے ان کے ایک دوست
مل گئے۔ ان دوست نے ان سے کہا کہ چلو مولوی فضل حق صاحب کے یہاں چلیں تم ان کے
(مولوی اسمٰعیل صاحب کے) معتقد ہو۔ آج تمہیں تمہارے استاد سے ان پر تبرے سنوائیں گے
انہوں نے کہا چلو جب یہ دونوں وہاں جا کر بیٹھے تو مولوی عبدالرشید صاحب نے کہا کہ حضرت
یہ مجھے یہ کہہ کر لائے ہیں کہ مولوی صاحب سے تمہیں مولوی اسمٰعیل پر تبرے سنوائیں گا۔ مولوی فضل حق
صاحب نے کہا اچھا اس غرض سے لائے ہیں اور یہ کہہ کر ان پر بہت ناخوش ہوئے اور فرمایا میں اور
مولوی اسمٰعیل پر تبرا کروں۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ جو مجھ سے ہو چکا ہے وہ بھی بہکائے سکھلائے سے ہوا تھا
اور اب تو وہ بھی نہیں ہو سکتا اور یہ کہہ کر ان کو اپنی مجلس سے اٹھوا دیا اور فرمایا کہ میرے یہاں
کبھی نہ آنا،،

(ص۱۶۱) خاں صاحب نے فرمایا کہ مفتی عنایت احمد صاحب مولوی فضل حق صاحب نواب
عبداللطیف خان خانپوری۔ شیخ مہدی بخش سہارنپوری (خواجہ احمد حسن سہارنپوری
کے والد) یہ سب رنگون ایک جگہ مقید تھے۔ آخر میں سب کی رہائی کا حکم ہو گیا تھا مگر آخر کے
تین حضرات رہائی کا حکم آنے تک انتقال کر چکے تھے۔ اور مفتی عنایت احمد صاحب چھوٹ کر آئے
تھے۔ مفتی صاحب نے ہندوستان آکر بیان فرمایا کہ مولوی فضل حق صاحب بہت نادم تھے اور
روتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھ سے سخت غلطی ہوئی کہ میں نے مولوی اسمٰعیل صاحب کی مخالفت
کی۔ وہ بیشک حق پر تھے اور میں غلطی پر تھا مجھ پر جو یہ مصیبت پڑی یہ میرے انہی اعمال کی سزا ہے
میری مولوی اسمٰعیل سے دوستی تھی اور میں بھی ان کے ساتھ شہید ہوتا۔ مگر کیا کیجئے بدایوں والوں نے
ابھار کر ان سے بھڑا دیا۔ اور علم کے غرہ میں حق کو باطل کرنے پر تل گیا۔ تم لوگ گواہ رہنا کہ میں اپنے

---

[۱] متوفی ۱۲۷۹ھ حالات کے لئے دیکھئے نزہۃ الخواطر (ص ۴۱ ۔ ۴۳ ج ۷) وغیرہ (ع ۔ ح)

خیالات باطلہ سے توبہ کرتا ہوں اور اگر میں رہا ہو گیا تو اپنی توبہ شائع کردوں گا"

"خاں صاحب نے فرمایا کہ مفتی صاحب[1] اس واقعہ کو روایت کرنے والے مولوی سراج احمد صاحب سنبھلی ہیں، میں نے مولوی سراج احمد صاحب سے اس قصہ کو سن کر مفتی لطف اللہ صاحب علیگڈھی سے اس کی تصدیق چاہی تو انہوں نے بھی اس کی تصدیق کی اور فرمایا کہ قصہ ٹھیک ہے۔ مولوی سراج احمد صاحب اس قصہ میں یہ بھی بیان فرماتے تھے کہ مولوی فضل حق صاحب نے اپنے بیٹے کو خط لکھا تھا جس میں اپنے خیالات سے رجوع کیا تھا اور لکھا تھا کہ تم اس کو شائع کرا دینا۔ میں نے مفتی لطف اللہ صاحب سے اس کی تصدیق چاہی مگر انہوں نے فرمایا مجھے اس کا علم نہیں ہے"

دیگر علمائے نامدار و فضلائے امصار

علی ہذا رسالہ تنبیہ الضالین عن طریق سید المرسلین مطبوعہ محمدی ۱۲۵۴ھ مؤلفہ

مولانا سید عبدالحق قرشی جس کے چند الفاظ تبرکاً حسب ذیل ہیں۔

"۱۵ ذی القعدہ ۱۲۵۳ھ میں تالیف ہوئی"

"حضرت والا احدی مولانا سید محمد علی (واعظ) المتولد ۱۲۰۰ھ فی بلدۃ رامپور و توفی ۱۲۵۶ھ فی بلدۃ الٰہ آباد"

مولانا سید محمد علی صاحب از اجلہ خلفاء حضرت سید احمد صاحب رحمہما اللہ تھے آپ نے تقویۃ الایمان پر جو لوگوں نے اعتراضات کئے اون کے مفصل جواب معہ تائیدات خاندان شاہ ولی اللہ و شاہ عبدالعزیز وغیرہ رح سے دیئے اور مفصل اکابرین محققین علمائے سلف سے بعینہ اقوال حسب تائید تقویۃ الایمان و مصنفہ مولانا شہید رح ہونا بیان فرمایا۔ مولانا ممدوح نے دو شوال ۱۲۵۱ھ میں مفصل فتویٰ بردِ اعتراضات تقویۃ الایمان تحریر فرمایا اور تقویۃ الایمان کی عبارات مضمون کے حوالے ۱۲۴۲ھ میں چھاپی ہوئی کتاب سے لکھے گئے۔ آپ نے فرمایا۔

"مولوی اسلمی[1] صاحب اور مولوی ارتضا[2] علی خاں صاحب اور مولوی جمال[3] صاحب سے تقویۃ الایمان کے باب میں فقیر کو مباحثہ کرادیں۔ بحولہ و قوتہ ہر بات میں ان کو قائل کر کے اٹھوں گا غرض سید واعظ کے ہر سخن حق سے سبھوں کا دم بند ہو گیا اور عمدہ عمدہ لوگ پکار اٹھے کہ شیر غالب آیا

[1] مولوی محمد سعید اسلمی مدراسی متوفی ۱۲۵۰ھ نزہۃ ص ۲۸۹ ج ۷ (ع ح) [2] قاضی ارتضا علی خاں صاحب مدراسی متوفی ۱۲۷۰ھ (ع ح) [3] جمال الدین احمد بن علاء الدین فرنگی محلی ثم مدراسی نواسہ ملا عبدالعلی بحرالعلوم توفی ۱۲۷۶ھ نزہۃ ص ۱۲۶ ج ۷ (ع ح)

اور سید واعظ مظفر و منصور اپنے مکان کو روانہ ہوئے کلھ لطفاً (مسئلہ ۱۷۳)

نیز رسالہ العجالہ فی ازالتہ الازالہ مؤلفہ مولانا شکر اللہ صاحب اعظم گڈھی در جواب رسالہ ازالتہ الشکوک برد تقویتہ الایمان مؤلفہ مولوی فخر الدین صاحب الہ آبادی مطبوعہ خیر المطابع الہ آباد ۱۲۹۹ھ جس میں تبائید تقویتہ الایمان جملہ اوہام و شکوک کے جواب دیئے گئے ہیں چونکہ معترض الہ آبادی کے والد مولانا شہید رح کے ہمعصر و ملاقی تھے معترض نے بعد انتقال اپنے والد کے رسالہ شکوک تالیف کیا اور الزام نسبت انکار شفاعت اور امور تحقیری بانبیاء داولیاء و ترک تقلید صاحب تقویتہ الایمان پر عاید کئے تھے جس کا جواب محقق مسکت پایا۔

علیٰ ہذا مولانا محمد تقی خاں صاحب دہلوی رح (تلمیذ رشید مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب رح وغیرہ) نے رسالہ لشر بجواب مقولات عشر بدایونی مطبوعہ حنفی چاندنی چوک دہلی ۱۲۶۸ھ تالیف فرمایا۔ نیز مولانا موصوف اپنے فتوی میں دربارہ تقویتہ الایمان فرماتے ہیں

مدتین برس پہلے اس سے بدایونی نے دس مسئلہ تقویتہ الایمان اور صراط مستقیم پر جو تصانیف مولوی اسمٰعیل صاحب رح کی ہیں دیکھ کر ایک رسالہ مقولات عشر مشہور کیا تھا سو اس کے جواب اور دفع شکوک میں ہم نے ایک کتاب لشر نام فارسی زبان میں لکھ دی ہے جس کو شوق ہو اس کا مطالعہ کرے راقم الحروف نے حضرت ممدوح مولوی محمد اسمٰعیل صاحب مغفور مرحوم مصنف اس کتاب کو بخوبی دیکھا اور فیوض و برکات ربانی ان کی صحبت سے اور انوار ایمانی ان کی مجالس وعظ و نصیحت میں پائے اور ہزاروں منکرین خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقر اور ہزاروں فاسقین دائم الخمر اور زانی بدکاران کی صحبت سے تائب اور پارسا ہو گئے "

نیز مولانا سید حیدر علی صاحب ٹونکی تلمیذ رشید شاہ عبد العزیز رح نے صیانتہ الناس من وسوستہ الخناس فخر المطابع ۱۲۷۰ھ بجواب مقولات عشر بدایونی دربارہ تائید تقویتہ الایمان و صراط مستقیم مصنفہ مولانا شہید مرحوم عقلاً و نقلاً کتب شاہ ولی اللہ رح و شاہ عبد العزیز رح تحفہ اثنا عشریہ وغیرہ سے تحریر فرمایا۔

علاوہ بریں مشاہیر علماء و فضلاء اتقیاء تلامیذ مولانا شاہ عبد العزیز و مولانا شاہ محمد اسحاق جو اپنے نانا شاہ صاحب موصوف کی حیات سے جانشین درس و تدریس افتاء فیوض ظاہری و باطنی سے موصوف و مجاز تھے و غیرہم علیہم الرحمتہ کی تحریرات و فتاوی تقویتہ الایمان کی صداقت و حقانیت اور مولانا شہید مرحوم کے اوصاف و محامدین اصلا

ولقلاً قلمیہ ومطبوعہ محفوظ ومشتہر ہیں مثل مفتی عدالت عالیہ سلطانیہ سید رحمت علی خاں صاحب مولانا نواب قطب الدین خاں صاحب۔ مولانا مملوک علی صاحب۔ مولانا مفتی عنایت احمد صاحب۔ مولانا سخاوت علی صاحب۔ مولانا عبد الجلیل صاحب شہید۔ مولانا مفتی امام الدین صاحب۔ مولانا بزرگ علی صاحب۔ مولانا فضل امام صاحب۔ مولانا سید حسین شاہ صاحب بخاری۔ مولانا محبوب علی صاحب۔ مولانا آل حسن صاحب۔ مولانا انور علی صاحب۔ مولانا احسان کریم صاحب مولانا سعد الدین صاحب۔ مولانا رافت علی صاحب۔ مولانا محمد نظام صاحب مولانا محمد وحید اللہ صاحب۔ مولانا محمد وزیر علی صاحب۔ مولانا سید محمد عالم علی صاحب مولانا عبد الخالق صاحب۔ مولانا سید محبوب علی صاحب۔ مولانا خواجہ ضیاء الدین احمد صاحب۔ مولانا اکبر علی خاں صاحب۔ مولانا سید محمد علی صاحب۔ مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی۔ مولانا یعقوب علی خاں صاحب بریلوی تلمیذ مولانا مملوک علی صاحب۔ مولانا محمد یعقوب صاحب خلف الصدق مولانا مملوک علی صاحب۔ وغیرہم جن کی تعداد ساٹھ ستر کو پہنچتی ہے۔ نیز مولانا فتح اللہ صاحب مرحوم اپنی کتاب عارق الاسرار میں فرماتے ہیں۔ جو مولانا شہید مرحوم کے ہمعصر اور حضرت سید احمد صاحب رح کے متوسلین میں سے تھے ؎

تھے جو اسمٰعیل غازی مولوی — علم کے دریا مراتب میں ولی
ایک کتاب حق انہوں نے جب لکھی — اس میں تفریق حق و باطل ہوئی
پھر گیا جو شخص ناہنجار ہے

جس پہ ہو جاوے ذرا الطاف حق — تقویت ایمان کا لیوے سبق
طبع اسمٰعیل کا روشن طبق — ہر جز اس کا ہے ہدایت کا ورق
شرک کے حق میں عجب تلوار ہے

علی ہذا مولانا سید اولاد حسن قنوجی رح جو ارشد تلامیذ مولانا شاہ عبد العزیز رح و مولانا شاہ رفیع الدین محدث دہلوی رح تھے اور اعظم الخلفاء حضرت سید احمد صاحب رح میں سے تھے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کے نصائح و وعظ میں اثر کامل بخشا تھا دس ہزار آدمی سے زیادہ قنوج واطراف قنوج میں آپ کے ہاتھ پر اسلام وایمان لائے آپ عالم باعمل حقانی وربانی

---

[۱] متوفی سنہ نزہۃ الخواطر ص ۳۱۰ ج ۷ (ع ح) [۲] شہید ۱۲۴۶ھ نزہۃ الخواطر ص ۲۹۰ ج ۷ (ع ح) [۳] متوفی ۱۲۶۳ھ نزہۃ ص ۹۹ ج ۷ (ع ح) [۴] والد مولانا فضل حق مرحوم۔ متوفی ۱۲۴۴ھ (ع ح) [۵] متوفی ۱۲۸۸ھ نزہۃ ص ۷۰ ج ۷ (ع ح)

[۶] متوفی ۱۲۲۲ھ نزہۃ ص ۳۰ ج ۷ (ع ح) [۷] مرادآبادی متوفی ۱۲۹۶ھ نزہۃ ص ۲۲۹ ج ۷ (ع ح)

لاہور اور شمال سے تا دکن اکثر امرا و علما آپ سے واقف ہیں مولانا شہید مرحوم کے ہم جلیس محب مخلص رفیق صالح تھے۔ مجاہدین کے ہمراہ میں شریک رہے بحکم و اجازت حضرت سید احمد صاحب بغرض اصلاح و تبلیغ سنت وطن واپس ہوئے اپنے دست خاص سے رسالہ رد الاشراک اور تقویۃ الایمان تبرکاً نقل فرمایا۔ مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمہ بارہا قنوج میں آپ کے مقام پر آتے اور ان کی قبر کی زیارت کرتے۔ حضرت سید احمد صاحب نے مقام پنجتار یوسف زئی سے ۱۵ ذی الحجہ ۱۲۴۲ھ کو آپ کے نام مکتوب تحریر فرمایا۔

"کہ سیادت مآب مناقب الکتساب نقابت انتساب سلمہم اللہ تعالیٰ آنچہ از معرفت خود و تبلیغ احکام رب العالمین ترقیم نمودہ بودند موجب فرحت بسیار گردید جزاکم اللہ خیر الجزاء اھ ملخصاً اتحاف النبلاء ص۲۳۶ الفرع النامی ص۱۷۲)

سیرت احمدیہ ص۱۹۴ میں مرقوم ہے کہ

"صدہا مولوی اور عالم قابل اور قندھار اور سمرقند) اور ماوراء النہر وغیرہ کے جمع ہو کر بمقام پنجتار مسئلہ وجوب تقلید میں مولانا شہید مرحوم سے بحث کرنے کو آئے تھے چنانچہ ایک ہفتہ تک یہ بحث رہی آخر کو وہ سب مولوی لاجواب ہو کر عدم وجوب تقلید شخصی کے قائل ہو گئے اور کہنے لگے کہ یہ شخص تو قرآن و حدیث کا حافظ اور محقق اور اس میں غوطہ لگائے ہوئے ہے اس سے کون جیت سکتا ہے"[1]

کیونکہ مولانا شہید مرحوم کے فضل و کمال تبحر علم منقول و معقول اصول و فروع کا اعتراف بڑے بڑے ہمعصر مشاہیر فضلاء کر چکے ہیں۔ چنانچہ مولانا سید امیر حسن صاحب نقوی سہسوانی مرحوم مجموعہ فتاوی قلمی تحسین تقویۃ الایمان میں فرماتے ہیں علوم نقلیہ میں شیخ عبداللہ بن سراج شیخ المکہ قائل بلکہ اجتہاد مولانا شہید مرحوم کے تھے (جن کی نسبت کتاب الغفار ساطعہ ص۲۶۳ میں لکھا ہے ۔ کہ

"مکہ میں یہ عبداللہ سراج بڑے کمل رجال میں تھے۔ اس عاجز نے مخالف اور موافق مذہب والوں سے سب ان کی تعریف سنی ہے"

نیز طوالع الانوار مطبوعہ صبح صادق سیتاپور سوانح مولوی فضل رسول صاحب بدایونی ص۲ میں مرقوم ہے

[1] سوانح احمدی ص۱۲۸ الطبع صوفی کمپنی پنڈی بہاؤالدین (ع - ح)

منجملہ اساتذہ کرام مولوی صاحب بدایونی کے مولانا عبد اللہ سراج کی رحمۃ اللہ تھے، اور علمائے ہند میں مولانا شاہ سلامت اللہ شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب کے بعض مسائل میں معتقد بلکہ اجتہاد مولانا شہید مرحوم کے تھے اور علوم عقلیہ میں مولوی رشید الدین خاں صاحب شاگرد مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مولانا شہید مرحوم سے دقائق فن معقول میں استفادہ حاصل کرتے اور مولانا شہید مرحوم کو شیخ الرئیس کے برابر بعض امور میں ہونے کی تصریح کرتے چنانچہ خلف الصدق مولوی سدید الدین خاں صاحب سے میں نے سنا ہے، جو اس بات کو ان سے نقل کرتے تھے۔"

"نیز ملا حبیب اللہ قندھاری جو اپنے زمانہ میں اعلم العلماء و افضل الفضلاء تھے آپ کے کمالات کا شہرہ عالم میں پھیلا ہوا تھا۔ علم اصول فقہ میں مغتنم الحصول بمقابلہ مسلم الثبوت از ملا محب اللہ بہاری رح آپ کی یادگار ہے۔ آپ معتقد کمال مولانا شہید مرحوم کے فن معقول میں تھے اور اپنی زبان کو مولانا شہید مرحوم کی محامد و ثنا سے تر و تازہ رکھتے تھے چنانچہ آپ کے تلمیذ خاص مولانا عبد اللہ غزنوی رح اس واقعہ کو نقل فرماتے ہیں اور راقم الحروف بندہ عزیز عفی عنہ عرض کرتا ہے کہ فاضل اجل ملا حبیب اللہ قندھاری موصوف رحمۃ اللہ تعالیٰ صاحب مغتنم الحصول نے جو معتقد کمالات علوم و عرفان مولانا شہید مرحوم کے تھے۔ حل اشکالات بتائید تقویۃ الایمان تالیف نفیس فرمائی ہے، جو کتب خانہ ریاست ٹونک فہرست عقائد ۱۹ میں محفوظ ہے جسکو میں نے بچشم خود دیکھا ہے۔"

"نیز مولانا محمد اشرف صاحب لکھنوی جن کے مشاہیر علماء لکھنو خوشہ چیں از آپ ہیں۔ فن معقول میں اصول راسخہ بے نظیر تصنیف آپ کی یادگار ہے۔ مولانا شہید مرحوم کے معقول دانی میں کمال درجہ معتقد تھے۔ اسی طرح مولانا سید حیدر علی صاحب مشاہیر علماء ہند میں جامع علوم نقلیہ و عقلیہ کے تھے مولانا شہید مرحوم کو فن معقول میں بے نظیر فرماتے تھے۔ یہ تینوں حضرات مذکورہ قطع نظر فن معقول کے معتقد حسن سیرت اور صدق طینت مولانا و حقیقت مطالب تقویۃ الایمان کے بھی تھے اور لیکن عرفان پس بواسطہ اکثر تسلیم اہل باطن کے اس نقیر کے کانوں نے سنا ہے منجملہ ان کے عارف باللہ مستند اولو قسمت

لے بن برکۃ اللہ کانپوری متوفی ۱۲۸۱ھ نزھۃ ص ۲۰۲ ج ۷ (ع ۔ ح) ۲ے من نعمۃ اللہ مدلقی متوفی ۱۲۶۵ھ نزھۃ ص ۴۲۷ ج ۷ (ع ۔ ح) سے مختصر حالات کے لئے دیکھئے جماعت مجاہدین (از مولانا غلام رسول مہر) ص ۲۹۵ (ع ۔ ح)

مولانا سید ابوالحسن النقشبندی المجددی قائل کمال عرفان حضرت ممدوح کے تھے، اور فقیر بھی ان کی زیارت سے مشرف ہوا ہے اور ثنا رمولانا مرحوم کی آپ کی زبان سے سنی ہے، اور لیکن زہد ورع وتقوی پس وہ بھی عیاں ہے اور عیاں کا کیا بیان مثل مشہور ہے اور دلیل شافی اس پر مدح وثنا رجمیل حضرت مولانا الاجل شاہ عبدالعزیز صاحب نے مکتوب بنام مولوی خیرالدین صاحب کے ارسال فرمایا ہے اور کاتب الحروف اس کے مطالعہ سے لکھنؤ میں مولوی تراب علی صاحب کے پاس مشرف ہوا ہے (جو بجنسہ آخر میں انشاء اللہ العزیز نقل ہوگا) اور اسی طرح ثنا حضرت مولانا محمد اسمٰعیل صاحب کی مولانا اسحاق رحمہما اللہ تعالیٰ سے وھذا ظاھر بکمال الظھور۔ انتہی ملخصاً (مجموعہ فتاوی قلمیہ از مولانا امیر حسن سہوانی متوفی ۱۲۹۱ھ)

علیٰ ہذا۔ آثار الصنادید باب چہارم ص۹۸ میں مرقوم ہے

مدحی السنۃ قامع البدعہ مولانا مولوی محمد اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ۔ یعنی شاہ کشور شریعت گستری ملک الملوک دیار دین پروری قامع بنیان شرک وطغیان حادی موجبات علم وایقان مؤسس اساس کمال مہذب اوضاع حال وقال سالک مسالک ہدایت، وارشاد مجلی آئینہ صافی اعتقاد مرکز دائرہ علوم منطقہ آسمان فہوم مرتقی مدارج درجات عالی پیشوائے ادانی واعالی مرجع وماٰب فضائل کامرانے طبائع افاضل رموز فہم سرائر تفسیر قرآنی دقیقہ یاب معالم تقدیرات ربانی جامع کمالات صوری ومعنوی نکتہ سنج کلام الٰہی وحدیث نبوی قدوہ اہالی پیشگاہ قبول جلال غوامض معقول ومنقول بانی مبانی فضل وافضال ممہد قواعد تکمیل واکمال جاہد حق و یقین مثبت دلائل دین مولائی مخدومی مخدوم الاامامی مولوی محمد اسمٰعیل قدس سرہ آپ کو حضرات ثلثہ یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ) ومولانا شاہ رفیع الدین (المتوفی ۱۲۳۳ھ) ومولانا شاہ عبدالقادر (المتوفی ۱۲۳۰ھ) غفراللہ لہم کے ساتھ نسبت برادرزادگی کی تھی، اور بسبب اس کے کہ جناب حضرت مآب مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بعد انتقال والد ماجد ان کو بجائے فرزندوں کے پرورش کیا تھا اور حضرت ممدوح مغفور کی نواسی بھی ان کے ساتھ منسوب تھیں ان کی تربیت اپنے ذمہ سے کر روز وشب حضرت کی تکمیل میں ساعی تھے ازبسکہ جوہر قابل محتاج تربیت اور نیازمند تعلیم نہیں ہوتا آپ کے آئینہ خاطر نے مصقلہ تائید الٰہی سے ایسی صفا اور جلا حاصل کی تھی کہ اسرار ازل بے حجاب آپ پر منکشف تھے اسی واسطے اوائل حال میں مطالعہ کتب کی طرف چنداں التفات نہ فرماتے تھے، اور حال

تھا کہ جب حضرت بہرور کی خدمت میں زانوئے سبق خوانی تہ کرکے بیٹھتے از لسکہ بسبب استغنا کے
یہ محفوظ نہ رہتا تھا کہ سبق کس جائے سے شروع ہوگا اس کے مابعد کی عبارت سے شروع کر دیتے
جب حضرت مغفور وہاں سے امتناع فرماتے تو آپ فرماتے کہ اس مطلب کو آسان سمجھ کر نہیں پڑھا
اور فی الواقع اگرچہ وہ مطلب عقدۂ لاینحل ہوتا اس طرح اس کی تقریر کرتے کہ موجب حیرت عالی اور
ادانی ہوتا اور کبھی اس کے ماقبل سے آغاز کرتے جب حضرت اس سے متنبہ فرماتے تو آپ اسمیں کچھ شبہ
کر دیتے اور وہ شبہ ایسا ہوتا کہ حضرت استاد کو اس دفعہ میں بہت متوجہ ہونے کی حاجت ہوتی
اس استعداد خداداد کی اعانت سے پندرہ سولہ برس کی عمر میں تحصیل معقول و منقول سے فراغت
حاصل ہوگئی جو کہ آپ کی ذہانت کی دھوم شہر میں تھی اکثر فضلائے کمل کہ دعویٰ کتاب دانی و
دقیقہ شناسی کا رکھتے تھے وہ مقامات باریک کہ جن کے صاف کرنے میں وہ کار دراز فکر کرنا چاہیئے آپ سے
بر راہ ملاقی ہو کر باعتبار ظاہر کے بطور مناظرہ کے اس کا استفسار کرتے اس لحاظ سے کہ اگر ان کے گمان پر
جاویں گے تو شائد مطالعہ کتاب یا اعانت شروح اور حواشی سے اس کو بیان کریں وہ آپ بے تامل
اس کو اسطرح سے تقریر فرماتے کہ ان کو اس جرأت سے کمال خجالت حاصل ہوتی. ذکر اس زبدۂ ارباب
کمال کا داعی ہے کہ ہزار ہزار محامد پسندیدہ کو زبان پر لا کر اندکے آتش شوق کو تسکین دے۔

گہر نثار کند بر سر زبان چشمم   مرا چو نام تعریف تو بر زبان آید

لیکن کیا کرے کہ نہ زبان کو طاقتِ تقریر ہے اور نہ قلم کو یارائے تحریر معقولات میں آپ کا نتیجۂ وہم
مثل یقینیات اور منقولات میں آپ کی تنہا نقل مانند متواترات، فقہ کا یہ حال تھا کہ ہر مسئلہ کو آیات و
حدیث کے ساتھ مستند فرماتے تھے بیشتر کتب علم معقول پر حواشی تحریر کیئے اور از بسکہ طبیعت
و قار حدت و ذکاوت کی طرف مائل تھی ایک رسالہ منطق میں لکھا اس میں شکل اول کے ابدہ
الطبایع اور شکل رابع کی ابدہ البدیہیات ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے دلائل اس قوت
و استحکام کے ساتھ مذکور فرمائے کہ اگر معلم اول موجود ہوتا اپنی براہین کو تار عنکبوت سے سست
تر سمجھتا، اور آپ کی حسن تقریر سے وہ مسائل غامضہ کہ طالب علم کو بعد رد و قدح کے ذہن نشین
ہو جہلائے عامی کو بمجرد استماع کے سمجھ میں آجانے تھے اور اس طرح منقوش خاطر ہوتے تھے کہ
مخالفین سے بعضے اہل علم چاہتے کہ کچھ دلائل علمی سے اس کو رد کر کے اس کے ذہن سے
نکالیں ممکن نہ ہوتا جب یہ مطالب خوب جم گئے بموجب ارشاد سید الاصفیا یعنی پیر طریق
ہدی کے اس طرح سے تقریر وعظ کی بنا ڈالی کہ مسائل جہاد فی سبیل اللہ بیشتر بیان ہوتے

اس نواح سے جوق در جوق روانہ ہوئے اور حضرت کی خدمت میں ہندوستانیوں میں سے لاکھ آدمی سے زیادہ مجتمع ہو گئے پشاور اور بعض اور مکان سکھوں کی عملداری سے نکل کر غازیانِ اسلام کے تصرف میں آ گئے سکھوں کے باوجود اس شان و شوکت ظاہری کے آپ کا ایسا رعب دل میں بیٹھ گیا کچھ ملک دینے پر راضی ہوئے کئی سال تک یہی سلسلہ جاری رہا بعد اس کے چونکہ قوم افاغنہ بندۂ زر اور نہایت طامع ہیں سکھوں کے اغوا سے آپ سے منحرف ہو گئے اور عین معرکۂ جنگ میں آپ سے دغا کی اور یہ حضرت قلعہ بالاکوٹ کے نواح میں ہمراہ پیر طریقت اور اکثر مسلمین غزات کے جنت اعلیٰ کی طرف راہی ہوئے انا للہ و انا الیہ راجعون ۱۲۴۶ھ حضرت کی شہادت کو چودہ پندرہ برس کا عرصہ گذرتا ہے اھ مختصراً [۱]

علیٰ ہذا مولانا شہید مرحوم کے ہم سبق ایک معمر بزرگ ملا عبدالکریم بخاری بھی تھے۔ جو کتب درسیہ اپنے وطن میں پڑھ کر مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے حضور میں بغرض حل مشکلات حاضر ہوئے تھے شاہ صاحب نے فرمایا کہ مجھے اس قدر فرصت نہیں کہ میں مستقل سبق پڑھاؤں لڑکا ہمارا صدرا پڑھتا ہے سماعۃً اس کے شریک ہو جاؤ وہ اس انداز سے دل میں منقبض رہتے۔ مولانا شہید مرحوم جو سبق کے لئے آئے تو کتاب کی ورق گردانی کرنے لگے یہ یاد نہ رہا کہ کل کہاں تک پڑھتا تھا۔ اس پر ملا صاحب بخاری نے ہنس کر کہا میاں صاحب زادے مکھی مار کر ساٹ دیا کرو تا کہ کتاب کھولتے ہی معلوم ہو جاوے کہ کل کہاں سے چھوڑا ہے مولانا شہید مرحوم بھی ہنس کر چپ رہ گئے ایک روز صدرا میں نہایت مشکل مقام آیا ملا بخاری نے سمجھا کہ آج اس مقام پر ضرور رد و قدح ہو گی لیکن مولانا شہید مرحوم حسب معمول اس مقام سے گذر گئے تو ملا بخاری غصہ میں جھلا کر بولے کہ صاحب زادہ تم کچھ سمجھتے بھی ہو یا یوں ہی گھاس کاٹتے چلے جاتے ہو مولانا شہید مرحوم نے نہایت متانت اور حلم سے کہا کہ اگر آپ کو کچھ شبہ ہو تو پوچھئے ملا بخاری نے کہا کہ اسی مقام کو تو بتا دو مولانا شہید مرحوم نے اس عمدگی اور صفائی سے سمجھا دیا۔ اور وہ وہ معنی بیان کئے کہ طلبہ تو کیا خود ابا حضرت (بڑے چچا شاہ عبدالعزیز صاحب کو مولانا شہید مرحوم ابا حضرت کہتے تھے) بھی متحیر ہو گئے پھر صدرا کے حاشیہ پر اعتراض کر کے اس کی تغلیط کر دی اور ملا بخاری کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ملا صاحب آپ کو جو کچھ شبہ ہو مجھ سے سبق کے قبل یا بعد پوچھ لیا کیجئے سبق میں کیوں رد کرتے ہیں وقت ضائع ہوتا ہے اور میں قصداً اس لئے نہیں کچھ پوچھتا کہ ابا حضرت کو تکلیف ہو گی آج اگر شیخ

---

[۱] نیز دیکھئے تذکرہ اہل دہلی ص ۱۰۷ – ۱۰۸ (ع ۔ ح)

بو علی زندہ ہوتا تو میں کہتا کہ آؤ چہار رات کو ہم تم دو دو چراغ کھائیں (مطالعہ) پھر صبح سے ہم سے تم سے باتیں ہوں گی (الحیاۃ صلا ملخصاً)

نیز رسالہ امیر الروایات صلا میں مرقوم ہے خان صاحب نے فرمایا۔ کہ مولوی تبارک اللہ صاحب الدھن کے رہنے والے ایک شخص تھے جو بہت بڈھے اور شاہ عبد العزیز کے شاگرد تھے انہوں نے ایک مرتبہ اورنگ آباد میں وعظ کہا وعظ کے بعد ان سے لوگوں نے پوچھا۔ کہ آپ تقویۃ الایمان کی نسبت کیا فرماتے ہیں میں اس جلسہ میں موجود تھا میرے سامنے مولوی تبارک اللہ صاحب نے فرمایا کہ جب تقویۃ الایمان شائع ہو کر الدھن میں آئی تو لوگوں میں اس کا چرچا ہوا۔ کچھ لوگ مخالف ہو گئے اور کچھ موافق اور آپس میں بحث مباحثہ اور گفتگوئیں ہونے لگیں اس وقت میرے چچا حیات تھے جو بہت ضعیف العمر تھے آنکھوں سے بھی کم دکھائی دیتا تھا اور کانوں سے بھی اونچا سنتے تھے انہوں نے جو یہ رنگ دیکھا تو ایک مرتبہ فرمایا کہ لڑکو میں چند روز سے دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ کچھ ورق ہاتھ میں لئے ہوئے بحث مباحثہ کرتے ہو ہمیں تو بتلاؤ کیا بات ہے ہم لوگوں نے کہا کہ جناب ایک کتاب شائع ہوئی ہے اس پر یہ بحث مباحثے ہوتے ہیں انہوں نے فرمایا کہ وہ کتاب مجھے سناؤ ہم نے تقویۃ الایمان اول سے آخر تک سنائی اس کو سن کر آپ نے فرمایا کہ سب بستی کے لوگوں کو جمع کرلو اس وقت میں اپنی رائے ظاہر کروں گا ہم لوگوں نے لوگوں کو جمع کیا جب سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اب تک دنیا کی حالت دیکھتا رہا اور جو کچھ لوگ کہہ رہے تھے اور کر رہے ہیں ان کی باتیں بالکل میرے جی کو نہ لگتی تھیں اور میں سمجھتا تھا کہ دنیا اس وقت گمراہی میں مبتلا ہے اور میرا جی ان باتوں کو ڈھونڈتا تھا مگر کنوئیں میں بھانگ پڑی ہوئی تھی نہ کسی کو دین کی خبر تھی نہ کوئی بتلانے والا تھا مولوی اسمٰعیل کا احسان ہے کہ انہوں نے پانی کو اور بھانگ کو الگ الگ کر دیا اور سیدھا راستہ بتلا دیا اب تمہیں اختیار ہے چاہے مانو چاہے نہ مانو اور بھانگ ہی پیئے جاؤ"

(صلا) نیز خان صاحب نے فرمایا۔ کہ مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ اطراف لکھنؤ میں ایک عالم رہتے تھے جو بڑے عالم تھے (مولانا نے ان کا نام بھی لیا تھا مگر مجھے یاد نہیں رہا) یہ عالم ایک مسجد میں رہتے تھے اور مسجد کی جنوبی جانب ایک سہ دری تھی اس میں پڑھایا کرتے تھے۔ مولوی فضل رسول بدایونی ظہر کی نماز سے پہلے یا عصر کی نماز سے پہلے ان کی خدمت میں پہنچے اور ان کو اپنی وہ تحریرات سنائیں جو انہوں نے مولانا شہید کے رد میں لکھی تھیں اور ان سے

ان کی تصدیق اور مولانا شہید کی تکفیر چاہی اتنے میں جماعت تیار ہوگئی مولوی صاحب نے فرمایا کہ پہلے نماز پڑھ لیں پھر غور کریں گے مولوی فضل رسول کے ساتھ ایک شخص بھی تھا مولوی صاحب اور مولوی فضل رسول تو نماز کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے اور وہ ان کا ساتھی نہیں اٹھا اور بیٹھا ہوا حقہ پیتا رہا جب مولوی صاحب نماز پڑھ کر تشریف لائے تو اسے حقہ پیتے ہوئے دیکھا اس پر مولوی صاحب نے مولوی فضل رسول سے دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں انہوں نے کہا کہ یہ میرے عزیز ہیں مولوی صاحب نے پوچھا کہ یہ تمہارے ساتھ کتنے دنوں سے ہیں انہوں نے مدت بتائی اس پر مولوی صاحب نے فرمایا کہ تکفیر کا میرا ارادہ پہلے بھی نہ تھا مگر اتنا ارادہ تھا کہ کچھ آپ کے موافق لکھ دوں گا۔ مگر الحمدللہ کہ اس وقت نماز کی برکت سے مجھ پر ایک حقیقت منکشف ہوئی کہ یہ شخص تمہارا عزیز بھی ہے اور اتنی مدت سے تمہارے ساتھ بھی ہے مگر باوجود اس کے تم اسے مسلمان (نمازی) بھی نہ بنا سکے اور مولوی اسمٰعیل جس طرف کو نکل گیا ہے ہزاروں کو دیندار بنا گیا ہے پس قابل تکفیر تم ہو یا کہ مولوی اسمٰعیل لہذا تم میرے پاس سے جاؤ میں کچھ نہ لکھوں گا اس پر وہ بے نیل مرام واپس ہوگئے یہ قصہ بیان کر کے خان صاحب نے فرمایا کہ اس شخص سے ملا ہوں جو مولوی فضل رسول کے ساتھ تھا حالانکہ وہ بڈھا ہو گیا تھا مگر بڑھاپے تک بے نماز تھا اور دنیا کی تمام بازیوں مثل کبوتر بازی بٹیر بازی مرغ بازی وغیرہ میں ماہر تھا"

(صـ۹۴) خان صاحب نے فرمایا کہ مجھ سے شاہ عبدالرحیم نے بروایت مولانا گنگوہی بیان فرمایا۔ کہ سید صاحب کے قافلہ کا ریاست رام پور جانے کا ارادہ ہوا یہ زمانہ نواب احمد علی خاں کا تھا جب علماء رامپور کو اس ارادہ کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو سید صاحب کے لوگوں کو بالخصوص مولوی اسمٰعیل کو نیچا دکھایا جاوے اور مشورہ سے ایک عالم صاحب کو گفتگو کے لئے منتخب بھی کر لیا گیا اس زمانہ میں رامپور کے ایک صاحب شاہ عبدالعزیز صاحب کے شاگرد تھے جو رام پور ہی کے رہنے والے تھے جب ان کو اس مشورہ کی اطلاع ہوئی تو وہ رامپور سے پیدل روانہ ہوئے اور دو تین منزل چل کر سید صاحب کے قافلہ سے ملاقات کی اور ان لوگوں سے کہا کہ آپ صاحبوں کا رامپور تشریف لے جانا مصلحت نہیں ہے کیونکہ وہاں کے علماء نے آپ لوگوں سے مناظرہ کا مشورہ کیا ہے اور وہ مناظرہ پر تلے ہوئے ہیں اور اگر جانا ہی ہے تو اور لوگ جائیں مگر مولوی اسمٰعیل صاحب کا جانا کسی طرح مصلحت نہیں ہے کیونکہ علماء ان کے خاص طور پر درپے ہیں اس کے بعد وہ خاص طور پر مولوی اسمٰعیل صاحب کے

پاس گئے اور ان سے خصوصیت کے ساتھ اس واقعہ کو بیان کیا اور درخواست کی کہ آپ ہرگز رام پور تشریف نہ لے جائیں مولانا نے فرمایا کہ یہ آپ کا احسان ہے کہ آپ نے ہم لوگوں کی وجہ سے اس قدر تکلیف گوارا کی اور ہم آپ کے ممنون ہیں لیکن یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جس کی وجہ سے اتنی پریشانی ہو کیونکہ وہ لوگ یا معقول میں گفتگو کریں گے یا منقول میں اگر منقول میں گفتگو کریں گے تو جو بات ہمیں معلوم ہوگی ہم اس کا جواب دیں گے اور جو نہ معلوم ہوگی ہم صاف کہہ دیں گے کہ ہم نہیں جانتے اور اگر وہ معقول میں گفتگو کریں گے تو عقل خدا نے ہمیں بھی دی ہے وہ اشراقیہ اور مشائیہ کا جمع کیا ہوا گوہ اُچھالیں گے اس کے جواب میں ہم بھی اپنی عقل سے گوہ اچھالیں گے۔ دیکھیں وہ کہاں چلتے ہیں. غرض مولانا نے اپنا ارادہ فسخ نہیں کیا اور قافلہ کے ہمراہ مولانا رامپور پہنچے جب وہ رامپور پہنچے تو حسب قرار داد باہمی علماء رام پور نے اپنے منتخب عالم کو مناظرہ کے لئے بھیجا اس نے پہنچ کر مولانا سے سوالات شروع کئے اور مولانا نے تمام سوالات کا جواب دیا. گفتگو تین روز تک رہی جب سائل کے سوالات کا سلسلہ ختم ہوا تو مولانا نے فرمایا کہ آپ کے سوالات تو ختم ہوئے اب مجھے اجازت ہو تو چند سوالات میں بھی کروں انہوں نے اجازت دی مولانا نے صرف چار سوال کئے دو معقول کے اور دو منقول کے نگران کو جواب نہ بن آیا اس لئے انہوں نے مہلت چاہی کہ میں کل جواب دوں گا آپ نے اجازت دیدی اگلے دن صبح کی نماز کے وقت ان کا حجرا نہیں کھلا لوگوں نے نماز کے لئے اٹھانا چاہا مگر وہاں سے کوئی جواب نہ آیا تب لوگوں کو شبہ ہوا تو لوگ کواڑ اتار کر اندر داخل ہوئے دیکھا تو وہ عالم صاحب مرے پڑے ہیں اور انہوں نے سر میں پتھر مار کر خود کشی کر لی ہے (حاشیہ از مولانا اشرف علی صاحب تھانوی)

قولہ فی آخر القصہ پتھر مار کر الخ **اقول** ایسا رسوائی کا خوف کیا مگر اس رسوائی سے نہ بچے جب کہ اس قصہ کی شہرت ہوگئی یہ تو دنیا کا خسارا ہوا کہ جان اور جاہ دونوں برباد ہوئے اور آخرت کا خسارہ کہ خود کشی پر استحقاق مؤاخذہ ہے یہ جبداً ہا احقر کے وجدان میں یہ خسارۂ دارین سزا ہے اہل اللہ کے ساتھ عداوت اور آویزش کی بقول عارف شیرازی سہ

بس تجربہ کردیم دریں دیر مکافات — با دُرد کشاں ہر کہ درافتاد برافتاد

علی ہذا دافع الفساد فافع العباد ناطع الاشراک والبدعات (مؤلفہ مولانا شاہ محمد ازمرتضیٰ خان صاحب رامپوری رح ارشد خلفاء جناب سید احمد صاحب غازی بریلوی پیر طریقت نواب محمد علی خان صاحب مرحوم رئیس دائی ٹونک مطبوعہ محمدی بدارالاسلام محمد آباد

عرف ٹونک واقع علی گنج ۱۲۸۴ھ) صٓ ۹ میں فرماتے ہیں "

"بعضے شخص مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کا رسالہ تقویۃ الایمان لاتے ہیں اور ان لوگوں کے آگے پڑھتے ہیں اور معنے اس کے غلط سمجھاتے ہیں اور لوگوں کو راہ حق سے پھیرتے ہیں مولوی محمد اسمٰعیل صاحب ہمارے پیر بھائی ہیں اور ان سے اکثر لوگ بسبب منع کرنے شرک و بدعت کے عداوت رکھتے ہیں ہم واسطے دفع فساد کے عبارت کئی مقام تقویۃ الایمان کی لکھتے ہیں اس سے صاف معلوم ہو جائے گا کہ تقویۃ الایمان میں لفظ بے تعظیمی کا نہیں اگر کوئی دشمن دین کا بسبب کج فہمی اپنی کے اس کتاب میں الفاظ بے تعظیمی کے نکالے تو اس کے قول کا کیا اعتبار ہے

(ایضاً منشأ) بیشتر کرامات سید احمد صاحب رام پور میں صادر ہوئیں مولوی عبدالحی و مولوی محمد اسمٰعیل صاحب کی ہمراہی میں بزمانہ نواب احمد علی خاں صاحب. جامع مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنا مولوی عبدالحی صاحب کا وعظ ہونا اس پر لوگوں کا اعتراض کرنا اور جوابات از طرف مولوی عبدالحی صاحب و مولوی محمد اسمٰعیل و سید احمد صاحب دینا بڑے بڑے خاندانی اور اولعزم لوگوں کا مرید ہونا" (ملخص)"

ایضاً احسن الوصایا مؤلفہ حضرت جمعدار مرتضٰے خان صاحب صٓ ۱۴۳ میں مرقوم ہے

"سرگروہ اس فرقہ کا کہ نام اس کا فضل رسول ہے اور رہنے والا بدایون کا ہے اور اس نے مسلمانوں میں فساد ڈالنے کے لئے ایک رسالہ تالیف کیا ہے کہ نام اس کے رسالہ کا بوارق ہے اور اس نے اس رسالہ میں پہلے ذکر وہابیوں کا کیا ہے پھر وہابیوں کو بددین ٹھیرایا ہے پھر ابن حزم کا ذکر کیا ہے پھر ابن تیمیہ وغیرہ کا ذکر کیا ہے پھر ان سب کو بددین ٹھیرایا ہے پھر سید احمد صاحب غازی رحمۃ اللہ علیہ کا اور مولوی اسماعیل صاحب کا اور مولوی عبدالحی صاحب کا ذکر کیا ہے اور سید احمد صاحب پر اور مولوی عبدالحی صاحب پر جس طرح اس کے دل میں آیا اس طرح ان دونوں صاحبوں پر طعن و بہتان کیا ہے اور مولوی اسمٰعیل صاحب پر ان دونوں صاحبوں سے زیادہ طعن و بہتان کئے۔"

(صٓ ۱۴۴) دو شخص اہل حق سے بڑے جھگڑنے والے ہیں ایک فضل رسول رہنے والا بدایوں کا اور دوسرا مولوی فضل حق رہنے والے خیر آباد کے اور مولوی فضل حق عداوت رکھتے تھے اہل حق سے اور ان کے باپ. یعنی مولوی فضل امام صاحب ان کو منع کرتے تھے کہ اہل حق سے

جھگڑا مت کر آخر ان کا کہا نہ مانا آخر کو قید ہوئے اور جس علت سے وہ قید ہوئے تھے وہ علت ان پر ثابت بھی نہ ہوئی اور پھر کالے پانی کو بھیج دیئے گئے بہ بغض اہل حق سے عداوت رکھنے کا باعث ہے اور دوسرا فضل رسول کہ اہل حق سے جھگڑا کرتا تھا آخر اس کو دنیا میں یہ سزا ملی کہ حیدر آباد دکن سے نکالا گیا اور اندھا ہو گیا اور طرح طرح کی ذلت اور خرابی اٹھائی یہ دو شخص کہ اکابر ہیں اہل حق سے جھگڑا کرنے والوں میں کہ ان کا حال یہ ہے جو لکھا گیا ہے اور باقی جو ان سے ورلے درجہ کے ہیں عداوت میں تو ان کا کیا حال لکھوں کہ کس کس طرح خراب ہوئے اور ایسے ہی سما کے پٹھانوں اور پشاور کے درانیوں نے اہل حق سے جھگڑا کیا پہلے ان کا ملک سکھوں نے لیا بعد ان کے انگریزوں نے لے لیا اب خراب خستہ ہوئے پھرتے ہیں اور جگہ کے پٹھانوں نے اور کابل کے درانیوں نے کچھ جھگڑا سید احمد صاحب غازی رحمۃ اللہ علیہ سے نہیں کیا۔ اب تک وہ آباد ہیں اور اگر کوئی اس وقت میں سید احمد صاحب پر یا ان کی کتاب صراط مستقیم (یا تنبیہ الغافلین) پر یا ان کے مریدوں کے اور متبع سنت اور لوگوں پر طعن اور بہتان کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ دنیا میں سزا پاوے گا یا آخرت میں"

اہلحدیث پر طعن اہل بدعت کی علامت ہے

واضح ہو کہ بے شک مبتدعین گور پرستوں کا ہمیشہ سے یہی وطیرہ ہمیشہ رہا ہے کہ مخالفت توحید و سنت کے درپے ہو کر ائمہ دین موحدین اہل سنت سے دشمنی رکھتے اور ان پر محض جھوٹے الزام واتہام لگاتے رہے ہیں چنانچہ حضرت پیران پیر سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے غنیۃ الطالبین صـ۱۸۲ میں فرمایا:-

واعلم ان لاهل البدع علامات يعرفون بها فعلامة اهل البدعة الوقيعة فى اهل الاثر (ملخصاً)	"جانو کہ تحقیق اہل بدعت کی علامتیں ہوتی ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں۔ چنانچہ ایک علامت اہل بدعت کی ہے برائی کرنا اہل حدیث کی جو سنت و جماعت کی پیروی کرتے ہیں"

امام ابن تیمیہ اور شاہ ولی اللہ پر شیخ فضل رسول کی نظر عنایت اور اہل بدعت کی ایک علامت

جس طرح مولوی فضل رسول بدایوانی منطقی نے بوارق صـ۳۲ میں امام ابن تیمیہ وغیرہ رحمہم اللہ کو اشقیا نا پاک وسفاک خبیثہ شیطانیہ وغیرہ الفاظ کے ساتھ بہتانات لگائے

ہیں جن کی شان میں مولوی نعیم الدین کی بڑی مستند حنفی مذہب کی معتبر کتاب ردالمحتار ج ۳ صلہ ۲۷۹ و ۲۹۱ میں شیخ الاسلام ابن تیمیۃ الحنبلی "شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیۃ الحنبلی" لکھا گیا ہے اسی طرح خصوصاً ہندوستان میں خاندان حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی دشمنی پر کمر باندھی آپ کے قتل کے درپے ہوئے بڑے بڑے ہنگامے برپا کئے گئے صرف اسی وجہ سے کہ قرآن پاک کا ترجمہ فارسی و اردو میں بغرض تفہیم عوام الناس کئے گئے جس سے بدعات و گور پرستی سب خاک میں مل گئیں چنانچہ بڑے طعن وطنز کے ساتھ بوارق بدایونی صلہ میں لکھا گیا۔ الحاصل شاہ ولی اللہ صاحب آنچہ نوشتہ اند مخالف اہل سنت و جماعت است۔ و اولاد امجاد شاہ ولی اللہ کہ این گونہ تصنیفات ذرایع و شائع ساختند و در پردہ کتمان داشتند گویا پردہ بر بے جا پردگیہائے والدماجد خود انداختند مولوی محمد اسمٰعیل زمانہ را فارغ از حکومت اسلام و خالی از علمائے اعلام یافتہ حدت جبلی را حیلے بلند آوازہ ساختہ آں اخگر افسردہ زیر خاکستر را کما ینبغی مشتعل نمودہ و تخم پوشیدہ تہ خاک را آب دادہ حسن نبات الارض اھ ملخصاً ؎

گھر کا بھیدی پس اس کے کذب و بطلان کے لئے مولوی نعیم الدین ہی کے گھر کا ثبوت کہ گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے اسی قدر بس ہے کہ مولوی فضل رسول بدایونی مسلّم و معتمد مولوی صاحب بریلوی و مولوی نعیم الدین کے اچھے میاں شاہ آل احمد صاحب المتوفی ۱۲۳۵ھ مارہردی کے مرید تھے چنانچہ طوالع الانوار مطبوعہ صبح صادق سیتاپور ان کی سوانح صلہ ۱۹ میں مرقوم ہے۔ نیز مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے پیران مارہردی اسی خاندان شاہ صاحب کے غلام سند یافتہ تھے چنانچہ انوار العارفین مطبوعہ صدیقی بریلی مصنفہ در ذی القعدہ ۱۲۸۶ھ صلہ ۱۷ میں مرقوم ہے وسند حدیث شریف از مولانا شاہ عبدالعزیز گرفتہ اند یعنی شاہ اچھے میاں سید آل احمد صاحب المتوفی ۱۲۳۵ھ برادر زادہ سید آل رسول صاحب پیر مولوی صاحب بریلوی اور ان کے والد مولوی نقی علی خاں صاحب کے سند حدیث شریف میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ خلف الصدق والرشید حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے شاگرد تھے چنانچہ مدائح حضور نور جلد ثانی صلہ ۱۱۹ میں مرقوم ہے کہ،

؎ اسکا سقوط مدلل جواب لصواعق الالٰہیۃ الردعلی الوہابیہ (از مولانا محمد خیر الدین قنوجی متوفی ۱۲۷۳ھ ص ۵۱ میں دیا گیا ہے (ص ۔ ح)

"آپ نے اپنے صاحب زادہ سید ابوالحسن صاحب نوری کو ۱۲ ربیع الاول ۱۲۶۷ھ میں اجازت سلاسل و قرآن کریم و صحاح ستہ و مصنفات شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوئی کی مرحمت فرمائی"

نیز مولوی صاحب بریلوی خاتمہ جواہر البیان ص۲۰۳ میں لکھتے ہیں "پنجم جمادی الاولیٰ ۱۲۹۴ھ کو مارہرہ میں سید آل رسول احمدی پر (والد صاحب نقی علی خاں نے) بیعت حاصل فرمایا پیر مرشد نے جمیع سلاسل و سند حدیث عطا فرمائی"

اور خود مولوی نعیم الدین نے اپنی اسی کتاب زیر بحث کے ص۹ میں لکھا ہے کہ "شاہ ولی اللہ صاحب کے خاندان کا ہندوستان کے طول و عرض میں کافی اثر تھا مسلمان اس خاندان کے ارادتمند و معتقد تھے"

اور بے شک شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے نامور پوتے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے دل بند بھتیجے اور شاگرد رشید حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید مرحوم تمام اصول و فروع عقائد و اعمال و اخلاص میں قدم بقدم اپنے جدامجد اور اپنے تایا محترم کے چلے چنانچہ مولانا شہید مرحوم کی تمام تصنیفات و تالیفات علم و تقوے زہد و جہاد فی سبیل اللہ سب اس پر شاہد عدل ہیں -

فتویٰ شیخ بدایونی بابت جواز اجرت بنائے بت خانہ | مگر برخلاف اس کے فتوے

مولوی فضل رسول بدایونی مطبوعہ مفید الخلائق ۱۲۲۸ھ شاہ جہان آباد ص۱۲ میں مرقوم ہے"

"بر بینید کہ ساختن بت کفر نیست و در جواز بیع آن تفصیل علی الاختلاف و مزدوری ساختن بتخانہ و برافروختن نار معبود مجوس جائز"

"بت کا بنانا کفر نہیں ہے اور اس کی بیع کے جائز ہونے میں تفصیل اور اختلاف ہے۔ اور مزدوری بت خانہ بنانے اور آگ جلانے معبود مجوس کی جائز ہے"۔ معاذ اللہ

ناظرین نے ملاحظہ فرمالیا مولانا شہید مرحوم کی حمایتِ توحید اور اتباع سنت و زہد و تقوی کو۔ اور مولوی فضل رسول کے مقولہ کو جسمیں بت بنانا کفر نہیں اور بت خانہ بنانے اور مجوس کی معبود آگ جلانے کو جائز قرار دیا گیا ہے بہ میں تفاوت راہ کجاست تا بکجا۔ سچ ہے"

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد ۔ میلش اندر طعنۂ پاکان برد :

مولانا گنگوہی اور تقویۃ الایمان

علیٰ ہذا حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی تلمیذ رشید مولانا مفتی صدر الدین صاحب مرقوم اور شاہ احمد سعید صاحبؒ و مولانا شاہ عبد الغنی صاحبؒ دہلوی اور مولانا مملوک علی صاحبؒ جن کی مدح و توصیف انوار ساطعہ صـ۵۷ میں موجود ہے۔

"مولوی رشید احمد صاحبؒ کے استاد شاہ عبد الغنی صاحب دہلویؒ"

کا فتوے حسب ذیل ہے جو فتاوے رشیدیہ حصہ اول صـ۱۵ و صـ۱۲۲ میں مرقوم ہے۔

"از بندہ رشید احمد عفی عنہ گنگوہی بعد سلام مسنون مطالعہ فرمایند آپ کا خط آیا تم نے حال بزرگان دین پوچھا ہے لہٰذا جواب لکھتا ہوں کہ کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوۃ و اصلاح ایمان کی ہے اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا اور مولانا محمد اسحٰق دہلویؒ ولی کامل محدث فقیہ عمدہ مقبولین حق تعالیٰ کے سے تھے جو کوئی ان دونوں کو کافر یا بدجانتا ہے وہ خود شیطان ملعون حق تعالیٰ کا ہے فقط،،

"الجواب (ثانی) مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی بدعت کے اوکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے پس جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے ان اولیاءہ الا المتقون اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے کتاب اور مؤلف کی کیا تقصیر بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال و مضل ہے فقط واللہ تعالےٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ"

احمد رشید ۱۳۰۱ ابو مسعود

نیز رسالہ امیر الروایات صفحہ ۶ میں مرقوم ہے

"خاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا گنگوہی تقویۃ الایمان کی نسبت فرماتے تھے کہ اس سے بہت ہی نفع ہوا چنانچہ مولوی اسمٰعیل صاحب کی حیات ہی میں دو ڈھائی لاکھ آدمی درست ہو گئے تھے اور ان کے بعد جو کچھ نفع ہوا اس کا تو اندازہ ہی نہیں ہو سکتا"

ناظرین کی خدمت میں مقامی حیثیت سے ضلع مراد آباد کے دو مقتدر عالم صاحب فضل و کمال مولانا سید محمد قاسم علی صاحب مولانا سید احمد حسن صاحب[۱] کے فتاوی بھی حسب ذیل ہیں

"الجیب مصیب و انعی حضرت مولانا مرحوم مغفور کو جو شخص کافر اور مردود کہے وہ فاسق ہے کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سباب المؤمن فسوق وقتالہ کفر اور کتاب تقویۃ الایمان واسطے درستی ایمان کے اکسیر اعظم ہے مگر جہلا کو چاہیے کہ اس کے مضامین اہل حق سے معلوم کر دیں تاکہ بوجہ جہالت اپنی کے حق رسی سے محروم ہو کر زبان طعن و طنز کی نسبت کتاب مسطور کے نہ کھولیں فقط محمد قاسم علی عفی عنہ۔ امام شہر مراد آباد۔"

[مہر: مولانا عالم علی ۱۲۹۲ خلف محمد قاسم علی]

المختصر من فضائل الفاضل الجلیل والحبر النبیل المولوی محمد اسمٰعیل لو أه اللہ تعالی فی جوار رحمتہ انہ عاش حمیدا ومات شہیدا وکل ما فی کتابہ المسمی بتقویۃ الایمان بل فی سائر تصانیفہ ھو تفصیل لما اجمل وبیان لما اضمر فی الآیات واحادیث نبیہ الکریم وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم حررہ بقلمہ وقالہ بفمہ خادم الطلبۃ احقر الزمن احمد حسن العفو امروہی

[مہر: احمد حسن ۱۲۹[illegible] غفر لہ]

ارشد تلامیذ مولانا المحترم محمد قاسم نانوتوی آپ نے تقویۃ الایمان اور جملہ تصانیف مولانا شہید مرحوم یعنی ایضاح الحق فی رد تفصیل البدعات والتقلید۔ اور تنویر العینین فی اثبات سنیۃ رفع الیدین ورد التقلید و منصب امامت در تقسیم درجات امامت کبری و صغری۔ و صراط مستقیم در فرق تصوف رسمی و اصلی۔ در رسالہ اصول فقہ جس میں عدم وجوب تقلید خصوصاً تقلید شخصی کی وضاحت ہے۔ و مثنوی سلک نور در بیان فضائل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور خالص توحید حق تعالی نظم میں تقویۃ الایمان کا فوٹو ہے وغیرہ کتب کو آیات و احادیث کے اجمال کی تفصیل بتائی جو علماء دیوبند کے خصوصاً لائق اقتداء ہے مگر دیدہ باید!

[۱] متوفی ۱۳۳۰ھ / ۱۹۱۲ء حالات کے لئے دیکھئے تذکرہ علمائے ہند اردو ص ۶۷ – ۶۸ (ع-ح)

علیٰ ہذا مولانا محمد قاسم مرحوم نانوتوی و مولانا امروہوی مرحوم کے تلمیذ رشید جانشین مسند درس احادیث مولانا عبد الرحمن مراد آبادی شیخ الحدیث کا فتویٰ ہے بیشک تقویۃ الایمان باعث تقویت ایمان ہے عبد الرحمن کان اللہ لہ و لوالدیہ واحسن الیہما والیہ الجواب صحیح محمد صدیق مراد آبادی

کان اللہ لہ
عبد الرحمن

نیز مولانا محمد صدیق مراد آبادی مرحوم گلستان مناقب میں لکھے ہیں،

نہ کار بوالفضولانست راہ شرع رفتن | چو مولانائے اسمٰعیل باید مضمارش
امام اہل سنت پیشوائے مذہب و ملت | بجا باشد کہ خوانم جانشین شاہ ابرارش
ولی اللہ جدِ پاک و عبد الغنیش والد | شہ عبد العزیز دہلوی عمّ نکوکارش
دراں ساعت کہ شد مدِ نظر ترویج دین درا | جناب سید احمد شد درین رہ حامی و یارش
ممیّز ساخت از توحید و سنت شرک و بدعت را | خداوند دو عالم ساخت در عالم چو معیارش
مجدد سید احمد شد صدیِ عشر و ثالث را | کہ حق در کشور تحقیقِ حق بخشید سلطانش
ہزاراں سنت مردہ ازو شد زندہ در عالم | بہ احیاے یکے سنت ثواب صد شہید انش
امام برحقش گویم شہید اکبرش خوانم! | درینجا باغ رضوانش دراںجا باغ رضوانش
چو مولانائے عبد الحی و اسمٰعیل خدامش | گدائے درگہ والا ہزاراں ہمچو سلطانش
چو مولانا محمد قاسم و شاہِ رشید احمد | بسے سرچشمہ علم و عمل جاری ز فیضانش
ازیں دو شاہ اول مرشد ست و دستگیر من | زبانم قاصرست از شرح وصفِ علم و عرفانش
نوید تقویت از بہر ایمان ست تصنیفش | ندارد بہرہ ایمان کہ برخیزد بانکارش
ز ایضاح الحق ایضاحِ حق بر اہل حق گشتہ | شد از تنویر عینینش منور چشم نظارش
صراطِ مستقیمش ہادی راہ طریقت شد | براہ راست رفت آنکس کہ از دل کرد اقرارش

مولانا شہید رح پر ہوس ملک گیری کا بہتان اور اس کا مدلل جواب

مگر حیف مولوی نعیم الدین کی اس سینہ زوری بہتان بندی پر کہ ص۳ میں محض عناداً لکھا کہ ہندوستان میں بھی مولوی اسمٰعیل دہلوی کے سر میں ملک گیری کا سودا اٹھا، جس سے ہندوستان کے تاج و تخت پر ان کو قبضہ مل سکے گا اس تخیل پر وہ چل پڑے مولوی اسماعیل کے مقدر نے یاوری نہ کی اور انہیں ہندوستان کی فرمان روائی

نصیب نہ ہوتی" اھ ملخصاً

اس تہمت و بیہودگی کی تردید کے لئے خود مولانا شہید مرحوم کا مکتوب اپنے شیخ سید احمد صاحب کی جانب سے کافی و وافی ہے جو عین تیسرے موقع جنگ پر تحریر میں آیا ہے ناظرین اہل انصاف کے ملاحظہ کے لئے حسب ذیل ہے۔

از امیر المومنین سید احمد صاحب بجواب نامہ سردار بدھ سنگھ جنرل افواج مہاراجہ رنجیت سنگھ بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین سید احمد بر ضمیر ابہت تخمیر سپہ سالار جنود و عساکر مالک خزائن و دفاتر جامع ریاست و سیاست حاوی امارت و ایالت صاحب شمشیر و جنگ عظمت نشان سردار بدھ سنگھ ہداہ اللہ تعالیٰ سواء الطریق و امطر علیہ سحاب التوفیق پوشیدہ نماند کہ نامہ فصاحت شمامہ مشتمل بر اظہار مراتب و دعاوی شجاعت و شہامت رسید مضامین مندرجہ واضح گردید۔ ظاہراً آنچہ اینجانب را ازین ہنگامہ آرائی و معرکہ پیرائی مقصود است آن را خوب نہ فہمیدہ اند کہ نامۂ مذکورہ نگارش نمودہ اند الحال بگوش ہوش باید شنید و خلاصہ آن بغور تمام باید فہمید کہ منازعت با اہل حکومت و ریاست بنا بر اغراض متعددہ می باشد بعضے را از منازعت مذکورہ حصول مال و ریاست مقصود مے باشد و بعضے را اظہار شجاعت

"آپ کا خط اظہار دعاوی شجاعت کے متعلق پہنچا ظاہراً ہماری طرف سے جو اس ہنگامہ آرائی سے مقصود ہے اس کو آپ نے اچھی طرح نہیں سمجھا اب متوجہ ہو کر سننا چاہیے کہ منازعت اہل حکومت و ریاست سے متعدد اغراض ہوتے ہیں بعضوں کو حصول مال و ریاست مقصود ہوتا ہے بعضوں کو اظہار شجاعت اور بعضوں کو فقط حصول مرتبہ شہادت اور ہمیں فقط حکم اپنے مولے کا کہ مالک علی الاطلاق ہے وہ بارہ نصرت دین محمدی بجالانا وارد ہوا ہے خدائے تعالیٰ عزوجل گواہ ہے ہماری طرف سے ہنگامہ آرائی کی سوائے اس غرض کے کوئی اور غرض نفسانی نہیں ہے بلکہ اس کی آرزو بھی نہیں ہے نہ کبھی زبان پر آئی نہ کبھی دل میں گذری پس نصرت دین محمدی میں ہر قسم کی کوشش جس طرح بھی ممکن ہوگی بجالاویں گے اور ہر وہ تدبیر جس کو مفید جانیں گے کام میں لاویں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ مرتے دم تک اسی سعی میں مشغول رہیں گے اور تمام عمر انہیں

وشہامت و بعضے را فقط تحصیل مرتبۂ شہادت
و این جانب را امرے دیگر منظور است و
آن فقط بجا آوردن حکم مولائے خود کہ مالک علی
الاطلاق و ملک بالاستحقاق است کہ در مقدمۂ
نصرت دین محمدی وارد شدہ است خدائے
عزوجل گواہ است برین معنی اینجانب را
از ہنگامہ آرائی غیر از امر مذکور غرضے دیگر از
اغراض نفسانیہ درمیان نیست بلکہ آرزوئے
آن ہم نہ گاہے بر زبان میگردد و نہ گاہے در دل
میگذرد پس در نصرت دین محمدی ہر سعی
بہر وجہ کہ ممکن می باشد بجا می آرم و ہر تدبیرے
کہ در آن مفید می نماید بروئے کار می آرم
وانشاء اللہ تعالیٰ تا دم مرگ درہمیں سعی
مشغول خواہم ماند و تمام عمر درہمیں تدبیرات
مبذول خواہم کرد تا زندہ ام ہمیں راہ می
پویم و تا موجود ام ہمیں مقصدے جویم تا سر پا
است ہمیں راہ است و ہمیں سودا خواہ
مفلس شوم خواہ غنی خواہ منصب سلطنت
یابم خواہ منصب رعیت گری خواہ متہم بجبن
شوم خواہ متہم بشجاعت خواہ بمرتبۂ غزا فائز
شوم خواہ بمنزلہ شہادت آرے اگر بینم کہ
رضائے مولائے من درہمیں منحصر است
کہ در معرکہ جنگ تنہا بجان خود بیایم پس
باللہ و تاللہ کہ بصد جان سینہ سپر نمایم
و در مجامع عساکر بید غدغہ و سوا اس

تدبیرات میں وقتوں کو صرف کریں گے
جب تک زندہ ہیں اسی راہ پر چلیں
گے اور جب تک موجود ہیں اسی مقصد
کو ڈھونڈیں گے جب تک مراد پاؤں
ہیں یہی راہ اور اسی سودا کی دھن ہے خواہ
مفلس ہو جاویں خواہ غنی خواہ منصب سلطنت
پاویں خواہ رعیت گری خواہ بُزدلی نامردگی
کے ساتھ متہم کئے جاویں خواہ بہادری کی
خوشی کے ساتھ خواہ مرتبہ غم کے ساتھ فائز
ہوں خواہ درجہ شہادت کے ساتھ البتہ
اگر ہم دیکھیں گے کہ ہمارے مولی کی رضا
اس میں منحصر ہے کہ معرکہ جنگ میں تن تنہا
اپنی جان سے ہم آویں پس قسم اللہ اور
اللہ کی قسم کہ سو جان کے ساتھ سینہ سپر ہم
ہوں گے اور فوج کی جماعتوں میں بے
دغدغہ اور ہراس کے ہم آویں گے
الغرض ہمیں اظہار کرنا شجاعت کے
دعوون کا اور تحصیل ریاست سے غرض
نہیں ہے اس کی پہچان یہی ہے کہ اگر کوئی
شخص بڑے امیروں اور عالی قدر رئیسوں
میں سے دین محمدی کو قبول کرے اسی
وقت اس کی مردانگی کا ہم بصد زبان
اظہار کریں گے اور اس کی سلطنت کا
زیادہ ہونا ہزار جان سے ہم چاہیں گے
بلکہ اس کی ریاست کی ترقی میں ہم بیشمار

درآئیم بالجملہ مرا باظہار دعاوی شجاعت
وتحصیل ریاست غرض نیست علامتش
ہمیں است کہ اگر کسے از امراء کبار درو ساء
عالیمقدار دین محمدی قبول نماید فی الحال
مردانگی او بصد زبان اظہار نمایم و ازدیاد
سلطنت او بہزار جان می خواہم بلکہ درباب
ترقی ریاست او مساعی بیشمار مے آرم
ایں امر فی الحال امتحان کنند اگر خلاف بر
آید دراں الزام دہند اگر بنظر انصاف غور
نمایند اینجانب بدیں مقدمہ اصلاً مطعون
وملام نیست زیراکہ وقتیکہ آں عظمت
نشان درمقدمہ بجا آوردن احکام حاکم
خود ہیچ عذرے وحیلہ نمی توانند آورد
حالانکہ آں حکومت نشان از افراد ایشان
بلکہ از جملہ برادران ایشان است پس
اینجانب درمقدمہ بجا آوردن حکم احکم
الحاکمین چگونہ عذر توانند آورد حالانکہ
آں جلیل الشان خالق جمیع افراد انسان
بلکہ کون سائر اکوان است والسلام علی من اتبع الہدیٰ
تحریر بتاریخ پانزدہم
شہر جمادی الثانی ۱۲۴۲ھ [1]

کوشش کریں گے اس امر کا فی الحال امتحان
کرلیں اگر خلاف نکلے تو اس میں ہمیں الزام
دیں اگر بنظر انصاف غور کریں ہماری طرف
اس بارہ میں اصلاً مطعون کرنے اور ملامت
کی کوئی بات نہیں ہے کیونکہ جس وقت
بڑے درجہ کے لوگ دربارہ بجا لانے
اپنے حاکم کے حکموں سے کوئی عذر اور
حیلہ نہیں پیش کر سکتے ہیں حالانکہ
وہ حکومت انہیں کی جنس سے بلکہ
منجملہ ان کے بھائیوں کے ہے پس
ہماری طرف سے دربارہ بجا لانے
حکم احکم الحاکمین کے کیوں کر کوئی
عذر ہو سکتا ہے حالانکہ
وہ جلیل الشان خالق تمام
افراد انسان بلکہ تمام
جہان کا ہے والسلام
علیٰ من اتبع الہدیٰ۔

علیٰ ہذا مولانا شہید مرحوم نواب وزیر الدولہ مرحوم رئیس ٹونک کے نام تحریر فرماتے ہیں

تمام عمر خود را بلکہ ہر ساعتے از ساعات

اپنی تمام عمر بلکہ شب و روز کی ہر گھڑی کو جہاد

---

[1] سوانح احمدی ص ۱۸۵ — ۱۸۶ وحیات طیبہ (طبع امرتسر) ص ۱۸۱ — ۱۸۲ (ع - ح)

روز و شب در سعی واقامت جہاد صرف نمایند. جمیع اوقات عزیزہ را بہ ہمیں مساعی جمیلہ معمور دارند و صرف عمر گرانمایۂ را در ہمیں شغل عین سعادت عظمے شمارند خواہ سعی مذکور بانجام رسد یا نرسد چہ مقصود صرف عمر خود ست در اطاعت رب العالمین و اتباع سید المرسلین انتہے ملخصًا [1]

کے قائم کرنے میں صرف کریں اور تمام اوقات عزیزہ کو اسی بہترین سعی میں معمور رکھیں اور بہترین عمر کو اسی شغل میں سعادت عظمے شمار کریں خواہ سعی مذکور انجام کو پہنچے یا نہ پہنچے کیونکہ مقصود صرف کرنا اپنی عمر کا ہے اطاعت رب العالمین اور اتباع سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم میں،، انتہے ملخصًا۔

نیز ایک مکتوب مطول میں بنام میر شاہ علی صاحب [2] تحریر فرماتے ہیں۔

ہر کس اگرچہ تنہا و ضعیف و قلیل الاستطاعت باشد بمجرد استماع آوازہ دعوت امام از خانۂ خود برود و جان خود را معہ ہر قدرے از سامان جنگ کہ میسر باشد در مجمع مسلمین رساند تا قیام جہاد صورت بندد. نہ اینکہ جان خود را از سلک عباد اللہ بر کشیدہ در زمرۂ عباد الاجوفین داخل گرداند و ایں رکن رکین دین متین را گذاشتہ در کاسہ لیسی اغنیاء متمردین و فرج سائی نسواں ناقصات العقل والدین مشغول شود. سبحان اللہ حق اسلام ہمیں است کہ بیخ رکن اعظم او را بر کشند و کسیکہ باوجود ضعف و ناتوانی غیرت ایمانی و حمیت اسلامی در سینہ او جوش زند او را ملام و مطعون سازند بیشک آں قوم از جملہ

ہر شخص اگرچہ تنہا اور ضعیف اور قلیل الاستطاعت ہووے فوراً سنتے ہی آواز دعوت کے اپنے گھر سے دوڑے اور اپنی جان کو جس قدر سامان جنگ کے ساتھ میسر ہووے مسلمانوں کے مجمع میں پہنچا دے تاکہ قیام جہاد کی صورت بندھے نہ کہ اپنی جان کو اللہ کی راہ سے کھینچ کر پیٹ کے بندوں میں داخل کرے اور اس رکن دین متین کو چھوڑ کر امیروں کی جھوٹن میں جو دین کی مخالفت کرتے ہیں اور عورتوں کی شرم گاہ کی لذت میں جو ناقصات عقل و دین ہیں مشغول ہووے سبحان اللہ اسلام کا حق یہی ہے کہ اسلام کے بڑے رکن کی جو جڑ ہے اس کو اکھاڑتے ہیں اور جو شخص کہ باوجود ضعف و ناتوانی کے غیرت ایمانی اور حمیت اسلامی اس کے سینہ میں جوش مارے اس کو ملامت اور

---

[1] سوانح احمدی ص ۲۱۰ (ع ح) [2] یہ مکتوب سوانح احمدی ص ۲۱۰ — ۲۱۳ حیات طیبہ ص ۲۷۷ — ۲۸۱ میں بھی ہے (ع ح)

مجوس یا سکھ یا ہنود اند کہ با ملت محمدیہ عداوت میدارند وماذا بعد الحق الا الضلال (الحیاۃ بعد المماۃ ص ۱۱۴)

مطعون کریں بے شک وہ لوگ منجملہ مجوس یا سکھ یا ہنود کے ہیں جو ملت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھتے ہیں اور حق کے بعد نہیں ہے مگر گمراہی،،

علیٰ ہذا جناب حضرت سید احمد صاحبؒ کی جانب سے ایک مکتوب میں مرقوم ہے

حقیقت الحال این بندۂ ذو الجلال بریں منوال است نہ خود شاہ ام ونہ شہزادہ نہ امیرم ونہ امیرزادہ نہ طالب سلطنت نہ جویائے حکومت بلکہ فقیر ام وفقیر زادہ معاش فقیرانہ را ہے سعادت خود مے شمارم واز آئین سلاطین وقوانین عار میدارم نہ تمنائے امارت دارم ونہ آیندہ سعی در حصول آن کنم محض بنا بر ادائے فرائض وخیر خواہی جمیع عباد واعلاء کلمۂ دین وخدمت شرع سید المرسلین کمر بستہ ام کسیکہ رفاقت من بجز غیرت ایمانی اختیار کند زہے سعادت او وکسیکہ از رفاقت من دست بردار شود عجیب شقاوت اوست (تواریخ عجیب صـ۱۶ـ)۔

"حقیقت الحال اس بندۂ ذو الجلال کی اس طور پر ہے کہ نہ خود میں بادشاہ ہوں اور نہ بادشاہزادہ نہ میں امیر ہوں اور نہ امیرزادہ نہ طالب سلطنت نہ خواہشمند حکومت بلکہ میں فقیر ہوں وہ فقیرزادہ معاش فقیرانہ طریقہ سے اپنی سعادت کا میں شمار کرتا ہوں اور آئین سلاطین اور قوانین سے میں عار رکھتا ہوں نہ تمنائے امارت رکھتا ہوں اور نہ آیندہ سعی اسکے حاصل ہونے کی کروں میں محض بوجہ ادائے فرائض اور خیر خواہی تمام لوگوں کی اور اعلاء کلمۂ دین اور خدمت شرع سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کمربستہ ہوں جو شخص کہ رفاقت میری صرف غیرت ایمانی کیوجہ سے اختیار کرلے اس کی زہے سعادت ہے اور جو شخص کہ میری رفاقت سے دست بردار ہووے اس کی عجیب شقاوت بدبختی ہے"

الغرض جتنے خطوط لکھے گئے وہ سب مولانا شہید مرحوم کے قلم سے تحریر میں آئے پس ان مکتوبات مولانا شہید مرحوم سے خود جہاد کا فی سبیل اللہ محض نصرت وحمیت دین کے لئے ہونا اور ملک گیری تمنائے مال اغراض نفسانی سے بے تعلقی پورے طور سے واضح ہوگئی چنانچہ مولوی نعیم الدین کے بدایونی صاحب نے بھی بوراق صـ۲۶ـ میں اتنا تو اعتراف کیا ہے؛

ــه نیز دیکھئے سوانح احمدی ص۱۰۱ - ۲۱۳ وحیات طیبہ ص ۲۷۷ ع۔ ج سے سوانح احمدی؟ (ع ۔ ج)

ہر کسے را کہ خدائے عزوجل توفیق خیر رفیق فرمودہ از جان و مال حاضر گردیدہ بجمیعتے کہ دست داد بافغانستان رسیدند و سید احمد را بامیر المومنین ملقب ساختند قوم افغان کہ جان دادن در راہ خدا برطبائع ایشاں عزیز تر از جان است از دل و جان مطیع فرمان گردیدہ"	"ہر اس شخص کو کہ خدائے عزوجل نے توفیق خیر رفاقت کی فرمائی، جان و مال سے حاضر ہوا ساتھ اس جمیعت کے کہ بہم پہنچی افغانستان میں پہنچے اور سید احمد صاحب کو امیر المومنین کے ساتھ ملقب کیا قوم افغان کہ جان دینا راہ خدا میں ان کی طبیعتوں میں جان سے زیادہ عزیز ہے دل و جان سے مطیع فرمانبردار ہو گئے"

مختصر کیفیت جہاد فی سبیل اللہ تعالیٰ

اب باعتبار واقعات کے مجمل کیفیت جہاد پر ناظرین غور فرماویں جس سے مولوی صاحب کی بہتان بندی کذب بیانی روشن ہو کر حق ظاہر ہو جاوے گا۔ انشاء اللہ العزیز۔ واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے مولانا شہید مرحوم کو کمالات کا مجموعہ عطا فرمایا تھا علم و عمل، اخلاص و اخلاق، ذہانت و کمتانت، دیانت و مروت، ہمدردی، شجاعت اور بہادری و دلیری میں درمیان اپنے اقران کے ممتاز تھے آپ فنون جنگ کرتب و بنوٹ وغیرہ کے ماہر کامل تھے۔ بڑے بڑے استادان ماہرین فنون سے سیکھے ہوئے تھے ؎

کوئی آج ان کی برابر نہیں   وہ سب کچھ تھے الا پیمبر نہیں

چنانچہ خود مولانا شہید مرحوم کے ہم عصر بڑے بڑے اکابر و اساتذہ مسلمہ مولوی نعیم الدین کی شہادت امور مذکورہ پر شاہد عدل ہیں جو نمونتہً گذر چکیں مگر برخلاف اس کے ایک چھوٹے سے طبقہ و مخالفین کو مولانا شہید مرحوم سے بوجہ حسد و عناد و بغض للہ ہے بات یہ ہے کہ جس زمانے میں مولانا شہید مرحوم نے دہلی میں تبلیغ توحید و سنت اور رد شرک کا بیڑا اٹھایا تھا شباب علمی کا زمانہ تھا ہزارہا لوگ وعظ سننے آتے اور فیض یاب ہو کر جاتے۔ پنجاب میں قوم سکھ اسلام اور مسلمانوں کے دشمن خون کے پیاسے تھے ان کے گرو کی طرف سے اصول مذہبی قرار دیا گیا تھا کہ اصلی سکھ وہ ہے جو مسلمانوں سے ہمیشہ جنگ اور انہیں قتل کرنے

میں اپنی زندگی بسر کرے۔ چنانچہ بعض پنجابی جو مولانا شہید مرحوم کے نہائت جان نثار معتقد تھے ہزارہا ظلم و ستم واقعات پنجاب کے ان کے ذریعہ سے پے در پے معلوم ہوتے رہتے تھے بالآخر حمیت دینی ہمدردی اہل اسلام جوش میں آئی اور مولانا شہید مرحوم نے تنہا بطور اخفار بغرض تفتیش حالات بزمانہ اپنے تایا ابا مولانا شاہ عبدالعزیز نے سفر پنجاب اختیار فرمایا پیدل سواری سے جس طرح ممکن ہوا کلیۃً تمام مقامات گاؤں درگاؤں دورہ فرمایا۔ بچشم دید واقعات ملاحظہ فرما کر بحفاظت تمام نوٹ فرمائے اگرچہ طرح بطرح کے مصائب و تکالیف کا سامنا ہوا مولانا شہید مرحوم نے فرمایا ایسا بھی اتفاق ہوا کہ شیر اور شیرنی بیٹھے ہیں اور بھیڑوں کا غول جمع ہے اور راہ اپنے خیال میں محو ان کے آگے متصل سے بلا خوف و خطر نکلا چلا گیا۔ ایک بوڑھے شخص افغانی نے عند الملاقات بیان کیا کہ اگر آپ میرے ساتھ پشاور چلیں تو ساری کیفیت دکھادوں چنانچہ مولانا شہید مرحوم بکثرت مقامات پر اس کے ہمراہ گئے تبلیغ احکام اسلام اور صبر و سکون کی تلقین فرماتے رہے اور سکھوں کے ظلم و تعدی پر ان سے انتقام کا وعدہ بھی فرماتے رہے بکثرت لوگ ہر مقام کے مولانا شہید مرحوم سے بیعت ہو کر عہد و پیمان جانی و مالی کرتے رہے۔ چنانچہ جو امور ملاحظہ فرمائے ان کا شمہ ناظرین کے پیش خدمت ہے۔
دس فیصدی مسجدیں سکھوں کے قبضہ میں تھیں جن میں گھوڑے سوّر کتے بندھے رہتے تھے سکھوں کے دفاتر رہتے عموماً مساجد میں سکھ شب باشی کرتے کسی کی مجال نہ تھی جو شکستہ مسجد کی مرمت کر سکے یا کوئی مسجد بنا سکے نمازیوں پر مسجدوں میں پاخانہ نجاسات پھینکے جاتے تھے بلند آواز سے اذان کہنے کی قطعاً ممانعت تھی قربانی وغیرہ شعائر اللہ بند کر دیئے گئے تھے ذبح پر بجائے اللہ اکبر کے مسلمانوں سے گرونانک کا نام جبراً لوایا جاتا تھا بے تامل سکھ گھروں میں گھس آتے اور مسلمانوں کی عورتیں اور مال چھین کر لے جاتے تھے کوئی مسلمان قرآن پاک گلے میں لٹکا کر باہر نہیں نکل سکتا تھا بلکہ مارا جاتا اور قید میں گرفتار کیا جاتا تھا قرآن پاک زبردستی آگ میں ڈالا جاتا خصوصاً لاہور میں ثابت ہوا کہ بیس لاکھ سے زیادہ قرآن پاک جل چکے ہیں کوئی دن ایسا نہیں گذرتا تھا جو آٹھ دس قرآن پاک نہ جلائے جاتے ہوں۔
خود مولانا شہید مرحوم سکھ حلوائی کی دوکان پر دودھ کے لئے ترتیب سے پہلے

دبنے لگے تو اس نے غل مچا کر سخت کلامی کی اس وقت ایک مقامی مسلمان نے چپکے سے دو چار روپیہ دے کر معاملہ رفع دفع کیا۔ جموں وغیرہ میں چنے والا تک روادار نہیں تھا بلکہ دور سے پیسہ دکھایا جاتا وہ دونے میں رکھ کر سڑک کے کنارہ رکھ دیتا تو اٹھایا جاتا اور پیسہ دور سے ڈالا جاتا تھا ان ظلم و تعدی اور جابرانہ حالات و اطوار سے تنگ آکر مسلمان پینتیس ۳۵ فی صدی روزمرہ انگریزی عملداری میں بھاگتے تھے اور دعائیں کرتے کہ کوئی تادیب دہندہ کھڑا ہو اور انتقام لیوے چنانچہ ایک ہندو صاحب آیکسٹرا کسنیٹ اپنی مصنفہ معتبر کتاب میں بھی لکھتے ہیں "ابتدا میں سکھوں کا طریق غارتگری اور لٹیرے پن کا تھا جو ہاتھ آتا تھا لوٹ کر اپنی اپنی جماعت میں تقسیم کر لیا کرتے تھے اور بسبب ان کے لوٹ کے اور علاقے والان اور دیہات والوں نے ان کو نذرانہ دینا منظور کیا کہ وہ راکھی کہلاتے تھے"

الغرض بعد مراجعت سفر سے واپس دہلی تشریف لائے تو آنے کی خبر اور واقعات کی اطلاع سوائے اپنے مخصوصین کے کسی کو نہیں دی چونکہ آپ کی طبیعت میں سکھوں سے انتقام لینے اور مسلمانوں سے رسومات شرک و بدعت دور کرانے اور توحید و سنت پھیلانے کا شعلہ جوش زن تھا حضرت سید احمد صاحب سے جو اس وقت دہلی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کی خدمت میں استفادہ حاصل کرتے تھے اولاً ملاقات ہوئی اور بمشورہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم تینوں صاحبوں میں دربارہ جہاد فی سبیل اللہ موافقت پیدا ہوئی اور دونوں حضرات نے سید احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی چنانچہ مؤرخ ڈاکٹر ہنٹر صاحب انگریز نے لکھا کہ "سید احمد صاحب کے پہلے دو مرید دو شخص تھے جو اپنے لاثانی ضمیری جوہروں اور علمی تابانیوں میں اپنے وقت کے فرد اکمل تھے یہ دونوں فرد اکمل دہلی کے سب سے بڑے ڈاکٹر یا فاضل اجل کے کنبہ سے تعلق رکھتے تھے جس نے انہیں بطور خود اپنی ہی نگرانی میں مذہبی تعلیم دی تھی یہ دونوں مذہبی رنگ سے رنگے ہوئے تھے اور ان کی اصلاح پھیلانے کے جوش اور توحید کی اشاعت دینے سے انہیں سید احمد صاحب کا مرید بنا دیا"۔ [۱]

چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب ج سید احمد صاحب کے متعلق اپنے ملفوظات مطبوعہ مجتبائی میرٹھ صـ۲۷ میں فرماتے ہیں "سید احمد بریلوی بسیارے کی القلب اندا

[۱] ہمارے ہندوستانی مسلمان (ترجمہ ڈاکٹر صادق حسین) ص ۸۱ (ع۔ ح)

آپکی تاثیر و برکات کا یہ حال تھا کہ قریب چالیس ہزار ہندو وغیرہم آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور تقریباً تیس لاکھ کے مسلمان آپ سے بیعت ہوئے اور مولانا شہید مرحوم و مولانا عبدالحی صاحب مرحوم تینوں حضرات نے تلقین و ارشاد تبلیغ و اشاعت توحید و سنت کے لئے دورہ فرمایا اور ہزارہا لوگ آپ کے وعدہ اور بیعت سے مستفید ہوئے اور لکھنؤ وغیرہ میں بڑے بڑے مناظرات شیعوں وغیرہ سے ہوئے اور مختلف شہروں میں علماء متوسلین کو جہاد کی سعی کے لئے روانہ کیا گیا ہزارہا لوگوں کی جمعیت اور روپیہ کی فراہمی ہوئی جس کو وہیں کے مقامی لوگوں کی سپردگی میں دے دیا گیا۔

اسی اثناء میں وفات مولانا شاہ عبدالقادر صاحب محدث دہلوی ۱۶ رجب ۱۲۳۰ھ میں واقع ہوئی اور سید احمد صاحب معہ اپنے رفقاء مولانا شہید مرحوم وغیرہ کے سفر حج کے لئے تیار ہوئے اور یکم شوال ۱۲۳۶ھ کو روانہ ہوئے اور ۲۹ شعبان ۱۲۳۹ھ کو مختلف مقامات میں دورہ کرتے ہوئے واپس ہوئے اثناء سفر حج میں آپ کے ہمراہ تقریباً ایک ہزار کا قافلہ ہو گیا تھا بعد ازاں ۷ شوال یوم شنبہ بوقت صبح ۱۲۳۹ھ کو آفتاب علم سرتاج علماء ہند نے اپنے افق سے غروب فرمایا یعنی حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی مولانا شہید مرحوم کے استاد و شیخ تایا آبا نے وفات پائی۔ شاہ صاحب موصوف کے بعد ۱۲۴۰ھ میں مخالفین کے حملے دربارہ شبہات تقویۃ الایمان پیدا ہو کر مناظروں کی نوبت پہنچی مولانا شہید مرحوم نے تقریراً و تحریراً مسکت جوابات مرحمت فرمائے جن کی تفصیل اوپر آچکی ہے بعد ازاں ۱۲۴۱ھ میں سامان جنگ کیلئے سفر کی تیاری شروع ہوئی۔

چنانچہ مولانا شہید مرحوم نے اولاً سرحدی اقوام یوسف زئی مقام پنجتار میں پہنچ کر سید احمد صاحب کی امامت تسلیم کرائی سب نے جہاد کی بیعت کی جملہ مسلمان جو تھے ایک لاکھ سے کم نہ تھے اسلحہ بھی سکھوں سے کم نہ تھا۔ ہندوستان میں خطوط روانہ کئے گئے، شائقین جوق در جوق روانہ ہوئے بہت بڑی جمعیت پہنچ چکی تھی سید احمد صاحب نے ایک خط بنام نواب وزیرالدولہ بہادر والئ ٹونک لکھا جو آپ کے جان نثار مرید تھے اس میں مجاہدین کے لئے چندہ طلب فرمایا تھا اور لکھا تھا کہ مولانا محمد اسحاق صاحب

کے پاس اگر روپیہ پہنچ جائے گا تو وہ یہاں تک پہنچا دیں گے چنانچہ جب سید احمد صاحب یاغستان میں تھے مولانا محمد اسحاق صاحب محدث دہلوی نے کچھ اوپر سات ہزار روپیہ سید احمد صاحب کو بذریعہ ہنڈوی روانہ کیا تھا جس کی رسید وصول ہوئی۔ نیز مسلمانانِ شہر مراد آباد نے تین ہزار ستتر روپیہ آٹھ آنہ بنام سید احمد صاحب و مولانا محمد اسمٰعیل شہید رحمہما اللہ بمقام پنجتار ملک افغانان ارسال کئے جواب خط ہنڈوی آنجناب سے معلوم ہوا کہ اول ہنڈوی مسلمانان مراد آباد کی پہنچی (انوار العارفین صفحہ ۲)

پس پہلی جنگ میں نمایاں فتح مسلمانوں کو ۲۱ دسمبر ۱۸۲۶ء مطابق ۲ جمادی الاول ۱۲۴۲ھ میں حاصل ہوئی[1] کہ سکھوں سے نوشہرہ موضع اکوڑہ میں بماتحتی بدھ سنگھ دس ہزار فوج سے حملہ ہوا۔ مولانا شہید مرحوم دو ہزار چیدہ مرد میدان کے ساتھ آدھی رات کو روانہ ہوئے لنڈہ کو عبور کر کے سکھوں پر بندوقوں سے گذر کر سینہ بسینہ ہونے لگے صبح تک زبردست خونریزی ہوئی حتیٰ کہ سکھوں نے میدان سونپ کر جان بچائی۔ اسی طرح دوسری تیسری[2] جنگ میں شبخوں سے مقابلہ ہوا جس پر جنرل سکھ نے بزدلی کا دھبہ لگا کر ایک خط جناب سید احمد صاحب کی خدمت میں روانہ کیا جس کا جواب سید احمد صاحب کی طرف سے ناظرین ملاحظہ کر چکے ہیں۔ چوتھی[3] جنگ میں پشاور کے سردار جن میں شیعہ بھی تھے گو بظاہر بیعت کر چکے تھے مگر سکھوں سے ساز باز کئے ہوئے تھے۔ سید احمد صاحب کو کھانے میں زہر دیا سواری کے لئے لنگڑا ہاتھی بھیجا اور جنگ میں غل مچا کر بھاگ نکلے۔ پانچویں[4] بڑی خونریز جنگ ہوئی بالآخر مسلمانوں کے سات شہید اور گیارہ مجروح اور سکھوں کے تین سو[5] قتل اور پانچسو مجروح ہوئے۔ چھٹی جنگ بھی بڑے زور کی ہوئی جس میں میدان مولانا شہید مرحوم کے ہاتھ رہا اور سکھوں کے پیر اکھڑ گئے بے تحاشا بھاگے اگرچہ سکھ کی گولی سے مولانا شہید مرحوم کی انگلی اڑ گئی مولانا شہید مرحوم انگلی کے زخم سے نہایت خوش و خرم تھے فرماتے اگر اللہ تعالےٰ قبول فرمالے تو یہ انگشت شہادت میرے لیئے کافی ہے[1]

ناظرین کو ان فتوحات پر شبہ نہ ہونا چاہیئے بلکہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات و واقعات پر نظر رکھنا چاہیئے کہ کس طرح جان باز خدمت گذار اسلام تھے الحق یعلو ولا یعلیٰ یہ جو کچھ تحریر میں آیا ہے ایماندار معائنہ کرنے والوں کی زبانی سنا ہوا ہے جو معرکوں میں شامل تھے ان سب کی صداقت اُن فارن آفس کے کاغذات سے ہوتی ہے جس کی نقل ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب مسلمانان ہند میں کی ہے[2]۔ مگر افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مولانا عبدالحی صاحب مرحوم کی وفات موضع خیرہ میں ۸ شعبان ۱۲۴۳ھ وقوع میں آئی

[1] تفصیل کے لئے سیرت سید احمد از مولانا غلام رسول مہر ص ۲۵۸ ج ۱ وغیرہ دیکھی جائے (ع۔ح) [2] تفصیلات حیات طیبہ میں ۲ [illegible] (ع-ح) [illegible]

جن کا علم وفضل میں مولانا شہید مرحوم سے دوسرا درجہ تھا آپ مولانا شاہ عبدالعزیزؒ کے داماد وتلمیذ اور سید احمد صاحب کے دوسرے بازو تھے۔

ساتویں جنگ میں عظیم الشان فتح سے مسلمان مالا مال ہو گئے ملک پنجاب پر بہت اثر یہ ہوا کہ دو ہزار سرداروں کے فدویت نامے ایک دن میں آ گئے جس میں گذشتہ گور پرستی وغیرہ سے توبہ کی تھی بدعات نامرضیات سے تائب ہوئے تھے قرآنی احکام پر عملدرآمد رکھنے کا عہد تھا اور درخواست تھی کہ عمال وقاضی مقرر کئے جاویں (ملخصًا)

آٹھویں جنگ سب سے زیادہ مشہور ہے فرانسیسی جنرل سے مقابلہ تھا بارہ تیرہ سو مسلمانوں نے دو تین دن میں دیوار بنائی چار توپیں لگائیں کئی کئی گولہ انداز مقرر کئے فوج کی ٹکڑیاں دور دور فاصلہ سے کھڑی کی گئیں دیکھنے والوں کو یہ تمیز نہ ہو سکتی تھی کہ یہ تیرہ سو ہیں سرخ زرد جھنڈوں پر نظر پڑی تو ہوش گم ہو گئے خادیخاں رئیس ہنڈ جو باغی ہو گیا تھا جنرل سے کہنے لگا تم نے دھوکہ دیا کہتا تھا کہ اسمٰعیل کے ساتھ غازی تھوڑے ہیں یہ اتنے کہاں سے آ گئے بابا ہم اتنے غازیوں سے کیونکر میدان جنگ لے گا۔ مولانا شہید مرحوم نے جھنڈی ہلائی اللہ اکبر کا نعرہ لگایا کہ تیر ہونے لگے قریب ہوتے ہوتے سینہ بسینہ جنگ ٹھہر گئی خوب تلوار بندوق چھری کٹاری چلی مولانا شہید مرحوم سکھوں کی کئی کمپنیوں کو صاف کر چکے ہیبت ناک اثر سے اس نے باگیں اٹھا دیں اور اپنے کمپ میں جا کر آرام لیا نتیجہ یہ ہوا کہ کل کمپ معہ سامان مسلمانوں کے لئے چھوڑ کے سیدھا لاہور کی طرف بھاگا۔

نویں جنگ میں خادیخاں رئیس ہنڈ کے قلعہ میں داخل ہوئے سوائے سامان حرب کے مولانا شہید مرحوم نے قلعہ میں کسی چیز کو ہاتھ نہیں لگایا مستورات کو حکم دیا تم جہاں چاہو چلی جاؤ وہ اپنا سامان لے کے چلی گئیں حاکم قلعہ کے بھائی امیر خاں نے تنگ آ کر سید احمد صاحب کو جا گانٹھا کہ قلعہ واپس دلوا دیں آئندہ سے شریعت محمدی کے موافق عملدرآمد کر دوں گا آپ نے مولانا شہید مرحوم کو لکھا مولانا نے لکھ بھیجا کہ قلعہ باآسانی نہ دیا جاوے گا بالآخر حاکم پشاور نے پانچ ہزار فوج سے قلعہ ہنڈ پر حملہ کیا مولانا شہید مرحوم محصور ہو گئے آٹھ دن تک قلعہ پر قبضہ نہ ہونے دیا لشکر کی کمان کیول صاحب انگریز کے ہاتھ میں تھی صلح کا پیام آیا معاہدہ میں طے ہوا کہ اسمٰعیل معہ ہمراہیاں قلعہ سے باہر ہو جاویں کیول صاحب کے دستخط ہو گئے مگر حاکم پشاور سلطان محمد خاں نے خلاف عہد مولانا شہید مرحوم کو قلعہ سے نکلتے ہی قید کر لیا کیول صاحب اس بدعہدی سے سخت ناراض ہو گیا اور نوکری چھوڑ دی پھر مولانا

شہید مرحوم بھی حکمت عملی سے قید سے نکل آئے کسی کو روکنے کی یاد رہی نہ ہوئی کہ آپ کا تعاقب کرتا۔

دسویں جنگ علاقہ کشمیر ریاست انب پر حملہ پادی خاں حاکم انب کو جب معلوم ہوا تو اس نے فدویت نامہ مولانا شہید مرحوم کی خدمت میں روانہ کیا کہ میں نے اطاعت قبول کی احکام اسلام کی پابندی کو فرض جان کر احکام شریعت جاری کروں گا ہر شخص قرآن وحدیث پر عمل کرے گا مولانا شہید مرحوم نے قبول فرمالیا مگر اسنے دھوکہ دے کر دو ہزار مرد منتخب کر کے حملہ کی تیاری کی اور شب کے تین بجے حملہ کردیا سخت خونریزی سے جنگ ہوئی اور غازی بہادران جان توڑ کر ایسے لڑے کہ بڑے نقصان کے ساتھ پادیخاں کو بھاگنا پڑا اور انب کے ضلع میں بھی ٹھہرنا دشوار ہوگیا خوف کے طاری ہونے سے وہ دریائے اباسین عبور کر کے نہ معلوم کہاں جانکلا۔ فی الحال مولانا شہید مرحوم نے یہیں قیام فرمایا باطمینان دفاتر قاضیوں مفتیوں کے کھولے سید احمد صاحب نے مہر میں اسم احمد کندہ کرایا مولانا شہید مرحوم کی مہر پر واذکر فی الکتاب اسمٰعیل کندہ ہوا ہر شئے کا حساب منشیوں کے پاس رہتا ہر محکمہ کے افسر مقرر ہوئے مالگذاری کا بندوبست بھی ہوگیا تمام امور و تدابیر ملکی انجام پذیر ہوگئے الحمد للہ والمنۃ (ملخصاً)

گیارھویں جنگ مسلمانوں کی دھاک پنجاب میں ایسی ہوئی کہ ہر لشکری کے دل کانپتے انسر کہتے ہم نے اسمٰعیل سا جنرل فوج لڑانے والا نہیں دیکھا درانیوں اور سکھوں کی عورتوں اور بچوں کو لفظ اسمٰعیل کے نام سے ڈراتیں اس بے نظیر شجاع نفسی کی بدولت پنجاب کا بہت سا حصہ سید احمد صاحب کے زیر حکومت ہوگیا پنجتار ضلع لنڈہ اس کے تمام اضلاع نوبت بنوبت فتح ہوتے چلے گئے دریائے اباسین کا سارا ملک مسلمانوں ہی کے زیر حکومت تھا زیدہ۔ تربیلا۔ پھولڑہ وغیرہ سرسبز صوبے سب فتح ہوچکے تھے تمام سرداروں کے فدویت نامے چلے آتے تھے مسلمانوں کے پاس سامان حرب مکمل ہوگیا تھا۔

رنجیت سنگھ کئی شکستوں کے بعد اب بیدار ہوا مسلمان رئیسوں کو رشوتیں دے کر سید احمد صاحب کے مقابلہ پر کھڑا کر دیا چار ہزار فوج پیدل ایک ہزار سوار چار توپ خانہ معہ سامان حرب چترباتی پر حملہ آور ہونے کے لئے روانہ کیا۔ مولانا شہید مرحوم ایک ہزار کے ساتھ معہ دونوں سکھوں کے مقابلہ پر بڑھے آٹھ سو پیدل دو سو سوار تھے چترباتی سے جانب مشرق وسیع میدان میں مقابلہ ہوا توپوں کے فیر ہوتے رہے مولانا شہید مرحوم نے حملہ کا حکم دیا پانچ سو آدمی مورچوں پر رہے اور پانسو نے حملہ کر کے دو مورچے قبضہ میں کر لئے ابھی دست بدست

نہ ہوئے تھے کہ سکھوں کی خالصہ خونخوار فوج بھاگی ایک ایک مسلمان او نہیں ٹٹو کی برابر معلوم ہوتا چتر بائی کی فتح کیا ہوئی بیسیوں فدیت نامے امیران وہ کے آنے لگے سب نے شریعت محمدی کے مطابق عہد واثق کیا مسلمانوں پر کبھی مولانا شہید مرحوم نے خود حملہ نہیں کیا نہ آپ کو ان سے رنجش تھی بلکہ وہ خود ہی اپنی شقاوت قلبی سے دنیا کے فانی معمولی لالچ میں آگر مسلمانوں کے مقابلہ میں شمشیر بدست ہوتے مولانا شہید مرحوم نے کسی ضلع ریاست کو اپنے قبضہ میں کر کے کچھ جریدہ نہ چاہا نہ ملک کا کوئی حصہ مانگا بلکہ یہ التجا ہوتی کہ شرک و بدعت سے تائب ہوجاؤ دین محمدی کے سچے ممبر بن جاؤ جو راستہ قرآن وحدیث بتاتا ہے اس پر چلو اس کے خلاف کو گمراہ تصور کرو۔ اگر ہمارا سکھوں سے مقابلہ ہو تو تم ہماری جان و مال سے مدد کرنا (ملخص)

ان پے درپے کامیابیوں نے زبردست اثر اضلاع ممہ اور پشاور کے سرداروں پر ڈالا کہ اکثر ریاستیں مطیع ہوتی گئیں چنانچہ قافلہ مجاہدین پشاور پہنچا سلطان محمد خاں حاکم پشاور نے بیعت قبول کی اور فرمانبرداری کا عہد کیا احکام شرع اور تعزیرات قائم ہوئیں مجاہدین کو انتظامی امور پر مقرر فرما کے ان پر سلطان محمد خاں کو امیر تسلیم کر کے حضرت سید احمد صاحب معہ قافلہ بقیہ مجاہدین کے پنجتار واپس چلے آئے جب سکھوں نے دیکھا کہ عنقریب مسلمان تمام پنجاب پر قابض ہوجائیں گے تو پٹھانوں کو جن کی تعداد معتدبہ تھی اور جو سید احمد صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر چکے تھے گانٹھا اس لوگوں نے بدعہدی اور بے وفائی کی۔ چنانچہ اجرائے احکام شرع میں بدنظمیاں پیدا ہوئیں جس سے قوم میں بغاوت اور عہد شکنی ہوئی حتی کہ سلطان محمد خاں نے مولوی سید مظہر علی صاحب عظیم آبادی جو قاضی پشاور مقرر فرمودہ سید احمد صاحب تھے معہ ان کے ہمراہیاں کے سر قلم کرا دیئے اور عام حکم دے دیا کہ ایک ایک مجاہد سے یہی کیا جاوے ساری رات میں کل مجاہدین جن کی تعداد قریب ایک ہزار کے تھی گردنیں اڑا دی گئیں اور نہایت بیکسی کی حالت میں سڑکوں پر لٹا کے ذبح کئے گئے۔ چنانچہ اس ہنگامہ بغاوت کی پوری کیفیت مولانا شہید مرحوم کے مفصل مکتوب سے جو پانچ جمادی الاول ۱۲۴۶ھ کو بنام قاضی صاحب موصوف۔ قوم ہوا ہے واضح ہے۔ اور سکھوں کے ہاتھ میں پشاور کا قبضہ دے کر ان کی مدد کے لئے تیار ہوگئے پیر محمد خاں و فتح محمد خاں برادران دوست محمد خاں جن کو حضرت سید احمد صاحب نے پشاور کی حکمرانی سپرد فرمائی تھی سکھوں سے مل گئے اور رشوت لے کر سید احمد صاحب کے حالات کی مخبری کر دی۔ چنانچہ سید احمد صاحب بالاکوٹ کے راستہ میں اپنے رفقاء کے

ہمراہ قریب تین سو مجاہدین کے پنجتار سے مظفر آباد تشریف لے جارہے تھے مقام بالاکوٹ جو ما بین مظفر آباد اور پنجتار کے واقع ہے قلعہ بالاکوٹ میں ٹھہر گئے تھے کہ شیر سنگھ نے بیس ہزار فوج سے قلعہ کا محاصرہ کر لیا صبح کو نمازیوں نے باہر نکل کر مقابلہ کیا ہزاروں کو تہ تیغ کیا قلعہ بالاکوٹ سے تین کوس تک تمام فوج کو بھگاتے لے گئے سکھوں کی چار توپیں بھی مولانا شہید مرحوم کے ہاتھ آئیں بالآخر مجاہدین تھک گئے اور مولانا شہید مرحوم نے معہ اپنے ہمراہیاں کے ساڑھے چار سال جنگ قائم رکھ کر متواتر فتوحات کے بعد بدعہد مسلمانوں کی سرکشی سے . بروز جمعہ مبارک مقبول ساعت بوقت ظہر ۲۴ ذی القعدہ ۱۲۴۶ھ مطابق مئی ۱۸۳۱ء بعمر ترپن برس جام شہادت فی سبیل اللہ پیا انا للہ وانا الیہ راجعون (ماخوذ از حیات طیبہ . و سیرت احمدیہ والحیات بعد الممات . و آثار الصنادید)

اس واقعہ کو پیش نظر رکھ کر شہادت حضرت حسین سید شباب اہل الجنۃ سے سبق حاصل کرو کہ کوفیوں نے کس بے وفائی سے آپ کو جام شہادت پلایا پھر وہ تمام برباد و تباہ ہو کر طرح بطرح عذاب و وبال میں گرفتار ہوئے ۔

ناظرین اہل انصاف نے تمام واقعات جنگ اور اس کی صداقت و شہادات کے مدلل اسباب خود مولانا شہید مرحوم کے خطوط سے ملاحظہ فرمالئے جس سے مولوی نعیم الدین کا کذب وافترا واضح ہوا نیز اس واقعہ سے تھوڑے روز بعد شیر سنگھ پسر رنجیت سنگھ لاہور میں بڑی خرابی کے ساتھ مر گیا اور بسبب مقابلہ حق کے بڑی افسوس ناک حالت کے ساتھ سارا خاندان معہ سلطنت تباہ و برباد ہو گیا جس کی نظیر کسی خاندان شاہی میں نہیں پائی جاتی اور اس پر انگریزی حکومت مالک و حکمران ہو گئی

مضمون تقویۃ الایمان پر مشتمل سید صاحب کا ایک مکتوب

جس طرح مولانا شہید مرحوم کے جہاد کا فی سبیل اللہ ہونا واضح ہو گیا اسی طرح خود مولانا شہید مرحوم کے اخیر زمانہ شہادت میں مکتوب ذیل سے پورے طور پر تقویۃ الایمان کی عملی تصویر ناظرین ملاحظہ فرمالیں

مکتوب متضمن تفہیم در فائدہ بیعت بالتعمیم از جانب سید احمد صاحب رح

"طالبان راہ حق اور سالکین طریق ہادی مطلق عموماً اور جو لوگ خصوصاً ہم سے للہ فی اللہ حاضرانہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم از امیر المومنین
سید احمد بر ضمیر صفا پذیر طالبان راہ حضرت
حق و سالکین طریق آن ہادیٔ مطلق عموماً
و کسانیکہ باین جانب للہ فی اللہ حاضرانہ
و غائبانہ محبت میدارند خصوصاً پوشیدہ
نماند کہ مقصود از بیعت بر دست
مشائخ طریقت ہمین است کہ راہ
رضامندی حضرت حق بدست آید و
راہ رضامندی حضرت حق منحصر است
در اتباع شریعت غرا ہر کہ سوائے شریعت
مصطفویہ را طریق تحصیل رضامندی حق
انگارد پس بیشک آن شخص کاذب و گمراہ
است و دعوی او باطل و نامسموع، و
اساس شریعت مصطفوی دو امر است
اول ترکِ اشراک و ثانی ترک بدعات
اما ترک اشراک پس بیانش آنکہ ہیچکس
را از ملک و جن و پیر و مرید و استاد و شاگرد
و نبی و ولی حل کنندۂ مشکلات و دافع
بلیات و قادر بہ تحصیل منافع نداند و ہمہ
را مثل خود عاجز و ناتوان در جنب قدرت
و علم حضرت حق شمارد و ہرگز بنا بر طلب
حوائج خود نذر و نیاز کسے از انبیاء و اولیاء
و صلحاء و ملائکہ بجا نیارد آرے اینقدر
داند کہ ایشان مقبولانِ بارگاہ صمدیت
اند و ثمرۂ مقبولیت ایشان ہمین است

اور غائبانہ محبت رکھتے ہیں ان پر پوشیدہ نہ رہے کہ
مقصود بیعت سے مشائخ طریقت کے ہاتھ پر یہی ہے
کہ راستہ رضامندی حضرت حق حاصل ہووے اور
راستہ رضامندی حضرت حق کا منحصر ہے اتباع شریعت
غرا میں جو شخص کہ سوائے شریعت مصطفی صلی اللہ علیہ
وسلم کے طریق حاصل ہونے رضامندی حق تعالے کا
ڈھونڈے گا پس بلاشبہ وہ شخص جھوٹا اور گمراہ
ہے اور دعوے اس کا باطل ہے قابل سماعت
نہیں اور بنا شریعت مصطفوی دو باتوں پر ہے
اول چھوڑنا شرک کا اور دوسرے بچنا بدعات
سے شرک کے چھوڑنے کی تفصیل یہ ہے کہ کسی
شخص کو فرشتوں اور جن اور پیر و مرید و استاد و
شاگرد و نبی و ولی میں سے حل کرنے والا مشکلات
اور دافع کرنے والا بلیات کا اور قدرت رکھنے
والا حصول منافع میں نہ جانے اور تمام کو مثل اپنے
عاجز اور ناتوان مقابلہ میں قدرت اور علم حضرت حق
تعالے کے شمار کرے اور ہرگز بوجہ طلب کرنے
اپنی حاجتوں کے نذر و نیاز کسی کی انبیاء اور
اولیاء اور صالحین اور ملائکہ سے نہ بجا لاوے
البتہ اس قدر جانے کہ یہ لوگ مقبولانِ
بارگاہ صمدیت میں سے ہیں اور ثمرہ ان کی
مقبولیت کا یہی ہے کہ حکم حصول رضامندی
پروردگار کا ان لوگوں کے اتباع میں کرنا چاہیئے
اور ان لوگوں کو پیشوایانِ طریق شمار کرنا چاہیئے
نہ کہ ان کو قدرت رکھنے والا حوادثات زمانہ

کہ درباب تحصیل رضامندی پروردگار اتباع ایشاں باید کرد و ایشاں را پیشوا میانِ طریق باید شمرد و نہ ایشاں را قادر بر حوادث زمان و عالم السّر و الاعلان داند کہ ایں امر محض کفر و شرک است ہرگز مومن پاک را ملوث بہ آن شدن جائز نیست اما ترک بدعت پس بیانش آنکہ در جمیع عبادات و معاملات و امور معاشیہ و معادیہ طریق خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم را بکمال قوت و علو ہمت باید گرفت و آنچہ مردمانِ دیگر بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم از قسم رسوم اختراع کردہ اند مثل رسوم شادی و ماتم و تجمل قبور و بناء عمارات برآں و اسراف در مجالس اعراس و تعزیہ داری و امثال ذلک ہرگز پیرامون آن نباید گردید و حتی الوسع سعی در محو آن باید کرد اول خود ترک باید نمود بعد ازاں ہر مسلمانے را دعوت بسوئے آن باید کرد چنانچہ اتباع شریعت فرض است ہمچنیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر نیز فرض است چوں ایں امر ذہن نشین شد پس طالبین حق را باید کہ ہمیں امور را پیش نظر خود نہاداشتہ بایکدیگر بیعت نمایند خصوصاً آناں کہ

پر اور جاننے والا چھپی کھلی چیزوں کا جانے کہ یہ محض کفر اور شرک ہے ہرگز مومن پاک کو ان چیزوں میں ملوث و پھنسنا جائز نہیں ہے رہا چھوڑنا بدعت کا تو اس کا بیان یہ ہے کہ جمیع عبادات اور معاملات اور امور معاشیہ (زندگی کے واقعات) اور معادیہ (آخرت کے حالات) میں طریق خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کمال قوت اور عالی ہمت کے ساتھ مضبوط پکڑنا چاہیئے اور جو کچھ کہ دوسرے لوگ بعد پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے رسومات کی قسم میں سے نئے کام نکالتے ہیں مثل رسمیں شادی اور غمی اور آرائش قبور اور ان پر بنانے تعمیرات اور اسراف عرسوں کی مجالس میں اور تعزیہ داری میں اور ان کے مانند میں ہرگز ان میں شرکت و پیروی کرنا نہ چاہیئے حتی الامکان ان کے مٹانے میں سعی کرنا چاہیئے اول خود چھوڑنا چاہیے بعد اس کے ہر ایک مسلمان کو اس کے مٹانے کی طرف بلانا چاہیئے جس طرح اتباع شریعت فرض ہے اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نیک کاموں پر چلانا اور بری باتوں سے بچانا فرض ہے جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی پس طالبین حق کو چاہیئے کہ ان باتوں کو اپنے پیش نظر رکھ کر ایک دوسرے کو بیعت کریں خصوصاً جن لوگوں نے ہمارے ہاتھ پر بیعت کی ہے اللہ ہماری طرف سے ان امور کا ان کے دو برو کما حقہٗ ظاہر

بردست اینجانب بیعت نموده اند ایں
امور را رو بروئے ایشاں کما حقہ اظہار
نمودہ پس بر ذمۂ ایشاں لازم است کہ
اول خود ترکِ امور مذکورۃ الصدر نمائید
و قلب و قالب خود را متوجہ بسوئے
حق کنند و اتباع شریعت غرا را ظاہرًا
و باطنًا پیش گیرند و تمامی انجاس اشراک
و الواثِ بدعات را از خود دور نمائید
و بعد ازاں جمیع طالبین حق را بسوئے
آں ترغیب دہند و در اخذ بیعت بردست
خود از خود ساعی باشند و ترغیب وافر
نمایند و ہرگز اغماض ازاں ننمایند چہ ایں
بیعت کہ بردست یارانِ ایں جانب
واقع خواہد شد فائدہ شدنی است
انشاء اللہ تعالیٰ کلمہ گویان از رسوم شرک
پاک خواہند شد و تعظیم شرع شریف در
دلِ ایشاں جا خواہد گرفت و اینجانب
دُعا خواہد کرد کہ آں بیعت مثمر ثمرات جمیلہ
جزیلہ گردد و در تعلیم و تفہیم طالبان سعی
بجان و دل نمایند از ایشاں اخذ بیعت
کنند و ایشاں را تعلیم اشغال فرمایند حق
جل و علا اینجانب را و جمیع مخلصین و
محبین ما را در زمرۂ موحدین مخلصین و متبعین
شریعت غرآء منسلک گرداناد آمین [1]

ہو چکا ہے پس ان کے ذمہ لازم ہے کہ اول خود امور
مذکورۃ الصدر کو جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے چھوڑ دیں
اور اپنے ظاہر و باطن کو متوجہ حق تعالیٰ کی طرف کریں
اور اتباع شریعت غراء کا ظاہر و باطن میں پیش نظر
رکھیں اور تمام نجاسات شرکیات اور بدعات کی
برائیوں سے اپنے آپ کو دور رکھیں اور بعد اس کے
جمیع طالبین حق کو اس کی طرف ترغیب دیں اور
بیعت لینے کو اپنے ہاتھ پر اپنی طرف سے سعی کریں
اور اس میں بڑی کوشش کریں اور ہرگز اس سے
بے پروائی نہ کریں کیونکہ اس بیعت میں کہ یاران
طریقت کے ہاتھ پر ہماری طرف سے واقع ہوئی
ہے انشاء اللہ تعالیٰ فائدہ ہونے والا ہے کلمہ
گویان رسومات شرک سے پاک ہو جاویں گے
اور تعظیم شرع شریف کی ان کے دل میں جگہ پکڑے گی
اور ہماری طرف سے دعا کی جاوے گی
کہ وہ بیعت اچھے اچھے ثمرات کا باعث
ہو جاوے اور تعلیم و تفہیم طالبان کے
لئے جان و دل سے کریں اور ان سے
بیعت لیویں اور ان کو اشغال کی تعلیم فرما دیں
حق جل و علا ہمیں اور ہمارے جمیع مخلصین
اور محبین کو گروہ موحدین مخلصین اور
متبعین شریعت غرا میں شمار فرماوے
آمین [1]

---

[1] دیکھئے سوانح احمدی (تواریخ عجیبہ) ص ۹۸ (طبع صوفی کمپنی) از مولانا محمد جعفر صاحب تھانیسری رحـ (ع - ح)

مقصد دعوت اصلاح وارشاد

الحق کہ حضرت سید السادات امیر المومنین سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

المتولد یکم محرم الحرام ۱۲۰۱ھ اور حضرت مولانا محمد اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتولد ربیع الثانی ۱۱۹۳ھ ہر دو مجددانِ شریعت بیضاء محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام بفضلہ تعالیٰ ہندوستان (متحدہ) میں خالص توحید وسنت قائم کرنے والے رسومات شرکیات و بدعات سے روکنے والے اپنے اوائل زمانہ شباب سے تحریراً تقریراً اعلاء کلمۃ اللہ میں تاامکان جان ومال زبان ودل سے سرگرم ومصروف ہونے والے جو بالآخر فی سبیل اللہ جہاد میں اسلام اور مسلمانوں کی حمایت کے لئے درجہ علیاء شہادت سے فائز المرام ہوئے اور اسلام میں اس سے زیادہ کوئی درجہ نہیں ہر مسلمان کا یہی فریضہ اعظم ہے کہ کوئی لحہ اس دشمن سے بے فکر نہ رہے چنانچہ مکاتیب مذکورہ بالا حضرت سید احمد صاحبؒ سے یہ امر کالشمس واضح ہے اور مقصود سلسلہ بیعت سے بھی یہی اصلاح وتبلیغ توحید وسنت اور رسومات شرک و بدعت کو ملیامیٹ کرنا تھا،

حق تعالیٰ عزاسمہ جو تمام جہان کا خالق ومالک ہے اور سارے عالم سے مستغنی ہے ہر امر میں سب چھوٹے بڑے نیک و بد امیر وغریب اُسی کے محتاج ہیں اس نے محض اپنے فضل وکرم وحکمت بالغہ سے بنی نوع انسان کو خصوصاً اپنی معرفت توحید جملہ حمد وثناء ذاتی وصفاتی اور بیزاری شرک کے لئے مکلف وممتاز بنایا۔ ورنہ ایجاد عالم سے اس کو کسی قسم کی کوئی بھی احتیاج لاحق وممکن نہیں ہوسکتی۔ مزید برآں اس نے ہر زمانہ میں اپنے پیغام کے حاملین انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنے پسندیدہ قانون احکامات شرع کے اجراء کے لئے رہنما ہادی بناکر بھیجے اور سلسلہ نبوت کے اختتام پر ہر زمانہ میں ان کے خلفاء جانشین محافظین دین کا سلسلہ تاقیامت اصلاح ونظام عالم کے لئے جاری فرمایا چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے۔

رحمۃ اللہ علی خلفائی قیل ومن خلفائك	اللہ کی رحمت ہو میرے خلیفوں پر صحابہ نے عرض کیا کون ہیں
یارسول اللہ قال الذین یحبون	انکے خلفاء فرمایا جو میری سنت کو دوست رکھتے ہیں اور
سنتی ویعلمونہا الناس۔	دوسروں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں

تاکہ حق تعالیٰ عزشانہ واحد غفار وقہار کی طرف سے اس کی ربوبیت ورزاقیت کے اظہار سے حق وباطل میں امتیاز ہوکر اتمام حجت ہوپھر اس پر جزاء وسزا کا مرتب ہونا ہی عین عدل وانصاف کا مقتضا ہے کہ صرف ایک ہی مالک حقیقی وحدہ لاشریک لہ کو پہچان کر اس کی

لہ کنزالعمال ص ۲۲۲ ج ۵ طبع حیدرآباد دکن (ع۔ ح)

فرمانبرداری کی جاوے اور اس کی نافرمانیوں سے بچے کہ غلام کو اپنے مولیٰ کے سامنے بہرحال سرنگوں رہنا لازم ہے ورنہ سرکش باغی مستوجب سزا ہو گا۔

منصب امامت وغیرہ سے چند اقتباسات

چنانچہ مولانا شہید مرحوم نے منصب امامت میں اس کی تفصیل فرمائی ہے جن کے چند مقامات حسب ذیل ہیں (اقسام امامت) صہ ۶۸

قال لقد وا ذا ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن قال انی جاعلک للناس اماما

"اور فرمایا جب آزمایا ابراہیم کو اسکے رب نے چند باتوں میں پس پورا کیا ان کو فرمایا میں تجھ کو لوگوں کا پیشوا کردوں گا"

ونیز ظاہر ست کہ از حضرت خلیل علیہ السلام سیاست صورت نہ بستہ بلکہ آنچہ آنجناب را بہ نسبت عموم ناس ثابت ست ہمیں متبوعیت در اقسام ہدایت ست (صہ ۶۹) شان ائمہ ہم درباب قلت وکثرت انتشار ہدایت مختلف ست باوجود تماثل ایشاں در منصب امامت قلت ظہور ہدایت از امامے باعث سقوط او از درجہ علو و کمال یا انحطاط او در منصب امامت نمی تواند شد (صہ ۷۰) ہمچنیں گمان نکنند کہ لفظ خلفاء راشدین ہم بذوات خلفائے اربعہ اختصاص پیدا کند کہ اطلاق ایں لفظ ذوات ہموں بزرگان مفہوم میگرد د خاشا وکلا (صہ ۷۹) ونیز ایں گماں نباید کرد کہ زمانہ خلافت راشدہ یا اوائل امت ست یعنی زمانہ خلفائے اربعہ یا اواخر امت یعنی زمان حضرت مہدی علیہ السلام و در میان ایں ہردو زمانہ ہمہ زمان تعطل ست کہ ہرگز دراں خلافت راشدہ

ظاہر ہے کہ حضرت خلیل علیہ السلام سے سیاست ظاہر نہ ہوئی بلکہ جو کچھ آنجناب کو بہ نسبت عوام الناس ثابت ہے یہی متبوعیت اقسام ہدایت ہے۔ "شان ائمہ بھی اشاعت ہدایت کی قلت وکثرت کے بارہ میں مختلف ہے حالانکہ منصب امامت میں ان کو باہم تماثل حاصل ہے کسی امام سے ہدایت کا کم ظاہر ہونا منصب امامت میں درجہ علو و کمال سے اس کے سقوط یا انحطاط کا باعث نہیں ہو سکتا" "وہ یہ بھی گمان نہ کرنا چاہیئے کہ لفظ خلفاء راشدین خلفاء اربعہ ہی کی ذات کے ساتھ اختصاص رکھتا ہے۔ اور یہ بھی گمان نہ کرنا چاہیئے کہ زمانہ خلافت راشدہ یا اوائل امت یعنی زمانہ خلفاء اربعہ ہی ہے یا اواخر امت یعنی زمانہ حضرت مہدی علیہ السلام ہے اور درمیان ان دونوں زمانوں کے جملہ زمان تعطل ہے کہ خلافت راشدہ کا اس میں ظہور نہیں ہو سکتا کسی زمانہ میں نزول نعمت الہٰی سے کہ عبارت ظہور خلافت راشدہ سے ہے ہرگز مایوس نہ ہونا چاہیئے اور اس کو حضرت مجیب الدعوات سے

ئ این محل نظر است (ع ح)

گا ہے ظاہر شدنی نیست (صفہ ۸) در ہیچ زمانے
از منہ از نزول نعمت الٰہی کہ عبارت از ظہور خلافت
راشدہ ست ہرگز مایوس نباید شد و آن را از مجیب
الدعوات طلب باید کرد و برا جابت دعاے خود چشم باید
داشت و در تفحص خلیفہ راشد ہر زمان ہمت باید
گماشت کہ شاید کہ نعمت کاملہ در ہمیں زمان ظہور
فرماید و خلافت راشدہ در ہمیں وقت بروز نماید (صلا)
سلطان کامل بر سر بر سلطنت قائم باشد
و امام حق کہ لیاقت خلافت داشتہ باشد
ہمدران زمان موجود باشد پس تنسب
ہمیں ست کہ امام حق بر منصب امامت
قناعت نماید و سعی خود را در نشر ہدایت
مبذول فرماید و با او در امور سیاست
دست گریبان نشود (رسالہ سلسلۂ سلطنت
ضالہ صفہ ۱۲) ہر چند امثال ایں سلاطین
فی الحقیقت از قبیل کفار اشرار اند و از
جنس اہل نار فاما از بسکہ بزبان خود دعوی
اسلام میکنند پس کفر ایشاں مستور ست
و ایمان ایشاں ظاہر و شاہد تصدیق ہمیں
دعوی ظاہری از رسوم اسلام مثل عقد
نکاح و ختان و اظہار تجمل بروز عید الفطر
و عید اضحی و تجہیز و تکفین و نماز جنازہ
و دفن در مقابر مسلمین در میان خود جاری
میدارند و از شرع ربانی بالکل دست
بردار نمی شوند. صفہ ۱۲۶ باید دانست کہ

طلب کرنا چاہئے اور اپنی قبولیت دعا پر امید رکھنا
چاہئے اور خلیفہ راشد کی تلاش میں ہر وقت ہمت
باندھنی چاہئے کہ شاید نعمت کاملہ ایسے وقت
میں ظہور فرمائے اور خلافت راشدہ اسی زمانہ
میں جلوہ دکھائے،، "سلطان کامل (تشریح) سریر
سلطنت پر قائم ہووے اور امام برحق کہ خلافت
کی لیاقت رکھتا ہو اسی زمانہ میں موجود ہووے
پس تنسب یہی ہے کہ امام برحق منصب امامت
پر قناعت کرے اور اپنی سعی اور اہتمام نشر
ہدایت میں مبذول فرمائے اور اس کے ساتھ
امور سیاست میں دست گریبان نہ ہووے،،
(سلسلہ سلطنت ضالہ) "ہر چند ایسے بادشاہ از
قبیل کفار اشرار ہیں اور از جنس اہل نار لیکن چونکہ
اپنی زبان سے مدعی اسلام ہیں پس کفر انکا مستور
ہے اور ایمان ان کا ظاہر و مشہور ہے مستحق فتوائے
تکفیر نہیں اور ان کے ایمان کی تصدیق یہی شواہد
ظاہر یہ کرتے ہیں مثل عقد نکاح و ختنہ اور
اظہار زینت بروز عید الفطر و عید الضحیٰ اور
تجہیز و تکفین و نماز جنازہ اور دفن کرنا مقابر
مسلمانوں میں درمیان اپنے جاری رکھتے ہیں
اور شرع ربانی سے بالکل دست بردار نہیں
ہوتے،، "جاننا چاہیئے کہ مراد لفظ امام سے اس
کتاب میں مطلق مفہوم امام نہیں بلکہ وہی امام
ہے جو تعلق سیاست سے رکھے. بلکہ مراد لفظ امام
سے اس مقام میں صاحب دعوت ہے جسنے

مراد از لفظ امام دریں کتاب مطلق مفهوم امام نیست بلکه همان امام ست که تعلق بسیاست دارد ومرآد از لفظ امام دریں مقام صاحب دعوت ست یعنی کسیکه علم جهاد اعدائے دین برافراخته باشد واجتماع کافهٔ مسلمین دریں مقدمه درخواسته وبراعانت شرع مبین کمر بسته باشد وبرمسند سیاست دین نشسته ومذهبے غیر مذهب ملت نگرفته باشد ومشربے غیر مشرب سنت نبر بسته ودر عدالت وسیاست آئینے غیر آئین نبوی نساخته باشد وقانونے غیر قوانین مصطفوی نپرداخته ودر باب مصالحت ومنازعت وجہے غیر از موافقت ومخالفت دین اظهار نکرده باشد ودرسیاست وعدالت طریقے غیر احکام ملت وآثار سنت اختیار ننموده پس همون ست صاحب دعوت. ص ۱۲۹ پس ازیں بیان واضح گردید که آنچه احادیث مختلفه دریں باب وارد گردیده اند وبظاهر میان آن ها تعارض معلوم می شود فی الحقیقت دران هیچ تعارض نیست بلکه هر حدیث را بر محل آن حمل باید کرد. اهـ

کہ جہاد کا علم اعدائے دین پر اٹھایا ہو اور تمام مسلمانوں کو اس معرکہ میں بلایا ہو اور اعانت شرع مبین پر کمر باندھی اور سیاست دین کی مسند پر بیٹھا ہو اور کوئی مذہب سوائے مذہب ملت کے نہ اختیار کیا ہو اور کوئی مشرب بغیر مشرب سنت نہ قبول کیا ہو اور عدالت اور سیاست میں کوئی آئین سوائے آئین نبوی نہ بنایا ہو اور کوئی قانون سوائے قانون مصطفوی نہ مقرر کیا ہو اور مصالحت اور منازعت کے بارہ میں کوئی وجہ غیر موافقت و مخالفت دین ظاہر نہ کی ہو اور سیاست اور عدالت میں کوئی طریقہ غیر احکام ملت و آثار سنت اختیار نہ کیا ہو پس وہی صاحب دعوت ہے“۔ اور اس بیان سے واضح ہوا کہ جو کچھ احادیث مختلفہ اس باب میں وارد ہوئی ہیں اور بظاہر ان میں تعارض معلوم ہوتا ہے فی الحقیقت آپس میں موافق ہیں کسی قسم کا ان میں تعارض نہیں ہر حدیث کے واسطے ایک محل متعین ہے اس کو اس کے محل پر حمل کرنا چاہیئے۔

نیز مولانا شہید مرحوم مکتوب بنام میر شاہ علی صاحب میں فرماتے ہیں ”نصب امام بر ذمه کافه مسلمین فرض است ومداهنت دران موجب معصیت همچنیں تحصیل معنی شوکت هم برائے امام وقت بر ذمه ایشاں فرض است که کل جماعات مسلمین از هر سو دوان نزد او جمع

شوند وهر کسے از ایشاں بقدر استطاعت خود در تحصیل سامان جنگ کوشش نموده واسباب آن بقدر طاقت خود بدست آورده بحضور امام وقت حاضر گرداند لہذا در کریمہ اعدوالهم ما استطعتم وکریمہ جاهدوا باموالکم وانفسکم خطاب بعموم ملت متوجہ گردید نہ بخصوص بائمہ۔ پس هر کہ مے گوید کہ شوکت امام شرط جہاد ست وشوکت مذکوره در ما نحن فیہ متحقق نیست پس اورا اللازم کہ اول خود بقدر استطاعت خود سامان جنگ همراه آرد وانتظار مشارکت دیگرے درین امر اصلاً جائز نیست پس درانچہ در امر جہاد تعویق وتعطیل واقع می شود وبال ونکال آن برگردن قاعدین متخلفین ست بمشابہ آنکہ نماز جمعہ بر هر کس واجب است داد بدون جماعت منصور نہ وانعقاد جماعت بدون امام ممتنع۔ پس اگر کسے در خانہ نشستہ انتظار این معنی کشد کہ وقتیکہ امام قایم خواہد شود وجماعت مجتمع خواہد گشت هماں وقت من هم حاضر خواهم شد پس لابد نماز جمعہ فوت شود واین کس عاصی وآثم گردد۔ چہ نزول امامے از ارواح مقدسہ وجماعتے از جماعات ملائک برائے اقامت جمعہ هرگز واقع شدنی نیست بلکہ طریقش همانست کہ هر کس از خانہ اگرچہ تنها باشد بیرون برآید ودر مسجد رود واگر جماعت مجتمع باشد شریک ایشاں شود والا در هماں مسجد بنشیند انتظار دیگرے نماید نہ اینکہ مسجد خالی بیند بخانہ خود باز گردد کہ انعقاد جماعت واقامت جمعہ هرگز باین وجہ نخواہد شد (حیات طیبہ ص ۲۸۰ وتواریخ عجیبہ موسوم بہ سوانح احمدی ص ۲۱۲ از مولانا محمد جعفر تھانیسری)

علاوه ازیں اس مکتوب کا خلاصہ بھی یہاں لکھا جاتا ہے جو بنام علمائے پشاور برائے ابطال الزامات بعض مجادلین بے انصافوں کے ۱۲۴۵ھ نوزدهم ربیع الثانی کو ارسال کیا گیا تھا یعنی ایسے الزامات جیسے بدایونی صاحب (مقتدائے مولوی نعیم الدین) نے خطبہ مقولات عشرہ میں لگائے تھے کہ مولوی اسمٰعیل کا اختلاف بدتر ہے معتزلہ وظاہریہ ورافضی وخارجی کے اختلاف سے۔ مولوی اسمٰعیل کے کلام سے ظاہر ہے کہ ان کو اصلاً قید مذہب وملت کی نہیں ہے"

مکتوب مذکور یہ ہے:

پس میگوئیم کہ چناں شنیده ایم کہ از جملہ مفتریات آن مفتریاں آنست کہ این فقیر را بلکہ زمرۂ مجاہدین را بہ الحاد وزندقہ نسبت می نمایند یعنی چناں اظہار می	میں کہتا ہوں کہ ہم نے سنا ہے کہ منجملہ مفتریات ان مفتریوں کے یہ ہے کہ اس فقیر کو بلکہ گروه مجاہدین کو الحاد وزندقہ کی طرف منسوب کرتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ یہ جماعت مسافرین کرئی

کنند کہ ایں جماعہ مسافرین ہیچ مذہب
ندارند وبہ ہیچ مسلک مقید نیستند بلکہ
محض راہ نفسانیت مے پویند وبھر وجہ
لذاتِ جسمانی میجویند خواہ موافق کتاب
باشد خواہ مخالف معاذ اللہ من ذلک
پس باید دانست کہ نسبت ما مردم
ہا ایں امر شنیع افترائیست قبیح وبہتانے
است صریح ایں فقیر وخاندان ایں
فقیر در بلاد ہندوستان گمنام نیست
الوف الوف انام از خواص وعوام ایں
فقیر واسلاف ایں فقیر را مے دانند کہ
مذہب ایں فقیر آبا عن جدٍ مذہب حنفی
است و بالفعل ہم جمیع اقوال وافعال
ایں ضعیف بر قوانین اصول حنفیہ وآئین
وقواعد ایشان منطبق است یکے ازاں
خارج از اصول مذکورہ نیست الا ما شاء اللہ
آنچہ از ہمہ ایشان بسبب غفلت ونسیان
صادر میگردد کہ بخطائے خود معترف مے
باشد وبعد اعلام براہ راست معاودت
مے نماید آرے در ہر مذہب طریق
محققین دیگرے باشد وطریق غیر
ایشان دیگر ترجیح بعض روایات بر
بعضے دیگر نظر بقوت دلیل توجیہ بعضے
عبارات منقول از سلف وتطبیق مسائل
مختلفہ مدون در کتب وامثال ذلک

مذہب نہیں رکھتے اور نہ ہی کسی مسلک وطریقہ
کے مقید ہیں بلکہ محض نفسانیت کی راہ چلتے اور
ہر ایک طرح سے لذات جسمانی ڈھونڈتے ہیں
خواہ موافق کتاب کے ہوں خواہ مخالف
معاذ اللہ من ذلک (خدا کی پناہ)
پس سننا چاہئیے کہ نسبت کرنا ہماری طرف اس
امر شنیع کا افترائے قبیح اور بہتان صریح ہے یہ
فقیر اور خاندان اس فقیر کا ملک ہندوستان
میں گمنام نہیں ہے ہزارہا لوگ خواص وعوام
اس فقیر اور اسلاف اس فقیر کو جانتے ہیں کہ مذہب
اس فقیر کا آباؤ اجداد سے مذہب حنفی ہے اور
بالفعل بھی جمیع اقوال اور افعال اس ضعیف
کے قوانین اصول حنفیہ اور ان کے آئین وقواعد
کے موافق ہیں ایک بھی ان میں سے اصول مذکورہ
سے خارج نہیں ہے الا یہ کہ کوئی بات ان سب سے
غفلت ونسیان کے سبب سے صادر ہو جاوے جس
میں اپنی خطا کا اعتراف ہوتا ہے اور بعد اطلاع
کے راہ راست اختیار کر لیا جاتا ہے البتہ ہر
مذہب میں طریق محققین دوسرا ہوتا ہے اور
دوسرے لوگوں کا طریق سوائے اصحاب تحقیق
کے دوسرا کہ ترجیح بعض روایات کی بعض دیگر پر ساتھ
قوت دلیل کے کرتے ہیں اور بعض عبارات منقولہ سلف
کی توجیہ اور تطبیق مسائل مختلفہ کی کتابوں میں متعدد ہیں
اور سوا اسکے اور امور ہیں جو ہمیشہ کاروبار اہل تدقیق
اور تحقیق کا ہے لہذا اس وجہ سے وہ مذہب سے

دائماً از کار و بار اہل تدقیق و تحقیق است بایں سبب ایشاں خارج از مذہب نمے توانند شد بلکہ ایشاں را لُبّ لباب اہل آن مذاہب باید شمرد ہر کہ دریں مقدمہ شبہ داشتہ باشد لازم کہ نزد ایں فقیر آمدہ بالمشافہ حل اشکال نماید یا خود بفہمد و یا فقیر را بفہماند انتہیٰ (سیرۃ احمدیہ صفحہ ۶۵ یعنے سوانح احمدی ص ۲۲۲ طبع صوفی کمپنی)

خارج نہیں ہو سکتے ہیں بلکہ ان کو لُبّ لباب اہل ان مذاہب کو شمار کرنا چاہئے جو شخص اس بارہ میں شبہ رکھتا ہو دے لازم ہے کہ فقیر کے پاس آکر بالمشافہ مونہہ بمونہہ مشکلات کو حل کرے یا خود سمجھے اور یا فقیر کو سمجھا دیوے"

الحمد للہ کہ حضرت امیر المؤمنین مجدد غازی و مجاہد کبیر سید احمد صاحبؒ کے مکاتیب متواتر توحید و سنت حقائق و معارف حسب تحقیق مسلک اہل تحقیق و اہل سنت اور تردید رسومات شرک و بدعات گور پرستی و تقلید پرستی شادی و ماتم ممنوعات سے لبریز ہیں چنانچہ آپ کے شیخ اکمل مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ سے آپ کے مناقب و اوصاف مولوی نعیم الدین کے جواب میں مفصل مذکور ہو چکے علیٰ ہذا تقویۃ الایمان کی تصدیق و تائید کما حقہ خصوصاً خود کلام مالا کلام حضرت ممدوح علام صاحب تقویۃ الایمان مولانا شہید مرحوم سے بتواتر علی الخصوص بزمانہ قرب شہادت فی سبیل اللہ مثل آفتاب روشن و محقق ہو کر تمام خار و خاشاک بہتانات و مفتریات مولوی نعیم الدین کے نسبت نوبہ از توحید و سنت وغیرہم امور مولانا شہید مرحوم کی طرف نسیاً منسیاً ہو کر تہ خاک مذلت ہو گئے والحمد للہ علیٰ ذلک حمداً کثیراً۔

مفتیان بریلویہ کا تناقض و اضطراب الخ

مولوی نعیم الدین کے مقتدائے اعلیٰ مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی النہی الاکید (۱۳۱۰ھ) صفحہ ۴۶ میں وہابیون الحمد یوں متبعین مولانا شہید مرحوم پر الزامات بیجا کفر و شرک لگا کر بھی صفحہ ۲۹ میں لکھتے ہیں "حاش اور ہم پھر بھی دامن احتیاط ہاتھ سے نہ دیں گے اور یہ ہزار ہمیں جو چاہیں کہیں ہم زنہار ان کو کفار نہ کہیں گے" نیز تمہید ایمان (۱۳۲۶ھ) صفحہ ۴۲ میں لکھتے ہیں "علمائے اہلسنت نے (اسمٰعیل دہلویؒ) کے کلام میں بکثرت کلمات کفریہ ثابت کئے

اور شائع فرمائے" بااینہمہ اولاً سبحان السبوح عن عیب کذب مقبوح (الخ ۱۳۱۲ھ) دیکھئے کہ بار اول ۱۳۰۹ھ میں لکھنؤ مطبع انوار محمدی میں چھپا جس میں "بدلائل قاہرہ" دہلوی مذکور اور اس کے اتباع پر پچہتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے صفحہ ۹۰ پر حکم اخیر یہی لکھا کہ علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے۔ وھو الجواب و بہ یفتیٰ و علیہ الفتویٰ وھو المذھب و علیہ الاعتماد و فیہ السلامۃ و فیہ السداد" یہی جواب ہے یہی فتویٰ دیا جائے گا اور اسی پر فتویٰ ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی ہے اور اسی میں استقامت ہے" ثانیاً الکوکبۃ الشہابیۃ فی کفریات ابی الوہابیہ دیکھئے جو خاص اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین ہی کے رد میں تصنیف ہوا اور بار اول شعبان ۱۳۱۶ھ میں عظیم آباد مطبع تحفۂ حنفیہ میں چھپا جس میں نصوص جلیلہ قرآن مجید و احادیث صحیحہ و تصریحات ائمہ" سے بحوالہ صفحات کتب معتمدہ اس پر ستر وجہ بلکہ زائد سے لزوم کفر ثابت کیا اور بالآخر یہی لکھا صفحہ ۶۲ "ہمارے نزدیک مقام احتیاط میں اکفار سے (یعنی کافر کہنے سے) کف لسان (یعنی زبان روکنا) ماخوذ و مختار و مناسب واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ثالثاً سل السیوف الہندیہ علی کفریات بابا النجدیہ دیکھئے جو صفر ۱۳۱۶ھ کو عظیم آباد میں چھپا اس میں بھی "اسمٰعیل دہلوی اور اس کے متبعین پر "بوجوہ قاہرہ" لزوم کفر کا ثبوت دے کر صفحہ ۲۱ و ۲۲ پر لکھا "یہ حکم فقہی متعلق بکلمات سفہی تھا مگر اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں بیحد برکتیں ہمارے علمائے کرام پر کہ یہ کچھ دیکھتے اس طائفہ کے پیر سے بات بات پر سچے مسلمانوں کی نسبت حکم کفر و شرک سنتے ہیں بااینہمہ نہ شدت غضب دامن احتیاط ان کے ہاتھ سے چھڑاتی ہے نہ قوت انتقام حرکت میں آتی وہ اب تک یہی تحقیق فرما رہے ہیں کہ لزوم و التزام میں فرق ہے اقوال کا کلمہ کفر ہونا اور بات اور قائل کو کافر مان لینا اور بات ہم احتیاط برتیں گے سکوت کریں گے جب تک ضعیف سا ضعیف احتمال ملے گا حکم کفر جاری کرتے ڈریں گے اھ مختصراً رابعاً ازالۃ العار بحجر الکرائم عن کلاب النار دیکھئے بار اول ۱۳۱۷ھ میں عظیم آباد چھپا اس میں صفحہ ۱۰ پر لکھا "ہم اس باب میں قول متکلمین اختیار کرتے ہیں ان میں جو کسی ضروری دین کا منکر نہیں نہ ضروری دین کے کسی منکر کو مسلمان کہتا ہے اسے کافر نہیں کہتے" خامساً اسمٰعیل دہلوی کو بھی جانے دیجئے یہی دشنامی لوگ جن کے کفر پر اب فتویٰ دیا ہے جب تک ان کی صریح دشناموں پر اطلاع نہ تھی مسئلہ امکان کذب کے باعث ان پر اٹھہتر وجہ سے لزوم کفر ثابت کر کے سبحان السبوح میں بالآخر صفحہ ۸۰ طبع اول پر یہی لکھا "حاش للہ ہزار ہزار حاش للہ میں ہرگز ان کی تکفیر پسند نہیں کرتا ان مقتدیوں

یعنی مدعیان جدید (گنگوہی وانبیٹھی اوران کے اذناب دیوبندی) کو تو ابھی تک مسلمان ہی جانتا ہوں۔ اور امام الطائفہ (اسمٰعیل دہلوی) کے کفر سے منع فرمایا ہے جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہوجائے اور حکم اسلام کے لئے اصلاً کوئی ضعیف سا ضعیف محمل بھی باقی نہ رہے فان الاسلام یعلو ولا یعلیٰ"

ناظرین کرام۔ بنظر انصاف ملاحظہ فرمائیں کہ مولوی صاحب بریلوی نے اپنی چھ کتابوں میں جب اپنے زعم باطل مختل کے باوجود "بکثرت تصریحات نصوص قرآن واحادیث اور ائمہ" سے کفریات مولانا شہید مرحوم اور ان کے معتقدین صاحب براہین قاطعہ اور حفظ الایمان پر دشنام دہی جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جھوٹے الزامات کفریہ لگا کر بھی کافر کہنے کی ہمت نے یاوری نہ کی اگر سچے ہوتے تو پھر کیا اندیشہ ہوتا جو مردود۔ انبیاء علیہم السلام کی توہین کرے ان کو صریح گالیاں دیوے پھر اس کے کافر و ملعون ہونے میں تامل کرنا کیا خود کافر و ملعون ہو کر قابل قتل ہونا نہیں ہے چہ جائیکہ بڑے زور و شور سے اس کے حامی و مددگار بن کر عدم تکفیر ہی پر "فتوے و اعتماد اسی پر سلامتی جان کر اپنا مذہب قرار دینا"

حتیٰ کہ مولانا شہید مرحوم اور ان کے معتقدین اہل دیوبند اور اہل حدیث کو منکر ضروریات دین تک بھی بتانے کی طاقت نہ ہوسکی والفضل ما شہدت بہ الاعداء۔ مگر پھر برخلاف اس کے آتش بغض وحسد تعصب و عناد حب دنیا و جاہ ملعونہ بھڑک اٹھی کہ بے بنیاد تکفیر کا پہاڑ اپنی گردن پر رکھا گیا اور براہین قاطعہ و حفظ الایمان کے سامنے ہوتے ہوئے پھر آنکھوں پر کفر کی پٹی باندھ کر تمہید ایمان ص۲۲ میں تکفیر کے لئے پلٹی کھائی "کہ صریح دشناموں پر اطلاع نہ تھی تو اب بے تکفیر چارہ نہ تھا، کہ من شک فی عذابہ وکفرہ فقد کفر جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے" ان دشنامیوں کی تکفیر تو اب ۱۳۲۰ھ سے ہوئی ہے۔

حالانکہ یہ محض سفید جھوٹ و افتراء ہے۔ کیونکہ اولاً النہی الاکید ۱۳۰۵ھ ص۲ میں وہابیوں اہل حدیثوں کا صریح کافر ہونا لکھا۔ پھر سبحان السبوح ۱۳۰۷ھ کی تو بنیاد ہی براہین قاطعہ و علمائے معتقدین مولانا شہید مرحوم اہل دیوبند و اہل حدیث کی تکفیر پر رکھی، علیٰ ہذا انباء المصطفیٰ ۱۳۱۸ھ میں صاحب براہین قاطعہ پر دشنامی ذریت شیطانی کفری الزامات ۱۳۲۰ھ سے پہلے ہی دشنامی، اللہ و رسول کو گالیاں دینے والے بتا کر بھی ان کی تکفیر نہ کی مسلمان بتانیکا

اقرار کر کے خود اپنا مذہب بھی اسی کو قرار دیا۔ لہٰذا یہ قول تکفیر محض حیلہ و فریب ہے۔ اسی طرح مؤلف اطیب البیان کی بھی کمال عجز بلکہ بد دیانتی ہے کہ مولانا شہید مرحوم کی نسبت تقویۃ الایمان سے توبہ کرنے کا بہتان لگایا اور ان کے کفر میں تو تامل کیا لیکن ان کے متبعین کے کفر میں (جو تقویۃ الایمان کی اعتقاداً و عملاً تصدیق و تائید کرتے رہے اس لئے کہ بڑے بڑے ائمہ سلف صالحین محدثین ومفسرین مجتہدین اولیاء کاملین کے ارشادات بھی اس کی تائید میں ہیں) ذرا بھی تامل نہ کیا حالانکہ ان الزامات سے وہ اعلان برأت کر رہے ہیں جیسا کہ مفصل طور پر اوپر بحوالہ براہین قاطعہ اور حفظ الایمان گذر چکا ہے۔ نیز مولانا اشرف علی صاحب بسط البنان میں دربارہ الزام ہی شتام وتنقیص نبی صلی اللہ علیہ وسلم حفظ الایمان کے فرماتے ہیں "میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا، جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دل میں بھی اس کا خطرہ نہیں گذرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے" ایسے ہی مولانا خلیل احمد صاحب دربارہ الزام کفر براہین قاطعہ اپنی برأت المہند ص۱۲ و ص۱۹ میں فرماتے ہیں ناظرین اہل انصاف کو اس گورکھ دھندہ بلکہ فریب سازی، مکاری، آتش افشانی پر غور کرنا چاہیئے کہ جب مولانا شہید مرحوم تقویۃ الایمان لکھ کر اس پر یقین کرتے ہوئے اس کی تائید میں مناظرے مخالفین سے کر کے اسکے رفع شکوک پر اپنی قرب شہادت فی سبیل اللہ تک قائم رہے اور جوابات دیتے رہے اس کے باوجود بقول مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی اور مولوی نعیم الدین کے کفر ان پر ثابت نہ ہوا لیکن اُن کے معتقدین ومتبعین بلا تامل قطعی کافر ہو گئے حتیٰ کہ جو انہیں کافر نہ جانے وہ بھی کافر۔ یہ اُلٹا کفر انہیں پر لوٹے گا:

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دُور نہ تھا — پر ترے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

اہل دیانت خصوصاً اہل مراد آباد پر یہ امر منکشف ہے کہ مولوی نعیم الدین صاحب کی ذات گرامی کے باعث ازراہ عناد جو کچھ شور و شر فتنہ و فساد اٹھتا رہتا ہے علماء و صلحاء پر لعن وطعن تبرا بازی ہوتی رہتی ہے برملا اپنی مجلسوں میں سامعین سے لعنت کہلوانا کافر و مرتد بنانا بیویوں پر طلاقیں عائد کرنا بد زبانی سے ڈاکو خبیث وغیرہم الفاظ نکال کر عام مسلمانوں میں نفاق و شقاق پیدا کر کے اُن کو رسومات شرک و بدعات پر برانگیختہ کرنا اور اسی میں اپنی روزی ومعاش کا مدار جاننا جس کو مسلمان اہل انصاف تو کیا بظاہر مخالفین اسلام کی بھی تہذیب

گوارا نہیں کر سکتی جیسا کہ اس کتاب کی ابتدا میں مولوی نعیم الدین کے ایسے ہی ارشادات و اقوال کی فہرست صفحہ وار مولانا شہید مرحوم کے متعلق پیش کی جا چکی ہے۔ علیٰ ہٰذا جس زمانہ میں مولوی نعیم الدین صاحب کی آمد و رفت مدرسہ امدادیہ مراد آباد میں مولوی محمد گل خانصاحب کے پاس رہتی تھی طلبہ وغیرہم لوگوں سے اسی قسم مذکورہ بالا کے کلام ہوتے رہتے تھے جس کو عرصہ تقریباً تیس پینتیس ۳۵ سال کا ہوتا ہے لہٰذا لوگوں نے تنگ آکر مولوی محمد گل خانصاحب سے اُن الفاظ شنیعہ قبیحہ کے متعلق فتوے لیا جو بجنسہ اصلی دستخطی ہمارے پاس محفوظ ہے۔ چونکہ مولوی نعیم الدین نے اپنے رسالہ فیضانِ رحمت (مصنفہ سنہ ۱۳۲۶ھ) صا میں مولوی صاحب کی نسبت مدح سرائی میں یہ لکھا ہے۔ "جناب فیضمآب استادی قامع بدعت محی السنت حضرت مخدومی عین العلماء راس الفضلاء مولوی محمد گل خانصاحب حاجی حرمین شریفین دام فیوضہم" اس لئے ناظرین کی خدمت میں وہ فتویٰ بغرض احقاق حق و امتیاز باطل پیش کیا جاتا ہے جو حسب ذیل ہے۔

"کیا فرماتے علماء دین اس بارہ میں۔ کہ ایک شخص جو علم دین وغیرہ سے اچھی طرح واقف ہے وہ نہ معلوم کیوں ہمیشہ مدرسہ اسلامیہ دیوبند۔ سہارنپور۔ میرٹھ۔ دہلی۔ مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد مولانا اشرف علی صاحب تھانوی و حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ گنگوہی و مثل ایسے ہی اسلامیہ مدارس کے علماؤں کو سخت فحش لفظوں میں بُرا کہا کرتا ہے اور بعض اوقات فحش فحش گالیاں دیتا ہے۔ وجہ دریافت کرنے پر جواب دیتا ہے کہ یہ سب لوگ خارج از ایمان ہیں۔ اور بہت سے جھوٹے قصے فرضی گھڑ کر بیان کرتا ہے کہ ان لوگوں نے ایسا کیا یہ کیا وہ کیا اور جو کوئی شخص ایسے شخص کے سامنے مولانا اشرف علی صاحب یا حضرت گنگوہی کا نام لے دیتا ہے تو جل کر خاکستر ہو جاتا ہے۔ اور پھر یہ شخص اپنے آپ کو اس حالت پر بڑا متقی عالم فاضل مولوی حافظ خیال کرتا ہے۔ پس شخص مذکور آپ کے نزدیک کیسا ہے اور یہ شخص شرعاً کسی سزا کا مستحق ہے یا نہیں اور اس سے اور اس کے ہم خیالوں سے رسم بڑھانا جائز ہے یا ناجائز؟ جواب باصواب بحوالہ کتاب بہت جلد مع مہر و دستخط وغیرہ مرحمت فرما دیں۔ راقم چند اہل اسلام مراد آبادی"

(الجواب) جو شخص علماء دین کو سب و شتم اور سوء ادبی سے یاد کرتا ہو شرعاً موجب تعزیر ہے ہر طرح ایسے شخص سے احتراز لازم اور واجب ہے اور حرکات اس کے عبث و ناجائز ہیں خصوصاً

فحش بکنا بطریق ادلی ناجائز ہے اور ممنوع خدا ایسے آدمی کو ہدایت اور توفیق ادب و احترام بزرگان نصیب فرماوے آمین محمد گل بقلم خود

فتوی مذکورہ کئی مرتبہ چھپکر مراد آباد میں شائع ہو چکا ہے۔ جس سے ثابت ہوا کہ مولوی محمد گل خانصاحب کے نزدیک مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی اور مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (مرحوم) وغیرہ اکابرین صالحین میں سے ہیں۔ نیز مولوی محمد گل خانصاحب موصوف اپنی مشہور تصنیف ذخیرۃ العقبیٰ مطبوعہ گلزار ابراہیم مراد آباد کے متعدد صفحات پر اکابر علمائے دیوبند کی شان میں کلمات توصیف و مدح کے لکھتے ہیں چنانچہ صفحہ ۱۸۵ میں مرقوم ہے۔ براہین قاطعہ جو بمشورہ باہمی علمائے دیوبند اور جناب مولوی رشید احمد صاحب کے تصنیف ہوئی ہے اس کتاب مقدس کے صفحہ ۲۰۶ مطبوعہ ہاشمی میں ان علماء بزرگوار نے الخ " جنابمن علماء باعمل دیوبند کا اور جناب مولانا رشید احمد صاحب مقتدائے عالم کا حال بخوبی آپ کو واضح ہوا" ایضاً صفحہ ۱۵ میں مرقوم ہے" جنابمن اس عبارت سے بخوبی مفہوم ہوا کہ ان علماء بابرکت نے ان امور (مولود مرجبہ وغیرہ) کا مکروہ اور بدعت ہونا بسبب ضروری اور مؤکد سمجھنے عوام الناس کے ثابت کیا"۔

پس مولوی نعیم الدین کا ایسے علمائے اکابرین صالحین معتقدین مولانا شہید مرحوم اور تصدیق کنندگان تقویۃ الایمان کو خارج از ایمان قرار دے کر کافر و مرتد جاننا معاذ اللہ بلکہ جوان کو ایسا نہ جانے اکابرین صالحین میں سے جانے جس طرح مولوی محمد گل خانصاحب نے مقتدائے عالم بابرکت باعمل جانا تو اس کو بھی کافر خارج از ایمان جاننا بقول مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی کے جو ایسے کے معذب و کافر ہونے میں شک کرے خود کافر ہے تو خود مولوی نعیم الدین کا اپنے قول سے اپنے اور اپنے استاد پر کفر عائد ہوا۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

علیٰ ہذا مولوی حشمت علی خانصاحب مرحوم شاذلی مولوی نعیم الدین کے مقتدا و ملا اشرف شاذلی کے پیر و تیلاد جلسہ دستاربندی مدرسہ شاہی مسجد مراد آباد ۱۳۰۱ھ صفحہ ۲۶ اپنے قصیدہ میں اکابر علماء و صلحاء اہل دیوبند معتقدین مولانا شہید مرحوم کی شان و مدح

میں لکھتے ہیں "

عالم اکمل رئیس الاذکیاء — حافظ تفسیر و قرآن مجید!

مولوی قاسم نانوتوی! — آنکہ بود اندر زمانِ خود وحید

در حذاقت از فلاطوں بیشتر — در سخن رائی ز سحبان و لبید

چوں شرف بخش مراد آباد شد — دید علم و فضل را قحطِ شدید

مدرسہ از چندہ جاری ساختہ — تا شوند از وے ہمہ کس مستفید

داشت ہر کس ہمتے از خاص و عام — چندۂ او را بجان و دل گزید

اولاً غرباء کفیل او شدند — پس ترش امراء و رؤسائے عدید

بارِ نظمش پنج کس برداشتند — ہر یکے در خیر اندیشی فرید

اول اقدم رئیس دین پناہ — حق منش مقبول درگاہ مجید

آنکہ کارش کار یزداں ست بس — ہمتش مقصود او صادق حمید

تا بجولانگاہ بخشش آوردہ دو — دشمن دیں در گریبان سر کشید

از تلاقی محمد با علے — اسم والایش ہمی گردد پدید

ثانیاً سر خلیل ارباب سخن! — در طریق نکتہ پردازی فرید

حامی دین خیر خواہ مسلمیں — مقتدانا مولوی عبدالرشید

ثالث شان اوستادی مرشدی — آنکہ شد خلقے ز علمش مستفید

سینہ اش بحر محیط علم دین — گنج معنی را زبان او کلید

مولوی احمد حسن کندر کمال — دیدۂ عالم ندید او را ندید

رابع ایشاں کرم فرمائے من — آنکہ در اقرانِ خود باشد وحید

حاجی اکبر کہ از فرط سخا — کرد خود را وقف ایں کار سعید

میرزا صاحب کہ حسن سیرتش — عالمے را زیر دامِ خود کشید

گر محمد باقی منضم کنی! — نام نامیش شود بر تو پدید

آں چناں دادند داد اہتمام — کآفریں خواں شد برایشاں ہر کہ دید

رب احرسہا بعین لطفک   من شر دہر کل شیطان مرید

باسے ہا رج شکست ہ حشمت و گفت   کہ خوشا جلسۂ طرب انگیز ۱۳۱۱ھ

اور خود مولوی نعیم الدین رسالہ فرائد النور ۱۳۲۵ھ صہ۱۲ میں مولانا حکیم محمد ہدایت العلی

صاحب مرحوم تلمیذ رشید حضرت میاں صاحب مولانا سید نذیر حسین محدث

دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مکرمی جناب مولوی حکیم ہدایت علی صاحب سلام علیکم لکھا ہے

کیا عجیب بات ہے کہ پس مولوی نعیم الدین کے مقتدا مولوی حشمت علی خاں صاحب مرحوم تو اکابر

حضرات دیو بند اور علماء و علماء اہل مراد آباد مدرسہ شاہی مسجد معتقدین مولانا شہید مرحوم

کو اپنا پیشوا مقتدا استاد و مرشد بحر العلوم دین رئیس الاذکیا یکتائے زمانہ وغیرہ محامد و

اوصاف سے ملقب فرماویں اور اُن کے ناخلف اپنی جہالت و خباثت طینی سے بزرگان دین

صاحب فضل و کمال کو کافر مردود ٹھہراویں اور جو ان کو کافر نہ جانے وہ بھی کافر ہو گیا

معاذ اللہ عن سوء الاعتقاد الخبیث چنانچہ مولوی نعیم الدین صاحب کے خانصاحب بریلوی

احکام شریعت حصہ اول صہ۷۷ میں لکھتے ہیں

"وہابیہ دیوبندیہ کہ اپنے آپ کو خاص اہلسنت وجماعت کہتے حنفی بنتے چشتی نقشبندی

بنتے نماز روزہ ہمارا سا کرتے ہماری کتابیں پڑھتے پڑھاتے اور اللہ و رسول کو گالیاں

دیتے ہیں یہ سب سے بدتر زہر قاتل ہیں"

ایضاً صہ۸۴ میں لکھتے ہیں۔

"وہابی کا کوئی حق نہیں کہ وہ مرتد ہیں"

ایضاً صہ۸۶ میں لکھتے ہیں

"وہابی دیوبندی وہابی غیر مقلد ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار و حرام قطعی ہیں

اگرچہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتد ہیں"

ایضاً صہ۹۲ میں لکھتے ہیں

"دیوبندی وغیرہ کہ نہ ان کی نماز نماز ہے نہ ان کے پیچھے نماز نماز بالفرض وہی جمعہ

یا عیدین کا امام ہو اور کوئی مسلمان امامت کے لئے نہ مل سکے تو جمعہ و عیدین کا ترک فرض ہے

جمعہ کے بدلے ظہر پڑھے "اور عرفان شریعت بریلویہ نعیمی پریس مراد آباد ص۲۳ میں ہے"

"نانوتوی و دیوبندی کی نسبت صاف صریح تصریح ہے کہ من شک فی کفرہ فقد کفر جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر ہے نہ کہ مسلمان سمجھنا نہ کہ صاحب ارشاد جاننا نہ کہ پیر بنانا"

ایضاً فتاوی رضویہ جلد اول ص۱۹۱ میں لکھا

"مصافحہ کرنا تو خود ہی حرام قطعی و گناہ کبیرہ ہے اگر بلا قصد بھی اُن کے بدن سے چھو جائے تو وضو کا اعادہ مستحب ہے"

ایضاً ص۳۶ میں لکھا

"دیوبندی غیر مقلد خذلہم اللہ تعالیٰ اجمعین"

ایضاً ملفوظ حصہ اول بریلویہ ص۶۶ میں لکھا

"وہابی وغیرہ کفار مرتدین کے جنازہ کی نماز نہیں ایسا جانتے ہوئے پڑھنا کفر ہے"

ایضاً ص۹۵ میں لکھا

"وہابیوں کی بنوائی ہوئی مسجد مسجد ہے یا نہیں۔ ارشاد کفار کی مسجد مثل گھر کے ہے" خلیل احمد رشید احمد اشرف علی کے کفر میں جو شک کرے وہ خود کافر من شک فی کفرہ وعذابہ فقد کفر ہے"

پس جبکہ مولوی نعیم الدین اینڈ کمپنی کے زعم باطل میں علمائے دیوبند و اہلحدیث مرتد ٹھہرے ان کا ذبیحہ محض نجس مردار حرام قطعی ہوا نہ ان کی نماز نہ ان کے پیچھے نماز درست ٹھیری بلکہ جو ان کو مسلمان جانے وہ بھی کافر ہے حتٰی کہ ان سے مصافحہ کرنا حرام قطعی، بلا قصد بدن سے بدن چھو جانے سے اعادہ وضو ہونا ان کے جنازہ کی نماز پڑھنے سے کافر ہو جانا ان کی مسجد بنوائی کا حکم مثل گھر کے ہونا کہ چاہے وہاں پاخانہ پیشاب کرو نجاسات ڈالو استغفر اللہ)

لہذا مراد آباد کے فرقہ نعیمیہ کے نزدیک ذبیحہ قصاباں اور معتقدین علمائے دیوبند مدرسہ شاہی مسجد سب مردار خوار حرام قطعی کے ہو کر کافر و مرتد ہوئے پھر کس قدر بکثرت لوگ ایسے ہیں جو علمائے مدرسہ شاہی مسجد و مولانا سید محمد فاہم علی صاحب امام شہر

جامع مسجد و عیدگاہ کی امامت کے ساتھ ہزاروں کی تعداد میں ان کو مسلمان دیندار مقتدار جان کر نماز پڑھتے ہیں اور نماز جنازہ ان سے پڑھواتے ہیں کیونکہ شہر کی بڑی اور مشہور مساجد میں جامع مسجد اور شاہی مسجد ہی ہے تو یہ سب امام و مقتدی مولوی نعیم الدین کے زعم باطل میں کافر و مرتد بے ایمان خارج از اسلام ہو گئے پھر ان میں ایسے بھی ہیں جو دونوں کی اقتداء میں نماز پڑھ لیتے ہیں آپس میں سلام و کلام مصافحہ کھانا پینا شادی غمی میں شرکت میل ملاپ رکھتے ہیں حتیٰ کہ مولوی نعیم الدین کا فرائد النور میں مولانا حکیم ہدایت اللہ صاحب اہل حدیث مرحوم کو السلام علیکم لکھنا زمانہ اجراء تکفیر سنہ ۱۳۲۲ھ کے بعد سنہ ۱۳۲۵ھ میں مرقوم ہو چکا ہے تو کیا خود مولوی نعیم الدین صاحب مع اپنے سب فرقہ کے کافر و مرتد ٹھیر بن گئے! پناہ بخدائے لایزال! مگر اصل یہ ہے کہ مولوی نعیم الدین کا یہ اختراعی طریقہ فتنہ انگیز ہے جس سے تفریق پیدا کرنا مقصود ہے عوام (جو رسومات و بدعات گور پرستی میں منہمک اور اس کے خوگر اکثر ہوتے ہیں) کی تائید میں ان کا ہم پیالہ ہم نوالہ ہونا محض دنیا طلبی زراندوزی کے لئے ہے ان کو اپنی طرف مائل کرنے اپنی وجاہت قائم کرنے کے لئے ہے مقتدر علماء مانعین رسومات و ممنوعات کو کافر و مرتد بنانا اسلئے ہے کہ عوام اس کید و فریب میں جلد پھنس جاویں گے اگر وہ عوام کو اتفاق و اتحاد کی ترغیب دلاتے شرک و بدعت رسومات سے روکتے خالص توحید و سنت کی ان کو تاکید کرتے (جو اصل اصول دین اسلام ہے جس کی مکمل تشریح قرآن و حدیث و اقوال ائمہ سلف مسلمات سے جو بتائید تقویۃ الایمان واضح ہو چکی ناظرین اسکے ہر مسئلہ کو تنقید و تحقیق کے ساتھ ملاد یکھیں) تو پھر یہ نفاق و شقاق کیوں پیدا ہوتا!

حنفی اہل حدیث کے اختلاف کی حقیقت

اسی کے باعث تو حلوا مانڈہ چلا ہوا ہے حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ تمام علمائے دین اصولاً عقیدۃً عملاً کتاب و سنت پر متحد ہیں گو بعض جزئیات و فروعات فقہیہ قیاسیہ حنفیہ مالکیہ شافعیہ حنبلیہ میں مختلف ہوں بلکہ باوجود ہونے اصول واحد کے فروع فقہیہ کو ترک کرنا بھی عقیدہ میں داخل اور عمل میں جاری ہے. چنانچہ فقہ حنفیہ کا مستند فتاوی شامی یعنی رد المختار ہے جس کی توصیف اوپر مولوی صاحب سے ہم متعدد دفعہ نقل کر چکے

ہیں کہ "شامی جو اہل سنت وجماعت کی بہت معتبر کتاب ہے اور علماء ہند وغیرہ کا اس کی روایتوں پر عمل ہے"

"ردالمحتار الدر المختار کا سب سے نفیس تر حاشیہ فقہ کی کمال معتبر کتاب علامہ ابن عابدین شامی کی مصنفہ ہے")

اسی ردالمحتار شامی جلد اول مطبوعہ مصری صفحہ ۵۲ و صفحہ ۲۶ میں مرقوم ہے

فقد صح عن الامام انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي وقد حكى ذلك ابن عبد البر عن ابي حنيفة وغيره من الائمة اه ونقل ايضا الامام الشعراني عن الائمة الاربعة و اما لو صلى يوما على مذهب واراد ان يصلي يوما آخر على غيره فلا يمنع منه لما قدمناه في الخطبة عن الحافظ ابن عبد البر والعارف الشعراني عن كل من الائمة الاربعة انه قال اذا صح الحديث فهو مذهبي

بے شک تحقیق کو پہنچا ہے اور دین سے کہ انہوں نے فرمایا جب صحت کو پہنچ جاوے حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تو وہی ہمارا مذہب ہے جیسا کہ ابن عبد البر نے امام ابو حنیفہؒ وغیرہ سے نقل کیا ہے نیز امام شعرانیؒ نے بھی چاروں اماموں سے کہ اگر نماز پڑھے ایک دن ایک مذہب کے موافق اور ارادہ کرے کہ نماز پڑھے دوسرے دن دوسرے مذہب کے طور پر تو اس سے بھی امر مانع نہیں ہے کیونکہ ہم نے شروع خطبہ میں بنقل حافظ ابن عبد البرؒ اور عارف شعرانیؒ کے چاروں اماموں سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا جب صحیح ثابت ہو جاوے حدیث پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی تو وہی ہمارا مذہب ہے"

نیز اسی ردالمحتار صفحہ ۳۵ میں مرقوم ہے۔

فاخرج نفسك من ظلمة التقليد وحيرة الاوهام واستضئ بمصباح التحقيق في هذا المقام

"نکال تو اپنے نفس کو تقلید کی اندھیریوں اور اس کی حیرتِ اوہام میں مبتلا ہونے سے اور روشنی حاصل کر تحقیق کے چراغ سے"

اور ایسی ہی صراحت دیوبندی اور بریلوی اکابر دونوں سے ثابت ہے۔ چنانچہ

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی از اکابر علماء دیوبند کا فتوی فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صـ۱۲ میں مرقوم ہے

سوال مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب کو جو دہلی میں محدث ہیں جو لوگ ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے جانتے ہیں اور لامذہب کہتے ہیں آیا یہ کہنا ان کا صحیح ہے یا نہیں با وجود صحیح ہونے کے ایسے لوگ فاسق بدکار ہیں یا نہیں اور مولانا صاحب کے عقائد اور اعمال موافق اہل سنت والجماعت ہیں یا نہیں اور حضرت سلمہ کے عقائد اور مولانا صاحب کے عقائد میں کچھ فرق ہے یا متفق ہیں گو بعض جزئیات میں یا اکثر میں تخالف ہو تو یہ کچھ ایسا امر نہیں ہے جس کی وجہ سے ان کو ایسا گمان کیا جائے جواب بطور بسط کے ارقام فرماویں کیونکہ ایک عالم ان کو لعن وطعن کرتا ہے اور بدتر فاسقین سے جانتا ہے فقط

الجواب بندہ کو ان کا حال معلوم نہیں اور نہ میرے ساتھ ان کو ملاقات ہے لیکن لوگ ان کے حال کے بیان میں مختلف ہیں اگرچہ ان کو مردود اور خارج اہل سنت سے کہنا بھی سخت بیجا ہے عقائد میں سب متحد مقلد غیر مقلد ہیں البتہ اعمال میں مختلف ہوتے ہیں واللہ تعالی اعلم رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد ۱۳۰۱ھ

علی ہذا مولانا گنگوہی موصوف سبیل الرشاد صـ۱۲ طبع ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں "جب خود شارع کا حکم موجود ہے تو کسی کے قیاس کی کیا ضرورت ہے کیونکہ خلاف حکم نص کے قیاس سے ثابت کرے گا تو وہ فعل ابلیس کا اور جو موافق نص کے ثابت ہوگا تو لاحاصل ہوگا"

"پس اگر خطا بتحقیق معلوم ہو جائے تو اس کو رد کرنا ضرور ہے"

"الغرض بعد ثبوت اس امر کے کہ یہ مسئلہ اپنے امام کا خلاف کتاب و سنت کے ہے ترک کرنا ہر مومن کو لازم ہے اور کوئی عامی بعد وضوح اس امر کے اس کا منکر نہیں ایسے ہی مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حاشیہ حیات الموات صـ۸۹ میں لکھتے ہیں

"مولانا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوۃ کتاب الصلوۃ باب الخطبہ میں فرماتے ہیں

قول الصحابی حجۃ یجب تقلیدہ	ہمارے نزدیک قول صحابی حجت ہے جب تک کسی سنت
عندنا مالم ینفہ شئی من السنۃ	کے خلاف نہ ہو"

ـلـه طبع اول فضل المطابع مرادآباد ۱۳۱۲ھ (ع۔ع)

انتہی اقول وھذا لا یختص بقول الصحابی فان کل دلیل یترک للدلیل اقوی منہ (بحوالہ ردالمحتار صـ۵۵ ج۱ اور کبیری صـ۲۳۱)	میں (احمد رضا) کہتا ہوں، وہ یہ قول صحابی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ ہر دلیل چھوڑ دی جاوے زیادہ قوی دلیل کے سامنے۔

ایضاً صـ۲۰۲ حیات الموات میں لکھتے ہیں۔

"بلکہ علماء کرام کو اس میں اختلاف ہے کہ عقائد میں تقلید مقبول بھی ہے یا نہیں اللہ کو ایک رسول کو سچا جنت و نار کو موجود سوال و عذاب و نعیم قبر حق جاننے میں اس کا کوئی محل نہیں کہ فلاں فلاں مشائخ ایسا فرماتے تھے محض ان کے اعتبار پر مان لیا ہے"

ایضاً صـ۲۰۳ "مثلاً قیاس دلیل شرعی ہے مگر نص کے آگے نامقبول" نیز فتاوی رضویہ جلد اول صـ۳۸۳ میں لکھتے ہیں

(۱) اخذنا بقول امامنا لیس تقلیداً شرعیاً لکونہ عن دلیل شرعی انما ھو تقلید عرفی لعدم معرفتنا بالدلیل التفصیلی اما التقلید الحقیقی فلا مساغ لہ من الشرع وھو المراد فی کل ما ورد من ذم التقلید قال المدقق البہاری فی مسلم الثبوت التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ کاخذ العامی والمجتہد من مثلہ فالرجوع الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم او الی الاجماع لیس منہ وکذا العامی الی المفتی والقاضی الی العدول لایجاب النص (ذلک علیہم)	اختیار کرنے اپنے امام کے اقوال کا نام تقلید شرعی نہیں ہے کیونکہ ان کا ماننا دلیل شرعی (فاسئلوا اہل الذکر الخ و اولی الامر منکم الخ) کے اعتبار سے ہے ہاں یہ تقلید عرفی ضرور ہے بوجہ نہ جاننے دلیل تفصیلی کے تقلید حقیقی کا تو شرع میں کچھ بھی گذر نہیں ہے اور جہاں تقلید کی مذمت وارد ہے اس سے یہی مراد ہے فرمایا محقق بہاری نے مسلم الثبوت میں تقلید عمل کرنے غیر کے قول پر بلا دلیل کا نام ہے جس طرح اختیار کرنا بے پڑھے گا اور مجتہد کا آپ جیسے سے پس رجوع کرنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور اجماع کیطرف نہیں ہے یہ تقلید اور اسی طرح بے پڑھے کا مفتی کیطرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف بوجہ ثابت ہونے نص کے ان دونوں میں"۔

نیز مولوی صاحب بریلوی کی مستند فقہ حنبلی کی کتاب جس کے متعدد حوالے فتاوی رضویہ

جلد اول صـ۲۴۲ و صـ۹۶ و صـ۸۸ میں مرقوم ہے یعنی چلپی حاشیہ شرح وقایہ صـ۱۳۹۸ میں ہے

ان کان الضلال امرؤ فالتقلید امہ "اگر گمراہی کوئی شے یا کسی چیز کا نام ہے تو تقلید اسکی ماں
فلا جرم ان الجاھل یؤمہ یعنی جڑ ہے پس بلاشبہ تقلید جاہل ہی کرتا ہے"

نیز مولوی صاحب بریلوی کے والد مولوی نقی علی خانصاحب رسالہ فضل العلم و العلماء (حسنی پریس بریلی) صـ۱۲ میں لکھتے ہیں "جو لوگ تقلید دین پر ثابت رہیں گے نام کے مسلمان رہ جاوینگے"

تقلید شخصی کی حیثیت شرعی

مولوی صاحب بریلوی وغیرہ کے اقوال سے معلوم ہوا کہ شرعاً تقلید حقیقی جو عموماً شائع ہو رہی ہے محض بے اصل بلا ثبوت، قابل مذمت و گمراہی ہے جس کی توضیح مدلل و مفصل ائمہ سلف محققین اور خود مولوی صاحب سے بکثرت نقول کے ساتھ شروع کتاب میں گذر چکی ہے کہ تقلید ناسدید خواہ اعتقادیات میں ہو خواہ فرعیات میں ممنوعات میں سے ہے کیونکہ تقلید تو بغیر دلیل وحجۃ کسی کے قول پر عمل کرنے کا نام ہے اور جو دلیل کے ساتھ ہو جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح فرمان یا بے پڑھے کا مفتی عالم کے فتوی پر عمل یا قاضی کے گواہوں پر اعتماد کرنا اس کا نام تقلید نہیں ہے بوجہ ثبوت صریح کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

چنانچہ اللہ تعالی نے پارہ ۳ سورۂ بقر میں فرمایا۔

وَاسْتَشْهِدُوْا شَهِيْدَيْنِ مِنْ رِّجَالِكُمْ "اور گواہ کرو دو گواہ اپنے مردوں میں سے"

اور پارہ ۶ سورۂ مائدہ میں فرمایا۔

كُوْنُوْا قَوَّامِيْنَ لِلّٰهِ شُهَدَآءَ بِالْقِسْطِ "کھڑے ہو جایا کرو اللہ کے لئے گواہی دینے کو انصاف کی"

اور پارہ ۲۸ سورہ طلاق میں فرمایا۔

وَاَشْهِدُوْا ذَوَيْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ "اور گواہ کرو دو معتبر اپنے میں کے اور ٹھیک ادا کرو گواہی اللہ کیلئے"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

الا اخبرکم بخیر الشھداء الذی یاتی بشہادتہ قبل ان یسألھا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضی بیمین و شاھد (رواہ مسلم)

"کیا نہ خبر دوں میں تم کو بہتر گواہی دینے والوں کی وہ لوگ ہیں جو گواہی دینے کو آتے ہیں بلا سوال کئے" "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا ساتھ قسم اور گواہی کے"

پس جس طرح تقلید بے دلیل کسی کے قول کے ماننے کا نام ہے اور اس کا شرعاً بے اصل و بے ثبوت و ممنوع ہونا کلام ائمہ دین و فقہاء محققین حنفیہ و مستند علماء سے واضح ہو چکا بلکہ نصوص قرآن و سنت کے خلاف ہونا بھی۔

تقلید شخصی اور مولانا شہید رح اسی طرح مولانا شہید مرحوم اور آپ کے جد امجد حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے ارشادات سے بھی یہی ثابت ہے چنانچہ ایضاح الحق صـ۶۷ میں فرماتے ہیں۔

ہر کس را تحقیق احکام قیاسیہ و اشغال صوفیہ و قوانین عربیہ ضرور نیست و ارادہ و تقلید شخصے معین از مجتہدین و مشایخ در ارکان دین نہ بلکہ ہمیں قدر کافیست کہ وقتے کہ حاجتے پیش آید از کسے از ایشاں استفسار کردہ شود نہ آنکہ ارادہ و تقلید ہم مثل ایمان بالانبیاء از ارکان دین شمردہ شود و لقب حنفی و قادری بمثابہ لقب مسلمان و سنی اظہار کردہ شود و امتیاز از شافعیاں و چشتیاں مثل امتیاز از کفار و روافض از لوازم دین شمردہ شود و انتقال را از مذہبے بمذہبے یا طریقہ بطریقہ مثل ارتداد و ابتداع و بغی موجب قتل و ہتک معدود کردہ شود۔ بالجملہ غرض ازیں کلام آنکہ اشتغال بہ تفتیش ظاہر کتاب و سنت و تعلم و تعلیم آن خواہ بخواندن باشد خواہ باستماع مضامین آن وسعی در اشاعت آں از جنس اکل و شرب و لباس است کہ مدار زندگانی بر آنست

"ہر کسی کو تحقیق احکام قیاسی اور اشغال صوفیا اور قواعد عربیہ کی ضرورت نہیں ہے اور مرید ہونا اور مقلد ہونا کسی شخص معین کا مجتہدوں اور مشایخوں سے ارکان دین میں نہیں ہے بلکہ اسی قدر کافی ہے کہ جس کو حاجت پیش آوے کسی سے ان لوگوں میں سے پوچھ لے نہ یہ کہ مرید اور مقلد ہونا مانند ایمان کے ساتھ نبیوں کے رکن دین سے گنا جائے اور لقب حنفی اور قادری مانند لقب مسلمان اور سنی کے ظاہر کیا جاوے اور فرق شافعیوں اور چشتیوں سے مانند فرق کافروں اور رافضیوں کے لازمۂ دین سے گنا جاوے اور منتقل ہونا ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف یا ایک طریقہ سے طرف دوسرے طریقہ کے مانند مرتد اور باغی اور مبتدع ہونے کے سبب قتل اور ہتک عزت کا ہوئے" "خلاصہ یہ کہ شغل دریافت ظاہر قرآن اور حدیث کا اور سیکھنا اور سکھانا اس کا خواہ پڑھنے سے ہو خواہ سننے سے اور کوشش اس کے مشہور کرنے میں قسم کھانے اور پینے سے ہے کہ مدار زندگانی کا اس پر ہے اور مشغول ہونا ساتھ احکام فقہیہ معتبرہ اور اشغال صوفیہ کے جو مفید

لہ نیز دیکھئے تفہیمات الٰہیہ ص ۱۵۱ ج ۱ (ع۔ ح)

واشتغال باحکام فقهیه معتبره واشغال صوفیه نافعه از قبیل مداواة ومعالجه است که عندالضرورت بقدر حاجت بعمل آرند وبعد ازاں بکار اصلی خود مشغول باشند وعنوان وشعار خود محمدیه خالصه وتسنن قدیم باید داشت نه تمذهب خاص والتسلاک در طریقه مخصوصه بلکه مذهب وطرق را مثل دکاکین عطارین باید شمرد وخود را از منسلکان جند محمدی پس چنانکه سپاهیاں را عنوان سپه گری شعار است واعلاء کلمه سلطانی کار وبار و وقتے که بر دوائے محتاج میشوند از هر دو که بدست آید میگیرند وبقدر حاجت بعمل می آرند وباقی را برائے وقت ضرورت نگاه میدارند وبکار وبار خود مشغول میباشند همچنیں محمدیه خالصه را شعار خود باید کرد واقامت ظاهر سنته را کار وبار خود باید داشت واحکام فقهیه صحیحه را واشغال صوفیه معتبره را که خالی از شوب فساد وبدعت باشد بقدر حاجت استعمال باید کرد ونباید از حاجت باں توغل نباید کرد حاصل کلام آنکه احکام فقهیه که مجتهدین سابقین مسلم الاجتهاد آں را بقیاسات صحیحه استنباط نموده اند بے شک از قبیل سنت است امااز جنس سنته حکمیه که در جنب سنته حقیقیه

اس قسم دوا اور علاج سے ہے کہ وقت ضرورت بقدر حاجت عمل میں لادے اور بعد اس کے اپنے اصل کام میں مشغول ہوں اور سرنامہ اور لباس اپنا محمدیت خالص اور طریقہ سنت ہمیشہ چاہیئے رکھنا بغیر کہ اختیار کرنا مذہب کسی مذہب خاص کا اور داخل ہونا طریقہ خاص میں بلکہ سب مذہبوں اور طریقوں کو مثل دوکان عطاروں کے گننا چاہئے اور اپنے آپ کو داخل لشکر محمدی میں کرنا چاہئے پس جیسا کہ سپاہیوں کا عنوان سپہ گری کا لباس ہے اور بلند کرنا کلمہ بادشاہی کا کام و بار اور جس وقت دوا کے محتاج ہوتے ہیں جس دوکان سے کہ ہاتھ آوے لے لیتے ہیں اور بقدر حاجت استعمال کرتے ہیں اور باقی کو واسطے ضرورت کے نگاہ رکھتے ہیں اور اپنے کاروبار میں مشغول رہتے ہیں اسی طرح خالص محمدیوں کو طریقہ اپنا کرنا چاہئے اور قائم رکھنے ظاہر سنت کو کاروبار اپنا کرنا چاہئے اور احکام فقہ کو کہ صحیح ہوں اور اشغال صوفیہ معتبرہ کو جو خالی آمیزش فساد اور بدعت سے ہوں بقدر حاجت استعمال کرنا چاہئے اور زیادہ حاجت سے اس میں مشغول نہ رہے حاصل کلام یہ ہے کہ احکام فقہ مجتہدان پہلوں کے کہ جن کا اجتہاد مسلم ہے کہ ان حکموں کو قیاسات صحیحہ سے نکالا گیا ہو بے شک قسم سنت سے ہیں مگر قسم سنت حکمیہ سے کہ مقابل سنت حقیقی کے جو برابر بھی نہیں پس زیادتی اور مبالغہ اس

بجوئے نے ارزد پس افراط و غلو دراں از قبیل بدعت است اھ

میں قسم بدعت سے ہے"

علیٰ ہذا مولانا شہید مرحوم اصول فقہ ص۱۷ و ۱۸ میں فرماتے ہیں

الترجیح بکثرۃ المقلدین باطل لیس للمسلمان یقلد احدا التقلید لیس بواجب التقلید بالمعین لیس بواجب

"مقلدین کی کثرت سے ترجیح باطل ہے" "مسلمان کو کسی کی تقلید نہ کرنی چاہیئے" "تقلید واجب نہیں" "نہ کسی خاص مقرر شخص کی تقلید واجب ہے"

نیز مولانا شہید مرحوم منصب امامت ص۹۸ و ۹۸ میں فرماتے ہیں۔

چنانکہ اجتہاد مجتہدین و قیاسات قائسین وقتیکہ مقابل نص قطعی می شود بلا ریب از پایۂ اعتبار ساقط می گردد ہرگز عمل بر امور مذکورہ بر تقدیر مخالفت نص جائز نیست منتہائے ہمت اہل آں زمان ہمیں یاد گرفتن چندے از مسائل فقہ می شود تا بایں حیلہ جان خود را از گزند سلطانِ وقت محفوظ دارند و بد خواہ را بآں ملزم و مفحم گردانند پس گزندے عظیم بروح شرع از و میرسد اگر چہ قالب شرع قائم می نماید۔

"جس طرح کہ مجتہدین کا اجتہاد اور قیاس کرنے والوں کا قیاس اس وقت کہ نص قطعی قرآن و حدیث کے مقابل ہوتا ہے بلا شک پایہ اعتبار سے ساقط ہوتا ہے ہرگز عمل امور مذکورہ پر درصورت مخالفت نص کے جائز نہیں ہے اس زمانے والوں کی ہمت منتہا انہیں چند مسائل فقہیہ کا یاد کرنا ہے تاکہ اس حیلہ سے اپنی جان کو سلطان وقت کی ایذا اور آزار سے محفوظ رکھیں اور بدخواہ کو اسکے ساتھ ملزم اور ساکت ٹھیرا دیں پس روح شرع شریف کو ان سے سخت نقصان پہنچتا ہے اگر چہ قالب شرع قائم معلوم ہوتا ہے"

نیز مولانا شہید مرحوم تنویر العینین ص۳۲ میں فرماتے ہیں۔

وقد غلا الناس فی التقلید وتعصبوا فی التزام تقلید شخص معین حتی منعوا الاجتہاد فی مسئلۃ و منعوا تقلید غیر امامہ فی بعض المسائل وھذا ھی الداء العضال التی اھلکت الشیعۃ فھؤلاء ایضا اشرفوا

"بہت غلو کیا ہے لوگوں نے تقلید کے بارہ میں اور تعصب کیا ہے لازم کر لینے میں اپنے اوپر ایک شخص معین کی تقلید کو یہاں تک کہ ایک مسئلہ میں بھی اجتہاد کرنے کو موقوف کر دیا اور منع کر دی تقلید سوائے اپنے امام کے بعضے مسئلوں میں بھی اور یہ وہ سخت بیماری ہے جس نے ہلاکت میں ڈالا شیعہ فرقہ

على هلاك الا ان الشيعة قد بلغوا اقصاها فجوزوا رد النصوص بقول من يزعمون تقليده وهؤلاء اخذوا غيرها واوّلوا الروايات المشهورة الى قول امامهم والحق تاويل قول الامام الى روايات ان قبل والا فالترك ۔

کو سو یہ لوگ بھی قریب پہنچے ہیں ہلاک ہونے کے مگر فرق اتنا ہے کہ شیعہ نہایت درجے کو ہلاک کے پہنچ چکے سو تجویز کرنے لگے نصوص کے رد کرنے کو کہنے پر اس شخص کے کہ قائل ہیں اسکی تقلید کے اور ان لوگوں کی یہ چال ہے کہ پھیرنے لگے ہیں مشہور مشہور روایتوں کو اپنے امام کی بات کی طرف اور چاہیے یہ کہ پھیریں اپنے امام کی بات کو انکو روایتوں کیطرف اگر قبول ہونے کے قابل ہوں قبول کریں اور نہیں تو امام کی بات کو چھوڑ دینا چاہیے "

ایضاً ص ۳۸ ولیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الى الروايات المنقولة عن النبى صلى الله عليه وسلم الصريحة الدالة خلاف قول الامام المقلد فان لم يترك قول امامه ففيه شائبة من الشرك كما يدل عليه حديث الترمذى عن عدى بن حاتم ۔

"افسوس ہے کہ کیونکر جائز ہوگا لازم کر لینا ایک شخص معین کی تقلید کو باوجود قدرت کے رجوع کرنے پر ان روایتوں کی طرف جو منقول ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے صاف صاف اور دلالت کرتی ہیں خلاف پر اس امام کے قول کے جس کی تقلید لازم کی گئی ہے پھر اگر نہ چھوڑی کسی نے اپنے امام کی بات تو اس کے دل میں شائبہ شرک گھسا ہوا ہے جس طرح دلالت کرتی ہے اس پر حدیث ترمذی کی عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے الخ "

نعلم من هذا ان اتباع شخص معين بحيث يتمسك بقوله وان ثبت على خلافه دلائل من السنة والكتاب ويأوّل الى قوله شوب من النصرانية وحظ من الشرك والعجب من القوم لا يخافون من مثل هذا الاتباع بل يجيفون

"معلوم ہوا اس حدیث ترمذی سے کہ تقلید کرنا شخص معین کی اسطرح کہ تمسک کرے اسکے قول کے ساتھ اور گو ثابت ہوں خلاف اسکے دلائل کتاب و سنت سے اور تاویل کرے کتاب و سنت کو امام کے قول کی طرف اس میں شمہ ہے نصرانیت کا اور حصہ ہے شرک کا اور تعجب ہے ان لوگوں سے جو خوف نہیں کرتے اس طرح کی تقلید سے بلکہ ظلم کرتے ہیں اس

تارکہ ؛ کے چھوڑنے والے پر"

تقلید اور شاہ ولی اللہ

علی ہذا مولانا شہید مرحوم کے جد امجد مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ تفسیر الفوز الکبیر صفحہ میں فرماتے ہیں

اگر نمونہ یہود خواہی کہ ببینی علماء سوء کہ طالب دنیا باشند و خوگر بہ تقلید سلف و معرض از نصوص کتاب وسنت و تعمق و تشدد یا استحسان عالمے را مستند ساختہ از کلام شارع معصوم بی پروا شدہ باشند و احادیث موضوعہ و تاویلات فاسدہ را مقتدائی خود ساختہ باشند تماشا کن کانہم ہم

"اگر نمونہ یہود دیکھنا ہو تو ان علماء سوء کو تماشہ دیکھ جو طالب دنیا خوگر تقلید سلف کے نصوص کتاب و سنت سے اعتراض کرنے والے ایک عالم کی بات کو اچھا جان کر کلام شارع معصوم سے بے پرواہ ہو بولے اور احادیث موضوعہ و تاویلات فاسدہ کو اپنا پیشوا بنانے والے ہیں دیکھ کہ ہو بہو یہود ہیں"

نیز شاہ صاحب موصوف القالۃ الوضیۃ کی اول وصیت میں فرماتے ہیں

و دائماً تفریعات فقہیہ را بر کتاب وسنت عرض نمودن آنچہ موافق باشد در حیز قبول آوردن والا کالای بد بریش خاوند دادن امت را ہیچ وقت از عرض مجتہدات بر کتاب وسنت استغناء حاصل نیست و سخن متقشفہ فقہا کہ تقلید عالمے را دست آویز ساختہ تتبع سنت را ترک کردہ اند نشنید و بدیشاں التفات نکردن قربت خدا جستن بدوری اینہاں اھ

"ہمیشہ فقہ کے مسئلے قرآن و حدیث سے ملاتا رہے جو موافق ہو قبول کرے جو خلاف ہو ترک کرے امت کو کسی وقت مسائل قیاسیہ قرآن و حدیث سے ملائے بغیر چارہ نہیں ہے اور ایسے خشک فقہیوں کی بات نہ سننی چاہئے جو ایک عالم کی تقلید کو سند جان کر سنت کو ترک کرے ایسے سے دور رہنے میں خدا کا تقرب جانے"

نیز شاہ صاحب موصوف عقد الجید صفحہ میں فرماتے ہیں

فان بلغنا حدیث من الرسول المعصوم الذی فرض اللہ علینا طاعتہ بسند صالح یدل علی خلاف مذہبہ وترکنا حدیثہ واتبعنا ذلک

"اگر پہنچے ہم کو اچھی سند سے حدیث رسول معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن کی فرمانبرداری اللہ تعالیٰ نے ہم پر فرض فرمائی اور یہ حدیث مذہب کے خلاف پر دلالت کرے اور ہم حدیث کو چھوڑ کر

التخمين فمن اظلم منا دما عذرنا يوم يقوم الناس لرب العالمين وهكذا في حجة الله البالغة ص١٦١

اس قول ظنی تخمین کے تابع رہیں تو ہم سے زیادہ ظالم کون ہوگا اور ہمارا عذر اس روز کیا ہوگا جس روز لوگ پروردگار عالم کے سامنے کھڑے ہونگے"

نیز حجۃ اللہ البالغہ ص١٦٠ میں فرماتے ہیں!!

وفي من يكون عاميا ويقلد رجلا من الفقهاء بعينه يرى انه يمتنع من مثله الخطأ وان ما قاله هو الصواب البتة واضمر في قلبه ان لا يترك تقليده وان ظهر الدليل على خلافه وذلك ما رواه الترمذي عن عدي بن حاتم انه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقرأ اتخذوا احبارهم ورهبانهم اربابا من دون الله

"اس کے حق میں بھی ہے جو شخص عامی ہے بڑھا مقلد کسی فقیہ کا یہ سمجھے کہ اس سے خطا ہو نہیں سکتی اس کی جو بات ہوتی ہے ٹھیک ہی ہوتی ہے اور اپنے دل میں جمالے کہ اس کے خلاف کیسی ہی دلیل ظاہر ہو میں اس کی تقلید نہ چھوڑوں گا اسی کے متعلق ترمذی نے عدی بن حاتم سے روایت کی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ آیت پڑھتے کہ نصاریٰ نے اپنے علماء اور درویشوں کو سوائے اللہ تعالیٰ کے اپنا رب قرار دے لیا تھا"

نیز شاہ صاحب موصوف ازالۃ الخفاء جلد ۲ مقصد دوم مطبوعہ صدیقی بریلی ص٨٧ میں فرماتے ہیں۔

جمعے کہ سرمایۂ علم ایشاں شرح وقایہ و ہدایہ باشد کجا ادراک ایں سرِ دقیق توانند کرد

"جن لوگوں کا علمی سرمایہ صرف شرح وقایہ اور ہدایہ ہی ہو وہ مضامین شرع کی باریکیوں کو کیا سمجھیں گے"

نیز مقصد دوم ص١٥١ میں فرماتے ہیں۔

تا انقراض دولت شام ہیچ کس خود را حنفی وشافعی نمی گفت بلکہ ادلہ را بر وفق مذاہب اصحاب خود تاویل میکردند و در دولت عراق ہر کسے برائے خود نامے معین نمود تا نص اصحاب نیابد برادلہ کتاب وسنت حکم نکند اختلافے

"دولت شام (اموی حکومت) کے ختم ہو جانے تک کوئی شخص اپنے آپ کو حنفی وشافعی نہیں کہلاتا تھا بلکہ دلیلوں کی تاویل اپنے اصحاب کے مذاہب کے موافق کر لیتے تھے اور دولت عراق (عباسیہ) میں ہر شخص نے اپنے لئے ایک ایک نام معین کر لیا جب تک اپنے اصحاب سے تصریح نہ پا لیتے کتاب وسنت کے

کہ از مقتضائے تاویل کتاب و سنت لازم می آمد الحال محکم الاساس گشت

ولائل پر حکم نہ کرتے جو اختلافات قرآن و حدیث کی تاویل کے نتیجہ میں لازم آتے تھے اب وہ منضبط ہو گئے !!

ایضاً فصل ہفتم ص۲۵۷ میں فرمایا :-

وخود را مقلد محض بودن ہرگز راست نمی آید و کارے نمی کشاید اکثر مفاسد در عالم از ہمیں جہت ناشی شدہ۔

" اپنے لئے مقلد محض ہونا ہرگز درست نہیں ہوتا اور کوئی کام حل نہیں ہو سکتا اکثر فسادات عالم میں اسی تقلید کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں"

ایضاً ص۲۶۴ آنکہ داعیہ الٰہیہ را نفس او قبول کند از سر تحقیق نہ از سر تقلید و چوں دریں داعیہ محقق باشد برکات عجیبہ در کارہائے او ظاہر شود۔

" فرمان الٰہی کی قبولیت کی توفیق تحقیق سے ہوتی ہے نہ کہ تقلید سے جو اس فرمان میں محقق ہوتا ہے اس پر عجیب عجیب برکات اسکے کاموں میں ظاہر ہوتے ہیں"

نیز دیکھو شاہ صاحب موصوف کی کتاب قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین مجتبائی دہلی ص۱۳۴ و ص۱۳۵ میں فرماتے ہیں۔

اما ایں سخن بکسے کہ سرمایہ علم او بجز قدوری و وقایہ نباشد نتوان گفت۔ اما ایں نکتہ کسے کہ سرمایہ فقہ او شرح وقایہ و منہاج باشد نمی تواند دانست آنرا عالمی متبحر باید لیکن ایں مقلدان بغور سخن نرسیدہ اند۔

"لیکن یہ بات اس کے لئے کہ جس کے علم کا سرمایہ بجز فقہ قدوری اور وقایہ شرح وقایہ منہاج (فقہ شافعی کی کتاب) کے نہ ہو وہ کیونکر امور تحقیق کے نکات بتا سکتا اور جان سکتا ہے اسکے لئے عالم متبحر چاہئے مگر یہ مقلدین کلام کی باریکی کو نہیں پہنچ سکتے ہیں،،

نیز شاہ صاحب موصوف التفہیمات[1] الالٰہیہ میں فرماتے ہیں

من کان مقلداً لواحد من الائمۃ وبلغہ من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما یخالف قولہ فی مسئلۃ وغلب علی ظنہ ان ذلک نقل صحیح فلیس لہ عذر فی ان یترک حدیثہ علیہ السلام الی قول غیرہ وما ذلک شان المسلمین ویخشی علیہ النفاق

" جو شخص مقلد کسی امام کا ہے ہو جب اسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی حدیث پہنچے جو اسکے امام کے مخالف ہو اس مسئلہ میں اور گمان غالب ہو جاوے کہ یہ نقل یعنی حدیث صحیح ہے پس اسکے لئے کوئی عذر حدیث نبوی علیہ السلام کے چھوڑنے کا نہیں ہے کہ قول کیوجہ سے حدیث کو چھوڑ دے نہ یہ مسلمانوں کی خصلت ہے اگر ایسا کریگا تو اس پر

[1] ص۱۴۴ ج۲ طبع مدینہ بجنور ہند (ع - ح)

ان فعل ذلک ؎   اندیشہ نفاق کا ہے"

علاوہ بریں شاہ صاحب موصوف کے خلف الصدق مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے اقوال محققہ مذمت الواع تقلید میں ص ۱۲ تا ص ۱۸ میں بتفصیل گذر چکے ہیں واضح ہو کہ اسی خاندان مقدس دہلوی کی مصنفات کتب سے سند یافتہ بدایونی بریلوی کے پیران پیر تک بھی مستفیض تھے جس سے ان کی کذب بیانی دربارہ توہین و تکفیر ائمہ دین کے الزام میں واضح ہو چکی۔

نسبت "محمدی" اور دیگر نئی نسبتوں کی بحث

پس امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خالص شعار لباس و لقب اپنا محمدی، طریقہ خاص اعلائے کلمۃ اللہ توحید و سنت اپنا کام رکھنا چاہیئے اگرچہ ان سے بغض رکھنے والے اور اس پر طعن و طنز کرنے والے کتنے ہی ہوں۔ کیونکہ کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ افسوس یہ فرقہ مانند ایمان بہ انبیاء کے ارکان دین سے فرقہ بندی کو اپنے لئے لازم سمجھنے لگا مقلد و مرید ہونے نہ ہونے کے فرق کو اپنے اپنے حلقہ میں مثل مرتد و باغی کے شمار کرنے لگے۔

ایک حدیث بھی سن لیجئے جو سنن ابو داؤد میں وارد ہے۔

عن عبد السلام بن ابی حازم ابی طالوت قال شهدت ابا برزة دخل على عبيد الله بن زياد فلما رآه عبيد الله قال ان محمديكم هذا الدحداح ففهمها الشيخ فقال ما كنت احسب انى ابقى فى قوم يعيرونى بصحبة محمد صلى الله عليه وسلم ثم خرج مغضبا۔ رواه ابو داؤد ص۱۶۷ ج ۲ باب الحوض	وہ عبد السلام بن ابی حازم سے روایت ہے میں نے دیکھا ابا برزہ صحابی رضی اللہ عنہ کو وہ گئے عبید اللہ بن زیاد حاکم کو منجانب یزید کے پاس جب عبید اللہ نے ابو برزہ رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو کہنے لگا دیکھو تمہارا محمدی یہ موٹا ٹھگنا ہے ابو برزہ اس بات کو سمجھ گئے تو انہوں نے فرمایا مجھے یہ گمان نہ تھا کہ میں ایسے لوگوں میں رہ جاؤں گا جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کی وجہ سے مجھے عار دے کر دھکائیں گے پھر چلے گئے غصہ میں"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عبید اللہ بن زیاد کوفی جس کے دور گورنری میں حضرت حسین رضی شہید کئے گئے اس نے صحابی کو محمدی ہونے کی وجہ سے عار دلائی اور صحابی بھی بوجہ صحبت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لفظ محمدی کے عار دلانے سے رنجیدہ ہو کر چلے آئے۔ پس فرقہ بندی کے الزام کی تردید اسبب کے جواب میں ص۶۹ تا ص۸۰ میں مفصل ناظرین کے ملاحظہ سے گذر چکی ہوگی۔ نیز حضرت سیدنا

شیخ عبدالقادر جیلانی بڑے پیر صاحبؒ نے اپنے ملفوظات الفتح الربانی مطبوعہ مصر کے ترجمہ فیوض یزدانی مطبوعہ بلالی ساڈھورہ۔ صد۲۷ (۲۷ مجلس میں) فرمایا۔

انتم یا محمدیین اذا لم تعملوا بالقران و تحکموا احکامہ مسخ قلوبکم

"اے محمدیو! اگر تم قرآن پر عمل نہ کرو گے اور اس کے احکام کو مضبوط نہ تھاموں گے تمہارے قلوب مسخ ہو جائیں گے"

اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ البلاغ المبین صد۳ میں کہتے ہیں۔

پس این کوفیاں بدمذہب کہ بزرگان خود را بدنام میسازند در کدام فرقہ محشور خواہند شد ظاہراً لقب ہائے ایناں کہ بعضے خود را قادریہ میگویند و بعضے نام چشتیہ گرفتہ اند و بعضے سہروردیہ لقب شدہ اند و بعضے بنام نقشبندیہ موسوم گشتہ اند در رنگ القاب امامیہ الخ نام محض است بے معنی و دعوی دروغ لایعنی زیرا کہ از اعمال و عقائد آں بزرگانِ دین در ایشاں اثرے نیست۔

"یہ کوفیاں بدمذہب جو اپنے بزرگوں کو بدنام کرتے ہیں کس فرقہ میں قیامت کو اٹھائے جائیں گے بظاہر لقاب انکے یہ ہیں کہ بعضے اپنے آپ کو قادری کہتے ہیں کوئی چشتی کوئی سہروردی کوئی نقشبندی نام رکھتا ہے یہ سب امامیوں کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ محض نام بے معنے اور دعوی جھوٹے لایعنے ہیں کیونکہ بزرگانِ دین کے اعمال و عقائد میں سے ان میں کوئی اثر نہیں ہے۔"

علی ہذا مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ حصہ اول صد۲ میں فرماتے ہیں

سوال "تذکیر الاخوان ص۷ میں ہے پھر کسی نے آپ کو چشتی مقرر کیا کسی نے قادری کسی نے نقشبندی کسی نے سہروردی کسی نے رفاعی و حکم یہی ہے کہ سب مل کر قرآن و حدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو (الہذا) یہ مضمون صحیح ہے یا غلط؟

"الجواب مراد یہ ہے کہ فرقہ فرقہ جدا ہونا باعتبار عقائد و اعمال کے بدعت ہے جیسا روافض و خوارج عقائد میں اپنے اہواء سے مختلف ہو گئے ہیں تو اسی طرح اس زمانہ کے قادری و چشتی مثلاً اپنے اپنے عقائد مبتدعہ میں اور اعمال ناجائز میں مختلف ہو کر ہر ایک نے خلاف شرع کو اپنا طریقہ مقرر کر لیا ہے کہ اگر عالم ان کو کسی عقیدہ مبتدعہ سے یا کسی عمل غیر مشروعہ سے منع کرے تو کہتے ہیں کہ ہم قادری ہیں مثلاً ہم کو جس طرح اپنے بزرگوں سے پہنچا اس کو ہی حق جانتے ہیں اور یہ بالکل غلط ہے کیونکہ عقائد و اعمال سب بزرگان دین کے موافق سنت کے تھے ان لوگوں نے

احداث بدعات کیا ہے پس ایسے اہل طریقہ کو وہ مثل بہتر فرق کے فرماتے ہیں نہ ان اہل اللہ لوگونکو جو ان خاندانوں کے مقبول متبع سنت ہیں کیونکہ ان کا کوئی فرقہ سوائے اہل سنت کے نہیں اور کوئی امر طریقہ کا خلاف شرع کے نہیں یہ خود ایک فرقہ ہے فقط نام ہر ایک کا جدا ہے واللہ تعالیٰ اعلم۔

علیٰ ہذا مولوی ارشاد حسین صاحب مرحوم رامپوری انتصار الحق صـ۱۳۶ میں فرماتے ہیں «فی الواقع بالذات اللہ جلشانہ نے حنفی وغیرہ ہونے کا امر نہیں فرمایا» نیز صـ۱۷۲ میں لکھا ہے «ایک امام کے قول کے سوا کسی مجتہد کا قول کبھی نہ مانتے بلکہ قرآن شریف حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہم ایسی تقلید کو خود شرک اور حرام کہتے ہیں» نیز صـ۱۸۰ میں لکھتے ہیں۔

«ہم نے تقلید معین کو کب ارکان ایمان سے قرار دیا ہے» نیز صـ۱۸۱ میں فرماتے ہیں

«اور وہ کلام منقول تنویر العینین کہ تحقیق غلو کیا بعض آدمیوں نے اور تعصب کیا بیچ الزام تقلید شخص معین کے۔ اور یہ ہے مرض سخت» «اور یہ دونوں باتیں ہم بھی نہیں پسند کرتے»

مزید عجائبات نعیمیہ وغیرہ کے

مولوی صاحب بریلوی اطائب الصیب صـ۷۶ میں لکھتے ہیں «تقلید ائمہ فرض قطعی ہے» «استغفر اللہ من ہذا القول المخالف للنصوص کیا یہ محض تعصب، عناد و ضد حضرات اہل حدیث عاملان سنت سے نہیں ہے جن کو غیر مقلد لامذہب وغیرہ الفاظ نو بہ نو سے یاد کیا جاتا ہے اور ساتھ ہی کافر مرتد ان کے ذبیحہ محض نجس و مردار و حرام قطعی بتلائے جاتے ہیں مگر دیکھئے جو خود اپنے اوپر اپنے ہی اقوال مردودہ سے غیر مقلد بن کر عود کفر و ارتداد کا حکم قائم کر کے اپنے ہی گلے کا طوق بن گیا۔ چنانچہ اس کی بدیہی تصدیق یہ ہے کہ خود مولوی صاحب بریلوی کے ملفوظات حصہ دوم حسنی پریس بریلی صـ۳ میں مرقوم ہے»

سـ۱ اس موقع پر علماء و متوسلین دیوبند کی خدمت میں نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ وہ اپنے مقتدا اور رہبر مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اس نقش قدم پر بھی چلیں یعنی چونکہ مولانا گنگوہیؒ تمام خاندان دہلوی ولی اللّٰہی کی کتب عقائد توحید و سنت کے بخلوص عقیدۂ و تلمذ و ارادت مند تھے اس لئے متوسلین دیوبند کو چاہئے کہ وہ بھی اپنے عقاید و اعمال کو انہیں کے نمونہ پر تجویز فرمائیں۔ مولانا گنگوہیؒ نے فتاوی رشیدیہ حصہ دوم صـ۱۸۹ و سوم صـ۳ (طبع اول) و تذکرۃ الرشید جلد اول صـ۱۲۰ (طبع اول) میں حجۃ اللہ البالغہ، عقد الجید، صراط مستقیم، تنویر العینین، تفسیر فتح العزیز وغیرہ کتابوں اور ان سے عقیدت کے سلسلہ میں لکھا ہے کہ میں (یعنی مولانا گنگوہیؒ) «ان کتابوں سے واقف ہوں اور اس خاندان سے مستفید اور انکے عقائد و خیالات پر پورا مطلع» «بندہ خاندان حضرت شاہ ولی اللہ میں بیعت ہے اور اسی خاندان کا شاگرد ہے» «در وصیت مولانا شاہ ولی اللہ رح حق ہے جملہ اہل حق یہی فرماتے ہیں» بندہ کا بھی یہی عقیدہ و عمل ہے اور اسی خاندان سے مستفید و مطمئن ہوا اسکے خلاف کا خیال مت کرو فقط» «اس خاندان کے عقائد تقویۃ الایمان سے ظاہر ہیں» (مولانا اشرف علی تھانوی کے متعلق فرماتے ہیں) «کاش ایضاح الحق الصریح آپ دیکھ لیتے، یا براہین قاطعہ کو ملاحظہ فرماتے اب امید کرتا ہوں کہ اگر آپ غور فرمائیں گے تو اپنی غلطی پر مطلع و متنبہ ہو جائیں گے فقط» یہ ایک مخلصانہ گذارش ہے بزرگان دیوبند کی خدمت میں۔ دیدہ باید! وما علینا الا البلاغ (از مؤلف مرحوم)

(عرض) اللہ صاحب کہنا کیسا ہے (ارشاد) جائز ہے حدیث میں ہے اللھم انت الصاحب فی السفر والخلیفۃ فی المال والاھل والولد "سرکار رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تو قرآن عظیم میں صاحب فرمایا گیا ما ضل صاحبکم وما غوی۔ وما صاحبکم بمجنون لیکن اللہ صاحب کہنا اسمٰعیل دہلوی کا محاورہ ہے اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقیناً ہمارے صاحب ہیں مگر نام پاک کے ساتھ صاحب کہنا آریہ پادریوں کا محاورہ ہے اس لئے نہ چاہئے آریہ پادری وہابیہ سب ایک سے ہیں فقط"

ناظرین کرام نے غور فرمایا کہ جو امر قرآن پاک اور احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو کر یقیناً جائز ہو اس کو ضد و عناد کی وجہ سے ممنوع قرار دیا جاتا ہے۔

مولوی نعیم الدین صاحب اور مسئلہ رفع الیدین

علیٰ ہذا مولوی نعیم الدین کا بغض و عناد اور نفاق خفی حدیث و سنت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے متبعین عاملان طریقہ سنت سے ناظرین اہل انصاف ملاحظہ فرمادیں۔

نماز میں رفع یدین کرنے کے متعلق مولوی صاحب نے پہلے تو فیضان رحمت سنہ ۱۳۲ھ ص ۳۴ میں یہ لکھا۔ "ہدایہ والے نے یہ حدیث نقل کی یعنی نہ اٹھائے جاویں ہاتھ مگر سات جگہ تکبیر [1] افتتاح۔ قنوت [2] عیدین [3]۔ بوسہ [4] حجر اسود۔ صفا مروہ [5]۔ عرفات [6]۔ جمرات [7]۔ اور فتح القدیر میں مسطور ہے کہ محال ہے کہ یہ حدیث صحیح ہو اس لئے کہ رفعیدین حدیثوں میں سوائے ان سات جگہ کے متواتر وارد ہے"

یعنی جو دلیل صاحب ہدایہ نے ممانعت رفعیدین میں پیش کی اس کو مولوی صاحب نے بحوالہ فتح القدیر اس کا صحیح ہونا محال و نامقبول بنا کر احادیث رفعیدین کے متواتر ہونے پر سر تسلیم خم کیا جس کا انکار حسب تصریح ائمہ کرام و فقہاء عظام کفر ہے (دیکھو شرح فقہ اکبر و عالمگیری وغیرہ) مگر پھر بدنصیب کا باوجود اقرار سنیت متواترہ کے بعناد اہل حدیث و مولانا شہید مرحوم وغیرہ کے سنت رفع یدین کا توہین کے ساتھ مضحکہ اڑانا بجز عناد قلبی احادیث کے اور کیا معنی رکھتا ہے دیکھئے سنہ ۳۶ھ کا فتوی اصلی مولوی نعیم الدین در بارہ انکار رفعیدین (جسکا رد مطبوع ہو کر شائع ہو چکا ہے) وھو ہذا "تقلید ائمہ چھوڑ کر رفعیدین کرنا اشد کبیرہ اور سخت حرام ہے"

"رفعیدین منسوخ و ممنوع اور اس کا مجوز تقلید ائمہ سے خارج۔ شوخ ٹٹوؤں کی طرح پوچھیں ہلاتا ہے" واللہ سبحانہ جزاء خیر دے اس پاک دین مسلمان کو جس کے قلب کو غیر مقلدین کا رفعیدین کرنا گوارا نہ ہوا اور اس نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی حضور اقدس علیہ الصلوۃ

والتسلیمات کو جس چیز سے نفرت تھی اس کے قلب کو بھی اس سے نفرت ہوئی جس شخص نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی وہ رفعیدین کی سنیّت کا قائل کب ہے مکھیاں نہیں اڑاتے تو بھنبناہٹ کیوں ہے خیر یہ کلمہ آپ کو ناگوار سہی یوں سنئے کہ شریر ٹٹو کی طرح پوچھیں ہلاتے ہیں۔ استخفاف سنت بے شک کفر ہے مگر یہاں سنت ہی کہاں استخفاف کا الزام اس شخص پر جس نے مکھیاں اڑانے سے تشبیہ دی محض باطل ہے تقلید ائمہ سے خارج ہو کر رفعیدین کرنا میں کہتا سخت قبیح ناجائز ہے کتبہ محمد نعیم الدین،،

پس کجا وہ دعوی سنیّت رفعیدین کا متواتر ہونا اور رفعیدین کے نہ کرنے کے ثبوت کا محال بنایا جانا اور کجا یہ انکار و توہین سنیّت رفعیدین ظلمت تقلید کے پردہ میں کرنا استغفر الله من هذا النفاق والحمق لہذا حرام بتانا مولوی نعیم الدین کا رفعیدین کو الفاظ خبیثہ توہین کے ساتھ سنت کے بارہ میں سخت درجہ جرم ہے بہ نسبت صاحب خلاصہ کیدانی (رسالہ حنفی) کے جس میں لکھا گیا۔

والاشارة بالسبابة كاهل الحديث

"(اور حرام ہے) اشارہ کرنا سبابہ شہادت کی انگلی سے التحیات پڑھتے میں جیسے اہل حدیث کرتے ہیں"

اس پر ملا علی قاری کی حنفی محقق اپنے رسالہ تزیین العبارۃ لتحسین الاشارۃ میں فرماتے ہیں

وقد اغرب الكيداني حيث قال والعاشر من المحرمات الاشارة بالسبابة كاهل الحديث اى مثل اشارة جماعة يجمعهم العلم بحديث الرسول عليه السلام وهذا منه خطأ عظيم وجرم جسيم منشاه الجهل عن قواعد الاصول ومراتب الفروع من المنقول ولولا حسن الظن وتاويل كلامه بسببه لكان كفره صريحا وارتداده صحيحا فهل للمؤمن ان يحرم ما ثبت فعله صلى الله عليه واله وسلم ما كاد ان يكون نقله متواترا و

"بے شک انوکھی بات کہی ہے کیدانی نے جو لکھا ہے کہ دسواں حرام فعل نماز میں اشارہ کرنا ہے ساتھ انگلی شہادت کے مثل اہل حدیث کے یعنی مانند اشارہ کرنے جماعت علمائے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور یہ بات کیدانی کی بھاری خطا اور بڑا جرم ہے سبب اس کا جاہل ہونا ہے کیدانی کا اصول کے قاعدوں سے اور روایات فرعیہ کے مراتب سے اور اگر حسن ظن نہ ہوتا اور بمقتضائے حسن ظن کے اس کے کلام میں تاویل نہ کی جاتی تو اس کا کفر صاف صاف اور مرتد ہونا ٹھیک ٹھیک ثابت ہو چکا تھا بھلا کوئی مومن جرءت کر سکتا ہے کہ حرام کہے فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

يمنع جواز ما عليه عامة العلماء كابرًا عن كابر مع انه يكفي في موجب تكفير الكيد الى اهانة المحدثين الذين هم عمدة ائمة الدين المفهوم من قوله كاهل الحديث المفضية الى تلك الادب المفضي بسوء الخاتمة لان من المعلوم ان اهل القران اهل الله واهل الحديث اهل رسول الله صلى الله عليه وسلم والنشد في هذا المعنى ؎

اهل الحديث هم اهل النبي وان لم يصحبوا نفسه انفاسه صحبوا

کو جس کی نقل قریب ہے کہ متواتر ہو جاوے اور منع کرے اس فعل سے جس پر تمام علماء بڑوں سے بڑوں کا اتفاق چلا آتا ہے۔ ساتھ اسکے کافی ہے وجہ کافر کہنے کیلئے کید کے کہ اسنے محدثین کی جو عمدہ امامان دین میں سے ہیں اہانت کی ہے چنانچہ وہ اہانت اسکی اس لفظ سے کہ مثل اہلحدیث کے اشارہ نہ کرنا چاہئے سمجھی جاتی ہے جس سے اسکا قلت ادب جو بُرائی خاتمہ کیطرف لے جاتا ہے نکلتا ہے یہ اسلئے کہ یقینی بات ہے کہ اہل قرآن اہل اللہ اور اہلحدیث اہل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں چنانچہ اس بات میں کسی نے شعر کہا ہے کہ اہلحدیث آنحضرت صلعم کے اصحاب ہیں کیونکہ اگرچہ انہوں نے آنحضرتؐ کی ذات شریف کی صحبت نہیں پائی لیکن آپکے انفاس قدسیہ یعنی کلمات طیبات کے تو ہم صحبت ہیں اھ کلام الملا علی القاریؒ "

شعر مذکور مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے بھی رسالہ عجالہ نافعہ اصول حدیث میں نقل فرمایا ہے۔

تنبیہ یہ ملا علی قاری وہ بزرگ ہیں جن کو خود مولوی نعیم الدین نے فرائد النور صـ۲۲ میں علامہ فاضل فہامہ کامل علی بن سلطان محمد القاری رحمہ اللہ الباری۔ لکھا ہے بے شک ایسے الفاظ خبیثہ مردودہ طریقہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بکنا اللہ تعالیٰ کے غضب کا سبب بن سکتا ہے اگر آسمان سے اس پر آگ اور پتھر برسیں تو کم ہیں اور عقاب یوم العذاب کہیں اس سے زائد ذلت کی مار ہے۔

فتوی مردودہ بالفاظ ناشائستہ مولوی نعیم الدین کی تردید بجمال لبسط صـ۲۲۴-۲۲۸ میں مفصل مدلل دندان شکن اور مسکت معہ ثبوت سنیت رفعیدین کے گزر چکی ہے ناظرین اہل دیانت وانصاف اس کی طرف رجوع فرمالیں۔

پس واضح ہوگیا کہ علماء اکابر دیوبند اور اہل حدیث معتقدین مولانا شہید مرحوم کو کافر و مردود

خارج از اسلام کہنے کی کوئی وجہ ہرگز سوائے ظلم و عناد حسد و بغض، نفسانیت و فتنہ و فساد حب جاہ و شہرت اور دنیا طلبی کے نہیں ہو سکتی لہذا خود الٹے انہیں پر ان کے الفاظ و اقوال مردودہ خبیثہ لوٹیں گے۔ وما علینا الا البلاغ - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب۔

مکتوب شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی در مدح مولانا شہید و مولانا عبدالحی رحمہم اللہ تعالیٰ

آخر میں حسب وعدہ (صفحہ ۸۱۵) خاتمۂ کتاب میں مولانا شہید مرحوم کے فضائل علم و کمالات و مناقب میں آپ کے تایا ابا بزرگوار شیخ و استاد حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی کا مکتوب گرامی ناظرین کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے جو بفضلہ تعالیٰ مہری فیصلہ ثالثی ہے واقعہ یوں ہوا کہ شاہ صاحب کے زمانہ میں ایک مولوی یار علی صاحب مانکپوری شاگرد مولانا بحرالعلوم نے یہ فتویٰ دیا کہ اہل ہند پر حج فرض نہیں ہے اس کے جواب میں مولانا شہید مرحوم اور مولانا عبدالحی دہلوی مرحوم نے جس زمانہ میں آپ ہمراہی قافلہ حضرت سید احمد صاحبؒ کے لکھنؤ تشریف فرما تھے فرضیت حج کا فتویٰ تحریر فرمایا وہ دونوں فتویٰ جناب شاہ صاحب موصوف کی خدمت میں بھیجے گئے اس کے جواب میں شاہ صاحب نے منشی نعیم الدین خانصاحب مرحوم کو جو خط تحریر فرمایا حسب ذیل ہے۔ جس طرح منشی صاحب مرحوم نے حضرت سید احمد صاحبؒ کے کمالات و مکاشفات کے متعلق بھی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحبؒ سے اسی وقت قیام لکھنؤ کے اثنا میں تصدیق چاہی تھی اور اس کا جواب بھی شاہ صاحب موصوف نے بہ بسط تحریر فرمایا تھا جو بجواب مولوی نعیم الدین آپ پر صفحہ ۹۷ ۔ ۹۸ میں منقول ہو چکا ہے ناظرین اس کو بھی مکرر ملاحظہ فرمالیں۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم منشی صاحب عالی مراتب مجمع محاسن و مناقب سلمہ اللہ تعالیٰ از فقیر عبدالعزیز بعد ابلاغ سلام مسنون و دعوات خیر مقرون مکشوف خاطر دوستی ذخائر باد رقیمۂ کریمہ ایشان معہ دو عدد قطعہ استفتاء در مقدمہ فرضیت حج بر باشندگان

(حاصل ترجمہ) فقیر عبدالعزیز کی طرف سے بعد پہنچے سلام مسنون کے خط آپ کا معہ دو قطعۂ استفتا دربارہ فرضیت حج ہندوستان والوں پر اور اس میں بعض بعض لوگوں کا اختلاف کرنا جو عدم فرضیت حج کے ہندوستانیوں کے لئے قائل ہیں۔ مضمون سوال کا ایک

هندوستان واختلاف نمودن بعض بعض
کسانیکه اوشان برعدم فرضیت حج
هندوستانیان قائل اند بمضمون سوال
واحد وجوابات یکی دستخطی دانایان غریب
ساکنان نواحی وجوار و دوم مہری شیخ
الاسلام مولوی عبدالحی صاحب وتصحیح
حجۃ الاسلام مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
زادهما الله علماء وفضلاء کما لا حصول
فرحت شمول نموده برمضامین مندرجہ آنہا
اطلاع گردید مشفق من از فحاوی مضامین
جواب اول چنان مستنبط میشود که
بزرگان مذکور بجز دو چہار فتاوی معروفه
که سند آنہا پیش واقفان این فن ظاہر و
باہر است ندیده اند غرضکه از ادراک
کتب دینیه معتبره که مدار دین متین بر
آنست بہره وافی نمیدارند و از تحصیل
علم فقه واصول ذخیره نبسته اند محض صرف
اوقات در تحصیل منطق نموده اند و درستی
اسنهم بمواجہ ماہران فن مذکور محال واشکال
است دریں صورت سند اقوال قبیحه شان
ساقط از پایۂ اعتبار تصور توان کرد و بر احکام
آنہا عمل نمودن سراسر راه ضلالت و
بطالت پیمودن است ازیں عقاید
شنیعه حق سبحانه وتعالی جمیع مومنین
را مامون ومحفوظ دارد وتوفیق طاعت

اور جواب ایک دستخطی دانایان غریب
ساکنان نواحی وجوار کا۔ اور دوسرا
مہری شیخ الاسلام مولوی عبدالحی صاحب
اور تصحیح حجۃ الاسلام مولوی محمد اسمٰعیل صاحب
کا زادهما الله علماء وفضلاء دکما لا
حصول فرحت شمول ہوا ان کے مضامین
سے اطلاع پائی مشفق من بمضامین مندرجہ
جواب اول سے ایسا پایا جاتا ہے
کہ بزرگان مذکور نے بجز دو چار معروف
فتاوؤں کے کہ سند ان کی اس فن کے
واقفان کے روبرو ظاہر و باہر ہے اور
کچھ نہیں دیکھا ہے غرضیکہ کتب دینیہ معتبرہ
کے معلوم کرنے سے کہ مدار دین متین کا
اسی پہ ہے پورا حصہ نہیں رکھتے ہیں اور
تحصیل علم فقہ اور اصول سے ذخیرہ نہیں
حاصل کیا ہے محض صرف اوقات تحصیل
منطق میں کی ہے اور ان کی درستی بھی
ماہران فن مذکور کے روبرو محال اور
مشکل ہے ایسی صورت میں اسناد ان
کے اقوال قبیحہ کا پایۂ اعتبار سے ساقط تصور
کرنا چاہئے اور ان کے احکام پر عمل کرنا سراسر
راہ گمراہی اور طریقہ باطل پر چلنا ہے ان عقائد
شنیعہ سے حق سبحانہ وتعالی تمام مومنین کو
امن اور حفاظت میں رکھے اور اپنی فرمانبرداری
کی توفیق نصیب فرمادے۔ جواب دوسرا

خود روزی کند۔ جواب ثانی نوشتہ تاج
المفسرین وفخر المحدثین سرآمد علمائے
محققین مولویین موصوفین مطابق وموافق
احادیث نویہ وکتب اصول معتبرہ فقہیہ
است چنانچہ مقابل مہر ودستخط شان
تصحیحاً مہر خود ثبت کردہ شد ملاحظہ باید
فرمود تاکہ اطمینان کلی خواہد گردید و فرستادن
استفتائے مذکور در صورت بودن مہر و
دستخط برخورداراں ممدوحین احتیاج
نداشت چراکہ ایشاں در علم تفسیر و
حدیث وفقہ واصول ومنطق وغیرہ
از فقیر کمتر نیستند مہر ودستخط شان گویا
مہر ودستخط فقیر است وعنایت جناب
باری عز اسمہ کہ شامل حال مولویین
موصوفین ست شکر این نعمت عظمیٰ ادا
کردن نمیتوانم حق جل وعلےٰ زیادہ تر ازیں
بمراتب علیا فائز گرداند وبرائے
اشخاص مبین اصل شریعت جمیع مومنین
را ہمیں عنایت الٰہی خواستن موجب
نجات اخروی ست مخلص من! مولویین
ممدوحین را یکے ز علمائے ربانی تصور یدہ
ہر چہ احتیاج ان محالی باشد روبروئے
ایشاں پیش خواہند کرد۔ انشاء اللہ العزیز
ہمہ شکوک وضجان دفع خواہند گردید
عنایت فرمائے من! اگرچہ چنیں کلمات

لکھا ہوا تاج المفسرین اور فخر المحدثین سردار
علمائے محققین مولویین موصوفین کا مطابق
اور موافق احادیث نویہ اور کتب اصول معتبرہ
فقہیہ کے ہے چنانچہ ان کی مہر و دستخط کے ساتھ
تصحیحاً اپنی مہر لگائی گئی ملاحظہ فرمالینا چاہیے
تاکہ پورا اطمینان ہو جاوے اور بھیجنا استفتاء
مذکور کا در صورت ہونے مہر و دستخط برخورداران
ممدوحین کے کسی قسم کی حاجت نہیں رکھتا کیونکہ
وہ علم تفسیر اور حدیث اور فقہ اور اصول
اور منطق وغیرہ میں فقیر سے کمتر نہیں ہیں مہر اور
دستخط ان کے گویا مہر اور دستخط فقیر کے ہیں اور
عنایت جناب باری عز اسمہ کی کہ شامل حال
مولویین موصوفین کے ہے شکر اس نعمت
عظمیٰ کا میں نہیں ادا کرسکتا حق جل وعلےٰ اس سے
بھی زیادہ مراتب علیا کے ساتھ سرفراز فرماوے
اور واسطے اشخاص بیان کرنے والے اصل
شریعت کے جمیع مومنین کو اسی عنایت الٰہی
کا چاہنا موجب نجات آخرت کا ہے مخلص من!
مولویین ممدوحین کو علمائے ربانیین میں
سے تصور کرنا چاہیے جو حاجت کہ نا ہموار
مشکل سے مشکل ہو ان کے روبرو پیش کرنا
چاہیے انشاء اللہ العزیز تمام شکوک وضجان
دفع ہو جاویں گے عنایت فرمائے من اگرچہ
اس قسم کے کلمات کو بظاہر تعریف و
توصیف پر تصور کرو گے لیکن اظہار کرنا

رابظاہر تعریف وتوصیف خود تصور توان
کرد لیکن اظہار امرحق بروا تقفان واجب و
لازم است لہذا چشم پوشی درحق مناسب
ندانستم وہر دو استفتا بلفت تہمہ ہذا ہمیر سند
زدر سیدش مطلع خواہند نمود این
وقت بسبب ضعف طبیعت بہر ہمیں قدر
اکتفا کرد والاجمال عند کومعنو عن التفصیل
واللہ تعالی یقول الحق وھدی السبیل
السلام علیکم وبارک اللہ فی معاشکم ومعادکم
لکد اینکہ انتظار باید کشید کہ اشخاص معلوم در
عرصہ قریب التوائے معانی صوم و صلوۃ
بر ہندوستانیاں خواہند نوشت بدلیل
آنکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در ہند تشریف
فرما نشدہ اند وبرائے معافی زکوۃ اولی
باشد فقط انتہی (عبارت لفافہ) لفافہ ہذا
در بلدہ لکھنؤ در سرائے معالی خاں رسیدہ
"بسامی مطالعہ منشی صاحب نعیم الدین
برادر مولوی خیرالدین صاحب"۔

امرحق کا دا تقفان پر واجب اور لازم
ہے لہذا چشم پوشی حق میں
مناسب نہیں جانتا اور ہر دو لوں
استفتاء لفافہ مرقومہ ہذا جس وقت پہنچیں
اس کی رسید سے مطلع کریں اس وقت
بسبب طبیعت کے اسی قدر پر اکتفاء کیا گیا
مگر یہ کہ انتظار کرنا چاہیئے کہ اشخاص معلوم
(مجیب اول) عرصہ قریب میں التوائے
معافی روزہ نماز کی ہندوستانیوں پر لکھنا
چاہیں گے اس دلیل سے کہ پیغمبر صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہندوستان میں تشریف فرما
نہ ہوئے! اور زکوۃ کے لئے معافی بدرجہ اولی
ہوگی! فقط،، لفافہ ہذا در شہر
لکھنؤ در سرائے معالی خان
پہنچے مطالعہ گرامی منشی صاحب
منشی نعیم الدین خان برادر
مولوی خیرالدین صاحب"۔

سند اس خط کی نقل دیوان شمس الدین صاحب دیوان ریاست جیپور کی بیاض
میں موجود ہے اور وہاں سے بواسطہ مولوی کریم بخش صاحب ساکن جوہری
بازار واقع جیپور جناب مولوی امیر احمد صاحب مرحوم سہسوانی کے پاس پہنچا اور یہی خط
بے کم وکاست منشی امجد صاحب مہتمم محکمہ مناسب واقع ریاست بھوپال کے پاس بھی موجود
ملا اور بعض روساء بریلی کی بیاض میں بھی اس خط کی نقل ملی اور مولانا امیر حسن مرحوم
نقل کرتے تھے کہ یہ اصل خط مولوی تراب علی صاحب لکھنوی کے پاس موجود تھا ہم نے
بچشم خود دیکھا تھا واللہ تعالی اعلم فقط (رسالہ ہدایت ص ۹۳ مصنفہ محی السنۃ قامع البدعۃ.

حضرت استادی مولانا مرزا حفیظ اللہ بیگ صاحب مرحوم مراد آبادی مطبوعہ مطبع احتشامیہ مراد آباد محرم الحرام ۱۳۰۹ھ مطابق اگست ۱۸۹۱ء [۱]

تصدیق وتائید خط ہذا از

سوانح مولانا سید میاں محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلویؒ تلمیذ رشید حضرت میاں صاحب مولانا شاہ محمد اسحاق صاحب محدث دہلویؒ نواسہ وجانشین مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ خط بالا مذکورہ موسومہ الحیاۃ بعد المماۃ (ص۱۰۹) میں بچشم دید مندرجہ ذیل الفاظ میں اس خط کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

"سید احمد صاحب کا مشن ہدایت خلق کے لئے دورہ کرتے کرتے جب لکھنؤ پہنچا اور وہاں کے علماء کے کانوں میں ایسی صدائیں پڑنے لگیں جس کے سننے کے وہ لوگ خوگر نہ تھے تو ایک بزرگ مولوی خیر الدین صاحب نے جناب شاہ عبد العزیز صاحب کے حضور میں ایک استفتاء بھیجا جس کے آخر میں ان کی جو غرض اصلی تھی اس کو بھی لکھ دیا کہ مولوی اسمٰعیل صاحب وغیرہ نے جو سفر کیا ہے اور وعظ وتذکرہ کر رہے ہیں آپ کی اجازت سے یا اپنے ارادہ سے؟ اس کے جواب میں شاہ صاحب نے بغیر اس کے کہ ان کے فتوی کا جواب لکھیں صرف اس قدر اپنے دست خاص سے لکھا (جس کو جامع اوراق نے بچشم خود دیکھا ہے اور جس کا حاصل یہ ہے) کہ برخوردار ان عبد الحی واسمٰعیل درحالیکہ وہاں موجود ہیں تو اس فقیر کو جواب استفتاء کی تکلیف دینی فضول ہے جو کچھ دریافت کرنا ہو ان لوگوں سے دریافت کر لیجئے ان کا کہنا عین فقیر کا کہنا ہے فقط۔"

نیز تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص۲۷ مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ میں بالفاظ ذیل مذکور ہے۔

"ایک بار یہ دونوں حضرات لکھنؤ تشریف لے گئے تھے وہاں پہنچ کر اہل ہند پر حج کی فرضیت کا مسئلہ بیان فرمایا۔ لکھنؤ کے علماء ان کے مخالف ہوئے اور دلیل پکڑی ان ضعیف فقہیہ روایتوں کی جن میں دریائے شور (کہ مابین ہند وحجاز حائل ہے) مخل امن طریق لکھا ہے غرض یہ بات ٹھیری کہ شاہ عبد العزیز صاحبؒ کا قول دونوں فریق فیصلہ سمجھیں چنانچہ اہل لکھنؤ نے شاہ صاحب کو لکھا وہاں سے جواب آیا کہ ان دونوں صاحبوں کو میرا قائم مقام سمجھو اور فقیر کی رائے بھی یہی ہے کہ اہل ہند پر حج فرض ہے فقط۔"

ناظرین کرام پر مانند آفتاب وماہتاب کے روشن ہوا کہ جناب شاہ صاحبؒ نے مولانا شہید

---

[۱] نیز ملاحظہ ہو سیرت سید احمد شہید (از مولانا ابو الحسن علی صاحبؒ ندوی) ص ۲۱۸ - ۲۲۰ ج ۱ (ع - ح)

ومولانا عبدالحیؒ مرحوم کے علم وفضل کمالات وذہانت فہم وذکاوت کا اعتراف فرماکر شیخ الاسلام وحجۃ الاسلام، تاج المفسرین وفخر المحدثین، سرآمد علمائے محققین، علمائے ربانیین سے ملقب فرمایا۔ ان کے جواب ومہر ودستخط کو اپنا ہی جواب ومہر ودستخط قرار دیا۔ جناب باری تعالیٰ عز اسمہ کی عنایت جو شامل حال دونوں کے ہے اس کے شکریہ سے اپنے آپ کو قاصر فرمایا۔ علم تفسیر وحدیث فقہ واصول منطق وغیرہ میں اپنے آپ کو دونوں سے کمتر بتایا۔ ہر مسئلہ مشکلہ لاینحل وشکوک وخلجان میں مولانا شہید ومولانا عبدالحی ممدوحین وموصوفین مرحومین کی طرف رجوع کرنے کا ارشاد فرمایا۔ ان تمام امور حقہ کا اظہار اپنے ذمہ واجب ولازم قرار دیا جس سے چشم پوشی کسی طرح مناسب نہ سمجھی گئی۔ یہ سب خلاصۂ ارشادات جناب شاہ صاحب رحمہ اللہ العزیز ہے جس سے کسی منصف متدین کو بوجہ تصدیقات وسند شہادات وتائیدات کے کسی طرح کا انحراف وانکار نہیں ہو سکتا الا یہ کہ کوئی معاند ومتعصب ہو!

خاتمۂ کتاب! الحمد للہ وحدہ لا شریک لہ فی ذاتہ وبجمیع صفات کمالہ وہ اپنی ذات وصفات کمال میں یکتا ہے کوئی اس کا ذرہ بھر شریک نہیں وہ شہنشاہ عالم ہر شئے میں خود مختار وقادر ہے اس نے اپنے فضل وکرم سے بنی نوع انسان کے لئے اپنا محکم قانون بھیجا۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ

وفی کل شیء لہ آیۃ تدل علی انہ واحد

اسلام حق تعالیٰ عزّ شانہ کی توحید اور اس کے تمام احکام امر ونہی رضامندی وناراضامندی سب کتاب اللہ اور طریقہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں منحصر وموقوف ہے اس سے انحراف وروگردانی خصوصاً مسلمانوں کے لئے موجب ضلالت وگمراہی ہے اس کی تفصیل تقویۃ الایمان اور اس کی تکمیل توضیح اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان میں اس انداز سے توفیقہ تعالیٰ کردی گئی کہ بایدوشاید ۱۳۵۱ھ لغایت ذی الحجہ ۱۳۵۵ھ چار سال سے زائد میں بحمد اللہ پوری ہو چکی۔ جس میں ہر قسم کی رسومات شرکیات وبدعات، تقلیدات ممنوعہ سے مسلمانوں کو باز رکھ کر خالص توحید واتباع طریقہ سنت مدلل قرآن واحادیث کی تاکید وترغیب جتاکر مخالفین پر اتمام حجۃ کیا گیا۔ مزید برآں ائمہ سلف صالحین اولیاء کاملین اور علمائے دین میں ہر فرقہ کے مقتدایان کے مسلمات سے حوالجات اس قدر

تفصیل سے مرقوم ہیں کہ ہرگز کسی دوسری تالیف و تصنیف میں اتنا ذخیرہ فراہم نہیں ہے ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ناظرین بچشم انصاف و تدبّر ملاحظہ فرمالیں:

جس بحر ذخار کے قطرات کا ادنیٰ نمونہ یہ ہے کہ رسومات شرک و بدعات کے زہریلے اثرات کی جڑ اور اصلی بنا قبر پرستی کے جملہ ٹھاٹ ہیں لیکن قبروں کو پختہ مزین حتیٰ کہ کچی قبر بھی ایک بالشت سے زائد اونچی بنانا حدیث و فقہ میں منع ہے جو قبر شکستہ ٹوٹی پھوٹی ہوتی ہے اس پر حق تعالیٰ کی رحمت برستی ہے پھر چہ جائے کہ ان پر نذر و نیاز چڑھانا منتیں مرادیں ماننا ان کو عالم الغیب جان کر ندائیں فریادیں کرنا ۔ باوجود ان تمام خرافات میں مبتلا ہوتے ہوئے پھر شفاعت پر اعتماد و بھروسہ کرنا حالانکہ سوائے مالک الملک عز شانہ کے کسی کو عالم میں ذرّہ بھر کسی چیز کا اختیار نہیں ہے ہر امر میں سب اسی کے محتاج ہیں ۔ وہ خداوند عالم ہر شئی پر قدرت تامہ رکھتا ہے بایں ہمہ اس کے صالحین فرمانبردار بندے حضرات انبیاء صدیقین ، شہداء ، اولیاء کاملین محدثین و مجتہدین تمام لوگوں سے افضل و برتر اور اعلیٰ و اشرف ہیں ان کی فرمانبرداری تعظیم و تکریم حد اعتدال افراط و تفریط سے بچ کر مطابق قرآن و حدیث لازم جزو ایمان ہے ۔ جو مردود اس میں کوتاہی کرے بے ایمان واصل جہنم ہے ۔

علیٰ ہذا بکثرت بدعات نکالکر تیجہ دسواں عرس برسی وغیرہم طریقہ سنت کی مخالفت کرکے بے بنیاد انکو اصل دین اسلام سمجھا جانا سراسر اسلام میں رخنہ اندازی اور بغاوت کرنا ہے یہی تمام گمراہیوں کا منبع ہے کہ نہ اسکی نماز قبول نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ نہ فرائض نہ نوافل اور نہ صدقات اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جسطرح بال آٹے میں سے صاف نکل آتا ہے اسی کی تفصیل سارے ائمہ دین مسلمات سے قطعاً ثابت و منقول ہو چکی اگر انہیں امور اعتقادیات اور اعمال امر و نواہی سے کوئی بزعم باطل اخبث خود کافر و مرتد ہو جاتا ہے تو تمام امت مرحومہ کے مقتدایان از سلف تا خلف کا اور خود فرقہ بریلویہ کے مولوی نعیم الدین کا بقول خود من شک فی کفرہ نقل کفر کا یقیناً الٹا مرتکب ہونا پڑے گا ۔

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطأنا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین ۔ شفیع المذنبین الموحدین سیدنا و مولانا محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وصحبہ المکرمین واتباعہ المعظمین اجمعین ۔